UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226524
UNIVERSAL
LIBRARY

ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

[illegible]

ایڈیٹر ... حسین خان

[illegible]

... اللہ تعالیٰ ...

[illegible]

... رسالہ ... پوسٹ بکس ... دہلی

[illegible]

تفسیر صفحہ ہذا۔ ف ارشاد فرماتے ہیں کو جزا ما یستہزئون کی قیامت والے دن کفار کو معلوم ہو جائے گی کفار سوال کیا کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی تو اے ہمارے نبی ان سے کہ دیجئے کہ قیامت جب آئے گی تو تم کو اس مسخرے پن کا مزا آ جائے گا ۱۲ منہ ف اور وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو تو عذاب سے کیا بچائیں گے خود ان کا تو یہ حال ہے کہ اگر ان پر مصیبت پڑے تو نہ آپ اپنی مدد کے قابل اور نہ کسی دوسرے کی مدد کر سکیں تو بھلا ایسے مجبور کیا معبود ہو سکتے ہیں یا دوسرے جملہ کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں ۱۲ منہ رح

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

پھر نہ سکیں گے پھیر دینا اس کو اور نہ وہ ڈھیل دیے جائیں گے ف اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا تھا

پھر نہ اس کے ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی اور آپ سے پہلے جو

بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ

ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس گھیر لیا ان لوگوں کو کہ ٹھٹھا کرتے تھے ان میں سے اس چیز نے کہ تھے ساتھ

پیغمبر گزرے ہیں ان کے ساتھ بھی کفار کی طرف سے تمسخر کیا گیا تھا سو جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان پر وہ عذاب واقع ہو گیا جسے

يَسْتَهْزِئُونَ ۝ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۚ

اس کے ٹھٹھا کرتے کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات اور دن اللہ سے

ساتھ وہ استہزا کرتے تھے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمن (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت

بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن

بلکہ وہ یاد پروردگار اپنے کی سے منہ پھیرنے والے ہیں ف کیا واسطے ان کے معبود ہیں کہ منع کرتے ہیں ان کو دوسرے

کرتا ہے [illegible] بلکہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے روگردانی کئے ہیں کیا ان کے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہیں کہ (عذاب) سے بچا سکتے

بس یہی وہ قرآن شریف ہے جو چھپنے سے پہلے ہزاروں ہدیہ ہو گیا۔ اب جب چھپکر تیار ہوا۔ تو

سبحان اللہ [illegible] آج ہندوستان بھر میں اس سے بہتر قرآن شریف اس ہدیہ کا نہیں ہے اور ہو بھی کیونکر اس قدر [illegible] اگر ایک کاغذ بھی خراب ہوا اور رد کر دیا گیا ۔

نمونے قرآن شریف بہت اعلیٰ [illegible] کاغذ البتہ قریب قریب ویسا ہی ہے ہر ایک نہیں ہزاروں ہزار دیکھ [illegible] حضرت یہ ناممکن ہے کہ ایک قرآن شریف نکال کر آپ خاموش ہو جائیں۔ [illegible] ہندوستان بھر میں شہرت ہو گئی ۔

یہ دو ترجمہ والا خوشنما اعجاز بیان قرآن معہ تفسیر اصح البیان از مفسر علامہ عبد الماجد ناظم جمعیۃ علماء دہلی

ترجمہ [illegible] شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی قدس سرہ [illegible] مسلمانوں کے تمام فرقوں میں مستند اور مقبول [illegible] مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی

مع مقدمہ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی قبلہ مد ظلہ شیخ التبلیغ

مقدمہ خواص القرآن۔ برہان القرآن۔ تاریخ القرآن۔ فوائد القرآن۔ اعمال القرآن۔ رموز القرآن۔ تعبیر نامہ خواب وفالنامہ قرآنی

[illegible] الفاظ کی نشست حرفوں کی موزونی کاغذ کی نفاست [illegible] مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ [illegible] ابن کثیر۔ خازن۔ [illegible] ہر تفسیر [illegible] مقدمۃ القرآن [illegible] اس مقدمہ کا یہ ہے [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور صلحاء [illegible] تفصیل [illegible] خلفاء راشدین ترتیب قرآن شریف وغیرہ [illegible] خواص القرآن [illegible] معانی قرآن کی مفصل فہرست [illegible]

ان تمام خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف مجلد چرمی [illegible] للعہ محصول علاوہ { ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی }

بسم اللہ الرحمن الرحیم — ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی دہلی

Checked 1975

ماہوار مذہبی رسالہ جو ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو جید برقی پریس دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۲ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۱

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر، واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ قال اللہ تعالیٰ وتبارک فی القرآن المبارک ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔ یا معشر المسلمین۔

حمد وثنا بیان کرو اس خداوند علیم وحکیم کی جس نے انسان کو اپنی تمام مخلوقات پر شرافت سے سرفراز فرمایا اور اس کو "لقد کرمنا بنی آدم" کے لقب سے ممتاز فرما کر اپنی عبودیت اور بندگی کے لئے مخصوص فرمایا اور تمام کائنات کو انسان کا تابع فرمان بنا کر انسان کو اپنی فرمانبرداری کا حکم دیا اور سوائے اپنی بندگی اور عبادت اور غلامی و محکومیت کے زمین و آسمان کی ہر اک قوت سے تمرد و سرکشی کا امر فرمایا کیونکہ خدائے قدوس اپنی محکومیت کے زمین و آسمان کی ہر اک قوت سے تمرد و سرکشی کا امر فرمایا کیونکہ خدائے قدوس اپنی محکومیت کے سوا دوسرے کی محکومیت کو شرک سے تعبیر فرماتا ہے اور شرک ہی وہ معصیت وہ جرم ہے جو خدائے وحدہ لاشریک لہ کے نزدیک ناقابل عفو و درگزر ہے اور جس کے متعلق صاف و صریح احکام ہیں کہ سب گناہ معاف کر سکتا ہے کیونکہ غفور رحیم ہے مگر ایک شرک ہی وہ معصیت ہے جس کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

اور درود وسلام بھیجو اس نبی کرم اور رسول محترم پر جس کو حق کی منادی کرنے کے واسطے ہم ہی میں سے خدا نے مبعوث فرمایا اور جس نے انسان اور خدا کے درمیان عبد و معبود کے رشتہ کو واضح کیا اور عبودیت و بندگی کے فرائض سے انسان کو آگاہ کیا اور شرک کی سرکشی و تمرد سے اس کو بچا کر صحیح راستہ دکھلایا اور انسان کو انسانی شرف کا احساس دلایا اور اس کو جتلایا کہ نہ صرف ایک خدا کا بندہ اور محکوم ہے اور کسی دوسری طاقت کا غلام نہیں ہے اور اگر خدائے واحد کے سوا کسی اور کو اس نے اپنا آقا اور حاکم بنایا

اور کسی دوسرے کے سامنے گردن جھکائی تو وہ تمرد و سرکشی کی گردن ہوگی آج کے خطبہ میں اسلام کی اصل حقیقت کی طرف چند اشارات کرنے مقصود ہیں اور یہ بتلانا پیش نظر ہے کہ اصل اسلام کی روح کیا ہے اور ہم کیونکر اصل اسلام کی حقیقت سے روشناس ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرات اسلام نام ہے توحید خالص کا اور توحید ہی وہ اصل اساس اسلام ہے کہ اگر اس کی ٹھیک حقیقت ہم پر منکشف ہو جائے تو تمام حقائق اس طرح ہماری آنکھوں کے سامنے آجائیں جس طرح آفتاب کی روشنی میں مرئی اشیا چشم بینا کو نظر آجاتے ہیں توحید کے معنے یہ ہیں کہ خدائے قادر مطلق و مختار کل کو ایک ماننا ایک سمجھنا ایک دیکھنا اور ایک ہی تسلیم کرنا اور اس طرح تسلیم کرنا کہ تمام اعمال و افعال اور اقوال خدائے واحد کی وحدت کے آئینہ دار رہ جائیں اور ہمارے کسی عمل کسی فعل اور کسی قول سے توحید کی تردید اور دوئی کی تائید نہ ہو ہمارا ہر ایک عمل وحدت کا موید ہر اک فعل توحید باری کا مثبت اور ہر ایک قول اس وحدہ لاشریک لہ کی وحدانیت کا منادی ہو اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب توحید الٰہی کا نشہ ہماری رگ و پے میں سرایت کر جائے اور شرک کی برائی اپنی پوری وسعت کے ساتھ ہمارے ذہن نشین ہو جائے۔

برادران اسلام! توحید خالص کی حقیقت اگر اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے تو شرک کی برائیوں سے ہم خود بخود آگاہ ہو سکتے ہیں اور اگر شرک کی عظیم قباحتوں اور اس کی وسیع برائیوں سے ہم آگاہ ہو جائیں توحید کی حقیقت جلد ہم پر منکشف ہو سکتی ہے اس لئے اس مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر ہم کو وسعت نظر کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔

خدا کی وحدانیت کے تسلیم و اقرار لسانی کا جہاں تک تعلق ہے کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو اس معیار پر پورا نہ اترتا ہو۔ حقیقتاً وہ شخص اپنے آپ کو سرے سے مسلمان ہی نہیں کہہ سکتا جو کم از کم توحید باری تعالیٰ کا زبانی اقرار نہ کرے اور اس کا عقیدہ قلبی ہی یہ نہ ہو مگر صرف اسی قدر کافی نہیں ہے اور اسلاف کرام جو خدا کی بنائی ہوئی زمین کے اوپر اور اس نیلگوں آسمان کے نیچے آفتاب

ماہتاب بنکر چمکے اور خدا کی نعمتوں اور برکتوں کے مستحق ہوئے اور ان پر اس قدر فیوض و برکات خداوندی نازل ہوئے کہ آج تک ان کا چشمۂ فیض جاری ہے اور تشنگان معرفت الٰہی ان چشموں سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں لیکن یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ بزرگان دین کو جو مراتب حاصل ہوئے وہ صرف زبانی اقرار اور قلبی عقیدے ہی کی وجہ سے حاصل نہیں ہوئے بلکہ توحید الٰہی کی حقیقت راسخہ کے ہر رگ و پے میں سرایت کر جانے کی بدولت یہ مراتب حاصل ہوئے تھے ان کی روح کا ہر ایک ریشہ توحید کی معرفت سے سرشار تھا اور شرک کی گندگی سے بیزار ایاک نعبد و ایاک نستعین کا ورد صرف نماز کے اندر ہی نہیں کرتے تھے بلکہ نعبد اور نستعین کی حقیقت ان کے قلب و روح پر نقش تھی اور ان کے ہر قول و فعل و عمل سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا تھا۔

برادران اسلام! یہ توحید باری کی حقیقت راسخہ ہی تھی جس نے ہمارے اسلاف کرام پر دنیا اور دین کی نعمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیئے تھے دینی حیثیت سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے خلعت سے سرفراز ہوئے اور دنیاوی حیثیت سے زمین کی وراثت اور خلافت الٰہی کے مستحق ہوئے اور ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کی بشارت کے مطابق خدا کی وسیع زمین نے اپنے خزانے ان کے لئے اگل دیئے اور آج ہماری بدبختیوں اور زبوں حالیوں کی وجہ یہ ہے کہ توحید باری کی اس حقیقت سے ہم ناآشنا ہو گئے ہیں جس سے ہمارے اسلاف کے سینے معمور تھے اور توحید کی قوت و طاقت منزہ سے ہمارے قلوب خالی اور ہماری روحیں غیر متعارف ہیں یہ توحید ہی کی قوت تھی کہ ان کو دنیا کی تمام قوتوں سے بےخوف بنا دیا تھا اور انہوں نے چند دنوں میں نصف دنیا کو فتح کر لی تھی جس طرف وہ اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھاتے تھے ادھر کی زمین اپنا سینہ کھول دیتی تھی اور اپنے بازو پھیلا کر ان کا استقبال اور خیر مقدم کرتی تھی ان کے دلوں سے ماسوی اللہ کا خوف اور ڈر نکل گیا تھا اور صرف اللہ ہی کا خوف باقی رہ گیا تھا جس ایک ذات قدوس کے سوا سب کے سامنے مغرور بنا رکھا تھا وہ صرف ایک ذات قیوم و قادر کے سامنے گردن جھکاتے تھے اور سب کے سامنے ان کی گردن فخر و غرور سے اکڑی رہتی تھی چونکہ انہوں نے کبھی کسی غیر اللہ کے سامنے گردن نہیں جھکائی اس لئے دنیا کی سب قوتوں اور طاقتوں نے ان کے سامنے گردن جھکا دی تھی بحر و بر اور خشک و تر میں ہر جگہ ان کا جھنڈا لہراتا تھا اور باطل کی تمام طاقتیں ان کے سامنے سربسجود ہو گئی تھیں کیونکہ اپنی قوتوں اور طاقتوں سمیت خدائے واحد کے سامنے سربسجود ہو گئے تھے۔

برادران اسلام! اگر ہمارے سینے بھی توحید خالص سے معمور ہوتے تو آج جس دینی اور دنیاوی ذلت و پستی کے غار ہلاکت میں ہم گر پڑے ہیں ہرگز نہ گرتے چونکہ ہمارے دل توحید خالص سے خالی ہو گئے ہیں اور ہم اللہ کے سوا ہر ایک غیر اللہ سے ڈرنے لگے ہیں اور ہر کس و ناکس کو اپنا معبود باطل بنا لیا ہے اور مادی طاقتوں سے مرعوب ہو کر جو رشتہ خدائے واحد سے جوڑنا چاہیے تھا وہ اس سے توڑ کر دوسروں سے جوڑ لیا ہے اس لئے خدائے قادر و قیوم کی نصرت بخششوں نے بھی ہم سے منہ موڑ لیا ہے اور ہم کو باطل کی قوتوں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے ہماری حالت اس قدر نار و زبوں ہو چکی ہے کہ مرد

اور زندہ پیر و پیغمبر کے سامنے عجز و نیاز سے گردن جھکا دیتے ہیں اور وہ گردن جو کبھی قیصر و کسریٰ کے درباروں میں نہیں جھکی آج ایک معمولی گورے کے سامنے اس طرح جھک جاتی ہے گویا ہمارا خدائے حقیقی وہی ہے۔ وہ قلوب جو صرف قوانین الٰہی کی عظمت و قدوسیت سے معمور تھے اور جن قلوب میں قانون الٰہی کے سوا کسی دوسرے قانون کی گنجائش نہیں تھی آج ان میں اللہ کے قانون کی کوئی عظمت نہیں رہی اور اس کی جگہ ہر ایک باطل کے قانون نے لے لی ہے۔ ہم چوری اگر نہیں کرتے تو اس لئے نہیں کہ خداوندی قانون قطع ید کی سزا دیتا ہے بلکہ اس لئے نہیں کرتے کہ جیل کا خوف ہے۔ ہم زنا بالجبر سے اس لئے پرہیز نہیں کرتے کہ خدا نے سو درے اور محصنہ کے ساتھ سنگساری کی سزا مقرر کی ہے بلکہ اس لئے پرہیز کرتے ہیں کہ قانون حکومت کہ قانون حکومت قید بامشقت کی سزا دیتا ہے اور قتل مومن سے اس لئے اجتناب نہیں کرتے کہ من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم کی وعید موجود ہے بلکہ پھانسی کا خوف دامنگیر ہے اور سباب مسلم سے اس لئے نہیں بچتے کہ سباب المسلم فسوق کا حکم ہے بلکہ سزائے قید و جرمانہ کا خوف ہم کو اس سے باز رکھتا ہے اور اسی طرح بعض اوامر الٰہیہ ہیں جو قانون وقت کے خلاف ہیں اور چونکہ ان کی بجا آوری سے خوف ہے کہ قید و بند میں مبتلا نہ ہو جائیں اس لئے ترک اوامر کو ہم نے افضل سمجھ لیا ہے اور استطاعت و عدم توسیع و عدم استطاعت کو بہانہ بنا کر خاموش ہو بیٹھے ہیں۔

برادران اسلام! اصل وجہ یہی توحید کی خامی اور ایمان و عقیدہ کی کمزوری ہے اگر خدا کی وحدانیت اور اس کی قدرت و طاقت و اختیار مطلق ہی پر ہمارا ایمان ہوتا تو ناممکن ہے کہ خدا کے خوف کے سوا کسی مادی طاقت کا ڈر یا خوف ہم کو کسی خدائی حکم کی بجا آوری سے باز رکھ سکتا ہو یا کسی نہی الٰہی سے خوف الٰہی کی بجائے خوف قانون ہم سے باز رہتے توحید کامل کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ ہمارے تمام اعمال و افعال کا مرکز صرف توحید الٰہی ہو یعنی اگر ہمارا قدم کسی طرف اٹھے تو پہلے یہ سوچ لیں کہ حکم الٰہی یہ ہے کہ نہیں کہ اس طرف قدم اٹھایا جائے اور اگر قدم روکا جائے تو یہ سمجھ کر کہ خدائے قدوس کا یہ حکم ہے مادی طاقتوں کے احکام کے خوف سے نہ قدم اٹھایا جائے اور نہ روکا جائے بلکہ جو کام بھی کیا جائے یا نہ کیا جائے احکام و اوامر الٰہی کو سامنے رکھ کر کیا جائے۔

مگر برادران اسلام! اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ توحید کامل اسی وقت اپنا ظہور کرتی اور اپنا جلوہ دکھاتی ہے جب شرک کو اچھی طرح پہچان لیا جائے اور اس سے کلیۃً اجتناب اور احتراز کیا جائے عموماً شرک کے معنی صرف اس قدر سمجھ لئے گئے ہیں کہ جس طرح خدا کی عبادت کی جاتی ہے اسی طرح کسی دوسرے کی عبادت و بندگی نہ کی جائے حالانکہ صرف اسی قدر کافی نہیں ہے اور واقعہ تو یہ ہے کہ نام کا مسلمان بھی اس طرح کی غلطی نہیں کر سکتا اور نہ اس قسم کی غلطی کا کوئی موقع ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ شب و روز ہمیں سینکڑوں ایسی صورتیں پیش آتی رہتی ہیں جو ناواقفیت ہم کو دانستہ یا نادانستہ شرک کی سرحد تک پہنچا دیتی ہیں بلکہ شرک کی سرحد کو عبور کرا دیتی ہیں بعض صورتیں تو بالکل ظاہر ہوتی ہیں مگر ہمارے جاہل ملاؤں نے ان کو اپنی شکم پروری کے لئے ان کو اختلافی بنا دیا ہے اور ایک جماعت نے تاویل کا پردہ ڈال کر ان کے جواز کا

کہ عوام الناس اور عام مسلمانوں کو ان سے آگاہ کریں خواہ بذریعہ تقریر یا بذریعہ تحریر وہ صورتیں جو آج تاویل کے پردہ میں شان ترفع کے ساتھ ہمیں شرک کے دروازہ تک پہنچاتی ہیں یہ ہیں مثلاً قبر پرستی، پیر پرستی، تعزیہ پرستی تعزیہ پرستی وغیرہ۔ قبر پرستی کی وباعام ہے اور ارباب تصوف نے اس کو ایسی صورت دیدی ہے کہ اگر اس سے باز رہنے کو کہا جاتا ہے تو باہمی فتنہ و فساد کی صورت رونما ہو جاتی ہے اور ایک جماعت مانعین کو وہابی وغیر مقلد کہنے لگتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اہل علم ارباب تصوف کا نظریہ خواہ کچھ ہو مگر ان کی تقلید میں عوام کا جو طرز عمل ہوتا ہے اس کو سوائے قبر پرستی کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا اہل علم تو محبت و پرستش کے درمیان فرق کر سکتے ہیں مگر غریب عوام یہ فرق نہیں کر سکتے۔ مثلاً خواص بزرگوں کی قبور و مزارات کو بوسہ دیتے ہیں اور ساتھ ہی جانتے ہیں کہ بغیر حکم الٰہی کے ان کے قبضۂ قدرت میں کچھ نہیں ہے مگر عوام سچ مچ سجدہ ہی کرنے لگتے ہیں اور خدا اور قبر کے سجدہ میں کوئی فرق نہیں کرتے یا مثلاً اگر اہل علم چادر وغیرہ چڑھاتے ہیں تو مقصود اظہار محبت ہوتا ہے مگر عوام کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اس طرح کی منتیں مانتے ہیں کہ جو صرف خدا ہی کے حضور میں مانی جا سکتی ہیں . . . . . مثلاً براہ راست صاحب قبر سے مختلف قسم کی مرادیں مانگی جاتی ہیں کبھی اولاد کی تمنا کی جاتی ہے کہ اے صاحب قبر اگر آپ نے مجھے اولاد عطا کر دی تو میں چادر چڑھاؤں گی یا اگر فلاں مراد میری اگر آپ نے پوری کر دی تو یہ اور وہ چڑھاؤں گی عوام درمیان سے خدا کے واسطے اور تعلق کو بالکل ہی غائب کر دیتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جن بزرگ سے وہ دعا مانگ رہے ہیں ان کے اندر اولاد عطا کرنے اور دوسری مرادیں پوری کرنے کی قدرت کامل موجود ہے حالانکہ یہ قدرت صرف خدا ہی کو ہے اس کے سوا نہ کسی میں یہ قدرت ہے اور نہ طاقت اور نہ خدا نے کسی کو یہ طاقت و قدرت سپرد کی ہو خواہ وہ ولی ہو یا قطب پیر ہو یا پیغمبر کسی میں یہ قدرت نہیں ہاں اگر اس طرح بھی منتیں مانی جائیں کہ اے خداوند قادر مطلق کہ میری یہ مراد تو فلاں بزرگ کے صدقہ اور طفیل میں پوری کر دے اور اگر میری یہ مراد پوری ہو گئی تو میں تیرے فلاں برگزیدہ بندے کی روح کو ایصال ثواب کے لئے یہ کروں گا تو یہ ٹھیک ہو سکتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ عوام ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کا عقیدہ تو یہ ہو جاتا ہے کہ صاحب مزار میں سب کچھ قدرت و طاقت موجود ہے اور وہ ہر قسم کا تصرف کر سکتے ہیں اور مرادیں پوری کرتے ہیں یہی حال پیر پرستی اور تعزیہ پرستی کا ہے تعزیہ میں ہزاروں عرضیاں اور کاغذکی پرچیاں لوگ لکھکر لٹکا دیتے ہیں ان کو پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ سب تقریباً ایک ہی مضمون کی ہونگی یعنی کوئی اولاد نرینہ امام حسین علیہ السلام سے مانگتا ہے کوئی روزی طلب کرتا ہے کوئی نوکری مانگتا ہے کوئی میاں کے دل پھیر دینے کی التجا کرتا ہے غرضکہ تمام عرضیوں اور چٹھیوں کا خلاصہ مطالب یہ ہوتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام صاحب تصرف و صاحب قدرت و اختیار ہیں وہ اولاد بھی عطا کر سکتے ہیں۔ روزی بھی دے سکتے ہیں اور ہر ایک شخص کی ہر ایک قسم کی خواہش و آرزو کو پورا کر سکتے ہیں اس قسم کے تمام عقائد اور تمام اعمال علانیہ طور پر مشرکانہ ہیں اور نہ صرف یہ کہ ناقابل عفو گناہ ہیں بلکہ ان سے انسانی ذہنیت نہایت درجہ پست ہو جاتی ہے حوصلہ ہمت اور عزم راسخ وغیرہ کی قوتیں اپنا رشتہ ایسے

انسانوں سے منقطع کر لیتی ہیں اور اپنے اوپر بھروسہ اور اعتماد کرنے کی طاقت زائل ہو جاتی ہے اور خدائے واحد پر بھروسہ کرنے سے جو قوت و طاقت انسانی عزم میں پیدا ہوتی ہے وہ ان صورتوں میں نہیں پیدا ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں انسانی دل اور دماغ ہر اک بظاہر صاحب قوت و اقتدار کے سامنے جھکنے اور اس پر بھروسہ و اعتماد کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔

دوسری صورت نہایت خفی ہوتی ہے اور اس میں اکثر ذی علم اور ہوشمند بھی گرفتار ہو جاتے ہیں اور وہ یہ کہ کسی خطۂ ملک کے باشندے کسی صاحب قوت کے محکوم ہو گئے اور اس کے قوانین اس خطہ میں نافذ ہو گئے تو اب عدم استطاعت کا بہانہ کر کے اس قوت کے سامنے اس طرح جھک جانا کہ اس کے ہر اک جائز و ناجائز حکم تسلیم کرنا پڑے اور خدا کا قانون ثانوی حیثیت اختیار کرے اور خدا کی ربوبیت و حاکمیت دلوں سے اٹھ جائے اور اس کی بجائے قوت مسلطہ کا اقتدار دلوں پر مسلط ہو جائے یہ بھی ایک طرح کا شرک ہی ہے کسی دنیاوی طاقت کا خواہ وہ بیرانہ ہو یا شاہانہ اس قدر اثر و اقتدار کا دلوں پر جم جانا کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام و فرامین کا اثر کم ہو جائے یہ شرک ہی ہے کیونکہ اس طرح ہم نے گویا خدا کی حکومت میں دوسرے کو شریک کر لیا۔

برادران اسلام! ایک مسلم و مومن کی شان یہ ہے کہ وہ خدائے قدوس کے سامنے سر جھکانے کے بعد ہر ایک قوت و طاقت کے ساتھ باغی ہو جائے اور صرف اسی حد تک دوسری مادی طاقتوں کی اطاعت کرے جہاں تک اللہ اور اس کے رسول کے احکام اجازت دیں اور یقین کیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتے کہ جو سر صرف خدا کے سامنے جھکنے کے لئے بنایا گیا ہو وہ کسی دوسری طاقت کے سامنے جھکے اور جو مخلوق صرف خدا کی بندگی اور اسی کی حکومت و شاہنشاہیت کو تسلیم کرنے کے لئے بنائی گئی ہو وہ دوسری طاقتوں کی حکومت و شہنشاہیت کو اپنے اوپر مسلط کرے۔

پس برادران اسلام! ہمیں اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ دنیا میں ہم فرزند توحید کہلاتے ہیں لیکن توحید کی حقیقت سے ہم کہاں تک آشنا ہیں اور اس حقیقت سے ہمیں کس قدر قرب اور کس قدر بعد ہے اور شرک کی خفی و جلی صورتوں سے ہم کہاں تک محترز رہتے ہیں اگر ہم ان امور کا لحاظ رکھکر اپنے اعمال و افعال کا احتساب روزانہ کر لیا کریں تو ہماری زندگی قابل رشک بن سکتی ہے اور نہ صرف دینی حیثیت سے بلکہ دنیاوی حیثیت سے بھی ہم سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اسلاف کرام کو جو ہر قسم کی سربلندی و سرفرازی حاصل ہوئی تھی اور علو مرتبت و رفعت مراتب پر وہ پہنچے تھے اس کی تنہا وجہ یہ تھی کہ انہوں نے صرف خدائے واحد ہی پر بنا سب کچھ انحصار رکھا تھا اور ماسوی اللہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھا تھا اس لئے اگر ہمارے دل میں یہ خواہش ہے کہ ہم بھی اپنے بزرگوں کی طرح مراتب اعلیٰ پر پہنچیں اور نعائم الٰہیہ کے ابواب ہم پر بھی کشادہ ہوں تو اس کی یہی ایک صورت ہے کہ توحید الٰہی کی حقیقت کو اپنے اعمال و افعال و اقوال پر طاری کر لیں اور شرک کی گندگی و نجاست سے محفوظ رہیں۔ وما توفیقی الا باللہ

شذرات

گول میز کانفرنس

جس وقت گول میز کانفرنس کے مندوبین ہندوستان سے روانہ ہو رہے تھے اور ہندوستان میں ان کے خلاف ایک طرف غداری اور خیانت کے الزامات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی اور دوسری طرف ان کے مقابلہ میں بیزاری و برأت کے مظاہرے کئے جا رہے تھے اس وقت ہم نے اپنے اہل وطن کو تنبیہ کی تھی کہ وہ رائے اور طریق کار کی مخالفت کے جوش میں اس حقیقت کو فراموش نہ کریں کہ جو لوگ کانفرنس میں جا رہے ہیں وہ باوجود اس کے کہ حکومت کے نامزد کردہ ہیں اور باوجود اس کے کہ ملک کے ایک بڑے حصہ کی ناراضی و مخالفت کے مقابلے میں انہوں نے کانفرنس کی شرکت قبول کی ہے مگر پھر بھی وہ حب وطن اور خواہش آزادی کا ویسا ہی جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسا کہ خود کانگریسی لیڈروں کے دلوں میں ہے اور خواہ ہم موجودہ حالت میں ان کی شرکت کانفرنس کو کتنا ہی عبث اور بے فائدہ فعل سمجھتے ہوں لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ ہرگز نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ اس میں کسی خیانت یا غداری یا ملک فروشی کی نیت سے جا رہے ہیں اس تنبیہ کی طرف اس وقت کوئی توجہ نہیں کی گئی اور جوش مخالفت میں ملک کے بعض نہایت محترم رہنماؤں پر بھی نہایت مکروہ حملے کئے گئے لیکن اب جو کانفرنس کی کاروائی کے متعلق مفصل اطلاعات شائع ہوئی ہیں ان کو دیکھکر سخت سے سخت انتہا پسند کانگریسی حضرات بھی اس حقیقت کے معترف ہوگئے ہیں کہ گول میز کانفرنس کے شرکاء غدار اور خائن نہ تھے بلکہ سچے اور مخلص محبان وطن تھے اور انہوں نے کانفرنس میں شریک ہو کر گو ابھی تک ملک کی کوئی مادی خدمت تو انجام نہیں دی مگر ایک بہت بڑی اخلاقی خدمت ضرور انجام دی ہے جس کے سیاسی فوائد سے یقیناً ہندوستان متمتع ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ ہندوستانی جماعتوں اور فرقوں کے باہمی اختلافات سے برطانوی حکومت نے جو امیدیں قائم کی تھیں وہی دراصل سائمن کمیشن کے تقرر کا باعث ہوئی تھیں اور انہی امیدوں کو لیکر لندن میں گول میز کانفرنس کے لئے دعوت دی گئی تھی ارباب حکومت کو توقع تھی کہ وہ جنگجو لیڈر جنہوں نے مفاہمت اور مصالحت کی کوششوں کو ہر موقع پر ٹھکرایا اور نازک سے نازک اوقات میں بھی اپنی ضد اور ہٹ کو ہاتھ سے نہ دیا اس کے سبب ثابت ہوں گے اور وہ لندن میں نہ صرف برطانوی پبلک بلکہ تمام دنیا کے سامنے ان کو جمع کرکے ان کی باہمی مخالفتوں، عداوتوں اور ہٹ دھرمیوں کا ایک دلچسپ کھیل دکھائیں گے اس کا خاتمہ اس اعلان پر کریں گے کہ جس ملک کے باشندوں میں اس قدر اختلافات ہیں اس میں امن اور توازن قائم رکھنے کیلئے برطانوی اقتدار کا وجود ناگزیر ہے۔ استبداد پسند انگریزی اخبارات کے نامہ نگاروں نے بھی برطانوی پبلک کو پہلے سے اس دلچسپ اور مفید سیاسی تماشے کا امیدوار بنا دیا تھا اور خود ہندوستان کے باشندوں میں بھی یہ خوف جاگزیں تھا کہ کانفرنس میں ہندو، مسلمان، سکھ، اچھوت، عیسائی اور والیان ریاست جمع ہو کر بھانت بھانت کی بولیاں بولیں گے اور تمام دنیا کے سامنے ہندوستان کی رہی سہی عزت کو بھی ذلت سے تبدیل کیا جائیگا۔ لیکن یہ دیکھکر ہندوستان، حکومت ہند، حکومت برطانیہ اور برطانوی عوام غرض سب حیران رہ گئے کہ کانفرنس میں برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کے تمام مندوبین نے ایک متفقہ محاذ حکومت کے سامنے پیش کیا اور پورا ہندوستان ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑا ہو گیا جس میں ایک رخنہ اور ایک شگاف بھی کہیں نہ پایا گیا جتنے مختلف خیالات، مختلف مصالح مختلف مذاہب اور مختلف مقاصد رکھنے والے مندوبین کانفرنس میں شریک تھے ان سب نے ہم آواز ہو کر ایک مطالبہ پیش کیا اور وہ مطالبہ یہ تھا کہ ہندوستان اپنے حدود میں ویسا ہی آزاد ہونا چاہیئے جیسا کنیڈا اپنے حدود میں اور آسٹریلیا اپنے حدود میں۔ والیان ریاست میں بیکانیر، الور، پٹیالہ، نوانگر، بھوپال میسور اور حیدرآباد والے بھی کہا ہندوؤں میں شاستری اور سپرو سے لیکر مونجے اور جیکار تک سب نے اسی پر زور دیا۔ مسلمانوں میں مولانا محمد علی، مسٹر جینا سر آغا خاں، اور سر محمد شفیع سب نے یہی آواز بلند کی اور اسی طرح دوسرے تمام مصالح اور فرقوں کے نمائندوں نے بھی اسی ایک مطالبہ کو دہرایا جس سے وہ تمام توقعات باطل ثابت ہوئیں جو ہندوستان کے گورنمنٹ ہاؤس اور لندن کے وائٹ ہال نے اہل ملک کے باہمی اختلافات سے قائم کر رکھی تھیں اہل برطانیہ پر اس کا جو کچھ اثر پڑا ہے اس کا اندازہ ان متعجبانہ خیالات سے ہو سکتا ہے جو کانفرنس کے اندر اور باہر ہندوستانیوں کی اس متحدہ محاذ کو دیکھکر ظاہر کئے جا رہے ہیں۔ ٹائمز آف لندن اپنے ایک تازہ مقالہ میں حیرت کے ساتھ لکھتا ہے کہ ہندوستانی مندوبین میں یکجہتی نمایاں تھی اور انہوں نے گذشتہ پانچ دنوں میں ہندوستانی قومیت کے استحکام کے متعلق برطانوی رائے عام کو ایک یاد رہنے والا سبق دیا ہے۔ لارڈ ریڈنگ جیسے شخص نے جو برطانیہ میں ہندوستان کے سیاسی مقاصد کا سب سے بڑا دشمن ہے، بھری کانفرنس میں اس امر پر اپنی حیرت کا اظہار کیا کہ مشرق نے بڑی سرعت اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ مغرب کو آلیا ہے خود وزیر اعظم مسٹر ریمزے میکڈانالڈ کو اعتراف کرنا پڑا کہ ان چند دنوں میں بہت سے لوگ اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہوئے ہیں اس کے علاوہ اخبارات کے سیاسی نامہ نگار برابر لکھ رہے ہیں کہ کانفرنس میں ہندوستانی مندوبین کے رویہ نے تمام اہل برطانیہ کو حیرت میں ڈالدیا ہے اور رجعت پسند جماعت تک کی آنکھیں کھول دی ہیں جو اب تک ہندوستان سے دودھ پیتی ہوئی بھی سمجھ رہی تھی کہ ہندوستانیوں میں مل کر کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔

والیان ریاست کا طرز عمل

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قابل تعجب طرز عمل والیان ریاست کا ہے آج سے چار پانچ سال پہلے تک کوئی شخص اس امر کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ قدامت پسند اور تاریک خیال

دیسی فرمانروا کبھی ہندوستانی لیڈروں کی سیاسی خواہشات سے اس طرح
کھلم کھلا اظہار ہمدردی کرینگے اپنے برطانوی آقاؤں پر ان کا اعتماد اور انھیں
خوش رکھنے کے لئے ان کا جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ وہ اس قسم کا ایک لفظ
بھی اپنی زبان سے نکالنے کی جرات نہ کرتے تھے اس کے ساتھ ہی ہندوستانی
اہل سیاست سے جن کے اندر جمہوریت کا میلان تیزی سے ترقی کر رہا ہے
ان کو یہ خوف لگا رہتا تھا کہ حکومت کا اقتدار ہاتھ میں آتے ہی یہ لوگ ان کے
عشرتکدوں کو ویران اور ان کی ریاستوں کو ضبط کرلیں گے اس لئے وہ اپنی یا
اپنی دولت اور اپنی ذاتی وجاہت کے تحفظ کی خاطر بھی برطانوی سلطنت کے
دامن میں پناہ لینا ضروری سمجھتے تھے لیکن گذشتہ چند سال میں والیان ریاست
کے ساتھ حکومت کی سخت گیر پالیسی نے جس کے ماتحت متعدد والیان ریاست
تخت و تاج سے محروم ہوئے اور متعدد ریاستوں کے معاملات میں نہایت
غیر منصفانہ طریق سے مداخلت کی گئی ان کی آنکھیں کھولدیں اور انھیں اچھی طرح
معلوم ہو گیا کہ جس محافظ کی حفاظت اور جس چوکیدار کی چوکیداری پر وہ بھروسہ
کئے بیٹھے ہیں وہی ان کی دولت، حکومت اور اقتدار کا سب سے بڑا دشمن
ہے اور اگر وہ اسی طرح اس کے اقتدار کے استحکام کا ذریعہ بنے رہے تو ایکدن
نہ ان کی ریاستوں کا وجود رہے گا اور نہ ان کی عزت و وجاہت برقرار رہ سکیگی
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے گذشتہ دو تین سال کے اندر اندر اپنی سیاست
کا رخ بالکل بدل دیا اور برطانوی ہند کے وطن پرست مدبرین سے موافقت
و مصالحت کر کے صاف طور پر اعلان کر دیا کہ وہ اہل ہند کے سیاسی مقاصد
سے کامل ہمدردی رکھتے ہیں، مستعمراتی آزادی کے لئے ہندوستان کے
مطالبہ میں شریک ہیں اور ایک ایسی وفاقی طرز کی آزاد حکومت میں برطانوی
ہند کے ساتھ شریک ہونے کے لئے تیار ہیں جس کے اندر ہر ریاست اور
صوبہ اپنے اندرونی انتظام میں آزاد ہو اور مرکز میں سب ملکر مشترک معاملات
کا انصرام کریں. مہاراجہ بیکانیر، مہاراجہ پٹیالہ، نواب صاحب بھوپال سر مرزا
اسماعیل، سر اکبر حیدری، جام صاحب نوانگر اور مہاراجہ الور نے راؤنڈ
ٹیبل کانفرنس میں پوری صراحت کے ساتھ اس پالیسی کا اظہار کر کے یہ حقیقت
بالکل واضح کردی کہ اب برطانوی ہندوستان اور دیسی ہندوستان کی سیاست
میں تباین اور تضاد نہیں رہا بلکہ دونوں ایک مقصد اور ایک صورت حصول
مقصد پر متفق ہو گئے ہیں اس اتفاق نے بقول وزیر اعظم کے صورت حال
کو بالکل منقلب کر دیا اس نے اس سب سے بڑی بنیاد کو منہدم کر دیا جس پر برطانوی
حکومت ہندوستان میں اپنے غیر مشروط اقتدار کے دعوے کو قائم کرتی تھی
اب تک ہم سے کہا جاتا تھا کہ ہندوستان میں ہم پر کچھ معاہدات کی ذمہ داریاں
ہیں جن کی بنا پر ہم حکومت کے اختیارات دیسی ہاتھوں میں دینے سے
معذور ہیں لیکن اب وہی لوگ جن کی جانب سے معاہدانہ ذمہ داریاں آپ
پر عائد ہوتی تھیں باواز بلند کہہ رہے ہیں کہ اب آپ کے سرپنچ بننے کی
ضرورت نہیں ہے ہم اپنے اہل وطن کے ساتھ ملکر خود اپنے معاملات
طے کرلیں گے اس عظیم الشان تغیر سے برطانیہ کی سیاسی اغراض کو جو نقصان
پہنچا ہے اس کے لئے اگر اہل برطانیہ کسی سے شکایت کر سکتے ہیں تو وہ
حکومت ہند کا محکمہ سیاسیات ہے جس نے اپنی ناعاقبت اندیشانہ سخت
گیریوں سے گذشتہ چند سال کے اندر تمام والیان ریاست کو ناراض کر دیا ہے

مسلمانوں کا رویہ

دوسری جماعت جس کے اشتراک عمل نے
اس وقت سیاسی بساط کا رخ بالکل
بدل دیا ہے وہ مسلمانوں کی جماعت ہے انہوں نے کانفرنس میں جو رویہ اختیار
کیا ہے اس کی حقیقت پر اگر انصاف کے ساتھ ایک نظر ڈالی جائے تو یہ ماننا پڑیگا
کہ یہ صرف حب وطن کا جذبہ اور غیر قوموں کے سامنے ہندوستان کی عزت قائم
رکھنے کی خواہش ہے جس نے ان کو اس پر آمادہ کیا ورنہ حالات ہرگز ایسے
نہ تھے جس میں ان سے ایسے رویہ کی بجا طور پر توقع کی جاسکتی ہو راؤنڈ ٹیبل
کانفرنس میں جانے سے پہلے فرقہ وارانہ مسائل کے تصفیہ کے لئے ہندوستان
میں جتنی کوششیں کی گئیں ان کو ایک تنگ نظر جماعت نے کامیاب نہ ہونے
دیا. سر تیج بہادر سپرو نے سر اے پی پیٹرو کی صدارت میں آل پارٹیز کانفرنس
منعقد کی اور اس میں خلوص کے ساتھ متعدد مرتبہ یہ کوشش کی کہ اقلیتوں کے
حقوق اور مطالبات کا تصفیہ کر کے تمام اہل ہند کو متحد کر دیا جائے تاکہ لندن میں
پورے ہندوستان کی طرف سے ایک متحدہ مطالبہ پیش کیا جا سکے لیکن تنگ
نظر مہاسبھائی رہنماؤں نے اس کانفرنس میں شرکت گوارا نہ کی اور ان کی ہٹ
دھرمی کی بدولت ہندوستان کے نمائندے کامل انتشار و اختلاف کی حالت
میں انگلستان روانہ ہوئے اس کے بعد کانفرنس کے انعقاد سے پہلے اور اس کے
اجلاس عام کے دوران میں کوشش کی گئی کہ کم از کم اب بھی مسلمانوں کے حقوق
کا تصفیہ ہو جائے مگر ڈاکٹر مونجے اور مسٹر جیکار نے جو اپنے آپ کو قوم پرست
کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے ہاں یہی اپنی ہٹ دھرمی نہ چھوڑی اور انہی کے
غیر معقول رویہ کی بدولت آخر وقت تک کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا ایسے حالات میں
اگر مسلمان مستعمراتی آزادی کے مطالبہ میں شریک ہونے سے انکار کر دیتے تو ہرگز
مقام تعجب نہ تھا لیکن ان کے اندر حب وطن کا جذبہ ان نام نہاد قوم پرستوں
سے بہت زیادہ تھا جو مسلمانوں کے حقوق تسلیم کرنے کے مقابلہ میں انگریزوں کی
غلامی اور تمام دنیا کے سامنے اپنے وطن کی تذلیل کو ترجیح دینے کے لئے تیار
ہو گئے تھے چنانچہ انہوں نے جب کانفرنس میں شرکت کی تو اپنے دلوں کو باہمی
نزاعات کے خیال سے بالکل پاک کر لیا اور آزادی کا مطالبہ پیش کر کے ہندوستان
کو اس ذلت سے بچا لے گئے جس میں جیکار اور مونجے جیسے فرقہ پرست قوم
پرستوں نے اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی کانفرنس میں مولانا محمد علی،
مسٹر جناح، سر آغا خان، سر محمد شفیع، اور دوسرے مسلمان مندوبین نے
جس قوت اور زور کے ساتھ ڈومینین اسٹیٹس (مستعمراتی آزادی) کا مطالبہ
کیا اس نے ہندوستان اور انگلستان دونوں کو مبتلائے حیرت کر دیا اور
اسے دیکھکر وہ لوگ بھی مسلمانوں کی حب وطن کے قائل ہو گئے جن کی زبان ہمیشہ
اس قوم اور اس کے لیڈروں پر فرقہ پرستی کے الزامات لگانے سے آلودہ رہا کرتی
تھیں چنانچہ ایک متعصب ہندو اخبار (لیڈر) کا نامہ نگار لندن سے یہ لکھنے
پر مجبور ہو گیا کہ مسلمان نمایندوں کے طرز عمل نے ان تمام شبہات کو بے بنیاد
ثابت کر دیا جو وہ جدید آبادیات کے مطالبہ میں ان کی شرکت کے متعلق کئے
جارہے تھے اور یہ کہ مسلمانوں نے کانفرنس میں بڑی وطن دوستی اور جرات
سے کام لیا، لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کٹے فرقہ پرست جنہوں نے

نے اپنا نام برعکس نہند نام زنگی کافور کے اصول پر قوم پرست رکھ چھوڑا ہے اپنی ضد پر بدستور قائم ہیں اور لندن کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کے تصفیہ میں اب سوائے ان چند مہاسبھائی حضرات کے اور کوئی رکاوٹ باقی نہیں ہے کیونکہ اعتدال پسند ہندو لیڈر تقریباً مسلمانوں کے تمام مطالبات کو تسلیم کر چکے ہیں اور حکومت کی طرف سے بھی وزیر اعظم نے مسلمان نمایندوں کو خطاب کر کے اپنی تقریر میں اطمینان دلا دیا ہے کہ ان کے مطالبات کا پورا لحاظ کیا جائے گا۔

کانفرنس کا کام

ہندوستان کے آیندہ دستور کے متعلق کانفرنس کے عمومی جلسوں میں جو مباحثہ ہوا ہے ان میں تین امور ایسے ہیں جن پر ہندوستانی نمایندوں نے کامل اتفاق رائے ظاہر کیا ہے۔

(۱) درجۂ نوآبادیات جس سے کوئی خاص طرز حکومت مراد نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ ہندوستان کی حکومت میں ہندوستانیوں کو وہی اختیارات حاصل ہوں جو برطانوی دولت متحدہ کی خود مختار نوآبادیوں کو اپنے حدود میں حاصل ہیں۔

(۲) وفاقی طرز حکومت۔ اس سے مراد ایک ایسا ترکیبی نظام ہے جس کے اندر صوبوں اور ریاستوں کو اپنے اندرونی معاملات میں کامل آزادی حاصل ہو اور جو معاملات مشترک طور پر تمام ہندوستان سے متعلق ہوں ان کا انتظام صوبے اور ریاستیں ملکر مرکزی حکومت میں انجام دیں۔ اس میں شک نہیں کہ کانفرنس میں اب تک وحدانی طرز حکومت کے مویدین موجود ہیں لیکن والیان ریاست اور مسلمانوں کی جانب سے اس امر کا صاف اظہار کیا جا چکا ہے کہ ہندوستان میں کسی ایسے وحدانی طرز کی سلطنت کا قیام ناممکن ہے جس کے تمام اجزا ایک مرکزی حکمران پارلیمنٹ کے تابع فرمان ہوں اس لئے سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر شاستری جیسے وحدانی طرز کے وکلاء نے اپنی رائے بدل دی ہے اور یہ بات قریب قریب طے ہو چکی ہے کہ ہندوستان کا آیندہ طرز حکومت وفاقی ہونا چاہئے۔

(۳) مرکز میں ذمہ دار حکومت۔ اس کا مدعا یہ ہے کہ جس طرح صوبجات میں گورنروں کے ماتحت تمام اختیارات حکومت ایسے وزراء کو دینا تسلیم کر لیا گیا ہے جو صوبجات کی کونسلوں کو جواب دہ ہوں اسی طرح ہندوستان کی مرکزی حکومت کو بھی مرکزی مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہونا چاہئے البتہ چونکہ موجودہ حالات میں برطانوی سلطنت اس پر راضی نہیں ہے کہ فوج، مسائل خارجیہ، ریاستہائے ہند اور بیرونی قرضہ جات کے شعبے اہل ہند کے سپرد کر دے اس لئے ہندوستانی مندوبین نے یہ بات قبول کر لی ہے کہ فی الحال ان شعبوں کو وائسرائے کے ہاتھ میں رہنے دیا جائے۔

ان امور ثلاثہ پر ہندوستانی مندوبین کے اتفاق نے آیندہ دستور کی تشکیل کا ہندوستان کی متفقہ خواہشات کے مطابق ہونے کے لئے ایک حد تک راستہ صاف کر دیا ہے کانفرنس کے عمومی اجلاس اب ختم ہو چکے ہیں اور عملی کام انجام دینے کے لئے ایک تاسیسی مجلس منتخب کر لی گئی ہے جس میں برطانوی ہند والیان ریاست اور برطانوی پارلیمنٹ ۲۳ نمایندے شریک ہیں اس مجلس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ایک ایسا دستور وضع کرے جو مختلف مفاد و مصالح رکھنے والی جماعتوں کے لئے قابل قبول ہو یہ مجلس جب اپنا کام ختم کر چکی اس وقت کانفرنس کا ایک عمومی اجلاس پھر منعقد ہوگا اور اس مجلس کی تجاویز میں ضروری ترمیم و تصحیح کرنے کے بعد وہ آخری سفارشات مرتب کی جائینگی جنہیں برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے ہندوستان کے آیندہ دستور کی حقیقی تشکیل کے لئے پیش کیا جائیگا۔

آئینی اصلاحات کے متعلق حکومت ہند کا مراسلہ

ایک طرف سیاست کی دنیا اس تیزی کے ساتھ بدل رہی ہے اور دوسری طرف حکومت ہند کے ارکان اپنے اسی مقام پر جمے ہوئے ہیں جس پر آج سے چند سال پہلے تھے اور اگر ترقی کی طرف پیشقدمی کرنا بھی چاہتے ہیں تو رینگ رینگ کر حال میں آئینی اصلاحات کے متعلق حکومت ہند کا وہ مراسلہ شایع ہوا ہے جس میں لارڈ ارون اور ان کے رفقا نے ہندوستان کے آیندہ دستور کے متعلق اپنی سفارشات پیش کی ہیں ان سفارشات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حکمران طلسم امید کے گنبد میں بیٹھے ہوئے ابھی تک یہی خواب دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کا نازک اور پیچیدہ مسئلہ اب بھی انہی تدبیروں سے حل کیا جا سکتا ہے جو اب سے دس سال پہلے اختیار کی گئی تھیں۔ ہندوستان کا سیاسی شعور تو ترقی کر کے اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اس کے معتدل سے معتدل اور نہایت قدامت پسند سیاسی رہنما اور والیان ریاست تک ایک آل انڈیا فیڈریشن اور یونائیٹڈ اسٹیٹس کے قیام کی فکر کر رہے ہیں اور ان کا کم سے کم مطالبہ یہ ہے کہ ہندوستان کو ضروری اور ناگزیر تحفظات کے ساتھ کامل حکومت خود اختیاری دیدی جائے اور اس مطالبہ میں ملک کا اصرار اور بشدت اصرار یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ اگر اس کو پورا نہ کیا گیا تو سلطنت برطانیہ سے ہندوستان کا تعلق ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جانا یقینی ہے لیکن حکومت ہند کے کارکن اور کارفرما اس تیز رفتار ترقی اور اس زبردست انقلاب احوال سے بیخبر ہیں ان کو اس کا احساس نہیں ہے جس مسئلہ سے وہ اس وقت دوچار ہیں وہ کس قدر نازک اور پیچیدہ ہو چکا ہے وہ حالات کے اس قدر بدل جانے کے باوجود یہ سمجھ رہے ہیں کہ آزادی کا جوہر اور مادہ عطا کرنے کے بجائے اس کا صرف ایک سایہ اور عکس پیش کر کے ہندوستانیوں کو مطمئن کیا جا سکیگا۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس مراسلہ میں ہندوستان کے آیندہ دستور کے متعلق ایسی تجاویز پیش کی ہیں جن کو انتہا پسندوں نے نہیں بلکہ ان اعتدال پسندوں نے بھی رد کر دیا ہے جو ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کو کامیاب بنانے میں حکومت کے ساتھ اشتراک عمل کر چکے ہیں اور وہی نہیں بلکہ اینگلو انڈین اور یورپین اخبارات تک نے ان کو حد سے زیادہ تنگ نظری کا نتیجہ قرار دیا ہے چنانچہ ٹائمز جیسا اخبار یہ لکھنے پر مجبور ہوا ہے کہ "لارڈ ارون اور ان کے ارکان حکومت سطح سے اس قدر قریب ہیں کہ وہ افق کو نہیں دیکھ سکتے" جہاں تک ہندوستانی قومیت کے جذبات و حسیات اور ہندوستان کی جدید سیاسی بیداری کے زبانی اعتراف کا تعلق ہے اس میں انہوں نے کوئی کمی نہیں کی ہے اور پوری صفائی کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ ہندوستان میں اب ایک ایسی حقیقی زندگی پیدا ہو چکی ہے کہ نظام حکومت میں بنیادی تغیرات

کی شکل و صورت کا سوال آتا ہے تو تنگ نظری ان کے عنان گیر ہو جاتی ہے اور وہ ایسے تغیرات کی سفارش کرتے ہیں جو آزادی کی طرف بڑھنے والے قافلہ کی اگلی صفوں کو تو درکنار سب سے آخری اور نہایت پسماندہ صفوں کو بھی مطمئن نہیں کر سکتیں۔

صوبجات متحدہ کی حکومت میں انہوں نے تقریباً اسی قسم کی حکومت خود اختیاری تجویز کی ہے جو سائمن کمیشن نے تجویز کی تھی حالانکہ تمام ہندوستان کی رائے عامہ اس حقیقت کا اعلان کر چکی ہے کہ ایسی صوبجاتی آزادی بالکل بے معنی اور کھوکھلی ہے وہ صوبجات میں وزراء کے انتخاب کا کامل اختیار گورنر کو دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وزراء عموماً گورنروں کے آلۂ کار اور ان کے رحم و کرم پر منحصر ہوں گے حسب ضرورت گورنروں کو سرکاری وزراء بھی مقرر کرنے کا اختیار ہوگا اب تک گورنروں کو آرڈیننس صادر کرنے کا حق نہ تھا لیکن حکومت ہند کی تجویز ہے کہ آئندہ وہ گورنر جنرل کی منظوری سے آرڈیننس بھی نافذ کر سکیں گے گورنروں کے اختیارات بالادستی کے متعلق بھی ان کی سفارشات قریب قریب وہی ہیں جو سائمن کمیشن نے کی ہیں اگرچہ وہ اس کا اطمینان دلاتے ہیں کہ گورنر اور کونسل کے درمیان تصادم کی نوبت کم آئیگی لیکن ایسے تصادم کو روکنے کے لئے وہ دستور میں کوئی آئینی تدبیر اختیار نہیں کرتے اس کے علاوہ صوبہ متحدہ، بہار اور مدراس میں وہ ایک دوسرے ایوان کی تجویز بھی پیش کرتے ہیں جو انتہائی رجعت پسندانہ تجویز ہے اور ان صوبوں میں خود مختاری کے سایہ کو اور بھی دھندلا کر دیتی ہے صوبجات میں وزراء کا تقرر پارلیمنٹری اصول پر کرنے کی تائید میں وہ فرقہ وارانہ نزاعات کو ایک بہانہ بناتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ گورنروں ہی کے رحم و کرم پر منحصر ہے تو ان حقوق کا عدم تحفظ ہمارے نزدیک زیادہ قابل ترجیح ہے۔

مرکزی حکومت میں انہوں نے سائمن کمیشن کی سفارشات سے چند قدم آگے بڑھائے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ عملی پیشقدمی کے بجائے صرف پیشقدمی کی نمائش ہے۔ وہ تمام معاملات کو جو مرکزی حکومت سے متعلق ہیں تین اقسام پر تقسیم کرتے ہیں قسم اول میں وہ معاملات جن سے برطانوی پارلیمنٹ کے مصالح کلیۃً وابستہ ہیں جیسے فوج، مسائل خارجیہ، ریاستہائے ہند، قیام امن اور مالی واجبات۔ قسم ثانی میں وہ معاملات ہیں جو پارلیمنٹ کے مصالح سے ایک گونہ تعلق رکھتے ہیں اور جن میں کسی وقت پارلیمنٹ کو مداخلت کی ضرورت پیش آسکتی ہے جیسے محصول درآمد برآمد، تجارتی پالیسی اور ریلوے کا انتظام۔ قسم ثالث میں وہ معاملات ہیں جو خالص ہندوستانی مصالح سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سے برطانوی پارلیمنٹ کے مصالح وابستہ نہیں ہیں۔ ان اقسام ثلاثہ میں قسم اول اور دوم کے معاملات کو تو حکومت کلیۃً سرکاری ارکان کے ہاتھوں میں محفوظ رکھنا چاہتی ہے اور ان پر ہندوستان کی مجلس قانون ساز کو کوئی اختیار نہیں دینا چاہتی البتہ قسم ثالث کے معاملات کو وہ غیر سرکاری ارکان کے سپرد کرنے کے لئے طیار ہے لیکن یہ غیر سرکاری ارکان نہ مرکزی مجلس قانون ساز کے منتخب کردہ ہوں گے اور نہ مجلس کو یہ طاقت ہوگی کہ ووٹ پاس کرکے انھیں الگ کرنے کی مجاز ہوگی، بلکہ وہ گورنر جنرل کی مرضی سے مقرر ہوں گے اور وہی ان کو رکھنے اور الگ کرنے کا مجاز ہوگا اس طرح جو چند غیر اہم شعبے غیر سرکاری ارکان

کی طرف منتقل ہوں گے۔ ان پر بھی اہل ملک کو عملاً کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا بلکہ اس کے برعکس گورنر جنرل کے مطلق العنان اختیارات اس وقت کچھ موجودہ اختیارات سے بھی زیادہ ہو جائیںگے اس معاملہ میں حکومت ہند نے اس قدر تنگ نظری کی پالیسی اختیار کی ہے جو بعض صوبجات کی حکومتوں کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے چنانچہ حکومت بمبئی اور حکومت صوبہ متوسط نے اپنی سفارشات میں صاف طور پر یہ لکھدیا ہے کہ مرکزی حکومت میں فوج، مسائل خارجیہ، ریاستہائے ہند اور قرضہ جات کے مسائل کو خارج کرکے تمام اختیارات عوام کو منتقل کر دینے چاہئیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ صوبہ جات میں ایک ذمہ دار حکومت خود اختیاری قائم کرنے کے ساتھ مرکز میں ایک غیر ذمہ دار حکومت قائم کرنا ایک غیر معقول اور ناقابل عمل تجویز ہے اور ہر شخص جو نظام حکومت کے عملی مسائل سے واقف ہو اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا گیا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی پیچیدگیاں اور مشکلات رونما ہوں گی کہ حکومت کی ساری عمارت متزلزل ہو جائے گی۔

مسلمانوں کے حقوق کے معاملہ میں بھی حکومت ہند کی تجاویز ناکافی ہیں اس نے سندھ کی علیحدگی کو قبول نہیں کیا بلکہ سندھ اور اڑیسہ کی علیحدگی کے مسئلہ پر ایک کمیٹی بٹھانے کی تجویز کی ہے۔ بنگال و پنجاب کے معاملہ میں مسلمانوں کی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی کوئی کوشش نہیں کی کہ ان صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت برقرار رہے حالانکہ وہ خود تسلیم کرتی ہے کہ دو صوبوں میں مسلمانوں کو ان کی اکثریت سے محروم کرنا صرف اس بنا پر کہ بعض دوسرے صوبوں میں مسلمان اقلیت کو اس کے تناسب سے کچھ زیادہ نمایندگی دیدی گئی ہے ایک صریح بے انصافی ہے۔

صوبہ سرحد کے معاملہ میں اس نے چیف کمشنر کی سفارشات کو قبول کر لیا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہاں ۳۰ یا ۴۰ ممبروں کی ایک کونسل قائم کیجائے جس میں نامزد کئے ہوئے ارکان پر منتخب کئے ہوئے ارکان کو صرف ایک کی اکثریت حاصل ہو۔ اور چیف کمشنر جو لفٹنٹ گورنر بنا دیا جائے وہ وزیروں کی مدد سے حکومت کا انتظام کرے اور ان وزیروں میں سے ایک سرکاری ہو۔"

یہ تجاویز صوبہ سرحد کے لئے ہرگز کافی نہیں ہیں اور ان سے نہ صوبہ سرحد مطمئن ہو سکتا ہے اور نہ عام مسلمان۔ صوبجات کی وزارتوں میں مسلمانوں کی نمایندگی کے لئے وہ کوئی آئینی وسیلہ تجویز نہیں کرتی اور اس معاملہ میں نہ صرف ان ہدایات پر قناعت کرتی ہے جو گورنروں کو دی جائیں گی۔ اس کے علاوہ بلوچستان کے متعلق مسلمانوں کے مطالبہ کو اس نے سائمن کمیشن کی طرح نظر انداز کر دیا ہے اور مسلمانوں کے پرسنل لا اور زبان تہذیب اور مذہبی شعائر کے تحفظ کے متعلق اطمینان دلانے کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی۔

ظاہر ہے کہ صوبہ سرحد کے لئے یہ اصلاحات اس قدر ناکافی ہیں کہ ان سے بجائے اس کے کہ اس کے باشندوں کو کچھ اطمینان اور سکون ہو زیادہ بیچینی بڑھے گی، صوبہ سرحد اس وقت تک ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہندوستان کے دیگر صوبجات کے موافق اس کو حصہ نہ دیا جائے جو اس کا واجبی حق ہے اور کوئی منصف مزاج اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ فلسطین

فلسطین کے معاملہ میں حکومت برطانیہ کی جدید پالیسی پر بحث کرتے ہوئے ہم نے اشاعت گذشتہ میں یہ حقیقت واضح کر دی تھی کہ حکومت نے دو متضاد سمتوں جانے والی کشتیوں میں اپنے دونوں پاؤں رکھ دیئے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ بیک وقت ان دونوں کشتیوں پر سفر کرے اس پالیسی کے نتائج اب روز بروز نمایاں ہو رہے ہیں اور حکومت کو ایسی پیچیدگیاں اور مشکلات پیش آ رہی ہیں جن کو بغیر اس کے کسی طرح حل نہیں کر سکتی کہ دونوں کشتیوں میں سے کسی ایک پر سوار ہو جائے اور دوسری میں سے اپنا پاؤں نکال لے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف حکومت برطانیہ یہودیوں کو یقین دلا رہی ہے کہ وہ بالفور کے اعلان پر بدستور قائم ہے اور اس نے یہودیوں پر فلسطین آ کر آباد ہونے کا دروازہ ہرگز بند نہیں کیا ہے اور دوسری طرف وہ عربوں کو بھی یقین دلاتی ہے کہ ہم تمہارے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں تمہاری زمینوں اور تمہارے وسائل معاش سے محروم نہیں کرنا چاہتے لیکن یہ دونوں باتیں بیک وقت رو بہ عمل نہیں آ سکتیں فلسطین میں یہودی مہاجرت کا جاری بھی رہنا اور پھر عربوں کا ان کی زمین سے محروم بھی نہ ہونا یہ دونوں باتیں بیک وقت پوری ہونی اسی طرح ناممکن ہیں جس طرح ایک پانی سے بھرے ہوئے گلاس میں ایک پورا لوٹا بھر کر انڈیل بھی دیا جائے اور اس میں سے پانی گرنے بھی نہ پائے۔ ابھی ایک مہینہ سے زیادہ نہیں ہوا کہ حکومت برطانیہ نے اپنے سرکاری اعلان میں ظاہر کیا تھا کہ فلسطین میں مزید مہاجرت کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور اب تک جو مہاجرین آ چکے ہیں انہی کی بدولت ۲۹ فی صدی سے زیادہ عرب خاندان اپنی زمینوں سے محروم ہو چکے ہیں لیکن حال میں دفتر مستعمرات سے ایک اور بیان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ چھ مہینے کے اندر مزید ۱۴۸۰ یہودی مہاجرین کو فلسطین میں آباد کرنے کی تجویز منظور کر لی گئی ہے اور ان کو اجازت نامے دیدیئے گئے ہیں۔ ایک ہی سانس میں کہا جاتا ہے کہ فلسطین کے عربوں اور یہودیوں میں اس وقت شدید بیکاری پائی جاتی ہے اور پھر اسی سانس میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہم مزید ۱۴۸۰ یہودیوں کو ملک میں جگہ دے سکتے ہیں۔ ایک ہی سانس میں اعتراف کیا جاتا ہے کہ مہاجرت کی بدولت ملک کے قدیم باشندوں میں سے دس ہزار خاندان بیکار ہو چکے ہیں اور پھر اسی سانس میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ مہاجرت کو بند نہیں کرنا چاہتی بلکہ اس رفتار سے جاری رکھنا چاہتی ہے کہ ملک جدید مہاجرین بآسانی جذب کر سکے۔ حکومت ان دو متضاد حکمت عملیوں کو نباہنے کی کوشش کر رہی ہے اور دار العوام میں نائب وزیر مستعمرات ڈاکٹر ڈرومنڈ شیلز یہ کہہ کر عربوں اور یہودیوں دونوں کو تھپکیاں دے رہے ہیں کہ ہمارے واجبات عرب اور یہودیوں دونوں سے متعلق ہیں جن کو ہم ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس غلط طرز عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف عربوں کے دس ہزار خاندان بے وسیلہ رہ گئے ہیں اور روز بروز بے وسیلہ ہوتے جاتے ہیں جس سے تمام ممالک عربیہ اور ممالک اسلامیہ میں حکومت برطانیہ کے خلاف بے چینی پھیل رہی ہے دوسری طرف مہاجرت کی رفتار سست کرنے پر تمام دنیا کے یہودی شور مچا رہے ہیں اور تیسری طرف خود حکومت برطانیہ کے سامنے بیکار آبادی کے لئے مہیا کرنے کا ایک نازل سوال درپیش ہے جسے حل کرنے کے لئے اس کو ۲۵ لاکھ پونڈ کا صرفہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ حکومت برطانیہ ان تمام مشکلات کو صرف اس لئے برداشت کر رہی ہے کہ ۱۹۱۶ء میں لارڈ بالفور کی زبان سے ایک اعلان کر کے جو حماقت وہ کر چکی ہے، اسکو باوجود خرابی ہائے بسیار وہ منسوخ نہیں کرنا چاہتی حالانکہ یہ اعلان ایسا غیر دانشمندانہ ہے کہ ابتدا ہی سے صحیح الفکر برطانوی مدبرین اس کو لغو اور غیر معقول قرار دیتے رہے ہیں اور جس وقت یہ زیر تجویز تھا اس وقت بھی اس کے برے نتائج سے حکومت کو آگاہ کر دیا تھا چنانچہ حال میں مسٹر مانٹیگو سابق وزیر ہند کی (جو خود بھی یہودی تھے) جو ڈائری شائع ہوئی ہے اس میں وہ اعلان بالفور کی خبر سنتے ہی ان الفاظ میں اظہار رائے کرتے ہیں:۔

"آخر بالفور نے صیہونی اعلان کر ہی دیا جس کے خلاف میں اس قدر سختی سے لڑ چکا ہوں۔ ایک شخص سے یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسی حکومت کا رکن ہو جو اپنی راہ سے بالکل الگ ہٹ کر جیسا کہ میں سمجھتا ہوں بغیر کسی قابل تصور فائدہ کے اپنے ایک وفادار رفیق پر ضرب لگائے حالانکہ وہ اس پر اپنی شدید ناراضی کا اظہار کر چکا ہو حکومت نے یہودی برطانویوں پر ایک ناقابل تلافی ضرب لگائی ہے اس نے ایک ایسی قوم بنائی ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے اس نے اسلامی دنیا کو بلا ضرورت چھیڑا ہے اور اگر وہ اس پالیسی میں کامیاب بھی ہوگئی تو وہ مصر کے سامنے ایک جرمن فلسطین دیکھیگی اور فلسطین کا فتح کرنا بیکار ہو جائے گا۔ میری عقل میں یہ بات کسی طرح نہیں سما سکتی کہ ہم محمد علی کے اس کے پان اسلامزم کی بنا پر کیوں نظر بند کریں جبکہ ہم خود دنیا میں پان یہوڈزم پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ کارروائی میری سیاسی زندگی کے لئے آخری تاریخ ثابت ہوگی"۔ پھر وہ درد ہے ہیں سلطنت کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکومت خود اختیاری رکھنے والے علاقہ میں اختیار کئے جائیں؟ کون یہ پسند کر سکتا ہے کہ ایک سلطنت کی بنیاد ایک قوم کو دوسری قوم کے ہاتھوں لٹوانے کے اصول پر رکھی جائے؟ اس قسم کی تغیر کے لئے کون اخلاقی جواز ہو سکتا ہے؟ کیا اس کے معنے یہ ہیں کہ خود مختار ہندوستان اس ملک کی اقتصادی حالت میں کم حصہ لینے والا ہوگا؟ ہرگز ایسا نہیں ہے اور اس بات کے خلاف واقعہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ہم خود مختار مستعمرات کے ساتھ آج روز افزوں تجارت کے فائدے اٹھا رہے ہیں فائدہ مند تجارت کی روح حسن نیت ہے تمام مضبوط ہاتھ اور فولادی ایڑیاں بھی ہندوستانی کاشتکار کو برطانوی مال خریدنے پر مجبور نہیں کر سکتیں البتہ حسن نیت اور حسن مفاہمت وہ کنجیاں ہیں جو منڈی کے دروازے کھول سکتی ہیں"۔

اگر یہ خیالات فی الواقع وزیر ہند کی عملی پالیسی پر بھی حاوی ہوتے اور وہ جابرانہ تدابیر اور ظلم و تشدد کے طریقے کار ہندوستان میں اختیار نہ کئے جاتے جن سے خود وزیر ہند کے اعتراف کے مطابق ہندوستان کے کاشتکار کو برطانوی مال کے خریدنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے تو آج یقیناً بائیکاٹ کی تحریک اتنی سخت ہوتی اور نہ اس کی بدولت ہندوستان کے ساتھ برطانوی تجارت میں اس قدر کمی نظر آتی بخلاف اس کے اگر حکومت عملاً بھی اس حقیقت کو محسوس کر لیتی کہ آزاد اور خود مختار ہندوستان برطانیہ کی دوسری مستعمرات کی طرح غلام اور ناراض ہندوستان کے مقابلہ میں برطانیہ کا اقتصادی خوشحالی میں زیادہ حصہ لینے والا ہوگا اور اگر حکومت کے عملی رویہ پر اس حقیقت کے علاوہ یقین کا بھی کوئی اثر ہوتا کہ ایک قوم کے ہاتھوں دوسری قوم کی لوٹ کے اصول پر کسی

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلۂ گذشتہ)

اطاعت نفس کی بدترین مثال

نماز باجماعت کی فضیلت میں جو حدیثیں وارد ہیں اُن پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت امام شیخ عبدہ لکھتے ہیں کہ اس میدان میں ایمانی قوت اور نفسانی خواہش کا مقابلہ ہوجاتا ہے ایک طرف تو یہ ارشاد ہے کہ نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہے اور جس نے کامل وضو کیا اور مسجد میں پہنچکر جماعت سے نماز پڑھی وہ حق تعالیٰ کی مہربانی کا مستحق ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھی اور اپنے رب کی خوشنودی کو سامنے رکھا اس کے لئے نار جہنم سے آزادی ہے اور وہ نفاق سے محفوظ رہے گا اور جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی اُس نے گویا پوری رات قیام کیا۔ یہ ارشادات ہیں سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اب دوسری طرف شیطانی تحریک یہ ہے کہ وہ جماعت سے نماز پڑھنے کو غیر ضروری بتلاتا ہے اور اطمینان کے ساتھ گھر میں نماز پڑھنے اور تنگ وقت پر نماز ادا کرنے کو افضل قرار دیتا ہے اب جو راسخ العقیدہ مسلمان ہیں جو اللہ کی محبت کی راہ میں دنیا کے تمام رشتوں کی کچھ پروا نہیں کرتے اور جو ہر لمحے اور ہر ساعت اپنے رب کی آواز پر لبیک کہنے اور اُسکی راہ میں مٹ جانے کو اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں اور جب ندا کی آواز ان کے کانوں تک پہنچتی ہے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تعمیل حکم کے لئے آمادہ ہوجاتے ہیں وہ اپنے صدق واخلاص کے ساتھ اپنے ہادی اعظم حضرت محمد مصطفےٰ کے ارشادات کی تعمیل کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خواہشوں اور ابلیسانہ تحریکوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور جو کمزور عقیدے کے مسلمان ہیں یعنی جن کے دل عرفانی روشنی سے منور نہیں ہیں اور جو ریاض و جہد کی لذت سے ناآشنا ہیں اور جو عبادت و ریاضت کے مقابلہ میں عیش ونشاط کو افضل سمجھتے ہیں اور جن کے دل میں صرف دنیوی راحتوں کی خواہش ہے اور جنھوں نے خیر دل کی حکومت کے آگے حق سبحانہ وتعالیٰ کی حکومت کو بھلا دیا ہے وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو قبول کرلیتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ جب مسجدوں سے اذان کی دلکش آوازیں بلند ہوتی ہیں اور جب پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے طالب عافیت نماز کے لئے آ اور عیش آخرت کو چھوڑ کر راحت چند روزہ کا سامان نہ کر اور اس رب قدوس سے باغی نہ ہو جو تجھے دنیا اور آخرت دونوں کی بہتری دے سکتا ہے تو وہ بندگان نفس خاموش ہوجاتے ہیں اور عیش وراحت کے ساتھ شاندار مسہریوں پر آرام کرتے ہیں یہ اطاعت نفس کی بدترین مثال ہے۔

صفوں کو مرتب کرنیکی ہدایت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ہمیشہ نماز سے پیشتر صفوں کی ترتیب فرمایا کرتے تھے اور اگر ذرا بھی بے ترتیبی ہوتی تھی تو فوراً اصلاح فرماتے تھے۔

ایک دن ارشاد فرمایا۔ اے مسلمانو! میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ صفوں کی ترتیب کا لحاظ رکھو اور بے ترتیبی کے ساتھ نماز نہ پڑھا کرو اور ترتیب کے وقت اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہوجاؤ۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ہمیشہ ہر نماز سے پہلے صفوں کو مرتب کیا کرتے تھے اور اگر ذرا بھی غلطی ہوتی تھی تو اظہار افسوس فرماتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ظہر کی نماز کے وقت مجمع کثیر تھا شہر کے علاوہ مضافات کے آدمی بھی شریک تھے پہلی صف باقاعدہ تھی لیکن دوسری اور تیسری صف میں بے ترتیبی نظر آتی تھی حضور نے فرمایا میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھاؤں گا جب تک صفیں باقاعدہ نہیں ہوجائینگی اس ارشاد کو سنکر حضرت ابوبکر صدیق صف سے باہر آگئے اور انھوں نے حضور کے ارشاد کے مطابق صفوں کو مرتب کیا جب حضرت ابوبکر صفیں مرتب کررہے تھے تو ایک شخص نے اعتراض کیا اور کہا کہ اگر دو آدمی صف سے باہر نکلے ہوئے ہیں تو اُن کو یونہی رہنے دیجئے اس میں کیا حرج ہے ان الفاظ کو سنکر حضور ناراض ہوئے چہرے پر غیظ وغضب کے آثار نمایاں ہوگئے آپ نے فرمایا کہ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے تمہارے ملک میں ہر طرف ظلمت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی ہر گوشے میں فسق وفجور کا بازار گرم تھا تمہارے اندر کوئی تنظیم نہ تھی تم وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور ذرا ذرا سی باتوں پر درندوں کی طرح لڑتے تھے یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے تم کو اسلام کی روشنی سے منور کیا۔ تمہاری بدنظمی دور ہوگئی اور تم ایک ضابطے کے ماتحت زندگی بسر کرنے لگے یہ جماعت کا اہتمام بھی ایک تنظیم ہے اور صفوں کی ترتیب بھی ایک سلیقہ ہے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ پھر ہر طرف ظلمات کی گھٹا چھا جائے اور پھر تم وحشیانہ زندگی بسر کرو۔ میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ ہمیشہ صفوں کو مرتب کیا کرو اور جب کوئی شخص ترتیب قائم کرے تو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہوجاؤ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تمہاری ایک حالت بھی نامناسب اور ناموزوں رہے۔ یاد رکھو نماز کی زینت جماعت سے ہے اور جماعت کی زینت ترتیب سے ہے"

حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ اس تقریر کو سنکر ہم بہت متاثر ہوئے اور ہم نے عہد کیا کہ ہم ہر نماز کے وقت صفوں کو مرتب کیا کرینگے اس لیں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ ایک تنظیم ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص صفوں کو مرتب کرنے میں کوشش کرے گا حق تعالیٰ اُسے اجر عظیم عطا فرمائے گا اور جو شخص صفوں کو درہم برہم کرے گا

حق تعالیٰ اسکے تمام کاموں کو درہم برہم کر دے گا۔

اور حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا صفوں کی ترتیب ایک تنظیم ہے جو شخص اس کام میں کوشش کرتا ہے وہ سعید و رشید ہے حق تعالیٰ کے فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

اور حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک تشریف لیجاتے اور ہمارے سینوں پر ہاتھ پھیرتے اور ہمارے بازوؤں کو درست کرتے اور فرماتے اختلاف کے ساتھ کھڑے نہ ہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائینگے۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ اکثر آدمی دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں اور بائیں طرف جگہ خالی رہتی ہے یہ ایک بے ترتیبی ہے پھر فرمایا جو شخص بائیں طرف اس نیت سے کھڑا ہو کہ اس طرف آدمی کم ہیں اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا عورتیں جماعت میں شریک ہو سکتی ہیں لیکن محفوظ طریقے پر یعنی اپنے جوہر عصمت کی حفاظت کرتے ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ عورت کا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا عورت کے لئے اپنے جوہر عصمت کی حفاظت اولین فرض ہے جو عورتیں اس فرض کو محسوس نہیں کرتیں اور اجنبی آدمی کو متوجہ کرنے کے لئے تزئین و آرائش کرتی ہیں اور اسی نیت سے خوشبو لگا کر مجلسوں میں جاتی ہیں ان کا شمار زانیہ عورتوں میں ہے۔ اس فرمان رسالت پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت امام شیخ عبدہ اپنی تصنیف "المنار فی الاسلام" میں لکھتے ہیں کہ جو عورتیں یورپ کے طرز معاشرت کو دیکھکر آزادی حاصل کرنا چاہتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے لئے اس حدیث میں عبرت و نصیحت کے درخشاں پہلو ہیں۔ اسلام نے اصلاح معاشرت کے سلسلہ میں پردے کا جو حکم دیا ہے اس سے اصلی مقصود عصمت کی حفاظت ہے اور وہ تمام تدبیریں جو اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہیں سب اسلامی پردے کی حدود میں آ جاتی ہیں حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے لا تقربوا الزنا یعنی بدکاری کے قریب نہ جاؤ اس آیت سے یہ ظاہر ہے کہ اسلام ہر چیز سے روکتا ہے جو بدکاری کی طرف لیجانے والی ہے اس حکم کو ماننا ہر مسلمان آدمی کا فرض ہے اسلام کا مقصد صرف یہ ہے کہ فحش اور بدکاری ہرگز نہ ہونے پائے۔

جماعت کے احکام و مسائل

ہر سمجھدار عاقل و بالغ آدمی پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی جماعت ترک کرتا ہے تو گناہگار ہے اور مستحق سزا ہے اور اگر کسی شخص نے بالاستقلال جماعت کو ترک کر دیا تو اس کی شہادت مقبول نہیں اس کے پڑوسیوں کو چاہیئے کہ اس کاہلی پر اسے تنبیہ کریں اور اگر انھوں نے سکوت اختیار کیا تو وہ بھی گناہگار ہوں گے (درمختار)

میں اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اصلاح و ہدایت کا طریقہ نہایت پسندیدہ ہونا چاہیئے۔ طرز نصیحت کا نتیجہ یہ نکلے کہ خطاکار آدمی سرے سے اسلام ہی سے انکار کر بیٹھے یا فتنہ و فساد پر آمادہ ہو جائے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ناصحین کرام ذرا ذرا سی باتوں پر تشدد سے کام لیتے ہیں اور اس تدرنا معقول طریقہ پر نصیحت کرتے ہیں کہ خاک بھی اثر نہیں ہوتا اور مخاطب لڑائی پر آمادہ ہو جاتا ہے بہتر طریقہ یہ ہے کہ محبت کے ساتھ سمجھایا جائے (خاکسار مؤلف)

اور غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ جمعہ اور عیدین میں جماعت سے نماز پڑھنا شرط ہے اور نماز تراویح میں سنت کفایہ ہے یعنی اگر محلے کے سب آدمیوں نے جماعت ترک کی تو سب نے برا کیا اور اگر کچھ آدمیوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو باقی آدمیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور اگر وہ مکان پر تراویح پڑھتے ہیں تو کچھ حرج نہیں۔

اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ترین سعادت ہے۔ اگر ایسی صورت واقع ہو کہ نماز جماعت سے ہو رہی ہو اور ایک شخص وضو کے لئے آمادہ ہو اور اسے یہ معلوم ہو کہ میں اگر تین تین دفعہ اعضا کو دھوؤں گا تو جماعت ختم ہو جائے گی یا ایک رکعت جاتی رہے گی تو اس کو یہ چاہیئے کہ ایک ایک دفعہ اعضا کو دھو کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

اگر محلے کی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس نے اذان و اقامت کے ساتھ جماعت پڑھی ہو تو اب اذان و اقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعت ثانیہ ہوئی تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن محراب سے ہٹ کر نماز پڑھنی چاہیئے تاکہ جماعت اول اور جماعت ثانی کا فرق ظاہر ہو۔

اور جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ ہر حال میں جماعت ثانیہ ناجائز ہے جب پہلی جماعت ختم ہو جائے تو دوبارہ جماعت قائم نہیں کرنی چاہیئے یہ بالکل غلط مسئلہ ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں۔

اور جس شخص کی جماعت جاتی رہی ہو اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جاکر جماعت تلاش کرے وہ تنہا پڑھ سکتا ہے ہاں اگر چاہے تو دوسری مسجد میں جاکر جماعت میں شریک ہو سکتا ہے ایسا کرنا مستحب ہے۔

جماعت میں شریک نہ ہونیکے شرعی عذر

جو شخص مریض ہے اور اس قدر ضعیف ہے کہ مسجد تک جانے میں اسے تکلیف ہوتی ہے اور جو نابینا ہے اور کوئی شخص اس کی رہنمائی کے لئے موجود نہیں ہے ایسے اشخاص اگر جماعت میں شامل نہ ہوں تو ان پر کچھ اعتراض نہیں وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور جب شدت سے سردی پڑ رہی ہو اور جب ہولناک تاریکی ہو اور جب تیز آندھی چل رہی ہو اور جب کسی سرمایہ دار قرضخواہ کا اندیشہ ہو اور جب مکان میں کوئی موجود نہ ہو اور مال و اسباب ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اور جب کھانا حاضر ہو اور بھوک محسوس ہو رہی ہو اور جب پیشاب یا پاخانہ کی شدید حاجت ہو اور جب کوئی عزیز بیمار ہو اور اس کی تیمارداری کے لئے موجود رہنا ضروری ہو تو ان صورتوں میں جماعت ترک کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ سب شرعی عذر ہیں۔

ان نکات پر غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت نے

کسی معذور پر جبر نہیں کیا اور انسان کی تمام حالتوں کو سامنے رکھکر احکام نافذ کئے ہیں ان ہی آسانیوں پر غور کر کے غیر مسلم بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ اسلامی شریعت کے احکام انسانی فطرت کے مطابق ہیں اور اگر کوئی شخص ایمانداری کے ساتھ ان احکام پر عمل کرے تو اجر عظیم حاصل کر سکتا ہے اور اس کے لئے ایک ذرے کے برابر تکلیف نہیں کاش ارباب عقل ان خصوصیات پر غور کریں۔ جو اشخاص محض کاہلی کی وجہ سے جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور اپنی نفس پرستی کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ جماعت کو واجب قرار دیکر شریعت نے ہم پر ظلم کیا ہے وہ اس بات پر غور کریں کہ شریعت ظالم ہے یا وہ خود ظالم ہیں اگر وہ انصاف کے ساتھ غور کرینگے تو انہیں معلوم ہوگا کہ جس شریعت نے حالت مرض میں اور حالت خوف میں اور حالت اضطرار میں تنہا نماز پڑھنے اور جماعت میں شریک نہ ہونے کی اجازت دی ہے وہ ہرگز ظالم نہیں ہو ظالم وہ ہیں جو اپنی تن آسانیوں کی وجہ سے شرعی ہدایات کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے حکم کو اپنے نفس کے حکم کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں حق تعالیٰ ان کو اعمال صالحہ کی توفیق اور عقل سلیم عطا فرمائے۔

مقتدی کیلئے ہدایات

امام کے ساتھ اگر ایک مقتدی ہے تو اسے چاہیئے کہ امام کی برابر دائیں طرف کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر دو مقتدی ہوں تو انہیں امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے اور اگر اکیلی عورت مقتدی ہو تو پیچھے کھڑی ہو اور اگر زیادہ عورتیں ہوں تو ان کے لئے بھی یہی حکم ہے اور اگر دو مقتدی ہیں اور ان میں ایک مرد ہے اور ایک عورت تو مرد کو امام کے برابر کھڑا ہونا چاہیئے اور عورت کو پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے اور اگر تین مقتدی ہیں اور ان میں دو مرد ہیں اور ایک عورت تو مردوں کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے اور عورت کو ان کے پیچھے مرد اور عورت ایک صف میں جمع نہیں ہو سکتے

اور امام کے برابر کھڑے ہونے کے یہ معنے ہیں کہ مقتدی کا قدم امام کے آگے نہ ہو اور اگر ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا اور نماز شروع کرنے کے بعد ایک اور آگیا تو امام کو آگے بڑھ جانا چاہیئے تاکہ صف باقاعدہ آراستہ ہو جائے اور اگر امام صاحب نے تکلیف گوارا نہیں کی تو مقتدی کو چاہیئے کہ وہ پیچھے ہٹ آئے اور اگر نو وارد نے مقتدی کو پیچھے کھینچ لیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں یہ سب صورتیں جائز ہیں جو مناسب ہو وہ کیا جائے اور بحر الرائق میں لکھا ہے کہ جب ایک مقتدی ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور اگر دو مقتدی ہوں تو امام صاحب کا آگے بڑھنا افضل ہے۔ اور اگر کسی مسجد میں کسی نماز کے لئے مرد اور نابالغ لڑکے اور خنثیٰ اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہونی چاہیئے کہ اول مرد پھر ان کے بعد لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورتیں۔ اور نماز پڑھتے وقت امام کو چاہیئے کہ وسط میں کھڑا ہو اور اگر دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑا ہوگا تو یہ خلاف سنت ہے حق تعالیٰ سب کو خلاف سنت کاموں سے محفوظ رکھے۔

اور امام کو مسجد کے ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے اور جب مسجد کے صحن میں کافی جگہ ہو تو بالاخانہ پر اقتدا کرنا مکروہ ہے اور صف میں جگہ ہوتے ہوئے صف کے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

اور اگر نماز پڑھتے وقت کوئی عورت مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔

اس مسئلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے امام شیخ عبدہ لکھتے ہیں کہ نماز فاسد ہونے کی چند شرطیں ہیں:۔

اولاً یہ کہ عورت اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے اگر وہ جماع کے قابل نہیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

دوم یہ کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو اگر ایک ہاتھ کوئی چیز اونچی حائل ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

سوم یہ کہ مرد اور عورت کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے اگر اتنی جگہ خالی ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

چہارم یہ کہ عورت اپنی بلندی برابر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو کے مقابل ہو اس صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور اگر جنازے کی نماز پڑھتے وقت کوئی عورت مرد کے محاذی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اس مسئلہ کا تعلق رکوع و سجود والی نماز سے ہے۔

اور اگر کسی مرد کے نماز شروع کرنے کے بعد کوئی عورت آکر برابر کھڑی ہو گئی اور اس نے کھڑے ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی مرد کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی

حضرت امام صالح جزائری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز کے وقت مرد اور عورت کے اجتماع کو شریعت نے اس لئے محمود و مستحسن قرار نہیں دیا کہ اس سے خیالات منتشر ہوتے ہیں اور جذبات میں ہیجان و اضطراب برپا ہوتا ہے قدرتی طور پر عورت کے لئے مرد کے اندر اور مرد کے لئے عورت کے اندر ایک جاذبیت اور کشش ہے اگر اس حقیقت کا یقین نہیں تو اس بات پر غور کیجئے کہ اگر آپ ایک کمسن لڑکے اور ایک کمسن لڑکی کو ایسے مقام پر چھوڑ دیں جہاں انسانی آبادی کا نام و نشان بھی نہ ہو اور وہ زن و شوہر کے تعلقات سے بے خبر رہیں تب بھی وہ جوان ہوتے ہی ایک دوسرے سے مانوس ہو جائیں گے اور اس بات کی خواہش کرینگے کہ ہم ایک جگہ رہیں اور ایک دوسرے کے ہمخیال ہوں اور ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں اس مثال سے یہ ثابت ہے کہ مرد اور عورت کا دنیا میں سب سے زیادہ دلچسپ تعلق ہے اور اس تعلق کی وجہ سے دونوں کے لئے ایک دوسرے کے اندر جاذبیت ہے لیکن ان کا ایک صف میں اجتماع مناسب نہیں۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اس غلط خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ہوگی جس کے متعلق پہلے نہ بتا دیا گیا ہو ہر سبق کے لئے ایک صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے [illegible] تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے قیمت ہر حصہ ۶؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

سورۃ النساء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سورۃ قرآن مجید کی چوتھی سورۃ ہے۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد نازل ہوئی اس میں ایک سو چھتر آیتیں ہیں چونکہ اس سورۃ میں بعض احکام عورتوں کے متعلق بھی ہیں اس لئے اس کا نام سورۂ نساء مشہور ہوا نساء عربی زبان میں عورتوں کو کہتے ہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ نساء میں پانچ آیتیں ایسی ہیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں وہ آیتیں یہ ہیں

(۱) إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (بیشک اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا) (۲) إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا (ترجمہ مسلسل) اگر تم ممنوعات کی بڑی بڑی باتوں سے بچتے رہوگے تو ہم تمہارے صغیرہ گناہ تو خود ہی معاف کر دیں گے اور تم کو ایک بڑی باعزت جگہ یعنی جنت میں داخل کریں گے۔ (۳) إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (بیشک اللہ تعالیٰ اس جرم کو نہیں معاف کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے) (۴) وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (اور اگر یہ لوگ جب تمہاری نافرمانی کرکے اپنے اوپر ظلم کر چکے تھے اس کے بعد ہی تمہارے پاس آتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت چاہتے تو بیشک وہ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے) (۵) وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا (جو شخص کوئی برا کام کرے یا اپنے اوپر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو بیشک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا)

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ان پانچوں آیتوں کے زیادہ محبوب ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی بہبودی نہایت بہت مرغوب تھی اور ان آیتوں میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور بخشش کا ذکر فرمایا ہے اور گنہگاروں سے توبہ کرنے کے بعد بالکل معاف کرنے کا وعدہ کیا ہے اس لئے حضور اقدس ان کو بہت محبوب رکھتے تھے اور ان کو سنکر بہت خوش ہوتے تھے۔

اور تفسیر درمنثور میں لکھا ہے کہ اس سورۃ میں حق سبحانہ تعالیٰ نے کئی قسم کے احکام بیان فرمائے ہیں سورۃ کے شروع حصہ میں آپس میں ایک دوسرے سے لطف و محبت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے اور اسی حکم کو آخر سورت میں بھی بیان فرمایا ہے پس ابتداء و انتہا اس سورت کی لطف و محبت کی تعلیم پر مبنی ہے پھر سورت کے درمیان میں طہارت نماز جہاد وغیرہ کے احکام ارشاد فرمائے ہیں اور چونکہ یہ احکام لوگوں پر شاق گذرتے ہیں اس لئے باری تعالیٰ نے سب سے پہلے وہ مضامین بیان فرمائے جن کا تعلق لطف و محبت سے ہے اور اس صورت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے وہ بڑے بڑے احسانات یاد دلائے ہیں جن سے بندوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور اگر انسان کچھ غور و فکر کرے اور اس کے پاس عقل سلیم بھی ہو تو وہ عرفان کی دولت حاصل کر سکتا ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ انسان میں احسان فراموشی کا جذبہ بدرجہ اتم ہے اور اس بری عادت کی وجہ سے وہ حق سبحانہ تعالیٰ کی بے اندازہ و بے پایاں رحمتوں اور برکتوں سے محروم رہتا ہے خدا تعالیٰ ہم کو احسان شناسی کی توفیق عطا فرمائے

حق تعالیٰ نے سب سے پہلے نہایت لطف آمیز انداز میں ارشاد فرمایا ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا

(ترجمہ) "اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار کو اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں"

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک شخص یعنی انسان اول حضرت آدم سے پیدا کیا اور یہ اس طرح پر کہ اول تو آدم کی بائیں پسلی سے ان کی بیوی حوا کو پیدا کیا اور بعد ازاں ان دونوں میاں بیوی سے بہت کچھ مرد و عورت دنیا میں پھیلائے اور اے لوگو جس اللہ کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اس کی مخالفت سے "ڈرو اور قطع قرابت سے بھی ڈرو یعنی رشتوں کا پاس ملحوظ رکھو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا نگراں حال اور نگہبان ہے"

اس آیت کے متعلق بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس میں صرف اہل مکہ سے خطاب کیا گیا ہے لیکن امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک خطاب عام طور پر سب کو ہے کیونکہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا حکم سب کے لئے یکساں مفید ہے اس میں باری تعالیٰ جل مجدہ نے تقویٰ کا حکم دینے کے بعد اپنا ایک خاص وصف بیان فرمایا ہے جس کی عظمت و اہمیت پر غور کر کے ہر خدا پرست شخص کے دل میں غیر معمولی اثر ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ تمہارا رب ایسا قادر مطلق ہے کہ اس نے تم سب کو ایک شخص یعنی انسان اول آدم سے پیدا کیا ہے حقیقتاً یہ ایک ایسا وصف ہے کہ جس سے خالق جل مجدہ کی عظمت شان قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ قریب قریب تمام اہل مذاہب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حق تعالیٰ نے ایک شخص کو پیدا کیا تھا پھر اس سے ہزاروں آدمی پیدا ہوئے اب

اس بحث میں یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے کہ جس خدا ئے مطلق نے ایک شخص سے ہزاروں لاکھوں آدمی پیدا کئے اس کی عظمت و قدرت کی کوئی انتہا نہیں ہوسکتی وہ یقیناً ہر شئے پر قادر ہے اور اس کی ذات و صفات میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں وہ مالک و مختار اور واحد و یکتا ہے اور یہ اس کی عجیب کاریگری ہے کہ باوجود اس کے کہ تمام انسان صرف ایک شخص سے پیدا ہوئے ہیں لیکن سب آپس میں مختلف ہیں کوئی کسی شکل کا کوئی کسی صورت کا کروڑوں آدمیوں میں دو شخص بھی ایسے نہیں جو ہر لحاظ سے ہم شکل و ہم شباہت ہوں ، ہر ایک کا رنگ و بو جدا گانہ ہے ، یہ حق تعالیٰ کی صنعت خالقیت کا ایسا مظاہرہ ہے جس کی مثال قطعاً ناپید ہے اور رب قدوس نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ خلقکم من نفس واحدۃ (تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا) اس میں نفس واحدہ سے بالاتفاق حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور اس حقیقت کا اظہار پروردگار نے اس وجہ سے کیا ہے تاکہ سب بنی آدم آپس میں لطف و محبت کی زندگی بسر کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں فلسفیانہ نقطۂ نظر سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جب یہ ظاہر ہوگا کہ سب آدمی ایک ہی شخص کے اولاد ہیں تو بے اختیار محبت دلوں میں جوش کرے گی اور یہی اسلام کا اصلی مقصود ہے یاد رکھو اسلام کوئی فسادی مذہب نہیں ہے بلکہ امن کا پیامبر ہے اسلام کہتا ہے کہ سب کا خالق و مالک اور منعم و مربی اور کفیل و کارساز خدائے واحد ہے وہ سب کو رزق دیتا ہے سب کو پالتا ہے اس نے آفتاب و ماہتاب کو حکم دیا ہے کہ سب کو روشنی پہنچائیں اور وہ سب کے فائدہ کے لئے ہوائیں چلاتا ہے وہ بارش کرتا ہے اور ستارے دن کو جگمگاتا ہے اور اس نے سب کے لئے ایک ہی آسمان بنایا ہے اور ایک ہی زمین بنائی ہے وہ سب کو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اس لئے ارشاد فرمایا ہے کہ تم سب ایک ہی شخص کی اولاد ہو پس آپس میں مل جل کر رہو اور فتنہ و فساد برپا نہ کرو اس پیام کو سنکر بھی اگر کوئی شخص فتنہ و فساد برپا کرے اور اپنے خالق کے آئین و قوانین کو تسلیم نہ کرے اور اس کے ایک بندہ پر ظلم کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اسکے لئے سزائیں مقرر کی ہیں اور وہ انصاف پر مبنی ہیں اور خلق منہا زوجہا ان سے ان کی بیوی کو پیدا کیا اس آیت کی تفسیر میں کسی قدر اختلاف ہے اکثر مفسرین کا قول ہے کہ جناب حوا حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں حضرت آدم ایک پرفضا مقام یعنی جنت میں مقیم تھے وہاں ان کو ہر طرح کا عیش و آرام حاصل تھا لیکن پھر بھی وہ تنہائی میں گھبرا گئے تھے اور ایک رفیق زندگی کی ضرورت محسوس کرتے تھے ایک دن وہ سو رہے تھے کہ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اُن کی بائیں پسلی سے ان کی بیوی حوا کو پیدا کیا

جب وہ بیدار ہوئے تو ایک مرقع حسن بیگم حوا کو اپنے پاس دیکھکر نہایت خوش ہوئے احادیث صحیحہ سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے اور یہی قول صحیح ہے لیکن بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت حوا کا حضرت آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہونا اس آیت سے ثابت نہیں بلکہ ان کی جنس سے پیدا کرنا مراد ہے یہ قول کچھ زیادہ باوزن نہیں ہے اور احادیث کے خلاف ہے اور بث منہما رجالا کثیرا و نساء ، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت پھیلائے ، اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے چالیس اولاد ہوئیں بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں

اور پھر ان چالیس مرد و عورت سے ہزاروں آدمی پیدا ہوئے اور یہ جو ارشاد ہے کہ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام کے وسیلے سے آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور قطع قرابت سے بھی ڈرو) اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عرب میں عام طور پر یہ دستور تھا کہ جب کسی کو کسی سے کچھ مانگنا ہوتا تھا تو کہتا تھا کہ اسئلک باللہ و بالرحم (میں تم سے اللہ کے لئے اور قرابت کے لئے سوال کرتا ہوں) اسی محاورۂ عرب کے مطابق رب قدوس ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم اللہ کی عظمت اور حقوق رحم کی اہمیت کو جانتے ہو اور اس کا واسطہ دے دیکر لوگوں سے سوال کرتے ہو تو پھر خود کیوں نہیں عمل کرتے تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے اعزہ کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کیا کرو احادیث صحیحہ میں صلہ رحم یعنی اعزا سے سلوک کرنے کے فضائل بہت بیان ہوئے ہیں ایک حدیث میں وارد ہے کہ لیس الواصل من وصل ممن وصل ولکن الواصل من وصل ممن قطع مطلب یہ ہے کہ صلہ رحم یہ نہیں ہے کہ جو تم سے اچھی طرح ملے تم بھی اس سے اچھی طرح ملو بلکہ صلہ رحم یہ ہے کہ جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے قطع تعلق نہ کرو بلکہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور حتی الامکان اس سے میل جول رکھو، تمہارے اس طرز عمل سے تمہارا مخالف بھی مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا۔ اور تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے کہ اس سورت میں آگے چل کر قرابت کے احکام بیان ہوئے ہیں اس لئے پیش بندی کے طور پر شروع سورۃ ہی میں حق تعالیٰ نے اپنی صفت خالقیت کے ذکر کے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ تم رشتوں کا پاس ملحوظ رکھو اور قطع قرابت سے ڈرو یعنی جس طرح لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اسی طرح قرابتداری کی فروگذاشت سے بھی ڈرنا چاہیے اول الذکر عمل کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور ثانی الذکر عمل کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور جس طرح حقوق اللہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح حقوق العباد کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

(ترجمہ) اور جن لڑکوں کا باپ مرجاوے ان کے مال انہیں کو پہنچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بری چیز کو مت بدلو اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں کے ساتھ رہنے اکٹھے ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے۔

تفسیر خازن وغیرہ میں جو سعید بن جبیر کی مذہب سند سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ غطفان قبیلہ میں . . . . . . ایک شخص کے پاس اس کا یتیم بھتیجا پرورش پاتا تھا جب وہ بڑا ہو کر ہوشیار ہوا اور اس نے اپنے باپ کا مال چچا سے مانگا چچا نے مال کے دینے سے انکار کیا یہ جھگڑا آنحضرت کے پاس آیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس آیت کو سنکر چچا نے اپنے بھتیجے کا مال دیدیا اور اس لڑکے نے وہ سب مال خیرات کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹے کو خیرات کا اجر ملا اور باپ پر مال جمع کرنے کا وبال باقی رہا اور اکثر رشتہ دار لوگ یتیموں کا اچھا مال رکھکر اس کے عوض میں اپنا کارہ مال یتیموں کو دیدیتے تھے یا کھاجاتے تھے ان دونوں باتوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں منع فرمایا ہے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے

کہ آنحضرت نے فرمایا یتیم کا مال کہا جانا۔ شرک کرنا۔ جادو کرنا کسی کو ناحق قتل کرنا جہاد سے بھاگنا۔ پارسا عورتوں پر بدکاری کا اتہام باندھنا سود کہانا یہ سات بڑے گناہ ہیں جن سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے ان سے بچو حوب کے معنی گناہ کے ہیں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ٥

(ترجمہ) اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہوکہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکوگے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو اور دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھوگے تو پہر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہارے ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے"

بخاری میں روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے اس آیت کی شان نزول پوچھی تھی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے بعض یتیم لڑکیاں لوگوں کی پرورش میں ہوتی تھیں وہ لوگ ان لڑکیوں کو مالدار اور تیلی صورت دیکھ کر ان کے مال اور جمال پر گرویدہ ہوجاتے تھے اور پہلے تو ان لڑکیوں سے نکاح کر لیتے تھے پھر ان کو گھر کی لڑکیاں سمجھکر بیاہے گھر کی لڑکیوں جیسے ان کے حق ادا نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس سے منع فرمایا کہ ایسی صورت میں ایک سے لیکر چار تک تم پرائے گھر کی لڑکیاں کیا کرو کہ ان کے حق ادا کرنے پر تم کو پرائے گھر کی شرم دامنگیر رہے چار سے زیادہ عورتوں کے نکاح میں رکھنے کی حرمت پر حدیثیں وارد ہیں اس لئے شیعہ یا اور لوگ جو چار سے زیادہ عورتیں منکوحہ رکھنے کے قائل ہیں ان کا قول ان حدیثوں کے مخالف ہے چنانچہ ترمذی میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی جب مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیبیاں تھیں وہ سب ان کے ساتھ مسلمان ہوگئیں لیکن آنحضرت نے غیلان سے فرمایا کہ چار عورتوں کو ان میں سے تم رکھ لو باقی کو چھوڑ دو اور ابوداؤد میں حارث بن قیس سے روایت ہے کہ وہ جب مسلمان ہوئے تو ان کی آٹھ بیبیاں تھیں ان کو بھی آنحضرت نے وہی حکم فرمایا جو کہ غیلان کو دیا تھا غیلان بن سلمہ اور حارث بن قیس کی روایتیں حسن اور قابل حجت ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح آپ نے لوگوں کو ایک ... وہ ہنود ... پاکر ایک کو ان میں سے چھوڑ دیا ہے جس کی روایت معتبر سند سے مسند امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اسی طرح آپ نے چار سے زیادہ عورتوں کو چھوڑ دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حرمت میں یہ دونوں امر برابر ہیں آخر آیت میں فرمایا کہ اگر زیادہ بیبیاں کرنے میں تم کو یہ ڈر ہو کہ ان کے ساتھ انصاف نہ ہوسکے گا تو نہ چار کرو نہ تین بلکہ ایک ہی بیوی یا لونڈی پر قناعت کرو تاکہ تم پر ظلم ہو اور جو بے انصافی کا خطرہ ہے وہ پیش نہ آئے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا

(ترجمہ) اور تم لوگ بی بیوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تم کو اس میں سے کوئی جزو تو تم اسکو کہا ؤ مزیدار خوشگوار سمجھکر"

حضرت عبداللہ ابن عباس اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے دنیا پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور طبقہ نسواں کی مظلومیت حد سے گزر چکی تھی ان کے کچھ حقوق نہ تھے اور ان کی کوئی حیثیت نہ تھی جب حضور سرور عالم منصب نبوت پر سرفراز ہوئے تو آپ نے حقوق نسواں کی پرزور حمایت کی لڑکیوں کے وحشیانہ قتل کو منع فرمایا اور اپنے رب کے حکم سے مہر کی رقم مقرر کی۔ مہر کا تعین ہونے کے بعد بھی اکثر آدمی اس عظیم الشان حق کو نظر انداز کر دیتے تھے اور ظالمانہ طرز عمل سے باز نہ آتے تھے اس لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دو اور اگر وہ اس میں سے بخوشی تمہارے لئے کچھ چھوڑ دیں تو اس کو شوق سے خوش ہوکے کہا ؤ"

اس فرمان سے یہ بات ثابت ہے کہ اگر عورت خوشی سے مہر کا کل حصہ یا اس کا کوئی جز معاف کر دے تو جائز ہے لیکن اگر معاف نہ کرے تو جس طرح بھی ہوسکے ادا کرنا چاہیئے یاد رکھو" مہر" عورت کا ایک شرعی حق ہے جس کا ادا کرنا ضروری ہے صحابہ کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ سورۂ نساء کو پڑھنے کے بعد وہ طبقہ نسواں کی حمایت کے لئے آمادہ ہوگئے تھے اور ان کے حقوق کا احترام کرتے تھے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا تو اس کا مہر ادا کرنا اولین فرض سمجھتا تھا لیکن آج پھر دنیا میں جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے عورتوں کے حقوق پامال کئے جارہے ان میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا اکثر مقامات پر ان کو شرعی حقوق سے محروم کردیا گیا ہے۔ ماں، باپ بھائی اور شوہر کے ترکے میں سے ان کو ایک پیسہ نہیں دیا جاتا جو اشخاص دیدہ ودانستہ انصاف کا خون کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ زندگی پائدار نہیں وقت آرہا ہے کہ شمع حیات بجھ جائے گی اور وہ عاجزی کے ساتھ گوشہ صحرا میں جا کر سوجائینگے پھر یوم جزا کا آنا بھی یقینی ہے اس دن ساری حقیقت آشکارا ہوجائے گی اور حقوق العباد کی بربادی کا انجام ان کو نظر آجائے گا۔

خاموش تبلیغ

مصنفہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جائدادیں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ وبرباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلاجاتا ہے ان واقعات سے متاثر ہوکر مولوی احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس میں اصول تجارت۔ مسئلہ سود۔ ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی وغمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم۔ انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے الحمد للہ عجیب ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے قیمت صرف دس آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ اوّل

باب علم (کے حاصل کرنے) میں باری مقرر کرنا (بھی درست ہے)

(۸۷) عمر ابن خطاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری میرا پڑوسی بنی امیہ بن زید (کے محلہ) میں رہتے تھے اور یہ (مقام) مدینہ کی بلندی پر تھا اور ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نوبت بنوبت آتے تھے ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں جس دن میں آتا تھا اس دن کی خبر یعنی وحی وغیرہ (کے حالات) میں اس کو پہنچا دیتا اور جس دن وہ آتا تھا وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا تو ایکدن اپنی باری سے میرا انصاری دوست (حضور کی خدمت میں) گیا (اور وہاں سے جب واپس ہوا) تو میرے دروازہ کو بہت زور سے کھٹکایا اور (میرا نام لیکر) کہا کہ وہ یہاں ہیں میں (ان اضطرابی حرکات سے) ڈر گیا اور ان کے پاس نکل (کر) آیا تو وہ بولے کہ (آج) ایک بڑا واقعہ ہو گیا (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی) میں حفصہ کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں میں نے ان سے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو طلاق دیدی وہ بولیں کہ مجھے معلوم نہیں بعد اس کے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کھڑے ہی کھڑے میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی آپ نے فرمایا نہیں میں نے (اس وقت نہایت تعجب میں آکر) کہا اللہ اکبر (انصاری کو کیسی غلط فہمی ہوئی)

باب نصیحت اور پڑھانے میں جب کوئی بات اپنے خلاف دیکھے تو غصہ کرنا (جائز ہے)

(۸۸) ابو مسعود انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے (آکر) کہا کہ یا رسول اللہ میں عنقریب نماز (جماعت کے ساتھ) نہ پا سکوں گا کیونکہ فلاں شخص ہمیں (بہت) طول (طویل نماز پڑھایا) کرتا ہے ابو مسعود کہتے ہیں کہ میں نے نصیحت کرنے میں اس دن سے زیادہ کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ میں نہیں دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم (ایسی سختیاں کر کرکے لوگوں کو دین سے) نفرت دلانے والے ہو (دیکھو) جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہیئے کہ (ہر رکن کے ادا کرنے میں) تخفیف کرے (اس لئے کہ مقتدیوں میں مریض بھی ہیں اور کمزور بھی ہیں اور ضرورت والے بھی) ہیں۔

(۸۹) زید بن خالد الجہنی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے لقطہ کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی بندش کو پہچان لے یا یہ فرمایا کہ اس کے ظرف کو اور اسکی تھیلی کو پہچان لے پھر سال بھر اس کی تعریف کرے بعد اس کے (اگر کوئی مالک اس کا نہ ملے تو) اس سے فائدہ اٹھائے اور اگر اس کا مالک آجائے تو اسے اس کے حوالہ کردے پھر اس شخص نے کہا کہ کھویا ہوا اونٹ (اگر ملے تو اس کا کیا کیا جائے) تو آپ غضبناک ہوئے یہانتک کہ آپ کے دونوں رخسارے سرخ ہو گئے (یا راوی نے کہا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا) اور آپ نے فرمایا کہ تجھے اس اونٹ سے کیا مطلب اس کی مشک اور اس کا سم اس کے ساتھ ہے پانی پر پہنچے گا پانی پی لیگا اور درخت کھائے گا لہذا اسے چھوڑ دے یہانتک کہ اس کو اس کا مالک مل جائے پھر اس شخص نے کہا کہ کھوئی بکری (کا پکڑ لینا کیسا ہے) آپ نے فرمایا کہ (اس کو پکڑ لو کیونکہ وہ) تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی یا (اگر کسی کے ہاتھ نہ لگی تو) بھیڑئے کی۔

(۹۰) ابو موسی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں پوچھی گئیں جو آپ کے خلاف مزاج تھیں (آپ نے کچھ جواب نہ دیا مگر جب (ان سوالات کی) آپ کے سامنے کثرت کی گئی تو آپ کو غصہ آگیا اور آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھو ایک شخص نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا مولیٰ پھر جب عمر نے آپ کے چہرے پر آثار غضب دیکھے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ بزرگ و برتر سے توبہ کرتے ہیں (کہ اب کبھی اس قسم کے سوالات آپ سے نہ کریں گے)

باب جس شخص نے (ایک) بات کی تین مرتبہ تکرار کی تاکہ اس سے (اس کا مطلب خوب) سمجھ لیا جائے (تو اس نے موافق سنت کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الا وقول الزور فرمایا اور برابر اس کی تکرار کرتے رہے اور ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ھل بلغت تین مرتبہ فرمایا۔

(۹۱) انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب کوئی بات کہتے تو تین مرتبہ اس کی تکرار کرتے تاکہ (اس کا مطلب اچھی طرح) سمجھ لیا جائے اور جب چند لوگوں کے پاس تشریف لاتے اور ان کو سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔

(۹۲) عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک سفر میں جو ہم نے کیا تھا ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے پھر آپ نے ہم کو پا لیا اور ہمیں نماز عصر کا وقت تنگ ہو گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے تو (جلدی کے مارے) ہم اپنے پیروں پر پانی چپڑنے لگے پس آپ نے اپنی بلند آواز سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ پکارا کہ ویل للاعقاب من النار

باب جو شخص امام یا محدث کے پاس (ادب سے) دو زانو بیٹھے (تو وہ موافق سنت کرتا ہے)

(۹۳) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایکدن) نکلے تو عبد اللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا باپ حذافہ ہے پھر آپ بکثرت (بار بار) فرمانے لگے کہ (جو چاہو) مجھ سے پوچھو پس عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ حالت دیکھکر) دو زانو بیٹھ گئے اور تین مرتبہ کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ سے (جو ہمارا) پروردگار ہے اور

اسلام ہے جو ہمارا دین ہے اور محمد ہے جو ہمارے نبی ہیں پس آپ کا غصہ فرو ہوگیا اور آپ خاموش ہوگئے۔

باب مرد کا اپنی لونڈی اور اپنے گھر والوں کو تعلیم کرنا ضروریات سے ہے۔

(۹۴) ابو بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کے لئے دوگنا ثواب ہے ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو اپنے نبی پر ایمان لایا ہو اور محمد پر بھی ایمان لائے اور (دوسرے) مملوک غلام جبکہ وہ اللہ کے حق کو اور اپنے مالکوں کے حق کو ادا کرتا رہے اور (تیسرے) وہ شخص جس کے پاس اس کی لونڈی ہو جس سے وہ ہمبستری کرتا ہے اس نے اسے ادب دیا اور عمدہ ادب دیا اور اسے تعلیم کی اور عمدہ تعلیم کی پھر اسے آزاد کردیا اور اس سے نکاح کرلیا پس اس کے لئے دوگنا ثواب ہے پھر عامر نے (جو اس حدیث کے راوی ہیں ابو صالح سے) کہا کہ یہ حدیث ہم نے تمھیں بے کسی قسم کے رنج و تعب کے دیدی ورنہ اس سے کم حدیث کے لئے مدینہ تک سفر کیا جاتا تھا۔

باب امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا اور ان کی تعلیم کرنا ضروریات سے ہے۔

(۹۵) عطا بن ابی رباح کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں یا عطا نے کہا کہ میں ابن عباس پر گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے دن مردوں کی صف سے عورتوں کی طرف) نکلے اور آپکے ہمراہ بلال تھے آپ نے یہ گمان کیا کہ (شاید) عورتوں نے (خطبہ) نہیں سنا تو آپ نے انھیں نصیحت فرمائی اور انھیں صدقہ دینے کا حکم دیا پس کوئی عورت بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی (کوئی کچھ) اور بلال اپنے کپڑے کے کنارے میں لینے لگے اور اسمعیل ایوب سے وہ عطا سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں (ابن عباس پر گواہی دینے کا لفظ انہوں نے نہیں روایت کیا)

باب حدیث (نبوی کے سننے) پر حرص کرنا (بڑی عمدہ بات ہے)

(۹۶) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ قیامت کے دن ان سب لوگوں سے زیادہ بہرہ مند آپ کی شفاعت سے کون ہوگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مجھے خیال تھا کہ اے ابوہریرہ تم سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہ پوچھے گا اس وجہ سے کہ میں نے تمھاری حرص حدیث (کے دریافت کرنے) پر دیکھ لی ہے سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنے خالص دل سے یا اپنے خالص جی سے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کہدے

باب (قریب قیامت کے) علم کس طرح اٹھا لیا جائے گا اور عمر بن عبدالعزیز نے (اپنے نائب) ابوبکر بن حزم کو (مدینہ میں) یہ لکھ بھیجا کہ دیکھو تمہارے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی احدیثیں کس قدر ہیں اور ان کو لکھ لو اس لئے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علمار کے معدوم ہوجانے کا خوف ہے اور نہ قبول کی جائے گی مگر حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور چاہیئے کہ سب لوگ علم کی اشاعت کریں اور (علمار عام مجلسوں میں) بیٹھیں (اور علم کو ظاہر کریں) تاکہ جو نہ جانتا ہو وہ جان لے کیونکہ علم چھپانے ہی سے مفقود ہوتا ہے۔

(۹۷) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ علمار کو موت دیکر علم کو اٹھاتا ہے یہانتک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے (دینی مسائل) پوچھے جائینگے اور وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے (خود بھی) گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اور فربری کہتے ہیں کہ ہم سے عباس نے اور وہ کہتے ہیں ہم سے قتیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے جریر نے اور جریر نے ہشام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

باب کیا عورتوں کے لئے (علم کے بیان کرنے) میں کوئی دن خاص مقرر کردیا جائے (تو درست ہے)

(۹۸) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے فائدہ اٹھانے میں مرد ہم سے بڑھ گئے ہیں پس آپ ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرما دیجئے تو آپ نے ان سے کسی دن کا وعدہ کرلیا اس دن آپ ان سے ملے اور انھیں نصیحت فرمائی اور (ان کے مناسب حال عبادت کا) انھیں حکم دیا منجملہ اس کے جو آپ نے (ان سے) فرمایا تھا کہ جو عورت تم سے اپنے تین لڑکے آگے بھیجدے گی (یعنی اس کے تین لڑکے اس کے سامنے مرجائینگے) تو وہ اس کے لئے (دوزخ کی) آگ سے حجاب ہو جائینگے ایک عورت بولی اور (اگر کوئی) دو (لڑکے آگے بھیجے) تو آپ نے فرمایا اور دو کا بھی یہی حکم ہے (ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمن بن اصبہانی سے روایت کی انہوں نے ذکوان سے انہوں نے ابو سعید سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی روایت کی اور عبدالرحمن بن اصبہانی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حازم سے سنا انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ تین لڑکے (ایسے ہوں) جو (بلوغ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں۔

باب جس نے کوئی بات سنی اور اس کو نہ سمجھا پھر اس نے دوبارہ اسے پوچھا تاکہ اسے سمجھ لے (تو اس نے خلاف ادب نہیں کیا)

(۹۹) ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) جب کسی ایک بات کو سنتیں اور سمجھ نہ سکتیں تو پھر دوبارہ اس میں تفتیش کرتیں تاکہ اس کو سمجھ لیں چنانچہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت میں) جس کا حساب لیا گیا اس پر (ضرور) عذاب کیا جائے گا عائشہ کہتی ہیں (یہ سنکر) میں نے کہا کہ کیا اللہ پاک نہیں فرماتا فسوف یحاسب حسابا یسیرا (معلوم ہوا کہ حساب کے بعد عذاب کا ہونا کچھ ضروری نہیں) آپ نے فرمایا (حساب جس کا ذکر اس آیت میں ہے درحقیقت حساب نہیں ہے بلکہ) صرف پیش کردینا ہے ولیکن جس شخص سے حساب میں جانچ کی گئی وہ (یقیناً) ہلاک ہوگا۔

مومنٹر انگلش ٹیچنگ ٹیچر المعروف سونے کی چڑیا
(زنانہ ڈھائی ماہ میں) انگریزی سکھا دینے والی کتاب ہے کثرت سے فروخت ہوئی ہے قیمت صرف ایک روپیہ۔
پتہ حمیدیہ پریس - دہلی پوسٹ بکس نمبر

درس توحید

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی خیرآبادی)

دوسرا قصہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں ایک مومنہ خاتون کا اس طرح لکھا ہے ؎

آن جہود سگ ببیں چہ رائے کرد — پہلوئے آتش بتے برپائے کرد
کانکہ ایں بت را سجود آرد برست — ورنہ آرد دل آتش نشست

یعنی ایک مردود یہودی بادشاہ نے جو بت پرستی کو رائج کرنا چاہتا تھا اپنا ایک بت ترشوا کر نصب کرایا اور اسی کے قریب بہت بڑا آتش کدہ بنا کر اس میں آگ جلوا دی اور ہمیشہ روشن رہنے کی تاکید کی اس کے بعد ایک گشتی حکم جاری کیا کہ جو شخص اس بت کو سجدہ کرے گا وہ ملک میں اطمینان سے زندگی بسر کر سکتا ہے اور جو میرے اس حکم سے سرتابی کر کے بت کے سجدہ سے انکار کرے گا وہ بلا پس و پیش بت کے قریب روشن رہنے والی آگ میں جھونک دیا جائے گا اس حکم کو جاری ہونے کے کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ

یک زنے با طفل آورد آن جہود — پیش آن بت آتش اندر شعلہ بود
گفت اے زن پیش ایں بت سجدہ کن — ورنہ در آتش بسوزی بے سخن

یعنی ایک عورت بچے والی کو کہ جس کے گود میں بچہ تھا لوگ یہودی بادشاہ کے پاس پکڑ کر لائے اور کہا کہ یہ عورت بت کے سجدہ سے انکار کرتی ہے اب جو حکم عالی ہو تعمیل کی جاوے بادشاہ اس عورت کو بت کے پاس لایا اور کہا کہ اگر تو زندہ اور سلامت رہنا چاہتی ہے تو اس بت کے آگے سجدہ کر ورنہ ابھی تجھکو آگ کی نذر کر دوں گا۔

بود آن زن پاک دیں و مومنہ — سجدۂ آن بت نہ کرد آں موقنہ

چونکہ وہ عورت ایک سچے دین اور پاک مذہب اور کامل الایمان اور ایک اکیلے خدا کے سامنے سر جھکانے والی تھی اس لئے اس نے اس بت کے سامنے سجدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا بادشاہ کو اس کے انکار پر سخت غصہ آیا اور ؎

طفل از و بستید و در آتش فگند — زن بترسید و دل از ایماں بکند
خواست او تا سجدہ آرد پیش بت — بانگ زد آں طفل کانی لم امت

یعنی اس مومنہ عورت کی گود سے بچہ چھین لیا اور اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا چونکہ عورت تھی دل کی کمزور تھی جیسی عموماً عورتیں ہوتی ہیں یہ واقعہ جانکاہ دیکھکر گھبرا گئی ضبط کا یارا نہ رہا صبر و استقلال کی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی پائے استقامت میں لغزش ہو گئی مامتا کی ماری کے ایمان میں تزلزل پڑ گیا بیچاری بت کو سجدہ کرنے پر آمادہ ہو گئی کہ ادھر بال بچوں کی تو جان بچے ابھی اس کا سر نیاز غیر خدا کے آگے جھکنے نہیں پایا تھا کہ دفعتہً اس کے بچہ نے آگ کے اندر سے آواز دی کہ اے مادر مہربان خبردار بت کو سجدہ مت کرنا مجھکو اگرچہ اس کافر بادشاہ نے آپ کی گود سے چھین کر آگ میں ڈال دیا تو کیا خدا کے حکم سے آگ مجھکو جلا نہیں سکی خاطر جمع رکھیئے میں زندہ ہوں مرا نہیں ہوں اور ؎

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم — گرچہ در صورت میان آتشم
چشم بنداست آتش از بہر حجیب — رحمت است ایں سر بر آوردہ زجیب

یعنی اے مادر مشفقہ آپ بھی اس آگ میں بے خوف آ جایئے اور میں اگرچہ بصورت ظاہری آگ میں جل رہا ہوں لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ میں یہاں بہت ہی خوش اور آرام سے ہوں اور جسکو لوگ آگ سمجھ رہے ہیں وہ اصل میں آگ نہیں ہے بلکہ ایک حجاب کے واسطے نظر بند ہے یعنی جس طرح انسان آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور کچھ کا کچھ نظر آنے لگتا ہے اسی طرح اس آگ نے عوام کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور رحمت کو اپنے اندر چھپا لیا ہے ورنہ یہ آگ فی الواقع رحمت خداوندی ہے جس نے گریبان غیب سے سر نکالا ہے معتقدین وحدانیت کے حق میں یہ آگ باغ ہے لہذا ؎

اندر آ مادر بہ بیں برہان حق — تا بہ بینی عشرت خاصان حق

اے مادر مہربان تامل نہ فرمایئے اور فوراً آگ میں چلی آیئے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کو کیسی عیش و عشرت اور خوشی و مسرت عطا فرماتا ہے ؎

اندر آ و آب بیں آتش مثال — از جہانے کاتش است آبش مثال

اے ماں آپ بے دھڑک اس آگ میں چلی آیئے اور اس کو آگ نہ سمجھئے درحقیقت یہ پانی ہے اگرچہ اس کی صورت مثل آگ کے ہے اور اس جہان فانی سے کوچ فرمایئے کہ جس کا پانی اگرچہ صورت میں پانی ہی ہے مگر حقیقت میں آگ ہے یہاں پر اس پانی سے دنیا کا عیش و آرام مراد ہے کہ انسان کو بڑا بھلا معلوم ہوتا ہے مگر جب ان میں پھنسکر خدا کو بھول جاتا ہے تو اس عیش و آرام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو دائمی تکلیفیں برداشت کرنا پڑتی ہیں ؎

اندر آ اسرار ابراہیم بیں — کو در آتش یافت ورد و یاسمیں

یعنی اے ماں آپ یہاں آ جایئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھید کو ملاحظہ فرمایئے کہ یہی آگ ان کے واسطے گلاب اور چنبیلی کے پھول کیونکر ہو گئی تھی ؎

اندر آ مادر بحق مادری — بیں کہ ایں آذر ندارد آذری

یعنی اے ماں آپ کو میں سمجھاتا ہوں اور مادری یعنی ماں ہونے کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ اس میں چلی آویں اور آپ خود دیکھ لیں کہ یہ آگ آگ پن ہی نہیں رکھتی اور ؎

بقدرت آن سگ بدیدی اندر آ — تا بہ بینی قدرت فضل خدا

یعنی اے مادر مہربان آپ نے اس بندی سگ کی قدرت تو دیکھ لی اور یہاں بھی ... اگر خدا کے غضب کی قدرت بھی تو دیکھئے کہ یہاں اس نے میرے واسطے کیسے کیسے سامان مہیا کر دیئے ہیں جن کو کبھی کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا ؎

من ز رحمت می کشایم پائے تو — کز طرب خود نیستم پروائے تو

اور اے ماں مجھ کو آپ کی اس حالت پر بہت ہی رحم آتا ہے اس لئے آپکو بار بار بلاتا ہوں کہ قدم بڑھایئے ورنہ میں تو یہاں ایسے عیش وطرب میں ہوں کہ مجکو نہ آپ کی کچھ پرواہ ہے نہ کسی کی اور سے

اندر آ و دیگراں را ہم بخواں
کاندر آتش شاہ بنہادست خواں

اے مادر مشفقہ آپ بھی تشریف لایئے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اس آگ میں داخل ہونے کی دعوت دیجئے۔ اور یہاں آکر دیکھئے ہمارے حقیقی بادشاہ یعنی اللہ وحدہ لاشریک لہ نے ہمارے واسطے اس آگ کے اندر خوان نعمت بچھا دیا ہے۔

برادران اسلام! جب اس مومنہ خاتون نے اپنے فرزند کی یہ تقریر سنی تو اس کے دل کی یہ حالت باقی نہیں رہی جو فرزند کے آگ میں پڑنے سے ہو گئی تھی۔ ایمان میں جو تزلزل پڑ گیا تھا اس میں سکون ہوا بت کو سجدہ نہ کیا اور ہر مصیبت کو برداشت کرنے کو تیار ہو گئی بادشاہ مردود نے پھر اس بت کے سامنے سجدہ کرنے کو کہا مگر اس نے صاف انکار کر دیا بادشاہ نے اس کو بھی جب آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو اس مومنہ نے کہا کہ آپ میرے جسم میں اپنے ناپاک ہاتھ نہ لگایئے بیجئے میں خود آگ میں چلی جاتی ہوں چنانچہ سے

مادرش انداخت خود را اندرو
دست او بگرفت طفل مہر جو

اندر آمد مادر آں طفل خورد
اندر آتش گوئے دولت را ببرد

یعنی اس لڑکے کی ماں (یعنی وہی مومنہ خاتون) نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا اور اس بچہ نے از راہ مہر و محبت فوراً لپک کر اپنی مادر مشفقہ کا ہاتھ تھام لیا دونوں آپس میں ایک دوسرے سے مل گئے۔ اس طرح اس مومنہ نے بڑے بڑے مردوں سے دولت ایمان کی بازی جیت لی یعنی دولت ایمان اپنے ساتھ لیگئی۔

آگ کے اندر گرنے کے بعد اس مومنہ کا یہ حال ہوا کہ وہ بھی اپنے معصوم اور بیگناہ بچہ کی طرح بآواز بلند پکار کر کہتی تھی کہ لوگوں تم بھی اس آگ کے اندر آجاؤ (یعنی بادشاہ کے حکم سے ہرگز ہرگز بت کو سجدہ نہ کرو اور توحید باری تعالیٰ پر استقلال کے ساتھ قائم رہو اس پر اگر بادشاہ تم کو آگ میں ڈالنا چاہے تو تم اس کی کچھ پرواہ نہ کرو بلکہ خود اس آگ میں گھستے ہوئے چلے آؤ اور اپنے خدائے واحد قادر کی قدرت کا تماشہ دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح اس شعلہ زن آگ کو باغ جناں کے مانند بنا دیا جس میں ہر طرح کا آرام ہی آرام ہے تکلیف کا کہیں نام و نشان بھی نہیں سے

خلق خود را بعد ازاں بے خویشتن
میفگندند اندر آتش مرد و زن

بے موکل بے کشش از عشق دوست
زانکہ شیریں کردن ہر تلخ از دوست

تا چناں شد کاں عواناں خلق را
منع میکردند کآتش در میا

یعنی پھر تو اس مومنہ خاتون اور بچے کی بھی اور موثر تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام مرد اور عورتیں جو کہ بادشاہ بت کو سجدہ کر چکے تھے بت سے منکر اور توحید باری تعالیٰ کے مقر ہو کر خود بخود آگ میں کودنے لگے بادشاہ یہ حالت دیکھکر گھبرا گیا اور اس کے مددگار سپاہی وغیرہ لوگوں کو بجبر آگ میں گرنے سے روکنے لگے جب بادشاہ کو اس کام سے فرصت ملی تو سے

رو بآتش کرد شہ کاے تند خو
آں جہاں سوز طبیعی خوت کو

چوں نمی سوزی چہ شد خاصیتت
یا ز بخت ما دگر شد نیتت

یعنی وہ مردود بادشاہ آگ کی طرف متوجہ ہوا اور غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ اے تند خو آگ تیری وہ ذاتی تندخوئی اور صفت جہاں سوزی کیا ہوئی ان لوگوں کو جو تیرے اندر گھستے چلے آتے ہیں جلاتی کیوں نہیں بتا وہ تیری جلانے والی خاصیت کیا ہو گئی یا یہ بات ہے کہ ہماری بدقسمتی سے تو اپنی اصلی خصلت سے بدل گئی سے

گفت آتش من ہمانم آتشم
اندر آتا تو ببینی تابشم

طبع من دیگر نگشت و عنصرم
تیغ حقم ہم بدستوری برم

آگ نے خدا کے حکم سے نہایت فصیح زبان سے جواب دیا کہ اے مغرور بادشاہ سن میں اب بھی ویسی ہی جلانے والی آگ ہوں جیسی پہلے تھی اگر تجھکو میری بات کا یقین نہ ہو تو تو میرے اندر آکر دیکھ لے اور میرا امتحان کر لے کہ مجکو جلانے والی خاصیت ہے کہ نہیں یاد رکھ کہ نہ میری طبیعت میں کچھ تغیر ہوا ہے اور نہ میرے عنصر میں کچھ فرق آیا ہے میں تو اللہ تعالیٰ کی ننگی برہنہ شمشیر ہوں لیکن کاٹتی اسی وقت ہوں جب کہ حکم باری تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کا ہوتا ہے۔

برادران اسلام! یہ تھے سچے اور حقیقی موحد اور توحید باری تعالیٰ کے سچے عاشق و شیفتہ کہ جنہوں نے اپنی جانیں اس توحید کے اقرار میں نثار کر دیں طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں دکھ سہے مگر توحید پر استقلال کے ساتھ قائم رہے غیر خدا کے آگے سر نہ جھکایا کلمہ شرک زبان پر نہ لائے۔

برادران ملت کیا ہم کو ان دونوں قصوں سے توحید کا درس نہیں ملتا ضرور ملتا ہے بس ہم کو بھی چاہیئے کہ ہمیشہ شرک سے پرہیز کرتے رہیں اور خدا کی توحید پر نہایت سختی سے قائم رہیں اور ہمیشہ یہ اعتقاد رکھیں سے

کہ ہے ذات وحدت عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگائیں تو لو اپنی اس سے لگائیں
جھکائیں تو سر اس کے آگے جھکائیں

اسی پر بھروسہ ہمیشہ کریں ہم
اسی کی صدا عشق کا دم بھریں ہم

اسی کے غضب سے ڈریں گر ڈریں ہم
اسی کی طلب میں مریں جب مریں ہم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

مشکوٰۃ شریف کے باب الکبائر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثنتان موجبتان قال رجل یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات یشرک باللہ شیئا دخل النار ومن مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ۔ یعنی دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان پر دو چیزیں واجب کر دیتی ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دو چیزیں واجب کرنے والی کیا چیزیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مر گیا اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا تھا اس کے واسطے دوزخ میں جلنا واجب ہوا۔ اور جس نے اس حالت میں موت پائی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا اس کے واسطے جنت میں داخل

ہونا واجب ہو گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص مشرک ہو کر مریگا وہ دوزخ میں جلے گا اور جو شخص توحید پر مریگا وہ جنت میں عیش و آرام کے ساتھ ہمیشہ رہیگا۔

برادران اسلام! میں آپ کو ایک بات اور بتانا مناسب سمجھتا ہوں اور وہ یہ بات ہے کہ ایک موحد کے واسطے جو اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر ایمان رکھتا ہے حضور سرکار دو عالم تاجدار مدینہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا اور آپ کی نبوت اور رسالت کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنا، اور آپ کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کا برحق اور سچا رسول ماننا نہایت ضروری بات ہے آپکی رسالت کا اقرار کرنے والا ہی مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے ورنہ صرف موحد ہو کر کوئی شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں کیونکہ ابھی بہت سی قومیں دنیا میں موجود ہیں جو خدا کو ایک مانتی ہیں بتوں کی پرستش نہیں کرتیں مگر چونکہ وہ قومیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہیں کرتیں اس لئے وہ تمام قومیں مسلمان نہیں مسلمان تو وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق رسول ہونے پر صدق دل سے لاوے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے سے ہماری توحید پرستی میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ ہم جو آپ کو اللہ تعالےٰ کا سچا اور برحق رسول تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی رسالت و نبوت پر ایمان لائے ہیں سو محض اپنی رائے یا اپنے خیال سے ایمان نہیں لائے بلکہ ہمارے واسطے خدائے واحد کا حکم یہی ہے کہ ہم حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں پس جبکہ ہم اللہ تعالےٰ کے حکم کے تحت میں آپ کی رسالت پر ایمان لائے ہیں تو کیونکر ہماری توحید پرستی میں فرق آسکتا ہے۔

برادران اسلام! قبل اس کے کہ میں وہ آیات قرآنی پیش کروں جن میں آپ پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کرنے کا حکم موجود ہے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نبی اور رسول ہونے کی دلیل صرف ایک ہی آیت سے پیش کردوں اگرچہ بہت سی ایسی آیات قرآن پاک میں موجود ہیں جن سے آپ کا نبی اور رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ سورہ احزاب میں ارشاد فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبی ایسے ہیں کہ سلسلہ نبوت ہی آپ پر ختم ہو گیا اور اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی دنیا میں مبعوث نہیں ہوگا۔

اس کے بعد ایک آیت وہ بھی سن لیجئے جس میں مسلمانوں کو آپ پر ایمان لانے کا تاکیدی حکم موجود ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ سورہ نساء میں ارشاد فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ یعنی اے مسلمانو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر (یعنی قرآن) جو اس کے رسول پر نازل ہوئی۔

پھر ایک جگہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی اے مسلمانو! کیا میں تم کو ایک ایسی تجارت بتا دوں جو تم کو عذاب دردناک سے بچائے وہ (تجارت) یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اللہ کی رضامندی میں اپنی جان و مال کو خرچ کرو یہ کام تمہارے واسطے بہت بہتر ہے اگر تم لوگ کچھ سمجھ بھی رکھتے ہو۔

اس کے بعد وہ آیات بھی ملاحظہ فرمایئے کہ جن میں آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ سورہ محمد میں ارشاد فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ

یعنی اے مسلمانو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔

اور فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

اے مسلمانو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اس کی بھی اطاعت کرو جو تم میں صاحب حکومت ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

یہ ہیں وہ آیات قرآنی جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی نبوت اور رسالت کا اقرار کرنے اور آپ کی اطاعت کرنے کا صریح حکم موجود ہے پس جب ہم اللہ تعالےٰ کے ان حکموں کے تحت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی نبوت اور رسالت کی دل سے تصدیق کی اور زبان سے اقرار کیا اور آپ کی اطاعت کو فرض سمجھے تو ہمارا یہ فعل کسی طرح ہمارے اعتقاد توحید باری کے منافی نہیں بلکہ عین توحید پرستی ہے۔

ایک موحد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے خدائے وحدہ لاشریک کے ہر حکم کے آگے (خواہ وہ حکم سمجھ میں آویں نہ آویں) سر جھکا دے

ایک موحد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے خدائے وحدہ لاشریک کے ہر حکم کے آگے (خواہ وہ حکم سمجھ میں آویں یا نہ آویں) بلا پس و پیش اور بلا کسی چون و چرا کے سر نیاز جھکا دے ہرگز ہرگز اس کے حکم سے سرتابی نہ کرے اگر سرتابی کرے گا تو وہ موحد کیسے ہوگا میرے خیال میں سرتابی کرنے والا موحد نہیں ہو سکتا۔

بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ شیطان بڑا ہی موحد تھا کہ اس نے باوجود حکم خدا کے غیر خدا یعنی آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ہرگز موحد نہیں تھا اگر موحد ہوتا تو خدا کے حکم کے آگے فوراً جھک جاتا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لیتا نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ہمیشہ کے واسطے ملعون اور مردود ہو گیا پھر خدا نے اس کو ملعون اور مردود کیوں کیا۔ کیا خدا کو اس کے موحد ہونے کا علم نہ تھا یا کیا موحد بھی ملعون اور مردود بارگاہ لم یزل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کبھی نہیں اللہ تعالےٰ ایسے اعتقادات سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے اور ہم کو سچا موحد بنادے ہم پر چاہے جیسی مصیبت پڑے لیکن ہمارے قول و فعل سے شرک نہ ثابت ہو اور ہمیشہ ہم سب توحید پر قائم رہیں آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ معراج شریف

رجب کی مجالس میں پڑھنے کیلئے

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب ندوانی خیرآبادی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین اما بعد قال اللہ تعالے فی القران القدیم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سُبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم ؎

ہو درود آپ پہ معراج کے جانیوالے | اُن کی آن بھر لوٹ کے آنے والے
مرحبا نغمۂ توحید سنانے والے | جسد الکفر کی ہستی کو مٹانے والے
نوشۂ عرش نشیں سرور لولاک لما | جس جگہ کوئی نہ پہنچا وہاں جانیوالے
شوق نظارہ تجھے بڑھکے ہوا موسٰی سے | عرش پر جا کے اُسے دیکھ کے آنیوالے
لمعۂ نور ترا جسم ہے سایہ کیسا | ہیں ترے سایہ سے سب فیض کے پانیوالے
مظہر شان مرجع انوار خدا | زر گنجینۂ مخفی کو لٹانے والے

خاور زار کو کملی میں چھپالے اپنی
سینکڑوں ہیں ترے خادم کو ستانیوالے

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

معزز برادران اسلام! آج اس وقت میں آپ حضرات کے سامنے جس بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں وہ اپنی مذہبی حیثیت سے ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے اور جس واقعہ کی یادگار قائم رکھنے کو آپ اور ہم یہاں جمع ہوئے ہیں وہ اپنی نوعیت میں بے مثل و یکتا ہے اور یہ بات صرف ایک مذہب اسلام ہی میں نہیں ہے بلکہ دنیا کی قوم اور کوئی مذہب اور کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جس میں کوئی واقعہ ایسا نہ ہو کہ جسکی یاد تازہ کرنے کے واسطے کسی خاص دن یا تاریخ و مہینے میں خاص طور پر کسی نہ کسی ڈھنگ اور طریقہ پر جلسے نہ کئے جاتے ہوں ہمارے مذہب اسلام میں بھی ایسے بہت سے واقعات گذرے ہیں جن کی وقتاً فوقتاً یاد تازہ کرنے کو جلسے ہوتے ہیں جن کو سب لوگ جانتے ہیں تشریح کرنے کی حاجت نہیں ہے چنانچہ منجملہ اور تمام واقعات کے آج اس وقت ہم آپ جس واقعہ کی یاد تازہ کرنے کو اس مجلس میں جمع ہوئے ہیں وہ واقعہ آقائے نامدار رسول پروردگار حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کا واقعہ ہے جس کی نسبت خود پروردگار عالم خبر دیتا ہے اپنے قرآن پاک کے پندرہویں پارہ کی پہلی آیت میں ارشاد باری ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الخ یعنی پاک ہے وہ ذات (تمام قسم کی مجبوریوں اور تعطل و بیکاری اور ہر قسم کی خامیوں اور عیوب سے) جو اپنے بندۂ خاص عالی درجات والا صفات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو راتوں رات مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک لے گیا۔

کلام پاک کی اس آیت شریف میں اللہ تعالےٰ نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا محض اشارہ ہی فرمایا ہے مگر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس بے نظیر معجزہ اور لاثانی واقعہ کو صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف میں مشرح بیان فرمایا ہے۔ بیت المقدس سے آپ کا ساتوں آسمانوں کو طے کر کے عرش اعظم پر تشریف لیجانا خدا کا دیدار ہونا ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے جسکو میں آگے چل کر بیان کروں گا قرآن پاک کی سورہ نجم میں بھی اگرچہ بیت المقدس سے آپ کا آسمانوں پر جانا وغیرہ ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ اسکی تفسیر میں مفسرین کا ایک دوسرے سے اختلاف ہے اس وجہ سے یہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ اسکو بھی معرض بیان میں لاؤں جس میں لوگوں کو خلاف ہو۔ برادران اسلام! اس واقعہ معراج کو سمجھنے میں بعض کوتاہ بیں اور کور باطن لوگوں نے ایسی ٹھوکریں کھائی ہیں کہ ان کو خدا ہی سنبھالے تو شاید سنبھل جائیں ورنہ قعر ضلالت ہی میں ہمیشہ پڑے رہے تو تعجب نہیں۔

یہ بیعقل اور کوتاہ اندیش لوگ کہتے کیا ہیں کہ یہ معراج کا واقعہ ایسا ہے کہ اس کو عقل باور نہیں کرتی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیونکر چند منٹ میں خانہ کعبہ سے بیت المقدس گئے اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش کرسی جنت و دوزخ کی سیر کر کے لوٹ آئے اس وجہ سے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک خاکی تھا جو جب کل شئی یرجع الی اصلہ کے غیر محل کی طرف کیونکر جا سکتا ہے اس لئے کہ شئے کثیف لطیف کی طرف رجوع نہیں کر سکتی میں ایسے لوگوں کے سمجھانے کو موٹی موٹی اور عام فہم مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالےٰ مجکو اپنے مقصد اور حق بات کے ثابت کرنے میں کامیابی عطا فرمائے اور میرا مددگار و معاون ہو جائے۔

برادران اسلام! جناب سر سید احمد خاں صاحب مرحوم واقعہ معراج شریف کو خلاف عقل سمجھ کر مثال کے طور پر ایک دلیل پیش کرتے ہیں کہ: جب مٹی کا ڈھیلا اوپر پھینکا جاتا ہے تو چونکہ اصل اسکی زمین کثیف ہے لہذا وہ زمین ہی کی طرف واپس چلا آتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جناب سر سید احمد مرحوم کی یہ دلیل جو انہوں نے معراج شریف کے رد میں پیش کی ہے اسی سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ثبوت ملتا ہے اس لئے کہ جو مٹی کا ڈھیلا پھینکا جاتا ہے وہ اوپر کی طرف

جاتا ہے؟ ایسا تو نہیں ہوتا کہ پھینکا تو جائے آسمان کی طرف مگر وہ پھینکنے والے کے ہاتھ سے ایک انچ بھی اونچا نہ جائے بلکہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین ہی کی طرف چلے۔ جہاں تک دیکھا گیا ہے اور صرف دیکھا ہی نہیں دیکھا بلکہ دنیا کا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جب کوئی اوپر ڈھیلا پھینکتا ہے تو بلا کسی روک کے فوراً اوپر جاتا ہے اب رہی یہ بات کہ ڈھیلا اوپر جا کر فوراً اپنی اصلیت کی طرف واپس ہوتا ہے ٹھیرتا نہیں ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کب کہا جاتا ہے کہ آپ وہاں ٹھیر کر رہ گئے آپ تو اس قدر جلد اتنا طویل سفر طے کر کے واپس تشریف لائے کہ زنجیر در حجرہ بدستور ہل رہی تھی اور بستر استراحت اسی طرح گرم تھا کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم اک دم میں اسرعرش گئے آئے محمد

برادران اسلام! اب رہا ڈھیلے کا زیادہ بلند جانا اور کم بلندی سے واپس آنا یہ پھینکنے والے کی طاقت پر منحصر ہے ایک پانچ سال کا بچہ اگر اوپر کی طرف کوئی چیز پھینکے تو وہ بہ نسبت ایک جوان آدمی کے پھینکنے کے کم بلند جائے گی کیونکہ چھ سال کے بچے میں جوان آدمی سے طاقت کم ہوتی ہے یا یوں سمجھئے کہ ایک شخص نے بانس کی غلیل سے ایک غلہ اوپر پھینکا اور اسی کے مقابلہ پر دوسرے شخص نے بندوق سے گولی چلائی۔ اس کے ساتھ میں ایک شخص نے توپ کا دہانہ آسمان کی طرف کر کے گولہ چلایا تو غلہ سے گولی اور گولی سے توپ کا گولہ بہت آگے نکل گیا یہ ایسا کیوں ہوا اس لئے کہ بہ نسبت غلیل کے بندوق اور بندوق سے توپ طاقتور زیادہ تھی اس وجہ سے توپ کا گولہ سب سے آگے نکل گیا اور بہت ہی بلند ہو گیا۔

چونکہ اللہ تعالے تمام قوتوں سے زیادہ قوت اور تمام طاقتوں سے زیادہ طاقت رکھتا ہے اس لئے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر بلندی پر پہنچایا کہ عرش اعظم تک پہنچ گئے۔ کیوں مسلمان بھائیو کیا خدا اتنی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا اگر آپ کو اس میں کلام ہے تو آپ ایماندار کب ہیں۔

برادران اسلام! اب ایک درمیانی معاملہ اور رہ گیا ہے کہ بیان معراج شریف میں اور قرآن پاک میں اور دیگر کتب سماوی میں جو آسمانوں کا ذکر پایا جاتا ہے ان کا وجود بھی ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک کسی شئے کا وجود نہیں ہوتا اس وقت تک اس کا نام نہیں ہوتا ہے جس چیز سے انکار کیا جاتا ہے تو یہ انکار اس کے وجود کی عین دلیل ہے کیونکہ جب تک کوئی شئے نہیں ہے تو انکار کس چیز سے ہے البتہ حکیم فیثا غورث اور اس کے بعد تقلیداً اس کے شاگردوں نے آسمان کے وجود سے انکار کیا ہے اس کے سوا کسی نے آسمان کے وجود سے انکار نہیں کیا تو فقط ایک حکیم فیثا غورث کے انکار سے آسمانوں کا عدم ثابت نہیں ہو سکتا آسمان کا وجود ایک امر مسلمہ ہے ہزاروں برس سے بڑے بڑے علماء و سائنس داں و فلاسفر تمام جہان کے عقلا و حکماء فلسفے کے موجد یونان کے دانا آسمانوں کے وجود کے قائل رہے ہیں ان کے علاوہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر جو وقتاً فوقتاً آسمانی کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں وہ سب کی سب آسمان کا وجود بڑے زور سے ثابت کرتی ہیں۔ پس اسے

برادران اسلام! جس چیز کو تمام عقلاء اور حکماء اور جہان بھر کے عالم نیز ارضی و سماوی کتابیں تسلیم کرتی ہیں وہ چیز بغیر دلیل کے کیونکر رد ہو سکتی ہے اس کا یہ کہہ دینا کہ اگر آسمان ہے تو نظر کیوں نہیں آتا کچھ وقیع امر نہیں ہے کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں وجود پذیر ہیں جن کو انسان باریک سے باریک اور اعلیٰ سے اعلیٰ دوربینوں سے نہیں دیکھ سکتا نہ مینوں پہاڑوں اور سمندروں کی تہ میں ایسی ایسی ہزارہا چیزیں چھپی ہوئی ہیں جن کو انسان کسی دوربین سے بھی نہیں دیکھ سکتا لالٹین میں شیشے کی چمنی چڑھی ہوئی ہوتی ہے مگر جب وہی چمنی والی لالٹین جلائی جاتی ہے تو دوسرے دیکھنے والے کو چمنی نظر نہیں آتی صرف اس کی روشنی دکھائی دیتی ہے تو کیا چمنی سے انکار کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں چمنی کا نظر نہ آنا انکار کی کوئی دلیل نہیں۔

چونکہ آسمان بھی مثل شیشے کے صاف و شفاف ہے حد نظر سے بہت دور ہے اس لئے نظر نہیں آتا تو اس کا نظر نہ آنا اس کے معدوم ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا اس تمام تقریر سے آسمانوں کا وجود تو ثابت ہو گیا مگر اس ثبوت کے ساتھ حکماء یونان کے خیال کے مطابق یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ آسمان پیاز کے چھلکوں کی مانند پرت در پرت ہیں اس وجہ سے پھٹ جانے اور جڑ جانے کے قابل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ حکیم بطلیموس کی تقلید سے پیدا ہوا ہے وہ تو آسمان ٹھوس اور سخت ایک دوسرے سے ملے ہونے کا قائل تھا اسی کے نکالے ہوئے نظام کو مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا ہے حالانکہ خود حکماء ہی نے اس نظام کو باطل اور غلط کر دیا اور آسمانوں کا ایسا سخت جسم ہونا کہ جس میں کوئی چیز پھر نہ سکے رد ہو گیا اور یہ ثابت ہوا کہ ہزارہا تارے چاند سورج اس میں گردش کرتے ہیں اگر آسمان ٹھوس ہوتے تو ستاروں کی گردش کیونکر ممکن ہوتی۔

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کیسے اور کہاں سے معلوم ہوا کہ ان میں دروازے اور راستے نہیں یا یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ پھٹنے اور جڑنے کے لائق نہیں کیونکہ اس بارہ میں جو دلیلیں پیش کی گئی ہیں وہ معقول نہیں بلکہ مخدوش ہیں۔

اور سنئے بندوق کے نشانہ کے سامنے ایسی کوئی چیز جیسے لوہے کی چادر جو اس کی حیثیت کے موافق ہو درمیان میں حائل کر دیجئے لیکن جب بندوق گولی پھینکے گی تو وہ گولی اس لوہے کی چادر کو توڑ کر پار نکل جائیگی گولی کو اس قسم کی کوئی چیز بھی روک نہیں سکتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خود اللہ تبارک وتعالے ہی عروج دے رہا تھا جو بہت بڑا طاقتور ہے آسمانوں کی کیا حقیقت تھی جو آپ کو روک سکتی اس کے علاوہ جب آسمانوں میں دروازہ ہونے کا عدم ثابت نہیں ہے نیز اس کے پھٹنے اور جڑنے کا امکان ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتوں آسمانوں کو طے کر کے عرش اعظم تک پہنچنا کیوں بعید از عقل سمجھا جائے۔

بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معراج کے متعلق جو حدیث فرمائی ہے اس سے آسمانوں میں دروازوں کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر ہم مسلمانوں میں جہاں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں وہاں ایک بہت بڑی خرابی کہ جس سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے یہ پیدا ہو گئی کہ ان کے سامنے کسی بات کے ثبوت میں اگر کوئی شخص قرآن پاک کی کوئی آیت یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پیش کرتا ہے تو (باستثنا ان مسلمانوں کے کہ حدیث و قرآن جن کا ایمان ہے)

ناک اور بھویں سکوڑنے لگتے ہیں مگر جب کسی یونانی حکیم یا کسی یورپ کے غیر مسلم فلاسفر اور سائنس داں کا قول سنایا جاتا ہے تو آمنا و صدقنا کہتے اور اس قول پر صدق دل سے ایمان لے آتے ہیں خیر یہ وہ جانیں اور ان کا کام جانے میرا کام تو صرف حدیث کا پیش کر دینا ہے اس پر ایمان لائیں یا نہ لائیں یہ ان کا فعل ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ضرور ارشاد فرمایا ہے کہ فانطلق بی جبرئیل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح الخ (صحیحین) یعنی پھر مجھکو جبرئیل لیچلے یہانتک کہ آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان تک پہنچے جبرئیل نے دروازہ کھلوایا اسی طرح آگے چلکے اور دروازوں کا جو ساتوں آسمانوں میں ہیں اس معراج میں آپ نے ذکر فرمایا ہے جن کا آگے چلکر اپنے موقع پر بیان ہوگا بہرحال اس حدیث سے آسمانوں میں دروازوں کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسی سے آپ کا مع جسم کے آسمانوں پر جانا بھی ثابت ہوتا ہے۔

سوال:۔ اب رہی یہ بات کہ درمیان زمین و آسمان کے دو کرے ایسے ......

جن میں سے ایک ایسا ٹھنڈا ہے جس میں سے کسی کا گذرنا محال بلکہ بالکل ناممکن ہے اگر اس میں سے کوئی گذرے تو جم کر مثل برف کے ہو جاوے اس کرہ کو زمہریر کہتے ہیں اور دوسرا کرہ آتشیں ہے اس میں جانے سے بغیر خاکستر ہوئے کوئی بچ نہیں سکتا ان دونوں کروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع جسم کے کیونکر گذر ہو گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تیزی حرکت و رفتار کی کوئی حد یا مقدار مقرر نہیں ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالے اس سرعت اور تیزی سے اس کرے سے نکال لے گیا کہ آپ کے جسم پر کرہ زمہریر کی ٹھنڈک کا مطلق اثر نہ ہوا۔

برف کو اگر آپ ہاتھ میں زیادہ عرصہ تک لئے رہیں گے تو کچھ عرصہ تک کے واسطے آپ کا ہاتھ ضرور بیکار ہو جائے گا ٹھٹھر کر رہ جائیگا کوئی کام اس سے نہ ہو سکے گا اس کے سن ہونے کی تکلیف بھی محسوس ہوگی لیکن اسی برف کو چھوکر فوراً ہاتھ ہٹا لیجئے تو یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کوئی ٹھنڈی چیز چھوئی تھی نہ کسی قسم کی تکلیف محسوس ہوگی بس چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سرعت کے ساتھ تشریف لے گئے اس وجہ سے آپ کو مطلق ٹھنڈک نہ معلوم ہوئی اور نہ وہ ٹھنڈک آپ کے جسم مبارک کو تکلیف پہنچا سکی۔

اسی طرح آپ کرۂ آتشیں سے بھی تیزی کے ساتھ گذر گئے کہ آگ آپ کو کچھ بھی تکلیف نہ پہنچا سکی اگر کسی کو اس بات کا یقین نہ ہو تو وہ میرے سامنے آگ جلا دے میں اس کے شعلوں میں سے اپنا ہاتھ نکالدوں گا انشاءاللہ تعالے میرا رونگٹا بھی نہ جلیگا۔

اس کے سوا گیس کے ہنڈوں اور بجلی کے لیمپوں میں جو جالی کی بتی لگی ہوتی ہے اگرچہ وہ سوت کی ہوتی ہے اور بہت عرصہ تک روشن رہتی ہے یہ بھی وہ جلتی نہیں ہے آپ آگ میں سونا، چاندی، لوہا، تانبا، ابرک وغیرہ اسی قسم کی چیزیں ڈالدیجئے اگرچہ ان کا رنگ مثل آگ کے سرخ ہو جانے گا اور ان چیزوں میں بھی مثل آگ کے تھوڑی سی دیر کے واسطے حرارت پیدا ہو جائیگی مگر یہ چیزیں جلیں گی نہیں جیسی کہ تیسی رہیں گی آپ نے ولایتی آتشبازی میں ایک پھلجھڑی دیکھی ہوگی جب یہ جلائی جاتی ہے اور اس کے آتشی پھول کپڑوں پر گرتے ہیں تو اس سے کپڑے نہیں جلتے اس کی کیا وجہ ہے۔ اور سنئے سمندر کیڑا آگ ہی میں رہتا ہے مگر آگ اس کو کیوں نہیں جلاتی۔

اور سنئے آتش نمرودی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کب جلا سکی اور اسی طرح بعقائد اہل ہنود پہلاد کو آگ نے کیوں نہ جلایا۔

برادران اسلام اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ آگ میں جلانے اور پانی میں پیاس بجھانے کی بنا پر قوت ضرور موجود ہے مگر ان سب کی قوت خدا کی قوت کی تحت میں اور قدرت میں ہے اگر خدا چاہے تو آگ کی ذرہ برابر چنگاری بہت کچھ جلا سکتی ہے ورنہ آگ کا بہت بڑا آتشکدہ ایک چھوٹی سی چیونٹی کو بھی نہیں جلا سکتا اگر درحقیقت پیاس بجھانے کی پانی میں قوت ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرض استسقاء کا مریض گھڑوں پانی پی جاتا ہے مگر پیاس کسی طرح نہیں بجھتی غرضکہ کوئی چیز خدا کی قدرت پر غالب نہیں آ سکتی پس جبکہ آگ ان سب کو نہ جلا سکی تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہے اور بلا آزار اس میں گذر گئے تو کونسی تعجب کی بات ہے نہ ہر آگ جلانے کی طاقت رکھتی ہے نہ ہر چیز آگ میں جل سکتی ہے۔ اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

ایک بحث لطیف و کثیف کی اور سنئے جو ایک صاحب نے رسالہ صوفی میں اپنے ایک مضمون کے ساتھ شایع کرائی ہے ان کی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ دیکھو پارہ کی اصل زمین کثیف سے ہے تو پارہ بھی کثیف ہے یعنی جس چیز کی اصل کثیف ہوگی وہ چیز کثیف ہی ہوگی لطیف نہیں ہو سکتی۔ مگر دیکھو پارہ میں جس وقت ذرا بھی گرمی پہنچتی ہے فوراً آسمان کی طرف اڑ جاتا ہے تو یہ کثیف لطیف کی طرف کیونکر گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع جسم کے نہیں جا سکتے۔

برادران ملت! آجکل سینکڑوں ہوائی جہاز جو خود بھی کثیف ہیں پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ اس میں ایک شخص نہیں دو نہیں بلکہ فوج کی فوج جو اپنے اندر کثافت رکھتی ہے بھری ہوتی ہے اور وہ جہاز ہوائے آسمانی پر اڑتے پھرتے ہیں اور ان جہازوں میں صرف اسٹیم یا کلوں کا زور ہوتا ہے اور اللہ تعالے کے ایک ادنی بندے کی کاریگری ہے وہ تو سمجھ میں آگیا کہ ہاں ایسا ہونا ممکنات سے ہے اور ان کا اپنی اصل کی طرف رجوع نہ کرنا تسلیم ہے اس کا باوجود کثیف در کثیف ہونے کے اپنی اصلیت کو چھوڑ کر لطیف کی طرف جانا کچھ مشکل نہیں اس وجہ سے کہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے مگر جس خدا نے اپنے ایک ادنی بندے کو اتنی قدرت دی ہے کہ وہ ہوائی جہاز بنا کر ہوائے آسمانی پر اڑتا پھرے اور چند منٹ میں کہاں سے کہاں پہنچ جائے اسی خدا کا بنایا ہوا مرکب براق جو برق سے مشتق ہو اور اسی خدائے مطلق کی دی ہوئی اس میں قوت پرواز موجود ہو اور اس پر صرف ایک ہی سوار جو مجسم نور لطیف تھا اور جب کہ کثیف کہنا کسی طرح جائز ہو ہی نہیں سکتا بلکہ میں تو اس کو کثافت سے تشبیہ دینا بھی گناہ عظیم سمجھتا ہوں بیٹھا ہوا اس براق کا پرواز کرنا اور چشم زدن میں زمین سے لیکر ساتوں آسمان و عرش و کرسی و لوح و قلم جنت و دوزخ تک کی سیر کرا کر واپس لانا غیر ممکن سمجھا جاتا ہے۔ اس کو عقل باور نہیں کرتی یہ تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیوں سمجھ میں نہیں آتا اس لئے کہ دیکھا نہیں گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی مخلوق ایسی ہے جو نہیں دیکھی گئی تو کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے اچھا بتاؤ جنہ کو کس نے دیکھا جن کے وجود کی قرآن پاک شہادت دیتا ہے جنوں سے انکار کرنے والا کیا قرآن پاک کا منکر نہ ہوگا بلکہ وہ

شخص اللہ پاک کا بھی منکر ہوگا کیونکہ خدا کو کس نے دیکھا سبحان اللہ کیا عقلیں ہیں کہ خدا کی قدرت کے بھی قائل نہیں استغفر اللہ استغفر اللہ۔

برادران اسلام! علاوہ ان تمام دلائل کے میں تو یہ کہتا ہوں کہ جس خدا نے آنحضرت کو بلایا تو کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلانے سے مجبور تھا؟ ہرگز نہیں خدا اگر اس بات میں عاری ہوتا تو وہ کب اس قابل سمجھا جاتا کہ وہ قادر مطلق ہے یا ایسے کو کب کوئی خدا مان سکتا ہے خدا کی تو شان یہ ہے کہ وہ کسی کام کے کرنے میں کبھی اور کسی وقت بھی عاری اور مجبور رہو۔ والعیاذ باللہ جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے انکار کیا انہوں نے خدائے قادر مطلق کو بعض کاموں میں مجبور سمجھا ورنہ کبھی انکار نہ کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ صفات رذیلہ وناقصہ سے منزہ اور پاک ہے اور صفات کمالیہ میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

برادران اسلام! ایک بار ضلع بارہ بنکی میں مجھکو ایک صاحب ملے اور سلسلہ گفتگو ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ذکر چھڑنے لگا تو صاحب کہنے لگے کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج تو ہوئی مگر ساتھ جسم کے نہیں بلکہ روحی معراج ہوئی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں روحی معراج لکھی ہے میں نے کہا کہ آپ کا یہ ارشاد غلط ہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معراج جسمی لکھی ہے اور میں ان کی اصل عبارت بھی دکھا سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے سیرۃ الحبیب حصہ اول مصنفہ مولانا محمد عبد التواب صاحب عالم وفاضل رہتکی کہ جس میں یہ عبارت درج تھی پیش کی کہ ثم اسری بہ الی المسجد الاقصیٰ ثم الی سدرۃ المنتھی والی ماشاء اللہ وکل ذلک لجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ (حجۃ اللہ البالغہ) یعنی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک پھر سدرۃ المنتہیٰ تک اور جہاں تک اللہ نے چاہا لیجایا گیا یہ سب کچھ جسم کے ساتھ بیداری میں تھا۔

ان صاحب نے جو معراج روحی کے قائل تھے اس عبارت کو دیکھکر شرمندگی سے سر نیچا کر لیا اور خاموش ہو گئے پھر کچھ جواب نہ دیا۔

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج تو ہوئی مگر اتنی جلد اتنا طول طویل سفر طے کر کے واپس چلے آنا سمجھ میں نہیں آتا۔

اس کا جواب بقول حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہ کے جو انہوں نے اپنے تبلیغی اردو خطبہ بابت ماہ رجب میں لکھا ہے یہ ہے کہ

"اے بھائیو ذرا غور کرو کہ بمبئی اور کلکتہ کے بیچ میں سینکڑوں کوس کا فاصلہ ہے مگر جب بمبئی کے تارگھر میں تار کی ٹیبی پر انگلی کے اشارہ سے انسان ایک کھٹکا کرتا ہے تو اس کھٹکے کی آواز ایک سکنڈ کے عرصہ میں کلکتہ پہنچ جاتی ہے اور جب دہلی کے ہوائی برقی آلہ میں جس میں تار وغیرہ کچھ نہیں ہوتا لندن کو پکارا جاتا ہے تو باوجود ہزارہا میل کا فاصلہ ہونے کے آن کی آن میں دہلی کی بات لندن پہنچ جاتی ہے اور دہلی میں بیٹھے بیٹھے ٹیلیفون کے ذریعہ سینکڑوں میل کے فاصلہ پر کلکتہ بمبئی کے آدمیوں سے ہم باتیں کر لیتے ہیں اور گراموفون کے ریکارڈوں ہماری باتیں اور ہمارے گانے بند ہو جاتے ہیں اور جب اور جہاں چاہتے ہیں ان کو سنتے ہیں تو کیا یہ سب باتیں عقل کے خلاف نہیں؟ اور جب تک یہ سب ایجادیں عام نہیں ہوئی تھیں تو کیا کسی شخص کی عقل ان باتوں کا یقین کر سکتی تھی اور کیا کوئی یہ تسلیم کر سکتا تھا کہ ٹیلیفون میں بات کرنے والا چاہے کتنے ہی ہزار میل دور ہو مگر اس کی خیالی صورت سامنے آجاتی ہے۔ اب سوچو کہ انسان اپنی حکمت اور ہنر کے زور سے یہ کمالات دکھا سکتا ہے تو کیا خدا میں یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ خدا جس نے انسانوں کو پیدا کیا اور وہ خدا جس نے اپنے پیدا کئے ہوئے انسانوں کو یہ عقل دی کہ انہوں نے تار برقی ایجاد کی موٹریں ایجاد کیں ریلیں ایجاد کیں ٹیلیسکوپ ایجاد کی ہوائی خبر رسانی ایجاد کی ہوائی جہاز ایجاد کئے ٹیلیفون ایجاد کئے جو سب کے سب خلاف عقل معلوم ہوتے ہیں تو کیا اس خدا میں یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اپنے مقبول بندے کو آن کی آن میں ساتوں آسمانوں پر لے گیا عرش کرسی پر لے گیا بہشت دوزخ کی سیر کرائی خود اپنے دیدار سے سیراب کیا اور پھر اتنی جلدی واپس پہنچا دیا کہ اس بندہ کی خوابگاہ گرم تھی اور اس بندے کے کواڑے کی کنڈی ہل رہی تھی بیشک بیشک اس خدا میں اس سے زیادہ قدرت ہے اور وہ خدا اس سے بڑھ بڑھ کر اپنی قدرت کے کرشمے دکھا سکتا ہے"

بھائیو! بندوق کی گولی کی سرعت رفتار پر غور کرو کہ جہاں وہ دن سے چلی کہ کم سے کم پانچ سو گز کے فاصلہ پر شکار تڑپتا نظر آیا افسوس جب خدا کے ادنی بندے یہ سب کرشمے دکھا سکتے ہیں تو جو خدا ہے اس کے کرشمہ قدرت پر کیوں تعجب کیا جاتا ہے اور اس کو کیوں عقل کے خلاف سمجھا جاتا ہے اور خدا کو کس لئے مجبور خیال کیا جاتا ہے۔

برادران اسلام! اس انکار کا کھلا ہوا سبب ان کی کم عقلی اور ناقص الفہمی اور کوتاہ بینی وکور باطنی ہے اور یہ کوئی نئی بات بھی نہیں ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شب معراج کی صبح کو ابوجہل نے ہی تو آپ کی معراج سے انکار کیا اور اس کا مضحکہ اڑایا تھا مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا وہ ابوجہل لعین زندیق ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ معراج کی بلاکسی غور وخوض اور پس وپیش کے تصدیق کی تو دیکھ لو آج ان کو صدیق کے اعلیٰ اور معزز لقب سے ہر مسلم شخص یاد کرتا ہے اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

برادران اسلام! چونکہ ابوجہل کی عقل پر جہالت اور گمراہی کا پردہ پڑا ہوا تھا اس وجہ سے یہ واقعہ معراج اس کی سمجھ ناقص میں نہ آیا اور انکار کرنے لگا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی عقل نور ایمان سے روشن اور منور تھی اس لئے انہوں نے سنتے ہی واقعہ معراج کی تصدیق کی اور عرض کیا صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ پس جو اشخاص ابوجہل مردود کی طرح کم عقل ناقص الفہم اور کور باطن ہیں وہ اب بھی معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرتے اور خلاف عقل وفہم سمجھتے ہیں اور جو مثل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے روشن ایمان ہیں وہ لوگ آج بھی بغیر تصدیق کئے نہیں رہ سکتے اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وبارک وسلم۔

معزز برادران اسلام! اب تک جو کچھ میں نے آپ حضرات کے سامنے بیان کیا اس سے محض شکی اور معترض طبع مسلمانوں کے ناقص اور باطل خیالات

کی تردید اور اصلاح کی گئی ہے اگر وہ ان دلائل کو تسلیم کریں تو فبہا ورنہ ان کے واسطے اللہ تعالےٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اُن کو ہدایت دے اور گمراہی سے بچائے ان کے سوا دو قومیں ایسی اور بھی ہیں جو ایسے حیرت انگیز واقعات پر خود اعتراض کرتی اور مضحکہ اڑاتے لگتی ہیں ان میں سے ایک تو عیسائی قوم ہے اور دوسری قوم ہمارے برادران وطن اہل ہنود کی ہے میرا فرض ہے کہ لگے ہاتھوں ان کے خیالات کی بھی درستی کر کے اعتراض اور مضحکہ اڑانے کی عادت چھڑا دوں۔

برادران ملت! عیسائی دنیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف پر اعتراض کر ہی نہیں سکتی کیونکہ ان کا خود یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اور دوسرے یا چوتھے آسمان پر اب تک زندہ موجود ہیں اور عیسائی دنیا کے اس عقیدہ سے ہم تمام مسلمانوں کو بھی اتفاق ہے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور بیشک وہ دوسرے آسمان پر اب تک زندہ موجود ہیں اور ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ قرآن پاک کی آیت کے موجب ہے پس جبکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا ممکن ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتوں آسمانوں کو طے کرنا اور عرش و کرسی دوزخ جنت کی سیر کرنا خدا کے دیدار سے مشرف ہونا بھی ممکن اور بالکل ممکن ہے اس میں شک و شبہ اور اعتراض یا مضحکہ کی تنگی ذرا بھی گنجائش نہیں ہو۔

اب رہی دوسری قوم برادران اہل وطن کی یعنی اہل ہنود اگر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا انکار کریں یا معترض ہوں اور مضحکہ اڑائیں تو ان کو ان کے اعتقادات کے بہت سے ایسے واقعات معلوم ہیں مثلاً اگر برادران اہل ہنود یہ کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر جانا ناممکن اور عقل و سمجھ کے خلاف ہے تو میں عرض کرونگا کہ رامائن میں لکھا ہے کہ ہنومان اس طرف سے ایک چھلانگ مار کر اتنے بڑے سمندر کو طے کر کے لنکا پہنچ گئے کیا یہ ناممکن اور خلاف عقل و سمجھ کے واقعہ نہیں ہے۔

اور سنیئے جب اس طرح پر ہنومان لنکا پہنچے تو وہاں سرسا دیوی سے مڈبھیڑ ہو گئی اور اس نے ہنومان کو نگلنے کے واسطے اپنے منہ سے پکڑ لیا اگرچہ ہنومان نے اس سے بچنے کی بہت کوشش کی اور اپنے کو رامچندر جی کا قاصد بتایا مگر جب وہ نہ مانی تو ہنومان نے اپنے جسم کو بڑھا کر بہت بڑا کر لیا سرسا نے اپنے منہ کو بڑھا دیا نوبت باینجا رسید کہ ہنومان نے اس قدر اپنے جسم کو موٹا کر لیا کہ سرسا دیوی کو اپنا منہ چار جوجن (برابر... ہم کوس کے) کرنا پڑا تب ہنومان سمٹ کر بھنگے کے برابر ہو کر سرسا کے منہ کے راستے سے اس کے پیٹ میں گھس گئے اور نکل آئے۔

کیوں صاحب کیا یہ باتیں خلاف عقل و سمجھ اور ناممکنات سے نہیں ہیں؟ ہیں اور ضرور خلاف عقل ہیں اور بالکل ناممکن ہیں۔

ہنومان کا سنجیونی بوٹی لینے جانا اور بوٹی والے پورے پہاڑ کو ایک ہاتھ سے اکھاڑ کر ہاتھ پر رکھ لانا کب قیاس و عقل میں آنے والی بات ہے! اور پھر سینکڑوں کوس کی منزل ساتوں رات طے کر کے بوٹی کا پہاڑ لانا اگر خلاف عقل نہیں تو اور کیا ہے۔

رامچندر جی کا راون کو شکست دینے سے راون کا گھبرا کر اپنے

بیٹے اہراون سے کہ جسکو مردود کر کے اپنے ملک سے نکال دیا تھا اور وہ پتال پوری یعنی (تحت الثریٰ) میں جا کر راج کر رہا تھا) امداد طلب کرنا اور اس کا امداد کرنے کا وعدہ کرنا پھر ایک دن اہراون کا زمین کے اندر (پتال پوری تحت الثریٰ) سے رامچندر جی کے لشکر میں رات کے وقت آنا اور پھر بھبھیکن کی شکل بنکر (کہ بھبھیکن کو ہر وقت رامچندر جی کی خدمت میں جانیکی اجازت تھی) ہنومان پہریدار کے سامنے سے گذرتا ہوا رامچندر جی کے پاس جانا وہاں رامچندر جی اور لچھمن کو ایک پتھر کی چٹان پر سوتے ہوئے پانا اس موقع کو غنیمت جانکر اس چٹان کو معہ رامچندر جی اور لچھمن کے اٹھا کر اپنے ملک پتال پوری کو لیجانا پھر وہاں سے ہنومان کا رامچندر جی اور لچھمن کو قید سے چھڑا کر لانا وغیرہ باتیں کیا ایسی ہیں جن کو موافق عقل اور سمجھ کے سمجھا جا دے کیونکہ اس کا کہیں سے ثبوت نہیں ملتا کہ اہراون زمین کے اندر کیونکر گیا اور کس طرح رامچندر جی کو گرفتار کرنے کے واسطے آیا اور پھر رامچندر جی اور لچھمن کو معہ اس پتھر کی چٹان کے جس پر دونوں سوتے تھے زمین کے اندر لے گیا ہاں ہنومان کے متعلق اتنا لکھا ہے کہ وہ پانی بنکر زمین کے اندر چلا گیا مگر یہ پتا نہ چلا کہ جب واپس آیا تو کیا بنکر واپس آیا اور رامچندر جی اور لچھمن کو کیونکر اپنے ہمراہ لایا۔

اگر ان رام کا بغیر کسی سرنگ یا غار وغیرہ کے زمین کے اندر تحت الثریٰ تک چلے جانا اور پھر واپس آنا خلاف عقل و قیاس اور قابل اعتراض نہیں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کے اندر جا کر عرش و کرسی دوزخ اور جنت کی سیر کرنا اللہ پاک کے دیدار سے مشرف ہو کر چشم زدن میں واپس تشریف لانا بھی خلاف عقل و قیاس اور قابل اعتراض نہیں ہوسکتا اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و بارک وسلم۔ ؎

ترا رتبہ ہے یا احمد مقام اللہ اکبر کا
ترا رتبہ شناسی رتبہ ہے جبرئیل داور کا
وہ طوبیٰ جس کا چرچا ہے ستوں ہو تیری مسجد کا
وہ جنت جس کا شہرہ ہے نمونہ ہو تری گھر کا
تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لوں
جو نقشہ ہاتھ آجائے تری زلف معنبر کا
صلوٰۃ اللہ سلام اللہ علیٰ روح رسول اللہ
محمد خیر خلق اللہ ہدانا الیٰ ثواب اللہ

برادران اسلام! اس تمام تقریر سے یہ تو آپ کو ثابت ہی ہو گیا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ معراج ضرور عطا فرمایا اور آپ نے بحالت بیداری خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کو طے کر کے عرش و کرسی دوزخ و جنت کا معائنہ فرمایا اور خدا کے دیدار سے سرور بالضرور مشرف ہوئے اور اس واقعہ میں کسی شخص کو بھی کسی قسم کے شک و شبہ اور اعتراض کی مطلق گنجائش نہیں اور نہ کبھی ہوسکتی ہے اب اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ معراج کے لغوی اور اصطلاحی معنے کیا ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مرتبہ کیوں عطا فرمایا گیا اس میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں اور پھر یہ رتبہ دن کو چھوڑ کر رات میں کیوں عطا فرمایا گیا اس کے بعد اصل واقعہ معراج شریف کو بیان کرونگا۔

برادران اسلام! معراج لفظ عروج سے مشتق ہے (یعنی بنا یا نکلا ہوا) معراج کے لغوی معنے سیڑھی کے ہیں اور مذہبی اصطلاح میں انتہا کی عروج و کمال کو معراج کہتے ہیں اور آیت سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا میں جو لفظ اسرا آیا ہے اس سے خانہ کعبہ سے بیت المقدس

تک جانا مراد ہے اور بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں کو طے کرکے عرش اعظم تک پہنچکر دیدار باری تعالیٰ سے شرفیاب ہونے اور دوزخ وجنت کا معائنہ کرنے کو معراج یا انتہائی عروج و ترقی کہا گیا ہے اور اس آیت میں لفظ اسریٰ کے بعد بعبدہٖ جو آیا ہے جس کا ترجمہ بندہ ہوتا ہے مجموعہ روح اور جسم کا نام ہے اور جہاں کہیں قرآن پاک میں لفظ عبد آیا ہے اس سے روح اور جسم ہی مراد ہے اور روح اور جسم کے مجموعہ ہی کو بندہ کہا جاسکتا ہے صرف روح یا صرف جسم پر بندہ ہونے کا اطلاق نہیں ہو سکتا دیکھئے اللہ تبارک وتعالیٰ پارہ عم کے سورۂ علق میں ارشاد فرماتا ہے کہ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی کیا تم نے اس (ابوجہل کی اس حرکت) کو بھی دیکھا کہ جب ہمارا بندہ (محمد) نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا ہے تو وہ اس کو روکتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف روح مبارک یا صرف جسم مبارک نماز نہیں پڑھتا تھا بلکہ حضور صلعم روح اور جسم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے بس ثابت ہوگیا کہ بمصداق آیہ کریمہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کے آپ کو معراج جسمی کا مرتبہ عطا ہوا اور وہ بھی جاگتے میں سوتے میں نہیں اور روحی معراج بحالت خواب تو آپ کو چونتیس بار حاصل ہوئی

اللہم صل علے محمد وعلیٰ ال واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

اس کے بلعداب میں یہ بتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کو یہ مرتبہ معراج کیوں عطا فرمایا گیا اور اس میں کیا کیا رموز اور حکمتیں مضمر ہیں۔

برادران اسلام! اگرچہ اس مرتبہ معراج کے حاصل ہونے میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں مگر میں یہاں پر چند کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں چنانچہ اس میں اول حکمت یہ ہے کہ کوئی نبی یا رسول دنیا میں ایسا مبعوث نہیں ہوا جسکو مرتبہ معراج نہ عطا ہوا ہو مگر ان انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معراج روحی ہوتی تھی اور کسی کو بحالت خواب مگر چونکہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمامی انبیا ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سردار تھے اس لئے آپ میں سرداری کی کوئی خصوصیت ہونی لازمی تھی پس اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخصوص معراج حالت بیداری میں جسم کے ساتھ عطا فرمائی جو کسی نبی ورسول کو حاصل نہیں ہوئی۔ اللہم صل علے سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰل واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق کی ہدایت کرنے میں طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھائی تھیں اور اسی سلسلہ میں کفار ناہنجار کے ہاتھوں اقسام اقسام کی ایذائیں برداشت کیں ان باتوں کے علاوہ اسی سال میں آپ کی مددگار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے ہمدرد چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا تھا جس سے آپ کو بیحد صدمہ پہنچا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان تمام کلفتوں اور رنج وغم کے دور کرنے کو عرش اعظم پر آپ کو بلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفعت وشان کو ملاحظہ فرماکر دنیاوی تکلیفوں عنایات علویہ کے مقابلہ بالکل حقیر وذلیل اور ہیچ سمجھیں اور غبار ملال دنیاوی کا اپنے آئینہ دل سے دور فرمائیں اللہم صل علے سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم۔

تیسری حکمت یہ ہے کہ اگرچہ جملہ مراتب اعلیٰ مثل نبوت اور درجۂ طلالت وحوض وکوثر وشفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو درگاہ باری تعالیٰ سے مرحمت ہوئے تھے مگر یہ تمام مراتب ذات محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کافی نہ تھے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو مرتبہ معراج کے شرف سے بھی سرفراز فرمایا اور بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ اے پیارے حبیب تمام عالم تو آپ کی ذات بابرکات پر نازاں ہے اور اب آپ میری ذات اور میرے وصال پر جو آپ کو حاصل ہوا ہے ناز فرمائیے۔ اللہم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

چوتھی حکمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شفیع محشر ہیں اور قیامت کے دن کی دہشت ایسی سخت ہے کہ جسکی نسبت خود پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ اس لئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے پہلے ہی سے آپ کو مقام ثواب وعذاب دکھلا دیئے کہ وہ رعب ودہشت جو اس روز کی تمامی انبیا ومرسلین علیہم السلام کے دلوں میں ہے وہ آپ کے دل سے دور ہو جائے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص ایسے مقامات کو دیکھ بھال لیتا ہے تو اس کے دل میں وہ وقعت اور رعب ودہشت باقی نہیں رہتی اسی وجہ سے قیامت کے دن اور سب انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی پکارتے ہوں گے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر خوف وہراس کے یارب امتی امتی فرماتے ہوں گے۔ اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ ال واصحاب سیدنا محمد وبارک وسلم۔

پانچویں حکمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیال مغفرت امت گنہگار کے ہمیشہ رنجیدہ اور غمگین رہا کرتے تھے کہ نہیں معلوم بروز حشر میری گنہگار امت کس عذاب وعقاب میں مبتلا ہو۔ پس اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کے واسطے اس دنیائے سرائے عالم سے بالائے عرش اعظم اپنے پاس بلا کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ اپنی امت گنہگار کے واسطے اس قدر کیوں دل ملول اور خستہ خاطر رہا کرتے ہیں اے محبوب جبکہ تمام ممکنات کو آپ کے واسطے پیدا کیا جو سب آپ کے زیر قدم مبارک ہیں اگر آپ اس میں سے ایک ذرہ یا کوہ کے طلبگار شفاعت ہوں گے تو کیا میں ان کے بارہ میں آپ کی شفاعت کو نامنظور کرکے آپ کی دل شکنی کو روا رکھوں گا ہرگز نہیں بلکہ آپ جس کی شفاعت فرمائینگے میں اس کو ضرور بخش دوں گا۔ اے محبوب آپکی دل شکستگی مجکو کسی طرح بھی گوارا نہیں آپ غمگین نہ رہیں اللہم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم۔ کیا خوب کسی شاعر نے فرمایا ہے ؎

کیا رتبۂ محبوب بڑھایا شب معراج ۔۔۔ اللہ نے خلوت میں بلایا شب معراج
بگڑی ہوئی باتوں کو بنایا شب معراج ۔۔۔ کیا امت عاصی پہ ترحم کی نظر تھی
بے پردہ وہ جلوہ نظر آیا شب معراج ۔۔۔ جو جلوہ پس پردہ بھی دیکھا نہیں جاتا
امت کو جہنم سے بچایا شب معراج ۔۔۔ فردوس کے مختار ہوئے شافع محشر

اللہم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم۔

مکرم برادران ملت! اب ایک بات اور قابل دریافت باقی رہی اور

یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ معراج شریف دن کو کیوں نہ عطا ہوا رات میں کونسی ایسی خصوصیت تھی کہ رات کو یہ واقعہ مبارک پیش آیا اس کے جواب میں علمائے کرام اور بزرگان عظام رحمتہ اللہ علیہم نے بہت اعلیٰ اعلیٰ نکات ارشاد فرمائے ہیں مگر میں اس موقع پر ان تمام نکات میں سے صرف ایک نکتہ بنظر اختصار عرض کرتا ہوں: جو یہ ہے

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبہ معراج دن کو حاصل ہوتا تو سب لوگ دیکھ لیتے جس کی وجہ سے اس واقعہ میں کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہتا اور نہ صدیق اور زندیق کی شناخت ہوسکتی اس وجہ سے آپ کو معراج رات میں حاصل ہوئی جسکی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا چون وچرا کے تصدیق کی اور اس پر ایمان لاکر صدیق ہوگئے اور ابوجہل مردود نے اس واقعہ معراج کی تکذیب کی اور منکر معراج ہوکر زندیق ہوا۔ اللہم صل علےٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ؎

کیا رتبہ جناب شہ ابرار ہے سبحان اللہ — کیا نبی احمد مختار ہے سبحان اللہ
ایک دم بھی نہ لگا عرش پہ آتے جاتے — نور الابصار یہ رفتار ہے سبحان اللہ
لاکھوں منزل سے پہنچتا ہے سلام امت — علین اعجاز یہ دربار ہے سبحان اللہ
بے لذت سبب اہل کبائر بھی شفاعت کے لئیں — کیا ہی رحمت کی یہ سرکار ہے سبحان اللہ

برادران اسلام! آپ کو اب تمامی وجوہات بھی معراج شریف کے متعلق معلوم ہوگئے اس کے بعد اب میں آپ کے سامنے بروایت صحیحہ اصل واقعہ معراج شریف عرض کرنا چاہتا ہوں مگر اس سے پہلے ایک عجیب نظم اور سن لیجئے پھر واقعہ معراج سنئے اور درود شریف کا ورد رکھیئے۔ اللہم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ؎

یاد آگئی مجکو شب معراج ختم المرسلین — کفہیر سبحان الذی اسریٰ سنیں اہل یقین
اکدم میں جا کر عرش پر پھر لوٹے شاہ بحر وبر — حیران ہے عقل بشر ششدر رہی کل نکتہ چیں
پہنچے شہ والا مکاں اک آن میں تا لامکاں — تاحل زماں ہو یا مکاں اس نور کو ممکن نہیں
تفصیل اس اجمال کی مجھ سے سنئے گر تلفی — آاک ان کی تفسیر میں گذرینگے ایام سنین

اللہم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

برادران اسلام! حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ معراج شریف نبوت کے بارھویں سال یعنی ۱۲ سنہ نبوت کو حاصل ہوا اور ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ اور اتوار کا دن گذرنے کے بعد ستائیسویں شب میں کہ جس کی صبح کو دوشنبہ (پیر) کا دن ہوا یہ مرتبہ آپکو عطا ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۵۱ سال ۹ مہینے اور ۱۴ یوم کی تھی۔

مذکور ہے کہ اس رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشا اپنی چچا زاد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہمشیرہ ام ہانی بنت ابوطالب کے حجرہ میں جو کہ حرم کعبہ کے اندر بنا ہوا تھا خواب استراحت فرمارہے تھے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل امین بحکم رب العالمین مع ایک براق برق رفتار کے تشریف لائے اور حجرہ بند پایا براق کو وہیں چھوڑا اور خود حجرہ کی چھت توڑ کر اندر داخل ہوئے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب ناز میں ہیں وہ تھوڑی دیر ٹھہرے پھر اپنے منہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کے تلووں سے اپنی آنکھیں ملتے اور باہستگی اس طرح عرض کرنے لگے ؎

اے رسول عربی شافع محشر جاگو — آیا جبریل ہے لینے کو پیمبر جاگو
صدقے ان نرگسی آنکھوں کے کہاں تک جاگو — بخت بر آپ کے قربان سکندر جاگو
جاگو جاگو مرے آقا مرے سرور جاگو
جاگو محبوب خدا ساقی کوثر جاگو

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وصال رب ذوالجلال کی خوشخبری سنائی جس کی ترجمانی ایک شاعر شیریں بیان نے اس طرح کی ہے کہ ؎

مژدہ وصل خدا تم کو مبارک ہووے — خلعت قرب سدا تم کو مبارک ہووے
جو کسی کو نہ ملا تم کو مبارک ہووے — رتبہ صدق وصفا تم کو مبارک ہووے
شب معراج شہا تم کو مبارک ہووے
تو بلاتا ہے خدا تم کو مبارک ہووے

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حطیم میں لائے اور چوتھی بار آپ کا شق صدر کیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک ناف سے سینہ تک چاک کیا اور آپ کے قلب مبارک کو نکال کر طشت طلائی میں آب زمزم سے دھویا اور پھر ایمان وحکمت اور تجلیات الٰہی سے معمور کرکے بدستور سینہ مبارک میں رکھکر سی دیا اس سے آپ کو کسی قسم کی مطلق تکلیف نہیں ہوئی پھر حلہ نور بہشتی آپ کو پہنایا اور سر اقدس پر وہ عمامہ باندھا جسکو رضوان داروغہ جنت نے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے سات ہزار سال پہلے خاص طور پر آپ ہی کے واسطے تیار کیا تھا اور جس کے گرد چالیس ہزار فرشتے بروقت تیاری روزانہ کھڑے کھڑے تسبیح پڑھا کرتے تھے اور ایک نورانی چادر آپ کو اڑھا کر نعلین پائے مبارک میں پہنائیں جب اس کام سے جبرئیل علیہ السلام فارغ ہوئے تو ایک سفید رنگ کا جنتی مرکب جو ڈیل ڈول میں خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا کہ جسکو عرف عام میں براق کہتے ہیں اور جو اپنا قدم اپنی حد نگاہ پر رکھتا تھا خدمت عالی میں پیش کیا آپ نے اس خاص وقت میں بھی اپنی نافرمان امت کو فراموش نہ کیا اپنا یہ مرتبہ اور براق کو دیکھکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا اے بھائی جبرئیل یہ شرط مروت اور طریقہ شفاعت نہیں کہ اس وقت اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے اوپر اس قدر مہربان پاکر خوشی خوشی براق پر سوار ہو جاؤں اور اپنی امت عاصی کو بھول جاؤں اے بھائی جبرئیل جب تک اللہ تعالیٰ میری گنہگار امت کے بارے میں کوئی خاص خوشخبری نہ سنائے گا ہرگز ہرگز براق پر سوار نہ ہوں گا ابھی یہ گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حکم باری تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو پہنچا کہ اے جبرئیل میرے محبوب سے کہدے کہ اے رحمتہ للعالمین آپ اپنی امت عاصی کا غم نہ کریں جس طرح آج آپ کی سواری کے واسطے آپ کے در دولت پر براق بھیجا اسی طرح کل قیامت کے دن آپ کے ہر ایک امتی کے قبر پر براق بھیجوں گا جو پیدل سے آپ کی پیروی کرتے رہیں گے اور پلک جھپکتے ہی راہ قیامت اور پلصراط طے کراکے سب کو جنت الفردوس میں داخل کردوں گا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری اپنی گنہگار امت کے واسطے سن لی تو براق پر سوار ہونے کا قصد فرمایا مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہونے کے واسطے بڑھے

کے قریب تشریف لائے تو بروایت جامع ترمذی وہ شوخیاں کرنے لگا اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے براق ٹھیر شوخی نکر اس وقت تجھ پر وہ شخص سوار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا محبوب خاص اور حبیب سراپا اختصاص ہے۔ براق یہ سنتے ہی شرم سے پسینے پسینے ہوگیا اور بہت لجاجت اور خوشامد کے ساتھ دبی زبان سے کہنے لگا اے قاصد خدا یہ وہ جہاں خفا ہونے کی بات نہیں ہے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں ایک درخواست پیش کرنی ہے اتنا سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے براق بیان کر کیا آرزو رکھتا ہے براق نے عرض کیا حضور والا جس طرح یہ غریب آج دولت سواری حضور سے مشرف ہو رہا ہے قیامت کے دن بھی اسی اپنے غریب براق کو حضور پسند فرماکر تمام براقوں میں سربلندی بخشیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کی درخواست قبول فرمائی وہ سیدھا ہوگیا آپ اس پر سوار ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے لگام پکڑ لی اور معہ گروہ ملائکہ کے خانہ کعبہ سے بیت المقدس کی طرف تشریف لیچلے اور نخلستان یثرب ذکر جہاں چند روز کے بعد آپ ہجرت کرکے تشریف لانے والے تھے) اور طور سینا پہاڑ کہ جس پر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے باتیں کیں تھیں اور بیت اللحم جہاں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تھے سیر کرتے اور ہر ایک متبرک مقام پر دو رکعت نماز نفل ادا کرتے ہوئے آگے تشریف لیچلے تو آپ کو ایک بڑی حسین عورت خوب بناؤ سنگار کئے ہوئے ملی مگر آپ نے اس کی طرف کچھ بھی التفات نہ کیا اس کے بعد ایک بوڑھے مرد نے آپ کو پکارا مگر آپ نے اس کی طرف بھی نظر اٹھاکر نہ دیکھا نہ جواب دیا اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ جو بڑی عورت بناؤ سنگار کئے ہوئے ملی تھی وہ دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف ملتفت ہوتے تو تمام امت آپ کی دینداری چھوڑکر محض دنیادار ہوجاتی اور جس بڈھے شخص نے آپ کو آواز دی تھی وہ شیطان تھا اگر آپ اس کی پکار پر جواب دیتے تو آپ کی تمام امت اس کے دام فریب میں پھنسکر گمراہ ہوجاتی۔ غرضکہ آپ اسی قسم کے اور بہت سے عجائبات و غرائبات ملاحظہ فرماتے ہوئے مسجد اقصےٰ یعنی بیت المقدس تک پہنچ گئے یہاں تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مسیح علیہ السلام تک سب آپ کے انتظار میں چشم براہ اور گوش برآواز تھے آپ کو دیکھتے ہی فوراً استقبال کو بڑھے آپ براق سے اترکر بعد سلام علیک کے سب سے بغلگیر ہوئے اور بیت المقدس کے اندر داخل ہوئے آپ کا براق بیت المقدس کے اس دروازہ پر باندھا گیا جو آج بھی باب محمد کے نام سے مشہور ہے۔

جس وقت آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے تو فوراً پہلے دو رکعت نماز نفل تحیۃ المسجد ادا فرمائی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہنے سے آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو امام بنکر نماز پڑھائی یہ نماز بھی نفل ہی تھی کیونکہ نماز عشا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں قبل خواب استراحت کے ادا فرما چکے تھے تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتدا کو اپنے واسطے باعث صد افتخار سمجھا نماز سے فراغت کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مرتبہ معراج کی مبارکباد دی اور کہا اے نبی مکرم اللہ تعالےٰ نے جو مرتبہ آپ کو عطا فرمایا ہم میں سے کسی کو نہ ملا جب انبیاء علیہم السلام کی گفتگو سے فرصت ملی تو آپ بیت المقدس سے باہر تشریف لائے حضرت جبرئیل علیہم السلام نے اتنا تا دو پیالے جنت میں سے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی آپ کے سامنے پیش کئے آپ نے دودھ لیکر پی لیا اور شراب کے پیالے کو ہاتھ بھی نہ لگایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو مبارک ہو کہ دودھ اختیار کرنا اس کی امت کے واسطے فال نیک ہے اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو تمام امت آپ کی گمراہی میں مبتلا ہوجاتی مذکورہ بالا تمام مضمون کو ایک شاعر نے اپنے چند شعروں میں خوب ادا کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں ؎

لائے براق برق جہاں کب عناں جابک قدم ۔۔۔ بہر شہ عالی ہمم جنت سے جبرئیل امیں
مکہ سے شاہ بحر و بر فوراً ہوئے گرم سفر ۔۔۔ تا مسجد اقصیٰ گئے ناطق ہے قرآن مبیں
آگے تھے شاہ دوجہاں محو نماز و ذکر حق ۔۔۔ پیچھے صفیں باندھ کر ہوئے سب انبیاء و مرسلیں
اک جام شیر اک جام مے لائے حضور مصطفےٰ ۔۔۔ وہ شیر شہ نے پی لیا چھوڑی شراب انگبیں

اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل و اصحاب سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کروبیان ملاء اعلیٰ و سکان عالم بالا مدت سے آپ کے دیدار فرحت آثار کے اشتیاق میں سراپا انتظار ہیں اب آپ براق پر سوار ہوکر تشریف لے چلیں آپ براق پر جیسے ہی سوار ہوئے کہ اس نے آسمان کی طرف پرواز کی ؎

شب معراج ہے مہمان رسول اللہ آتے ہیں ۔۔۔ چلو حورو! بڑھو غلمان رسول اللہ آتے ہیں
لگائیں اچھے اچھے پھول چھڑکا لیا جلدی ۔۔۔ خبر حوروں کو دے رضوان رسول اللہ آتے ہیں
لگائے آسرا تھے قدسیان عرش مدت سے ۔۔۔ نکل جائینگے سب ارمان رسول اللہ آتے ہیں

امیر اس وقت جو کچھ مانگنا ہو مانگ لے تو بھی
حبیب خالق سبحان رسول اللہ آتے ہیں

اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل و اصحاب سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

لبادران اسلام! صحیحین میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "پھر مجکو جبرئیل (علیہ السلام) لیچلے یہانتک کہ پہنچے پہلے آسمان تک جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا (آسمان اول کے دروازہ کے نگہبان) فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل ہوں (فرشتوں نے) کہا کہ تمہارے ساتھ کون ہے (جبرئیل علیہ السلام نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلوائے گئے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا مرحبا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو پھر فرشتوں نے دروازہ کھولا جب میں آسمان اول کے اندر داخل ہوا تو میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا کہ نیک بیٹے اور نیک نبی کے لئے دیہ مرتبہ) مبارک ہو پھر میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دوسرے آسمان تک پہنچا جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ دوسرے آسمان کا کھلوانا چاہا وہاں کے دربانی فرشتوں نے دریافت کیا کون ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں ہوں فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں نے [illegible] بلوائے گئے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا [illegible]

فرشتوں نے کہا مرحبا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو پھر دروازہ کھولا جب میں (آسمان دوم) میں داخل ہوا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں (یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں اور یہ دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں آپ ان دونوں کو سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ نیک بھائی اور نیک نبی کو یہ رتبہ معراج مبارک ہو الخ

برادران اسلام! اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ساتوں آسمانوں پر تشریف لیجانا الگ بالتفصیل ارشاد فرمایا ہے مگر میں اس کو بخوف طوالت مجملاً عرض کرنا چاہتا ہوں اور اسی وجہ سے میں نے حدیث شریف کا عربی متن نہیں پیش کیا صرف اس کے بامحاورہ ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔

الغرض آپ بطریق مذکورہ دوسرے آسمان سے تیسرے اور چوتھے اور پانچویں اور چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے ہر ایک آسمان کے دربان سے اور جبرئیل علیہ السلام سے مکالمہ ہو کر دروازہ کھلتا رہا اور تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے اور پانچویں آسمان پر حضرت ہارون برادر حضرت موسیٰ علیہم السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبرئیل علیہ السلام نے سبھوں سے تعارف کرایا اور سلام کرنے کو کہا آپ نے سبھوں کو سلام کیا اور سبھوں نے سلام کا جواب اور مرحبا یا اخی الصالح والنبی الصالح (یعنی نیک بھائی اور نیک نبی کو یہ مرتبہ قرب اتم مبارک ہو) سنا۔

حدیث شریف مذکورہ میں ہے کہ جب آپ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرکے ساتویں آسمان کی طرف تشریف لیجانے لگے تو حسرت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے جب فرشتوں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میرے بعد اس ایک ایسے جوان فرزند (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ نے نبی بنا کر مبعوث فرمایا کہ قیامت کے دن جس کی امت میری امت سے بہت زیادہ جنت میں داخل ہوگی (صحیحین)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان کے فرشتوں اور جبرئیل علیہ السلام کی گفتگو ہونے کے بعد دروازہ کھلنے پر ساتویں آسمان میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے تشریف رکھ رہے ہیں جبرئیل علیہ السلام کے کہنے سے آپ نے ان کو سلام کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ نیک فرزند اور نیک نبی کو یہ رتبہ مبارک ہو اس کے بعد فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کہو کہ بہشت کی زمین قابل زراعت ہے لہذا وہ اس میں کاشت کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیونکر حضرت خلیل اللہ سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کے بکثرت پڑھنے سے۔

پھر حضور علیہ السلام ساتویں آسمان کی تمام چیزوں کو ملاحظہ فرما کر آگے تشریف لیچلے یہانتک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے سدرہ بیر کا ایک درخت ہے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ اس کے بیر مٹکوں کے برابر اور پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے یہاں پر چار نہریں تھیں دو پوشیدہ (یعنی کوثر وسلسبیل) اور دو ظاہر (یعنی نیل اور فرات) تھیں اس کو سدرۃ المنتہیٰ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ فرشتے یہاں سے آگے نہیں جا سکتے یہ ان کا مقام انتہائی ہے یہاں پر پہنچکر حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ یا حبیب رب ذوالجلال اب اس مقام سے آگے ایک بال برابر بڑھنے کی مجھ میں تاب نہیں ہے کیونکہ سہ

بڑھوں گا جو آگے میں اک بال بھر تجلی سے جل جائینگے بال و پر

یا حضرت آپ کے سوا اب کسی کی طاقت نہیں جو آگے بڑھ سکے آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے رخصت ہوتے وقت دریافت فرمایا کہ اگر کوئی آرزو ہو تو بیان کرو میں اسکو بارگاہ باری میں منظور کراؤں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ صرف اس قدر آرزو ہے کہ قیامت کے دن میں اپنے بازو پل صراط پر بچھا دوں تاکہ آپ کی امت اس پر سے آسانی سے گذر جائے

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ يَا حَبِيْبِي دَعْ الْجِبْرِيْلَ وَلَا تَنْتَظِرُوْا إِلَى الْخَلِيْلِ یعنی اے حبیب اب جبرئیل کو رخصت کرو اور خلیل کی طرف قدم اٹھاؤ اس آواز کو سنتے ہی آگے تشریف لے چلے یہانتک کہ براق بھی چلنے سے رک گیا تب آپ کی سواری کے واسطے رفرف آیا جو نورانی سبز مثل تخت کے تھا اور وہ ایسا روشن تھا کہ آفتاب کی روشنی اس کے آگے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر رونق افروز ہوئے تو سہ

پھر چرخ اطلس کی طرف رفرف ہوا فرفر رواں
رفتار تھی لمح البصر یا جنبش چشم یقیں

الغرض رفرف بھی بہت سے مقامات وحجابات نورانی طے کرکے غائب ہوگیا اب یہ وہ وقت تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے کسی عالی شان دربار میں جانے والے تھے بظاہر کوئی رہبر اور ساتھی نہ تھا مگر آپ کسی غیبی طاقت پر قدم بڑھائے ہوئے چلے جا رہے تھے قلب پر عظمت وجلال کبریائی وہیبت کے حیرت انگیز آثار نمایاں تھے اور جیسے ایک احکم الحاکمین کے حضور میں حاضر ہونے والے خاص اور مقرب بندہ کے پاک اور بے عیب دل پر ظاہر ہوا کرتے ہیں وہ ظاہر ہو رہے تھے کہ دفعتاً آپ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق کی سی آواز میں آپ کے کان میں غیبی آواز آئی کہ قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّيْ یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ٹھیر جاؤ اس لئے کہ ابھی آپ کا پروردگار نماز پڑھ رہا ہے اس آواز کے سننے سے آپ کے دل سے وہ خوف ودہشت کی حالت کافور ہوگئی اور آپ کو ایک ڈھارس سی بندھ گئی اور اس کے ساتھ ہی آپ اس سوچ میں پڑ گئے کہ یہاں ابوبکر کی آواز کہاں سے آئی اور پروردگار رب بے نیاز کا نماز پڑھنا کیا یہ سوچتے سوچتے آپ قریب عرش اعظم کے پہنچے جس وقت آپ نے ارادہ عرش اعظم پر جانے کا کیا آپ کو یاد آگیا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جانے کا قصد فرمایا تھا جوتہ اتار دینے کا حکم ہوا تھا تو جب کوہ طور پر جو فقط ایک پہاڑ تھا جوتہ اتارنے کا حکم ہوا تھا تو یہ تو عرش ہے مجکو بھی یہاں اپنی نعلین اتار ڈالنی چاہئیں ابھی آپ نے اپنے اس ارادہ پر عمل نہیں کیا تھا

کہ غیب سے آواز آئی اے حبیب اپنی نعلین پہنے ہوئے اسی طرح چلے آیئے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو یاد نہ کریئے ان کو جوتہ اتارنے کا حکم اس وجہ سے ہوا تھا کہ وہ مقام پاک تھا لہٰذا وہاں مٹی ان کے پاؤں میں لگ جانا ان کی عزت کا سبب تھا اور آپ کی نعلین بوسی سے عرش اعظم کو شرف حاصل ہوگا لہٰذا اسی طرح آپ چلے آیئے۔

اس کے بعد فوراً آواز آئی اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ یعنی نزدیک آیئے اے بہترین خلائق نزدیک آیئے اے احمد نزدیک آیئے اے محمد۔ پس آپ نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر جاکر اس قدر قریب اللہ تعالےٰ سے ہوئے اور ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا بلکہ یوں کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا کہ تمامی مخلوقات میں سے کسی نے نہ جانا کہ قدم گاہ آپ کا کہاں ہے اور خود قدم نے بھی نہ جانا کہ نقش قدم کہاں ہے اور دل نے نہ جانا کہ جان کہاں ہے اور جسم نے نہ جانا کہ سر کہاں ہے اس مقام کو عالم استغراق کہتے ہیں اور یہ وہ درجہ اور مقام ہے جو نہ کسی نبی اور رسول کو ملا اور نہ کسی ملائک کو حاصل ہوا۔ تمام تجلیات جمالی اور جلالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آغوش میں لیکر من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی کے مصداق بنا دیا پھر تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کا معاملہ ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شنید سے منزل دید اور علم الیقین تک کہ سرحد عین الیقین کی ہے پہنچکر حق الیقین کا مشاہدہ فرمایا جو دیکھا سو دیکھا اور جو سنا سو سنا۔ دوہا

وہ بھید سکھی کوئی کا جانے　بتیاں جو بھئیں سو بھئیں بھتری

پڑے ہوئے تھے ہزار پردے کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
میں صدقے آنکھوں کی اس کے جس نے یہ جلوہ یوں بےحجاب دیکھا

برادران اسلام! معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ اس قرب اتم کی حالت میں دست قدرت آپ کی پشت مبارک پر پہنچا جس سے آپ کو فرحت حاصل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی آپ کو علم اولین و آخرین بھی حاصل ہو گیا پھر آپ نے اللہ پاک سے عرض کیا کہ اے پروردگار عالم یہاں صدیق کی آواز کہاں سے آئی اور تیری بے نیاز ذات کی نماز کیسی جواب ملا کہ جو آواز آپ کو صدیق کی سی معلوم ہوئی وہ آواز ایک فرشتے کی تھی جس نے میرے حکم سے محض اس لئے کہ آپ کے دل کی گھبراہٹ اور خوف و دہشت کا اثر جاتا رہے پکارا تھا جس طرح کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کہ وقت مکالمہ کے ان کا قلب خوف اور دہشت سے کانپ رہا تھا ہم نے ان سے سوال کیا تھا مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى یعنی اے موسیٰ تمہارے دہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے اس سوال سے ان کا خوف جاتا رہا تھا اور میری نماز سے یہ مراد ہے کہ اس وقت میری رحمت خاص آپ پر اور آپ کی امت پر نازل ہو رہی تھی اور آپ کا استقبال کر رہی تھی اور اے حبیب کیا آپ جبریل کی آرزو جسکے منظور کرانے کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا بھول گئے۔ خیر آپ کے کہنے سے پہلے ہم نے اس کی آرزو قبول کر لی مگر صرف ان ہی لوگوں کے واسطے جو صدق دل سے آپ کی پیروی کریں گے اور آپ سے محبت رکھیں گے پورا کرونگا۔ عالم نے فرمایا کہ اے حبیب یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی دوست اپنے کسی دوست خاص سے ملنے کو جاتا ہے تو کچھ تحفہ تحائف

حضور لیجاتا ہے آپ جو اتنی مسافت طے کر کے میرے ملنے کو آئے ہیں تو میرے لئے کیا تحفہ ساتھ لائے ہیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ یعنی میری تمام عبادتیں زبانی اور بدنی اور مالی (صرف تیرے) اللہ ہی کے واسطے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تحفہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی ہر قسم کی سلامتی ہو آپ پر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں اس موقع پر آپ نے اپنی گنہگار امت کو یاد فرمایا اور اس کو اپنے ساتھ ملاکر اس طرح عرض کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ یعنی اللہ کی سلامتی ہو ہم پر (یعنی ہمارے ساتھ ہی ہماری گنہگار امت پر بھی) اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ جب فرشتوں نے یہ اخلاق کریمانہ دیکھا کہ ایسے وقت میں بھی اس نبی رحیم وکریم نے اپنی امت کے گنہگار لوگوں کو فراموش نہ فرمایا تو بیک زبان سب بول اٹھے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی ہم سب فرشتے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی لائق عبادت اور پوجا کے نہیں ہے اور یہ بھی گواہی کہ محمد (اسی اللہ واحد کے سچے) بندے اور رسول ہیں۔

برادران اسلام! یہاں پر یہ نکتہ قابل بیان ہے کہ نماز میں جو سب کو التحیات پڑھنے کا حکم ہوا ہے اس میں یہ راز ہے کہ چونکہ نماز معراج المؤمنین ہے اس لئے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ واقعہ معراج کی یاد تازہ کرنے کے واسطے ہر نماز میں بحالت قعود یعنی بیٹھنے کی حالت میں یہ پوری عبارت التحیات سے آخر تک پڑھی جاوے تاکہ کسی دل سے یہ واقعہ معراج کبھی فراموش نہو اور قعود سبب اس کے پڑھنے کا اس لئے حکم ہوا کہ حالت قعود بہ نسبت قیام اور رکوع اور سجود کے زیادہ تر بندہ کی توقیر پر دلالت کرتی ہے گویا شہنشاہ کے حضور سے بندے کو حضور میں بیٹھنے کی اجازت حاصل ہوئی ہے۔ اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آل و اصحاب سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

برادران اسلام! علامہ ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالےٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ پہلی گناہگار امتوں میں سے بعض کو تو نے پتھروں کا عذاب دیا اور بعض کو زمین میں دھنس جانے کا اور کسی کو صورتوں کے بگڑ جانے کا عذاب دیا پس تو مجکو آگاہ کر کہ میری گناہگار امت کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اس کے جواب میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی گناہگار امت پر رحمت نازل کروں گا اور ان کے ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کرلینے پر ان کی تمام برائیوں کو نیکیوں سے بدل دوں گا اور ان میں سے جو مجکو پکارے گا میں اس کے واسطے حاضر ہوں گا اور جو مجھ سے سوال کرے گا میں اس کو دوں گا اور جو مجھ پر بھروسہ کریگا میں اس کی کفالت کروں گا۔ گناہگاروں کی دنیا میں ستر پوشی کروں گا اور آخرت میں ان کے حق میں آپ کی شفاعت قبول کروں گا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ دوست اپنے دوست کے عتاب کو پسند کرتا ہو تو البتہ میں آپ کی امت کا حساب ہی نہ لیتا۔

پھر آپ نے باری تعالےٰ سے عرض کیا کہ جب کوئی شخص دور دراز سفر سے اپنے وطن کو واپس جاتا ہے تو اپنے اور اپنے دوستوں کے واسطے تحفہ لیجاتا ہے پس میرے اور میری امت کے واسطے کیا تحفہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب آپ کے واسطے یہ تحفہ جو ہمارے دربار سے آپ کو بطور انعام کے عطا ہوا ہے کیا کم ہے کہ میں نے آپ جمیع خلائق سے بہتر اور سب کا سردار بنا کر جملہ مخلوقات کے واسطے بشیر و نذیر (یعنی نیکوں کو جنت کی خوشخبری سنانے والا اور بدوں کو عذاب دوزخ سے ڈرانے والا) بنا کر مبعوث کیا ہے کہ جب میرا ذکر ہوگا تو اس کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ضرور ہوگا۔ نمازوں میں ہمیشہ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جایا کرے گا میں نے آپ کی امت کو بہترین امت بنایا ہے اور میں نے آپ کو سبع المثانی (یعنی سورہ فاتحہ) عطا کی جو کسی نبی کو آپ سے پہلے نہیں دی گئی اور میں نے آپ کو سورہ بقر کی آخری آیتیں **امن الرسول** سے ختم سورۃ تک عطا کی ہیں اور میں نے آپ کو حوض کوثر عطا کیا اور اسلام، ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، روزہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر یہ تمام باتیں عطا کی ہیں اور میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یہ تحفہ تو خاص میرے واسطے ہے لیکن میری امت کے واسطے کیا تحفہ ہے اس کے جواب میں باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک وہ زندہ ہیں میں ان کے واسطے ہوں اور جب وہ مر جائینگے تب بھی میں ہی ان کے واسطے ہوں قبر میں بھی میں ہی ان کے واسطے چین و آرام کا باعث ہوں گا اور قیامت کے دن بھی میں ہی ان کے واسطے باعث سکون و تسلی ہوں گا پس اس سے بڑھکر اور کیا تحفہ ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد آپ پر اور آپ کی امت پر دن رات میں پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور حکم ملا کہ جاؤ میرے محبوب جنت اور دوزخ بھی دیکھو کہ ہم نے آپ کے دوستوں کے واسطے کیسے کیسے عالیشان قصر اور باغات پر فضا تیار کئے ہیں اور دشمنوں کے واسطے کیا کیا عذاب دردناک تیار کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باری تعالےٰ سے رخصت ہو کر پہلے جنت الفردوس کے ملاحظہ کو تشریف لیجانے لگے تو دروازہ بند تھا۔

عمل جو نبیؐ در فردوس ۔۔۔ تے قریب بولا رضوان کہ بھلا ایسے کہاں میرے نصیب

ہنس کے کہا کیا کروں اس شاہ زمن کی میں غریب مدعا ہے آپ کا جو دل میں ہے حبیر مجیب

کوئی صورت ہی نہیں بنتی ہے مجھ کو ترکیب گر بہشت مکانوں کی دکھاؤں ترتیب

ناگہاں آنے لگی کانوں میں آواز نقیب عرض کرنے لگا یوں چلکے سوار کے قریب

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے اندر داخل ہوئے اور اس کی نزہت چمنوں کی طراوت طرح طرح کے قصر و ایوان قسم قسم کے عالی شان مکان ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجا لائے اور باہر تشریف لائے کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

در فردوس سے یوں سید والا شاں نکلے جس طرح صبح کو خورشید درخشاں نکلے

حسن صورت وہ رخ پر نور حبیب داور مسکراتے ہوئے مثل گل خنداں نکلے

جنت سے نکلکر آپ دوزخ کے معائنہ کو تشریف لے گئے وہاں آپ نے کچھ لوگ دیکھے کہ فرشتے ان کا سر پتھروں سے کچلتے ہیں آپ کے دریافت کرنے پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ ہمیشہ نماز میں سستی کیا کرتے اور تنگدلی کے ساتھ آخر وقت میں نماز پڑھتے اور جماعت میں شامل نہیں ہوتے اور اکثر نماز جمعہ ترک کیا کرتے تھے یہاں پر قابل غور بات ہے کہ جب نماز میں صرف سستی کرنے والوں کو ایسا سخت عذاب ہوگا۔ تو بالکل پڑھتے ہی نہیں ان پر کیا ہی سخت سے سخت عذاب ہوگا۔ اللہم احفظنا۔

پھر کچھ آدمی آپ کو ننگے اور بھوکے نظر آئے کہ وہ فرشتے ان کو مثل جانوروں کے ہانکتے ہوئے دوزخ کی طرف لئے جاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو باوجود مالدار اور صاحب نصاب ہونے کے کبھی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے اور مال کے غرور میں غریبوں کو ستاتے ان پر رحم نہیں کرتے تھے پھر آپ نے ایک جماعت مردوں اور عورتوں کی دیکھی کہ ان کے آگے طرح طرح کی نعمتیں رکھی ہیں اور ان میں پر دوسری جگہ سڑا ہوا بدبودار اور مردار گوشت رکھا ہے اور وہ لوگ پاک و صاف نعمتوں کو چھوڑ کر مردار بدبودار سڑا ہوا گوشت رغبت سے کھاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ وہ ہیں کہ اپنی منکوحہ بی بی کو چھوڑ کر غیر منکوحہ عورتوں سے حرامکاری کرتے تھے۔ اور عورتیں اپنے جائز مردوں کو چھوڑ کر غیر مردوں سے حرامکاری کرتی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا جہاں حرام کاری ہوگی وہاں قحط پڑے گا اور وبائیں آیا کریں گی۔

پھر آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی گردن پر اس قدر بوجھ رکھا ہوا ہے کہ وہ ہل نہیں سکتا پھر اس پر اور بوجھ زیادہ کر دیا جاتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ شخص ہمیشہ امانت میں خیانت کیا کرتا تھا قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔

پھر آپ نے ایک قوم کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے ہونٹ اور منہ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ بادشاہوں اور امیروں کی جھوٹی خوشامد اور چاپلوسی کیا کرتے تھے اور ان کی جھوٹی اور لغو باتوں کی جی ہاں حضور بجا ہے حضور کہہ کے تصدیق کرتے رہتے تھے۔

پھر آگے بڑھکر آپ نے کچھ اور لوگ دیکھے کہ فرشتے ان کو انھیں کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ لوگ چغلخور اور دوسروں کے عیب تلاش کرنے والے ہیں۔ پھر آپ نے ایک اور گروہ کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے منہ کالے ہیں آنکھیں نیلی ہیں نیچے کا ہونٹ سوجکر پیروں پر آپڑا ہے اور اوپر کا سر پر اور ان کے منہ سے خون پیپ بہ رہا ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ شراب پینے والے ہیں۔

پھر آگے چلکر ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کی زبانیں گدی سے نکلی ہوئی اور صورتیں مانند سور کے ہیں اور سخت عذاب دردناک میں مبتلا ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ چند روپوں کے بدلے اپنا ایمان بیچکر عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے والے ہیں پھر آپ نے ایسے لوگ دیکھے کہ پیٹ ان کے سوج سوج کر بڑے ہوگئے ہیں اور ان کے رنگ پیلے ہیں ہاتھوں اور پاؤں میں زنجیریں اور گلے میں طوق ہے اور پیٹ کے بوجھ سے اٹھ نہیں سکتے اور جب اٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو پیٹ کے بوجھ

سے گر پڑتے ہیں اور سر سے پیر تک عذاب میں مبتلا ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ سود کھانے والے لوگ ہیں قیامت تک اسی عذاب میں گھرے رہیں گے اے سود کھانے والے مسلمانو! اس واقعہ پر غور کرو۔

پھر آپ نے عورتوں کا ایک گروہ دیکھا کہ ان کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی اور آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور فرشتے ان کو آگ کے گرزوں سے بیدردی کے ساتھ مار رہے ہیں جس کی تکلیف سے وہ شل کتوں کے چلاتی ہیں اور کوئی ان کی فریاد نہیں سنتا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو ہمیشہ اپنے شوہروں کو ناخوش رکھتی تھیں اور ہمیشہ ان کو پریشان کیا کرتی تھیں۔

پھر آپ نے چند لوگوں کو ملاحظہ فرمایا کہ آگ کے جنگل میں قید ہیں اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ ہمیشہ اپنے ماں باپ کو ناخوش رکھتے اور ان کی خدمت اور اطاعت سے روگردانی کرتے اور ان سے سخت کلامی کے ساتھ پیش آتے تھے۔

پھر آپ کا ایک ایسے گروہ پر گذر ہوا کہ لب ان کے اونٹوں کے سے تھے اور وہ آگ کے انگارے کھاتے اور آگ اور انگارے ہی ہگتے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ ناحق اور ناروا ظلم سے یتیموں کا مال کھایا کرتے تھے۔

پھر آپ نے ایک گروہ عورتوں کا دیکھا کہ ان کی چھاتیاں آگ کی رسیوں سے بندھی ہوئی ہیں اور وہ لٹک رہی ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ حرام کار عورتیں ہیں۔

پھر آپ کا ایک ایسی قوم کے پاس سے گذر ہوا کہ جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے اور جب وہ کٹ چکتے تو پھر ویسے ہی درست ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کو یہ عذاب برابر ہو رہا تھا آپ نے ان کی نسبت دریافت کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ فساد اٹھانے والے واعظ ہیں جو اپنے وعظ اور لکچرسے فتنہ اور فساد برپا کر دیتے تھے۔

پھر آپ ایک نہایت چھوٹے سے سوراخ کے پاس ہو کر نکلے جس میں سے ایک بہت بڑا بیل نکلتا ہے اور پھر سوراخ میں جانا چاہتا ہے مگر جا نہیں سکتا آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ مرد ہے جو بیہودہ بکواس کیا کرتا اور بڑھ بڑھ کر بولا کرتا اور اس کی بات چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ہوتی تھی اور اس کو اپنا پورا کلام نہ سننے اور قطع کلام ہونے پر ندامت اور رنج ہوتا تھا اور اس کو اپنا منہ سے نکلا ہوا کلام واپس لینا محال تھا اور اس میں اپنی سخت توہین سمجھتا تھا اگرچہ کلام کیسا ہی لغو اور بیہودہ اور جھوٹ ہو۔

پھر آپ کا ایک ایسے گروہ پر گذر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے ناخنوں سے اپنے مونہوں کو نوچتے کھسوٹتے تھے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے اور لوگوں کی عزت و آبرو کے درپے ہوتے یعنی اپنے مسلمان بھائیوں کی غیبت کرتے رہتے تھے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

برادران اسلام! دوسری ایک اور روایت ہے کہ جب آپ جنت کو ملاحظہ فرما چکے تو دوزخ کے دیکھنے کو متوجہ ہوئے اس کو دیکھا تو اس میں طرح طرح اور قسم قسم کے سخت سے سخت دردناک عذاب تیار ہیں اور کچھ لوگ ان عذابوں میں گرفتار ہیں اور وہ دوزخ کیا ہے گویا ایک عذاب کا سمندر ہے جو جوش مار رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نگہبان مالک نامی داروغہ دوزخ سے دریافت کیا کہ یہ طبقہ کن لوگوں کے واسطے ہے مگر مالک نے شرمندگی سے سر نیچا کر لیا اور کچھ جواب نہ دیا جب پھر آپ نے اس سے دریافت کیا اور وہ پھر بھی بغیر جواب دیئے ہوئے سر نیچا کئے ہوئے خاموش رہا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک اس حال کے اظہار پر حضور سے شرماتا ہے آپ نے فرمایا کہ شرمانے کی کوئی بات نہیں ہے بے تکلف بیان کیجئے ممکن ہے کہ اسی میں کچھ بھلائی ہو اور ابھی کچھ تدارک ہو سکے تب مالک نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس طبقہ دوزخ کو ملاحظہ فرماتے ہیں یہ طبقہ اول ہے اور بہ نسبت اور طبقات دوزخ کے اس میں عذاب بہت ہی کم بلکہ خفیف ہے اور یہ آپ کی امت گنہگار کے واسطے مقرر کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھکر اور سنکر آبدیدہ ہوئے اور سر سے عمامہ اتار کر سجدہ میں گر پڑے اور بحالت سجدہ امت عاصی کے واسطے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ جناب باری میں دعائے مغفرت فرمانے لگے۔ حضرت جبریل امین و دیگر فرشتگان مقربین نے بھی آپ کی دعا میں شرکت فرمائی اور برابر آمین کہتے رہے ابھی آپ نے سر مبارک سجدہ سے اٹھایا نہیں تھا کہ خطاب آیا اے حبیب آپ اپنی گناہگار امت کے واسطے رنجیدہ نہ ہوں ہم قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے اس قدر گناہگاروں کو بخشیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے

اس خوشخبری کے بعد آپ نے سجدہ سے سر اقدس اٹھایا اور جس طرح آپ بالائے آسمان تشریف لے گئے تھے اسی طرح بسواری براق واپس ہوئے راستہ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ کی امت اور آپ پر کونسی عبادت فرض ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن رات میں پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی ہے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پچاس وقت کی نمازیں آپ کی امت ادا نہیں کر سکے گی اور خدا کی قسم میں نے آپ سے پہلے آدمیوں کو آزمایا ہے اور بنی اسرائیل سے میرا سخت سابقہ رہا ہے آپ اپنے پروردگار کے پاس واپس جا کر امت کے واسطے عبادت میں تخفیف کی درخواست کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس جا کر عبادت میں تخفیف چاہی چنانچہ دس وقت کی نماز معاف ہوئی پھر آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر حال بیان کیا انہوں نے پھر واپس کیا اور آپ پھر واپس گئے اور تخفیف چاہی اور دس نمازیں پھر معاف ہوئیں غرضکہ آپ نے باشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اتنی مرتبہ نماز میں تخفیف چاہی کہ صرف پانچ وقت کی نماز باقی رہ گئی اس پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت روزانہ پانچ وقت کی نمازیں بھی ادا نہیں کر سکتی میں نے آپ سے پہلے آدمیوں کو آزمایا ہے اور بنی اسرائیل سے بہت سخت سابقہ رہا ہے جائیے اور اپنے پروردگار سے اپنی امت کے واسطے نماز میں تخفیف چاہیئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اس قدر سوال کئے ہیں کہ اب جاتے ہوئے مجکو شرم آتی ہے لیکن اب میں اپنے رب کے حکم پر راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں اس کے بعد آپ وہاں سے رخصت ہو کر چلے تو جبکہ ذرا کسی پکار نے والے نے خدا کی طرف سے پکار کر کہا کہ ہم نے اپنا فرض اپنے بندوں پر جاری کیا اور اپنے بندوں سے نماز میں تخفیف کی، لیکن ثواب

وقت کی نماز کا ثواب بموجب قول مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا کے دس وقت کی نماز کے برابر اللہ پاک نے فرادیا اس طرح پر پچاس وقت کی نماز کا ثواب پانچ وقت کی نماز میں ہوگیا غرضکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پلک جھپکاتے اپنے قیام گاہ پر پہنچ گئے دیکھا کہ زنجیر در حجرہ بدستور ہل رہی تھی اور بستر استراحت اسی طرح گرم ہے اسی پر کسی شاعر نے وہ شعر کہا کہ جس کو میں ایک بار پڑھ چکا ہوں اور اب پھر پڑھتا ہوں کہ ؎

زنجیر ہی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم اکدم میں سر عرش گئے آئے محمدؐ

اللہم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم۔

برادران اسلام! جس رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ معراج شریف حاصل ہوا اس کی صبح کو بعد نماز فجر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تشریف فرما تھے اور آپ کا چہرہ اس خیال کی بنا پر کہ اگر یہ واقعہ میں کسی کے سامنے بیان کروں گا تو وہ مجھے ضرور جھوٹا سمجھکر اس واقعہ معراج سے منکر ہوکر سخت عذاب کا مستحق ہوگا کچھ اداس اور اترا ہوا تھا اتنے میں ابوجہل ادھر سے نکلا اور آپ کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے محمدؐ آج سست کیوں ہو کیا کوئی نیا معاملہ پیش آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور واقعہ معراج شریف بیان فرمایا جب کو سنکر ابوجہل ازراہ تمسخر ہنسنے لگا اور بولا کیا خوب اے محمدؐ ابھی تک تو تم زمین ہی کے واقعات بیان کیا کرتے تھے لیکن اب آسمان کے حالات بھی بیان کرنے لگے اس کے بعد دوڑا ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور طعنۃً ان سے کہنے لگا کہ اب محمدؐ تمہارا پیشوا آسمان کی خبریں بیان کرنے لگے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے مفصل کیفیت دریافت کی تو اس نے واقعہ معراج شریف جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر گیا تھا بیان کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالےٰ کے سچے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے تو میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں کہ یہ واقعات بالکل صحیح اور ممکنات سے ہیں اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ معراج خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنکر عرض کیا کہ صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ادہر ابوجہل نے مضحکہ اڑاتے ہوئے ہنسکر ہنسکر لوگوں سے واقعہ معراج شریف بیان کیا چنانچہ اس خبر کو سنکر بہت سے آدمی جمع ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے کہ یا محمدؐ ہم نے عرش وکرسی تو دیکھا نہیں ہے البتہ ہم بیت المقدس کو دیکھ چکے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تم کبھی بیت المقدس کو نہیں گئے ہو لہذا تم کچھ کیفیت وہاں کی بیان کرو اگر ہم تمہارا بیان سچ پائینگے تو تمہارے واقعہ معراج کی تصدیق کرینگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جب قریش مجھ سے شب معراج کی سیر کا حال پوچھ رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی چیزیں دریافت کیں جو مجھکو یاد نہیں تھیں اس وقت مجھے سخت تشویش ہوئی اور ایسا رنج ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا اس پر اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو اٹھاکر میرے سامنے کردیا میں اس کو دیکھنے لگا اب جو کچھ وہ لوگ مجھ سے پوچھتے تھے میں بے تکلف بتادیتا تھا اس پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر کہا صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ چنانچہ اس تصدیق کے انعام میں ان کو صدیق کا خطاب ملا اور ابوجہل مردود نے جھٹلایا اور واقعہ معراج شریف سے انکار کرکے ہمیشہ کے واسطے زندیق ہوگیا اس کے سوا جن کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت دی وہ اس واقعہ پر ایمان لائے اور صدق دل سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اور جن کے نصیب میں دائمی کفر اور عذاب جہنم لکھا تھا وہ کہنے لگے هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یہ تو ایک کھلا ہوا جادو ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی گمراہی سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین

تفسیر حقانی اُردو آٹھ جلد

ان مسلمانوں کے لیے جو دل سے کلام الٰہی کے معنی وتفسیر حقائق اور رموز قرآن شریف سمجھنے کے لئے بیتاب ومشتاق ہیں اور ان مسلمان بیبیوں کے لئے جو اپنے اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام سننے کی بھی شیدا ہیں اور ان علماء کے لئے جو عربی کی بڑی بڑی تفاسیر نہیں خرید سکتے اور ان طلباء کے لئے جو صحیح طور سے واعظ ومفسر بننا چاہتے ہیں اور ان مساجد کے اماموں کے لئے جو روزمرہ صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کو قرآن شریف کا ترجمہ سنانا چاہتے ہیں اور ان مناظرہ مباحثہ کرنے والوں کے لئے جن کو مخالفین اسلام سے واسطہ پڑتا ہے یہ تفسیر نہایت مستند ومعتبر اس کی روایات صحیح اور یہ سلف صالحین کے عقیدے اور طریقے کے موافق ہے اس میں ان تمام شکوک وشبہات اور سوالات کے جواب ہیں جو مخالفین کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں یہ تفسیر اسلامی عقائد عبادات ومعاملات کے مسائل کا حل اور علم تصوف کی روحانی تعلیم کا آئینہ ہے تقریباً ۵۰ سال کے عرصہ میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے کوئی اسلامی درسگاہ اور کوئی اہل علم اس کے مطالعہ سے محروم نہیں رہا اب چھٹی مرتبہ نہایت اہتمام کے ساتھ اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر جو نہایت دبیز چکنا ولایتی ۲۲ پونڈ پر طبع ہوئی ہے لکھائی چھپائی عمدہ اور تصحیح نہایت غور سے کی گئی ہے متن قرآن شریف جلی قلم مع صحیح اعراب نیچے بامحاورہ اور سلیس ترجمہ پھر تفسیر کے متعلق ترکیب شان نزول ربط آیات وغیرہ

یہ تفسیر آٹھ جلد وں میں ہے وزن ۹ سیر مقدمۃ القرآن یعنی پہلی جلد دو روپے۔ دوسری سے آٹھویں تک ہر ایک جلد چار روپے الگ الگ جلدیں خریدنے کی صورت میں کل تفسیر تیس روپے کی ہوتی ہے (۳۰) مگر پوری تفسیر منگانے والوں کو رعایتاً ۲۵ روپے میں ملتی ہے محصول (۱۱/عہ) بذمہ خریدار کامل تفسیر طلب کرنے والے دس روپے پیشگی روانہ کریں۔

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

حقیقت معراج نبوی

(از جناب مولانا مولوی نذیر الحق صاحب)

الحمد للہ رب العالمین اکمل الحمد علیٰ کل حال ط والصلوٰۃ و السلام الاتمان الاکملان علیٰ سید المرسلین و خاتم النبیین اللھم صل علیہ وآلہ وسائر النبیین وآل کل وسائر الصالحین فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

(ترجمہ) پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے مسجد الاقصیٰ یعنی بیت المقدس تک لے گیا جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی قدرت کی بعض نشانیاں دکھلائیں۔

برادران اسلام! اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عظیم الشان واقعہ معراج کا ذکر فرمایا ہے جسے کائنات روحانی نے آفتاب نور کر کے عالم کو بقعۂ نور بنا دیا ہے

مژدۂ صبح دریں تیرہ شبانم دادند شمع کشتند و ز خورشید نشانم دادند

اس واقعہ سے چونکہ کمال عظمت و شان ظاہر ہوتی ہے اور عجائبات قدرت پر مشتمل ہے جو عقل و نفس کے پجاریوں اور صرف محسوسات کو حد ادراک سمجھنے والوں کو مستبعد معلوم ہوتا ہے اس لئے خدائے حکیم و بصیر نے اس واقعہ کو لفظ سبحان سے شروع کیا ہے یعنی خدائے قدوس ہر قسم کے عجز و نقص اور عیب و درماندگی سے پاک اور "فعال لما یرید" ہے اور اس کو اپنے بندے کو راتوں رات زمین و آسمان کی سیر کرانا اور عجائبات قدرت دکھلانا کچھ مشکل اور بعید از عقل نہیں۔

اس آیت شریفہ میں واقعہ معراج کا مختصر ذکر ہے اور اس سے زیادہ سورہ والنجم میں وضاحت اور تفصیل ہے اور حدیثوں میں پوری پوری تفصیل ہے۔

اس آیت میں مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک لیجانے کا ذکر ہے اور سورہ والنجم میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنا مذکور ہے جو چھٹے یا ساتویں آسمان پر ہے اور وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقام قرآن کریم کی اس آیت سے تو صراحۃً صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک گئے لیکن سورہ والنجم اور احادیث سے آسمانوں پر تشریف لیجانا بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ای لنرفعہ الی السماء حتی یری من العجائب حدیثوں سے ثابت ہے کہ جب حضور معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ کے اپنے بستر مبارک کو گرم پایا معراج آپ کو خانہ کعبہ سے ہوئی تھی مگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کی بہن ام ہانی کے گھر سے ہوئی تھی جگہ کی تعیین میں یہ معمولی سا اختلاف ہے مگر ظاہر آیت کے خلاف نہیں کیونکہ ام ہانی کا گھر بھی حدود حرم میں ہے۔

چونکہ بعض کوتاہ فہموں نے اس واقعہ کی عظمت و شان گھٹانے کے لئے اس پر بھی شبہات وارد کئے ہیں سو اس سے پہلے کہ میں محققین کے اقوال سے یہ ثابت کروں کہ آپ کو معراج روحانی ہوئی یا جسمانی اس واقعہ کی اس تفصیل کا ذکر کر دینا ضروری ہے جو حدیثوں سے ثابت ہے۔

معراج کی تفصیل

یہ واقعہ بعثت کے پانچ سال کے بعد پیش آیا شیخین نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کی کیفیت اس طرح بیان کی فرماتے ہیں کہ:۔

جس رات مجھے بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا خدا کی طرف سے نقیب بارگاہ عز و جل حضرت جبرئیل آئے اور میرا سینہ چیر کر دل نکالا پھر ایک سونے کا طشت لایا جو ایمان سے پر تھا دل اس چیرنے والے نے میرے دل کو دھویا پھر اس کی جگہ رکھکر سینے کو ملا دیا پھر ایک جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا اور سفید رنگ کا تھا اس کا قدم وہاں تک پڑتا تھا جہاں تک اس کی نظر پہنچتی تھی اور اس کا نام براق تھا اس پر مجھکو سوار کرایا گیا اور حضرت جبرئیل میرے ہمراہ چلے جب پہلے آسمان پر پہنچا تو دروازہ کھولنے کو کہا گیا تو یہاں کے ساکنین نے پوچھا کون ہے جبرئیل نے کہا کہ میں جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو طلب کیا گیا ہے جبرئیل نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ آپ کے لئے مرحبا ہے اچھا آنا آیا پھر آسمان کا دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم بھی وہیں موجود تھے جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ یہ تمہارے باپ ہیں ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر کہا ابن صالح اور نبی صالح کو مرحبا۔

اسی طرح دوسرے آسمان پر یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام تیسرے پر یوسف علیہ السلام چوتھے پر ادریس علیہ السلام پانچویں پر ہارون علیہ السلام چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور یہی واقعات پیش آئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب میں چھٹے آسمان سے چلا تو موسیٰ علیہ السلام رو دئیے ایک فرشتے نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں اس لئے رویا کہ ایک لڑکا میرے بعد نبی ہوا جنت میں اس کی امت کے آدمی میری امت سے زیادہ داخل ہوں گے۔

ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا اس کے بیر مشکوں جیسے تھے اور پتے ہاتھی کے کان جیسے وہاں چار نہریں جاری تھیں دو ظاہر اور دو باطن میں نے جبرائیل سے ان نہروں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ باطنی نہریں جنت کی ہیں اور ظاہری نیل اور فرات ہیں پھر بیت المعمور جو فرشتوں کا کعبہ ہے میرے روبرو کیا گیا پھر میرے پاس تین پیالے لائے گئے ایک دودھ کا ایک شہد کا اور ایک شراب کا اور کہا گیا کہ ان تینوں میں سے جسکو چاہو اختیار کرلو میں نے دودھ کا پیالہ اختیار کر لیا اس پر جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ فطرت (دین اسلام) ہے جس پر تو اور تیری امت ہے پھر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں اور تخفیف کا واقعہ

پیش آیا اور صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں۔

اس قسم کی روایتیں ہیں جن میں کسی قدر اختلاف بھی ہے مگر ائمہ حدیث نے ان اختلافات کو دور کر دیا ہے اور حدیثوں میں تطبیق دیدی ہے۔

اکثر صحابہ، تابعین، جمہور فقہاء، محدثین، متکلمین، صوفیہ، اعاظم علماء اسلام اور تمام سلف و خلف کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی اور آپ بجسدہ العنصری آسمانوں اور عرش تک تشریف لے گئے اور اسی کی تائید ظاہر قرآن سے بھی ہوتی ہے اور یہی عقیدہ مبنی بر حق و صداقت ہے جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا۔

منکرین معراج جسمانی کے دلائل

بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ درحقیقت اور واقعی سیر معراج نبوی ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھی جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد النفس الناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنے سیر معراجی میں دائرہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے شدید مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے یہ سیر معراجی جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا (اسرار شریعت جلد سوم صفحہ ۲۶۱)

جو لوگ معراج کو روحانی قرار دیتے ہیں اور معراج جسمانی کے منکر ہیں وہ اپنے دعویٰ کی تائید میں صرف تین صحابیوں حضرت سیدنا حذیفہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان کے اقوال پیش کرتے ہیں جیسا کہ محمد بن جریر طبری نے ان حضرات سے نقل کیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معراج کے تمام واقعات خواب تھے حضور کا جسد مبارک اپنی جگہ سے جدا نہ ہوا تھا صرف آپ کی روح کو سیر کرایا گیا اسی کے قریب حضرت عائشہ اور حضرت امیر معاویہؓ کا قول ہے۔ اس کے علاوہ معقولی رنگ میں چند بودے اور لچر اعتراضات کئے جاتے ہیں جو کبیت العنکبوت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

منکرین معراج جسمانی کی تردید

جو لوگ معراج کو روحانی قرار دیتے ہیں وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں حسب ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:۔

(۱) اس آیت میں جو لفظ عبد واقع ہوا ہے اس سے باقتضاء النص ثابت ہوتا ہے کہ یہ سیر جسمانی تھی کیونکہ "عبد" مجموعہ روح اور جسد کا نام ہے نہ کہ صرف بدن کا اس کا اطلاق صرف روح پر صحیح نہیں قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی یہ لفظ آیا ہے اس سے مراد روح مع الجسد ہی ہے چند آیات ملاحظہ ہوں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْہٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی یعنی کیا تو نے اس ابوجہل کو دیکھا ہے جو بندہ کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے اس آیت میں عبد سے مراد روح مع الجسد ہے کیونکہ ابوجہل صرف روح کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا تھا نیز خدا تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا یعنی جب اللہ کا بندہ محمد نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو قرآن سننے کے لئے جن اس پر ٹوٹے پڑتے تھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کے لئے صرف آپ کی روح نہیں کھڑی ہوتی تھی اور جنات صرف آپ کی روح پر نہ ٹوٹے پڑتے تھے۔

نیز ایک جگہ ارشاد ہے ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا اس آیت میں بھی عبد سے مراد روح مع الجسد ہی ہے غرضیکہ اسی قسم کی قرآن کریم میں بہت سی آیتیں ہیں جن میں عبد سے مراد روح مع الجسد ہے پس اس سیر کو روحانی قرار دینا سراسر ظاہر قرآن کریم کی نصوص کے مخالف ہے۔

(۲) محققین اسلام کی رائے ہے کہ جن چند بزرگوں کے اقوال معراج روحانی کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں ان بزرگوں پر افترا محض ہے معتبر محدثین نے ان اقوال کو نقل نہیں کیا دوسرے یہ بھی ہے کہ جن مسائل میں اختلاف تھا وہ کسی پر مخفی نہیں اگر مسئلہ معراج میں کوئی اختلاف ہوتا تو کیا وجہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں [illegible] حالانکہ جن باتوں میں ادنیٰ اختلاف تھا ان کی تفاصیل موجود ہیں۔

نیز ترمذی میں جو حدیث معراج آئی ہے اس میں حضرت حذیفہؓ کا یہ قول موجود ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے لیلۃ المعراج میں براق کو بیت المقدس کے حلقہ سے باندھا تھا ان کا قول غلط ہے کیا براق آپ کا مطیع نہ تھا جو آپ کو اس کے باندھنے کی ضرورت پڑی کیا اس کو تو اللہ پاک نے آپ کا مسخر کر دیا تھا حضرت حذیفہ کے اس قول سے صاف عیاں ہے کہ ان کو جمہور سے صرف براق کے باندھنے نہ باندھنے میں اختلاف تھا نہ کہ منکرین اسی اختلاف کو لے اڑے۔

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ اقوال درست ہیں تب بھی معراج جسمانی کی نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کو خواب میں بھی معراج ہوا تھا نہ کہ معراج جسمانی کی نفی ہے ممکن ہے کہ آپ کو معراج دو مرتبہ ہوئی ہو ایک مرتبہ خواب میں ایک مرتبہ بیداری میں جیسا کہ بہت سے واقعات پہلے آپ کو خواب میں دکھلائے گئے اور پھر اسی طرح عالم بیداری میں بھی واقع ہوئے مثلاً واقعہ ہجرت اور مکہ معظمہ کا فتح ہونا وغیرہ اس صورت میں ان بزرگوں کے اقوال میں تعارض باقی نہیں رہتا اور محدثین نے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت حذیفہ، حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ کے اقوال کی نسبت محققین اسلام نے بوجوہات ذیل ثابت کر دیا ہے کہ ان کے اقوال جمہور صحابہ کے قول کے معارض نہیں ہیں۔

(۱) ان حضرات نے جو کچھ فرمایا ہے محض اپنے اجتہاد سے فرمایا ہے کسی نے نہیں کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے لیکن جو معراج جسمانی کے قائل ہیں وہ اس کی روایت خود حضورؐ سے کرتے ہیں

(۲) واقعہ معراج ہجرت سے پہلے کا ہے اس وقت مسلمانوں کی کثرت نہ تھی امیر معاویہ رضہ کافر تھے اور حضرت عائشہ کا یا تو سرے سے وجود ہی نہ تھا یا اس وقت ان کی عمر بہت کم تھی غالباً ایک یا دو سال کی عمر تھی اور حضرت حذیفہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے پس ان کے قول سے ابو ذر جیسے سابق الاسلام صحابہ کی حدیث کا معارضہ کیونکر ہو سکتا ہے جو معراج جسمانی کے قائل ہیں۔

(۳) متواتر منقول ہے کہ جب آپ نے معراج کا دعویٰ کیا تو کافروں نے اس کو محال جانا اور آپ کی تکذیب کی اس سے معلوم ہوا کہ آپ خواب یا اعلیٰ درجہ کے کشف کے مدعی نہ تھے، اگر ایسا ہوتا تو کافروں کو جھٹلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی خواب میں ہر ایک انسان عجائبات دیکھ سکتا ہے اور ایسی حالت میں اس واقعہ کی کوئی عظمت و شان باقی نہیں رہتی ہے کہ قرآن میں اس اہتمام کے ساتھ بیان کیا جائے اور حضرت ابوبکر اس کی تصدیق سے صدیق کا لقب پائیں۔

حضرت عائشہ معراج جسمانی کی قائل تھیں۔

بغوی نے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ اور عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس کی صبح کو میں مکہ میں تھا مجھے اس خیال سے کہ لوگ جھٹلائیں گے سخت رنج تھا عائشہ اور ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ غمگین ایک گوشہ میں بیٹھ گئے ابو جہل آپ کے پاس سے گذرا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور تمسخر سے پوچھا کہ کہئے آپ نے کوئی نئی بات حاصل کی یا نہیں آپ نے فرمایا کی ہے، آج کی شب مجھے سیر کرائی گئی اس نے کہا کہاں تک آپ نے فرمایا بیت المقدس تک اس نے کہا پھر صبح آپ نے ہمارے درمیان کی آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا کہ جو آپ نے مجھ سے بیان کیا اس کو آپ اپنی قوم سے بیان کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اس نے بلند آواز سے پکارا اے بنی کعب بن لوی یہاں آؤ یہ سنتے ہی تمام قوم اس کے پاس آگئی ابو جہل نے کہا کہ جو آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے ان سے بھی بیان کیجئے آپ نے فرمایا کہ آج شب مجھے سیر کرائی گئی ہے انہوں نے کہا کہاں تک آپ نے فرمایا بیت المقدس تک انہوں نے پوچھا پھر صبح تو نے ہم میں کی آپ نے فرمایا ہاں یہ سنکر بعض لوگ تالیاں بجانے لگے اور بعض نے تعجب سے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے اور بعض لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے آپ سے پھر گئے ایک شخص ابوبکر کی طرف دوڑا اور ان سے جاکر کہا کہ کچھ تو نے اپنے دوست کی بھی سنی کہتا ہے کہ آج کی رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ابوبکرؓ نے کہا کہ کیا واقعی یہ بات آپ نے کہی ہے آپ نے فرمایا ہاں ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر آپ نے یہ بات کہی ہے تو آپ ضرور سچ کہتے ہیں ابو جہل نے کہا کہ کیا تو ایسی خارج العقل بات کی تصدیق کرتا ہے حضرت ابوبکر صدیق نے کہا ہاں میں آپ کی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید از عقل ہے میں آسمان کی خبریں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔

اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ معراج کے متعلق حضرت عائشہ اور جمہور کے قول میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوئم یہ کہ ابو جہل اور قریش نے معراج پر یہ استبعاد ظاہر کیا کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ رات کو بیت المقدس جائے اور صبح مکہ میں کرے۔ سوئم یہ کہ واقعہ معراج کو سنکر بعض مسلمان مرتد ہو گئے تھے۔

یہ سب باتیں اسی صورت میں ممکن ہیں جبکہ آپ کا دعویٰ معراج جسمانی کا ہو۔ خواب میں مکہ سے بیت المقدس جانا اور صبح مکہ میں کرنا کسی عاقل کے نزدیک بھی ناممکن نہیں ہے۔ نبی تو نبی ایسے خواب تو کافر بھی اکثر دیکھ لیتے ہیں اور خواب کو سنکر کافر اور مرتد ہونے کی کوئی وجہ نہیں اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ جس معراج کی تکذیب کفار نے کی اور تصدیق صدیق نے وہ جسمانی ہی تھی اب جو معراج جسمانی کا منکر ہے وہ خود سمجھ لے کہ وہ کس گروہ میں ہے۔

معراج جسمانی پر عقلی اعتراضات صفائی قلب روشن ضمیر اور پاکیزہ سرشت انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی عقل نارسا پر بھروسہ کرکے غیب کے اسرار اور ملکوتی دقائق کی نسبت شکوک و اوہام اور بیجا تاویلات اور بے انتہا ابحاث کرکے تمرد و سرکشی کی نوبت نہ پہنچنے دے بلکہ نبوت کے انوار سے مستفید ہو کر الہیات کی لذت تک پہنچے خود ہی اغلاط رفع ہوجائیں گی گرچونکہ یہ زمانہ روشنی کا کہا جاتا ہے اسلئے بعض کج باطن کوتاہ فہم اور ناقص العقل حضرات معراج جسمانی پر اعتراض کرکے "کل یوم ہو فی شان" اور بے مثال لا یزال ہونے والے خدا کی لامحدود قدرتوں اور حکمتوں کو اپنے عقل کے دائرہ میں محدود کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ اپنے فہم و فراست سے غیب کے اسرار تو کیا خاک معلوم کریں گے بلکہ ان کو تو ابھی اپنے دیکھے ہی بھلے چیزوں آگ پانی اور مٹی وغیرہ جو ہر وقت آنکھوں سے نظر آتے ہیں انکی کے بارہ میں دنیا کے عقلا اور فلاسفروں کا اتفاق نہیں جو ایک دلیل قائم کرتا ہے دوسرا اس کو رد کر دیتا ہے غرض ابھی تک دنیا کے فلاسفروں کی ان حقیقت تک رسائی نہیں ہوئی پھر ملکوتی دقائق اور الہیات کے متعلق کسی ملحد کا کوئی عقلی اعتراض قابل سماعت اور لائق اعتنا نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک خاکی جسم کیسے اوپر گیا جبکہ کشش اصول فضل مانع ہے پھر آپ کرہ زمہریر اور کرہ نار سے کیسے گذرے ان کی برودت اور حرارت سے آپ کا جسم کیسے محفوظ رہا اور پھر ایسی حرکت سریعہ ناممکن ہے یہ ہے عقلی اعتراضات کی ساری کائنات اب ان کی حقیقت ملاحظہ ہو۔ کیوں صاحب جب ہم ایک گولا اوپر پھینکتے ہیں تو زمین کی کشش کہاں چلی جاتی ہے اور پھر ہوائی جہاز کے پرواز کے وقت یہ کشش کون سے فلاسفر کے دماغ میں جا گھستی ہے جب ایک انسان میں تو یہ طاقت ہے کہ وہ کشش پر غالب آکر ہواؤں میں پرواز کرے مگر وہ ان اللہ علی کل شئی قدیر ذات کو عقل و تدبیر دینے والا خدا نعوذ باللہ اتنی قدرت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے پیارے بندے کو آسمان پر لیجائے کرۂ زمہریر اور کرہ نار سے گذرنا بھی خلاف عقل نہیں تحقیقات جدیدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ بعض جانور ایسے ہیں جو آگ میں زندہ رہتے ہیں اور جن کو برودت کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ اب رہا حرکت سریعہ کے متعلق سو حرکت کی عند العقل کوئی تحدید نہیں ہو سکتی جبکہ خلاء فرد کی ایک جماعت چاند میں پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔

پس ان تمام اقوال سے ثابت ہو گیا کہ معراج جسمانی ہوئی اور یہی حق و صواب کی راہ ہے۔ اللہم صل علی محمد بعدد کل معلوم لک۔

معراج شریف

(نوشتہ جناب مولوی اشتیاق علی صاحب ہیڈ۔ مدرس مدرسہ پرائمری اسلامیہ [illegible])

معجزات حضور پرنور سرور عالم فخر بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں واقعہ معراج شریف بھی ایک عظیم ترین معجزہ ہے جمہور اسلام معراج جسمانی حضور اقدس کے قائل ہیں سب سے پہلے آیات قرآن مجید میں معراج کا ذکر ہے لکھی جاتی ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (ترجمہ) پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے محمد کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصےٰ تک کہ جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اس کو دکھائیں اپنی قدرت کے کچھ نمونے بیشک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

محققین نے لکھا ہے کہ آپ کو چونتیس معراج ہوئے لیکن وہ مشہور معراج جبکہ قابل فخر خلد آدم ابوالبشر سے عیسےٰ علیہ السلام تک تمام انبیا علیہم السلام کے گروہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا گیا ایک بار ہوئی۔ جب آپ کا سن اکیاون برس آٹھ ماہ بیس روز کے ہوئے تو آپ کو معراج کا رتبہ عنایت ہوا چنانچہ ۲۷ رجب دوشنبہ کی رات کو آپ اپنی چچا زاد بہن ام ہانی دختر ابو طالب کے گھر خواب استراحت فرما رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ کا فرمان پاکر ایک نبیل صورت میانہ قد سفید مرکب جس کا نام براق ہے سلطان دو جہان کے دروازہ پر لا کھڑا کیا اور با ادب لحوظ رکھ کر آپ کو بیدار کیا آپ اٹھے اور ادھر ادھر دیکھا مگر کسی کو نہ پایا تو آنکھیں بند کرلیں اور پھر سو گئے دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تیسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے پھر جگایا اور حطیم میں لاکر چیر دیا سینہ مبارک کو قلب مبارک طلائی طشت میں آب زمزم سے دھویا ایمان و حکمت اور تجلیات الٰہی سے معمور بنا کر سی دیا پھر شرف سیاحت فلکی کے لئے لیا۔ اور عالم علوی کے عجائبات کی سیر کے لئے براق پر سوار ہوئے جیسے آپ اس براق پر سوار ہوئے اور مسجد حرام سے یثرب کے نخلستان قطع کرتے ہوئے طور سینا پر گذرتے ہوئے اور بیت لحم دیکھتے ہوئے بیت المقدس پہنچے جہاں تمام انبیا علیہم السلام آپ کے منتظر اور نماز میں آپ کا اقتدا کرنے کے خواہاں تھے۔

غرض اذان ہوئی اور سب نے وضو کیا آپ کو امام بنایا گیا تمام انبیا اور ملائکہ مقتدی بنے نماز سے فارغ ہوکر آپ براق پر سوار ہوکر آسمانوں کی سیر کرتے انبیا سے اپنے اپنے مقام اعلیٰ پر ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر جا پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے خصوصی سلام کیا اور یہ کہکر کہ آگے قدم رکھنا سوائے آپ کے دوسرے کا کام نہیں ہے واپس ہونے کی اجازت چاہی بقیہ مقامات اور رفعتوں نے طے کرائے آگے جبکہ براق بھی چلنے سے عاجز رہ گیا اور . . . . رفرف نے تخت رواں کا کام دیا پھر رفرف بھی چلنے سے عاری ہو گیا جب کوئی سواری آپ کے پاس نہ رہی اور کوئی فرشتہ بھی آپ کو نظر نہ آیا تو آپ کو حیرت و پریشانی لاحق ہوئی اسی وقت اللہ تعالیٰ کی جناب سے ندا آئی ادن یا محمد یعنی اے محمد قریب ہو پس ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی پھر نزدیک ہوا اور اترا پس رہا فاصلہ رہ گیا دو کمان کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب۔

آپ رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے اور جو کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں ان کو کون کیا جانے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی پھر وحی بھیجی اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو کچھ بھی وحی بھیجی۔

اس کے بعد بارگاہ احدیت سے آپ کی امت پر رات دن میں پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں پھر آپ نے سبز رفرف پر سوار ہوکر عرش کی سیر کی۔ جب آپ جنت و دوزخ۔ لوح قلم۔ عرش کرسی غرض تمام عجائبات علوی کی سیر کر چکے تو عالم دنیا کی طرف مراجعت کی راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں آپ نے فرمایا پچاس موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تجربہ کر چکا ہوں کہ روز پچاس وقت کی نماز آپ کی ضعیف امت ادا نہیں کر سکے گی جاؤ بارگاہ عالی سے تخفیف کا سوال کرو آپ نے واپس جاکر بارگاہ عالی میں تخفیف چاہی تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرمائیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے آپ نے پھر وہی بات کہی غرض پانچ بار آمد و رفت کے بعد پانچ نمازوں کی فرضیت باقی رہی پھر آپ نے عالم فانی کو اپنے وجود سے اعزاز بخشا اور اپنے بطن مکہ معظمہ میں پہنچے جب خواب گاہ میں تشریف لے گئے تو بستر گرم اور زنجیر در کو ہلتا پایا۔

جب السیاح آپ نے معراج کا قصہ لوگوں سے بیان کیا تو مشرکین آپ کی ہنسی اڑاتے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچکر کہنے لگے آپ نے اپنے دوست کی نئی گھڑی ہوئی بات کی کہانی بھی سنی وہ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس ہوتا ہوا آسمانوں کی سیر کر آیا اور ایک آن میں بحالت بیداری جنت و دوزخ سب کچھ دیکھ لیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر اور رسول ہیں لہذا جو کچھ بھی فرمائیں وہ سچ ہے اس وقت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہوا۔ قریش میں بہت سے لوگ ایسے تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا وہ سب جمع ہوکر حضور نبوی میں حاضر ہوئے اور دربارہ بیت المقدس آپ سے سوالات کرنے لگے آپ ان سوالات کے جواب ٹھیک ٹھیک بتاتے بعض امور میں تامل ہوا تو خداوند کریم نے بیت المقدس کو آپ کے پیش نظر کر دیا آپ نے ان امور کو بھی وضاحت سے بیان فرمایا۔

کفار قریش آپ کا بیان سنکر سخت متحیر ہوئے بعد ازاں دریافت کیا کہ ہم لوگوں کے قافلے شام کے راستہ میں ہیں ان میں سے بھی کسی کو آپ نے دیکھا آپ نے فرمایا کہ ہاں دیکھا تھا ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ ان کی منزل پر ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا تھا اس کا پانی میں پی گیا جب وہ آئیں پوچھ لینا کہ تمہارا اونٹ کھویا گیا یا نہیں اور پیالہ خالی ملا یا بھرا ہوا اس کے سوا اور پتہ کی بات بتاتا ہوں کہ دو مرد ایک اونٹ پر سوار جانے تھے جب براق اس کے پاس سے نکلا تو اونٹ بدکا اور [illegible] سوار گر گیا اس کے ہاتھ میں چوٹ آئی لوگوں نے

دریافت کیا کہ ہمارا قافلہ آپ نے کس مقام پر دیکھا اور وہ کب تک مکہ میں داخل ہوگا آپ نے فرمایا تنعیم میں دیکھا ہے پرسوں صبح سورج کے طلوع ہونے ہی وہ مکہ پہنچ جائے گا۔

قریش یہ سنکر قافلہ کی آمد کے منتظر رہے یوم معینہ پر ابھی سورج نہیں نکلا تھا کہ قافلہ آپہنچا جب اہل قافلہ نزدیک آئے تو رسول اللہ کے بتائے ہوئے واقعات دریافت کئے گئے انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

یہ امر معلوم کرنے پر کفار مکہ کو سخت تحیر ہوا اور ایسے مغموم ہوگئے کہ گویا تمام جہاں کی مصیبت انھیں پر آگئی مگر افسوس ایسے بین ثبوت پر بھی زمانے اور کہدیا ما ھذا الا سحر مبین یعنی یہ اور کچھ نہیں ہے سوائے بین جادو کے یہی حالت ہمارے اس زمانہ میں بعض بعض گروہوں کی ہو رہی ہے خواہ مخواہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے ہندی کی چندی نکالتے ہیں۔ اور صریح و بین معجزات میں کلام کرتے ہیں خداوند قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر نگاہ نہیں رکھتے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت پر خیال کرتے ہیں۔

ایک انسانی جسم کا سیر آسمانوں کے لئے خداوند کریم کا لیجانا خلاف فطرت اور خلاف عقل مان کر معراج بالجسد کے منکر ہوتے ہیں حالانکہ ثبوت عقلی و نقلی موجود ہیں

ثبوت معراج نقلی دلائل سے

لفظ عبد جو آیات سُبْحٰنَ الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا اور فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی میں واقع ہے جس کا ترجمہ بندہ ہے مجموعہ روح اور جسد کا نام ہے اس کا اطلاق صرف روح پر صحیح نہیں ہے قرآن مجید میں جس جگہ بھی یہ لفظ آیا ہے ہر جگہ مراد روح مع الجسد ہے۔ خدا ئے قادر ہر چیز پر قادر ہے اس کے لئے کوئی امر مشکل نہیں وہ خود فرماتا ہے اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (یعنی جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ ہو جا پس وہ کام ہو جاتا ہے) پس جس خدا نے خلاف عادت زکریا علیہ السلام کے بڑھاپے میں اور باوجود ان کی بیوی کے بانجھ ہونے کے لڑکا عطا فرمایا اور جس خدا نے حضرت مریم علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو پیدا فرمایا بیشک اس خدا کی قدرت ہے کہ وہ اپنے حبیب کو معراج مع الجسد کرا سکتا ہے۔ ان اللہ علی کل

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض واجبات وسنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہوں گے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے قیمت صرف ۲ ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعید دل سے جسم لرزاں ہوں تو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑا اس کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ ر

اعمال بخشش

جب آپ نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں اور روزہ اور حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ ر

نمازیوں کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانی چاہیئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۲ ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معراج شریف

(از جناب مولوی عبد الماجد صاحب علی منزل آرہ)

آشفتہ می سازد مرا زلف سخن گوے کسے ۔۔۔ خاموش میدارد مرا لعل سخن گوے کسے
گر دست من بوسہ مرا بوسیدہ مو صبح دما ۔۔۔ زلف سخن بوئے کسے لعل سخن گوئے کسے

آنحضرت صلعم کے واقعات قبل از ولادت تا زمانہ وصال بہت سے ایسے ہیں کہ جن سے بہت مرحومہ کے سامنے ایک تصویر کا کمالات آپ کی مراد آپکے ہر واقعات ایسے ہیں جو کسی اور نبیوں میں نہیں پاسے جاتے ہیں تمام کمالی واقعات کے ایک اہم ترین واقعہ معراج شریف ہے جس طرح اور واقعات میں علمائے سیر نے اختلاف کیا ہے اسی طرح مقام معراج میں بھی اختلاف ہے اکثر راویوں نے مقام حجر اور بعض نے مکہ معظمہ اور زیادہ تر راویوں کے اتفاق سے حضرت ام ہانی کا مکان ہے۔

آنحضرت بعد فراغ نماز عشا حضرت ام ہانی کے یہاں زمین پر استراحت فرما رہے تھے کہ ناگہاں حضرت جبرئیل تشریف لائے اور آنحضرت کو بشارت معراج کی دی قاضی عیاض نے محمد بن اسحاق از کتاب شفا میں لکھا ہے کہ معراج روحی تھی اور محمد بن جریر طبری نے تائید سے روایت کیا ہے اور اس کا مبالغہ حضرت معاویہ جس میں حضرت عائشہ وغیرہ کا ہے اور معراج جسمانی کے قائلین اپنے دعوی کے ثبوت میں حضرت عباس رضی اور انس اور بھی دوسرے راویوں کو پیش کرتے ہیں غرضکہ روایت میں کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کے پندرھواں سپارہ سورہ بنی اسرائیل کے پڑھنے اور غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں جماعت مخالف کے دعاوی کے ثبوت کے لئے آیات قرآنی مشعل ہدایت ہیں معراج جسدی کے قائلین سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا کو پیش کرتے ہیں اور اسری کے معنے سیر شب سمجھتے ہیں اور لفظ عبد کو اپنے دعوے کے ثبوت میں لاتے ہیں اور معراج روحی کے قائلین اپنے دعوے کے ثبوت میں وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کی شہادت دیتے ہیں۔

چونکہ رویا کا اطلاق اکثر دیکھنے پر بھی ہوتا ہے اس لئے کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ ہم رویا کے معنے خواب ہی لیں جب تک روح اور جسد دونوں کا ساتھ ہونا ہم مان نہ لیں جب تک لفظ اسری بعبدہ کے معنے صحیح نہیں ہیں اور امام بخاری نے ابن عباس سے اس قول کی تفسیر میں روایت کی ہے اور دونوں جماعتوں کے براہین و دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ رویا آنحضرت صلعم کی رویا العین تھا یعنی معراج شریف جسدی تھی۔

یہ اختلاف علمی اور تحقیقاتی ہے لیکن معراج شریف سے کیا فائدہ پہنچا ہے یہ تو ایک اضافی بات ہے جس کا ذکر کیا جاتا ہے اب اس طرف غور کرنا ہے کہ آنحضرت کو شب معراج میں کون کون سے احکام دنیا کی تعلیم کیلئے ملے ہیں اکثر وعظ کے جلسوں میں اور میلاد کی مجالس میں ہم واقعہ معراج کا ذکر سننے کا اتفاق ہوا لیکن کثرت سے کہنے والا کے حالات اور براق کی تعریف اور رفرف کی توصیف کے کوئی ایسی بات نہ ہوا سوجس سے مولود خواں میں ہم اس کا اگرچہ

سنا ہوں اسی قدر کہ اتنی سیر اور باتیں راز و نیاز کی حبیب اور محبوب کے درمیان میں ہوئیں وہ احکام جو سورہ بنی اسرائیل کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہی احکام آنحضرت صلعم کو شب معراج میں مرحمت ہوئے تھے وہ یہ ہیں:۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ الخ نہ مقرر کر اللہ کے سوا کوئی معبود ورنہ بیٹھ رہے گا تو مذموم و مخذول وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ الخ اور تیرے پروردگار نے حکم کیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اگر پہنچیں تیرے نزدیک والدین بڑھاپے کو ان میں سے ایک یا دونوں اور نہ ان کے لئے اف اور نہ جھڑک ان کو اور ان کو معزز کہہ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ الخ اور جھکا ان کے لئے ذلت کا بازو مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر ان پر جس طرح پالا ہے انہوں نے مجھ کو چھوٹے پن میں۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ الخ اور دے رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین مسافروں کو اور فضول خرچی مت کر۔ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ الخ اور اگر تجھ کو منہ پھیرنا ہو اور خدا کی رحمت کا امیدوار ہو تو نرمی سے شیریں کلامی سے بات کر وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِکَ الخ اور مت کر اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کی طرف اور نہ کھول دے اس کو بالکل بھلا کہ بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا درماندہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ الخ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے ہم ان کو اور تم کو روزی دیتے ہیں بیشک ان کا مار ڈالنا گناہ ہے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً الخ اور زنا کے قریب مت جاؤ بیشک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ الخ اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر پسندیدہ طریقہ یہاں تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو عہد کو بیشک عہد پوچھا جائیگا۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ الخ اور کسی کی جان نہ مارو لیکن حق کے لئے وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ الخ اور پورا کرو پیمانہ کو جب ناپو اور وزن کرو سیدھی ترازو سے وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ الخ اور جس کا مجھکو علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ بیشک آنکھ اور کان اور دل سب سوال ہوگا وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا الخ اور زمین پر متکبرانہ نہ چل بیشک تو زمین کو نہ پھاڑ دیگا اور لمبائی میں پہاڑ کو نہ پہنچے گا کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّکَ مَکْرُوْهًا ان سب کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہے۔ ذٰلِکَ مِمَّآ اَوْحٰٓی اِلَیْکَ رَبُّکَ مِنَ الْحِکْمَةِ الخ یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ تیرے پروردگار نے وحی بھیجی تیری طرف حکمت سے اور مت قرار دے خدا کے ساتھ دوسرا خدا اگر ڈالا جاوے تو دوزخ میں ملامت کیا ہوا اور راندہ ہوا۔

ان آیات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ضروریات دین کے اکثر ضروری احکام دونوں عالم معراج میں مرحمت فرمائی ہیں ہمارے اس دعویٰ کی تائید جلیل آیت کریمہ بالا سے علاوہ ان کے اور احکام کے اللہ جل شانہ نے پانچ وقت کی نمازیں اور روزے ماہ رمضان کے فرض کئے ہیں ہم کو یقین کامل ہے کہ جو شخص اس سورہ مبارکہ کو پڑھے گا وہ ضرور ہماری اس رائے سے اتفاق کریگا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

کسب معاش اور رزق حلال

(از جناب مولانا [illegible] شاہ صاحب نظامی [illegible])

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔

ان آیات کے [illegible] میں ایک حصہ میں ان مذاہب کی تردید کی گئی ہے جو آسائش دنیا کو حرام سمجھتے تھے اور دوسرے حصہ میں اسلامی طریق بیان کیا ہے کہ دنیا کی نعمتیں [illegible] کے لئے ہیں اور آخرت کی نعمتیں [illegible] ہو سکتے ہیں۔

مذاہب قدیم کی [illegible]

اسلام سے علاوہ تقریباً دنیا کے تمام مذاہب [illegible] کی ہے [illegible] ہے مثلاً [illegible] اور [illegible] کا عقیدہ ہے کہ جب تک کر سکے [illegible] نہ [illegible] نجات حاصل نہ کرے گی۔ [illegible] اٹھنا بیٹھنا [illegible] شادی کرنا [illegible] جو شخص [illegible] ہے اور [illegible] کے [illegible] وہ [illegible]

عیسائی سمجھتے ہیں [illegible] انسان [illegible] سے [illegible] گناہ سے پاک نہیں ہو سکتا [illegible] انسان [illegible] ہے [illegible]

[illegible] انسان [illegible] اور [illegible] ترقی حاصل کرنے۔

عیسائی راہبوں کی حالت دیکھو زندگی بھر غسل نہیں کرتے حجامت نہیں بنواتے شادی نہیں کرتے جوتا نہیں پہنتے قوت بازو سے کمانے اور پیسہ رکھنے کو حرام سمجھتے ہیں عیسائیوں کے سب سے مقدس ولی سینٹ فرانسس کے حالات میں لکھا ہے یہ شخص روئی کے بجائے موٹی اون کے کپڑے پہنتا کبھی غسل [illegible] غلاظت کے باعث جسم میں کرم پیدا ہو جاتے تو انھیں ہلاک نہ کرتا [illegible] خارش کا شکار رہتا [illegible] کا ذکر ہے کہ یونان کے پہاڑی علاقہ [illegible] چند راہب خانوں کا حال اخبارات میں شائع ہوا تھا [illegible] راہب خانوں میں عورت کا داخلہ اس قدر ممنوع تھا کہ [illegible] رہنے کی اجازت نہ تھی [illegible]

[illegible] ہے۔

اسلام کی اصولی تعلیم

اسلام آیا اور اس نے بزدلی بیکاری اور رہبانیت کے تمام تباہ کن عقائد کی بیخ کنی کردی اور ایک یہ اعلان کیا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ انسان کو خدا نے بہتر سے بہتر قوتیں اور قابلیتیں دیکر پیدا کیا ہے دوسرا اعلان یہ کیا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ اے انسان زمین میں [illegible] چیزیں ہیں یہ سب تمہارے ہی فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ تیسرا اعلان یہ کیا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور [illegible] نعمتیں [illegible] ہیں کہ اگر [illegible] ان کا اندازہ و شمار نہیں کر سکو گے۔ چوتھا اعلان یہ کیا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ اس زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے حق و عدل کے اصول پر پیدا کیا ہے کہ ہر شخص جیسی کوشش کرے اس کا ثمر حاصل کرے اور کسی پر ظلم نہ ہو۔

ان تمام اصولوں کی تعلیم سے قرآن پاک کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنی قوت قابلیت اور برتری پر اعتماد [illegible] ہم زمین کی بیشمار قوتوں اور خزانوں کو اپنی ملکیت سمجھیں اور عمل و جدوجہد و کوشش سے اپنے تصرف و استعمال میں لائیں اور عزت و آسائش کی زندگی بسر کریں۔

محرمات کی تفصیل

اسلام نے [illegible] آزادی اور [illegible] سب سے [illegible] بجا نے ترقی و جوانمردی اور [illegible] کے اصولوں ہی کی تعلیم نہیں کی بلکہ ان کے تمام لیست مشاغل اور [illegible] کو [illegible] اور [illegible] اعتمادی کے خلاف قطعی حرام قرار دیا ہے تاکہ انسان [illegible] قوت بازو پر زندہ رہے اور ترقی کرلے۔

فرمایا [illegible] اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا تجارت حلال ہے اور سود حرام ہے پھر فرمایا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ شراب جوا بتوں کے چڑھاوے خانقاہوں کے نذرانے پانسے ڈال کر چیزیں بانٹنا اور کمانا سب کے سب ناپاک اور شیطانی فعل ہیں (حضرت علی رض فرماتے ہیں [illegible] اور شطرنج بھی جوئے میں شامل ہیں) پھر فرمایا وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ کم تولنے والے لوگوں کے لئے تباہی ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت۔

باطل کمائیاں

اسلام کا اصلی منشا یہ تھا کہ ہر انسان خود اپنی روزی کمائے اس واسطے اس کی [illegible] یہ بھی [illegible] لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ [illegible] ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ اس عام حکم کے مطابق چوری ڈاکہ

فریب، ٹھگی، جعلسازی، سود، رشوت، چڑھاوا، نذرانہ سب کچھ حرام قرار پایا ہے لیکن اسلام نے صرف عام حکم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک ایک برائی کا نام لیا ہے اور اس کی مخالفت کی ہے سورۂ نساء میں بڑا زور اس پر دیا ہے کہ جو لوگ یتیم بچوں اور بچیوں کے سرپرست بنجاتے ہیں اور انھیں اپنا داماد یا بہو یا بیوی بناکر ان کے مالوں کو اپنے مالوں میں گڈمڈ کرکے یا ان کے مالوں میں فضول خرچی کرکے ان کا مال کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں بخاری میں ہے من اخذ شبرا من الارض بغیر حق خسف به یوم القیمة الی سبع ارضین جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس کے بوجھ سے سات زمینوں تک دھنسایا جاوے گا۔ تعویذ گنڈوں سے جہلا کے لوٹنے والوں کے لئے فرمایا ان العیافة والطرق والطیرة من الجبت رمال، شگون، تعویذ، جادو، کہانت، رمل وغیرہ بت پرستی میں شامل ہیں۔ نسائی میں ہے من سحر فقد اشرک جو شخص جادو میں اعتقاد رکھتا ہے مشرک ہے۔ ابو داؤد میں ہے جو شخص طمع زر یا مال غنیمت کے لئے جہاد پر جائے اسے کچھ ثواب نہ ہوگا۔

کمال احتیاط

اسلام نہیں چاہتا کہ کوئی مسلمان اپنے قوت بازو کے سوا کسی دوسرے کے مال کی طرف نظر تک اٹھائے اس واسطے اس نے مسلمانوں کو کمائی کے ناجائز طریقوں ہی سے نہیں روکا بلکہ انتہا درجہ کی احتیاط اور نکتہ رسی سے کام لیکر گری پڑی چیز کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا ہے صحابہ کرام نے حضور سے گرے پڑے سونے چاندی کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس کے دھاگے اور تھیلی کو اچھی طرح پہچان لو سال بھر تک مشتہر کرتے رہو اگر کوئی شخص شناخت نہ کرے تو خرچ کر دو لیکن اگر مالک آجائے تو اس کو ادا کرو۔

ہمارے ملک میں چندہ خوری کا ایک نیا مرض پیدا ہو چکا ہے حضور نے راستہ میں ایک گری پڑی کھجور پائی فرمایا میں اسے نہیں کھاتا ممکن ہے صدقات وخیرات کا مال ہو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم غربائے امت کے حق کا خیال کرکے کھجور کا ایک حقیر دانہ منہ میں ڈالنے کی جرأت نہیں کرتے وہ لوگ خدا کے ہاں کیا جواب دیں گے جنہوں نے قومی چندوں سے محل بنوائے اور باغ لگوائے۔

موانعات عمل

حضور نے امت کو صرف دوسروں کے مال سے محتاط ہی نہیں کیا بلکہ عمل وتدبیر میں خلل ڈالنے والے توہمات سے روکا ہے تضیع اوقات سے روکی ہے اور تمام ایسے مشاغل سے روکا ہے جو کسی طرح بھی کسب معاش اور حصول روزی کی راہ میں حائل ہو سکتے تھے مثلاً شراب کو حرام قرار دیا مسند احمد میں ہے ان اللہ امرنی ان امحق المزامیر خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ گانے بجانے کو مٹا دوں۔ فرمایا لاغول بھوت پریت اور آسیب کی کچھ حقیقت نہیں ہے اسی طرح حضور نے ریشم پہننے اور چاندی سونے کے برتنوں میں پانی پینے سے منع فرمایا مسند احمد میں ہے لا تقعدوا علی القبور قبروں پر مت بیٹھو ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میتوں پر نوحہ نہ کرو ایک دوسری حدیث میں ہے لاخیر فی جلوس علی الطرقات راستوں پر بیٹھنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے دیکھئے مسلمان اور ان کی اولادیں کس طرح رات اور دن بازاروں، پلوں اور راہ گزروں میں بیٹھتیں اور اپنا قیمتی وقت ضایع کرتی ہیں حضور نے کھیل اور تماشے کو بڑی سختی سے منع کیا ہے۔ ابوداؤد میں ہے حضور نے دیکھا ایک شخص کبوتر کے پیچھے چلا جا رہا ہے فرمایا شیطان یتبع شیطانة شیطان شیطان کے پیچھے دوڑتا ہے ترمذی میں ہے نھی رسول اللہ عن التحریش بین البھائم حضور جانور لڑانے سے منع فرماتے تھے، مسلم میں ہے حضور نے نردوں سے کھیلنے کو صبغ یدہ فی دم خنزیر خنزیر کے خون سے ہاتھ رنگنا فرمایا اس لئے جو بیوقوف شخص کمائی کا وقت کھیل کود میں ضایع کرتا ہے آخر لامحالہ حرام کھانے لگیگا۔

گداگری کی ممانعت

اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان اپنی ہمت و محنت کے زور سے اس قدر بلند زندگی بسر کریں کہ یتیم مسکین غریب مسافر ان کے دروازہ پر آئیں اور خالی ہاتھ نہ جائیں چونکہ فقیری اور گداگری اس بلند مقام سے بالکل متضاد ہے اس واسطے شریعت میں محتاجی اور دریوزہ گری کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ حضور دعا فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیمة خدایا میں دنیا کی تنگی اور آخرت کی تنگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اللھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر (خدایا میں کفر اور محتاجی سے تیری پناہ مانگتا ہوں)

زبیر بن العوام سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان رسی لیکر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا لائے اور اس طرح اپنی آبرو کی حفاظت کرتا ہے تو یہ لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے بہتر ہے۔ ابوداؤد کی روایت ہے حضور نے فرمایا سوال کرنا ایک آلہ ہے جس سے انسان اپنے چہرے کو چھیلتا ہے پس جو چاہے اپنے چہرے پر گوشت باقی رکھے اور جو چاہے اتار پھینکے فرمایا جس شخص پر فاقہ آئے اور وہ لوگوں پر اتارتا پھرے اس کا فاقہ نہیں ہٹتا ہاں اگر وہ اپنے فاقہ کو اللہ پر اتارے یعنی کوشش کرے اور کمائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد یا بدیر رزق ضرور عنایت فرمائے گا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سے سوال کیا حضور نے پوچھا تمہارے پاس کچھ مال وسامان موجود ہے اس نے کہا اوڑھنے کا کمبل اور پانی پینے کا ایک پیالہ ہے فرمایا دونوں چیزیں میرے پاس لے آ حضور نے دو درہم میں یہ دونوں چیزیں ایک انصاری کے پاس فروخت کردیں اور فرمایا ایک درہم کا غلہ خرید کر گھر میں دے اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید لا جب سائل کلہاڑی خرید لایا تو حضور نے اس میں اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا اور فرمایا کہ لکڑیاں کاٹ کر بیچا کر واور پندرہ دن کے بعد میرے پاس آ سائل پندرہ دن کے بعد خدمت نبوی میں آیا تو اس کے پاس دس درہم تھے ان درہموں سے حضور نے اسے پھر غلہ اور کپڑا خرید دیا اور فرمایا تیری یہ زندگی سوال کرتے پھرنے سے بہت بہتر ہے۔

اسلام نے انسان کو بیکار کر دینے والے عقائد سے چھڑایا ہے انسان کی برتری کا اعلان کیا ہے سعی وکوشش اور عمل وجزا کا پیغام سنایا ہے جھوٹ فریب اور بیکاری کے طریقوں سے دولتمند بننے کو منع کیا ہے، سود، جوا، رشوت، کم تولنے، چڑھاوا لینے اور نذرانہ وصول کرنے کو حرام ٹھیرایا ہے چوری، ڈاکہ، غصب، اسوال یتامیٰ کی خورد برد فال تعویذ، رمل، نجوم کی کمائی کو باطل قرار دیا ہے شراب، راگ رنگ، توہم پرستی، نوحہ خوانی اور کھیل تماشہ، لہو ولعب اور ایسے تمام اعمال سے جو طبیعت میں زنانہ پن، کاہلی یا بے غیرتی پیدا کریں ۴۹

غلامی

(از حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قبلہ دریابادی)

دنیا آزادی کی بھوکی ہے، سب قومیں آزادی کی طلب میں لگی ہوئی ہیں لیکن مسلمان کی طلب آزادی کی نہیں غلامی کی ہے، ایک مسلم کے پیش نظر آزادی نہیں بلکہ پابندی ہے اس کی تمنا ہے کہ یہ پابندی اور سخت ہوتی جائے اس کی دعا ہے کہ اس غلامی کی زنجیر برابر کستی چلی جائے۔

دنیا اگر دھوکے میں پڑی ہے تو پڑی رہے دوسرے اگر اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے ہیں تو کھایا کریں مسلم الحمد للہ روشنی میں آچکا ہے اس کی بصیرت نور ہدایت سے روشن ہو چکی ہے وہ فطرت کے اس اصلی و بنیادی راز سے واقف ہو چکا ہے کہ انسان کی ہستی صرف غلامی کے لئے مخلوق ہوئی ہے بشری زندگی صرف غلامی کے لئے مخصوص ہو چکی ہے اور انسان کی نجات صرف اس کی غلامی سے وابستہ ہے۔

مگر یہ غلامی کس کی ہو سکتی ہے؟ امیروں اور حاکموں کی نہیں رسم و رواج کی نہیں، حکومتوں اور ضابطوں کی نہیں بادشاہوں اور آئین ساز مجلسوں کی نہیں کونسلوں اور کمیٹیوں کی نہیں تعلقہ داروں اور زمینداروں کی نہیں خاندان اور برادری والوں کی نہیں مولویوں اور پیرزادوں کی نہیں ایڈیٹروں اور مضمون نگاروں کی نہیں مدرسوں اور خانقاہوں کی نہیں کسی انسانی ذات اور کسی انسانی فعل کی نہیں بلکہ اس ان دیکھے خدا کی جو سب کا مالک سب کا وارث، سب کا مولا سب کا والی ہے اور سب پر حاکم ہے حکومت صرف اس کی اختیار صرف اس کا قدرت صرف اسکی خواجگی صرف اس کی یہ اسی کا ارشاد ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہم نے مخلوقات کو تو صرف اسی غرض سے پیدا کیا کہ بس تمام تر ہماری غلامی و فرماں برداری کرتے رہیں ہماری جنت، ہمارا وصل حقیقی ہمارا نشان ہماری نجات ہماری تکمیل روحانیت جو کچھ بھی ہے سب اسی دائمی غلامی اور سرمدی فرمانبرداری سے وابستہ ہے۔

دن رات کے چوبیس گھنٹہ میں ایک لمحہ ایک دقیقہ بھی ہماری آزادی کا نہیں چھوٹی بڑی ہماری ہر ہر حرکت ہر ہر جنبش محض اسی قانون غلامی کی ماتحتی ہی میں ہو سکتی ہے روز ازل جب اسی عبدیت کی امانت پیش ہو رہی تھی تو اور سب مخلوقات اس ذمہ داری سے گھبرا اٹھیں مگر ہم انسانوں ہی نے بڑھکر اس امانت کو اپنے سر لیا دوسری قومیں اپنے عہد کو بھول گئیں مسلم کو مسلم کو اپنا عہد یاد ہے وہ جانتا ہے کہ دنیا میں وہ محض بندہ بنکر آیا ہے بندہ ہی بنکر رہتا ہے اور بندہ ہی رہکر پھر اپنے مالک کی خدمت میں واپس جاتا ہے مسلمانوں کو تو صاف و صریح فرمان مل چکا ہے کہ ان کی نماز اور عبادت

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین

اس کی زندگی و موت ہر شئے خدا اور محض خدا کے لئے ہے وہ خدا جو کل جہانوں کا پروردگار ہے اور جس کا صفات خداوندی میں کوئی شریک اور ساجھی

نہیں اسی خدا کی غلامی اسلام کا مقصود اور انسانیت کی غایت ہے خواجگی اور حاکی صرف خدا کا کام ہے بندہ کا کام محض فرمانبرداری اور غلامی ہے مسلمان اپنے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے چلنے پھرنے بولنے چالنے لکھنے پڑھنے ہنسنے رونے کسی میں ذرہ بھر بھی آزاد نہیں، ہر چھوٹی سی چھوٹی حرکت میں خدائے واحد کی غلامی اسے ماننا لازمی ہے۔

ہم اپنے مالک کی محض عبادت ہی پر مجبور نہیں (ایاک نعبد) بلکہ عبادت و پرستش ہی کی طرح اس پر بھی مجبور ہیں کہ ہر معاملہ میں مدد بھی اسی سے چاہیں (ایاک نستعین) آسرا بھی اسی کا ڈھونڈھیں، سہارا بھی اسی کا پکڑیں جس سے وہ رشتہ جوڑنے کو کہے اس سے رشتہ جوڑیں جس سے وہ کاٹنے کو کہے اس سے کاٹ لیں جس کے چاہنے کا وہ حکم دے اسے چاہیں جس سے بھاگنے کا وہ حکم دے اس سے بھاگیں۔

ہمارا ایمان فرشتوں پر بھی ہے مگر محض اس لئے کہ اسی مالک کا یہ حکم ہے کہ ان پر ایمان لاؤ اور ان کو ہمارا کارندہ سمجھو۔ ہمارا ایمان موسیٰ و عیسیٰ ابراہیم و اسمٰعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی ہے مگر محض اس لئے کہ ان پر ایمان لانے کا اسی مالک و مولا نے حکم دیا ہے۔ ہم محمد رسول اللہ کی اطاعت اپنے لئے باعث نجات اور ان کی محبت عین ایمان سمجھتے ہیں یہ بھی محض اس لئے کہ ہمارے آقا و خالق کی یہ ہدایت ہے جو راہ حق پر ہوں ان کا راستہ اختیار کرو اسی طرح بڑوں کی اطاعت، چھوٹوں پر شفقت مصیبت زدوں سے ہمدردی ہمسایوں سے لطف و آشتی یہ سب کچھ مسلمان پر محض اس لئے واجب ہے کہ اس کے مالک و آقا کا یہی حکم ہے۔

شان عبدیت کی دنیا میں سب سے بڑے مظہر ہمارے رسول اسلام صلعم گذرے ہیں تمام دنیا میں عبد کامل کا اطلاق اگر کسی ذات پر ہو سکتا ہے تو انھیں کی پاکیزہ ذات پر ان کے بعد دوسرے انبیاء و مرسلین و رہبران حق ہوئے ہیں اور پھر عام مومنین دوسری قومیں اپنی آزادی کی دھن میں مست ہیں لیکن مسلمان کی تو شب و روز یہی دعا ہونی چاہئے کہ خدا اس کی اس غلامی کے حلقہ بند کو روز بروز مضبوط کرتا جائے اور اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی رہائی نہ نصیب ہو۔

یہی وہ غلامی ہے جو انسان کو ساری دنیا سے بے خوف و خطر و بے نیاز بنا دیتی ہے اس غلامی کا بند جہاں مضبوط ہو گیا پھر نہ انسان کو دنیاوی عدالتوں کا ڈر باقی رہتا ہے نہ سرکاری قانون کا اندیشہ نہ موت خوفناک رہ جاتی ہے نہ شہادت نہ جیل خانہ کی پروا رہتی ہے نہ پھانسی گھر کی دہشت نہ نقصان زر و مال کی فکر دامنگیر رہتی ہے نہ فضیحت و رسوائی کی اسی غلامی کے پختہ احساس کا اثر تھا کہ حسینؓ بن علیؓ نے اپنا اور اپنے اولاد و اعزہ کے سر میدان کربلا میں ہنسی خوشی کٹا دیئے اسی غلامی کی پختگی و کمال کا نتیجہ تھا کہ خلیل اللہ نے بلا تامل و تردد آگ میں اپنا جھونکا جانا گوارا کر لیا یہی غلامی وہ زینہ ہے جو مرتبہ شہادت کو پہنچاتا ہے اور مرتبہ صدیقیت کو بلکہ اس سے گذر کر مقام خلت اور مقام محبوبیت تک۔ مسلمانوں کو انگریزی حکومت سے بجائے خود دشمنی اور پرخاش کی ذرا بھی وجہ نہیں یہ مقصد کہ انگریز کچھ بڑی نوکریاں عنایت کر دیں یا یہ کہ انگریز ہندوستان سے چلے جائیں تو بڑے بڑے عہدے اور اختیارات ذمہ داری انہیں حصہ میں آ جائینگے ہرگز کسی پختہ مسلم کا مقصد نہیں ہو سکتا مسلمان صرف یہ چاہتا ہے کہ اسے خدا کی غلامی کے لئے آزاد رہنے دیا جائے اور اس کی اس غلامی کی راہ میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہ پیدا کی جائے دوسروں کو عہدوں اور تنخواہوں کی خواہش مبارک مسلمان کو تو صرف کامل غلامی کی تمنا ہو۔

روگ کی جڑیں

(از حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب ملارامی)

اسلام تو دنیا سے لڑائی اور فساد کو دور کرنے کے لئے آیا ہے اور مسلمانؐ کا کام خدا کی ساری مخلوق کو امن وصلح کی راہ دکھانا ہے ہمارے پیارے سردار اور عرب کے منو ہت دنیا میں پریم پرچار ہی کے لئے تشریف لائے تھے اور آپ کے منہ سے جو بول نکلے وہ سب پیار اور محبت ہی کے سندیس ہیں۔ پر ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی ہندوستان کے مسلمان اور ہندو پوری طرح میل ملاپ نہیں۔ کیتے ملکا اور ہر جگہ دنوں پہلے تو آپس میں بہت زیادہ جھگڑے اور بکھیڑے پڑنے لگے تھے ان بکھیڑوں میں زیادتی چاہے جس کی طرف سے ہوتی۔ ہو مسلمات ان میں پڑتے تو ضرور ہی ہیں اور اگر وہ نہ پڑیں تو فساد زمین کا وہیں دب جائے بکھیڑا آگے پھیل ہی نہ سکے ہندو اگر برا کرتے ہیں تو اپنی برائی کا نتیجہ خود ہی دیکھیں گے اور جب آنکھیں کھلیں گی تو اپنے کئے پر پچھتائیں گے لیکن اس وقت مسلمانوں سے یہ کہنا ہے کہ آپ کے دین اور دھرم میں جب میل ملاپ اور ہمسائے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی اتنی بڑائی آچکی ہے تو آپ اپنی جگہ پر سوچیں کہ آخر یہ روز روز کیوں ہو سکا دنگے ہوا کرتے تھے۔

کوئی روگ دور نہیں ہو سکتا جب تک اس کی جڑیں نہ کاٹ دی جائیں اب دیکھئے کہ ملکی نا اتفاقی کے اس بڑے روگ کی جڑیں کیا کیا ہیں!

سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روگ پیدا کرنے میں ایک بڑا حصہ اس سرکاری تعلیم کا ہے جو ملک میں عام طور سے جاری ہے سرکاری تعلیم میں ایک دو نہیں بہت سی کتابیں ایسی رکھدی گئی ہیں جنہیں پڑھنے سے دل پر یہی اثر پڑتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان سینکڑوں برسوں سے دشمنی چلی آرہی ہے مسلمانوں نے ہندو مندروں کو لوٹا۔ ہندو عورتوں کو بےعزت کیا ہندوں کو زبردستی مسلمان بنایا اور ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور اسی طرح ہندو رعایا کو جب جب موقع ملا تو اس نے مسلمان بادشاہوں کے خلاف سازش کرنے اور بغاوت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اس طرح کی کتابیں پڑھ پڑھ کر ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے اور مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں کی طرف سے بدگمانی بلکہ دشمنی بیٹھ جاتی ہے اور دونوں ایک دوسرے سے بدلہ لینے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اسی تعلیم کو پاکر اور اسی کے امتحان پاس کرکے دونوں قوموں کے پڑھے لکھے لوگ جب اخباروں میں مضمون لکھنے لگتے ہیں تو بالکل قدرتی طور پر ان کے قلم سے ایسی ہی باتیں ٹپکتی ہیں جو ایک دوسرے کو دکھ پہنچانے کا باعث ہوتی ہیں۔

افسوس سرکاری کتابوں کے پڑھتے پڑھتے یہ بات بھی دل پر بیٹھ جاتی ہے کہ ہندوستان کے ہندو راجہ مہاراجہ اور مسلمان بادشاہ و نواب دونوں زیادہ تر حکومت کے بالکل نااہل تھے۔ عام طور سے یہ لوگ فضول خرچ عیاش آرام طلب ظالم اور بیعقل ہوتے تھے جو محض ان ہی اپنے ملک میں نہ تہذیب قائم رکھ سکتے تھے اور ہندوستان بھر میں امن وامان رکھنا اور رعایا کی جان و مال اور آبرو کو بدمعاشوں سے بچانا نفس سرکار انگریزی کا فیض ہے جب یہ خیال بندھ جاتا ہے تو ہمارے بھائی سرکار ہی کی خیر منانے لگتے ہیں اور سوا راج کی طرف سے غافل و بےفکر ہو کر ملک کے اتحاد و اتفاق کو بھی غیر ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔

اگر سرکاری تعلیم کے بجائے قومی تعلیم کا رواج ہو جائے اور یہ سچی بات مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کو معلوم ہو جائے کہ کئی سو برس تک عام طور پر ہندو مسلمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بڑے پیار و محبت کا برتاؤ کرتے رہے ہیں اور دونوں قوموں کے حکمرانوں کے زمانہ میں رعایا کو بہ نسبت آج کل کے بہت زیادہ سکھ امن اور چین تھا تو اس روگ کی ایک جڑ تو کٹ ہی جائے گی۔

ایک دوسرا سبب اس روگ کے پھیلنے کا سرکاری ملازمت اور عزت کی ہوس ہے کونسل کی ممبری میونسپلٹی کی ممبری ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری وزارتیں دیوانی و فوجداری کے عدالتی عہدے پولیس وغیرہ کے انتظامی عہدے دفتروں کی کلرکی و محرری اور دوسرے سرکاری منصب و عہدے ان سب کی زیادہ سے زیادہ تعداد ہندو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہیں اور مسلمان اپنے حصہ میں کشمکش یہیں سے شروع ہوتی ہے اور جو پیشے آزاد کہے جاتے ہیں مثلاً ڈاکٹری وکالت وغیرہ اور ان سے بھی گزر کر تجارت تک میں باہمی مقابلہ بلکہ دشمنی کی ایک مستقل فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کشاکش کی ساری بنیاد محض اس وہم پر ہے کہ سرکاری عہدہ و اختیار کوئی قابل قدر اور لائق عزت چیز ہے جب یہ وہم دل سے مٹ جائیگا تو خود بخود یہ کشمکش بھی مٹ جائیگی ہمارے بھائی ان منصبوں کی طرف محض اس خیال سے لپکتے ہیں کہ ان سے بڑائی حاصل ہوگی لیکن اگر وہ ایک مرتبہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ سرکاری عہدہ و اختیار ہرگز کسی کو بڑا نہیں بناتا بلکہ حالت موجودہ میں ہر ہندوستانی کو اسے اپنے لئے باعث شرم و رسوائی سمجھنا چاہیے تو بجائے ان عہدوں کے حاصل کرنے کے ہر قوم ان سے اپنے دور اور محفوظ رہنے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھنے لگے ٹھیک اسی طرح جیسے آج اپنے درمیان شراب خواروں، بدمعاشوں اور بدکاروں کی تعداد کی کمی کو ہر قوم اپنے لئے باعث فخر سمجھتی ہے۔

جو لوگ آجکل سرکار انگریزی کی زیادہ ہوا خواہی کرتے ہیں اور اسکی دی ہوئی عزت کو اپنی عزت سمجھتے ہیں ہمارے وہی بھائی موجودہ نظام حکومت کے برقرار رکھنے میں مدد دے رہے ہیں اور ملکی آزادی کی راہ میں اپنے لئے تھوڑے سے فائدہ کے لئے حائل ہو رہے ہیں جو مسلمان بھائی اس وہم میں مبتلا ہیں کاش اپنے دل میں سوچیں کہ وہ اپنے دین و دنیا دونوں کو کس طرح برباد کر رہے ہیں جو قوم خدائی قانون کے موافق حکومت نہ کرے جو حکومت خدا کے بتائے ہوئے قانون سے اپنے قانون کو بہتر سمجھے ایسی قوم اور ایسی حکومت کے ساتھ رہنا اور اس کی دی ہوئی عزت پر فخر کرنا ایک مسلمان کے لئے تو کسی طرح بھی موجب عزت نہیں ہاں وہ اس سے بجائے غلط طور پر فائدہ اٹھانے کے اس ذریعہ سے قومی خدمت کریں تو یہی برائی بھلائی سے بدل جاتی ہے اور لطف یہ ہے کہ حکومت کے نزدیک یہ ہوا خواہی

ی بجائے عزت کا باعث نہیں ہے اگر اعلیٰ عہدہ دار [illegible] حقیقت [illegible] عزت افزائی [illegible]

[illegible] م میں رکھیں ان کو اپنی قوم کے مطالبات کا برابر حکومت سے مطالبہ کرنا چاہیے اور اگر وہ حکومت کے بھی خیرخواہ ہیں تو ان کو حکومت کو ہرگز دھوکہ میں نہیں رکھنا چاہیے

مظلوم کے آلات جنگ

(از سید یامین ہاشمی صاحب ام اے۔ ال ال بی لکھنوی مقیم لندن)

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

دنیا میں ابتداء آفرینش سے اس وقت تک ہر خطۂ ارض پر ظالم و مظلوم کی کشمکش جاری ہے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ظالم کو ہمیشہ شکست نصیب ہوئی مظلوم اس کشمکش سے ہمیشہ فاتح و ناصر نکلا۔ مظالم کی دنیا میں دو قسمیں ہیں (۱) ظلم النفس اور (۲) ظلم غیر

ظلم نفس کی مثال حضرت آدم کا وجود ہے جس طرح وہ جنت سے نکالے گئے سے لونیا جانتی ہے جرم معاف تو ہوا لیکن ابتدائی مناصب سے ہمیشہ کے محرومی قسمت میں لکھ گئی میرا خیال ہے کہ انسان ظلم نفس کی دو سزائیں پاتا ہے ایک تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے اور دوسری سزا فطرت دیتی ہے تو پہلی سزا سے صرف اہل اللہ کی بریت ممکن ہو لیکن دوسری سزا انسان کو بھگتنی پڑتی ہے حضرت آدم کی دعا۔

ربنا اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر مظالم کئے اگر تو نے مغفرت نہ کی اور رحم نہ کیا تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔")

نے خدا کی سزا سے تو ضرور انھیں محفوظ و مامون کر دیا لیکن قوانین فطرت بے پناہ دفعات نے نہ صرف ایک طرف ان کو جنت سے محروم کر دیا بلکہ ان کو اور ان کی تمام آیندہ نسل کو کشاکش حیات کے مصائب میں مبتلا کر دیا ؎

ممکن ہو رحم کھائے مجرم پر عفو باری
پر فطرتی سزا سے وہ چھوٹتا نہیں ہے

دوسری قسم ظلم (جو ہمارا اصل موضوع ہے) ظلم غیر ہے اس کے اصول انتقام سزا بھی مختلف ہیں ظلم غیر حق العباد کے متعلق ہے اور خدا کا انصاف کبھی اس کا متقضی نہیں کہ وہ مظلوم کی مرضی کے خلاف ظالم کو معاف کر دے۔

ظلم غیر کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) وہ مظالم جن کے استیصال کی خاطر مظلوم انتقاماً ہاتھ میں تلوار لے لیتا ہے اور (۲) دوسری قسم ان مظالم کی ہے جن کا انتقام ضرور مظلوم خدا کے زبردست ہاتھوں کو سپرد کر دیتا ہے لیکن خود صداقت استقلال اور خود داری کے بے پناہ حربوں کے ساتھ صبر و شکر سے کام لیتا ہے اول الذکر قسم کی جنگیں دنیا میں ہزاروں رہیں لیکن ان کا انجام بھی وہی رہا ہر ظالمانہ جنگ کا ہوتا ہے یعنی ظالم کی شکست اور مظلوم کی فتح لیکن دنیا کی عجیب ترین جنگیں وہ ہیں جب ایک طرف تو ظالم کے تیغ و تفنگ قوت و طاقت کے مظاہرے فوج و سپاہ کی نمائش مظلوم کو فنا کر دینے کے لئے آمادہ تھیں لیکن دوسری طرف بے دست و پا مظلوم مظالم کے جواب میں صرف اس قدر کہہ رہا تھا کہ:۔

"خواہ تم مجھے آگ میں ڈالو خواہ تم مجھے زنداں میں قید کر دو۔ جلا وطن کر دو ولی دیدو ایک ہاتھ پہ آفتاب دوسرے ہاتھ پر ماہتاب رکھ دو مجھے اور میرے اعزہ کو پیاسا مار ڈالو لیکن میرے قدم صداقت میں ذرہ برابر لغزش نہیں آسکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اور تم باطل کے حامی ہو صرف میری صداقت میرے لئے خدا کی اعانت کی ضامن ہے" (اسرار الہی)

یہ جنگیں معمولی جنگیں نہ تھیں انہوں نے تاریخ حیات انسانی میں انقلاب عظیم پیدا کر دیئے ہیں دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کو اس قسم کی جنگ کی مثالیں ملیں گی لیکن اسلامی تاریخ نے اس قسم کی چند زبردست جنگوں کے واقعات پیش کئے ہیں ہر جنگ میں ظالم کو شکست نصیب ہوئی اور مظلوم کو فتح و نصرت لیکن ہر جنگ کا اصول، واقعات اور رہا اور ہر جنگ میں ظالم نے مختلف طریق ظلم اختیار کر رکھے تھے اس لئے جو نصیحتیں ہم ان سے اخذ کرتے ہیں وہ بھی مختلف ہیں لیکن متضاد نہیں۔

حضرت ابراہیم و نمرود

تاریخی دور میں سب سے پہلا واقعہ حضرت ابراہیم کا ہے حضرت ابراہیم کی سوانح مظالم کے خلاف ایک کامیاب جنگ کا بہترین نمونہ ہے وہ خود بے دلست و پا ہیں اعزا و اقارب تک ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں دنیا میں نہ کوئی یار ہے نہ مددگار۔ دوسری طرف غرور کی فوجی نمائش، قوت و طاقت کے مظاہرے لطف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی آنکھوں کے سامنے یہ بھی ہو رہا ہے کہ کوئی تو نمرود کے دعوے الوہیت کو تسلیم کر کے مناصب و دولت پاتا ہے اور کوئی انکار کے بعد غیر معمولی مصائب کا ہدف بنتا ہے باایں ہمہ وہ ان واقعات سے بالکل غیر متاثر رہے وہ کشاں کشاں آگ میں لا کر ڈالے جاتے ہیں لیکن آگ ان کو جلانے سے انکار کرتی ہے اور نمرود کا دعویٰ خدائی باطل ٹھہرتا ہے۔

جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی میں اس قسم کا ایک اور واقعہ لکھا ہے۔ ایک مدعی الوہیت بادشاہ ایک عورت کو طلب کرتا ہے جس کی گود میں ایک ننھا بچہ بھی ہے عورت اس کے دعوے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ بادشاہ پہلے بچہ کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیتا ہے عورت بخوشی بچہ کو سپرد کر دیتی ہے بچہ آگ میں ڈالا جاتا ہے خلاف امید وہ خوشی سے چلا اٹھتا ہے اے ماں اے میری پیاری ماں تم بھی یہاں آجاؤ یہ تو نہایت اچھا مقام ہے ماں آگ میں کود پڑتی ہے اور اس کا کودنا تھا کہ جس قدر مجرمین اس سزا کے منتظر کھڑے تھے وہ سب کے سب آگ میں کود پڑے آگ ان کا کچھ بھی نہ کر سکی وہ سب خوش تھے اور خدا کی تعریف کا گیت گاتے رہے بادشاہ نے جب یہ دیکھا تو بہت گھبرایا اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے یہ دیکھا کہ اس کا آلہ جنگ مجرمین کے لئے آیت رحمت ہے اور وہ اس کی تکلیفوں سے بے خوف ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف کا واقعہ جنگ مظلومیت کی دوسری عدیم النظیر مثال ہے زلیخا آپ سے اختلاط کی کوشش کرتی ہے لیکن آپ انکار کرتے ہیں آپ پر

جھوٹے الزامات عاید ہوتے ہیں اور آپ کو قید کی سزا دی جاتی ہے قید میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں لیکن آخر وقت تک اپنے دامن صداقت کو ہاتھ سے چھوٹنا فرعون کے مصالح خود ان کو آزاد کرتے ہیں وہی شخص جو کل ایک مجرم کی حیثیت سے زنداں میں قید تھا وہی آج مصر کا والی ہوتا ہے۔

حضرت یوسف کا قصہ گوش ہوش کے لئے چار نہایت اہم نصیحتیں پیش کرتا ہے:-

(۱) اہل حق کے دشمن ان کے اعزا و اقارب بھی ہوتے ہیں لیکن ان کی عداوت و حسد سے اہل حق محفوظ رہتا ہے۔

(۲) استقلال و ثبات دلیل کامیابی ہے دنیا کی مصیبتیں اس شخص کے پاؤں میں لغزش نہیں پیدا کر سکتیں جس نے صداقت کو صداقت کے لئے اختیار کیا ہے اور دنیاوی جاہ و جلال اس کا مقصود نہیں ہے۔

(۳) تم اگر حق پر ہو تو دنیا کی مخالفت کا خیال نہ کرو عوام تو دنیا کے کتنے ہیں آج وہ برادر یوسف بنکر تم کو ستانے کے لئے آمادہ ہیں لیکن کل جب تمہاری صداقت تم کو عروج پر پہنچائے گی اس وقت یہی کتے لقمہ کے لئے تمہارا منہ تکینگے۔

(۴) نفس پرست اور دولت پر جان دینے والے لوگوں کے لئے بھی حضرت یوسف کا واقعہ نہایت درجہ سبق آموز ہے۔ عزت و ذلت امر کے ہاتھوں میں ہے آج تم جس قیدی کو باطل پرست سمجھکر ذلیل سمجھ رہے ہو کچھ دور نہیں کہ وہی خدا کے فضل و کرم سے اس ملک کا والی اور مالک ہو جائے گا۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

حضرت موسیٰ ؑ

حضرت موسیٰ کا افسانہ مظلومیت کچھ اور ہی درس حیات پیش کرتا ہے اور اس کا نقشہ جنگ ہی کچھ اور ہے مظلوم کی گودوں میں ظالم کی پرورش کے افسانوں سے دنیا بھری پڑی ہے لیکن حضرت موسیٰ کا قصہ اپنی نوعیت کا دنیائے ظلم و مظلومیت میں یکہ و تنہا ہے مظلوم ظالم کی گودوں میں پرورش پاتا ہے جب سن شعور کو پہنچتا ہے تو اپنے محسن کے احسانات کے عوض میں اس کو عمل خیر کی دعوت دیتا ہے جو مسترد ہوتی ہے ظالم و مظلوم کی جنگ چھڑ جاتی ہے چند سے حضرت موسیٰ صبر و استقلال سے مظالم کو برداشت کرتے ہیں لیکن خدا کے حکم سے وہ مصر چھوڑتے ہیں فرعون اپنی فوج سے ان کا تعاقب کرتا ہے حضرت موسیٰ کی قوت ایمانی تو رودنیل کو ان کے لئے پایاب بنا دیتی ہے لیکن فرعون معہ لشکر اس میں غرق ہو جاتا ہے۔

اس موقع پر حضرت موسیٰ کی فتح کے دو اسباب ہیں (۱) حق و صداقت میں استقلال (۲) معتقدین و پیروؤں سے ہمدردی۔

اور فرعون کی تباہی کے بھی دو اسباب ہیں:-

(۱) غرور سلطنت وہ سمجھتا تھا کہ اس کی بیشمار سپاہ اور عظیم الشان فوج مٹھی بھر بنی اسرائیل کو چشم زدن میں تباہ و برباد کر دیں گے لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ دنیا کا ذرہ ذرہ مغرور کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہے چنگیز خاں دنیا سے چل بسا اس کی سلطنت اس کا خاندان دنیا میں آج نیست و نابود ہو بایزید یلدرم ایسا جری شہنشاہ بہاڑیوں سے ڈھکیل کر مار ڈالا جاتا ہے غرض افراد ہوں یا اقوام اگر کوئی ایک عیب ایسا ہے جو صاحب عیب کو تنہا فنا کر دیتا ہے تو وہ غرور ہے (۲) باطل کی حمایت باوجود مختلف نشانیوں کے فرعون نے خدا پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا۔

حضرت موسیٰ کی جنگ مظلومیت سے دو بہت بڑے سبق اور بھی ہمیں ملتے ہیں (۱) کسی ظالم کو مظلوم سے صرف اس بنا پر نفرت و حقارت نہ کرنی چاہئیے کہ مظلوم کبھی اس کا نوالہ پارہ چکا ہے۔

(۲) اگر مصالح اجازت دیں تو حق و صداقت پر قائم رہتے ہوئے ظالم کی سلطنت کو ترک کر دینا چاہئیے مظلوم کی جلاوطنی خدا کے قہر کو جوش میں لاتی ہے اور صرف یہی شئے ظلم ظالم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے دنیا میں جب قدم رکھا اس وقت ایک طرف تو سلطنت روما کے مظالم اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکے تھے اور دوسری یہود حضرت موسیٰ کی تعلیم کو ترک کر چکے تھے اور رومی اثرات سے وہ اس درجہ متاثر ہو چکے تھے کہ بقول السید توفیق بکری (مصری) وہ رومن مظالم کی وکالت کرتے تھے اس میں شبہ نہیں کہ فرعون کی شخصی سلطنت معدوم ہو چکی تھی اور ادعیان الوہیت فنا ہو چکے تھے لیکن رومن شہنشاہیت اپنے قانون نما مظالم سے ملک و قوم کو فرعون سے زیادہ تباہ و برباد کر رہی تھی۔ حکومت قومیت کے ساتھ مخصوص تھی اور محکوم اقوام چوپایوں سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھیں اصلاح کے پردہ میں تباہی اور قانون کے پردہ میں مظالم حکومت کا شعار بن چکے تھے ناجائز محاصل کی کثرت بیہودہ تشدد کی فراوانی غرض ایک طرف تو حکومت دنیاوی طاقت سے مالا مال تھی اور دوسری طرف رعایا انتہائی پریشانی و عسرت میں دم بخود ہو رہی تھی ایسے وقت میں حضرت عیسےٰ نے اپنی وہ روحانی تعلیم شروع کی جو باقتضائے وقت نہایت مناسب و موزوں تھی۔

ایک طرف تو حضرت عیسےٰ نے مقابل کی ایک حکومت کا اعلان کر دیا لیکن یہ حکومت مادی قوتوں پر منحصر نہ تھی بلکہ یہ خداوندی حکومت تھی جس کی بنیاد محض روحانیت پر تھی "مقابل حکومت" کے الفاظ محتاج تشریح ہیں گو رومن شہنشاہیت تمامتر مادیت پر مبنی تھی اور اس نے روحانیت کا کبھی دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن اس نے اپنی ہمہ گیر مادیت سے روحانیت کو اس طرح فنا کر دیا تھا کہ معناً نہیں لیکن لفظاً وہ اپنی مادی حکومت میں روحانی حکومت بھی شامل سمجھی جاتی تھی میں اس لفظ کو اور واضح کر دوں رومن شہنشاہیت اپنی مادی قوت سے دلوں پر حکومت کی مدعی تھی حضرت عیسےٰ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ انہوں نے اس ناجائز اختلاط کی مخالفت کی اور حکم دیدیا کہ

"قیصر کو وہ دو جو قیصر کا ہے اور خدا کو وہ دو جو خدا کا ہے"

حضرت عیسیٰ کا یہ فعل بہترین سیاسی تدبیر تھی وہ کان جو ہمیشہ سے قیصر کی ہمہ گیر ملوکیت کا گیت سنتے آرہے تھے وہ اس کے حقوق کی کلیتاً مخالفت کبھی جائز نہیں رکھ سکتے تھے اس لئے حضرت عیسےٰ نے اس تفریق کو جائز

رکھا جو ظاہراً خدا اور قیصر کے حقوق میں امتیاز قائم کرتی ہے لیکن معناً خدا کے حقوق پر کلیتًا مصر ہے اس لئے کہ دنیا میں کچھ ہے وہ خدا کا ہے قیصر کا نہیں ہے۔

اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوا کہ رومن سلطنت کی بنیاد متزلزل ہوگئی بیہودہ مظالم میں رومن شاہنشاہیت کی عمارت کی دوسری اینٹ اس طرح نکال دی

"جب کوئی تمہارے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو اپنا بایاں گال بھی اس کے سامنے کر دو"

لاچار و بیدست و پا مظلوم رومن شاہنشاہیت کا مقابلہ مادی طاقت سے کسی طرح بھی نہ کر سکتے تھے اگر ان کے مظالم کا کوئی جواب تھا تو صبر و استقلال تھا حضرت مسیح نے بدی و مظالم کی خلقت کو بخوبی سمجھ لیا تھا وہ جانتے تھے کہ انصاف و رحم خدا کی صفات ہیں اس لئے خدا کی طرح وہ بھی لافانی و لازوال ہیں لیکن ظلم و بدی شیطان کے ادارے ہیں اور چونکہ شیطان کو فنا لازم ہے اس لئے بدی و ظلم بھی ایک دن فنا ہو کر رہیں گے۔ انہوں نے یہ بھی سمجھ رکھا تھا کہ ظلم و بدی کی کثرت خود ظلم کو فنا کر دیتی ہے ظالم کی مثال سانپ کی سی ہے جو خود اپنے بچوں کو کھا جاتا ہے یا بچھو کی سی ہے جو بچہ جننے کے بعد خود مر جاتا ہے اگر انقطاع نسل کے یہ طریقے ان موذی جانوروں کے لئے خدا نے پیدا نہ کئے ہوتے تو آج دنیا سانپ بچھو سے بھری نظر آتی۔

پھر مسیح کی زندگی میں وہ زمانہ بھی آیا جب آپ کو ایک منافق نے گرفتار کرایا اور آپ کو قید و حبس میں سخت سے سخت ایذائیں دی گئیں اس وقت بھی آپ یہی کہتے رہے کہ "خدا تو انھیں معاف کر دے اس لئے کہ یہ اپنے افعال کا انجام نہیں جانتے"

مسیح کا دنیا سے اٹھنا تھا کہ رومن شہنشاہیت کی اینٹ سے اینٹ بجگئی کہاں ہیں دنیا کے ظالم و مغرور حکمران! آئیں اور مظلومیت کی فتح و نصرت کا نظارہ دیکھیں ناصرہ کا ایک مظلوم و بے یار و مددگار بڑھئی دنیا کو ظلم و بدی سے اس طرح پاک و صاف کرتا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول عربی

رسول عربی کی زندگی و تعلیم اور یہی نقشہ جنگ پیش کرتی ہے۔

ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا میں سرزمین عرب کے سیاسی و معاشرتی اخلاقی حالات ناگفتنی تھے ایسی صورت میں رسول عربی کے سامنے ہر دو اقسام مظالم کے افراد کی ذمہ واریاں تھیں ایک طرف تو بت پرستی اور اوہام باطلہ کی پرستاری نے عرب کو ظلم نفس میں مبتلا کر رکھا تھا اور دوسری طرف آپس کی خانہ جنگی اور دختر کشی وغیرہ نے ظلم غیر کی صورت تیار کر رکھی تھی غرض حضرت ابراہیمؑ سے لیکر حضرت عیسےٰؑ تک جتنے بھی مظالم ہو چکے تھے وہ سب کے سب اپنی بدترین صورتوں میں موجود تھے یہی سبب ہے کہ رسول عربی کے اصول جنگ میں آپ کو عجیب و غریب نکات نظر آئینگے جن کی تحلیل حسب ذیل صورتوں میں کی جاسکتی ہے۔

(۱) ابتداء حیات سے زمانہ بعثت تک آپ عرفان نفس میں مشغول تھے چالیس سال کی طویل مدت صرف تربیت عمل و ذہن میں صرف ہوئی یہ وہ زمانہ تھا جب آپ نفس کے خلاف جہاد میں مصروف تھے کبھی انسانی زندگی کی کشمکش سے دور ہو کر آپ خلوت میں رہتے اور کبھی عامۃ الناس کی خدمت کرتے اس طرح اول الذکر سے نفس مطمئنہ کی تربیت عمل میں آئی اور موخر الذکر سے نفسانی خواہشات پر کامل قابو حاصل ہوگیا۔

(۲) چالیس سال کے بعد جب آپ نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کیا اس وقت آپ نے باطل کے خلاف ایک خاموش و پرامن جہاد و جنگ کا اعلان کر دیا دنیا کی کونسی مصیبت ہو سکتی ہے جس کے آپ ہدف نہیں بنائے گئے آپ پر ڈھیلے پھینکے گئے راہ میں کانٹے بچھائے گئے جسم مبارک پر نجاست ڈالی گئی قتل کی دھمکی دی گئی دیا آپ کے خلاف دولت و ثروت و قوت کے مظاہرے کئے گئے لیکن جب ان سے بھی کام نہ چلا تو دنیاوی جاہ و جلال کی حرص و طمع دی گئی ایک روز کفار مکہ نے آکر کہا کہ اگر آپ دولت کی خواہش رکھتے ہیں تو ہماری تمام دولت آپ کے لئے حاضر ہیں اگر بادشاہت و سلطنت چاہتے ہیں تو آپ کو ہم بادشاہ ماننے کے لئے آمادہ ہیں اگر آپ کو عورت کی خواہش ہو تو ہم میں سے حسین ترین عورت آپ کے لئے حاضر ہے لیکن آپ ہمارے مراسم عبادت کے خلاف کچھ تبلیغ نہ کیجئے جواب ملاحظہ ہو۔

"اگر تم میرے ایک ہاتھ میں آفتاب اور دوسرے میں ماہتاب رکھدو گے تب بھی میں اعلان حق سے باز نہیں آسکتا"

اسرار استقلال و صداقت آلات جنگ تھے جو وہ مظلوم عرب نے اپنی مدافعت کے لئے پیش کئے۔

(۳) اگر کفار مکہ کی زیادتیاں روز بروز بڑھتی گئیں یہاں تک کہ آپ نے حضرت موسیٰ کا اتباع اور اپنے متبعین کو لیکر مکہ سے روانہ ہوگئے یہاں سے اصول جنگ کا دوسرا سبق شروع ہوتا ہے۔ بعثت اسلام سے ہجرت تک مکہ میں قیام رہا اور وہاں ظلم کا مقابلہ صرف خاموشانہ استقلال و صداقت سے کیا گیا یہی وہ مظلومیت کے حربے تھے جن سے ہجرت تک صدہا نفوس کو مسلمان بنالیا گیا تھا لیکن ہجرت کے بعد صورت بدل گئی مدینہ میں قیام کے دوران میں مسلمانوں میں اجتماعی زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے تھے اور کفار مکہ کے حملوں کی خبر نے مسلمانوں کو مدافعانہ جنگ کے لئے آمادہ کر دیا تھا اس جگہ ظالم و مظلوم کی جنگ کے متعلق ایک عجیب و غریب نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں "مظلوم صداقت" باوجود بیدست و پائی کے ظالم کی نگاہ میں بھی خوفناک معلوم ہوتی ہے اگر صداقت و حق کی ابتدائی زندگی یونہی چھوڑ دی جائے تو ممکن ہے کہ وہ ادھر ادھر کی طرح کشمکش حیات سے اکھڑ کر کمزور ہو جائے لیکن فطرت نے صداقت کی ترقی و فتح کا راز یہی رکھا ہے کہ وہ ظلم کی آنکھوں میں ہیبتناک معلوم ہوتی ہے اور ظلم اس کو فنا کر دینے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔ چونکہ کاول تو ہوا ہوتا ہے یہ شغل ظلم چھپا ہوا نہیں رہتا ہے ظالم سمجھتا ہے کہ موجود مظلوم مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے ظالم کی یہی حرکتیں مظلومیت کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں اور ظالم و مظلوم کی جنگ چھڑ جاتی ہے حضرت موسیٰ کے ساتھ بھی یہی ہوا الہی حضرت موسیٰ دنیا میں پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ فرعون کا دل اپنی کمزوریوں کو محسوس کرنے لگا رسول عربی کے ساتھ بھی یہی ہوا کفار نے مسلمانوں کو ستا کر اسلام کو ترقی دی اسی طرح مظلوم ظالم کی گودوں میں پرورش پاتا چلا آیا ہے۔ مسلمانوں کی مدافعانہ جنگوں نے بہت جلد جارحانہ صورت اختیار کرلیں اور دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ جس طرح کفر و شرک تیس برس کی قلیل مدت میں دنیا کے کثیر حصہ سے فنا و معدوم ہوگئے **امام حسین** امام حسین اس سلسلہ کی آخری لیکن نہایت

سرمایہ داری اور کمیونزم
دنیا کی دو عالمگیر قوتیں

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری میرٹھی)

دنیا تغیرات و انقلابات کا گہوارہ ہے مجموعہ متناقضات، بوقلمونی اور نیرنگی کا مظہر، تغیر و تبدل کی آماجگاہ، تخریب و تعمیر کی تماشاگاہ اور خیالات کے عروج و ہبوط کا سبق آموز منظر ہے جہاں بیک وقت ہزاروں کھیل بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں آسمان تخیل و عزم پر خیالات و افکار کے ستارے طلوع اور غروب ہوتے رہتے ہیں اور نیچر کی قوتیں ہر وقت تعمیر و تخریب میں مشغول رہتی ہیں ماضی میں جو خیالات مقبول خاص و عام تھے وہ آج قابل نفرت مانے جاتے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ مستقبل میں کردہ متروک ہو جائیں۔ کبھی ایک قسم کے خیالات کو عروج ہوتا ہے اور کبھی دوسرے قسم کے خیالات کو غرض خیالی نقشے ہمیشہ بنتے بگڑتے رہتے ہیں مگر زمانہ کی بہت سی قوتوں، خیالوں اور ارادوں کو پراگندہ کر کے فنا کر ڈالتا ہے اور اس کی جگہ نئی قوتیں نئے خیال اور نئے ارادے پیدا کر دیتا ہے جن کا کسی کو وہم و گمان تک نہیں ہوتا دنیا کی بہت سی پرانی آرزوئیں خاک نامرادی میں دفن ہو گئیں اور ان کی جگہ بالکل نئی اور اچھوتی امنگوں کا ظہور ہو رہا ہے۔

ایک وقت تھا کہ دنیا حق و طاقت اور اطاعت و حکمرانی کا سرچشمہ شاہی تاج و تخت کو سمجھتی تھی یہی وجہ ہے کہ لوئس شانزدہم نے کہا تھا کہ "حق اور طاقت میں ہوں" لیکن انہی پست خیالات میں ایک نیا خیال نشوونما پا رہا تھا جس کا اس وقت تک کسی کو گمان تک نہ تھا یعنی حق و طاقت کا ایک نیا مرکز دریافت ہو گیا کہ حق و طاقت کا سرچشمہ صرف "قوم" ہے اس طرح رعیت کی جگہ قومیت کا دور دورہ ہو گیا۔

ایک زمانہ تھا کہ اطراف عالم میں شخصیت و استبداد کی پوجا ہوتی تھی دنیا خائف اور لرزاں تھی اور سر ظالم حکمران کے سامنے گردنیں جھکتی تھیں لیکن اب دنیا میں جمہوریت و حریت کا غلغلہ ہے اور شخصیت و استبداد کی جگہ جمہوریت و دستوریت اپنا قدم جما رہی ہے انقلاب فرانس کے بانی اور حریت و آزادی کے مجسمہ پیکر "روسو" نے جس آزاد نظام معاشرت اور انسانی آزادی و حقوق کا نقشہ کھینچکر پریم و محبت کی نئی دنیا اور امن و آزادی کی نئی فضا پیدا کرنی چاہی تھی آج مغرب و مشرق کے گوشہ گوشہ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان آزادی و حقوق کی فیض رسانیاں دیکھنا چاہتا ہے مگر سرزمین مغرب کے چپہ چپہ پر ظلم و استبداد ہی مختلف شکلوں میں نظر آتا ہے البتہ "روسو" کو اتنی کامیابی ضرور نصیب ہوئی کہ دنیا نے قومیت و جمہوریت کے اصول بلا تامل قبول کر لئے۔

چونکہ عالم کون و فساد کے انقلابات و تغیرات اور خیالات کے عروج و ہبوط ہی میں زمانہ کی روح مخفی رہتی ہے جو ایک نقطہ اور ایک مرکز پر قائم نہیں رہتی بلکہ ہوا کی طرح ہر جگہ موجود رہتی ہے اور دلوں اور دماغوں کو جنبش میں لاتی رہتی ہے لہذا عقلمند، ترقی خواہ اور عاقبت اندیش قوموں کا سب سے پہلا فرض یہی ہے کہ زمانہ کی روح اس کے پھیلنے سے پہلے معلوم کر لیں کیونکہ زمانہ کی روح ہی قوموں میں زندگی اور حرکت پیدا کرتی ہے اور ان کے پژمردہ دماغوں کو تازہ اور قوائے عملیہ میں برقی رو دوڑاتی ہے نیز قوموں کی ترقی اور زندگی کا انحصار رد و قبول، اخذ و ترک اور تجدید و تاسیس پر ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ ان کو عہد حاضر کی عظیم الشان تحریکوں، عالمگیر قوتوں، حامل حقیقتوں اور خارجی موثرات و تغیر پذیر کیفیات کا کماحقہ واقفیت ہو تاکہ رد و قبول میں غلطی کر کے جمود اور تعطل کی وجہ سے تباہ نہ ہو جائیں تو چونکہ قوموں کی زندگی اور ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ اپنے اندر تبدل کی قابلیت پیدا کریں اور دنیا کی تحریکوں سے واقفیت حاصل کر کے قوموں کے عروج و زوال کے اسباب تلاش کریں اس لئے بہی خواہان ملت کا فرض ہے کہ وہ قوم کو خارجی موثرات سے روشناس کراتے رہیں اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مضمون پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ناظرین مولوی زمانہ کی رفتار سے باخبر ہو جائیں اور اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے نوجوان بری طرح سیلاب تجدد میں بہے جا رہے ہیں جہاں ایک طرف مغربی تمدن کی ناری روشنی یورپ کے آتشدانوں سے نکل کر ان کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے اور اسلامی تمدن کو جلائے دے رہی ہے وہاں دوسری طرف کمیونزم کا روحانیت سوز نظریہ آہستہ آہستہ ان میں سرایت کر رہا ہے وہ کمیونزم کے معائب و مصائب و محاسن کی تحقیق کئے بغیر ہی حریت و مساوات وغیرہ جاذب توجہ الفاظ سے متاثر ہو کر فریفتہ ہوئے جا رہے ہیں۔

مسلمان اور زمانہ کا تغیر

مسلمانوں کا اپنا نظام معاشرت اور طرز تمدن چھوڑ کر جو قوانین فطرت کے مطابق خود خدائے قدوس کا مقرر کردہ اور جو آفتاب نبوت کی نوری روشنی سے مستنیر ہے جو آج تک دنیا کی ترقی یافتہ اور متمدن قوموں کے لئے مشعل ہدایت کا کام اور آج دنیا میں جس قدر بھی اقرب الی الصواب اصلح مفید اور جاذب توجہ تحریکیں ظہور پذیر ہو رہی ہیں وہ سب کی سب اسلامی تعلیمات کا تاثر اور اسلامی جذبات کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں ایسا جامع اور نافع نظام نظرانداز کر کے زمانہ حال کے مقننین اور مفکرین کے وضع کردہ خلاف فطرت نظامہائے معاشرت سے متاثر ہونا نہ صرف باعث تعجب اور قابل ماتم ہے بلکہ خدا کے ساتھ غداری اور اس کے دین کی توہین ہے

مسلماں ہو کے تم غیروں کے در پہ جبہ سا کیوں ہو
قیامت ہے کرے کستاں تلاش یہ بیاباں میں

مسلمانوں تمہاری قومیت کا امتیازی وصف تمہاری اسلامی معاشرت سے ہے تمہاری ترقی اور کامیابی کا راز اس میں مضمر ہے کہ تم قدم قدم پر مسلمان نظر آؤ خود فراموش تمہارے پاس تو وہ محکم اور بے نظیر دستور العمل ہے جسکی پابندی اور تعمیل سے تمہارے اسلاف فلک عظمت کے ستارے بنکر چمکے تھے یہ خدائی دستور العمل کی پابندی ہی کا نتیجہ تھا کہ عرب کے خانہ بدوش حکمرانی و جہانبانی کے ایسے ایسے اصول و عقائد چھوڑ گئے جنکی گرد کو بھی روسو، کارل مارکس، ٹراٹسکی اور لینن جیسے دماغ نہیں پہنچ سکتے یہ انھیں کے روشن خیالات اور شاندار کارنامے ہیں جو آپ زمانہ حال کے متفننین و مصلحین کی باتوں سے حریت و مساوات اور حقوق انسانی کے الفاظ سن رہے ہیں یاد رکھو تمہاری کتاب میں تفصیلاً لکل شیٔ موجود ہے اور پھر اگر تم اغیار و اجانب کی اندھا دھند تقلید کرنے لگ جاؤ تو سخت تہور اندھیر ہے۔

اس سے یہ بھی نہ سمجھا جائے کہ میں مسلمانوں کو کورانہ تقلید اور ملایانہ جمود کی طرف بلا رہا ہوں نہیں ہرگز یہ ملایانہ ذہنیت ہی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان زندہ درگور اور مسلمانی در کتاب ہے مسلمانوں کو مذکورہ بالا تفصیلات کے مطابق زمانہ کا ساتھ دینا چاہیئے زمانہ کی روح دریافت کرلی چاہیئے اور دنیا کے خیالات و حالات سے بقدر ضرورت متاثر و فیضیاب ہونا چاہیئے وہ بیشک "نئی چیز لیں اور پرانی چھوڑ دیں" ان کو ضرور اپنے اندر تغیر و تبدل کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیئے مگر تدریجاً اور نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ اپنی پچھلی مقومات، روایات اور خصوصیات کو بھی زندہ رکھنا ان کا اولین فرض ہے ان کو رد و قبول اور اخذ و ترک میں اعتدال کو نہ چھوڑنا چاہیئے اور تجدید و تقلید میں اپنا دماغی توازن بہرحال قائم رکھنا چاہیئے ورنہ کوئی قوم اپنے مقومات اور خصوصیات کو چھوڑ کر زندہ نہیں رہ سکتی الغرض مسلمانوں کو ضرور ترقی کرنی چاہیئے مگر اس بات کا خیال رہے ؎

قدم بڑھاؤ ترقی کرو ضرور و لے — رہے رسول کے قدموں پہ سر خدا کیلئے

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت سیاسی دنیا میں کون کون سے خیالات و حالات ہیں جو عالمگیر حیثیت سے نشو و ارتقا پا رہے ہیں کون سی فساد برپا کرنے والی کون کونسی قوتیں برسر عمل ہیں اور ان میں سے کون کونسی تحریکیں جاذب نظر اور اقرب الی الغور ہیں جو زمانہ آئندہ میں دنیا کی ایک ناقابل انکار حقیقت بنکر انسان کی زندگی کو بنانے اور بگاڑنے کا باعث بنیں گی عہد حاضر کی تحریکوں میں سے میں صرف دو تحریکیں لیتا ہوں جن سے مسلمان دوچار ہیں اور جن سے عالم اسلام کا سامنا ہے یہ سرمایہ داری اور کمیونزم ہیں انہیں دونوں سے ناظرین مولوی کو روشناس کرائے دیتا ہوں

اقتدار پرستی اور سرمایہ داری

آج دنیا میں جو سب سے بڑی طاقت سیاسیات اقتصاد اور معاشرت کی دنیا میں سب پر حاوی ہے وہ اقتدار پرستی اور سرمایہ داری ہے اقوام عالم کے عروج و زوال کی تاریخ بتلاتی ہے کہ تہذیب و تمدن کی ترقی کے مختلف دور ہوئے اور ہر دور میں کوئی نہ کوئی مخصوص معیار قابلیت و ترقی مانا جاتا رہا یعنی ہر زمانہ میں کوئی مان لیا جاتا تھا اور پھر اسی معیار کے ماتحت آئندہ ترقیات کا سلسلہ جاری رہتا مثلاً قوت جسمانی، شرافت نسبی اور علوم و فنون وغیرہ اب ان تمام پرانے معیارات کی جگہ سرمایہ داری نے لیلی ہے اور اب ترقیات کا مستقل معیار سرمایہ داری قرار پاگیا۔

آج جو قوم سب سے زیادہ دولت اور ذرائع آمدنی رکھتی ہے بڑی ترقی یافتہ اور معزز مانی جاتی ہے اپنے ناموس و شوکت کو زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہے اپنے رعب و داب اور دبدبہ و اقتدار کو وسیع کر سکتی ہے اور اپنی سلطنت و قومیت کو داخلی و خارجی دشمنوں کے شر سے مصئون و مامون رکھ سکتی ہے اور جو قوم یا سلطنت مالی اور اقتصادی تنزل میں مبتلا ہو وہ وحشی اور غیر مہذب سمجھی جاتی ہے اپنی ہستی کو محفوظ نہیں رکھ سکتی اور دوسروں کی دست نگر اور محکوم ہوکر ذلیل، پست خوشامدانہ اور حقیر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔

وہ سلطنتیں جو کم مایگی کا شکار رہیں ان پر دیگر سرمایہ دار حکومتیں غالب آکر ان کی آزادی چھین لیتی ہیں

اس وقت دنیا کے سیاسی اقتدار کی مالک وہی قومیں ہیں جو سرمایہ دار ہیں سرمایہ دار قومیں اپنے سیاسی اقتدار کو قائم رکھنے اور سرمایہ کو دوچند مضاعفہ کرنے کے لئے سخت جد و جہد اور جبر و استیلا میں مصروف ہیں اقتصادیات تجارت صنعت و حرفت اور حکومت کی باگ دوڑ صرف سرمایہ دار قوموں کے ہاتھ میں ہے الغرض زندگی اور ترقی کے ہر شعبہ میں وہی نمایاں اور پیش پیش نظر آتے ہیں۔

روس کے سوا تمام ممالک میں سرمایہ دار ہی زبردست قوت کے مالک ہیں بڑے بڑے فوجی نظام قائم رکھتے ہیں خوفناک اور آتشبار اسلحہ فراہم کرتے ہیں اور اپنی آتشبار توپوں جگر دوز سنگینوں ہلاکت آفریں و قیامت خیز طیاروں اور دیگر قسم کے اسلحہ کے بل پر دنیا کو مرعوب و مسخر کرنا چاہتے ہیں اگر ان کا بس چلے تو دنیا کے چپہ چپہ کو اپنی استعماری سرگرمیوں سے روند ڈالیں یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دار قوتوں سے مشرق و مغرب کا گوشہ گوشہ نالاں ہے۔

وہ تو خدا نے خیر کی کہ کسی سرمایہ دار کے ہاتھ عمرو عیار کی زنبیل اور دیگر عجائبات نہ آگئیں ورنہ دنیا کبھی کی نذر زنبیل ہوگئی ہوتی۔

دولت جتنی زیادہ بڑھتی ہے اسی قدر حرص و طمع زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دار حکومتیں جابر، غاصب، طامع اور حریص واقع ہوئی ہیں، چونکہ آج سرمایہ کو ہی حق و طاقت کا مرکز سمجھا جاتا ہے اسلئے سرمایہ دار اقوام کا سرمایہ تہذیب و انسانیت جبر و استیلا اور حرص و طمع ہے جس نے تمام دنیا کو اپنا تختۂ مشق بنا رکھا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج دنیا میں ضعیف اور کمزور اقوام کو آزادانہ زندگی بسر کرنے

کا کوئی حق نہیں۔

جمعیۃ الاقوام سرمایہ دار اقوام کے استعماری مقاصد اور جوع الارض کا اقتضا ہے کہ وہ اپنے مقاصد سرمایہ داری اور اقتدار پرستی کے لئے ضعیف قوموں کو اپنا آلۂ کار بنائے رکھیں ان کے فطری حقوق غصب کرلیں ان کے املاک و اموال اور معدنیات و پیداوار پر بلا شرکت غیرے قبضہ رکھیں اور ان کو محکوم و غلام ہی بناکر زندہ رکھیں لہٰذا ضروری ہے کہ سرمایہ دار سلطنتیں ان مصالح میں باہم شریک ہوں اور اس اشتراک کے توازن میں کوئی خلل واقع ہو کہ ان کو فراہمی سرمایہ سے باز نہ رکھے سو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اور بھولی بھالی اقوام صغیرہ کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے سرمایہ دار حکومتوں نے ایک جمعیت قائم کر رکھی ہے جسے لیگ آف نیشنز یا جمعیۃ الاقوام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ جمعیۃ بظاہر امن و تہذیب کا منبع مانی جاتی ہے سرمایہ دار طاقتوں کے ہر ظلم و نا انصافی پر پردہ ڈالتی رہتی ہے اور ان کے نیک مقاصد کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے لیکن درحقیقت یہ جمعیۃ ضعیف قوموں کا گلا گھونٹنے کی نشستگاہ بیکسوں اور مظلوموں کے حقوق کچلنے کی کونسل اور سرمایہ داری ۱ اقتدار پرستی کا سرچ لائٹ ہے جہاں سے بے سروسامان اور غریب حکومتوں کے ہضم کر جانے کے فتوے حاصل کئے جاتے ہیں۔

اقوام صغیرہ کو کیسے غلام بنایا جاتا ہے سرمایہ دار قومیں جہاں کہیں بھی کمزوروں کو ٹھگنے اور ذرائع دولت پر چھاپہ مارنے جاتی ہیں شفیق معلم کے لباس میں ملبوس ہوکر محبت و ہمدردی کا دلنواز مجسمہ بنکر امن و تہذیب کا فرشتہ بنکر اور حریت دلانا دی دلانے والا اخدائی فوجدار بنکر آتی ہیں اور اپنے اغراض و مقاصد کے اس نظر فریب جال میں قوموں کو پھانس لیتی ہیں اور انھیں ان کے مال و متاع کے استحقاق سے محروم کردیتی ہیں۔

اجڈ اور وحشی انسانوں کو مہذب بنانے کے دعوے کئے جاتے ہیں انھیں بود و ماند کے طریقے سکھانے کی ڈینگیں ماری جاتی ہیں اور ان کی ضعیفی و بے بسی پر آنسو بہاکر ان کی حفاظت کے راگ الاپے جاتے ہیں غرض طرح طرح کی طفل تسلیوں اور ابلہ فریبیوں سے سیاسیات سے نابلد قوموں کو مسحور کیا جاتا ہے۔

سلیم البصیرت کوتاہ فہم ظاہر پرست حقیقت ناشناس اور ناعاقبت اندیش قومیں ان دعووں سے ایسی مسحور اور مغلوب الحال ہوجاتی ہیں کہ خود اپنے ہاتھوں زنجیر غلامی اور طوق عبودیت زیب گلو کرلیتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ غلامی کے جراثیم ہر رگ و پے میں سرایت کرجاتے ہیں غلامی کو ایک نعمت بے بہا سمجھ کر یوں ترانے گانے لگ جاتے ہیں ؎

حافظ از جور بتاں حاشا کہ بنالد روزے
من ازاں روز کہ دربند تو ام آزادم

آنریبل برٹینڈرسل انگلستان کے ایک نامور فلسفی ہیں ان کا خیال ہے کہ ایشیا اور یورپ کی تہذیبوں کے امتزاج سے ایک نئی تہذیب وجود میں آنے والی ہے جو انسانی ضرور بات کو پورا کرسکیگی ان کے خیالات اخبار زمیندار میں بعنوان "صنعتی زندگی کی موجودہ ہلاکت آفرینیاں" شایع ہوچکے ہیں اس کا ایک ضروری حصہ درج ذیل ہے

"لیکن جہاں کہیں بھی صنعت کے لئے اشیاء خام موجود ہیں ہاں ضرور صنعتی نظام قائم ہوگا اگر وہ علاقہ مغرب کے سیاسی اقتدار میں ہے تو اس کی صنعتی ترقی مغربی سرمایہ سے ہوگی اور اسکی حفاظت کے لئے مغربی اسلحات موجود رہیں گے اگر وہ علاقہ خود مختار ہے تو اس کو مجبور کیا جائیگا کہ وہ یا تو خود صنعتی ترقی کرے یا کسی صنعتی قوم کا اقتدار تسلیم کرے"

کیونکہ صنعتی نظام کے ساتھ ساتھ فوجی قوت بھی حاصل ہوجاتی ہے لہذا مشرقی ممالک کے لئے نہ تو خود مختاری کی حالت میں اور نہ محکومی کی حالت میں صنعتی نظام قائم کئے بغیر کوئی چارہ ہے

اسی مضمون میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں :-

"حکمران جماعت سب سے زیادہ جس چیز کو اپنے اختیار میں رکھنا چاہتی ہے وہ تعلیم ہے جو حکومت کی طرف سے دی جاتی ہے اس کا مقصد نوجوان نسل کے دماغوں میں ایک خاص قسم کے تعصبات پیدا کرنا ہے یہ تعصبات ایسے دیرپا ہوتے ہیں کہ اس کے بعد کسی قسم کا تجربہ بھی انہیں دماغوں سے محو نہیں کرسکتا اپنے وجود کی حفاظت کے لئے حکمران جماعت ان تعصبات کو برقرار رکھنا چاہتی ہے"

یہ خیال نہ صرف آنریبل موصوف کا ہے بلکہ بہت سے ایسے منصف مزاج یورپین مدبرین ہیں جنہوں نے اسی حقیقت کو ظاہر کیا ہے نمونۃً چند انکا رد آراء ملاحظہ ہو

تعلیم اور غلامی جب کبھی کوئی ملک یا قوم کسی زبردست طاقت سے مفتوح ہوجاتی ہے تو یقین کرلینا چاہیئے کہ حکمران طاقت سب سے پہلا کام یہی کرے گی کہ مفتوح قوم کی تعلیم تباہ کر ڈالے گی یا سختی کے ساتھ اسے اپنے ہاتھ میں لے لیگی تاکہ اس کی سے فائدہ اٹھائے کیونکہ مسلم ہے کہ علم اور غلامی پہلو بہ پہلو نہیں رہ سکتے۔

(اے سمیلی)

سنہ ۱۹۰۳ء میں تعلیمی کمیٹی کے ایک ڈائرکٹر نے کہا تھا :-

"ہم نے امریکہ محض اپنی حماقت سے اس لئے کھو دیا کہ وہاں اسکول اور کالج قائم کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ اب ہمیں ہندوستان میں اس حماقت کا اعادہ نہیں کرنا چاہیئے۔

(ایجوکیشن کمیٹی سنہ ۱۹۰۳ء)

سنہ ۱۲۹۳ء میں کمپنی کے ڈائرکٹر کہتے ہیں :-

"تم ہندوستانیوں کو کیوں تعلیم دینا چاہتے ہو؟ تعلیم دیکر تم انھیں اپنی بے انصافیوں سے آگاہ کردو گے تم نے ان کا ملک لوٹ لیا ہے تم نے ان کے ہموطنوں کو برباد اور ذلیل کردیا ہے تم نے ان کے بادشاہوں کو قتل کردیا ہے لہذا تمہاری سلامتی

اسی میں ہے کہ تم انھیں اسی طرح فریب خوردہ، خود فراموش اور جاہل رہنے دو،،
(سر تھامسن ٹریٹین ۱۲، مارچ ۱۸۱۱ء)

ہمیں صرف اسی حد تک تعلیم و تربیت دینی چاہیئے جس حد تک ہم ان سے اپنی تجارت اور حکومت چلانے میں فائدہ اٹھاسکیں۔
(کلکتہ جرنل ۱۸۱۹ء)

دماغ ہی سلطنتیں برباد کرتے اور قائم کرتے ہیں دماغ پر قبضہ کرلو قوم پر بھی حکومت قائم کرسکوگے
(لواسٹ ڈوسینین)

بغیر دماغی انقلاب کے سیاسی انقلاب ناممکن ہے۔
(میرس) (الہلال نمبر ۲۲ جلد ۱)

یہی تو وجہ ہے کہ اس حقیقت سے واقف ہوکر نبض شناس ملت اکبرآبادی مرحوم و مغفور فرما گئے ہیں ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا — افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

چہرہ پر فریفتگی اور دلکشی پیدا کرنیوالی

فلاورسنو

فلاورسنو میں خوبی یہ ہے کہ یہ چہرہ پر لگاکر آہستہ آہستہ ملنے سے ایک سکنڈ میں جذب ہوجاتی ہے چہرہ پر لگاتے ہی برف جیسی ٹھنڈک پیدا کردیتی ہے اور بھینی بھینی خوشبو سے کملایا ہوا چہرہ تروتازہ ہوجاتا ہے چہرہ کی جھائیاں داغ دھبے جھریاں، مہاسے سرخ وسیاہ دانے کو رفع کرتی ہے اس کے چند روز کے استعمال سے چہرہ اور جسم کی رنگت خوب نکھر جاتی ہے صبح کو شام کو اور سوتے وقت اس کا استعمال کرنا دلفریبی اور دلکشی کے آثار پیدا کردیتا ہے اس میں چکنا ہٹ بالکل نہیں ہے ڈاڑھی شیو کرنے اور منہ ہاتھ دھونے اور غسل کرنے کے بعد اس کو استعمال کرنا ملایمت اور خوبصورتی جلد کے لئے لازمی ہے۔ بڑے بڑے معزز اخبارات نے اس کی بے انتہا تعریف کی ہے۔ **قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ تین شیشی ڈھائی روپے**

المشتہر سعید برادرس ہنڈکو کلاں محل دہلی

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

حضرات آپ لوگ اپنی پراکتفا کی جائیگی تاکہ کسی کا راز طشت از بام نہ ہو۔

مصلح الدین خاں صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں آپ کے عمل ۲ سے بفضلہ کامیابی ہوئی عمل ۱ بھی بھیج دیجئے۔

بی۔ اے ایچ انوری صاحب سورت سے تحریر فرماتے ہیں: جو عمل حب کے منگوائے تھے وہ حقیقت میں صحیح اور سچے ہیں میں ہمیشہ خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے کام میں برکت دے آمین۔

سید محمد محسن صاحب جالون سے تحریر فرماتے ہیں دو عملیات منگائے تھے جو اپنے اثرات میں کامل دیکھے

مولوی محمد اکرم نصیر خاں صاحب بھاٹو علاقہ جام نگر سے تحریر فرماتے ہیں ترقی روزگار کے واسطے آپ کا عمل منگایا تھا تیر بہدف نکلا۔

جناب خلیل صاحب دہلوی ایڈیٹر اخبار شعلہ لاہور نے رقم فرمایا ہے کہ آپ کا

اس پہ بنجائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

محبت کے دو عمل

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے منع نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں گئے جب تلاش تھی ہزار دں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بناکر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے یا کسی دوسرے کو نہ بتلائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں، ہر کا عامل ایک سال اس پر قابض رہیگا دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے پڑھنا ہوتا ہے۔ بعدہ تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابع اور بنایا جاسکتا ہے رعایتی ہدیہ تین روپے۔

عمل ۲ یہ آیت قرآنی ہے بالکل مع چند دیگر الفاظ اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاءاللہ مطلوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا۔

عمل ۳ یہ عمل برائے تجارت ترقی روزگار وغیرہ کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے عہ نذرانہ ہے ایک روپیہ چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف نہ خطرہ اپنے مکان میں کہیں باہر جانے کی ضرورت جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائیں گے ان سے دونوں عملوں کا ہدیہ صرف چار روپیہ لیا جائیگا اگر روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں تو محصول ڈاک معاف ورنہ لفافہ میں ٹکٹ بھیجیں

عملیات منگانے کا پتہ **فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴۵ دہلی**

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

مرسلہ خلیفہ ترقی روزگار ابھی صرف ایک ہفتہ پڑھا تھا کہ میری آمدنی میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی۔

سید عباس علی صاحب کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں آپ سے عمل ترقی روزگار منگایا تھا برابر عمل کررہا ہوں اور اس کے نایاب اثرات محسوس ہورہے ہیں

ماسٹر سراج الدین صاحب فیروزپور سے لکھتے ہیں کہ ایک عمل ترقی روزگار منگایا تھا آزمائش کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ عمل واقعی ایک عطیہ غیبی اور گوہر نایاب ہے۔

مجمل صاحب ضلع فتح آباد سے محمد امیر اللہ صاحب ترقی روزگار کے متعلق ایک مبسوط خط لکھتے ہیں ان میں سے بعض فقرات حسب ذیل ہیں "واقعی اس عمل کے بہت بڑے اثرات دیکھے گئے ترقی روزگار کے لئے یہ عمل بے نظیر ہے دو چند و سہ چند کی ترقیاں اور تبادلے ایسے پر زور طریقہ سے ہوئے کہ جن کا سامان وگمان بھی نہ تھا۔ اسی قسم کے سینکڑوں خطوط موجود ہیں

زنانہ ہمت

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

زبیدہ کی شادی کو ایک سال سے اوپر ہو چکا تھا اور چونکہ بیاہ ہوتے ہی وہ پردیس کو چلی گئی تھی اس لئے اب پورے ایک سال کے بعد ایسا اتفاق ہوا تھا کہ وہ اپنے دیور کی شادی میں شریک ہونے کے لئے آئی اور زاہدہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔

زاہدہ اور زبیدہ دونوں بچپن میں ساتھ کھیلا کرتی تھیں اور ان میں بہت محبت تھی ایک عرصہ دراز کے بعد اب جو دونوں سہیلیاں ملیں تو یہ عالم تھا کہ دونوں ایک لمحہ کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہونا نہ چاہتی تھیں اور باتوں کے ایسے دفتر کے دفتر خدا جانے کہاں سے نکل پڑے تھے کہ کسی طرح ان کا سلسلہ ختم ہونے ہی میں نہیں آتا تھا۔

زبیدہ کے ماں باپ بہت زیادہ امیر تھے اور اس کی شادی بھی ایک ایسے ہی گھرانے میں ہوئی تھی جہاں دولت کی ریل پیل تھی لیکن امارت کے اس قدر ظاہری سامان مہیا ہونے کے باوجود اس کے مزاج میں وہ امیرانہ نخوت نام کو بھی نہ تھی جو امیروں کو غریبوں سے متنفر کر دیتی ہے اور جس کی وجہ سے امیر اور دولتمند لوگ ہر اس شخص کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں جسے اتفاقات اور زمانہ کی ناموافقت نے مادی اسباب تعیش سے محروم کر دیا ہو۔ بچپن میں ایک سے زائد مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تھا کہ کسی مفلوک الحال بڈھی اور اپاہج فقیرنی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ پہروں اسی فکر میں غلطاں اور پیچاں رہی کہ بار خدایا یہ بدنصیب بھی میری ہی طرح ایک عورت ہے پھر ایسا کیوں ہے کہ میں تو اپنے محلوں میں رات دن عیش کرتی ہوں بہتر سے بہتر کھانے کھاتی ہوں اچھے سے اچھے کپڑے پہنتی ہوں اور سر سے پاؤں تک سونے میں لدی رہتی ہوں اور یہ غریب اس قدر مصیبت اور تکلیف کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے کہ صبح سے شام تک در در سے دھتکاری اور بہ ہزار دقت کہیں جا کر بمشکل سوکھی روکھی روٹیوں سے اپنا پیٹ بھرتی ہے اور رات پوس کے جاڑوں میں بھی اسے رضائی یا لحاف کا کوئی ٹکڑا اتنا نہیں جڑتا کہ اس سے اپنا تن ڈھانپ لے۔

محلے میں کوئی بچہ بیمار ہوتا تو وہ جاتی اور گھنٹوں اس کی چارپائی کے پاس بیٹھی رہتی، اس کی خدمت کرتی رہتی اور گھر آکر پہروں اسی سوچ میں پڑی رہتی کہ اتنے ذرا سے معصوم بچے نے کیا کیا تھا کہ اسے ایسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا۔ کئی مرتبہ اس کا دل اس دردناک نظارہ سے دہل چکا تھا کہ گاؤں کے کاشتکار آتے اور رو رو کر اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر اس کے باپ کے سامنے فریاد کرتے کہ ان کی فصلیں خراب ہو گئیں اور ان کے پاس مالگذاری کا روپیہ دینے کو نہیں ہے لیکن اس کا باپ پتھر دل کر لیتا اور ان کی آہ و زاری کا جواب مغلظ گالیوں اور بعض اوقات جوتوں اور لاتوں سے دیتا اور وہ غریب گالیاں کھا کر اور پٹ پٹا کر چلے جاتے اور گھر کا سامان یا بیوی کا زیور رہن کر کے روپیہ لاتے اور اس کے باپ کی خدمت میں پیش کرتے۔

وہ گھنٹوں غور کرتی رہتی اور پھر زاہدہ سے کہتی کہ زاہدہ بہن یہ زمین تو اللہ میاں کی ہے ہوا بھی اللہ میاں کی ہے پانی بھی اللہ میاں کا ہے ان چیزوں پر انسانوں کا قبضہ کیسا؟ ان چیزوں میں تو اللہ کے ہر بندے کا ایک سا اور برابر کا حصہ ہونا چاہیئے ایک پورے ملک کی زمین پر اس ملک کے تمام باشندوں کا یکساں قبضہ ہونا چاہیئے ایسا کیوں ہو کہ دس بیس پچاس آدمی تو کئی کئی گاؤں پر قبضہ جما کر بیٹھ جائیں اور باقیماندہ بیچارے اس دو گز زمین کے سوا اور کچھ بھی نہ پائیں جو انہیں مرنے کے بعد میسر آئے۔ آخر یہ لوگ جو آج اپنے آپ کو بڑی بڑی جائدادوں کا مالک کہتے ہیں یہ زمین اور یہ جائداد لائے کہاں سے تھے خدا کے یہاں سے تو کسی کو بھی اس قسم کا پٹہ نہیں ملا کرتا ان کا ان زمینوں پر بڑے سے بڑا حق یہی ہے کہ ان کے باپ دادا یا پردادا نے اپنی کسی خدمت سے بادشاہ کو خوش کیا اور اس نے حکم دیدیا کہ اچھا جاؤ فلاں گاؤں تمہارے نام کر دیا گیا یا یہ کہ کسی کے باپ دادا یا پردادا نے دس بیس آدمیوں کو اپنے ساتھ شریک کر کے جس گاؤں کے لوگوں کو کمزور دیکھا اس پر آکر زبردستی اپنا قبضہ جما لیا اور اب وہی ڈاکہ کا مال باپ سے بیٹے کو ورثہ میں ملتا چلا آرہا ہے اور درحقیقت جن غریبوں کے پاس وہ گاؤں تھا وہ رات دن ان ڈاکوؤں کے بیٹوں اور پوتوں کی خدمت کیا کرتے ہیں آخر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ابا جان جیسے مزے سے رات دن اپنے گھر پڑے رہتے ہیں اور کبھی خود ہل کر پانی بھی نہیں پیتے وہ تو اس زمین کی آمدنی سے مزے اڑائیں اور عیش کریں جسے وہ اپنی کہتے ہیں اور وہ غریب کاشتکار کہ جو گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ میں اپنا چوٹی کا پسینہ ایڑی تک بہایا کرتے ہیں اور اس قدر سخت محنت کر کے غلہ پیدا کرتے ہیں وہ بھوکوں مریں اور پیٹ بھر روٹی کو ترسیں۔

زاہدہ کسی بڑے امیر کی بیٹی نہ تھی اور اس کے خیالات بھی بالکل وہی تھے جو زبیدہ کے تھے یہی وجہ تھی کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے حد سے زیادہ محبت تھی دونوں لڑکیاں بہت ہی نیک دل اور شریف تھیں اور دونوں کو ہر ایک بات پر غور و فکر کرنے کی عادت تھی۔

زبیدہ عمر میں زاہدہ سے کوئی دو سال بڑی تھی اسی لئے اس کی شادی ہو چکی تھی زاہدہ ابھی کنواری تھی اس لئے اس نے انتہائی دلچسپی کے ساتھ ان تمام واقعات کو سنا جو زبیدہ کو سال بھر کے دوران میں اپنی نئی زندگی میں پیش آئے تھے آخر خدا خدا کر کے زبیدہ کے تجربات اور مشاہدات کی لمبی چوڑی داستان ختم ہوئی اور اب اس نے زاہدہ سے پوچھا۔

"میں نے تمہیں اتنی بہت سی باتیں سنائیں کیا تم مجھے کوئی بھی نئی بات نہ سناؤ گی؟"

زاہدہ۔ آپا میں کہیں گئی نہیں آئی نہیں میں نئی باتیں کیا سناؤں وہی گھر ہے وہی ابا جان اور اماں جان کے روز روز کے جھگڑے۔

زبیدہ۔ اے ہے ابھی تک تمہارے ہاں یہ جھگڑے چلے ہی جاتے ہیں؟ ویسے

تو خالہ جان بڑی سلیس کچھ اور ملنسار ہیں اور خالو صاحب بھی کوئی بُرے آدمی نہیں ہیں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دونوں میں آپس میں حد سے زیادہ محبت ہوتی۔

زاہدہ ۔ محبت تو ان میں بہت کافی ہے ابا جان کی یہ حالت ہے کہ جب خفا بھی ہوتے ہیں تب بھی کسی طرح یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اماں جان کو کسی قسم کی ذراسی بھی تکلیف ہو اور یہی حال اماں جان کا ہے وہ بھی ظاہر میں تو منہ پھلائے بیٹھی رہتی ہیں اور دو دو دن تک ابا جان سے بات چیت نہیں کرتیں لیکن یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ابا جان کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی پڑا رہ جائے یا انہیں اور کسی طرح کی تکلیف پہنچ جائے۔

زبیدہ (ہنسکر) تو ایسی لڑائی میں تو کچھ حرج ہی نہیں ہے

زاہدہ ۔ ہاں آپا میرا بھی یہی خیال ہے کہ اس قسم کی لڑائیوں سے محبت اور بھی بڑھتی رہتی ہے اور جن میاں بیوی میں آپس میں بہت زیادہ محبت ہو ان میں ناممکن ہے کہ ایسے جھگڑے نہ ہوتے رہیں۔

زبیدہ ۔ یہ کیوں؟ یہ میں نہیں سمجھی۔

زاہدہ ۔ چونکہ ایک دوسرے کی محبت پر دونوں کو کامل بھروسہ ہوتا ہے اس لئے دونوں ایک دوسرے پر ناز کرتے رہتے ہیں اور دونوں کو یہ یقین ہوتا ہے کہ ہمارے ناز اٹھائے جائینگے لیکن چونکہ انسان کا مزاج ہر وقت ایک سا نہیں رہتا اس لئے کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اماں جان نے ناز سے کوئی بات کہی اور اس وقت ابا جان اپنی کسی دوسری فکر میں ہوئے اور اس بات کا برا مان گئے یا کبھی ایسا ہوا کہ اماں جان کے کسی ناز کے جواب میں ابا جان نے بھی ناز ہی سے کوئی بات کہدی اور اماں جان نے یہ سمجھ لیا کہ ان کا ناز نہیں اٹھایا گیا اور وہ خفا ہو گئیں۔

زبیدہ ۔ لیکن اس طرح ہر وقت کے روٹھنے اور منے میں تو زندگی اجیرن ہو جاتی ہوگی۔

زاہدہ ۔ نہیں آپا میرا تو یہ خیال ہے کہ زندگی کا لطف ہی انھیں حاصل ہو انسان کی حالت اگر ہمیشہ ایک سی قائم رہے تو اس میں کوئی مزہ نہیں رہتا ایک امیر آدمی کو جسے کبھی کوئی ذراسی بھی تکلیف نہ ہوئی ہو کسی عیش و آرام کی کیا قدر ہو سکتی ہے لیکن ایک غریب آدمی جسے کبھی ٹھنڈا پانی بھی میسر نہیں آتا برف کے شربت کا ایک گلاس پیکر یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ بہشت میں پہنچ گیا اسی طرح سچی محبت کی قدر بھی انہی لوگوں کو ہو سکتی ہے جو کبھی کبھی اس سے محروم ہوتے رہیں اور وہ لوگ اس کی کچھ بھی قدر نہیں کر سکتے کہ جن کی محبت ایک روزمرہ کی بات ہو کر رہ گئی ہے ایک سے صاف چٹیل میدان آنکھوں کو کبھی اس قدر خوبصورت نہیں معلوم ہوتے کہ جیسے وہ اونچی نیچی زمینیں کہ جن میں کہیں سطح میدان ہوں لیکن چھوٹی چھوٹی بلندیاں اور کہیں گہرے گہرے غار اور کہیں اونچے اونچے پہاڑ اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ایک قسم کی حالت اور ایک قسم کے نظارہ سے انسان کی طبیعت کو کوئی حظ نہیں حاصل ہوتا اور ہمیشہ سفید رنگ اسی حالت میں زیادہ خوشنما نظر آتا ہے کہ جب اس کے مقابلہ میں میلا یا سیاہ رنگ بھی موجود ہو

زبیدہ (مسکراکر) تم کہتی تو ٹھیک ہو، مگر یہ خیال کچھ اچھا نہیں ہوتا کہ میاں بیوی میں باہم لڑائی جھگڑے ہوتے رہیں۔

زاہدہ ۔ انھیں لڑائی جھگڑا کیا ہی کیوں جانے لڑائی کے معنے تو یہ ہیں کہ دونوں طرف دل میں نفرت پیدا ہو گئی لیکن یہاں ایسا نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ تو درحقیقت محبت ہی کے کھیل اور تماشے ہیں جن کی بدولت محبت روز بروز ترقی کرتی رہتی ہے آپ یوں دیکھئے کہ اگر آپ کبھی مجھ سے جھوٹ موٹ کو روٹھ جاتی تھیں اور میں محبت سے گلے میں بانہیں ڈال کر اور خوشامد کرکے آپ کو منایا کرتی تھی تو آپ کو کس قدر اچھا معلوم ہوتا تھا اور میرے ایسا کرنے سے ہماری آپس کی محبت کس قدر ترقی کر جاتی تھی اگر آپ مجھ سے کبھی نہ روٹھتیں تو میری محبت کا یہ اتنا بڑا ثبوت آپ کو کیسے دیکھنے کو ملتا اور روٹھنے کے بعد اس طرح منائے جانے میں جو لطف آپ کو حاصل ہوا وہ کہاں میسر آتا یہ خفیف سی شکر رنجی دل کو تکلیف ضرور پہنچاتی ہے لیکن دنیا میں جو آرام بغیر کسی تکلیف کے میسر آجائے وہ آرام ہی نہیں ہے۔

زبیدہ ۔ میری فلاسفر بہن! تم واقعی سچ کہتی ہو محبت کے قیام اور مضبوطی کے لئے یہ ضروری ہے کہ درمیان میں تھوڑے بہت رخنے پڑتے رہیں ایک چھری سے کہ جس کی دھار یکساں اور سیدھی ہوتی ہے لکڑی پر کبھی اتنا گہرا نقش نہیں پڑ سکتا کہ جتنا ایک آری سے کہ جس کی دھار میں دندانے پڑے ہوتے ہیں، اور ہر کاٹ کے بعد ایک وقفہ اور ہر وقفہ کے بعد پھر کاٹ کا عمل ہوتا رہتا ہے محبت کا عمل بھی اگر اسی طرح وقفہ دار ہو تو اس کا نقش دلوں پر بہت زیادہ گہرا ہوتا چلا جائیگا۔

زاہدہ (شرماکر) میں فلاسفر کہاں سے آئی! یہ بھی آپ ہی کی بدولت ہے کہ ہر ایک بات پر غور کرنے کی کچھ عادت سی ہو گئی ہے۔

زبیدہ ۔ اچھا اب اس ذکر کو چھوڑو اور کچھ اور باتیں سناؤ۔

زاہدہ ۔ آپا خوب یاد آیا آپ کو تو ایک بہت ہی مزہ دار قصہ سنانے کے لئے رکھ چھوڑا ہے ابکی مرتبہ اماں جان کے ساتھ ایک شادی کی محفل میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا تھا اے ہے آپا! بس کیا بتاؤں کیسے کیسے تماشے دیکھے۔

زبیدہ ۔ کیا کوئی نئی بات تھی؟

زاہدہ ۔ میرے لئے تو بہت سی باتیں بالکل نئی تھیں۔

زبیدہ ۔ وہ کیا؟

زاہدہ ۔ سب سے زیادہ عجیب بات تو یہ تھی کہ لڑکی کے والدین نے لڑکے والوں سے کہلا بھیجا تھا کہ دلہن کے لئے کوئی کپڑا ریشمی نہ بھیجا جائے اور یہ بھی اطلاع دیدی تھی کہ وہ خود بھی دولہا کا جوڑا اور دلہن کے جہیز کے کپڑے سب دیسی دیں گے۔

زبیدہ ۔ واقعی یہ تو ایک نئی بات ہے پھر کیا دولہا والے مان گئے؟

زاہدہ ۔ نہ کیسے مانتے، اگر وہ نہ مانتے تو شادی ہی نہ ہوتی۔

زبیدہ ۔ تو پھر دولہا دلہن کو کیا کیا کپڑے ملے؟

زاہدہ ۔ دلہن کی طرف سے دولہا کے لئے دو جوڑے گئے تھے ایک تو نیلے رنگ کے بنارسی پوت کا تھا اور دوسرا خالص کھدر کا اور یہ کہا گیا تھا کہ دولہا وہی کھدر کا لباس پہنکر آئے دلہن کے لئے بھی بری کے جوڑے میں ایک تو نہایت قیمتی بنارسی ساری تھی اور دوسری بہت خوبصورت چھپی ہوئی صاف اور سفید کھدر کی اور شادی کے وقت دلہن نے یہی کھدر کی سفید ساری باندھی تھی۔

زبیدہ (تعجب سے) اے ہے سفید!

زاہدہ۔ جی ہاں بالکل سفید اور میں سچ کہتی ہوں آپا کہ وہ اس قدر خوبصورت معلوم ہو رہی تھی کہ اس پر ہزار اعلیٰ رنگین ریشمی ساریاں قربان کر دی جائیں۔

زبیدہ۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ عام طور پر عورتوں نے اس نئی رسم کے متعلق کیا خیال کیا۔

زاہدہ۔ بعض تعلیمیافتہ اور سمجھدار عورتوں نے تو اسے بہت پسند کیا اور دلہن کی ماں کو بہت کچھ مبارکباد دی لیکن زیادہ تعداد ایسی ہی عورتوں کی تھی جنھیں یہ بات سخت ناگوار گزری یہاں تک کہ بعض نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ ان کپڑوں میں نکاح ہی درست نہیں ہو سکتا۔

زبیدہ (ہنسکر) ہاں جاہل عورتوں کا تو یہی خیال ہے کہ نکاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ کپڑے خاص قسم کے ہوں۔

زاہدہ۔ میں نے تو ماماجان کی مخالفت کے باوجود خانہ ۔۔۔ صاف کہہ دیا کہ خالہ جان آپ نے آج ایسا کام کیا ہے کہ عورتوں کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور وہ ہنسکر کہنے لگیں کہ بیٹی یہ تو سارا زمانہ بتلائے گا ۔۔۔ رہا ہے۔

زبیدہ۔ اسے ہے زاہدہ کسی طرح اگر آپ یہ سمجھا سکو کہ ۔۔۔ ہونے والی ہے اس میں بھی دیسی کپڑے اور سیدھی سادی رسموں کی پابندی ہو جائے تو بہت اچھا تھا۔

زاہدہ۔ آپ کوشش کیجئے۔

زبیدہ۔ بھلا وہاں میری کون سنے لگا ہے خود تمہارے ہونے والے بہنوئی ولایتی چیزوں کے عاشق ہیں دو تولہ میں نے بڑی بڑی مصیبتوں سے ان کو دلا دلا کر انھیں اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ میرے لئے دیسی کپڑا لا دیا کریں نہیں تو وہ تو کبھی ایک گرہ بھی دیسی کپڑا نہیں خریدتے۔

زاہدہ۔ تعجب ہے عام طور پر کہا تو یہ جاتا ہے کہ عورتوں کو کھدر کسی طرح پسند نہیں آتا۔

زبیدہ۔ بہن غلامی وحقیقت میں ایک لعنت ہے یہ بھی ہوا کہ حاکموں کی ساری برائیاں بھی غلاموں کے سر تھوپ دی جاتی ہیں عورتیں چونکہ غلام اور محکوم ہیں اس لئے مردوں کے تمام عیب بھی انھیں کے اعمال نامہ میں لکھے جاتے ہیں۔

زاہدہ۔ مگر آپا اتنی اصلیت تو ضرور ہے کہ عورتوں میں ایسی تعداد زیادہ ہے کہ جنھیں باریک ململوں کو ریشمی تنزیبوں کے بغیر چین نہیں پڑتا۔

زبیدہ۔ غلامی کی دوسری لعنت یہ بھی ہے کہ غلاموں کو خود بھی اپنے گروہ اور اپنے فرقہ سے نفرت ہو جاتی ہے اور وہ خود سارے الزام اپنے سر لے لیا کرتے ہیں۔

زاہدہ۔ اس میں اپنے سر الزام لینے کی کونسی بات تھی؟ آپ جس جگہ بھی جا کر دیکھیں گے یہی کیفیت نظر آئے گی کہ مردوں میں تو ایک دو کھدر پہننے والے مل بھی جائینگے مگر عورتوں میں کوئی بھی ایسی نظر نہ آئے گی جو باریک ولایتی کپڑوں پر موٹے دیسی کپڑوں کو ترجیح دے۔

زبیدہ۔ ۔۔۔ بہن تم بھی ۔۔۔ ہو اور تمہاری ذہنیت بھی غلاموں کی طرح ہو چکی ہے اسی لئے تمھیں سارے عیب اپنے ہی فرقہ کے اندر نظر آتے ہیں تم نے یہ تو دیکھ لیا کہ مردوں میں کھدر پہننے والے بہت سے ہیں اور عورتوں میں قریب قریب بالکل نہیں لیکن یہ نہ سوچا کہ غریب عورتوں کو کھدر پہننے کے فائدے سمجھاتا کون ہے گھر سے قدم وہ باہر نہیں نکال سکتیں کہ کسی جلسہ میں شریک ہو کر دو چار باتیں سن لیں، تعلیم انھیں اتنی نہیں دی جاتی کہ اخبار پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ لیں اور گھر کے مردوں کو خدا اتنی توفیق نہیں دیتا کہ یہ سمجھ کر کہ آخر عورتیں بھی انسان ہی ہیں انھیں دنیا کے کچھ ذکر اذکار سنا دیا کریں تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور وہ یہ جان سکیں کہ ملک کی یا قوم کی خدمت کس چیز کا نام ہے اور وہ کس طرح کی جا سکتی ہے۔

زاہدہ۔ آپا یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن میرا خیال تو یہ ہے کہ عورتوں کو کچھ قدرتی طور پر موٹے کپڑوں سے نفرت ہوتی ہے اور اگر انھیں ساری باتیں روز مرہ سمجھائی بھی جائیں تب بھی ان کے دل سے ولایتی کپڑے کی محبت نہ نکلیگی۔

زبیدہ۔ تمہارا خیال بالکل غلط ہے باریک اور خوبصورت کپڑا پہننے کی شوقین عورتوں کی بہ نسبت مردوں کو بہت زیادہ ہوتا ہے متوسط درجہ کی عورتیں تو یوں ہی اکثر موٹے کے پاجامے پہنا کرتی ہیں جو جلاہوں کے ہاتھوں کی بنی ہوئی ہوتی ہے ان کے پہننے کے قیمتی کپڑے بھی گلبدن، مشروع، اطلس، زربفت اور کمخواب ہیں اور یہ سب چیزیں بنارس اور اعظم گڑھ میں تیار ہوتی ہیں اپنے گھروں کے اندر جیسی میلی کچیلی وہ رہتی ہیں اسی کو دیکھکر اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان بدنصیبوں کا پہننے اوڑھنے کا شوق اور مردوں کی سختی اور جبر کی بھینٹ چڑھ چکا ہے اور ان سینوں کے اندر جنھیں سمندر سے بھی زیادہ گہرا بتایا جاتا ہے، یا تو دل ہوتا ہی نہیں ہے یا اگر ہوتا ہی ہے تو ٹھٹھرا ہوا اور مردہ کہ جس میں نہ کوئی ارمان باقی رہتا ہے اور نہ کوئی تمنا ان معصوم اور مظلوم ہستیوں کی تو یہ حالت ہے کہ آٹھویں دن بھی اگر صاف کپڑے بدلنے کو میسر آگئے یا عید بقرعید کو بھی اگر کوئی نیا جوڑا بن گیا تو اسی کو اپنی خوش قسمتی کا معراج خیال کرتی ہیں اور پھر یہی نہیں سالہا سال میں ایک دو دھیلے کا آسمانی یا زعفرانی رنگ ان کے تمام ارمانوں کو پورا کر دیتا ہے اور اگر کہیں قسمت سے اس دوپٹے میں ٹانکنے کے لئے انچے کا ایک تھان بار ریشمی بیل کا فیتہ مل گیا تو گویا آرائش اور سنگھار کی انتہا ہو گئی۔ ذرا انصاف کرو اور دیکھو کہ تمہاری ایسی خوش قسمت بہنیں کتنی ہیں جنھیں اپنی مرضی اور پسند کا کپڑا پہننا میسر آتا ہو اور اگر آتا بھی ہو تو ان غریب کنوئیں کی مینڈکیوں کی پسند اور ناپسند کیا؟ گھر کی چار دیواری سے باہر کبھی ان کا قدم نکلتا نہیں اور محلے یا کنبے کی دس پانچ عورتوں سے سوا کسی اور عورت کی صورت تک انھیں دیکھنے کو ملتی نہیں پھر وہ کیسے جانیں اور کیا جانیں کہ عمدہ کپڑے کیسے ہوتے ہیں اور نئی وضع کے لباسوں کا کیا مطلب ہے وہی ایک تنگ پاجامہ، وہی ایک لمبا سا کرتہ یا قمیص اور وہی ڈھائی یا پونے تین گز کا ململ کا دوپٹہ یہ ان کے لباس کی ساری کائنات ہے اور گھر کے کام کاج تہوار و بہار میں ان کی صورت بھی صاف سے کسی طرح کم نہیں ہوتی۔ تم کہتی ہو کہ عورتوں کو باریک ولایتی کپڑوں کے مقابلہ میں موٹے دیسی کپڑے پسند نہیں آتے شاید ایسا ہی ہو لیکن میں پوچھتی ہوں کہ اس میں حکمت صاف ہے کہ جو عام طور پر کھدر تو کے بدن پر لپٹی ہوتی ہے کیا اگر صاف گاڑھے کے کپڑے جسم پر ہوں تو برے معلوم ہوں گے یا کوئی عورت ایسی ہے کہ جو اتنی بہت سی غلاظت تو اپنے بدن پر لپٹی ہوئی گوارا کرے لیکن گاڑھے کے کپڑے پہننا اسے گوارا نہ ہوں۔ بہن! میں تم سے سچ کہتی ہوں کہ ہم عورتوں پر یہ سراسر بہتان لگایا جاتا ہے کہ ہمیں

اپنے ملک اور اپنی قوم سے کوئی محبت نہیں ہوتی اور ہم اپنے وطن کی آزادی کی خاطر اتنی سی تکلیف بھی نہیں گوارا کر سکتے کہ باریک بدیشی کپڑوں کو چھوڑ کر موٹے دیسی کپڑے پہننے لگیں۔ زاہدہ بہن! اپنے اوپر تکلیف اٹھانے اور دوسروں کی خاطر قربانیاں کرنے میں عورت کا اور خاص کر ہندوستانی عورت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ذرا اپنی ہندو بہنوں پر تو نظر ڈالو کیسا ہندوستانی مردوں نے ان سے زیادہ ترقی کی ہے؟ کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ ذرا ذرا سی نازک بدن لڑکیاں تک خوشی سے اپنے سروں پر لاٹھیاں کھاتی ہیں اور اُف تک نہیں کرتیں؟ قومی جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیکر جب وہ نکلتی ہیں تو اس وقت تک اسے ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں کہ جب تک لاٹھیوں پر لاٹھیاں کھاتے کھاتے بے ہوش نہ ہو جائیں اور گر نہ پڑیں۔ بڑے بڑے گھرانوں کی عورتیں جو قیمتی سے قیمتی ریشمی کپڑے کے سوا کبھی کوئی دوسرا کپڑا انکے بدن پر نہ ڈالتی تھیں آج کرتے اور دوپٹے کی طرح موٹے کھدر کی ساریاں اپنے جسم پر پہنے پھرتی ہیں اور خوش ہیں کہ انہیں قوم اور وطن کی خدمت کرنے کا یہ موقع ملا۔ کل تک یہ سب عورتیں بھی ہماری ہی طرح پردہ نشین تھیں اور بعض خاندانوں میں تو پردہ کی پابندی کی یہ حالت تھی کہ مسلمان عورتوں سے کم نہ تھی لیکن وہی عورتیں کہ جن کے قدم کبھی دہلیز سے باہر نہ نکلتے تھے آج ولایتی کپڑے اور شراب کی دکانوں پر پکٹنگ کا پہرہ دے رہی ہیں اور ان کمینے شرابیوں کے آگے ہاتھ جوڑنے میں انہیں تامل نہیں ہوتا جو ان کی منت و سماجت پر کان دھرنے کی بجائے ان سے مذاق کرتے اور انہیں چھیڑتے ہیں کیا تم سمجھتی ہو کہ انہیں اپنی اس توہین پر غصہ نہ آتا ہوگا؟ کیا ایک ایسی پردہ نشین عورت کے لئے کہ جس کی آواز بھی کبھی کسی غیر مرد نے نہ سنی ہو یہ کوئی آسان کام ہے کہ وہ جاہل اور لفنگے … غیر مردوں سے … ذلیل اور ناپاک … سنیں … اسے … برداشت … پردہ نشین … یہ کوئی آسان کام تھا کہ وہ جیلخانوں کے اندر بند کر دی جائیں لیکن ایمان سے کہو کہ … دوزخ کے عذاب کو بھی انہوں نے کس خوشی سے برداشت کیا اور خدا ہی نے ان کو ہمت دی۔ ہندو عورتیں آسمان سے نہیں اتری ہیں وہ بھی اسی خاک کی بنی ہوئی ہیں اور جبکہ وہ اس قدر بڑی بڑی قربانیاں کر سکتی ہیں تو ہم کیوں نہ کر سکیں گے مگر مصیبت تو یہ ہے کہ ہمیں سمجھانے والا اور راستہ پر لگانے والا کوئی نہیں ہے۔ میں نے ابھی تم سے کہا تھا کہ تمھارے بہنوئی بجائے اس کے کہ مجھے سمجھا بجھا کر کھدر پہناتے اور الٹی اس کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے جسم پر یہ موٹا لباس بہت برا معلوم ہوتا ہے ایسی حالت میں کہ جب ہمارے مردوں ہی کو اس طرف رغبت نہیں ہے ہماری عورتیں غریب کیا کر سکتی ہیں اور کس طرح بدیشی کپڑے ترک کرنے پر آمادہ ہو سکتی ہیں۔

زاہدہ۔ آپا آپ کہتی تو ٹھیک ہیں سچی بات یہی ہے کہ ہمارے مردوں ہی کا سارا قصور ہے اب یوں دیکھئے نا کہ جو مرد دیسی کپڑا استعمال کرتے ہیں اور اپنی عورتوں کو اس کے فائدے سمجھا دیتے ہیں ان کی عورتیں بلا تکلف کھدر پہنتی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں۔

زبیدہ۔ اصل چیز یہی ہے کہ ہماری عورتوں کو جنہوں کو کچھ خبر ہی نہیں ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور سودیشی اور بدیشی کا کیا مطلب ہے صحیح حالات معلوم ہوئے بغیر تو ظاہر ہے کہ ہر شخص اسی چیز کو پسند کرے گا جو دیکھنے میں خوبصورت اور خوشنما ہو۔

زاہدہ۔ تو آپا کوئی صورت ایسی نکالئے کہ آپ کے دیور کے بیاہ میں بدیشی کپڑا استعمال میں نہ آئے۔

زبیدہ۔ بہن تم خود ہی سوچو کہ بھلا میں کیا کر سکتی ہوں میں اس گھر کی بیٹی ہوتی تو ممکن بھی تھا کہ میں کچھ کر سکتی بہو غریب کی ہستی ہی کیا ہوتی ہے جو وہ اس قسم کے معاملات میں زبان ہلائے اور ایسی باتوں میں بہو تو کیا ہے مشورہ ہی کون لیتا ہے۔

زاہدہ۔ یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ تنہا کچھ نہیں کر سکتیں لیکن اگر ایسا ہو کہ عورتوں کی ایک انجمن بنائی جائے جس میں سب ہماری ہم خیال عورتیں شامل ہوں تو اس انجمن کے ذریعہ سے بہت کچھ کام چل سکتا ہے۔

زبیدہ۔ انجمنوں کے ذریعہ سے ایک کام چل تو سکتا ہے لیکن صرف اسی صورت میں کہ اس میں دو چار بڑے بڑے گھرانوں کی اور بڑی بڑی عمر کی عورتیں شریک ہوں۔

زاہدہ۔ یہ تو ممکن ہے۔ خالہ قمر زمانی کی سارے شہر میں عزت ہے اور ان کی عمر بھی ماشاءاللہ پچاس کے لگ بھگ ہے وہ سچے دل سے سودیشی چیزوں کے استعمال کی حامی ہیں اور انہی کی عمر کی انکی کئی ایک سہیلیاں بھی ان کی ہم خیال ہیں یہ سب کی سب خوشی سے انجمن میں شریک ہو جائینگی اور بڑے شوق سے کام کریں گی۔

زبیدہ۔ اگر ایسا ہے تو بسم اللہ کرو۔

زاہدہ اور زبیدہ کی کوشش بیکار نہ گئی اور چند ہی دنوں میں انھیں عورتوں میں ایک انجمن قائم کرنے میں کامیابی ہو گئی۔ اس انجمن کے اغراض و مقاصد یہ تھے کہ ملک کی عورتوں کو وعظ و پند اور تبلیغ و تلقین کے ذریعہ سے صحیح تعلیم دی جائے اور ایسے وسائل مہیا کئے جائیں کہ جن سے انھیں اپنے ملک کی نیز دوسرے ملکوں کی حالت سے آگاہی حاصل ہوتی رہے عورتوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ فضول اور خراب رسموں کو خود بھی چھوڑیں اور … مردوں کو بھی ان کے چھوڑنے پر مجبور کریں۔ عورتوں کو اس بات سے واقف کرایا جائے کہ انسانیت کی تکمیل میں وہ مردوں کی برابر کی شریک ہیں اور اگر آج ان کی یہ حیثیت نہیں رہی ہے اور مرد ان کو اپنے گھر کی خادمہ یا لونڈی بنا رکھا ہے تو یہ ان کا اپنا قصور ہے انھیں اس پر آمادہ کرنا کہ اپنی کھوئی ہوئی حیثیت اور منصب دوبارہ حاصل کریں۔

اس انجمن نے اپنا طریق کار یہ مقرر کیا کہ شہر کے ایک ایک محلہ میں کام کیا جائے اور جس محلہ میں کام کرنا منظور ہو پہلے اس محلہ کی عورتوں سے ملاقات کی جائے جو اپنی دولت اور وجاہت کی وجہ سے یا اپنے علم و فضل کی وجہ سے سارے محلہ میں عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں دو چار یا ضرورت ہو تو دس بیس ملاقاتوں میں پہلے ان عورتوں کو سمجھا بجھا کر اپنا ہم خیال بنا لیا جائے اور پھر ان کی طرف سے اس محلہ کی تمام عورتوں کو ایک جلسہ میں طلب کیا جائے اور اس جلسہ میں وہ عورتیں بھی تقریریں کریں جو انجمن کی ممبر ہیں اور وہ بھی کہ جو اس محلہ میں صاحب اثر ہیں اور اس طرح چند جلسے کر کے محلہ کی تمام عورتوں کے خیالات کی اصلاح کی جائے اور انھیں اس بات پر آمادہ کر لیا جائے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے گھر کی اصلاح کی کوشش کرے۔

زبیدہ کی تجویز اور زاہدہ کی تائید پر یہ طے پایا کہ انجمن اصلاح خواتین سب سے پہلے اپنا کام ایسے محلے سے شروع کرے کہ جس میں زبیدہ کی سسرال تھی انجمن نے تین عورتوں کا ایک وفد مقرر کیا جن میں سے ایک قمر زمانی بیگم بھی تھیں اور اس کے سپرد یہ کام ہوا کہ وہ اس محلہ کی صاحب اثر عورتوں سے ملاقات کر کے ان سے

خیالات کی اصلاح کرے اور انھیں اس بات پر راضی کرلے کہ اپنی طرف سے ایک جلسہ کا اعلان کرکے محلے کی ساری عورتوں کو ایک جگہ جمع کرلیں دونوں نے اس کام کو شروع کردیا اور اس سلسلے میں زبیدہ کی ساس سے بھی ملاقاتیں کی گئیں شروع شروع میں تو زبیدہ کی ساس نے اس تحریک کی بڑی سختی کے ساتھ مخالفت کی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ وہ کسی طرح بھی اس پر رضامند نہ ہوں گی لیکن انجمن کا دندبھی اپنی دھن کا پکا تھا قمر زمانی بیگم نے ان کے گھر کے اس قدر پھیرے کئے کہ دہلیز کی خاک تک لیگئیں اور اس وقت تک ان کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ ان سے جلسہ طلب کرنے کا اقرار نہ کرالیا۔ زبیدہ کی ساس کے علاوہ اسی محلہ کی تین اور عورتوں کو بھی ہموار کیا گیا اور بالآخر وہ مبارک گھڑی آہی گئی کہ جلسہ کی تاریخ معین کرکے اس کا اعلان کردیا گیا جلسہ زبیدہ ہی کے مکان پر ہوا اور حاضرات کی درخواست پر سب سے پہلے قمر زمانی بیگم ہی کو تقریر کرنے کے لئے اٹھنا پڑا۔ آپ اثر انگیز تمکنت اور وقار کے ساتھ قمر زمانی بیگم اٹھیں اور حسب ذیل تقریر شروع کی۔

میری بہنو! شاید آپ اس بات کا انتظار کر رہی ہونگی کہ میں کوئی نئی اور عجیب و غریب بات آپ کے سامنے پیش کرونگی یا جہان سنی کا کوئی نیا تماشا آپ کو دکھاؤں گی اگر واقعی آپ اسی کی منتظر ہیں تو مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ کی یہ امید پوری نہ ہوگی میں آپکے سامنے کچھ نہ کچھ پیش ضرور کرونگی مگر وہ کوئی تماشا یا کوئی نئی بات نہیں ہو بلکہ وہ میرا ٹوٹا ہوا دل ہے جس میں اپنی اور اپنی کروڑوں بہنوں کی پست اور ذلیل حالت کے احساس نے دو چار یا دس بیس نہیں بلکہ ہزاروں سوراخ کردیئے ہیں۔ اپنی ناگفتہ بہ حالت کا خود ہی رونا رونا ہوتا ہے لیکن میں کیا کروں اگر صحیح حالات نہ بیان کروں تب بھی مشکل ہو

میری بہنو! تم سب کو معلوم ہے کہ ہماری قوم روز مرہ پہلے سے زیادہ تباہ اور برباد ہوتی چلی جارہی ہے ہماری جہالت کی یہ عالم ہے کہ عورتوں کا تو ذکر ہی کیا ہمارے مردوں میں بھی سو آدمیوں میں سے ستانوے جاہل مطلق ہیں ہماری مفلسی اور غریبی کی یہ حالت ہے کہ ہماری آبادی میں آدھے سے زیادہ انسانوں کو دونوں وقت پیٹ بھر روٹی بھی میسر نہیں آتی روز مرہ نئے نئے خاندان تباہی اور افلاس کے غار میں گرتے چلے جارہے ہیں اور فاقہ کرنے والوں کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہورہا ہے اور اس تمام بربادی اور تباہی کے باوجود قوم کی یہ حالت ہے کہ ہر شخص صرف اپنی ہستی اور اپنی ذات سے واسطہ رکھتا ہے اور کسی کو اس سے بحث نہیں ہے کہ اس کے بھائی کس حالت میں ہیں قیامت کے دن نفسی نفسی کی حالت کا ذکر سنتے چلے آئے ہیں مگر میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ کیا آج ہم میں وہی نفسی نفسی نہیں پڑی ہوئی ہے ہم اس سبق کو بالکل بھول گئے ہیں کہ زندگی درحقیقت اس کا نام ہے کہ ہماری قوم زندہ ہو تو ہم اگر ذلیل ہوچکی ہے تو اس میں کوئی شخص بادشاہ بنکر بھی کوئی عزت حاصل نہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ عقلمند قومیں اپنی قوم کو زندہ رکھنے کے لئے سب کچھ قربان کردیا کرتی ہیں۔

بہنو! اب باتیں بنانے کا وقت نہیں ہے پانی گلے گلے تک آچکا ہے اب اتنی فرصت نہیں ہے کہ کوئی تیراک آکر ہمیں تیرنے کی باقاعدہ تعلیم دے کیا فن اور کیا ہنر ہمیں تو اپنی جان بچانی ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے ہاتھ مارنے شروع کردیں۔

آج اس کا بھی موقع نہیں ہے کہ ہم اپنے مردوں سے شکایت کریں کہ ان سے کچھ نہیں ہوسکتا انسان نہ اکیلے مرد کا نام ہے نہ اکیلی عورت کا ایک مرد اور ایک عورت ملکر مکمل انسان ہوتے ہیں تنہا ہمارے مرد اتنا ہی کرسکتے تھے جتنا انہوں نے کیا اور اس سے زیادہ اس وقت تک نہ کرسکیں گے جب تک کہ ہم ان کے ساتھ شریک نہوں۔

میری پیاری بہنو! قوم کو آج ہماری خدمتوں کی ضرورت ہے کیا آپ اس کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں؟ قوم ہم سے ہمارا عیش و آرام مانگتی ہے کیا آپ دینے کے لئے آمادہ ہیں؟ قوم کی جان بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی جانیں تک دیدیں کیا آپ اتنی بڑی قربانی کرسکیں گے؟ دل پر ہاتھ رکھکر دیکھئے کہ وہ کیا کہتا ہے دنیا میں کوئی تحریک عورتوں کے شریک ہوئے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتی تھی مردوں کو اپنی جانیں دینے اور قوم کو مرنے سے بچانے پر ہمیشہ عورتوں ہی نے ابھارا ہے آج ہمیں اگرچہ ذلیل کردیا گیا ہے لیکن ہمارا صحیح لقب "نصف احسن" ہے یعنی کل انسانیت کا بہترین نصف آج ضرورت ہے کہ ہم دنیا کو دکھادیں کہ ہم درحقیقت بہترین نصف ہی ہیں۔

سچے عزم اور مضبوط ارادے کے سامنے بڑی سے بڑی مشکل پانی ہوجاتی ہے اگر ہم ایک مضبوط ارادے کے ساتھ خدا کا نام لیکر اٹھ کھڑی ہوں تو قوم کی کشتی ابھی ابھی تباہی کے بھنور سے نکل سکتی ہے تھوڑی سی تکلیف اٹھانی پڑے گی تھوڑا سا عیش و آرام قربان کرنا پڑے گا لبھے کلاشنے ریشمی کپڑے اور میٹھی نیندیں چھوڑنی پڑیں گی لیکن کیا ایک عورت کا دل اتنا مضبوط نہیں

واحدی صاحب کا منجن
اکسیر دندان

یہ منجن اسی نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ کو ان کی اڈیٹری کے ابتدائی زمانہ میں یعنی ۱۹۰۴ء میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا ان سے دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہوجاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثناخواں ہے اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کیا ہے سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے متعدد آدمی جنھیں پائیریا کی شکایت تھی اور کھانے کے ساتھ مسوڑھوں کا خون اور پیپ پیٹ میں اترکر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑھے اچھے ہوگئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن سے پائیریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے بیکار ہیں یہ خیال کرکے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت سے فروخت کرتے ہیں۔

قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۴ر دو شیشیوں پر محصول صرف ۵ر

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۴۸ چیلاں دہلی

تماشائے اہل کرم دیکھیے

ہزار ہزار احسان اس خالق کون و مکان، خدائے مہربان کا جس نے اپنے فضل و کرم سے مجھ جیسے ہیچ مدان کی ادنی ترین خدمت کو اتنا مقبول کیا کہ آج مولوی کا ہر ناظر اپنے پرچہ کو نہ صرف پسند کرتا ہے، بلکہ ہر اپنے زیر اثر بھائی کو اس کی خریداری پر مجبور کرتا ہے۔

شکر ہے اس کارساز حقیقی کا جو اشاعت مولوی کی ہر بڑی سے بڑی اڑچن کو ایسا آسان کر دیتا ہے، کہ میں خود متحیر ہو جاتا ہوں، ایک رسالہ کی اشاعت سے دوسرے رسالہ کی روانگی تک جو جو مشکلات کے پہاڑ حائل ہوتے ہیں، وہ اپنے کرم سے ان کو ذرات بنا دیتا ہے یہی اس پرچہ سے مولوی کی بارہویں جلد شروع ہوتی ہے۔ تمام بھائی ہر پرچہ کی خریداری جلد کے شروع سے ابتدا کرتے ہیں، اسی لئے رجب کا پرچہ تیرہ ہزار چھپوایا ہے اور گویا اس پرچہ سے اس وعدہ کی ابتدا ہوتی ہے کہ اگر مولوی کے پندرہ ہزار خریدار ہو جائیں تو اس کی ضخامت ۶۴ صفحے کر دیئے جائیں، اگر آپ لوگوں نے ایک ہزار اس مہینے اور ایک ہزار شعبان میں خریدار بڑھا دیئے تو رمضان کا پرچہ ۶۴ صفحہ کا انشاء اللہ ہو جائیگا، لیکن پرانے خریداروں کو بھی لازم ہے کہ وہ کسی عنوان بھی اس کی معاونت سے دستکش نہ ہوں

رجب کا مہینہ خدائے قدوس کی برکات اور رحمتیں ساتھ لاتا ہے یہی مہینہ معراج رسول اور معراج مومنین کا ہے اسی مہینے سے سچے مومن اور پکے مسلم اعمال خیر کا ذخیرہ شروع کرتے ہیں۔ اس سے آگے رسول اللہ کا مہینہ شعبان اور اس کے بعد اللہ میاں کا اپنا مہینہ رمضان آتا ہے، یہی تین مہینے صاحب مقدرت حضرات کی تھیلیوں کے منہ کھلواتے ہیں، اور یہی وہ مہینے ہیں جن میں مولوی ملا لوگ کاشتکاری کرتے ہیں، اور جس طرح خدا کے خالص بندے اعمال خیر کا اندوختہ کرتے ہیں مولوی صاحبان سنہری روپہلی ٹکلیاں اپنے اور اپنے عیال کے پیٹ بھرنے کے لیے جمع کر لیتے ہیں، یاددہانی اور تمہید یہ اس بات کی ہے کہ اس خیر آگین مہینے میں دہلی والے کا غازی مولوی صاحب کو نہ بھول جائیے گا، کیونکہ ان کا پیٹ ہی بہت بڑا ہے اور کنبہ بھی ہندوستان کے گوشے گوشے میں، ان کا بہت بڑا حق ہے،

نیکیوں کے اندوختہ میں تاخیر مستحسن نہیں اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو دہمیٹ بیجیے اور کار کے لئے ممکن ہے کہ آپ کا دل چاہے، میں بتا دیتا ہوں، نیا قرآن شریف تفسیر والا خریدیئے اور دفتر رسالہ مولوی سے خریدیئے اور ان تین مہینوں میں بامعنی ختم کر لیجیے، اردو کی بخاری خریدیئے جاڑے کی بڑی راتیں ہیں تین مہینے میں ختم کر لیجیے جو بھائی فقہ اسلامی سے ناواقف ہیں وہ اسلامی تعلیم کتاب منگائیں اور پڑھیں اور ذہن نشین کر لیں، بچوں کو قرآن شریف سستے ہدیہ کے منگا کر تقسیم کریں، اور غریب نادار ائمہ مساجد کو اپنے پاس سے چندہ دے کر رسالہ مولوی جاری کرائیں اور اس طرح اپنے محلہ کی ہر مسجد کو دار المطالعہ بنا دیں، جیسے جیسے خرچ کریں گے ویسا ہی نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا،

بھائیوں اور بہنوں، دوستوں اور بزرگوں، دہلی والے کا غازی مولوی صاحب بڑے ضرورتمند ہیں، ان کا خیال ضرور رکھیں اور تمام بھائی قرآن شریف، کتابیں صرف انہی مولوی صاحب سے خریدیں، ان کا پتہ تو آپ کو معلوم ہوگا بس اتنا لکھیے "مولوی دہلی"

رپورٹ اس مہینے کی کساد بازاری خاص طور سے لائق کتابیں برائے نام بکیں اور یہی سب بڑی ہار ہے، حالانکہ گذشتہ پرچہ میں بہت سی نئی کتابوں کا بھی اسی لیئے اشتہار دیا تھا، کہ شاید پرانے اشتہار پر کتابیں منگانے والے منگا چکے ہونگے، اب شاید جدید کتابیں پسند کریں، لیکن اللہ میاں اپنی یاد ہر وقت تازہ کراتے رہتے ہیں، اتنی بیشکاری ہی نہیں ملی کہ اپنی بندگی و بے چارگی اور انکی رزاقی و کارسازی محو ہو سکے، اور میں تو کہتا ہوں کہ یہی اس کا بڑا احسان ہے۔ اب ان سعادت اندوز مہینوں پر آسرا جمائے بیٹھے ہیں، دیکھیں کارساز کیونکر کام بناتا ہے ایک ہزار تین سو روپے ماہوار کا مستقل خرچ ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس کے باوجود قرضہ ہولناک نہیں ہے بشرطیکہ اس مندے کا اعادہ نہو،

دو مہینے کے لیئے نئی اسکیم یہ اور ہے، کہ دو صفحے شعبان اور رمضان کے پرچوں میں طالبان دعا کے لئے مخصوص کر دوں، ناظرین مولوی میں سے ہزاروں ایسے باخدا لوگ ہونگے جنکی دعاؤں کی برکت سے بگڑے ہوئے کام سنور جائیں گے اور یہ دو مہینے بھی وہ ہونگے جو خالص خدا اور رسول کے ہیں، اس لئے ان میں دعائیں ضرور ہی انشاء اللہ مستجاب ہونگی، لیکن شرط یہ ہے کہ جو صاحب مولوی کے پانچ خریدار مہیا کر کے ان کا چندہ منی آرڈر کر کے روانہ کریں گے۔ ان کا پتہ اور مقصد دعا کے لئے شائع کر دیا جائے گا۔ اگر یہ صورت دعا خواہوں کے لئے کامیاب ہوئی جیسا کہ مجھے یقین ہے تو پھر یہ صورت مستقل کر دونگا، یہ واضح رہے کہ صرف منی آرڈر کے ذریعہ خریدار دینے والوں کیلئے یہ صفحات مخصوص ہیں

اس مہینے جن حضرات نے مولوی کی علی الخصوص اعانت کی ہے ان میں جناب شیخ آدم عثمان صاحب مرچنٹ جھگاری بلاسپور، جناب مولوی رونق علی صاحب بارہ بنکی، ابو محمد حسین صاحب رایا پور، مولوی عطاء الحق صاحب پٹنہ، مولوی شاہ محمد ناظم صاحب سررشتہ تعلیم ریاست حکیم ایچ اے کرانی صاحب کران، مولوی محمد ذکریا صاحب سب انسپکٹر خوشحال گڑھ، منشی عبد القدوس صاحب للیا گونڈہ کے نام نامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے ایک ہی مہینے میں متعدد اور بار بار خریدار دیئے خداوند کریم ان کو ہمیشہ مستعد و کامگار رکھے، اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
منشی غلام احمد صاحب پٹواری بہرام پور	۶	جناب سید مصطفیٰ حسینی صاحب بیجاپور	۴
داؤد عبداللہ صاحب پوسٹل فینیز ڈنڈا	۲	" عبدالستار صاحب بھوپال	۲
" عبدالغفور صاحب کتب خانہ جامعہ حیدرآباد	۳	" شیخ نبی بخش صاحب پونچھ	۱
" محمد عثمان شریف صاحب تانگر	۲	" عبدالرب صاحب گوجرانوالہ	۱
" محمد زمرد خان صاحب فتح جنگ	۳	" عبدالقادر صاحب جشپور	۱
" محمد اسعد اللہ صاحب آئی جی پی آفس	۲	محمد توحید الحق صاحب	۲
" محمد شفیع صاحب میانگجیا مرتبان	۲	" مولوی ریاست علی صاحب قلعہ والی	۵
" محمد حسین صاحب میٹرم	۴	شیخ عبدالرزاق صاحب دہرم پور	ایک
" حکیم محمد مقبول صاحب صفدپور گوٹیا	۱	" سید عبدالرحیم صاحب فرخ آباد	۱
" شیخ فریدالدین صاحب نزاولی	۱	" محمد اکبر صاحب سرسی کنارہ	۱
" شیخ آدم شیخ عثمان صاحب بلاسپور	۱۴	" محمد حسین شریف صاحب	۱
" مولوی نور محمد صاحب چک مجاہد	۲	" سید غلام حسین صاحب خلف عالم	۱
" حکیم علی حسین صاحب شاہدرہ	۳	" مولوی حمیدالدین صاحب سندربار	۳
" ایم عبدالکریم صاحب ہوڑہ	۲	" صدیق احمد صاحب مانڈلے	۳
" حسام الدین صاحب تیار پور	۱	" محمد خلیل صاحب سرائے میرام شاہ	۲
" عبداللطیف صاحب ہوٹل والے	۲	" عبدالغابر صاحب چاندہ	۱
" شمشیر علی صاحب بر نتیج	۱	" محمد یوسف صاحب مجبوڑ فیض آباد	۱
" محمد شریف صاحب سترات	۵	" میرزا محمد بیگ صاحب گدوال	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب شیخ عثمان صاحب کیمسٹ ستھر	۲	جناب حاجی محمد عبدالکریم صاحب بمبئی	۱	جناب خضر [illegible] ابوالحسن صاحب [illegible]	۲	خورشید علی صاحب محرر [illegible] آرہ	۲
" مولوی ولی اللہ خانصاحب [illegible]	۲	" حسن حسین صاحب مختار سکندرآباد	۲	" محمد انوارالحق صاحب سب انسپکٹر [illegible]	۲	نثار احمد خانصاحب بہرام پور	۲
" ماسٹر محمد ابراہیم صاحب سیوی	۲	" محمد یوسف خانصاحب وکیل چھوٹی [illegible]	۱	" مولوی سید احمد صاحب وارثی پٹنہ	۴	" عبدالمجید صاحب بھوپال	۲
" مولوی عبدالکریم صاحب شکارپور	۳	" محمد سلطان صاحب کوئٹہ	۱	" مولوی حسن بہائی صاحب [illegible]	۱	" عبدالکریم صاحب تاجر ناسک	۲
" مولوی اشتیاق علی صاحب [illegible]	۳	" سید اکبر شاہ صاحب [illegible]	۱	" ایس [illegible] خانصاحب بنگلور	۴	" سید گلاب شاہ صاحب بخاری	۱
" حافظ نور محمد صاحب سیتاپور	۱	" ڈاکٹر میرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب	۱	" محمد شفیع صاحب روشن آرا دہلی	۱	" منشی محمد حسین صاحب [illegible]	۱
" مولوی ذوق علی صاحب بارہ بنکی	۶	" ایچ سید نور صاحب بنگلور	۲	" سید عبداللہ صاحب [illegible]	۱	" [illegible] صاحب وثیقہ اکولہ	۳
" ٹی ایس محمد مینا صاحب [illegible]	۲	" سید شفیع الحسن صاحب کھیری	۱	" محمد قاسم صاحب مرچنٹ کلکتہ	۲	" مولوی امتیاز حسین صاحب گونڈہ	۲
" [illegible] خانصاحب کرناٹک	۳	" جناب حکیم محمد زاہد صاحب دیوریا	۱	رشید احمد صاحب لاہور	۱	" عبدالقادر صاحب حیدرآباد	۱
" حافظ عبدالسبحان صاحب سیتاپور	۱	" منشی نبی عالم خانصاحب [illegible]	۱	غلام دستگیر صاحب [illegible]	۱	محمد یعقوب بیگ صاحب [illegible]	۲
" شیخ سرفراز احمد صاحب گیان پور	۲	" شیخ احمد یار صاحب [illegible]	۱	" مقصود حسن صاحب [illegible]	۱	سید عبداللہ صاحب اورنگ آباد	۲
" بابو عبدالعزیز صاحب [illegible]	۵	" عبدالمجید خانصاحب [illegible]	۲	" حافظ نبی رضا صاحب سیتاپور	۲	خواجہ بشیر الدین صاحب حیدرآباد	۳
" بابو محبت علی خانصاحب [illegible] پور	۴	" شیخ احمد شیخ محمود صاحب [illegible]	۲	" خواجہ محمد محمود صاحب میسور	۳	میرزا عبدالعزیز صاحب کارک	۲
" محمد داؤد خانصاحب دہلی	۲	" محمد حفیظ صاحب پٹواری [illegible]	۱	" شمس الزمان صاحب مظفرپور	۲	حکیم ایچ اے کرمانی الہ آباد	۸
" عبدالعزیز صاحب رانچی	۲	ابن اشرف زین الدین [illegible] پور	۱	" محمد عبدالرحمن صاحب [illegible]	۳	خدابخش صاحب مدرس [illegible]	۱
" محمد یعقوب بیگ صاحب [illegible]	۳	" سید محمود شاہ صاحب غزنوی قریشی	۱	" محمد اسداللہ صاحب مدراس	۳	نذیر احمد خان صاحب گورداسپور	۲
منشی عبدالحی صاحب [illegible] گنج	۲	" محمد [illegible] بیگم صاحبہ خلیل آباد	۳	" مولوی ہدایت اللہ صاحب محبوب نگر	۲	وزیر خان صاحب [illegible]	۳
" انعام الحق صاحب چوہدری [illegible]	۲	" محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۱	" منشی عبدالرحمن صاحب [illegible]	۲	" سید قمرالدین صاحب [illegible]	۱
" شیخ اللہ خانصاحب [illegible]	۱	" شیخ حفیظ اللہ صاحب [illegible]	۲	" نور احمد صاحب [illegible]	۱	شیخ [illegible] الدین صاحب [illegible]	۱
" منشی محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱	" [illegible] صاحب [illegible]	۲	" ملک سوندھے خانصاحب کلکتہ	۲	" عبدالخالق صاحب [illegible]	۲
" [illegible] رب نواز خان ڈیرہ [illegible]	۱	قاضی [illegible] الدین صاحب بمبئی	۲	" محمد خانصاحب [illegible] کراچی	۳	" محمد یاسین صاحب وارثی [illegible]	۵
" محمد نور صاحب لودہران	۱	شیخ نظام الدین صاحب چشتی [illegible]	۵	" علی اصغر صاحب نائب مدرس [illegible]	۱	" عبدالوہاب [illegible] صاحب [illegible]	۲
" محمد محبوب خانصاحب محبوب آباد	۲	" سید پیر شاہ صاحب ڈیرہ غازی خان	۲	" مولوی غلام رسول صاحب [illegible]	۳	" سید جعفر صاحب [illegible]	۲
" ایس محمد حسین صاحب [illegible]	۵	" خانصاحب محمد صدیق صاحب [illegible]	۲	" عبدالقادر صاحب کمپونڈر [illegible] گنج	۲	" حافظ نور حسین صاحب بلارم	۱
" سعید الدین صاحب [illegible]	۱	" ایس ایم وصی الدین صاحب بمبئی	۲	" مولوی محمد شاہ عالم صاحب رائچور	۶	" محمد اشفاق صاحب [illegible]	۳
" مولوی عبدالحکیم صاحب مندسور	۱	" محمد صدیق صاحب اینڈ سنز [illegible]	۱	" سعید الرحمن صاحب دیگھا گھاٹ	۱	" محمد قسیم الدین صاحب [illegible]	۳
" سید مظفر حسین صاحب [illegible]	۲	دانش علی صاحب [illegible]	۱	" حافظ محمد ظہیر صاحب نان پارہ	۳	" ایم اے منشی صاحب شیرپور	۳
" امداد الدین صاحب [illegible]	۱	" عبداللطیف [illegible] صاحب [illegible]	۱	" عبدالرزاق صاحب سلطان پور	۳	" مولوی [illegible] الدین صاحب فیروزپور	۲
" ایس سراج الدین صاحب بلاسپور	۲	" [illegible]	۱	" مولوی عبداللطیف صاحب [illegible]	۱	" سی ایچ عبدالرحمن صاحب [illegible]	۴
عبدالقادر صاحب حیدرآباد	۲	" بابو [illegible] خانصاحب [illegible]	۱	" سید [illegible] صاحب [illegible]	۱	" مولوی عبداللطیف صاحب [illegible]	۵
" عبدالرحیم صاحب فتح آباد	۱	" [illegible] صاحب [illegible]	۲	" زین العابدین صاحب [illegible]	۲	" مولوی وزیر اشرف صاحب نظام آباد	۳
" اکبر خانصاحب [illegible]	۲	" [illegible] خان صاحب [illegible]	۵	" میرزا محمد سمیع جانی صاحب [illegible]	۱	" قادر بخش صاحب [illegible]	۱
" منشی محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱	" عبدالمجید خانصاحب روشن گنج گیا	۱	" قاضی رشید احمد صاحب پورٹ بلیر	۴	" حفیظ الدین صاحب [illegible]	۱
" اللہ [illegible] صاحب [illegible]	۲	مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲	" محمد یاسین صاحب [illegible]	۱	" مولوی سید قادر علی صاحب [illegible]	۱
" محمد یوسف [illegible]	۱	" محمد ظفر صاحب گڑھی حبیب اللہ	۳	" حاجی محمد حاجی عبداللہ صاحب بمبئی	۲	" مولوی [illegible] حسین صاحب باران	۲
" خواجہ [illegible] الدین محمد صاحب [illegible] آباد	۳	" ولی محمد صاحب باران کوٹہ	۱	" مولوی غلام محی الدین [illegible]	۱	" شیخ علی بخش صاحب [illegible] نگر	۲
" مولوی عبدالحق صاحب [illegible] پور	۵	" مولوی عبدالرحمن صاحب سکول [illegible]	۵	" محمد یوسف صاحب [illegible]	۱	" عبدالغفور صاحب [illegible]	۱
" سید عبدالباری صاحب بردوان	۲	" مرزا عبدالرحمن صاحب [illegible]	۲	" محمد اسماعیل صاحب چتوڑ	۴	**باقی آئندہ**	

امیر المومنین محی الملت والدین سلطان العلوم حضور نظام کا خاص اپنی تلاوت کیلئے منتخب کردہ اور پسندیدہ

پانچ ترجمہ والا قرآن مجید مع احسن التفاسیر کامل

یہ وہ قرآن شریف ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان اسلامی دنیا میں بھی کسی جگہ آجتک اتنی خوبیوں کے ساتھ ایسا قرآن مجید نہیں چھپا جیسا کہ سالہا سال کی محنت اور مسلسل کوششوں کے بعد بیشمار خوبیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے اس قرآن پاک کو مشہور علمائے ہند اور بزرگان دین نے بیحد پسند فرمایا ہے **ایک مسلمان کیلئے سب سے بڑی نعمت** مقدس کتاب کلام الٰہی ہے اور اگرچہ مسلمان مذہب اور احکام مذہب سے بہت بے نیازی برت رہے ہیں لیکن کلام مجید کی عزت و عظمت دلوں میں باقی ہے اور ایک غریب مسلمان گھر نے میں بھی دو چار قرآن شریف ضرور موجود ہوں گے لہذا تھوڑے سے ہدیہ پر آپ کو ایک بہترین کلام مجید میسر آجائے تو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو اس کے حاصل کرنے میں بالکل تامل نہیں کرنا چاہیے کیا زندگی کے ہزار ہا مصارف کے ساتھ سب سے زیادہ متبرک اور گرانمایہ نعمت کے لئے عمر میں ایک دفعہ کچھ خرچ کر دینا آپ کے لئے گراں ہے؟ اگر نہیں تو پھر ممالک محروسہ سرکار عالی کے مسلمانوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً اس قرآن شریف کو ضرور لینا چاہیے کیونکہ دہلی کے وردِ مسعود پر اعلیٰحضرت نے اس قرآن شریف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنی تلاوت کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے آپ دام ظلہ العالی صرف اسی قرآن پاک و تفسیر کا مطالعہ فرمایا کیجئے کیونکہ اس میں علاوہ فہم تا بر بسیط تفسیر ہے

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین تفسیر احسن التفاسیر کامل ہے جو نہایت مستند عام فہم مقبول علمائے ہے اور تمام قرآنی نکات و لطائف احادیث و روایات و مسائل مستند کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے اس تفسیر کا ہدیہ **تیس روپے** تک ہو چکا ہے اور اس وقت بالکل نایاب ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کی شرح اس کے مشرح الفاظ سے جو قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر وارد ہوئے ہیں نہایت خلاصہ اور دلچسپ پیرایہ میں کی گئی ہے معتبر اور مستند احادیث شریف اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور نادر مسلم الثبوت تفاسیر ابن جریر ابن کثیر معالم التنزیل وغیرہ وغیرہ سے وہ وہ نکات و لطائف انتخاب کر کے جمع کئے ہیں کہ پڑھنے والے کے سامنے سے تاریکی کا پردہ خود بخود اٹھتا چلا جاتا ہے اور ہر روایت کی صحت کا التزام حدیث زیادہ شان نزول کی روایت پر رہا ہے تمام محکم و متشابہ آیتوں کی توضیح ناسخ و منسوخ آیات کی تصریح اور حقیقت اس طرح درج ہے کہ خطرات و شبہات کا شائبہ تک باقی نہیں رہتا بہر زبان اس قدر سلیس اور شستہ کہ بچے اور عورتیں تک پڑھکر اچھی طرح سمجھ سکتی ہیں یہ تفسیر ہی ایسی بے نظیر چیز ہے کہ اس کو پڑھکر کلام الٰہی کے تمام مضامین و مطالب آپ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں اور ایک عالم کی طرح آیتوں کے مضامین سے آگاہ ہو جائینگے اس ہولناک اور پر خطر فتنہ ارتداد کے زمانہ میں آپ کا فرض ہے کہ اس تفسیر کو پڑھیں اور پڑھوائیں تاکہ مسلمان کو پڑھکر سنائیں پھر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات ایک بڑے سے بڑے علماء کی طرح دے سکیں گے اس کلام مجید میں حسب ذیل پانچ نہایت معتبر ترجمے ہیں پہلا ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ **دوسرا ترجمہ** فارسی از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی **تیسرا ترجمہ** اردو لفظی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی **چوتھا ترجمہ** اردو بامحاورہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی **پانچواں ترجمہ** اردو بامحاورہ از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث تھانوی مدظلہ العالی

دیگر خصوصیات (۱) ہر مقام پر بسم اللہ شریف خط طغرا جداگانہ شان سے لکھی ہے جس سے کمال کتابت ظاہر ہے (۲) قرآن شریف کے مضامین کی فہرست شروع میں دی گئی ہے تاکہ وقت گردانی میں دقت ضایع نہ ہو (۳) تفسیر قرآن کی فہرست مضامین بھی درج ہے تاکہ آپ کو مضامین کی تلاش میں دقت نہ پڑے (۴) اعمال اور وظائف قرآنی ہیں (۵) تمام سورتوں کے تعبیر خواب ہیں (۶) تمام سورتوں کے تعویذ القرآن درج ہیں (۷) مسائل القرآن (۸) فضائل القرآن (۹) آداب القرآن (۱۰) موز وقاف (۱۱) وہ مضامین جن سے غلطی اعراب سے کفر لازم آتا ہے (۱۲) حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری مبارک بھی شامل ہے (۱۳) کاغذ سنہری جس پر مصر کے نہایت قیمتی کلام مجید شائع ہوتے ہیں اور جو صرف کلام مجید ہی کے لئے مخصوص ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کیجئے اور مہربانی کر کے بتلائیے

کہ اس شان کا قرآن اتنی خوبیوں والا قرآن جس کے حاشیہ پر احسن التفاسیر پوری موجود تفسیر بڑی وہ جس کا ہدیہ تیس روپے ماہوار رہا ہو اور اب وہ بھی نایاب اور علاوہ ازیں ایک دو نہیں پورے پانچ ترجمہ اور وہ بھی ایسے اولوالعزم محدثین کے جنکے ثانی آجتک پیدا نہیں ہوئے پھر کاغذ بھی مصری یعنی خاص قرآن پیپر جو مصر میں قرآن شریف کے لئے مخصوص ہے ایسی خوبیوں کا ایمان نارنجی ہوتا ہے الغرض سبھی خوبیوں کے لحاظ سے اس کا ہدیہ کیا ہونا چاہیے۔

اس قرآن شریف کا ہدیہ پندرہ سال ہوا جب یہ پہلی مرتبہ پریس سے آیا ہے تو تیس روپے تھا اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا جس کی بہت زیادہ مانگ ہوئی یہ ایک ہی سال میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا جب دوسرا ایڈیشن چھپا تو چونکہ تجربہ مصروف موجود تھے اس لئے صاحب مطبع کو مجبور کر کے سب سے پہلے میں نے ہدیہ کم کرایا اور رفتہ رفتہ کم کراتے کراتے آپ کو تعجب ہوگا یہ بتلاتا ہوں کہ **مجلد چرمی اعلیٰ کا ہدیہ صرف ساڑھے بارہ روپے ہے** اب بھی ہم میں سے صاحب استطاعت حضرات نہ لیں تو سوائے مذہبی جمود کے اور کیا کہا جا سکتا ہے محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوتا ہے اس قرآن شریف کا تیسرا ایڈیشن سفید کاغذ بھی طیار ہو رہا ہے لیکن اس کا ہدیہ مجلد چرمی ۱۰ ہوگا علاوہ محصول ڈاک طلبی کے وقت کاغذ کی تشریح کر دیجئے مصری کاغذ والا ۱۲ سفید جرمنی کاغذ والا ۱۰ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ:- **مینیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی**

اکتالیس خوبیوں والا ایڈیشن ظاہری معجزنما

نئی شان کا قرآن مجید

جس کی ہر مسلمان کو ضرورت ہے

مقدمہ میں ایسی خوبیاں کہ جن کا مطالعہ مبلغین اسلام اور سچائی کے متلاشیوں کے لئے بیحد ضروری ہے اور خوشخط روشن صاف چھپائی نفیس کاغذ تقطیع متوسط ۔ (۲) اچھا صحیح اور مستند حکیم الامتہ مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہ العالی کا سلیس عام فہم ترجمہ اور حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ اس کلام مجید میں حسب ذیل اکتالیس سے زائد ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔

(۱) ہر پارہ کے شروع میں مقامات مقدسہ کا نقشہ مع حالات دیا گیا ہے چنانچہ کل نہایت اعلیٰ قسم کے تین نقشے فن مصوری کا نمونہ ہیں۔

(۲) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو نیز فہرست رکوعات کو آیات قرآنی جس کے ساتھ نزول کے اعتبار سے سورتوں کی ترتیب درج ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلے کونسی سورت نازل ہوئی (۳) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۴) حضرت مولانا اشرفعلی صاحب کا ترجمہ (۵) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ حاشیہ پر

(۶) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذ جو اولیاء اللہ کے معمولات ہیں (۷) تعبیر نامہ خواب (۸) فضائل قرآن پاک (۹) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے (۱۰) قرآنی مسائل (۱۱) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۱۲) ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ ربط (۱۳) تلاوت قرآن کا طریقہ اور قرأت کے اصول جسکے سمجھنے کے بعد غلطی نہیں ہوسکتی (۱۴) چند ایسے مقامات کا ذکر جہاں کا املا اور ہے اور تلفظ اور جو خاص کر ہندی قرآن خوانوں اور بچوں کے لئے مفید ہے (۱۵) پیغمبروں کی دعائیں (۱۶) ان انبیاء کرام کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۷) ان پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۸) ان اخروی مقامات کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۹) ان ستاروں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۰) ان شجروں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۱) رموز اوقاف (۲۲) وہ خاص درود شریف جو اولیاء اللہ سے منقول ہے (۲۳) قرآن مجید کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مختلف ادیان و مذاہب کی کتب پر فوقیت کا عقلاً و نقلاً ثبوت (۲۴) وہ مقامات جہاں اعراب کی تبدیلی سے کفر لازم آتا ہے (۲۵) بسم اللہ شریف ہر جگہ نئی شان سے لکھی گئی ہے۔

(۲۶) سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ملک کے مشہور و نامور استاد منشی عبدالغنی صاحب دہلوی خلف الرشید جناب منشی ممتاز علی صاحب نزہت رقم مہاجر مکی نے اسے بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ لکھا ہے (۲۰) دہلی کے اکثر علماء فضلاء حفاظ و قراء نے تصحیح میں حصہ لیا ہے جن کی دو مہریں ثبت ہیں (۳۲) ان انبیاء کے القاب کا بیان جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے (۳۳) اس امر کا ثبوت کہ کلام مجید ملک عرب میں رسول عربی پر کیوں نازل ہوا۔ (۳۴) قرآن کے ظاہری و باطنی آداب (۳۵) آنحضرت صلعم کی سوانح عمری۔ (۳۶) قرآن کے عملیات (۳۷) قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت (۳۸) قرآن سمجھ کر پڑھنے کے احکام اور فضیلت (۳۹) قرآن کے نقش اور ان کے عامل ہونے کی ترکیب (۴۰) قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہیے (۴۱) عرب کے اس تاریخی زمانہ کا بیان جس کا قرآن کے نزول سے تعلق ہے۔

قیمت مجلد حرمی رعایتی تین روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دُعائیں

اس کے بتائے ہوئے طریقوں سے ہر دعا بہت جلد مقبول ہو جائے گی ان شاء اللہ! دعا ہی ایک ایسی بابرکت عبادت ہے کہ عاجز و بیکس بندہ اس کے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں شرف باریابی حاصل کر کے جو کچھ مراد مانگتا ہے وہ پوری ہوتی ہے لہذا ہم نے بڑی محنت و جانفشانی اور زر کثیر صرف کر کے یہ دعاؤں کا مجموعہ تیار کیا ہے تاکہ ہمارے بے استطاعت اور کم علم والے بھائی اسے پڑھ کر حسب مراد دعائیں مانگیں اور اپنے دلی مقاصد میں کامیاب ہو کر ہمیں دعا میں یاد رکھیں اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبوی صلعم اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پاک وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہوگا کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جنہیں خود باری تعالیٰ نے اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو جناب رسالت مآب نے خود مانگیں اور صحابہ اور اپنی ازواج مطہرات اور مقدس بیٹیوں کو تلقین فرمائیں اور وہ دعائیں بھی درج ہیں جو کاملین اور اولیاء اللہ اور صلحاء امت نے اپنے خاص مریدوں کو تلقین کی ہیں جب خدا کی اپنے مقدس رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں اور حضور صلعم کے صحابہ کو پڑھائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان دین کے خاص وظائف اپنے اندر اثر و قبولیت نہ رکھیں نعوذ باللہ منہا ان کا اثر ضرور ہے اور ان کا مقبول ہونا یقینی ہے اس کتاب کی تمام خوبیاں تو آپ کو دیکھنے سے معلوم ہوں گی مگر آپ کی رہنمائی کے لئے مختصر فہرست لکھی گئی ہے۔ فضیلت دعا و ذکر۔ قرآن شریف و احادیث رسول سے اس کا ثبوت آداب دعا۔ آنحضرت کی دعائیں بی بی عائشہ صدیقہ۔ حضرت فاطمہ۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت بریدہ۔ حضرت قبیصہ حضرت ابو درداء حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت عیسیٰ حضرت خضر وغیرہ اور دیگر بزرگان کی دعائیں اور دعا مانگنے کے طریقے درج ہیں آیات و احادیث اور عربی دعاؤں پر صحیح اعراب اور ان کے مقابل عام فہم سلیس اردو ترجمہ

قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ

مع تفسیر کامل اردو

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے زیادہ گویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ایسی بہترین چھپائی جو عکسی چھاپہ خانہ کو نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نکتہ کی ذمہ داری تمام طرز سجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم المصحف کے مطابق ہو اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کل کوشش اور زر کثیر خرچ ہوا ہے اس قرآن شریف کا ترجمہ اول شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنی بتلاتا ہے دوسرا ترجمہ حکیم الامت قرآن کے ظاہری و باطنی علوم کے ماہر حضرت مولانا اشرف علی صاحب قادری تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے ہر دو ترجمے ان اغلاط اور خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند حضرات کے ترجموں میں موجود ہیں اور خوبی یہ کہ اس کے حاشیے پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر ابن جریر۔ درمنثور خازن۔ مدارک۔ موضح القرآن از شاہ عبدالقادر رفواک مسند حاکم ابن مردویہ۔ ابن ابی حاتم مسند بزار مسند امام احمد اسباب وشان نزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ اور تمام کتب احادیث مثل البخاری ترمذی وغیرہ وغیرہ کے خلاصے و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ ایسی عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے جو آجتک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے اس قدر زر کثیر خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں تمام احکام قرآن جملہ قصص و کل تاریخی واقعات ذکر اولین و آخرین اور قرآن کے جملہ ظاہری و باطنی اشارات اور شان نزول ربط آیات خواص قرآن ناسخ و منسوخ کی کامل تفصیل ہو اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پر اس مضمون کی سرخی دیگئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے اور نیز بحوالہ غرائب القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت ترکیب کا بیان ہے ہر پارہ و ہر منزل جدا جدا اور نقش و نگار سے آراستہ ہر بسم اللہ خط عجائب نگار سے تحریر ہے اس کی صحت ماہر حافظوں کی معرفت سجاوندی و قرآن کے دیگر قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے جملہ اوقاف سجاوندی کے مطابق ہیں نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں۔

حصہ اول میں حضرت آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانح عمری اور ان کے حالات اور ان کی امتوں کے حالات میں اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپکے خلاف انجام دی تھیں اور آپ کے وہ تمام خطوط مع ترجمہ درج ہیں جو آپ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں۔

حصہ دوم میں فضائل قرآن در اسرار

حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ قادریہ و سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے مخفی اعمال قرآن و خواص اور جملہ سورتوں اور آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں و تعبیر خواب و ترکیب فال سند کے ساتھ درج ہیں۔

حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون کا آیت اشارہ میں نکل سکتی ہے

حصہ پنجم میں قواعد قرأت کا بیان عربی و اردو ہر دو خط بجائے خوشخط اور خوشخطی کے جملہ رموز کے مطابق ہیں کاغذ اول نمبر و بیز چکنا : لایتی ایک کوالٹی کا ہے جو نہایت آبدار ہے ۲۰ + ۲۶ ۸/۱ صفحات مع مضامین متعلقہ ۹۲۸ اس کے علاوہ یہ قرآن کا معاملہ ہے جس میں ہمارے اور آپ کے درمیان صرف ایمانداری کا واسطہ ہے اگر مطابق اشتہار نہ ہو تو بذریعہ وی پی کارخانہ کے نام روانہ فرما کر اپنی قیمت مع محصول وصول فرمادیں۔

اب تاندہ ترین چھپ کر تیار ہو گیا ہے قیمت و ہدیہ کاغذ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل ہے اول نمبر چکنا سفید دبیز کاغذ حناشدہ مجلد پانچ روپے۔

محصول ایک قرآن شریف پر ایک روپیہ دو قرآن شریف پر ایک روپیہ دس آنے تین قرآن شریف پر دو روپے لگتے ہیں۔

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

معجز نما

پنج سورہ

مترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین مرحوم

اور خواص و فضائل و اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول اور ربط آیات تفسیر کامل از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی یہ عجیب و غریب مجموعہ ہے آجتک اس شان کا مجموعہ ہندوستان تو کیا دنیا بھر میں نہیں چھپا ۱۶۸ صفحے ضخامت اور تقطیع ۲۰ ۸/۱ ۲۶ چھپائی ایسی صاف کہ ایک ایک نقطہ درخشاں کاغذ نہایت سفید مضبوط و دبیز اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں:۔

سورہ یاسین	سورہ رحمٰن	سورہ فتح
سورہ واقعہ	سورہ ملک	سورہ مزمل
سورہ نوح	سورہ جن	سورہ کہف
سورہ فلق	سورہ والناس	ان سب

سورتوں کا ترجمہ لفظی ہے اور تفسیر کامل ہے اور عملیات و وظائف بہت درج ہیں ان کے علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد سلسلہ نام بزرگان چشتیہ سلسلہ نام بزرگان قادریہ درود کبیر مصنفہ حضرت غوث الاعظم کے تمام حواشی رسیلی ہیں اور بہت سے سلسلہ بسلسلہ عملیات اس میں درج ہیں جلد پوری پارچہ کی ہے خوشنما اور مضبوط ہے فی جلد ۱۲؍ تین منگائیں تو فی جلد ۱۱؍ دس منگائیں تو فی جلد دس آنے کو ملیگی۔

محصول ایک جلد پر ۵؍
تین جلدوں پر ۹؍
دس جلد پر عمر

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

دین میں کچھ مزاحمت نہ کریں گے غرض عیاش اپنی ماں کی حبشی اور ان کا عذر بیان سنکر اتر آئے تو ان کو نیزوں نے ایک چمڑے کی رسی سے خوب باندھ لیا اور ہر ایک نے سو سو درے

[illegible]

دالمحصنت ۱۴۹ النساء۴

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا وَمَنْ

اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص

عاشقان آلہی کے لئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ و مفسرہ مولیا عاشق آلہی تفسیر و ترجمہ مصدقہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس سرہ

۴۲ خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حمائل آجتک نہیں چھپی تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جاسکتی ہے اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں (۱) یہ نو سطری حمائل ہے اس لئے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے جو مدرسہ دیوبند کے ایک فاضل مولوی ہیں (۳) اس کی تفسیر حمائل قلمی لباب منقول بخاری شریف جلالین شریف بیضاوی شریف موضح القرآن فتح الرحمن عزیزی مظہر العجائب مدارک التنزیل اتقان ابن کثیر سے ماخوذ ہو اور سب کے حوالے مع صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) آیات قرآنی کا سمجھنا چونکہ اسباب نزول پر موقوف ہے اس لئے تمام آیتوں کا شان نزول درج (۷) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۸) خاص آیات اور تلاوت سورۃ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد پڑھنے کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۹) سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں لکھی ہے لیکن تنزیل جدا ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے (۱۲) ربع نصف ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۳) جن خاص سورتوں کے خاص موقعہ پر جس دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۵) قرآن شریف کے غلط لہجہ اور گناہ پڑھنے کی تنبیہ (۱۶) چونکہ طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لئے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۷) قرآن مجید میں جن انبیا کا صراحتاً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۸) نبی اخرالزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۹) ازواج رسول کریم کے حالات (۲۰) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۱) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور کام (۲۲) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۳) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۴) کفار کے نام جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات (۲۵) قبائل کے نام و حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۶) القاب انبیا و القاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۷) دنیاوی مکان اور مقامات جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۸) اخروی مکان و مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۹) وہ ستارے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۳۰) پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۱) ان بتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۲) رموز قرآن اور ان کی وجہ تسمیہ (۳۳) سجدہ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۴) صفحات ایک ہزار صفحات کے قریب ہے (۳۵) آخر میں حضرت مولانا محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ و تفسیر درج ہے (۳۶) شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ مع حالات و سن وفات (۳۷) صحت کے بڑے حافظ ضامن ہیں جن کا مقدمہ میں ذکر ہے (۳۸) تقطیع مولوی کے سفر کی نصف ہے (۳۹) بہت کمیاب ہے دہلی میں صرف دفتر رسالہ مولوی میں ملتی ہے (۴۰) کاغذ سفید ولایتی چکنا (۴۱) جلد لفرکی کا رہے (۴۲) حواشی باوجود باریک ہونے کے بہت صاف چھپے ہوئے ہیں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سستی اور رمضان المبارک کی رعایت پر ہدیہ کی بہاریہ ہے جو لاگت سے بھی کم ہے ہدیہ رعایتی صرف

مجلد چرمی للعہ محصول ۱۱ر

پتہ:- حمیدیہ پریس - دہلی

اب بچوں کی عمر بیفائدہ ضایع نہ ہوگی کیونکہ

خاتم القواعد

یعنی عربی کا بہترین جدید قاعدہ چھپکر شایع ہوگیا یوں تو بچوں کے واسطے علاوہ بغدادی قاعدہ کے اور بہی صدہا قاعدے چھپ چکے ہیں لیکن ختم القواعد کو جس قدر آسان اور سریع الفہم بنایا گیا ہے وہ مصنف کی قابلیت کا صحیح نمونہ ہے یہ مصنف حقیقت میں ایک پختہ کار اور تجربہ کار معلم ہیں جنہوں نے اپنے تیس سالہ تجربہ کی تمام آسانیاں جو ہو سکتی ہیں ممکن نہیں سب اس میں بھر دی ہیں اس میں ذرا بہی شبہ نہیں کہ اگر اس قاعدہ کو بچہ کے ذہن نشین کر دیا جائے تو اس کے لئے قرآن پڑھنا بالکل سہل ہو جاتا ہے اس کے جتنے چھوٹے بڑے اسباق ہیں سب کے سب قرآن پاک سے ماخوذ ہیں مصنف کا دعوی ہے کہ دو ماہ میں ہر بچہ اس قاعدہ کے ذریعہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے اگر غبی اور کند ذہن ہو تو تین مہینے بعد یہ قاعدہ ختم کر کے قرآن شریف بے تکان پڑھ لیگا اس قاعدہ کی ایک خصوصیت یہ بہی ہے کہ اس میں پڑھانے کی ترکیب بہی لکھی گئی ہے اور آخر میں نماز اور قرآن کی آسان صورتیں آیۃ الکرسی وغیرہ بہی ہیں تاکہ قاعدہ پڑھنے کے دوران میں ہی نماز سے بہی واقف ہو جائے یہ ۴۲ صفحہ کا قاعدہ ہے ۔ اسباق تعلیمی اور ۱۴ اسباق عبارتی ہیں قیمت مع محصول ڈاک وغیرہ ایک روپے کے نونسخہ اور بلا محصول ڈاک ایک روپے کے سولہ عدد ایک روپے سے کم کا ویلیو پی روانہ نہ ہوگا ورنہ اور کسی کتاب کے ساتھ منگا لیجئے ۔

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس - دہلی

سب سے بڑا قرآن شریف

جو صرف ہندوستان ہی میں نہیں دنیا بھر میں بے نظیر ہے صرف حمیدیہ پریس دہلی میں ملتا ہے اور اب دوبارہ اس کا چھپنا ناممکن ہے کیونکہ اتنا سرمایہ کون لگا سکتا ہے جو یہ قرآن شریف چھپوائے۔ نور اسلامیہ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ مرحوم نے ۱۹۱۰ء میں چھپایا تھا اور اس کی ہمت تھی تو آج یہ تاریخی قرآن عوام تک پہنچ گیا پہلے اس کا ہدیہ تین سو روپے تھا لیکن اب کمپنی مذکور کے ورثاء کے انتشار نے اس کو اس قدر کم ہدیہ پر دلوا دیا کہ آج مجلد چرمی لپشتہ صرف اٹھتر روپے میں مل جاتا ہے یہ اتفاقی صورت اور آخری چانس ہے نہ آئندہ کوئی چھپوائیگا اور نہ اس کی لاگت ہی ایسی ہو سکتی ہے جو اٹھتر روپے کو مل جائے بہر حال اس نعمت غیر مترقبہ کو لوٹ لیجئے جس قدر جلد ہو سکے منگا لیجئے یہ حسب ذیل صفات کا مجموعہ ہے

کتابت اس قدر جلی کہ میں نے خود پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا اور ذرا بھی دقت نہیں ہوئی تحریر استاد الاعظم مولوی عبد الغنی صاحب کی ہے

طباعت اس قدر سیاہ چمکدار دیدہ زیب کہ باوجود کہنہ سالی کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی چھپا ہے یہ بہت بڑی بات ہے ایسی چھپائی نا پید ہے

صحت یوں سا ہیر تو جس قدر چاہے لگا دی جائیں لیکن حقیقت میں صحت بس اسی قرآن کی ہے کہ کوئی اعراب کوئی جنبش کیا بال برابر بھی بیجا نہیں۔

ترجمہ دہلی کی ایک مقتدر جماعت جس میں احناف و اہلحدیث دونوں شامل تھے اس کی مترجم ہے اور باعتبار سلاست زبان مرزا حیرت صاحب مرحوم اس کے مصحح تھے۔

تفسیر جلالین ابن کثیر خازن اور علامہ عبدہ مصری کی تفاسیر کا نچوڑ اس قدر عام فہم کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کو بآسانی سمجھ لیا ہے بسیط اس درجہ کہ اگر تفسیر الگ چھاپی جاتی تو دس روپے سے کم میں نہ ہوتی تفسیر و ترجمہ کی تو بھی اس قدر جلی ہے جیسی درسی کتابیں ہوتی ہیں۔

کاغذ سفید ولایتی بھی ہے اور دیسی حنائی بھی سفید کاغذ گو آب و تاب میں اچھا ہے لیکن اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے کمزور ہے حنائی چونکہ دیسی ہے اس لئے ویسا ہی کڑاکے دار ہے جیسا روز اول تھا ہدیہ دونوں کا برابر مجلد چرمی لپشتہ اٹھتر روپے علاوہ محصولڈاک۔ محصول ڈاک فی قرآن شریف کا سات روپے اور حنائی قرآن شریف کا دو روپے پانچ آنے ریل کے ذریعہ کم از کم دو جلدیں منگائیے کیونکہ ریل کے کرایہ کے چھ روپیہ ایک پارسل پر خرچ ہو جاتے ہیں۔

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

روح المعانی یعنی تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھکر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں جن کو آپ بھولے ہوئے خواب کی طرح جانتے تو ہیں لیکن ان کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپکے اندر مذہبی روح پیدا کر دے گی اور آپ کے عقائد و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دے گی اور جو اشخاص قطعی لا مذہب ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنا دے گی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ نجات کا راستہ مل جائے تو کتاب روح المعانی کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لیے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کم وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھکر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حسن معانی کے اعتبار سے اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ اس وقت عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی نہیں نظر آتی آیتوں کا ترجمہ سبب نزول مطالب کی تشریح غرض ہر چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے قیمت دس آنے ضخامت ۱۱۲ صفحے

مختصر فہرست کتاب روح المعانی

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر۔ سائنس اور خیالات۔ خدا کی ہستی کے عقلی دلائل۔ اسلامی عقائد کی روشنی میں۔ ملائکہ اور جنات۔ انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی۔ انبیاء کرام کی فطری طاقتیں۔ عذاب قبر کا عقلی ثبوت۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ وحی اور سائنس وحی کی حقیقت نجات کی راستہ۔ صداقت رسول کے عقلی دلائل۔ قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے۔ بسم اللہ کی تفسیر۔ خدا پر کبھر بہر۔ زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ۔ اسلام اور وحدت۔ جہاد کی غرض و غایت۔ رسول عربی کا رحم و کرم۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ ارواح کے انکشافات۔ سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے۔ بعض اسرار و معارف۔ وحدت و نبوت کی تعلیم۔ اسلام کا مقصد اولین۔ تناسخ کا مرکز اسلام ہی اسلامی پروگرام۔ روح کی لطافت اور کثافت۔ منزل عشق۔ عبادت کے معنی۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معرا سستی حمائل

سفر میں حضر میں بہت آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے اگر آپ کو حمائل شریف کی ضرورت ہو تو معریٰ سستی حمائل شریف منگا لیجئے یہ حمائل باعتبار حسن کتابت عربی کی دستکاری کتابت کی بہترین مظہر ہے اس کی انداز تحریر یہ ہو رہی ہے جو پڑھنے میں سب سے آسان ہوتا ہے اعراب بالکل صحیح حروف کشادہ الگ الگ چھپائی بہت صاف کاغذ باریک ولایتی چکنا بہت مضبوط ہدیہ مجلد پارچہ بندی صرف چودہ آنے اس سے سستا اس سے اچھا اس سے زیادہ صحیح اس سے بہتر لکھی ہوئی اس سے بہتر صاف چھپی ہوئی اس سے عمدہ کاغذ کی حمائل کم از کم دس سال سے بازار میں نہیں آئی اس کے ابتدا میں ایک مقدمہ بھی ہے اس کا اصل ہدیہ مجلد پارچہ ایک روپیہ ہے یہ صرف حمیدیہ پریس ہی کا کام ہے کہ وہ حتی الامکان قرآن شریف تو تقریباً بلا نفع ہدیہ کرتا ہے مجلد مجلد ۱۲ مجلد چرمی ۱۴ چرمی مجدول ایک حمائل ۵ اور تین حمائل ۸ روپیہ ہے حمیدیہ پریس۔ دہلی

جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب اچھے اور بروں میں امتیاز ہو جائے گا جب وامتازوا الیوم ایہا المجرمون کا نعرۂ جگر شگاف بُرائیوں اور بھلائیوں ظالموں اور عادلوں نیکوکاروں اور گنہگاروں مسلمانوں اور کافروں عالموں اور جاہلوں زاہدوں اور رندوں کو کائی کی طرح پھاڑ کر علیحدہ علیحدہ کردے جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب ہوگا اس وقت یہ بات قابل شنوائی نہ ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے یا ہم نے اس کو جرم ہی سمجھا نہیں کیا یا ہم کو کوئی بتانے والا نہیں تھا ہم میں مذہب کی معلومات قدرت نہیں تھی کیونکہ **قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتی** مگر جب اس کا فضل ہو جائے اس کی رحمت سہارا ہو جائے اس کی رحمت سہارا ہو جائے لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں کہ سب کچھ کرلے گی اور واقفیت نہیں پیدا کرتے تو مذہبی معلومات سے ہمارے کتنی نہ خالی ہیں خاص مذہبی کتابوں سے ہمارے مطالعہ محروم ہیں تو مسائل شرعیہ ہمارے حافظہ سے مفقود ہیں اے کاش ہم مسلمان ہو کر اسلام کے لئے کلنک کا ٹیکا نہ بنتے ہمیں ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر سے ہمیں ذوق ہے تو صنفی کتابوں سے غزلوں سے ناولوں سے بے سروپا افسانوں سے اگر دن میں چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور اگر وہ بھی ہر روز نہ ہو سکے تو دوسرے اور تیسرے روز یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے وقف کردیں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو ضرور پہنچ جائے کہ احکام شریعت سے واقف ہو جائیں مصروف مسلمانو جس پر تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لئے خدارا کچھ تو وقت نکالو بڑی بڑی ضخیم عربی کتابیں پڑھ سکتے اور نہ پڑھنا اس قابل فہم ہیں پرانی اردو کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ تو ایسی کتاب تو پڑھ لو جو صدہا عربی کتب کا عطر ہے جو ہزارہا پرانی عربی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زمانہ کی آزاد زبان میں سب سے زیادہ اہم مستند حنفی عقائد کا بے بہا گنجینہ ہو اگر اس کتاب کو ایک دفعہ آپ نے سمجھ کر پڑھ لیا تو دائرہ اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہے گا جو آپ کے ذہن نشین نہ ہو جائے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جبری انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے **اسلامی تعلیم ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ عیکر**

باب العقائد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اولیاء اللہ
کتب الٰہیہ
صحابہ کی تعلیم
تقیہ صحابہ کون تھے
تردید مسائل
صحابہ نے اصول نحو کے
کس قدر مسائل ایجاد کیے
فرشتے ملائکہ
کفر و ایمان
قضاء و قدر
قیامت نفخ صور
حشر حساب و کتاب
جنت دوزخ پل صراط
باب الطہارت
وضو کا بیان
غسل کا بیان
موجبات غسل اور وضو
چھوٹے پانی
تیمم کا بیان
تیمم کی سنتیں

کس چیز سے تیمم درست ہے
موزوں پر مسح
مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے
اعضائے وضو پر مسح
صاحب عذر کا بیان
نجاستیں
نجاستیں پاک کرنا
استنجے کا بیان
حیض و نفاس کے احکام
کتاب الصلوٰۃ
اذان کا بیان
نماز کی شرطیں
نماز کے فرائض
نماز کے واجبات
نماز کی سنتیں
مستحب
احکام قرأت
قرأت کی غلطیاں
احکام امامت
لائق امامت
مسائل نماز

مسائل جماعت
نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز کو توڑنے والے
اسباب
نماز میں بھولنا
نماز کے سامنے سے
گذرنا
مکروہات نماز
نماز توڑنی کب ضروری ہے
جمعہ کے احکام
جمعہ کی شرطیں
نمازوں کا بیان
عیدین کی نماز
سجدہ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت
کسوف و خسوف

نماز استسقا
نماز خوف احکام مسجد
جنازہ کی نماز
میت کے جنازہ کی
روانگی
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
مسائل تعزیت
احکام شہید
کعبہ میں نماز پڑھنا
کتاب الصوم
روزہ توڑ دینا یا جبراً
روزہ کی قضا مع کفارہ
مکروہات روزہ
بیان سحری و افطاری
روزہ نہ رکھنے کی سزا
جائز معذرت روزہ
نفلی روزے
نذر کا بیان
احکام اعتکاف

متفرق مسائل
کتاب الزکوٰۃ
چاندی سونے کی زکوٰۃ
اونٹ کی زکوٰۃ
بکریوں کی زکوٰۃ
زراعت اور پھلوں
کی زکوٰۃ
زکوٰۃ کے مستحقین
صدقہ فطر صدقہ نفل
بھیک مانگنا جائز ہے
کتاب الحج
احکام حج
میقات
احکام احرام
احرام محرمات و
مکروہات
حرم میں داخلہ
طواف حرم و طواف
عمرہ
طواف کے کاروبات

طواف و سعی کے مباحث
سعی کی روانگی
عرفہ کا وقوف
وقوف منیٰ کے اعمال
حج تمتع و حج قران
حج کی قربانی
احکام حج میں قصور
جرموں کی تفصیل
قربانی کا قصور
وقوف عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
سعی میں قصور
بوس و کنار و جماع
خوشبودار تیل لگانا
بے سلے ہوئے کپڑے
پہننا
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا
شکار کرنا
شکار مارنا

حرم کے جانور کو ایذا
احرام کے مسائل
سفر کے مسائل
حج فوت ہونے کا بیان
حج بدل حج نذر
محرمات
وہ عورتیں جن سے
نکاح حرام ہے
احکام ولی
مسائل کفالت
وکالت نکاح
تمام مسائل
طلاق
طلاق صریح
طلاق کنایہ
تفویض طلاق
طلاق معلق
طلاق مریض
طلاق رجعی
طلاق مغلظ

عدت کا بیان
سوگوار ہونا
شوہر کی نامردی
پرورش اطفال
حقوق بیوی
حقوق شوہر
رسوم شادی
دعوت ولیمہ
پیدائش عقیقہ
ذبائح
حرام اور حلال جانور
نشہ والی اشیا
مہمان نوازی
لباس
لباس کا بیان
چاندی سونے کے برتن
اور معاشرت کے
تمام ضروری مسائل
حقوق
حقوق والدین
حقوق اولاد
اعزہ وغیرہ

میاں بیوی کا حق
رشتہ داروں کا
یتیم کا حق
مسکین مسافر کا حق
ہمسایہ
مہمان میزبان
احباب مجلس مریض
میت قبر
غرضکہ تمام مخلوق
کے حقوق جو ایک
مسلمان پر عائد
ہوتے ہیں سب
کا مل ذکر اس کتاب
میں ہے ایک کامل
و مکمل مولوی
جو اپنے ہر مذہب
کو مسلمان اور
سچا دیندار بنا
ہے۔ قیمت
مجلد چرمی ۳
مجلد پارچہ عیکر
بلا جلد اب نہیں

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

بیدار ہو جاؤ

نیند کے متوالو اے سونیوالو آنکھیں ملو ہوشیار ہو جاؤ تم کہاں ہو

خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

وہ دن سر پر آگیا ہے جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی وہ وقت نزدیک آگیا
ہے جس کے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے اور وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی
کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ خشیت سے لرزاں ہوگا تم سوتے ہو تمہیں کیا خبر کہ اس کی
علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بہت جلد پوری ہونیوالی ہیں
یہی **قیامت کا پروگرام** سنگا لو جب تم اس کو پڑھو گے اور سمجھو گے انشاءاللہ یقین
ہو گا کہ جس منزل سے تم گزر رہے ہو اس کا خاتمہ کتنا نزدیک ہے اور پھر اپنا پروگرام بناؤ اپنے
حالات پر نظر کرو اپنے افعال کا جائزہ لو اپنی معصیتوں کا حساب کرو اپنے لغزشوں
کا ہی غرض ہر چیز پر تبصرہ کرنے کے بعد فیصلہ کر دیکھیں نہیں یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم تم
ان نزر گذاشتوں کا محاسبہ کر سکیں ہم کیونکر اپنے مظالم کا قیاس کر سکتے ہیں جبکہ ہم کم
سے بڑے گناہ کرتے وقت ہم گناہ ہی نہیں تصور کرتے اگر یہ یقینی ہے کہ ہم کو ضرور
مرنا پڑے گا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب ہوگا تو

ساتھ ہی

تعزیرات دوزخ

کو لو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی تو معلوم ہوتا رہے کہ اس دفعہ میں یہ سزا
ملے گی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا جزائے خیر دے جنت میں
جگہ دے اور یہاں بھی ان کی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنادی
ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلادی ہے تعزیرات دوزخ میں ذیل کے گناہوں کی تفصیل و سزا ہے
شرک۔ ریا۔ سوء ظن بالمسلمین۔ غضب۔ کینہ۔ حسد۔ تکبر۔ خود بینی۔ بدعت۔ علم بے عمل۔ تقدیر
زمانہ۔ اہل اللہ سے عداوت اور صحابہ سے بغض۔ بد عہدی اور امانت میں خیانت
فحش اور لغو کلام کی کثرت۔ قرآن اور درود سے استغنا۔ بول و براز سے غفلت
اور غسل اور حیض کی فروگذاشتیں۔ نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی
نماز اور بد فالی۔ غیر شرعی زینت۔ ڈھنڈورا اور ماتم۔ نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام
زکوٰۃ صدقہ۔ لقطہ سوال اور بخل۔ روزہ کی فروگذاشتیں۔ حج اور اس کے متعلقات
نوکروں سے بد سلوکی۔ ناموں میں تفاخر۔ بیع شراء اور حرام کمائی سود
اور اس کے متعلقات۔ مال یتیم۔ حقوق ہمسایہ۔ فخر اور اونچے مکانات بنوانا
زمین غصب کرنا۔ جھوٹ۔ جھوٹی قسم کی گواہی۔ زنا اور اس کے متعلقات مسلم
آبرو ریزی۔ منافقت۔ تجسس۔ اور جھوٹا خواب میاں بیوی کو لڑوانا
نالہ کرنا۔ اسی طرح کے ۲۰۰ مضامین ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان
قیمت قیامت کا پروگرام ۴ر تعزیرات دوزخ ۱۰ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

علامہ شبلی کی کتابیں

سب زیادہ سستی کہاں دستیاب ہو سکتی ہیں جس سے پوچھئے یہی جواب ملیگا کہ

حمیدیہ پریس دہلی سے

سیرۃ النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات
کے متعلق بہت سے رطب و یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں
میں مذکور ہیں لیکن اس کتاب کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام
روایتوں سے قطع نظر کر لی گئی ہے اور صرف وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جو
قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن کی صحت میں کسی قسم کی شک و شبہ کی گنجائش
نہیں ہے تاریخ و سیر سے بھی وہی واقعات لئے گئے ہیں جن کی صحت و درایت کمزور
یا مشکوک نہ ہو **حصہ اول** از ولادت تا ختم سلسلہ غزوات مع مقدمہ اصلی قیمت
چھ روپیہ رعایتی للعہ **حصہ دوم** از ۸ھ تا وفات جملہ مفصل و مکمل حالات
اصلی قیمت پانچ روپے رعایتی ہے۔

الفاروق یعنی حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت صحابہ کی فتوحات
طریقہ حکومت عراق و شام اور مصر و ایران کی فتح کے واقعات حضرت
عمر کی سیاست اخلاق زہد عدل اور اسلام کی عملی تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی
یہ بہترین تصنیف ضخامت ۱۲۴۳ صفحات قیمت دو روپے رعایتی ۱۲ر

المامون یعنی خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد سلطنت کے حالات مولانا شبلی
مرحوم کی یہ پہلی تصنیف ہے جس میں ممدوح نے تاریخ اسلام کے
پر فخر عہد کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات قلمبند کئے ہیں جن سے دولت
عباسیہ کے عروج و کمال کے زمانہ کا مرقع آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ضخامت
۲۴۴ صفحے قیمت عہ رعایتی ۸ر

الغزالی امام غزالی کی سوانح عمری ایمان کا فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق اور تصوف
میں ان کے مجددانہ کارنامے امام غزالی کی اہمیت سے علمائے
اسلام میں کوئی شخص ناواقف نہیں ہے مگر ان کے حالات خیالات اور تحقیقات
سے کم لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان ان کو پڑھکر فائدہ اٹھائیں۔
ضخامت ۲۴۸ صفحے قیمت اصلی دو روپے رعایتی صرف ۸ر

سیرۃ النعمان امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل
فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے حالات فقہ حنفی
کی خصوصیات علم حدیث علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی قانون پر تبصرہ ضخامت
۲۴۴ صفحات اصلی قیمت عہ رعایتی ۸ر

مولینا روم اسلام کے مشہور صوفی متکلم جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری مع فضائل
و مناقب ان کے تصوف اور مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ قیمت عہ
رعایتی ۸ر

سفرنامہ روم و مصر و شام ۱۸۹۲ء میں علامہ شبلی مرحوم نے جو سفر کیا تھا اس کے حالات و
واقعات یہ سفرنامہ بہت مقبول ہو چکا ہے اردو ممالک اسلامیہ کا یہ پہلا سفرنامہ ہے
جس میں ٹرکی مصر اور شام کے علمی تعلیمی تمدنی حالات قیمت عہ رعایتی ۱۰ر مقالات شبلی
عہ رعایتی ۸ر آغاز اسلام رعایتی ۱ر حیات سعدی رعایتی ۲ر حیات حافظ رعایتی ۳ر

یہ تمام کتابیں **منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

آپکی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس سے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ اب تک آپ کی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا اگر آپ مقدمات سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں بھی رفع ہو جائینگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپکی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزار ہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ ولایتی سفید چکنا بہت بوڑھ ڈالا **قیمت صرف آٹھ آنے** حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا آپ کو رسول کریم کی زیارت

کا شوق ہے اور آپ مولائے کائنات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ عالیہ علمائے ہند کی لکھی ہوئی کتاب **رؤیتِ سید المرسلین** منگاکر پڑھیے اس کتاب میں درود شریف کے فضائل اس کا ثواب اور اس کے وہ طریقے بتلائے گئے ہیں جن سے زیارت حبیب اللہ یقینی ہے اور مولانا ممدوح کے سب مجرب ہیں۔ قیمت ۸ر

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے کتاب **تسخیر القلوب** منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا، زن و شوہر کو مطیع کرنا آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں فن تسخیر بتلایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں کتابت چھپائی بہترین قیمت صرف آٹھ آنے • منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہے

کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے اس کا لوگوں کے دل پر اثر ہو اس کی بات وزن رہے اور اس کے الفاظ ضایع نہ ہوں یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب آدمی بات کرنے کے فن سے واقف ہو ورنہ آپ کی گفتگو کا کوئی بھی اثر نہ ہوگا یہ وہ فن ہے جس کی آدمی کو ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں جادو بیانی ہو آپ کی گفتگو لوگوں کو مسخر کرے اور آپ کی بات اس درجہ شیریں ہو کہ آپ کے منہ سے ہر نکلا ہوا لفظ جادو کا اثر رکھتا ہو تو پھر آپ کو **فن خطابت** مطالعہ میں رکھنی چاہیئے یہی وہ کتاب ہے جس سے بالکل دیہاتی گنوار آج شہر کے زبان آور لوگوں کو پیچھا دکھا رہے ہیں اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الفاظ طلسم بن جائینگے ہر مجلس اور ہر محفل میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی عزیزوں ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بید دھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اس طرح آپ اپنے بڑے بڑے کام کر لیں گے معمولاً بھی یہ کتاب آپ کو اپنے اعزہ و احباب میں ہر دل عزیز کر دے گی قیمت ۸ر پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دنیا تمہاری مٹھی میں آجائیگی

اگر تم مصیبت اور پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اگر تم اس چارہ ساز کی غیبی قوتوں سے ناامید نہیں ہوتے ہو تو ہمت کرو میدان میں آگے بڑھو کامیابی تمہارے قدم چومے گی پریشانی راحت سے بدل جائیگی بے اطمینانی سکون سے مبدل ہو جائے گی بشرطیکہ تم **آیۃ الکرسی** کا عمل پڑھنا چاہتے ہو آیۃ الکرسی میں اسم اعظم ہے اور اس کا زبردست عامل آسمان کی پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کر سکتا ہے آیۃ الکرسی کے اعمال کی بدولت ہزاروں بیمار تندرست ہو گئے غریب امیر بن گئے آیۃ الکرسی کے عامل کی کوئی مشکل اٹکی نہیں رہتی غرضکہ آیۃ الکرسی کا عامل جمع جامع ہوگا اگر تم آیۃ الکرسی شریف کے عامل بننا چاہتے ہو تو پہلے اسم اعظم کے فضائل سے واقفیت حاصل کرو جو صحیح حدیثوں سے نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد آیۃ الکرسی کی تفسیر پڑھو تاکہ تم پر اسم اعظم کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور اس کے بعد آیت الکرسی کے نہایت صحیح اور مجرب اور زود اثر وظائف کے عامل بنو جن کے پڑھنے کے نہایت سہل طریقے

تفسیر و اعمال آیت الکرسی

میں نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۸ر

پتہ منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

حیرت نما قرآن مجید

مترجم

سب سے بڑی تفسیر والا ۲۴۲۰ سائز والا دہلی کی سلیس بامحاورہ ترجمہ والا

رعایت کا حیرت خیز نظارہ ہدیہ بجائے سات روپے کے سوا تین روپے

بڑی تقطیع کے قرآنوں میں اس کے برابر تو خیر کیا اس سے ڈیوڑھی قیمت پر بھی قرآن شریف بھی جبکہ آج کل نہ مل سکتا ہو، تو یہ مترجم بالتفسیر کامل قرآن شریف ہدیہ کرنا حمیدیہ پریس دہلی کی وہ خصوصیت ہے جس سے دہلی کے تاجران قرآن شریف اگر خفا ہو جائیں، تو یقیناً ان کا غصہ حق بجانب ہوگا، اور ان کا یہ خیال بھی درست ہوگا، کہ جب ایسا عجیب قرآن ان داموں میں مل جائے تو پھر چھوٹی تقطیع کے معرا قرآن شریف کون لیگا۔

قرآن شریف کی اشاعت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، اگر میں کم نفع لے کر یا بعض اوقات بلانفع قرآن شریف ہدیہ کر دیتا ہوں، تو اس میں تاجران کو تجارتی اصول مدنظر نہیں رکھنے چاہئیں آخر رسالہ مولوی بھی تو اسی شان سے شائع کرتا ہوں کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ میں چار سالانہ لاگت کا پرچہ دیتا ہوں

خوبیاں کیا کیا بتاؤں مجسم خوبی ہے۔ بڑی تقطیع ہے کاغذ موٹا مضبوط ہے، کتابت منشی محمد قاسم صاحب کی ہے، جن کی نظیر نہ عرب میں ہے نہ ایران میں، ترجمہ کی زبان بالکل ایسی ہے جیسے دہلی کے قدیم شرفا کی زبان تھی کہ پڑھنے والا سے یہ سکھاری کا حس کو ذرا بھی اردو آتی ہو گویا اردو میں وہ قرآن شریف پڑھ رہا ہے، ابتدا میں ایک مقدمہ بھی ہے، جس میں فہرست مضامین قرآن شریف ہے اور ہر مضمون کے متعلق قرآن پاک کی آیات کا حوالہ مع نمبر صفحات ہے بعض مضامین یہ ہیں مکمل تو قرآن شریف دیکھنے سے معلوم ہونگے مضامین، اصلاح عقائد، احیائے موتیٰ اور قیامت کا ذکر، دوزخ کے حالات، جنت کے حالات، فرشتوں کے حالات، آنحضرت کا نبی برحق ہونا، قرآن مجید کی حقیقت، نصائح و مواعظ قرآنی، دعائیں، مسائل نماز، مسائل زکوٰۃ، صدقات، مسائل حج، مسائل روزہ نکاح و طلاق، لعان، ایلا و ظہار، قسم اور کفارہ، میراث و وصیت، بیع و تجارت، مال و والدین اور اعزا کے حقوق، حقوق زوجین، غیر اقوام کے ساتھ معاملہ، آسمان و زمین، انسان کی پیدائش، آدم و حوا، ابلیس، ہابیل و قابیل اور تمام انبیا علیہم السلام کے فرداً فرداً حالات، سب سے آخر میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جامع و مبسوط حالات

اس کا مقدمہ موجودہ قرآن شریف کے مقدمات سے بالکل انوکھا ہے، یعنی مذکورہ مضامین کے تحت میں صرف آیات کا اور صفحات کا حوالہ ہے، اب آپ وہی آیت نکال لیجیے اور اس کی تفسیر سے تمام حالات معلوم کر لیجیے مشتبہ کی گنجائش نہیں، کہ کوئی بات موضوع نظر آئے میں تو یہی کہتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس مختلف ترجمہ کے قرآن شریف پہلے سے موجود ہیں، تب بھی اس کا نہ ہونا بڑی کمی رکھتا ہے، اور اس حالت میں کہ اسکا ہدیہ اب نصف کر دیا گیا ہے اسکا نہ خریدنا اگر مالی مجبوری نہ ہو تو بہت ہی افسوسناک ہے، یہی قرآن شریف پچھلے پانچ سال میں آٹھ روپے میں سینکڑوں ہدیہ کئے، اس دفعہ اتفاق سے یہ قرآن شریف سستے مل گئے اس لیے جلد کے نوٹ ناظرین تک پہنچا رہا ہوں، ہدیہ مجلد چرمی لیشتہ سوا تین روپے، محصول عہ کاغذ کہنہ سفید ولایتی بہترین کرائی، کل للعہ میں گھر بیٹھے آجائے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

معجز نما حمائل شریف

۲۷ خوبیوں والی — مجلد چرمی

مترجمہ و مفسرہ حضرت علامہ مولوی اشرف علی صاحب قبلہ تھانوی مد فیضہ

(۱) حروف کی خوشنمائی موتی کی آب سے زیادہ گویا پچ نگینے جڑے ہیں (۲) چھپائی ایسی روشن اور چمکدار دیکھاں کر قسطنطنیہ کی چھپی ہوئی حمائل اس کے آگے ماند معلوم ہوتی ہے (۳) صحت کا ایسا اہتمام ہے کہ لفظ کی غلطی کیا معنی نقطہ نقطہ زیر و زبر ہر چیز کی ذمہ داری، ہندوستان کے حفاظ تو درکنار مصر کے حافظوں اور نجد کے قاریوں کو بھی کوئی غلطی نہ نکال سکے حالانکہ یہ دنیا بھر میں تنقید کے لئے گئی (۴) فقط صحت ہی نہیں بلکہ کتابت میں یہ اہتمام ہے کہ اعراب ٹھیک حروف کے اوپر نیچے ہوں (۵) کاغذ ایسا سفید جیسا زیادہ سے زیادہ سفید آپ قیاس کر سکتے ہیں (۶) مضبوط ایسا کہ بگل ہٹ سکے، اس کاغذ کو خاص طور سے جرمنی سے منگایا ہے۔ (۷) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب قبلہ کا لیکن وہ نہیں جو سادہ چھپ چکا ہے، بلکہ اس کی نظر ثانی حضور ممدوح نے خود فرمائی ہے (۸) حاشیہ پر تفسیر کبیر، ابن جریر، درمنثور، خازن، ابن کثیر، مدارک اور موضح القرآن تفسیر ضحاک و مسند کہ و ابن مردویہ و ابن حاتم وغیرہ تمام تفاسیر کا عطر جو حضرت مولانا نے خاص اہتمام سے تفسیر لکھی تھی اس کے حاشیہ پر چھپائی گئی ہے، زبان تفسیر کی بہت آسان اور مطالب عام فہم ہیں (۹) ہر سورت کا شان نزول احادیث صحیحہ سے بتلایا گیا ہے (۱۰) قرآن شریف کے ظاہری و باطنی احکام بالوضاحت بیان کئے گئے ہیں (۱۱) شان نزول کے ساتھ ربط آیات بھی ہے (۱۲) ہر سورۃ کا سورت سے ربط، ہر آیت کا دوسری آیت سے ربط (۱۳) ایک بسیط مقدمہ ابتدا میں ۲۷ صفحہ کا موجود ہے جس کی زبان بالکل عام فہم ہے (۱۴) رسول اکرم کی مختصر سوانح عمری، لیکن قریب قریب تمام واقعات آگئے ہیں (۱۵) غزوات نبی اور ان کے متعلق جو جو باتیں کلام پاک میں نازل ہوئی ہیں انکی تشریح (۱۶) وہ تمام خطوط جو حضور اکرم نے شاہان عصر کے نام لکھے (۱۷) خلفائے راشدین کے حالات (۱۹) قرآن پاک کی تدوین اور ترتیب، حضرت عثمان غنی کی جانفشانی محنت کے حالات (۲۰) فضائل القرآن و اسرار مفصل بیان کئے گئے ہیں (۲۱) خاندان نقشبندیہ کے بتائے ہوئے قرآنی اعمال ہر ضرورت کے لیے (۲۲) خاندان چشت کے بتائے ہوئے اعمال ہر مصیبت کے وقت کام آنے والے (۲۳) خاندان قادریہ کے بتائے ہوئے اعمال ہر مصیبت کے وقت کام آنے والے (۲۴) ہر سورۃ کی خاصیت جلالی اور جمالی (۲۵) ہر سورۃ کے علیحدہ علیحدہ نقش اور تیر بہدف اثرات کی توضیح (۲۶) ہر سورت کا محل اور اس کی ضرورت (۲۷) بعدہ قرآن شریف کا ایک نقش اور جن ضرورتوں میں وہ کارآمد ہے (۲۸) جس آیت کو چاہو فوراً نکال لو، ذرا بھی دقت نہیں ہوتی (۲۹) قرآن شریف سے فال نکالنے کا طریقہ (۳۰) وعظ کہنے والوں کی آسانی جس بحث کی آیات دیکھنی چاہیں بیک نظر معلوم کرلیں، (۳۱) گمشدہ اشیاء کی تلاش اس سے معلوم ہو سکتی ہے، ہر خواب کی تعبیر قرآن شریف سے لینے کا قاعدہ (۳۳) سنا ایسی جیسے سرسوں پھولی ہوئی ہے اور نگاہ کو قوت دیتی ہے (۳۴) ہر پارہ الگ اگر ہر پارہ کی علیحدہ جلد بنوالیں تو سفر میں تلاوت کی آسانی ہو جائے (۳۵) ہر منزل نقش و نگار سے آراستہ (۳۶) کتابت بہترین (۳۷) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہدیہ اب بہت کم ہو گیا ہے، قیمت اصلی مجلد چرمی پانچ روپے رعایتی ہدیہ صرف ساڑھے تین روپے محصول ڈاک ۸ کل چار روپے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

اگر آپ
یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ دیکھنا
چاہتے ہیں تو
جرمنی کا چھپا ہوا
قرآن شریف

منگائیے یہ قرآن شریف بہترین نفاست چھپائی [illegible] ہندوستان [illegible] جدید تعلیم یافتہ [illegible] قرآن شریف [illegible] دیکھنے کے [illegible] اب ان کی [illegible] جدید [illegible] اور [illegible] کی [illegible] طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف ہی [illegible] دیکھتے [illegible] جدید [illegible] اور [illegible] قرآن شریف سے سعادت اندوز نہیں [illegible] ان کے لیے چھپا ہوا [illegible] ایسے [illegible] چھپائی [illegible] یورپ کی چھپائی کے برابر دیکھنا چاہتے تھے خوش ہونگے [illegible] چھپا ہوا قرآن شریف [illegible] سے دہلی [illegible] آگیا ہے۔

قرآن شریف کی [illegible] اور صحیح [illegible] اور [illegible] ہندوستان کی [illegible] ولایت کی [illegible] قرآن شریف [illegible] قرآن شریف [illegible] قرآن شریف [illegible] قرآن شریف [illegible] قرآن شریف [illegible]

ھدیہ

آپ کو [illegible] کے باوجود کافی ہونا چاہیے تھا [illegible] ان کی یہ خصوصیت ہے کہ [illegible] قرآن شریف بھیجا جاتا ہے اس لیے اس کے ہدیہ سے آپ ضرور متعجب ہوں گے کہ اس قرآن شریف کا ہدیہ سوا دو روپیہ ہے [illegible] مجلد [illegible] اور جلد بھی جرمنی سے ہی بن کر آئی ہے

بچوں کے لیے نہیں منگائیے کیونکہ یہ ٹائپ کا چھپا ہوا ہے اس لیے یہ بچوں کے لیے کارآمد نہیں ہو سکتا۔ تقطیع مولوی سے نصف۔

کیا اچھا ہو کہ مولوی کے وہ تمام خریدار منگالیں جنہوں نے اب تک نہیں منگایا ہے

اس کا نمونہ بھی نہیں ملسکتا ہے — **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

جمعیتہ علمائے ہند کی نگرانی میں
بنادر جلسہ

جب ہوا ہے تو اور تجاویز کے ساتھ ایک تجویز یہ بھی پاس ہوئی تھی، کہ چونکہ اب تک عام طور پر سستے قرآن شریف صحیح نہیں طبع ہوتے اور بچے غلط قرآن شریف پڑھتے ہیں، اس لئے جمعیتہ اپنے اہتمام سے سستا قرآن شریف مصری بچوں کے لئے چھپوائے تاکہ اس کے مقابلہ میں دوسرے غلط قرآن شریف رائج نہ ہوسکیں

اسی مبارک تجویز کے تحت

دہلی میں ہدایات بالا کے موافق بہت ہی سستا اور بہت ہی صحیح قرآن شریف

چھپ کر تیار ہوا

اور بارہ ہزار [illegible] ہدیہ بھی ہو چکا ہے یہ وہی سپاہی قرآن شریف ہے جس کی ضرورت آج بڑی جماعتوں کی جانب سے محسوس ہوئی کیونکہ سستے قرآن شریف صحیح اور نفاست سے چھپوائے جاتے تو سستے کیونکر [illegible] ہوسکیں یہ تو جب ہی ممکن ہے جب کوئی جماعت یا فرد بلا نفع لیے ہوئے ہدیہ کرے، تو اس ایثار کی کس سے توقع ہوسکتی ہے [illegible] اب ان اوصاف کا قرآن شریف آپ حمیدیہ پریس دہلی سے منگا سکتے ہیں، اس قرآن شریف کی ایک غلطی بھی اگر نکالدی جائے تو طابع کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی تمغہ دینے کا اعلان اس پر چھپا ہوا ہے، لیکن آج تک کوئی نہ نکال سکا، اس لیے اب تو اس کا نام ہی

طلائی تمغہ والا قرآن شریف ہے
سفید ولایتی کاغذ ہے

اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ بہترین جلد اور سیاہی سے چھپا ہوا ہے

ہر پارے کے دونوں طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۱۰۰ بیلیں ہیں جن سے رونق اور بھی دوبالا ہوگئی ہے

ابتدا میں علیحدہ ایک مقدمۃ القرآن بھی ہے

جس میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق مختصر ہدایتیں ہیں، اور رموز و نکات کا جامع بیان ہے نیز مختصر تاریخ قرآن، جمع و ترتیب قرآن اور رسول کریم کی سوانح عمری ہے

اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں پڑھایا جاتا ہے، ہدیہ

ایک جلد مجلد چرمی اعلیٰ نقرہ منقش ڈیڑھ روپیہ ۱۸ محصول ڈاک ۸ کل ۲؍

ایک جلد مجلد پارچہ اعلیٰ رنگین ولایتی ایک روپیہ ؎ " " ۸ " ۱۸

دس جلد مجلد چرمی نقرہ منقش سات روپیہ " ۲؍ " للعہ

دس جلد مجلد پارچہ بہت اعلیٰ ساڑھے چار روپے " ۲؍ " سے

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

اڈیٹر، پرنٹر، پبلشر عبدالحمید نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی [illegible] شائع کیا

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

فی پرچہ دو آنے

سالانہ ایک روپیہ

مدیر مسئول۔ عبدالحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپ کے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہوسکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریکِ کار ہو جائیے۔ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجئے کہ جس طرح بھی ممکن ہوگا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے۔ علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا۔

منیجر رسالہ "مولوی" [illegible] دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم | نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی دہلی

ماہوار مذہبی رسالہ جو ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی سے شایع ہوتا ہے

جلد بارہ | بابت ماہ شعبان ۱۳۴۹ ہجری | نمبر دو

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر واشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ارغاماً من جحد بہ وکفر وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔ قال اللہ تعالیٰ فیہا یفرق کل امر حکیم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شہری ورمضان شہر اللہ اما بعد یا معشر المسلمین حمد و ثنا بیان کر اس خدائے بزرگ و برتر کی جس نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے ایام و شہور میں برکت و فضیلت رکھی ہے اور خاص خاص دنوں اور مہینوں کو اپنے فضل و کرم سے محض اپنے بندوں پر لطف و اکرام کی غرض سے اس قدر بابرکت بنا دیا ہے کہ ان میں عبادت کا ثواب بے شمار ملتا ہے اور درود و سلام بھیجو رسول عربی محمد بن عبد اللہ پر جن کے صدقہ اور طفیل میں ایام و شہور کی برکات و حسنات کا ہم سب کو علم ہوا اور موقع حاصل ہوا کہ اس سے مستفید ہوں اور دین و دنیا میں رضائے الٰہی و خوشنودی خداوندی حاصل کریں۔ اما بعد

برادران اسلام! یہ مہینہ شعبان المعظم کا ہے جو افضل الشہور و الایام رمضان المبارک سے قبل آتا ہے اور برکات و حسنات کے لحاظ سے صرف رمضان المبارک ہی سے کم ہے باقی تمام مہینوں سے بڑھکر ہے اس ماہ مبارک کے فضائل و حسنات کتب احادیث میں بیشمار مرقوم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ مبارک کی بیشمار فضیلتیں بیان فرمائی ہیں سب سے پہلی فضیلت تو اس مہینہ کو یہی ہے کہ اس کو سرکار دو عالم نے اپنا مہینہ فرمایا ہے یعنی رمضان شہر اللہ و شعبان شہری یعنی رمضان رب العالمین کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے جس مہینہ کے متعلق محبوب رب العالمین یہ فرمائیں کہ یہ میرا مہینہ ہے اس کی فضیلت و برتری کا اندازہ اچھی طرح ہو سکتا ہے اگر دوسرے فضائل سے یہ مہینہ محروم رہتا تب بھی صرف یہی مجد و شرف اس ماہ مبارک کے لئے بالکل کافی تھا کہ حضور سرور عالم نے اس کو اپنا مہینہ فرمایا ہے اور ہم پر واجب ہو جاتا تھا کہ جس قدر ہم سے ہو سکے اس ماہ مقدس کی قدر کریں اور قدر کرنے کے یہی معنے ہیں کہ اس مہینہ میں جس قدر ہو سکے اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت و بندگی کر کے دین اور دنیا کی سربلندی و سرفرازی حاصل کریں۔

مگر برادران اسلام! اس فضیلت کے علاوہ کہ سرکار دو عالم نے اس کو اپنا مہینہ فرمایا ہے اس ماہ مبارک کے اور بھی فضائل ہیں جن سے ہم متمتع ہو سکتے ہیں اور اپنے لئے بہت کچھ برکات و حسنات کا ذخیرہ فراہم کر سکتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ کو کس قدر عزیز رکھتے تھے اس کا رجب شروع ہوتا تو حضور فرماتے :-

اللہم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان اے اللہ ہمارے لئے رجب و شعبان کو باعث خیر و برکت بنا دے اور رمضان تک مع الخیر پہنچا دے اور اس ماہ مبارک میں حضور نہایت کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے کبھی ایسا محسوس ہونے لگتا کہ اب آپ رمضان تک مسلسل روزے رکھے جائیں گے اور کبھی افطار فرماتے یعنی روزے ترک فرما دیتے تو شبہ ہوتا کہ اب نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول لا یصوم وما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر قط الا رمضان وما رأیتہ فی شہر اکثر منہ صیاماً فی شعبان حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھے جاتے یہاں تک کہ ہم کہنے لگتے کہ اب آپ افطار نہیں کریں گے اور کبھی افطار کئے جاتے یہانتک کہ ہم کہنے لگتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا بجز رمضان کے کسی دوسرے مہینے کے روزے پورے رکھے ہوں اور میں نے حضور کو نہیں دیکھا کہ کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے رکھے ہوں۔" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے بعد سب سے زیادہ روزے شعبان ہی کے مہینہ میں رکھا کرتے تھے اگرچہ پورے مہینے کے نہیں رکھتے تھے بلکہ کچھ کم رکھا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوسلمہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ کان یصوم شعبان الا قلیلا یعنی آنحضرت شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے مگر کچھ کم اور ابوداؤد سے مروی ہے کان احب الشہور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روزہ رکھنے کے واسطے سب سے زیادہ محبوب مہینہ شعبان کا تھا شعبان میں روزے رکھتے یہانتک کہ رمضان سے روزے ملا دیتے تھے۔

برادران اسلام! آقائے دو جہان اس ماہ مبارک میں روزہ رکھنے کو اس قدر کیوں محبوب رکھتے تھے اس کی وجہ خود سرکار دو عالم نے بیان فرما دی ہے حضرت اسامہ سے مروی ہے قال قلت یا رسول اللہ لم ارک تصوم من شہر من الشہور ما تصوم من شعبان قال ذالک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب و رمضان

وھو شھر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم۔ اسامہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کسی مہینہ میں آپ کو شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھتا حضور نے فرمایا کہ یہ مہینہ وہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان میں ہے اور لوگ اس سے غفلت کرتے ہیں حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال حضور رب العالمین میں پیش کئے جاتے ہیں پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت میں اللہ پاک کے سامنے پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔

حضرات! یہ حدیث ایک وجہ ہے دوسری وجہ اور ہے جو آگے چل کر بیان کی جائیگی لیکن یہی وجہ ایسی ہے کہ ہم سب کا فرض ہو جاتا ہے کہ ماہ مبارک شعبان میں کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح روزے رکھا کریں وہ کونسا بدبخت انسان ہے جو اس امر کو پسند نہیں کریگا کہ اس کا عمل ایسے وقت میں پیش ہو جب وہ روزے سے ہو یعنی فرشتے اس کا عمل ایسی حالت میں حضور رب العزت میں پیش کریں جب وہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو اور اپنے پروردگار کی بندگی میں مصروف ہو یقیناً ہر شخص کی یہ خواہش ہونی چاہیئے کہ اس کے اعمال خدا کے سامنے جب پیش ہوں تو وہ عبادت اور بندگی کی حالت میں ہو تاکہ خدائے رحمٰن و رحیم اس کو اپنے دامن رحمت و مغفرت میں لے لے۔

برادران اسلام ایسے نادر موقعہ کو ہاتھ سے دینا ہرگز دانشمندی نہیں ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس ماہ مبارک شعبان میں اس عمل خیر میں مشغول ہوں جبکہ اس مہینہ میں حضور سرور عالم نے نہایت پسند فرمایا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس ماہ مقدس میں ہر ایک مرنے والے کی عمر لکھی جاتی ہے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے قلت یا رسول اللہ ان شعبان من احب الشھور الیک حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو شعبان کا مہینہ سب مہینوں سے زیادہ محبوب ہے حضور نے ارشاد فرمایا یا عائشہ انہ لیس نفس تموت فی سنۃ الا کتب اجلھا فی شعبان فاحب ان یکتب اجلی وانا فی عبادۃ ربی وعمل صالح یعنی اے عائشہ سارے سال میں کوئی جان مرنے والی نہیں ہوتی مگر اس کی موت شعبان میں لکھی جاتی ہے پس مجھ کو یہ محبوب ہے کہ میری موت ایسے حال میں لکھی جائے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں۔

یہ دوسری وجہ ہے جس کی بنا پر حضور سرور عالم شعبان کے مہینہ میں روزے اور ذکر الٰہی کو پسند فرماتے تھے یہ دوسری وجہ اور زیادہ اہم ہے کیونکہ صرف اعمال پیش کئے جاتے ہیں بلکہ اس سال میں جو مرنے والے ہوتے ہیں ان کی موت بھی لکھی جاتی ہے ہر ایک کے نام کی موت کا پروانہ جس وقت فرشتے قلمبند کریں اس وقت وہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو مگر موت کا وقت تو کسی کو معلوم نہیں تو یہاں حضور نے اپنی امت سے اس امر کو بتلا دیا کہ شعبان المعظم میں موت کا قلم بند ہو جاتا ہے یعنی ایک سال کے اندر جتنے آدمی مرنے والے ہوتے ہیں سب کی فہرست تیار ہو جاتی ہے اور ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کون کس وقت موت آجائے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم ماہ شعبان المعظم میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں تاکہ ہم اس حالت میں ہوں حضور رب العالمین کی عبادت اور بندگی کی حالت میں ہماری موت لکھی جائے۔

پس اے برادران اسلام! ماہ شعبان المعظم کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہمیں اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں اور اگر ہو سکے تو کچھ کم پورے مہینے کے روزے رکھنے چاہئیں اور رمضان المبارک کے روزوں سے ملا دینا چاہئیے کہ آقائے دوجہاں کا طریقہ یہی تھا اور دین و دنیا کی فلاح و بہبود کا واحد ذریعہ اور تنہا طریقہ یہی ہے کہ حضور سرور عالم کے نقش قدم کی پیروی کی جائے۔

دوسری چیز خاص پندرھویں شب کی فضیلت کے متعلق ہے کیونکہ اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ پورے ماہ شعبان کی فضیلت اور اس کے عمل کے متعلق تھا اب خاص پندرھویں شب کی فضیلت کے بارے میں بیان کیا جائے گا۔

برادران اسلام! شعبان المعظم کی پندرھویں شب کے فضائل کے متعلق بھی بیشمار احادیث وارد ہوئی ہیں چنانچہ حضرت علی سے مروی ہے کہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فان اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شعبان کی پندرھویں شب آوے تو اس شب کو عبادت کرو اور اس دن روزہ رکھو کیونکہ اس رات کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر فرماتا ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ اس کو مغفرت عطا کروں ہے کوئی رزق کا طالب کہ اس کو رزق دوں ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کو عافیت دوں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ویسا یہاں تک کہ اسی حال میں صبح ہو جاتی ہے۔

حضرات آپ نے دیکھا کہ پندرھویں شب کی فضیلت کس قدر ہے اور ایسی بابرکت شب میں ہم کو کیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ حدیث میں صاف بتلا دیا گیا ہے کہ اس مبارک و بامراد شب میں ہم کو کن اعمال میں مشغول ہونا چاہیئے اللہ اللہ کس قدر مقدس و مبارک شب ہے کہ خدائے ذوالجلال و قیوم خود آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے بلکہ گنہگاروں اور رزق کے طالبوں اور مصیبت زدوں کو پکار پکار کر بتلاتا ہے کہ آؤ اور جو مانگنا چاہتے ہو اپنے رب سے مانگو وہ تم کو عطا کریگا پھر کیا ہم گنہگار نہیں ہیں کیا ہمیں رزق کی حاجت نہیں ہے اور کیا ہم کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہیں اور کیا سینکڑوں آلام و افکار نے ہم کو گھیر نہیں رکھا اگر یہ سچ ہے کہ ہمارا ایک ایک بال معصیت میں بندھا ہوا ہے اور اگر یہ صحیح ہے کہ ہمیں رزق کی حاجت ہے اور اگر یہ بھی درست ہے کہ ہم سینکڑوں قسم کے آلام و مصائب میں گرفتار ہیں تو کیا ہم خدائے رحمٰن و رحیم کے سوا کسی دوسرے سے التجا کر سکتے ہیں اور کیا کوئی دوسرا ہماری فریاد سن سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر کیا ایسی مقدس و مبارک شب کو ہم یونہی غفلت و سستی میں ضائع کر سکتے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ آیندہ سال شعبان المعظم کی یہ خیر و برکت والی رات ہم کو نصیب ہو گی یا نہیں ممکن ہے کہ فرشتہ اجل ہم کو مزید مہلت نہ دے اور ہم اپنی غفلت کی وجہ سے اس شب کی برکات و حسنات سے ہمیشہ کیلئے محروم رہ جائیں اس لیے جو وقت ہم کو ملا ہے وہ ضائع نہ ہونا چاہیئے اور اس شب کو عبادت الٰہی میں گذارنا اور اپنے گناہوں کی خدائے رحمٰن سے فریاد کرنی چاہیئے کس قدر بدنصیب اور بدبخت ہے وہ شخص جو صاحب رحم و کرم خدائے قدوس کی رحمت و برکت سے اپنے آپ کو محروم رکھے اور پس قسمت سائل سے بڑھ کر خدا کی برکتوں سے اپنا دامن مراد بھر سکتے ہیں جبکہ وہ رحمٰن و رحیم خود ہی اپنے بندوں کو ان کی فریاد سننے کے لئے پکارتا ہے۔

پس اے برادران اسلام! شعبان کی پندرھویں شب کو غفلت میں ہرگز ضائع نہ کرو اس دن روزہ رکھو اور اس رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر کرو کہ سرکار دو عالم کا

ارشاد اور حضور کا اسوۂ حسنہ ہی ہے اور اسوۂ حسنہ ہی ہے جس کی پیروی ہمیں دارین میں سرخرو کر سکتی ہے اور کونین میں سربلند و سرفراز بنا سکتی ہے۔

پندرھویں شعبان کی رات کے متعلق مقابر کی زیارت بھی کرنی چاہیے حضرت عائشہ سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ اسی شب کو آنحضرت جنت البقیع میں تشریف لے گئے تھے اس لیے علاوہ عبادت مثلاً تلاوت قرآن و نوافل و کلمہ و درود شریف وغیرہ کے زیارت قبور کرنی چاہیے اور مردوں کو ایصال ثواب کرنا چاہیے۔ زیارت قبور کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اول تو مردوں کو ایصال ثواب کر سکتا ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں بالآخر سب کو آنا ہے خواہ آج ہو یا کل مگر اس جگہ آنے کے سوا چارہ نہیں ہے امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا فقیر گدا ہو یا بادشاہ سب کے لیے انجام کار اسی زمین کا گہوارہ ہے پھر چند روزہ زندگی کے لیے اس قدر طمطراق کیوں اور چار دن کے واسطے کیوں اس زندگی پر غرور و گھمنڈ کیا جائے غرضکہ پندرھویں شعبان کی شب کو زیارت قبور مسنون بھی ہے اور نافع بھی۔

اس وقت تک جو کچھ آج کے خطبہ میں بیان کیا گیا ہے وہ شعبان المعظم اور اس کی پندرھویں شب کے متعلق تھا اور یہ کہ ہم کو اس ماہ مبارک اور شب چہاردہم پر کیا کرنا چاہیے لیکن ابھی ایک حصہ اس امر کے متعلق بھی ہے کہ ہمیں کیا نہ کرنا چاہیے۔

برادران اسلام! یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جس ماہ مبارک کے متعلق اس قدر فضائل میں احادیث وارد ہوئی ہوں اور جس مہینہ کو حضور سرور عالم نے اپنا مہینہ فرمایا ہو اور جس کے متعلق یہ ہدایت ہو کہ اس میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھنے چاہئیں اور عبادت کرنی چاہیے اور جس مہینہ کی ایک شب کی فضیلت یہ ہو کہ رب العالمین آسمان اول پر اپنے بندوں کی طرف نزول فرماتا ہو اور ہر ایک گنہگار طالب رزق اور مصیبت زدہ کو اس کی فریاد سننے کے لیے پکارتا ہو اس مہینہ میں عام طور پر ہمارا طرز عمل یہ ہو کہ جو باتیں کرنے کی ہم کو بتلائی گئی ہیں ان کی طرف سے تو غفلت برتیں اور ان کے بجائے ان افعال میں مشغول ہو جائیں جو یکسر ممنوع و نامشروع ہیں اور نہ صرف ممنوع ہیں بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی سخت مضرت رساں اور نقصان دہ ہیں۔

برادران کرام! اس مہینہ میں جو بدعات ہم نے اختراع کر لی ہیں اور جن کی خرابی پر ہر ایک طبقہ و فرقہ کے علماء و عقلاء متفق ہیں ان میں سب سے اہم چودھویں شب کی آتشبازی ہے اگرچہ یہ آتشبازی شروع مہینہ ہی سے شروع ہو جاتی ہے مگر خصوصیت کے ساتھ اس کا سارا زور پندرھویں شب کو ہوتا ہے اور دھواں دھار کی آواز سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ غور کیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کا تو ارشاد ہے کہ شعبان میں روزے رکھو اور خدائے واحد کی عبادت و بندگی میں وقت صرف کرو اور جو تمنا جو آرزو اور جو خواہش ہو اللہ سے طلب کرو کیونکہ وہ ذات قدوس آسمان دنیا پر ظہور فرماتا ہے اور ہم اس کی بجائے پٹاخے اور چھچھوندریں چھوڑتے ہیں اور آتشبازی کے شغل میں اس مقدس وقت کو ضائع کرتے ہیں۔

برادران اسلام! یہ کیسی بدبختی ہے کہ جس کام کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اس کو تو کرتے نہیں اور جو ہر ایک لحاظ سے ممنوع ہے اس کو اعمال صالحہ کا ہم نے بدل بنا لیا ہے اگر کچھ نہ کرتے اور غفلت میں وقت گذار دیتے تو بھی غنیمت تھا مگر ہم نے یہ نہیں کیا بلکہ عبادت الٰہی کے مقابلہ پر ہم نے آتشبازی جیسی بدعت اختراع کر دی ہے یعنی نہ صرف اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے لاپرواہی برتتے ہیں بلکہ نافرمانی اور بغاوت کرتے ہیں اور اس طرح ثواب تو رہا درکنار عذاب کا سامان مہیا کر لیتے ہیں یہ تو دینی حیثیت ہوئی اب ذرا دنیاوی نقطہ نظر سے دیکھیے کہ آتشبازی سے کس قدر نقصانات ہم کو برداشت کرنے پڑتے ہیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر سال سینکڑوں حادثے پیش آتے ہیں متعدد اموات ہوتی ہیں اور بہیتروں کے ہاتھ پیر اور دیگر اعضا جل جاتے ہیں جس سے وہ ساری عمر کے لیے اپاہج ہو جاتے ہیں۔ اور اس امر کو بھی نظر انداز کیجئے اور صرف مالی نقصان کو دیکھئے تو ہر سال اس بدعت پر کس قدر مسلمانوں کی جیب سے روپیہ نکل جاتا ہے۔ برادران کرام یہ تو ہر ایک شخص بہت تھوڑے دام اس پر خرچ کرتا ہے اور انفرادی طور پر یہ رقم کچھ بھی محسوس نہیں ہوتی مگر اجتماعی حیثیت سے یہ تو لاکھوں روپے تک پہنچ جاتی ہے کیا یہ نری حماقت نہیں ہے کہ مسلمان ہر سال اپنا پیٹ کاٹ کر یہ روپیہ آگ کی نذر کر دیں اور اس طرح روز بروز افلاس میں مبتلا ہوتے جائیں۔

برادران اسلام! اس بدعت سے توبہ کرو اور خدا اور رسول کے بتلائے ہوئے راستہ پر چل کر دین و دنیا میں سرخروئی و سرفرازی حاصل کرو بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ اما بعد۔ برادران اسلام! درود و سلام بھیجو اس رسول برحق پر جس نے شعبان کی برکات و فضائل سے ہم کو آگاہ فرمایا اور ہمیں کسب سعادت کا موقع مرحمت فرمایا اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی پر اور درود و سلام بھیجو حضرات امام حسن و امام حسین اور آپ کی والدہ حضرت فاطمہ زہرا پر اور درود و سلام بھیجو حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور درود و سلام بھیجو حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور درود و سلام بھیجو حضرات عشرہ مبشرہ اور ائمہ اہل البیت و ائمہ اربعہ اور مشائخ عظام و اولیاء اور تمام عادل و صالح سلاطین اسلام پر اور جملہ علماء و صلحاء و اولیاء پر جو کہ سب شعبان المعظم کی فضیلت اور شب چہاردہم کی فضیلت سے واقف و آگاہ تھے اور حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں روزے کثرت سے رکھتے تھے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور پندرھویں شب کو زیارت قبور کرتے تھے اور اپنی طرف سے کوئی بدعت اختراع نہیں کی تھی اور نہ شعبان المعظم اور اس کی پندرھویں رات کو آتشبازی وغیرہ چھوڑتے تھے۔ اے اللہ تمام مومنین و مومنات اور امرائے اسلام اور مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرما کہ وہ شعبان المعظم کی قدر کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واہم واعظم واکبر۔

شذرات

گول میز کانفرنس

گول میز کانفرنس جیسی کچھ ہے وہ ظاہر ہے ہندوستان کا ایک فریق کانگریسی جماعت تو اس کو ایک خام فریب سے زیادہ وقعت نہیں دیتی اور اسی بنا پر اس نے اس کا بائیکاٹ کر دیا ہے یہ جماعت اس کو نمایندہ کانفرنس بھی نہیں کہتی کیونکہ اس کے نزدیک ملک کی واحد نمایندہ سیاسی جماعت کانگریس ہے اور جس کانفرنس میں کانگریس حصہ نہ لے وہ اس کے نزدیک بے دولہا کی برات ہے کانگریس کا یہ دعوی کس حد تک صحیح ہے اس کا فیصلہ تو مستقبل کرے گا مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان کی سیاسی جماعتوں میں سب سے زیادہ بڑی جماعت کانگریس ہی ہے اور یہ ایسی واضح حقیقت ہے کہ کانگریس کے مخالفین بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے اور کس طرح کوئی جماعت یا فرد اس سے انکار کرنیکی جرأت کر سکتا ہے جبکہ اس نے اپنی ہمہ گیر طاقت اور اقتدار کا ایسا بین ثبوت موجودہ تحریک کی زبان سے دیدیا ہے یہ علیحدہ بحث طلب بات ہے کہ کانگریس کا طرز عمل صحیح و دانشمندانہ اور مفید و خیر ہے اور اس سے ملک کو فائدہ پہنچیگا یا نقصان ہو سکتا ہے کہ کانگریس کا طرز عمل غلط اور مہلک ہو مگر اس حقیقت سے انکار کرنا مشکل ہے کہ وہ ہندوستان کی سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ وسیع جماعت ہے اور اس کا نظام تمام سیاسی جماعتوں سے زیادہ منظم اور وسیع و طاقتور ہے اور اس کا ثبوت موجودہ تحریک ہے اور خود حکومت ہند نے اپنی یادداشت میں اس کا اعتراف کیا ہے اور انگلستان کے اخبارات اور بعض مدبرین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ کانگریس کی شرکت کے بغیر گول میز کانفرنس ناقص و نامکمل ہے کانگریس نے اس کانفرنس کی شرکت سے انکار کر کے اچھا کیا یا برا کیا یہ بھی بحث طلب امر ہے اور اس میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے جو کانگریسی خیال کے نہیں ہیں ان کے نزدیک تو کانگریس نے بہترین موقع ضائع کر دیا ہے لیکن اس سے اس امر میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کانگریس سب سے زیادہ طاقتور اور وسیع جماعت ہے اور اس نے غلط یا صحیح کانفرنس سے علیحدہ رہ کر اس کی نمایندہ حیثیت کو کم کر دیا ہے یہانتک کہ جو ہندوستانی نمایندے اس میں شریک ہوئے ہیں ان میں ڈاکٹر مونجے و مولانا محمد علی مسٹر جناح جیسے لوگوں کو کانفرنس میں کہنا پڑا کہ ان کے ملک میں ان کو کانفرنس کی شرکت پر غدار کا خطاب دیا گیا ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود اس میں کوئی شک نہیں کہ کانگریس کو چھوڑ کر حکومت نے کوشش کی ہے کہ مختلف سیاسی خیال کے نمایندوں کے ذریعہ کانفرنس مذکور کو زیادہ سے زیادہ نمایندہ بنائے اگرچہ بعض بہترین افراد کو نظر انداز کر دیا گیا مثلاً بنگال سے سر عبد الرحیم بہار سے سر علی امام اور پنجاب سے ڈاکٹر سر اقبال ہندوؤں میں بھی بعض اسی قسم کے لوگ رہ گئے ہیں تاہم بحیثیت مجموعی کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس کے علاوہ سب جماعتوں کی نمایندہ کانفرنس بنانیکی کوشش کی گئی ہے اگرچہ بذریعہ نامزدگی یہ کوشش کی گئی ہے اور بہتر ہوتا اگر بذریعہ انتخاب یہ کوشش کی جاتی اور اس لحاظ سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ بعد حکومت کے ہیں چنانچہ مسٹر چرچل جو قدامت پسند جماعت کے ایک مدبر اعلیٰ ہو نے حال میں جو معرکۃ الآرا تقریر کی ہے جس پر ہم آگے چلکر بحث کریں گے یہ فرمایا ہے کہ یہ صرف اپنی ذات کے نمایندے ہیں اور کسی کے نمایندے نہیں ہیں اور یہ کہ ملک کے اصلی نمایندہ کانگریسی ہیں جن کو یہ ہرگز ان مراعات پر رضا مند نہ کر سکینگے جو یہاں سے ان کو ملیں گی اور یہ مراعات مزید مراعات کی بنیاد کانگریسیوں کے لئے بن جائینگی وزیر ہند نے بھی اس طرف اشارہ اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ افسوس کل جن لوگوں کے ہاتھ میں زمام حکومت آنے والی ہے وہ اس کانفرنس سے علیحدہ ہیں غرض یہ کہ اس کانفرنس کی نمایندہ حیثیت قائم نہیں ہوئی۔

شاندار ابتدا

بہرحال کانفرنس جیسی کچھ بھی تھی اس کا آغاز نہایت شاندار بلکہ امید افزا ہوا یعنی جس قدر ہندوستانی نمایندوں کی تقریریں ہوئیں ان سب میں نوآبادیوں کے درجہ کے برابر ہندوستان کیلئے آزادی طلب کیگئی اور اکثر والیان ریاست نے بھی بعض شرائط کے ساتھ اس مطالبہ کی تائید کی اس سے امید ہوتی تھی کہ شاید کوئی متفقہ مطالبہ کیا جائے اور آپس کے اختلافات مٹ جائیں اور ان سب نمایندوں نے کانگریس کی قوت کا بھی اعتراف کیا مسٹر شفیع نے تو یہانتک کہدیا تھا کہ اگر ہمارے مطالبات پورے نہ ہوئے اور ہندوستان کے ساتھ انصاف نہ ہوا تو اس کے بعد جو کچھ ہندوستان میں رونما ہوگا اس کے خیال سے میں کانپ اٹھتا ہوں آپ کا اشارہ اس طرف تھا کہ اگر ناکامی ہوئی تو ہندوستان میں نہایت شدید ایجی ٹیشن ہوگا اور ہمارے مولانا محمد علی صاحب نے تو یہ عجیب و غریب دھمکی دیدی کہ اگر آزادی نہ ملی تو میں واپس نہ جاؤں گا اور یہیں میری قبر بنے گی اگرچہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس دھمکی کا انگلستان کی آبادی پر کیا اثر پڑا ہوگا لیکن وہ ایک قبر سے اس قدر خوفزدہ تو نہیں ہو سکتے کہ وہ اس سے ڈر کر آزادی دیدیں آخر آپ کی قبر کوئی ایسا بم نہیں ہو سکتی کہ سارے انگلستان کو اڑا دے گی اگر آپ یہ فرماتے کہ اگر ہندوستان کو وہ نہ ملا جو وہ چاہتا ہے تو میں واپس جاکر کانگریس کے ساتھ ملکر جد و جہد کروں گا تو شاید اس کا زیادہ اثر ہوتا بہرحال ابتدائی تقریریں بہت امید افزا ہوئی تھیں

مگر افسوس اس شاندار ابتدا کے بعد جو خبریں آرہی ہیں وہ حد درجہ افسوسناک بلکہ مایوس کن ہیں اور شاید بہت جلد ان سب تقریروں پر پانی پھر جائے کیونکہ حسب دستور یہ آپس میں لڑنے لگے ہیں اور لڑائی بھی اس قسم کی بظاہر کوئی سمجھوتہ ہوتا نظر نہیں آتا اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی باہمی تصفیہ نہ ہوا تو اس سے انگریز پورا پورا فائدہ اٹھائینگے۔

حماقت اور وطن دشمنی کا مظاہرہ

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا رویہ نامعقول ہے اور کسی کی طرف سے بھی حب الوطنی اور دانشمندی کا اظہار نہیں ہو رہا مسلمان بعض ایسی باتوں پر اڑے ہوئے ہیں جو فضول اور ہندو صد درجہ تنگ نظری کا ثبوت دے رہے ہیں جسکو وطن دشمنی کے سوا اور کسی لفظ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور چونکہ کانگریس اس کانفرنس سے علیحدہ ہے اس لئے ان ہندوؤں کی آواز سارے ہندوستان کے ہندوؤں کی سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہ غلط ہے ہمارے نزدیک مسلمانوں کی ضد کہ وہ کسی طرح اپنے

مطالبات سے ایک انچ نہیں ہٹتے پھر تو نئی ہی اور ہندوؤں کی ضد دلوں دشمنی ہے مسلمانوں کی طرف سے جس قدر مطالبات پیش کئے گئے ہیں ان سب کی تہ میں اپنی کمزوری اور اپنے آپکے ساتھ بے اعتمادی کا احساس ہے اور ہمارے نزدیک یہ احساس ملت اسلامیہ کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے اور ہماری صدقدلی کے ساتھ یہ رائے ہے کہ جس قوم کو اپنے اوپر بھروسہ نہیں ہوتا اور جو دوسروں سے خوفزدہ ہوتی ہے اور مصنوعی تحفظات کے بل بوتے پر زندہ رہنا چاہتی ہے وہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکتی اور نہ اصلی طاقت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے جو قومی زندگی کی نشان ہوتی ہے اسی لئے ہم کسی قسم کے مصنوعی تحفظ کے خلاف ہیں ہمارے نزدیک صحیح طریق کار یہ ہے کہ مسلمان ایک شرط بھی پیش نہ کریں اور اپنی ذات اور اپنے خدا پر بھروسہ کر کے ہندوستان کے مستقبل میں اپنا حصہ اپنی قوت بازو سے حاصل کرنے کی کوشش کریں اگر کوئی ناانصافی کرے تو اس سے لڑ کر اپنا حصہ حاصل کریں تحفظات حاصل کرینگے حکمت عملی کبھی طاقت و قوت کسی قوم کے اندر نہیں پیدا ہونے دیتی طاقت ہمیشہ حرکت عمل اور جدوجہد سے پیدا ہوتی ہے جب ایک شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا تو لازمی طور پر اپنی بقا کے لئے اسے جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور اس کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا حصہ مقرر ہے اور خواہ میں جدوجہد کروں یا نہ کروں مجھے میرا حصہ ضرور مل جائیگا تو وہ ہرگز جدوجہد نہ کرے گا اور جدوجہد نہ کرنا ہی موت کا پیش خیمہ ہے یہی حال اقوام کا ہے جو قومیں زندگی کی جدوجہد میں حصہ لیتی ہیں وہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی ہیں اور بیش از بیش قوت و طاقت کا سرمایہ ان کے اندر جمع ہوتا رہتا ہے جو ان کو زندگی کی جدوجہد میں کامیاب بناتا ہے تحفظات کے بھروسہ پر زندگی بسر کرنا اس قدر قوموں کو کمزور کر دیتا ہے کہ ایک دن نہ تحفظات اور نہ حمایتیں ہی اسکی حفاظت نہیں کر سکتیں اور زبردست ان پر بزور حاوی ہو جاتا ہے اس لئے دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی اصلی طاقت کا سرمایہ اپنے اندر پیدا کرے اور جمع کرے جو اقوام کے حقوق کی حقیقی ضامن اور کفیل ہے اور بجائے مصنوعی حفاظتوں کا سہارا ڈھونڈنے کے یہ انجام کار ایک دن منہ کے بل گرا دیتا ہے۔

اس نقطۂ نظر سے ہم ان مطالبات کے بھی مخالف ہیں جو مسلمانوں کی طرف سے پیش کئے جا سکتے ہیں کیونکہ ہماری ناقص رائے میں یہ مسلمانوں کے حقیقی مفاد کے خلاف ہے اور یہ تو انتہائی نادانشمندی ہے کہ نہایت حقیر معاملات پر اس قدر ضد کا اظہار کیا جائے کہ کوئی مفاہمت نہ ہو سکے۔

لیکن اسی کے ساتھ ہم ہندوؤں کی کوتہ اندیشی بلکہ تعصب اور تنگ نظری کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ وہ باوجود اتنی بڑی اکثریت کے مالک ہونے کے اقلیت کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے بلکہ انصاف کرنے پر بھی تیار نہیں ہیں ہندوؤں کا رویہ یقیناً وطن دشمنی کہلانے کا مستحق ہے اس لئے کہ گو مسلمانوں کے مطالبات ہمارے نزدیک فضول ہیں اور ان سے مسلمانوں کو کوئی خاص فائدہ نہ ہوگی مگر اسی کے ساتھ ان مطالبات کو اگر پورا کر دیا جائے تو اس سے ہندوؤں کو کوئی خاص نقصان بھی نہیں پہنچتا اس لئے کہ جب اگر چند صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو جائے اور سندھ کی علیحدگی کو کس طرح کوئی غیر منصفانہ کہہ سکتا ہے اور سرحدی صوبہ کو برابر کے حقوق سے کیوں محروم رکھا جائے اور کیوں نہ ہر ایک قوم کا لحاظ قابلیت کو مدنظر رکھکر ملازمتوں میں رکھا جائے زائد سے زائد جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ان کو زائد از آبادی حقوق دینے سے انکار کیا جا سکتا ہے اگرچہ ہندوؤں کا اس میں بھی کچھ نقصان نہیں کیونکہ ان کی بہت بڑی اکثریت ہے اور اکثریت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا برخلاف ان صوبوں کے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے کہ وہاں برائے نام یعنی سرف چار اور پانچ فیصدی کی اکثریت ہے اگر اس میں سے قطع و برید کی گئی تو مسلمانوں کی اکثریت خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوؤں کی تنگ نظری شروع سے پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہے اور سات سمندر پار بھی اس نے مصیبت برپا کر رکھی ہے اب تک جس قدر اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ گول میز کانفرنس اول دن جہاں پر تھی آج بھی وہیں پر ہے متعدد ہندو مسلمانوں کے جلسے ہوئے مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا یہانتک کہ وزیر اعظم کے مکان پر بھی جلسے ہوئے اور ان کی موجودگی میں بھی جلسے ہوئے مگر اب تک کوئی سمجھوتہ کی صورت نہیں نکلی آخری اطلاع یہ ہے کہ ہندو اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ وزیر اعظم کو ثالث اور حکم بنا دیا جائے مگر مسلمان ثالثی کو منظور نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ آپس ہی فیصلہ کر لو۔

غلط اور احمقانہ روش

گول میز کانفرنس کا پروپیگنڈا زور شور سے ہو رہا ہے اور نت نئی اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں کبھی اس قسم کی اطلاع آجاتی ہے جس کو مسلمان پسند نہیں کرتے اور کبھی ایسی خبر آجاتی ہے جسکو ہندو پسند نہیں کرتے اور جب جس کے خلاف اطلاع موصول ہوتی ہے تو اس کی طرف سے شور برپا ہو جاتا ہے اور اس فرقہ کی طرف سے جلسے کر کے یا اس فرقہ کی کسی انجمن کی طرف سے فوراً لندن تار روانہ کر دیا جاتا ہے کہ خبردار اپنے مطالبات سے ایک انچ ادھر ادھر نہ ہونا اور آپ کو یہ حق نہیں ہے کہ جو فیصلہ ہندوستان میں ہو چکا ہے اس میں قطع و برید کریں۔

چنانچہ جب کبھی اس قسم کی اطلاع موصول ہوئی جس سے شبہ ہوا کہ مسلمان نمایندوں نے کسی مطالبہ میں نرمی برتی ہے تو فوراً اسلامی انجمنوں کی طرف سے یا بعض اشخاص و افراد کی طرف سے تار دیدیئے گئے کہ خبردار پیچھے نہ ہٹنا اور ہرگز قدم نہ ہٹانا مثلاً ایک اطلاع یہ موصول ہوئی تھی کہ مسلمان نمایندوں نے بعض شرائط کے ساتھ جداگانہ انتخاب کو ترک کرنے اور مشترک انتخاب کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی بس اس خبر کے آتے ہی مسلمانوں کی طرف سے متعدد تار مولانا محمد علی سر شفیع اور دیگر مندوبین کے نام روانہ کر دیئے گئے کہ جداگانہ انتخاب پر ڈٹے رہنا اور ہرگز ہرگز اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہونا۔

اسی طرح ایک خبر یہ آئی تھی کہ بنگالی مندوبین نے آغا خاں کو ثالث مقرر کرنا منظور کر لیا ہے یا یہ کہ پنجاب کے متعلق یہ فیصلہ ہونے والا ہے کہ مسلمانوں کو اکیاون فیصدی نشستیں دیدی جائیں تو اس پر ہندو سبھاؤں نے تار کھڑکا دیئے کہ خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا۔

ہمارے نزدیک یہ دونوں طرز عمل نہایت احمقانہ اور غلط ہیں باہمی سمجھوتہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک ہر ایک فرقہ اپنی جگہ سے کچھ نہ کچھ پیچھے نہ ہٹے اگر ہر ایک فرقہ اپنی جگہ مضبوطی سے قائم رہے تو کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی یہ کیسی حماقت ہے کہ

جو لوگ کانفرنس میں گئے ہیں ان پر مطلق اعتماد نہیں کیا جاتا اور ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ ہندوستان سے جو تار جائیں ان پر وہ ناچتے رہیں اور اپنی عقل و فہم سے کچھ کام نہ لیں اگر یہی صورت تھی تو نمائندے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ اپنے مطالبات کے متعلق ایک [illegible] کی صورت میں بھی یا گیا زیادہ سے زیادہ ہر ایک مطالبہ [illegible] تحریر کر دیا جاتا اور کہہ دیا جاتا کہ بس جناب مسلمانوں کے کم سے کم یہ مطالبات ہیں ان میں سے ذرہ برابر کوئی کمی نہیں ہو سکتی قصہ ختم تھا [illegible] کوئی ضرورت ہی نہ تھی کانفرنس کے تو معنے ہی یہ ہیں کہ آپس میں گفت و شنید ہو [illegible] ہر ایک فریق اپنی اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک دوسرے سے قریب ہو تب ہی سمجھوتہ ہو سکتا ہے اگر ہر ایک فریق اپنی جگہ پر قائم رہے تو قیامت تک کوئی مفاہمت و سمجھوتہ کی شکل نہیں نکل سکتی۔ جو لوگ کانفرنس میں گئے ہیں وہ سب ذمہ دار [illegible] صاحب عقل و خرد ہیں اور مسلمانوں کے جذبات و ضروریات سب جانتے ہیں [illegible] میں موقع کی نزاکت کو محسوس کر سکتے ہیں ان سب باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے [illegible] تو ان کے راستے میں روڑے اٹکانا نہیں چاہیئے اور یہاں سے [illegible] ان کے کاموں میں مداخلت نہ کرنی چاہیئے ہمارے نزدیک [illegible] کی طرح کانفرنس کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے تھا یا پھر جو لوگ وہاں [illegible] ان پر بھروسہ کرکے ان کے ہاتھ میں معاملات کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

اصلی ابتدائی غلطی

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے ابتدائی غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ بغیر جد وجہد کے وہ کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور محض ان لوگوں کے راستہ میں سنگ راہ بنکر اور روڑا اٹکا کر اپنا مطلب حاصل کر سکتے ہیں جو حکومت سے مقابلہ کر رہے ہیں یعنی مسلمانوں کے کوتاہ فہم لیڈروں نے یہ سمجھا کہ اگر ہم نے ہندوؤں کا ساتھ قومی جد وجہد میں نہ دیا اور ان کے راستے میں روڑے اٹکائے تو اس طرح ہم اپنے مطالبات اول تو ہندوؤں سے منوا لیں گے اور اگر ہندوؤں نے نہ مانا تو حکومت ہمارا ساتھ دیگی اور وہ ہمارے مطالبات منظور کر لیگی۔

لیکن مسلمان یہ نہیں سمجھے کہ جو قوم حکومت سے لڑ کر حقوق دینے پر اس کو مجبور کر رہی ہے [illegible] اس فریق کی بات [illegible] جو دور سے کھڑے تماشا دیکھیگا [illegible] حقوق [illegible] چلاتی رہے گی اگر [illegible] سے کچھ بھی حصہ ملتا ہوتا تو مسلمان [illegible] جیسے تھا جس وقت سائمن کمیشن کی رپورٹ [illegible] معلوم ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کو حکومت کی طرف سے کیا ملنے والا ہے [illegible] اس رپورٹ میں مسلمانوں کے تمام بنیادی اور اہم مطالبات کو ٹھکرا دیا گیا تھا یعنی [illegible] تھی اور صوبہ سرحد کو مساوی حقوق دیئے گئے تھے نہ بنگال اور پنجاب کی [illegible] اکثریت تسلیم کی گئی تھی نہ مرکزی مجلس میں [illegible] مطالبہ منظور کیا تھا۔ البتہ جہاں جہاں صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیت [illegible] کیا یعنی تعداد موجودہ تناسب کو برقرار [illegible] اور ان دونوں سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں [illegible]

[illegible] مطالبات تسلیم کر لئے تھے مثلاً سندھ کی علیحدگی صوبہ سرحد کو مساوی [illegible] طریقہ [illegible] کیا تھا

جس سے بہر حال مسلمانوں کی اکثریت قائم نہیں۔ اقلیت والے صوبوں میں تناسب تعداد کے علاوہ مسلمانوں کو حق دیا گیا تھا کہ وہ مزید نشستیں حاصل کر سکتے ہیں مرکزی میں بھی تناسب آبادی سے زیادہ نشستیں دی تھیں اور انتخاب البتہ مشترک رکھا تھا۔

ظاہر ہے کہ بہ نسبت سائمن رپورٹ کے نہرو رپورٹ کہیں زیادہ مسلمانوں کے لئے بہتر تھی اور اگر مسلمان کانگریس کے ساتھ رہتے تو ممکن تھا کہ کچھ اور مزید اصلاح ہو جاتی۔

جب سائمن رپورٹ کو دیکھ لیا تھا کہ وہ ان کے حق میں نہیں ہے تو مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ ہوا کا رخ معلوم کر لیتے اور اپنے متعلق ایک ایسا فیصلہ کر لیتے جو یکسوئی کا ہوتا۔

دو راستوں میں سے ایک راستہ

راستے حقیقتاً دو ہی تھے یا تو کانگریس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو جد وجہد کرنی چاہیئے تھی یا گورنمنٹ کے ساتھ مل کر کانگریس کا مقابلہ کرنا چاہیئے تھا اور کانگریس کی تحریک کو آگے نہ بڑھنے دینا چاہیئے تھا مگر مسلمانوں نے دونوں میں سے ایک راستہ بھی اختیار نہیں کیا نہ تو مجموعی حیثیت سے کانگریس کے ساتھ ہوئے اور نہ بحیثیت مجموعی حکومت کے ساتھ ہو کر کانگریس کا مقابلہ کیا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی ہمت کسی جانب اور کسی فریق کی طرف نہ رہی دنیا میں خالی چلانے سے کچھ نہیں ملا کرتا اگر اس طرح قوموں کو حقوق ملا کرتے تو آج کوئی قوم بھی دنیا میں مظلوم نہ ہوتی کیونکہ زبانی شور و غوغا کر کے سب ہی اپنے حقوق حاصل کر لیتے مگر یہ دنیا دار عمل ہے اور بغیر عمل کے کسی کو کچھ نہیں ملتا پھر مسلمانان ہند کو کس طرح بغیر عمل کے کچھ مل جاتا چنانچہ باوجود اس امر کے کہ مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ شامل نہیں ہیں اور انہوں نے موجودہ تحریک میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ الگ کھڑے تماشا دیکھتے رہے ہیں پھر بھی نہ تو سائمن کمیشن نے ان کے مطالبات پورے کئے اور نہ گورنمنٹ ہند نے اپنے ڈسپیچ میں یعنی باوجود [illegible] میں ان کے مطالبات تسلیم کئے دونوں دربار [illegible] ڈھاک کے وہی تین پات ان کے حصہ میں آئے۔

یہ نتیجہ ہے بے عملی کا کیونکہ بے عملی کا نتیجہ ہمیشہ صفر ہی نکلا کرتا ہے۔ ہندو بھی اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ مسلمانوں کا دامن عمل کی متاع سے خالی ہے اس لئے حکومت ان کو کچھ نہیں دے سکتی ہے [illegible] یہ ہے کہ وہ وزیر اعظم کو ہندو مسلم سوال کا ثالث مقرر کرنے پر رضامند ہیں یا پھر پارلیمنٹ پر اس فیصلہ کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہیں۔

لیکن اگر مسلمانوں کی جھولی عمل کی پونجی سے خالی نہ ہوتی تو حکومت اور ہندوؤں کو اس طرح مسلمانوں کے مطالبات سے بے پروائی کرنے کی جرأت ہرگز نہ ہوتی۔

اس امر میں اختلاف ہو سکتا تھا کہ عمل کس قسم کا ہو بالکل آئینی یا جیسا کہ کانگریس کا ہے یا پھر کانگریس کے بالکل برعکس اور اس کے خلاف۔ اگر مسلمان من حیث الجماعت کانگریس کے طرز عمل کو غلط سمجھتے تھے یا اس کو اپنے مفاد کے منافی سمجھتے تھے یا اپنی طاقت سے زائد سمجھتے تھے تو اس کو نظر انداز کر کے دوسرا راستہ اختیار کر سکتے تھے یعنی پھر دوسرا راستہ یہ تھا کہ علی الاعلان حکومت کا ساتھ دیتے اور کہہ دیتے کہ ہم کانگریس کے مخالف ہیں اور اپنی پوری طاقت سے کانگریس کی مخالفت کریں گے اور اس اعلان کے ساتھ کانگریس کے مقابلہ [illegible] میدان میں اتر آتے اور ساری طاقت اس کے خلاف صرف کر دیتے اور قدم قدم پر کانگریس کی مخالفت کرتے اور حکومت کا ہر موقع پر ساتھ دیتے اس وقت ناممکن تھا کہ حکومت مسلمانوں کے مطالبات کے ساتھ سرد مہری برتتی اور ان کے مطالبات کو اس طرح بے پروائی سے نظر انداز کر دیتی

اس وقت تو حالت یہ ہے کہ حکومت نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں کے اندر عمل کی قوت مفقود ہے اسلئے کچھ ضروری نہیں کہ ان کی طرف توجہ کی جائے بلکہ اس سے زیادہ ضروری ہندو ہیں کہ ان کو راضی کیا جائے اور ان کے جوش عمل کی بھوک کو خوراک بہم پہنچائی جائے

ان حالات لیں یہ امید رکھنا کہ گول میز کانفرنس سے مسلمانوں کو کچھ حاصل ہوگا

ایں خیال است و محال است و جنوں

لیکن اسی کے ساتھ تنگ دل و تنگ نظر ہنود کو بھی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اپنی تنگ نظری سے ملک کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں اور کانگریس کی تحریک کو خاک میں ملا رہے ہیں کانگریس کے ذریعہ ملک جس قدر قربانیاں کر رہا ہے وہ سب لغو بے نتیجہ رہجائینگی اگر ہندو مسلمان اسی طرح آپس میں لڑتے رہے اور کوئی مفاہمت نہ کی اور ہندو مسلمانوں کی اس حالت کا فائدہ صرف حکومت ہی کو پہنچیگا وہ یہ کہنے میں حق بجانب اپنے آپکو کہیگی کہ جب ہندوستان کے دو بڑے فرقوں کے درمیان اسقدر اختلاف ہے اور ایکدوسرے سے اس قدر بدظن ہیں تو ایسی حالت میں کیونکر ممکن ہے کہ عنان حکومت ہندوستانیوں کے سپرد کی جا سکے … … …

… … … … … … … … … ایسی حالت میں برطانوی راج پوری طاقت و قوت کے ساتھ موجود رہنا ضروری ہے ورنہ یہ آپس میں لڑ لڑ کر سرزمین ہند کو جہنم بنا دینگے۔

گول میز کانفرنس میں ابتک کیا ہوا اور کیا ہوگا

اس وقت تک زمہ بنام تقریریں ہوئیں اور چار پانچ سب کمیٹیاں بنائی گئیں ایک فیڈرل دستوری سب کمیٹی ہے جس کے سپرد فیڈرل نظام کے اصول طے کرنے ہیں یہ کمیٹی ابھی تک کسی نتیجہ پر نہیں پہنچی دوسری کمیٹی برہما کی علیحدگی پر غور کرنے کے لئے بنی تھی جس نے برہما کی ہندوستان کی علیحدگی کے اصول کو تسلیم کرلیا ہے تیسری سب کمیٹی صوبوں کے نظام پر غور کرنے کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے بھی کچھ کام کیا ہے مگر اس بدبخت کمیٹی نے گورنر کے اس قدر اختیارات تسلیم کرلئے ہیں کہ اس کے بعد صوبوں کو خواہ پورے اختیارات مل جائیں مگر اس کے کوئی معنے نہیں رہتے چوتھی کمیٹی فرقہ وارانہ مسائل طے کرنے کی ہے یہ کمیٹی سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری ہے مگر ابتک اس نے کچھ نہیں کیا اور جس روش کا اظہار ابتک ہندو مسلمان نمایندوں نے کیا ہے اس سے اندیشہ ہے کہ یہ کچھ بھی نہ کرسکے گی۔

یہی حال دو ایک اور سب کمیٹیوں کا ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب نضولیات اور مہمل ہیں اور تماشہ سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اگرچہ تقریروں کے جو تبادلے دعوتوں کے دوران میں ہوتے رہتے ہیں ان میں خوب خوب ایک دوسرے کی تعریفیں ہوتی ہیں اور بہت کچھ امیدیں دلائی جاتی ہیں اور ہمتیں بندھائی جاتی ہیں مگر بالغ نظر جانتے ہیں کہ اس پردہ کے پیچھے کیا کچھ ہے اور پردہ اٹھنے کے بعد کیا نکلنے والا ہے۔

اس حیثیت سے اگر کوئی شخص کانفرنس کے نتائج کے متعلق پیشین گوئی کرنی چاہے تو چنداں دشوار نہیں ہے اور آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ اس تمام ڈرامے کا انجام صرف وہی نکلے گا جو گورنمنٹ کی یادداشت میں آچکا ہے۔

ہندوستان میں کیا ہو رہا ہی

ایک طرف لندن میں یہ تماشہ ہو رہا ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا

دوسری طرف ہندوستان میں ایک دوسرا تماشہ ہو رہا ہے جس کا نام سول نافرمانی ہے یہ تماشا کانگریس کر رہی ہے اور پورے نو مہینے سے اس تماشہ کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں کھیلا جا رہا ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کب تک یہ تماشہ کھیلا جائیگا اور لوگ کب تک اس سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرینگے۔

اس تماشہ کی نوعیت نہایت خطرناک ہے اس کا چیف پارٹ ایک قسم کا جنون ہے … … … … … … جس کو کانگریس والے اور ان کے ہمدرد اس کو حب الوطنی سے تعبیر کرتے ہیں اور نتیجہ اس کا یہ نکلتا ہے کہ ہزاروں آدمی جیلخانوں میں چلے جا رہے اور خوش خوش چلے جا رہے ہیں اب تک اس کھیل کے صدقہ میں ساٹھ ہزار اچھے بھلے انسان جیلوں میں جا چکے ہیں اور روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں جاتے رہتے ہیں صرف اسی پر یہ کھلاڑی اکتفا نہیں کرتے بلکہ آئے دن سروں پر لاٹھیاں اور گاہے ماہے سینوں پر گولیاں بھی کھالیتے ہیں اور صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی جیلوں میں جا رہی ہیں۔

ان دیوانوں کا یہ حال ہے کہ خواہ مخواہ ایسی حرکتیں کرتے ہیں جس سے جیل جانا پڑے مثلاً شراب فروشوں سے کہتے ہیں کہ شراب نہ بیچو شرابخواروں سے کہتے ہیں کہ شراب نہ پیو ولایتی کپڑا بیچنے والوں سے کہتے ہیں کہ ولایتی کپڑا نہ بیچو اور خریدنے والوں کو روکتے ہیں کہ تم خریدو نہیں اور پہننے والوں سے کہتے ہیں کہ تم ولایتی کپڑا مت پہنو اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہر ایک انگریزی مال کے خریدنے اور بیچنے سے لوگوں کو روکتے ہیں یہ تو خرید و فروخت کے متعلق ہوا اب اور سنئے کہیں تو زبردستی جنگل کاٹنے لگتے ہیں کہیں تاڑی کے درختوں پر تیشہ زنی کرتے ہیں کہیں سمندر سے نمک اکٹھا کرکے اور کہیں زمین شور کی مٹی سے نمک بناکر دوکان لیکر بیٹھ جاتے ہیں کہیں چوکیدارہ ٹیکس دینے سے لوگوں کو روکتے ہیں کہیں زمین کا لگان ادا کرنے کی ترغیب لوگوں کو دیتے ہیں چنانچہ گجرات میں تو گاؤں کے گاؤں اس تحریک کے نذر ہوگئے ہیں اور لوگ اپنی زمین گھر اور جائداد چھوڑ چھاڑ کر دوسرے مقامات کی طرف ہجرت کرگئے ہیں اس پر بھی قناعت نہیں کرتے بلکہ سرکاری احکام کی ہر جگہ اور ہر موقع پر مخالفت کرتے ہیں جناب وائسرائے بہادر نے اپنے خاص اختیارات سے تو کئی معمولی قوانین ان لوگوں کی حرکات کو روکنے کے لئے نافذ کیئے مگر ان کانگریسی دیوانوں نے کسی ایک کو بھی تسلیم نہیں کیا سب کی خلاف ورزی کی اور خلاف ورزی کرکے جیل چلے گئے اور برابر جا رہے ہیں غیر معمولی قانون ہی کے ماننے سے انکار نہیں کیا بلکہ اکثر معمولی قوانین کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں جو تعزیرات ہند میں سالہا سال سے موجود ہیں مثلاً ۱۴۴ دفعہ کی نافرمانی کرمنل امنڈمنٹ ایکٹ کی نافرمانی اور قانون نمک کی نافرمانی غرضکہ اس قسم کے قوانین کی نافرمانی کر رہے ہیں اور اسی کی پاداش میں سزائیں بھگتتے اور جیل میں سے چلے جاتے ہیں۔

ان سب حرکتوں کا نام انہوں نے سول نافرمانی رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم یہ سب کچھ اپنے ملک کو آزاد کرانے اور غلامی سے اس کو چھڑانے کے لئے اور انگریزوں کی بیڑیاں کاٹنے کے لئے کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی ایک ذریعہ ہمارے پاس موثر ہے جس پر ہم عمل کرکے اپنا مقصد حاصل کرسکتے ہیں

یہ دوسری طرف کا حال ہے اس کیفیت نے ہندوستان کے اندر ایک ہلچل

اور سخت قسم کی بےچینی پیدا کردی ہے حاکم اور محکوم دونوں سخت مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہیں اور کیونکر ایسا نہ ہو جبکہ ساٹھ ستر ہزار انسان اور سینکڑوں خواتین جیلخانوں میں سڑ رہے ہوں روزانہ کہیں نہ کہیں سے لاٹھی چارج کی اطلاع آجاتی ہو اور گذشتہ نو مہینے میں متعدد بار ملک کے مختلف حصوں میں گولیاں چل چکی ہیں جس سے بہت سی قیمتی جانیں تلف ہو چکی ہیں کئی جگہ مارشل لا نافذ ہو چکا ہو اور نہ صرف ہندوستانیوں کی جانیں ضایع ہوئی ہیں بلکہ سرکاری حکام کی جانیں بھی تلف ہو چکی ہیں پھر بھلا امن و اطمینان کیونکر رہ سکتا ہے۔ قدرتی طور پر ایسے ملک میں جہاں کی حالت یہ ہو ایک اضطراب اور ایک بےچینی کا ہر طرف طاری ہو جانا لازمی ہے چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ گو ہر طرف امن قائم ہے کسی قسم کی بدامنی نہیں ہے مگر اضطراب کا سمندر اور بےچینی کا دریا ہر طرف موجزن ہے دلوں کو چیر کر اگر دیکھا جائے تو ایک طوفان اضطراب نظر آئیگا اس لئے کہ تجارت بالکل درہم برہم ہو گئی ہے اشیاء کے نرخ بالکل گر گئے ہیں آمدنیاں خطرہ میں پڑ گئی ہیں خصوصاً کسانوں کا حال بہت ہی پتلا ہے اس لئے کہ اجناس خام اس قدر ارزاں ہو گئی ہیں کہ ان بیچاروں کی سال بھر کی محنت کا پھل اتنا بھی نہیں ملا کہ سرکاری لگان ادا کرنے کے بعد ایک وقت موٹا جھوٹا کھا کر پیٹ بھر لیں کیونکہ باوجود اچھی فصل ہونے کے اجناس کی ارزانی نے ان کے پلے کچھ نہیں پڑنے دیا اور ان کی جھولی بالکل خالی رہ گئی۔

لیکن یہ حالت صرف رعایا کی ہے حکومت کا حال بھی کچھ اچھا نہیں ہے اول تو جس ملک کی حالت ایسی ہو اس ملک کی حکومت کسی طرح اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتی خصوصاً جبکہ حکومت کو پریشان ہی کرنے کے لئے سب کچھ کیا جا رہا ہو کانگریس جو کچھ بھی کر رہی ہے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ حکومت کو اپنی بات ماننے پر مجبور کر دیں اپنے مقصد میں یہ لوگ کہاں تک کامیاب ہوں گے اس کا فیصلہ تو مستقبل کریگا لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی جد و جہد نے حکومت کو مشکلات میں ضرور مبتلا کر دیا ہے ہر ایک صوبے کی حکومتوں کو آمدنی میں گھاٹا ہو رہا ہے کوئی صوبجاتی حکومت مشکل سے ایسی ہوگی جس کو ایک ڈیڑھ کروڑ کا نقصان نہ ہوا ہو اور گورنمنٹ ہند کو تو کئی کروڑ کا نقصان ہوگا۔

اس کے علاوہ اس کا اثر انگلستان کی تجارت پر بے انتہا پڑا ہے سب سے زیادہ کپڑا آتا تھا وہ اس سال آدھے سے بھی بہت کم آیا ہے بلکہ کہنا چاہیئے کہ پچہتر اور اسی فیصدی کی کمی رہی اور کپڑے کے علاوہ دوسری اشیاء کی آمد میں بہت کمی رہی اس سے کروڑوں روپئے کا نقصان انگلستان کو اٹھانا پڑا ہے

یہ ہیں اس تحریک کے اثرات جو اس وقت تک مرتب ہوئے ہیں اس سے کانگریس کی تحریک کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر کچھ دنوں یہ تحریک اسی طرح اور چلتی رہی تو ملک کی سیاسیات پر اس کا کیا اور کس قدر اثر پڑے گا یہ حال ایک تماشہ لندن میں ہوا ہے اور دوسرا ہندوستان میں دیکھئے کس بازیگر کے ہاتھ میں بازی رہتی ہے۔

اگر ہماری آواز ایوان حکومت تک پہنچ سکے تو ہم اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ لندن میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے کوئی مستقل فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس سے ہندوستان کی بےچینی مستقلاً دور ہو سکتی ہے اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ کانگریس ہی ایک ایسی جماعت ہے جس کا ملک پر زیادہ سے زیادہ اقتدار ہے خواہ اس نے گول میز کانفرنس سے علیحدگی اختیار کرکے غلطی کی ہو اور خواہ سول نافرمانی کی تحریک شروع کرکے اس نے کسی قدر اپنی بےتدبیری کا ثبوت دیا ہو مگر اس کے باوجود جس قدر کانگریس کو اقتدار حاصل ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ موجودہ گول میز کانفرنس کے نتائج ہندوستان کو مطمئن کر سکیں گے پھر اس سے کیا فائدہ ہے کہ ملک میں شورش بدستور جاری رہے یا کانگریس کو شورش قائم رکھنے کا موقع حاصل رہے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ذرا زیادہ وسیع نقطۂ نظر سے ہندوستان کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

چرچل کی صاف گوئی

دنیا کا عجیب حال ہے اگر سچ نہ بولو تو مصیبت اگر سچ بولو تب بھی آفت کہا تو یہ جاتا ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں مگر بعض اوقات اس مثل کی تکذیب ہو جاتی ہے اور سچ کی آواز پھانسی کا پھندا بنجایا کرتی ہے۔

بیچارے چرچل انگلستان کے ان مدبرین میں سے ہیں کہ جب کبھی لب کشائی کرتے ہیں تو اپنے دل کی بات صاف صاف اور سچ سچ بیان کر دیتے ہیں تو دنیا ان کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ جاتی ہے اور ہر طرف سے ان پر لے دے شروع ہو جاتی ہے حالانکہ سچائی کی قدر کرنی چاہیئے۔

حال میں مسٹر چرچل نے ہندوستان کے مسئلہ پر ایک تقریر فرمائی ہے جس میں انہوں نے نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے اور نہ صرف اپنے دل کی بات کہدی ہے بلکہ نوے فیصدی انگریزوں کے دل کی بات بیان کر دی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ مسٹر چرچل نے صاف صاف جو کچھ ان کے دل میں تھا وہ کہدیا اور دوسرے مدبر دل کی بات زبان پر نہیں آنے دیتے اور الفاظ کے گورکھ دھندے میں دلی مطلب کو چھپا لیتے ہیں اور چکنی چپڑی باتیں کرکے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسٹر چرچل کا ارشاد ہے کہ گول میز کانفرنس لغویت کا ایک مظاہرہ ہے اس میں جس قدر نمایندے شریک ہوئے ہیں وہ سوائے اپنی ذات کے کسی کے نمایندے نہیں ہیں اور ان کو غلط امیدیں نہ دلانی چاہئیں اور پارلیمنٹ اس کانفرنس کے فیصلوں کی پابند نہیں ہے بلکہ اس کو اختیار ہے کہ وہ سابقہ اصلاحات کو بھی واپس لے لے اور برطانیہ کو غیر مشتبہ الفاظ میں اپنے اس ارادہ کا اعلان کر دینا چاہیئے کہ وہ ہندوستان پر اپنی پنجہ کی گرفت بدستور جاری رکھیگا کیونکہ ہندوستان تاج برطانیہ کا بیش قیمت ترین ہیرا ہے جس کو کسی طرح ہاتھ سے نہ دیا جائے گا۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ہند نے سخت حماقت کی کہ اس نے لاہور کانگرس کے بعد فوراً ہی گاندھی کو گرفتار اور دوسرے تمام لیڈروں کو پکڑ کر جلاوطن نہیں کر دیا اگر وہ ایسا کرتی تو یہ تحریک ہرگز اس قدر ترقی نہ کرتی اور اب بھی مضبوط ہاتھ سے حکومت کرنی چاہیئے۔ غرضکہ اسی قسم کی بکواس آپ نے کی ہے

ہمیں اس بیہودہ بکواس پر حاشیہ آرائی کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خود وزیر اعظم انگلستان نے آپکو ڈانٹ دیا ہے اور آپکے ارشادات کو شرانگیز قرار دیا ہے لیکن اس قدر ہم بھی ضرور عرض کرینگے کہ ایسی ہی بکواسیں ہیں جو نوجوانوں کے دلوں میں غصہ اور نفرت کی آگ بھڑکاتی ہیں اور ان کو غلط راستے پر ڈالدیتے ہیں جس پر ہم سب کو افسوس کرنا پڑتا ہے۔

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

مقتدی کتنے قسم کے ہوتے ہیں

مقتدی کی چار قسمیں ہیں (۱) مدرک (۲) لاحق (۳) مسبوق (۴) لاحق مسبوق مدرک اسے کہتے ہیں جس نے نماز پہلی رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی داگر چہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو) اور لاحق وہ ہے جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر اقتدا کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض رکعتیں فوت ہوگئیں مثلاً ایک شخص نے امام کے ساتھ نماز شروع کی اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے وہ سوگیا یا اس کا وضو ٹوٹ گیا یا امام سے پہلے رکوع وسجدہ کر لیا اور پھر اس کا اعادہ بھی نہیں کیا اور مسبوق وہ ہے جو چند رکعتیں پڑھ چکنے کے بعد امام کے ساتھ شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔ اور لاحق مسبوق وہ ہے جس کو شروع کی چند رکعتیں نہ ملیں پھر شامل ہونے کے بعد وہ لاحق ہوگیا۔ اور لاحق مدرک کے حکم میں ہے یعنی جب وہ اپنی فوت شدہ نماز پڑھے گا تو اس میں نہ تو قرأت کرے گا اور نہ سہو کی وجہ سے سجدہ کرے گا اور جب وہ اپنی فوت شدہ نماز پڑھے گا تو امام کے ساتھ نہیں پڑھے گا بلکہ اس کو الگ پڑھنی چاہیئے مثلاً اس کا وضو ٹوٹ گیا اور جب وضو کرکے آیا تو اس نے امام کو قعدہ اخیرہ میں پایا اب اس کو امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں شامل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ جہاں سے اس کی نماز باقی ہے وہاں سے پڑھنا شروع کرے اور اگر اس کے بعد بھی امام کو نماز میں مشغول دیکھے تو اس کے ساتھ ہو جائے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ امام کے ساتھ ہوگیا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے فوت شدہ نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اس نے بیجا عمدہ کام کیا۔

اور مسبوق کے احکام ان امور میں لاحق کے خلاف ہیں مسبوق کو چاہیئے کہ پہلے امام کے ساتھ نماز پڑھے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ نماز پڑھے اور مسبوق اپنی فوت شدہ نماز میں قرأت کرے گا اور اگر اس میں سہو واقع ہوگا تو سجدہ سہو کرے گا۔

اور اگر مسبوق نے اپنی فوت شدہ نماز پڑھکر امام کی متابعت کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اس کو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

دلاحق اور مسبوق میں ایسا فرق ہے جو عام فہم نہیں ہے ذرا مشکل سے سمجھ میں آتا ہے اس لئے اطمینان کے ساتھ اس کو سمجھ لینا چاہیئے تاکہ غلطی نہو۔ مولف)

اور مسبوق نے اگر امام کو قعدہ اخیرہ میں پایا تو تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں کرے اور دوسری تکبیر کہکر قعدہ اخیرہ میں شامل ہو اور جب امام کو رکوع اور سجدہ میں پائے تب بھی ایسا ہی کرے اگر صرف ایک تکبیر کہکر قعدہ اخیرہ میں شامل ہوگیا یا رکوع وسجود میں شامل ہوگیا تو نماز نہ ہوگی۔

اور امام کے فارغ ہونے کے بعد مسبوق جب اپنی نماز شروع کرے گا تو حق قرأت میں یہ اول رکعت قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری قرار دی جائیگی اور اسی حساب سے تیسری اور چوتھی قرار دی جائے گی۔ مثلاً تین یا چار رکعت والی رکعت میں اگر اسے ایک ملی تو حق تشہد میں اب جو یہ پڑھ رہا ہے دوسری ہے لہذا ایک رکعت فاتحہ اور سورۃ کے ساتھ پڑھکر قعدہ کرے۔

اور مسبوق کی اقتدا نہیں کی جاسکتی مگر امام اسے اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے لیکن خلیفہ ہونے کے بعد سلام نہیں پھیرے گا بلکہ نماز ختم کرنے کے لئے دوسرے کو خلیفہ بنائے گا۔

اور مسبوق کو چاہیئے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ یہ بخوبی معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدہ سہو نہیں کرنا ہے اور امام کے سلام سے پہلے اگر مسبوق کسی عذر کی وجہ سے کھڑا ہوگیا مثلاً سلام کے انتظار میں وضو ٹوٹ جانے کا خوف ہو تو یہ ایک مجبوری کی حالت ہے اس صورت میں کوئی کراہت نہیں اور اگر امام سے نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا اور مسبوق کے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو اس میں مسبوق کو امام کی متابعت فرض ہے اگر متابعت نہیں کرے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا یعنی اسے یہ معلوم تھا کہ میں مسبوق ہوں اور پھر بھی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر سہواً سلام پھیرا تو کوئی حرج نہیں نماز ہوگئی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو چار منٹ تک سوچتا رہا اور پھر سلام پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے اور اگر سہوا امام کے ساتھ سلام پھیرا اور یہ گمان کیا کہ اب نماز فاسد ہوگئی اور پھر از سر نو پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو اب نماز فاسد ہوگئی۔

اور اگر کسی مسبوق نے سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا اور سلام پھیرنے کے بعد فوراً ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور احساس ہونے کے بعد وہ اپنی باقی نماز کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوگیا تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

اور اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے قصداً امام کی متابعت کی تو اس کی نماز جاتی رہی اور اگر امام نے قعدہ آخیرہ نہیں کیا تھا اور بھول کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے اس کی متابعت کی تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا جائے گا نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور اگر امام نے سجدہ سہو کیا اور مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اس کے لئے حکم ہے اور بعد میں معلوم ہوا کہ امام پر سجدہ سہو واجب نہ تھا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی اس کو دوبارہ نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر دو مسبوقوں نے ایک ہی رکعت میں امام کی اقتدا کی اور جب امام نے سلام پھیر دیا اور وہ دونوں اپنی اپنی نمازیں پڑھنے لگے اور ایک شخص کو اپنی

رکعتیں یاد نہ رہیں اور وہ اپنے ساتھی کی متابعت کرنے لگا یعنی جتنی رکعتیں اس کے ساتھی نے پڑھیں اتنی ہی اس نے پڑھیں تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ اس نے اپنے ساتھی کی اقتدا کی نیت نہیں کی تھی تو اس کی نماز ہوگئی اور اگر اس نے اقتدا کی نیت کرلی تھی تو نماز نہیں ہوئی۔

اور اگر چار رکعت والی نماز میں امام قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھکر کھڑا ہوگیا اور بعض مقتدی تشہد پڑھنا بھول گئے اور وہ بھی امام کے ساتھ کھڑے ہوگئے تو جس نے تشہد نہیں پڑھا تھا وہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھکر امام کی متابعت کرے اگرچہ رکعت فوت ہوجائے مگر اس کو ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

اور اگر امام نے طویل سجدہ کیا اور مقتدی نے سر اٹھایا اور یہ خیال کیا کہ امام دوسرے سجدہ میں ہے اور پھر وہ سر بسجود ہوگیا تو اگر اس نے سجدۂ اولیٰ کی نیت کی تھی تو اولیٰ ہوا اور اگر سجدۂ ثانیہ کی نیت کی تھی تو ثانیہ ہوا۔ اور فرض کیجئے وہ اسی سجدہ میں تھا کہ امام نے بھی سجدہ کیا اور امام و مقتدی کی مشارکت ہوگئی تو یہ مشارکت جائز ہے اور اگر امام کے دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے مقتدی نے سر اٹھالیا اور یہ گمان کیا کہ امام ابھی پہلے ہی سجدہ میں ہے اور اس گمان کے ساتھ سجدہ کیا تو یہ دوسرا سجدہ قرار دیا جائے گا اگرچہ نیت صرف پہلے ہی سجدہ کی ہو اس مسئلہ میں تمام فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔

اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام ترک کردے تو مقتدی کو بھی ترک کردینی چاہئیں اور امام کی متابعت کرنی چاہیئے مثلاً تکبیرات عیدین اور قعدہ اولیٰ اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو اور دعائے قنوت۔

اور اگر امام نے قعدۂ اولیٰ نہیں کیا اور وہ ابھی سیدھا کھڑا نہیں ہوا تھا کہ مقتدی کو امام کی غلطی معلوم ہوگئی تو اسکو چاہیئے کہ قعدۂ اولیٰ ترک کرنے میں امام کی متابعت نہ کرے اور اسے غلطی سے آگاہ کرے اگر وہ غلطی سے مطلع ہوکر واپس آجائے تو اچھا ہے اور اگر وہ سیدھا کھڑا ہوجائے تو خود بھی قعدہ ترک کردے اور کھڑا ہوجائے۔

اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام کرے تو مقتدی کو اسکی متابعت نہیں کرنی چاہیئے مثلاً امام کوئی زیادہ سجدہ کرے تو مقتدی کو نہیں کرنا چاہیئے اور اگر تکبیرات عیدین میں علما نہ کرے تو اس فعل کی متابعت بھی نہ کرے اور اگر امام پانچویں رکعت کے لئے بھول کر کھڑا ہوجائے اور وہ قعدۂ اخیرہ کرچکا ہے تو مقتدی کو اس کا انتظار کرنا چاہیئے اگر وہ پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے اپنی غلطی کو محسوس کرکے اپنے مقام پر واپس آجائے تو مقتدی اس کا ساتھ دے اور اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اگر امام نے پانچویں کا سجدہ کرلیا تو مقتدی تنہا سلام پھیرے اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہیں کیا تھا اور قعدہ کے بغیر کھڑا ہوگیا تھا اور اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی اگرچہ مقتدیوں نے تشہد پڑھکر سلام پھیرلیا ہو۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ خود ادا کرے مثلاً تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا اور ثنا پڑھنا جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھ رہا ہو اور رکوع و سجود کی تکبیرات و تسبیحات اور "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا اور تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا۔

[illegible] نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں [illegible] مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ اس طرح کی بے ترتیبی ہو

اور اگر امام اور مقتدیوں میں اختلاف واقع ہوجائے مقتدی کہتے ہیں کہ تین رکعتیں پڑھیں اور امام کہتا ہے کہ چار پڑھیں تو امام کو ذرا غور و فکر سے کام لینا چاہیئے اگر اسے یقین ہے کہ چار پڑھی ہیں تو اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر یقین نہیں ہے تو اعادہ ضروری ہے۔ اور اگر مقتدیوں میں اختلاف واقع ہو بعض کہتے ہیں کہ تین پڑھیں اور بعض کہتے ہیں کہ چار تو امام کا قول معتبر ہے یعنی امام جس جماعت کی تائید کرے وہ صحیح راستہ پر ہے۔ اور اگر مقتدیوں میں اختلاف واقع ہو اور امام کو کچھ یاد نہ ہو تو دو عادل آدمیوں کو حکم بنانا چاہیئے وہ جس بات کی شہادت دیں وہ صحیح ہے اگر وہ کہیں کہ چار پڑھی ہیں تو اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر وہ کہیں کہ تین پڑھی ہیں تو اعادہ ضروری ہے ایسے مواقع پر ضد نہیں کرنی چاہیئے۔

ان مسائل پر تبصرہ کرتے ہوئے امام شیخ عبدہ لکھتے ہیں کہ جو اشخاص ذرا ذرا سی باتوں پر مشتعل ہوجاتے ہیں اور نفس کی خواہش کا اتباع کرتے ہوئے حق بات کو نہیں مانتے اور اختلاف کا طوفان برپا کردیتے ہیں وہ اسلام کے نادان دوست ہیں ان کی ضد اور بحث قابل تعریف نہیں بلکہ لائق مذمت ہے وہ اپنے نزدیک یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا مشتعل ہونا اور بحث کرنا باعث اجر و ثواب ہو لیکن حقیقت میں یہ غلط خیال ہے عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ضد اور بحث کرنے والے غلط راستے پر ہوتے ہیں اور ان کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ہم نے کسی بات کو مان لیا تو ہماری بےعزتی ہوگی اور ہم کو ناقابل سمجھا جائے گا اس بنا پر وہ اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرتے اور خواہ مخواہ ضد اور بحث کرتے ہیں ایسے اشخاص کو خیال کرنا چاہیئے کہ وہ اسلامی ملت میں افتراق کے محرک ہیں اور اسلام سراپا داعی وحدت ہے یعنی وہ اخلاص و اتحاد کا حامی اور نفاق و افتراق کا دشمن ہے حق تعالیٰ توفیق اخلاص عطا فرمائے۔

نماز میں بے وضو ہونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز میں بے وضو ہوجائے تو اسے چاہیئے کہ ناک پکڑلے اور چلا جائے اس میں کوئی حرج نہیں یہ ایک مستحسن طریقہ ہے۔

اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز کی حالت میں جو شخص بے وضو ہوجائے (اگرچہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد ایسا ہوا ہو) اسے چاہیئے کہ ناک پکڑلے اور وضو کی جگہ جاکر وضو کرے اور پھر واپس آجائے اور جہاں سے نماز باقی رہ گئی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ شروع سے پڑھے اس حکم میں زن و مرد دونوں شامل ہیں۔

اگر نماز کی حالت میں کسی شخص کا غسل جاتا رہا فرض کیجئے کسی وجہ سے اسے انزال ہوگیا تو اسے چاہیئے کہ فوراً اٹھ کھڑا ہو اور غسل سے فارغ ہوکر از سر نو نماز پڑھے اور اگر کوئی شخص حالت نماز میں بے وضو ہوا فرض کیجئے کہ اس کی نکسیر جاری ہوگئی یا کسی زخم سے خون جاری ہوگیا یا اس کے سر میں پتھر لگ گیا اور خون نکل کر بہنے لگا تو ان سب صورتوں میں اسے وضو کرنا چاہیئے اور وضو سے فارغ ہوکر شروع سے نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر حالت نماز میں کسی شخص کو بلا اختیار منہ بھر کر قے ہوگئی یا وہ سو گیا اور سوتے میں ہوا خارج ہوگئی اور وہ کچھ دیر بعد بیدار ہوا تو اسے چاہیئے کہ فوراً وضو کرے اور جہاں سے نماز باقی ہے وہیں سے شروع کرے اور اگر چھینک یا کھانسی کی وجہ سے ہوا خارج ہوگئی یا قطرہ آگیا تو وضو کرکے از سر نو

نماز پڑھنی چاہیے۔ اور اگر حالت نماز میں کسی شخص نے کسی نمازی کے جسم پر نجاست ڈالدی یا کسی طرح اس کا جسم یا لباس ایک درہم سے زیادہ نجس ہوگیا تو اسے پاک کرنے کے بعد از سرِ نو نماز پڑھنی چاہیے۔

اور اگر کوئی شخص بے وضو ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے لیکن وہ اسے چھوڑکر دور چلا گیا تو وضو سے فارغ ہونے کے بعد اس کو شروع سے نماز پڑھنی چاہیے جہاں سے باقی ہے وہاں سے نہیں پڑھ سکتا اسی طرح اگر بے وضو ہونے کے بعد اگر کسی شخص نے وضو کیا اور وضو سے فارغ ہو کر باتیں کرنے لگا یا اس نے کچھ کھایا پیا تو اسے شروع سے نماز پڑھنی چاہیے جہاں سے باقی ہے وہاں سے شروع نہیں کر سکتا۔

البتہ اگر کوئی شخص حالت نماز میں بے وضو ہوا اور اس حالت کو محسوس کرکے وضو کے لئے گیا اور اتفاق سے وضو میں مسح بھول گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے اسے مسح یاد آیا تو فوراً مسح کرے اور جہاں سے نماز باقی ہے وہاں سے شروع کرے اور اگر نماز میں مشغول ہونے کے بعد اسے مسح یاد آیا تو مسح کرے اور اب از سرِ نو نماز پڑھے۔

اور اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اسے بے وضو ہو جانے کا گمان ہوا اور مسجد سے باہر چلا گیا اور باہر جانے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ گمان صحیح نہیں تھا میں باوضو ہوں اسے چاہیے کہ شروع سے نماز پڑھے اور اگر گمان واقع ہونے پر مسجد سے باہر نہیں گیا تھا تو جہاں سے نماز باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے۔ مگر یہ واضح رہے کہ اگر عورت کو ایسا گمان ہو تو مصلے سے ہٹتے ہی اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

امامت کے لئے قائم مقام بنانا

اگر کوئی امام حالتِ نماز میں بے وضو یا بے غسل ہو جانے کی وجہ سے کسی شخص کو امامت کے لئے اپنا قائم مقام بناتا ہے تو اسے فقہاء کی اصطلاح میں "خلیفہ کرنا" کہتے ہیں اور اس بحث میں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ جو شخص اس امام کا امام ہو سکتا ہے وہ خلیفہ بھی ہو سکتا ہے اور جو امام نہیں بن سکتا وہ خلیفہ بھی نہیں بن سکتا۔

اور جب کوئی امام حالت نماز میں بے وضو ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ناک پکڑ لے تاکہ لوگ نکسیر سمجھیں، اور پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارہ سے کسی کو بنانے خلیفہ تجویز کرتے وقت کسی سے بات نہ کرے۔

اور اگر کسی میدان میں نماز ہو رہی ہے تو جب تک امام صاحب صفوں سے باہر نہ جائیں خلیفہ بنا سکتے ہیں اور اگر مسجد میں نماز ہو رہی ہے تو جب تک مسجد سے باہر نہ جائیں کسی کو اپنا قائم مقام بنا سکتے ہیں۔

اور اگر مسجد میں نماز ہو رہی ہے لیکن مسجد کے باہر تک صفیں ہیں تو امام صاحب نے اگر مسجد والوں میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور باہر جاکر کسی کو خلیفہ منتخب کیا تو اس صورت میں سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔

یہ واضح رہے کہ چھوٹا مکان اور چھوٹی عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے اور بڑا مکان اور بڑی مسجد اور بڑی عیدگاہ میدان کے حکم میں ہے اس مسئلہ سے اکثر اشخاص ناواقف ہیں۔

اور اگر امام نے پریشانی کی وجہ سے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور وہ مقررہ حد سے باہر چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد مقتدیوں میں سے کسی نے کسی کو خلیفہ منتخب کرلیا یا کوئی شخص خود ہی امامت کی نیت کرکے امام کی جگہ کھڑا ہو گیا تو یہ خلافت صحیح ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کسی شخص نے امامت کی نیت نہیں کی بلکہ یوں ہی امام کی جگہ پہنچ گیا تو یاد رکھو محض امام کی جگہ چلے جانے سے کوئی شخص امام نہیں ہو سکتا جب تک امامت کی نیت نہ ہو۔

اور اگر امام حالت نماز میں بے وضو ہوا اور پچھلی صف میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرکے مسجد سے باہر چلا گیا تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ اگر خلیفہ نے فوراً ہی امامت کی نیت کرلی تو جتنے مقتدی اس خلیفہ سے آگے ہیں سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں اور اس صف میں جو دائیں طرف اور بائیں طرف ہیں اور جو اس صف سے پیچھے ہیں ان کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر خلیفہ نے یہ نیت کی کہ میں امام کی جگہ پہنچکر امام ہوجاؤں اور امام کی جگہ پہنچنے سے پہلے امام مسجد سے باہر ہوگیا تو سب نمازیں فاسد ہوگئیں ان کو از سرِ نو نماز پڑھنی چاہیے۔

اور امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب وہ حالت نماز میں بے وضو ہو جائے تو کسی مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے بلکہ کسی اور شخص کو خلیفہ منتخب کرے اور جو شخص مسبوق ہے اسے چاہیے کہ جب اسے خلافت کے لئے منتخب کیا جائے تو انکار کردے اگر مسبوق نے انکار نہیں کیا اور خلیفہ بننا منظور کرلیا تو وہ قائم مقام سمجھا جائے گا اور اسکی اقتدا میں نماز صحیح ہوگی۔

خاموش تبلیغ مصنفہ حضرت العلامہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہو اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں نقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان [illegible] حالات سے متاثر ہوکر مولانا احمد سعید نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت [illegible] تعریف شادی وغمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دلی کی شستہ اردو اور بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے

ضخامت ۲۴۴ صفحات — قیمت صرف دس آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝

(ترجمہ) اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مایۂ زندگی بنایا ہے۔ ہاں ان مالوں میں ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔

ان آیتوں میں حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو یتامیٰ تمہاری کفالت و نگرانی میں ہیں جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جائیں ان کا مال ان کو نہ دو ورنہ وہ فضول خرچ کر ڈالیں گے بچپن کی وجہ سے ابھی عقل نہیں ہے اس لئے تم خود ان کا مال لیکر اپنے انتظام سے خرچ کرو ان کے کھانے پینے اور ان کی تعلیم کا بندوبست کرو پھر جب وہ بالغ ہو جائیں تو اس وقت کچھ باعظمت آدمیوں کو جمع کر کے ان کے مواجہ میں مال وزر دیدو۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اسلام سے قبل یتیموں کی پرورش اور کفالت کا بھی کوئی معقول انتظام نہ تھا بے ماں باپ کے بچوں کے ساتھ ایسا وحشیانہ اور بے رحمانہ سلوک کیا جاتا تھا کہ چشم انسانیت اس نظارے کو دیکھ ہی نہیں سکتی تھی تاریخ العرب میں لکھا ہے کہ جب کوئی لڑکا یتیم ہو جاتا تھا تو اس کے قرابت دار اس کو اپنے گھر لیجاتے اور اس کے مال وزر پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو گھر سے نکال دیتے تھے اسی طرح جب کوئی لڑکی یتیم ہو جاتی تھی اور کسی شخص کو پرورش کے لئے دی جاتی تھی تو وہ چند روز کے بعد انصاف پر قائم نہیں رہتا تھا اگر وہ لڑکی خوبصورت ہوتی تھی تو پرورش کرنے والا خود اس سے نکاح کر لیتا تھا اور اس کو مہر سے محروم رکھا جاتا تھا اور اگر بدشکل ہوتی تھی تو اس کا مال وزر چھین کر ایک لونڈی کی حیثیت سے رخصت کر دیا جاتا تھا جب حضور سرور عالم جلوہ افروز ہوئے تو یتیموں کی مظلومیت کا خاتمہ ہو گیا آپ نے ارشاد فرمایا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی ان کے لئے پسند کرو اور ان کو حقیر مت سمجھو اور ان پر ظلم مت کرو اس ہدایت بابرکت کا اثر یہ ہوا کہ یتیموں کے حقوق کا احترام ہونے لگا اور وہ ذلت کی سطح سے بلند ہو کر عزت کے رفیع و جلیل درجے پر پہنچ گئے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم چونکہ خود یتیم رہ چکے تھے اس لئے آپ نے ہر طرح کی مشکلات کا اندازہ کر کے یتیموں کے حقوق کی حمایت کی ... کی دلنوازی اور سرپرستی کر کے دنیا کے سامنے اپنا اسوہ حسنہ پیش کیا ... فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کی پرورش کرے اور اس کو کھلائے پلائے ... اپنے گھر لیجائے پروردگار اس کے لئے جنت میں داخل ہونے ... کر اس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جو معاف نہیں ہو سکتا ایک خطبہ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ ثواب کا کام یتیموں کی پرورش کرنا ہے۔

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝

(ترجمہ) اور تم یتیموں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ وہ نکاح کو پہنچ جاویں پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالہ کر دو اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے پھر جب ان کے اموال ان کے حوالہ کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں"

یتیموں کے حقوق کے حفاظت کے سلسلے میں ارشاد ہے کہ یتیموں کے حالات کو آزمایا کرو یعنی ان کی عقل وفہم کا امتحان لیتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر کو دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالہ کر دو اور ایسا نہ کرنا کہ ان کے بالغ ہو جانے کے خیال سے فضول خرچی کر کے جلدی جلدی ان کا مال کھا جاؤ یہ صریح ظلم ہے اور جو شخص مالدار اور مستغنی ہو اس کو چاہیے کہ یتیم کا مال کھانے سے پرہیز کرے اور جو حاجتمند اور غریب ہو وہ یتیم کی پرورش کے سلسلہ میں دستور کے مطابق بقدر مناسب کھالے اور پھر جب ان کے مال ان کے حوالہ کرنے لگو تو کسی کو ان پر گواہ کر لیا کرو اور اصلی حساب لینے والا تو بس اللہ ہی ہے۔

تفسیر خازن میں ان آیات کا سبب نزول یہ لکھا ہے کہ ایک دن حضور سرور عالم اپنی مسجد میں جلوہ افروز تھے اور نماز تہجد کے فضائل بیان فرما رہے تھے اتنے میں ایک شخص عاصم بن عبداللہ حاضر خدمت ہوا۔ جب حضور اس کی طرف مخاطب ہوئے تو اس نے کہا یا رسول اللہ میرا ایک حقیقی بھائی تھا جس کا نام رفاعہ بن عبداللہ تھا آج سے دس دن پہلے اس کا انتقال ہو گیا اس کا ایک نابالغ بیٹا ہے جس کا نام ثابت ہے اہل قرابت نے مجھے اس کا کفیل بنایا ہے میرا بھائی ایک مالدار آدمی تھا اس نے کافی مال وزر چھوڑا ہے اس لئے میں یہ پوچھنے کے لئے آیا ہوں کہ مرحوم بھائی کا مال و زر کس وقت اس لڑکے کے حوالہ کر دوں!

یہ استفسار سنکر حضور خاموش ہو گئے چند لمحے کے بعد آثار وحی ظاہر ہوئے اور مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا کہ جب یتیم بالغ ہو جائیں تو ان کے مال ان کے حوالہ کر دو اور نابالغی کے زمانہ میں بے دردی کے ساتھ روپیہ خرچ نہ کرو۔

بعض مفسرین نے نابالغ ہونے کی عمر مرد کے لئے ۱۸ سال اور عورت کے لئے ۱۴ سال قرار دی ہے لیکن فقہا اس کو تسلیم نہیں کرتے وہ یہ کہتے ہیں کہ زن و مرد میں جب بالغ ہونے کے آثار نمایاں ہو جائیں اسی وقت ان کو بالغ سمجھ لیا جائے یعنی جب وہ سمجھدار ہوشیار ہو جائیں تو ان کا مال ان کو دیدو۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

(ترجمہ) مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جسکو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابتدار چھوڑ جاویں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں کہ جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابتدار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر حصۂ قطعی

زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ عورتوں کو میت کے مال سے کچھ حصہ نہ دیا جاتا تھا ایک مرتبہ قبیلہ بنو سعد کی ایک عورت حضور سرورِ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں پریشان حال اور درماندہ ہوں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور ان کے باپ کا انتقال ہو گیا میں سمجھتی ہوں رسم و رواج کے مطابق نہ مجھے کوئی حصہ ملیگا نہ بچوں کو یہ سنکر حضور متاثر ہوئے اور آپ کے چہرہ سے رنج و غم کے آثار نمایاں ہوئے حق سبحانہ تعالےٰ نے فوراً یہ آیت نازل کی جس میں ارشاد ہے کہ ماں باپ اور خویش و اقارب کے ترکہ میں عورتوں کا بھی حصہ ہے اور خوب یاد رکھو کہ یہ حصہ ہماری طرف سے مقرر کیا ہوا ہے اور مال متروکہ خواہ تھوڑا ہو یا بہت اس میں سے ہر ایک کا حصہ دیا جائے۔"

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام صالح جزائری لکھتے ہیں کہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اسلام نے طبقۂ نسواں کی جیسی شاندار حمایت کی ہے کسی مذہب نے نہیں کی اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت نہایت ذلیل تھی لیکن اس نے مظلوم طبقہ نسواں کو ناک مذلت سے اٹھا کر عزت کے رفیع ترین درجہ پر پہنچا دیا عہد جاہلیت میں اہل عرب عورتوں کو نہایت حقیر نظروں سے دیکھتے تھے ان کو نہ تو خاوندوں کی جائداد سے کوئی حصہ ملتا تھا اور نہ ماں باپ کے ترکہ میں سے ان کو کچھ ملتا تھا حضور سرورِ عالم نے اس ظلم کو مٹایا اور ان کی بیکسی کو عزت و عظمت سے بدل دیا پہلے عورت کا کوئی حق نہ تھا لیکن اسلام نے ان کو خاوند اور ماں باپ اور چچا اور بھائی کے ترکہ میں سے حصہ دلوایا۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے تھے وہ بعض سنگدل مسلمانوں نے غصب کر لئے اور آج پھر عورت کی حیثیت ذلیل ہو گئی ہمیں ایسے بہت سے مقامات کا حال معلوم ہے جہاں عورتوں کو ترکہ سے محروم کر دیا گیا ہے اور یہ ظلم عیسائیوں نے نہیں کیا بلکہ اسلام کا دعویٰ کرنے والوں نے کیا ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اسلامی احکام اس سے زیادہ اور کیا توہین ہو سکتی ہے۔ یہ نہایت ہی شرم کی بات ہے کہ ایک طرف تو ہم ان احسانات پر فخر کرتے ہیں جو اسلام نے عورتوں پر کئے ہیں اور دوسری طرف ہم خود ہی ان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ روشنخیال اور سمجھدار آدمی کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد اس ظلم کا خاتمہ کریں اور جو اشخاص دیدہ و دانستہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور معصوم عورتوں کو "ترکے" کے حق سے محروم کر کے ان کے گلے پر رسم و رواج کی چھری پھیر رہے ہیں ان سے شادی بیاہ کا رشتہ نہ کیا جائے اور جب تک وہ توبہ نہ کریں ان کو ہدف ملامت بنایا جائے۔ •

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝

(ترجمہ) اور جب (وارثوں میں ترکہ) تقسیم ہونے کے وقت آموجود ہوں رشتہ دار (دور کے) اور یتیم اور غریب لوگ تو ان کو بھی اس (ترکہ) میں (جس قدر بالغوں کا ہے اس میں) سے کچھ دیدو اور ان کے ساتھ خوبی سے بات کرو

اس آیت میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مال متروکہ تقسیم کرتے وقت کچھ ایسے قرابت دار جن کا کوئی حصہ معین نہیں اور کچھ یتیم اور محتاج آجایا کریں تو انھیں بھی اس میں سے کچھ دیدیا کرو اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو۔

اس آیۂ کریمہ کے منسوخ ہونے نہ ہونے کے متعلق مفسرین میں شدید اختلاف ہے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت آیۂ کریمہ یوصیکم اللہ سے منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہے اس اختلاف کو پیش نظر رکھکر امام صالح جزائری فرماتے ہیں کہ میں اختلاف کو پسند نہیں کرتا اور اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جسکو اختلاف کا باعث قرار دیا جائے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب مال متروکہ صحیح وارثوں کو تقسیم ہو اور اتفاق سے اس وقت کچھ ایسے آدمی بھی آجائیں جن کا کوئی حصہ معین نہیں یا اس وقت کچھ یتیم اور محتاج آجائیں تو ان کو قہر آلود نظروں سے نہ دیکھو بلکہ ان کی دلنوازی کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور اگر از راہ ہمدردی ان کو بھی کچھ دیدیا کرو تو بہتر ہے اور اگر نہ دے سکو تو ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو۔

اس مطلب کو پیش نظر رکھکر ذرا غور کرو کہ ہم اس آیت کو منسوخ کیوں تسلیم کریں اس میں کونسی بات ایسی ہے جو لائق تنسیخ ہے اور کون ایسا مسئلہ ہے جس پر اختلاف کے پھول برسائے جائیں ظاہر ہے کہ شروع سے آخر تک اس میں غریب نوازی اور حسن اخلاق کی تعلیم ہے اور اصلاح اخلاق و اعمال کا درس ہے اگر آپ نے تاریخ پڑھی ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ زمانہ جاہلیت میں غریبوں اور محتاجوں کو جانوروں سے بدتر سمجھا جاتا تھا اور اگر وہ کسی مجلس میں پہنچ جاتے تھے تو ان کو واجب القتل سمجھا جاتا تھا اس شرمناک تشدد کو مٹانے کے لئے باریتعالےٰ نے فرمایا کہ اگر مال متروکہ تقسیم کرتے وقت کچھ غریب اور محتاج آجائیں تو ان کو بھی کچھ دیدیا کرو اور اگر نہ دے سکو تو کم از کم ان سے نرمی سے بات کرو۔

اس حکم نے انسانی جباریت کے طلسم کو توڑ دیا اور غریبوں کو ذلت کی سطح سے بلند کر کے عظمت کے آسمان پر پہنچا دیا اور مالدار آدمیوں کو مرتبۂ قدوسیت سے گرا کر عام سطح انسانی پر قائم کیا میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس درس اخلاق میں کونسی بات ایسی تھی جس پر ہمارے مفسرین نے اختلافات کا طوفان برپا کیا حق تعالےٰ ہم کو اختلاف کے طوفان سے محفوظ رکھے۔

صحیح بخاری شریف اُردو

پارہ اوّل

باب چاہیئے کہ حاضر غائب کو علم پہنچا دے یہ حکم ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

(۱۰۰) ابو شریح سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید بن عاص (والی مدینہ) سے جبکہ وہ (ابن زبیر سے لڑنے کے لئے) لشکروں کو مکہ کی طرف روانہ کر رہا تھا یہ کہا کہ اے امیر مجھے اجازت دے تو میں تجھ سے ایک ایسی بات بیان کروں جسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا اس کو میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور اس کو میرے دل نے یاد رکھا ہے اور جب آپ اس کو بیان فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا کہ مکہ (میں جدال و قتال وغیرہ) کو خدا نے حرام کیا ہے اور اسے آدمیوں نے حرام نہیں کیا ہے پس جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کو جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہاں کوئی درخت کاٹا جائے پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ کے لڑنے سے ان چیزوں کا جواز بیان کرے تو اس سے کہدینا کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دیدی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف ایک گھڑی بھر دن کی وہاں اجازت دی تھی پھر آج اس کی حرمت ویسی ہی ہوگئی جیسی کل تھی پس حاضر کو چاہیئے کہ وہ غائب کو یہ خبر پہنچا دے ابو شریح سے کہا گیا کہ (اس حدیث کو سنکر) عمرو نے کیا جواب دیا انہوں نے کہا کہ یہ جواب دیا کہ اے ابو شریح میں تم سے زیادہ جانتا ہوں حرم کسی باغی کو اور خون کرکے بھاگ جانے والے کو اور خرابہ کرکے بھاگ جانے والے کو پناہ نہیں دیتا (ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ خربہ کے معنے خیانت اور فساد کے ہیں)

(۱۰۱) ابو بکرہ نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا ہے تمہارے خون اور تمہارے مال (محمد جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ یہ بھی کہا) اور تمہاری آبروئیں تم لوگوں پر (آپس میں) ایسے حرام ہیں جیسے ان کی حرمت تمہارے اس دن میں تمہارے اس مہینہ میں ہے آگاہ رہو تم میں سے حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو یہ خبر پہنچادے (اور محمد کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ایسا ہی ہے) (پھر) دو مرتبہ (حضرت نے فرمایا) آگاہ رہو کیا میں نے پہنچا دیا۔

باب اس شخص کا گناہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولے۔

(۱۰۲) علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ نہ بولنا کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے چاہیئے کہ آگ میں داخل ہو جائے۔

(۱۰۳) عبداللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ زبیر سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں (جس طرح کہ کثرت سے) فلاں اور فلاں (صحابی) بیان کرتے ہیں تمہیں بیان کرتے نہیں سنا (اس کا کیا سبب ہے) زبیر بولے کہ آگاہ ہو میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا (مجھے بھی بہت حدیثیں معلوم ہیں) (لیکن) چونکہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میرے اوپر جھوٹ بولے تو اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں تلاش کرلے (اس لئے بہت حدیثیں بیان کرتے ہوئے ڈرتا ہوں)

(۱۰۴) انس بن مالک کہتے ہیں کہ مجھے بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہ امر منع کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اوپر عمداً جھوٹ بولے تو اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں تلاش کرلے۔

(۱۰۵) سلمہ جو اکوع کے بیٹے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی میری نسبت وہ بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں تلاش کرے۔

(۱۰۶) ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میرا نام رکھ لو مگر میری کنیت (جو ابو القاسم ہے) نہ رکھو اور (یقین کر لو کہ) جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو یقیناً اس نے مجھے دیکھ لیا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور جو شخص کہ عمداً میرے اوپر جھوٹ بولے تو اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں تلاش کرے۔

باب علم کی باتوں کا لکھنا بدعت نہیں۔

(۱۰۷) ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے علی سے کہا کہ کیا تمہارے پاس (قرآن کے سوا) کوئی (اور) کتاب (لکھی) ہے وہ بولے نہیں مگر خدا کی کتاب ہے یا وہ سمجھ ہے جو ایک مرد مسلمان کو دی جاتی ہے یا وہ (چند مسائل ہیں) جو اس صحیفہ میں لکھے ہوئے ہیں ابو جحیفہ کہتے ہیں میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا (لکھا) ہے کہا دیت اور قیدی کے رہا کرنے کے احکام اور (یہ کہ) کوئی مسلمان کسی کافر کے عوض میں نہ مارا جائے

(۱۰۸) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) خزاعہ (کے لوگوں) نے (قبیلہ) بنی لیث نے قتل کیا تھا مار ڈالا پھر اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی تو آپ اپنی سواری پر چڑھ گئے اور فرمایا اللہ نے مکہ سے فیل کو یا قتل کو روک لیا (ابو عبداللہ کہتا ہے کہ ابو نعیم نے کہا کہ یحیی شک کرتے ہیں (لادر) یا قتل (کا لفظ) کہتے ہیں مگر ان کے سوا سب لوگ فیل کہتے ہیں (قتل کا لفظ نہیں کہتے) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ان پر غالب کر دیا آگاہ رہو مکہ (میں قتال کرنا) نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا ہے اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوا ہے اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا آگاہ رہو میرے لئے ایک گھڑی بھر دن حلال ہو گیا تھا آگاہ رہو وہ اس وقت حرام ہے اس کا کانٹا نہ توڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری ہوئی چیز سوائے تعریف کرنے والے کے کوئی نہ اٹھائے اور جس کسی کا کوئی عزیز قتل کیا جائے تو وہ (ان) دو صورتوں میں سے عمدہ صورت پر ہے یا اس کو دیت دلادی جائے یا قصاص لیا جائے اتنے میں ایک شخص اہل یمن آگیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ یہ مسائل میرے لئے لکھ دیجئے آپ نے فرمایا کہ ابو فلاں کے لئے لکھدو پھر قریش کے ایک شخص نے کہا

کہ (یا رسول اللہ) اذخر کے سوا (اور چیزوں کے کاٹنے کی ممانعت فرمایئے اذخر کی ممانعت نہ فرمایئے) اس لئے کہ ہم اس کو اپنے گھروں میں اور قبروں میں لگاتے ہیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں، اذخر کے سوا اذخر کے سوا اذخر کے سوا (اور اشیاء) کے کاٹنے کی ممانعت ہے)

(۱۰۹) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ آپ کی حدیثیں نہیں بیان کرتا مگر عبداللہ بن عمرو سے جو کچھ ہو رہا ہے[1] لیکن (مجھ میں اور ان میں فرق یہ ہے کہ) وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا

(۱۱۰) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس لکھنے کی چیزیں لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایک نوشتہ لکھ دوں کہ اس کے بعد پھر تم گمراہ نہ ہو گے عمرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض غالب ہے[2] اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے وہ ہمیں کافی ہے پھر صحابہ نے اختلاف کیا یہاں تک کہ شور بہت ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور میرے پاس تم کو جھگڑنا نہ چاہیئے (یہاں تک بیان کر کے) ابن عباس (اپنی جگہ سے) یہ کہتے ہوئے باہر آگئے کہ بیشک مصیبت ہے (اور بڑی) سخت مصیبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لکھنے کے درمیان میں کیا چیز حائل ہو گئی۔

باب رات کو علم اور نصیحت کرنا درست ہے۔

(۱۱۱) ام سلمہ کہتی ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کس قدر فتنے نازل کئے گئے ہیں اور کس قدر خزانے کھولے گئے ہیں (اے لوگو) ان حجرہ والیوں کو جگا دو (کہ کچھ عبادت کریں) کیونکہ بہت سی دنیا میں پہننے والی ایسی ہیں جو آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

باب رات کو علم کی باتیں کرنا (روا جائز نہیں)

(۱۱۲) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) اپنی آخر عمر میں عشا کی نماز پڑھائی پھر جب سلام پھیر چکے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم اپنی اس رات کے حالات کی خبر دینا دو یکھو آج کی رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے باقی نہ رہے گا۔

(۱۱۳) ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ایک شب اپنی خالہ میمونہ بنت حارث زوجہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں سویا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اس دن) ان کی شب میں انھیں کے ہاں تھے پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز (مسجد میں) پڑھی پھر اپنے گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں اور سو رہے پھر بیدار ہوئے اور فرمایا کہ چھوٹا لڑکا سو رہا یا اسی کی مثل کوئی لفظ فرمایا پھر (نماز پڑھنے) کھڑے ہو گئے اور میں (بھی وضو کر کے) آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنی داہنی جانب کر لیا اور پانچ رکعتیں پڑھیں اس کے بعد دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھیں پھر سو رہے یہاں تک کہ آپ کے سانس کی آواز میں نے سنی پھر آپ نماز (فجر) کے لئے (مسجد) تشریف لے گئے۔

باب علم کی باتوں کا یاد کرنا (نہایت ضروری ہے)

[1] یعنی عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی زیادہ احادیث بیان کرتے ہیں [2] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ اس شدت مرض میں آپ کو تکلیف نہ دینا چاہیئے اور احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے ۱۲

(۱۱۴) ابو ہریرہ کہا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے بہت سی حدیثیں بیان کیں اور اگر کتاب اللہ میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی نہ بیان کرتا پھر پڑھتے تھے ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی سے الرحیم تک بیشک ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں خرید فروخت کرنے کا شغل رہتا تھا اور ابو ہریرہ اپنا پیٹ بھر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا اور ایسی اوقات میں حاضر رہتا تھا کہ لوگ حاضر نہ ہوتے تھے اور وہ باتیں یاد کر لیتا تھا جو وہ لوگ نہ یاد کر سکتے تھے۔

(۱۱۵) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں مگر انھیں بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ چنانچہ میں نے چادر پھیلائی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ سے چلو بنایا (اور اس چادر میں ڈال دیا) پھر فرمایا کہ (اس چادر کو) اپنے اوپر لپیٹ لو چنانچہ میں نے لپیٹ لیا پھر اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔

(۱۱۶) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دو ظرف علم کے (یاد کر لئے) ہیں چنانچہ ان میں سے ایک کو تو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو یہ بلعوم کاٹ ڈالی جائے (ابو عبداللہ کہتا ہے کہ بلعوم کھانے کے جانے کی جگہ کو کہتے ہیں)۔

باب علما کی باتوں کے سننے کے لئے چپ رہنا (چاہیئے)

(۱۱۷) جریر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ تم لوگوں کو چپ کر دو بعد اس کے کہ آپ نے فرمایا کہ (اے لوگو) تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگے۔

باب عالم کو کیا چاہیئے جبکہ اس سے پوچھا جائے کہ تمام لوگوں میں زیادہ جاننے والا کون ہے (اس کو) یہ چاہیئے کہ اللہ بزرگ و برتر کی طرف (اس بات کے) علم کا حوالہ کر دے۔

(۱۱۸) سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ جو خضر کے ہمنشین تھے بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں وہ کوئی دوسرے موسیٰ ہیں تو ابن عباس بولے کہ وہ خدا کا دشمن جھوٹ کہتا ہے ہم سے ابی بن کعب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ موسیٰ (ایک دن) بنی اسرائیل میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں میں زیادہ جاننے والا کون ہے تو انہوں نے کہا کہ زیادہ جاننے والا میں ہوں لہٰذا اللہ نے ان پر عتاب فرمایا کہ انھوں نے علم کو خدا کے حوالہ کیوں نہ کر دیا پھر اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے وہ تم سے زیادہ جاننے والا ہے[1] موسیٰ کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار میری ان سے کیونکر ملاقات ہو گی تو ان سے کہا گیا کہ مچھلی کو زنبیل میں رکھو اور (مجمع البحرین کی طرف چلو) پھر جب اس مچھلی کو نہ پاؤ تو سمجھ لینا کہ وہ بندہ وہیں ہے پس موسیٰ علیہ السلام چلے اور اپنے ہمراہ اپنے خادم یوشع بن نون کو بھی لے چلے (ابو عبداللہ کہتا ہے کہ یوشع کا لفظ شین معجمہ اور سین مہملہ دونوں کے ساتھ بولا جاتا ہے) اور ان دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی یہاں تک کہ جب پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں نے اپنے سر (اس پر) رکھ لئے اور سو گئے مچھلی زنبیل سے نکل گئی اور دریا میں اس نے راہ بنا لی اور (مچھلی کے زندہ ہو جانے سے) موسیٰ اور ان کے خادم کو تعجب ہوا

[1] یعنی یہ کہدے کہ میں نہیں جانتا یہ بات خدا کو معلوم ہے یا یوں کہدے کہ سب سے زیادہ جاننے والا خدا ہے ۱۲

پھر وہ دونوں باقی رات اور ایک دن چلتے رہے جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہماری نہاری لاؤ بیشک ہم نے اپنے اس سفر سے تکلیف اٹھائی اور موسیٰ جب تک کہ اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا اس وقت تک انہوں نے کچھ تکلیف نہیں محسوس کی اُن کے خادم نے (دیکھا تو مچھلی غائب تھی انہوں نے) کہا کہ کیا آپ نے دیکھا ہے جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا موسیٰ نے کہا یہی وہ مقام ہے جس کی ہم تلاش کرتے تھے پھر وہ دونوں اپنے قدموں پر لوٹ گئے پس جب اس پتھر تک پہنچے (تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کپڑا اوڑھے ہوئے ہے) یا یہ کہ اس نے اپنا کپڑا اوڑھ لیا تھا بیٹھا ہوا ہے) موسیٰ نے سلام کیا تو خضر نے کہا کہ تمہارے اس مقام میں سلام کہاں ہے تو انہوں نے کہا میں (یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں میں) موسیٰ ہوں خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے کہا ہاں موسیٰ نے کہا کیا میں اس امید پر تمہارے ہمراہ رہوں کہ جو کچھ ہدایت تمہیں سکھائی گئی ہے مجھے بھی سکھا دو انہوں نے کہا کہ تم میرے ساتھ رہکر میری باتوں پر ہرگز صبر نہ کر سکو گے بیشک میں اللہ کے علم میں سے ایک ایسے علم پر (حاوی) ہوں کہ تم اسے نہیں جانتے وہ خدا نے مجھے سکھایا ہے اور تم ایسے علم پر (حاوی) ہو جو خدا نے انھیں تعلیم کیا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا موسیٰ نے کہا کہ انشاء اللہ تم مجھے صبر کرنے والا پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا پھر وہ دونوں دریا کے کنارے (کنارے) چلے ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی اتنے میں ایک کشتی ان کے پاس سے ہو کر گذری تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھا لو خضر پہچان لئے گئے اور کشتی والوں نے انھیں بے اجرت بٹھا لیا پھر (اسی اثنا میں) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور اس نے ایک چونچ یا دو چونچیں دریا میں ماریں خضر بولے کہ اے موسیٰ میرے علم اور تمہارے علم نے خدا کے علم سے صرف اس چڑیا کی چونچ کے بقدر کم کیا ہے پھر خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کی طرف قصد کیا اور اسے اکھیڑ ڈالا موسیٰ کہنے لگے کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ (دئیے ہوئے) بٹھا لیا اور تم نے ان کی کشتی کی طرف قصد کیا اور اسے توڑ دیا تاکہ اس کے لوگوں کو غرق کر دو خضر نے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہکر میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے موسیٰ نے کہا کہ جو میں بھول گیا اس کا مواخذہ مجھ سے نہ کرو اور میرے کام کی مجھ پر تنگی نہ کرو (راوی کہتا ہے کہ پہلی بار موسیٰ سے بھول کر یہ بات (اعتراض کی) ہو گئی) پھر وہ دونوں (کشتی سے اتر کر) چلے تو ایک لڑکا (ملا جو اور) لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا خضر نے اس کا سر اوپر سے پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ سے اس کو اکھیڑ ڈالا موسیٰ نے کہا کہ ایک بے گناہ کو بغیر عوض کے تم نے قتل کر دیا خضر نے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ (رہکر میری باتوں پر) ہرگز صبر نہ کر سکو گے (ابن عیینہ نے کہا ہے کہ یہ اور زیادہ تاکید ہوئی) پھر وہ دونوں چلے یہانتک کہ ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس پہنچے وہاں کے رہنے والوں میں سے انہوں نے کھانا مانگا مگر ان لوگوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا پھر وہاں ایک دیوار ایسی دیکھی جو گرا چاہتی تھی خضر نے اپنے ہاتھ سے اس کو سہارا دیا اور اس کو درست کر دیا موسیٰ نے ان سے کہا کہ اگر تم چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے خضر بولے کہ (بس اب) یہی ہمارے اور تمہارے درمیان میں جدائی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس قدر بیان فرماکر) ارشاد کیا کہ اللہ موسیٰ پر رحم کرے ہم یہ چاہتے ہیں کہ کاش موسیٰ صبر کرتے تو اللہ ان کا قصہ ہم سے بیان فرماتا محمد بن یوسف نے کہا کہ ہم سے علی بن خشرم نے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے (یہ حدیث) اس طول کے ساتھ بیان کی)

سلطان محمد تغلق کی مکمل و مفصل سوانح عمری

(مصنفہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

ہندوستان کے مسلمانوں پر وارد ہونے والی مصیبتوں کی فہرست بہت طویل ہے قومی اتفاق مسلمانوں میں باقی نہیں رہا اولوالعزمی اور بلندخیالی کی جگہ کم ہمتی اور پست خیالی ترقی پذیر ہے مذہب کی طرف سے بے پروائی عام طور پر پائی جاتی ہے مفید و نفع رساں علوم کا چرچا دن بدن کم ہو رہا ہے مالی و اقتصادی اعتبار سے دوسری قومیں مسلمانوں کو ہر روز نیچا دکھا رہی ہیں غرضکہ ہر ایک شرافت اور ہر ایک فضیلت مسلمانوں سے رخصت ہو رہی ہے جسکو دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی قوم مہلک امراض میں مبتلا ہو کر زندگی سے دور اور مرگ سے قریب ہوتی جاتی ہے مسلمانوں کی ان مہلک بیماریوں کے اسباب میں ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمان اپنی اصلی اور صحیح تاریخ سے قطعاً ناواقف بنا دیئے گئے ہیں سرکاری مدرسوں اور کالجوں میں تاریخ کے نام سے جو چیز طلبا کو پڑھائی جاتی ہے وہ درحقیقت اصلی تاریخ سے دور اور مہجور رکھنے کا ایک زبردست سامان ہے اور بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کی تعلیم گاہوں کے کمروں میں شکست خوردہ و مغلوب بنایا گیا ہے دنیا میں کوئی قوم اپنی تاریخ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی بزرگوں اور پیشروؤں کے اصلی کارناموں اور ان کے اخلاق و معاشرت و تہذیب کی صحیح روایتوں ہی سے آنے والی نسلوں میں عقد ہمت اور رفعت حوصلہ کی روح پیدا ہو سکتی ہے حسرت و افسوس کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی اس متاع گرانمایہ یعنی صحیح علم تاریخ سے محروم نظر آتے ہیں اس گمراہی و ظلمت کے طوفان میں مندرجہ عنوان نام کی کتاب کا شایع ہونا ایسا ہے جیسے ریگستان کے سفر میں کسی پیاسے کو ٹھنڈا پانی مل جائے سلطان غیاث الدین تغلق سلطان محمد تغلق سلطان فیروز تغلق سلطان محمود تغلق حملہ تیمور دولت خاں لودی خضر خان سید مبارک شاہ سید محمد شاہ سید سلطان علاء الدین سید وغیرہ کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے سلطان محمد تغلق کی مفصل و مستند تاریخ اس کتاب کے سوا کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتی مصنف نے کس قدر محنت و عرق ریزی سے کام لیا ہے اس کا اندازہ کتاب دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے اس زمانہ کے ہندوستان کی معاشرتی اخلاقی علمی تمدنی حالت پر خوب ہی روشنی ڈالی گئی ہے مسلمان فرمانرواؤں نے ہندو محکوموں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا یہ مضمون خصوصی اہتمام سے ... تک پہنچا دیا گیا ہے نہایت اچھے سفید چکنے کاغذ پر ۲۲×۲۶ تقطیع پر چھپی ہے صفحات کی تعداد ڈھائی سو کے قریب ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ مجلد بے آٹھ آنے محصولڈاک وغیرہ شامل کرکے پورے دو روپے میں اس کا وی پی وصول ہوتا ہے ملنے کا پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس ۔ دہلی

ایک خیر و برکت والا مہینہ اور انوار و تجلیات کا ظہور

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری شوق آبادی

اس سے زیادہ مسلمانوں کی بدبختی، ناعاقبت اندیشی اور کوتاہ فہمی اور کیا ہوگی کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے محاسن و فضائل اور اعمال حسنہ کو ترک کرکے فواحشات و منہیات میں پھنس گئے جو باتیں کرنے کی تھیں وہ چھوڑ دیں اور جو باتیں نہ کرنے کی تھیں ان کو سرمایہ سعادت سمجھ لیا گیا گمراہ کن تاویلات و تحریفات نے عوام الناس کو اس درجہ بیباک اور جری کر دیا ہے کہ اب وہ کسی غیر مشروع اور ناجائز فعل کے ارتکاب پر بجائے شرمندہ اور نادم ہونے کے اصرار اور ہٹ کرتے ہیں کیونکہ حقیقت بینی اور خالص خدا پرستی کا مادہ جاتا رہا علمبرداروں کا دماغ اور روح عمل دونوں کھو چکے انہوں نے اپنے پاکیزہ اور فطری مذہب کو مجموعہ خرافات اور ذریعہ مخترعات بنا لیا حسنات کو نظر انداز کرکے بدعات کو شعار دین سمجھ لیا اور ان کے اعتقادات میں ایمان کم اور اوہام زیادہ ہو گئے یہی بدعت پسندی اوہام نوازی عمل صالح کا فقدان اور ذہنی انقلاب ان کی پستی و ذلت کا باعث ہے۔

منجملہ دیگر روایات و معتقدات کے جو عوام الناس کی بدعت نوازی کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں ایک ماہ شعبان اور اس کے مشروع امور ہیں جس کی سعادت اندوزیوں بصیرت فرازیوں اور معرفت خیز تجلیوں پر نظر نہیں بجائے ان کے دیگر خود ساختہ فضولیات و لغویات میں پڑ گئے ہیں اس ماہ میں جو باتیں مشروع اور سعادت اخروی کا باعث تھیں ان کو چھوڑ کر ایسے فضول مراسم اور مخترع امور کرنے لگے جن کا دین و عقل سے دور کا بھی تعلق نہیں اور جو دامن اسلام کو بٹہ لگانے والے ہیں

بادۂ ضلالت کے متوالو اگر ابتک نہ ہو جاؤ کہ وہ مقدس مہینہ جس کی خیر و برکت سے تم اپنے دامنہائے عمل کو لعل و جواہرات سے بھر سکتے ہو جس کے انوار و تجلیات سے اپنے تاریک دلوں کے لئے آفتاب نور کر سکتے ہو اپنے آئینہ دل سے زنگ معصیت کو دور کر سکتے ہو اور سال بھر کے سیئات کا حسنات سے کفارہ کر سکتے ہو آپہنچا اس ماہ مبارک میں تمہیں رمضان المبارک سے سعادت اندوز اور بہرہ ور ہونے کی تیاری کرنا ہے۔ زہد و تقوی اور نفس کشی کی صلاحیت پیدا کر نا ہے اور صبر و استقامت کا عملی سبق لینے کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے۔

اے عصیاں شعارو اور شراب معصیت کے مدہوشو خدائے کریم کی شان رحیمی پر نثار ہو جاؤ اور ستار العیوب و غفار الذنوب کے عفو و درگذر سے قربان ہو جاؤ کہ سہ

یہ خدائی ہے کہ بھولا نہیں بندوں کو خدا اور خودی یہ ہے کہ بندوں کو خدا یاد نہیں

یعنی وہ خدا جس کے فرائض عبدیت تم فراموش کر چکے ہو جس کا لطف عمیم و فضل کریم تم بھول چکے ہو اس ارحم الراحمین نے اپنا در رحمت وا کر دیا اور اس کی دستگیری گرتے ہوؤں کو تھام لینے کے لئے بصد اجلال و اکرام آپہنچی یعنی شعبان المعظم آپہنچا طاعت و عبادت کا یہ شاندار موقع ہے گناہوں سے پاک ہونے کا معصیت سوز سامان ہے بہیمیت کو ملکیت سے تبدیل کرنے کا سنہری چانس ہے اور سعادت اخروی و عبرت پذیری کا مبارک ذریعہ ہے سیاہ کاریو اور ستم شعاریوں سے باز آجاؤ گناہوں سے تائب ہو جاؤ اور اس خیر و برکت والے مہینہ میں اسوۂ نبوی کی پیروی کا ثبوت دو نہ کہ بدعات و لغویات سے اس مہینہ کے حسنات کو سیئات سے بدلو۔

ماہ شعبان کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا۔ شعبان کو حضور نے اپنی طرف اس لئے منسوب فرمایا ہے کہ رمضان کی عبادت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض اور مقرر ہے اور شعبان کی عبادت فرائض و واجبات سے نہیں بلکہ حضور کی مقرر کردہ ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکار فرماتے اللھم بارك لنا في رجب و شعبان وبلغنا رمضان یعنی اے اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے لئے خیر و برکت عطا فرما اور عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رجب شعبان اور رمضان کے مابین ایک مہینہ ہے جس کی عظمت و فضیلت سے لوگ غافل ہیں اس مہینہ میں خاص طور سے بندوں کے اعمال حضرت حق جل و علا کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال خدا کے سامنے ایسی حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔ چونکہ یہ مہینہ عبادت اور بندوں کے اعمال کی پیشی کا ہے اس لئے حضور اس مہینہ میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ روزے رکھنے شروع کیا کرتے تھے تو یہ گمان ہوتا تھا کہ شاید اب زندگی بھر آپ روزے ہی رکھے جائینگے اور جب آپ ترک کر دیا کرتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ شاید اب بالکل ہی ترک کر دیئے زیادہ روزے تو آپ اس لئے رکھا کرتے تھے کہ امت کو اس مہینہ میں روزے رکھنے کی ترغیب و تحریص دلائیں اور ترک اس وجہ سے کر دیا کرتے تھے کہ کہیں لوگ فرض ہی نہ سمجھنے لگ جائیں اور مشقت میں پڑ جائیں۔

حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ میں بکثرت روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے چند دنوں کے تمام شعبان آپ کا روزوں ہی میں گذرتا تھا۔

ابوداؤد میں ہے کہ آپ کو روزوں کے اعتبار سے تمام مہینوں میں سے شعبان زیادہ پسند تھا اور آپ کو یہ بات بہت ہی پسند تھی کہ شعبان کے روزوں کو

رمضان کے روزوں سے ملا دیں۔

ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ تمام سال کے صرف دو مہینے شعبان اور رمضان ہی ایسے تھے جس میں حضور پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ اے ام المومنین میرا دل روزے رکھنے کو چاہتا ہے کیا میں رجب میں روزے رکھا کروں آپ نے فرمایا کہ اگر تم روزے رکھنے کی خواہشمند ہو تو ماہ شعبان میں رکھا کرو کیونکہ اس مہینہ کو خاص فضیلت حاصل ہے۔

حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مہینہ میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کی اجل اس مہینہ میں لکھی جاتی ہے سو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جاتی ہو تو میں روزے دار ہوں۔

ان تمام روایات اور حضور کے اسوہ حسنہ سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں

(۱) اس ماہ میں بندوں کے اعمال درگاہ رب العزت میں پیش ہوتے ہیں اور مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں سو کتابت اجل کے وقت اگر بندہ عبادت گذار ہو تو انتہا بخشش کی توقع ہے۔

(۲) بعد رمضان شریف کے ماہ شعبان کو خاص فضیلت اور بزرگی حاصل ہے

(۳) عبادات میں بہترین عبادت روزہ ہے کیونکہ حضور نے دیگر عبادات میں سے اس عبادت کے مہینہ میں روزوں کو مخصوص فرمایا۔

اس مہینہ میں روزے کی عبادت مقرر فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کیونکہ کتابت اجل اس ماہ میں ہوتی ہے اور کتابت کا وقت مقرر و معلوم نہیں ایسی حالت میں اس ساعت مبارک سے سعادت اندوز ہونے کا کوئی یقینی موقع نہیں مل سکتا مگر روزہ دار ہونے کی حالت میں یہ احتمال نہیں رہتا کیونکہ طلوع فجر سے لیکر غروب تک تمام وقت عبادت گذاری میں شمار کیا جاتا ہے بخلاف دیگر عبادات کے کہ ان میں یہ بات نہیں۔

شعبان کی پندرہویں شب

اب تک جو کچھ بیان ہوا وہ تمام مہینہ کی فضیلت سے متعلق ہے اب اس عنوان کے ماتحت اس بزرگ و برتر رات کا ذکر اور فضیلت بیان کرتا ہوں جس کے انوار و تجلیات قلوب عارفات کو منور کرتے ہیں اور جسکو مسلمان ہوں بنا کے ہوتے ہیں یعنی شب برات چودھویں تاریخ اور پندرھویں حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد اس رات کا مرتبہ تمام راتوں سے افضل ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر متوجہ ہوتا ہے اور تمام گناہگاروں کی مغفرت کرتا ہے سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب صرف امت محمدیہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ رات دیگر امتوں میں خاص اہمیت رکھتی تھی۔

سورہ دخان کی ابتدائی آیتوں کے متعلق علمائے مفسرین فرماتے ہیں کہ لیلۃ مبارکۃ سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے فیھا یفرق کل امر حکیم یعنی اسی رات میں تمام حکمت و مصلحت کی باتیں تصفیہ پاتی ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو پہلے اس مبارک رات لوح محفوظ سے آسمان اول پر اتارا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نجما نجما اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے رہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ اسی رات کو جو سال بھر میں ایک ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سال بھر کی خیر و شر کی بابت جو کچھ اسے کرنا ہوتا ہے فیصلہ ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ ینزل اللہ تعالیٰ الیٰ سماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل مسیٔ الا رجل مشرک او فی قلبہ شحناء یعنی شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی خاص توجہ مبذول فرماتا ہے اور شرک و کینہ ور کے سوا تمام گناہگاروں کی مغفرت فرماتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ لوگو شعبان کی پندرھویں شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو خطاب کرتا ہے الا من مستغفر فاغفر لہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا وکذا حتی یطلع الفجر یعنی ہے کوئی گناہگار بندہ استغفار مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ بخشدوں ہے کوئی بندہ رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق عطا کردوں ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ مجھ سے عافیت اور صحت طلب کرنے والا کہ میں اس کو صحت و عافیت طلب کرنے والا کہ میں اسکو صحت و عافیت عطا کردوں حتیٰ کہ طلوع فجر تک اللہ پاک اپنے بندوں کو یہی خطاب کرتے رہتے ہیں۔

شعبان کی پندرہویں شب اور حضور کا اسوۂ حسنہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم شعبان کی پندرھویں شب میرے پاس تھے نصف شب کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی سب جگہ تلاش کرتی ہوئی قبرستان پہنچی تو دیکھا کہ حضور بقیع میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے ہیں مجھے دیکھکر فرمایا کہ اے عائشہ کیا تجھے یہ خطرہ ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے حق میں خیانت کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اس کا تو خوف نہیں تھا مگر میں یہ سمجھی کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے مکان پر تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں گناہگاروں کو بخشدیتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں آپ فرماتی ہیں کہ میں جب سب جگہ پھر پھرا کر گھر آئی تو دیکھا کہ حضور میرے حجرے میں تشریف رکھتے ہیں اور سجدہ کی حالت میں یہ کلمات عرض کر رہے ہیں سجد لک خیالی وسوادی وامن بک فوادی فہذہ یدی وما جنیت بہا علے نفسی یا عظیم یرجیٰ لکل عظیم اغفر الذنب العظیم سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ

اس کے بعد آپ نے سر اٹھایا اور دوسرا سجدہ کیا اور یہ کلمات فرمائے۔

اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ دَاؤُدُ فَاَغْفِرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقٌّ لَهٗ اَنْ يُّسْجَدَ پھر سجدہ

سے سر اٹھا کر یہ دعا مانگی

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا مِّنَ الشِّرْکِ نَقِیًّا لَا فَاجِرًا وَّلَا شَقِیًّا ان دعاؤں سے فارغ ہو کر حضور میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا میرا سانس چڑھا ہوا تھا آپ آہستہ آہستہ میرے گھٹنے دبانے لگے اور فرمایا کیا حال ہے میں نے تمام واقعہ سنایا اور عرض کیا حضور آپ خدا کے کام میں مصروف تھے اور میں اپنے نفس کے قصہ میں مبتلا تھی آپ نے فرمایا ہائے یہ دونوں گھٹنے آج کی رات کس کام میں تھک گئے اے عائشہ یہ رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اللہ تعالیٰ اس رات آسمان دنیا پر متوجہ ہوتا ہے اور سوائے شرک اور کینہ ور کے سب گناہگاروں کو بخش دیتا ہے

محرومین مغفرت

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں شب عبادت اور مغفرت کی ہے جسکو مسلمان لہو و لعب میں ضایع کر دیتے ہیں اس رات میں گناہگاروں کی بخشش ہوتی ہے سوائے ان لوگوں کے جن کا استثنا احادیث سے ثابت ہے ان کی صحیح تعداد ۱۴ ہے مگر ان میں سے مشرک اور کینہ ور خدا کے نزدیک سخت مبغوض ہیں۔ افسوس کہ جس شد و مد کے ساتھ اسلام نے ہر طرح کے شرک کی بیخکنی کر کے مسلمانوں کو توحید کی اعلیٰ تعلیم دی تھی اسی قدر تاویلات و تحریفات سے کام لیکر شرک کی مختلف صورتوں کو توحید سمجھ لیا گیا اور منشاء خداوندی کو اپنی اپنی سمجھ سے بدل دیا اسلام کی اعلیٰ و ارفع اور خالص توحید کو جو اسلام کی روح ہے معجون مرکب بنا دیا علم پرستی۔ تعزیہ پرستی قبر پرستی۔ پیر پرستی اور حکومت پرستی وغیرہ وغیرہ بیشمار پرستیوں سے حقیقت توحید کا خوب خوب مضحکہ اڑاتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے کاش مسلمان شعبان کی حقیقت اور فضیلت کو سمجھکر عبرت و نصیحت پکڑیں اور دنیا کے سامنے اس کو اصلی رنگ میں پیش کریں۔

اسی طرح اسلام نے مسلمانوں کو بغض و کینہ سے مجتنب رہنے کی مختلف پیرایوں میں تعلیم دی ہے کیونکہ اس سے اخوت اسلامی میں رخنہ اندازی ہوتی ہے مگر افسوس کہ اس چیز کی طرف بھی مسلمانوں کو توجہ نہیں بغض و نفاق اور کینہ دوزی کے شرارے فرقہ بندی کی شکل میں مشتعل ہو کر مسلم قومیت کو بھسم کر رہے ہیں مسلمان ایک دوسرے کے دشمن خون کے پیاسے در پے آزار اور تحقیر و تذلیل کے خواہاں ہیں اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں ذلیل و رسوا اور تباہ ہو رہے ہیں۔

شعبان المعظم کی بدعات

ایک مبارک و مسعود موقعہ پر سال کے سال علمائے راسخین اس ماہ کی بدعات و خرافات کے مٹانے کی سرگرم کوششیں کرتے ہیں وعظ و نصیحت اور ٹریکٹ و رسائل کے ذریعہ مسلمانوں کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں مگر سخت حیرانی اور تعجب ہے کہ مسلمانوں کی زبوں و زار حالت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور کوئی اصلاحی آواز شرمندہ تعمیل نہیں ہوتا۔ ان کا بدعات نوازی اور خرافات پسندی کا وہی عالم ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ان کے سامنے خدا اور اس کے رسول کے صاف اور صریح احکام رکھے جاتے ہیں اور گلا پھاڑ پھاڑ کر ان کو صراط مستقیم کی طرف بلایا جاتا ہے وہ کیوں اثر پذیر نہیں ہوتے کیوں نہیں شریعت حقہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے کیوں نہیں راستی اور سچائی کو قبول کرتے ان کا یہ قیامت خیز تمرد ان کو ہلاکت کی طرف لیجا رہا ہے ان کی یہ ماتم انگیز سرکشی شریعت اسلام کی توہین کا باعث ہے اور ان کا موجودہ جمود و تغافل دامن اسلام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ احکام اسلام سے انحراف پسندی کا مادہ جا رہا ہے جو عذاب خداوندی ہے اور جس نے یہود کو تباہ کیا۔

دراصل بات یہ ہے کہ سوائے چند مصلحین اور فرض شناس علماء کے باقی تمام علماء سو پر ایک عام سکوت طاری ہے وہ اپنے حلوے مانڈے میں مگن ہیں اور شغل تکفیر سے دلچسپی ہیں اگر مسلمان تباہ ہو رہے ہیں تو ان کی بلا سے اور اگر وہ گمراہ ہو رہے ہیں تو ان کی جوتی سے ان کے عیش و آرام میں خلل نہ آئے ان کی کیا شامت آئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو صحیح راہ عمل بتلا کر اپنے فوائد اور رہنمائی کو خطرہ میں ڈالیں اور وبالی بنیں۔

مسند رسول کے جانشینو اور خدا کے دین کے حامیو! کان کھول کر سن لو کہ عوام الناس کی گمراہی اور بے راہ روی کی تمام ذمہ داری آپ حضرات پر عائد ہوتی ہے اگر آپ حضرات اپنے فرائض کی بجا آوری میں سرگرم ہوتے تو آج مسلمانوں کی یہ حالت نہ ہوتی کہ ان کی عملی زندگی حقیقت اسلام سے کوسوں دور ہے خدا کا غضب ہے جو سرزمین اپنے اندر ہزاروں لاکھوں عالم رکھتی ہو اور وہاں کے مسلمان خلاف تعلیم اسلام شعبان کی پندرہویں شب کے فضائل و برکات سے چشم پوشی کر کے ایجاد کردہ بدعات کے لئے۔ مختص کر لیں آفتاب موجود ہو مگر ظلمت و تاریکی چھائی رہے۔ ابر نو بہار کی ابر باریاں ہوں مگر زمین پیدا نہ اوے سے

پھل دے نہ اگر نخل ثمر ور تو غضب ہے ‏ گلشن نہ کرے گل کو معطر تو غضب ہے

اس ماہ مبارک میں جو امور مشروع اور مسنون ہیں وہ یہ ہیں

(۱) اس مہینہ کو نفلی روزوں کے لئے مخصوص کرنا۔

(۲) کثرت کے ساتھ توبہ اور استغفار کرنا۔

(۳) پندرہویں شب کو عبادت کرنا اور صبح کو روزہ رکھنا۔

ان امور مسنونہ کے علاوہ جس قدر باتیں بھی مسلمان شب برات میں کرتے ہیں وہ سب کی سب ایجاد بندہ اور بدعات و خرافات و منافی اسلام ہیں خصوصاً آتش بازی تو ہر لحاظ سے ایک مہوض بدعت شیطانی حرکت اور طفلی فعل ہے جس کا اسلام میں کہیں نام و نشان تک نہیں معلوم نہیں مسلمانوں نے یہ گھر پھونک تماشہ کی منحوس بدعت کہاں سے نکال ماری غیر ضروری . . . . دعا ہے کہ اللہ پاک مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے سے

خدا سمجھ انھیں دے عقل کو درست کرے
قبائے ملت بیضا بدن پہ چست کرے

مونس انگلش ٹیچنگ میتھڈ المعروف سونےکی چڑیا

شرطیہ ڈیڑھ ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی کتاب ہے کثرت سے فروخت ہوتی ہے جو اس کے مقبول عام اور مفید ہونے کی دلیل ہے۔
قیمت صرف ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس ۲۰ سے منگایئے

فضائل ماہ شعبان المعظم

(از جناب مولوی شیخ محمد ریاست علی صاحب قدوائی قادری خیرآبادی الکبیروی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔ امابعد

آج میں آپ حضرات کے سامنے چند فضائل ماہ شعبان المعظم کے عرض کرنا چاہتا ہوں امید کہ آپ اس سے دلچسپی حاصل کریں گے۔ جاننا چاہئے کہ شعبان المعظم وہ مقدس اور بابرکت مہینہ ہے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے فضل شعبان علی الشہور کفضلی علی الانبیاء یعنی ماہ شعبان کو اور تمام مہینوں پر ایسی بزرگی حاصل ہے کہ جیسی تمام انبیا علیہم السلام پر مجکو بزرگی حاصل ہے اور ارشاد فرمایا کہ اذا دخل شعبان فطہروا انفسکم کشہر رمضان واحسنوا نیتکم فیہ فان فضل شعبان کفضلی علیکم الا ان شعبان شہری فمن صام للہ عشر یوما حقت لہ شفاعتی یعنی لوگو جب شعبان کا مہینہ آوے تو تم لوگ اپنے آپ کو پاک کرو جیسے رمضان کے مہینے میں پاک وصاف رکھتے ہو اور آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ نیکیوں کے ساتھ پیش آؤ بیشک ماہ شعبان کو ایسی بزرگی حاصل ہے جیسی مجکو تم لوگوں پر آگاہ ہو جاؤ کہ یہ شعبان میرا مہینہ ہے پس جس نے اس کے شروع میں دس روزے رکھے محض اللہ کے واسطے تو اس کے واسطے میری شفاعت لازمی ہوگئی۔

حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ من صام یوما فی شعبان فتحت لہ ابواب الجنان وغلقت علیہ ابواب النیران یعنی جو شخص شعبان کے مہینے میں (مہینہ) ایک بھی روزہ رکھتا رہے گا اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دئیے جائینگے اور دوزخ کے دروازے بند کر دئیے جائینگے۔

شعبان کا مہینہ کریم الطرفین ہے کیونکہ اس سے پہلے ماہ رجب المرجب اور بعد میں رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور یہ دونوں مہینے نہایت مقدس اور برکت والے ہیں شعبان کے مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مہینوں سے زیادہ روزے رکھا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ذلک شہر بین رجب ورمضان یغفل الناس فیہ وفیہ یرفع اعمال العبد الی الرب فاحب ان یرفع عملی وانا صائم یعنی یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے اس مہینہ میں اللہ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا ہے اور اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل اللہ کے سامنے ایسی حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔

برادران اسلام! اگر میں اس ماہ شعبان کو ماہ رمضان المبارک کا پیش خیمہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ اس کے بعد ہی رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے جس طرح رمضان شریف میں ایک رات ہے جس کو لیلۃ القدر یا شب قدر کہتے ہیں بہت متبرک اور مقدس ہے اسی طرح اس مہینے شعبان میں بھی ایک رات ہے کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ مبارکۃ فرمایا ہے یعنی مبارک رات اس رات کو عرف عام میں شب برات کہتے ہیں اور جب ماہ شعبان المعظم کی ۱۴ تاریخ دن گذرنے کے بعد آتی ہے اس بابرکت رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی عبادت کی ہے اور اپنی امت کو اس رات میں عبادت کی ترغیب دلی ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قوموا لیلۃ النصف من شعبان فانہ لیلۃ مبارکۃ فان اللہ تعالیٰ یقول فیہا ہل من مستغفر فاغفر لہ یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کرو بیشک وہ مبارک رات ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ کوئی ہے مغفرت چاہنے والا جس کو میں بخشوں۔

حضرت ابوالضحیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جن کاموں کا حکم کرنا ہوتا ہے وہ شب برات میں مقرر فرماتا ہے اور پھر ان کاموں کو فرشتگان کارکنان کو شب قدر میں سپرد کرتا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے کہ فرمایا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب یعنی تحقیق کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات (یعنی شب برات) کو پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے پھر بنی کلب کی تمام بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخشتا ہے (چونکہ بنی کلب کی عرب میں بکریاں بہت تھیں اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بکریوں سے کثرت کی مثال بیان فرمائی)۔

اور اسی مشکوٰۃ شریف میں حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مرفوعا روایت ہے کہ اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا یومہا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر یعنی جب ماہ شعبان کی پندرھویں رات ہو پس اس رات میں قیام اور عبادت کرو اور اس کے دن میں (یعنی اس کے دوسرے دن جو کہ ۱۵ شعبان کو) روزہ رکھو کیونکہ تحقیق اس رات کو اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت سے آسمان دنیا (یعنی پہلے آسمان) کی طرف نزول فرماتا ہے پس ندا ہوتی ہے کہ آیا کوئی بخشش چاہنے والا ہے کہ میں اس کو بخشدوں کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں کیا کوئی مصیبت زدہ اپنی مراد مانگنے والا ہے کہ میں اس کی مصیبت کو دور کردوں۔ کوئی ہے حاجت اور مراد والا یہ ندا برابر طلوع فجر تک ہوتی رہتی ہے۔ اور پھر اسی مشکوٰۃ شریف میں جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دوسری

روایت ہے کہ فرمایا حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہ ھل تدرین مافی ھذہ اللیلۃ یعنی لیلۃ النصف من شعبان قالت مافیھا یا رسول اللہ فقال فیھا ان یکتب کل مولود بنی آدم فی ھذہ السنۃ و فیھا ان یکتب کل ھالک من بنی آدم فی ھذہ السنۃ و فیھا ترفع اعمالھم و فیھا تنزل ارزاقھم یعنی اے عائشہ تم جانتی ہو کہ اس رات (یعنی پندرہویں شعبان کی رات) میں کیا ہوتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہوتا ہے تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ جتنے آدمی اس سال میں پیدا ہونے والے ہوتے ہیں اس رات میں وہ سب لکھے جاتے ہیں اور جس قدر اس رات میں مرنے والے ہوتے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھے جاتے ہیں اور اس رات میں سبکے سال بھر گذشتہ کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور اسی رات میں سبکے واسطے سال بھر کی روزی اترتی ہے پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس رات میں تمام رات عبادت کریں اور پھر صبح کو روزہ رکھیں چونکہ بعض روایتوں کی بنا پر نفلی روزہ رکھنا بہتر نہیں بلکہ اس میں یہود کی مشابہت ہے لہذا مناسب ہے کہ ایک روزہ ۱۴ شعبان کو یا ۱۵ کے بعد ۱۶ شعبان کو رکھ لیں مگر بہتر یہی ہے کہ ۱۴ شعبان ہی کو رکھیں کیونکہ ایک حدیث میں ۱۵ شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے ہاں اگر کسی وجہ سے ۱۴ شعبان کو روزہ نہ رکھیں تو ۱۶ تاریخ کو رکھ لیں۔

برادران اسلام! یہاں پر یہ شبہ مٹا دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات شب برات کی رات میں عبادت کرنے کو اور ۱۵ شعبان کو روزہ رکھنا بدعت بتلاتے ہیں اور ان احادیث کو جن میں عبادت اور روزہ کی ترغیب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دی ہے موضوع قرار دیتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف یا موضوع کہدینا کچھ کھیل تماشہ اور ہنسی ٹھٹا نہیں ہے کہ جو زبان پر آیا بلا تکلف بکدیا جب تک کسی مشہور اور معتمد امام حدیث کا صاف و صریح قول کسی پکی سند کے ساتھ نہ ملے کہ یہ حدیث اس قسم کی ہے اس وقت تک ہر ایک قول اور ہر ایک دعوی غلط اور باطل ہے نصف شعبان یعنی شب برات کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں صحیح اور ضعیف اور موضوع سب ہی قسم کی ہیں لیکن تمام احادیث کو ایک دم سے موضوع کہدینا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

مذکورہ بالا جس قدر احادیث ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہیں ان میں سے ایک حدیث کے واسطے بھی موضوع کہنے کا ثبوت کسی پکی سند بلکہ ضعیف سند سے بھی کسی کتاب حدیث یا موضوعات میں نہیں ہے البتہ ضعیف ضرور ہیں سو ضعیف روایت کے واسطے یہ بات سب کی تسلیم شدہ ہے اور مانی ہوئی ہے کہ فضائل اعمال میں ان پر عمل کرنا جائز اور بالکل جائز ہے اور کوئی مشہور اور معتمد امام حدیث اس بات سے انکار نہیں کرتا۔

اور اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ کتاب ترغیب و ترہیب میں اس رات کی عبادت اور استغفار کی جتنی روایتیں ہیں وہ لفظ عن سے موجود ہیں اور حضرت حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ کتاب ہذا میں تحریر فرمایا ہے کہ جس روایت کی سند صحیح یا حسن یا اس کے قریب قریب ہوتی ہے اس روایت کو میں اپنی کتاب میں لفظ عن کے ساتھ لاتا ہوں لہذا اس رات کی عبادت و قیام بدعت نہیں بلکہ سنت ہے اور اس سے بھی زیادہ بڑھکر یہ بات ہے کہ صحیح مسلم شریف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصف شعبان گذر جانے کے بعد ایک دن ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں تم نے اس مہینہ کے بیچ میں (یعنی ۱۵ شعبان کو) روزہ رکھا انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان (کے روزوں) سے فارغ ہو جاتا تو دو روزے قضا رکھ لینا۔

صحیح مسلم شریف کی اس حدیث سے (جو صحیح حدیث ہے) نصف شعبان کے روزے کا ایسا کامل اور پختہ ثبوت ملتا ہے بلکہ یہاں تک کہ جس نے کسی وجہ سے پندرہ شعبان کو روزہ نہ رکھا وہ اس کی قضا کا روزہ بعد رمضان المبارک کے رکھے پس اس سے زیادہ ان شب و روز میں قیام و عبادت و روزہ کے سنت ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

الغرض اے برادران اسلام! یہ شعبان کا مہینہ اور اس کی پندرہویں شب اور اس کے بعد کا دن نہایت متبرک اور مقدس ہے اس شب میں قیام و عبادت کا بیحد ثواب ہے اس شب میں اللہ کی رحمت اس کے خاص بندوں پر نازل ہوتی ہے اس شب میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی تمام بکریوں کے بالوں سے زیادہ گنہگاروں کو بخشتا ہے اس شب میں کارکنان فرشتوں کو سال آئندہ میں ہونے والے امور کا حکم دیا جاتا ہے اس شب میں سال آئندہ میں جتنے پیدا ہونے والے ہوتے ہیں اور جتنے مرنے والے ہوتے ہیں وہ سب لکھے جاتے ہیں اس شب میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش ہوتے ہیں پس ہر مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس بابرکت شب میں رات بھر جاگیں اور اگر کسی خاص مجبوری سے رات بھر جاگنا ناممکن ہو تو جس قدر بھی ہو سکے بیدار رہکر اپنے معبود برحق کی عبادت میں مشغول رہیں نفلیں پڑھیں بیٹھکر یا کھڑے ہوکر مگر کھڑے ہوکر نفلیں پڑھنے میں پورا اور بیٹھکر نفلیں پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس کے سوا قرآن کی تلاوت جس قدر بھی ہو سکے کریں یا درود شریف و کلمہ طیبہ و دیگر اوراد کا ورد کریں یا اور ذکر و شغل میں مشغول رہیں۔

فسق و فجور اور گناہوں کے کاموں میں بچتے رہیں کھیل تماشہ وغیرہ میں جسکا عام رواج ہو گیا ہے اس مقدس رات کو نہ برباد کریں اور اس رات سے پہلے ۱۴ شعبان کو دن میں اور پندرہ شعبان کو روزہ رکھیں اس کے صلہ میں اللہ پاک سے بیحد اجر و ثواب کے مستحق ہوں۔

مگر برادران اسلام! مذکورہ بالا تمام باتوں کے برعکس یہ دیکھا جاتا ہے کہ شب برات کو جو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے مخصوص ہے اور جسکی اوصاف میں اوپر عرض کر چکا ہوں محض حلوہ بنانے اور آتشبازی چھوڑنے کا تیوہار بنا رکھا ہے عبادت وغیرہ کچھ بھی نہیں کرتے اور بعض جاہل اور احمقوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس تاریخ میں حلوہ بنانا نہایت ضروری بلکہ قریب قریب فرض کے ہے اور اس شب میں حلوہ کھانا ثواب ہے حالانکہ اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔

برادران اسلام! میں یہ نہیں کہتا کہ آپ حلوہ نہ بنائیں اور اسکو نہ کھائیں بلکہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر حلوہ (جو واقعی حلوہ یعنی ملائم اور عمدہ ہو) بناکر اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر بزرگان دین وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نیاز دلائیں تو

بہتر اور بہت بہتر ہے اور اس نیاز اور فاتحہ و حلوہ کا ثواب ان کی ارواح مقدسہ کو پہنچائیں تو اچھا اور نہایت اچھا ہے مگر شرط یہ ہے کہ جس قدر حلوہ پر نیاز بزرگوں کی دلائی جائے وہ سب حلوہ غریبوں اور محتاجوں کو کہ جن کو اس موقعہ پر اپنی غربت کی وجہ سے حلوہ میسر نہیں تقسیم کردیں تو بیشک ثواب پہنچیگا اگر نیاز دلا کر سب کا سب گھر ہی میں رکھ لیا اور خود ہی تناول فرمایا اور سب گھر والوں کو کھلا یا تو میرے خیال میں اس طرح پر کبھی بھی ثواب نہ پہنچے گا ثواب تو جب ہی ہوگا جب اس سے ایک غریب بھوکے کا پیٹ بھرے یا خود کے کھا لینے سے بھی ثواب ہوتا ہے نہیں نہیں کبھی نہیں ہاں صرف اس قدر ثواب ضرور پہنچے گا کہ جو درود شریف و چند سورہ ہائے قرآنی پڑھیں تھیں اور بس لیکن اس حلوہ بنانے کے ساتھ ایک شرط یہ ضروری ہے کہ اس حلوہ بنانے کو فرض یا واجب یا سنت یا نہایت ضروری سمجھکر نہیں بنانا چاہیے ورنہ یہ بھی رسم جس سے بزرگان دین کی ارواح مقدسہ کو ثواب پہنچایا جاتا ہے بدعت ہو جائے گی اور حدیث شریف میں بدعت کو بدترین گناہ قرار دیا گیا ہے اور دوسری یہ شرط بھی ضروری ہے کہ سودی قرض لیکر حلوہ نہیں بنانا چاہیئے کیونکہ ایسا پیسہ حرام ہے اور حرام پیسہ اس قابل نہیں ہے کہ جس سے چیزیں خرید کر اور ان سے حلوہ تیار کر کے ایسے ایسے بزرگوں کی ارواح پاک کو ثواب پہنچایا جائے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ایسی حرام چیزوں کا کسی کو ثواب پہنچتا ہی نہیں ہے وہ چیز بالکل بیکار رہ جاتی ہے بلکہ جہانتک ہو سکے تو بلا سودی قرض لیکر بھی حلوہ نہیں بنانا چاہیئے کیونکہ قرض بری چیز ہے اور ادا نہ ہونے پر اس کا عذاب بھی بہت سخت مقرر ہے۔ بفرض محال اگر کسی نے بلا سودی ہی قرض لیکر حلوہ بنایا اور ابھی قرض ادا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دفعتہً انتقال ہو گیا اور اولاد نالائق نکلی جس نے اس کا قرض ادا نہ کیا اور قرضخواہ نے معاف بھی نہیں کیا تو بتاؤ کہ ثواب کے بدلے عذاب سخت میں پھنسا یا نہیں بہرحال قرض ہر حالت میں نہایت بری چیز ہے اگر وقت پر ادا نہیں ہوتا تو جس سے قرض لیا گیا اس سے ذرا سی رہی سہی محبت جو ہوتی ہے وہ بھی جاتی رہے اسی سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے کہ القرض مقراض المحبت یعنی قرض محبت کو کاٹنے والی چیز ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ حلوہ اپنی حیثیت اور استطاعت سے بڑھکر نہ بنانا چاہیے اور اگر ایسا ہی جی چاہے اور کچھ نہ ہو تو صرف دو ایک پیسے کی مٹھائی پر نیاز دلا دیجئے لیکن نیاز نہ دلانے سے کوئی کافر و مشرک نہیں ہوتا مسلمان ہی رہتا ہے اور نہ کوئی گناہ ہوتا ہے۔

اس شب برات میں سب سے بری اور احمقانہ رسم جو ادا کی جاتی ہے وہ آتشبازی کی رسم ہے ہم مسلمانوں میں ہزاروں ایسے بے نصیب بدقسمت اور احمق ہیں جو اس خیر و برکت والی رات کو محض کھیل کود اور انار پٹاخے چھوڑنے والی رات سمجھتے ہیں اور اس رسم کو بھی ادا کرنا ضروری اور فرض ضروری سمجھتے ہیں اگر کوئی بیچارہ مولوی ان کو اس بربادی اور گھر پھونک تماشہ دیکھنے اور ان کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو نذر آتش ہوتے دیکھکر منع کرتا ہے تو اس سے خفا ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واہ آپ بڑے مولوی آئے کیا آپ سے پہلے دنیا میں مولوی نہیں تھے پھر انہوں نے کیوں نہ منع کیا جواب تم مولوی بنکر منع کرنے آئے ہو بتاؤ اگر شب برات میں حلوہ نہ بنایا جائے تو شب برات کیسے معلوم ہو۔

جناب ہاں پہلے بھی مولوی تھے اور جس طرح آج آپکو اس بری رسم سے منع کیا جاتا ہے انہوں نے بھی منع کیا ہوگا اور ضرور منع کیا ہوگا مگر جس طرح آج آپ مولویوں کا کہنا نہیں مانتے اسی طرح آپ سے پہلے آپ کے بزرگوں نے بھی ان مولویوں کا کہنا نہ مانا ہوگا اسی وجہ سے آجتک یہ بری رسم جاری ہے اور دیکھئے آپ کی جہالت اور بیوقوفی کی بدولت کب تک جاری رہتی ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ یہ کہاں کی عقلمندی کی بات ہے کہ جو ماں باپ اپنے چھوٹے بڑے بچوں کو آگ کے پاس جانے سے اور آگ سے کھیلنے سے اکثر منع کیا کرتے ہیں وہی ماں باپ اپنے بیچارے بچوں کو ایسی چیزیں دام لگا کر لاکر دیتے ہیں جس میں بارود جیسا آتشگیر مادہ بھرا ہوا ہوتا ہے اور وہ فوراً آگ کو پکڑ کر اس قدر سرعت اور تیزی کے ساتھ آگ کو اچھالتا ہے جس سے جانیں جاتی رہتی ہیں عضو بیکار ہو جاتے ہیں مکانات جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں اور پھر بھی وہ ماں باپ غفلت اپنے بچوں کو لاڈ لاڈ و پیار سے رکھنے والے ہیں حالانکہ نہ یہ لاڈ و پیار ہے نہ محبت ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا کہ یہ سراسر بچوں کے ساتھ عداوت اور کھلی ہوئی دشمنی ہے اور آتشبازی لانے والے ماں باپوں کی حد درجہ کی نادانی اور بیوقوفی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کیا کریں بچے روتے ہیں اپنی جان ہلکان کرڈالتے ہیں اس وجہ سے لا دیتے ہیں ورنہ کبھی نہ لاتے میں ایسے لوگوں سے سوال کرتا ہوں کہ اگر آپ کا بچہ ضد کرے روئے پیٹے جان ہلکان کرے کہ مجھکو آگ میں ڈال دو یا کنوئیں میں گرا دو تو اپنے ایمان سے کہدیجئے کہ آپ اپنے بچہ کی ان دونوں ضدوں میں ایک ضد بھی پوری کریں گے جہاں تک میرا گمان ہے کہ آپ کبھی ایک ضد بھی نہ پوری کرینگے پھر کیا وجہ ہے جو آپنے بچہ کی آتشبازی لانے کی ضد پوری کردی جس میں اس کے جل جانے کا ہر وقت اندیشہ ہے۔

کیوں صاحب اگر آپ کا بچہ یہ کہے کہ یہ ایک روپے کا نوٹ رکھا ہے اس کو آگ میں جلا دو تو کیا آپ بچے کی اس ضد کو پوری کریں گے میں کہتا ہوں کہ آپ کبھی یہ ضد پوری نہیں کرینگے پھر میں پوچھتا ہوں کہ آپ اپنے ناسمجھ بچہ کے کہنے سے کیوں اپنے روپیہ کو برباد کرکے ایسی چیز خرید لائے کہ جس کے جلنے کے بعد اس کی راکھ بھی آپ کو ڈھونڈھے سے نہ ملے۔

میں تو یہانتک خیال کرتا ہوں کہ یہ رسم آتشبازی ادا کرنا سراسر احمق بننا اور بیوقوفی اور گھر پھونک تماشا دیکھنا اور اپنے آپ کو اور اپنے پیارے دلارے بچوں کو ہلاکت میں ڈالنا گاؤں بستی میں آگ لگا دینا راستہ چلنے والوں کو پریشان کرنا بیجا روپیہ پیسہ برباد کرنا اور فضول خرچی اور برے کاموں میں مدد کرنا ہے قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ یعنی تحقیق کہ بیجا روپیہ پیسہ خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں چونکہ آتشبازی میں بھی بیجا روپیہ صرف کیا جاتا ہے لہذا اگر آتشبازی لانے اور چھوڑنے والوں کو شیطانوں کے بھائی کہا جائے تو کوئی بیجا بات نہیں ہے اور نہ ان کے خفا ہونے والی بات ہے کیونکہ اس میں کسی کا کیا چارہ وہ تو خود ہی اپنے افعال سے شیطانوں کے بھائی بنے اور اللہ تعالی نے اپنی طرف سے ان کو یہ خطاب دیدیا پس خفا ہوں تو اللہ تعالے سے مجھ سے خفا ہونے کی کوئی وجہ نہیں میں نے صرف قرآن پاک کی ایک چھوٹی سی آیت جو پندرہویں پارہ کی سورہ بنی اسرائیل میں ہے پڑھکر سنا دی اور اس کے معنی بتا دیئے اور

یہ کوئی جرم نہیں اور نہ کبھی جرم قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کے سوا ابھی دو میں دو آیتیں قرآن پاک کی اور بھی مع اس کے معانی کے سناؤں گا جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ہ یعنی کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو کیونکہ بالتحقیق وہ اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ جس کو اللہ دوست نہیں رکھیگا تو کیا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھیں گے ہرگز نہیں پس سمجھنا چاہئے کہ جس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں دوست نہ رکھیں گے تو کیا اس کا ٹھکانا جہنم نہ ہوگا۔ ہاں بغیر توبہ کئے ہوئے مر جائیگا تو ضرور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ پس آتشبازی لانے اور چھوڑنے والوں! اور اپنے بچوں کو یا کسی کو بھی لا کر دینے والوں کو ہمیشہ کے واسطے اپنے اس نالائق فعل سے توبہ کرنا چاہئیے ورنہ بغیر توبہ کے مرنے کے بعد پانے اور نار کے بدلے عذاب النار کے مستحق ہوں گے کیونکہ یہ فعل جان بوجھکر قرآن پاک کے خلاف ہوتا ہے اور آتشبازی واقعنا فضول خرچی ہی میں داخل ہے۔

دوسری آیت قرآن پاک کی یہ ہے کہ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط یعنی گناہ کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کیا کرو۔ اس آیت کے تحت میں وہ لوگ آتے ہیں جو ایسے موقعوں پر اپنے بچوں کو آتشبازی جو گناہ کا کام ہے لا کر دیتے ہیں یا اگر خود نہیں لاتے مگر اپنے بچوں کو روپیہ پیسہ لانے کے واسطے دیتے اور اس طرح پر گناہوں کے کاموں میں مدد کرتے ہیں اور یہ کام اللہ کے حکم کے سراسر خلاف ہے اور جان بوجھکر اس کے حکم سے رو گردانی کرتا ہے ایسا شخص مستوجب سزا کے ہوتا ہے اسی آیت کی تحت میں آتشبازی بنانے والے بھی آتے ہیں کیونکہ ان کی طرف سے امداد اس موقع کافی طور پر پہنچتی ہے اور بنانے والوں سے مول لا کر فروخت کرنے والے بھی۔

اب میں اپنے نادان اور ناسمجھ بھائیوں سے ایک بات یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کا بچہ یہ کہے کہ ابا جان! آپ فلاں کام کر ڈالئے اور جس کو آپ جانتے ہیں کہ از روئے تعزیرات ہند اس کام کے کرنے میں چھ ماہ کے واسطے جیلخانہ ہوگا تو کیا آپ اپنے بچہ کے کہنے سے چھ ماہ کے واسطے جیل جانے والا کام کریں گے حاشا وکلا۔ کبھی آپ نہ کرینگے چاہے جیسے بچہ کی جان پر اس کی ضد کی بدولت بن جائے۔ پھر کیا آپ کو اس فضول خرچی کے دائمی عذاب دوزخ کا یقین نہیں جو آپ اپنے بچہ کی ضد پر نثار ہو کر اپنے واسطے دائمی عذاب مول لیتے ہیں۔ کیا آپ اس کو اپنی عقلمندی کہہ سکتے ہیں نہیں کہہ سکتے۔ الغرض اس رسم آتشبازی میں جان جانے کا ہر وقت اندیشہ رہتا ہے روپیہ پیسہ الگ برباد ہوتا ہے۔ اور ان سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایمان ہی رخصت ہو جاتا ہے اور اس کے عوض دوزخ کا عذاب ملتا ہے اللّٰھم احفظنا من النار۔

مسلمانو! اگر تم واقعی عقلمند اور دور اندیش ہو اور تم اللہ کو اللہ اور اس کے رسول کو رسول جانتے ہو اور قرآن پاک کو اللہ پاک کی سچی کتاب سمجھتے ہو اور تم اللہ پر اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پاک اور قیامت کے دن پر اور اس دن کے حساب وکتاب پر اور مرنے کے بعد حساب وکتاب کے واسطے زندہ ہونے پر اور اللہ کی بنائی ہوئی دوزخ پر جس میں گنہگاروں اور کافروں کے واسطے عذاب سخت تیار ہے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جنت پر جس میں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے فرمانبرداروں کے واسطے ہر قسم کا آرام ہوگا اور وہاں تکلیف کا نام بھی نہیں ہے دل سے ایمان رکھتے ہو اور دل سے اقرار کرتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس آتشبازی کی رسم سے ہمیشہ کے واسطے توبہ کر ڈالو کبھی کسی کے کہنے سے آتشبازی نہ لاؤ نہ خود شیطان کے دھوکہ میں آکر چھوڑو بلکہ ہمیشہ کے واسطے اس کو ترک کردو آیندہ آپ جانیں آپ کا فعل جانے میں اپنا کام پورا کر چکا اب دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہم تمام مسلمانوں کو ہمیشہ اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مُعلّم الاطفال

اس وقت اُردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش میں جو وہ اُردو کو نابود کرنے کیلئے کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو مرحبے اردو ہی کے واسطے سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہو سکتی ہے کہ اُردو رسم الخط کی ان مشکلات کو دور کر دیا جائے جو ابتدائی اُردو پڑھنے والوں کو پیش آتی ہیں مولانا مولوی عبدالہادی خاں صاحب مولوی فاضل منشی فاضل شاہجہانپوری پروفیسر اردو کمرشیل کالج دہلی مستحق صد آفرین وتحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام معلم الاطفال لکھکر بڑی حد تک آسان کر دیا ہے اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود مطالعہ سے معلوم ہو سکیں گی اجمالاً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ آپنے الفاظ کے ٹکڑے کرکے بچہ کو اردو الفاظ کی ترکیب سے روشناس کرا دینے کی بہت کامیاب کوشش کی ہے (۱) حروف کی تقسیم موجودہ ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ سائنٹفک طریقہ پر حروف کی شکلوں کے لحاظ سے کی ہے (۲) لفظوں کی تقسیم تعداد حروف کے اعتبار سے نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۳) تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس سے بچہ کو حرف کے جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا (۴) کوئی ایسی بات اور لفظ نہیں بتایا ہے جو اصول اور ضابطہ کے ماتحت نہ ہو (۵) ہر بات بتاتے ہوئے اس کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچہ کے دماغ پر نقش ہو جائیں (۶) لکھائی چھپائی کاغذ سب نہایت اعلیٰ ہے اور قاعدہ ۴۰ صفحات پر ختم ہوا ہے (۷) اس سب کے باوجود قیمت صرف ۲/ ہے اور ایک روپے کے دس قاعدے ایک روپے سے کم کا وی پی نہیں بھیجا جائے گا اگر ایک قاعدہ منگانا ہو تو کسی اور کتاب کے ساتھ منگائیے قیمت دو آنے فی قاعدہ

ملنے کا پتہ مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

رمضان المبارک

(از جناب شیخ محمد ریاست علی صاحب تاروانی قادری خیرآبادی الکھیسروی)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ المُرسَلِینَ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن القدیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا کُتِبَ عَلَیکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ ۝ اَیَّامًا مَّعدُودَاتٍ ط فَمَن کَانَ مِنکُم مَّرِیضًا اَو عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّن اَیَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَہٗ فِدیَۃٌ طَعَامُ مِسکِینٍ ط فَمَن تَطَوَّعَ خَیرًا فَہُوَ خَیرٌ لَّہٗ ط وَاَن تَصُومُوا خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُونَ ۝

معزز برادران اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایماندار لوگو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں (اور یہ اس لیے فرض کئے گئے) تاکہ تم متقی ہو جاؤ (اور وہ روزے بہت دنوں کے نہیں صرف گنتی کے چند روز یعنی ۲۹ یا ۳۰ دن اُس پر بھی) اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا سفر میں ہو تو روزے ترک کرے اور جب تندرست ہو جائے یا سفر سے مکان کو واپس آجائے) تو ضروری ہے کہ قضا کے روزے رکھکر ان کی گنتی پوری کرے اور جس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو (جیسے بہت بوڑھا شخص جس کی طاقت دن بدن گھٹتی ہی جاتی ہے اور بوجہ عمر زیادہ ہونے کے طاقت بڑھنے کی امید نہو) وہ روزانہ ہر روزے کے بدلے ایک محتاج کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا بطور فدیہ کے کھلا دے پھر جو اپنی طرف سے نیکی کرے (یعنی باوجود کمزوری کے روزہ ہی رکھے) تو یہ اس کے واسطے بہت بہتر اور یہ صورت کہ تم روزہ رکھا کرو تمہارے واسطے بہی اچھا ہے اگر تم کچھہ سمجھدار ہو۔

روزہ کی حقیقت

برادران ملت! آپ جانتے ہیں کہ روزہ کیا چیز ہے اپنے پیارے اور محبوب اللہ پاک کی رضامندی کی خاطر تھوڑے عرصہ کے واسطے چند جائز امور کا چھوڑ دینا۔ اسلام میں وہ معین وقت رمضان المبارک کا مہینہ ہے جس میں خداوند تعالےٰ کے حکم کے موافق بہ روز پو پھٹنے کے پہلے سے لیکر سورج کے ڈوبنے تک کھانے پینے اور شہوات نفسانی سے کنارہ کشی کیا جاتا ہے جس طرح ہم تمام مسلمانوں پر نماز و زکوٰۃ بشرط تمول و حج بشرط استطاعت فرض ہے اسی طرح بشرط بلوغیت اور ثبات عقل و طاقت رمضان کے روزے بہی فرض ہیں ان کا بلا عذر شرعی تارک گنہگار اور منکر کافر ہے ان روزوں کے سوا اور جس قدر روزے سال کے اندر لوگ رکھتے ہیں وہ اختیاری یا نفلی ہوتے ہیں لیکن میں قبل اس کے کہ مسائل روزہ بیان کروں ماہ رمضان المبارک کی کچھہ فضیلت بیان کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

فضائل رمضان المبارک

برادران اسلام! ہم مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ نے جس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں وہ بہت ہی بابرکت مہینہ ہے اور اس قدر فضائل اس مہینہ کے ہیں جن کا بیان کرنا امکان بشری سے باہر ہے خود اس کی فضیلت میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ شَہرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیہِ القُراٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الہُدٰی وَالفُرقَانِ ۔ یعنی رمضان کا مہینہ ایسا بابرکت ہے کہ جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں ہدایت و امتیاز حق و باطل کے صاف صاف حکم ہیں۔

یہاں یہ بات بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نزول قرآن شریف رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان اول پر ہوا پھر وہاں سے حسب ضرورت و موقع وقتاً فوقتاً ۲۳ سال کے عرصہ میں بذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ معظمہ سے لیکر مدینہ منورہ تک پورا قرآن مجید نازل ہوا جس کی ابتدا غار حرا میں (جو مکہ معظمہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے) ۱۲ ربیع الاول کو جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۴۰ سال ایک دن کی تھی سورہ اقرأ کی ابتدائی تین آیتوں سے ہوئی۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (مسلمانو!) رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آیا جو برکت والا ہے اس میں اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور تم پر مہربانی کرتا ہے تمہارے گناہ بخشتا ہے تمہاری دعائیں قبول فرماتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ تم لوگ رمضان کے واسطے کیا شوق و رغبت رکھتے ہو اور ثواب کے کاموں میں اس مہینہ میں کیسی محنت کرتے ہو اور فرشتوں سے تمہاری تعریف کرتا ہے کہ دیکھو میرے بندے بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھا کر اور اپنی ضرورتوں کو چھوڑ کر میری عبادت میں کیسے لگے ہوئے ہیں سو تم کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بہترین کارگزاری دکھلاؤ وہ شخص بڑا ہی بے نصیب اور بدبخت ہے جو اس برکت والے مہینے میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہجائے (ترغیب وترہیب)

اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے زینت دی تمام مہینوں کو رمضان کے مہینے سے اور کتابوں کو قرآن پاک سے **اور فرمایا** کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کہولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں **اور فرمایا** کہ جب رمضان کا چاند نکلتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اللہ رب العزت کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ حوران بہشت کو زینت کا حکم دو اور پکار دو کہ اے آسمان و زمین کے رہنے والو ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جو شخص اس کی تعظیم کرے گا بخشا جائے گا اور شیطان کو قید کر دو تاکہ روزہ دار گناہ سے محفوظ رہیں **اور فرمایا** مومنو آگاہ ہو کہ بیشک اللہ نے تم پر ایک بزرگ مہینہ (رمضان) کا سایہ کر دیا ہے کہ وہ بڑا عظمت والا مہینہ ہے اور کشادہ کر دیا اپنی رحمت سے مومنوں پر ایسے مہینہ کو کہ جس کا اول عشرہ رحمت

اور درمیانی مغفرت اور آخری دوزخ سے نجات دینے والا ہے **اور فرمایا** کہ رمضان کے ہر دن اور ہر رات میں اللہ تعالیٰ ہزار ہزار گناہگاروں کو دوزخ سے نجات بخشتا ہے **اور ارشاد فرمایا** کہ رمضان کے ہر جمعہ کی شب میں چھ چھ لاکھ گناہگار آتش دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں **اور فرمایا** کہ اگر بندوں کو رمضان کے ثواب معلوم ہوتے تو میری امت ضرور اس بات کی آرزو کرتی کہ تمام سال رمضان ہی رہا کرے **اور فرمایا** کہ جس شخص نے ماہ رمضان المبارک کی عزت کی اس نے گویا اللہ پاک کی عزت کی **اور فرمایا** کہ ماہ رمضان کی بزرگی اور مہینوں پر ایسی ہے جیسی اللہ پاک کی اس کی تمام مخلوق پر **اور فرمایا** کہ جو شخص اس ماہ رمضان میں گناہوں سے بچا رہے گا اللہ تعالیٰ تمام اس کے گذشتہ سال کے گناہ بخش دیگا اگرچہ بندہ ان گناہوں کی بخشش اللہ پاک سے چاہے یا نہ چاہے۔ **اور فرمایا** کہ رمضان میں گناہ کرنے والے کو دوہرا عذاب ملتا ہے اور نیکی کرنے والے کو دوہری نیکی کا ثواب ملتا ہے **اور فرمایا** کہ جو کوئی رمضان میں کسی مسکین کو کچھ صدقہ دیتا ہے اس کے لئے اس قدر ثواب ہے گویا اس نے دنیا کی تمام چیزیں دیدیں اور جو کوئی رمضان میں ایک رکعت نماز پڑھے گا اس کو اس قدر ثواب ملیگا جو سوا رمضان کے دو لاکھ رکعت پڑھنے سے ملتا ہے اور جو کوئی رمضان میں ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہیگا اس کو اس قدر ثواب ملیگا جو غیر رمضان میں ایک لاکھ بار پڑھنے سے ملتا ہے اور جو شخص رمضان شریف میں کسی ننگے کو کپڑا پہنائیگا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو تمام مخلوق کے سامنے ستّر لاکھ حلّے پہنائیگا اور جو کوئی رمضان میں بھوکے کو کھانا کھلائیگا یا روزہ دار کو روزہ افطار کرائیگا تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملیگا جس نے بقدر پوری زمین کے غیر رمضان میں اللہ کی راہ میں سونا خرچ کیا **خلاصۃ الاخبار** میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رمضان میں روزہ دار کو پانی پلائیگا تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جائیگا کہ گویا ابھی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یہ حکم گھر پر ہے یا سفر میں یا اس جگہ کے لئے جہاں پانی نہ ملتا ہو اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حکم عام ہے اگرچہ فرات کے کنارے پر ہی پانی پلاوے **اور فرمایا** کہ جو شخص رمضان میں کسی ننگے پاؤں والے کو جو اپنی غربت کی وجہ سے جوتا نہیں پہن سکتا، جوتا پہنا دے اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نور براق مرحمت فرمائیگا جس پر وہ سوار ہو کر پلصراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی تیزی کے ساتھ گذرے گا **اور فرمایا** کہ جو شخص رمضان میں کسی مسافر کو روزہ کھلوائیگا وہ پلصراط سے بجلی کے مانند گذر جائیگا **اور فرمایا** کہ جو شخص رمضان کے دنوں اور راتوں میں دس بار استغفار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور فرشتگان حاملان عرش علیہم السلام کے برابر ثواب عطا فرمائیگا اور اس کے تمام گناہ بخش دیگا اس ارشاد عالی پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ استغفار کیونکر پڑھا کریں تو آپ نے ارشاد فرمایا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ کتاب الاربح میں لکھا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ماہ رمضان میں میں کس کام میں مشغول رہا کروں آپ نے فرمایا قرآن شریف میں کیونکہ جو شخص رمضان کے دن رات میں قرآن شریف کی ایک آیت بھی پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر حرف کے بدلے میں ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اس حدیث کو سنکر ایک حاضر الوقت اعرابی رونے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں تو قرآن شریف پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر یہ ثواب جو آپ نے ارشاد فرمایا کیونکر حاصل کر سکتا ہوں اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو صرف سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑھ لیا کر اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ نہیں کہ جو رمضان میں ایک مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے مگر یہ کہ بنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں (۵۶) شہر اور ہر شہر میں چھپن محل اور ہر محل میں چھپن کوٹھڑیاں اور ہر کوٹھری میں ۵۶ تخت تیار ہوتے ہیں اور ہر تخت پر ایک ایک بڑی بڑی آنکھوں والی حور بیٹھی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ۵۶ نیکیاں لکھتا ہے اور ۵۶ بدیاں دور کرتا ہے اور ۵۶ درجے اس کے بلند کرتا ہے **اور فرمایا** کہ جو شخص تاریخ ۳۰ رمضان کی رات میں سورۂ عنکبوت اور سورۂ نور پڑھے گا وہ قطعی جنتی ہوگا۔ **حضرت سلمان فارسی** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں فرمایا کہ اے لوگو! تم پر رمضان کے مبارک مہینے نے سایہ ڈالا ہے اس مہینہ میں لیلۃ القدر (شب قدر) ایک ایسی رات ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور رات کا قیام تمہاری مرضی پر چھوڑا ہے جو شخص اس مہینہ میں کسی نفل کو بجا لاتا ہے وہ ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کسی دوسرے مہینے میں فرض ادا کرے اور جو اس میں فرض ادا کرے وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا دوسرے مہینے میں ستر فرض بجا لایا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے یہ ہمدردی اور خیر خواہی کا مہینہ ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس مہینہ میں روزہ دار کا روزہ افطار کراتا ہے اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے اس پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کہ ہم میں سے ہر شخص تو روزہ افطار کرانے کی طاقت نہیں رکھتا آپ نے فرمایا کہ جو شخص دودھ کے ایک گھونٹ یا ایک چلو پانی یا ایک کھجور سے کسی کا روزہ افطار کرائیگا اس کو بھی ثواب مل جائیگا اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلاتا ہے اس کے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور قیامت میں خدا میرے حوض سے اس کو پانی پلائیگا کہ پھر کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا **اور فرمایا** میری امت کے لئے ماہ رمضان میں پانچ ایسی برکتیں عطا ہوئی ہیں جو پہلی کسی امت کو عطا نہیں ہوئیں (۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بہتر ہے (۲) روزہ افطار کرنے کے وقت فرشتے ان کے واسطے بخشش مانگتے رہتے ہیں (۳) اس مہینہ میں سرکش شیطان قید کئے جاتے ہیں (۴) اس مہینہ میں ہر ایک دن اللہ تعالیٰ جنت کو آراستہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے سے تکلیف و مصیبت دور ہو جائیگی (۵) رمضان کی ہر ایک رات کے آخری وقت میں مغفرت کی جاتی ہے۔ غرضکہ فضائل اس مبارک مہینے کے بہت ہیں اور ابھی بہت سی حدیثیں اس کی فضیلت کی میرے پیش نظر ہیں لیکن بخوف طوالت اسی قدر احادیث پر اکتفا کرتا ہوں

رمضان کی وجہ تسمیہ

برادران اسلام! اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس مبارک مہینہ کا نام رمضان کیوں رکھا گیا

گیا ہے اسکے متعلق بغوی نے یہ لکھا ہے کہ رمضان نام ہے مہینہ کا اور یہ لفظ رمضا سے مشتق ہے رمضا کے معنے گرم ریگ تپانی زمین ہیں اہل عرب نے جب مہینوں کے نام تجویز کئے تھے تو اس وقت یہ رمضان کا مہینہ سخت گرمی میں واقع ہوا تھا اس واسطے اسکا نام رمضان تجویز کیا گیا۔ اور بعضوں نے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ چونکہ یہ مہینہ گناہوں کو جلا دیتا ہے اس واسطے اس کو رمضان کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب خطاب کرکے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ رمضان کا نام رمضان کیوں رکھا گیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے ہم لوگ اس بات سے واقف نہیں ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس لئے نام ہے کہ رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے لیکن اسی شخص کے گناہ جلاتا ہے جو رمضان میں از روئے ایمان ثواب حاصل کرنے کی غرض سے روزے رکھتا ہو۔ حضرات محدثین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا قول ہے کہ جو مومن اس مہینہ میں مرتا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے گویا اس کے واسطے دوزخ کا دروازہ بند اور جنت کا دروازہ کھلا ہوتا ہے اور جو کافر مرتا ہے وہ دوزخ میں ہی جاتا ہے اور اس کے واسطے ہر وقت اور ہر زمانہ میں دوزخ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔

تاریخ فرضیت روزہ

برادران اسلام! آپ کو یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کی تکلیف صرف مسلمانوں ہی کو دی ہے نہیں بلکہ آپ سے پہلے بھی لوگ دوسرے نبیوں کی امت میں ہوئے ہیں ان پر بھی روزے فرض تھے چونکہ ان تاریخوں کی راتوں میں چاندنی تمام رات رہتی ہے اس وجہ سے ان کو ایام بیض (یعنی روشن دنوں راتوں) کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر یوم عاشورہ (یعنی محرم کی دسویں تاریخ) کا روزہ فرض تھا اور اس کے علاوہ ہر ہفتہ میں شنبہ (سنیچر) کے دن کا روزہ اور سال میں اور بھی روزے فرض تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت (یعنی عیسائیوں) پر اسی رمضان کے روزے فرض تھے چنانچہ بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے دغفل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نصاریٰ پر رمضان کے روزے واجب تھے پھر ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے تو ہم دس روزے اور بڑھا کر رکھا کریں گے پھر ان کے ایک اور بادشاہ کے منہ میں سخت مہلک مرض ہو گیا تو انھوں نے پھر منت مانی کہ اگر اللہ اس کو شفا دے تو ہم سات روزے اور زیادہ کرکے رکھا کریں گے پھر انہوں نے ایک اور بادشاہ کے عہد میں تین روزے اور بڑھا لئے اس طرح پورے پچاس روزے ہو گئے غرضکہ اسی طرح ہر نبی کی امت پر روزہ فرض تھا اس کے علاوہ ہمارے ملک ہندوستان میں ہندوں اور آریوں میں بھی بہت سے روزے رکھے جاتے ہیں جن کو برت کہتے ہیں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ نے اشاعت اسلام کا کام شروع کیا تو مکہ کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا یہ نومسلمین مکہ بھی نفلی روزے رکھا کرتے تھے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوگئے تو یہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی تمام امت کو یعنی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی اس کے شکریہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا اور ہم کو رکھنے کا حکم دیا ہے اس وجہ سے ہم آج کی تاریخ میں روزہ رکھتے ہیں آپ نے یہودیوں سے فرمایا کہ بہ نسبت تمہارے ہم حضرت موسیٰ کی سنت ادا کرنے کا زیادہ حقدار ہیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی حکم دیا یہ رمضان کے روزے جو اب ہم تمام مسلمانوں پر فرض ہیں ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے سال یعنی سنہ ۲ھ میں مدینہ طیبہ میں فرض ہوئے اور عاشورہ کا روزہ ہمارے واسطے نفل کا روزہ ہو گیا ہے۔ مگر نفل روزہ ایک یہودی رکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو اس کے ساتھ ایک روزہ اور زیادہ کرکے رکھنا چاہیئے۔

روزہ کی تعریف

برادران ملت! اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ روزے کی تعریف کیا ہے؟ شریعت شریف میں روزے کی تعریف یہ ہے کہ مسلمان بہ نیت عبادت صبح صادق (یعنی پو پھٹنے کے پہلے) سے لیکر غروب آفتاب تک اپنے آپ کو تمام اقسام کی چیزوں کے کھانے اور ہر قسم کی پینے والی چیزوں کے پینے اور جماع وغیرہ کرنے سے روکے رکھے اس میں عورتوں کے لئے حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ پھر روزے کے بھی تین درجے ہیں (۱) عوام الناس کا روزہ جس میں پیٹ کو کھانے سے اور پینے سے اور شرمگاہ کو جماع سے روکنا ہو (۲) خواص کا روزہ اس میں مذکورہ چیزوں کے علاوہ آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضائے جسمانی کو گناہ کے کاموں سے باز رکھنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جس شخص نے رمضان شریف میں ناجائز کلام اور ناجائز اعمال سے پرہیز نہ کیا تو اللہ پاک کو اس کے کھانا اور پینا چھوڑنے کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور دوسری جگہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کتنے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزہ رکھنے سے سوائے بھوک پیاس کی تکلیف اٹھانے کے کچھ حاصل نہیں مطلب یہ کہ جو لوگ ناجائز کلام یعنی گالی گلوچ اور چغلی و غیبت اور بہتان اور جھوٹ و فریب کی باتوں سے اور گناہ کے کاموں سے نہیں بچتے ان کا روزہ خدا کی درگاہ میں قبول نہیں ایسے لوگوں کو روزہ رکھنے سے سوائے بھوک اور پیاس کے مرنے کے کچھ فائدہ نہیں۔ (۳) روزہ خاص الخاص حضرات کا اس میں تمام ماسوی اللہ سے اپنے کو جدا کرکے اسی کی یاد میں محو ہونا ہے۔

فلسفہ صوم

برادران ملت! یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر روزے فرض کئے اس سے کچھ اس کو تو فائدہ ہے نہیں تو پھر روزہ فرض کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اس سوال کا جواب خود اللہ پاک نے اس طرح پر دیتا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی تم پر جو روزے فرض ہوئے ہیں اس کی غرض و غایت یہ ہے تاکہ تم متقی ہو جاؤ یعنی یہ فقط تمہارے متقی بنانے کی تدبیر کی گئی ہے کہ اگر نفس کو اس طرح دبا یا جائے گا تو قوی امید ہے کہ تم متقی و پرہیزگار بنجاؤ گے کیونکہ روزہ کے سبب سے نفس امارہ کی قوت جاتی رہتی ہے اور تمام اعضائے جسمانی سست ہو جاتے ہیں گناہ کی خواہش کم ہو جاتی ہے اسی لئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب نفس بھوکا رہتا ہے تو تمام اعضا بھی بھوکے ہو جاتے ہیں پھر تو یہ حالت ہوتی ہے کہ نہ آنکھ کو کسی اچھی سے اچھی اور خوبصورت

سے خوبصورت چیز دیکھنے کی رغبت ہوتی ہے اور نہ کان کچھ سنتے ہیں نہ زبان کو کلام سے رغبت رہتی ہے البتہ روحانیت ترقی کرتی ہے لیکن جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو سب خواہشیں ہی ہوتی ہیں پس جب روزہ رکھنے کی وجہ سے سب اعضا اپنے فضولیات سے باز رہیں گے تو دل بھی تمام کدورتوں سے صاف و شفاف ہو جائے گا کیونکہ دل کی کدورت اعضا کی فضولیات سے ہوتی ہے یعنی فضول بولنے فضول دیکھنے فضول سننے اور فضول عمل کرنے وغیرہ سے اور روزہ داران باتوں سے امن میں رہتا ہے جس سے اس کا دل بھی صاف رہتا ہے اور دل کی صفائی سے عبادات الٰہی میں ایک لطف اور مزا ملتا ہے نیک کاموں کی رغبت اور گناہوں سے نفرت ہوتی ہے بس یہی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے اور فرضیت روزہ کی یہی اصل غرض و غایت ہے اس کے سوا اس میں حکم خدا کی تعمیل ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی بھی عمل میں آتی ہے سال بھر میں ایک مہینہ روحانی اور بدنی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے تزکیہ قلبی اور تزکیہ خیالات بھی ہوتا ہے اس روزہ کے رکھنے سے بھوک اور پیاس کی شدت اور اثر کا اپنی ذات پر امتحان اور دوسرے ابنائے جنس کی ایسی ہی بھوک و پیاس کی تکالیف کا احساس ہو کر ان غریبوں اور محتاجوں کی امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس روزہ کے رکھنے کی وجہ سے سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک مہینہ اپنے کو بدنی اور روحانی رنگ میں ایک خصوصیت سے چند شرطوں اور قاعدوں کے ماتحت رکھنا پڑتا ہے اور یہ پیرایہ مذہبی ایک مہینہ تک بشرط قوت خود کو قوانین الٰہیہ اور شرائط فقرائے محرعالم کا پابند رہنا پڑتا ہے اور خود کو امتحان تکلیف اور صبر کے قابل اور رفت [illegible] وہ ضروریات ہیں جو ہر انسان کو اپنی زندگی میں [illegible] انسان کی زندگی کا بہت کچھ دار و مدار ہے جو شخص چند گھنٹے کھانا اور پینا نہیں چھوڑ سکتا جو شخص ایک بات پر صبر نہیں کر سکتا اور [illegible] بالکل قابو میں نہیں آ سکتے وہ کس طرح زندگی کی تکالیف پر کامیاب ہو سکتا ہے اور کس طرح دامن صبر ہاتھ میں رکھ سکتا ہے چونکہ روزہ رکھنے میں یہ تمام باتیں حاصل ہو جاتی ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں پر روزہ کو فرض کر دیا ہے اور یہی فرضیت روزہ کا فلسفہ ہے۔

فضائل روزہ

برادران اسلام! جس طرح اس ماہ رمضان المبارک کے فضائل بے شمار ہیں اسی طرح اس مبارک مہینے کے روزوں کی فضیلت میں بھی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں چنانچہ میں ان تمام احادیث میں سے چند حدیثیں عرض کرتا ہوں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی رسی اور دین کے ستون تین چیزیں ہیں انہیں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے جس شخص نے ان میں سے ایک کو بھی چھوڑ دیا وہ کافر ہو گیا اور اس کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں پر واجب نہیں رہی وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) پنجوقتی نماز اور (۳) رمضان شریف کے روزے اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے صرف تین ستون ارشاد فرمائے ہیں مگر اور حدیثوں میں ان کے ساتھ زکوٰۃ اور حج کا بھی ذکر ہے مگر چونکہ وہ دونوں یعنی زکوٰۃ و حج ہر مسلمان پر واجب نہیں ہیں صرف مالداروں ہی پر واجب ہیں اس واسطے

بعض احادیث میں ان کا ذکر نہیں فرمایا **حضرت ابو امامہ** رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھکو کوئی عمل بتلایئے کہ میں کیا کروں آپ نے ارشاد فرمایا کہ روزے رکھا کر کیونکہ روزے کے برابر اور کوئی عمل نہیں ہے پھر میں نے ایک اور دن عرض کیا کہ مجھکو کوئی عمل بتلایئے ارشاد فرمایا کہ روزے رکھا کر کیونکہ روزے کے برابر کوئی عمل نہیں اسی طرح پھر ایک دن میں نے عرض کیا کہ مجھکو کوئی عمل بتلا دیجئے کہ میں اس کو کیا کروں آپ نے پھر یہی ارشاد فرمایا کہ روزے رکھا کر کیونکہ روزہ کے برابر کوئی اور عمل نہیں ہے سبحان اللہ وبحمدہ اور فرمایا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے بغیر عذر شرعی کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ قضا کیا وہ اگر ساری عمر بھی روزہ رکھتا رہیگا تو بھی اس کے وبال سے بری نہ ہوگا **اور فرمایا** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک عمل ابن آدم کا بڑھایا جاتا ہے ایک نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس سے بھی زیادہ یہاں تک کہ سات سو تک مگر روزہ کا ثواب اتنا ہے کہ اس کی حد کو میں ہی خوب جانتا ہوں اور اس کا بدلہ اپنے بندوں کو میں خود ہی دوں گا **اور فرمایا** کہ روزہ آدھا صبر ہے اور صبر آدھا ایمان ہے **اور فرمایا** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے روزے کی نسبت جو اپنی طرف کی ہے اس کے پانچ اسباب ہیں (۱) ایک خود اللہ پاک چونکہ کھانے پینے سے مبرا ہے اور روزہ رکھنے سے بندوں کو بھی یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے یہی ثواب عظیم کا سبب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جس شخص میں اللہ پاک کی کوئی عادت ہوگی وہ جنتی ہوگا (۲) روزہ باطنی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ باطنی عبادت کو بہت پسند کرتا ہے (۳) روزہ رکھنے سے نفس مغلوب ہوتا ہے اور نفس کا مغلوب کرنا بہت بڑی بات ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا کہ اے داؤد اپنے نفس سے دشمنی کرو کیونکہ نفس سے دشمنی کرنے سے میری دوستی حاصل ہوتی ہے۔

برادران اسلام! یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن کو حسب خواہش کھانا پانی ملتا ہے تو وہ طاقتور رہتا ہے اور طاقتور دشمن دشمنی زیادہ کر سکتا ہے چونکہ نفس امارہ انسان کا دشمن ہے غیر رمضان میں اس کو دن رات غذا پہنچتی رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ قوت پا کر انسان کو گناہ کی طرف راغب کرتا اور عبادت الٰہی سے ہٹاتا ہے اور رمضان شریف میں بوجہ روزہ رکھنے کے اس کی عادت کے برخلاف تمام دن اسے کچھ غذا نہیں ملتی جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتا ہے اور پھر گناہ کی طرف رغبت نہیں کرتا (۴) روزہ شیطان پر قہر ہے اس لئے کہ شیطان روزہ دار پر بہت کم قابو پاتا ہے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے تم اس کی راہ کو روزے سے تنگ کر دو" پس جب روزہ رکھنے کی وجہ سے شیطان تمہارے جسموں میں داخل نہ ہو سکے تو تم اس کے فریب سے بچے رہو گے (۵) روزہ میں فرشتوں کی موافقت ہوتی ہے اور نیکیوں کے ساتھ موافقت کرنے سے ثواب عظیم ملتا ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھلائی کی خصائل کی موافقت کرتا ہے وہ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھے گا **اور فرمایا**

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ مومن کے واسطے دوزخ سے بچنے کے واسطے سپر ڈھال ہے یعنی جس طرح ڈھال آدمی پر آتے ہوئے تلوار کے وار کو روکتی ہے اسی طرح روزہ اپنے رکھنے والے کو آتش دوزخ سے بچاتا ہے غرضکہ فضائل روزہ بھی بہت ہیں کہاں تک کوئی بیان کر سکتا ہے۔

روزہ رکھنے والوں کے فضائل

برادران اسلام! اب آپ ذرا روزہ داروں کے بھی فضائل ملاحظہ فرمایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے رمضان کے پورے روزے رکھے وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا **اور فرمایا** کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کی شرطوں کو پہچانا اور جس جس کام سے بچنا چاہئے ان سے بچتا رہا تو اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف ہو گئے **اور فرمایا** کہ جو شخص رمضان کی خوبی اور بزرگی پر ایمان رکھکر اور ثواب سمجھکر ادب اور تعظیم اور شوق و رغبت کے ساتھ روزے رکھے اور عبادت کرے اس کے تمام پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں **اور فرمایا** کہ جس نے ماہ رمضان میں ایک روزہ رکھا گویا اس نے اللہ کی راہ میں چھ ہزار غلام آزاد کئے اور چھ ہزار اونٹ اللہ کے واسطے قربانی کئے اور چھ ہزار برس تک اللہ کی عبادت کی **اور فرمایا** کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح ہے اور اس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے اور روزہ دار کے اعمال کا ثواب دو چند ملتا ہے **اور فرمایا** کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالے کو مشک سے بھی زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے **اور فرمایا** کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں (۱) افطار کے وقت (۲) قیامت میں دیدار الٰہی کے حاصل ہونے کے وقت افطار کے وقت کی خوشی کی کئی قسمیں ہیں (۱) بھوک پر سیری حاصل ہونے کی خوشی (۲) روزے کی نیت اور تراویح کی قوت کی خوشی (۳) اللہ تعالے نے تمام دن کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے رکے رہنے کی توفیق بخشی اس کی خوشی (۴) نزول رحمت باری تعالیٰ کی خوشی جیسا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ دار پر افطار کے وقت اللہ تعالے اپنی بیحد رحمتیں نازل فرماتا ہے جن کا شمار نہیں ہو سکتا پس افطار کے وقت جس قدر خوشی کی جائے زیبا ہے **اور فرمایا** کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے نیچے سونے کے دسترخوان بچھے ہوں گے وہ لوگ اس پر بیٹھکر کھائینگے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ بیٹھے لوگ ہیں کہ کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہیں غیب سے ان کو جواب ملیگا کہ یہ لوگ دنیا میں روزہ رکھتے تھے اسی کا یہ بدلہ ہے اور تم دنیا میں روزہ سے بھاگتے تھے اس لئے اب سرگرداں اور پریشان ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو جنت میں داخل فرما کر ارشاد فرمائیگا کہ جنت میں جو تمہارا دل چاہے کھاؤ پیو یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے ایام گذشتہ یعنی دنیاوی زندگی کی حالت میں عمل کیا یعنی روزہ رکھا تھا۔ **ایک اور حدیث** میں ہے کہ قیامت کے دن ایک گنہگار دوزخ میں ڈالا جائے گی آگ اس سے بھاگے گی مالک یعنی داروغہ دوزخ آگ سے کہیگا کہ تو اسے کیوں نہیں پکڑتی آگ جواب دے گی میں اسے کیونکر پکڑ سکتی ہوں جبکہ اس کے منہ سے تو روزے کی بو آتی ہے مالک اس شخص سے دریافت کریگا کہ کیا تو روزہ دار مرا تھا وہ کہیگا کہ ہاں اس کے بعد اسکو جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔ مصرع

روزہ بھی اک سپر ہے گنہگار کے لئے۔

اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک کا نام ریان ہے جنت میں اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے الغرض احادیث میں روزہ داروں کے بھی فضائل بکثرت پائے جاتے ہیں مگر میں ان ہی چند حدیثوں پر اکتفا کرتا ہوں اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو اور بیان کرتا۔

روزے کی خوبیاں

حضرات اب میں آپکے سامنے روزے کی چند خوبیاں بھی بیان کر دینا نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ آگاہ ہو جایئے کہ کھانا پینا اور جماع کرنا حیوانی کام ہے اس سے جس قدر علیحدگی اختیار کی جائے اسی قدر حیوانی کاموں سے جدا ہونے اور قوت بہیمیہ کے گھٹ جانے کا موجب ہے اور یہ بات صرف روزہ رکھنے میں پائی جاتی ہے (۲) روزہ تزکیہ نفس اور روحانی قوائے کی ترقی بڑھانے کا باعث اور حرص و ہوا اور طمع کی زیادتی سے نجات پانے کا سبب ہے (۳) چونکہ خدا کے فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں لہذا انسان بھی روزہ رکھنے کی وجہ سے اخلاق ملکی سے حصہ لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالے بھی کھانے اور پینے سے منزہ ہے روزہ رکھنے پر انسان بھی کم کھانے اور کم پینے اور خواہشات نفسانی کی طرف کم توجہ کرنے سے ان کی صفات سے متصف اور متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے (۴) روزہ نفس و شیطان سے مقابلہ کرنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے اور روزہ نفس کشی اور جہاد اکبر کے واسطے ایک زبردست حربہ ہے شیطان بھوکوں کو کم ستاتا ہے پس روزہ شیطان کی ایذا سے نجات پانے اور خواہشات نفسانی پر غالب آنے کا موجب ہے (۵) تکلیفیں ہمیشہ گناہوں کا کفارہ ہوا کرتی ہیں چنانچہ روزہ کی وجہ سے بھوک و پیاس کی جو تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے وہ ہمارے گناہوں کا ایک زبردست کفارہ ہے (۶) کوئی شخص کسی مصیبت زدہ غربت کے ماروں کی سچی ہمدردی نہیں کر سکتا جب تک خود مصیبت میں گرفتار نہ ہو۔ امیر اور مالدار لوگ جو اکثر غریبوں اور نان شبینہ کے محتاجوں کی حالت سے غافل ہوتے ہیں روزہ کی بھوک پیاس کی تکلیف ان کو غربا اور محتاج لوگوں کی حالت کا اندازہ کراتی اور ان کا سچا ہمدرد اور مددگار بناتی ہے جس سے سچی خیرات کی ترغیب ان کے دلوں میں جوش مارتی ہے اور پھر وہ فقیروں اور محتاجوں کی صدق دل سے اور فراغ حوصلگی کے ساتھ مدد کرتے ہیں (۷) بھوک پیاس کی تکلیف جھیلنے کی وجہ سے انسان ہمیشہ کے واسطے صبر و استقلال کا خوگر ہو جاتا ہے کامل ایک ماہ تک روزے رکھنے سے بھوک و پیاس کی مشق کرنے کی وجہ سے ریاضت شاقہ کا عادی ہو جاتا ہے اور مصائب و تکالیف میں گھبراہٹ سے دور رہتا ہے یعنی اس کو اس سے کچھ پریشانی نہیں ہوتی۔

روزے کے فوائد

برادران اسلام! آپ روزے کی خوبیوں سے تو کچھ آگاہ ہو گئے اب چند اس کے فوائد بھی معلوم کر لیجئے (۱) بھائیو یہ امر واقعہ ہے کہ سچی بھوک کے بعد آدمی جو کچھ کھاتا ہے وہ خوب بدن میں لگتا ہے اور اچھی طرح ہضم ہو کر جزو بدن ہوتا ہے اس طرح پر کھانا صحت اور طاقت جسمانی کی افزائش کا موجب ہوتا ہے اور کم

کھانا کم پینا، کم جماع کرنا یوں بھی صحت کے لئے نہایت مفید ہے پس یہ سب باتیں روزہ میں پائی جاتی ہیں اس لئے روزہ صحت کا محافظ ہے (۲) چونکہ روزہ رکھنے سے سچی بھوک لگتی ہے اس لئے روزہ دار کو افطار کے وقت خواہ کیسا ہی برا بھلا کھانا مل جائے اس پر قناعت کرتا ہے پس روزہ رکھنے سے اسی طرح پر صبر و قناعت کی عادت سیکھ جاتا ہے (۳) روزہ رکھنے کی وجہ سے انسان میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور بردباری کا عادی ہو جاتا ہے مصیبت اور تکلیف انسان کے واسطے ایک بڑی اعلیٰ تعلیم ہے۔ روزے کی تکلیف انسان کو منکسر المزاج اور بردبار بنا دیتی ہے اور غرور و تکبر کو توڑ دیتی ہے (۴) روزہ دار انسان کو جب سارے دن کے بعد تیز بھوک اور پیاس میں کھانا ملتا ہے اور پانی پیتا ہے تو وہ سچے دل سے اس خدائے رازق مطلق کا شکریہ ادا کرتا ہے اور سارے اعضائے جسمانی اور دل صادق طور پر الحمد للہ پکارتے اور خدا کا شکر ادا کرتے ہیں پس روزہ خدا کی سچی شکر گذاری کی عبادت پیدا کرنے والا ہے (۵) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کے موافق روزہ دار کا چپ رہنا اور سونا بھی عبادت میں لکھا جاتا ہے پس یہ کس قدر فائدہ کی بات ہے (۶) خدائے تعالیٰ روزہ دار کی فضیلت فرشتوں کے سامنے بیان فرماتا ہے . . . .

. . . . پر جسکی تعریف اللہ اپنے فرشتوں کے سامنے بیان فرماوے اس کے مراتب و درجات کا کیا ٹھکانا ہے اور یہ بات اس کے واسطے کسقدر مرتبہ کی بات ہے (۷) روزہ روزہ دار کے واسطے قیامت کے دن ایک بہت بڑا شفیع ہوگا جو بہشت میں لیجائے بغیر نہیں رہیگا (۹) روزہ کا ثواب اللہ تعالیٰ خاص عطا فرمائیگا۔ اور روزہ نصف صبر ہے اور صبر کا اجر بے انتہا ہے پس جسکا آدھا کا نصف بھی بے انتہا ہوتا ہے (۱۰) روزہ قیامت کے دن امتیاز خاص کا موجب ہوگا جنتی لوگوں کو جو اجر عظیم اور امتیازی حاصل ہوگا وہ سوائے روزہ کی وجہ سے کسی اور عبادت سے نہیں ہوگا (۱۱) قوت شہوی و غضبی کی مغلوبیت اور خاموشی کی فضیلت حاصل ہونے کا موجب صرف روزہ ہی ہے کیونکہ بھوک و پیاس کی حالت میں نہ تو زیادہ باتیں کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور خواہشات نفسانی ابھارتی ہیں (۱۲) روزہ شب بیداری کا بھی موجب ہے جو باکمال پابند شریعت اسلام صوفیاء کرام کی صفت ہے روزہ کے دنوں میں تراویح کے واسطے جاگنا پھر سحری کے واسطے اٹھنا۔ غرضکہ اس طرح پر تمام شب قریب قریب بیداری ہی میں گذر جاتی ہے (۱۳) قرآن پاک کا سننا، اس کا پڑھنا، تراویح اور دیگر نوافل ادا کرنا، اعتکاف میں رہنا یہ سب روزہ کی برکات ہیں الغرض روزہ کے فوائد کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ میں نے تو بہت ہی اختصار سے کام لیا ہے ورنہ اور بھی فضائل بیان ہو سکتے ہیں۔

روزہ کے آداب

برادران من! کیا مناسب نہ ہوگا کہ میں اسی سلسلہ میں چند آداب بھی روزے کے بیان کر دوں۔ بھائیو! روزے کے آداب یہ ہیں کہ (۱) ممکن ہو تو گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہیئے تاکہ نامشروع اور نامحرم پر نظر نہ پڑے (۲) بد صحبت سے دور رہنا چاہیئے کہ دل مشوش اور خیالات منتشر نہ ہو (۳) لوگوں میں نشست و برخاست کم کر دے تاکہ فضول باتوں اور دیگر لغویات سے نیز جھوٹ اور فریب و دغا چغلی غیبت بہتان گالی گلوچ سے بچا رہے نہ خود کہے نہ دوسروں سے سنے اور شور و غل بھی نہ کرے اگر کوئی لڑے اور گالی دے تو اس سے کہدے میاں روزہ دار ہوں اور تاش گنجفہ چوسر شطرنج اور جیبی وغیرہ کھیلنے سے روزہ مکروہ نہ کرے یہ سب کام شیطانی اور لغویات ہیں ان سے روزہ سخت مکروہ ہو جاتا ہے اور غیبت بھی بہت بری چیز ہے اسی واسطے بعض احادیث میں وارد ہے کہ غیبت کر لینے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ غیبت کرنے والے کا روزہ نہیں ہوا وہ پھر سے قضا کا روزہ رکھے اور بعض علماء مجتہدین اس بات کے قائل ہیں کہ غیبت کرنے والا کا روزہ بالکل فاسد ہو جاتا ہے اور اس بات پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے کہ غیبت کے سبب روزہ میں اشد کراہت آجاتی ہے لیکن اس پر بھی عجیب بات یہ ہے کہ غیبت ہی بہت کثرت سے رواج پذیر ہے اس کی وجہ صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگ غیبت کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مختصر الفاظ میں غیبت کی تعریف بیان کروں۔

بھائیو! کسی مسلمان کی غیر حاضری میں اس کو ایسے الفاظ کہنا کہ اگر وہ الفاظ اس کے سامنے کہے جاتے تو وہ خفا ہو جاتا، غیبت ہے اگر کوئی غیبت کے متعلق زیادہ آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسی رسالہ مولوی بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ میں میرا مضمون بعنوان غیبت شایع ہوا ہے لہذا اس رسالہ کو دیکھئے اور جھوٹ کے متعلق صحیح ترمذی شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں پس روزہ دار کو چاہیئے کہ اپنے روزہ کی ستھرائی کو ایسی بدبو سے خراب نہ کرے۔

(۴) روزہ چھوہارے سے جو پاک کمائی سے حاصل کیا گیا ہو افطار کرے کیونکہ چھوہارے سے روزہ افطار کرنا سنت ہے مگر پانی بھی بہت بہتر ہے کیونکہ میرے خیال میں پانی سب سے زیادہ پاک چیز ہے اسی سے روزہ افطار کرے اور میرا تو اسی پر عمل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پانی سے روزہ افطار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے ہر رونگٹے کے بدلے اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں زیادہ کر دیتا ہے اور دس بدیاں مٹا دیتا ہے اور دس درجے اس کے بلند کرتا ہے (۵) حلال روزی کھانا حدیث میں ہے کہ جو شخص حلال روزی سے روزہ افطار کرتا ہے اس کو ہر لقمہ پر ایک روزے کا ثواب ملتا ہے اگر حلال روزی میں کچھ شبہ ہو تو قرض لے لے اور اس سے روزہ افطار کرے (۶) افطار کے وقت بہت تھوڑا سا کھانا (۷) اکیلا نہ کھانا بلکہ اپنے اہل عیال یا دوست و احباب کو شریک کر لینا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ اپنے زن و فرزند کے ساتھ افطار کرنا چاہیئے کیونکہ جو اپنے زن و فرزند کے ساتھ روزہ افطار کرتا ہے اس کو ہر لقمہ پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملیگا (۸) نماز عشاء اور تراویح سے فارغ ہو کر کھانا کھانا اور افطار کے وقت پیٹ بھر کر نہ کھانا چاہیئے کیونکہ سیر ہو کر کھانے سے نیند غالب ہوتی ہے اور طبیعت میں کاہلی اور سستی پیدا ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے قیام لیل اور ادائے تراویح سے محروم رہجانے کا خوف ہے (۹) اگر صاحب مقدرت ہو تو جس قدر کھانا کھائے اسی قدر کسی محتاج کو بھی کھلا دے تاکہ ایک ساتھ میں روزہ اور صدقہ کا ثواب پا سکے (۱۰) سحری کھانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سحری کھایا کرو

کیونکہ سحری کھانے میں مرتقمہ کے بدلے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب ہے (۱۱) افطاری میں جلدی و دیر سحری میں دیر لگانا حدیث میں ہے کہ تین چیزیں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت ہیں اول افطار میں جلدی کرنا دوسری سحری میں دیر لگانا اتنی کہ طلوع صادق نہ ہو جائے بلکہ کچھ پہلے کھانا پینا ختم کر دینا چاہیے اور سحری اتنی نہیں کھانا چاہیے کہ بدہضمی ہو کر کھٹی ڈکاریں آویں اور روزہ مکروہ ہو جائے سوم نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر باندھنا (۱۲) افطار کے بعد یہ دعا پڑھنا یا واسع المغفرۃ اِغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ اس دعا کے معنے یہ ہیں کہ اے کثرت بخشش والے گناہوں کو بخشدے کیونکہ بڑے گناہوں کا بخشنے والا سوائے رب العرش العظیم کے کوئی نہیں ہے یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے (۱۳) سات بار اس دعا کو سحری کے وقت پڑھنا دعا یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ معنے اس کے یہ ہوئے کہ کوئی معبود برحق اللہ کے سوا نہیں ہے جو زندہ اور قائم ہے ہر نفس پر جو اس نے کمایا ہے حاضر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالے اس دعا کے پڑھنے والے کو شمار ستارے کے ہزار ہزار نیکیاں دیتا ہے اور اسی قدر برائیاں نامہ اعمال سے دور کرتا ہے اور اسی قدر اس کے مدارج بلند کرتا ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ صرف روزے کے اداب ہیں احکام نہیں ہیں اگر کوئی شخص ان آداب پر عمل کرے گا ثواب کا مستحق ہوگا اور نہ عمل کرنے والا گنہگار بھی نہیں ہوگا۔

تمام اعضائے جسمانی کا روزہ

برادران اسلام روزہ صرف یہی نہیں ہے کہ دن بھر کھانے پینے اور جماع سے بچا رہے بلکہ اس کے ساتھ تمام اعضائے جسمانی کو قابو میں رکھنا اور ان سے نیک اعمال کرتے رہنا بھی اس میں شامل ہو چنانچہ دل کا روزہ یہ ہے کہ اس میں واہیات خرافات اور فاسق خیالات نہ پیدا ہوں اور اگر اتفاقاً ایسا ہو بھی تو ان کو دور کر کے کسی اچھے کام میں جیسے خدا کا ذکر یا تلاوت قرآن پاک میں لگا دینا چاہیے۔

نفس امارہ کا روزہ یہ ہے کہ اس کی خواہشات کو پورا نہ ہونے دینا چاہیے اگرچہ وہ کتنا ہی ابھارے۔

آنکھ کا روزہ اس کے متعلق حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ اس سے کسی بری چیز یا کسی کا ستر عورت یا کسی نامحرم کو بہ نظر شہوت نہ دیکھے بلکہ نیکیوں کی طرف رجوع کرے یعنی قرآن شریف یا حدیث شریف پڑھے۔

کانوں کا روزہ یہ ہے کہ کسی کا فحش کلام یعنی گالی گلوچ نہ سنیں بلکہ اللہ تبارک و تعالے اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام یعنی قرآن پاک اور حدیث شریف یا جہاں وعظ ہو تا ہو جا کر سنیں۔

زبان کا روزہ یہ ہے کہ اس پر ذکر الٰہی جاری رہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھے کلام اللہ شریف کی تلاوت کرے بیہودہ باتوں اور بالعموم کوئی جھوٹ و مذاق بہتان غیبت اور گالی گلوچ سے مانند باتوں سے آلودہ نہ ہونے دے اور زیادہ باتیں بھی نہ کرے۔

ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے کوئی کام خلاف شرع نہ ہونے پاوے یعنی نہ کوئی گناہ کا کام کیا جاوے نہ ان سے قلم کو پکڑ کر کوئی ایسا مضمون لکھا جاوے جس سے مردم آزاری ہو بلکہ نیک اعمال ہوں جس سے عاقبت بخیر ہو۔

پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ مسجد میں نماز جماعت سے ادا کرنے کے واسطے یا جہاں وعظ ہوتا ہے وہاں وعظ سننے کے واسطے جانے میں قدم چلیں اور دنیا کے فضول معاملات اور مقدمات کے جھگڑے رگڑے میں نہ دوڑیں۔

اور تمام جسم کا روزہ یہ ہے کہ اس کو اللہ کی راہ میں فنا کر دے لیکن یہ عام بات نہیں ہے یہ درجہ اور مرتبہ صرف حضرات صوفیائے کرام اور اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا ہے پس یہ سبق انھیں حضرات سے پڑھنا چاہیے کہ وہ کس طرح اپنے جسم کو فنا کر کے بقا باللہ کے مرتبہ کو حاصل کرتے ہیں جن برادران اسلام کو صوفیان با شرع سے دلی تعلق ہے وہ اس حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں غرضکہ تکمیل روزہ کے واسطے تمام اعضائے جسمانی کے روزوں کی بھی ضرورت ہے اگر یہ بات نہیں تو روزے سے سوائے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرنے کے کچھ حاصل نہیں۔

مسائل رویت ہلال

برادران اسلام! اب میں چند ضروری مسائل رویت ہلال یعنی چاند دیکھنے کے بیان کرتا ہوں اس کے بعد انشاء اللہ تعالے مسائل روزہ عرض کروں گا برادرمن کتب فقہ میں چاند دیکھنا سنت اور واجب علی الکفایہ ہے اور یہ حکم صرف پانچ چاندوں کے دیکھنے کے متعلق ہے اول شعبان کا چاند یہ اس لئے کہ اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ ابر و غبار ہونے کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو اور چاند رمضان کا نظر نہ آوے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان شریف کے روزے رکھے جائیں۔ دوسرا رمضان کا چاند اور یہ اس لئے کہ اس کے بعد رمضان کے روزے جو فرض ہیں رکھے جاتے ہیں۔ تیسرا شوال کا چاند یہ اس لئے کہ شوال کی یکم تاریخ کو روزہ رکھنا حرام ہے اور عید الفطر ہوتی ہے اور اس چاند کے دیکھنے پر روزے ختم کئے جاتے ہیں۔ چوتھا ذیقعدہ کا چاند اور یہ اس واسطے کہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے واسطے حساب غلط نہو کیونکہ ذی الحجہ کے مہینے میں فریضہ حج ادا کیا جاتا ہے اور عید اضحی اور قربانی ہوتی ہے اور اس مہینہ کی نو تاریخ کی فجر سے لیکر ۱۳ تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز با جماعت کے بعد تکبیر کہی جاتی ہے ان ایام کو ایام تشریق کہتے ہیں پانچواں ذی الحجہ کا چاند یہ اس واسطے کہ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اس میں حج وغیرہ ہوتا ہے یہ سب باتیں صحیح تاریخوں میں ادا کی جائیں کسی تاریخ میں غلطی واقع نہ ہو ان وجوہات سے یہ سب چاند دیکھنا واجب علی الکفایہ ہیں۔

مسئلہ ماہ شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھنا چاہیے اگر چاند ہو جائے تو دوسرے دن رمضان شریف کی پہلی تاریخ قرار دیکر روزہ رکھنا چاہیے اگر چاند نظر نہ آوے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کر کے بغیر چاند دیکھے ہوئے رمضان کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھ لے **مسئلہ** اگر ۲۹ شعبان کو بوجہ ابر اور غبار مطلع صاف نہیں ہے اور چاند نظر نہ آیا لیکن ایک دیندار پرہیزگار اور سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے چاند دیکھا تو چاند کا ثبوت ہو گیا چاہے وہ گواہی دینے والا مرد ہو یا عورت، دوسرے دن روزہ رکھنا چاہیے **مسئلہ** بعض آدمیوں کا قاعدہ ہے کہ اگر چاند ہونے میں شک ہوتا ہے تو شعبان

کو احتیاطاً روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید کہیں کسی نے چاند دیکھا ہو ایسا روزہ رکھنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح حکم حدیث شریف میں موجود ہے یعنی ترمذی شریف اور نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی عید کرو پس اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آوے تو گنتی ماہ شعبان کی پورے تیس دن سے کرو اور استقبال کا روزہ نہ رکھو۔

اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ استقبال کرے تم میں سے کوئی ساتھ ایک دن کے روزہ رکھنے یا دو دن کے روزہ رکھنے سے پس معلوم ہو کہ یا تو چاند نظر آوے یا معتبر شہادت چاند ہونے کی گذرے تب روزہ رکھے احتیاطاً روزہ نہیں رکھنا چاہیے **مسئلہ** ہاں اگر اس روزہ کی نیت نفل یا نذر کے روزے کی یا قضا کے روزے کی ہو تو رکھنا جائز ہے اس طرح پر اگر چاند کا ہونا پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو یہ روزہ رمضان کا روزہ سمجھا جاوے گا **مسئلہ** اگر ابر و غبار وغیرہ کی وجہ سے عید کا چاند نظر نہ آوے تو ایک آدمی کی شہادت کافی نہیں اگرچہ وہ آدمی کیسا ہی دیندار اور معتبر ہو۔ عید کے چاند کے متعلق جب دو دیندار پرہیزگار اور معتبر مرد یا ایک مرد اور دو مومنہ معتبر عورتیں خود اپنی آنکھ سے چاند دیکھنے کی گواہی دیں گے تب چاند ہونا ثابت ہوگا اور اگر مرد ایک بھی نہ ہو چار دس عورتیں بھی چاند دیکھنے کی شہادت دیں تو چاند ثابت نہ ہوگا **مسئلہ** اگر مطلع ابر و غبار وغیرہ سے بالکل صاف ہو تو رمضان اور عید کے چاند میں ایک یا دو مردوں کی شہادت سے چاند ثابت نہ ہوگا تاوقتیکہ ایک مجمع کثیر ان دونوں چاندوں کے دیکھنے کی شہادت نہ دے چاند کا ہونا مانا نہیں جا سکتا **مسئلہ** چاند کی گواہی دینے والا ان الفاظ میں گواہی دے کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے اگر جھوٹ کہتا ہوں تو میرے اوپر خدا کی لعنت ہو گواہی دینے والا مرد ہو یا عورت **مسئلہ** بفرض محال اگر کسی مرد نے چاند نہیں دیکھا پایا صرف ایک پردہ نشین عورت نے دیکھا ہے تو اس عورت نے پردے کے ساتھ قاضی یا قصبہ اور گاؤں کے سب سے زیادہ لائق و عالم و فاضل اور امام مسجد کے پاس جا کر گواہی دینا چاہیے اس معاملہ میں شوہر کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں نہ شوہر عورت پر اعتراض کرنے اور اس کو روکنے کا حق رکھتا ہے بلکہ ایسے موقع پر شوہر خود اپنی بیوی کو لیجا کر شہادت دلادے مگر یہ حکم اسی وقت کے لئے ہے جبکہ عورت ہی کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو ورنہ ضرورت نہیں اور یہ حکم صرف رمضان کے چاند کے واسطے ہے عید کے چاند کے واسطے نہیں۔ **مسئلہ** اگر شہر بھر میں کسی شخص نے رمضان کا چاند نہیں دیکھا اگر صرف ایک شخص نے دیکھا اس کی گواہی کوئی مانتا نہیں تو اس دیکھنے والے کو روزہ رکھنا چاہیے پھر اگر عید کا چاند ۲۹ تاریخ کو نظر نہ آوے اور نہ کہیں سے اس چاند کی معتبر شہادت گذرے تو اس شخص کو اکتیسواں روزہ بھی رکھنا چاہیے **مسئلہ** اگر باوجود ابر و غبار کے کسی ایک عورت معتبر یا مرد نے ۲۹ شعبان کو چاند دیکھا تو اس کو اسی رات میں

قاضی کے سامنے گواہی دینا چاہیے ورنہ گنہگار ہوگا **مسئلہ** اگر کسی ایک معتبر مرد نے اکیلے عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کوئی مانتا ہی نہیں تو اس کو بھی اور لوگوں کے ساتھ روزہ رکھنا چاہیے اور عید نہ کرے بلکہ اپنے چاند دیکھنے کا خود بھی اعتبار نہ کرے۔ **مسئلہ** جو آدمی دین کا پابند نہیں ہو نماز نہیں پڑھتا روزے نہیں رکھتا وغیرہ جھوٹ بولتا ہے اور دیگر قسم کے گناہ کیا کرتا ہے ایسا شخص چاہے جتنی قسمیں کھائے اور کہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے مگر اس کی شہادت قابل قبول نہیں **مسئلہ** اگر گاؤں میں کوئی قاضی اور عالم فاضل اور مسجد کا امام نہیں ہے تو گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ان کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دینا چاہیے۔ **مسئلہ** ۳۰ تاریخ کو اگر چاند بڑا معلوم ہو تو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ چاند بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے شریعت اسلام نے ایسا شک اور گمان کرنے سے منع کیا ہے۔

حدیث شریف میں قرب قیامت کی ایک یہ بھی علامت لکھی ہے کہ قرب قیامت میں لوگ بڑا چاند دیکھ کر شبہ کریں گے کہ یہ چاند کل کا ہے۔

خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرے کہ آج دوج ہے چاند ضرور ہوگا۔ شریعت اسلام میں یہ سب باتیں منع ہیں۔

مسئلہ چاند کے ثبوت میں کہیں سے آئے ہوئے خط کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ ایک خط دوسرے خط کے مشابہ ہو سکتا ہے اسی وجہ سے تو حضرات فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے کہ الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم یعنی خط خط سے اور مہر مہر سے مشابہ ہو جاتی ہے ممکن ہے کہ کسی غیر مسلم نے محض دھوکہ دینے یا مذاقاً خط لکھ دیا ہو۔ اسی طرح تار اور ٹیلیفون کا بھی چاند کی خبر کے متعلق کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ تار دینے اور لینے والے بابو عموماً غیر مسلم ہوتے ہیں پھر ایک دوسرے کو شناخت بھی نہیں کر سکتے کہ ٹیلی کون بجا رہا ہے اور تار کس کا آیا ہے اور پھر جبکہ دنیاوی عدالتوں میں ٹیلیفون یا تار کے ذریعہ سے کوئی شخص گواہی دے تو وہ قابل سماعت نہیں تو شریعت کے معاملہ میں کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

اکثر مقامات پر لوگ تار کے ذریعہ سے ادھر ادھر سے رمضان اور عیدین کے چاند دیکھنے کی خبریں منگا کر روزہ رکھ لیتے ہیں اور عیدین مناتے ہیں یہ طریقہ از روئے شریعت اسلام بالکل ناجائز بلکہ حرام ہے مسلمانوں کو ایسے طریقہ سے پرہیز کرنا اور بچنا چاہیے۔

اب میں اپنے اس بیان کو یہیں ختم کرتا ہوں بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ ماہ رمضان المبارک میں روزوں کے مسائل عرض کروں گا اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں شریعت حقہ اسلام پر صدق دل سے بغیر کسی چون و چرا کے چلنے کی توفیق عطا فرمائے ہمارا سب کا خاتمہ بالخیر کرے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تعلیم اسلام کی حقیقت

(از جناب مولانا تسنیمی صاحب)

زمین کے دور دراز گوشوں میں بسنے والی ملتوں میں تہذیب وتمدن کے اختلافات ہمیشہ باقی رہیں گے اس صورت میں عالمگیر مذہب کا فرض ہے کہ وہ مختلف تہذیبوں اور ملتوں کے درمیان اتحاد کرائے حضور کا اصلی منصب یہی تھا آپ نے دنیا کے سامنے جو مذہب پیش فرمایا وہ کوئی شخصی ملکی قومی یا نسلی مذہب نہ تھا بلکہ محض انسانی اور بالکل فطری مذہب تھا اس مذہب کے قبول کر لینے کے یہ معنے ہیں کہ ہم ان تمام برادریوں سے جن کی رنگ نسل زبان قوم اور وطن پر ہے یہ کہتے ہوئے آزاد ہو جاتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ ایک خدا ہے اور ہمارے ابنائے وطن دنیا کے تمام انسان ہیں قانون فطرت ہمارا مشترکہ دین ہے اور یہ کرہ ارضی ہم سب کی مشترکہ جا ماوا ہے۔

توحید

اسلام نے اپنی رہنمائی کی تمام عمارت عقیدہ توحید پر تعمیر کی ہے اور اسے عالمگیر امن اتحاد مساوات اور ترقی کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے سبب اس کا بالکل ظاہر ہے اس دنیا میں عالمگیر اخوت ومساوات کا ظہور اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ تمام انسان اس حقیقت پر ایمان لے آئیں کہ وہ سب ایک خالق کے غلام ہیں ایک فطرت پر پیدا ہوئے ہیں اور ان کی زندگی موت ترقی اور حشر نشر ایک ہی قانون کے ماتحت ہے۔

لیکن اگر خدا کے متعلق تمام انسانوں کا تخیل ایک نہ ہو یا مختلف جماعتیں قوم، مذہب اور ملک کے نام پر اپنے لئے الگ الگ دیوتا تجویز کر لیں تو نتیجہ یہی ہوگا کہ ایک خدا کا کنبہ مختلف دیوتاؤں کی فوج میں بھرتی ہو کر وحدت نسل انسانی کے مقصد کو برباد کر دے گی اسلام سے پہلے دنیا پر یہی حالت طاری تھی اسلام کا اس دنیا میں اولین کارنامہ یہ ہے کہ اس نے خدا اس کی توحید اور صفات کے متعلق انسان کی تمام غلط فہمیوں کو بالکل صاف کر دیا ہے۔

اسلام سے پہلے خدا کے نام پر مختلف ہستیوں اور شبیہوں کی پرستش کی جاتی تھی بعض نے خدا کی ہر صفت کو ایک مستقل خدا قرار دے لیا تھا اور بعض اچھی صفات کو ایک خدا (یزداں) اور بری کو دوسرا خدا (اہرمن) سمجھتے تھے اسلام نے لیس کمثلہ شئی کہا اور الاسماء الحسنی فرمایا اور یہ تمام مثالی اور صفاتی معبود ختم کر دیئے۔

انسان اپنے مرتبے کو بھول چکا تھا کہیں وہ فرشتوں، نبیوں اور بادشاہوں کو اپنا خدا بناتا اور کہیں چاند، سورج درختوں اور بے جان پتھروں کو اپنے نفع ونقصان کا مالک سمجھتا اسلام نے صحن زمین پر آزادی اور مساوات کی منادی کی اور انسان کو اس ساری کائنات کا سردار قرار دیکر ان تمام مظاہر پرستیوں کا خاتمہ کر دیا۔

اسلام سے پہلے برہمن، پوپ اور کاہن اس امر کے مدعی تھے کہ ان کی وساطت کے بغیر کوئی شخص خدا کو نہیں پا سکتا اسلام نے یہ تمام درمیانی واسطے اڑا دیئے اور کہا ہر وہ شخص جو خدا تعالے کی پسندیدہ راہوں پر چلیگا اپنا برہمن آپ ہی ہے۔

عالمگیر امن واتحاد کا ضابطہ

اسلام سے پہلے ہر جگہ مذہبی اور قومی خانہ جنگیوں کا بازار گرم تھا اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک دنیا میں عالمگیر امن واتحاد کی فضا پیدا نہ ہو محض ترقی کے اصول وضع کر دینے سے انسان منزل ترقی تک نہیں پہنچ سکتا اس مقصد اعظم کی تکمیل کے لئے حضور نے روحانی مساوات اور عالمگیر رواداری کی بنیاد ڈالی اور نوع انسان کو حسب ذیل اصول تعلیم فرمائے۔

(۱) تمام انسان ایک خدا کا کنبہ ہیں ہر شخص کو یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ سطح ارضی پر ملت ومذہب کے اختلافات قیامت تک جاری رہیں گے اور سارے انسان کبھی ایک مذہب پر جمع نہیں ہوں گے (تحریک رواداری)

(۲) کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ہدایت کرنے والا خدا کی طرف سے نہ آیا ہو (ب) تمام گذشتہ نبیوں اور کتابوں کا احترام کرنا اور ان کی صداقت پر ایمان لانا فرض ہو (تحریک احترام انبیاء)

(۳) تمام نبی ایک ہی جماعت کے افراد اور ایک ہی سلسلہ ہدایت کی مختلف کڑیاں ہیں وہ سب دنیا میں ایک تعلیم لیکر آئے تھے۔ (وحدت تعلیم انبیاء)

(۴) تمام مذاہب کے عبادت خانوں کا احترام وحفاظت کی جائے اور ان میں ہر قوم کو آزاد عبادت کا حق حاصل ہو (تحریک احترام رسوم عبادت)

(۵) کسی قوم کے بزرگوں کی اہانت نہ کی جائے اور دین کی اشاعت حکمت وموعظت کے طریق پر ہو اس بارے میں جبر کرنا جائز نہیں (اصول اصلاح ومصالحت)

ضابطہ اصلاح نفوس

قوم افراد کا مجموعہ ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک افراد کے لئے تزکیہ نفس اور صفائی قلب کی صورت پیدا نہ ہو عمدہ سے عمدہ اجتماعی اصول بھی دنیا میں امن واتحاد کی فضا پیدا نہیں کر سکتے اسلام نے افراد کے تزکیہ باطن پر سب سے زیادہ زور دیا ہے عبادات وفرائض کا ایک ایسا باب باندھا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

اسلام سے پہلے عبادت اور عذاب میں کچھ فرق نہ تھا لوگ عمر بھر مجرد رہتے فاقہ کشی کرتے طرح طرح کی مشقتوں اور ریاضتوں سے اپنے اعضاء جسمانی کو برباد کر لیتے قرآن پاک نے عبادت کے اس مفہوم کو بالکل ختم کر دیا۔ فرمایا۔ انسانی زندگی کے تمام فرائض وحقوق اگر ان میں الہی دیانت اور راستبازی کو مدنظر رکھا جائے عبادت ہیں، اسلام نے عبادت الہی کے باب کو منظم ہی نہیں کیا بلکہ اس میں لطافت اور دلکشی بھی پیدا کر دی قرآن بتلاتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد عبادت ہے اور عبادت کا مقصد سیرت انسانی کی تکمیل ہے۔

ارکان اسلام کی فہرست میں (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج شامل ہیں یہ عبادات اعتقادی نہیں ہیں اسلام سے پہلے بانیان مذہب کی صحیح حیثیت کے متعلق انسان کو ہمیشہ دھوکا رہا بعض نے انھیں خدا، خدا کا بیٹا اور خدا کا روپ سمجھا اور بعض نے ہر نبی اور رکابی کو منصب دعوت غلط قرار دیا

اسلام نے انما انا بشر مثلکم یوحی الی کا اعلان کیا اور کہا کہ نبی اور رشی اور منی خدا کے بیٹے اور رشتہ دار نہیں بلکہ آدمی اور محض آدمی ہوتے ہیں البتہ ان پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ خطوط وحدانی کے اندر کی عبارت "توحید" سے متعلق ہے

اسلام اور ضابطۂ ترقی

اسلام سے پہلے قوائے فطرت سے کام لینا گناہ سمجھا جاتا تھا انسان پتھروں اور جانوروں کو پوجتا تھا اور یہ چیز اس کے تصور میں بھی نہ تھی کہ وہ اپنے ادنیٰ ترین چاکروں کی پوجا کر رہا ہے علم خاص خاص قبیلوں اور شخصیتوں کی جائداد بنا ہوا تھا مسیحی دنیا میں ہر علمی ایجاد پر سخت سے سخت سزائیں دی جاتی تھیں انسان کی حیثیت کے متعلق نہایت ہی مہلک عقائد پھیلے ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ گناہ انسان کی فطرت میں داخل ہے جو اس سے دور نہیں ہو سکتا بعض کہتے ہیں کہ انسان کی موجودہ پیدائش اس کے پچھلے کرموں کی سزا ہے بعض انسان کو مجبور محض قرار دیتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ جب تک انسان تمام جذبات و خواہشات کو فنا نہ کر دے اور کرم کے بندھن سے بالکل چھوٹ نہ جائے نجات نہیں پا سکتا بعض لوگ اس کے برخلاف، ایمان محض کو نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی بزرگ کی قربانی (کفارہ) یا سفارش سے نجات پا جائینگے اسلام نے انسان کو ان تمام عقائد کی غلامی سے جس نے اس کی ترقی کا راستہ روک رکھا تھا نکالا اور بتایا کہ انسان کو مذہب کی اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کی مدد سے اپنے خداداد قوا کا بہترین استعمال سیکھے اور قدرت کی مخفی قوتوں کو اپنی خدمت میں لے آئے اس مقصد عظیم کی تکمیل کے لئے قرآن پاک نے حسب ذیل اصول تعلیم کئے

۱- خدا تعالیٰ محض خلیق ہے اس نے انسان کو اس کائنات کا سردار بنایا ہے اور بصوم فطرت اور بہترین قوتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے (احساس بلندی)

۲- ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ علم حاصل کرے ان تمام کاموں کو کامیاب بنانے کے لئے جن کی بنیاد نیکی اور اتقا پر ہو ایک دوسرے کی امداد کرے۔ یتیموں ضعیفوں، بیوہ عورتوں، مسکینوں، فقیروں وغیرہ کمزور طبقوں کو امداد دے۔
(تعلیم تعاون باہمی، ہمدردی)

۳- تمام کائنات ایک قانون کے تابع ہے اور انسان کی فلاح اس قانون کی اطاعت میں ہے (مساوات قانون اور اطاعت قانون)

۴- اس کائنات میں کوئی چیز باطل اور بے مصرف پیدا نہیں کی گئی جو کچھ اس زمین و آسمان میں موجود ہے انسان کے فائدہ اور خدمت کے لئے بنا ہے (تسخیر قوائے فطرت)

۵- ایمان بلا عمل کامیابی کے لئے ناکافی ہے انسان کی ترقی کی کوئی انتہا نہیں تمام انسان برابر ہیں جو کچھ ایک کر سکتا ہے دوسرا بھی کر سکتا ہے ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ہر عمل خواہ وہ ذرہ بھر ہو ضرور جزا پائیگا (تحریک عمل)

۶- دنیا کی سیاحت کرو زمین و آسمان کی خلقت میں غور کرو گذشتہ قوموں کی تاریخ پر نظر رکھ کر زندگی کی رفتار کو درست رکھو (عبرت و استفادہ)

قربانی بھی عبادت کی ایک قسم ہے۔ بعض ممالک میں صاحب خانہ خود کو اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی جان کا مالک سمجھتا تھا اور دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے ہر فرد خاندان کی قربانی کا اختیار رکھتا تھا اسلام نے یہ تمام قبضے توڑ دیئے اور کہا کہ تمام جانیں خدا کی ملکیت ہیں ہر قربانی خدا کے نام پر ہو ہر قسم کی خودکشی اور انسانی قربانی روک دی۔ صرف بعض حیوانات کی قربانی کو جائز رکھا مگر یہ واضح کر دیا کہ خدا کی رضاجوئی کیلئے جانوروں کے گوشت اور خون کی نہیں بلکہ انسانوں کے اتقا اور پرہیزگاری کی ضرورت ہے۔

اسلام سے پہلے بعض ممالک میں غیرت کے نام پر یا افلاس کے خوف سے شیرخوار بچے قتل کر دیئے جاتے تھے اسلام نے بتلایا یہ تمام خوف بے بنیاد ہیں وما من دابۃ الا علی اللہ رزقھا (زمین کے ہر جاندار کی روزی کا ضامن خدا ہے)

آپ گذشتہ تصریحات کی مدد سے وسعت اسلام کا اندازہ فرمائیں۔ اسلام کا خدا رب العالمین ہے۔ اسلام کا رسول رحمۃ للعالمین ہے قرآن کے نزدیک اسلام چند نام نہاد رسمی عقائد کا نام نہیں ہے بلکہ اس نے فطرت اور اسلام کو دو مترادف چیزیں بتلایا ہے اور کل نظام قانون اور نظام فطرت کا نام اسلام رکھا ہے جو صرف نوع انسان ہی نہیں بلکہ اس ساری کائنات کا مشترکہ دین ہے۔ اسلام سے پہلے تمام مذاہب کے پیروؤں نے اپنی اپنی جماعت کو اس خیال پر قائم رکھا تھا کہ ان کے مخصوص مذہب کے سوا باقی تمام مذاہب جھوٹے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلام نے اپنے پیروؤں کو تمام مذہبوں تمام نبیوں اور تمام آسمانی کتابوں کی صداقت کی تصدیق پر جو وہ اپنے اندر رکھتے ہیں قائم کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا کے نبی گئے یہ تمام نبی ایک جماعت کے افراد تھے ان کی تعلیم ایک تھی ان سب کی تصدیق و احترام ضروری ہے اور اس طرح تمام گذشتہ مذاہب کو اس نے اپنے دائرہ وسعت میں شامل کر لیا ہے۔ اسلام نہ صرف تمام نوع انسان کو بلکہ تمام کائنات کو ایک نظامِ واحد کی حیثیت دیتا ہے اور بتلاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک مشترکہ غرض کے لئے پیدا ہوا ہے اور اسی اصول کی بنا پر وہ اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان تمام کاموں کی تکمیل میں جنکی بنیاد نیکی اور اتقا پر ہو ایک دوسرے کی مدد کریں اسلام صرف مذہبی فرقہ بندیوں ہی کا مخالف نہیں بلکہ عام انسانیت میں بھی ہر قسم کی فرقہ بندی کا خواہ وہ کسی نام سے کی جائے مخالف ہے۔

اسلام سے پہلے انسان سمجھتا تھا کہ گوشہ نشینی ورد وظائف اور دنیا سے قطع تعلق دین ہے اور فکر معاش حصول زر و مال اور علاقۂ اہل و عیال دنیا ہے اسلام نے دین و دنیا کی اس مہلک تفریق کو مٹایا اور اعلان کیا کہ احکام خداوندی کے مطابق اپنی دنیا کو چلانا ہی اصل دین ہے۔ اسلام نے رہبانیت اور ترک جہاد کے مقابلہ پر نکاح کرنا اور نسل کو ترقی دینا واجب ٹھیرایا اور اس کو بہترین حق پرستی قرار دیا کہ انسان اپنے قواسے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے اور اسی بنا پر اس نے اپنے تمام احکام میں انسان کی سہولت اور استطاعت کو مدنظر رکھا ہے۔ اسلام سے پہلے طہارت جسم کو معیوب سمجھا جاتا تھا اسلام نے اسے جزو نماز ٹھیرایا اسلام سے پہلے عورتیں اور غلام اپنی پست حالی کے باعث عام انسانی ترقی کی راہ میں حائل تھے اسلام نے انہیں مساوات کے حقوق دیئے اسلام سے پہلے زینت و مسرت کی زندگی کو دینداری کے خلاف سمجھا جاتا تھا اسلام نے اسکے جواز کا فتویٰ دیا اور اسی قسم کی دوسری انتہا پسندیوں کی اصلاح کی، نوع انسان پر علم و فضل اور اخوت و مساوات کی راہیں کھولیں اور اعلان کیا کہ اسلام میں نئے اور پرانے مسلمان کا درجہ برابر ہے اسلام نے کسی قوم کو اچھوت قرار نہیں دیا اسلام کسی حسب و نسب کا قائل نہیں نہ اس میں کالے اور گورے کی تفریق ہے اور نہ خون اور زبان کا امتیاز وہ کہتا ہے کہ اسکے نزدیک وہی انسان کرم ہے جو زیادہ متقی ہے اسلام نے انسانی جذبات و خواہشات کی ہلاکت تجویز نہیں کی بلکہ ایسے اصول پیش کئے ہیں جن سے انسان کے ادنیٰ جذبات اصلاح پذیر ہو کر اخلاق فاضلہ کی صورت اختیار کر لیں اسلام جہاد و جہد کا حکم دیتا ہے انسان کی جبلی شرافت و معصومیت کی حفاظت کرتا ہے محنت اور کسب حلال کو عبادت قرار دیتا ہے اختلاف رائے کو رحمت ٹھیراتا ہے قلب اور دل کی پاکیزگی پر زور دیتا ہے مختصر یہ کہ انسان کو ساری کائنات کا سردار، خدا کا خلیفہ اور اس کی رحمتوں کا امین قرار دیتا ہے اور اس منصب عظیم کے حصول کے لئے اس کے سامنے زندگی کا ایک منظم دستور العمل پیش کرتا ہے اور پھر اس دستور العمل کی صداقت پر حضرت

توکل اور اس کا صحیح مفہوم

(از جناب میر الٰہی بخش صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی)

نہایت تعجب کا مقام ہے کہ شفاف اور شیریں پانی اپنے قدرتی منبع سے دور ہونے کے بعد بتدریج گدلا ہوتا جاتا ہے اور آخر کار غیر طبعی اور ناملائم آمیزشوں کی بنا پر اپنی فطری پاکیزگی اور لطافت کو کھو بیٹھتا ہے بعینہٖ روحانیات کی وہ ملکوتی نہر جسے مذہب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اپنے ربانی چشمے سے بُعد اختیار کرنے کے بعد انسانی افکار و آرا اور بشری قیاسات اور مخالف ثانیہ کے خس و خاشاک کی آمیزش سے اپنی آسمانی سادگی و تاثیر اور الٰہی خصوصیت سے محروم ہو جاتی ہے۔

جس طرح غیر صاف اور انواع و اقسام کی آمیزشوں سے آلودہ پانی کا استعمال عافیت مزاج اور سلامتی صحت کے لئے خطرناک ہے اسی طرح آسمانی مذہب کی اس تعلیم پر کار بند ہونا جسے ابن آدم کے غلط کارانہ قیاسات کی آمیزش نے مسخ کر دیا ہو دین و دنیا کے لئے نہایت درجہ ضرر رساں ہے۔

یہ کار خانہ حیات کا ایک عالمگیر قانون ہے جس سے خدا کا آخری پیغام اور دنیا کا آخری مذہب مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔

قرون اولیٰ میں اسلام کی سادہ اور صاف تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ عرب جیسی غیر مہذب اور جاہل قوم ایک ایسے قلیل عرصہ میں جسے قوموں کی زندگی میں آن واحد سے تعبیر کیا جاتا ہو گمنامی و پستی کی انتہائی گہرائیوں سے نکل کر راہ ترقی پر گامزن ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے عروج و ارتقا کی ان چوٹیوں پر پہنچ گئی جہاں تک انسانی پائے رفتار کی رسائی ممکن ہے یہ کیا اعجاز تھا کہ جس نے مردوں کو زندہ اور زندوں کو زندگی بخش بنا دیا یہ اس آسمانی تعلیم کے صحیح اور اصلی مفہوم کا تو اثر تھا یہ ان الٰہی قوانین کی پابندی ہی تو تھی ورنہ یہ عرب وہی عرب تھے جن کی تلواریں بات بات پر میان سے باہر نکل آتی تھیں اور جو سفک دما کو ایک معمولی چیز تصور کرتے تھے اگر یہ فوز و فلاح اسی تعلیم کا نتیجہ تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج اسکے پیرو ہر طرف ذلیل اور رسوا نظر آتے ہیں وہ سرزمین کے لئے انتم الاعلون کے زرنگار تاج کا وعدہ تھا کیا وجہ ہے کہ پستی اور ادبار کے گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں وہ پیشانیاں جنھیں چاہیے تھا کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے الٰہی نور سے درخشاں ہوتیں کیا وجہ ہے کہ آج ناکامی و خسراں کے بوجھ سے جھکی جاتی ہیں؟

معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانے کے مسلمان اسلام کی تعلیم کا وہ مفہوم نہیں سمجھتے جو قرن اولیٰ کے مسلمانوں میں سمجھا جاتا تھا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیم کے ان تمام اصولوں پر فرداً فرداً سیر حاصل بحث کی جائے جن کا مفہوم غلط سمجھنے کی وجہ سے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے لئے ناممکن ہو گیا ہے کہ وہ شاہراہ ترقی پر گامزن ہو سکیں موجودہ صحبت میں میں چاہتا ہوں کہ توکل کے درست مفہوم کے متعلق کچھ عرض کروں کیونکہ میری رائے ناقص میں منجملہ ان مسائل کے جن کا مفہوم قطعی اور بر غلط سمجھا جاتا ہے اور جن کا مفہوم غلط سمجھا جانا مسلمانوں کی راہ ترقی میں ایک سنگ گراں رکاوٹ ہے۔ گو بہت سے ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ اہمیت توکل ہی کو حاصل ہے۔

عام طور پر توکل سے جو مفہوم آجکل سمجھا جاتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ انسان کوئی کام کاج نہ کرے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر اپنے مکان کے کسی گوشہ میں پڑا ہوا خدا کی طرف سے جملہ ضروری و غیر ضروری امور کی تکمیل کا منتظر رہے اس قسم کا بیہودہ اعتقاد رکھنے والے اگر سستی و کاہلی کے خوگر ہونے کی وجہ سے ایک ذلیل زندگی بسر کرتے ہوں تو کوئی عجیب بات ہے اور پھر اس قسم کے اعتقاد کو آسمانی تعلیم کا ایک جزو قرار دینا ایک ایسی ناپاک جرأت ہے جسے غیور خدا کی قوت انتقام کبھی گوارا نہیں کر سکتی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس قسم کا اعتقاد رکھنے والے یا تو برباد کر دیئے گئے یا ذلت اور پستی کی ایسی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے جن سے اس وقت تک رہا نہ ہو سکے جب تک اپنے مشوم عقائد سے تائب نہ ہو گئے۔

خدائے قدوس تو اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ لیکن یہ اسی خدائے قدوس کی بندگی کے مدعی ہاتھ پاؤں کو حرکت دیئے بغیر اس کی عنایات کے امیدوار ہیں پس اگر خدا کی سنت غیر متبدل ہے لَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا اور اس کی سنت یہی ہے کہ وہ اپنے خزانوں سے انسان کو اسی قدر عطا کرتا ہے جتنے کے لئے بدل مساعی کی جائے تو مجھے حیرت ہے کہ یہ خدا کے بندے جنھیں دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے سچے پجاری ہیں کیوں خدا کی سچی تعلیم کو پس پشت ڈال کر ایک ایسے عظیم الشان گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں جن کے مفاسد و معائب کی کوئی انتہا نہیں۔

کون ہے وہ شخص جس کو دعویٰ ہے کہ کلام ربانی کو وہ رسول کریم صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ سمجھتا ہے پھر جب ہم آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ اور صحابہ کرام کے حالات زندگی پر نظر ڈالتے ہیں ان کی زندگی کو سلسلہ جد و جہد اور عمل و سعی پاتے ہیں تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ان مقدس اور قابل تقلید ہستیوں نے توکل کا وہ مفہوم قائم نہیں کیا تھا جو اس زمانہ میں قائم کیا جاتا ہے اگر وہ نفوس بھی موجودہ زمانے کے متوکلین کی قسم کے متوکل ہوتے تو انھیں کیا ضرورت تھی کہ دوا اعدا کے خلاف صف آرا ہوتے ہاں انھیں کیا ضرورت تھی کہ دین کی نشر و اشاعت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قسم قسم کے مصائب و نوائب برداشت کرتے؟

فطری کاہلی اور سستی کی بنا پر ترک سعی و عمل کرنے کے لئے توکل کی پناہ لینا حقیقت میں وہ عقیدہ ہے جسے ملحدین نے اختراع کیا تھا کہ جب انھیں خدا کا پیغام پہنچایا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ۔

پس اگر ایک شخص اسلام کو ربانی مذہب تسلیم کرتا ہے اور اس کی تعلیم کو برحق تو اس کے لئے لازم ہے کہ توکل کا وہ مفہوم نہ لے جسے اس کے ملحد نفس نے تراشا

ہے بلکہ اس کو اسی معنی میں سمجھے جسے رسول کریمؐ اور آپ کے صحابہ کرام کی زندگی پیش کرتی ہے۔

بعض فطری کاہل اور سست نہاد اپنے غلط توکل کے ثبوت میں مندرجہ ذیل حدیث سے استشہاد کرتے ہیں لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا اس حدیث کو احمد نسائی اور ترمذی نے بیان کیا ہے اور اس کی صحت کی تصدیق کی ہے لیکن لطف کی بات یہی ہے کہ یہی حدیث ان کے مفہوم توکل کی تغلیط کرتی ہے۔

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم خدا پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے اس طرح کہ جب وہ صبح کرتے ہیں تو خالی شکم ہوتے ہیں لیکن شام کو ان کا شکم پر ہوتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ پرندوں کو رزق کس طرح دیا جاتا ہے آیا آشیانوں میں بیٹھے ہی بیٹھے رزق ان کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے یا اس کے حصول کے لئے انھیں کہیں ادھر ادھر جانا پڑتا ہے سو یہ ایک صاف اور کھلی ہوئی بات ہے کہ تمام پرندے اپنے رزق کی تلاش میں صبح ہوتے ہی باہر نکل جاتے ہیں اور پیٹ بھر کر پھر شام کو اپنے آشیانوں میں آجاتے ہیں جب وہ صبح صبح خالی شکم رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں تو انھیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا رزق جنگل کے کونسے گوشے میں مقدر کیا گیا ہے لیکن وہ باوجود اس کے تلاش میں کوشاں رہتے ہیں اور خدا ان کی کوششوں کو بارآور کرتا ہے اور یہی توکل کا صحیح مفہوم ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث صحیحہ اور آثار سے موجودہ زمانہ کے توکل کی لغویت ثابت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے زیبا نہیں ہے کہ تلاش رزق سے بیٹھ جائے اور دعا کیا کرے کہ اے خدا مجھکو رزق دے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ آسمان سے سونا اور چاندی نہیں برستی۔ حدیث ہے کہ کوشش کرو کوشش تم پر فرض کی گئی ہے۔ امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول کریم صلعم بری اور بحری تجارت کیا کرتے تھے اور اپنے باغوں میں کاروبار سرانجام دیتے تھے۔

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کا ایک دوست ان سے مسجد میں ملا آپ نے اس سے کہا کہ اگر میں تجھکو تلاش معاش میں دیکھوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تجھے مسجد کے گوشہ میں بیٹھا ہوا دیکھوں الغرض رسول کریمؐ اور صحابہ کرامؓ نے اپنی تعلیم میں ہمیشہ جد و جہد کی دعوت دی ہے اور خود اس پر عمل کیا ہے اور توکل کا یہی وہ صحیح مفہوم تھا جس پر کاربند ہو کر وہ دینی و دنیوی برکات سے مالامال ہو گئے پس اے مسلمانو! اگر تم چاہتے ہو کہ انھیں فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو جو تمہارے اسلاف کو حاصل تھیں تو ان کے اسوۂ حسنہ کو اپنی مشعل راہ بناؤ اور اپنے دلوں میں وہی جذبہ سعی و عمل پیدا کرو جس نے تمہارے اسلاف کے تعطل اور سستی کو دور کر کے انھیں اقوام عالم کا سرتاج بنا دیا تھا ۔ (میراث پدر خواہی)

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

مختصر فقرات تصدیقی پر اکتفا کی جائیگی تاکہ کسی کا راز طشت از بام نہ ہو۔

مصلح الدین خاں صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں آپکے عمل ... سے لفضلہ کامیابی ہوئی عمل ... بھی بھیجد بجئے۔

بی۔ آیچ انوری صاحب ... ہیں دو عمل جو کہ منگوائے تھے حقیقت میں صحیح اور سچے ہیں ... خدا وند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ آپکے کاموں میں برکت دے۔

سید محمد محسن صاحب جاون سے تحریر فرماتے ہیں دو عملیات منگوائے ... مجھے اثرات ... دیکھے گئے

مولوی محمد کریم خاں صاحب ... علاقہ ... سے تحریر فرماتے ہیں ترقی روزگار کے واسطے آپ کا عمل منگایا تھا بہر بہدف نکلا۔

جناب ... صاحب ... ایڈیٹر اخبار ... رسالہ ... ترقی ...

عملیات محبت کے زندہ معجزے

عمل ہذا سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں۔

عمل ہذا علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں کی جب تلاش میں ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کے حاضر ناظر جانکر گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ ہر امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔

عمل ہذا اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے رعایتی ہدیہ تین روپے۔

عمل ہذا علوی یہ آیت قرآنی با موکل دیگر الفاظ کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپ کے آگے ... ہدیہ صرف دو روپے عمل ہذا برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت تلاش معاش دیانت و تنزل اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف ایک دفعہ پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے وہ روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اسکی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ہدیہ ... ہے ایک روپیہ چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانیکی ضرورت جو صاحب عمل ہذا و ہذا ایک ساتھ طلب فرمائیں گے ان سے صرف دونوں کا چار روپے لیا جائیگا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصولڈاک معاف بذریعہ رجسٹری یا وی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں سانپ کاٹے کا عمل پانچ منٹ میں سانپ کا زہر اتر جاتا ہے ہدیہ ... بچھو کاٹے کا عمل فوراً بچھو کا زہر اتر جاتا ہے ہدیہ ...

خط و کتابت ... پتہ: مستقل شاہ عادل پوسٹ بکس نمبر ۲۵ دہلی

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

آمدنی میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی۔

سید عباس علی صاحب کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ سے عمل ترقی روزگار منگایا تھا برابر عمل کر رہا ہوں اور اس کے نایاب اثرات محسوس ہو رہے ہیں۔

ماسٹر چراغ الدین صاحب فیروزپور سے لکھتے ہیں ایک عمل ترقی روزگار منگایا تھا آزمائش کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی ایک عطیہ غیبی اور بے بہا گوہر نایاب ہے۔

مچھلی والا محلہ فتح آباد سے ... صاحب ترقی روزگار کے متعلق ایک مبسوط خط لکھتے ہیں اس میں بعض فقرے حسب ذیل ہیں ... واقعی اس عمل کے بہت بڑے اثرات دیکھے گئے ترقی روزگار کے لئے یہ عمل بے نظیر ہے ... ترقیاں اور ... ہوئے کہ ... گمان بھی نہ تھا۔

اسی قسم کے سینکڑوں خطوط موجود ہیں۔

ہماری مسجدیں

(از مولوی محفوظ الرحمٰن متعلم دارالعلوم دیوبند)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یکون حدیثہم فی مساجدھم فی امر دنیاھم فلا تجالسوھم فلیس للہ فیہم حاجۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مسجدوں میں دنیا وی امور کے متعلق باتیں کیا کریں گی پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ خدا کو ان کی کوئی ضرورت نہیں"

خیال فرمایئے جو لوگ مسجدوں میں دنیاوی باتیں کرتے ہیں ان پر کتنی بڑی وعید کی گئی ہے۔ مالک کا ملوک سے آقا کا غلام سے اظہار برأت کرنا اور دوسرے بندوں کو اس کے ساتھ نشست و برخاست کی ممانعت کرنا کتنے سخت عتاب اور ناراضمندی پر دلالت کرتا ہے۔

یہ فرمان نبی اکرم کا تھا جس سے عالم کو یہ بتلایا کہ مسجدوں کا احترام کیا کرو ان میں دنیاوی باتیں نہ کیا کرو ورنہ خداوند تعالیٰ کی نظروں میں ذلیل ہو گے اس کے مقابل میں ہمارے سامنے فرامین و احکام نہیں بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دنیاوی حاکم جس کے دربار میں اگر کوئی نازیبا حرکت سرزد ہوگی تو ہم مورد عتاب بنیں گے حاکم ناخوش ہوگا ہماری سبکی ہوگی اور عجب نہیں کہ وہاں سے اٹھا دیئے جائیں یہ وہ چیزیں ہمارے سامنے نہیں کہنے اور بتلانے کی ضرورت نہیں کہ ہماری اسلامی شان کی تقاضا تو یہ تھا کہ اگر ہم اپنی مجلسی بیہودہ باتوں کا کچھ پاس کرتے ہیں تو آنحضور کے فرمان کا اس سے کہیں زیادہ پاس کرتے آپ کے ادنیٰ اشارہ پر چلتے مگر ہم اس کے بالکل برعکس کر رہے ہیں ہم اگر کسی بڑے حاکم کے یہاں ملاقات کے لئے یا اپنی کسی ذاتی غرض کے لئے جاتے ہیں تو تا حد امکان اس کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہم اس کے سامنے یوں مؤدب ہو کر بیٹھتے ہیں گویا ساری بزرگیاں تمام فضیلتیں کل بلندیاں اس کے لئے مخصوص کر دی گئی ہیں ہمارے قلب میں یہ خیال موجزن رہتا ہے کہ کوئی حرکت ایسی سرزد نہ ہو جائے جو ادب پر محمول کی جائے۔ ہم جب تک اس کے دربار میں رہتے ہیں مجسم عجز و انکسار سراپا تسلیم و رضا بکر خشوع و خضوع بنے رہتے ہیں اس کے سامنے ہم زور سے تو کیا آہستہ سے بھی گفتگو کرنا آداب مجلس کے خلاف اور تہذیب سے خارج تصور کرتے ہیں جن لوگوں کی آنکھیں کسی باہیبت و باوقار حاکم کے دربار یا اجلاس کا مشاہدہ کر چکی ہیں وہ خوب جانتی ہیں کہ حاضرین پر کیسا سکوت چھایا ہوا رہتا ہے لوگوں کے چہروں سے کس قدر تذلل و فروتنی کے آثار نمایاں رہتے ہیں یہ ہمارا طرز عمل اور طریقہ کار ہے ان لوگوں کے درباروں میں جنھیں خدا نے فیاض کی طرف سے دولت و امارت عزت و حشمت جاہ و جلال کا کچھ تھوڑا سا حصہ نصیب ہوا ہے

اس کے مقابل میں ہمارے ان افعال کو دیکھئے جو ایسے خدا کے دربار سے متعلق ہیں جو صرف حاکم نہیں بلکہ احکم الحاکمین ہے جو صرف چند نفوس کا مربی نہیں بلکہ رب العالمین ہے جو صرف دنیا کا مالک نہیں بلکہ مالک یوم الدین بھی ہے نماز سے کچھ بیشتر مسجدوں میں جا کر دیکھیے لوگ خدا کے دربار میں آتے تھے ہیں مگر خشوع و خضوع کا پتہ نہیں۔ خوف و خشیت عجز و زاری کے مناظر معدوم ہیں ان اکثر و بیشتر یہ دیکھنے میں آئیگا کہ آپس میں باتیں ہو رہی ہیں اور وہ بھی آہستہ آہستہ نہیں بلکہ نہایت بیباکی سے نہایت زور زور سے اور باتیں بھی کیسی صلاح و تقویٰ کی نہیں دین و مذہب کی نہیں خدا اور اس کے رسولؐ کی نہیں بلکہ تجارت کی روپے پیسوں کی بال بچوں کی کچہری و مقدموں کی اور انھیں باتوں پر بس نہیں بلکہ مسلمانوں کی غیبتیں بھی ہو رہی ہیں ساتھ ہی ساتھ قہقہوں کی سامعہ خراش آواز سے مسجد کے در و دیوار گونج رہے ہیں اور اگر خدانخواستہ کسی سے کچھ اختلاف ہو گیا تو وہیں جنگ بھی شروع ہو جاتی ہے پھر فحش سے فحش کلمات اور بیہودہ سے بیہودہ الفاظ بھی وہیں سن لیجئے۔ استغفر اللہ کیا ہماری نشستگاہیں ہمارے مکانات ہمارے کمرے ہماری دوکانیں ان امور کے لئے کافی نہیں ہیں جو خواہ مخواہ خانہ خدا ہی میں آکر ان کا ارتکاب کیا جاتا ہے آہ دنیاوی حکام اور ان کے اجلاسوں اور درباروں کی کہاں وہ تعظیم و تکریم اور خداوند تعالیٰ کے درباروں کی یہ تحقیر و تذلیل جو مکانات حقیقت میں احترام کے قابل نہیں ان کا اس درجہ احترام اور خیر البقاع کی اتنی بے حرمتی۔ آج اگر مسجد کے سامنے سے کوئی باجا بجاتے ہوئے یا قومی نعرے لگاتے ہوئے گزرتا ہے تو ہم چیخ اٹھتے ہیں کہ مسجد کی توہین ہوئی خانہ خدا کی تذلیل ہوئی اور پھر اس کے بعد ہم ہر طرح کی قربانیوں کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ انسانوں کے خون سے زمین سیراب ہوتی ہے مقدمہ بازی ہوتی ہے ہمارے ملک کے روپے سے گورنمنٹ کا پیٹ بھرتا ہے مگر انصاف سے بتایئے کیا ہماری لغو اور بیہودہ باتوں سے کیا ہمارے قہقہوں سے کیا ہمارے شور و غل سے مسجد کی بے حرمتی اور تذلیل نہیں ہوتی ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے۔ مگر چونکہ یہ اپنا عیب ہے اسے عیب ہی کیوں شمار کیا اپنا قصور ہے اسے قصور ہی کیوں کہیں اپنا گناہ ہے اسے گناہ ہی کیوں سمجھیں۔

اگر ہم کوئی خوبصورت و دیدہ زیب کمرہ سونے یا مطالعہ کے لئے یا احباب کی دعوتوں اور مجلسوں کے لئے بنائیں اور اس میں اگر کوئی شور و غل کرے یا بول و براز کر جائے تو ہم آپے سے باہر ہو جائیں گے اور جو کچھ ہو سکے کر گزریں گے لیکن افسوس یہ ساری پابندیاں دنیاوی امور کے متعلق ہیں دینی امور میں ان کی کیا پرواہ مسجدوں کو بنیاد اس لئے رکھی جاتی ہے کہ وہاں جا کر ہم اپنے لبوں کو ذکر خدا سے آشنا کریں گے اپنے ہر ہر عضو سے خدا کے سامنے تذلل و تعبد کا اظہار کریں گے مگر ہم وہاں جا کر ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ مسجد میں تو کیا خارج مسجد بھی ان کا صدور معصیت اور گناہ ہے کیا خداوند تعالیٰ اس سے ناراض نہ ہوتا ہوگا کیا اس کی عتاب آمیز نگاہیں ہم پر نہ پڑتی ہوں گی زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم ان باتوں سے اپنا نقصان تو کرتے ہی ہیں لیکن ان مخلص بندوں کا بھی نقصان کرتے ہیں جو مسجد میں محض ذکر خداوندی کی غرض سے تشریف لاتے ہیں اور آتے ہی سنن و نوافل میں مصروف ہو جاتے ہیں کیونکہ ہماری باتیں ان کے

خشوع وخضوع میں خلل انداز ہوتی ہیں ان کی حضوری قلب کو زائل کرتی ہیں اور عجب نہیں کہ ہم اسکی وجہ سے ان لوگوں میں داخل ہو جائیں جن کے متعلق ارشاد ہو ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه (سورہ بقر) (ترجمہ) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو مساجد میں ذکر خداوندی سے روکتا ہے۔ آج ہم مسجد کی بڑی خدمت یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اس کے در و دیوار کے نقش و نگار خوبصورت بنائے جائیں، محراب اور منبر مزین ہوں فرش نہایت اعلیٰ درجہ کا ہو منارے بلند ہوں مگر یاد رہے کہ مسجد کی یہ حقیقی خدمت نہیں ہو خداوند تعالیٰ ان چیزوں کا طلبگار نہیں ہاں اگر آپ سے طلب ہے تو ٹوٹی ہوئی مسجدوں میں ایسے دلوں کی جو اس کے لئے تڑپ رہے ہوں، ایسی آنکھوں کی جو اس کی یاد میں اشکبار ہوں ایسی زبانوں کی جو اس کے ذکر سے لذت یاب ہوں اگر خداوند تعالیٰ نے تعریف کی ہے تو ایسی مسجد کی نہیں کی جو بلند تر ہو ظاہر میں بہت خوبصورت ہو اور صاف و شفاف ہو مگر اس کے بنانے والوں کے دل گناہوں سے آلودہ ہوں بلکہ ایسی مسجد کی جو اگرچہ ظاہری زیب و زینت سے محروم ہے مگر اس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے اس میں آنیوالوں کے اجسام و ثیاب ظاہری اور باطنی نجاستوں سے پاک ہیں لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب المطهرین (سورہ توبہ) (ترجمہ) البتہ وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے ہی دن تقوی پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہو کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں جو طہارت اور پاکی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی پاکی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے کاش کہ ہماری مسجدوں کی بنیاد بھی ریا و تفاخر کے بجائے تقوی پر رکھی جاتی ہو اور ظاہری نمود و نمائش سے انہیں ایک ذرہ بھی نصیب نہیں ہوتا مگر روحانیت کی وہ تجلیاں وہاں دیکھنے میں آتی ہیں جن سے مسجد کی حقیقی زینت ہے ہماری زبانیں دنیاوی باتوں میں مصروف نہ رہتیں بلکہ صلاح و تقوی کی باتوں اور ذکر خداوندی سے لذت حاصل کرتیں۔

فتوح الغیب مترجم

حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب "فتوح الغیب" طریق وصول الی اللہ میں ایک بے مثل کتاب ہے عالم اسلام میں ساڑھے آٹھ سو برس سے اس کی شہرت کا غلغلہ ہے ہندوستان میں سب سے پہلے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا اور اس کے بعد اس کے متعدد ترجمے کئے گئے ہیں اور علماء و مشائخ نے اسے ہمیشہ استفادہ خاص کی نظر سے دیکھا ہے اب اس کتاب کا سب سے صحیح نسخہ اور سب سے اچھا اردو ترجمہ شائع کرنے کے لئے نہایت مخلصانہ جدید کوشش کی گئی ہے ایک کالم میں با اعراب عربی ہے دوسرے کالم میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے کتابت اور طباعت اعلیٰ درجہ کی ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اصل اور ترجمہ کا پروف اور پروف کی چار جید علماء سے تصحیح کرائی گئی ہے اس لحاظ سے شاید اس کتاب کا سب سے بہترین نسخہ ہے۔

حضرت غوث الاعظم نے اپنی اس کتاب میں توحید کو شرک سے، سنت نبویہ کو بدعت ضالہ سے اور ہدایت کو گمراہی سے علیحدہ اور ممتاز کر دیا ہے اور تصوف کی اس تعلیم کو بیان فرمایا ہے جو کتاب و سنت اور طریقہ حضرات صحابہ کرام کے بالکل مطابق ہے یہ تعلیم ابتدائی بھی ہے اور انتہائی بھی یعنی اس سے ہر درجہ اور طبقہ کے لوگ جنہیں خدا پرستی کا ذوق ہے مستفید ہوتے رہے ہیں۔

علماء اور مشائخ کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے کہ دوسروں کو ہدایت وہی کر سکتا ہے جو خود راہ ہدایت پر ہو اور مسلمانوں میں اسلامی کیریکٹر وہی لوگ پیدا کر سکتے ہیں جن میں خود یہ چیز موجود ہو اور اسلامی کیریکٹر پیدا کرنے میں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے بعد اس سے بہتر کتاب نہیں ہے جیسا کہ اگلے زمانے کے مشائخ اور علماء کا اس کتاب کی نسبت فیصلہ ہے۔

طلباء خواہ ان کا تعلق دینی مدارس سے ہو خواہ دنیوی مدارس سے اس کتاب سے روحانی نوادر کے علاوہ عربی ادب میں بہت اچھا استفادہ کر سکتے ہیں کیونکہ بلحاظ ادبیت فتوح الغیب کا پایہ سلسلہ طور پر ادبیات عرب میں برتر و بہتر ہے۔ عام مسلمین اس کتاب کو پڑھکر یہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ گندہ منابع و بشری تاثر کے ضرر رساں نقصان سے اپنے آپ کو بچا سکیں اور سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ والے کیسے ہوتے ہیں اس کے علاوہ عملی زندگی کے لئے کچھ ایسی مفید ہدایات حاصل کر سکتے ہیں جو زندگی کی تلخیوں اور ناکامیوں اور پریشانیوں کا بہترین حل مہیا کرنے والی ہیں ایک خاص وصف اس کتاب میں یہ پایا گیا ہے کہ انتہائی پریشانی اور گھبراہٹ کی حالت میں اس کے پڑھنے سے روحانیت قلب حاصل ہوتی ہے ایسی نعمت ہے کہ آج مادی دنیا میں بادشاہوں اور ارب پتی لوگوں کو بھی نصیب نہیں قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے

قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

حمیدیہ پریس دہلی سے مل سکتی ہے

کتاب المرقوم یعنی شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں ہے یہی وہ کتاب ہے جو عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کامان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے ایسی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل سے جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوایا ہے جو اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا ہر شعر حل طلب سے بعض بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا گیا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی گئی ہے ہر شعر کا صرفی نحوی ترکیب بتلائی گئی ہے ہر شعر کے نادر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہو اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالے دیئے گئے ہیں سوامت بڑی تقطیع ۰۰ صفحات قیمت مجلد عہ ۱۲

پتہ: حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

ہندوستان کا فاتح اوّل یعنی

غازی محمد بن قاسم رحمۃ اللہ

(از جناب مولوی زاہد الحق نوری صاحب ایڈیٹر صداقت)

مجاہد اسلام غازی محمد بن قاسم دمشق میں ۱۷ شعبان سنہ ۷۲ھ کو پیدا ہوئے ان کے والد کا نام قاسم بن حکم تھا جو اموی خاندان کے ایک ممتاز رکن تھے محمد بن قاسم ابھی بچہ ہی تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا اور صرف ماں کے آغوش میں انہوں نے تربیت پائی بچپن ہی سے انھیں غیر معمولی ذکاوت اور ذہانت کے آثار پائے جاتے تھے اور وہ ہونہار معلوم ہوتے تھے جب ان کا سن پانچ سال کا ہوا تو ماں نے ان کو خود پڑھانا شروع کیا قرآن شریف پڑھایا پھر مسائل کی کتابیں پڑھائیں تقریباً دس سال کی عمر میں انہوں نے معمولی استعداد حاصل کر لی محمد بن قاسم گرچہ اموی خاندان سے تھے لیکن جاہ و منصب اور دولت و ثروت کا امتیاز انھیں حاصل نہیں تھا اسی وجہ سے معمولی خاندان کی طرح ان کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام نہ ہو سکا۔

بچپن کا زمانہ گھر کی چار دیواری میں ختم کرکے محمد بن قاسم دمشق کی لشکرگاہ میں پہنچے اور بعض افسروں کی نگرانی میں فنون حرب سیکھنے لگے چند روز میں انہوں نے فنون کا میابی حاصل کرلی اور لشکرگاہ میں خاص اعزاز و امتیاز کے ساتھ دیکھے جانے لگے ولید بن عبدالملک جب لشکرگاہ میں فوج کے معائنہ کے لئے آتا تو محمد بن قاسم کی استعداد کی تعریف کرتا اور محبت کے ساتھ ان کو پاس بٹھا کر بات چیت کرتا یہاں تک کہ [illegible] سال کی عمر میں محمد بن قاسم کو فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ مل گیا اور اب ان کو اپنے کمالات کے اظہار کا موقع حاصل ہوا ولید بن عبدالملک نے کئی معرکوں میں ان کو بھیجا اور بفضل ایزدی وہ ہر جگہ کامیاب ہوئے غازی محمد بن قاسم نہایت وجیہ اور خوبصورت تھے بڑی بڑی آنکھیں کشادہ پیشانی وسط درجے کا قد اور بدن چھریرہ تھا بازو گول کلائیاں چوڑی اور تمام اعضا متناسب تھے آواز گرجدار تھی رنگ سرخ و سپید تھا اگرچہ وہ تنومند اور جسیم نہیں تھے لیکن قدرت نے ان کے پہلو میں جو دل عطا کیا تھا وہ عزم و استقلال اور جرأت و شجاعت سے لبریز تھا اخلاق و عادات میں محمد بن قاسم باوجود ایک فوجی آدمی ہونے کے نہایت خلیق شیریں زبان اور نرم دل تھے اور ہر شخص سے نہایت ملائمت و نرمی کے ساتھ بات چیت کرتے تھے ان کے خلق و اخلاق سے ہر شخص متاثر ہوتا تھا اور ان کا مداح بن جاتا تھا۔

ایک دفعہ ایک معرکہ میں غازی محمد بن قاسم کو سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا اور عمر سے تجربہ کار اور سن رسیدہ افسروں کو ان کا ماتحت قرار دیا گیا محاذ جنگ قائم کرتے وقت محمد بن قاسم نے ایک ضعیف العمر افسر کو ہدایت کی کہ تم فلاں مقام اس طرح قائم کرنا وہ افسر بگڑ گیا اور ناراض ہو کر اس نے کہا کہ تم میرے سامنے کل کے بچے ہو [illegible] تجربہ کار ہوں میں تمہاری ہدایت کی پابندی ضروری نہیں سمجھتا [illegible] وقت کی نزاکت سے لحاظ [illegible] گستاخانہ جواب ناقابل برداشت اور قابل سزا ہو سکتا تھا لیکن محمد بن قاسم نے مسکرا کر اس افسر سے کہا کہ بیشک تم میرے بزرگ اور مجھ سے زیادہ تجربہ کار ہو اور یقیناً میں تمہارے مقابلہ میں ایک طفل نادان ہوں لیکن محاذ جنگ اور طریق مدافعت کے ہر پہلو پر میں نے غور کر لیا ہے اس لئے میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ میری ہدایت کی پابندی کرو اس جواب کو سن کر وہ افسر بہت متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ اے سپہ سالار تم میری گستاخی کو معاف کرو۔

ایک دفعہ شیراز میں جب محمد بن قاسم ایک گورنر کی حیثیت رکھتے تھے ایک حاکم نے ان سے کہا کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک نے غلطی کی جو تم جیسے کمسن کو گورنر کی حیثیت سے بھیجا تمہارا زمانہ ابھی تعلیم و تربیت کا ہے اور تم گورنری کے فرائض انجام نہیں دے سکو گے محمد بن قاسم نے نہایت نرمی کے ساتھ ان کو جواب دیا کہ خیر اب تو آپ ولید بن عبدالملک کی غلطی کو معاف کر دیجئے بیشک میں ایک کمسن اور ناتجربہ کار شخص ہوں اور مجھے ابھی تجربہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے لیکن کیا عجب ہے کہ میں اپنے فرائض کو باحسن وجوہ انجام دے سکوں میں آپ کی تقریر سے ناراض نہیں ہوا بلکہ خیرخواہانہ اور بزرگانہ نصیحت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ [illegible] مجھے سمجھاتے رہئے وہ حاکم سر جھکا کر واپس ہو گیا پھر جب محمد بن قاسم نے اعلیٰ خدمات انجام دیں اور بہترین انتظام کیا اور امن و سکون قائم کرنے میں دانشمندی و کوشش و کمال [illegible] تو وہ معترف حاکم دست بستہ محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی گستاخی کی معافی چاہنے لگا محمد بن قاسم نے اس کو گلے لگا لیا اور کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور تمہارا خادم ہوں میں تم سے ناراض نہیں ہوا میں نے تم کو معاف کیا اور تم مجھے معاف کرو میں تمہاری دعا کا طالب ہوں اور نصیحت کا شکرگزار ہوں اگر تم مجھے متنبہ نہ کرتے تو شاید میں مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض انجام نہ دے سکتا ان واقعات سے محمد بن قاسم کی بردباری سنجیدگی، نرم دلی اور دانشمندی پر روشنی پڑتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت عاقل مآل اندیش [illegible] اور منکسر المزاج شخص تھے حقیقت یہ ہے کہ محمد بن قاسم ہی کی ہستی تھی جس نے اپنے عمدہ اخلاق دانشمندانہ طرز عمل اور نرم مزاجی سے سندھ کے ہندوؤں اور جاہل باشندوں کو اپنا معتقد بنا لیا اور وہ اس کے اشارہ پر جان و دل قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ایک مورخ لکھتا ہے کہ فتح سندھ کے سلسلہ میں بعض مواقع پر شامی اور عراقی سپاہیوں کو ایسی سخت تکلیفیں پہنچیں کہ وہ پست ہمت ہو کر بیٹھ گئے اور ان میں سے بعض بغاوت پر بھی آمادہ ہو گئے لیکن محمد بن قاسم کے اخلاق اور شیریں زبانی ہی کا جادو تھا جس نے ان میں جوش اور استقلال کی روح پھونک دی اور بغاوت و سرکشی کی بجائے ان کے دلوں میں اطاعت [illegible] بات [illegible] اور آخر [illegible] چھوڑا

دینی عقائد [illegible] محمد بن قاسم [illegible] مخلص ترین خادم اسلام تھے

ہر حال میں وہ مذہبی فرائض کی پابندی اور مذہبی ہدایات کی تعمیل ضروری سمجھتے تھے باوجود اس کے کہ وہ اکثر اوقات فوجی اہتمام و انتظام اور ملکی و سیاسی امور میں منہمک رہتے تھے لیکن ان کی موں سے جتنا وقت بچتا تھا وہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کر لیتے تھے تقریر کرنے کا ان کو بہت شوق تھا اور جہاں جاتے تھے تقریر ضرور کرتے تھے اس لحاظ سے ان کو ایک قابل سپہ سالار اور ایک خوش بیان واعظ کہا جا سکتا ہے دنیاوی زندگی کی نسبت وہ کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک دنیا ایک عارضی قیام گاہ اور ایک سرائے ہے اور انسان کا اصلی مرکز دار آخرت ہے پس ہمیں دنیا سے زیادہ دین کا کام کرنا چاہیئے اور اگر اس مسافرانہ زندگی میں ہمیں تکلیف یا صعوبت سے دوچار ہونا پڑے تو رنج و غم نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ ہمارا مستقر نہیں ہے موت کی نسبت ان کا عقیدہ تھا کہ وہ ایک قابل قدر نعمت ہے دنیاوی زندگی ایک حجاب ہے جو خالق و مخلوق اور طالب و مطلوب کے درمیان حائل ہے موت اس حجاب کو دور کر کے بندے کو مولا سے ملا دیتی ہے اکثر یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں موت کو جاگتے میں اپنی آنکھوں کے سامنے اور سوتے وقت اپنے سرہانے سمجھتا ہوں یہ اس لئے کہ کہیں دنیا کی دلچسپیاں اور رعنائیاں مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے خدا سے غافل نہ کر دیں میدان جنگ میں بیباکانہ اقدام ان کی ممتاز ترین خصوصیت تھی جب کوئی کہتا کہ ذرا احتیاط سے کام لیجئے تو جواب میں کہتے کہ وقت سے پہلے کوئی مر نہیں سکتا اور مقررہ وقت ٹل نہیں سکتا۔

(اسلامی خدمات) اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ محمد بن قاسم اسلام کی تبلیغ و اشاعت بھی اپنا ایک اہم فرض سمجھتے تھے اور اپنے وقت کا ایک حصہ اس فرض کی ادائیگی میں صرف کرتے تھے محمد بن قاسم کی قوت ایمانی اور اخلاص مذہبی کا اعتراف بڑے بڑے علما و مشائخ کو تھا ان کا نصب العین ہمیشہ یہی رہا کہ جس طرح ممکن ہو اسلام ترقی کرے سلطنت اسلامیہ کا عروج کمال بھی وہ اسی نقطہ نظر سے ضروری سمجھتے تھے اسی خیال اور جذبہ کے ماتحت انہوں نے عیش و آرام کو ٹھکرا کر اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر سلطنت اسلامیہ کی بہترین خدمات انجام دیں سلطنت کی طرف سے انھیں جو کچھ معاوضہ ملتا تھا وہ اس میں سے اپنے کفایت شعارانہ مصارف کے لئے کچھ رقم محفوظ رکھکر باقی سب محتاجوں غریبوں یتیموں اور اپاہجوں کو دے ڈالتے تھے وہ جہاں گئے انہوں نے اپنے مصارف سے مدارس قائم کئے اور مسجدیں تعمیر کرائیں ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت محمد بن قاسم ...... ایک زبردست داعی اسلام تھے جو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے منجانب خدا مامور ہوئے تھے۔

(عزم و استقلال) محمد بن قاسم عزم و استقلال میں خاص امتیاز رکھتے تھے ارادے کے نہایت مضبوط تھے کامل غور و خوض کے بعد جو فیصلہ کرتے تھے اس پر آخر تک قائم رہتے اور اس پر عمل کرتے تھے اور اپنے ارادوں کے پورا کرنے میں جان تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اپنے فرائض کو ایسی جرأت اور ہوشیاری اور مستعدی سے انجام دیتے تھے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی۔ شیراز میں ایک دفعہ بعض با اثر لوگوں نے نہایت خوفناک سازش کی اور رعایا کو ولید بن عبد الملک کی حکومت کا مخالف بنا دیا محمد بن قاسم نے نہایت مستعدی کے ساتھ اس سازش کے اثرات کو نیست و نابود کرنے کی سعی کی اکثر ایسے موقع بھی پیش آتے کہ رات کے ۱۲ بجے اور دو دو بجے بھی باغیوں کے گھروں میں گھسنا پڑا اور ان کو گرفتار کرنا پڑا ابھی پورے طور پر ایک سازش کا انسداد نہیں ہوا تھا کہ دوسری سازش کے خوفناک شرارے بلند ہوئے اور باغیوں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن قاسم کو قتل کر دیا جائے ان حالات میں بعض مخلص مشیروں نے محمد بن قاسم کو مشورہ دیا کہ آپ کسی محفوظ قلعے میں تشریف رکھیں اور شورش فرو ہونے یا نہ ہونے تک ہم ان باغیوں سے نمٹ لیں گے اور ان کی سرکوبی میں جد و جہد کریں گے لیکن محمد بن قاسم نے کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں عورتوں کی طرح پردہ میں بیٹھ جاؤں اور باغیوں کو سر اٹھانے کا موقع دوں خدا کی قسم اگر تم میں سے ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ رہے تب بھی میں تنہا باغیوں کا سر کچلوں گا اور ایک لمحہ کے لئے قلعہ میں نہ بیٹھوں گا آخر کار چند روز میں محمد بن قاسم نے حالات پر قابو پا لیا اور باغیوں کو گرفتار کر کے سازشوں کا خاتمہ کر دیا وہ باغیوں کے مکانوں میں بیباکانہ داخل ہو جاتے تھے اور ذرا بھی خوف نہ کرتے تھے ان واقعات سے محمد بن قاسم کے عزم و استقلال کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔

(انتظامی قابلیت) انتظامی قابلیت بھی محمد بن قاسم کی خصوصیات میں ایک نمایاں چیز تھی جن اہم امور کے انتظامات سے بڑے بڑے تجربہ کار افسر گھبراتے تھے محمد بن قاسم اپنی خدا داد ذہانت و قابلیت سے ان کو بآسانی انجام دیتے تھے اور انتظامات کو مکمل کرتے تھے۔ حجاج بن یوسف اور ولید بن عبد الملک نے بارہا اپنے خطوط میں محمد بن قاسم کی انتظامی قابلیت کا اعتراف کیا فارس اور شیراز کی گورنری کے زمانہ میں محمد بن قاسم نے بڑی قابلیت اور دانائی کے ساتھ ملکی انتظامات مکمل کئے تھے پھر جب ان کو سندھ کے فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا تو انہوں نے مفتوحہ مقامات پر بہترین انتظام کیا۔ ایک خط جو حجاج بن یوسف نے تسخیر سندھ کے بعد محمد بن قاسم کے پاس بھیجا اس میں لکھا تھا کہ اے لائق سپہ سالار میں تم سے بہت خوش ہوں اور اعتراف کرتا ہوں کہ تمہارے اندر جیسی انتظامی قابلیت موجود ہے اس کی مثال کسی دوسرے گورنر یا حاکم یا سپہ سالار میں نہیں مل سکتی فتح سندھ کے موقع پر جب وحشی جاٹ اور اہل سندھ اسلامی فوج میں داخل ہوئے تو نہایت بدسلیقہ اور نا اہل تھے محمد بن قاسم نے بہت قلیل عرصہ میں ان کو فنون جنگ سکھا کر حیرت انگیز اور معجز نما کامیابی حاصل کی۔ اہل سندھ شروع شروع میں اپنے قدرتی ولولہ جنگ کے باعث میدان جنگ میں دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے لیکن فنون جنگ سے ان کو مطلق واقفیت نہ تھی محمد بن قاسم نے ان کو باقاعدہ سپاہی بنا دیا۔

(ہر دلعزیزی) محمد بن قاسم کو قدرت نے غیر معمولی ہر دلعزیزی عطا کی تھی دوستوں کا تو ذکر ہی کیا ہے دشمن بھی ایک دفعہ ملنے کے بعد ان کے مداح بن جاتے تھے ان کے اولو العزمانہ کارناموں کے باعث سلطنت اسلامیہ کے تمام ارکان ان کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے تھے اور ان کے اخلاص کا اعتراف کرتے تھے۔ ولید بن عبد الملک اور حجاج ان کو اپنا معتمد خصوصی قرار دیتے تھے دمشق میں جب ان کی فتوحات کی خبریں پہنچتی تھیں تو علما اور مشائخ ان کے حق میں دعائیں مانگتے تھے اور شعرا ان کی تعریف میں قصیدے کہتے تھے ولید بن عبد الملک کا ایک درباری شاعر تھا اس نے غازی محمد بن قاسم کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے :-

اے مجاہد ملت! اولوالعزم سپہ سالار ہم تیری ذات پر فخر کرتے ہیں خوش نصیب ہے وہ باپ اور خوش نصیب ہے وہ ماں جس کا تو فرزند ہے کاش تجھ جیسے جانباز اور بھی ہوتے. تو اپنے دشمنوں کے ارادوں کو خاک میں ملاتا اور وفاداروں پر رحم و کرم کرتا ہے. تو وہ محترم شخص ہے کہ اہل دمشق تجھ پر فخر کرتے ہیں اور تیری جانبازی کے نغمے گاتے ہیں. اے ہماری امیدوں کے مرکز بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ تیری عمر میں برکت ہو. تیری شان و شوکت میں ترقی ہو اور دنیا و آخرت میں تجھے سعادت حاصل ہو اگر ہم نے تجھے زندہ و سلامت دیکھ لیا تو سمجھیں گے کہ ہم اپنی مراد کو پہنچے۔

(حق گوئی) محمد بن قاسم دیگر اوصاف کے علاوہ حق گوئی میں بھی ایک امتیازی شان رکھتے تھے بڑے بڑے اہم اور خطرناک مواقع پر انہوں نے اظہار حق میں تامل نہیں کیا ولید بن عبدالملک اگرچہ ان کا محسن تھا لیکن اظہار حق میں انہوں نے کبھی اس کی رعایت نہیں کی. ایک دفعہ جامع مسجد دمشق میں ولید نے اپنے لئے ایک ممتاز جگہ تجویز کی اور حکم دیا کہ یہاں کسی شخص کو نہ بیٹھنے دیا جائے اور اس مسند کے آس پاس کوئی نمازی نہ کھڑا ہو. محمد بن قاسم نے اس موقع پر نہایت آزادی اور بیباکی سے کہا کہ اے خلیفہ آپ یہ کام سنت رسول اور اسوہ صحابہ کے خلاف کر رہے ہیں مسجد ایک عبادتگاہ ہے یہاں کسی کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا بلکہ مساوات کا لحاظ ضروری ہے صرف خطبہ کے وقت خطیب منبر پر چڑھ سکتا ہے اور نماز پڑھنے کے وقت امام آگے کھڑا ہو سکتا ہے اس کے علاوہ اور کسی امتیاز کی وسعت اور گنجائش نہیں ایک مزدور ایک غریب سپاہی اور ایک محتاج مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ تاجدار اور بادشاہ کے برابر کھڑا ہو جس طرح شاہ نجاشی اور ایک دہقنی برابر اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت بلال حبشی برابر کھڑے ہوتے تھے اور دوش بدوش کھڑے ہونے پر نازاں تھے سلیمان بن عبدالملک نے اس تقریر کو نہایت غور سے سنا اور محمد بن قاسم کے مشورہ پر عمل کیا. ایک موقع پر ایک شامی سوداگر نے ولید بن عبدالملک کو سجدہ کیا اور سر جھکا کر دست بستہ کھڑا ہو گیا محمد بن قاسم اس موقع پر بھی خاموش نہ رہے اور صاف کہا کہ سجدہ صرف اللہ کے لئے مختص ہے بندوں کو سجدہ کرنا جائز نہیں اور کسی بندہ کو حق حاصل نہیں کہ وہ مسجود بننے پر نازاں ہو. ان جملوں کو سنکر ولید نے حکم دیا کہ آیندہ کوئی شخص مجھے سجدہ نہ کرے اور میرے سامنے پیشانی نہ جھکائے اراکین سلطنت کہا کرتے تھے کہ محمد بن قاسم فوجی افسر ہی نہیں بلکہ ایک محتسب اور مفتی بھی تھے علماء اور مشائخ ان کی حق گوئی پر آفریں کہتے تھے۔

(وفات) محمد بن قاسم چودہ برس کی عمر میں ملازم ہوئے تھے چند روز میں انہوں نے حیرت انگیز ترقی کی سولہ برس کی عمر میں شیراز کے حاکم اعلیٰ گورنر بنا کر بھیجے گئے اور وہاں انہوں نے شاندار خدمات انجام دیں جب ان کی عمر ۱۷ سال کی ہوئی تو حملہ سندھ کے لئے منتخب کئے گئے اور سپہ سالار اعظم کی حیثیت سے سندھ پر حملہ آور ہوئے اور تین سال تک سرفروشانہ جاں و جہاد کرنے کے بعد انہوں نے کامل طور پر سندھ کو فتح کر لیا اور ایک فاتح اعظم کی حیثیت سے ہندوستان سے دمشق واپس گئے وہاں چند روز تک خلافت اسلامیہ کے رکن اعظم رہے پھر حکومت میں ایک انقلاب رونما ہوا اور نفس پرست خلیفہ نے انکی قدر نہ کی اور ان کو قید کر کے ایک جلاد حاکم کے پاس بھیجدیا ۱۲ شعبان ۹۵ھ کو ۲۲ سال کی عمر میں اس اولوالعزم مجاہد نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جام شہادت نوش کیا۔

دواخانہ معدن الصحت دہلی کی چند مجرب اور زود اثر ادویہ تجربہ سے بخطا ثابت ہو چکی ہیں.

جنکی شہرت بوجہ سریع الاثر ہونے کے علاوہ ہندوستان کے غیر ممالک تک ہو گئی زیادہ لمبی چوڑی تعریف و توصیف بیان کرنے کی ضرورت نہیں وثوق سے صرف اتنا لکھدینا کافی ہے کہ اس دواخانہ معدن الصحت کے بانی و سرپرست جناب حکیم محمد بشیر صاحب (سندیافتہ مدرسہ طبیہ دہلی) شاگرد رشید عالیجناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب مرحوم و مغفور ہیں. حکیم صاحب موصوف کی اخلاص و دلسوزی سے بھری ہوئی کوششوں کا نمایاں نتیجہ ملک پر اسی طرح ظاہر ہو چکا ہے

معجون بینظیر ۱۰۳
یہ معجون قوت مردمی اور تقویت اعضائے رئیسہ کے لئے بے انتہا مفید ہے. گردہ کو مستحکم کرکے منی کو بڑھاتی ہے ضعف دماغ. کمزوری اعصاب کو دور کرکے بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنا دیتی ہے قیمت ۱۲ خوراک (عہ)

حب مقوی باہ ۳۹
نوجوانی کی غلط کاری یا کبر سنی یا اعضائے رئیسہ کی کمزوری سے جو عضو خاص میں ضعف آجاتا ہے اسکے دفیعہ کے لئے یہ گولیاں زود اثر اور نہایت مجرب ہیں اعصاب کی کمزوری دور کرکے قوت باہ کو ترقی دینے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں قیمت ۴۰ خوراک (ع)

حب کیمیائے عشرت ۳۷
مادہ منی کا قوام رقیق یا فاسد ہو جانے سے یا کمزوری اعصاب جلق اور فاسد خیالات کی خرابی سے اگر جریان کی شکایت ہو تو یہ گولیاں تھوڑے ہی عرصہ میں اس شکایت کو دور کر دیتی ہیں قیمت ۴۰ خوراک ایک روپیہ چار آنے (عہ)

طلاء مجلوق ۹۱
جوانی کی بدعنوانیوں. یا عمر کی زیادتی. اعصاب کی کمزوری یا خرابی کی وجہ سے عضو خاص بیکار و معطل ہو گیا ہو یا کمی لاغری ہو تو طلا مذکور کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں + قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

سفوف سیلان الرحم ۴۲
یہ سفوف رحم سے رطوبت نکلنے کے لئے جسکو سیلان کہتے ہیں نہایت ہی مفید ہے خواہ کیسی ہی مقدار میں رطوبت آتی ہو بند کرکے عورت کو نوجوان بنا دیتا ہے عام جسمانی کمزوری اور گھبراہٹ کو بھی دفع کر دیتا ہے قیمت ۱۲ خوراک ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

کحل الجواہر ۹۵
کثرت مطالعہ. افکار کا ہجوم اشغال دماغی کی کثرت یا حفظ صحت کی بے پروائی کی وجہ سے نظر کمزور ہو گئی ہو تو ان نقائص کے دور کرنے میں یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت ۳ ماشہ جو چھ ماہ کے لئے کافی ہوگا دو روپے (عہ)

مرہم داد نمبر ۹۷
داد کیسا ہی پرانا یا نیا ہو اسکے حق میں یہ مرہم اکسیر ہے. صرف ایک ہی ہفتہ میں کلی آرام ہو جاتا ہے. خوبی یہ ہے کہ لگاتے وقت تکلیف نہیں ہوتی قیمت فی شیشی آٹھ آنے (۸)

رفیق معدہ ۵۶
یہ رفیق معدہ بڑی عرق ریزی سے تیار کیا جاتا ہے اسکے استعمال سے معدہ اصلی حالت پر آ کر غذا کو باقاعدہ ہضم کرنے لگتا ہے. ورم جگر. درد سر قبض. دست کو بھی مفید ہے قیمت ۴۰ خوراک ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:- جو صاحب کسی مرض میں مشورہ لینا چاہیں. یا کسی بیماری کا بذریعہ خط علاج کرانا ہو. یا دواخانہ کی فہرست اور فارم تشخیص امراض مطلوب ہو تو ایک ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

المشتہر مینیجر دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد دہلی

روغن دافع سفید داغ ۸
اس مرض کو یونانی میں برص اور ہندی میں کوڑھ کہتے ہیں. اسکے دفیعہ کے لئے ہمارا یہ روغن اکسیر ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اسکے استعمال کے بعد شکایت باقی رہی ہو فی شیشی (عہ)

ہندوستان کی بربادی اور اس کا علاج

(از جناب تبر نظامی راحتی۔ صدر مسلم کانگریس پارٹی احمد آباد)

گزشتہ خوشحالی

یہ ملک ہندوستان پہلے اس قدر زرخیز و خوشحال تھا کہ اہل دنیا اس کو "سونے کی کان" تصور کرتے تھے ہر قسم کی صنعت و حرفت یہاں موجود تھی اور تجارت کی سب سے بڑی منڈی بھی یہی ہندوستان تھا حوادث زمانہ نے کئی ملکوں کے تختے پلٹ دیئے لیکن یہاں کبھی کوئی آفت ایسی نہ آئی جس نے ہندوستان کو تنزل کے غار میں دھکیل دیا ہو یہاں جو کوئی آیا یہیں کا ہو کر رہا مسلمان بھی بطور فاتح کے یہاں گئے مگر اس کو بجائے تباہ و برباد کرنے کے ان کی شہنشاہیت نے اسکے عروج کو دوبالا کر دیا۔

صنعت و حرفت کی ترقی

مسٹر تھورنٹن اپنی کتاب "ہندوستان قدیم کی حالت" میں لکھتا ہے کہ:۔

"جس وقت کہ دریائے نیل کے کنارے مراقب "اہرام" وجود میں بھی نہ آئے تھے اور مغربی تہذیب و تمدن کا گہوارہ گریس اور روم صرف وحشی درندوں کی آوازوں سے معمور تھا اس سے بھی بہت عرصہ پہلے ہندوستان آباد و خوشحال تھا یہاں کے جفاکش اور ہنرمند لوگ تمام ملک کو اپنی صنعت و حرفت کے طفیل دولت کا خزانہ بنا چکے تھے اور کاشتکاروں کی محنت و مزدوری کے صلہ میں قدرت بھی ہر سال اپنے خزانہ سے ان کے کھیتوں کو انواع و اقسام کی پیداوار سے لبریز کر دیتی تھی اہل صنعت اور وطن کی بخشی ہوئی ان نعمتوں میں سے لاجواب نازک اور خوبصورت تار بناتے اور انجینیر معمار مل جل کر ایسی عمارتیں تعمیر کرتے تھے جن کی عدیم المثالی کو آج ایک ہزار سال کے بعد بھی کوئی مٹا نہیں سکتا۔"

بے حساب دولت

ڈاکٹر رابرٹسن "ہندوستان کی تاریخی تنقید" میں لکھتا ہے کہ:۔

"ہر زمانہ میں ہندوستان کی تجارت یکساں رہی اب تک ۱۸۶۷ء تک کل اقوام عالم کو جو چیزیں پہنچاتا ہے ان کی خریداری کے لئے وہاں اسی قدر سونا چاندی لے جانا پڑتا ہے۔ بلینی کے وقت (۱۱۳ء) سے جس میں کل ممالک دنیا سے لگاتار کھنچ کر آنے والی اور کبھی واپس نہ جانے والی بےحساب دولت ہضم ہو جاتی ہے۔"

موجودہ مفلسی

اگر ایک طرف ہندوستان کی گزشتہ خوش بختی و دولتمندی کا تصور کیا جائے اور پھر اس کے مقابلہ میں موجودہ سیاہ بختی و مفلسی پر نظر غائر ڈالی جائے تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کا سبب کیا ہے صرف ڈیڑھ دو سو سال کی قلیل مدت میں یہ تباہ حالی کیسے ہوئی کس نے اس کو یوں برباد کر دیا اور کس وجہ سے ایسا کیا؟ اس کا جواب اگر انگریز مورخین کی زبان سے دیا جائے تو زیادہ مناسب اور قابل اعتبار مانا جائے گا اور کسی کٹر سے کٹر مخالف کو بھی چون و چرا کی گنجائش نہ رہے گی۔

ہندوستانی تجارت کی تباہی

مسٹر لیکی اپنی تصنیف "اٹھارہویں صدی کے انگلستان کی تاریخ" میں لکھتا ہے:۔

"سترہویں صدی کے آخری ایام میں ہندوستان سے نہایت خوبصورت کلیکو ململیں اور چھینٹ کا چھپا ہوا کپڑا بہت بڑی مقدار میں انگلستان آنے لگا اور لوگوں میں اس قدر مقبول ہوا کہ انگلستان کے اون (پشمینہ) اور ریشم کا کپڑا بنانے والے چلا اٹھے نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۰۰ء اور ۱۷۲۱ء میں ان چھپے ہوئے یا رنگے ہوئے کلیکو کپڑے کو لباس کے لئے یا کسی دیگر کام میں استعمال کرنا وہاں (انگلستان میں) قابل جرم قرار دینے کے لئے پارلیمنٹ میں خاص قانون بنایا گیا۔ اگر کوئی عورت ہندی کپڑے کا لباس پہن لے تو وہ مستوجب سزا ٹھیرائی جاتی۔"

ہندوستانی مال پر گرانبار ٹیکس

مسٹر ہوریسن ہین ولسن اپنی کتاب "برطانوی ہند کی تاریخ" میں لکھتا ہے:۔

"۱۸۱۳ء تک ہندوستان کا سوتی کپڑا اور ریشمی کپڑا انگلستان میں خود وہیں کے بنے ہوئے کپڑے سے پچاس یا ساٹھ فی صدی کم نرخ پر فروخت ہوتا تھا اس لئے انگریزی پارچہ تجارت کو محفوظ رکھنے کے لئے ہندوستانی پارچہ پر ستر سے اسی فیصدی زائد ٹیکس لگا دیا گیا یا پھر اس کو ممنوع قرار دینا پڑا اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو پیلی اور مانچسٹر کے کارخانے وجود میں آتے ہی عدم میں پہنچ جاتے یہ کارخانے ہندوستانی دستکاروں کی بھینٹ لیکر قائم ہو سکے ہیں اگر ہندوستان آزاد ہوتا تو اس نے اس کا معقول جواب دیا ہوتا اور انگریزی مال پر اسی قسم کے ٹیکس عاید کر کے اپنے پرانے مستقل ہنر کو فنا ہونے نہ دیا ہوتا مگر اس کو اپنی حفاظت کی اجازت کہاں تھی وہ تو غیر ملکیوں کے پنجہ میں گرفتار ہو چکا تھا جس حریف کے مقابلہ میں سیدھے طریقہ سے کامیابی حاصل کرنی محال تھی اس کو انگریز دستکاروں نے اس طرح پر حکومت کی طاقت سے دبوچ کر بےدم کر دیا۔"

ناظرین! آپ نے مذکورہ حوالجات میں دیکھ لیا کہ انگلستان میں جو ہندی پارچہ مقبولیت حاصل کر چکا تھا اور وہاں کے اونی و ریشمی کپڑے کی تجارت کو زبردست نقصان پہنچا سکتا تھا اس کو کس طریقہ سے روکا گیا۔ علاوہ ازیں آپ کو یہ بھی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ انگلستان کے پارچہ کی تجارت کو محفوظ بنانے کے لئے پہلے کارخانے ایجاد نہ کئے گئے بلکہ ہندوستانی پارچہ کی تجارت توڑ دی گئی اس کے بعد کارخانے ایجاد کئے گئے اگر ہم بھی ہندوستانی پارچہ کی تجارت کو محفوظ بنانا چاہتے ہیں تو ہمارا ابھی یہی فرض ہونا چاہیئے کہ ہم سب سے اول غیر ملکی پارچہ کی تجارت کو ہندوستان سے مٹا دیں۔

ہندوستانی تجارت کو انگلستان سے مٹانے کے لئے وہاں جو کارروائی انجام دی گئی اس کے علاوہ خود ہندوستان میں بھی محصول درآمدی ٹیکس اس قدر زائد لگا دیئے گئے اور ایسے قوانین نافذ کئے گئے جن کی وجہ سے برطانوی ہندوستان میں دیسی مال کی تجارت اہل ہند کے لئے وبال جان ہو گئی۔

تاجروں کے لئے سخت مصائب

مسٹر فریڈرک شو اپنی تصنیف (حالات ہند پر تنقید) میں لکھتا ہے کہ:۔

"راہداری کا جو ٹیکس عائد کیا گیا تھا وہ ہندوستان سے پہلے جتنا ٹیکس ادا

کرنا پڑتا تھا اس کا تخمینہ لگا کر مقرر کیا گیا تھا جس کی وجہ سے ہندوستانی تاجروں کو انگریزی حکومت کی خوبی و نفع رسانی کا پہلا ثبوت یہ ملا کہ ان کو اپنے مال پر اپنی زائد زکوٰۃ (ٹیکس) ادا کرنی پڑتی تھی جو اس سے بیشتر کبھی نہ ادا کرنی پڑی تھی تاجروں کے لئے دوسری تکلیف دہ چیز پاس تھی تاجر اپنا مال جب کبھی روانہ کرے تو اس کو یہ پاس (پروانہ) لینا پڑتا تھا لیکن اس کے بعد بھی اس کی مصیبتیں ختم نہ ہوتی تھیں مثلاً ایک تاجر فتحگڑھ سے مال تجارت لادکر جہاز کلکتہ کو بھیجتا ہے اگر وہاں وہ سب کا سب مال یکمشت فروخت نہ ہو جائے تو پاس رد ہو جاتا ہے اور تاجر کو مالگذاری کے آفس پر جاکر مختلف لوگوں کے ہاتھ فروخت کئے ہوئے مختلف قسم کے مال کے لیے علیحدہ علیحدہ پاس لینے پڑتے ہیں اور اس کے لئے اس کو فی صدی نصف روپیہ زائد ادا کرنا پڑتا ہے اس کے علاوہ ایک پاس صرف ایک سال تک کام دے سکتا ہے اگر اس کے درمیان میں مال فروخت نہ ہو جائے تو دوسرا پاس لینا پڑتا ہے یا پرانے کو بدلوانا پڑتا ہے سال ختم ہونے سے بیشتر پرانا پاس واپس دیکر اس میں لکھا ہوا ہی مال اپنے پاس موجود ہے یہ بھی تاجر کو ثابت کرنا پڑتا ہے تب اس کو فیصدی نصف روپیہ زائد رقم ادا کرنے پر نیا پاس مل جاتا ہے اگر اس میں کوئی غلطی یا تساہل ہو جائے تو پھر اس تاجر سے پوری رقم وصول کرکے نیا پاس دیا جاتا ہے اس راہداری کے ٹیکس میں کسی قسم کی چوری نہ ہو اس کے لیے جگہ جگہ چوکیاں قائم کی گئی تھیں اور ان چوکیوں پر جو افسر مقرر کئے گئے تھے ان کا یہ فرض تھا کہ پاس میں لکھا ہوا مال ہے یا نہیں اس کی پوری جانچ کرلیں ان چوکی والوں کو کس قدر اختیارات دیے گئے تھے اس کو بھی دیکھ لیجیے ان کو ہر چیز کی پوری پوری تلاشی لینے کا حق حاصل تھا اگر ہر چوکی کا افسر اپنے ان اختیارات کو کام میں لائے . . . . تو ظاہر ہے کہ تاجر کو اخراجات اور وقت کا اس قدر نقصان برداشت کرنا پڑے کہ ملک کی پوری تجارت کا خاتمہ ہو جائے۔"

مسٹر [illegible] لکھتا ہے کہ "ملک میں تجارت کا پیشہ بیکار اور ذلت آمیز ہوگیا [illegible] عزت دار آدمیوں کو ہلکے سے ہلکے درجہ کے زکوٰتی افسروں کے ہتھکنڈوں میں گرفتار ہونا پڑتا ہے"

ناقابل برداشت مظالم

[illegible] اس وصولی ٹیکس کے طریقے سے ناواقف تھا اس کے روبرو بخارا کے تجار نے کیسی شکایت فرمائی تھی وہ ملاحظہ ہو انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ "دربار [illegible] ہند کے علاقوں میں تاجروں کو جو تکالیف پہنچائی جاتی ہیں ان کو جس طرح پریشان کیا جاتا ہے اور ان کے پاس سے جس طریقہ سے پیسے لوٹے جاتے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے روس، بخارا، کابل اور بخارا کے مظالم بھی فراموش ہو جاتے ہیں ہم ہندوستان ہی سے روئی لاکر اس میں سے کپڑا تیار کرکے ہندوستان ہی میں اس کو بھیج کر وہاں کے بنے ہوئے کپڑے سے بھی ارزاں فروخت کرتے ہیں" اس حیرت انگیز کام کو انگریزوں کی عقلمندی اور دولت سے حاصل کی ہوئی کامیابی کا نتیجہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن جبکہ ہندوستان میں ہم مذکورہ بالا ناقابل برداشت طریق کار کو عمل میں لاتے ہوں اور دوسری طرف انگلستان میں وہاں کے مال کو ممنوع بھی قرار دیتے ہوں تو پھر ایسا نتیجہ برآمد ہونا کونسی تعجب خیز بات ہے بلکہ اگر کچھ عرصے کے لئے یہی کارروائی جاری رہی تو پھر ہندوستانیوں کے پیٹ بھرنے کے لئے جو اناج [illegible] کے لئے [illegible] جھونپڑے اور پہننے کے لئے دو [illegible]

(ڈوردوں) کے سوا ہندوستان میں کچھ بھی پیدا نہ ہوگا ہندوستان پر اگر یہ مظالم موقوف کر دیئے جائیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمام بازی پلٹ جائے۔"

ایک طرف جیسا کہ ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہندوستان کی تجارت کو اس طرح ٹیکس وغیرہ کی آہنی دیواروں میں محبوس کر دیا اور دوسری طرف انگلستان کی تجارت اور صنعت و حرفت کو امداد دیکر ہندوستان کو بازار بنانے کی کوشش کی گئی [illegible] میں ہندوستانی [illegible] پریوی کونسل کے امیروں کو جو عرضداشت روانہ کی تھی وہ [illegible] انگلستان کے وہ تاجر جن کا تعلق ہندوستانی تجارت سے تھا انہوں نے [illegible] کے آنسو پونچھنے کی خاطر ۱۸۳۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں کے نام جو خط روانہ کیا اس میں بھی گورنمنٹ کی [illegible] پالیسی [illegible] "الٹی گنگا" [illegible]

"پہلے [illegible] ہندوستان سے انگلستان میں جو ریشمی کپڑا آتا تھا اس پر ۲۵ فی صدی ٹیکس لگایا جاتا تھا مگر اب انگلستان میں جو کپڑا تیار ہوتا ہے اس کو پردیس روانہ کرنے کے لئے ۲۵ فی صدی امداد گورنمنٹ کی طرف سے دی جاتی ہے۔"

پیداوار کا نصف حصہ بطور محصول

اس کے علاوہ [illegible] مسٹر ریکارڈ نے بھی [illegible] الفاظ میں کہا تھا کہ "انگلستان [illegible] ہندوستان میں کسی قسم کی ڈیوٹی زکوٰۃ نہیں لگائی جاتی لیکن ہندوستانی مال پر بہت زیادہ ڈیوٹی لگائی گئی ہے یہ دیکھ کر ہندوستان کے [illegible] ہندوستانیوں کو ملکی و غیر ملکی تجارت کی ترقی میں سب سے بڑی جو چیز مانع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ زمین کی پیداوار کا نصف حصہ بطور محصول (لگان) چھین لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے رعایا کی طاقت سلب کرلی جاتی ہے اور لوگ کبھی نہ ٹلنے والی مفلسی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔"

ہندوستانی تجارت کا خاتمہ

ان تمام چالبازیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کی تجارت کا خاتمہ ہوگیا جس کے متعلق مسٹر [illegible] لکھتا ہے کہ:-

"۱۸۱۳ء سے بیشتر بنگال سے سوتی کپڑا بہت بڑی تعداد میں انگلستان جاتا تھا اور بنگال و بمبئی سے روئی بھی روانہ کی جاتی تھی لیکن اس کے بعد سے ہندوستان میں انگلستانی مال خوب کثرت سے بھیج رہا تھا پہلے جس سوت اور سوتی کپڑے ہندوستان سے یورپ میں آتا تھا لیکن اب یہ کل چیزیں انگلستان سے بہت بڑی مقدار میں ہندوستان بھیجی جاتی ہیں۔"

انگلستان کی خدمت اور ہندوستان کی تباہی

اس کے علاوہ ہندوستان سے خام پیداوار کو یورپ گھسیٹا جاتا تھا اور ہندوستان کے اہل صنعت و حرفت کو برباد کیا جارہا تھا تو دوسری طرف انگلستان کی خام پیداوار اور وہاں کی صنعت و حرفت کو محفوظ کیا جاتا تھا اس حقیقت کو بھی بہتر ہے کہ ناظرین کے روبرو خود انگریزوں کی زبان میں پیش کیا جائے تاکہ یہاں کے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ اپنی بربادی کے اصلی باعث [illegible] کو دفع کرنے کی تحریک آزادی ہند میں بالخصوص [illegible] شریک ہو جائیں اور اپنے [illegible] کے فائدہ کو نظر انداز کرکے پورے ملک کی بہبودی [illegible] ہوں۔

انگریزی تجارت کا تحفظ

مسٹر [illegible] لکھتا ہے کہ "انگلستان [illegible] پشمینہ اور [illegible] وغیرہ ملک میں [illegible]

کی سخت سزائیں مقرر تھیں کیونکہ اس سے غیر ملکی صنعت پشمینہ کو قوت حاصل ہوتی ہے یہ خیال کیا جاتا تھا اس سزا کو بڑھا کر سات سال عبور دریائے شور کی سزا مقرر کی گئی تھی انگلستان کی صنعت میں جو مشین وغیرہ استعمال ہوتے تھے وہ غیر ملک میں بھیجنا یا انگلستان کے کسی صنعت کو غیر ملک میں جانیکی ترغیب دلانا بھی اسی طرح شدید سزا کا جرم تھا اگر کوئی انگریز خود کسی غیر ملک میں اپنا ہنر لیجائے تو وہاں کا برطانوی ایلچی اسکو چھ ماہ کا نوٹس دیتا اگر اس درمیان میں وہ واپس انگلستان چلا نہ جائے تو اس کو انگلستان میں بدیشی یعنی غیر ملکی تصور کیا جاتا تھا اس کی کل املاک ضبط کرلی جاتی اور حق وارثت وغیرہ سے بھی محروم قرار دیا جاتا۔

ہندوستانی تاجروں کا خوف

لورپول اسٹیٹ انڈیا کمپنی نے پارلیمنٹ کو جو جواب دیا تھا اس میں بھی اسی بات کا اقرار تھا کہ کمپنی کی ضروریات اور کمپنی کے دلالوں کے خیالات معلوم کرلینے سے پیشتر ہندوستانی لوگ دوسرے تاجروں کے ہاتھ اپنا مال فروخت کرتے ہوئے خوف کھاتے ہیں۔

بنگالہ کی تاریخ میں ذلیل حرکات

مسٹر سونڈرس نے جو گواہی دی اس میں وہ بتلاتا ہے کہ:-

وہ سب ہی جگہوں پر مال فروخت کرنے والے کی مرضی یا اس کے فائدہ کو مدنظر رکھے بغیر اپنی یعنی کمپنی کی طرف سے مال خریدنے والے گماشتے خود ہی نرخ مقرر کرنے کے احکامات صادر کر دیئے گئے بنگال کے نواب [illegible] کے ساتھ شکایت سے پیشتر اور بعد جو شرائط صلح [illegible] ہوئی تھیں [illegible] ان کا نتیجہ [illegible] تاریخ [illegible]

مسٹر بولٹس لکھتا ہے کہ:-

"اس ملک بنگالہ کے غریب بیچارے پارچہ بافوں اور دیگر کاشتکاروں پر اس قدر مظالم ڈھائے جاتے ہیں اور ان پر سختیاں کی جاتی ہیں جن کا تصور بھی ناممکن ہے ان بیچاروں کو کمپنی نے گویا خرید لیا ہے اس طرح ان کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے ملک میں کمپنی کے ایجنٹ اور گماشتے ان بیچارے غریب پارچہ بافوں پر قسم قسم کی نت نئی ترکیبوں سے ظلم کرتے ہیں ان پر جرمانہ کیا جاتا ہے ان کو قید کیا جاتا ہے ان کو کوڑے مارے جاتے ہیں اور ان سے جبراً اقرار نامے لکھوائے جاتے ہیں ان وجوہات سے ملک میں کپڑے کی صنعت اور بننے والے کاریگروں کی تعداد بہت ہی گھٹ گئی ہے یہ لوگ بننے کا اور ساتھ ہی ساتھ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں ان پر جو مظالم کئے جاتے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک طرف لگان وصول کرنے کے لئے ان پر لگان وصول کرنے والے اہلکار ظلم کرتے ہیں تو دوسری طرف کمپنی کے کارندے ان کے پاس کپڑا تیار کرانے کے لئے اس پر اس قدر سختی کرتے ہیں کہ آخر کار ان کو لگان ادا کرنا بھی مشکل ہوجاتا ہے کمپنی کے ایجنٹوں نے کئی بار ان کو قید کردیا کوڑے لگائے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ از حد حیا سوز طریقہ پر نہایت ظلم کے ساتھ ان کو ناجائز اور حرام چیزیں جبراً کھلا کر ان کے جان سے زیادہ مذہب سے بھرشٹ کردیا۔

محصلوں کے زہرہ گداز مظالم

یہی مسٹر بولٹس ایک اور جگہ پر اس سے دس سال بعد لکھی ہوئی کتاب "کنسیڈریشن ان انڈین افیرس" میں لکھتا ہے کہ:-

"لگان وصول کرنے والے اہلکاروں کے مظالم تمر شروع ہوتے ہیں کئی بار ان ظالموں کے ظلم سے تنگ آکر لگان کی رقم ادا کرنے کے لئے ان بیچاروں کو یا تو اپنی اولاد کو فروخت کرنا پڑتا ہے یا پھر ملک چھوڑ کر فرار ہونا پڑتا ہے ناگوڈا نامی ریشم تیار کرنے والی قوم پر تو اس قدر ستم ڈھائے گئے کہ آخر تنگ آکر ان میں سے کئی لوگوں نے جبراً ریشم تیار کرنا نہ پڑے اس لئے اپنے انگوٹھے کٹوا دیئے۔"

ہندوستان کی صنعتیں کس طرح حاصل کی گئیں

میجر جے۔ بی کیتھ لکھتا ہے کہ:- "ہندی اہل صنعت کے پاس سے ان کی بنائی ہوئی اور وہ ساری صنعتیں مانچسٹر کے لوگوں کو سکھلانے کے لئے از حد ظلم کرکے حاصل کی گئیں اور غریب ہندی رعایا سے ہر سال تین کروڑ روپیہ (اب تو ساٹھ کروڑ) سے بھی حاصلہ تجاوز کر گیا ہے۔ (راحتی) حاصل کرنے کے طریقے مانچسٹر والوں کو سکھلانے کے لئے ان صنعتوں کے متعلق ایک کتاب تیار کی گئی اور خود ہندوستان ہی کے پیسے سے اس کی نقلیں کراکر مانچسٹر کے تجارتی حلقوں میں تقسیم کیگئیں۔"

ان تمام چیزوں کا خلاصہ مسٹر فریڈرک کلاسور کے اس ایک ہی فقرے میں آجاتا ہے کہ "کیا گورمنٹ نہیں جانتی کہ اس نے ان لوگوں (ہندیوں) کی تجارت، صنعت و حرفت کو پامال کرنے کے لئے جو کچھ ہوسکتا تھا کیا اور اب بھی اگر یہی رفتار قائم رہی تو پچاس سال میں پوری طرح پامالی ہوجائے گی۔"

مرض کا علاج

لیکن ان گذشتہ افسانوں کو یاد کرکے صرف ماتم کرنا یا جس گورنمنٹ نے اپنے ذاتی فائدے کے لئے ہندوستان کو یوں بری طرح برباد کیا ہو اسی سے درد کا درماں حاصل کرنے کا خیال کرنا اور اپنی ترقی و بہبودی کی استدعا کرنا محض بے سود بلکہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے! سالہا سال گذر گئے کہ اسی قسم کی امید موہوم ہم کو گھیرے رہتی تھی اور ہماری عرضداشتیں ہمیشہ ٹھکرائی جاتی تھیں لیکن جیسے ہم نے اپنا طرز عمل بدلا اور جدوجہد کو عملی صورت میں پیش کیا تب گورنمنٹ کی بھی آنکھیں کھلیں اور ہمارے اس وقت کے لیڈروں کو چند ٹکڑے دیکر خاموش کردیا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے اس پر خوب پرمعنی اشعار لکھے ہیں وہ فرماتے ہیں ؎

آ بتاؤں تجھکو رمز آیۂ ان الملوک — سلطنت اقوام غالب کی ہے اک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر — پھر سلادیتی ہے اسکو حکمراں کی ساحری
مجلس آئین و اصلاح و رعایات و حقوق — طب مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری
اس سراب رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو — آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

دیگر ممالک کی مثالیں

جب ہم کو اپنی نادانی کا احساس ہوا تو ہم نے دنیا کے اور ملکوں پر نظر دوڑائی ہم نے دیکھا کہ اسی سلطنت برطانیہ سے تنگ آکر خود عیسائی مذہب کے لوگوں نے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی تو ان پر کیا کچھ ستم ڈھائے گئے لیکن آخر کار وہ آزاد ہوکر ہی رہے امریکہ اور سکاٹلینڈ کی تاریخ اس کی بہترین مثال پیش کرتی ہے ان لوگوں نے جو راہ اختیار کی تھی وہی راہ ہم کو بھی غلامی کے پنجے سے نجات دلاسکتی ہے وہاں کی تاریخ ہمیں یہی سبق اچھی طرح سکھلاتی ہے کہ بغیر کسی طاقت کا اظہار کئے صرف سوال سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا اس کی ایک بڑی بھاری وجہ یہ بھی ہے کہ اگر ہم کو سیاسی آزادی دیدی جائے تو ان کو یقین ہے کہ اقتصادی آزادی بھی ہندوستان خود بخود حاصل کرلیگا اور یہی چیز ہے جو برطانیہ کے لئے موت و زیست کا سوال بنی ہوئی ہے۔

اقتصادی اور سیاسی آزادی لازم و ملزوم ہیں

اگر آج ہندوستان کی رعایا اس بات کا اقرار نامہ لکھ دے کہ ہندوستان ہمیشہ کے لئے برطانیہ کا گاہک رہیگا اور اتنا ہی مال وہاں سے خریدے گا جتنا کہ آج خریدتا ہے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انگریز آج ہندوستان کی حکومت سے دست بردار ہو جائیں تو معلوم ہوا کہ انگریز بطور تاجر کے ہندوستان میں آئے اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے ہی انہوں نے ہندوستان میں سلطنت قائم کی ہے خود ڈبلیو کے سیجر آر سای ۱۸۶۲ء میں شایع کئے ہوئے اپنے ایک رسالہ میں لکھتا ہے کہ :-

" اگر ہندوستان آزاد ہو گیا تو اس ملک کے تمام بازار وسط ایشیا کے بازاروں کی طرح ہمارے لئے بند ہو جائینگے نہ صرف یہ بلکہ ہندوستان کے پاس اس قدر خام پیداوار موجود ہے اور پشتینی اہل صنعت بھی اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ اگر حکومت کی طرف سے تھوڑی سی امداد مل جائے تو وہ صنعت و حرفت اور تجارت کا بہت بڑا مرکز بنجائے گا اور اپنی سستی مزدوری اور خام پیداوار کی افراط کے طفیل ہم کو تمام ایشیا کے بازاروں میں سے نکال دے گا "

لارڈ کرزن نے بھی انگلستان میں اپنی ایک تقریر میں صریح طور پر بیان کیا تھا۔

" واقعی اگر اپنی ہندوستان کی مملکت میں کسی قسم کی گڑبڑ واقع ہوئی اور اس ملک کی حکومت میں ذرا سا بھی تغیر و تبدل ہوا تو یاد رکھو کہ انگلستان میں ایسی ایک بھی جھونپڑی باقی نہ رہنے پائیگی جس کو اس زبردست آفت کے برے نتایج بھگتنے نہ پڑے ہوں "

اقتصادی آزادی کے لئے جدوجہد

اس پوری بحث کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ہندوستان اگر حقیقتاً آزاد ہونا چاہتا ہے اور اس کو اپنی پامالی کا فکر ہے تو لازم ہے کہ سیاسی آزادی کے پہلو بہ پہلو اقتصادی آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دے کیونکہ جب تک اقتصادی غلامی قائم ہے سیاسی آزادی حاصل ہونا امحال ہے اور اگر مل بھی جائے تو اس کو محفوظ رکھنا دشوار ہے یہ اقتصادی غلامی کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں پہلا یہ کہ دیشی غیر ملکی اشیا کا بائیکاٹ اور دوسرا دیسی چیزوں کا فروغ لفظ بائیکاٹ چونکہ گاندھی جی کو کرخت معلوم ہوتا ہے اور اس میں ان کو ایک قسم کی ہنسا نظر آتی ہے اس لئے اس لئے انہوں نے " سودیشی ورت " لفظ ایجاد کیا ہے جس میں دونوں مقصد بھی حل ہو جاتے ہیں اور اہنسا کے عقیدے کو بھی ٹھیس نہیں لگتی۔ گاندھی جی نے ۱۹۲۰ء سے یہی کہتے آئے ہیں کہ منچسٹر کو برباد کرنا ہمارا نصب العین نہ ہونا چاہیئے بلکہ خود کی حفاظت ہمارا مقصود ہونا چاہیئے

بائیکاٹ کا مفہوم

لیکن چونکہ عوام ابھی اس فلسفہ کو پوری طرح ذہن نشین نہیں کر سکتے اسلئے عام فہم لفظ بائیکاٹ کا استعمال کیا جاتا ہے وہ بھی صرف اسی صورت میں کہ تمام غیر ملکی اشیاء کو اہل ہند ترک کر دیں ڈاکٹر اقبال نے بھی اکبر کی زبان میں خوب لکھا ہے کہ

لیتے ہیں ہند میں جو خریدار ہی فقط آغا بھی لیکے آتے ہیں اپنے وطن سے ہینگ

امریکہ اور سکوٹلینڈ نے بھی یہی راہ اختیار کی تھی تب خدا خدا کر کے انھیں برطانیہ کے پنجے سے رہائی نصیب ہوئی تھی مسٹر بیکی امریکہ کی جدوجہد حریت کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

" ہر خاص خاص شہروں کے تاجروں نے جمع ہو کر یہ طے کیا کہ آئندہ کوئی چیز انگلستان سے نہ منگوائی جائے اور اب سے پیشتر بھیجے ہوئے آرڈر مسترد کر دیئے جائیں نیز جب تک اسٹامپ ایکٹ باطل نہ کر دیا جائے تب تک باقی ماندہ رقم بھی ادا نہ کی جائے انگلستان پر دارو مدار رکھنے کی ضرورت باقی نہ رہے اس لئے ملکی صنعت و حرفت کو فروغ دینے کی بیحد کوشش کی گئی شہروں کے متمول لوگ بھی مثال قائم کرنے کے لئے پرانے یا ہاتھ سے کتے ہوئے پشمینہ کے کپڑے پہننے لگے اور برطانوی پارچہ کا لباس انہوں نے دور کر دیا نیز پشمینہ کی کمی واقع نہ ہو اس لئے انہوں نے بھیڑ کا گوشت کھانا بھی ترک کر دیا "

ضبط و صبر کے ساتھ مقابلہ

بعینہ آج ہم پر بھی اگر ہم غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر اپنی فطرتی آزادی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں تو یہی فرائض عائد ہوتے ہیں کہ ایک طرف سیاسی آزادی حاصل ہونے کی جدوجہد شروع کر دیں اور بالکل عدم تشدد پر کاربند ہو کر موجودہ گورنمنٹ کے لئے حکومت چلانا ناممکن کر دیں گورنمنٹ کی اشتعال انگیزیوں کا جواب ہماری طرف سے صبر و خاموشی اور خندہ پیشانی کے ساتھ دیا جائے گورنمنٹ کی لاٹھی کا مقابلہ ہمارے سروں سے ہونا چاہیئے اب سے دس سال پیشتر کسی شاعر نے انقلاب پر ایک نظم لکھی تھی در حقیقت وہ پیشین گوئی تھی جو آج پوری ہو رہی ہے اس نے لکھا تھا کہ سے

بدلے گا جس سے نقشہ دنیا وہ لیگی کروٹ آ آ بنیں گے خادم وہ انقلاب ہو گا
تعمیر ہم کرینگے پھر قوم کی عمارت اینٹیں سروں کی ہوں گی جزو اہم آب ہو گا

اور دوسری طرف سے امریکہ والوں کی طرح غیر ملکی اشیا کا بائیکاٹ کر دیں اور ساتھ ہی ساتھ دیسی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی انتہائی کوشش عمل میں لائیں لیکن چونکہ کپڑا ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر کام نہیں چل سکتا اس لئے کپڑے کے کارخانہ پر زیادہ توجہ کرنی چاہیئے کپڑے کی صنعت و تجارت ہندوستان سے مخصوص تھی کروڑوں روپیہ کا کپڑا ہندوستان سے غیر ملکوں کو بھیجا جاتا تھا مگر آج اس گورنمنٹ کے طفیل جیسا کہ ہم مذکورہ بالا حوالجات میں دیکھ آئے ہیں ہماری پارچہ کی تجارت فنا ہو چکی ہے اور غیر ملکوں سے ۶۵ کروڑ روپے کا کپڑا ہندوستان میں آتا ہے لہذا سب سے پہلے ہم کو غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے جیسا کہ امریکہ والوں نے کیا تھا اور صرف ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑے کو استعمال کرنا چاہیئے۔

کھدر اور چرخہ

اس سلسلہ میں مہاتما گاندھی جی نے دو چیزیں ملک کے سامنے پیش کی ہیں ایک کھدر اور دوسرا چرخہ گاندھی جی کہتے ہیں کہ اگر ان دو چیزوں کو سختی کے ساتھ اختیار نہ کیا جائے وہاں تک ہندوستان کی ترقی نہیں ہو سکتی اور وہ آزاد بھی نہیں ہو سکتا جو لوگ نئے زمانہ کی مشینری کے دلدادہ ہیں وہ ممکن ہے ان چیزوں کا مذاق اڑاتے ہوں لیکن اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو یقیناً یہی دو چیزیں ہماری غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر ہندوستان کی مفلسی کو دور کر سکتی ہیں۔

کھدر کے استعمال میں کئی فائدے پوشیدہ ہیں سب سے اول تو یہ کہ اس کے ذریعہ ہمارے ۶۵ کروڑ روپے باہر ملک میں جانے سے بچ جائیں گے دوسرا فائدہ یہ کہ جب خالص کھدر کا استعمال ہونے لگے گا تو ملک میں جو کروڑوں بیکار انسان ہیں ان کے لئے روزی کا دروازہ کھل جائیگا تیسرا فائدہ یہ کہ جب ہاتھ کا کتا اور بنا ہوا

کھدر استعمال ہوگا تو غیر ملکی کپڑے کو سودیشی بتا کر خریدار کو دھوکہ نہ دے سکیں گے چوتھا فائدہ یہ ہوگا کہ غریب امیر اور نیچ کی تفریق بہت مٹ جائیگی " نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز" کا نقشہ ملک میں کھنچ جائے گا اور یہ سب سے بڑا فائدہ ہوگا۔ پانچواں فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے خیالات میں بھی سادگی پیدا ہوگی فضول خرچی کا سد باب ہوجائیگا گویا اس طرح پر ہم اقتصادی غلامی سے آزاد ہونے کے ساتھ اپنی اقتصادی حالت کو بھی درست کرسکیں گے۔ اسی طرح چرخہ بھی اہل ہند کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو لوگ مشین یا بھاپ سے چلنے والے کارخانوں کے حامی ہیں وہ درحقیقت تنگ نظر ہیں چند آدمیوں کے فائدہ کے مقابلہ میں کروڑوں کی فاقہ کشی ان کے دلوں کو ٹھیس نہیں لگاتی

مشین کی حیثیت

بیشک مشین کے ذریعہ کارخانوں میں قلیل عرصہ میں زیادہ مال تیار ہوسکتا ہے مگر جو لوگ کپڑے کے کارخانوں کے ماہر ہیں وہ بتلا رہے ہیں کہ صرف ہندوستان کے لئے کافی ہوسکے اتنا کپڑا تیار کرنے کے لئے جو نئے کارخانے ایجاد کرنے پڑیں جو کم از کم پچاس سال میں تیار ہوسکتے ہیں اتنی مدت تک انتظار کرنا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں کیونکہ پچاس سال میں تو ہندوستان کی بچی کھچی طاقت کا بھی خاتمہ کردیا جائے گا اس کے علاوہ موجودہ حالت میں جس قدر نئے کارخانے ایجاد ہوں گے اسی قدر بیکاروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوجائے گا اس لئے اگر ہندوستان کو حقیقی آزادی دلانا مقصود ہے تو چرخہ ہر گھر میں چلنے لگے ایسی فضا پیدا کرنی چاہیئے اس کے ذریعہ لاکھوں کروڑوں بیوائیں بھی آسانی کے ساتھ اپنی قوت لایموت حاصل کرسکیں گی۔

اس کے علاوہ کارخانے صرف متمول اصحاب کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور خاص طور پر کارخانوں کے ایجنٹ منافع کا بہت بڑا حصہ ہضم کرجاتے ہیں اور بیچارے رات دن مزدوری محنت کرنے والے مزدور کو اس کی محنت کے مقابلہ میں پوری مزدوری بھی نہیں ملنے پاتی۔ کارخانوں کے ایجنٹ اپنے رہنے بسنے کے لئے بڑے بڑے عالیشان محل تعمیر کرالیتے ہیں لیکن بیچارے مزدور کی خود کی چھوٹی سی جھونپڑی بھی نہیں ہوتی ایجنٹ خوبصورت موٹریں گھماتے ہیں مگر بیچارے مزدور کو ایسی کی موٹر میں سوار ہونا بھی دوبھر ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ اس وقت بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں ابھی تو جنگ کا زمانہ ہے جس کو جو طریقہ بھی پسند ہو اس طریقہ پر غیر ملکی تجارت کو کافی نقصان پہنچائے اور اس کی جگہ پر ہندوستانی صنعت و حرفت کو ترقی پر پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کو عمل میں لائے۔

ذرا خود انگریزوں کے طرز عمل پر ہی غور کرکے اور ان کے دل میں اپنے ملک اور وہاں کی چیزوں سے جو محبت ہے اس سے ہم کوئی سبق حاصل کرتے تو آج یہ نوبت ہرگز نہ آتی آپ دیکھیں گے کہ جب ایک انگریز بازار میں کوئی چیز خریدنے جاتا ہے تو وہ ہمیشہ اپنے ملک کی چیز کو خریدتا ہے دیسی چیز کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور ہم اس کی ریس میں اس قدر خود فراموش ہوگئے ہیں کہ بجائے ہندوستان کی بنی ہوئی چیز کے ہم بھی انگریزی چیز کو ترجیح دیتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ہم اپنی جڑیں کھود رہے ہیں اور اپنے ملک کو اور اپنی آیندہ نسل کو ہمیشہ کی غلامی میں دھکیل رہے ہیں۔

۱۹۲۷ء میں پارلیمنٹ کے دیوان عام میں مسٹر کلبورن نے یہ سوال کیا تھا کہ دیوان عام میں غیر ملکی سامان کیوں رکھا ہوا ہے؟ جواب میں مسٹر ایکرس ڈگلاس نے صاف الفاظ میں کہا کہ "پورے مکان میں سوائے ان چند کرسیوں کے جو پریس گیلری میں رکھی جاتی ہیں اور جو کئی سال پیشتر لائی گئی تھیں اور کوئی چیز بھی بدیسی نہیں ہے سب چیزیں انگلستان کی بنی ہوئی ہیں" اس قدر کھلی باتیں معلوم کرنے کے بعد بھی ہم اگر اپنے ملک کی محبت دل میں پیدا نہ کریں اور اپنی آیندہ نسلوں کی بہبودی کی خاطر غیر ملکی اشیا کو ترک کرکے اپنے وطن کی بنی ہوئی اشیاء کا استعمال نہ کریں تو ہم میں اور حیوان میں کیا فرق ہوسکتا ہے۔ خداوند عالم اہل ہند کو نظر حقیقت بین عطا فرمائے۔

رعایتی اعلان

مردہ زندہ کرنے کا مسیحائی معجزہ صرف ماءالحیات کے استعمال کرنے سے کیسا ہی نامرد ہو سوائے مادرزاد اور نامردی کسی وجہ سے ہوگئی ہو دنیا بھر کے علاجوں سے مایوس ہوکر تھک کر بیٹھ گئے ہوں وہ زور اور قوت باہ اس قدر پیدا ہوگی کہ ناممکن ہے کہ آپ اس کو برداشت کرسکیں ایک ہفتہ کا استعمال ضبط سے کرلینا عمر بھر کے لئے مقوی بھی دواؤں سے بے نیاز کردیگا تاعمر قوت میں کمی نہ ہوگی بے انتہا ممسک ملذذ اور مبہی دوا ہے۔ تندرستوں کے لئے ضرورت کے وقت صرف ایک گولی کا کرشمہ طرفین میں وارفتگی پیدا کریگا جب چاہو آزمالیجئے۔ حسب تحریر نہ ہو تو قیمت دوگنی واپس بلکہ بذریعہ وی پی وصول کرلیں۔ مکمل ایک ہفتہ کی دوا کی قیمت چھ روپے۔ نمونہ قیمت دو روپے ۱۲؍ علاوہ محصول۔

طلا دودھ والا

عجیب و غریب صفت رکھنے والا طلا۔ یقینی طور پر دعوے کے ساتھ آٹھ روز میں نامردی کی خرابیوں کو مخلوق کی خرابیوں کو رفع کرتا ہے از کار رفتہ نامرد کو قوت مردمی کی پوری قوت سے تنومند اور نوجوان بنا تا ہے زمانہ گزشتہ اور حال کے طریقہ علاج سے یہ بالکل جدا اور نئی دریافت سے تیار کیا جاتا ہے اس کا طریق استعمال نرالا ہے جس سے مریض کو یقین کے ساتھ پہلے ہی روز فائدہ معلوم ہونے لگتا ہے اور پورے آٹھ روز میں مریض کامل صحت حاصل کرتا ہے اجسام اسفنجی کی پرورش کرتا ہے۔ فربہی قوت درازی پیدا کرکے انسان کو قابل فخر انسان بناتا ہے لطف یہ ہے کہ قطعی طور پر بلا ضرر ہے اس دعویٰ کے ساتھ ہم فروخت کرتے ہیں کہ اگر یہ طلا عضو کو تندرست نہ کرے یعنی کجی لاغری سستی ناطاقتی کبرسنی مخلوقیت کی جملہ خرابیوں جوانی کی بداحتیاطیوں کی خرابیوں کو رفع نہ کرے تو قیمت کی واپسی کا شرطیہ اقرار ہے۔ آزمائش کے لئے چار روز کا طلا قیمت چار روپے (للعہ) آٹھ روز کے لئے مکمل قیمت آٹھ روپے (عشہ)

سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل ۵ دہلی

سرمایہ داری اور کمیونزم

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سرمایہ داری کی تباہ کاریاں

اس عنوان کا تمام تر مواد اخبار البلاغ جلد ۱ سے لیا گیا ہے جو جرمنی کے کمیونسٹ مرکز اشاعت کے سلسلہ مطبوعات کا ترجمہ ہے اور جو اخبار مذکور میں بعنوان "کمیونزم اور اسکے مقاصد" شایع ہوتا رہا۔

سرمایہ دار طبقہ نے جہاں کہیں بھی طاقت حاصل کی اور جہاں کہیں بھی اپنے سرمایہ دارانہ نظام کا جال بچھایا وہاں تمام جاگیردارانہ، بزرگانہ مذہبی اور معنوی رشتے توڑ ہوڑ دئے اس نے بڑی بے رحمی سے وہ تمام بوقلموں بندھن توڑ کے رکھدیئے جو انسان کو اس کے "فطری سرداروں" سے باندھتے چلے آئے تھے اور اس ایک رشتہ کے سوا کوئی رشتہ باہمی رابطہ کا باقی نہ چھوڑا جسے برہنہ خود غرضی اور کھری نقد ادائیگی کا رشتہ کہتے ہیں۔

اس نے مذہبی انبساط، بہادرانہ جوش، اور متوسط طبقہ کی بلند خیالی خود بینی تخمینہ و شمار کے آب سرد میں غرق کردی۔ اس نے ذاتی جوہر کو مول تول اور لین دین کی ایک جنس بنا دیا اور تمام بیش قیمت آزادیوں کو پس پشت ڈال کر "آزاد تجارت" کی صرف ایک نامعقول آزادی تائم کردی جو سرمایہ دارانہ استعمال کی جان ہے۔

اس نے کمزوروں کے اس قدیم خود غرضانہ استعمال کی جگہ جس پر مذہب و سیاست کی سفر بیبوں کا نقاب پڑا ہوا تھا ایک نیا برہنہ، وحشیانہ بے شرم اور کھرا خود غرضانہ استعمال ایجاد کر دیا۔

سرمایہ دار طبقہ نے ان تمام پیشوں کی خوبیاں ملیامیٹ کر دیں جو پہلے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اس نے ڈاکٹر، وکیل، پروہت، شاعر، فلسفی غرضیکہ سب کو محض ایک اجرتی مزدور بنا کر چھوڑ دیا۔

سرمایہ دار طبقے نے خاندانی رشتہ سے محبت و جذبات کے تمام عناصر بھی نکال پھینکے اور ان کی جگہ ایک خالص مالی دین کا رشتہ قائم کر دیا۔

سرمایہ دار طبقہ نے بتا دیا کہ وحشیانہ اظہار طاقت جسے قرون وسطےٰ کے رجعت پسند اس قدر سراہتے تھے کامل سہولت کے ساتھ ان کے عہد میں کس درجہ کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

تمام سابق صنعتی طبقوں کے وجود کی اولین شرط یہ تھی کہ پیداوار کے اگلے طریقے برقرار رہیں لیکن سرمایہ دار طبقہ کی زندگی ناممکن ہے جب تک کہ آلات پیداوار، طریق پیداوار اور تمام اجتماعی رشتوں میں برابر انقلاب نہ ہوتا رہے چنانچہ طریق پیداوار کا مسلسل انقلاب اجتماعی نظام کی برہمی دائمی بے چینی اور کبھی نہ ختم ہونے والی مسلسل تکلیف یہی وہ چیزیں ہیں جو سرمایہ دار عہد کو دیگر تمام زمانوں سے امتیاز دیتی ہیں تمام [illegible] منضبط معاشرتی رشتے معہ اپنے ہم آہنگ مقرر و محترم عقائد و خیالات کے نکال کر دیے گئے ہیں اور ان کی جگہ جو رشتے اور خیالات رائج کئے گئے ہیں قبل اس کے کہ وہ پکیں پرانے ہو چکے ہیں جو کچھ بھی ٹھوس اور مقبول تھا مٹ چکا ہے جو کچھ بھی مقدس تھا ناپاک کر دیا گیا ہے اور اب انجام کار انسان مجبور ہو گیا ہے کہ اپنے حالات زندگی اور حقیقی معاشرتی تعلقات کھلی آنکھوں سے دیکھے۔

تمام کرۂ ارضی کے سرمایہ داروں کو اپنی پیداوار کے لئے ایک برابر بڑھنے والے بازار کی ضرورت دیوانہ کئے دیتی ہے انھیں ہر جگہ اپنا آشیانہ بنانا ہر مقام پر ڈیرہ ڈالنا اور چپہ چپہ سے تانا جوڑنا ضروری ہے۔

سرمایہ دار طبقے نے عالمگیر بازار غصب کر کے تمام ممالک کی درآمد و برآمد قومی اور ملکی قیود سے آزاد کر دی ہے۔ رجعت پسندوں کی امیدوں کے برخلاف صنعت و حرفت کے نیچے سے اس کی بنیادیں نکال کر پھینک دی ہیں۔ قدیم اور مشترع صنعتیں برباد کی جا چکی ہیں اور جو باقی ہیں برابر برباد کی جا رہی ہیں ان کی جگہ نئی صنعتیں ایجاد کی جا رہی ہیں کہ جن کا رواج تمام مہذب اقوام کے لئے ایک نہایت ہی اہم اور قابل غور مسئلہ ہے کیونکہ ان صنعتوں کی حالت یہ ہے کہ یہ صرف اپنے ہی ملک کی خام پیداوار استعمال میں نہیں لاتیں بلکہ دور دراز علاقوں کی بھی خام پیداوار کھا جاتی ہیں نیز ان کی کثرت کی وجہ سے ان کی کھپت صرف ان کے ہی علاقے تک نہیں بلکہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہوتی جاتی ہے۔ پرانی ضروریات کی جگہ جو ملکی پیداوار سے پوری ہو جاتی تھیں نئی ضروریات پیدا ہو گئی ہیں [illegible] دور دراز ممالک کی پیداوار کا بھی مطالبہ کرتی ہیں۔

یہ حال صرف مادی پیداوار ہی کا نہیں بلکہ ذہنی پیداوار کا بھی ہے ایک قوم کی دماغی پیداوار تمام قوموں کی عام ملکیت بن گئی ہے محدود تخیل اور بے تعلقی روز بروز ناممکن ہوتی جاتی ہے اور قومی و ملکی ادبیات سے ایک عالمگیر علم ادب پیدا ہو رہا ہے۔

سرمایہ دار طبقہ آلات پیداوار کی تیز ترقی اور مواصلات کی مسلسل آسانیوں کے ذریعہ وحشی سے وحشی اقوام کو بھی تہذیب کی طرف کھینچ رہا ہے سامان تجارت کی ارزانی ہی وہ بھاری توپ ہے جسکے زور سے نہایت سرکش قوموں کو بھی اطاعت پر مجبور کر دیا گیا ہے تمام اقوام کو موت کی دھمکی دی جا رہی ہے کہ سرمایہ دارانہ طرز پیداوار اختیار کریں اور نام نہاد تہذیب قبول کر کے مہذب بن جائیں۔

سرمایہ دار طبقہ ذرائع پیداوار، ملکیت اور آبادی کی وسعت پر برابر قابو حاصل کرتا جاتا ہے اس نے آبادی گنجان کر دی ہے ذرائع پیداوار میں مرکزیت پیدا کر دی ہے اور ملکیت کو سمیٹ کر صرف چند ہاتھوں کے اندر محدود کر دیا ہے۔

اس صورت حال کا لازمی نتیجہ سیاسی مرکزیت تھی جو سرمایہ دار طبقہ کے ہاتھوں وجود میں آ چکی ہے آزاد اور نیم آزاد اقوام جنکے مصالح، قوانین حکومت اور رسم و رواج جدا جدا تھے کھینچ تان کر ایک قوم بنا دی گئی ہیں ایسی قوم جسکی حکومت ضابطہ قانون، اجتماعی مصالح اور رسم و رواج سب ایک ہیں۔

سرمایہ دار طبقہ نے اپنے دو صد سالہ اجتماعی عہد حکومت میں ایسی عظیم الشان بارآور قوتیں پیدا کر دی ہیں جنھیں ماضی کی نسلیں کبھی پیدا نہ کر سکیں تھیں اس نے قدرت کی طاقتوں پر قبضہ کیا علم آلات اور کیمیا کا صنعت و زراعت میں استعمال کیا [illegible]

جہاز، ریلوے اور تار برقی کے سلسلے جاری کئے زراعت کے لئے تمام باغوں کی صفائی کی دریاؤں کی نہر بندی کی اور زمین کے تمام خزانے الٹ ڈالے بھلا کسی پچھلی نسل کو یہ وہم بھی گزرا تھا کہ اجتماعی محنت کی گود میں ایسی بار آور قوتیں پڑی سو رہی ہیں۔

گزشتہ بیان میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ ذرائع پیداوار اور تبادلہ جن کی بنیاد پر سرمایہ دار طبقہ نے اپنی عمارت کھڑی کی ہے اگرچہ جاگیرداری کے عہد میں پیدا ہوئے تھے مگر خود جاگیرداری ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکی بلکہ ان کے گرداب میں پڑ کر تباہ ہو گئی کیونکہ یہ ذرائع پیداوار اور تبادلہ جب اپنی ترقی کی ایک خاص منزل پر پہنچ گئے تو وہ حالات جن کے ماتحت جاگیردار سوسائٹی پیدا کرتے اور تبادلہ کرتے تھے یعنی کاشتکاری و دستکاری کا جاگیردارانہ نظام ترقی یافتہ قوتوں کے سامنے ٹھہر نہ سکے وہ پیداوار کو سہارا دینے کے بجائے اس کے حق میں روک اور بوجھل بیڑیاں بن گئے جن کا توڑ ڈالنا ضروری تھا چنانچہ ان کی جگہ آزاد مقابلے اور سرمایہ دار طبقہ کی اقتصادی و سیاسی حکومت نے لے لی۔

مذکورہ بالا مضمون کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر شخص آسانی سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ چونکہ موجودہ دور فرنگی سرمایہ دارانہ بے اعتدالی اور افراط کے ایک انتہائی نقطہ تک پہنچ چکا ہے لہذا اس کا لازمی اور قدرتی ردعمل یہی ظہور پذیر ہونا چاہیے تھا کہ وہ کمیونزم ہے جو تفریط کا انتہائی نقطہ ہے مختصر یہ کہ سرمایہ داری اور کمیونزم دونوں افراط و تفریط کے مظہر اور ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دونوں دنیا کے امن و امان اور فطری قوانین کے خلاف جنگ آزما ہیں۔

کمیونزم کے بانی مارکس

کارل مارکس کمیونزم کا بانی اوّل ہے اس کی پیدائش ۵ مئی ۱۸۱۸ء بروز شنبہ جرمنی کے شہر ٹریوس میں ہوئی اس کا والد یہودی النسل نامور وکیل تھا مگر اوائل عمر ہی میں دین عیسوی قبول کر لیا تھا کارل سب سے بڑا لڑکا نہایت ہونہار اور باپ کی امیدوں و آرزوؤں کا مرکز تھا مدرسہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بون اور برلن یونیورسٹیوں میں فلسفہ اور قانون کی تعلیم درجہ تکمیل تک پہنچائی پھر شاعری کی مشق کی اور ناول نویسی پر متوجہ ہوا لیکن چونکہ اسے قدرت نے کسی اور عظیم الشان کام کے لئے پیدا کیا تھا اور دنیا کے مظلوم بیکس اور غریب مزدور کسی نامور ہستی کی رہبری کے منتظر تھے لہذا ایک عرصہ تک عقلی و روحانی بے چینی اور اضطراب کی زندگی گزارنے کے بعد سیاسیات اور فلسفہ کے خار زار میدان میں کود پڑا اور اپنے باپ کی امیدوں کا خون کر دیا۔

پروفیسری اور ڈاکٹری کی کرسی پر لات مار کر ملک و قوم کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا اور مصائب و آلام کو دعوت دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور پھر ایسی حالت میں جبکہ اس کی دماغی و علمی قابلیتیں اسے اپنے شاندار مستقبل کے سبز باغ دکھا رہی ہوں اور عیش و آرام کی زندگی بسر ہو رہی ہو مگر اس نے عیش و آرام کی زندگی چھوڑ کر قید و بند جلاوطنی اور مفلسی کی زندگی بخوشی قبول کر لی اور ایک عظیم سیاسی طوفان اور انقلاب انگیز فلسفہ کی بنیاد رکھ کر تمام دنیا کے سرمایہ داروں کو پیغام موت سنا دیا۔

اگرچہ مجھے اس کے فلسفہ اور خیالات سے قطعی اختلاف ہے جو موجودہ سوسائٹی کی حالت میں بھی قابل عمل اور مفید نہیں لیکن اس میں کلام نہیں کہ اگر وہ سرمایہ داروں کی دشمنی اور بغض و عناد میں اپنا دماغی توازن نہ کھو بیٹھتا اور فطری قوانین سے تجاوز نہ کرتا تو یقیناً تمام دنیا اس کے فلسفہ اور پروگرام کو قبول کر لیتی صرف مفلوکوں کی ہمدردی بیکسوں کی حمایت اور بیچاروں کی دستگیری کے جذبات صادقہ ہی اسے زندہ جاوید بنائے ہوئے ہیں۔

کارل مارکس کا عقیدہ اور اصول تھا کہ ہر نئی عمارت کے لئے پرانی عمارت کو منہدم کر دینا چاہیے ہر نئے خیال کے لئے پرانی چیزوں کو برباد کر دینا چاہیے اور ہر نئی چیز کے لئے پچھلی معتقدات و خصوصیات کو فنا کے گھاٹ اتار دینا چاہیے وہ اصلاح و تجدید سے ناآشنا تھا اور صرف تخریبی و تعمیری کاموں میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔

کامریڈ لینن

لینن کا اصلی نام ولادی میر ایلچ اولیانوف تھا وہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۰ء میں سمبرسک گوں میں پیدا ہوا اس کا والد شاہی مشیر تھا وہ اوائل عمر ہی سے عوام الناس کی تکالیف اور مطلق العنان شاہی ظلم و ناانصافی کا احساس کیا کرتا تھا اس پر ایک واقعہ نے اسے اور بھی زیادہ حساس کر دیا وہ یہ کہ اس کا بڑا بھائی خفیہ سوسائٹی میں کام کرتا تھا وہ زار روس کو قتل کرنے کی سازش میں گرفتار ہو کر فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا اس واقعہ نے لینن کے عقائد میں اور بھی پختگی پیدا کی۔

گریجویٹ ہونے کے بعد کازان یونیورسٹی میں داخل ہوا لیکن وہاں سوشل خیالات اور طالب علموں میں بغاوت پھیلانے کے الزام میں خارج کر دیا گیا یونیورسٹی سے خارج ہونے کے بعد وکلا کی فہرست میں داخل ہو گیا مگر صرف ایک ہی مقدمہ میں پیش ہونے کے بعد اس پیشہ کو خیرباد کہہ دیا اس کے بعد اقتصادیات کی تعلیم حاصل کی جس وقت لینن یونیورسٹی سے خارج کیا گیا اس زمانہ میں روس میں دو بڑی تحریکیں جاری تھیں ایک تحریک کا مقصد یہ تھا کہ زار روس کی غلامی کی زنجیر صرف انفرادی دہشت انگیزی سے کٹ سکتی ہیں دوسری تحریک یا پارٹی کا نام جمہوری پارٹی تھا جو انفرادی دہشت انگیزی کے خلاف تھی اور سوشل رنگ میں کسانوں کے اندر بغاوت کا مادہ پیدا کر رہی تھی یہ دونوں تحریکیں قریب قریب ایسی ہی تھیں جیسے ہندوستان میں آجکل کانگریس اور بم پارٹی کی تحریکیں ہیں اول الذکر انفرادی دہشت انگیزی کے قطعاً خلاف اور آئینی طریق کی پابند ہے اور ثانی الذکر انفرادی دہشت انگیزی کی قائل اور غیر آئینی جماعت ہے

ان دو تحریکوں کے علاوہ ایک تیسری پارٹی بھی اس زمانہ میں نشوونما پا رہی تھی جو جمہوری سوشلسٹ پارٹی کے نام سے موسوم تھی جن کا نصب العین مزدوروں کو جتھہ بند کرنا تھا لینن اسی پارٹی میں تھا لینن چونکہ مارکس ازم پر رسالہ لکھ کر کمیونزم کی اشاعت کرتا تھا سیاسی جماعتوں پر نکتہ چینی کرتا تھا اور کسانوں کو جتھہ بند کر رہا تھا لہذا ان سرگرمیوں کی وجہ سے ۲۹ جنوری ۱۸۹۵ء میں گرفتار ہو کر مشرقی سائبیریا میں جلاوطن کر دیا گیا۔

سائبیریا سے رہا ہونے کے بعد یورپ کے مراکز میں گشت کرتا رہا اور جب ۱۹۰۵ء کے انقلاب کے بعد قیدیوں کو عام معافی دی گئی تو لینن بھی روس میں آ گیا مگر جب ردعمل کا دور شروع ہوا تو پھر روس سے باہر چلا گیا۔

انقلاب روس میں سب سے زیادہ پارٹ لینن ہی کا ہے درحقیقت مارکس ازم میں جان ڈالنے والا اور سب سے بڑا معتقد لینن ہی ہے جس کی شخصیت کمیونزم کے لئے باعث

موزوں اور مفید ثابت ہوئی وہ انفرادی دہشت زدگی کے طریق کو انقلاب بپا کرنے کے لئے سب سے بہتر طریق خیال کرتا تھا۔

کہا جاسکتا ہے کہ جو آجکل ہندوستان میں انفرادی دہشت زدگی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں لینن کے خیال سے اثر پذیری کا نتیجہ ہیں جو ایک گمراہ کن خطرناک اور فضول طریق ہے۔

مارکس اور لینن کے علاوہ اسٹالن اور ٹراٹسکی وغیرہ اصحاب بھی کمیونزم کے حامیوں کی فہرست میں شمار کئے جاتے ہیں مگر ان کی سوانح حیات کو بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

کمیونزم کے اغراض ومقاصد

(۱) زمین کی ملکیت کی منسوخی اور زمین کے لگان پر حکومت کا قبضہ۔

(۲) بھاری اور برابر بڑھنے والا انکم ٹیکس۔

(۳) سرمایہ دارانہ وراثت کی منسوخی۔

(۴) باغیوں اور جلاوطنوں کے املاک کی ضبطی۔

(۵) حکومت کے ہاتھ میں قرض کی مرکزیت اور یہ اس طرح کہ ایک قومی بنک قائم کیا جائے جس میں صرف حکومت کا سرمایہ ہو اور جسے بلاشرکت غیرے اجارہ داری کا حق حاصل ہو۔

(۶) ذرائع مواصلات اور برآمد کی حکومت کے ہاتھوں میں مرکزیت۔

(۷) قومی کارخانوں اور آلات پیداوار کی توسیع اور بنجر زمینوں کی ایک عام اجتماعی خاکہ کے مطابق اصلاح۔

(۸) سب کو محنت کے لئے مجبور کرنا اور صنعتی فوجوں کی تنظیم خصوصاً زراعت کیلئے۔

(۹) زرعی اور صنعتی محنت کی آمیزش تاکہ شہر اور دیہات کی باہمی تفریق مٹ جائے۔

(۱۰) تمام بچوں کے لئے عام مفت تعلیم۔

عام طور پر کمیونسٹ اپنے نظریہ کو مختصر طور پر یوں بیان کرتے ہیں "سرمایہ دارانہ نجی ملکیت کی منسوخی"

بالفاظ دیگر کمیونزم کیا ہے؟ ملکیت کا انقلاب اور اس کے رشتوں کا ایک براہِ راست طبعی انفجار۔ لہٰذا کچھ عجیب نہیں اگر وہ اپنے دوران ترقی میں تمام روایتی نظریوں سے آزادانہ قطع تعلق کرے اور ایک نیا نظام قائم کرے۔ کمیونزم کی بنیاد اس متجاوز عن الحد جذبۂ ہمدردی پر ہے کہ چونکہ سرمایہ داری کا وجود اجرتی محنت پر قائم ہے اور اجرتی محنت کا دارومدار مزدوروں کے باہمی مقابلہ اور نزاع پر ہے لہٰذا یہ سخت ناانصافی اور ظلم ہے کہ جن کی محنت سرمایہ پیدا کرتی ہے اور جن کا وجود صنعتی ترقی کا باعث ہے ان کو پسماندہ اور گری ہوئی حالت میں رکھا جائے ان کی محنت سے سرمایہ دار کما حقہ فائدہ حاصل کرے اور خود ان کو نان شبینہ کا محتاج رکھے اور ان کو برابر معاشرتی مصائب کے گرداب میں پھنسا رہنے دیا جائے پس کیوں نہ سرمایہ کو عام ملکیت کی صورت میں بدل دیا جائے تاکہ دنیا کی عام بے چینی اور مزدور و سرمایہ دار کی کشمکش ختم ہو جائے۔

کمیونسٹ عام ملکیت کی منسوخی نہیں چاہتے بلکہ وہ تو صرف اس سرمایہ دارانہ ملکیت کی منسوخی چاہتے ہیں جو اجرتی محنت سے پیدا کی جائے اور جو سراسر جماعتی نزاع باہمی تخریب اور کمزوروں کے ساتھ ظلم و ناانصافی پر مبنی ہو۔ کمیونزم شخصی ملکیت کو عام ملکیت میں تبدیل کرنا چاہتا ہے یعنی محنت کی یہ تفریق کہ ایک غریب مزدور تو صبح سے شام تک خون پسینہ ایک کر کے صرف چند پیسے کمائے اور سرمایہ دار صرف اپنا سرمایہ لگا کر یا تعلیم یافتہ طبقہ صرف چند گھنٹے دماغی محنت کر کے گلچھرے اڑائے اور شاہانہ زندگی بسر کرے۔ کمیونسٹ سرمایہ دارانہ ملکیت کو اس لئے منسوخ کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے نزدیک شخصی ملکیت کا سرے سے وجود ہی نہیں پایا جاتا نیز یہ کہ سرمایہ داری فی نفسہٖ کوئی شخصی پیداوار ہی نہیں ہے بلکہ سراسر اجتماعی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ سوسائٹی کے بیشمار ارکان کے متحدہ عمل اور محنت سے وجود میں آتی ہے یعنی جس طرح سرمایہ سوسائٹی کے ارکان کے متحدہ عمل سے وجود میں آتا ہے اسی طرح اس کے فوائد بھی مشترک کر لینے چاہئیں اگر سوسائٹی کا کوئی رکن شاہانہ زندگی بسر کرتا ہے اور کوئی بھوکا مرتا ہے تو یہ سخت ظلم اور ناانصافی ہے اینس

باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دہلی سے ضرور

زنانہ بستہ منگا کر پڑھائیں

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اسکے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی جواہروں کا گجرا ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچیوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدہ بنائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ تیسری مرتبہ بڑی تختی پر شائع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں:۔

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز

جونکہ ہر مضمون پر لکھی گئی ہے اس کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ اپنی بچی کو ضرور اسکی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں مثلاً کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے لئے پوری واقفیت حاصل کرلیں قیمت مجلد مجموعہ ایک روپیہ مجلد عہ معہ بستہ کپڑا عہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

اَسلَم کی بِلّی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

زہرہ۔ آپا میں سچ کہتی ہوں کہ میں تو اب ان کی بے رخی سے تنگ آ گئی ہوں وہ تو یہ کہو کہ عورت بگڑی کے منہ پر مہر لگ گئی ہے اس لئے سب کچھ سہتی ہوں اور کچھ نہیں کہتی ابتو ان کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ بات بات پر بگڑتے ہیں اور ایسا معلوم ہوا کرتا ہے کہ جیسے پہلے ہی سے بگڑنے کے لئے تیار بیٹھے تھے بس کوئی ذراسی بات ہوئی اور برس پڑے۔ ابھی اس دن میں نے بس اتنا ہی کہا تھا کہ منّے کے پاس جاڑوں کے کپڑے بالکل نہیں ہیں اور سردی کا موسم آ گیا کچھ کپڑا آ جائے تو اس کے لئے فرغل اور رضائی وغیرہ سل جائے میری زبان سے پوری بات بھی نہیں نکلی تھی کہ اسد و سے اور بندہ نے تیوریوں میں بل پڑ گئے اور کہنے لگے کہ تم نے تو انکھیں بند کر رکھی ہیں ہر وقت بس تو بس روپیہ چاہیئے ہم صبح سے شام تک محنت کرتے کرتے مرے جاتے ہیں اور تمہیں خرچ کرتے ہوئے ذرا سا بھی درد نہیں معلوم ہوتا اگر تم میں ذرا سا سلیقہ ہوتا تو ایک منّے کے کیا دس بچوں کے کپڑے اسی میں سے نکال سکتیں جو تمہیں گھر کے لئے ملتا ہے رات دن میں ہزاروں چیزیں تمہاری بے پروائی کی وجہ سے خراب اور برباد ہو گئے دیکھتا ہوں اور خون کے سے گھونٹ پیکر رہ جاتا ہوں اسی طرح اور جو کچھ ان کے منہ میں آیا بکتے رہے اور کچہری جانے کے وقت تک کسی طرح ان کا غصہ نہ اترا اب آپا تمہیں دیکھو کہ میں کونسی ان کی دولت برباد کیا کرتی ہوں گئی پڑی نہا نور ہا تو خرچ مجھے ملتا ہے اس بالسد رکھے ان کا اپنا مردانے کا خرچ اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ پان بناتے بناتے اور بھالیا کترتے کترتے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں نہما پڑا پھو کا رونا رہتا ہے اور مجھے تھالی بھر پان بھیجنے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ اس غریب کو ذرا سا دودھ پلا دوں پچاسوں دفعہ میں ان سے کہہ چکی ہوں کہ وہ میرے ہاتھ میں روپیہ نہ دیا کریں اور گھر میں جس جس چیز کی ضرورت ہوا کرے مجھے منگا دیا کریں مگر انھیں اس پر بھی غصہ آ جاتا ہے اور مجھ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ میں کوئی کام کرنا نہیں چاہتی ہوں اور میری یہ خواہش ہے کہ گھر کا انتظام بھی وہی کیا کریں اللہ آپا میں سچ کہتی ہوں کہ میری تو جان مصیبت میں آ گئی ہے انھیں میرا بولنا برا معلوم ہونے لگا ہے ادھر میری زبان سے کوئی بات نکلی اور ادھر انہوں نے بگڑنا شروع کیا۔

منیرہ۔ اے بہن تو پھر تم بولا ہی کیوں کرتی ہو تم ان کے سامنے اپنی زبان کو بند ہی رکھا کرو نا۔

زہرہ۔ آپا میں نے یہ بھی کر دیکھا ہے میں تو سارے جتن کر چکی ہوں میں اگر چپ رہتی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ اب تم اتنی مغرور ہو گئی ہو کہ ہم تو بک بک کر اپنا دماغ خالی کر لیتے ہیں اور تم سے ذرا سا جواب تک نہیں دیا جاتا نہیں لتا کچھ لیا ہے دبھو سکتا ہے بہو نکلے دو آپا میری تو کسی طرح سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ انھیں کیا ہو گیا ہے پہلے ہی تو آخر یہی تھے کہ اگر میں کبھی چھوٹ موٹ کو خفا ہو جاتی تو گھنٹوں بیٹھے منایا کرتے میرے کام کی اور میرے سلیقہ اور ہنرمندی کی تعریفیں کرتے کرتے ان کا منہ سوکھا جاتا دنیا زمانے میں کہتے پھرتے تھے کہ ہماری بیوی بڑی لائق اور بڑی منتظم ہے اب دو برس سے خدا ہی جانے مجھ میں کیا کیڑے پڑ گئے ہیں کہ مجھ سے پیار و محبت تو درکنار میرا گھر میں رہنا بھی انھیں برا معلوم ہونے لگا ہے۔

منیرہ۔ بہن دنیا میں سبب کے بغیر تو کوئی کام ہوا نہیں کرتا ان کے اس طرح ناراض رہنے کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔ میں تو یہ جانتی ہوں کہ یہی مرد جو بڑے بڑے پہاڑوں تک کو کاٹ کر سرنگیں نکالتے ہیں اور بڑے سے بڑے دریاؤں پر اپنی حکمت سے پل باندھتے ہیں یہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں بڑی سی بڑی لڑائیوں کے انتظام کرتے ہیں وہ گھر کی باتوں میں بالکل بیوقوف ہوتے ہیں اور جنگل میں جا کر شیروں اور ہاتھیوں سے لڑنے والے گھر کے اندر ایک کٹھ پتلی یا ایک بچے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے یعنی کہ جس طرح مٹھائی یا کھلونے دیکر بہلا دیا جاتا ہے بالکل اسی طرح مزہ دار کھانا یا نوے کا حقہ دیکر انھیں بھی خوش رکھا جا سکتا ہے اور میں نے یہ ہمیشہ ہی سنا ہے کہ جو عورت کھانا اچھا پکا لیتی ہے اس کا خاوند کبھی اس سے ناراض نہیں ہوتا تمہیں یہی سوچنا چاہیئے کہ آخر ایسی کیا بات ہو گئی کہ اب جاں نثار خاوند یکایک اس قدر کیوں بدل گیا۔

زہرہ۔ آپا بھلا اب میں کیا بتاؤں کہ وہ کیوں بدل گئے تم نے بھی جیاوں دفعہ میرے ہاتھ کا کھانا کھایا ہے اگر میں اچھا نہیں پکاتی ہوں تو برا بھی نہیں پکاتی ہوں تو ایسا بھی نہیں ہوتا کہ اس میں نمک مرچ ٹھیک نہ ہو۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ جہاں تک بن پڑتا ہے میں ان کی تمام باتوں کا خیال رکھتی ہوں میرا گھر بھی خدا کا شکر ہے میلا کچیلا نہیں رہتا گھر کا خرچ بھی ایسا زیادہ نہیں ہے کہ یہ کہا جا سکے کہ میں ان کا گھر لٹائے دیتی ہوں اور میں اپنا ایمان نہیں نگلوں گی مجھے ان میں کوئی "اور برائی" بھی نظر نہیں آتی گھر سے سیدھے کچہری جانا اور کچہری سے سیدھے گھر چلے آنا پھر اب تمہیں بتاؤ کہ میں کیا خیال کروں۔

منیرہ۔ بہن میں کیا بتا سکتی ہوں مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ اسلم برا آدمی نہیں ہے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوئی ہوگی جس سے اس کی طبیعت بدل گئی کبھی تم نے اسلم سے پوچھا بھی کہ آخر ان کی عادت میں اس قدر فرق کیوں آ گیا ہے؟

زہرہ۔ آپا بھلا میں پوچھوں کس سے؟ کبھی کوئی مجھ سے سیدھے منہ بات کرے تو میں سب کچھ پوچھ لوں مگر یہاں تو یہ حالت ہے کہ بات دیکھے اور غصہ چڑھا۔ ابھی اس دن بیچاری صغرا نے پہلا روزہ رکھا تھا اب دنیا زمانے میں یہی ہوتا ہے کہ بچے جب پہلا روزہ رکھتے ہیں تو غریب سے غریب آدمی بھی دو چار پیسے کی افطاری مسجد میں بھیجتے ہیں اور جنھیں خدا نے دے رکھا ہے وہ تو اس رسم کو ایسی دھوم دھام سے ادا کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے کا بیاہ کر رہے ہیں دس طرح کی افطاریاں گھر بنتی ہیں دس طرح کی چیزیں بازار سے آتی ہیں اچھے اچھے کھانے پکتے ہیں کنبہ ناتے والوں کو جمع کیا جاتا ہے اللہ کے نام پر محتاجوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور مسجدوں میں افطاری بھیج بھیج کر مسلمانوں کے روزے افطار کرائے جاتے ہیں اس طرح جب ان کے روزے کی قدر کی جاتی ہے تو بچوں کی بھی ہمت بڑھتی ہے اور وہ بھی شوق سے روزے رکھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں غرض

یہ کہ دنیا زمانے میں یہی دستور ہے اور اسی خیال سے میں نے بھی ان سے کہدیا کہ آج صغرا نے پہلا روزہ رکھا ہے کچھ افطاری کا اور محتاجوں کے کھلانے کا انتظام کرنا چاہیئے بس یہ بات کہنا تھا کہ معلوم ہوا کسی نے شب برات کے پٹاخوں کی گڈی میں آگ لگا دی۔ صغرا نے روزہ رکھا ہے تو کون دنیا کا نرالا کام کیا؟ صغرا مسلمان کی بچی نہیں ہے؟ دنیا زمانے کے بچے روزے رکھا کرتے ہیں اس میں ڈھونگ اور افطاریوں کے انتظام کی کونسی ضرورت ہے گھر میں روزمرہ افطاری بنا ہی کرتی ہے اسی میں سے ذرا سی اسے بھی دیدو یا روزہ کھول لیگی۔ روزے کیا افطاری کے لالچ سے رکھے جاتے ہیں اور اگر لالچ سے رکھے جائیں تو ان کے رکھنے سے فائدہ ہی کیا ہے؟ آپا میں سچ کہتی ہوں کہ میں تو اتنی سی بات زبان سے نکال کر بہت پچھتائی اور میں تو میں وہ روزہ دار بچی بھی تو اپنا سا منہ لیکر رہ گئی وہ سمجھ رہی تھی کہ اباجان میری بڑی تعریف کریں گے اور خوش ہو کے افطار اور دعوت کے بڑے بڑے انتظام کرینگے اور میں اپنی خالہ کی بیٹی بہنوں کو اور پھوپی کی بیٹی بہنوں کو سب کو بلاؤں گی تو اباجان ایسے خوش ہوئے کہ سب ارمان ہی سرے سے خاک میں ملا دیئے میں دیکھ رہی تھی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے مگر وہ تو کھو بڑی صبر والی بچی ہے چپکے سے اندر کے دالان میں جاکر منہ لپیٹ کر پڑ رہی۔ اب میں پوچھتی ہوں آپا کہ اس میں بھی میں نے کوئی بری بات کہی تھی یا یہ خرچ بھی فضول خرچی میں داخل ہے؟

منیرہ۔ بہن فضول خرچی کی تو نہ پوچھو اگر روپیہ پیسہ بہت سا ہو تو کوئی کام بھی فضول خرچی میں داخل نہیں رہتا۔ تھیٹر اور سینما اور شراب اور جوا اور موٹریں اور ہوائی جہاز سب کچھ زندگی کی ضرورت بنجاتا ہے اور بنئے اور یہودی تک جو کنجوسی کے لئے دنیا بھر میں بدنام ہیں بے تکلف ان چیزوں پر اپنی دولت لٹایا کرتے ہیں لیکن اگر ہاتھ تنگ ہو تو رہیں اور کرنا تو بڑی چیز ہے جوار باجرے کے موٹے آٹوں کی روٹی بھی فضول خرچی میں شمار ہونے لگتی ہے۔

زہرہ۔ مگر آپا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ رکھے ان کی آمدنی اچھی خاصی ہے اور پھر یہ تو دین مذہب کی بات تھی کوئی معمولی رسم یا دستور نہیں تھا۔

منیرہ۔ (ہنسکر) دین مذہب نے یہ حکم تو کہیں نہیں دیا ہے کہ تم خواہ مخواہ پچاس پچاس طرح کی افطاریاں بنایا کرو اور کورے اور بریانی پکا پکا کر رشتہ داروں کو کھلایا کرو یہ ساری باتیں تو میری بہن نمود و نمائش کی ہیں جس طرح ہم بیٹے کی برات میں دولہا دولہن پر نثار کرکے پیسے لٹایا کرتے ہیں اور جس طرح ہم بیٹی کے جہیز میں دنیا بھر کی ضروری اور غیر ضروری چیزیں دیا کرتے ہیں اور ایک ایک برتن اور ایک صندوق الگ الگ مزدوروں کے سر پر رکھوا کر بازار میں سے گذارا کرتے ہیں تاکہ سب دیکھ لیں کہ ہم نے بیٹی کو اتنا کچھ دیا ہے اور جس طرح ہم نیاز و نذر کا کھانا شہر کے سب سے زیادہ پیٹ بھروں کو بلا بلا کر کھلایا کرتے ہیں اور محتاج فقیروں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے اور جس طرح ہم شہر کے کلکٹر اور کمشنر صاحب کے مانگنے پر تو قرض لے لیکر اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ چندہ دے آتے ہیں مگر کسی قومی چندہ میں ایک پیسہ دینا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا اور جس طرح ہم مسجد کو جاتے وقت ہر شخص پر کسی نہ کسی طرح یہ ظاہر کر دیا کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنے جا رہے ہیں اور مسجد سے واپسی میں ایک لمبی سی تسبیح ہاتھ میں لٹکائے نکلتے ہیں اور لوگوں سے باتیں کرنے میں بھی اس کے دانے گھماتے رہتے ہیں اسی طرح میری پیاری بہن یہ روزہ کشائی اور یہ دعوتیں بھی صرف دکھاوے کی خاطر ہوتی ہیں انھیں مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زہرہ۔ لیکن آپا اگر اچھے اور نیک کاموں کی نمائش کی جائے تو اس میں برائی ہی کیا ہے؟

منیرہ۔ تم نے لفظوں کے الٹ پھیر سے فقرہ کا مطلب ہی بدل دیا ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ نیک کاموں کی نمائش کی جائے اور نیک کام نمائش کے لئے کئے جائیں نیک کاموں کی نمائش تو یہ ہے کہ ہم اچھے کاموں کو کریں تو اس لئے کہ وہ اچھے اور نیک کام ہیں اور انھیں سب کے سامنے اچھی طرح سب کو دکھا کر کریں اس میں تو کچھ بھی حرج نہیں ہے لیکن نمائش کے لئے نیک کام کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ہم جو اچھا کام کریں اس کا مقصد ہی یہ ہو کہ دوسرے اسے دیکھیں اور ہمیں اچھا سمجھیں یہ نیت بہت بری ہے اور اس نیت سے جو نیک کام کئے جاتے ہیں وہ بھی نیک کام نہیں رہتے۔

زہرہ۔ لیکن آپا کہا تو یہ جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کا روزہ نہ ہو تب بھی اسے چاہیئے کہ اپنی ظاہری صورت سے یہ نہ ظاہر ہونے دے کہ اس کا روزہ نہیں ہے اور روزہ داروں کی سی شکل بنائے رکھے۔ یہ اگر نمائش نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

منیرہ۔ پھر تم نے دو الگ الگ باتوں کو ایک کر دیا۔ روزہ نہ ہونے کی حالت میں صورت روزہ داروں کی سی بنائے رکھنے کے معنے یہ کیسے ہو گئے کہ جب روزہ رکھا جائے تو اس لئے رکھا جائے کہ لوگ دیکھیں اور ہمیں نیک اور مقدس آدمی خیال کریں اس کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ ہمیں بے روزہ دیکھکر ایسے دوسرے لوگوں کی بھی ہمت روزہ چھوڑ دینے کی نہ پڑ جائے جو روزہ کی تکلیف سے ڈرتے ہیں مگر شرما حضوری رکھے چلے جاتے ہیں۔

زہرہ۔ اچھا تو پھر اس طرح شرما حضوری رکھنے سے کیا فائدہ؟

منیرہ۔ روزہ کے بہت سے مقصد ہیں شرما حضوری روزہ رکھنے میں وہ سب تو یقیناً پورے نہیں ہو سکتے لیکن ان میں سے بعض پھر بھی پورے ہو جاتے ہیں اس لئے اس طرح روزہ رکھنے کو بھی بالکل بیکار نہیں کہا جا سکتا۔

زہرہ۔ اے ہے آپا! آپ مجھے روزہ رکھنے کے فائدہ یا مقصد سمجھا دیجئے میں بہت دنوں سے کبھی سوچا کرتی ہوں کہ اللہ میاں نے ہمیں اس طرح بھوکا اور پیاسا رہنے کا حکم کیوں دیا ہے

منیرہ۔ (مسکراکر) میں کوئی مولوی یا عالم ہوں مجھے روزے کے تمام فائدے کیا معلوم البتہ دو چار موٹی موٹی باتیں جو میری سمجھ میں آگئی ہیں وہ میں تمہیں بتائے دیتی ہوں بات یہ ہے کہ ہمارے پیدا کرنے والے نے ہماری فطرت میں یہ خواہش رکھدی ہے کہ ہم الگ الگ زندگی گذارنے کی بجائے آپس میں مل جل کر رہیں اور اسی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے یعنی اس کی طبیعت میں یہ داخل ہے کہ بستیاں بنا بنا کر رہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر وہ اس طرح نہ رہتا تو لاکھوں برس گذر جانے کے بعد آج بھی وہ اسی قدر وحشی اور اسی قدر جاہل ہوتا کہ جتنا پہلے دن تھا جب ہر شخص کو اپنا ہر ایک کام اپنے ہی ہاتھ سے کرنا پڑتا اور کاموں اور پیشوں کی اس طرح تقسیم نہ ہوتی کہ جیسی اب ہے تو اپنے روزمرہ کے کاموں سے کسی ایک شخص کو بھی اتنی فرصت نہ ملتی کہ وہ دنیا کی کسی بات پر غور کرتا اور روزمرہ نئی باتیں تحقیق کرکے نئی نئی چیزیں ایجاد کر سکتا اس کی زندگی بالکل ایک گائے یا بیل کی طرح گذرتی جو صبح سے شام تک جنگل میں اپنی خوراک تلاش کرکے بمشکل اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور شام کو اس قدر تھک جاتے ہیں کہ پھر چپکے سے سو رہنے کے سوا اور کچھ نہیں

کر سکتے۔

ہر مذہب نے جو ہمارے خدا کی طرف سے دنیا میں آیا لوگوں کو ایسے ہی طریقوں کی تعلیم دی کہ جن سے ان کی آپس کی منافرت اور بیگانگی دور ہو اور وہ ایک دوسرے سے مل جل کر رہنا سیکھ جائیں اسلام چونکہ خدائے پاک کا آخری پیغام ہے اور اب اس کے بعد خدا کی طرف سے کوئی ہدایت یا حکم انسانوں کے نام آنا باقی نہیں ہے اس لئے اس کے ذریعہ سے تمام پچھلی تعلیمات مکمل کر دی گئی ہیں اور اس میں عبادت کے طریقے بھی ایسے ہی رکھے گئے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کے دل میں اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور محبت پیدا ہو آپس کا اتفاق اور اتحاد بڑھے اور جہاں تک ممکن ہے لڑائی جھگڑوں کا بالکل خاتمہ ہو جائے تم خود جانتی ہو کہ سینکڑوں ہزاروں ایسے امیر آدمی یہاں موجود ہیں جو اچھے سے اچھا کھاتے پیتے ہیں اور دن رات عیش کرتے ہیں اور انھیں خبر تک نہیں ہوتی کہ ان کے دیوار تلے ایک بیوہ اور اس کے دو چار بچے دو وقت کے فاقہ سے پڑے ہیں ان امیروں کے دل اس قدر سخت ہوتے ہیں کہ بھوکے ننگے جب آکر ان سے سوال کرتے ہیں تو وہ غصہ سے انھیں دھتکار دیتے ہیں یہی نہیں بلکہ نوکروں سے دھکے دیکر نکلوا دیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں معلوم ہی نہیں ہے کہ آدمی کو جب ایک وقت روٹی نہیں ملتی ہے تو اس پر کیا کچھ گذرتی ہے اور اس کی کیسی حالت ہو جاتی ہے لیکن یہی امیر لوگ جب مہینہ بھر تک خود بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھائیں اور روزے رکھیں تو انھیں غریبوں کے دکھ سے تجربہ کی وجہ سے ناواقفیت نہیں رہ سکتی بھوکے کی زرد صورت دیکھتے ہی انھیں یاد آجاتا ہے کہ رمضان میں صرف برائے نام بھوکے رہنے سے انھیں کتنی تکلیف ہوئی تھی اور وہ اس غریب کی مدد کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اس طرح گویا غریبوں اور ناداروں کا درد امیروں کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور خدا کی جس نعمت کے ان کے گھروں میں انبار لگے ہوئے ہیں اس میں وہ ان بدنصیبوں کو بھی تھوڑا بہت شریک کر لیتے ہیں۔

انسانوں کے آپس کے برتاؤ کے متعلق اسلام کی تعلیم کا لب لباب اخوت مساوات اور محبت ہے روزہ کے ذریعہ سے اخوت کی تعلیم تو اس طرح ملتی ہے کہ امیروں کے دل میں غریبوں کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور وہ انھیں اپنے ہی جیسا انسان اور اپنا بھائی خیال کرنے لگتے ہیں اور مساوات کی تعلیم بھی اس طرح مل جاتی ہے کہ لاکھوں اور کروڑوں روپے کا مالک ہونے کے باوجود ایک امیر آدمی مہینہ بھر تک تمام تمام دن بالکل اسی تکلیف اور اسی محتاجی میں مبتلا رہتا ہے کہ جس میں اس کا غریب مفلس بھائی مبتلا ہے اور اس کی امیری اس کی بھوک کی تکلیف میں کوئی فرق نہیں پیدا کر سکتی اس حالت میں اسے اچھی طرح محسوس ہو جاتا ہے کہ اس کی نگاہ میں امیر و غریب سب برابر ہیں اور سرمایہ داروں کو مزدوروں پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ محبت بھی روزہ کے ذریعہ سے اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ امیر و غریب دونوں جب ایک ہی سی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو انھیں قدرتی اور طبعی طور پر ایک دوسرے سے انس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ منافرت اور بیگانگی باقی نہیں رہتی جو معمولی حالت میں امیر و غریب کے درمیان ہوا کرتی ہے جس کا نمونہ آج تمام دنیا میں سرمایہ دار اور مزدور کی جنگ کی صورت ظاہر ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ قومی زندگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تمام قوم کو اس بات کی عادت ہو کہ ضرورت کے وقت بلا تکلف ہر قسم کی تکلیف قوم کی خاطر اپنے اوپر برداشت کر لے اور اپنا مال اور اپنی جان اور اپنا عیش و آرام سب کچھ قوم پر قربان کر دے جس قوم میں یہ عادت موجود نہیں ہے وہ دنیا میں ہرگز ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی اور جس قوم میں زندگی کی یہ علامت سب سے زیادہ موجود ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی روزہ ہم میں یہ عادت بھی پیدا کر دیتا ہے کہ جب کبھی ضرورت پڑے تو قومی مقصد کی خاطر اپنا عیش و آرام چھوڑ کر ہر طرح کی تکلیفیں اٹھانے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور یہ نہ ہو کہ وقت پر تھوڑا سا روپے پیسے کا لالچ یا انعام اور خطاب کی حرص ہمارا دامن پکڑ لے اور ہم قوم کے لئے قربانیاں کرنے کی بجائے قوم سے غداری کرنے پر تیار ہو جائیں۔

صحیح قومی زندگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ قوم میں سپاہیانہ عادتیں بھی موجود ہوں کیونکہ جب تک تمام دنیا کے انسان زندگی کے مقصد کو نہ سمجھ جائیں اور ان سب کی زندگی کا معیار بلند نہ ہو جائے اس وقت تک قوموں کی آپس کی لڑائیاں بند نہیں ہو سکتیں اور بڑی سے بڑی صلح پسند قوم کو بھی کبھی نہ کبھی جنگ اور خونریزی سے واسطہ پڑنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ لڑائی میں اسی فوج کو کامیاب ہونے کا زیادہ موقع ہے جس کے سپاہی تکلیفیں اٹھانے کے عادی ہوں روزہ ہم میں یہ عادت بھی پیدا کر دیتا ہے کہ اگر لڑائی کے موقعہ پر کبھی روٹی یا پانی میسر نہ آئے جیسا کہ اکثر ہوا ہی کرتا ہے تو ہماری فوج بیتاب اور بیکار نہ ہو جائے بلکہ اس حالت میں بھی اس قابل ہو کہ ایک یا دو وقت کا فاقہ کرنے کے بعد نہایت اطمینان کے ساتھ اپنا کام کر سکے۔

زہرہ۔ آپا میرے تو وہم و گمان میں بھی یہ باتیں نہ تھیں اور میں تو ہمیشہ یہی سمجھتی رہی کہ بس یہ ایک عبادت کا طریقہ ہے جو ہمارے لئے مقرر کر دیا گیا ہے یہ تو مجھے آج معلوم ہوا کہ اس میں بھی بڑے بڑے مقصد اور بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں

منیرہ۔ ابھی تم نے اس کا سب سے بڑا فائدہ تو سنا ہی نہیں۔

زہرہ۔ وہ کیا؟

منیرہ۔ وہ یہ کہ اس کے ذریعہ سے انسان معمولی حیوانیت کے درجہ سے بلند ہو کر انسانیت کے اس درجہ پر جا پہنچتا ہے کہ جہاں وہ اشرف المخلوقات کا خطاب پاتا ہے اور فرشتے بھی اسے سجدہ کرتے ہیں۔

زہرہ۔ (تعجب سے) وہ کیسے؟

منیرہ۔ روزہ صرف اس چیز کا نام تو نہیں ہے کہ صبح سویرے منہ اندھیرے خوب پیٹ بھر کر دودھ جلیبیاں کھائیں دن بھر کچھ نہ کھایا اور شام کو سورج چھپتے ہی پھر بہتر سے بہتر غذائیں پیٹ میں ٹھونسنے بیٹھ گئے روزہ تو میری بہن آنکھ کا بھی رکھنا پڑتا ہے زبان کا بھی رکھنا پڑتا ہے ہاتھ کا بھی رکھنا پڑتا ہے پاؤں کا بھی رکھنا پڑتا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ نیت اور دل کا بھی رکھنا پڑتا ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم اپنی آنکھ زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل سب پر پورا پورا قابو پا لیتے ہیں اور سب پر اختیار رکھیں گے اور ان میں سے کسی کو غلط راستے پر نہ چلنے دیں گے ہماری نظریں اگر ہم عورت ہیں تو کسی مرد پر اور اگر مرد ہیں تو کسی عورت پر للچائی ہوئی نہ پڑیں گی ہماری زبان سے کسی کے حق میں کوئی برا کلمہ یا جھوٹ نہ نکلیگا نہ اس کے ذریعہ سے کسی پر بہتان باندھے جائینگے اور نہ کسی کی غیبت کی جائیگی ہمارے ہاتھ کسی کمزور کو ستانے یا کسی کا مال چرانے یا جھوٹی دستاویزیں لکھنے یا اور اسی قسم کے برے کام کرنے کے لئے

نہ ہوں گے ہمارے پاؤں ہمیں کسی ایسی جگہ نہ لیجائینگے جہاں ہمیں نہ جانا چاہئیے یا جہاں جاکر ہم دوسرے کی تکلیف اور ایذا کا باعث بنیں اور ہمارا دل ایسے تمام خیالات سے پاک اور صاف رہے گا جن میں گناہ اور معصیت کی آلودگی ہو اور ظلم اور گناہ کے منصوبے سوچنے کی بجائے ایسی تدبیریں سوچنے اور ایسے ارادے کرنے میں مصروف رہے گا جن سے ہماری قوم کو ہمارے ملک کو اور کل بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے۔ دوسروں کے درد سے ناآشنا اور بے پروا رہنے کے بجائے وہ ہر دردمند اور ہر محتاج کی مدد کے لئے تیار بلکہ بیقرار رہے گا خواہ وہ دردمند ہمارا دشمن ہی کیوں نہ ہو اب تم سوچو کہ جب انسان میں یہ اعلیٰ صفات پیدا ہو جائیں تو کیا وہ صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات نہ بنجائیگا اور یہ ضبط و تحمل یہ رواداری اور اپنی خواہشات اور جذبات پر اس درجہ قابو روزہ ہی کے ذریعہ سے ہم میں پیدا ہوا کرتا ہے۔

زہرہ۔ آپا آپ نے تو میری آنکھیں کھولدیں میں تو رات دن یہی دیکھا اور سنا کرتی تھی کہ روزہ رکھنے سے آدمی اچھا خاصا پاگل کتا ہو جاتا ہے اور ہر کسی کو کاٹ کھانے کو دوڑا کرتا ہے اماں جان اللہ بخشے اباجان کے سامنے رمضان بھر کسی دن میں جاتی ہی نہ تھیں اور ایک اباجان کیا سارا گھر ہی ان کے روزہ کے ڈر سے کانپتا رہتا تھا ہمارے محلہ میں مولوی عبدالمنان صاحب رہتے ہیں ان سے شام کے وقت ایک شخص کوئی مسئلہ پوچھنے گیا مولوی صاحب نے اسے مسئلہ بتا دیا مگر وہ شخص مطمئن نہ ہوا اور کہا کہ فلاں مولانا صاحب نے تو اس کے خلاف فتویٰ دیا تھا بس پھر کیا تھا اللہ دے اور بندہ لے مولوی صاحب اچھے موٹے تازے آدمی ہیں اسے بیچارے کو زمین پر دے مارا اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے ایک ہاتھ سے اس کا گلا گھونٹ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے برابر گھونسے مار رہے تھے منہ سے کف اڑ رہا تھا اور ہر گھونسے کے ساتھ اسے کافر و مردود کہتے جاتے تھے وہ تو کہو کہ اس غریب کی زندگی تھی کہ کچھ اور لوگ اتفاق سے آ گئے اور انہوں نے بڑی مشکل سے اسے مولوی صاحب کے پنجے سے چھڑایا تو آپا میں ابھی تک سچ کہوں کہ روزہ کے نام سے ڈرا کرتی تھی۔

منیرہ۔ رمضان میں بھوک کی حالت میں آدمی کا غصہ بڑھ جاتا ہے اور اسی حالت کو قابو میں رکھنے کا نام روزہ ہے ایک تمہیں پر موقوف نہیں ہم سبھی لوگوں کی نظر سے اس قسم کے افسوسناک تماشے گذرتے رہتے ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ اپنے نفس کی پاکیزگی کے لئے روزے نہیں رکھتے بلکہ دنیا کو دکھانے کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نمود و نمائش کا مقصد اس طرح اور بھی خوبی کے ساتھ پورا ہوا کرتا ہے کہ بیوی یا بیٹی یا نوکر چاکر کو گالیاں دینا اور مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور اس طرح سارے محلہ کو خبر ہو گئی کہ آج میر صاحب کا یا خانصاحب کا روزہ ہے، مگر بہن! حقیقت یہ ہے کہ اس کا نام روزہ نہیں ہے ان باتوں سے تو روزہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے روزہ تو اس لئے ہوتا ہے کہ دل سے غم و غصہ کے تمام خیالات دور ہو جائیں اور انسان کی روح ہلکی پھلکی اور ترو تازہ ہو جائے تمہیں یاد ہو گا کہ مہاتما گاندھی نے جب ان کا دل اپنی قوم کی طرف سے غم و غصہ سے بھرا ہوا تھا تو اکیس دن کا روزہ رکھا تھا اور میں تم سے سچ کہتی ہوں کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید ان کی روح پھر کبھی وہ تازگی حاصل نہ کرتی جو انھیں حاصل ہو گئی اور ان کا دل پھر کبھی شگفتہ نہ ہوتا۔

زہرہ۔ اچھی آپا! یہ گاندھی جی تو ہندو ہیں انہوں نے روزہ کیوں رکھا؟

منیرہ۔ بہن روزہ رکھنا تو قریب قریب ہر مذہب نے سکھایا ہے۔ اور گاندھی جی کا ہندو یا مسلمان کیا! وہ اپنے آپ کو ہندو کہتے ضرور ہیں لیکن تم یہ بتاؤ کہ وہ کونسا کام اسلامی تعلیم کے خلاف کرتے ہیں اصل یہ کہ اسلام مذہب فطرت ہے اور کوئی شخص جس کی فطرت صحیح اور سلیم ہو اس راستہ کے خلاف جا ہی نہیں سکتا جو اسلام نے بتایا ہے۔ گاندھی جی خدا کو مانتے ہیں ہر ایک پیغمبر کی عزت کرتے ہیں، بتوں کو نہیں پوجتے گائے کا احترام کرتے ہیں اور اسے ماتا سمجھ کر اس سے محبت بھی کرتے ہیں لیکن عام ہندوؤں کی طرح وہ اسے پوجتے نہیں سچائی کے عاشق ہیں کسی پر ظلم کبھی نہیں کرنا چاہتے اور اپنی قوم اور اپنے وطن بلکہ تمام انسانوں کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں یہی نہیں بلکہ اس مقصد کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں اب تم ہی سوچو کہ اگر وہ مسلمان ہو جاتے تو اور کیا کرتے زیادہ سے زیادہ یہی کہ ہماری اور تمہاری طرح عربی زبان میں توحید کا کلمہ پڑھ لیتے یا یہ کہ اپنے طریقہ پر خدا کی عبادت کرنے کے ہمارے طریقہ پر نماز پڑھ لیا کرتے لیکن یہ سب چیزیں تو زبانی اور ظاہری ہیں جہاں تک دل اور نیت کا تعلق ہے وہ اسلام سے بہت ہی قریب ہیں اور اسلام کے سکھائے ہوئے بہت سے اصولوں پر تو ہزاروں مسلمانوں سے زیادہ اچھی طرح کاربند ہیں۔

زہرہ۔ اچھا آپا! دیکھو تو بات میں بات نکلتی چلی آتی ہے اور ذکر کیا ہو رہا تھا اور اب کہاں پہنچ گیا۔ میں جو کچھ کہہ رہی تھی اس کا آپ نے کچھ جواب ہی نہ دیا خدا کے لئے مجھے کچھ بتایئے کہ میں کیا کروں اور کس طرح انہیں پھر آدمی بناؤں

منیرہ۔ بہن وہ اب بھی آدمی ہیں تمہاری کوئی نہ کوئی بات انھیں ناگوار گذری ہے اسے کسی طرح معلوم کر کے اس کی تلافی کر دو

(۲)

زہرہ باورچیخانہ میں بیٹھی کھانا پکا رہی تھی دیگچی چولہے پر چڑھی تھی اور وہ مسالہ بھوننے میں مصروف تھی اس کے قریب ہی ایک چھوٹی دیگچی میں دودھ رکھا تھا جو ابھی ابھی آیا تھا اور جسے وہ ہانڈی میں شوربا ڈالنے کے بعد گرم کرنے کا ارادہ کر رہی تھی۔

بلی چپکے چپکے دبے پاؤں آئی اور یہ دیکھ کر کہ زہرہ کی توجہ چولہے کی طرف ہے بنہایت اطمینان سے دودھ پینے میں مصروف ہو گئی زہرہ نے جب منہ پھیر کر ادھر دیکھا تو اس وقت تک وہ سارا دودھ ختم کر چکی تھی اور دیگچی میں بمشکل چند قطرے باقی تھے۔

ہائے اللہ میں کیا کروں! اس بلی نے تو میرا ناک میں دم کر دیا ہے غضب خدا کا ابھی ابھی آدھ سیر دودھ منگا کے رکھا تھا ذرا سے لمحہ میں وہ سارا پی گئی۔

اسلم۔ کیا آج پھر بلی نے آپ کو کوئی تازہ صدمہ پہنچایا؟ مجھے سخت افسوس ہے۔

زہرہ۔ میں کہتی ہوں کہ آخر تم مجھ سے ایسی باتیں کیوں کیا کرتے ہو؟ میں نے اس تمہاری چہیتی بلی پر کوئی جھوٹا الزام تو نہیں لگایا تھا خالی دیگچی دکھا کر دیکھو تو اس میں کوئی بوند اس نے چھوڑی ہے؟ میرا کیا نقصان ہے مجھ سے کہو میں سارا گھی گوشت دودھ روز اسی کو کھلا دیا کروں۔

اسلم۔ بلی صرف ایک جانور ہی ہوتی ہے وہ کسی کے نفع اور نقصان کو کیا

جانے اسے اپنے کہانے کی چیز جہاں کہیں بھی مل جائیگی وہ ضرور اس میں منہ ڈالے گی آپ اگر اپنی چیزیں اس سے محفوظ رکھنی چاہتی ہیں تو انہیں ڈہک کر اور بلکہ ضرورت ہو تو تالوں میں بند کر کے رکہئیے اس سے کیا فائدہ کہ اپنا قصور ایک غریب بیزبان کے سر لگا دیا جائے۔

زہرہ۔ اے ہے تو میرے اللہ میں نے اسے کیا کہا ہے؟ قصور تو میں جانتی ہوں کہ ہر حالت میں میرا ہی ہوتا ہے دودھ کو آئے ابہی دو منٹ بہی تو نہیں ہوئے تھے اور میں کچھ خالی تو بیٹھی نہ تہی کام ہی کر رہی تہی میری تو عادت ہی نہیں تہی کہ کسی چیز کو کہلا پڑا رہنے دوں میری تو قسمت ہی بُری ہے روٹے گی انگوڑی بلی سے بہی میں گئی گذری ہو گئی (اچہی طرح آنسو بہنے لگے)

اسلم۔ جس انسان میں انسانیت نہ ہو وہ ایک بلی ہی پر کیا منحصر ہے ہر جانور سے گیا گذرا ہے (کسی قدر سخت لہجہ میں) یہ یقیناً تمہارا فرض ہے کہ اپنی ہر چیز کو سنبھال کر رکہو اگر تم اپنا فرض نہیں ادا کر سکتی ہو تو خواہ مخواہ غریب بلی کو کیوں بُرا کہتی ہو۔ میں ان سب باتوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ تم مرغیاں پالنی چاہتی تہیں اور چونکہ میں نے اس خیال سے تمہیں اس کی اجازت نہ دی کہ گھر میلا ہوگا اور خود اپنے شوق سے ایک بلی لے آیا تو اب تمہیں اس سے اس لئے نفرت ہے کہ تمہارے شوق کے جانور تو پالے نہ گئے اور میں نے اپنا شوق پورا کر لیا میں پہلے بہی کہہ چکا ہوں اور اب پہر کہے دیتا ہوں کہ خواہ دنیا ادہر کی ادہر ہو جائے مگر یہ بلی اس گھر سے نہیں نکلے گی اور خواہ تم روؤ یا ہنسو مرغیاں اس گھر میں نہیں پلیں گی۔

زہرہ۔ (بھرائی ہوئی آواز میں) کہتا کون ہے کہ مرغیاں پالو میں نے اگر کہا تھا تو تمہارے ہی فائدہ کے لئے کہا تھا روپے روپے کے اُنڈے آیا کرتے ہیں مرغیاں گھر میں ہوتیں تو یہ خرچ بچ جاتا اور بلی کو میں نے کون سے دن منع کیا تھا تم چار اور لا کے پال لو۔ میں انسان ہوں اور میرے دو ہی ہاتھ ہیں جہانتک مجھ سے ہو سکے گی حفاظت کروں گی اور نہیں ہو سکیگی تو پھر تم جانو اور تمہاری بلیاں جانیں۔ میں تو ہزار دفعہ کہہ چکی ہوں کہ میں پھوہڑ ہوں میں سگھڑ اپا کہاں سے لاؤں جہاں سے بلی لائے تھے وہیں سے کوئی بلی پالنے والی اور گھر کو سنبھالنے والی بھی لے آؤ یہ بلیوں اور کتیوں پر رکھ رکھ کر الزام کیوں لگاتے ہو۔ صاف ہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میرا دل تجھ سے بُرا ہو گیا ہے (پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی)

———— (۴) ————

مظفر پور میں یوں تو ہر سال ہی جاڑا بخار پھیلا کرتا تھا مگر اس سال اس کی کچھ ایسی شدت ہوئی کہ گھر میں دس آدمی ہیں تو دسوں پڑے ہیں اور کوئی دوا لانے والا یا پانی کی بوند منہ میں ڈالنے والا تک نہیں ہے۔

اسلم کا گھر بہی اس عالمگیر وبا کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا سب سے پہلے اسلم کا بچہ بیمار ہوا اور جب تقریباً بیس روز تک تکلیف اٹھانے کے بعد اس کی طبیعت درست ہوئی تو خود اسلم پڑ گیا اور ایسا پڑا کہ ایک ہفتہ تک تو بظاہر اس کے بچنے کی امید ہی کم معلوم ہوتی تہی بخار کی شدت کا یہ عالم تہا کہ بدن پر ہاتھ نہیں رکہا جاتا تھا اور اسلم ہر وقت ایک نیم بیہوشی کی حالت میں پڑا ہوا خدا جانے کیا کیا بڑبڑاتا رہتا تھا اس کے فقرے اگرچہ اکثر بے ربط اور غیر مسلسل ہوتے تھے اور ان میں سے بعض کو لایعنی بہی کہا جا سکتا تھا لیکن ان میں سے اکثر صحیح اور بامعنی ہوتے تھے اور ان سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے دل میں زہرہ کی طرف سے غبار بھرا ہوا ہے۔

زہرہ غریب سر جھکائے رنج اور افسوس کی حالت میں تقریباً ہر وقت اس کے سرہانے بیٹھی رہا کرتی تہی اور بعض اوقات اس کے ہذیانات سن سن کر اس کے آنسو نکل آتے تھے لیکن اس کی محبت اسے اس بات کی اجازت کبہی نہ دیتی کہ کسی بات پر ناراض ہو کر یا لوٹ کر جواب دے۔

ایک ہفتہ کے بعد اسلم کی حالت کسی قدر بہتر ہو گئی اور اب اس نے دیکھا کہ وہی زہرہ جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ محبت کرنا جانتی ہی نہیں انتہائی محبت اور دلسوزی کے ساتھ اس کی تیمارداری میں مصروف ہے اور اس کی خدمت گذاری پر اپنا آرام اور اپنی نیند سب کچھ اس نے قربان کر دی ہے اب بستر پر لیٹے لیٹے وہ اکثر یہی سوچا کرتا تھا کہ کیا زہرہ کے متعلق میرے شکوک اور شبہات سب غلط تھے کیا وہ فی الحقیقت مجھ سے محبت کرتی ہے۔

ان حالات پر دو ہفتے اور گذر گئے اور اب اسلم اچہی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا لیکن وبا نے گھر کا پیچھا اب بہی نہ چھوڑا اور اب زہرہ کی باری آئی اسلم کی بیماری میں اس نے اپنی جان پر حد سے زیادہ تکلیف اٹھائی تہی اور بہت کمزور ہو گئی تھی اب بخار جو آیا تو چار ہی دن میں بالکل نڈھال اور بے حال ہو گئی۔

اسلم کے دل میں اس کے ایثار نفس اور اظہار الفت نے محبت کی دبی ہوئی چنگاری کو پھر کسی قدر ہوا دی تہی اور پھر اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کا دل زہرہ کی طرف کھنچ رہا ہے وہ اب بہی اگرچہ کسی قدر الگ ہی الگ رہتا تھا اور گذشتہ زمانہ کی طرح اس کا شیدائی نہیں بنا تھا لیکن اب وہ نفرت اور وہ بیگانگی بہی باقی نہ تہی جس نے زہرہ کی زندگی وبال کر دی تہی اس نے بہی زہرہ کی خدمت کی اور گو بہت زیادہ محبت کا اظہار نہ کیا مگر تیمارداری میں بہت کافی تکلیف اٹھائی۔ زہرہ جب زیادہ رات گئے تک اسے اپنے سرہانے بیٹھا دیکھتی تو منت اور خوشامد کرتی کہ وہ جا کر سو رہے لیکن اسلم اگر محبت کی وجہ سے نہیں تو اسی خیال سے مجبور ہو کر کہ زہرہ خدمات کا معاوضہ کر دیا جائے پہر بہی بیٹھا رہتا اور سونے کے لئے نہ جاتا۔

رات کا وقت تہا زہرہ کو ایک سو چار درجے کا بخار چڑھا ہوا تھا اور درد سر کی تکلیف سے وہ سخت بیتاب تہی اسلم حسب دستور اس کے سرہانے ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا سامنے صحن میں اسلم کی بلی ایک چھوٹی سی چوہیا کا ناشتہ کر لینے کے بعد اطمینان اور مسرت کے عالم میں لیٹی ہوئی اپنے ہاتھ اور منہ صاف کر رہی تہی کہ یکایک ایک بہت بڑا سا بلا آیا موتی (یہ اسلم کی بلی کا نام تھا) فوراً سنبھلی اور جسم کے بال اور مونچھ اونچی کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئی دونوں نے پہلے خوب غاں غاں کر کے ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور اس کے بعد دست و گریبان ہونے تک نوبت پہنچ گئی موتی بہت ہی نازک اندام اور چھوٹی سی بلی تہی اور بلا بہت ہی بڑا اور موٹا تازہ اس لئے مقابلہ برابر کا نہ تھا موتی نے دو چار پنجے چلائے اور ایک آدھ مرتبہ اسے کاٹا بہی مگر اس بلے پر کچھ اثر نہ ہوا اور آخر کار اس نے ایک مرتبہ موتی کو ایسی مضبوطی سے پکڑ کر جھنجھوڑا کہ وہ کسی طرح نہ چھوٹ سکی اور پہر گلے

جست کرکے دانتوں سے اس کا گلا دبا دیا۔

اب حالات موتی کے قابو سے باہر ہو چکے تھے یہ تکلیف اس کے لئے ناقابل برداشت تھی اس کے ہاتھ پاؤں سب ڈھیلے پڑ گئے اور درد اور کرب سے تڑپ کر اس نے عالم بے اختیاری میں بڑے زور سے چیخ ماری۔

موتی کی دردناک چیخ کی آواز کا سننا تھا کہ زہرہ نے بیقرار ہوکر اپنے اوپر سے رزائی پھینک دی انتہائی تیزی کے ساتھ اٹھی "ہے ہے کمبخت نے میری موتی کو مار ڈالا" کہتی ہوئی وہ دوڑی بھاگتے ہوئے بلے کے ایک لات ماری اور موتی کو گود میں اٹھا کر پیار کرتی ہوئی لائی اور اپنی چارپائی پر بٹھا کر ہانپنے لگی۔

اسلم نے یہ سب کچھ دیکھا وہ بھی کھڑا ہو گیا تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ دوڑنے کا ارادہ کرے یہ سب کچھ ہو چکا تھا اور اب وہ انتہائی حیرت سے کھڑا ہوا یہ دیکھ رہا تھا کہ زہرہ کمال شفقت و محبت سے موتی کے بالوں سے خون پونچھ رہی ہے۔ زہرہ کے چہرہ سے اس کے دلی رنج کی کیفیت ظاہر ہو رہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر اس کے اپنے بچے کے چوٹ لگتی تب بھی وہ اس سے زیادہ غمگین نہ ہوتی اور اپنے بخار اور درد سر کو وہ بالکل بھول چکی تھی اور اپنے ضعف اور نقاہت کا اسے مطلق احساس نہ تھا۔

"کیا زہرہ کو موتی سے محبت ہے؟ کیا میرے سارے کے سارے خیالات غلط تھے؟" اسلم نے اپنے دل میں کہا اور ایک ایسی نگاہ زہرہ پر ڈالی جس سے محبت اور تعظیم ٹپکتی تھی۔

اسلم۔ (مسکرا کر) تم اس کے لئے اس قدر رنجیدہ کیوں ہو؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے تھا کہ اچھا ہوا موتی زخمی ہو گئی۔

زہرہ (اسی طرح نیچی نظر کئے) اس کے زخمی ہونے سے میں کیوں خوش ہونے لگی تھی۔ (موتی کو پیار کرکے) ہائے ہائے! کمبخت نے کیسے زور سے دانت دئے ہیں وہ تو خیر ہوئی کہ میں نے دیکھ لیا نہیں تو وہ آج اسے مار ہی ڈالتا۔

اسلم۔ زہرہ! کیا تمہیں سچ مچ اس بلی سے محبت ہے؟ کیا واقعی تم اس سے نفرت نہیں کرتیں؟

زہرہ (کسی قدر ہنس کر) تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو بھلا مجھے اس سے نفرت کیوں ہوتی مجھے تو اس سے محبت ہے ہاں کبھی کبھی وہ کچھ نقصان کر دیتی ہے تو غصہ آجاتا ہے۔

اسلم۔ کیا تمہیں مجھ سے بھی محبت ہے؟

زہرہ۔ (کسی قدر شرما کر) یہ میں کیا جانوں؟ اپنے دل سے پوچھو

اسلم۔ (محبت آمیز نظروں سے دیکھ کر) تو پھر تمہارا برتاؤ میرے ساتھ کیوں اس قدر برا ہوتا تھا کہ میں ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔

زہرہ۔ اور اس دن کو مجھے تو رکھے جب مجھے تم سے نفرت ہو میں تو رات دن اسی غم میں گھلا کرتی ہوں کہ خدا جانے مجھ سے ایسا کون سا قصور ہو گیا ہے کہ تم ایکدم سے بالکل بدل گئے۔

اسلم۔ تمہیں یاد تو ہوگا کہ جب میں اس بلی کو لایا تھا تو تم نے کہا تھا کہ میں ہرگز ہرگز اپنے گھر میں بلی نہیں رکھوں گی اور اس کے بعد میں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ تم اس کی صورت سے جلتی ہو۔

زہرہ۔ میں نے تو ہنسی سے کہا تھا نہیں تو کیا مجھے بلی سے کوئی خدا واسطے کی عداوت تھی میں کبھی اس سے جلتی بھی نہیں تھی تم خواہ مخواہ ہر بات میں اس کے قصور پر مجھے برا کہا کرتے تھے تو میں بھی اسے برا بھلا کہہ دیتی تھی۔

اسلم۔ (مسکرا کر) بعض وقت ذرا ذرا سی بدگمانیوں کے کیسے برے نتیجے نکلتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میری زندگی اس خیال سے تلخ ہو چکی تھی کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں۔

زہرہ۔ (اٹھلا کر) بس اب یہ جھوٹ موٹ کا پیار رہنے دو کل کو تم پھر ویسے ہی ہو جاؤ گے جیسے اب تک ہو گئے تھے

اسلم۔ میں اپنی غلطی پر نادم ہوں مگر کسی قدر قصور تمہارا بھی ہے

زہرہ! (ہنس کر) میں باقاعدہ معافی مانگتی ہوں

اسلم (ہنس کر) اچھا لاؤ اب اس موتی کو کہیں دور چھوڑ دادیں اس کی وجہ سے ہمارا گھر تباہ ہی ہو گیا تھا۔

زہرہ (موتی کو خوب چمٹا کر) واہ! اسی کی بدولت تو بگڑا ہوا گھر آج بنا ہے۔

تفسیر حقانی اردو آٹھ جلد

ان مسلمانوں کے لئے جو دل سے کلام الٰہی کے معنی و تفسیر حقائق اور رموز قرآن شریف سمجھنے کے لئے بیتاب و مشتاق ہیں اور ان مسلم بیبیوں کے لئے جو اپنے اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام سننے کی سچی مشتاق ہیں اور ان علماء کے لئے جو عربی کی بڑی بڑی تفاسیر نہیں خرید سکتے اور ان طلباء کے لئے جو صحیح طور سے واعظ و مفسر بننا چاہتے ہیں اور ان مساجد کے اماموں کے لئے جو روزمرہ صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کو قرآن شریف کا ترجمہ سنانا چاہتے ہیں اور ان مناظرہ و مباحثہ کرنے والوں کے لئے جن کو مخالفین اسلام سے واسطہ پڑتا ہے یہ تفسیر نہایت معتبر مستند اور اس کی روایات صحیح اور سلف صالحین کے عقیدے اور طریقے کے موافق ہے اس میں ان تمام تشکیک و شبہات اور سوالات کے جوابات ہیں جو مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں یہ تفسیر اسلامی عقائد عبادات و معاملات کے مسائل کا حل اور علم و تصوف کی روحانی تعلیم کا آئینہ ہے تقریباً پچاس کے عرصہ میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے کوئی اسلامی درسگاہ اور کوئی اہل علم اس کے مطالعہ سے محروم نہیں رہا اب چھٹی مرتبہ نہایت اہتمام کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر جو نہایت دبیز چکنا ولایتی ۲۰×۲۶ پر طبع ہوئی ہے لکھائی چھپائی عمدہ اور تصحیح نہایت غور سے کی گئی ہے متن قرآن شریف جلی قلم سے مع صحیح اعراب نیچے بامحاورہ اردو سلیس ترجمہ پھر تفسیر کے متعلق ترکیب شان نزول ربط آیات وغیرہ۔ یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے وزن ۹ سیر مقدمۃ القرآن یعنی پہلی جلد دو روپے دوسری سے آٹھویں تک ہر ایک جلد چار روپے۔ الگ الگ جلدیں خریدنے کی صورت میں کل تفسیر تیس روپے کی ہوتی ہے (۳۰) مگر پوری تفسیر منگانے والوں کو رعایتہً ۲۵ روپے میں ملتی ہے محصول ۱۱؍ بذمہ خریدار۔

کامل تفسیر طلب کرنے والے دس روپے پیشگی روانہ کریں

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

تماشائے اہل کرم دیکھیے

اس زبان سے اور انسان سے کیونکر شکر کارساز ہوسکتا ہے جو ذرا سی بھی تکلیف اور تہوڑی سی بھی بے اطمینانی نہ سہار سکے، حالانکہ یہ تکلیفیں اور بے اطمینانیاں مقابلتاً راحتیں ہیں جیسا کہ دوسرے لوگ اس کساد بازاری بے روزگاری کا مقابلہ کر رہے ہیں،

ہزار ہزار احسان ہے اس خدائے توانا اور کارساز حقیقی کا جس نے اس ہلچل اور بے اطمینانی کے دور میں بھی اپنے سب سے ناکارہ بندے کی دستگیری فرمائی، اور لوگوں کو اپنے مقبول دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائی۔ اور بڑہا ہوا قرضہ حال مہینہ ہی ختم کرا دیا، فالحمد للہ والشکر للہ

برادران معظم گذشتہ دو ماہ سے قرضہ مولوی غیر محسوس طریقہ سے بڑہنے لگا ہے، اور مولوی کے دفتر کے حساب کی ایسی صورت نہیں ہے جس سے فوراً معلوم ہوسکے کہ کس وجہ سے قرضہ بڑہا بظاہر صرف تین چیزیں ہیں جن سے مولوی کی مالی حالت درست یا خراب ہوتی ہے، اول تو کتابوں کی فروخت دوسرے جدید خریداروں کی فراہمی، تیسرے قدیم خریداروں کی مفاقت یا مفارقت، ایک سرسری نگاہ ڈالی جائے تو اس مہینے تینوں شعبوں میں ہمت افزائی نہیں ہوئی، اور مالکان مولوی نے سرد مہری کو کام فرمایا، بہرحال ان کا پرچہ ہے ان کو اختیار ہے، وہ جیسی کوشش کریں گے ویسا ہی اپنے پرچہ کو بہتر پائیں گے،

رمضان شریف کا پرچہ خیال تہا کہ پندرہ ہزار چھپے گا اور بہتر صفحہ کا ہوجائے گا لیکن ابھی شعبان کا پرچہ وہی تیرہ ہزار ہے، کیونکہ اس ماہ میں پورے تیرہ ہزار خریدار نہیں ہوئے جو زائد چھپوایا جاتا۔ اور پچھلے معاونین کی مفارقت مستزاد ہے، اب تبلائیے رمضان تک پندرہ ہزار خریدار کیونکر ہونگے،

زائد ۸ صفحہ کے حجم کے لیئے سلسلہ وار مضامین میں تاریخ اسلام اور سیر الخلفاء و مشاہیر اسلام اور پڑہنے والے ہیں اس کے لیئے جو کچھ ممکن تہا کر چکا ہوں، جی ہی چاہتا ہے کہ رمضان شریف سے ۷۲ صفحہ کی ضخامت ہوجائے کاش یہ سوا سو روپیہ ماہوار کا زائد خرچ پورا ہوجاتا، یا میں اتنا مالدار ہوتا کہ بغیر اپیل کئے یہ رقم اپنے پاس سے لگا دیتا بارہ تیرہ ہزار خریدار اگر دو دو خریدار بھی مزید فراہم کردیں تو ایک ہی ماہ میں دوگنی اشاعت سے بھی زیادہ ہوجائے

اس مہینے میں بس اتنا کام اور زیادہ کر دیجیے

تو پچھلے بار سے بہت کچھ سبکدوشی ہوجائے۔ میں نے دو ہزار معری قرآن شریف اور ایک ہزار مترجم بترجمہ مولوی اشرف علی صاحب خریداران مولوی کی ضمانت و اعتماد پر قرض لے لیئے ہیں اور رمضان شریف میں انکی ادائیگی ضروری ہے۔ قرآن شریف دونوں لاجواب ہیں جیسا کہ نمونہ سے ظاہر ہوجائے گا اپنے حلقہ اثر اور مکاتب و مدارس میں انکی اشاعت کرا دیں، خدا کے فضل سے اس کوشش میں آپ کو ندامت ہرگز نہ ہوگی، کیونکہ یہ قرآن شریف بے مثل ہیں،

اول خوشنما معری یہ وہ معری قرآن شریف جس کی کتابت اس انداز کی ہے کہ کوئی بچہ غلط یا اٹک کر پڑہ ہی نہیں سکتا، ایک ایک حرف آئینہ ہے، اور مجال نہیں کہ کوئی نقطہ یا اعراب اپنی جگہ سے بال برابر بھی ٹلا ہوا ہو، ہدیہ بلا جلد ۱۲ مجلد پارچہ ایک روپیہ مجلد چرمی للعہ پانچ جلد مجلد پارچہ للعہ مجلد چرمی ساڑہے سات روپے دس جلد مجلد پارچہ آٹھ روپے چار آنہ اور مجلد چرمی چودہ روپے، کیا آپ اس کے لیئے کوشش نہ فرمائیں گے

دوم مترجم قرآن شریف کتابت ہندوستان کے سب سے بہتر خوشنویس منشی قاسم صاحب کی کتابت، مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ، حاشیہ پر بیان القرآن کا اقتباس، ابتدا میں ایک مختصر مقدمہ، ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف سوا دو روپے، چار جلد ساڑہے آٹھ روپے چار جلد اس لیئے لکہے کہ چار محصول میں چلے جائیں گے اور ایک کا محصول ۱۲ خرچ ہوتا ہے

میں نے ڈرتے ڈرتے صرف تین ہزار قرآن شریف لیئے ہیں ورنہ اتنے سستے ہدیہ کا قرآن شریف اگر مولوی کے دو خریداروں میں سے ایک ہی لے لے تو کم از کم ۶ ہزار قرآن شریف ہدیہ ہوسکتے ہیں، دیکھیے ذرا تساہل نہ کیجیے گا، اگر رمضان شریف تک یہ قرآن شریف ہدیہ ہوگئے تو رمضان شریف کا پرچہ انشاء اللہ ۷۲ صفحہ کا ہوگا،

رپورٹ اس مہینے کی یہی رپورٹ ہے جو اوپر بیان کی گئی، ہمت افزا اشاعت جب ہی ہوسکتی ہے کہ ہر شخص کو اس کا احساس ہو، معاونین کی فہرست دیکھنے کے بعد اندازہ ہوسکتا ہے کہ بیشتر احباب وہی ہوتے ہیں جنکا نام اکثر آتا رہتا ہے ورنہ مہینہ نئے نام ہونے چاہیئے تھے۔ تعجب تو یہ ہوتا ہے کہ مولوی جیسا پرچہ اور اس کے خریدار بنانے میں اس قدر دقت اور اس قدر اپیلوں کی ضرورت پڑتی ہے

اب ان معاونین کے اسمائے گرامی بھی پڑہ لیجیے جنہوں نے اس مہینے مولوی کی اشاعت میں کوشش فرمائی، خدا ان کی ایسی ہی مدد فرمائے جیسا کہ وہ مولوی کی مدد فرماتے ہیں

غیر معمولی شکریہ ان حضرات کا ادا کرتا ہوں جنہوں نے ۵ سے زیادہ اور کئی کئی دفعہ اسی مہینے میں خریدار دیئے، وہ حسب ذیل ہیں

جناب مولوی محمد ذکریا صاحب سب انسپکٹر پولیس خوشحال گڑہ، منشی عبد القدوس صاحب ہیڈ محرر تہانہ للیا، جناب عبد الواسع اشرف صاحب رائچور، مولوی محمد مرتضیٰ صاحب کلرک جیل کیمپ، جناب محمد مجید اللہ صاحب گورہ بازار کامٹی، محمد صولت حسین صاحب بریلی جناب محمد حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل بناپور جناب مولوی ممتاز الحق صاحب فضلی بھوپال، جناب محمد صادق شیدا صاحب باغبان پورہ، جناب قاضی محمد حسین صاحب ترگام

اسمائے معاونین و تعداد خریداران

اسمائے خریداران	تعداد	اسمائے خریداران	تعداد
جناب شاہ محمد عباد اللہ صاحب بردوان	۳	جناب غلام محمد صاحب کارخانہ سرسی	۱
〃 مولوی محمد ذکریا صاحب خوشحال گڑہ	۹	〃 شیخ واحد علی صاحب بالی گنج	۲
〃 جناب مجید صاحب بلی کیٹر	۳	〃 ایس ایم عین الحق صاحب گیا	۱
〃 حافظ محمد اسمعیل صاحب انگلہ	۳	〃 احمد اسماعیل صاحب گیا ببئی	۱
〃 محمد عبد الغفار صاحب لالہ گوڑہ	۵	〃 محمد صدیق صاحب لشکر گوالیار	۱
〃 بابو رحیم بخش صاحب پونہ	۳	〃 محمد ہدایت اللہ صاحب شہرت گنج	۱
〃 سردار سید احمد خاں صاحب ہنڈلہ	۲	〃 حکیم محمد فضل الٰہی صاحب سیالکوٹ	۱
ملک حسن الدین صاحب تہانہ گوال جبرہ	۴	〃 سلیم اللہ صاحب مدرس گنشی گنج	۱
حکیم عبد الرحیم صاحب منڈی میسور	۲	〃 شیخ داود صاحب کشن راجہ ساگر	۴
〃 منشی عبد القدوس صاحب تہانہ للیا	۹	〃 شیخ نصیر احمد صاحب ملاح البنی	۴
〃 قاضی غلام حسین صاحب سانبہر لیک	۱	〃 سید احمد حسین صاحب نورتہ کلیم پور	۲
〃 حافظ عزیز احمد صاحب حیدر گڑہ	۲	〃 احمد علی صاحب پنشنر ڈنڈوٹ حیدرآباد	۳
〃 مرزا احمد بیگ صاحب ہنڈلہ	۱	〃 مرزا ممتاز علی صاحب کہتیڑی	۴
〃 سید عبد الکریم صاحب بنگن پلی	۲	〃 عبد المجید صاحب ہاشمی احمد آباد	۵
〃 سید صاحب لعل صاحب بیجاپور	۲	〃 محمد حسین صاحب خیرہ مردو	۳
〃 نبی بخش صاحب ہیڈ مرچنٹ آسنسول	۱	〃 اے ایچ شیخ صاحب انگل	۱
〃 مرزا نصیر الدین صاحب اوورسیر ستاپور	۱	〃 گلاب شاہ صاحب جہلم	۳

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب نثار احمد صاحب کانسٹیبل ستولی	۱	جناب محمد شاہ عالم صاحب رائچور	۲	جناب مولوی علی محمد صاحب وکیل نرسنگاڑہ	۲	جناب ایم غلام رسول صاحب گلگت	۲
" ابن اشرف زین الدین صاحب کہرکپور	۴	" منشی نذیر احمد صاحب مہر ایٹہ	۲	" محمد حسین صاحب بلیا	۲	" عبدالمحمود خان صاحب لالی ڈیہہ	۲
" مولوی عبدالرشید صاحب بلرا گیا	۵	" محمد صادق صاحب مری روڈ	۲	" محمد طفیل صاحب سیتاپور	۲	" عبدالستار صاحب رانچی	۱
" سید واجد علی شاہ صاحب کرنتھی	۲	" اکبر خاں صاحب ستنا کروڑ	۲	" احمد سعید خانصاحب باوت بزرگ	۲	" عبدالمجید صاحب رانشر	۲
" آر ایم سبحان الکول صاحب بمبیٹری	۱	" جناب سردار جام بخش ستولی	۲	" سید حسین علی صاحب انسپکٹر ٹہر	۲	" محمد یوسف صاحب نور محمد صاحب بمبئی	۱
" عبدالکریم صاحب بنگلور	۳	" قادر خانصاحب بھوپال	۲	" مولوی رشید احمد صاحب گوجرانوالہ	۱	" فتح محمد صاحب کہڈانواں پرموگے	۱
" اشرف عبدالواسع صاحب رائچور	۱۶	" سید محمود صاحب قادری تاریڑی	۳	" شاہ عبدالمجید صاحب بیجاپور	۱	" محمد ایوب خانصاحب سب انسپکٹر ڈاک تلہر	۲
" بقرعیدن صاحب موضع کریہ	۱	" یوسف خانصاحب وکیل شاہاپور	۴	" مولوی محمد نعیم صاحب انصاری بانسواڑہ	۴	" حبیب اللہ صاحب محرر سرکل	۱
" مولوی محمد مرتضیٰ صاحب کلرک کیمل	۸	" محمد یعقوب بیگ صاحب سامانہ	۲	" مولوی شاہ عبدالقادر صاحب حیدرآباد	۲	" محمد حسین صاحب جمعدار جھجرہ	۱
" قریشی علی اکبر صاحب کھوڑا گلی	۱	" اے ایچ انصاری بھڑائچ	۱	" حاجی محمد حاجی عبداللہ صاحب باندرہ	۱	" عبدالحلیم خانصاحب کیمل ادہو گرام	۳
" شفیق احمد صاحب گورکھپور	۱	" صوفی گل حسن صاحب بستی شیخ	۲	" محبوب علی صاحب رعانی سارن	۱	" شیخ عبداللہ صاحب سیفو بمبئی	۱
" قاضی علی صاحب تناگری	۲	" ایم صفی الدین صاحب امیٹھی	۱	" نذیر احمد صاحب للرہ ہاوڑہ	۲	" قاضی غلام علی صاحب چوڑیان	۱
" حافظ علی صاحب بےکس بلگرامی	۲	" ماسٹر قادر بخش صاحب منڈہ الہیا	۱	" رحمن میاں صاحب ہزنائی	۲	" ڈاکٹر عبدالستار صاحب فرخ آباد	۲
" سید غلام علی صاحب خیر پور ٹامیوالی	۲	" فضل الرحمن صاحب بڑودہ	۱	" سید عبدالحمید صاحب مار گوالیار	۱	" وشیر محمد صاحب بیاورہ	۱
" عبدالحمید صاحب شفاخانہ رعانی	۲	" سید محمد بن سید علی صاحب شرح و ...	۲	" مولوی ریاست علی صاحب میلانی	۴	" مولوی عبدالرحمن صاحب ڈانڈو	۱
" محمد حمید اللہ صاحب گورہ بازار کامٹی	۸	" سید باغ حسین شاہ صاحب پونچھ	۴	" قاضی محمد مسعود ابن جلال صاحب غیرنگم	۴	" محمد یوسف خان صاحب چڈم برم	۱
" حافظ عبدالمجید صاحب بردوان	۲	" سپرنٹنڈنٹ صاحب ہوٹل ڈلہوزی	۲	" عبدالشکور صاحب خمیسہ رائے پور	۵	" سید عبدالکریم صاحب منگور	۲
" حشمت علی صاحب آسا گنج اجمیر	۱	" مولوی غلام احمد صاحب امرتسر	۱	" حافظ محمد حسین صاحب سہارنپور	۱	" ایس ایم غفار بیگ صاحب کلاتن منیشم	۳
" محمد صولت حسین صاحب بریلی	۶	" آر ایف نقی صاحب پونہ	۵	" محمد زین العابدین صاحب بمبئی	۱	" عبدالوہاب خانصاحب رئیس تورہ	۲
" بابو شیخ محمد صاحب پنڈی گھیپ	۵	" ایس ایم علی صاحب اندور	۴	" خواجہ ضیاء الرحمن صاحب ناگپور	۱	" نعمت اللہ صاحب پٹواری پکہ	۵
" مولوی عبداللہ صاحب داروغہ محبس گلبرگہ	۵	" سید قمرالدین رسول میاں ڈبھوئی	۷	" حاجی محمد عبدالغنی صاحب بمبئی	۱	" محمد حسین صاحب دلشنور بلگام	۲
" سید شاہ محمد حسن صاحب سعید پورہ	۱	" لنگڑی عبدالقادر صاحب چرلہ	۵	" محمد حسین صاحب مالوہ دل اندور	۱	" سید وصی الدین صاحب بمبئی	۳
" بوستان خانصاحب کوہاٹ	۲	" ولی محمد صاحب بہ برک	۲	" نور عالم صاحب ہیڈ کانسٹبل کوئٹہ	۴	" عبدالسلام صاحب ایلہ	۱
" محمد یعقوب صاحب رام پور ہاٹ	۲	" عبدالعزیز صاحب اسماعیل پور	۲	" محمد لطافت حسین صاحب پاتے پور	۲	" محمد اسمٰعیل شیخ منو صاحب	۳
" محمد عیسیٰ صاحب سرکس کلکتہ	۱	" مولوی ممتاز علی صاحب فضلی بھوپال	۹	" حبیب الرحمن صاحب بروا ساگر	۲	" حاجی محمد صاحب منڈی گونیانہ	۱
" منشی عبدالکریم صاحب وجہر ناسک	۵	" محمد صادق رشید صاحب بانجاپور	۸	" عبدالرحمن صاحب شیخ پسرور	۲	" قاضی محمد حسین صاحب ترگام	۶
" علی احمد صاحب راولہ کوٹ	۲	" قاضی اکبر علی صاحب انسپکٹر	۲	" مبارک احمد صاحب واحہ سالنی	۳	" محمد جعفر صاحب سکلاسپور	۱
" شیخ انوار الحسن صاحب شاہ گنج	۳	" عبدالمجید خانصاحب پیپلود	۳	" حافظ عبدالرشید صاحب پٹیالہ	۲	" ماسٹر غلام محی الدین صاحب جاوڑہ	۱
" منشی محمد ابراہیم صاحب	۱	" مہتاب خانصاحب ڈگ جودھپور	۱	" جناب عنایت خان صاحب چباونی سیر	۲	" مولوی عبدالحمید صاحب جادرانی	۶
" بابو عبدالغفور صاحب کلرک میانوالی	۲	" سید بشیر اللہ صاحب رانچہ	۲	" سید سردار علی شاہ صاحب خانپور	۱	" غلام رسول صاحب ملاکنڈ	۲
" حکیم سراج الدین صاحب امرتسر	۲	" سید محمود حسن صاحب کانگڑی ہمیرپور	۲	سید محمد اسماعیل صاحب مانزت	۱	آر بی نقی صاحب پونہ	۲
" شیخ عبدالرزاق صاحب دھم پور	۱	" محمد منیر الدین صاحب پٹواری	۴	" قاضی عبدالستار صاحب بہانڈیر	۱	" امداد بخش صاحب راجگڑہ	۱
" مولوی علی اکبر صاحب پونچھ	۱	" نصیرالدین صاحب موہن پور	۳	" مولوی محمد نعیم صاحب محمود آباد	۲	" زین العابدین صاحب بمبئی	۱
" محمد نظام الدین صاحب احمد صاحب محمد آباد	۱	" محفوظ علی صاحب سیہو	۴	" سید محمد اویس صاحب وکیل چہرہ	۲	" سید انوار حسین صاحب تیز پور	۲
" عبدالاحد صاحب سنیٹری انسپکٹر	۱	" سید حبیب اللہ صاحب جبل پور	۵	" حبیب احمد صاحب لالہ	۱	" نذیر الدین صاحب پٹواری دیواس	۲
" محمد مرتضیٰ صاحب بہار شریف	۱	" کمال الدین صاحب مانڈوی	۳	" سید حسن صاحب گردہ دال ترمواڑہ	۱	" عبداللطیف خانصاحب پنڈول	۱
" میرزا سمیع رحمانی صاحب سرائے میران	۱	" سید نذیر الدین صاحب دیوریا	۲	" محمد ابراہیم صاحب وکیل شورا پور	۱	" سلطان احمد صاحب گال گوٹا	۱
" محمد حسین خانصاحب بدنا پور	۶	" خواجہ حسین صاحب حیدرآباد	۲	" غلام نبی صاحب بیجاپور	۵	باقی آئندہ	

اتفاقی رعایتی اعلان

حمیدیہ پریس دہلی کو جو تفوق دوسرے کتب خانوں پر حاصل ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر سستی کتابیں ہدیہ ناظرین کرتا ہے اور جہاں کہیں بھی جس قیمت سے سستا مال خریدتا ہے ویسا ہی ناظرین مولوی کی نذر کر دیتا ہے، چنانچہ ایک خاصہ اچھا ذخیرہ کتابوں کا حاصل ہو گیا ہے، جو نصف قیمت پر کتابیں ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں، حالانکہ انہیں کی بہت سی کتابیں بیشتر ہاں پوری قیمت کی خریدی ہوئی موجود ہیں،

۸ میں ایک روپیہ کا مال ملتا ہے، اس لیئے فوراً منگائیے

صرف حسب ذیل کتابوں پر ہی یہ رعایت ہے جو اتفاق سے مل گئی ہیں، باقی دوسری تمام کتابیں مشتہرہ قیمت سے کم پر نہیں ملیں گی، البتہ جو رعایت دہلی کے دوسرے کتب خانے خاص طور پر مشتہر کرتے ہیں، حمیدیہ پریس بغیر اشتہار اس زمانہ میں وہی رعایت بلا نوازش بلا تحریک تمام ناظرین مولوی کو دیتا ہے، اس لیئے مولوی کے ناظرین صرف حمیدیہ پریس دہلی سے ہی کتابیں منگایا کریں خواہ وہ رعایت بیرونی کا حوالہ دیں یا نہ دیں، اور جو ہمارے مستقل گاہک ہیں جو اس بات کو پہلے سے جانتے ہیں کہ کہیں بھی دہلی میں رعایتی اعلان ہوا، تو ہم نے وہی رعایت ناظرین مولوی کو دینی شروع کر دی تاکہ انکو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ کاش ہم فلاں جگہ سے کتابیں منگاتے، نصف رعایت کی کتابیں حسب ذیل ہیں، رعایتی قیمتیں ہی لکھی گئی ہیں آپ یہ سمجھ لیں کہ کتاب کی اصل قیمت اس سے دگنی ہے،

نشاط انگیز کتابیں

لطف شباب یعنی سرپی کوک شاستر کا پہلا حصہ، سلطان سلیم خان کے عہد میں ماہر کیمیات جناب روح سنگھ شیخ کا روزنامچہ ہے اس کتاب کی فہرست مضامین بار ہا آپنے پڑھی ہوگی ۶۴ صفحہ ۸ر

رنگ حسن شباب یہ سرپی کوک شاستر کا دوسرا حصہ ہے یہ خاص طور تولد سے متعلق ہے ۱۲۸ صفحے ۸ر

دلہن کی ڈائری یعنی سہاگ کی آٹھ راتیں، ایک شوخ و طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کا پرکیف سماں کچھ خوف کچھ شرم کچھ ہراس کچھ گدگداہٹ دولہا میاں کی چھیڑ چھاڑ تیاں غرض اس کتاب میں وہ سب کچھ ہے جو ہوتا ہے، اور ہوسکتا ہے ۱۲۸ صفحے باتصویر ۱۰ر

لذت النکاح زن و شوہر کے تعلقات پر نہایت عجیب کتاب ہے جس کو جوانی اور اس کے جذبات کا مکمل کورس کہنا زیادہ بہتر ہوگا، کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے، کہ دولہا دلہن شادی کے بعد کیا کریں گے، اور اپنے ازدواجی تعلقات کا سلسلہ کیونکر نباہیں اس کے مطالعہ کے بعد میاں بیوی عیش کی زندگی بسر کریں گے، ۲۰۰ صفحے ۱۰ر

شاتون موصلت دنیائے کیف و نشاط کا ایک فتاوی رہنما شادی کی سرتیں مردوں کو مسخر کرنے کی تدبیریں تندرستی قائم رکھنے کے اصول اور ضعیفی کو جوانی سے بدلنے والے قوانین تقریباً ۳ درجن فوٹو بلاک کی اور سادہ تصویریں، قیمت صرف ۸ر ۱۲۸ صفحے

دلہنوں کی کانفرنس باتصویر، سات دلہنوں کی شبہائے خلوت کی دلچسپ داستان ست نئی بیاہی دلہنیں ایک جگہ جمع ہو کر اپنے واقعات صحیح صحیح لیکن شرمیلے الفاظ میں سناتے ہوئے ... تاتی ہیں، اور تعلیم نسواں کی ... دیتی ہیں ہر ایک دلہن کی دلچسپ اور ... سبے ۲۳۶ صفحے مع تصاویر قیمت ۸ر

لیڈی کوک شاستر شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھنا چاہئے حسن کی ... ہونا چاہئے مع نقش و فوٹو بلاک متعدد ۱۰ر

طلوع شباب عورت کی زندگی کے ابتدائی مراحل سے کر شادی تک کا پروگرام جوانی کی اٹھتی ہوئی امنگوں کا تذکرہ، عورت کے جذبات جوانی، مرد سے خواہشات کی وابستگی اور لذائذ حیات کا مکمل فوٹو عریاں سے عریاں خیالات پر قلم ہیں، باتصویر ۱۰ر

سوانحات و تاریخی کتابیں

عیاش راہب یعنی فلورا و فلورنڈا دو خواتین کی عبرت خیز داستان گرجا میں راہبوں کی سیاہ کاریاں جن کے بیان کے سفاہات کنفشن ہو، ناپاک سے ناپاک گناہ کی روداد اور تفصیلیں اور یسوع کے نام گناہ معاف کرنے کے سلسلہ میں پادریوں اچھوتی کلیوں کا چسکا اس کتاب میں پڑھئے مجلد ہے تین سو صفحہ کی ضخامت ہے مولانا شرر لکھنوی کی تصنیف ہے ۱۲ر

۵ نامور خواتین ان میں وہ بھی ہیں جو آسمان حسن کی زہرہ و مشتری ہیں ان میں وہ بھی ہیں جو تیر نگاہ اور تیغ ابروت گھائل کرنے کے ساتھ جو انمرد اور تیر زن بھی ہیں، مقامہ بھی ہیں اور صف شکن بھی، مغنیہ بھی ہیں اور ولیہ بھی، شاعرہ بھی ہیں اور ڈپلومیٹک بھی، صاحب تاج و تخت بھی ہیں اور فقیر زادیاں بھی غرضکہ ۵۰ راتوں کی شب باشی ہے، قیمت رعایتی ۱۲ر

بیگمات خاندان مغلیہ یعنی شاہان مغلیہ کی بیویاں، اس میں سو کے قریب مخدرات عصمت مآب تیموریہ کے حسن افروز اور دلنواز عبرت انگیز و دولہ خیز حالات تقریباً ۴۰۰ صفحات مجلد ۱۲ر

شاہان اودھ کی بیویاں اس میں لکھنؤ کی عشوہ طراز بیگمات کے حسین جذبات کے فوٹو ہیں اس کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان میں عورتوں کی کیا قدر و قیمت تھی ۸ر

لیلائے نجد تاریخ حاضرہ کا نہ مٹنے والا مرقع سلطان ابن سعود والی نجد و حجاز کی حیات کے حالات اور ان کی سیاسی تگ و دو، ابن سعود کی فوج کشی حجاز پر اور شریف کی بھاگڑ، قیمت ۱۰ر

مجنونیہ کربلا علامہ جرجی زیدان کی عربی تاریخی کتاب کا ترجمہ ہے، اس میں یزید پلید کے ہولناک مظالم اور یزیدی عمال کی عیاشیوں کا تذکرہ ہے خصوصاً واقعہ کربلا بہت ہی دلگداز ہے آخر میں اس ننگ اسلام بادشاہ کی گندی موت کے دلچسپ حالات ۲۵۰ صفحات ۱۲ر

یزید تھیٹریکل یہ ایک نہایت دلچسپ تاریخی ڈرامہ ہے جس میں کربلا کے دردناک واقعات نہایت موثر انداز میں دکھائے گئے ہیں، اور یزید پلید کی عیاشیوں کا تذکرہ ہے، قیمت ۵ر

۱۷ رمضان خدا کے گھر میں شیر خدا کو قتل کس نے کیا، اور کیسے ہوا یہ علامہ جرجی زیدان کی مشہور کتاب ۱۷ رمضان میں بتلایا گیا ہے، نیز حضرت علی کرم اللہ وجہ امیر معاویہ عمرو بن العاص کے سازش قتل میں کون کون شریک تھے، خارجی کون لوگ ہیں، اور اموی کیوں حضرت علی کے دشمن ہیں یہ بھی عجیب و غریب راز اس کتاب سے معلوم ہونگے تاریخ کا بیش بہا ہدیہ ۱۰ر

سیہ مست زلف گرہ گیر کے اسیر ایک شریف زادے کی تباہی ایک قتالہ شاہد بازاری کی عیاری درمیان میں بڑے بڑے حسن کے کرشمے قادری سرفراز حسین عزمی کی تصنیف ۸۰ صفحے ۴ر

سعادت ایک زاہد و نفکا رہی کہیں کالی سروالی زلفوں والی متوالی کے دام میں پھنس گئے جس نے شیشہ زہد و ورع کو چکنا چور کر دیا، آخر خدا ہی ملا نہ وصال صنم ۲۰ صفحے ۴ر

شاہد رعنا ایک معہ پارہ شہ خوبی، آفت کی پرکالہ، نازی کی خود نوشت سوانح عمری جس نے اپنا ہر واقعہ بے حجابی سے لکھ دیا ہے، کوک شاستر ایک طرف اور یہ اکیلی ڈائری ایک طرف اور انداز بیان ایسا جیسے کہ پڑھنا مشکل ضخامت ۲۰۰ صفحات ۱۴ر

سزائے عیش جسم جسمانی ہی کی پرستش کرنے والے نوجوان کی ولدوز سوانح عمری زندگی کا حال اور انجام جس کا ظہار اور بہت سے عبرت انگیز حالات ہیں ۴۸ صفحات ۵ر

انجام عیش بالکل سچا واقعہ، دہلی کی چاوڑی بازار کی ایک نائکہ کی سفاکیاں اور دہلی کے ایک معزز خاندان شریف رامیر زادے کی تباہی جس کے چڑھاوے، بادہ حسن کا خمار جب اترا تو چہ ای مکانات پر دو پٹہ برسا کی تہمیں بھرنے لگے ۸۰ صفحات ۶ر

سراب عیش یہ بھی ایسا ہی واقعہ قلمبند ہوا جو بالکل سچا ہے اور ابتک اس کے افراد زندہ ہیں جن کی تباہ کاریاں اس میں بھی ہیں۔ ۸۸ صفحات ۵ر

شوہر بیوی کی جیب گھر ایک پاک تر ذہنیت، تمدن معرفہ کی ڈائری۔ ایک عجیب و غریب حالات سے بھرے ہوئے شخص کی تصنیف ہے کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے جس سے بیٹ میں بل نہ پڑ جائیں ۱۲ر

مسٹر بیچو لیا جدید تہذیب سے کیونکہ لئے جو نسخے کے نہایت مضحک حالات مسٹر نگار کی بعد ہنسانے والی افسانہ میں اور دنیا جدید تہذیب کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ قیمت ۳ر

عورت مشرق میں عورتوں کی رفتار آزادی اور آزاد خیالی کو دیکھتے ہوئے عمارت بجوی نے مشرق میں اس کا خیالی خاکہ کھینچا ہے کہ ہمیں بی عورت کیا ہوگی اور میاں مرد کیا ۳ر

الفاروق خلیفہ عادل حضرت عمرؓ کی مفصل سوانح عمری۔ آئین خلافت۔ نظم و نسق سلطنت۔ شام و فلسطین کی فتح۔ ایران کی فتح۔ قوانین اسلام کا نفاذ غرضکہ اسلامی تاریخ کا سب سے اہم اور معرکۃ الآرا کتاب۔ از علامہ شبلی ۱۲ر

الہارون عباسی خلیفہ ہارون رشید کے حالات خلافت۔ اسلامی سلطنت کی وسعت۔ علم و ہنر کا عروج۔ فنون لطیفہ کی اشاعت اور حسن و دولت کی فراوانی اسی بادشاہ کے وقت میں معراج کمال پر تھی ضخامت ۵۰۰ صفحات ۱۲ر

المامون خلیفہ ہارون رشید کے بیٹے مامون الرشید کے حالات، علم و ہنر کے عجائب اور دولت کے کرشمے اس کے عہد سلطنت کے غلام تھے، بہت دلچسپ کتاب ہے۔ از علامہ شبلی ۸ر

سیرۃ النعمان حنفی مسلمانوں کے امام حضرت ابو حنیفہؒ کے حالات زندگی علامہ شبلی کی تصنیف۔ فقہ کے عجیب و غریب نکات اس کتاب سے معلوم ہونگے ۲۴۴ صفحے ۸ر

مولانا روم وہ جنکی مثنوی کو دنیائے تصوف میں وہ بوم ہے وہ جن کے اقوال آج بھی اثر فریں مانے جاتے ہیں۔ ان کی سوانح حیات ہے اور خاص خاص اقتباسات مثنوی کے بھی دیئے گئے ہیں۔ مولانا شبلی کی تصنیف ہے۔ ضخیم کتاب ہے ۸ر

سفر نامہ روم و شام علامہ شبلی۔ روم کا سفر بلاد اسلامیہ، ترکوں کی وسیع سلطنت کے حالات۔ شام، عراق و فلسطین اور روم کے باشندوں کا طرز معاشرت، خصائل، عبادات اور مختلف اقوام کے ساتھ ربط زندگی سب اس کتاب میں ہے۔ قیمت ۱۰ر

الغزالی امام احمد غزالیؒ کے صوفیانہ مجاہدے۔ اور عقائد صوفیہ کی معرکہ کی کتاب ہے جو علامہ شبلی نے سفر بلاد اسلامیہ میں مکمل کی تھی۔ دنیائے تصوف اسی کوزہ میں بند ہے ۸ر

حیات سعدی حضرت خواجہ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ کی مفصل سوانح عمری، گلستان و بوستان اور کریمائے حقایق اس کتاب میں ملینگے از علامہ شبلی ۳ر

حیات حافظ بلبل شیراز حضرت حافظؒ کی مکمل سوانح عمری، دیوان حافظ کے اقتباس اور اس کے حقایق، شاہنامہ کی تاریخ اور اس کی ترکیب۔ از علامہ شبلی ۳ر

مجموعہ نظم شبلی علامہ شبلی کی ان پولیٹیکل نظموں کا مجموعہ جو جنگ بلقان کے زمانہ میں مولانا نے لکھی تھیں۔ عجیب ولولہ انگیز ہیں ایک لفظ پیشگوئی کا کام دے رہا ہے۔ قیمت ۳ر

مولانا ابوالکلام کا مقدمہ اور ان کا بصیرت افروز بیان جو ۱۹۲۲ء میں انہوں نے عدالت میں دیا تھا۔ آج اس کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے گویا وہ ایک پیشین گوئی تھی جو آج پوری ہو رہی ہے اور آیندہ بھی پوری ہوتی رہیگی۔ بات بات میں قرآنی آیات کا حوالہ ہے ۴ر

آغاز اسلام مدارس و مکاتب کے نصاب میں شامل ہے۔ مولانا شبلی کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں بچوں کو اپنے رسولؐ سے اچھی واقفیت ہو جاتی ہے اور تھوڑا تھوڑا اسلامی تاریخ سے بھی واقف ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کو بھی یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے ۳ر

صحت النساء یہ ایک بڑے تجربہ کار ڈاکٹر کے ۴۴ سالہ تجربہ کی لکھی ہوئی کتاب ہے جس میں عورتوں کی ہر قسم کی بیماریوں کا حال ہے۔ اول بیماری کی وجہ، پھر علامات اور پرہیز علاج اور حفظ ماتقدم کی تدبیریں اس کے علاوہ یونانی اور انگریزی علاج ہر بیماری کے دیئے گئے ہیں اور سب کے سب مجرب۔ اپنی بیویوں سے اگر محبت ہے تو یہ کتاب ضرور گھر میں رکھیئے ۱۰ر

محافظ الصبیان یہ بھی انہی ڈاکٹر صاحب کے ۳۲ سالہ تجربہ کی کتاب ہے ہر گھر میں اس کا ہونا بہت ضروری ہے بچوں کی معمولی بیماریاں جو ذرا سی غفلت سے موت کا باعث ہو جاتی ہیں اس کتاب کی وجہ سے دور ہو سکتی ہیں، بچوں کی ہر چھوٹی بڑی بیماری کی اس میں تشخیص، حفظ ماتقدم کے طریقے اور اس کا علاج ہے تقریباً ۲۰۰ صفحے ۱۰ر

عروس کابل افغانستان کے انقلاب کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں ملکہ ثریا و شاہ امان اللہ خان کی بیوی کے حالات ہیں، جنکی وجہ سے امان اللہ خان کو تخت و تاج سے ہاتھ دھونا پڑا۔ بڑے بڑے راز اس کتاب سے معلوم ہونگے باتصویر ۴۰ صفحات ۱۲ر

شاہ امان اللہ کی غمناک داستان یہ کتاب انقلاب افغانستان کا خونی ورق ہے۔ مظلوموں کی داستان ہے، غداروں کی سرگزشت ہے۔ مذہب فروشوں کی سوانح ہے۔ ظالموں کی حکایت ہے۔ ستم آرائیوں کا آئینہ ہے ۸ر

چہل سادات میں چالیس قسم کے سیدوں کی عجیب و غریب حکایات ہیں جنہیں پڑھ کر آپ ہنسیں گے اور روئیں گے بھی۔ یہ ہم بدقسمت مسلمانوں کی داستان ہے جنہوں نے قرآن و احادیث کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ آج لوگ اپنی ذات چھپاتے ہیں اور سید بننے کی کوشش کرتے ہیں اور نیت لٹیرے کی سید بن جاتے ہیں۔ اس کتاب میں سادات خفیہ کے حالات ہیں اور دو قسم کے نقلی سیدوں کے حالات بھی ہیں۔ قیمت صرف ۴ر

بیوی کے فرائض اس میں قرآن و حدیث سے ایسے مضامین درج کئے ہیں جن سے عورتوں کو معلوم ہوگا کہ مردوں کے فرائض ان کے ذمہ کیا ہیں۔ ان کی ہدایات پر عمل کرکے دنیوی زندگی میں سچی شادمانی حاصل ہوگی اور عالم آخرت میں خدا و رسول کی خوشنودی ۴ر

درس روحانی تصوف کے طریقے آسان اور دلنشین طریقے سے بتائے گئے ہیں ایک صوفی کو جن باتوں کا جاننا چاہئے انکی پوری تشریح درج ہے اور اولیاء اللہ کے بہت مجرب اور مفید اعمال اور وظائف بھی جمع کئے گئے ہیں۔ اسکا نام ہی روح افزا ہے جو لوگ روحانی زندگی بسر کرنی چاہتے ہیں وہ اس کتاب کو منگائیں ۵ر

اسرار فرقہ بابی کے اسرار امام ماضہ کے حالات عجیب و غریب کتاب ہے ۴ر

مضمون نگاری اگر آپ چاہیں تو حسب ذیل تین کتابیں منگائیں ان کتابوں سے معمولی لکھا پڑھا آدمی خاصی اچھی دلنشین تحریر کا مالک ہو جاتا ہے

(۱) **مقالات شرر**۔ یہ سادہ زبان میں مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی کے بہترین مضامین کا مجموعہ ہے اور اس کو دیکھ کر اچھے مضامین لکھنے آجاتے ہیں۔ قیمت روپیہ ۱۲ر

(۲) **اتالیق مضمون نگاری** اس میں مضمون نگاری کی ابتدائی ہدایات ہیں۔ اس میں آسان ترین مضامین کا مجموعہ ہے جس میں مختلف مباحث ہیں۔ قیمت مجلد ۱۰ر

(۳) **مقالات نیاز** جناب نیاز فتحپوری کے چند ادبی مضامین کا مجموعہ اس سے ادبیانہ مضامین لکھنے آجاتے ہیں۔ ان کی رعایتی قیمت ۴ر تینوں کی قیمت ۲؎ر

درس اخلاق دنیا میں جن لوگوں نے ہر دلعزیزی حاصل کی ہے ان میں جو اوصاف پائے جاتے ہیں جو اس کتاب میں بتلائے گئے ہیں ہر شخص کو اس پر عمل کرنا چاہئے ۴ر

ان کتابوں کی رعایتی قیمتیں درج ہیں اصل قیمت ان سے دگنی ہے اور ۸ر سے کم از کم ۲۵

یہ سب کتابیں منیجر صاحب ریویو دہلی سے طلب فرمائیے

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید مترجم و مفسر

مترجمہ و مصارفہ و مفسرہ محدث اعظم حکیم الامت حضرت علامہ مولوی

شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث مدظلہٗ

جس کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا بہت ضروری ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قیمت اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نگاہ سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں:-

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن ہے جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں (۸) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ سید احمد علی صاحب کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات حافظ و قاریوں نے اس کی مزید صحت کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۱) مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۵) ہر صورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیاء کرام کے معمول رہے ہیں (۱۶) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۷) فضائل القرآن (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت کی الزامات کی تردید (۲۰) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خاص الہامی ہے (۲۱) منزل من اللہ ہے (۲۶) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۷) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے کیوں کران کی کایا پلٹی (۲۹) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) بامعنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ولادت باسعادت (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن سورہ انفال اور توبہ میں ذکر ہے (۳۴) وفات سرور کائنات (۳۴) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا (۳۵) فضائل اعوذ بسم اللہ (۳۶) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھنے والے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) ختم القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہیئے از صحاح ستہ (۴۲) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۳) خاص خصوصیات قرآن شریف (۴۴) تقطیع متوسط ۲۲×۲۲ (۴۵) کاغذ ۳۲ پونڈ (۴۵) ہر مرض کی دوا قرآن ہے (۴۶) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ عام قرآنوں سے بدرجہا بہتر (۴۷) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۴۸) جلد نقرئی مجلد چرمی نہایت پختہ اور پائدار (۴۹) حنا ارغوانی ہر جو چاروں طرف سے لگایا جاتا ہے (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود ترجموں کے اور بسیط مقدموں اور بہترین چھپائی کے ہدیہ مجلد چرمی کامل صرف **چار روپے** خرچ ڈاک ایک روپیہ کل **پانچ روپیہ**

اب ذرا غور فرمایئے کہ اتنے اوصاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن شریف منگانا چاہیئے کیونکہ یہ ایڈیشن بھی ختم ہو رہا ہے اور غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ برس میں اگر تیسرا ایڈیشن تیار ہو گیا تب تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا اپنے احباب سے بھی تذکرہ کر دیجئے نمونہ علیحدہ نہیں ہے قرآن شریف ہی منگائیے اگر ناپسند ہو تو ناپسند کر دیجئے اور معہ خرچہ آمد و صول کر لیجئے اس سے زیادہ اس کے اوصاف کی اور کیا ضمانت ہو گی۔

ملنے کا پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی** پوسٹ بکس نمبر ۶۰

دو ترجمہ والا خوشنما

پارہ ۱۳ سورہ

معہ اوراد و وظائف

ترجمہ اول زیر متن حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی دوم حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ ذاکر و شاغل اللہ والوں اور ایسے کاروباری عوام بھائیوں کے لئے جن کو وقت کم ملتا ہو یہ پارہ سورہ مع وظائف نعمت عظمیٰ ہے اس میں وہ تمام اوراد و وظائف ہیں جو بزرگان دین کا دستور العمل رہے ہیں جن میں بے شمار فوائد و برکات مضمر ہیں علاوہ ان کے مندرجہ ذیل بارہ سورتیں ہیں۔

سورہ یٰس	سورہ الفتح
سورہ الرحمٰن	سورہ الواقعہ
سورہ الملک	سورہ جن
سورہ نوح	سورہ کہف
سورہ القیامہ	سورہ المزمل
سورہ فلق	سورہ والناس

اور ہفت ہیکل مع اسناد و فوائد مترجم معہ فضائل دعائے گنج العرش معہ دعا ... فضائل دعائے گنج العرش کا ضمیمہ اور بہا اسمائے حسنیٰ اسمائے ... نام معہ خواص و فضائل اسمائے مقدسہ سرور عالم معہ فوائد دعائے حبیب معہ فوائد درود تاج مترجم اسناد و صلوٰۃ منجی معہ شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ مع تاریخی حالات و تواریخ وفات شجرہ سلسلہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور درود اکسیر اعظم یا غوث الاعظم ہر سورۃ کا نقش معہ فوائد ہر سورۃ کے ساتھ درج ہوا ہے حاشی میں زیادہ تر ائمہ معصومین کے مختصر حالات درج ہیں اس جامعیت کا دوسرا مجموعہ آج تک نہیں چھپا کتابت چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ خوشنما ہدیہ مجلد صرف ۸ر تین جلد ۱۲ر محصول ڈاک علاوہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب اچھے اور بروں میں امتیاز ہو جائے گا جب وامتازوا الیوم ایہا المجرمون کا نعرہ جانگداز برائیوں اور بھلائیوں ظالموں اور عادلوں نیکوکاروں اور گنہگاروں مسلمانوں اور کافروں عالموں اور جاہلوں زاہدوں اور رندوں کو کائی کی طرح پھاڑ کر علیحدہ کر دے گا جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب ہوگا اس وقت یہ بات ناقابل شنوائی ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے یا ہم نے اس کو جرم ہی نہیں سمجھا تھا یا ہم کو کوئی بتلانے والا نہیں تھا ہم میں مذہبی معلومات کی قدرت نہ تھی کیونکہ

قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتی

مگر جب اس کا نفس ہو جائے اس کی رحمت شامل ہو جائے لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں کہ سب کچھ کرتے ہیں اور واقفیت نہیں پیدا کرتے مذہبی معلومات سے ہمارے کتبخانے خالی ہیں خاص مذہبی کتابوں کا ہمارے مطالعہ کو محروم ہیں مسائل شرعیہ ہمارے حافظے سے مفقود ہیں تو مذہبی احکام ہیں کاش ہم مسلمان ہو کر اسلام کے لئے کلنک کا ٹیکا نہ بنتے ہمیں فرصت ہے تو سیاسی لٹریچر سے ہمیں شوق ہے تو صنفی کتابوں کی لذتوں سے غزلوں سے ناولوں سے بیہودہ افسانوں سے اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور وہ بھی اگر ہر روز نہ ہو سکے تو دوسرے تیسرے روز یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے وقف کر دیں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو پہنچ جائے کہ احکام شریعت سے واقف ہو جائیں مصروف مسلمانوں جن پر تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لئے خدارا کچھ تو وقت نکالو بڑی بڑی ضخیم عربی کتابیں نہ پڑھ سکو اور غیر مانوس ناقابل تفہیم پرانی اردو کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ تو ایسی کتاب تو پڑھ لو جو صدہا عربی کتابوں کا عطر ہے اور اس زمانہ میں اردو زبان میں سب سے زیادہ اہم مستند حنفی عقائد کا بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو ایک دفعہ آپ نے سمجھ کر پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی مسئلہ ایسا باقی نہیں رہے گا جو آپ کے ذہن نشین ہو جائے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جبری انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے۔

اسلامی تعلیم ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اسکی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے اور قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ عہ/

باب العقائد
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دلیل راہ
کتب آسمانی
صحابہ کی تعلیم
نقشہ صحابہ کون تھے
دین مسائل
صحابہ اصول حدیث کے
تقدیر مسائل عبادت کے
فرشتے [illegible]
کفر و ایمان
تعداد [illegible]
قیامت نفخ صور
محشر حساب و کتاب
جنت و دوزخ پل صراط
باب الطہارت
وضو کا بیان
غسل کا بیان
موجبات غسل
پانی جھوٹے پانی
تیمم کا بیان
تیمم مستقر

کس چیز سے تیمم ٹوٹتا ہے
موزوں پر مسح
مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے
اعضائے وضو پر مسح
عذر کا بیان
نجاستیں
نجاستیں پاک کرنا
استنجے کا بیان
حیض و نفاس کے
احکام
کتاب الصلوٰۃ
اذان کا بیان
نماز کی شرطیں
نماز کے فرائض
نماز کے واجبات
نماز کی سنتیں مستحب
احکام قرأت
قرأت کی غلطیاں
احکام امامت
لائق امامت
مسائل نماز
مسائل جماعت

نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز کو توڑنے والے
اسباب
نماز میں بچہ اٹھانا
نماز کے سامنے گزرنا
گندہ نا
مکروہات نماز
نماز توڑنے کے سبب
درست ہے
جمعہ کے احکام
جمعہ کی شرطیں
نماز ادا کی [illegible]
عیدین کی نماز
سجدہ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت
کسوف خسوف

نماز استسقا
نماز خوف
احکام مریض
جنازہ کی نماز
غسل میت
جنازہ کی روانگی
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
مسائل تعزیت
احکام مسجد
[illegible]
کتاب الصوم
روزہ توڑنے والی چیزیں
روزہ کی قضا اور کفارہ
مکروہات روزہ
بیان سحری و افطاری
روزہ نہ رکھنے کی سزا
جائز معذرت روزہ
نفلی روزے
نذر کا بیان

احکام اعتکاف
متفرق مسائل
کتاب الزکوٰۃ
چاندی سونے کی زکوٰۃ
جانوروں کی زکوٰۃ
[illegible] کی زکوٰۃ
بکریوں کی زکوٰۃ
زراعت اور پیداوار
زکوٰۃ
زکوٰۃ کے مستحقین
صدقہ فطر
صدقہ نفل
کتاب الحج
احکام حج
میقات
احکام احرام
احرام محرمات
مکروہات
حرم میں داخلہ

طواف حرم
طواف مردہ
طواف کے مکروہات
طواف و سعی کے مسائل
منیٰ کی روانگی
عرفہ کا وقوف
وقوف منیٰ کے اعمال
حج تمتع
حج قران
احکام حج
تفصیل
قربانی کی تصور
وقوف عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
منیٰ میں قصور
سعی میں قصور
بوس و کنار
جماع
خوشبو اور تیل لگانا
سلے کپڑے پہننا

جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا
شکار کرنا
حرم کا جانور شکار کرنا
احرام کے مسائل
ستر کے مسائل
حج ذات حج کا بیان
حج بدل حج نذر
محرمات
وہ عورتیں جن کے ساتھ
نکاح درست ہے
اولیاء و ولی
مسائل کفالت
وکالت نکاح
مہر اور نکاح کے احکام
مسائل
طلاق
طلاق صریح
طلاق کنایہ
تفویض طلاق

طلاق معلق
طلاق مریض
طلاق رجعی
عدت کا بیان
سوگوار ہونا
شوہر کی نامردی
پرورش اطفال
حقوق بیوی
حقوق شوہر
رسم شادی
دعوت ولیمہ
پیدائش عقیقہ
ذبائح
جانوروں کا ذبح کرنا
حلال اور حرام جانور
نشہ والی اشیا
مہمان نوازی
لباس
لباس کا بیان
چاندی سونے کے برتن
اور معاشرت کے

تمام ضروری مسائل
حقوق
حقوق والدین
حقوق اولاد
میاں بیوی کا حق
رشتہ داروں
اور یتیموں کا حق
مسکین مسافر کا
حق ہمسایہ
ہمسایہ مہمان
میزبان
احباب مجلس
مریض
میت قبر
غرضکہ تمام مخلوقات
کے حقوق جو ایک
انسان پر عائد
ہوتے ہیں
سب کا مکمل ذکر
اس کتاب میں ہے
ایک کامل و مکمل
مولوی ہے

منیجر تمدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ سے طلب کیجیے

آپ کی دُعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقہ سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اسلئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپکو واقفیت نہیں ہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں ابتک بے اثر ہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجیے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائیگا اگر آپ مقدمات سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانی بھی رفع ہو جائے گی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مراد پیار آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزارہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ ولایتی سفید چکنا ہے ۲ پونڈ والا قیمت صرف آٹھ آنے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

کیا آپ کو رسول کریم کی زیارت

کا شوق ہے اور آپ مولائے کائنات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ عالیہ علمائے ہند کی لکھی ہوئی کتاب **اروئیۃ المرسلین** منگا کر پڑھیے اس کتاب میں درود شریف کے فضائل اس کا ثواب اور اس کے وہ طریقے بتائے گئے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ یقینی ہے اور مولانا ممدوح سب مجرب ہیں قیمت آٹھ آنے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے کتاب **تسخیر القلوب** منگا کر جو عمل اس میں درج ہے اسکے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا، زن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں لکھائی چھپائی بہترین قیمت صرف آٹھ آنے

ملنے کا پتہ۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہے

کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے اس کا لوگوں پر اثر ہو اس کی بات درست ہے اور اس کے الفاظ ضائع نہ ہوں یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب آدمی بات کرنے کے فن سے واقف ہو ورنہ آپ کی گفتگو کا کوئی بھی اثر نہ ہوگا یہ وہ فن ہے جسکی آدمی کو ہر لحظہ ضرورت رہتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریریں جادو بیانی ہو آپ کی گفتگو لوگوں کو مسخر کرلے اور آپ کی بات اس درجہ نسبت ہو کہ آپ کے منہ سے ہر نکلا ہوا لفظ جادو کا اثر رکھتا ہو تو پھر آپ کو

فن خطابت

مطالعہ میں رکھنی چاہیئے یہی وہ کتاب ہے جس سے بالکل دیہاتی گنوار آج شہر کے زبان آور لوگوں کو نیچا دکھا رہے ہیں اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الفاظ طلسم بنجائینگے ہر مجلس اور ہر محفل میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی خیر دل ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بیدھڑک تقریر کرسکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اس طرح آپ اپنی قوت بیانی سے بڑے بڑے کام کریں گے معمولاً بھی یہ کتاب آپ کو اپنے گھر اپنے اعزا اور اپنے احباب میں صد درجہ ہر دلعزیز بنادے گی۔ قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

دنیا تمہاری مٹھی میں آجائیگی

اگر تم مصیبت اور پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اگر تم اس چارہ ساز کی غیبی قوتوں سے نا امید نہیں ہوئے ہو تو ہمت نہ ہارو میدان عمل میں آگے بڑھو کامیابی تمہارے قدم چومے گی پریشانی راحت سے بدل جائیگی بے اطمینانی سکون سے مبدل ہو جائیگی بشرطیکہ تم **آیۃ الکرسی** کا عمل پڑھنا جانتے ہو آیت الکرسی میں اسم اعظم ہے اور اس کا عامل آسمان کی پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کرسکتا ہے آیۃ الکرسی کے عمل کی بدولت ہزاروں بیمار تندرست ہو گئے غریب امیر بنگئے آیۃ الکرسی کے عامل کی کوئی مصیبت اٹکی نہیں رہتی غرضکہ آیت الکرسی کا عامل جو چاہے وہ ہوگا اگر تم آیۃ الکرسی شریف کے عامل بننا چاہتے ہو تو پہلے اسم اعظم کے فضائل سے واقفیت حاصل کرو جو صحیح حدیثوں سے نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد آیۃ الکرسی کی تفسیر پڑھو تاکہ تم پر اسم اعظم کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور اس کے بعد آیت الکرسی کے نہایت صحیح اور مجرب اور زود اثر وظائف کے عامل بنجاؤ جس کے پڑھنے کے نہایت سہل طریقے

تفسیر و اعمال آیت الکرسی

میں نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں آیۃ الکرسی کا عامل تمام عمر اطمینان سے زندگی بسر کرسکتا ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت آٹھ آنے ۸ر

پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسان تنگ و مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی تھکن کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقراء کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت سے ہے اور انہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان میں علی الخصوص حضرت تاج العارفین **مخدوم جہانیاں جہاں گشت** کے وظائف و اوراد بہت ہی مجرب ہیں اب تک یہ اوراد گنجینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا عرشی شاہ کو یہ گنجینہ اسی سلسلہ سے ملا ہے۔

عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از حضرت سید امیر علی صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت شاہ سید بازعلی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت شیخ محمد صاحب از حضرت سید نامی احمد شاہ ثانی از حضرت شاہ عبد الکبیر صاحب از حضرت سیدنا مخدوم جلال الدین صاحب جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف جہاں نیاں جہاں گشت** ہے اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اعمال اوراد وظیفے اور نقش ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے۔ محبت الٰہی محبت رسول ایمان کی حفاظت گناہوں کی معافی عذاب قبر سے نجات شیطان کو مغلوب کرنا عملیات التسبیح تسخیر محبت استخارہ ہر حاجت پوری ہو دشمن کو مغلوب کرنا نصیبہ کی بلندی قرض ادا کرنے کے لئے اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت دق و سل بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے مخصوص امراض کے فائدہ کے لئے سانپ بچھو کے کاٹے کا دم چیچک آشوب چشم طاعون دیگر زہر کا اثر جب ہو گیا ہو اس کی حفاظت کے نقش وظیفے اسکے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے بچہ پیدا ہونے کے دشمن کے مقہور کرنے لڑکے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے کشائش رزق کھیتی کی حفاظت جن بھوت سے حفاظت مصیبتوں سے آزادی دشمنوں کو برباد کرنا گم شدہ کو حاضر کرنا محبت تسخیر پانچوں وقت کی نماز کے وظیفے بہ ختم خواجگان نقشبندیہ دعائے سریانی اسماء عظمیٰ کا وظیفہ جو انسانی کوششوں سے بالا تر ہو اس کتاب میں موجود ہے جس مولانا عرشی کے لئے دعائے خیر کرنی چاہئے کہ انہوں نے اس بندا دعا سے یہ کو عام کر دیا ...۔ قیمت کتاب کی قیمت دس آنے پتہ۔ حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں ہے رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یعنی جو خدا سے مانگو گے وہ قبول کرتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور ہی درجہ مستجاب تک پہنچتی ہیں دعائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل مضامین ہیں:۔

(۱) **صلوٰۃ الرسول** اس کے ثواب پہنچانے کی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف کی طرح لکھی گئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نے رقم فرمایا ہے اس میں سنیچر سے لیکر جمعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و اثرات کا مفصل بیان ہے عربی خط بہت جلی اور حاشیہ دار ہے ۲۰۰ صفحہ

(۲) **مناجات مقبول** یہ بھی ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اول مولوی اشرف علی صاحب کا دیباچہ ہے پھر ہفتہ بھر کی دعائیں۔ مناجاتیں ہیں رات دن کے لئے ہیں اور یہ مناجاتیں بھی قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں بجا ہو شیار درد انگیز بیان ہے رات کو غور کرکے وقت یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں مولانا نے نظر ثانی کرکے چھپوائی ہیں۔

(۳) **ہفت احزاب** اکثر بزرگوں نے مولانا جامی کی فارسی میں مناجات ہے اور مولانا روم کی تصنیف ہے اس میں سنیچر سے جمعہ تک کی دعائیں ہیں صفحات ۶۰ صفحے۔

(۴) **تتمہ دعائے مقبول** ۱۰۰ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مقدمہ ترجمہ اور ان کے اوقات بھی مولانا نے درج فرمائے ہیں اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب مجرب ہیں مختصر فہرست دعاؤں کی یہ ہے صبح و شام کی دعا ادائے قرض کی دعا طلوع آفتاب کی دعا اذان مغرب کی دعا گھر میں آنے کی دعا سونے کے وقت کی دعا مسجد میں جانے کی دعا مرنے کے بعد کی دعا کسی کے مال لینے افطار کرنے کی دعا کھانے کے بعد کی دعا دودھ کھانے کی دعا دعائے استخارہ دعائے حفظ القرآن دعائے خلوت دلہن دعائے جماع دعائے رخصتی دعائے سفر دعائے سواری دعائے سفر دریا دعائے داخلہ شہر ریل پر چلنے کی دعا مصیبت سے بچنے کی دعا مصیبت سے نجات کی دعا ظلم سے بچنے کی دعا دفع بھوت کی دعا تعلیمات حاجت کی دعا وغیرہ دعائیں ہیں۔

(۵) **حزب البحر** حزب البحر بہت سے اکابرین نے غلط بند کئے ہیں لیکن حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھے ہیں وہ بہت ہی مقبول ہیں اور یہ اوراد حضرت کے معمولات میں کے مجرب ہیں دعائے مقبول ان پانچوں کتابوں کا مجموعہ اور مجلد ہے علیحدہ کوئی کتاب نہیں مل سکتی **قیمت صرف ۱۲ر علاوہ محصول**

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بستان التفاسیر یعنی اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی

مصنفہ عمدۃ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلماء قدوۃ الفضلاء حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف کر سکتا ہے گیارہ بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے وہ سورتیں یہ ہیں سورہ تبارک الذی سورہ ن سورہ حاقہ سورہ معارج سورہ نوح سورہ جن سورہ قیامۃ سورہ مدثر سورہ دہر سورہ مرسلات لڑکیوں اور عورتوں کے واسطے اس کا مطالعہ ضروری ہے چار سو صفحات سے زائد اور ۶۰ صفحات کلاں تقطیع مروجہ سائز سے ڈیوڑھی ہے قیمت رعایتی عہر محصول ڈاک ۵ر

پتہ منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ نمبر ۱۰ دہلی

جدید ایڈیشن میں ۱۵ فوٹو اور بڑھ گئے ہیں — جدید ایڈیشن کی قیمت بھی باوجود ۱۵ زائد تصاویر صرف ۲ ہے

عورت

عورت کی زندگی اور ہر قسم اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہے

اردو زبان میں آجتک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحے کی ضخامت ہے اور ۲۸ بیچ رنگی تصاویر چھیالیس فوٹو بلاک ۹ قلمی تصویریں ہیں کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر فہرست مضامین سے کیجئے ان تمام خوبیوں اور اس قدر کثیر صرفہ کے بعد اس کی قیمت صرف **دو روپے** ہے جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں۔

تصاویر

علاوہ دنیا کی تین حسین ترین تصاویر کے بیچ رنگی ترتیب کے حسب ذیل ۲۸ فوٹو نگین چھپے ہوئے ہیں

۱۔ عہد شباب کا دلچسپ مشغلہ
۲۔ زندگی سے بیزاری
۳۔ انتظار کی آخری گھڑیاں
۴۔ پیکر جمال
۵۔ ریاست سکم کی عورت
۶۔ عراق کی عورت
۷۔ برما کی عورت
۸۔ ہانگ کانگ کی عورت
۹۔ نیوزیلینڈ کی عورت
۱۰۔ مصر کی عورت
۱۱۔ حبشی عورت
۱۲۔ یورپ کی عورت
۱۳۔ جزائر غرب الہند کی عورت
۱۴۔ نیوگنی عورت
۱۵۔ اسپین کی عورت
۱۶۔ چین کی عورت
۱۷۔ سویڈن کی عورت
۱۸۔ ملایا کی عورت
۱۹۔ ساحل سمندر کی عورت
۲۰۔ بنگال کی عورت
۲۱۔ لیتھونیا کی عورت
۲۲۔ منچوریا کی عورت
۲۳۔ راپا کی عورت
۲۴۔ منگولیا کی عورت
۲۵۔ زمانہ حال کی انگلش عورت
۲۶۔ لمبے بالوں والی عورت
۲۷۔ سیام کی عورت
۲۸۔ راستھوریا کی عورت
۲۹۔ برلن کی دوشیزہ سائے
۳۰۔ سنار ہے بند ر ہ لا کر لائی ہم
۳۱۔ لیب لینڈ کی عورت
۳۲۔ ٹیونس کی عورت
۳۳۔ مارواڑ کی عورت
۳۴۔ کوہستانی دوشیزہ
۳۵۔ فرانس کی دوشیزہ
۳۶۔ سلونی عورت
۳۷۔ بلوچستانی عورت
۳۸۔ ترکی عورت
۳۹۔ بجلی کی شعاع سے علاج
۴۰۔ لندن کی مہ جبین عورتیں
۴۱۔ مصری رقاصہ
۴۲۔ ہندوستانی رقاصہ
۴۳۔ برف کے تودے پر رقص
۴۴۔ فرانس کی رقاصہ
۴۵۔ برس کی رقاصہ
۴۶۔ آئل کی رقاصہ

قلمی تصاویر

زلف پیچاں کے نمونے ۱۲ تصویر
عورت اپنے گھر میں ۱۲ "
عمر کے ساتھ لباس ۱۲ "
ہندوستانی ورزش ۱۲ "
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ "
عورت کی ذہنیت ۱۲ "
مغربی فیشن کی عورت ۱۲ "
مغربی ورزش ۱۲ "
اور متفرق ۳ "

مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات
امداد ادبی تبصرہ دیباچہ
عورت کیا ہے؟ عورت کی تربیت
عورت کے نوبہات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داریاں
کوک شاستروں میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

پہلا باب

طلسمی زندگی
عورت کی زبردست طاقت
عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسم ساز کو پہچاننے کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت زار
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے نسائیت کا مکمل نمونہ
مکمل زندگی کی مسرت آگینی
معصوم دل پر نقش اولین
تربیت اولاد کا مقدم فرض
بار شفقت کا خمار
عورت کی پیشانی کا جھومر
محبت شعاری کا نقش اولین
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ صورت
بیخ تعلیم میں فرحت و انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیا کا نقاب
شان خودداری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے مدارج

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
موہنی صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت عورت کی خواہش پوری کر سکتی ہے
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
حریم حسن سے چھیڑ چھاڑ
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست اعانت
عورت کی مقتضائے فطرت
عورت کے قدموں پر عزت کا تاج
عورت دنیا کی بدترین دوزخ ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو تباہ کرنے والی گھاتیں
جاذبیت اور دلکشی کا آئینہ عورت ہے
جذبہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب اور سو بینی کے چلتے ٹوٹکے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شان محبوبیت میں چار چاند
ایک مشہور فلاسفر کا رائے نگاہ
سچی شرم اور جھوٹی شرم
قبل از ولادت اخلاقی نشوونما
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرمن محبت میں سنے شرارے
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم خوردوں کے لئے مرہم کافور
نظام آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی عادت
پہنال تن کی بے کلی

تیسرا باب

مجسمہ نسائیت بوستان شباب میں
عہد شباب کی سحر کاریاں
منزل شباب میں خار سیاہ
کوک شاستر کی چار عورتیں
خارجی چیزوں سے لطف اندوزی
عاقبت اندیشی کا فرض
شمع حسن کے فانوس
کامیاب زندگی

چوتھا باب

جدید کشش مباشرت کا مقصد
اظہار محبت و حفظ نسوانی
عضو نسوانی سے ناواقفیت
سلفوں کا لف کی ہم آغوشی
محراب جمال کی صفائی
صدف عصمت میں آب نیساں
اتحاد تناسل کی ضرورت
باغ رات کی گلچینی
مذموم سلاوت کا دفعیہ
نخل محبت کا بیخ کنی
نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ
فرائض کا گرانبار پشتارہ
بچوں کے لئے کھیل کود
مناظر فطرت کا پرکیف اثر
صحت جسمانی کا اثر
زندگی کا بہار دور
سرو رواں کی بار آوری
شاہراہ شباب کے نشیب و فراز
بادہ شباب کی مدہوشیاں
معصوم ہستیوں سے لطف اندوزی
خریدار جمال کی عزت
سسرال والوں کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کا تلاطم
ساغر مواصلت میں بادہ محبت
پر سرور بادہ مواصلت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عیش کا پرکیف راستہ
ایوان عصمت کا سنہرا دروازہ
اعضائے نسوانی کا سرتاج
پیکر ناز کی مجبوریاں
حصار عصمت کی تسخیر

اس کتاب میں

اس قسم کے دس باب اس کتاب میں ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزاروں مسائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج بچہ کی پرورش و پرداخت غرض کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں مرد و عورت کی لطف اندوزی تشنہ رہی ہے

ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۴۷

قیمت صرف دو روپے

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

مسلمانوں کے فرقہ وارانہ اختلافات اب بالکل ختم ہوجائینگے کیونکہ

اردو صحیح بخاری شریف کامل

چھپکر شائع ہوگئی

آپس کے اختلافات مذہبی جنہوں نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں احادیث کا ذخیرہ نہیں تھا مولویوں کے ہاتھ میں عوام کی لگام ہے وہ جس طرف چاہتے ہیں ان کو لیجاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ سب کا مرکز احادیث ہی ہے ان غریب جاہلوں کو کیا خبر کہ یہ حدیثیں جن کو سنکر بھائی بھائی کا دشمن بن رہا ہے حدیث ہیں بھی یا نہیں یا ان بیچاروں نے ازخود اپنے اقوال رسول کریم سے منسوب کر دیئے ہیں۔

یہ تو متفقہ علمائے کرام کا مانا ہوا ہے کہ بخاری شریف کا مرتبہ کتب احادیث اور کتب علوم دینی میں وہی ہے جو قرآن شریف کا مرتبہ دیگر منزل من اللہ کتب وصحائف میں ہے اور ہمارے لئے قرآن شریف کے بعد اہم تر دینی کتاب صرف صحیح بخاری ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس پر آج اسلام اور قوانین معاشرت اسلام کا انحصار ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کو پڑھے سمجھے بغیر اور مانے بغیر ایک مسلمان اسلام سے عاری رہ جاتا ہے۔

بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے اور عربی پڑھنے والے ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہے یا نہیں اسی لئے کروڑوں اردو خوان مسلمانوں کی تقدیر چند عربی دان مولویوں کے ہاتھ میں تھی اب جبکہ بخاری شریف اردو زبان میں آگئی ہے اور ہر اردو پڑھنے والے مسلمان کے لئے آسان ہے کہ وہ اپنی ہر ضرورت کے لئے خود حدیث قدسی سے استفادہ کرلے اور فرقہ داری کے قضیئے سے الگ ہوکر خالص مسلمان بنا رہے کسی سے لڑنے کی ضرورت نہ اپنے مولوی صاحب کے قول کو دوسرے فرقہ کے مولوی صاحب کے قول پر فوقیت دینے کی حاجت سب مسلمان صرف مسلمان رہ جائیں یہ سترہ بہتر فرقے نیست ونابود ہوکر صرف ایک ہی فرقہ رہ جائیگا جس کا نام مسلم ہوگا۔

بخاری شریف بہت بڑی کتاب ہے اور اسلام کے تمام قوانین اس میں موجود ہیں ہندوستانی مسلمانوں کی عربی سے ناواقفی کو مدنظر رکھکر اور اس سے بھی کہ کتاب بہت ضخیم نہ ہوجائے عربی متن نہیں لیا گیا ہے نیز راویوں میں بھی صرف صحابی راویوں کا حوالہ دیا گیا ہے البتہ حدیث کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ جگہ جگہ توسین میں تشریح بھی ہے تاکہ کوئی عامی سے عامی بھائی بھی مطلب حدیث میں تشنہ نہ رہجائے اور کم اردو جاننے والے بھائی بھی آسانی سے سمجھ لیں۔

اس کتاب کی تین جلدیں ہیں اول جلد ۹۰۴ صفحات کی ہے اس میں دو ہزار پانچ حدیثیں ہیں اور دوسری جلد کے ۷۶۲ صفحات ہیں اور اس میں ۲۲۰۰ حدیثیں ہیں تیسری جلد کے ۷۵۲ صفحات ہیں اور ۲۴۰۰ حدیثیں ہیں مولوی کے صفحے کے برابر تقطیع تینوں جلدیں کپڑے کی جلد میں مجلد ہیں اس کا ہدیہ بیس روپے بلا جلد مقرر ہے لیکن ہم نے خدا کے فضل سے ایسی صورت پیدا کرلی ہے کہ آپ مجلد چرمی کامل ۳ جلد روپے میں منگا سکتے ہیں دو روپے محصولڈاک علاوہ ہیں پتہ:- **حمیدیہ پریس - دہلی**

---

۴۸۶ واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دندان

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑھوں کی ہر تکلیف کو دور کرتا ہے ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑھوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے یعنے

پائیوریا کا بہترین علاج

ہے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اپنے تین چار دانت نکلوا دیجیئے مگر انھوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان ملنا شروع کیا۔ الحمدللہ حضرت خواجہ صاحب کو دانتوں کی اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔

تعریف کے خطوط

اکسیر دندان منجن کا اشتہار دیتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے لیکن سالم سالم اور بیٹھے بیٹھے شیشیاں اس کی ایک ایک دن میں جانے لگی ہیں جو ایک دفعہ ایک شیشی منگا لیتا ہے وہ پھر چار چار اور چھ چھ دفعہ اور بعض بعض اوقات بارہ بارہ کی فرمائش بھیجتا ہے بیشمار خطوط منجن اکسیر دندان کی تعریف کے میرے پاس جمع ہوگئے ہیں جن میں سے صرف دو اس دفعہ درج ذیل کرتا ہوں **افسر کمانڈنگ دتیا** منجن اکسیر دندان کی بابت لکھتے ہیں کہ "میں نے ایک شیشی منجن اکسیر دندان کی اپنی والدہ صاحبہ کو استعمال کرائی جو پائیوریا کے مرض میں مبتلا تھیں میری حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا جب مجھے بتایا گیا کہ منجن اکسیر دندان سے والدہ صاحبہ کے دانتوں کو بہت فائدہ پہنچا اور اب ان کو کافی صحت ہوگئی ہے۔ میں نے والدہ صاحبہ کے علاج میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا اور قریب قریب تمام مشہور دیسی اور ولایتی منجن اور پیسٹوں کا تجربہ کرلیا تھا مگر ایک منجن اور پیسٹ کی بابت دیکھا جو منجن اکسیر دندان میں ہے والدہ صاحبہ نے عرصہ کے بعد منجن اکسیر دندان کی برکت سے گوشت بھی کھایا ورنہ ڈاکٹر دل اور ڈاکٹروں سے زیادہ دانتوں کی تکلیف نے انھیں اپنی اس روزمرہ کی غذا سے قطعی محروم کر دیا تھا میں منجن اکسیر دندان کی تعریف الفاظ میں نہیں کرسکتا واحدی صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اس نعمت کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا اور حکیم اجمل خاں صاحب کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان پر رحمتیں نازل کرے جنہوں نے ایسا اچھا نسخہ واحدی صاحب کو بتایا تھا دو شیشیاں منجن اکسیر دندان کی اور عنایت فرمائیے۔"

نواب قاضی عزیز الدین احمد صاحب سی۔ آئی۔ ای بھی منجن اکسیر دندان کے بہت مداح ہیں۔

منجن اکسیر دندان کی ایک شیشی ۸ آنہ میں بھیجی جاتی ہے جس پر محصول ۴ آنہ لگتا ہے اور دو شیشیوں کا محصول ۵ آنہ یا چھ شیشیوں کے پارسل کے کل محصول میں منجن منگانے سے بہت کفایت ہوتی ہے اس لئے اس وقت جبکہ کم از کم تین شیشیوں کا منجن منگایا جائے ایک یا دو شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہیئے

ملنے کا پتہ

احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۱۷۱ کوچہ چیلان دہلی

مورخہ ۱۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوگا کہ خریدار رعایت میں گھڑیاں منگاکر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں

حق مضمون اشتہار ہذا محفوظ ہے کوئی صاحب اسے نقل کرکے فائدہ کی جگہ نقصان نہ اٹھائیں

رعایت کا مبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھائیے

گیارہ ماہ گذر جانے کے بعد خدا کے فضل وکرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے۔ یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اس لئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے انتخاب کر لیا ہے۔ لہذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں، ٹائم پیسوں اور گھنٹوں کی قیمت میں بیحد رعایت کر دی گئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمائش بھیجئے ورنہ یہ زرین موقعہ پھر ایک سال بعد آئے گا۔ — مینیجر

رولڈ گولڈ کیس کی لیور سٹواچ

یہ گھڑی اصلی رولڈ گولڈ کیس کی ہے اور اسکی مشین میں ۱۰ یاقوت لگے ہوئے ہیں وہ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی رعایتی قیمت معہ اسٹراپ تیرہ روپے بارہ آنہ

جاپانی کیس کی شب بین رسٹواچ

اس گھڑی کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے۔ ٹائم کی سچی اور پائیدار ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ آٹھ روپے دو آنے

شب چراغ لیور پاکٹ واچ

یہ خوب صورت گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں ٹائم بتاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت صرف چھ روپے

خوش وضع قابل اٹھ روزہ چابی کی رسٹواچ

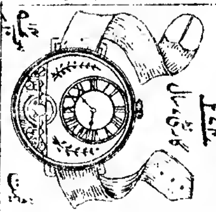

دیکھنے میں نہایت خوشنما ہے پرزوں کی مضبوط مشین لیور اور ہو کمال یہ ہے جو چابی اسمیں آٹھ روز میں ایک بار دی جاتی ہے ہر روز چابی دینے اور کلائی سے کھولنے باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چودہ روپے دس آنے

گیس والی کار آمد خوشنما سٹواچ

اس رسٹواچ کا کیس نکل سلور کا ہے اس کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جس کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے وقت بتاتی ہے ٹائم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چودہ آنے

نیو فیشن گولڈن رسٹواچ

سنہری کیس کی رسٹواچ مختلف نمونوں کی خوشنما ڈائل کی بنی ہوئی ہے اور محض خوبصورتی ہی نہیں بلکہ پائیدار اور وقت صحیح بتانیوالی بھی ہے پرزے بھی اسکے بہت مضبوط ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے آٹھ آنے

فینسی شاندار گولڈن رسٹواچ

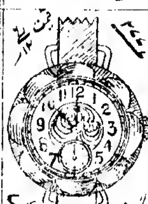

اس گولڈن سنہری کیس رسٹواچ کی پوری خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کر سکتا بہت ہی خوشنما مختلف ڈزاین میں بنی ہوئی ہے ٹائم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنے

اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور واچ

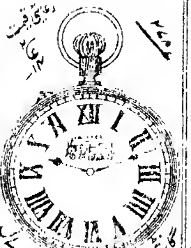

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارکہ ریلوے ریگولیٹر کے نام سے واقف نہ ہو اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ پرزوں کی مضبوط ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت دس روپے چودہ آنے

ڈبل بیل الارم ٹائم پیس

نکل سلور کیس، خوشنما، پائیدار، ٹائم کا سچا ہے دو گھنٹی کے باعث الارم کی آواز سے بچے اگر خواب سے جگا کر کے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے

محصولڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس کل ۱۳ر

خوشنما و پائیدار رسٹواچ

نئے فیشن کی گھڑی کلائی پر باندھنے کی نہایت خوشوضع اور پائیدار بنی ہوئی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانیکی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ تین روپے چودہ آنہ

ہر قسم کی گھڑیاں و گھنٹے ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار جہاں بنی چوک نمبر ۱۰۹۹ شہر دہلی - تار کا جسٹرڈ پتہ واچ دہلی

روزہ میں سب سے بڑی تسکین گھڑی سے حاصل ہوتی ہے

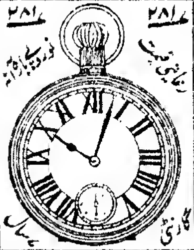

موٹے گلاس کی لیوکیلس پاکٹ واچ

اس گھڑی کی مشین لیوا اور جوئلدار ایسی پائیدار اور پختہ ہے کہ بگڑنے کا نام تک نہیں یعنی گلاس بھی اس کا موٹے قسم کا ہے جو صدمہ سے بھی نہیں ٹوٹتا ٹائم کی سچی اور خوشنما ہے رعایتی قیمت نو روپے بارہ آنے

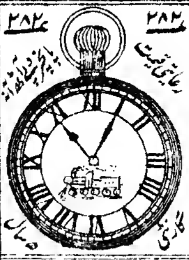

موٹے گلاس کی ریلوے واچ

یہ گھڑیاں اپنی خوبی کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے پرزوں کی مضبوط ٹائم کی سچی ہے خوشنما اور چھوٹے سائز کی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنہ

گارنٹی۔ ذمہ واری

ہر گھڑی ڈائم پیس کے ہمراہ دستخطی گارنٹی بھیجی جاتی ہے جسکا یہ مطلب کہ گھڑی اگر احتیاط سے رکھی جائے تو اتنی مدت چلیگی بلکہ بعض گھڑیاں تو مدت گارنٹی سے بھی زائد چلی ہیں۔ مگر احتیاط لازمی ہے

یونیفیشن پائیدار نفیس رسٹواچ

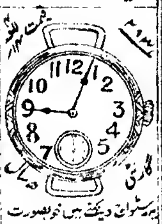

یہ رسٹواچ دیکھنے میں خوبصورت اور چال کی اچھی ہے پرزے اسکے پختہ پائیدار ہیں وقت بھی صحیح بتاتی ہے اس میں سکنڈ کی سوئی بھی لگی ہوئی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چار روپے چودہ آنے

نو ایجاد بیحد خوبصورت نقشی رسٹواچ

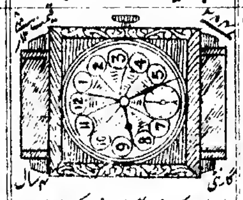

اس رسٹواچ کی خوشنمائی کاغذی نقشہ کی طرح بھی ظاہر نہیں کر سکتا ایسی خوبصورت ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے اس کا کیس نہایت نقشی اور ڈائل بہت ہی نفیس ہے دیکھنے میں یہ گھڑی ڈیڑھ دو سو روپے کی معلوم ہوتی ہے مشین پائیدار ہے اور وقت بھی صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ آٹھ روپے بارہ آنے

خوبصورت و مضبوط لیور پاکٹ واچ

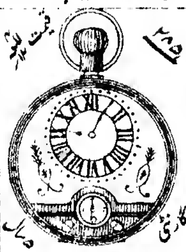

نکل سلور کیس کی گھڑی لیور مشین کی نہایت خوش وضع بنی ہوئی ہے پرزے اسکے مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت چار روپے بارہ آنے

اوکٹگن خوشنما رسٹواچ

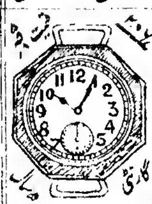

یہ گھڑی سنہری کیس کی آٹھ پہل اور چہ پہل شیپ کی بہت خوشنما بنی ہوئی ہے اسکی مشین پائیدار اور پرزہ پختہ ہیں وقت سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے آٹھ آنہ

کارآمد ریڈیم رسٹواچ

اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم کی ہیں جنکے علاوہ شب کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے پرزے اسکے مضبوط ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے دو آنے

خوشنما سنہری کیس کی رسٹواچ

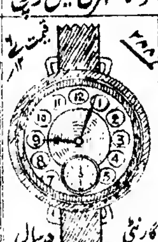

گارنٹی ۵ سال

یہ گھڑی بیحد خوشنما نفیس ڈائل اور سنہری کیس کی ہے دیکھنے میں ساٹھ ستر روپے کی معلوم ہوتی ہے پرزے اسکے پختہ ٹائم کی سچی اور مختلف ڈیزائن کی ہیں۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنے

یہ ٹائم پیس علاوہ دن کے رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتا ہے اور اس کا الارم ٹھہر ٹھہر کر اور کیم دونوں طرح سے بجتا ہے سوتے ہوئے شخص کو بیدار کرنے کے لئے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے پرزے اسکے مضبوط اور ٹائم کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت صرف آٹھ روپے۔ محصول ڈاک۔ پیکنگ کیس منی آرڈر فیس ایک روپیہ بذمہ خریدار

اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانے والی ریلوے انجن مارک ریلوے ریگولیٹر کے نام سے واقف نہ ہو نہایت پائیدار ٹائم کی سچی اور چھوٹے سائز کی ہے رعایتی قیمت چار روپے آٹھ آنہ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

جوئلدار لیور ریڈیم رسٹواچ

گارنٹی ۵ سال

اس کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم والی ہیں جو اندھیرے میں مانند تاروں کے چمکتی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے مشین لیور اور دس جوئل والی ہے ٹائم کی سچی قیمت معہ اسٹراپ گیارہ روپے بارہ آنہ

گولڈن کیس والی رسٹواچ

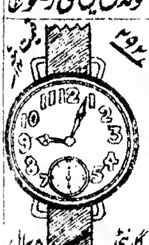

گارنٹی ۵ سال

یہ گھڑی سنہری کیس خوشنما پائیدار ٹائم کی سچی ہے ڈائل و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے چودہ آنے

تمام قسم کی گھڑیاں و ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۹۰۵ شہر دہلی۔ تار کا پتہ ڈبیٹہ واچ دہلی

رمضان المبارک میں ہر کام باعث خیر و برکت ہوتا ہے اس لئے یہ خرید و فروخت بھی مبارک ثابت ہوگی

...یسٹ اینڈ واچ کمپنی

...بی دستی گھڑیاں اور ٹایم پیس ...وقت اسٹاک میں موجود رہتے ہیں ...پ کو جو گھڑی مطلوب ہو ...ب فرمائیں نیز مرمتی گھڑیوں کی ...ستی بھی ہمارے ہاں باقاعدہ ...ر رعایت کے ساتھ کی جاتی ہے

۲۹۳ اصلی سسٹم راسکوپ پیٹنٹ لیور واچ

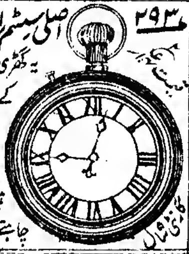

یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح وقت بتانے کے باعث نہایت مقبول ہوئی ہے ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے اسکے پرزے نہایت مضبوط و پائدار ہیں گر آپ کم خرچ و بالانشین گھڑی لینا چاہتے ہیں تو اسکو منگا لیجیے رعایتی قیمت ...

۲۹۴ خوشنما و پائیدار گیس والی پاکٹ واچ

اس گھڑی کی سوئیاں اور ہندسے رات کو مانند ستاروں کے چمکتے ہیں جن سے مثل دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت آسانی معلوم ہوتا ہے مشین اسکی بہت پختہ اور پرزے پالش دار ہیں ٹایم نہایت صحیح بتاتی ہے کیس نکل سلور کا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے چار آنے

...ونیدہ جوڑوالی رسٹ واچ

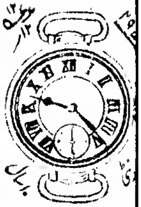

...رسٹ واچ کی مشین نیو نیدہ جو بلدا... ...بت پختہ ہو دوڑ بھاگ میں خراب ...یں ہوتی ٹایم کی نہایت سچی اور ...ساتھ کنڈی قبضہ دار ہیں رعایتی ...قیمت معہ اسٹراپ بارہ روپے بارہ آنہ

۲۹۶ نیو پیٹنٹ خوشنما رسٹ واچ

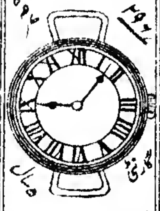

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما پائیدار بنی ہوئی ہے وقت صحیح بتاتی ہے چابی ۳۰ گھنٹے کی ہے مشین لیور اور پرزے پالشدار ہیں۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے سات آنہ

پائیدار کیلیس و ہنٹ فیس پاکٹ واچ

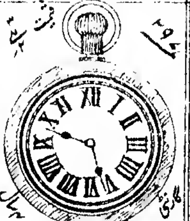

یہ گھڑی کھلے منہ کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے چابی اسمیں ۳۰ گھنٹے کی ہے اور پرزے مضبوط ہیں۔ وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت صرف تین روپے دو آنے

محصولڈاک بذمہ خریدار

سونے کے ملمع کی جالدار چوڑی کی جڑاؤ رسٹ واچ

رعایتی قیمت سات روپے آٹھ آنہ

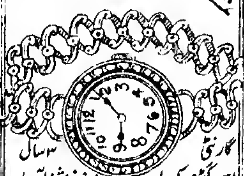

اس گھڑی کے چاروں طرف خوشنما آبدار نگ جڑے ہوتے ہیں اسکی چوڑی اسپرنگدار ہے جسکے باعث ہر موٹی و پتلی کلائی پر ربڑ کی طرح کھنچکر فٹ ہو جاتی ہے مستورات اسے بڑے شوق سے پسند کرتی ہیں ٹایم کی سچی ہے پرزوں کی مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت سات روپے آٹھ آنے

خوشوضع اٹھہ پہل رسٹ واچ

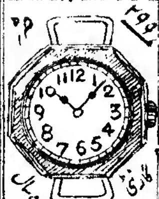

۲۲ کیرٹ گولڈن (سنہری) فینسی شیپ بہت خوبصورت پرزوں کی مضبوط ٹایم کی سچی اور سوئز میڈ ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ صرف پانچ روپے

...ہر میں وقت بتانے والی رسٹ واچ

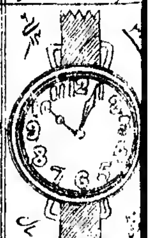

...کیس کی خوشنما اور پائیدار ...وقت بتانے والی گھڑی دن میں ...علاوہ سبکو اندھیرے ...میں وقت بتاتی ہے۔ رعایتی ...قیمت معہ اسٹراپ صرف ...روپے چودہ آنے

خوشوضع ریڈیم رسٹ واچ

اگر آپ مثل دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس گھڑی کو منگا لیں اسکے ہندسے سوئیاں مثل ستاروں کے چمکتے ہیں ٹایم کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے دو آنے۔

سکنڈ والی اصلی ریلوے ریگولیٹر واچ

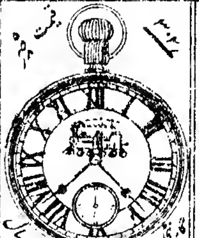

ہمارے خیال میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس نے ریلوے گھڑی کا نام نہ سنا ہو یہ اپنی مضبوطی اور صحیح ٹایم بتانے کے باعث تمام عالم میں ڈنکا بجا چکی ہے گلاس بھی اسپر بہت دبیز (موٹا) لگا ہوا ہے رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنے

انسونیہ کارخانہ کا امریکن الارم ٹایم پیس

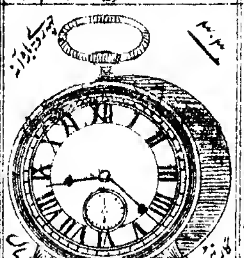

یہ ٹایم پیس مشہور و معروف انسونیہ کارخانہ کا بنا ہوا ہے نکل سلور کیس رنگ کا مضبوط ٹایم کا سچا ہے اسمیں الارم بھی پشت کیطرف لگا ہوا ہے جو بوقت ضرورت صحیح ٹایم پر الارم بجاتا ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے بارہ آنے محصولڈاک وغیرہ ۱۳ /

نوایجاد گولڈن فینسی رسٹ واچ

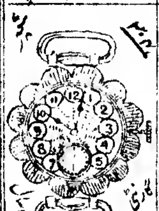

یہ سنہری رسٹ واچ بالکل نئی وضع مختلف شیپ کی قبضہ دار کنڈی کی جسکی خوشنمائی اور دلکشی اسکا نقشہ ہی ظاہر کر سکتا ہے مشکل ہو دیکھنے سے تعلق ہے پرزوں کی مضبوط ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے آٹھ آنے

ایک اچھی گھڑی روزہ کو مکروہ اور باطل ہونے سے بچاتی ہے

ہفت روزہ چابی کی خوبصورت پاکٹ واچ

اس گھڑی میں خوبی یہ ہے کہ چابی بجائے روزانہ کے آٹھ روزہ ہے روز روز چابی دینے کی زحمت نہیں ہوتی اس کا بیلنس پھرنا ڈائل کی طرف معلوم ہوتا ہے مشین لیور اور جوبلدار ہے پرزوں کی مضبوطی ٹایم کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت نو روپے چھ آنہ

کار آمد ریڈیم پاکٹ واچ

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوش وضع لیور مشین پرزوں کی مضبوطی ٹایم کی سچی ہے اور اسکے ہندسے و سوئیاں کیس والی ہیں جنکے باعث اسکو اندھیرے میں بھی شل دنکے ٹایم معلوم ہوتا ہے رعایتی قیمت چار روپے بارہ آنے

آپکے فائدہ کی بات

تین گھڑیاں ایک قسم کی خواہ تین قسم کی اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو محصولڈاک و پیکنگ بکس اور منی آرڈر فیس معاف صرف گھڑیوں کی قیمت ہی چارج کی جائے گی

خوبصورت کیس والی رسٹ واچ

اس گھڑی کے ہندسے و سوئیاں کیس والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹایم معلوم ہوتا ہے پرزوں کی مضبوطی اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے بارہ آنہ

پروٹیکٹر والی خوشنما لیور رسٹ واچ

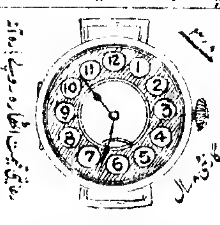

اس گھڑی کے ٹایم کیطرف بھی شیشے کی حفاظت کیلئے ایک ڈھکنا لگا ہوا ہے جیسی منل جالی کے سوراخ بنے ہوئے ہیں جنمیں سے ٹایم با آسانی معلوم ہوتا ہے مشین لیور جوبلدار نہایت مضبوط ہے اور ٹایم کی نہایت سچی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ آٹھ روپے بارہ آنے

خوشوضع سنہری کیس کی پاکٹ واچ

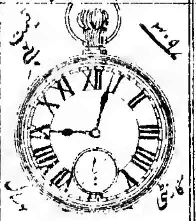

یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پرزوں کی پائیدار ٹایم کی نہایت سچی ہے خوبصورت ہونیکے باعث یہ گھڑی اکثر تحفہ جات میں دی جاتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے آٹھ آنے

اسکوائر گولڈن رسٹ واچ

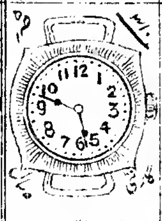

یہ چوکس گھڑی مختلف نصیب میں نہایت خوشنما اور پائیدار بنی ہوئی ہے وقت سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ صرف پانچ روپے

خوشوضع سلور کیس کی رسٹ واچ

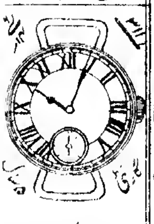

اس رسٹ واچ کا کیس چاندی کا ہے پرزے اسکے پختہ بالشارا میں وقت بالکل صحیح بتاتی ہے اور بہت خوبصورت ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چھ روپے چودہ آنہ

منسب چراغ نیوفیشن رسٹ واچ

آپ شل دن کے رات کو اندھیرے میں وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ملاحظہ کیجئے ہندسے سوئیاں اندھیرے میں مثل ستارہ کے چمکتے ہیں ٹایم کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ استراپ سات روپے چودہ آنے

سوتوں کو جگانیوالا الارم واچ ٹایم پیس

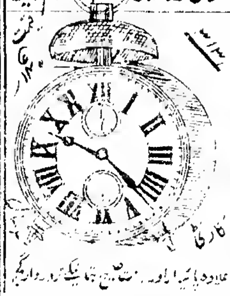

علاوہ پائیدار اور وقت صحیح بتانیکے دوسری خوبی یہ ہے کہ الارم جاگنے کیلئے مقرر کردیا جائے تو جس وقت کا انتظام ہوا اسکے الارم کی سوئی اسی ٹایم پر لگا کر الارم میں چابی بھر دیجئے بس یہ ٹھیک وقت پر تیز آواز سے الارم بجاکر آپ کو بیدار کردے گی رعایتی قیمت صرف روپے چودہ آنے

۲۲ کیرٹ گولڈن فینسی پاکٹ واچ

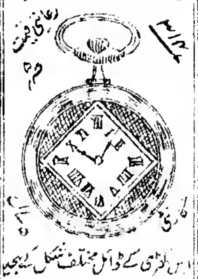

اس گھڑی کے ڈائل مختلف شکل کے بنے ہوئے خوشنما اور فینسی بنے ہوئے ہیں کیس عمدہ شیپ کا ہے پرزے مضبوط اور ٹایم بتانے کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت صرف پانچ روپے محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

۲۲ کیرٹ گولڈن رسٹ واچ

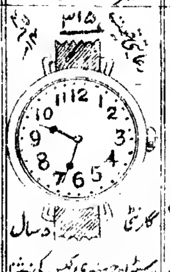

یہ رسٹ واچ سنہری کیس کی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے ٹایم بالکل صحیح بتاتی ہے اور پرزے بھی پختہ پالش دار ہیں۔ رعایتی قیمت معہ استراپ چار روپے چودہ آنے

رولڈ گولڈ کیس کی ریڈیم رسٹ واچ

اسکی مشین سن جوں والی ایسی ہے کہ سواری دوڑ بھاگ میں بھی نہیں ہوتی ٹایم کی سچی ہے اور علاوہ رات کو اندھیرے میں وقت بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ چودہ روپے آٹھ آنہ

تھوڑے داموں میں ایک اچھی گھڑی حاصل کرنے کا یہ نادر و نایاب موقع ہے جو سال میں ایکبار آتا ہے

ایک گھڑی مفت

چھ گھڑیاں ایک قسم خواہ چھ قسم کی اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو ساتویں گھڑی جناب کو بلا قیمت بھیجی جائے گی مگر محصول ڈاک۔ پیکنگ بکس۔ منی آرڈر فیس آپ کو ادا کرنا ہوگا۔

نہایت پائیدار جولدار لیور کیلس پاکٹ واچ

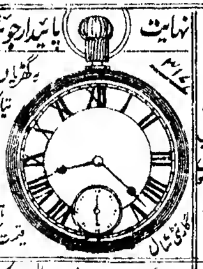

یہ گھڑیاں ہم نے خاص طور پر سوئزرلینڈ سے تیار کرا کر منگائی ہیں۔ یہ مشین گیارہ یا قوت (روبی) انہیں میں نصب کئے ہیں ٹائم کی نہایت سچی ہے ڈائل پر ہماری فرم کا نام تحریر ہے رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے۔

نہایت خوشنما ہاف ہنٹنگ پاکٹ واچ

اس گھڑی کے ٹائم کی طرف بھی شیشہ کی حفاظت کیلئے ڈھکنا لگا ہوا ہے ڈھکنے پر اندر کے ڈائل کا پورا نقشہ بنا ہوا ہے نیز ڈھکنے کے بیچ میں ایک چھوٹا شیشہ اور لگا ہوا ہے جس میں سے اندر کی سوئیاں و ڈائل صاف نظر آنے کے باعث ٹائم معلوم ہو جاتا ہے وقت بجا بتاتی ہے رعایتی قیمت چھ روپے بارہ آنہ

خوشنما بجلی والی رسٹ واچ

اسکے ہندسے و سوئیاں شب کو مانند بجلی کے چمکتی ہیں جن سے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے ٹائم کی سچی پرزے نہایت مضبوط ہیں رعایتی قیمت مع اسٹراپ پانچ روپے چودہ آنہ

پندرہ جول والی لیور رسٹ واچ

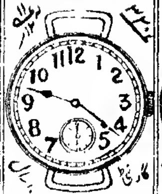

اس گھڑی کی مشین لیور اور پندرہ جولدار ایسی پائیدار ہے کہ سواری شکار اور دوڑ بھاگ میں خراب نہیں ہوتی ٹائم کی بھی بہت سچی ہے رعایتی قیمت مع اسٹراپ گیارہ روپے بارہ آنہ

سونے کے ملمع کی خوشنما پاکٹ واچ

اس گھڑی کے ڈائل مختلف شکل کے بیحد خوشنما اور فینسی بنے ہوئے ہیں اور کیس سنہری عمدہ شفاف کا ہے پرزے مضبوط و پائیدار ہیں چال کی لیور اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت صرف پانچ روپے

شب بین لیور پاکٹ واچ

اس گھڑی کی سوئیاں و ہندسے اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتے ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے ٹائم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت صرف چار روپے۔ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

نیو فیشن کی گولڈن رسٹ واچ

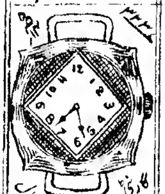

یہ رسٹ واچ مختلف ڈیزائن کی ایسی خوشنما ہے کہ اسکی پوری خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کر سکتا پھر مضبوط اور ٹائم کی بھی سچی رعایتی قیمت مع اسٹراپ پانچ روپے چودہ آنہ

خوشنما چاندی کے کیس کی رسٹ واچ

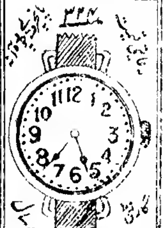

یہ رسٹ واچ چاندی کے کیس کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے پرزے اسکے نہایت پائیدار ہیں وقت بجا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ پانچ روپے چودہ آنے علاوہ محصول ڈاک

گولڈن کیس کی فینسی رسٹ واچ

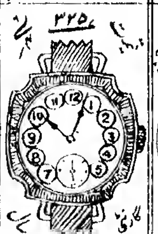

یہ گھڑی بہت ہی خوشنما ہے اسکی پوری خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کر سکتا گھڑی کو دیکھنے ہی سے معلوم ہوگی۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت مع اسٹراپ چھ روپے چار آنے

اوپن فیس کیلس لیور پاکٹ واچ

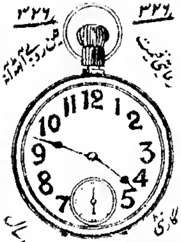

یہ گھڑی اگرچہ کم قیمت ہے مگر پائیداری اور درستی ٹائم میں چالیس پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے اسی باعث یہ گھڑیاں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں اور خوشنما بھی ہے رعایتی قیمت تین روپے آٹھ آنے

پشت کی گھنٹی والا الارم ٹائم پیس

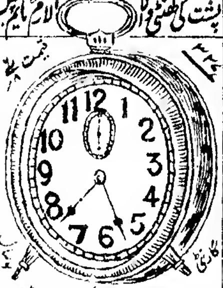

اس ٹائم پیس میں الارم کی گھنٹی پشت پر سامنے کی لگی ہوئی ہے جسکی آواز اتنی تیز ہے کہ غافل سونیوالا بھی اسکی آواز سے بیدار ہو جاتا ہے شب میں عبادت اور ڈیوٹی پر جانیکے لئے یہ ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ وقت نہایت صحیح بتاتا ہے پرزے بیحد پائیدار ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے رعایتی قیمت چھ روپے آٹھ آنہ

سنہری کیس کی شب چراغ رسٹ واچ

اسکی سوئیاں اور ہندسے رات کو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتے ہیں جن سے مثل دن کے رات کو بھی ٹائم معلوم ہوتا ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت مع اسٹراپ آٹھ روپے دو آنہ

اگر ان گھڑیوں میں سے کوئی گھڑی آپ نے پسند کی ہو تو خریداری کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا

نمبر ۳۲۹ حیرت انگیز خوشنما کلنڈر یعنی جنتری واچ

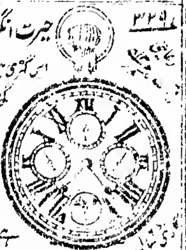

اس گھڑی میں بنانے والے کاریگر نے عجب عجیب و غریب عقل آرائی کی ہے گھڑی کیا ہے پوری جنتری ہے اسمیں چھ ڈائل ہیں ایک سے تاریخ دوسرے سے دن تیسرے سے مہینہ چوتھے سے چاند کا گھٹنا بڑھنا مثل آسمانی چاند کے پانچویں سے سکنڈ چھٹے سے کتنے منٹ معلوم ہوتا ہے۔ رعایتی قیمت تیرہ روپے آٹھ آنے۔

نمبر ۳۳۰ کم خرچ بالانشین لیور پاکٹ واچ

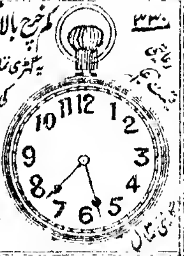

یہ گھڑی تمام کم قیمت گھڑیوں میں اعلیٰ درجہ کی ہے ٹائم صحیح بتانے میں پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے اور پرزوں کی بھی مضبوط ہے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت دو روپے دس آنے

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی

کی ونیز ہر قسم کی گھڑیوں کی درستی ہمارے ہاں باقاعدہ اور کفایت کے ساتھ کی جاتی ہے درستی کے لئے اگر کوئی گھڑی آپ کے پاس ہے تو بھیج دیجئے

سنہری کیس کی نیبی رسٹ واچ

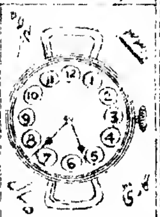

رسٹ واچ فیشنی ڈائل کی بہت خوشنما سنہری کیس کی ہے ... اور ٹائم بتانے کی سچی ہے ... قیمت معہ اسٹراپ ... پانچ روپے چودہ آنے۔

خوشنما جالدار سونے کے ملمع کی رسٹ واچ

یہ خوبصورت قابل دید گھڑی میں چوڑی اسپرنگ دار لگی ہوئی ہے جو ہر موٹی دبلی کلائی پر ربڑ کی طرح کھنچ کر فٹ ہو جاتی ہے۔ گھڑی کی گھڑی اور کلائی کی زینت مستورات بڑے شوق سے پسند کرتی ہیں وقت ٹھیک بتاتی ہے اور پرزے بھی مضبوط ہیں ... قیمت پانچ روپے آٹھ آنے

دس جوئل والی لیور رسٹ واچ

اس گھڑی کی مشین لیور دس جوئل والی ایسی مضبوط ہے کہ ٹینس وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم کی سچی اور خوبصورت ہے کنڈے بھی قبضہ دار ہیں۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ دس روپے بارہ آنے

نئے فیشن کی گولڈن رسٹ واچ

یہ سنہری کیس کی رسٹ واچ مختلف شیپ ڈائل کی بہت ہی خوشنما بنی ہوئی ہے پرزوں کی پائیدار اور ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چھ آنے

تاریکی میں وقت بتانے والی رسٹ واچ

اس گھڑی کے ہندسے سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے رنگ علاوہ دن کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے ٹائم کی سچی اور سنہری کیس کی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ ... روپے دو آنے

سنہری کیس کی ریڈیم رسٹ واچ

اگر آپ مثل دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ منگا لینی چاہئے ہندسے سوئیاں اندھیرے میں مانند ستاروں کے چمکتے ہیں وقت بالکل صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ ... روپے دو آنے

نہایت پائیدار امریکن الارم ٹائم پیس

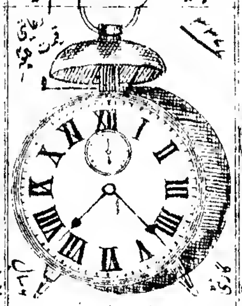

پائیداری اور وقت صحیح بتانے میں مشہور ہے اس لئے اسکی تعریف لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے وہ بوقت ضرورت ٹھیک ٹائم پر سوتے شخص کو بیدار کرنے کیلئے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے رعایتی قیمت چار روپے آٹھ آنے۔

اعلیٰ ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ

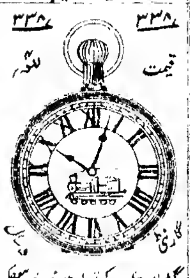

یہ گھڑیاں والوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں اسکی زیادہ بکری اور مقبولیت اس وجہ سے ہے کہ یہ وقت صحیح بتاتی ہے اور ریلوے ہونے کے باعث بہت پائیدار ہے قیمت میں بھی ارزاں ہے رعایتی قیمت صرف چار روپے۔ بوقت فرمائش پتہ خوشخط تحریر فرمایئے

شاندار سنہری کیس کی رسٹ واچ

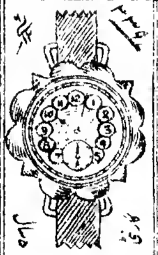

یہ گھڑی بیحد خوبصورت مختلف وضع کی ہے اکثر شادیوں اور تحفہ تحائف میں دی جاتی ہے مرد و عورت دونوں اسے پسند فرما کر استعمال کرتے ہیں پرزوں کی مضبوط ٹائم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ ... روپے بارہ آنے

بیحد نفیس سنہری رسٹ واچ

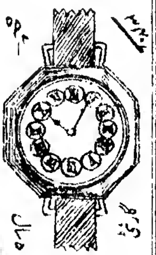

یہ رسٹ واچ مختلف ڈیزائن و شیپ کی نہایت ہی خوشنما ہے اگرچہ چھوٹی سی معمولی اندازہ نقشے سے ہوتا ہے مگر پوری خوشنمائی تو گھڑی دیکھنے سے ملاحظہ معلوم ہو گی ٹائم کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے آٹھ آنے

بعض لوگ سوچتے رہ جاتے ہیں اور موقعہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے

خوشنما اور مضبوط آفس کلاک

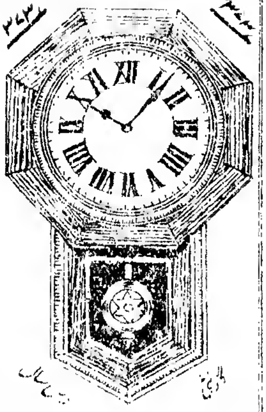

یہ آفس کلاک نہایت خوبصورت اور پائیدار بنا ہوا ہے اس میں چابی آٹھ روز بعد دی جاتی ہے گھنٹہ آدھ گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے۔ اسکی لمبائی ۱۹ انچ چوڑائی ۱۲ انچ ہے۔ رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے۔

ایضاً درمیانہ سائز اسکی لمبائی ۲۱ انچ چوڑائی ۱۴ انچ ہے رعایتی قیمت تیرہ روپے آٹھ آنے۔

ایضاً بڑا سائز اسکی لمبائی ۲۲ انچ چوڑائی ۱۴ انچ ہے رعایتی قیمت پندرہ روپے آٹھ آنے۔

نہایت خوبصورت اور پائیدار امریکن فینسی کلاک

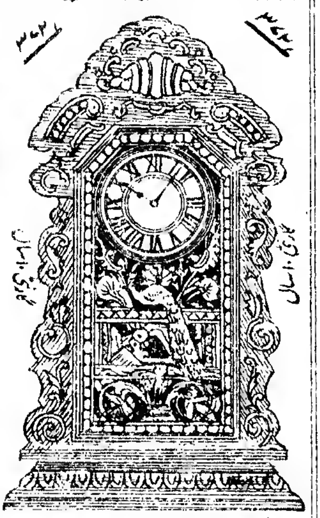

اس امریکن فینسی کلاک کے پرزے نہایت مضبوط و پائیدار ہیں ٹائم بالکل صحیح بتاتا ہے چابی اسمیں آٹھ روز میں ایک بار دی جاتی ہے۔ گھنٹہ آدھ گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے اسکے کیس پر نہایت کاریگری سے نقش و نگار کیا گیا جو دیکھنے میں بہت خوبصورت ہے۔ کمرہ۔ آفس مکان میں جہاں چاہیں لگا سکتے ہیں۔ رعایتی قیمت سولہ روپے

ایضاً اس میں الارم بھی لگا ہوا ہے رعایتی قیمت اٹھارہ روپے

۱۴ کیرٹ گولڈ نب کا فونٹن پن

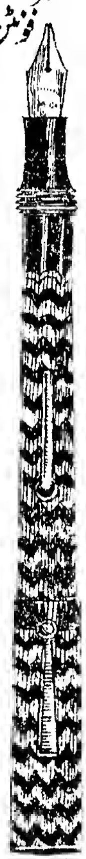

نمبر ۱۲۴ اس کا نب ... ۱۴ کیرٹ گولڈن ہے۔ رعایتی قیمت صرف دو روپے

نمبر ۱۲۵ یہ انگلینڈ ساخت ۱۴ کیرٹ نب کا سیلف فیلنگ (از خود سیاہی کھینچنے والا) فونٹن پن ہر قسم کے کاغذ پر رواں اور خوشخط لکھتا ہے اسمیں سیاہی نہ رکتی ہے نہ پھیلتی ہے مدتوں خراب نہیں ہوتا اور خوشنما بھی ہے رعایتی قیمت چار روپے آٹھ آنے

فینسی گولڈن رسٹ واچ

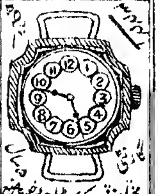

یہ مختلف قسم کی رسٹ واچ ایسی خوشنما بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے کیس سنہری اور پرزے پختہ و پائیدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ پانچ روپے بارہ آنے

ریڈیم لیور جو کامدار رسٹ واچ

اس گھڑی کی مشین میں دس یاقوت (جول) لگے ہوئے ہیں اور مشین لیور نہایت پائیدار اور مضبوط ہے دوڑ بھاگ سواری شکار غرض کسی حالت میں خراب نہیں ہوتی کیس نکل سلور کا ہے اس میں ڈائل و سوئیاں ریڈیم والی لگی ہوئی ہیں جسکے باعث شب کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے وقت معلوم ہوتا ہے۔ وقت نہایت صحیح بتاتی ہے چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے رعایتی قیمت مع اسٹراپ گیارہ روپے آٹھ آنے

نوٹ:۔ فرمایش کے ہمراہ مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجے جاتے ہیں کیونکہ پارسل بوجہ وزنی ہونے کے ریل گاڑی سے روانہ کیا جاتا ہے۔ ریلوے پارسل کی تعمیل بغیر پیشگی رقم آنے کے نہیں کی جاتی۔ اور اپنے قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام انگریزی میں معہ لائن لکھنا چاہیئے۔

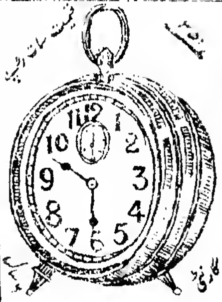

ریپیٹ والانگ الارم ٹائم پیس

اس کے الارم کی گھنٹی بڑے سائز اور بلند آواز کی ہے جو پشت کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اس کا الارم دو طرح سے بجتا ہے ٹھہر ٹھہر کر اور ایک دم۔ الارم کی آواز اس قدر بلند ہے کہ غفلت کی نیند والا بھی جلد ہوشیار ہو جاتا ہے۔ پرزوں کا مضبوط اور ٹائم کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت صرف سات روپے۔

نوٹ۔ ہر پارسل کا محصولڈاک، پیکنگ، کمیشن، منی آرڈر فیس بذمہ خریدار ہوگا

تمام گھڑیاں و گھنٹے وغیرہ ملنے کا پتہ۔ ایس ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۹۰۶ شہر دہلی۔ تار کا پتہ "واچ" دہلی

مشہور و معروف دہلی کے ساخت کے سادہ کاری رولڈ گولڈ چاندی اور سونے کے ملمع کے نفیس و منقش زیورات

سونیکے ملمع کے نقشی قمیص کے بٹن

۳۷۴

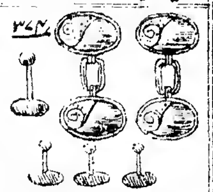

یہ بٹن اصلی چاندی کے نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں مضبوط ایسے کہ مدتوں کام دیتے ہیں ان پر سونیکا ملمع نفیس کیا ہوا ہے قیمت فی سٹ دو روپیہ آٹھ آنہ

سونیکی جڑاؤ ڈائمنڈ کٹ لونگ

۳۷۵

یہ کیل سونیکی نہایت خوش وضع بنی ہوئی ہو اسپر ڈائمنڈ کٹ کا کام نہایت کاریگری سے کیا ہوا ہو درمیان میں ایک نگ بھی جڑا ہوا ہے قیمت فی عدد دو روپے چار آنہ

سونیکی قابلدید جڑاؤ لونگ

۳۷۶

یہ لونگ نہایت ہی نفیس و خوشنما بنی ہوئی ہے اسپر خوشنما و آبدار نگ مختلف رنگ کے جڑے ہوئے ہیں قیمت فی عدد دو روپے بارہ آنہ

سونیکے ملمع کے ایرنگ (بندے)

۳۷۷

یہ بندے خالص چاندی کے سونیکے ملمع کے نہایت خوشنما و صوفیانہ بنے ہوتے ہیں ہر عمر کی عورت و لڑکیوں کیلئے موزوں ہوتے ہیں قیمت فی جوڑ دو روپیہ چار آنہ

سونیکی نئی وضع کی خوشنا لونگ

۳۸۸

یہ کیل بالکل نئی وضع کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے اسپر سوفیانہ کام نہایت کاریگری سے کیا ہوا ہے قیمت فی عدد تین روپے چار آنہ

سونے کے ملمع کے خوشوضع اصلی چاندیکے زنجیردار ڈائمنڈ کٹ بٹن

۳۷۹ یہ کرتے میں لگائیکے بٹن خوشنما اور سبک بنے ہوئے ہیں مرد و عورت دونوں بکثرت

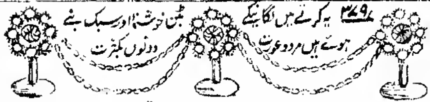

استعمال کرتے ہیں۔ ان پر سونے کا نہایت آبدار ملمع کیا ہوا ہے۔ قیمت فی سٹ تین روپے آٹھ آنے

۳۸۰ یہ خالص چاندی کے ہیں ان پر ملمع نہیں ہے۔ قیمت فی سٹ دو روپے آٹھ آنے۔

خوشنما سونیکے ملمع کے بندے

۳۸۹

یہ بندے خالص چاندی کے نہایت خوشنما بنے ہوتے ہیں انپر سونے کا ملمع آبدار کیا ہوا ہے مستورات کثرت سے انہیں پہنتی ہیں۔ قیمت فی جوڑہ دو روپے چودہ آنے (۲/۱۴)

نہایت خوشنما سونیکا ملمع شدہ چندن ہار

۳۷۸

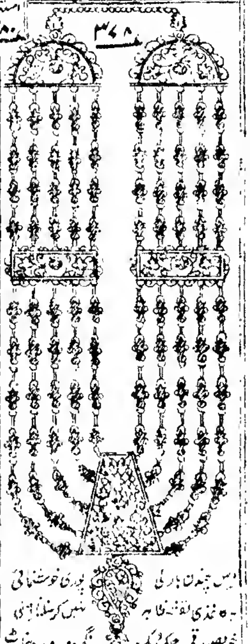

یہ چندن ہار بالکل ... پوری خوشنمائی ... چاندی الغرض ظاہر ... نہیں کرسکتا ... خوبصورتی چمک دمک ... نگ و روپ ... ایسی ہے کہ جب تک کسوٹی پر نہ رکھا جائے نقلی و اصلی کا پتہ نہیں لگتا بالکل سونے کا پایا ... ہی اصلیت کا معلوم ہوتا ... ایک جاتا ہو دیکھے وہ چندن کی مانگ ... قیمت فی عدد صرف چار روپے۔

خالص چاندی کے سونے کے ملمع شدہ زنجیردار کرتے کے بٹن

۳۸۱ یہ کرتہ میں لگانیکے بٹن خالص چاندی کے صوفیانہ بنے ہوتے ہیں ان کی زنجیریں بھی سبک ہیں

انپر سونے کا ملمع نہایت آبدار چڑھا ہوا ہے۔ قیمت فی سٹ تین روپے بارہ آنے۔

۳۸۲ یہ صرف چاندی کے ہیں۔ قیمت فی سٹ دو روپے بارہ آنے

قمیص میں لگانے کے سونیکے ملمع کے ملین بٹن

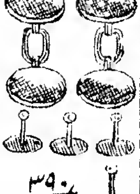

۳۹۰

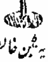

یہ بٹن خالص چاندی کے بنے ہوتے ہیں نہایت صوفیانہ اور ملین بنے ہوتے ہیں ایک سٹ مدتوں کام دیتا ہے انپر سونیکا ملمع کیا ہوا ہے مرد و عورت دونوں کے کام کی چیز ہے قیمت فی سٹ دو روپے چار آنے

۳۹۱ ان پر سونے کا ملمع نہیں ہے خالص چاندیکے ہیں قیمت فی سٹ صرف ایک روپیہ چار آنہ

سونیکے ملمع کے کرتے و قمیص میں لگانے کے زنجیردار خوشنما بٹن

۳۸۳ یہ خالص چاندیکے بٹن کرتہ میں لگانے خواہ قمیص میں دونوں

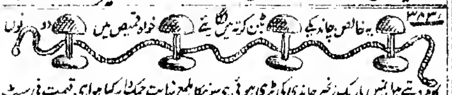

کام دیتے ہیں انہیں باریک زنجیر چاندی کی پڑی ہوئی ہے سونیکا ملمع نہایت چمکدار کیا ہوا ہے۔ قیمت فی سٹ دو روپے چھ آنہ ۳۸۴ یہ صرف چاندی کے ہیں۔ قیمت فی سٹ ایک روپیہ دو آنے۔

خوشنما خالص چاندی کے سونیکے ملمع شدہ قمیص و کرتے کے بٹن

۳۸۵ یہ بٹن کرتے و قمیص دونوں میں لگائے جاتے ہیں نہایت

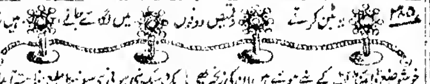

خوشوضع ڈائمنڈ کٹ کے بنے ہوتے ہیں ان کی زنجیر بھی باریک بنی ہوئی ہے سونیکا ملمع نہایت آبدار کیا ہوا ہے قیمت فی سٹ دو روپے آٹھ آنہ ۳۸۶ یہ خالص چاندی کے ہیں قیمت فی سٹ ایک روپیہ چار آنہ

سونیکے ملمع کی ہاتھوں کی منقش چوڑیاں

۳۸۷ بہت کوشش سے یہ گولڈ پلیٹیڈ کی چوڑیاں ہم تیار کراتے ہیں۔ ان چوڑیوں کی ساخت چمک دمک اور آب و تاب ایسی ہے جو دیکھنے میں بالکل سونے کی معلوم ہوتی ہیں بغیر کسوٹی کے نقلی و اصلی کی تمیز نہیں ہوسکتی ہے چھ چوڑیاں ہر ہاتھ میں پہنی جاتی ہیں بارہ چوڑیوں کی سٹ کی قیمت فی سٹ تین روپیہ۔ بچوں کی چوڑیوں کی قیمت فی سٹ دو روپے آٹھ آنہ

نوٹ۔ فرمائش کے ہمراہ کلائی کا ناپ ضرور آنا چاہئے

تمام زیورات ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی (واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۰۹۵ شہر دہلی۔ تار کا رجسٹرڈ پتہ "واچ" دہلی

الجزء ١٥

سورة بنى اسرائيل مكية وهى مائة واحدى عشرة آية واثنا عشر ركوعا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ
اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ؕ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۝ وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَجَعَلۡنٰهُ هُدًى
لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِىۡ وَكِيۡلًا ؕ ۝ ذُرِّيَّةَ مَنۡ

خوشنما قرآن مجید مصری سولہ سطری مع اختلاف قراۃ

دعویٰ

ہے کہ ایسا مصری قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا۔ یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے۔ منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھ کر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح لگائے ہیں، کہ بلا قصد بچہ غلط پڑھ ہی نہیں سکتا، اور بچہ کو سمجھنے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ی، ت، ن وغیرہ میں ہوتی ہیں، اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی درآوردگی میں مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے قابل خطاط نے یہ دشواری ملحوظ رکھ کر کتابت کی ہے، تجربہ نہیں دعوے ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن کا سبق اگر گھنٹہ میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرے گا، اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا، اور یہ بھی دعوے ہے کہ استاد کو اس قرآن شریف کا ایک دفعہ پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا ہی موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا۔ اور یہ بھی دعوے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ لیں گی، ہر صفحہ گرداگرد کے نقش و نگار سے مرصع ہے ہر پارہ کا شروع و آخر اوپر کے نقوش سے آراستہ ہے، ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے، اصل قرآن اس نمونہ سے بدرجہا افضل ہے یہ سمجھ لیجئے کہ یہ نقل ہے اور وہ اصل، قاریوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قراۃ جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے، ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ معہ قراء کی ضمانت کی مہریں ہیں، اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں، چھپائی، دعوے ہے اور شدید دعوے کہ مصری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر بھی آج تک کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ پر ہی نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا، اور میں تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پاتا ہوں، اس لحاظ سے تو یہ اور بھی اہم قرآن شریف ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بہت سستا ہے ایک جلد مجلد پارچہ ۸؍ مجلد چرمی ۱۲؍ ۵ جلد مجلد پارچہ پانچ روپے، مجلد چرمی ساڑھے سات روپے دس جلد مجلد پارچہ نو روپے مجلد چرمی چودہ روپے، محصول ڈاک ایک پر ۱۰؍ پانچ پر ۱۲؍ دس پر ۲؍ ایک پارسل میں ۲ قرآن شریف تک آ سکتے ہیں، ریل کے ذریعہ منگانے والے قیمت پیشگی روانہ کریں، ریل کے پارسل پر علاوہ کرایہ کے ۱۲؍ کم از کم یہاں خرچ ہوتے ہیں

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اگر آپ

یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو

جرمنی کا چھپا ہوا

قرآن شریف

منگائیے یہ قرآن شریف اپنی صاف چھپائی عمدہ ٹائپ اور بہترین کاغذ کے اعتبار سے ہندوستان میں نیا اور انوکھا ہی جو تعلیم یافتہ بھائی قرآن شریف بھی اپٹو ڈیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد بر آئی جدید فیشن اور نیو لائٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف بھی اب اپٹوڈیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد بر آئی جدید فیشن اور نیو لائٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف سے سعادت اندوز نہیں تھیں ان کے لئے چھپا ہوا یہ اڈیشن باعث رونق و برکت ہوگا ایسے بھائی جو قرآن مجید کی چھپائی اور تقطیع اور کاغذ کو بالکل یورپ کی چھپائی کے برابر دیکھنا چاہتے ہیں اس کو دیکھ کر خوش ہوں گے کہ جدید طباعت اعلیٰ ٹائپ کا چھپا ہوا قرآن شریف جرمنی سے دہلی میں آگیا ہے

قرآن شریف کی توصیف بیان سے باہر ہے اور سچ یہ ہے کہ اس کی خوشنمائی صحت اور عمدہ طباعت نے ہندوستان کی ہر چھپائی کو ماند کر دیا ہے علی الخصوص کاغذ چونکہ خاص طور سے اس قرآن شریف کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس کی مضبوطی قرآن شریف کے لئے بہت ہی مناسب ہو گئی ہے اور اب مجموعی طور پر یہ قرآن شریف اتنا اچھا ہے کہ غالباً ہندوستان کے کسی حصہ میں اس کے مقابلہ کا قرآن شریف نہ ہوگا صرف پانچ جلدیں حال ہی میں منگوائی ہیں کیونکہ درمیان میں یہ قرآن شریف آنا بند ہو گیا تھا پچھلے سال انہی دنوں میں ... ہزار قرآن شریف ہدیہ کر چکا ہوں، اب پھر بڑی مشکل سے دستیاب ہوا ہے اس لئے بہت جلد منگا لیجئے۔

ھدیہ

آپ کے خیال میں اتنی خوبیوں کے باوجود کافی ہونا چاہئیے تھا لیکن میرے ہاں کی یہ خصوصیت ہے کہ ارزاں ہدیہ پر بہتر سے بہتر قرآن شریف بھیجا جاتا ہے اس لئے اس کے ہدیہ سے آپ ضرور متعجب ہوں گے کہ اس قرآن شریف کا ہدیہ دو روپے ... مجلد ہے اور جرمنی ہی سے بن کر آئی ہے۔

بچوں کے لئے نہ منگائیے کیونکہ یہ ٹائپ کا چھپا ہوا ہے اس لئے یہ بچوں کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتا تقطیع مولوی سے **نصف**

کیا اچھا ہو کہ مولوی کے تمام خریدار منگا لیں جنہوں نے ابتک نہیں منگایا ہے ورنہ پھر نہیں مل سکتا ہے۔ ملنے کا پتہ۔ **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی**

جمعیۃ علمائے ہند کی نگرانی میں

جلسۂ پشاور جب ہوا ہے تو اور تجاویز کے ساتھ ایک یہ تجویز بھی پاس ہوئی تھی کہ چونکہ ابتک عام طور پر سستے قرآن شریف صحیح نہیں طبع ہوتے اور بچے غلط قرآن شریف پڑھتے ہیں اسلئے جمعیۃ العلماء نے اپنے اہتمام سے سستا قرآن شریف معمولی بچوں کے لئے چھپوائے تاکہ اس کے مقابلہ میں دوسرے غلط قرآن شریف دب ... ہو سکیں۔

اسی مبارک تجویز کے تحت

دہلی میں ہدایات بالا کے موافق بہت ہی سستا اور بہت ہی صحیح قرآن شریف

چھپ کر طیار ہوا

اور بارہ ہزار سے زائد ہدیہ بھی ہو چکا ہے یہ ویسا ہی قرآن شریف ہے جس کی ضرورت اتنی بڑے عالموں کی جماعت کو محسوس ہوئی کیونکہ سستے قرآن شریف صحیح اور صاف چھپوائے جائیں تو سستے کیونکر ہدیہ ہو سکیں یہ تو جب ہی ممکن ہے کہ جب کوئی جماعت یا فرد بلا نفع لئے ہدیہ کرے تو اس ایثار کی کس سے توقع ہو سکتی ہے خدا کا شکر ہے کہ اب ان اوصاف کا قرآن شریف آپ حمیدیہ پریس دہلی سے منگا سکتے ہیں۔
اس قرآن شریف کی اگر ایک غلطی بھی نکال دی جائے تو طابع کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی تمغہ دینے کا اعلان اس پر چھپا ہوا ہے لیکن آجتک کوئی نہ لے سکا اس لئے ابتداً اس کا نام ہی

طلائی تمغہ والا قرآن شریف

ہے

سفید ولایتی کاغذ پر

اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ بہترین چمکدار سیاہی سے چھپا ہوا ہے۔

ہر پارہ کے دونوں طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۶۰ بیلیں ہیں جن سے رونق اور بھی دوبالا ہو گئی ہے۔

ابتدا میں علیحدہ ایک مقدمۃ القرآن بھی ہے

جن میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق مبشر ہدایتیں ہیں اور رموز و نکات کا جامع ہے ساتھ ہی تاریخ قرآن، جمع ترتیب قرآن اور رسول کریم کی سوانح عمری ہے

اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں پڑھایا جاتا ہے **ھدایہ**

ایک مجلد چرمی اعلیٰ نقرہ منقش ڈیڑھ روپیہ عہ محصول ڈاک ۸ر کل دو روپے
ایک جلد مجلد پارچہ اعلیٰ رنگین ولایتی ایک روپیہ عمر " ۸ر کل عہ
۵ جلد مجلد چرمی نقرہ منقش سات روپے " عا کل للعہ
۵ جلد مجلد پارچہ بہت اعلیٰ ساڑھے چار روپے " عا کل سے

ملنے کا پتہ **مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی**

پرنٹر پبلشر عبد الحمید نے محبوب المطابع میں چھپوا کر حمیدیہ پریس دہلی سے شائع کیا

مولوی

...ہبی رسالہ

سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ دو آنے

مدیر مسئول۔ عبد الحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپکے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک کار ہو جائیے۔ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کرلیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے؛

علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا؛

انتباہ: آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہو گی۔ منیجر

وما ابرئ نفسی ۱۳　منزل ۳　۳۵۰　یوسف ۱۲

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا

پس جب داخل ہوئے اوپر یوسف کے جگہ دی طرف اپنے ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو

پھر جب یہ سب کے سب یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس (تعظیماً) جگہ دی اور کہا سب مصر میں

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

مصر میں اگر چاہا اللہ نے امن سے اور چڑھایا ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے

چلیے (اور خدا کو منظور ہے تو (وہاں) امن چین سے رہیے اور اپنے والدین کو تخت (شاہی) پر اونچا بٹھایا

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ

اور گرے واسطے اس کے یعنی یوسف کے سجدہ کرتے ہوئے اور کہا اے باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے

اور سب کے سب یوسف کے آگے سجدے میں گر گئے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر

مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ

پہلے کی تحقیق کردیا اس کو پروردگار میرے نے سچ اور تحقیق احسان کیا ساتھ میرے جس وقت

جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا جس کو میرے رب نے سچا کر دیا اور خدا نے میرے ساتھ احسان کیا کہ ایک تو اس نے

اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

نکالا مجھ کو قید خانہ سے اور لے آیا تم کو جنگل سے بعد پیچھے اس سے کہ

مجھے قید سے نکالا اور (دوسرا یہ کہ) تم سب کو جنگل سے یہاں (لایا) (یہ سب کچھ) بعد اس کے (ہوا) کہ

ف ۱ جو اللہ کے احسان تھے سو گن گیا اور جو تکلیف تھی اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا تا کہ بھائیوں کو صدمہ نہ ہو اور محل سُنایا اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا آپس کی تعظیم تھی فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا تھا اللہ نے وہ رواج اب موقوف کیا وان المساجد للہ الآیۃ سجدوں کے کل حقوق خدا کے لیے محفوظ ہیں ۱۲ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ایسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ آدم کے وقت ہوا ہے ۱۲ تفسیر موضح القرآن

یوسفؑ کی اپنے والدین اور بھائیوں سے ملاقات

ف ۲ یوسفؑ کو سترہ برس کی عمر میں بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا اور چالیس برس تک پھر باپ سے بچھڑے رہے چوبیس برس تک حضرت یعقوبؑ کے ساتھ مصر میں رہے حضرت زلیخا سے نکاح ہوا جن سے دو لڑکے ایک لڑکی ہوئی یعقوبؑ کی وفات کے بعد تیئس برس زندہ رہے غرض کچھ اوپر سو برس کی عمر پائی جب دنیا کی تکلیف راحت بچھڑوں سے ملنا اور ولد والدہ اور بہت سے دوستوں کے انتقال کے انقلابات آپ برگذر چکے تو اب دنیا سے دل اٹھ گیا اور خدا سے دعا کی کہ تو نے مجھ کو حکومت دی بادشاہ مصر کا مختار کل بنایا خواب کی تعبیر کا علم دیا اور بہت کچھ احسان کیے اب تو مجھ کو ایمان کیساتھ اٹھا لے اور ان نیک لوگوں میں جن سے ملنے کی مجھے آرزو ہے ملا دے اس کی

اصلی معجز نما قرآن مجید مترجم بہ دو ترجمہ معہ تفسیر کامل اردو جس کا یہ اوپر نمونہ چھپا ہوا ہے

یہ اصلی قرآن شریف کا نمونہ ہے، بہت سے تاجروں نے نقلی قرآن شریف اسی نام سے بیچنے شروع کردیے ہیں ان کے نہ تو کاغذ ایسا ہے اور نہ چھپائی وغیرہ بہرحال آپ یہ قرآن شریف اگر اصلی معجز نما لینا چاہتے ہوں تو حمیدیہ پریس دہلی سے ہی منگائیے، نمونہ آپ کے پیش نظر ہے، ذرا اپنے ان حسبِ قدر قرآن شریف ہوں ان پر ایک نظر ڈال جائیے، کہ اتنا اچھا قرآن شریف کیا آپ کے پاس موجود ہے حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے دوبالا گویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے۔ ایسی بہترین چھپائی جو کسی چھاپہ خانہ کو ہی نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری اس قرآن شریف میں دو ترجمے ہیں۔ ترجمہ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام علماء کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمے میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنی بتلاتا ہے، ترجمہ دوم حکیم الامت قرآن کے ظاہری و باطنی امور کے ماہر حضرت مولانا اشرف علی صاحب قادری چشتی تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے یہ دو ترجمے ان تمام اغلاط و خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند اصحاب کے ترجموں میں موجود ہیں، اور خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر، ابن جریر، درمنثور، خازن، مدارک، موضح القرآن از شاہ عبدالقادر صاحب، ضحاک، مسند حاکم، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، مسند بزاز، مسند امام احمد، اسباب النزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ، اور تمام کتب احادیث مثل بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ وغیرہ کے خلاصے و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ سلیس عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے جو آج تک نہ تو کسی قرآن پر ہوئی ہے نہ کسی نے اس قدر خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں احکام قرآن و مسائل قرآن جملہ قصص، کل تاریخی واقعات کا ذکر اولین و آخرین اور قرآن کے جملہ ظاہری و باطنی اشارات اور شان نزول ربط آیات، خواص قرآن، ناسخ و منسوخ کامل تفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے، اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پر اس مضمون کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے، نیز بحوالہ غرائب القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے ہر پارہ ہر منزل جداجدا اور نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ ہے، اس کی صحت ماہر حافظوں کی معرفت بجاوندی قرآن کے قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے، جملہ اوقاف بجاوندی کے مطابق ہیں، نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں، حصہ اول میں آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمری اور ان کی امتوں کے حالات ہیں، اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لے کر وفات تک کی مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپ کے خلاف انجام دی ہیں، اور آپ کے وہ تمام خطوط معہ ترجمہ درج ہیں جو آپ نے اس زمانے کے فرماں رواؤں و بادشاہوں کے نام دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے، بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں، حصہ دوم میں فضائل قرآن و اسرار و نکات وغیرہ، حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے مخفی اعمال قرآنی و خواص اور جملہ سورتوں اور آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں، اور تعبیر خواب و ترکیب فال مستند کے ساتھ درج ہیں، حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست، حصہ پنجم میں قرأت کا بیان ہے، ضخامت معہ مضامین متعلقہ ۹۲۸، ہدیہ مجلد چرمی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک محصول ایک پر عہ/ دو پر عہ/ تین پر عہ/ ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولوی دہلی

ماہوار مذہبی رسالہ جو ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۲ | بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر تین

خطبہ

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً کما امر واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ الذی ارسل الی الناس کافۃ بشیراً ونذیراً۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المبارک کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون وقال اللہ تعالیٰ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شہری ورمضان اللہ وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد۔

حمد و ثنا بیان کرو اس خدائے ذوالجلال و ذوالاکرام اور اس خدائے رحمٰن و رحیم کی جس نے رمضان جیسا مبارک و مقدس مہینہ مقرر فرما کر ہماری مغفرتوں کا سامان مہیا کر دیا اور شکر و سپاس ادا کرو اس حی و قیوم ذات واحد کا جس نے ہم کو مہلت عطا فرمائی اور پھر ایکدفعہ اس برکتوں والے مہینہ میں طاعت الٰہی و عبادت خداوندی کر کے کسب سعادت کا ہم کو موقع ملا۔

اور درود و سلام بھیجو اس رسول عربی پر جو اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ شفیق و مہربان ہے اور جس کے صدقہ میں رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے ہم آگاہ ہوئے اور جس نے ہمیں بتلایا کہ یہ ماہ مقدس کس قدر خیر و برکت والا ہے اور اس ماہ مبارک میں ہم کیا کیا حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے دامن مراد کو کیسی عظیم و جلیل نعمتوں اور برکتوں سے بھر سکتے ہیں۔

برادران اسلام! اپنی خوش نصیبی اور خوش قسمتی پر خداوند قدوس کا شکر ادا کرو کہ رحمت و مغفرت الٰہی سے جس ماہ مبارک کی ایک ایک ساعت معمور ہے پھر اس کے اندر زندگی کے لیل و نہار بسر کرنے کا تم کو خداوند پاک نے موقع عطا فرمایا اب وقت ہے کہ سال بھر کی معصیت شعاری اور گناہگاریوں کی تلافی کر لو اور خدائے رحمٰن کے بحر کرم میں اپنے جامہ ہستی کے داغہائے معصیت کو دھو کر از سر نو اس کو صاف و ستھرا اور اجلا کر لو۔

برادران اسلام! یہ وہ ماہ مبارک ہے کہ جس کا دامن ساعات خیر و برکات سے مالا مال ہے اور خدائے پاک نے اس کے ایک ایک لمحہ میں بیشمار برکتوں اور رحمتوں کا انبار مخفی کر رکھا ہے اس ماہ مقدس کی تقدیس کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جس کی نسبت خدا کے برگزیدہ نبی نے ہم کو یہ اطلاع دی ہے کہ یہ خدا کا مہینہ ہے اس ماہ کی عظمت و قدوسیت کا کیا پوچھنا ہے جس کی نسبت خدائے ذوالجلال کی طرف ہے اگر اس ماہ مبارک کا دامن اور تمام برکتوں سے خالی ہوتا تو صرف یہی ایک بزرگی و برتری کافی تھی کہ خدا نے اپنے رسول کی زبانی اس مہینہ کو اپنا مہینہ فرما دیا لیکن اس کی عظمت و قدوسیت کا دامن اس سے بھی زیادہ وسیع ہے اور نہ صرف خدا نے اس کو اپنا مہینہ فرمایا ہے بلکہ کائنات عالم کی سعادت اور رشد و ہدایت کے لئے جو مجموعہ کلام ربانی اس دنیا میں نازل کیا گیا وہ بھی اسی ماہ مبارک میں نازل کیا گیا جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا نزول قرآن کی جو اطلاع دی گئی ہے کہ رمضان میں ہوا اس کے معنے یہی ہیں کہ اس سے بندوں پر ظاہر کیا جائے کہ یہ ماہ مبارک کس قدر عظمت اور کس قدر خیر و برکت والا ہے غور کیجئے کہ اس مہینہ کی تقدیس کا کیا ٹھکانا ہے جس میں خدائے قدوس اپنا کلام معجز نظام بندوں کی ہدایت و سعادت کے لئے نازل فرمائے۔

اس کے علاوہ اس ماہ مبارک کی فضیلت احادیث میں بیشمار بتلائی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کے آتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین یعنی رمضان شریف کے شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان مقید کر دیئے جاتے ہیں اسی مہینہ کے متعلق حدیث قدسی ہے کہ اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ و آخرہ عتق من النیران یعنی اس مہینہ کا اول عشرہ سراپا رحمت اور درمیانی عشرہ سراپا مغفرت اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے نجات دینے والا ہے۔

برادران اسلام! جو مہینہ اس قدر عظیم و جلیل برکات کا حامل ہو اور جس ماہ مبارک کا دامن ایسی حسنات پر ہو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ اس کے خیر مقدم اور استقبال کے لئے اپنے جسم و جان اور قلب و روح کو تیار کریں اور سال بھر کی معصیت شعاریوں کے داغ دھبوں کو دھو کر برکات رحمت و مغفرت کے قابل بنائیں یہ ماہ مبارک پورے گیارہ مہینے کے بعد پھر ہم پر سایہ گستر ہوا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ سال تک ہم کو مہلت و اجازت ملے گی اور ہم پھر ان ایام معدودات و شہر خیر و برکت سے برکت اندوز ہوں گے معلوم نہیں کہ خدا کی مقرر کردہ اجل پھر ہم کو فرصت دے یا

خود سے اور آئندہ سال رمضان اور اسکی برکات سے اپنا دامن مراد بھر سکیں یا نہ بھر سکیں اس لئے اس فرصت اور مہلت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور غفلت کے پردے کو دور کر کے مستعد ہو جانا چاہیئے کہ اپنی گذشتہ معصیت شعاریوں کی تلافی کر لیں اور زاد آخرت مہیا کرنے کی فکر کریں۔

برادران اسلام! رمضان المبارک کے خیر مقدم اور استقبال کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم اپنے گھروں مکانوں دوکانوں اور بازاروں کو جھنڈیوں سے آراستہ کریں اور جلوس و جلسہ سے اس کا خیر مقدم کریں بلکہ اس خیر و برکت کے مہینہ کا خیر مقدم خدا و رسول کے احکام کے مطابق ہی ہو سکتا ہے اور رمضان المبارک کے متعلق جو احکام ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

سب سے پہلی چیز روزہ ہے خداوند قدوس کا حکم ہے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے اور یہ اس لئے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار رہو۔ اس آیت نے صاف بتلا دیا کہ روزے کیوں فرض کئے گئے ہیں اور ان کی غرض و غایت کیا ہے جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے روزے کی غرض یہ ہے کہ انسان متقی اور پرہیزگار رہے روزہ میں یہ صفت خدائے پاک نے رکھی ہے کہ وہ انسان کو پاکباز اور پرہیزگار بنا دیتا ہے جس طرح نماز کی یہ صفت ہے کہ وہ انسان کو فحش اور منکر باتوں سے روکتی ہے۔

روزے کی فرضیت اس حقیقت کی مظہر ہے کہ انسان کے لئے پرہیزگاری حاصل کرنا اور اس کے لئے اتقا کا حصول بھی قریب قریب فرض ہے کیونکہ جب روزے کی غایت اتقا ہے تو معلوم ہوا کہ اصل مقصد وہی ہے اور روزہ اس کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہے روزے کے فضائل بیشمار ہیں مگر یہ سب اس لئے ہیں کہ اس سے پرہیزگاری حاصل ہوتی ہے جو اصل مطلوب ہے۔ اسلئے برادران اسلام روزہ جو ہم پر فرض کیا گیا ہے اس کی ادائیگی اس طریقہ پر ہونی چاہیئے کہ اصل مقصد اس سے حاصل ہو یعنی ہمارے اندر اتقا اور پرہیزگاری پیدا ہو اور اتقا و پرہیزگاری نہیں پیدا ہو سکتی جب تک کہ ہم روزے کی پوری شرائط کو ملحوظ نہ رکھیں روزہ کے معنے تو کھانے پینے اور جماع سے رکنے اور باز رہنے کے ہیں اور اگر یہ تین شرطیں پوری ہو جائیں تو روزہ پورا ہو جاتا ہے لیکن محض کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کر لینے سے اصل مقصد مکمل طریق سے حاصل نہیں ہوتا یعنی مطلوبہ پرہیزگاری محض ان فرائض کے پورا کر دینے سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ اس سے صرف فرض ادا ہوتا ہے جس کا ادا کرنا بہر حال ہر ایک بالغ و تندرست فرد پر واجب ہے اسلئے حضور سرور عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر روزے میں کوئی شخص جہالت و بیحیائی کی باتوں سے باز نہیں رہتا تو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی پروا اللہ بزرگ و برتر کو نہیں ہے یعنی ایسا روزہ جس میں جہالت اور بے شرمی و بیحیائی کی باتیں نہ چھوڑی جائیں اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ وہ نرا فاقہ ہوتا ہے اور اس سے روزہ کی اصلی غرض یعنی اتقا و پرہیزگاری حاصل نہیں ہوتی اور ظاہر ہے کہ جب روزہ سے روزہ کا مقصد ہی حاصل نہ ہوا تو اس سے کیا فائدہ ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسا روزہ رکھے جس سے روزہ کا اصل مقصد حاصل ہو تب ہی وہ اس اجر و ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے جو روزہ دار کے لئے مخصوص ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کے اجر کے متعلق خبر دیتے ہیں کہ الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر و بدلہ دوں گا اس حدیث قدسی میں دو باتوں کی اطلاع دی گئی ہے ایک تو یہ ہے کہ روزہ ایسی عبادت ہے جو خالص اللہ پاک کے لئے ہے اس لئے کہ روزہ ایسی عبادت ہے جس میں نمود و نمائش اور ریا کا بہت کم احتمال ہے کیونکہ روزہ کا عمل اگر انسان نہ چاہے تو کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی کوئی ظاہری علامت نہیں ہوتی اور نہ کوئی ایسی شکل و صورت ہوتی ہے جس سے روزہ کا اظہار ہو اس لئے اس عبادت میں جب تک خاص طور پر اظہار و نمائش کی کوشش نہ کی جائے ریا و نمود کا موقع نہیں ہوتا اور انسان اس عبادت کو بلا شائبہ ریا خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے بنا سکتا ہے اس لئے اس کو رسول اللہ کی زبان اقدس سے خالص اللہ کے واسطے خبر دلوائی۔ دوسری بات اس حدیث قدسی میں یہ ہے کہ اس عبادت کا اجر خود خداوند قدوس اپنے ید قدرت سے عطا فرمادیں گے کسی دوسری عبادت کے اجر کے متعلق یہ ارشاد نہیں ہے بلکہ ہر ایک عبادت کا اجر مقرر کر کے اس کو بیان کر دیا گیا ہے مگر روزہ کا اجر بیان نہیں کیا گیا اور اس کو خداوند قدوس اپنے ید قدرت سے عطا فرمائیں گے کسی دوسری عبادت کے اجر کے متعلق یہ ارشاد نہیں ہے بلکہ ہر ایک عبادت کا اجر مقرر کر کے اس کو بیان کر دیا گیا ہے مگر روزہ کا اجر بیان نہیں کیا گیا اور اس کو خداوند قدوس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے جس سے اس اجر کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام عبادتوں کے اجر سے بڑھکر روزہ کا اجر ہوگا جس کا انسانی دل و دماغ تصور بھی نہیں کر سکتا مگر یہ عظیم الشان اجر و ثواب محض بھوکے پیاسے رہنے سے نہیں مل سکتا جب تک کہ روزہ کی یہ عبادت حقیقی معنوں میں ادا نہ کی جائے۔

برادران اسلام جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ روزہ کا مقصد انسان کے اندر اتقا و پرہیزگاری پیدا کرنا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مقصد کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟ محض بھوکے پیاسے رہنے اور جماع سے بچنے سے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ضرور ہے کہ اور اسباب اس مقصد کے ہوں گے جو اس کے ساتھ عمل کرنے سے اس مقصد کو قریب لانے ہوں گے اور یقیناً وہی چیزیں ہیں جو انسان کو اس اجر جزیل کا مستحق بناتی ہوں گی جن کا خدا نے خود وعدہ فرمایا ہے۔

برادران اسلام! اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ یہ معلوم کریں کہ وہ کون روزہ ہے جس کا اجر خدا نے خود اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کیونکہ معمولی روزہ جس میں محض بھوک پیاس اور جماع سے باز رہا جاتا ہے وہ تو اس اجر و ثواب کا مستحق نہیں بنا سکتا اور اگر بے شرمی و جہالت کی باتوں سے نہ بچا جائے تو وہ کورا فاقہ ہی ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ روزوں کی تین قسمیں بتلاتے ہیں ایک عوام کا روزہ دوسرا خواص کا روزہ اور تیسرا اخص الخواص کا روزہ عوام کے روزہ کے متعلق فرماتے ہیں اما صوم العموم کف البطن والفرج عن قضاء الشھوۃ یعنی پیٹ اور شرمگاہ کو خواہشات کے پورا کرنے سے روکنا یہ عوام کا روزہ ہے اور خواص کے روزہ کے متعلق ارشاد ہے واما صوم الخصوص فھو کف السمع والبصر واللسان والید والرجل وسائر الجوارح عن الآثام یعنی خالص لوگوں کا روزہ کان آنکھ زبان ہاتھ پیر اور تمام اعضاء کو گناہوں سے روکنا ہے۔

برادران اسلام! آپ نے دیکھا کہ خواص کے روزہ کے کیا معنی ہیں خالی کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا تو محض عوام کا روزہ ہے جس سے صرف فرض ادا ہو جاتا ہے

اور خواص کا روزہ صرف اسی قدر نہیں ہے بلکہ وہ آگے بڑھتا ہے اور آنکھ ناک کان زبان ہاتھ اور پیر اور جملہ اعضا کے روزہ کا حکم دیتا ہے ان اعضا کا روزہ کیا ہے ان کو جملہ معاصی سے روکنا مثلاً آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ وہ نامحرم پر بہ نظر شہوت کبھی نہ اٹھے کسی کو نظر عیب سے کبھی نہ دیکھے کسی چیز پر لالچ کی نظر نہ پڑے اور نہ صرف یہ بلکہ اس کو نیک اعمال میں مشغول رکھے مثلاً تلاوت کلام پاک کرے یا حدیث پڑھے یا دوسری اچھی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ کان کا روزہ یہ ہے کہ لغو و فضول اور کذب و فحش باتوں کے سننے سے بچے اور اچھی باتیں سنے مثلاً قرآن حدیث اور ذکر انبیا و اولیا و صلحا سنے۔ اسی طرح زبان کا روزہ یہ ہے کہ ہر قسم کی فضول لغو کذب فحش افترا اور بری باتوں سے پرہیز کرے زبان قابو میں رہے کسی کا برا نہ کہے کسی کو گالی نہ دے جھوٹ نہ بولے افترا نہ کرے زبان سے کسی کی دل آزاری نہ کرے زبان سے کچھ بول کر کسی کو نقصان نہ پہنچائے بلکہ اس کے برعکس ذکر الٰہی و تلاوت کلام الٰہی میں مشغول رہے اچھی باتیں کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے چغلی غیبت اور بیجا خوشامد نہ کرے غرضکہ کوئی بات خلاف شرع زبان سے نہ نکلے بلکہ ثواب کی باتوں میں مصروف رہے۔

ہاتھ پیروں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے کوئی خلاف شرع فعل سرزد نہ ہو کوئی گناہ اور معصیت کا کام ہو کسی کو ان سے دکھ نہ پہنچے کسی کو آزار و تکلیف نہ ہو برے کام کی طرف نہ قدم رکھیں نہ ہاتھ کا اشارہ ہو اور ان کے بجائے نیک کاموں میں شرکت کے لئے قدم تیزی سے اٹھیں خیرات کے لئے ہاتھ بڑھیں لوگوں کی عیادت و مشایعت جنازہ اور اعانت کے کاموں میں ہاتھ اور پاؤں متحرک ہوں لوگوں کی تکلیف دور کرنے کیلئے وہ کام کریں قوم اور ملک کی خدمت کے لئے ان کو جنبش ہو ظالم سے مظلوم کی حفاظت کے لئے آگے بڑھیں ظلم و ناانصافی کے انسداد اور حق و صداقت کے حصول میں مدد دیں۔

حضرات یہ ہے خواص کا روزہ اور کم از کم روزہ ایسا تو ہونا چاہئے ایسے ہی روزہ سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے ورنہ صرف بھوک پیاس اور جماع سے پرہیز کیا گیا اور باقی تمام اعضا برے کاموں میں مشغول رہے یعنی نہ زبان جھوٹ غیبت فحش اور بدکلامی سے بچی نہ کان فضول باتوں اور غیبت وغیرہ کے سننے سے رکے نہ آنکھ شہوت کی نظر غیر محرم پر ڈالنے سے رکی نہ ہاتھ پاؤں ناشروع کاموں سے باز رہے تو ایسا روزہ روزہ نہ ہوگا بلکہ محض فاقہ ہوگا اور لعلکم تتقون کا مقصد حاصل نہ ہوگا اور جب مقصد ہی حاصل نہ ہوا تو وہ فضول چیز ہو جائیگی۔

مگر برادران اسلام! روزہ کی صرف یہی دو قسمیں نہیں ہیں بلکہ ایک قسم اور ہے اور وہ خاص الخاص لوگوں کا روزہ ہے جسکے متعلق امام غزالی لکھتے ہیں صوم القلب عن الھمم الدنیة والافکار الدنیوية وکفه عما سوی الله عز وجل بالکلية، باطل خیالات اور دنیاوی افکار سے قلب کو روزہ دار بنانا اور ماسوی اللہ سے کلیۃً باز رہنا یہ خاص الخاص لوگوں کا روزہ ہے۔

برادران اسلام! غور کیجئے کہ روزے کے مدارج کس طرح بیان کئے گئے ہیں اور ہم کس طرح ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر اور دوسرے سے تیسرے درجہ پر پہنچ سکتے اور ترقی کر سکتے ہیں اگر پہلے ہی درجہ میں ہم فیل ہو جائیں تو دوسرے درجہ میں ہم قدم نہیں رکھ سکتے اور جب تک دوسرے درجہ کی تکمیل نہ کریں تیسرے درجہ تک پہنچنا محال ہے اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ لعلکم تتقون میں جو مقصد بیان کیا گیا ہے وہ حاصل ہو تو سب سے پہلے معمولی روزے کی ہم کو پابندی کرنی چاہئے اس کے بعد اپنے روزہ کو ہمیں خواص کا روزہ بنانا چاہئے اور پھر خاص الخاص لوگوں کے روزے کی صفت اپنے روزے میں پیدا کرنی چاہئے اس میں کوئی شک نہیں کہ خاص الخاص لوگوں کا روزہ بہت مشکل ہے اور ہر ایک شخص کے امکان میں نہیں ہے کہ وہ باطل خیالات اور دنیوی افکار سے قلب کو بالکل خالی کر دے اور ماسوی اللہ کا خیال مطلق دل میں نہ آئے یہ اولیا کا درجہ ہے اور وہی لوگ اس کو کر سکتے ہیں جو ریاضات شاقہ اور مجاہدات عالیہ کے ذریعہ نفس امارہ پر قابو حاصل کر چکے ہوں اور قلب و روح کا تزکیہ و تصفیہ کر چکے ہوں لیکن اسکے ساتھ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر دوسرے درجہ کے روزے کی ہم کوشش کریں تو اس میں کامیابی اس قدر مشکل نہیں ہے کیونکہ اعضا و جوارح کو ناشروع اور گناہ کے کاموں سے باز رکھا جا سکتا ہے اور اگر دوسرے درجہ میں ہم کو پوری کامیابی ہو جائے تو یہی دوسرا درجہ تیسرے درجہ کے لئے زینہ بن سکتا ہے۔

برادران اسلام! رمضان المبارک کا مہینہ جہاں روزوں کے لئے مخصوص ہے وہیں دیگر عبادات کے لئے بھی اپنے اندر خصوصیت رکھتا ہے اس مہینہ میں ایک رات ایسی بھی آتی ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ خیر و برکت میں افضل ہے ارشاد الٰہی ہے کہ انا انزلناه فی لیلة القدر، لیلة القدر خیر من الف شھر یعنی ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا اور لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے زیادہ افضل و بہتر ہے اور لیلۃ القدر کے متعلق احادیث میں تصریح موجود ہے کہ اسی ماہ مبارک میں ہوتی ہے اور آخر عشرہ میں خصوصاً ستائیسویں شب کو اسکا وقوع اغلب ہے اس لئے ہمارا فرض اس رات کی سعی و تلاش اور اس میں عبادت الٰہی میں مشغول رہنا ہی ہے اس کے علاوہ تراویح اور اعتکاف کی خصوصیات میں سے ہیں اور ہم سب کا فرض ہے کہ اس ماہ مبارک کے دن اور راتیں انہی مشاغل حسنہ میں بسر کریں کیونکہ اس مہینہ میں اعمال حسنہ کا ثواب معمولی ایام و شہور سے بہت زیادہ ہوتا ہے خداوند قدوس کی برکتوں سے اس مہینہ کی ایک ایک ساعت اور ایک ایک لحظہ معمور ہوتا ہے اور رحمت و مغفرت کا دریائے بیکراں جوش زن رہتا ہے اس لئے شب و روز کی ہر ایک ساعت اور ہر ایک لحظہ کی ہمیں قدر کرنی چاہئے اور اس میں عبادت الٰہی میں مشغول رہکر اپنے دامن اعمال کو خیر و حسنات اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے معمور کرنا چاہئے چونکہ اس ماہ مبارک میں ہر ایک عمل خیر کا اجر دس گنا زیادہ ہوتا ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس ماہ مبارک میں مسلمانوں کو خیرات و صدقات زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں حد سے زیادہ فیاض اور سخی ہو جاتے تھے اگرچہ سخاوت تو آپ کی فطری و جبلی خصلت و عادت تھی اور کبھی کوئی سائل آپ کے در سے محروم اور خالی ہاتھ واپس نہیں گیا مگر رمضان المبارک میں تو آپ سخی تر و فیاض تر ہو جایا کرتے تھے ہمیں بھی حضور کے اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنی چاہئے۔

برادران اسلام! اپنے دنوں اور راتوں کو روزے نماز اور خیرات و حسنات کی روشنی سے منور کرنے کی کوشش کرو پھر خدا معلوم کہ آئندہ نہیں اس کا موقع ملے یا نہ ملے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ مبارک میں حضور کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اور نیک عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

بارك الله لنا ولكم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاكم بالآیات والذكر الحكیم انه تعالیٰ جواد كریم ملك بر رؤف رحیم

خطبہ ثانی گزشتہ شعبان کے پرچہ سے پڑھ لیجئے

شذرات

مولانا محمد علی کی وفات حسرت آیات

تمام ملک میں مولانا محمد علی کے انتقال پر ملال کی خبر انتہائی رنج و غم اور سخت اندوہ و قلق کے ساتھ سنی گئی ہے۔ مولانا محمد علی نے شروع سال کے شروع مہینہ میں داعی اجل کو لبیک کہا جس وقت یہ خبر ہندوستان میں پہنچی ہر ایک طبقہ ہر ایک حلقہ اور ہر ایک جماعت پر اس کا یکساں الم انگیز اثر ہوا سارے ہندوستان پر غم و الم کی گھٹا چھا گئی اور کوئی دل نہ تھا جو فرط غم سے دو نیم اور کوئی آنکھ نہ تھی جو کثرت قلق سے اشکبار نہ ہو۔

مولانا محمد علی آج ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کے کارنامے ان کی اولوالعزمیاں ان کی بےخوفی ان کا عزم و استقلال اور ان کا ایثار اور ان کی قربانیاں اور سرفروشیاں آج ہم سے خراج عقیدت حاصل کر رہی ہیں۔

مولوی کے صفحات میں مولانا مرحوم کے خیالات سے بارہا اختلاف رائے کیا گیا ہے اور بعض اوقات سخت نکتہ چینی کرنی پڑی ہے اور پبلک لائف میں اس سے مفر نہیں ہے۔ ناممکن ہے کہ کسی برگزیدہ سے برگزیدہ رہنما کی ذات نکتہ چینی سے بچ سکی ہو اور بچنی بھی نہ چاہئیے کیونکہ یہی نکتہ چینی ہے جو تعمیر ملت کے لئے بمنزلہ بنیاد کے ہوتی ہے مگر باوجود اس امر کے کہ انکی زندگی کے آخری حصہ کے افکار و آراء سے ہمیں سخت اختلاف تھا مگر حق یہ ہے کہ مولانا محمد علی کی اعلیٰ شخصیت ان کی بےمثل فداکارانہ خدمات ان کی بےخوفی ان کا عزم صمیم اور ان کی قربانیاں ہندوستان کو برسوں خون کے آنسو رلوائیں گی اختلافات موت کے ساتھ ختم ہو گئے مگر ان کی خوبیاں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ کیونکہ گو مولانا محمد علی کا وجود آج ہمارے درمیان نہیں ہے مگر جو محاسن ان کے اندر تھے وہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں اور موت کا ہاتھ ان کو ہم سے چھین نہیں سکتا۔

مولانا محمد علی ان زعمائے ملت میں سے تھے جو اپنی دھن کے اس قدر پکے تھے کہ خواہ ساری دنیا ان کی مخالف ہو جائے مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے تھے جس بات کو وہ صحیح سمجھ لیتے تھے پھر اس پر پہاڑ کی طرح جم جاتے تھے اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو اس جگہ سے ہلا نہیں سکتی تھی ساری دنیا ایک طرف اور وہ تنہا ایک طرف ہو کر ساری دنیا سے لڑتے رہتے تھے یہ ایک ایسی صفت تھی جو بہت کم ہندوستانی لیڈروں میں پائی جاتی ہے ان کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ کون ان کا ساتھی ہے اور کون نہیں ہے ان کی زندگی میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ ان کے قدیم و مخلص دوستوں کو ان سے علیحدگی اختیار کر لینی پڑی مگر انھوں نے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی اور اپنی رائے سے ایک انچ بھی نہیں سرکے ایک لیڈر اور ایک رہنما کے لئے یہ ایک ایسی خوبی ہے جو ہمیشہ اس کو صف اول میں رکھتی ہے۔

دوسری خوبی مولانا میں یہ تھی کہ نہایت درجہ کے بےخوف اور نڈر تھے وہ خدا کے سوا کسی سے کبھی نہیں ڈرے اور نہ کبھی کسی کے آگے خوف سے جھکے یہ صرف حکومت ہی کے مقابلہ پر ان کی کیفیت نہ تھی بلکہ اپنی قوم اور اپنے ملک کے ساتھ بھی ان کا یہی حال تھا وہ اس خوف سے کہ قوم اور ملک ان کا ساتھ نہ دیگا یا قوم اور ملک کی طرف سے ان کی مخالفت ہو گی بالکل نہیں ڈرتے تھے اور ان کی جو رائے ہوتی تھی اس کے اظہار میں جرأت سے کام لیتے تھے۔

تیسری خوبی ان کے اندر یہ تھی کہ وہ عزم صمیم کے مالک تھے جس بات کے پیچھے پڑ جاتے تھے پھر اس کو آخر تک ہاتھ سے نہ دیتے تھے خواہ تمام دنیا کی مخالفت برداشت کرنی پڑے مگر اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے۔

وہ زبان اور قلم کے دھنی تھے انگلستان کے ایک مشہور شخص نے ان کی نسبت لکھا تھا کہ مولانا محمد علی کا دل نپولین کا زبان برک کی اور قلم لارڈ مکالے کا سا ہے اور وہ برطانیہ کے ایسے دشمن ہیں جو ہمیشہ فتحمند رہیں گے کبھی ان کو شکست نہ ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا محمد علی کا وجود نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہندوستان کے لئے بھی غنیمت تھا آج بہت کم رہنما ہیں جن کے اندر یہ صفات و خصوصیات موجود ہیں جو مولانا کے اندر تھیں اور مسلمانوں کے اندر تو کہا جا سکتا ہے کہ ایک رہنما بھی ان کے درجہ کا نہیں ہے اور مولانا مرحوم نے جو جگہ خالی کی ہے اس کو پر کرنے والا ایک متنفس بھی نظر نہیں آتا کیونکہ کسی ایک لیڈر میں بھی یہ صفات نہیں ہیں کہ وہ اپنی ایماندارانہ رائے کے لئے کسی قسم کی قربانی کرنے کے لئے . . . .

. . . تیار ہو۔ مولانا محمد علی غلط رائے قائم کریں یا صحیح مگر وہ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہتے تھے اگر وہ رائے حکومت کے خلاف ہوتی تھی تو حکومت کے جور و جبر کیلئے تیار رہتے تھے اور ہر قسم کے تشدد کو برداشت کرتے تھے اور اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اگر وہ رائے قوم اور ملک کے خلاف ہوتی تھی تو قوم و ملک کی طرف سے مخالفت کو برداشت کرتے تھے اور اس کی پروا نہیں کرتے تھے کہ کون ان کے ساتھ ہے اور کون مخالف چنانچہ گول میز کانفرنس میں وہ اپنے تمام رفقاء کے علی الرغم شریک ہوئے اور کانگریس جس کے وہ صدر رہ چکے تھے پرواہ نہیں کی اور جو رائے قائم کر لی تھی اس پر بےخوفی کے ساتھ عمل کیا حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ متعدد ہندو اور مسلمان رہنما ایسے ہیں جو گول میز کانفرنس میں شرکت کے حق میں تھے مگر عوام کی مخالفت اور بدنامی کے خوف سے اس میں شریک نہیں ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا محمد علی کی شخصیت بڑی زبردست تھی وہ اگرچہ اکثریت کے فیصلہ کے خلاف گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے مگر ان کی تقریر نے ظاہر کر دیا کہ نہ تو بزدل تھے نہ فرقہ پرست بلکہ ان کی تمام تر سعی اور جد و جہد ملک کی آزادی کے لئے تھی اور آخری لمحات تک انہوں نے ہندو مسلمانوں میں مفاہمت کی کوشش کی یہانتک کہ اسی کوشش میں انہوں نے اپنی جان عزیز قربان کر دی کیونکہ اول تو انہوں نے ایسی خطرناک حالت میں اس قدر طویل سفر کیا اور اپنے معالجوں کی رائے کے خلاف سفر کیا پھر وہاں پہنچکر بھی انہوں نے معالجوں کی رائے کے خلاف کام کیا اور برابر کانفرنس کے کاموں میں حصہ لیتے رہے۔

بہرحال مولانا محمد علی ایک بےمثل خادم ملت تھے اور ان کے انتقال پر ملال پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کی روح کو علیین میں سرفراز فرمائے اور آپکے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

برمیوں کی افسوسناک بغاوت

اس مہینہ کا سب سے زیادہ افسوسناک حادثہ اہل برما کی کھلی بغاوت ہے برما میں ایسی کوئی سیاسی تحریک بھی نہیں تھی جس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ کسی وقت ترقی کر کے ایسی خطرناک صورت اختیار کرلیگی مگر یکایک بغاوت کی اطلاعات آنی شروع ہوگئیں اور بہت جلد اس بغاوت نے خطرناک صورت اختیار کرلی یہ بغاوت بالکل کھلی ہوئی تھی یعنی لوگوں نے علانیہ حکومت کی فوج اور پولیس سے مقابلہ شروع کردیا کئی جگہ سے ہتھیار وغیرہ چھین لئے اور باقاعدہ طرح سے لڑائی شروع کردی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزاروں کی تعداد میں اہل برما مارے گئے فوج کا بھی نقصان ہوا۔ اب تک کی جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ایک سو اہل برما موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور پانچسو سے زیادہ برمی گرفتار ہوچکے ہیں اور حکومت کا بھی کچھ نہ کچھ نقصان ہوا ہے اگرچہ صحیح تعداد معلوم نہیں ہوسکی مگر نقصان کافی ہوا ہے۔

تازہ اطلاعات یہ ہیں کہ بغاوت فرو ہو رہی ہے کیونکہ باغیوں کی بہت بڑی جماعت یا تو موت کے گھاٹ اتر چکی ہے یا گرفتار ہوچکی ہے۔

ہم نے اس شورش کو افسوسناک تبلایا ہے اور اسکی کھلی ہوئی وجہ یہ ہے کہ اس کے افسوسناک نتائج سب کے سامنے ہیں کہ سینکڑوں کی تعداد میں قیمتی جانیں ضائع ہوچکی ہیں اور سینکڑوں آدمی گرفتار ہوچکے ہیں جن میں سے خدا معلوم کتنے آدمیوں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکنا پڑے گا اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔

حکومت نے اس شورش کے اسباب اقتصادی بتلائے ہیں یعنی چاول کی ارزانی وغیرہ مگر باغیوں کے سردار نے اعلان کیا ہے کہ بغاوت خالص سیاسی ہے ہم تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کئے لیتے ہیں کہ خالص سیاسی اسباب کی بنا پر یہ شورش رونما ہوئی مگر سوال یہ ہے کہ اس سے اہل برما کو کیا فائدہ پہنچا ظاہر ہے کہ بجز نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور مسلح بغاوتوں سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ پہنچ ہی نہیں سکتا کیونکہ ہندوستان کا کوئی حصہ بھی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ بزور تلوار حکومت سے اپنے مطالبات منوالے وہ جیتے ہیں ان کے پاس فوج سے مقابلہ کرنے کیلئے نہ طاقت ہے نہ اسلحہ ہیں حکومت کے پاس لاتعداد ذرائع ہیں اس حالت میں مقابلہ کی ٹھان لینا حماقت نہیں تو اور کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے تمام رہنماؤں نے بلا استثنا، یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں حصول آزادی کے لئے صرف پرامن اور عدم تشدد کی جدوجہد ہی کرنی چاہیئے اور تشدد کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے ہمارے نزدیک برمیوں نے طاقت کا مظاہرہ کرکے سخت غلطی کی ہے اور اس سے بجائے کسی قسم کا فائدہ پہنچنے کے سخت نقصان پہنچے گا اور مقصد کے حصول میں اگر واقعی ان کا مقصد حصول آزادی ہی تھا تو اور دیر لگنے کا اندیشہ ہے۔

گول میز نے کس قدر ترقی کی

گذشتہ مہینہ میں ہم نہایت تفصیل کے ساتھ گول میز کانفرنس کی کارروائیوں پر تبصرہ کرچکے ہیں اس ایک مہینہ میں جس قدر ترقی گول میز کانفرنس نے کی ہے اس پر ہم ذیل میں روشنی ڈالیں گے۔

قارئین مولوی کو معلوم ہے کہ عام جلاس میں نہایت شاندار اور امید افزا تقریریں ہوئی تھیں مگر بعد میں فرقہ وارانہ مسائل نے ایسی پیچیدگیاں پیدا کردی تھیں کہ ساری امیدوں کا خاتمہ ہوگیا تھا مگر پھر گفت و شنید کا دروازہ کھلا اور پھر از سر نو مفاہمت کی کوششیں شروع ہوئیں اور اس وقت بہ نسبت پہلے کے حالات کسی قدر بہتر ہیں اگرچہ کوئی بات طے نہیں ہوئی مگر وہ کیفیت جو ابتدا میں تھی اب باقی نہیں رہی یعنے پہلے یہ پوزیشن تھی کہ جب تک فرقہ وارانہ مسئلہ طے نہ ہوجائے اس وقت تک مرکزی حکومت میں کسی قسم کی ذمہ داری دینے کے سوال کو معرض التوا میں ڈال دیا گیا تھا مگر اب وہ پوزیشن نہیں رہی بلکہ چند تحفظات کے ساتھ مرکزی حکومت میں بھی ذمہ دارانہ حکومت ہندوستان کو دینے پر لارڈ ریڈنگ نے آمادگی کا اظہار کردیا ہے اگرچہ یہ تحفظات ایسے ہیں کہ ان محکموں کے نکل جانے کے بعد مرکزی حکومت میں برائے نام ہی ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ذمہ داری آتی ہے یعنی فوج معاملات خارجہ اور بڑی حد تک مالی مسائل وائسرائے کے براہ راست اختیار میں رکھکر بقیہ امور ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دینے پر لبرلوں نے رضامندی ظاہر کی ہے ظاہر ہے کہ اگر فوج کے ساتھ مالیات کا کنٹرول بھی وائسرائے کے ہاتھ میں کلیتہً چلا گیا تو مرکزی ذمہ داری کے کوئی معنے نہیں رہتے تاہم امید ہے کہ تفصیل پر جب بحث ہوگی تو اس حقیقت پر غور کرلیا جائے گا کہ حقیقی طاقت کے بغیر مرکزی حکومت میں ذمہ داری دینے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

صوبجاتی حکومتوں کے متعلق طے ہوگیا ہے کہ مکمل اختیارات دیدیے جائیں مگر اس میں بھی گورنر کے اختیارات اس قدر وسیع کردئے گئے ہیں کہ صوبجاتی آزادی بے معنی ہوکر رہ جاتی ہے۔

افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ فرقہ وارانہ مسائل کی گتھی ہنوز نہیں سلجھی نہ تو پنجاب اور بنگال کا مسئلہ طے ہوا نہ سندھ کا مسئلہ طے ہوا ہے اور نہ حسب خواہش صوبہ سرحدی کو مساوی درجہ ملا طے پایا ہے متعصب ہندو مثلاً ڈاکٹر مونجے و مسٹر جیکر اور متشدد مسلمان مثلاً آغا خان وغیرہ کوئی مسئلہ بھی اچھی طرح طے نہیں ہونے دیتے اگر مشترک انتخاب کے اصولوں کو تسلیم کرلیا جائے اور پنجاب و بنگال میں صرف اکثریت پر قناعت کی جائے اور ۵۵ و ۵۶ فیصدی کی رٹ نہ لگائی جائے تو امید ہے کہ شاید مسائل کا تصفیہ ہوجائے مگر دونوں طرف سے ضد اور تعصب کا اظہار ہو رہا ہے۔

بہرحال بحیثیت مجموعی کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک جو کچھ ہوا ہے اس کا حاصل کچھ بھی نہیں اور جو مسلمان نہرو رپورٹ کی مخالفت کرتے رہے ہیں ان کو یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کو زیادہ حقوق دیئے گئے تھے بہ نسبت سائمن کمیشن کی رپورٹ اور گورنمنٹ کی عرضداشت میں ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقت باوجود اس قدر جدوجہد کے گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے پلے جو کچھ پڑا ہے وہ نہرو رپورٹ سے بہت کم ہے۔

اب یہی موقع ہے کہ مسلمان عقل و خرد کو اپنا رہنما بنائیں اور ضد کو چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار کریں جو یہی ہے کہ جداگانہ انتخاب کی رٹ چھوڑ دیں جو خود ان کے لئے سب سے زیادہ مضر اور مہلک ہے۔

یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ تازہ تاروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ فیڈرل کمیٹی کی رپورٹ تیار ہوگئی ہے اور اس میں سفارش کی گئی ہے کہ مرکزی حکومت میں دوعملی کردی جائے اس طرح کہ فوج اور معاملات خارجہ اور والیان ریاست کے مسائل وائسرائے کے سپرد کردیئے جائیں بقیہ محکمجات کو ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دیدیا جائے اس میں مالیات اور تجارت بھی شامل ہے یہ سب منتقلہ محکمے ایک کابینہ کے سپرد ہوں گے جو منتخب ممبران میں سے بنائی جائیگی اور یہ کابینہ اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہوگی

اگر اسمبلی کو اعتماد نہ ہوگا تو مستعفی ہو جائیگی، یہ سفارش بہت اہم ہے بشرطیکہ وائسرائے کو غیر معمولی اختیارات نہ دیدیئے جائیں۔

بہرحال گذشتہ ہفتہ میں گول میز کانفرنس نے کافی ترقی کی ہے اگرچہ ہندو مسلم تصفیہ کی طرف سے ابتک ذرہ برابر مسائل بدستور غیر طے شدہ حالت میں پڑے ہیں اگر ان کا باہمی سمجھوتہ ہو جاتا تو اس کانفرنس سے بہت کچھ امداد ملکی حالات کے سلجھنے میں ملتی۔

کانفرنس کا ہندوستان پر کیا اثر پڑے گا۔

گول میز کانفرنس میں جو کچھ ہو رہا ہے دونوں لحاظ سے نہایت اہم ہے ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں جو کچھ طے ہوگا وہ آخری چیز ہوگی ایک تو ابھی تک حکومت نے کوئی اعلان اپنی پالیسی کا نہیں کیا معلوم نہیں کہ وہ اس کانفرنس کے طے کردہ اصول کی پوری طرح تائید کریگی یا نہیں اس کے بعد پارلیمنٹ کا سوال پیدا ہوتا ہے اگر لبرل اور قدامت پسند دونوں جماعتیں کانفرنس کے طے شدہ اصول کی تائید کا اعلان کردیں تب تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ پارلیمنٹ میں لیبر حکومت کی طرف سے جو بل پیش ہوگا وہ پاس ہو جائے گا مگر قدامت پسندوں نے ابھی تک اپنی پالیسی ظاہر نہیں کی اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ آج جو صورت حال ہے وہ کل بھی رہے گی یعنی پارلیمنٹ میں اس کی ہر جماعت کی طرف سے تائید ہوگی۔

اس کے علاوہ اس کو اس لئے بھی آخری چیز نہیں کہا جاسکتا کہ لندن میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا وہ صرف اعتدال پسندوں کی پسندیدگی کو حاصل کرنے میں تو کامیابی حاصل کرسکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ گول میز کانفرنس میں جو لوگ شریک ہوئے ہیں وہ سارے ہندوستان کے نمائندے نہیں تھے بلکہ وہ خود اپنے آپ کو ملک کا حقیقی نمائندہ خیال نہیں کرتے اور خود حکومت نے بھی کبھی اس کا دعویٰ نہیں کیا کہ گول میز کانفرنس ملک کی مکمل حقیقی اور ذمہ دار نمائندہ ہے اس لئے کہ کانگریس جیسی طاقتور جماعت اس سے علیحدہ ہے اور اس مشکل کا حل ضرور سوچنا پڑے گا کہ وہ کونسا طریقہ ہے کہ ملک جو کانگریس کی حمایت و تائید کر رہا ہے اس سے کانگریس محروم ہو جائے کیونکہ کانگریس کو جب تک ملک اور قوم کی تائید حاصل رہے گی جیسی کہ اس وقت اس کو حاصل ہے اس وقت تک کوئی شخص یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ لندن میں جو کچھ طے ہوا ہے یا یہ کہ برطانوی پارلیمنٹ جو کچھ طے کرے گی وہ آخری چیز ہوگی اس امر واقعہ سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ آج کانگریس کو بیحد ہر دلعزیزی حاصل ہے اور ملک کی اکثریت اس کی رہنمائی کے پیچھے چل رہی ہے یہ دوسری بات ہے کہ کانگریس کی پالیسی غلط ہو مگر یہ امر واقعہ ہے ملک کی تائید اور حمایت اس کو حاصل ہے اور اگر یہ تائید و حمایت اس کو حاصل رہی تو مندرجات کانفرنس کے طے شدہ مسائل بھی غیر طے شدہ ہوسکتے ہیں اس لئے اصل غور طلب امر یہ ہے کہ وہ کون طریقہ ہے کہ کانگریس کو ملک کی تائید و حمایت سے محروم کیا جاسکتا ہے ہمارے نزدیک اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ حقیقی اختیارات ہندوستانیوں کو دیئے جائیں یہ نہ ہو کہ ایک ہاتھ سے اختیارات ہندوستانیوں کو دیئے جائیں اور دوسرے ہاتھ سے چھین لئے جائیں، اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ نہ ہونا چاہئے کہ گورنر اور وائسرائے کو تحفظات دیئے جائیں جتنے کہ اس وقت ان کو حاصل ہیں مثلاً کسی بل کو نامنظور کردینا یا قانون ثانی کے لئے پیش کرنا یا نامنظور شدہ بل کو منظور کردینا یا اسمبلی کو توڑ دینا اور پھر نہ بلانا یا وزارت کو توڑ دینا اور اپنے ہاتھ میں حکومت لے لینا۔ اور فوج کے متعلق بھی یہ طے ہو جانا چاہئے کہ اس کو ایک مدت معینہ کے اندر ہندوستانی بنا دیا جائے گا اور مقررہ وقت کے اندر اس کو بھی ہندوستان کے ہاتھ میں دیدیا جائے گا غرض یہ ہے کہ اگر ہندوستانیوں کے ہاتھ میں حقیقی اختیارات دیئے گئے تو امید کی جاسکتی ہے کہ جو لوگ اس وقت گول میز کانفرنس میں شریک ہیں وہ ملک کی رائے عامہ کو اپنے ساتھ لیجاسکیں گے اور کانگریس کو جو طاقت آج حاصل ہے وہ اس سے محروم ہو جائے گی لیکن اگر یہ صورت حال پیدا نہ ہوئی تو ہمیں اندیشہ ہے کہ کانگریس کا اقتدار بدستور باقی رہے گا اور وہ اپنے غلط یا صحیح طریقوں سے ملک کے اندر اس حالت کو قائم رکھنے کی کوشش کرے گی جو اس وقت ہے۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لندن میں ابتک جو کچھ طے پایا ہے وہ زیادہ اطمینان بخش نہیں ہے اس میں ایسی خامیاں موجود ہیں جن سے کانگریس والے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگر مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے اندر امن و امان کا دور دورہ ہو تو اس کے لئے ان لوگوں کے خیالات کو زیادہ اہمیت دینی چاہئے جو بے اطمینانی اور شورش پھیلانے کے ذمہ دار ہیں اگر ان کی رائے اور خیالات اور ان کے احساسات کو نظر انداز کردیا گیا اور ان کی کچھ پرواہ نہ کیگئی تو اس سے اصلی مقصد کے حصول میں کچھ زیادہ مدد نہیں ملیگی۔

گورنر پنجاب پر قاتلانہ حملہ

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ گمراہ کن نوجوانوں کی کن ترکیبوں سے مدد کی جائے اور ان کو کس زبان میں سمجھایا جائے کہ انہوں نے جو روش اختیار کی ہے وہ کسی حیثیت سے بھی مفید اور کارآمد نہیں ہے۔

گذشتہ مہینہ میں پنجاب یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم انعامات تھا اس میں گورنر صاحب پنجاب بھی تشریف لائے تھے اور کامیاب طلبہ کو انعامات تقسیم کرکے واپس جا رہے تھے کہ ایک نوجوان نے پستول سے ان پر فائر کرنا شروع کردیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گورنر صاحب کے دو زخم آئے ایک ہاتھ میں گولی لگی اور ایک چوتڑوں میں مگر خیریت یہ ہوئی کہ دونوں زخم ہلکے تھے اور قاتل کا منشا پورا نہیں ہوسکا لیکن اس کے علاوہ ایک لیڈی ڈاکٹر کے بھی گولی لگی اور ایک سب انسپکٹر گولی کا نشانہ بنا اور سب انسپکٹر غریب جانبر نہ ہوسکا اور ہسپتال پہنچتے پہنچتے اس کا انتقال ہوگیا۔

اس سے قبل اسی طریقہ پر تین نوجوان بنگال گورنمنٹ سکریٹریٹ میں دن دہاڑے گھس گئے اور انہوں نے یکایک گولیوں کی بارش کرکے انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات کو موت کے آغوش میں سلا دیا اور خود خودکشی کرنے کی کوشش کی اور دو ان میں سے اس جہان سے گذر گئے اور ایک گرفتار ہوگیا اور ہسپتال میں پہنچکر اچھا ہوگیا۔

گذشتہ ایک سال کے اندر اس قسم کے مذموم افعال کئی ہوئے یہ نوجوانوں کی حرکات ہیں جو اپنی جان پر کھیل کر قتل و خونریزی کا یہ کھیل کھیلنے کی جرأت کر رہے ہیں ان افعال کی ہر ایک طبقہ اور ہر ایک جماعت کی طرف سے مذمت کیگئی ہے مگر افسوس ہے کہ نوجوانوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بار بار ان مذموم افعال کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں حالانکہ نہایت وضاحت کے ساتھ ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ ان کی یہ حرکات ملکی نقطہ نظر سے نہ صرف یہ کہ کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کرتیں بلکہ مضر اور مہلک ہیں اور یہ ایسی صاف بات ہے کہ اس کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے۔ ان نوجوانوں سے بارہا کہا گیا

کہ اگر سال بھر میں دس یا پانچ انگریزوں یا ہندوستانی افسروں کو قتل بھی کر دیا گیا تو اس سے انگریزی قوم اور انگریزی حکومت ڈر کر ہندوستان سے دست بردار نہیں ہو سکتی اور انگریزی قوم پر کیا منحصر ہے آج تک دنیا کی کوئی قوم بھی اپنی حکومت سے دس بیس یا سو دو سو افراد کے قتل سے بھی دست بردار نہیں ہوئی اور اس سے جو نقصان ملک کو پہنچتا ہے وہ کہیں زیادہ ہوتا ہے اول تو سینکڑوں نوجوانوں کی قیمتی جانیں اب تک ضایع ہو چکی ہیں جو اگر صحیح راستہ پر چلتے تو ملک کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتیں اس کے علاوہ دوسری پر امن سیاسی تحریکوں کو اس سے نقصان پہنچتا ہے بہر حال یہ افعال ہر ایک لحاظ سے قابل ملامت ہیں

کلکتہ یورپین ایسوسی ایشن کا غیر مآل اندیشانہ مشورہ

کلکتہ کی یورپین ایسوسی ایشن ایک ایسی جماعت ہے جو ہمیشہ ہندوستانی جذبات و احساسات کی مخالفت کرتی رہتی ہے اور اس نے اپنا یہ فرض قرار دے لیا ہے کہ کبھی ہندوستانی معاملات کے متعلق کوئی ایک کلمہ خیر منہ سے نہ نکالیگی جو اہل ہند کی دل آزاری کا باعث نہ ہو۔ کرسمس کا ہفتہ وائسرائے ہمیشہ کلکتہ میں گذارتے ہیں چنانچہ اس دفعہ بھی جب آپ کلکتہ تشریف لیگئے تو یورپین ایسوسی ایشن نے آپ کی خدمت میں ایک ایڈریس گذرانا اس سپاسنامہ میں اس انجمن نے ہندوستانیوں کے جذبات کے متعلق خوب زہر اگلا اور جناب وائسرائے کو یہ کوتاہ اندیشانہ مشورہ دیا کہ وہ سخت گیری اور تشدد کی پالیسی پر عمل کریں اور بانگ گاؤ ہندکی بڑھتی ہوئی بے چینی اور اضطراب کو کچل کر رکھدیں۔

وائسرائے بہادر نے جو نیک نامی اور ہر دلعزیزی اقوال شیریں و نرم زبانی کی وجہ سے حاصل کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں آپ کے لئے ناممکن تھا کہ اس لغو اس کا جواب ویسا ہی دیتے جس سے یہ طبقہ خوش اور مطمئن ہوتا اس قسم کا جواب آپ کی گذشتہ بنجالہ روایات کے بالکل خلاف ہوتا اور دانشمندی و عاقبت اندیشی بلکہ تدبر کا تقاضہ بھی یہ تھا کہ جواب آپ کی قدیمی روایات اور وقت شناسی کے مطابق ہوتا۔

چنانچہ آپ نے اس مشورہ کے متعلق ارشاد فرمایا اور بجا ارشاد فرمایا کہ سختی اور تشدد کی پالیسی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ ہندوستان کے قومی جذبات سے انکار کیا جا سکتا ہے جن کا اظہار گذشتہ چند مہینوں میں ہندوستان کے اندر ہوا ہے اور ساتھ ہی جناب وائسرائے نے یہ بھی اظہار فرمایا کہ مرکزی حکومت شروع سے مقامی حکومتوں کے ساتھ تعاون کر رہی ہے اور کسی موقع پر اس نے مقامی حکومتوں کے ساتھ جدید اختیارات دینے میں بخل سے کام نہیں لیا یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ موجودہ سیاسی تحریک کو دبانے کے لئے مقامی حکومتوں کی خواہش کے مطابق ایک دو نہیں پورے نو آرڈیننس کا نفاذ کر کے ان کو کلی اختیارات دیئے گئے پھر بھی تحریک بدستور جاری رہی یہ آپ نے اس قول کی تائید میں فرمایا کہ سخت گیری اور تشدد سے قومی جذبات کو نہیں دبایا جا سکتا اور جو لوگ تشدد کا مشورہ حکومت کو دیتے ہیں ان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ تشدد ناکام رہا ہے۔

وائسرائے بہادر کا یہ جواب ان لوگوں کے لئے ایک تازیانہ عبرت ہے جو حکومت کو زیادہ سے زیادہ تشدد کرنے کا رات دن مشورہ دیتے رہتے ہیں اور حکومت پر الزام لگاتے رہتے ہیں کہ اس کی نرمی سے سیاسی تحریک نے اس قدر ترقی کی ہے ہمارے نزدیک وائسرائے بہادر نے ایک ایسی سچائی کا اظہار کیا ہے اور یہ کہکر کہ تشدد کے ذریعہ قومی جذبات کو نہیں دبایا جا سکتا ایک ایسی حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ اس کی واقعیت کو جس قدر جلد تسلیم کر لیا جائے اسی قدر ملک اور حکومت دونوں کے لئے مفید ہوگا تشدد پوری طرح کر کے آزما لیا گیا ہے اب ہر ایک بالغ النظر شخص کو ماننا پڑے گا کہ وائسرائے کا ارشاد کس قدر صحیح اور درست ہے کہ باوجود اس امر کے کہ مقامی حکومتوں کی خواہش کے مطابق وائسرائے اور ان کی حکومت نے ہر قسم کے قانونی و کلی حکومتوں کو آرڈیننس جاری کر کے عطا کئے اور مقامی حکومتوں کی ہر ایک خواہش کو پورا کیا مگر تحریک ہنوز پہلے کی طرح بدستور جاری ہے کیا یہ حالت اس حقیقت کو واضح نہیں کرتی کہ وائسرائے بہادر نے ابتدا ہی میں جو یہ رائے قائم کی تھی کہ تشدد سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بالکل صحیح تھی۔

وائسرائے کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ان کی تقریر میں اس کا اظہار نہیں کیا گیا کہ جس قدر جابرانہ آرڈیننس جاری کئے گئے ہیں وہ ان کی مرضی کے خلاف تھے مگر اس خیال سے کہ مقامی حکومتوں کو شکایت کا موقع نہ ملے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو ضروری اختیارات اس تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے آپ نے بلا تامل یکے بعد دیگرے نو آرڈیننس جاری کر دیئے اگر واقعہ یہی ہے کہ وائسرائے بذات خود ان آرڈیننسوں کے نفاذ پر رضامند نہ تھے تو یہ امر سخت افسوسناک ہے کہ مقامی حکومتوں نے وائسرائے کی اصابت رائے اور درست مشورہ کی قدر نہ کی اور ایسے اختیارات کا مطالبہ کیا جو غیر معمولی ہونے کے علاوہ غیر مناسب اور نادرست بھی تھے اور ان سے کوئی مفید نتیجہ بھی اب تک نہیں نکلا۔

بہر حال سیاسی حلقوں میں وائسرائے کا یہ جواب اطمینان کے کانوں سے سنا جائے گا اگرچہ عملاً اس ارشاد کی اہمیت بہت کم ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس تقریر کے دو ہی دن بعد وائسرائے بہادر نے دو ختم شدہ پرانے آرڈیننسوں کو زندگی کا نیا جامہ پہنا دیا اور ان کو از سر نو جاری کر کے پریس کی آزادی کا خون کر دیا۔

ایک طرف تشدد کی برائی اور اس کے ناکام رہنے کا یقین دلانا اور فوراً دوسری طرف جدید غیر معمولی قوانین نافذ کرنا دو ایسے متضاد عمل ہیں جن کی منطقیت ہماری سمجھ میں نہیں آئی یا تو وائسرائے کو یہ بتلانا چاہیئے تھا کہ بغیر تشدد کے موجودہ تحریک کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اور تشدد ہی واحد ذریعہ ہے جس سے مفید نتائج نکل سکتے ہیں اس وقت جدید قوانین کا نفاذ کم از کم ان کے اپنے نقطۂ نظر سے صحیح ہو اگر جب وہ اس کو غیر مفید سمجھتے ہیں اور پھر اسی طرز عمل کو دہراتے ہیں تو دونوں اعمال کے عدم توازن پر نکتہ چینی کا ہونا قدرتی امر ہے ممکن ہے کہ بعض اخبارات کی روش ایسی ہو اور انہوں نے اعتدال سے آگے بڑھکر قدم رکھا ہو مگر ایسے اخبارات کیلئے تعزیرات ہند میں دفعہ ۱۲۴ الف موجود ہے جس کے ذریعہ ان کی خلاف قانون گرمیوں کی کافی سرزنش کی جا سکتی ہے مگر معمولی قانون کو چھوڑ کر غیر معمولی قوانین کا اجرا انصاف پسندی کی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ اس سے اخبارات کی عام آزادی پر زد پڑتی ہے اور خواہ کتنا ہی اس کا صحیح استعمال ہو پھر بھی ناانصافی کا اندیشہ رہتا ہے کیونکہ سارے مجسٹریٹ یکساں نہیں ہوتے جس طرح سارے اخبارات یکساں نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ غیر معمولی قوانین کا اجرا ملک کے اندر یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک ابھی تک بدستور زور و قوت کے ساتھ جاری ہے حالانکہ سرکاری ہفتہ واری رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ تحریک اکثر حصص ہند میں مردہ ہو چکی ہے بہر حال ہمارے نزدیک وائسرائے کے قول و عمل کا یہ تضاد اور یہ عدم مطابقت کسی طرح مستحق ستائش نہیں ہے۔

مسلمانوں کی جدید پیشکش

گول میز کانفرنس کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ سر شفیع نے مسلم مندوبین کی طرف سے فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی ایک نئی تجویز پیش کر دی ہے جس کو ہندو مندوبین نے منظور کر لیا ہے مگر سکھوں نے اسکے تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

تجویز یہ ہے کہ پنجاب میں ۴۹ فیصدی نشستیں مسلمانوں کیلئے مخصوص کر دی جائیں اور جو خاص حلقے ہیں ان میں مقابلہ کرنے کی اجازت دی جائے یعنی مثلاً یونیورسٹی تجارت وغیرہ اس طرح مسلمان دو نشستیں اور حاصل کر سکتے ہیں اور ۵۱ فیصدی ہو کر ایک کی اکثریت حاصل کر سکتے ہیں اور بنگال کیلئے ۴۵ فیصدی نشستیں مخصوص کر دی جائیں اور خاص حلقوں میں انتخاب کی اجازت دی جائے مسلمانوں کو امید ہے کہ ایک نشست وہ اور حاصل کر لینگے جس کے معنے یہ ہوئے کہ بنگال میں ۴۶ فیصدی ہو جائینگے۔ مگر انتخاب جداگانہ ہوگا۔

یہ تجویز خواہ منظور ہو یا نہو مگر اس کا مسلمانوں کی طرف سے پیش ہو جانا ہی سخت بدبختی کی علامت ہے یہ وہی تجویز ہے جو حکومت ہند کی یادداشت میں موجود ہے اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ بنگال اور پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت ہمیشہ کیلئے خطرہ میں ڈالدی گئی۔ سندھ علیحدہ نہیں ہوا اور ایک بالی سب کمیٹی مقرر کر کے اس مسئلہ کو کھٹائی میں ڈالدیا گیا ہے صوبہ سرحد کا مسئلہ بھی طے نہیں ہوا اور بلوچستان کو تو کسی نے پوچھا ہی نہیں لے دیکے پنجاب و بنگال تھے جہاں مسلمانوں کو کبھی اکثریت حاصل ہو سکتی تھی مگر اس پیشکش نے اس کا موقع بھی کھو دیا اگر ہندو وں اور سکھوں نے اس کو تسلیم کر لیا تب بھی اکثریت کے حق سے مسلمان محروم اور اگر نہ قبول کیا تب بھی محروم ہو جائیں گے اس لئے حکومت وہی فیصلہ کرے گی جو کم سے کم مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے پیش ہو چکا ہے کیونکہ جو تجویز مسلمانوں کی طرف سے آچکی ہے اس سے آگے بڑھنے کی حکومت کو کیا ضرورت ہے خصوصاً جب خود اس کی تجویز بھی یہی ہو۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا اور کیوں ہو رہا ہے؟ محض دو وجوہ سے ایک یہ کہ جداگانہ انتخاب قائم رہے۔ دوسرے اقلیت والے صوبوں میں چند جگہیں آبادی سے زیادہ حاصل کرلے یا بالفاظ دیگر موجودہ رعایت کو باقی رکھنے کے لئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے جو مسلمانوں کے حقیقی مفاد کے لئے سخت مہلک اور مضر ہے۔

اصل یہ ہے کہ جو لوگ گول میز کانفرنس میں گئے وہ مسلمانوں کے حقیقی نمایندے نہیں ہیں ان کے نزدیک نہ ملک کا مفاد ہے اور نہ اپنی مسلم قوم کا بلکہ ان کے سامنے صرف اپنی ذات ہے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کا فائدہ کس بات میں ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر جداگانہ انتخاب کا طریقہ باقی نہ رہا تو وہ سخت گھاٹے میں رہیں گے اور کبھی وہ کسی کونسل یا اسمبلی میں اس وقت تک منتخب نہیں ہو سکتے جبتک کہ اپنی روش سرکار پرستی میں تبدیلی نہ کریں موجودہ سرکار پرستی کے عالم میں اگر ان کے لئے کوئی موقع اور امید ہے تو صرف اسی صورت میں کہ جداگانہ انتخاب کا طریقہ قائم رہے چنانچہ وہ اس کے لئے قیمتی سے قیمتی اسلامی مفاد تک کو قربان کر دینا چاہتے ہیں مگر اس کو کسی قیمت پر بھی ترک کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں انتہا یہ ہے کہ پنجاب اور بنگال کی اکثریت کے مطالبہ سے بھی دست بردار ہو گئے مگر جداگانہ انتخاب کو سینہ سے لگائے بیٹھے ہیں یہ کھلا ہوا غدارانہ طرز عمل ہے اور اس سے زیادہ مسلمان کشی اور اسلام دشمنی دوسری نہیں ہو سکتی۔

اگر شروع ہی سے صاف اور دانشمندانہ طرز عمل اختیار کیا جاتا، اور ناممکن العمل مطالبات پیش کر کے سودا نہ کیا جاتا تو آج یہ نوبت نہ پہنچتی کہ ہر ایک تجویز ٹھکرائی گئی اور آخر کار ایسی تجویز پیش کرنی پڑی جو حد درجہ ہلاکت آفریں ہے۔

سب سے بہتر صورت یہ تھی کہ صرف آبادی کے تناسب سے نشستوں کی تخصیص کا ہر جگہ اور ہر ایک صوبہ میں مطالبہ کیا جاتا اور کسی صوبہ میں بھی رعایت نہ مانگی جاتی اور انتخاب مشترک رکھا جاتا اس سے تمام اسلامی مطالبات پورے ہو جاتے ہیں اقلیت والے صوبوں میں اگر دس پندرہ فیصدی زائد نمایندگی حاصل رہی تو اس سے کوئی خاص فائدہ مسلمان قوم کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے ان صوبوں میں کچھ زائد نمایندگی لیکر پنجاب و بنگال کی اکثریت سے محروم ہو جانا خودکشی کے مرادف ہے یہ کیسی بدبختی ہے کہ نہ تو کسی جگہ اکثریت حاصل ہوئی نہ صوبہ سرحد کو مساوی حقوق ملے نہ سندھ علیحدہ ہوا اور پھر بھی یہ جماعت کانگریسی مسلمانوں کو منہ چڑا رہی ہے حالانکہ نہرو رپورٹ اس سے کہیں بہتر ہے اور اس میں مناسب ترمیم ہو سکتی تھی اب جو لوگ کانگریسی مسلمانوں کو پانی پی پی کر رات دن کوستے رہے ہیں اور نہرو رپورٹ کو مسلم کشانہ بتلاتے رہے ہیں بتلائیں کہ سر شفیع نے جو نئی تجاویز پیش کی ہیں کیا وہ نہرو رپورٹ کی سفارشات سے بہتر ہیں اگر نہیں تو خدا کے لیے بتلاؤ کہ اس بدبختی کا کیا علاج ہے کیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا علاج ہے کہ مسلمان عقل و فہم سے کام لیں اور ان لوگوں کا دامن چھوڑیں جو محض خود غرضی سے مسلمانوں کے دامن پر چھری پھیر رہے ہیں اور صحیح راستہ اختیار کریں جو یہ ہے کہ آبادی کے تناسب سے نمایندگی کا ہر جگہ مطالبہ کریں اور زائد از استحقاق نمایندگی کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائیں اور جداگانہ انتخاب کی لعنت سے اپنا پیچھا چھوڑا لیں جو سخت دقتوں کا موجب ہے۔

سول نافرمانی کی رفتار

لندن میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہو چکا ہے اس پر تفصیلی بحث ہم کر چکے ہیں مگر ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے ایک جماعت ہے جو لندن کی کارروائیوں سے بالکل بے پرواہ ہو کر اپنے خیال کے مطابق مصروف عمل ہے اور سارے ہندوستان میں اس نے ایک ہلچل برپا کر رکھی ہے۔ آج سے دس ماہ قبل سول نافرمانی کا اعلان ایک جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا اس طویل مدت میں اس تحریک نے جو صورت حال پیدا کر دی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ اس کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لی جائیں۔ ہر قسم کی درآمد برآمد تجارت درہم برہم ہو چکی ہے انگلستان کی تجارت کو جو نقصان پہنچ چکا ہے اس کا اندازہ اس ایک امر سے ہو سکتا ہے کہ اب تک انگلستان کو ایک ارب روپیہ کا نقصان تازہ اعداد کے مطابق ہو چکا ہے اور صوبجاتی حکومتوں اور مرکزی حکومت کو جو خسارہ ہوا ہے وہ اس سے الگ ہے دوسری طرف ساٹھ ستر ہزار انسان جیلخانوں کے اندر بند ہیں جن میں عورتوں کی بھی کافی تعداد ہے بیسیوں مرتبہ لاٹھیاں چل چکی ہیں متعدد مرتبہ گولیاں انسانی جانوں کو تلف کر چکی ہیں اور بعض مقامات پر سب سے زیادہ انسانی جانیں ضایع ہو چکی ہیں۔ مثلاً صوبہ سرحد دہلی وغیرہ ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ لندن کی کارروائی ہندوستان کے لئے سکون بخش ثابت ہو گی لیکن امن و سکون کا قیام ضروری ہے موجودہ صورت حکومت اور ہندوستان دونوں کیلئے مضر ہے اسلئے ہر دو فریق کا فرض ہے کہ وہ غور کریں کہ کونسا طریقہ ہے جس سے امن و سکون بحال ہو سکتا ہے۔ نہ تو یہ ممکن ہے کہ لندن کی کارروائی ہندوستان کو سکون بخش سکتی ہے اور نہ یہ ممکن نظر آتا ہے کہ موجودہ تحریک ان دعاوی کو پورا کر سکتی ہے جو اس تحریک کے حامیوں کی زبانوں پر شروع سے چڑھے ہوئے ہیں یقیناً کوئی درمیانی راستہ مفاہمت کا اختیار کرنا پڑے گا اہل ہند کو بھی اپنے مقام سے نیچے اترنا چاہئے اور حکومت کو بھی چند زینے اوپر چڑھنا چاہئے یہی ایک صورت ہے جس سے ہندوستان کا امن و سکون بحال کیا جا سکتا ہے اور اس کے برعکس اگر کانگریس و حکومت اسی طرح دو محارب فریق بنے رہے تو اس سے سوائے نقصان کے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

کتاب الاسلام

باب الصلوۃ

بسلسلہ گذشتہ

امامت کے لئے قائم مقام بنانا

اگر مسبوق خلیفہ منتخب ہوگیا تو جہاں سے امام نے نماز چھوڑی ہے وہیں سے شروع کرے اب رہا یہ سوال کہ مسبوق کو یہ کیا معلوم کہ کتنی نماز باقی ہے اس کی تدبیر یہ ہے کہ امام کو یہ چاہیئے کہ خلیفہ کو اشارے سے تمام باتیں سمجھادے مثلاً اگر ایک رکعت باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے اور اگر دو رکعتیں باقی ہوں تو دو انگلیوں سے اشارہ کرے اور اگر رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھدے اور اگر سجدہ کرنا ہو تو پیشانی پر ہاتھ رکھدے اور قرأت کے لئے منہ کی طرف اشارہ کرے اور سجدہ تلاوت کے لئے پیشانی اور زبان پر ہاتھ رکھدے اور سجدۂ سہو کے لئے سینے پر ہاتھ رکھے اور اگر مسبوق کو حالات معلوم ہوں تو اشارے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور اگر چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدا کی اور پھر امام بے وضو ہوگیا اور امام نے اسے خلیفہ کیا اور اسے یہ معلوم نہیں کہ امام نے کتنی نماز پڑھی ہے اور کتنی باقی ہے تو اسے یہ چاہیئے کہ چار رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت پر قاعدہ کرے

اور اگر امام نے کسی مسبوق کو خلیفہ مقرر کیا تو اسے چاہیئے کہ امام کی نماز پوری کرنے کے بعد صرف سلام پھیرنے کے لئے کسی مدرک کو مقدم کر دے یہ مستحسن طریقہ ہے۔ اور اگر مسبوق نے امام کی نماز پوری کرنے کے بعد کسی سے کلام کیا یا مسجد سے باہر چلا گیا تو خود اس کی نماز جاتی رہی لیکن اور مقتدیوں کی نمازیں ہوگئیں اس قائم مقام کو چاہیئے کہ از سر نو نماز پڑھے۔

اور اگر کسی امام نے لاحق کو خلیفہ بنایا تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ جماعت کی طرف اشارہ کردے کہ سب اپنے حال پر رہیں اس کے بعد وہ اپنی نماز پوری کرے اور اس سے فارغ ہوکر امام کی باقی نماز پوری کرے اور اگر اس نے پہلے امام کی نماز پوری کردی تو جب سلام کا موقع آئے تو کسی شخص کو سلام پھیرنے کے لئے خلیفہ بنائے اور خود اپنی نماز پوری کرے یہ طریقہ پہلے طریقہ سے بہتر ہے۔

اور اگر امام کو جنون ہوگیا یا بیہوشی طاری ہوگئی یا کوئی موجب غسل پایا گیا مثلاً تفکر کرنے یا شہوت کے ساتھ نظر کرنے سے منی نکلی تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی از سر نو پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر کسی امام کو شدت سے پاخانہ یا پیشاب معلوم ہو اور وہ نماز پوری کرنے سے مجبور ہو تو اسے چاہیئے کہ جس طرح بھی ممکن ہو نماز پوری کرے۔ اسی طرح اگر نماز پڑھاتے وقت پیٹ میں شدت سے درد ہو یہاں تک کہ وہ بےچین اور بیقرار ہو تب بھی اسے کسی نہ کسی طرح نماز پوری کرنی چاہیئے اس کے لئے کسی کو خلیفہ بنانا جائز نہیں۔

اور اگر کوئی شخص شرم یا رعب کی وجہ سے قرأت سے عاجز ہے تو اسے چاہیئے کہ کسی نہ کسی طرح سے نماز پوری کرے۔

اور اگر سہو و نسیان کی وجہ سے قرأت میں دشواری ہو تو کسی شخص کو خلیفہ بنانا ناجائز ہے۔

نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نماز میں کوئی کلام درست نہیں مگر صرف تسبیح و تکبیر اور قرأت قرآن اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ حضور سرور عالم نماز میں مشغول ہوتے اور ہم ان کو سلام کیا کرتے تو حضور جواب میں وعلیکم السلام فرماتے تھے پھر جب ہم حبش سے واپس آئے تو یہ ضرورت نہ رہی یعنی ایک دفعہ حضور نماز میں مشغول تھے اور ہم نے سلام کیا تو حضور نے جواب نہیں دیا پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے پوچھا یا حضرت پہلے آپ نماز کی حالت میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے اب نہیں دیتے اس کا کیا سبب ہے؟ حضور نے فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ جو حکم چاہتا ہے صادر فرماتا ہے اور بندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خالق کے حکم کی تعمیل کریں میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو اور اگر کوئی سلام کرے تو نماز سے فارغ ہوکر جواب دیا کرو۔ میں اس حکم کا پابند ہوں اور تمہیں بھی ہدایت کرتا ہوں کہ تم بھی ایسا ہی کرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کلام درست نہیں مگر صرف تسبیح و تکبیر اور قرأت قرآن اور جب تم نماز کی حالت میں دو چیزوں کو دیکھو تو قتل کردو یعنی سانپ کو اور بچھو کو۔

اور فقہ میں لکھا ہے کہ ہر طرح کا کلام نماز کو فاسد کرتا ہے خواہ وہ کلام عمداً ہو یا سہواً اگر ایک لفظ بھی زبان سے نکلا تو نماز فاسد ہوجائیگی نماز میں کوئی کلام درست نہیں مگر صرف تسبیح و تکبیر اور قرأت قرآن۔

اور اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اس نے کلام کیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر کوئی شخص تکبیر کہنا چاہتا تھا اور غلطی سے اس کی زبان سے کوئی اور بات نکل گئی تو نماز فاسد ہوگئی اور کسی شخص کو اپنا نماز میں ہونا یاد نہیں رہا اور اس نے کسی سے کلام کیا تو اسکی نماز بھی فاسد ہوگئی۔

اور کلام خواہ تھوڑا ہو یا بہت ہر حال میں فاسد نماز ہے۔ اگر کسی نے حالت نماز میں آستے ہو تھ بھی کہا تو بھی نماز فاسد ہوگئی اسکو از سر نو پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر کسی شخص نے نماز پوری ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر قصداً سلام پھیرا ہے تو نماز جاتی رہی۔

اور اگر کسی شخص نے حالت نماز میں کسی کو سلام کیا خواہ عمداً ہو یا سہواً اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر مسبوق نے یہ خیال کرکے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیئے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اس کو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر کسی شخص نے عشاء کی نماز میں یہ خیال کرکے کہ میں تراویح پڑھ رہا ہوں

دو رکعت پر سلام پھیر دیا یا مقیم نے اپنے آپ کو مسافر خیال کر کے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر کسی شخص نے دوسری رکعت کو چوتھی رکعت سمجھ کر سلام پھیر دیا اور پھر اسے اپنی غلطی محسوس ہوئی تو اسے یہ چاہیئے کہ نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر لے اگر سجدہ سہو نہیں کرے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

اور اگر کسی شخص نے نماز کی حالت میں سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا تو مکروہ ہوئی۔

اور اگر کسی شخص نے نماز پڑھنے والے سے کوئی سوال کیا اور اس نے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے "ہاں" یا "نہیں" کا اشارہ کیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن مکروہ ہوگی۔

اور اگر کسی شخص کو چھینک آئی اور اس کے جواب میں نمازی نے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر خود اسی کو چھینک آئی اور اس نے اپنے آپکو مخاطب کر کے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اور جب نماز کی حالت میں چھینک آئے تو اس کو سکوت اختیار کرنا چاہیئے اور اگر اس نے الحمد للہ کہہ لیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے آنیکی اجازت چاہی اور نماز پڑھنے والے نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اگر کسی شخص نے کوئی غمناک خبر سنکر "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا تو نماز فاسد ہو گئی اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی کا سوال سنکر الفاظ قرآن سے جواب دیا مثلاً کسی نے یہ پوچھا کہ خدا کے واحد کے سوا کوئی دوسرا خدا ہے یا نہیں؟ اور نماز پڑھنے والے نے جواب دیا کہ لا الٰہ الا اللہ (اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں) اس صورت میں نماز فاسد ہو گئی۔ اگر کسی شخص نے حق سبحانہ وتعالےٰ کا نام سنکر جل مجدہ کہا یا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا تو نماز فاسد ہو گئی بشرطیکہ جواب کی نیت سے کہا اور اگر جواب کی نیت سے نہیں کہا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔

اور اگر نمازی نے اپنے امام کے سوا کسی دوسرے شخص کو لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی اور سے لقمہ قبول کیا تو اس کی نماز بھی فاسد ہو گئی ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس کے بتانے کے وقت اسے خود یاد آگیا یا امام کا حافظہ اتنا طاقتور تھا کہ اگر وہ نہ بتاتا تب بھی اسے یاد آجاتا تو اس میں کوئی حرج نہیں یعنی ایسی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوئی اور اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ قبول کرنا مفسد نہیں اور اگر مقتدی نے دوسرے سے سنکر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے، لقمہ دیا اور امام نے اسے قبول کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر امام نے قبول نہیں کیا تو صرف اس مقتدی کی نماز فاسد ہو گئی اسے از سرنو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر امام کسی وقت قرأت بھول جائے تو فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے ذرا دیر توقف کرنا چاہیئے تاکہ اسے غور کرنے سے یاد آجائے اور اگر اسے یاد نہ آئے تو لقمہ دینا چاہیئے اسی طرح امام کے لئے یہ امر مکروہ ہے کہ وہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے اگر اسے سہو ہو گیا تو کوئی دوسری سورۃ پڑھنی چاہیئے یا کسی دوسری آیت سے شروع کر دے اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع میں چلا جائے۔ مقتدیوں کو مجبور کرنے کے معنی یہ ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے۔

اور اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں ایسی دعا پڑھے جس کا سوال بندے سے نہیں کیا جا سکتا مثلاً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ (اے اللہ میری مغفرت کر) اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی ایسا سوال ہے جو بندوں سے کیا جا سکتا ہو مثلاً اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْنِيْ (اے اللہ مجھے کھانا کھلا) اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اور اگر نماز کی حالت میں کسی شخص پر رقت طاری ہوئی اور وہ آواز سے رویا اور رونے کی حالت میں حروف پیدا ہوئے تو اس کی نماز جاتی رہے گی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر نماز کی حالت میں کسی مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکلی یا اس نے اُف کہا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اسی طرح چھینک اور جمائی اور ڈکار میں جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ معاف ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

اور اگر کسی شخص کو امام کا پڑھنا پسند آیا اور رقت طاری ہوئی اور وہ رونے لگا اور اس کی زبان سے اللہ سبحان اللہ الحمد للہ یا کوئی ایسا ہی جملہ نکل گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ خشوع وخضوع کی وجہ سے ہے اور اگر امام کو خوش کرنے کے لئے ایسا کہا تو نماز جاتی رہی خشوع وخضوع اور مدح سرائی میں جو فرق ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔

اور اگر کوئی شخص نماز میں بلا وجہ کھنکارتا ہے اور کھنکارنے میں حروف ظاہر ہوتے ہیں جیسے اَح تو یہ حروف مفسد نماز ہیں، اور اگر آواز صاف کرنے کے لئے کھنکارتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کھنکارتا ہے کہ میں نماز میں مشغول ہوں تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں یعنی ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور نماز کی حالت میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے۔ اسی طرح اگر محراب وغیرہ پر قرآن شریف لکھا ہوا ہے تو اسے دیکھکر پڑھنا بھی مفسد نماز ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنی یاد پر پڑھ رہا ہے اور محراب پر یا مصحف پر صرف نظر ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر کسی کاغذ پر قرآن مجید لکھا ہوا دیکھا اور اس کا مطلب سمجھ میں آگیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور عمل قلیل سے فاسد نہیں ہوتی اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اسی طرح کام میں مصروف ہو کہ دور سے دیکھکر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے اور یہ گمان غالب ہو کہ یہ نماز میں نہیں ہے ایسے کام کو عمل کثیر کہتے ہیں اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہ ہو کہ یہ نماز میں ہے یا نہیں یہ عمل قلیل ہے۔ اگر کسی شخص نے نماز کی حالت میں کرتہ یا پائجامہ پہنا یا تہبند باندھا، تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔

اور اگر کوئی شخص کسی ناپاک جگہ پر بغیر کسی پاک کپڑے کے سجدہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اسی طرح اگر کوئی شخص سجدے کی حالت میں اپنا ہاتھ یا اپنے گھٹنے کسی ناپاک جگہ پر رکھے تو اس کی بھی نماز فاسد ہو گئی اور اگر نماز کی حالت میں کسی کا ستر کھل گیا اور اتنی دیر تک کھلا رہا جتنی دیر میں تین دفعہ تسبیح پڑھتے ہیں تو اس کی نماز فاسد ہوگی اسے از سرنو نماز پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر دو کپڑے آپس میں سلے ہوئے ہوں اور ان میں ابرا پاک اور استر ناپاک تو ابرے کی طرف بھی نماز نہیں ہو سکتی اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو ابرے پر جائز ہے۔

اور اگر کوئی زمین ناپاک ہے اور اس پر اتنی مٹی بچھا دیگئی کہ اب نجاست کی بو

نہیں آتی تو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر معمولی طور پر خاک چھڑک دیگئی تو اس پر نماز نہیں ہوسکتی اور اس امر پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کرتا ہے خواہ قصداً ہو یا سہواً اور خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔

اور اگر دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ جائے اور نماز کی حالت میں اسے نگل جائے تو وہ چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر چنے کے برابر ہے تو فاسد ہوجائیگی اور اگر دانتوں میں سے خون نکلا اور اس پر تھوک غالب ہے تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر خون غالب ہے تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد ہوجائیگی۔ اور اگر نماز سے پہلے کسی نے کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اور اس کے اجزا نگل لئے تھے اور صرف لعاب دہن میں مٹھاس کا کچھ اثر رہ گیا تھا تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اگر کسی کے منہ میں چھالیا تھی اور نماز کی حالت میں اس نے اسے چبایا اور بعض اجزا حلق سے اتر گئے تو نماز جاتی رہی۔

اور اگر کوئی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور بچہ نے اس کا پستان چوسا تو اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی اور اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز قائم ہے۔

اور اگر عورت نماز میں تھی اور مرد نے اس کا بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو اسکی نماز جاتی رہی اور اگر مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو جب تک مرد کو شہوت نہ ہو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار تھا اور نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے دو ایک دفعہ ہاتھ سے یا ایڑی سے گھوڑے کو ہانکنے کی کوشش کی تو اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر اس نے پے در پے تین دفعہ حرکت کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔

اور اگر نماز کی حالت میں کسی شخص نے گھوڑے کو چابک سے راستہ بتایا اور اسے ملا بھی تو اسکی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر نماز کی نیت باندھکر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوگیا تو اسکی نماز جاتی رہی اور اگر وہ سواری پر نماز پڑھ رہا تھا اور کسی وجہ سے اتر آیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔

اور سانپ اور بچھو کے مارنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن یہ واضح رہے کہ سانپ اور بچھو کو نماز کی حالت میں مارنا اسی وقت مباح ہے جبکہ سامنے سے گزرے اور ایذا دینے کا اندیشہ ہو اور اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص موزہ پہنے ہوئے ہے اور موزہ کشادہ ہے تو اس کے اتارنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور موزہ پہننے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

اور اگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزر جائے تو اس کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت اور اس بات کو یاد رکھو کہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص واقف ہوتا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کس قدر شدید گناہ ہے تو میں سمجھتا ہوں وہ سو برس کھڑے رہنے کو اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کسی وسیع میدان اور بڑی مسجد میں مصلی کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے اور موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی طرف نظر کرے جتنی دور تک نگاہ پہنچے وہ موضع سجود ہے اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے اور معمولی مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں۔

اور اگر کوئی شخص کسی بلند جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے نیچے سے گزرنا بھی جائز نہیں جبکہ گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو اور اگر نماز کی جگہ اتنی بلند ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو تو اس صورت میں نمازی کے آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اگر نمازی کے آگے کوئی ایسی چیز ہو جس سے آڑ ہو جائے تو اس صورت میں اس کے سامنے سے گزرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ اور نماز پڑھتے وقت جس چیز کو آڑ بناکر سامنے رکھا جائے وہ کم از کم ایک ہاتھ کے برابر اونچی ہو۔

اور امام اور منفرد جب صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کو نصب کر دیں جو آڑ ہو جائے اور اگر نصب کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا موجود ہے تو اسی کو سامنے رکھ لیا جائے اس سے یہ مقصد نہیں ہے کہ گزرنا جائز ہو جائے گا بلکہ مقصود یہ ہے کہ نمازی کا دل نہ بٹے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کتاب یا کپڑا رکھنے سے اس کے آگے سے گزرنا جائز نہیں ہاں اگر بلندی اتنی ہو کہ گزرنے والے کے کسی عضو کا سامنا نہ ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے اگر دو شخص برابر برابر امام کے آگے سے گزر گئے تو جو شخص نمازی سے قریب ہے وہ گنہگار ہوا اور دوسرا شخص اس کے لئے آڑ بن گیا۔

اور اگر کوئی شخص کسی وجہ سے نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کوئی چیز آڑ بناکر رکھدے اور پیچھے سے گزر جائے۔ اور اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور آڑ بنانے کے لئے کوئی چیز نہیں تو بہتر صورت یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص نمازی کے سامنے اسکی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو جائے اور دوسرا شخص اس کی آڑ میں سے گزر جائے پھر وہ دوسرا شخص ذرا آگے بڑھکر نماز پڑھنے والے کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو جائے اور اپنے ساتھی کو گزرنے کی ہدایت کرے۔

اور اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور ایک راہگیر اس کے سامنے سے گزرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس عصا موجود ہے تو اس بارہ میں یہ حکم ہے کہ وہ اپنا عصا نصب کرے بلکہ اسے کھڑا کرکے نمازی کے سامنے سے گزر جائے لیکن اگر کوئی شدید ضرورت نہ ہو تو نماز کے ختم ہونے کا انتظار بہتر ہے۔

اگر کسی میدان یا مسجد میں جماعت سے نماز ہو رہی ہے اور اگلی صف میں جگہ باقی ہے لیکن ایک نمازی اسے چھوڑ کر پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے تو اب جو شخص بھی آئے اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ پیچھے کھڑے ہونے والے کو پھلانگ کر اگلی صف میں شامل ہو جائے اس طرح پھلانگنے سے اگرچہ اس کی بے حرمتی ہوگی لیکن درحقیقت یہ اس کی بیوقوفی کی سزا ہے کہ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود وہ کیوں پیچھے کھڑا ہوا آجکل عام طور پر مساجد میں یہ بے ترتیبی نظر آتی ہے کہ اگلی صفیں ناتمام رہتی ہیں اور آنے والے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ ایک نامعقول طریقہ ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے اماموں کا یہ فرض ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اس بارہ میں نمازیوں کو متنبہ کرتے رہیں اور ان کی بے ترتیبی پر ان کو متنبہ کریں ہم نے گزشتہ بحث میں وہ احادیث نقل کی ہیں جن سے ترتیب صفوف کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے بہرحال اصحاب کو چاہیئے کہ وہ خود بھی احتیاط سے کام لیں اور دوسروں کو بھی نصیحت کریں صفوں کی ترتیب درحقیقت ایک قسم کی تنظیم ہے اسی لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نماز سے پہلے صفوں کو باقاعدہ مرتب کیا کرتے تھے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

ترجمہ:- اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو ان کی ان کو فکر ہو سو ان لوگوں کو چاہیئے کہ خدا سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھائے (جاتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔"

تفسیر:- ارشاد ہے کہ جو لوگ یتیم بچوں کو جھڑک دیا کرتے ہیں ان کو اللہ سے ڈرنا چاہیئے اور اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جائیں تو ان کے حال پر ان کو کیا کچھ ترس آئیگا پس ان کو چاہیئے کہ غربا کے ساتھ سختی کرنے میں اللہ سے ڈریں اور ان سے سیدھی طرح بات کریں اور جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب وہ مرنے کے بعد دوزخ میں داخل ہوں گے۔"

اس آیت کریمہ میں بھی یتیموں کے حقوق کی حمایت ہے ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عہد جاہلیت میں جور و استبداد کا ہر طرف دور دورہ تھا اور یتیموں کے ساتھ حد درجہ وحشیانہ اور بے رحمانہ سلوک کیا جاتا تھا حضور اقدس نے ان کے حقوق کا احترام کیا اور ان کو عزت کے رفیع ترین درجہ پر پہنچا دیا آپ نے حکم دیا کہ ان کو اپنی اولاد کی طرح سمجھو اور ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی ان کے لیے پسند کرو اس ہدایت کا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں آدمیوں کو یتیموں کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو گئی۔

کنز المعارف میں لکھا ہے کہ خود حضور سرور عالم بھی غریبوں اور یتیموں پر بے حد مہربان تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ حضور اکرم اپنے نواسوں امام حسن اور امام حسین کو ساتھ لیے ہوئے بازار کی طرف جا رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک یتیم بچہ ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا رو رہا ہے آپ نے پوچھا بیٹا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ آج سے دس دن پہلے میرے ماں باپ زندہ تھے وہ مجھے پیار کرتے تھے اچھے کپڑے پہناتے تھے اچھا کھانا کھلاتے تھے اور جب میں بیمار پڑتا تھا تو میری تیمارداری کرتے تھے حضور ایک مرض میں مبتلا ہو کر اول میرے باپ مر گئے پھر والدہ کا بھی انتقال ہو گیا ان کے مال پر اہل قرابت نے قبضہ کر لیا اور دو چار دن میری خاطر داری کر کے مجھے گھر سے نکال دیا آج میرے سینے میں درد ہے شدید بخار ہے میں بے چین اور مضطرب ہوں لیکن کسی کو میرے حال پر رحم نہیں آتا اس بیان کو سنکر حضور متأثر ہوئے فرمایا لڑکے غم نہ کر میں تمہارا باپ ہوں فاطمہؓ تمہاری بہن ہے چلو گھر چلو میں تم کو پیار کروں گا تمہیں اچھا کھانا کھلاؤں گا اور اچھے کپڑے پہناؤں گا اور تمہارے سر میں تیل ڈالوں گا اور کنگھی کروں گا ان الفاظ کو سنکر یتیم کو تسکین ہوئی اور وہ آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ کے گھر چلا گیا۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ہر وقت یتیموں کی دلنوازی کرتے تھے اور ان کو اپنے نواسوں سے زیادہ چاہتے تھے آپ کی یتیم نوازی کا اثر یہ ہوا کہ ایکدم یتیموں کی عزت بڑھ گئی اور ان کے ساتھ رحمدلی کا برتاؤ ہونے لگا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں بھی یتیم نوازی کی توفیق عطا فرمائے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس کا مال جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملیگا اور ماں باپ کے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو۔ اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کی ایک تہائی ہے اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا اور باقی باپ کو ملیگا وصیت نکال لینے کے بعد کہ میت اس کی وصیت کر جاوے یا دین کے بعد تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تم کو نفع پہنچانے میں نزدیک تر ہے یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا بالیقین اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔"

تفسیر:- اس آیت کی تفسیر لکھتے ہوئے ابن کثیر لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں چونکہ اعزہ و اقارب کا کچھ حصہ مقرر نہ تھا اس لیے جب کسی مالدار آدمی کا انتقال ہو جاتا تھا تو ورثہ تقسیم کرتے وقت سخت بدنظمی ہوا کرتی تھی پھر جب اسلام کا آفتاب چمکا اور حضور کی خدمت میں تقسیم مال کے جھگڑے پیش ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی اس میں اعزہ و اقارب کے حصے نہایت انصاف سے مقرر کیے گئے ہیں ارشاد ہے:-

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے

کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر میت کی اولاد لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں یعنی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو مال متروکہ کی دو تہائی کا استحقاق ہے یعنی ترکہ میں سے ان کو دو تہائی حصہ دو اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو مال متروکہ میں اس کو نصف ملیگا اور میت کے والدین کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے ترکہ کا چھٹا حصہ مقرر ہے اس صورت میں کہ میت کی اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور اس کے مال کے وارث صرف اس کے والدین ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی ہے اور باقی سب باپ کا ہے لیکن اگر ماں باپ کے علاوہ ایک سے زیادہ بھائی یا بہنیں ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا اور باقی سب باپ کو ملیگا مگر یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں۔ اور اے لوگو! تم اپنے بزرگوں یعنی اصول اور بیٹوں اور پوتوں یعنی فروع کو نہیں جان سکتے کہ نفع رسانی کے اعتبار سے ان میں کون تم سے زیادہ قریب ہے پس اپنی رائے کو دخل نہ دو اور یہ سمجھ لو کہ یہ تقسیم اللہ کی طرف سے مقرر کر دیا گیا ہے اور کچھ شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حکیم و علیم ہے وہ ہر چیز کو جانتا اور حکمت والا ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ... عرب میں چونکہ صدیوں سے جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور مال متروکہ کی تقسیم کے متعلق کوئی ضابطہ اور قانون نہ تھا اس لئے جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو رؤسائے قبائل ناراض ہوئے کیونکہ ان کے اثر و اقتدار کا خاتمہ ہو رہا تھا اور ان کے فائدے خطرے میں پڑ رہے تھے پس وہ نکتہ چینی کرنے لگے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا رب علیم و حکیم ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝

(ترجمہ) اور تم کو آدھا ملیگا اس ترکہ میں سے جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو تو۔ اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو تو تم کو ان کے ترکہ سے چوتھائی ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کر جائیں یا دین کے بعد اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملیگی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں نہ فروع اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہوں گے وصیت نکالنے کے بعد جس کی وصیت کر دی جاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ پہنچاوے یہ حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں حلیم ہیں۔

تفسیر:۔ یہ آیتیں بھی تقسیم مال سے تعلق رکھتی ہیں ارشاد ہے:۔

اے لوگو جو ترکہ تمہاری بیویاں چھوڑ مریں اگر ان کے کوئی اولاد نہ ہو نہ تمہارے نطفہ سے نہ کسی اور شوہر کے نطفے سے تو ان کے ترکہ میں تمہارا نصف حصہ ہے یعنی تمہیں اس مال کا نصف ملیگا اور اگر ان کے اولاد ہے تو ان کے مال متروکہ میں سے تم کو چوتھائی ملیگا مگر ان کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد۔ اور جو مال تم چھوڑ کر مر جاؤ اس میں سے تمہاری بیویوں کو چوتھائی کا استحقاق ہے بشرطیکہ کوئی اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے کوئی اولاد ہو تو ان کو تمہارے مال متروکہ میں سے آٹھواں حصہ ملیگا لیکن یہ حصے بھی تمہاری وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں اور اگر کوئی مرد یا عورت جس کی میراث ہو ایسا ہو کہ نہ اس کے باپ ہوں اور نہ بیٹا یعنی اصل و فرع نہ ہو اور دوسری ماں سے اس کے بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے اور یہ حصہ بھی میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیئے جائیں بشرطیکہ مرنے والے کی وصیت وارثوں کو ضرر پہنچانے والی نہ ہو یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے۔"

ان آیتوں کی تفسیر میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ وارثوں کو نقصان پہنچانے والی وصیت ناقابل التفات ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرنے والے کو تہائی ترکے تک وصیت کرنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی شرعی وصیت کرے تو وہ قابل توجہ ہے لیکن اگر کوئی شخص مرتے وقت وارثوں کا حق تلف کرنے کے مقصد سے تہائی ترکے سے زیادہ کی وصیت کرے تو جو زیادتی کی گئی ہے اس کی تعمیل ضروری نہیں۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن احکام وصیت بیان کرتے ہوئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض آدمی عمر بھر نیک کام کرتے ہیں اور ہر شخص ان کی تعریف کرتا ہے لیکن آخر عمر میں وہ خلاف شریعت وصیت کر کے اپنی عمر خراب کر لیتے ہیں۔

اس فرمان رسول سے یہ بات ثابت ہے کہ خلاف شریعت وصیت کرنا اپنی عاقبت کو خراب کرنا ہے پس ہر سمجھدار آدمی کا یہ فرض ہے کہ وہ زندگی کے آخر لمحوں میں وصیت کرتے وقت شرعی ہدایات کو پیش نظر رکھے۔

مومنز انگلش ٹیچنگ میتھڈ المعروف سونیکی چڑیا
شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی
کتاب ہے کثرت سے فروخت ہوتی ہے جو اس کے
مقبول عام اور مفید ہونیکی دلیل ہے۔ قیمت ایک روپیہ
حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے۔

صحیح بخاری شریف اُردُو

پارۂ اوّل

باب جس شخص نے کھڑے ہوکر کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا اس حال میں کہ وہ (عالم) بیٹھا ہو اسے (تو یہ ناجائز نہیں ہے)

(۱۱۹) ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ اللہ کی راہ میں لڑنا کیا چیز ہے اس لئے کہ کوئی ہم میں سے غصہ کے سبب سے لڑتا ہے اور کوئی حمیت کے سبب سے جنگ کرتا ہے پس آپ نے اپنا سر مبارک اس کی طرف اٹھایا اور آپ نے سر اسی سبب سے اٹھایا کہ وہ کھڑا ہوا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس لئے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے تو وہ اللہ کی راہ میں (لڑتا) ہے۔

باب رمی جمار کے وقت مسئلہ پوچھنا اور فتویٰ دینا (درست ہے)

(۱۲۰) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرہ کے پاس دیکھا اس حال میں کہ آپ سے (مسائل) پوچھے جاتے تھے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی ہے آپ نے فرمایا (اب) رمی کر لے اور کچھ حرج نہیں دوسرے نے کہا یا رسول اللہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا آپ نے فرمایا اب قربانی کر لے اور کچھ حرج نہیں پس (اس وقت) آپ سے جس چیز کی بابت پوچھا گیا خواہ وہ مقدم کی گئی ہو یا مؤخر کی گئی ہو تو آپ نے یہی فرمایا کہ (اب) کر لو اور کچھ حرج نہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمانا وَمَا اُوْتِیْتُم مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا[1] (صاف دلالت کرتا ہے کہ تمام علوم انسان کو نہیں دیئے گئے)

(۱۲۱) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں اس حالت میں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے کھنڈروں میں چل رہا تھا اور آپ چھوارے کی ایک چھڑی کو زمین پر ٹیکا کے چلتے تھے کہ یہود کے کچھ لوگوں پر آپ گذرے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ سے روح کی بابت سوال کرو اس پر بعض نے کہا کہ نہ پوچھو مبادا اس میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جس کو تم برا جانتے ہو پھر بعض نے کہا کہ ہم ضرور آپ سے پوچھیں گے چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے ابو القاسم روح کیا چیز ہے آپ نے سکوت فرمایا (ابن مسعود کہتے ہیں) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے لہذا میں کھڑا ہو گیا پھر جب وہ حالت آپ سے دور ہوئی تو آپ نے فرمایا یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا[2] اعمش کہتے ہیں یہ اسی طرح ہماری قرات میں وما اوتوا ہے وما اوتیتم نہیں ہے۔

---

[1] اور تمہیں علم کم ہی دیا گیا ہے [2] ترجمہ اے نبی تم سے یہ لوگ روح کی بابت سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے پیدا ہوئی ہے (اور اس کی اصل حقیقت تم نہیں جان سکتے کیونکہ) تمہیں علم کم ہی دیا گیا ہے۔

باب (کچھ برا نہیں کیا) جس شخص نے بعض جائز چیزوں کو اس خوف سے ترک کر دیا کہ بعض لوگوں کی سمجھ کمی کرے گی اور وہ اس سے زیادہ سخت بات میں مبتلا ہو جائیں گے

(۱۲۲) اسود کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن زبیر نے کہا کہ عائشہ تم سے اکثر راز کی باتیں کہا کرتی تھیں تو بتاؤ کہ کعبہ کے بارہ میں انہوں نے کیا حدیث بیان کی ہے میں نے کہا کہ مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تمہاری قوم (جاہلیت سے) قریب العہد نہ ہوتی (ابن زبیر کہتے ہیں الکفر سے قریب العہد ہونا مراد ہے) تو بیشک میں کعبہ توڑ ڈالتا اور اس کے لئے دو دروازے بناتا ایک دروازہ وہ کہ جس سے لوگ کعبہ کے اندر داخل ہوتے اور ایک دروازہ وہ کہ جس سے لوگ باہر نکلتے تو ابن زبیر نے (یہ سنکر) ایسا کر دیا۔

باب جس شخص نے ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری قوم کو علم (کی تعلیم) کے ساتھ خاص کر لیا اس بات کو برا سمجھ کر کہ وہ لوگ نہ سمجھیں گے (تو اس نے بہت مناسب کیا) اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں سے وہی حدیث بیان کرو جس کو وہ سمجھ سکیں کیا تم اس بات کو اچھا سمجھتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے۔

(۱۲۳) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ معاذ سواری پر آپ کے ردیف تھے فرمایا اے معاذ بن جبل انہوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک (پھر) آپ نے فرمایا کہ اے معاذ انہوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک (پھر) آپ نے فرمایا کہ اے معاذ انہوں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ وسعدیک تین مرتبہ ایسا ہی ہوا آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے معاذ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ اس وقت (جبکہ تم خبر دو گے) لوگ (اسی پر) بھروسہ کر لیں گے (اور عمل سے باز رہیں گے) اور معاذ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت بخوف گناہ بیان کر دی۔

(۱۲۴) انس کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ معاذ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا معاذ نے کہا کہ کیا میں لوگوں کو اس کی بشارت نہ دیدوں آپ نے فرمایا نہیں میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اس پر بھروسہ کر لیں گے (اور اعمال صالحہ چھوڑ دیں گے۔

باب علم میں شرمانا (بری بات ہے) اور مجاہد نے کہا ہے کہ نہ تو شرمانے والا علم حاصل کر سکتا ہے اور نہ غرور کرنے والا اور عائشہ نے کہا کہ انصار کی عورتیں کیا اچھی عورتیں ہیں انہیں دین میں سمجھ حاصل کرنے سے حیا نے نہیں روکا

(۱۲۵) ام سلمہ کہتی ہیں کہ ام سلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئیں اور کہنے لگیں کہ یارسول اللہ اللہ حق بات سے نہیں شرماتا تو (یہ بتائیے کہ) کیا عورت پر جبکہ وہ محتلم ہو غسل (فرض) ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں) جبکہ وہ پانی (یعنی منی) کو (اپنے کپڑے پر) دیکھے تو ام سلمہ نے اپنا منہ چھپالیا اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا عورت بھی محتلم ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو جائے (اگر عورت کے منی نہیں خارج ہوتی) تو اس کا لڑکا اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے۔

(۱۲۶) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس میں پت جھڑ نہیں ہوتی اور وہ مومن کے مشابہ ہے مجھے بتاؤ کہ وہ کون درخت ہے لوگ جنگل کے درختوں میں جا پڑے اور میرے دل میں یہ آیا کہ وہ چھوارے کا درخت ہے مگر میں (کہتے ہوئے) شرما گیا (بالآخر) سب لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ہماری سمجھ میں نہیں آتا) آپ ہمیں وہ درخت بتادیجئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چھوارے کا درخت ہے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ (عمر فاروق) سے جو میرے دل میں آیا تھا بیان کیا تو وہ بولے کہ اگر تو نے یہ کہدیا ہوتا تو مجھے اس سے اور اس سے زیادہ محبوب تھا۔

باب جو شخص خود (مسئلہ پوچھتے ہوئے) شرمائے اور دوسرے کو (مسئلہ) پوچھنے کا حکم دے (تو یہ بھی درست ہے)

(۱۲۷) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی تو میں نے مقداد سے کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھیں چنانچہ انہوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس (کے نکلنے) میں وضو (فرض ہوتا) ہے۔

باب مسجد میں علم اور فتوی کا ذکر کرنا (درست ہے)

(۱۲۸) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ آپ ہمیں احرام باندھنے کا کس مقام سے حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مدینہ کے لوگ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام کے لوگ جحفہ سے احرام باندھیں اور نجد کے لوگ قرن سے احرام باندھیں (اور) ابن عمر نے کہا (اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یمن کے لوگ یلملم سے احرام باندھیں (اور ابن عمر کہتے تھے کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ یاد نہیں۔

باب جو شخص سائل کو اس سے زیادہ بتادے جس قدر اس نے پوچھا ہے (تو یہ بھی درست ہے)

(۱۲۹) ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ محرم[1] کیا پہنے آپ نے فرمایا کہ کرتہ پہنے اور نہ عمامہ اور نہ پائجامہ اور نہ برقع اور نہ کوئی ایسا کپڑا جس میں ورس[2] یا زعفران لگ گئی ہو پھر اگر نعلین نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انہیں کاٹ دے تاکہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

---

[1] محرم اس کو کہتے ہیں جو حج کا احرام باندھے ۱۲ [2] ورس ایک قسم کی خوشبو دار گھاس ہے اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں ۱۲

کتاب الوضو

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب وضو کا بیان (اور) اللہ تعالے کے قول اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین[1] کی تفسیر میں کیا وارد ہے ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کردیا ہے کہ وضو میں فرض ایک ایک مرتبہ (ہر عضو کا دھونا) ہے اور آپ نے وضو کیا ہے (اور اس میں) دو دو مرتبہ اور تین تین مرتبہ (بھی اعضا کو دھویا ہے) اور تین پر زیادہ نہیں کیا اور اہل علم نے (وضو میں) اسراف کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بڑھ جانے کو مکروہ سمجھا ہے۔

باب کوئی نماز بے طہارت کے مقبول نہیں۔

(۱۳۰) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حدث کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہانتک کہ وہ وضو کرلے حضرموت کے ایک شخص نے کہا کہ اے ابوہریرہ حدث کیا چیز ہے انہوں نے کہا کہ فسا[2] یا ضراط۔

باب وضو کی فضیلت (کا بیان) اور (یہ کہ قیامت کے دن لوگ) (وضو کے نشانات کے سبب سے غرا لمحجلون[3] (ہوں گے)

(۱۳۱) نعیم مجمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) ابوہریرہ کے ہمراہ مسجد کی چھت پر چڑھا تو انہوں نے (وہاں) وضو کیا (اور) کہا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن وضو کے نشانات کے غر محجلین (کہکر) پکارے جائینگے پس تم میں سے جو کوئی اپنا غرہ دراز کرسکے تو اسے چاہیئے کرے۔

باب شک سے وضو نہ کرے تاوقتیکہ یقین نہ ہو جائے۔

(۱۳۲) عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ کے سامنے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی جس کو خیال بندھ جاتا ہے کہ نماز میں وہ کسی چیز (یعنی ہوا) کو (نکلتے ہوئے) محسوس کررہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ (نماز سے) لوٹے نہیں یا پھرے نہیں یہانتک کہ (خروج ریح کی) آواز سن لے یا بو پائے۔

باب وضو میں تخفیف کرنا (بھی درست ہے)

(۱۳۳) ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سوئے یہاں تک کہ سانس کی آواز آئی پھر آپ نے نماز پڑھی اور کبھی کہتے تھے کہ آپ لیٹے یہانتک کہ سانس کی آواز آئی پھر آپ بیدار ہو گئے اور آپ نے نماز پڑھی (علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ) پھر ہم سے سفیان نے کئی مرتبہ عمرو سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے (نقل کرکے) اسی حدیث کو بیان کیا کہ ابن عباس نے کہا کہ میں ایک شب اپنی خالہ میمونہ کے گھر میں رہا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے یعنی تھوڑی سی رات رہ گئی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اٹھے

---

[1] جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھو ڈ(الو)

[2] فسا اور ضراط اس ہوا کو کہتے ہیں جو پاخانہ کے مقام سے نکلے۔ [3] وضو میں جو اعضا دھوئے جاتے ہیں وہ قیامت میں چمکنے لگیں گے اسی وجہ سے فرشتے انکو غر محجلون کہکر پکاریں گے۔

اور آپ نے ایک لٹکی ہوئی مشک سے خفیف وضو فرمایا (عمرو اس وضو کو بہت خفیف اور قلیل بتاتے تھے) نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے پس میں نے بھی وضو کیا اسی کے قریب جیسا کہ آپ نے کیا تھا پھر میں آیا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا اور کبھی سفیان کہتے تھے کہ آپ کے شمال کی جانب (کھڑا ہو گیا) پس آپ نے مجھے پھیر لیا اور اپنی داہنی جانب کر لیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا آپ نے نماز پڑھی پھر آپ لیٹ رہے اور سو گئے یہاں تک کہ سانس کی آواز آئی پھر آپ کے پاس موذن آیا اور اس نے آپ کو نماز کی اطلاع دی آپ اس کے ہمراہ نماز کے لئے اٹھ گئے پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (سفیان کہتے ہیں) ہم نے عمرو سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سو جاتی تھی اور آپ کا دل نہ سوتا تھا، تو عمرو نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کا خواب وحی ہے پھر انہوں نے انی اریٰ فی المنام انی اذبحک کی تلاوت کی

باب وضو (میں اعضا) کا پورا دھونا ضروری ہے، اور ابن عمر نے کہا کہ وضو کا پورا کرنا اس کا مطلب یہ ہے کہ صاف کرنا۔

(۱۳۴) اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے چلے یہاں تک کہ جب شعب میں پہنچے تو اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا مگر وضو پورا نہیں کیا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ نماز کا وقت آگیا آپ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے (یعنی مزدلفہ میں پڑھیں گے) پھر جب مزدلفہ آگیا تو آپ اترے اور پورا وضو کیا پھر نماز قائم کی گئی اور آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنے مقام میں بٹھلا دیا پھر عشاء کی نماز قائم کی گئی اور آپ نے پڑھی اور دونوں کے درمیان میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی)

باب منہ کا ہاتھوں سے دھونا صرف ایک چلو سے (بھی درست ہے)

(۱۳۵) ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے وضو کیا پانی کا ایک چلو لیکر اور اسی سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اسی طرح کیا یعنی دوسرے ہاتھ کو ملا اس سے منہ دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اپنے داہنے پیر پر ڈالا یہاں تک کہ اسے دھو ڈالا پھر دوسرا چلو پانی کا لیا اور اس سے دھویا یعنی اپنے بائیں پیر کو پھر کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا۔

باب بسم اللہ ہر حال میں کہنا چاہئے، اور جماع (شروع) کرنے (وقت بھی)

(۱۳۶) ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس حدیث کو پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بی بی کے پاس آئے بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا کہے[1] پھر ان دونوں کے درمیان میں کوئی فرد کا مقدر کیا جائے تو اس کو شیطان ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

باب بیت الخلا (جانے) کے وقت کیا کہے

(۱۳۷) انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خلا میں داخل ہوتے تو کہتے اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث[2]

باب خلا (جانے) کے وقت پانی کہیں رکھ دینا (تاکہ وہاں سے نکل کر) استنجا کرے

(۱۳۸) ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلا میں داخل ہوئے تو میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی رکھ دیا جب آپ وہاں سے نکلے تو فرمایا یہ پانی کس نے رکھا ہے آپ کو بتا دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ اسے دین میں سمجھ عنایت فرما۔

باب پاخانے میں یا پیشاب میں قبلہ کی طرف منہ نہ کرے مگر عمارت کے پاس یا دیوار ہو یا اس کی مثل کوئی اور چیز ہو)

(۱۳۹) ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی پاخانہ بیٹھا جائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ اسی کی طرف اپنی پشت کرے مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف

باب جس شخص نے دو اینٹوں پر (بیٹھ کر) پاخانہ پھرا اس نے خلاف نہیں کیا

(۱۴۰) عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں جب تم اپنی (قضائے) حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ بیت المقدس کی طرف (عبداللہ بن عمر کہتے ہیں) مگر میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (قضائے) حاجت کے لئے دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے بیت المقدس کی جانب منہ کئے ہوئے دیکھا اور ابن عمر نے یہ کہکر (واسع سے) کہا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنے رانوں پر (سینہ کو رکھکر سجدہ کرکے) نماز پڑھتے ہیں (واسع کہتے ہیں) میں نے کہا واللہ میں نہیں جانتا (امام مالک نے کہا (رانوں پر سجدہ کرے) یعنی وہ شخص جو نماز پڑھے اور زمین سے بلند ہو سجدہ اس حال میں کرے کہ زمین سے ملا ہوا ہو۔[1]

باب عورتوں کا پاخانہ پھرنے کے لئے نکلنا (جائز ہے)

(۱۴۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں رات کو جب پاخانہ پھرتی تھیں مناصع کی طرف نکل جاتی تھیں (اور مناصع (کے معنے) فراخ ٹیلہ) اور عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ آپ اپنی بی بیوں کو پردہ میں بٹھلائیے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایسا) نہ کرتے تھے تو ایک شب سودہ بنت زمعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں تو انھیں عمر نے اس خواہش سے کہ پردہ (کا حکم) نازل ہو جائے پکارا کہ آگاہ رہو اے سودہ ہم نے تمھیں پہچان لیا پس اللہ نے پردہ کا حکم نازل فرمایا

(۱۴۲) حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے (اپنی بی بیوں سے) فرمایا تمہیں اپنی حاجتوں میں باہر نکلنے کی اجازت دی گئی (ہشام نے کہا حاجت سے مراد براز ہے)

باب گھروں میں پاخانہ پھرنا بھی درست ہے

(۱۴۳) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں اپنی کسی ضرورت سے حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کرتے ہوئے قبلہ کی طرف پشت اور شام کی طرف منہ کئے ہوئے دیکھا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (قضائے حاجت کے لئے) دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے دیکھا۔

---

[1] اللہ کے نام سے، اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں دے اس سے شیطان کو دور رکھیو ۱۲

[2] اے اللہ میں ناپاک جنوں اور ناپاکیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں ۱۲

[1] یعنی سجدہ کرنے کا مسنون طریقہ نہیں جانتے یعنی تم جاہل لوگ ہو ۱۲

فلسفہ صیام

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب لائل پور

انسان خیر و شر کا مجموعہ، نیکی بدی کا منظر اور نور و ظلمت کا معجون مرکب ہے یعنی انسان میں یہ دو متضاد اور مختلف قوتیں بدرجۂ اتم موجود ہیں اگر وہ نیکی کی طرف جھکے تو تقدس و رفعت کے اس بلند مقام پر پہنچے جہاں فرشتوں کا بھی گذر نہیں ملائکہ مقربین کو بھی پیچھے چھوڑے اور ما اعظم شانی کے نعرے لگائے اور اگر بدی کی طرف مائل ہو تو اسفل السافلین کی ان گہرائیوں میں جا گرے جو شیطان کی قرار گاہ سے بھی پرے ہے شیطان کے کان کاٹے اور خود ہی خدا بن بیٹھے۔

ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے دن کے مقابلے میں رات اور نور کے مقابلہ میں تاریکی۔ اسی طرح کائنات عالم میں کوئی ایسی چیز ایسی نظر نہیں آتی جس کا حسن و خوبی بغیر برائی و قباحت کے قائم ہو ایسا ہی عالم صغر سنی میں انسان کے لئے نورانی مخلوق کے مقابلہ میں ظلمانی مخلوق بھی بنائی گئی ہے

انسان کبھی نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور کبھی بدی کی طرف وہ ہمیشہ نقطۂ نیکی یا بدی ہی کی طرف رجوع نہیں رہتا اور اس کی ہمیشہ ایک ہی حالت نہیں رہتی اس سے صاف ظاہر ہے کہ ترکیب انسانی دو جزوں سے مرکب ہے جو باہم متضاد ہیں جو جذبہ برائی کی طرف لیجاتا ہے اس کو داعی الی الشر کہتے ہیں اور جو چیز نیکی کی طرف بلاتی ہے اس کو داعی الی الخیر سے تعبیر کیا جاتا ہے انسانی فطرت میں یہ دو متضاد قوتیں اس لئے ودیعت کی گئی ہیں کہ انسانیت کے جوہر کھلیں اسکے ذاتی و جبلی اوصاف مختلف مظاہر کی شان میں جلوہ گر ہوں اور وہ مختلف جذبات کی کشاکش اور عقل و نفس کی کھینچا تانی میں پڑ کر عند اللہ اجر عظیم اور مرتبہ جلیل کا مستحق ٹھہرے۔

واضع فطرت نے جہاں انسان میں یہ قوتیں رکھ کر ان کی ہلاکت و نجات کا سامان کیا ہے وہاں ساتھ ہی ایک کی خوبی اور دوسرے کی برائی کا علم بھی بخوبی دیدیا گیا اس کو وضاحت اور تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے کہ وہ داعی الی الشر کا نافرمان ہو اور داعی الی الخیر کا مطیع و فرمانبردار ہو کر فلاح و نجات حاصل کرے یہی نہیں بلکہ نتیجہ بھی بتلا دیا کہ داعی الی الشر کی پابندی و بجا آوری کا نتیجہ ہلاکت اور جہنم ہے اور داعی الی الخیر کی اطاعت کا نتیجہ ابدی راحت اور جنت ہے۔

یہ دونوں داعی صرف خیر یا شر کی طرف بلاتے ہیں کسی بات پر جبر نہیں کرتے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا یعنی اللہ پاک نیکی اور بدی دونوں کا الہام کرتا ہے بدی کے الہام کا ذریعہ شیطان اور نیکی کے القا کا ذریعہ روح القدس ہے۔ اگر خدائے حکیم صرف داعی الی الشر مقرر کرتا اور داعی الی الخیر نہ رکھتا یا داعی الی الخیر ہوتا داعی الی الشر نہ ہوتا تو ان متضاد عناصر کی ترکیب کا مقصد فوت ہو جاتا انسان و حیوان میں تمیز نہ ہوتی اور خدا کے رحم و عدل پر دھبہ لگتا مگر ایسا نہیں داعی الی الشر کے مقابلہ میں داعی الی الخیر بھی رکھا گیا ہے جو شیطان کا اثر کالعدم کر دیتا ہے نیکی کے داعیہ کا نور چمک اٹھتا ہے اور برائی کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے معاصی کے پردے چاک ہو جاتے ہیں اور سالک خدا کا نور بے حجاب مشاہدہ کرتا ہے۔

حالات ثلاثہ

انسان کے اندر تین قسم کی حالتیں پائی جاتی ہیں طبعی اخلاقی اور روحانی یہ تقسیم خود قرآن شریف نے مقرر کی ہے اور ان تینوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تین مبداء ٹھیرائے ہیں یا یوں سمجھو کہ تین سرچشمے ہیں جن سے یہ حالتیں نکلتی ہیں۔

طبعی حالت یا نفس امارہ

جو قوت شیطان کے اثر اور وسوسہ کو قبول کرتی ہے اور بدی کے الہام کا مرکز طبعی حالتوں کا سرچشمہ اور مصدر ہے اس کا نام قرآنی اصطلاح میں نفس امارہ ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ ان النفس لامارۃ بالسوء یعنی نفس امارہ کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کو بری طرف کھینچتا ہے خدا کی نافرمانی کراتا ہے اور بد راہوں پر چلاتا ہے جو اخلاقی حالت کے برعکس اور اسکے کمال کے مخالف ہے اس حالت میں انسان اور حیوان میں کوئی تمیز نہیں ہوتی وہ چوپایوں کی طرح اونٹ بے مہار ہوتا ہے حیوانوں کی طرح کھانے پینے اور سونے جاگنے میں طبعی جذبات کا پیرو اور نفس کا غلام ہوتا ہے اور اس کا کوئی طبعی جذبہ دائرہ تہذیب و شائستگی میں نہیں ہوتا۔

اخلاقی حالت یا نفس لوامہ

جب تک انسان کے طبعی جذبات بے قابو اور عقل و مشورہ کے بغیر صادر ہوتے ہیں ان میں اعتدال پیدا نہیں ہوتا اور عقل کو تصرف حاصل نہیں ہوتا اس وقت تک یہ حالت طبعی کہلاتی ہے اور جب یہ حالت عقل و تمیز کے زیر سایہ اور طبعی جذبات اعتدال کی حالت میں آجاتے ہیں تو یہی طبعی حالتیں اخلاقی حالت میں بدل جاتی ہیں اخلاقی حالتوں کا نام قرآن کریم نے نفس لوامہ رکھا ہے جیسا ارشاد ہے قولہ تعالیٰ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ یعنی اس نفس کی قسم جو انسان کو برے افعال اور بے اعتدالی پر ملامت کرتا ہے یعنی نفس لوامہ ہے جو انسان کو حیوانیت سے نکال کر انسانیت کے درجہ میں پہنچاتا ہے ناکردنی افعال پر اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے عقل و نفس میں سخت کشمکش ہوتی ہے کبھی نفس غالب آجاتا ہے اور کبھی عقل اس کی حالت اس بچہ جیسی ہوتی ہے جو اٹھنا چاہتا ہے مگر گر پڑتا ہے اس حالت میں اخلاقی زندگی اگرچہ پورے طور پر نہیں چمکتی مگر وہ نفس کا بندہ بھی نہیں ہوتا یعنی اخلاق فاضلہ بتدریج نشو و نما پاتے ہیں۔

روحانی حالت یا نفس مطمئنہ

جب نفس تمام کمزوریوں سے نجات پاجاتا ہے اخلاق فاضلہ ارتقائی منازل طے کر لیتے ہیں اخلاقی زندگی پختہ ہو جاتی ہے اور روحانی قوتیں ظہور پذیر ہونے لگتی ہیں تو اس روحانی سرچشمہ کو قرآنی اصطلاح میں نفس مطمئنہ کہا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے آرام پائے ہوئے اپنے رب کی طرف چلا آ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی میرے بندوں میں ملجا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

اس حالت میں انسان کلی طور پر خدا کا ہو جاتا ہے اس کے وجود کی علمی و عملی قوتوں پر صبغۃ اللہ کا رنگ غالب آجاتا ہے یعنی نفس امارہ مرجاتا ہے طبعی جذبات پر موت طاری ہو جاتی ہے اور سالک ایک نئی زندگی پاتا ہے وہ اپنی حالت میں عظیم الشان تبدیلی پاتا ہے اور اس دنیا میں بہشت پالیتا ہے

الغرض قرآن شریف کا مقصد انہی حالتوں کی اصلاح و تربیت ہے اور باقی تمام احکام ان اصلاحات ثلاثہ کے وسائل و ذرائع ہیں۔

اسلام کی صداقت کی ایک دلیل

صرف اسلام ہی وہ پاکیزہ اور خدائی مذہب ہے جس نے ان اصلاحات ثلاثہ کی اصلاح و تربیت کی بطریق احسن اور بدرجہ اتم تعلیم دی ہے یہی چیز ہے جو مقدس اسلام کو دنیا کے دیگر تمام الہامی مذاہب پر فوقیت دیئے ہوئے ہے اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اس معیار پر سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب پورا نہیں اتر سکتا غیر الہامی مذاہب میں تو اس تغیر اور اصلاحات کا ذکر تک نہیں اور الہامی مذاہب کی تعلیم اس بارہ میں ادھوری اور ناقص ہے۔

الغرض اسلام کی تعلیم کی رو سے انسان کے سامنے اس کی پیدائش کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ اپنے نفس کی پاکیزگی طمانیت اور سکینت حاصل کرے نفس سرکش کو قابو کر کے شیطانی اثر و نفوذ کو باطل اور مسدود کر دے۔ خیر و شر عقل و نفس کی کشاکش سے نجات پا جائے اور روحانی زندگی بسر کرے۔ یہی فلاح و نجات اور کامرانی و فائز المرامی کا راستہ اور طریقہ عبدیت ہے اللہ پاک فرماتا ہے قد افلح من زکھا و قد خاب من دسّھا یعنی جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ کر لیا اس نے نجات پائی اور جس نے اس کو طبعی جذبات میں چھپا دیا وہ روحانی زندگی اور فائز المرامی سے محروم رہا پس تزکیہ نفس اور روحانی قوی کی ترقی ہی انسان کا فرض مقدم اور معیار فضیلت و شرافت ہے۔

جہاں تزکیہ نفس اور روحانی قوی کا ارتقا انسانی پیدائش کا مقصد اعلیٰ ہے وہاں اس کا حصول بھی کچھ آسان و سہل اور بندے کے بس کی بات نہیں بلکہ حیلۂ امکان سے باہر ہے کیونکہ اس راہ میں دو بڑے قوی الاقتدار دشمن سد راہ ہوتے ہیں یعنی نفس اور شیطان۔ شیطان پہلے تو انسان کو کفر و ضلالت کے غار عمیق میں گرا دیتا ہے اس پر نفس کی شہوت پرستی نے اور بھی ظلم کیا اور راہ سعادت کو نہایت ہی کٹھن بنا دیا یہ دونوں دشمن ایمان نہیں چاہتے کہ انسان معاصی و ذنوب کے پردے چاک کر کے شاہد مقصود سے ہمکنار ہو اور عبد و معبود کا رشتہ استوار رہے اس لئے تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنا انسان ضعیف البنیان کے اختیار سے باہر ہے جب تک کہ خود خدائے قدوس ہی کوئی وسیلہ نجات نہ بتلا دیں

فرض صوم اور اسکی علّت

خداوند بے نیاز کی بندہ نوازی اور مراحم و الطاف ملاحظہ ہوں کہ اپنے بندوں کی اس بیچارگی اور مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے تزکیہ نفس کا ایک سہل الحصول اور کثیر المنفعت طریقہ تعلیم فرمایا قرآن اس دستگیر بیکساں اور چارہ ساز بیچارگاں نے کمزور اپنے عبد ذلیل کو اس کی منزل مقصود بتلا کر خود ہی وہاں تک پہنچنے کا سامان ... ارشاد ہوتا ہے یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون یعنی اے گروہ مومنین اور اے متلاشیان راہ ہدایت تم پر رمضان کے روزے واجب کئے گئے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر واجب کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو۔

چونکہ انسان فرائض عبدیت بجا لانے میں دل تنگ ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ مبادا کہیں اپنی بے بصیرتی اور کور ذوقی سے یہ مت سمجھ بیٹھنا کہ یہ قابل قدر مشقت صرف امت محمدی ہی کے لئے ہے بلکہ یہ روزے تو تمام پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے کچھ تم ہی اکیلے بھوک و پیاس کی تکلیف میں مبتلا نہیں کئے گئے ہو میں نے تم کو بلا وجہ تکلیف نہیں دی بلکہ اس لئے دی ہے کہ جو دوری اور حجاب میرے اور تمہارے درمیان معاصی و سیئات کی وجہ سے ہے وہ مجھے شاق اور ناگوار ہے میں نہیں چاہتا کہ میرے حبیب کی بہترین امت جوار رحمت سے جدا رہے حجاب معاصی حائل ہو جائیں اور تمہارا مجد و شرف خاک میں ملتا رہے۔

یہ روزے صرف چند یوم کے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ کسی طرح تم گناہوں سے پاک ہو جاؤ اسباب معاصی یعنی شہوات نفسانیہ کا زور ٹوٹ جائے آئینۂ دل زنگ معصیت سے پاک ہو جائے چشم معرفت کھل جائے شیطانی اثر باطل ہو جائے اور نفس کی شرارت کالعدم ہو جائے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ عبادت صوم نہایت ہی اہم ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک روزے کو خصوصاً اپنی طرف منسوب کر کے اس کی جزائے خیر دینے کا وعدہ کرتے ہیں کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا معلوم ہوا کہ روزہ جمیع عبادات میں سے روزہ کی فضیلت و عظمت زیادہ ہے تفصیلات ما سبق کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس میں کلام بھی نہیں ہو سکتا کہ واقعی روزہ کی شان ارفع و اعلیٰ ہے علۃ الصوم عرفان مس الجوع و العطش لیکون ذلیلا مسکینا ماجورا محتسبا صابرا یعنی وجوب صوم کی علت یہ ہے کہ صائم بھوک اور پیاس کی تکلیف سے واقف ہو ذلیل مسکین منکر النفس اور ماجور ہو یعنی خدا کے سامنے ذلیل اور مسکین بنے نیکیوں کا ثواب پائے اور بھوک و پیاس پر صبر کر کے صابرین کا مرتبہ حاصل کرے۔

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ شہوات نفسانیہ کا اندھا دھند اتباع فضول خواہشوں کی بے روک پیروی اور صرف کھانے پینے میں مشغول رہنے سے روح انسانی مردہ اور قلب تاریک ہو جاتا ہے مادیت کا دور دورہ اور روحانیت فنا ہو جاتی ہے۔ شکم سیری اور نفس کی غلامی تمام برائیوں اور فسادوں کی جڑ ہے تمام روحانی آلام فضول خواہشوں کی پیروی ہی سے پیدا ہوتے ہیں اور خواہشات کے پورا کرنے اور کھانے پینے میں اعتدال برتنے سے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے۔ روح چمکتی ہے معرفت اور نور الٰہی پیدا ہوتا ہے اور انسان تمام روحانی و جسمانی امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

خدائے قدوس نے روزے فرض کر کے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ اے گروہ مومنین یہ طبعی جذبات و شہوات جو نفس و شیطان کے آلے ہیں ان دشمنان ایمان کے قبضہ اور تصرف سے نکال کر ہمارے حکم کے تابع کر دو تاکہ تم کلیتہً ہمارے ہی ہو جاؤ۔

اس قاعدہ کو اس مثال سے ذہن نشین کر لیجئے کہ مثلاً اگر تم کسی دشمن پر قابو حاصل کرنا چاہو اور اس کے شر سے امان ہونا چاہو تو اس کی آسان اور کامیاب ترکیب

کہ اس کے تمام اسلحہ و اوزار اور ذرائع نقصان رسانی پر قبضہ کر لیجئے بس دشمن زیر ہو جائے گا سو یہ طبعی خواہشیں مانند اوزار کے ہیں جن سے نفس اور شیطان کسب معاصی کرتے ہیں اگر آپ ان پر قابو حاصل کریں گے تو گویا اپنے دشمنوں پر قابو پالیں گے جو آپ کو گمراہی اور جہنم کی طرف لیجاتے ہیں۔

روزہ اور صحت جسم

روزہ کا مقصود اصلی تو وہی ہے جو تفصیلات بالا سے ثابت کیا گیا مگر شریعت اسلامی کا یہ ایک کمال ہے کہ جہاں احکام شریعت کی پابندی و بجا آوری سے روحانی امراض کا قلع قمع ہوتا ہے وہاں جسمانی امراض بھی دفع ہو جاتے ہیں ایک مومن کے جذبہ عمل میں تحریک لانے کے لئے اور حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے ترغیب و تشویق دلانے کے لئے تو صرف اتنا بتا دینا اور معلوم ہو جانا ہی کافی ہے کہ یہ خدا کا حکم ہے مگر چونکہ آجکل مادیت کا زور اور غلبہ ہے اسلئے روزہ کے جسمانی فوائد پر بھی مختصراً روشنی ڈالی جاتی ہے۔

حکماء نے لکھا ہے کہ غذا کے اخلاط اور رطوبات فضلیہ معدہ اور عروق میں جمع رہجاتے ہیں اگر یہ رطوبات جمع رہیں اور ان کا کلی طور پر اخراج نہ ہو تو طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے لہذا ان کا اخراج نہایت ضروری اور بقائے صحت کے لئے لازمی ہے روزہ رکھنے سے یہ رطوبات خود بخود جذب ہو جاتی ہیں اور صحت جسم حاصل ہوتی ہے۔

مشہور ہے کہ نیو یارک میں ایک شخص گٹھیا کا مریض تھا اس نے چالیس روز کا روزہ رکھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا یہ مرض خود بخود جاتا رہا۔

نیز حکماء کا قول ہے کہ اگر ہمیشہ ہمیشہ معدہ اپنے کام میں مشغول رہے اور اس کو کبھی ریسٹ نہ دیا جائے تو اس کا جسمانی صحت پر برا اثر پڑتا ہے کاہل الوجودی اور سستی پیدا ہوتی ہے اور قوائے عقلیہ مضمحل ہو جاتے ہیں اس لئے اگر کبھی کبھی فاقہ کر لیا جائے تو معدہ کی زائل شدہ قوت عود کر آتی ہے دماغ و جسم ہلکا ہو جاتا ہے اور صحت اچھی رہتی ہے کیونکہ معدہ کی کمزوری غلاظت اور خرابی کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر پڑتا ہے پس حکمت کے لحاظ سے بھی روزے رکھنا بقائے صحت کا ذریعہ ہے غرض روزے کی تکلیف نہایت ہی عظیم المرتبت اور کثیر الفوائد ہے۔

روزہ کی عقلی خوبیاں

(۱) تزکیہ نفس اور روحانی توانائی کی ترقی حاصل ہوتی ہے قوت بہیمیہ کا زور ٹوٹ جاتا ہے اور روحانی و جسمانی صحت ملتی ہے۔

(۲) چونکہ فرشتے کھانے پینے سے مبرا ہیں اس لئے روزہ رکھنے سے ملکی صفات پیدا ہوتی ہیں روحانی قوی جاگ اٹھتے ہیں اور سوئی ہوئی فطرت بیدار ہو جاتی ہے۔

(۳) بھوک اور پیاس کی تکلیف گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور مصائب و شدائد میں مستقل مزاجی اور بلند حوصلگی کی عادت پیدا ہوتی ہے اور صائم صبر و استقلال کا خوگر ہو جاتا ہے۔ جو دینی اور دنیوی ترقی کی جان ہے۔

(۴) روزہ ایک زبردست ہتھیار ہے جس سے نفس و شیطان مغلوب ہو جاتے ہیں اور جہاد اکبر یعنی نفس کشی کا مرتبہ جلیل حاصل ہوتا ہے۔

(۵) انسانی ہمدردی، رحم و شفقت غریبوں کی دستگیری صبر و استقامت قومی تنظیم رنج و تعب کی عادت اور نعمت کی قدر و قیمت وغیرہ اوصاف و خصائل پیدا ہوتے ہیں جو آج دنیا کی متمدن و ترقی یافتہ قوموں کا سرمایہ ارتقاء ہے

(۶) نرمی اور بردباری کی عادت پیدا ہوتی ہے اور غرور و تکبر ٹوٹ جاتا ہے۔

(۷) سارے اعضا اور دل سے خدا کے انعام و اکرام پر شکر گذاری کی عادت اور کفران نعمت سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

غرض روزہ کی خوبیاں حد سے زیادہ ہیں صرف نمونتہً یہ چند خوبیاں لکھی گئی ہیں ورنہ اس کے محاسن بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہے۔

فضائل رمضان

روزہ کے ذاتی محاسن ویسے ہی کچھ کم نہ تھے اس پر مزید احسان اور خوبی یہ کہ رمضان شریف کے مقدس و متبرک مہینہ میں روزوں کو مقرر فرما کر اس کے حسن و خوبی کو اور بھی دوبالا کر دیا۔ رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں جنت آراستہ اور مزین کی جاتی ہے اور اس کے دروازے صائمین امت محمدیہ کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

اس ماہ کے تینوں عشرے نزول رحمت و انوار کے لحاظ سے خاص فضیلت رکھتے ہیں عشرۂ اول میں رحمت ہے عشرۂ ثانیہ میں مغفرت اور عشرۂ ثالث میں عذاب جہنم سے آزادی ہے۔

اس ماہ مبارک کی سب سے بڑی فضیلت اور عظمت یہ ہے کہ اس میں بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وہ کامل و مکمل خداوندی دستور العمل نافذ ہوا ہے جس کی پابندی انسان کو معراج کمال تک پہنچاتی ہے اور جس کی تعمیل و تفہیم شان خسروی بخش سکتی ہے۔ یعنی قرآن مجید اس ماہ میں نازل ہوا۔

رمضان شریف میں صائمین کا سانس لینا بمنزلہ تسبیح کے ہے سونا عبادت ہے دعائیں مستجاب ہوتی ہیں عمل مقبول ہوتا ہے قلب معاصی و ذنوب سے پاک ہو جاتا ہے اور خدا کے فرماں بردار بندے اس کے مہمان ہوتے ہیں اور صائم کی تمام حرکات و سکنات عبادت میں شمار ہوتے ہیں۔

نیز اس مہینہ میں شیطان محبوس و مقید ہو جاتا ہے شر و فساد مٹ جاتا ہے اور دنیا سراپا نور بنجاتی ہے۔

حبس شیطان کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کا کس قدر لطف و کرم اور بندہ نوازی ہے کہ نفس سرکش کی شرارتوں کی بیخکنی روزہ کے ذریعہ خود بندوں کے ہاتھوں کرادی اور شیطان کو خود مقید کر دیا اس دشمن کے شر سے محفوظ رہنا اور قابو پانا ان کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ اس کا اثر و نفوذ انسان میں تو موثر ہے مگر انسان کا اس سے مقابلہ و محاربہ بالکل بیکار اور بے اثر ہے تو چونکہ شیطان کا اس ماہ میں سنتر بے مہار رہنا روزہ کے مقصود میں حارج تھا اس لئے اس کو خود مقید کر دیا۔

ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے کہ یہاں پر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب شیطان اس مہینہ میں مقید ہوتا ہے تو چاہیئے تھا کہ صائمین کلی طور پر گناہوں سے محفوظ رہتے اور دنیا میں معاصی و جرائم کا اس مہینہ میں نام و نشان نہ پایا جاتا حالانکہ مشاہدہ اس کے برخلاف ہے دنیا بدستور گناہوں میں منہمک رہتی ہے حتیٰ کہ خود صائمین بھی ارتکاب معاصی بدستور کرتے ہیں پھر حبس شیطان کا کیا مطلب ہے۔

سو جاننا چاہیئے کہ انسانوں سے جو معاصی و ذنوب سرزد ہوتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو باغوائے شیاطین صادر ہوتے ہیں اور دوسرے

وہ جو خبث نفس اور فطری کمزوری سے ہوتے ہیں شیطان کا کام تو صرف بُرے کاموں کا وسوسہ ڈالنا اور ترغیب دلانا ہے جب شیطان کا اثر قوائے عملیہ پر چھا جاتا ہے اور انسان پے در پے معاصی کا ارتکاب کرتا ہے تو گناہوں پر اصرار کی وجہ سے شخص عاصی صدور معاصی میں شیطان کا محتاج نہیں رہتا بلکہ خود شیطان بنجاتا ہے گناہوں سے بیباک اور عذاب الٰہی سے نڈر ہوجاتا ہے اس کو اس مثال سے ذہن نشین کرلیا جائے۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص کسی جواری کی صحبت میں بیٹھتا ہے اور اس کے اس بُرے فعل سے تبدریج اثر حاصل کرتا ہے اب وہ جواری پہلے اس کو حرص و طمع دلاتا ہے مال و دولت کی فراوانی کی تعریف کرتا ہے اور اس کو طرح طرح سے اس کام کی ترغیب دلاتا ہے پھر کھیلنے کی ترکیب بتلاتا ہے اپنے تجربات ذہن نشین کراتا ہے اور کامیابی کے داؤ پیچ سکھاتا ہے اور اس کو ہر طرح پکا جواری بنا دیتا ہے اب فرض کیجئے کہ یہ سکھلانے والا مرجائے یا قید ہوجانے تو کیا وہ جوا کھیلنا چھوڑ دے گا ہرگز نہیں کیونکہ وہ ابتداءً تو کسی استاد کا محتاج ہے مگر حصول مقصد کے بعد وہ استاد کا محتاج نہیں اسی طرح انسان ارتکاب معاصی میں ابتداءً تو شیطان کا محتاج ہے لیکن جب بار بار گناہ کرتے لگ جاتا ہے اور گناہ کی لذت اس کے اعضاء میں رچ جاتی ہے تو پھر وہ کسی بہکانے والے کا محتاج نہیں رہتا۔

غرض ہر معصیت باغوائے شیطان نہیں ہوتی جو اس شک اور اعتراض کا مبنی ہے بلکہ بعض معاصی خود انسان کی خباثت نفس اور فطری شیطنت کا نتیجہ ہوتے ہیں پس صدور معاصی اور حبس شیطان میں کوئی منافات نہیں اس قسم کے شبہے عدم تدبر اور غلط فہمی کا باعث ہوتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ پاک مسلمانوں کو اپنے احکام کی بجا آوری کی توفیق ارزانی فرمائے تاکہ وہ ان کا کھویا ہوا عظمت ووقار لوٹ آئے اور وہ دین و دنیا میں فائز المرام و شادکام ہوں۔ آمین الٰہی رب العالمین۔ والحمد للہ رب العالمین

(+)

فتوح الغیب مترجم

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب طریق وصول الی اللہ میں ایک بےمثال کتاب ہے عالم اسلام میں ساڑھے آٹھ سو برس سے اس کی شہرت کا غلغلہ بلند ہے ہندوستان میں سب سے پہلے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا اور اس کے بعد اس کے متعدد ترجمے کئے گئے ہیں اور علماء اور مشائخ نے ہمیشہ اسے استفادہ خاص کی نظر سے دیکھا ہے۔

اس کتاب کا سب سے صحیح نسخہ اور سب سے اچھا اردو ترجمہ شایع کرنے کے لئے نہایت مخلصانہ جد و جہد کوشش کی گئی اور یہ مترجم نسخہ شایع کیا گیا ہے جس کے ایک کالم میں بااعراب عربی ہے دوسرے کالم میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے کتابت اور طباعت اول درجہ کی ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اصل اور ترجمہ کا بیسیوں اور پروف کی چار جید علماء نے تصحیح کرائی ہے اس لحاظ سے شاید یہ اس کتاب کا سب سے بہترین نسخہ ہے۔

حضرت غوث الاعظم نے اپنی اس کتاب میں توحید کو شرک سے۔ سنت نبویہ کو بدعت ضالہ سے اور ہدایت کو گمراہی سے علیحدہ اور ممتاز کردیا ہے اور تصوف کی اس تعلیم کو بیان فرمایا ہے جو کتاب و سنت اور طریقہ حضرات صحابائے کرام کے بالکل مطابق ہے یہ تعلیم ابتدائی بھی ہے اور انتہائی بھی یعنی اس سے ہر درجہ اور طبقہ کے لوگ جن میں خدا پرستی کا ذوق ہے مستفید ہوتے رہے ہیں۔

علماء اور مشائخ کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے کہ دوسروں کو ہدایت وہی کرسکتا ہے جو خود راہ ہدایت پر ہو اور مسلمانوں میں اسلامی کیرکٹر وہی لوگ پیدا کرسکتے ہیں جن میں خود یہ چیز موجود ہو اور اسلامی کیرکٹر پیدا کرنے میں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے بعد اس سے بہتر کتاب نہیں ہے جیسا کہ اگلے زمانہ کے مشائخ اور علماء کا اس کتاب کی نسبت فیصلہ ہے۔ طلباء خواہ ان کا تعلق دینی مدارس سے ہو خواہ دنیوی مدارس سے اس کتاب سے روحانی فوائد کے علاوہ عربی ادب میں اچھا استفادہ کرسکتے ہیں کیونکہ بلحاظ ادبیت فتوح الغیب کا پایہ مسلمہ طور پر ادبیات عرب میں برتر ہے۔

عامہ مسلمین اس کتاب کو پڑھکر یہ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں کہ گندم نما جو فروش لوگوں کے ضرر و نقصان سے اپنے کو بچائیں اور سمجھ سکیں کہ اللہ والے کیسے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ عملی زندگی کے لئے کچھ ایسی مفید ہدایات حاصل کرسکتے ہیں جو زندگی کی تلخیوں اور ناکامیوں اور پریشانیوں کا بہتر بدل مہیا کرنے والی ہیں۔ ایک خاص وصف اس کتاب میں یہ پایا گیا ہے کہ انتہائی پریشانی اور گھبراہٹ کی حالت میں اس کے پڑھنے سے روحانیت قلب حاصل ہوتی ہے جو ایسی نعمت ہے کہ آج مادی دنیا میں بادشاہوں اور ارب پتی لوگوں کو بھی نصیب نہیں ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ

پتہ: حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۲۶ دہلی

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ خیال غلط قائم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی غلط خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتادیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کرسکتا ہے۔ قیمت ہر سہ حصہ عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مسائل الصیام

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قسد دائی خیرآبادی الکھیسردی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد

برادران اسلام! اس سے پہلے میں فضائل ماہ رمضان المبارک اور روزوں کے متعلق دیگر نہایت ضروری باتیں عرض کرچکا ہوں اب میں روزوں کے مسائل عرض کرتا ہوں چنانچہ کتب فقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے ارکان دو ہیں یعنی اول رات سے لیکر آفتاب ڈھلنے سے پہلے تک روزہ کی نیت دل میں کرلینا اور زبان سے اس کا ادا کرنا دوم مفطرات ثلثہ یعنی کھانے پینے اور جماع کے بچنا۔

مسئلہ روزہ کی نیت کرنا نہایت ضروری ہے اگر رات کو نیت کی جائے تو اس کے الفاظ یہ ہیں بِالصَّوْمِ غَدًا نَوَيْتُ یعنی میں کل کے روزہ کی نیت کرتا ہوں اور اگر رات کو نیت کرنا کوئی شخص بھول جائے تو دن میں آفتاب ڈھلنے سے پہلے ان الفاظ میں نیت کرے نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ یعنی میں اللہ کے واسطے رمضان کے فرض روزوں میں سے آج کے روزہ کی نیت کرتا ہوں **مسئلہ** اگر کسی نے بھول کر رات میں نیت نہیں کی اور دن میں آفتاب ڈھلنے سے پہلے نیت کرنا یاد نہیں رہا بعد آفتاب ڈھلنے کے نیت کی تو روزہ نہیں ہوگا **مسئلہ** اگر کوئی شخص زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہ کرے صرف دل میں نیت کرلے تو بھی جائز ہے روزہ ہوجائیگا اور اگر زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لئے تو اور بھی اچھا ہے۔

مسئلہ اگر کسی مجنون یا سڑی کو رمضان کی کسی رات میں ہوش آیا اور پھر صبح جنون کی حالت میں ہوئی یا زوال کے بعد ہوش آیا تو اس پر روزہ کی قضا نہیں جبکہ تمام رمضان اسی جنون میں گذرجائے اور اگر ایک دن بھی ایسا وقت مل گیا جس میں نیت کرسکتا ہو تو پورے رمضان کی قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ اگر کسی نے رات میں روزہ کی نیت کی اور صبح کو غشی طاری ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک طاری رہی تو ایسی حالت میں پہلے دن کا روزہ ہوگیا اور باقی دنوں کی قضا رکھے اگرچہ پورے رمضان غشی کی حالت طاری رہی ہو اور نیت کا موقع نہ ملا ہو **مسئلہ** چونکہ تمام روزوں کی نیت کا وقت آفتاب ڈوبنے کے بعد دوسرے دن آفتاب ڈھلنے سے پہلے تک وقت ہے اس وقت میں جب نیت کی جائیگی روزہ درست ہوگا لہذا اگر آفتاب ڈھلنے سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا اس کے بعد بیہوش ہوگیا اور بعد زوال (یعنی دوپہر کے بعد) ہوش آیا تو ایسی صورت میں روزہ نہ ہوگا اگر آفتاب غروب ہونے کے بعد نیت کی ہوتی تو ہوجاتا **مسئلہ** جبکہ آفتاب خط نصف النہار پر آگیا یعنی ٹھیک دوپہر کا وقت ہوگیا یا سورج ڈھل گیا اور ان وقتوں میں نیت کی تو روزہ نہ ہوگا **مسئلہ** دن میں سورج ڈھلنے سے پیشتر نیت کرتے وقت . . . . یہ خیال بھی رکھنا چاہیئے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں ورنہ روزہ نہ ہوگا۔ **مسئلہ** رات میں نیت کرچکنے کے بعد بشرطیکہ وقت ہو کچھ کھایا پیا تو اس سے نیت نہ جائیگی **مسئلہ** عورت حیض یا نفاس میں تھی اس نے رات میں کل کے روزہ کی نیت کرلی اور صبح صادق سے پہلے پاک ہوگئی تو روزہ ہوجائیگا **مسئلہ** اگر کسی نے رات میں نیت کی پھر پختہ ارادہ کرلیا کہ کل روزہ نہ رکھیگا تو نیت ٹوٹ گئی پھر اس پر اگر بغیر دوسری نیت کئے ہوئے روزہ رکھیگا تو روزہ نہوگا **مسئلہ** سحری کھانا سنت ہے اگر بھوک نہو اور کھانا نہ کھاسکے تو کم سے کم دو تین چھوہارے یا کوئی اور چیز ایک ہی لقمہ کھالے اور یہ بھی نہیں تو ایک دو گھونٹ پانی پی لینا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ سحری کھانا سراسر برکت ہے پس سحری کھانا ترک نہ کرو اگر کچھ نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی ہی پی لیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارے اور یہودیوں کے روزے میں فرق یہ ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ سحری نہیں کھاتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری نہ کھانا یہودیت کی ایک علامت ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ سحری ضرور کھائیں اور یہودیوں کا طریقہ نہ اختیار کریں **مسئلہ** سحری میں جہانتک ہوسکے دیر میں کھانا چاہیئے کہ اس میں ثواب ہے لیکن اتنی دیر تک نہیں کہ صبح صادق ہونے لگے اور روزہ میں شبہ پڑجائے ابن ماجہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر فجر کی نماز میں کھڑے ہوگئے اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ سحری کھانے اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنی دیر کا فاصلہ تھا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جتنی دیر میں پچاس آیتیں پڑھی جائیں **مسئلہ** اگر کسی نے سحری ذرا جلدی کھائی اور اس کے بعد دیر تک چائے یا پان وغیرہ کھاتا پیتا رہا جب صبح صادق ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تو کلی کرکے فارغ ہوگیا تب بھی دیر تک سحری کھانے کے ثواب کا مستحق ہوگیا **مسئلہ** اگر رات کو سحری کھانے کے واسطے آنکھ نہ کھلی سب کے سب سوگئے تو بغیر سحری کھائے ہوئے بھی روزہ رکھنا چاہیئے سحری کے چھوٹنے سے روزہ نہیں چھوٹ سکتا روزہ ایسی صورت میں چھوڑنا بڑی کم ہمتی اور گناہ کا کام ہے **مسئلہ** اگر کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوجانے کے بعد سحری کھائی تو ایسی صورت میں روزہ نہیں ہوا قضا رکھنا پڑے گا کفارہ واجب نہیں پھر بھی دن بھر کچھ کھانے پینے نہیں روزہ داروں کی طرح رہے **مسئلہ** اگر کوئی شخص پان کھاکر سوگیا اور ایسے وقت سوکر اٹھا کہ صبح ہوچکی تھی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا قضا کا روزہ رکھنا ہوگا مگر یہ ہی دن بھر کچھ کھائے پیئے نہیں۔ **مسئلہ** جس طرح سحری دیر تک کھانے میں ثواب ہے اسی طرح آفتاب کے غروب

ہوتے ہی فوراً روزہ افطار کرنے میں ہی ثواب ہے لیکن اتنی جلدی نہیں افطار کرنا چاہیئے کہ آفتاب کے غروب ہونے میں شک ہو البتہ جب غروب ہو جانے کا یقین کامل ہو جاوے تو افطار کرنا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب دن پچھم کی طرف چلا جائے اور رات کی سیاہی پورب سے نمودار ہو جائے اور آفتاب غروب ہو جائے پس روزے کے افطار کا وقت ہو گیا (بخاری شریف) اور ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ برابر غلبہ رہے گا اس دین کا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کیا کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ افطار میں دیر کرتے ہیں مطلب یہ کہ روزہ افطار کرنے میں دیر کرنا یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے لہٰذا ان کی مشابہت نہیں کرنا چاہیئے **مسئلہ** جس دن آسمان پر ابر رہا ہو اور سورج نظر نہ آتا ہو تو اس دن احتیاطاً ذرا دیر کر کے روزہ افطار کرنا چاہیئے یعنی جب کامل یقین ہو جائے کہ اب آفتاب ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرنا چاہیئے گھڑی گھڑیال کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ یہ اکثر غلط ہو جاتی ہیں اگر کوئی اذان بھی کہدے لیکن ابھی وقت آنے میں کچھ شبہ معلوم ہو تب بھی روزہ افطار کرنا درست نہیں غرضکہ جب تک تمہارا دل گواہی نہ دے اس وقت تک روزہ افطار نہ کرو **مسئلہ** ابر کے دن اگر سورج ڈوبنے کے خیال سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اسکی قضا کرے یعنی قضا کا دوسرا روزہ رکھنا ہوگا کفارہ نہیں مگر اب سورج ڈوبنے تک کچھ کھانا پینا درست نہیں **مسئلہ** چھوہارہ سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے لیکن یہ سب چیزیں پاک کمائی سے مہیا کی گئی ہوں ورنہ دن بھر کی محنت سب بیکار ہو جائے گی اور خدا کے ہاں مواخذہ ہوگا اگر چھوہارہ یا میٹھی چیز نہ ہو تو پھر سب سے بہتر چیز پانی ہے اس کے حلال ہونے میں کسی کو کلام نہیں نیز اس کا ثواب بہت ہے جس کا ذکر میں روزوں کے آداب میں کر چکا ہوں اس سے بھی روزہ افطار کرنا چاہیئے **مسئلہ** بعض مرد اور عورتیں اکثر نمک سے روزہ افطار کرنے میں بڑا ثواب سمجھتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے **مسئلہ** ابر نہ ہونے پر بھی جب تک سورج ڈوبنے کا کامل یقین نہ ہو جائے تب تک روزہ کھولنا درست نہیں **مسئلہ** افطار اس دعا کو پڑھکر کرنا چاہیئے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ **مسئلہ** اگر کوئی شخص بحالت روزہ بھول کر کھا پی لے یا جماع کر بیٹھے تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر قصداً ایسا کرے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور کفارہ لازم آئیگا **مسئلہ** کفارہ یہ ہے کہ متواتر دو ماہ کے اللہ واسطے روزے رکھے اور اگر اس درمیان میں بلا عذر شرعی ایک روزہ بھی ٹوٹ جائے گا تو کفارہ ادا نہ ہوگا پھر دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے یا اللہ واسطے ایک غلام آزاد کرے اور اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلائے اور دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلائے یا ایک ہی محتاج کو ۶۰ دن دونوں وقت کھانا کھلا دے ہاں عورت کفارہ کے روزے رکھتی ہو تو جتنے روزے ایام حیض میں جائیں ان کو بعد پاک ہونے کے فوراً رکھنا شروع کر دے اور ساٹھ روزے پورے کرے اس عذر کے سبب قضا ہونے پر کفارہ میں نقصان نہ ہوگا اور اگر نفاس کی وجہ سے درمیان میں روزہ کفارہ کے ٹوٹ گئے تو قضا رکھنے سے بھی کفارہ صحیح نہ ہوگا پھر سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے **مسئلہ** اگر ادائے کفارہ کے درمیان بیمار ہو گیا اور روزے ٹوٹ گئے تو بعد صحت روزہ رکھنے کی قوت پیدا ہو جانے پر فوراً روزہ رکھکر پورے ساٹھ روزے کرے کفارہ میں نقص نہ ہوگا اگر ضعیف العمری کی وجہ سے کفارہ کے روزہ نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مسکینوں کو حسب قاعدہ مذکورہ بالا کھانا کھلا دے **مسئلہ** مسکینوں میں بچوں کی شرکت سے کفارہ درست نہیں ہوتا ہے سب محتاج جوان اور پوری عمر کے ہوں **مسئلہ** کفارہ میں کچا غلہ بقدر صدقہ فطر (۱۰ ثار گندم یا ۳۰ ثار جو) فی روزہ دینا چاہیئے **مسئلہ** کفارہ کے درمیان اگر رمضان آجائیگا تو کفارہ درست نہ ہوگا **مسئلہ** ان عذروں کی وجہ سے اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے پھر جب عذرات جاتے رہیں تو قضا روزے رکھ لے وہ عذرات یہ ہیں۔ مرض، سفر، حمل، بچے کو دودھ پلانا، بھوک پیاس سے جان جانے کا ڈر، بہت بڑھاپا، حیض و نفاس وغیرہ **مسئلہ** اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہو گیا ہو کہ اس کو روزہ نقصان کرتا ہو یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا دیر میں اچھا ہوگا یا جان جاتی رہے گی تو روزہ چھوڑ دے پھر جتنے قضا ہو گئے ہوں رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار حکیم یا ڈاکٹر کہدے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تو روزہ چھوڑنا اور توڑنا درست ہوگا کافر اور غیر شرع حکیم ڈاکٹر کی بات قابل اعتبار کے نہیں اور اگر ڈاکٹر یا حکیم کچھ رائے نہ دے تو خود اپنے تجربہ سے کچھ نشانیاں نقصان کی معلوم کر کے روزہ ترک کر دے اور بلا وجہ و علامات نقصان کے روزہ ترک کرنے پر گنہگار ہوگا اور توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا اور جہاں حکیم یا ڈاکٹر مسلمان نہ ہو وہاں بھی اپنے تجربہ سے روزہ ترک کر دے اور پھر بعد صحت قضا روزہ رکھ لے **مسئلہ** اگر سفر تین منزل کا ہو اور اس میں تکلیف کا زیادہ اندیشہ ہو تو روزہ ترک کر سکتا ہے اور اگر اس سے کم ہو اور تکلیف کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے لیکن روزہ ترک کرنے پر بھی سب کے سامنے علانیہ کھانا کھانا پانی پینا حقہ پان وغیرہ استعمال کرنا منع ہے اس سے ماہ رمضان کی حرمت جاتی ہے **مسئلہ** اگر کوئی ضعیف اور کمزور آدمی روزہ بھول گیا ہو اور کچھ کھا رہا ہو تو دیکھنے والے کو چشم پوشی کرنی چاہیئے اور اگر جوان اور طاقتور بھول کر کھائے پیئے تو دیکھنے والے کو چاہیئے کہ اس کو روزہ یاد دلا دے **مسئلہ** اگر قضا روزہ رکھنے کی کسی میں وسعت یا طاقت نہ ہو تو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا ایک محتاج کو ہر روزہ کے بدلے کھلا دے **مسئلہ** تیل اور سرمہ لگانے اور مسواک کرنے سینگی کھچوانے پچھنے لگوانے فصد کھلوانے اور خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں میٹھی مسواک کرنا مکروہ ہے **مسئلہ** کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا مکروہ نہیں ہے غسل کرنا یا بھیگے ہوئے کپڑے ٹھنڈک کے واسطے پہننا بھی جائز ہے **مسئلہ** روزہ دار کو کوئی چیز چکھنا یا چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے ہاں اگر کسی عورت کا خاوند بدمزاج ہو اور کھانے میں نمک کی کمی بیشی پر خفا ہوتا رہتا ہو تو اس عورت کو سالن وغیرہ سے ذرا انگلی تر کر کے نمک چکھ لینا مکروہ نہیں اسی طرح جبکہ بچہ چھوٹا ہے اور روٹی نہیں چبا سکتا اور اس وقت نہ کوئی دودھ ہی ملتا ہے اور نہ کوئی بے روزہ عورت یا مرد ہے اور بچہ بھوکا بہت ہے تو روٹی چبا کر اسکو کھلانا بھی درست ہے اور اسی طرح کسی کھانے والی چیز کے خریدتے وقت جبکہ خراب چیز ہونے کا اندیشہ ہو اور نقصان کا خیال ہو تو

اس کے چکھنے میں کوئی حرج نہیں مگر حتی الامکان ایسی باتوں سے بچنا چاہیے اور چکھتے وقت چیز حلق کے اندر نہ جانے پاوے **مسئلہ** عورت کا بوسہ لینا اس سے ملنا جلنا روزہ میں مکروہ نہیں مگر جب انزال کا خوف ہو تو مکروہ ہے **مسئلہ** اگر کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر کی اور انزال ہو گیا یا محض خیال سے انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ ہاں اگر قصداً ایسا کرے گا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور قضا کا روزہ رکھنا ہوگا **مسئلہ** حقہ۔ سگریٹ بیڑی پینے اور ناس سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر ہوا میں اڑتا ہوا دھواں غبار چکی پیستے ہوئے آٹا یا دوا کوٹنے میں اس کا غبار حلق کے اندر چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا **مسئلہ** جھوٹ۔ چغلی۔ غیبت بہتان اور فحش کلامی سے روزہ سخت مکروہ ہو جاتا ہے **مسئلہ** روزوں میں رات کو غسل کرنے کی حاجت ہو تو مستحب ہے کہ سحری سے پیشتر ہی غسل کرلے اور اگر اس وقت غسل نہیں کیا دن کو نہایا تب بھی روزہ نہیں گیا بلکہ اگر دن بھر نہ غسل کرے تو اس سے روزہ نہیں جائے گا البتہ ناپاک رہنے سے جو نمازیں قضا ہوں گی اس کا گناہ ہوگا اور روزہ کا ثواب کم ہو جائے گا **مسئلہ** ناک اور منہ کا تھوک اس قدر زور سے سڑکا کہ حلق میں چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا مگر فوراً کھنکار کر تھوک دینا چاہیے اور اگر کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کا روزہ رکھنا واجب ہو گیا کفارہ نہیں **مسئلہ** اگر آپ ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے تھوڑی قے ہو یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کے قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر کم ہے تو روزہ نہیں گیا اور اگر تھوڑی سی قے منہ میں آکر بغیر لوٹائے خود حلق میں لوٹ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر قصداً لوٹائی تو روزہ ٹوٹ گیا جس کی قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں **مسئلہ** اگر ایسی چیز کھائی جو نہ دوا میں کھائی جاتی ہے نہ اور کسی طرح تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہوئی جیسے لوہے کا ٹکڑا کنکری وغیرہ اور اگر ایسی چیز کھائی کہ جو دوا میں بھی کھائی جاتی ہے اور یوں بھی تو اس کے قصداً کھانے سے روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہوئے **مسئلہ** اگر دانتوں میں رات کے کھانے سے کوئی چیز اٹک رہی اور وہ چنے سے کم ہے تو وہ اگر دانت سے نکلی اور حلق میں چلی گئی اور روزہ دار نے اس کو نگل لیا تو ایسی صورت میں روزہ نہیں گیا کیونکہ یہ فعل قصداً نہ تھا اور اگر چنے سے زیادہ تھی تو روزہ ٹوٹ گیا اور وہ چیز اگر چنے سے زیادہ تو نہ تھی مگر منہ سے باہر نکال کر پھر کھالی تو بھی روزہ ٹوٹ گیا اور اگر دانتوں میں سے یا کسی وجہ سے منہ میں خون نکل آیا اور خون تھوک سے زیادہ ہو اور حلق میں چلا گیا اور اس کی نمکینی معلوم ہوئی یا خون اور تھوک برابر ہے یا خون کم ہے مگر حلق سے اترتے وقت خون کا مزہ محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا قضا لازم آئیگی اور اگر اتنا کم ہے کہ مزا نہ محسوس ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا **مسئلہ** اگر حلق کے اندر اڑتی ہوئی مکھی یا اور اسی قسم کا کوئی اڑنے والا کیڑا چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا **مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے پاخانہ کے مقام میں اور عورت اپنی شرمگاہ میں خشک انگلی داخل کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر انگلی تیل یا پانی سے تر ہوگی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اسی طرح اگر کسی کی مقعد نکل آتی ہے تو اگر بعد آب دست لینے کے پانی کی تری کے ساتھ داخل ہو گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا ان سب صورتوں میں قضا لازم آئیگی کفارہ نہیں **مسئلہ** اگر عورت نے اپنی شرمگاہ میں کوئی چیز رکھی اور اس کا دوسرا سرا باہر رہا یا کسی وجہ سے روئی یا کپڑا اندر رکھا اور اس میں کا بھی کچھ حصہ باہر رہا یا پھیل کر بیٹھ کر آبدست لیا اور پانی اندر چلا گیا یا اندر تیل ڈالا تو ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائیگا اور قضا لازم آئے گی لیکن اگر مرد اپنے عضو خاص کے سوراخ میں تیل یا پچکاری سے دوا ڈالے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا **مسئلہ** دریا میں نہانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر غوطہ لگانے سے منہ اور ناک میں پانی چلا جائے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئیگی **مسئلہ** اگر کوئی مرد کسی سوئی ہوئی عورت سے یا کسی بیدار عورت سے زبردستی بدفعلی کرے تو دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر مرد پر قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور عورت پر صرف قضا لازم آتی ہے۔ **مسئلہ** ناک میں بتی ڈالنے یا رکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر بتی سے کوئی دوا یا تیل یا پانی دماغ تک پہنچ گئے تو روزہ ٹوٹ جائیگا **مسئلہ** کسی نے سرخ یا اور کسی رنگ کا ڈورا منہ میں رکھا اور تھوک رنگین ہو گیا اور حلق سے اتر گیا یا پسینہ اور آنسو ناک سے اور ان کی نمکینی منہ میں معلوم ہوئی یا عورت کے لبوں کو چوسا یا حقنہ (یعنی عمل لیا) یا دماغ اور شکم کے زخم سے دوا پہنچائی جو جھلی تک پہنچ گئی دوا خشک ہو یا تر اور خواہ معلوم ہو کہ دوا دماغ یا شکم تک پہنچی جبکہ دوا تر ہو (خشک نہیں) یا کان میں تیل ڈالا یا ناک میں تیل ڈالا (پانی سے نہیں) یا ناک میں دوا چڑھائی ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائیگا اور قضا لازم آئے گی **مسئلہ** اگر عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا یا مرد نے عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا کہ جسم کی گرمی تک محسوس نہیں ہوتی مگر انزال ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر بحالت روزہ عورت و مرد نے برضا و رغبت دن میں ہمبستری کی تو دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ دونوں پر لازم ہو گیا البتہ بعد آفتاب غروب ہونے کے سحری تک ہمبستری جائز ہے اس میں کچھ گناہ بھی نہیں **مسئلہ** کسی روزہ دار کے منہ میں کسی نے زبردستی اور جبراً کوئی کھانے پینے والی چیز ڈال دی اور وہ چیز حلق سے اتر گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا لازم ہوگی **مسئلہ** عورت کو روزہ رکھنے کے بعد حیض یا نفاس آگیا تو روزہ ٹوٹ گیا بعد طہارت قضا روزے رکھے **مسئلہ** حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچے کی جان کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھے بلکہ جب یہ عذر رفع ہو جائے تو قضا رکھ لے **مسئلہ** شیخ فانی یعنی بہت بوڑھا شخص جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور نہ طاقت آنے کی آئندہ امید ہو لیا شخص ہر روزہ کے بدلے روزانہ دونوں وقت ایک محتاج کو پیٹ بھر کھانا بطور فدیہ کے کھلا دے یا کچا غلہ بقدر صدقۂ فطر (یعنی گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ستو اسی روپے کے وزن کے سیر سے پونے دو سیر اور جو یا جو کا آٹا یا ستو ساڑھے تین سیر یا یوں سمجھئے کہ گیہوں نصف صاع یعنی ۱۳۵ تولہ اور جو ۲۷۰ تولہ) روزانہ ہر روزہ کے بدلے دیدے بعض علماء کا قول ہے کہ مریض اور مسافر بھی بجائے قضا شدہ ہر ایک روزہ کے عوض مذکورہ بالا فدیہ دے سکتا ہے مگر جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قضا شدہ روزوں کے عوض روزہ ہی رکھنا چاہیے فدیہ دینے سے روزہ ادا نہیں ہوگا **مسئلہ** بغیر نیت کے اگر کوئی شخص روزہ رکھے تو اس کا روزہ ادا نہ ہوگا **مسئلہ** اگر کسی نے بھولے

سے کھا پی لیا اور سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا یا بغیر ارادہ کے قے ہوگئی اور خیال کیا کہ روزہ جاتا رہا اور دونوں صورتوں میں قصداً کچھ کھا پی لیا یا جماع کیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا لازم ہوئی کفارہ نہیں **مسئلہ** اور اگر کسی نے سر میں تیل لگایا یا فصد کھلوائی اور سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کچھ کھایا پیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہو گئے **مسئلہ** رمضان شریف میں خواہ کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تب بھی دن کو کھانا پینا منع اور ناجائز ہے بلکہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے **مسئلہ** اگر کسی نے ایک رمضان شریف کے مہینے میں دو تین روزے قصداً توڑ ڈالے تو صرف ایک کفارہ سے سب روزے ادا ہو جائینگے اور تین یا اس سے زیادہ رمضان کے مہینوں میں قصداً روزے توڑے تو ہر ایک ماہ رمضان کا الگ الگ کفارہ ادا کرنا پڑیگا مگر ایک رمضان کے مہینے میں جس قدر روزے بلا قصد ٹوٹ جائینگے اسی قدر قضا کے روزے رکھنے پڑیں گے **مسئلہ** فدیہ اور کفارہ کے بدلے نقد رقم بقدر قیمت غلہ دینا درست ہے **مسئلہ** اگر کسی شخص نے کسی شخص سے کہدیا کہ میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور اس نے ادا کر دیا تو کفارہ ادا ہو جائیگا مگر بغیر کہے ہوئے دیگا تو ادا نہیں ہوگا اور کفارہ کا غلہ اگر ایک ہی محتاج شخص کو دیا جائے گا تو ادا نہ ہوگا مختلف محتاجوں کو دینا چاہیئے **مسئلہ** بلا عذر شرعی رمضان شریف کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں بلکہ بڑا سخت گناہ ہے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ایک روزہ قضا کا رکھ لوں گا نہیں بلکہ حسب الارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس ایک روزے کے بدلے پورے ایک سال کے روزے رکھے جائیں تو بھی اس کا عوض پورا نہ ہوگا گویا اس قدر اس ایک روزہ کا ثواب ہے **مسئلہ** جب لڑکا یا لڑکی روزے رکھنے کے قابل ہو جائیں تو ان کو روزہ رکھنے کا حکم دینا چاہیئے اور جب دس برس کا سن ہو جائے تو مار کر رکھانا چاہیئے اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھکر کسی وجہ سے توڑ ڈالیں تو اس کی قضا اور کفارہ کچھ بھی نہیں لیکن اتنی عمر میں نماز قضا ہو لے پر قضا کی پڑھنی پڑے گی **مسئلہ** اگر کوئی بدبخت اور بے نصیب اپنی پست ہمتی اور شامت اعمال سے بلا عذر شرعی کے روزہ نہ رکھے تو وہ سب کے سامنے علانیہ اپنے مکان سے باہر کھانا، پانی، پان تمباکو حقہ، سگرٹ وغیرہ کھاتا پیتا نہ پھرے اور نہ اپنے آپ کو روزہ خور ظاہر ہونے دے بلکہ روزہ داروں کی صورت بنائے رہے ورنہ تین گناہوں کا مرتکب ہوگا اول ترک روزہ کا گناہ، دوم گناہ ظاہر کرنے کا گناہ سوم رمضان المبارک کی حرمت نہ رکھنے کا گناہ۔

بعض جاہل اور بیہودہ لوگ ایسے موقع پر جبکہ وہ روزہ دار نہیں ہوتے کہتے ہیں کہ جب اللہ سے چوری نہیں تو بندہ سے کیا چوری ان لوگوں کا یہ کہنا بالکل لغو اور وہ اپنے خیال کی بنا پر سراسر جھوٹے ہیں میں ایسے نادانوں سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر تم خدانخواستہ کہیں ڈاکہ مارو جس کو خدا تو جانتا ہی ہے یا تم کسی کو قتل کرو جو خدا سے تو کسی طرح پوشیدہ نہیں اور خدا کے سوا تمہارے ان دونوں فعلوں سے کوئی بھی واقف نہیں ہے ایسی صورت میں جبکہ تم قتل ڈاکہ زنی کی صورت سے بالکل بری ہو کسی شخص کو خواہ حاکم عدالت ہو یا کوئی اور ایرا غیرا ہو تو کیا تم اپنے اسی قول کے مطابق کہ جبکہ خدا سے نہیں چوری تو بندہ سے کیا چوری، اس شخص یا غیر یا حاکم کی عدالت کے سامنے جو تمہاری ہی طرح بندہ ہے اپنے جرموں کو ظاہر کر دوگے حاشا وکلا کبھی ظاہر نہ کروگے پھر روزہ خوری پوشیدہ رکھنے پر تم ایسا کیوں کہتے ہو جس طرح اپنے ان فعلوں کو پوشیدہ رکھا اسی طرح اپنا بے روزہ ہونا بھی پوشیدہ رکھو

نماز تراویح

برادران اسلام اس ماہ رمضان المبارک میں جہاں اور بہت سی خصوصیات ہیں وہاں ایک خصوصیت اس میں نماز تراویح کا پڑھنا بھی ہے یہ نماز سنت مؤکدہ ہے اور نماز عشاء کی چار رکعت فرض اور دو سنتوں کے بعد اور تین رکعت نماز وتر سے پہلے جماعت کے ساتھ یا تنہا بلا استثنا عورت و مرد مسافر و مقیم بیس رکعت چار چار رکعت یا دو دو رکعت کی نیت سے پڑھنی چاہیئے جماعت سے اور دو دو رکعت کی نیت سے پڑھنے میں ثواب زیادہ ملتا ہے ہر چار رکعت میں سلام پھیرنے کے بعد اسی طرح دو زانو اور مجبوراً پالتھی مار کے بیٹھے بیٹھے یہ تسبیح پڑھنا چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ یَا خَالِقَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا رَحِیْمُ یَا جَبَّارُ یَا خَالِقُ یَا بَارُّ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

مسئلہ تراویح میں ایک قرآن پاک سننا سنت اور زیادہ سننا مستحب ہے۔ اگرچہ بعض علماء کے نزدیک تراویح کی آٹھ ہی رکعتیں ہیں مگر صحیح بیس ہی رکعتیں ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ رمضان شریف میں تراویح کے بعد تین رکعت نماز وتر جماعت سے پڑھنا چاہیئے الگ پڑھنا بھی جائز ہے۔

اعتکاف

برادران ملت! اس ماہ مبارک کی ایک خصوصیت اعتکاف بھی ہے کچھ دیر تک خدا کی خوشنودی کے واسطے نیت کر کے مسجد میں بیٹھ رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں اس کی مدت کم سے کم ایک دن ہے اور یہ سنت علی الکفایہ ہے تمام موضع یا شہر اور قصبہ کے محلہ میں سے اگر ایک شخص نے بھی ادا کر دیا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا ورنہ سب کے سر پر ترک سنت کی برائی رہے گی۔

مسئلہ اعتکاف کرنے والے کے واسطے روزہ رکھنا ضروری ہے بغیر روزہ رکھے ہوئے اعتکاف درست نہیں **مسئلہ** روزہ دار کو چاہیئے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرے اور جتنے دن اعتکاف میں رہے خاموش اور بیکار نہ رہے بلکہ ہر وقت خدا کی عبادت میں لگا رہے، نوافل نماز قرآن شریف احادیث کلمہ طیبہ، درود شریف تسبیح و تہلیل اور دیگر ورد وظائف و ذکر و شغل میں مصروف و مشغول رہے اور بغیر ضرورت خاص جیسے پاخانہ و پیشاب و غسل و نماز جمعہ کی حاجت کے بغیر مسجد کے باہر جانا جائز نہیں اور جامع مسجد میں جمعہ کی فرض نماز کے بعد سنتیں پڑھنے تک ٹھیر سکتا ہے نوافل وہاں نہیں پڑھ سکتا۔ اور اگر کسی ضرورت خاص سے مسجد کے باہر نکلے تو خاموش ہے

البتہ چلتے ہوئے سلام علیک کا جواب دے سکتا ہے کیونکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور اسی طرح بغیر ٹھہرے رکے ہوئے چلتے چلتے بیمار پرسی بھی کرنا جائز ہے **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں کرے جس میں نماز جمعہ ہوتی ہو جیسے جامع مسجد و نیز ایسی مسجد کا ہونا تو لازمی ہے کہ اس میں پنجوقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو **مسئلہ** بحالت اعتکاف دن میں ہو یا رات میں عورت سے جماع کرنا جائز نہیں اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے **مسئلہ** عورتوں کو اپنے گھر کے اندر ہی ایک گوشے میں پردہ ڈال کر اعتکاف کرنا بہتر ہے ان کے واسطے مسجد میں اعتکاف جائز نہیں مگر اس میں بھی شوہر کی اجازت ضروری ہے بغیر اجازت کے جائز نہیں ہے بے شوہر والی عورت کو جائز ہے۔

شب قدر

برادران اسلام اس متبرک اور مقدس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صدقہ میں ہم مسلمانوں کو ایک ایسی رات عنایت فرمائی ہے جس کی فضیلت اور بزرگی قرآن پاک اور احادیث صحیحہ دونوں سے ثابت ہے اور اس رات کو شب قدر کہتے ہیں یہ رات رمضان شریف کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہے اگرچہ یہ صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کونسی رات ہے مگر اکثر بزرگان عظام و علمائے کرام رحمتہ اللہ علیہم رمضان شریف کی ۲۶ تاریخ دن گذرنے کے بعد والی رات کو جو ستائیسویں رات ہوتی ہے شب قدر فرماتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ستائیسویں رات کی حدیث میں بزرگی بیان فرمائی ہے از روئے قرآن شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس رات میں تمام رات جاگ کر خدا کی عبادت کرتا ہے نوافل و نماز پڑھتا ہے قرآن کی تلاوت درود شریف و دیگر ورد و وظائف میں مشغول رہتا ہے اس کو ہزار مہینوں کی راتوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ حتی الامکان اس مقدس رات میں جاگنے اور عبادت کرنے میں قصور نہ کریں۔

مسلمانوں کا بہترین تیوہار عید الفطر

برادران اسلام! جب رمضان المبارک کا پورا مہینہ گذر جاتا ہے اور ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو نیا چاند دیکھا جاتا ہے تو اس کے دوسرے دن ماہ شوال المکرم کی پہلی تاریخ ہوتی ہے اور ہم تمام مسلمان اس پہلی تاریخ کو اپنا بہترین تیوہار عید الفطر نہایت خوشی اور شادمانی سے مناتے ہیں یہ تیوہار ہم کو پورے مہینے کے فریضہ صوم کی پوری طور پر ادا کرنے کے صلہ میں بارگاہ خداوندی سے عطا ہوا ہے درحقیقت اس تیوہار کے مستحق وہی مسلمان ہیں جنہوں نے ایک مہینہ کامل محض اللہ کے واسطے بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کر کے اور بہت سے جائز کاموں کو اپنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے واسطے چھوڑ کر روزے رکھے اور دراصل انہیں کے واسطے یہ تیوہار اور یہ دن رحمت اور برکت ہے اور ان لوگوں کے واسطے جو روزہ خور ہیں یہ دن رحمت اور برکت نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اس کے مستحق ہیں یہ تیوہار ایسے لوگوں کے واسطے باعث صد حسرت اور ندامت ہے اگرچہ وہ بھی اچھے سے اچھے اور نفیس سے نفیس کپڑے بدل کر اور دیگر آرائش جسمانی کر کے روزہ داروں کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے دنیا والے جا سکتے

عزت کریں مگر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کی کچھ بھی عزت و توقیر نہیں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین توفیق عطا فرمائے اور آئندہ سال بشرط زندگی یہ بھی مستحق رحمت اور برکت بننے کی سعی بلیغ کریں آمین۔

برادران اسلام! مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جب روزہ داروں کا عید کا دن آتا ہے تو اللہ (فخر و مباہات کے ساتھ) ان کی تعریف اور بڑائی فرشتوں سے بیان فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو اس مزدور کا بدلہ کیا ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس پوری مزدوری دیجائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے وہ کام پورا کر دیا جو میں نے ان پر فرض کر دیا تھا (یعنی پورے مہینے رمضان کے روزے) پھر اب وہ میرے نام کی بڑائی کرتے ہوئے (یعنی تکبیر کہتے ہوئے) اور مجھی سے دعائیں (اور روزوں کی قبولیت کی) مانگتے ہوئے اپنے گھروں سے نماز کے واسطے نکلے ہیں سو قسم ہے مجکو اپنے عزت و جلال کی اور بخشش کی اور قسم ہے مجکو اپنی بزرگی اور اپنی عظمت کی اور اپنی عظمت و شان کی کہ میں ضرور ان کی دعائیں قبول کروں گا (پھر اللہ تعالیٰ اپنے روزہ دار بندوں سے) فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! (میں نے تمہارے روزہ رکھنے کے صلہ میں) تم کو بخش دیا تمہاری خطاؤں کو نیکیوں سے بدل دیا سبحان اللہ وبحمدہ

چند احکام ومسائل متعلق عید الفطر

برادران ملت! اہمیت ہلال یعنی چاند دیکھنے کے بارے میں شعبان المعظم میں عرض کر چکا ہوں اب ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اس وقت میں آپ کے سامنے عید الفطر کے متعلق چند احکام اور مسائل بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور قبل از وقت یہ مسائل و احکام اس وجہ سے عرض کئے دیتا ہوں کہ آپ ان کو یاد رکھیں اور وقت پر عمل کریں میں یہ جتنے مسائل یا احکام پیش کر رہا ہوں سب معتبر کتب فقہ سے ماخوذ ہیں کسی معمولی کتاب سے ایک مسئلہ بھی نہیں لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو عمل کی توفیق عطا فرماوے آمین۔

برادران اسلام! عید الفطر کے دن از روئے شریعت اسلام بارہ امور سنت ہیں یعنی اول بہت سویرے سو کر اٹھنا کہ فجر کی نماز قضا نہ ہو (۲) طاق عدد چھوہاروں سے یا قدرے شیرینی سے صبح کو روزہ افطار کرنا۔

بعض مسلمان بھائیوں کا یہ دستور ہے کہ عید کے دن صبح سویرے سو کر اٹھتے ہی حقہ بیڑی سگرٹ پینے لگتے ہیں اور پان تمباکو کھا لیتے ہیں یہ بات سنت کے سراسر خلاف ہے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پہلے ایک یا تین چھوہارے یا تھوڑی مٹھائی کھا لینے کے بعد حقہ پان وغیرہ کھائیں پئیں اور چھوہاروں اور مٹھائی کا انتظام رات ہی سے کر لیں اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

(۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) حسب حیثیت و استعداد عمدہ پاک و صاف کپڑے پہننا (۶) خوشبو یعنی عطر لگانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے عید الفطر کے دن غسل کیا وہ قیامت میں صور کی آواز کی دہشت سے امن میں ہو گیا اور دوسری جگہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے عید الفطر کے دن کپڑوں میں عطر لگایا اس کو دوزخ کی آگ نہ چھو سکے گی

(۷) اپنی آرائش اور زینت کرنا یعنی خط بنوانا ستھرا کر بالوں اور ڈاڑھی میں تیل ڈالنا کنگھی کرنا آنکھوں میں سرمہ لگانا (۸) نماز عید الفطر پڑھنے کے واسطے عیدگاہ یا جو جگہ نماز پڑھنے کے واسطے مقرر کی گئی ہو وہاں جانا (۹) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگو! قربانی کے جانور کو اپنا مرکب بناؤ اور صدقہ فطر کو اپنا توشہ بناؤ اور جنت کو آراستہ کرو صدقہ فطر دینے سے اور فرمایا کہ صدقہ فطر دینے والوں کے تمام روزے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور تمام گناہ بخش دیتا ہے اور مرنے کے بعد فرشتے ان کی قبر کی زیارت کو آتے ہیں اور قیامت کے دن براق پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوں گے اور ارشاد ہوا کہ جو شخص باوجود مقدور کے صدقہ فطر ادا نہیں کرتا اس کے روزے آسمان کے نیچے ہی رہ جاتے ہیں درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتے اور قیامت کے فقراء و مساکین ان کے دامنگیر ہوں گے اور وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اللہم احفظنا (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا بغیر معقول عذر کے شہر کی مسجدوں میں عیدین کی نماز پڑھنا جائز نہیں (۱۱) پیدل عیدگاہ کو جانا اور ایک راستے جانا اس کو تبدیل کر کے دوسرے راستے سے مکان واپس آنا (۱۲) عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں تکبیر پڑھنا یہاں تک کہ تکبیر عیدگاہ کے اندر ختم ہو تکبیر یہ ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ حضور پاک کا ارشاد ہے کہ اکرموا یوم الفطر واعتزلوا من المعاصی (یا) اکرام کرو یعنی عید الفطر کا اکرام کرو اور گناہوں اور نافرمانی سے بچتے رہو اس حدیث میں جو لفظ اکرموا ہے جس کے معنے اکرام کرو ہیں اس میں یہی مذکورہ بالا باتیں مراد ہیں۔

صدقہ فطر

مسئلہ برادران اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک آزاد مسلمان صاحب نصاب کو کہ جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی ہو یا اس میں سے کسی ایک چیز کی قیمت کے برابر نقد روپیہ ہو یعنی صاحب زکوٰۃ کو کہ جس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہو اپنی طرف سے اور اپنی بیوی بچوں کی طرف سے اگرچہ کوئی بچہ شیرخوار ہی کیوں نہ ہو اور ماں باپ کی طرف سے اگر اس کے تحت میں ہیں نیز لونڈیوں اور غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر دینا چاہیے اگر ماں باپ یا کوئی اولاد خود کمانے والے اور مالدار ہوں تو ان کی طرف سے صدقہ فطر دینا ضروری نہیں وہ خود ادا کریں مسئلہ صدقہ فطر عیدگاہ جانے سے پہلے ہی دیدینا چاہیے یا اگر عیدگاہ جانے سے پہلے نہیں دیا تو قبل نماز پڑھنے کے دیدے اور اگر کسی خاص مجبوری سے قبل نماز نہیں دے سکا تو بعد کو بھی دینا عذر کے ساتھ جائز ہے مسئلہ اگر کوئی شخص صاحب زکوٰۃ تو نہیں ہو مگر صدقہ فطر دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے مگر شریعت اسلام اس پر یہ بار نہیں ڈالتی مسئلہ صدقہ فطر میں گیہوں ہر ایک کی طرف سے نصف صاع شرعی یعنی ۱۳۵ تولہ جس کے ضمنی انگریزی روپے کے سیر سے ڈیڑھ سیر اور پونے دو سیر ہوتے ہیں دینا چاہیے اور اسی قدر گیہوں کا آٹا اور ستو بھی مگر جو یا چھوارا یا جو کا آٹا یا ان کا ستو یا کشمش وغیرہ گیہوں کے وزن سے دوگنے یعنی شرعی پورا ایک صاع یا ۲۷۰ تولے اور مذکورہ سیر سے ساڑھے تین سیر دینا چاہیئے

تنبیہ اکثر دیہاتوں اور قصبوں وغیرہ میں بعض جاہل اور اس مسئلہ کو نہ جاننے والے لوگ محض رواجاً اور رسماً تھوڑا سا غلہ کپڑے میں باندھ کر عیدگاہ لیجاتے ہیں اور قبل نماز تہجد یا بعد نماز کے غیر مستحق بیٹھے کٹے فقیروں کو دیدیتے ہیں یا عیدگاہ کے فرش پر ڈال کر چلے آتے ہیں جو حلقہ کا تکیہ دار سائیں سمیٹ کر لیجاتا ہے مگر اس طرح پر صدقہ فطر ادا نہیں ہوتا بلکہ بیکار جاتا ہے کیونکہ وہ غلہ مستحق محتاجوں کو نہیں ملتا جنکے کھانے سے صدقہ فطر کا ثواب نہ سہی تو معمولی صدقہ کا ہی ثواب ملتا پڑ جائے مقامی لوگوں کو چاہیے کہ ایسے نادان لوگوں کو صدقہ فطر کے مسائل سے آگاہ کریں اور اس کے ادا کرنے کی ترغیب دیں۔ **مسئلہ** صدقہ فطر لینے کے حقدار صرف غریب فقیر مسکین محتاج اور وہ یتیم اور بیوائیں ہیں جن کے کوئی وارث اور مددگار نہیں اور نہ کچھ ذریعہ معاش ہے مسجدوں مدرسوں اور کنوؤں وغیرہ کے کسی کام میں خرچ نہیں ہوسکتا بجائے غلہ کے اس کی قیمت بھی دینا درست ہے۔

نماز عید الفطر

برادران اسلام عیدین کی نماز کا وقت ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے دوپہر ہونے سے پہلے تک ہے اس عرصہ میں جس وقت چاہیں پڑھ لیں اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے امام اور مقتدی دو رکعت نماز واجب عید الفطر کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہیں پھر ہاتھ بدستور ناف کے نیچے باندھ کر سبحانک اللہم ولا الہ غیرک تک پڑھیں پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہیں پھر اس کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں باندھیں نہیں اسی طرح دو تکبیریں اور کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دوسری تکبیر میں چھوڑ دیں مگر تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں پھر مقتدی تو چپ چاپ کھڑے رہیں مگر امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ یعنی الحمد اور اس کے بعد قرآن شریف کی چند آیتیں یا ایک سورہ پڑھے پھر امام اور مقتدی اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں غرضکہ حسب معمول یہ پہلی رکعت ختم کریں پھر دوسری رکعت اسی طرح پڑھی جائے کہ مقتدی خاموش کھڑے ہوئے قرآن سنتے رہیں اور امام بسم اللہ کر کے وہی سورہ فاتحہ اور اس کے بعد چند آیتیں یا کوئی سورہ قرآن شریف کی پڑھے پھر امام اور مقتدی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں اسی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے تین تکبیریں کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں پھر اسی صورت سے کہ جب ہاتھ چھوٹے ہوئے تھے رکوع میں جائیں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں پھر حسب دستور یہ دوسری رکعت بھی سلام پھیر کر ختم کر دیں۔

جماعت کھڑی ہوجانے کے بعد شریک ہونیوالے مسبوق کیواسطے ترکیب نماز

برادران اسلام! اگر نماز عیدین پڑھنے کے واسطے جماعت کھڑی ہوجائے اور کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں آکر شریک ہوا جبکہ امام تین تکبیریں کہہ کر سورہ فاتحہ یا سورہ پڑھ رہا ہے تو اس شریک ہونے والے مقتدی کو جس کو مسبوق کہتے ہیں نیت کر کے بغیر سبحانک اللہم پڑھتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھاتا اور چھوڑتا ہوا بطور مذکورہ بالا تینوں تکبیریں کہکر قرات یعنی قرآن پاک امام سے سننا چاہیے پھر امام کے ساتھ اس کی اقتدا میں نماز ختم کرنا چاہیے اور اگر کوئی شخص ایسے وقت شریک ہوا کہ امام رکوع میں جاچکا ہے تو اگر شریک ہونے والے کو گمان

غالب ہے کہ نیت کے بعد تینوں تکبیریں کہکر رکوع میں شریک ہو سکیگا تو تکبیر کہکر رکوع کی تسبیح سبحان ربی العظیم پڑھے اور اگر رکوع کی تسبیح پڑھنے کا موقع نہ ہو تو وہ بھی چھوڑ دے کچھ حرج نہیں مگر تکبیریں نہ چھوڑیں۔

اور اگر پہلی رکعت پوری جاتی رہی تو حسب معمول جب امام دوسری رکعت پڑھکر پہلا سلام پھیرے تو یہ شریک ہونے والا شخص کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلے الحمد اور سورۃ پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہوا اور چھوڑتا ہوا تینوں تکبیریں کہے پھر ہاتھ چھوڑنے کے ساتھ رکوع کرکے دونو گھٹنوں پر ہاتھ رکھے پھر بدستور نماز کو ختم کردے یہ پہلی چھوٹی ہوئی رکعت دوسری رکعت کی طرح پڑھی جاتی ہے پہلی کی طرح نہیں پڑھی جاتی۔

اور اگر دونوں رکعتیں چھوٹ گئیں اور التحیات کی حالت میں یا یوں کہیئے کہ قبل سلام پھیرنے کے شریک ہوگیا تو نماز عید کی معمولی ترکیب کے ساتھ نماز پوری کرے یعنی پہلی رکعت میں الحمد اور سورۃ سے پہلے اور دوسری رکعت الحمد اور سورۃ کے بعد تکبیریں کہی جائیں اور کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور چھوڑے جائینگے جیسا کہ اوپر ترکیب نماز میں عرض کرچکا ہوں۔

اور اگر یہ نماز کسی ایک شخص کی بالکل جاتی رہے یعنی چھوٹ جائے تو بغیر جماعت کے نہیں ہو سکتی ہاں اگر اور چند آدمیوں کو بھی نماز نہیں ملی تو سب ملکر جماعت کے ساتھ پہلی جگہ نماز سے الگ پڑھ سکتے ہیں اور اگر نہیں پڑھی جا سکی تو اس نماز کی قضا نہیں ہے **مسئلہ** عیدگاہ کے اندر قبل نماز عید کے کوئی نفل نماز نہیں پڑھی جاسکتی البتہ فجر کی قضا نماز پڑھنا درست ہے **مسئلہ** بعذر شرعی و معقول (جیسے چاند کی خبر دوپہر کے بعد ملنے کی وجہ سے) اگر شوال کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کی نماز نہیں ہو سکی تو دوسرے دن پڑھنا جائز ہے اور عید الضحےٰ کی نماز بغیر عذر کے بھی بارہ تاریخ تک ہو سکتی ہے۔

خطبہ برادران اسلام! جمعہ کی نماز اور عیدین کی نماز کے واجب ہونے میں اس قدر فرق ہے کہ جمعہ کا خطبہ فرض ہے اور قبل نماز کے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کا خطبہ سنت ہے اور بعد نماز کے پڑھا جاتا ہے لیکن سننا خطبہ کا جس طرح جمعہ میں واجب ہے اسی طرح عیدین میں بھی واجب ہے مذکورہ فرق کے سوا واجبات جمعہ اور عیدین میں کوئی فرق اور نہیں ہے **مسئلہ** جب خطبہ ہونے لگے چاہے اول ہو یا ثانی بالکل خاموش ہو کر سننا چاہیئے کیونکہ خطبہ کا سننا واجب ہے اور بالکل خطبہ ہی کی طرف کان لگائے ہوئے متوجہ رہے غلطی بات چیت نہ کرے اور نہ دوسرے باتیں کرنے والے کو زور سے بول کر منع کرے البتہ اشارہ سے منع کرنے میں مضائقہ نہیں خطبہ پڑھنے والا اگر دور ہو اور اسکی آواز سنائی نہ دیتی ہو جب بھی خاموشی کے ساتھ کان لگائے رہے باتیں نہ کرے اور بغیر خطبہ سنے ہوئے عیدگاہ سے نہ جائے ورنہ واجب ترک ہونے کا گناہ ہوگا **مسئلہ** خطبہ پڑھنے والے کو چاہیئے کہ وہ ایسا خطبہ پڑھا کرے کہ جس میں احکام دین اور مسائل شرعیہ اور عیدین کے وقتی مسائل ہوں پہلے خطبہ اولی پڑھے پھر درمیان میں بیٹھ جائے اور بقدر تین آیات کے دم لیکر کھڑے ہو کر خطبہ ثانی پڑھکر دعا مانگے۔

شش عید کے روزے برادران اسلام! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے رمضان شریف کے پورے روزے رکھے اور اس کے بعد ماہ شوال کے چھ روزے (شش عید کے) رکھے گویا اس نے پورے ایک سال کے روزے رکھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنی جو ایک نیکی کرے گا اس کو دس گنا بدلہ ملیگا چونکہ عربی سال تین سو ساٹھ دن کا مانا گیا ہے لہذا رمضان کے ۳۰ روزوں کو ۱۰ سے ضرب دینے سے ۳۰۰ ہوتے ہیں اور شش عید کے چھ روزوں کو ضرب دینے سے ۶۰ ہوتے ہیں پس حساب سے تین سو ساٹھ (یعنی پورے سال کے) روزوں کا ثواب ہوگیا چونکہ عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے لہذا شش عید کے روزے شوال کی دوسری تاریخ سے رکھنا شروع کرنا چاہیئے خواہ لگاتار سلسلہ وار رکھے یا ایک ایک دو دو کرکے شوال کے پورے مہینے میں رکھے ہر طرح درست ہے مگر دوسری تاریخ کو شروع ضرور کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے رمضان کے پورے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوا۔

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے وہ بدرواج مسلمانوں کا افلاس بڑھا رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کر چکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر مولوی احمد سعید نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی سلیس اردو اور بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات

قیمت دس آنے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

زکوٰۃ

یعنی شاہی دربار میں نذرانہ

(از جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب مہاجر کابلی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد۔ ہرچند کہ زکوٰۃ پنج بنائے اسلام میں داخل ہے اور نہایت ضروری رکن اسلام ہے اور جہاں پر قرآن مجید نے نماز کا حکم فرمایا وہیں پر زکوٰۃ کو بھی ساتھ ہی ساتھ شامل کیا قرآن مجید میں بہت کم ایسے مواقع ملیں گے جہاں کہ نماز کی فرائش ہو اور زکوٰۃ کی نہ ہو اور ایسے مواقع بھی یقیناً ہیں کہ جہاں صرف زکوٰۃ کا تذکرہ ہے اور نماز کا نہیں غرضکہ دونوں حکم نہایت موکد اور ضروری ہیں مگر چونکہ نماز میں بظاہر کچھ خرچ نہیں ہوتا اس لئے اس میں اتنی پس وپیش نہیں کی جاتی مگر زکوٰۃ چونکہ خرچ کرنے کا نام ہے اور طبیعت کو خرچ کرنا گوارا نہیں اس لئے اس کے ادا کرنے میں تامل کرتے ہیں اور محض بے فائدہ تاوان جرمانہ سمجھ کر اس سے گھبراتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کو اس کی خوبیاں اور فوائد معلوم نہیں اور اگر معلوم ہو جاویں تو پھر ممکن ہے کہ تامل اور تردد باقی نہ رہے اس کے متعلق پہلے اس سے کہ کچھ فوائد گن کر بتائے جائیں اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ فریضۂ زکوٰۃ منجملہ ان احکام کے ہے جن کو حکیم مطلق نے مقرر فرمایا ہے تو انسان کو چاہیئے کہ اس کے متعلق یہی خیال رکھے کہ اس میں ضرور بیشمار خوبیاں اور فائدے ہوں گے کیونکہ حق تعالیٰ کا کوئی کام اور کوئی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم ایک ہوشیار انسان کے کام کو بیفائدہ اور عبث ماننے کے لئے تیار نہیں تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم جس ہستی کو تمام عالم کا معبود قرار دیتے ہیں اور مستحق پرستش سمجھتے ہیں اس کا کوئی حکم عبث اور بیفائدہ ہو ہرگز نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ انسانی سمجھ سے وہ مصلحت اور خوبی بالاتر ہو اور ہم باوجود کوشش کے اسکی مصلحت کو دریافت نہ کر سکتے ہوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس میں کوئی مصلحت اور خوبی نہ ہو۔

اب اصل مقصد پر آتا ہوں اس کی تمام خوبیاں اور فائدے تو مشکل ہے کہ بیان ہوں ہاں جس قدر علماء کے بیان سے احقر نے اخذ کئے ہیں وہ ناظرین کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اس فریضہ میں انسانی سمجھ کے مطابق دو قسم کی خوبیاں اور فائدے ہیں۔ اول قسم کے وہ فائدے جو دینے والے کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں دوسری قسم کے وہ فائدے جو شہر اور ملک کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اول قسم کے فوائد ان نمبروں سے آپ کو واضح ہوں گے۔

(۱) یہ بالکل مسلم ہے کہ انسانی طبیعت اول درجہ کی لالچی اور بخیل واقع ہوئی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بخل اور لالچ نہایت بری اور قبیح خصلت ہے جس طرح بزدلی اور نامردی کو شجاعت کے مقابلہ میں ایک بری اور قبیح خصلت سمجھتے ہیں اسی طرح بخل کو سخاوت کے مقابلہ میں قبیح سمجھنا لازمی ہے اب جو طریقہ بھی اس بری خصلت سے ہم کو نجات دے وہ بیشک مفید اور نافع سمجھا جائیگا اور وہ طریقہ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ طبیعت کو دینے کی عادت ڈالی جائے اور اس پر لازم کیا جائے کہ اپنی خواہش کے خلاف وقتاً فوقتاً کچھ حصہ مال کا اپنے سے جدا کرتا رہے اور اس صورت سے بخل کی شدت اور تیزی کو مٹایا جائے۔ طبیبوں کے یہاں علاج بالضد مثل کی طرح مشہور ہے یعنی گرمی کا علاج سرد دوا سے کیا جاتا ہے اور سردی کا علاج گرم دوا سے۔

اسی طرح یہاں پر بھی دینے کی عادت سے بخل کو زائل کیا جاتا ہے تاکہ یہ رذیل خصلت زائل ہو اور بجائے اس کے ایک شریف خصلت یعنی سخاوت جاگزیں ہو اور نفس کو تہذیب و ادب ہو اور داد و دہش کا طریقہ آجائے۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ انسان کا دل ایک محدود پیالہ ہے جبکہ یہ ایک خاص قسم کی شراب سے بھرا ہوا ہو اس میں دوسری قسم کی گنجائش نہیں ہوتی اور جبکہ اس میں ایک چیز کی محبت کامل درجہ کی ہوتی ہے تو اس میں دوسری چیز کی کامل محبت نہیں سما سکتی اب انسان باوجودیکہ فطری حریص ہے مال کے ساتھ ایسا تعلق قائم رکھیگا کہ کسی وقت اس میں سے کچھ حصہ بلاعوض خرچ نہ کرے تو یقیناً اس مال کے ساتھ کامل درجہ کی محبت پیدا ہو گی کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ محبوب کے ساتھ زیادہ اختلاط کرنا زیادتی کا سبب ہوا کرتا ہے اور اس محبت کے ہوتے ہوئے دوسری محبت نہیں آسکتی اور انسانی کمال تو یہ ہے کہ اس کا دل صرف اللہ کی محبت سے بھرا ہوا ہو اور ہر وقت اسی کی طرف متوجہ ہو اور بس، تو غیروں کی محبت کو چھڑانے کی خاطر ضروری ہوا کہ فریضۂ زکوٰۃ کو مقرر کیا جائے تاکہ انسان خسیس محبت کو چھوڑ کر نفیس محبت کو اختیار کرے اور دنیا کو لات مار کر مولا کی طرف متوجہ ہو اور موت اس کے لئے سبب وصال محبوب ہو، نہ کہ سبب جدائی محبوب۔ کیونکہ موت کے وقت مال سے جدا ہونا لازمی ہے۔ تو اگر یہی محبوب ٹھیرا تو ضروری ہے کہ جدائی کے وقت طبیعت پر خاصہ صدمہ پڑے گا، اور شدید تکلیف محسوس ہو گی اور اگر خدا محبوب ٹھیرا تو پھر موت وصال کی خوشخبری ہے اور جس سے تعلق تھا اس سے جا ملا۔ اب بجز عیش و آرام اور کچھ نظر نہیں آتا۔

ہر حیوان کے اندر یہ ایک کمال کی بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ اپنی نوع پر رحم کھاوے اور اسکے ساتھ احسان اور لطف سے پیش آوے اور اگر یہ بات اس میں نہ ہو تو یہ ایک قسم کا قصور سمجھا جاتا ہے تو اگر انسان میں جو اشرف المخلوقات ہے یہ بات نہ ہو تو سمجھ لیجئے کہ اس میں کامل درجہ کا قصور ہے اور وہ کبھی کسی کے ساتھ حسن معاملہ حسن اخلاق سے پیش نہیں آسکتا، تو اس قصور کے دور کرنے کے لئے زکوٰۃ (جو کہ درحقیقت اپنے بنی نوع کے ساتھ بہتر سلوک کرنا ہے) کو مقرر کیا گیا تاکہ نفس کو حسن معاملہ کا سلیقہ آجائے اور باہمی اخوت کے حقوق ادا کرنا سیکھے۔

اور دوسری قسم کے فائدے آپ کو ذیل کے نمبروں سے معلوم ہوں گے:۔

(۱) یہ ضروری امر ہے کہ ہر شہر اور ملک میں ضعیف و نادار اور محتاج ہوا کرتے ہیں اور یہ ناداری ایک ایسی حالت ہے کہ اگر آج ایک پر ہے تو کل دوسرے پر اور ہر وقت اس حالت کا پیدا ہونا ہر انسان پر ممکن ہے کیونکہ غنا اور فقر کا اختیار تو دوسرے کے ہاتھ میں ہے تو نہ معلوم آج جو کچھ اس کا ارادہ ہے کل کو وہ قائم

رہتا ہے یا نہیں کیا آپ کو تاریخ سے نہیں معلوم کہ بہت سے سلطنت والوں کو حق تعالے نے منٹوں میں فقیر بنا دیا ہے اور بہت سے ناداروں کو بادشاہت پر پہنچا دیا ہے اگر دور کی یاد نہیں تو شاہ امان اللہ اور بچۂ سقہ کا واقعہ تو قریب ہی گزرا ہے تو اگر باہم غمخواری اور سلوک کا طریقہ (یعنی زکوٰۃ) مقرر نہ کیا جائے تو یقیناً بہت سے مساکین بھوک کے مارے مرجائیں گے بلکہ امیروں کے بھی مرنے کا اندیشہ ہے کیونکہ امیری گھر نہیں اور اسی ہمدردی کی طرف حضور نے اپنے اس فرمان میں اشارہ فرمایا ہے جبکہ ایک صحابی کو حاکم بنا کر بھیج رہے تھے فی ھم

بصدقة توخذ من اغنیاء ھم وترد علی فقرا ئھم

(حکم دو ان کو ایسی خیرات کا کہ وصول کیا جاوے ان کے اغنیاء سے اور تقسیم کیا جاوے ان کے فقراء پر)

(۲) یہ بھی ایک ضروری امر ہے کہ ہر شہر اور ملک کا نظام جب قائم رہ سکتا ہے کہ اس شہر اور اس ملک کے لئے ایسی محافظ جماعت ہو کہ اس کو چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے اور نیز اس کے لئے ایسے حکمران ، بر جماعت کی ضرورت ہے کہ جن کے حسن تدبیر سے امن وامان قائم رہے اور ہر شخص آرام کی زندگی بسر کر سکے اور ضروری ہے کہ ان دونوں جماعتوں کی زندگی اسی حفاظت اور تدبیر میں صرف ہوگی اور وہ اس کے ساتھ کسی دوسرے سلسلے کو جس سے وہ اپنے مصارف کے لئے آمدنی حاصل کریں جاری نہیں رکھ سکیں گے تو چونکہ یہ لوگ شہر اور ملک والوں کے فائدے کے لئے ساری عمر صرف کر رہے ہیں اس لئے عام شہر والوں سے کوئی ایسا مال جمع کرنا ضروری ہے کہ جس سے ان دونوں جماعتوں کے مصارف پورے کئے جائیں تاکہ ان لوگوں کو خاطر جمعی کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے اور ہر طرح سے ملک کی حفاظت اور حسن نظام میں دن رات کوشش کریں اس ضرورت کو رفع کرنے کے واسطے بھی شریعت اسلامیہ نے یہی زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے

اب صرف شرعی حیثیت سے جو زکوٰۃ کے فوائد اور نہ دینے کی صورت میں اضرار ہو سکتا ہے ان کو ملاحظہ فرمائیے جنکی اطلاع ہم کو نبی کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اور ہم خود اپنی سمجھ سے دریافت نہیں کر سکتے اور ان کی حقیقت کا ادراک عام عقول کے احاطہ سے کہیں بالا تر ہے وہ سب کلمات جن میں ان فوائد و اضرار کا ذکر ہے یہاں پر جمع نہیں کئے جا سکتے مگر ان میں سے صرف دو چار کو لکھکر تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۱) السخی قریب من اللہ قریب من الجنۃ قریب من الناس و بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار	سخی قریب ہے اللہ کے قریب ہے جنت کے قریب ہے لوگوں کے دور ہے آگ سے بخیل دور ہے اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے قریب ہے آگ کے۔

اس حدیث میں سخی سے مراد زکوٰۃ دینے والا ہے اور بخیل سے مراد مانع زکوٰۃ ہے اور ایسا اطلاق شریعت میں کئی جگہ ہوا ہے۔ واللہ اعلم

(۲) عن ابن عمر قال سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کان یومن باللہ ورسولہ فلیود زکوٰۃ مالہ ومن کان یومن باللہ ورسولہ فلیقل حقا او لیصمت ومن کان یومن باللہ ورسولہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ۔	ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی ایمان لاتا ہو اللہ اور رسول پر تو ضرور ہے کہ اپنے مال سے زکوٰۃ دے اور جو کوئی ایمان لایا ہو اللہ اور اس کے رسولؐ پر تو ضرور ہے کہ حق کہے یا چپ رہے اور جو کوئی ایمان لاتا ہو اللہ اور رسول اور پچھلے دن پر تو ضرور ہے کہ عزت دے اپنے مہمان کو۔

(۳) علقمہ سے روایت ہے کہ ہم آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپنے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اسلام کا پورا ہونا اس پر ہے کہ تم ادا کرو اپنے مال سے زکوٰۃ۔

ان ارشادات پر غور کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور نے کہیں تو ادائے زکوٰۃ کو باعث رضائے الٰہی ٹھیرایا اور کہیں پر منع زکوٰۃ کو باعث غضب الٰہی ٹھیرایا اور کہیں پر ادائے زکوٰۃ کو تتمۂ اسلام ٹھیرایا اور کہیں پر زکوٰۃ کو ایمان کی ضروریات میں ٹھیرایا اور شاید اسی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کا ارادہ کیا اور فرمایا قسم ہے خدا کی اگر ایک رسی بھی زکوٰۃ میں روکیں گے تو ان کے ساتھ لڑوں گا!

اور کہیں پر اس کو ان چیزوں میں شمار کیا جن پر ہمارے لئے حضور جنت کے ذمہ دار ہیں

حاصل یہ ہوا کہ عقل اور نقل دونوں کا مقتضے یہ ہے کہ زکوٰۃ نہایت اہم اور ضروری چیز ہے چاہیئے کہ وسعت والے اس کو بطیب خاطر شاہی دربار میں نذرانہ سمجھکر پیش کردیا کریں۔

کتاب المرقوم یعنی شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کام طریقت جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور غرب سے شرق تک شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے اور ہر شخص نے اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل سے جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوایا ہے جو اس سے پہلے آجتک کسی نے اختیار نہیں کیا ہر شعر جلی قلم سے بعض بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا گیا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی گئی ہے ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب بتلائی گئی ہے، ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالے دئیے گئے ہیں ضخامت بڑی تقطیع ۵۰۰ صفحات

قیمت مجلد ۱۲؎ علاوہ محصول ڈاک

پتہ :- حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تیس ہزار راتوں سے بہتر رات

(از جناب مولوی شیخ ریاست علی صاحب قدوانی قادری خیر آبادی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد الرسول امین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المبین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (پارہ ۳۰ سورہ قدر)

برادران اسلام! یہ تو رمضان شریف کا پورا مہینہ بابرکت اور نیکی کے بدلے میں بہتر سے بہتر اور زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب ہے اور روزہ دار لوگ اس متبرک ماہ میں جسقدر اچھے اور نیک کام کرتے ہیں ان سب کا بہت ثواب ملتا ہے لیکن ان باتوں کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری گنہگار امت پر اس سے بھی زیادہ انعام خداوندی یہ ہے کہ اس مبارک مہینہ میں ان کے واسطے ایک ایسی بزرگ و باعظمت رات بھی مخصوص فرمائی ہے جس کو لیلۃ القدر یا عام طور پر شب قدر کہتے ہیں اور اس بہترین رات میں جو مسلمان محض اللہ واسطے بامید اجر و ثواب سچے دل سے خدا کی عبادت کرتا ہے خواہ وہ عبادت نوافل نماز کی صورت میں ہو یا ذکر و شغل ورد وظائف کثیر ورود و تلاوت قرآن پاک کے طور پر ہو اس شخص کو اللہ پاک ایک ہزار مہینوں کی راتوں کی عبادت کی برابر ثواب عطا فرماتا ہے گویا اس شخص کو تیس ہزار راتوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے کیونکہ ایک ہزار مہینوں کی تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں۔

اس سے پہلے جو میں نے ایک پوری سورۃ قرآن پاک کی تلاوت کی ہے یہ قرآن پاک کے تیسویں پارہ عم میں ثلث پر ہے اور اس کا نام سورۃ قدر ہے اس سورۃ میں اللہ پاک نے اسی شب قدر کی بزرگی و عظمت کو ظاہر فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر یعنی اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ ہم نے قرآن پاک کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان پر، شب قدر میں نازل کیا وما ادرٰک ما لیلۃ القدر اور (لوگو) تم جانتے بھی ہو کہ (بہ لحاظ شان و عظمت) شب قدر کا کیا (مرتبہ) ہے لیلۃ القدر خیر من الف شہر (جانو اور آگاہ ہو) کہ شب قدر (مرتبہ اور بزرگی کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی جو شخص اس شب میں تمام شب جاگ کر عبادت کرے گا اس کو ہم ہزار مہینوں کی راتوں کی عبادت کا ثواب عطا فرماویں گے اور اس کے علاوہ بزرگی کا ایک یہ بھی سبب ہے کہ) تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر (اس شب میں گا گن فرشتے اور روح یعنی جبریل امین اپنے پروردگار کے حکم سے (دین و دنیا کے) ہر ایک کام کے (سرانجام دینے کے واسطے دنیا میں) اترتے ہیں سلٰم ہی حتیٰ مطلع الفجر (یہ رات (غروب آفتاب سے لیکر) طلوع فجر تک (سراسر امن اور سلامتی کی رات) ہے۔

برادران اسلام! یہ ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب تک کسی خاص بات کی شق نہیں معلوم ہوتی اس وقت تک اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا اور اس پر یقین کرنا مشکل ہوتا ہے اور اس کا مطلب حل نہیں ہوتا بالکل اسی طرح جب تک کسی آیت یا سورۃ قرآن پاک کے نازل ہونے یا اترنے کا شان نزول نہیں بتلایا جاتا اس وقت تک اس آیت یا سورۃ کا پورا مطلب سمجھ میں نہیں آتا اور جب شان نزول یعنی اس آیت یا سورۃ کے اترنے کی وجہ معلوم ہو جاتی ہے تو اس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہتا ہے اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ لگے ہاتھوں اس سورۃ قدر کے نازل ہونے کا سبب بھی بیان کر دوں تاکہ آپ جلد سمجھ لیں کہ اس وجہ سے یہ سورۃ نازل ہوئی اور ان اسباب کی بنا پر اللہ پاک نے اس شب قدر کی بزرگی رکھی ہے۔

چنانچہ اس سورۃ پاک کے نزول کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک بار چند اصحاب رضی اللہ عنہم نے اہل کتاب یعنی (یہود و نصاریٰ) کی کتابوں میں لکھا دیکھا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص شمعون نامی تھا جس نے بڑی لمبی عمر پائی تھی یہ بڑا ہی عابد و زاہد تھا ایک مرتبہ اس نے اللہ پاک کی اس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھا کرتا تھا اور روزانہ رات رات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا کبھی پلک سے پلک نہ لگاتا تھا چنانچہ ایک دفعہ ایک صحابی نے بہت ہی جرأت کر کے اشک ریزاں یہ واقعہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت میں عرض کیا اور اپنی کمی عمر اور عمل پر بہت رنجیدہ ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کیفیت معلوم ہوئی تو آپ نے بہت افسوس کیا اور رنج کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک سے بھی ظاہر ہونے لگے کہ میری امت کے لوگوں کی عمریں بہت کم ہوتی ہیں یہ تھوڑی سی عمر میں ان لوگوں کی سی عبادت کیونکر کر سکتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بعض انبیاء سابقین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے سلسلہ وار اسی سال تک خدا کی عبادت کی اور ایک لمحہ بھی اس عرصہ میں خدا کی نافرمانی اور عبادت سے غفلت نہیں کی اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو سخت تعجب ہوا اسی وقت جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سورۃ پاک کو لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک آپ پر سلام کے فرماتا ہے کہ اے پیارے حبیب امت والے ان لوگوں کی اگلی اسی برس کی عبادت کرنے پر تعجب کیا حالانکہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور جو ان کی درازی عمر اور زیادتی عبادت پر آپ اور آپ کے امتی رنجیدہ ہوئے تو یہ رنج و غم ہم کو بہت پسند آیا لہٰذا اس کے عوض میں ہم آپ اور آپ کی امت کو ایک ایسی رات دیتے ہیں جس میں عبادت کرنے میں ایک ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب دیں گے پھر جبرئیل علیہ السلام نے اس سورۃ پاک کو پڑھا اور کہا کہ یہ اس سے زیادہ بزرگی ہے جسکو سنکر لوگ تعجب کرتے ہیں اور رنجیدہ

برادران اسلام! اس بیان سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ شب قدر کس قدر نفیس ہے اس کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ من کان لیلۃ

القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر۔
یعنی جس نے شب قدر میں ایمان اور اعتقاد کے ساتھ عبادت کی اور اس کو ثواب سمجھا تو اس کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو گئے اور فرمایا کہ ان اللہ زین اللیالی بلیلۃ القدر یعنی تحقیق اللہ تعالے نے تمام راتوں کو شب قدر سے زینت بخشی اور فرمایا کہ افضل اللیالی لیلۃ القدر یعنی تمام راتوں سے بہتر رات شب قدر ہے اور فرمایا کہ عبادت الٰہی کے واسطے اور سب سے زیادہ خوفناک قبر کی رات ہے پس اس کے واسطے خوشی ہے جو اس مبارک اور مقدس رات میں جاگ کر عبادت خدا میں مشغول رہے تاکہ قبر کی ڈراؤنی رات میں کام آوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنی قبر میں روشنی چاہے وہ شب قدر کی تاریکی میں خدا کی عبادت کرے۔

برادران اسلام! اس میں کچھ شک نہیں کہ شب قدر بہت ہی بزرگ اور باعظمت رات ہے اس کی بزرگی کے متعلق بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام معہ گروہ فرشتگان مقرب زمین پر اترتے ہیں وہ فرشتے اس بندے پر جو اس رات میں اللہ کے ذکر میں کھڑا ہوا یا بیٹھا ہوا مشغول ہوتا ہے سلام بھیجتے اور اس کے واسطے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو صبح تک عبادت میں مصروف رہے گا وہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت ماہ رمضان کی تمام راتوں کے قیام کے اس پر حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ ابا جان کمزور مرد اور عورتیں جو ساری رات قیام پر قادر نہ ہوں وہ کیا کریں آپ نے ارشاد فرمایا وہ لوگ اس رات میں اپنے بستر نہ بچھائیں اور تکیہ نہ لگائیں اور اس رات میں کسی ایک گھڑی میں خدا کی یاد کے واسطے بیٹھ جائیں اور اللہ پاک سے دعا مانگیں یہ بھی میرے نزدیک ماہ رمضان کی تمام راتوں کے قیام سے بہتر ہے۔

اور حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے شب قدر کو زندہ رکھا اور اس میں صرف دو رکعتیں ہی نماز نفل پڑھی اور اپنے گناہوں سے خدا کی درگاہ میں استغفار کیا اللہ اس پر مغفرت کرتا ہے اور وہ اللہ کے دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام اس سے اپنے بازو مس کرتے ہیں اور جسکو جبرئیل علیہ السلام نے مس کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔
ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر میں شب قدر کو پا جاؤں تو اللہ پاک سے کیا دعا مانگوں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہو کہ اللہ تعالے تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو دوست رکھتا ہے پس تو مجھکو معاف کر۔

غرضکہ برادران اسلام! شب قدر ایسی بزرگ و برتر رات ہے کہ اس میں جس قدر عبادت کی جاتی ہے اس کا ثواب بھی مثل بزرگ رات کے بزرگ ملتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی ہر شخص کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اس باعظمت رات میں نیکو کار عبادت کا ثواب بہت ملتا ہے اسی طرح اس شب میں برے اعمال کرنے والے سے بہت ہی سخت باز پرس ہوگی۔ اللھم احفظنا منھم۔
برادران ملت! باوجود اس شرف و بزرگی کے اور باوجود ایسی متبرک اور

مقدس رات ہونے کے کہ جس کی برکت اور تقدس پر قرآن شاہد ہے اور جو محض امت محمدی کو ان کی عبادات اور نیکیوں کے درجات اور اجر و ثواب زیادہ کرنے کو یہ رات بارگاہ خداوندی سے عطا ہوئی ہے مگر پھر بھی اس کا کوئی خاص وقت اور تاریخ مقرر اور معین نہیں ہے البتہ۔ . . . اس میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی شب قدر رمضان شریف کے مہینے میں ایک رات ہے جس کی دو صاف دلیلیں یہ ہیں کہ اول اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے نزول کی ابتدا رمضان شریف ہی میں کی ہے جیسا کہ آگاہ کیا ہم کو اللہ پاک نے اپنے قرآن پاک ہی کے ذریعہ سے کہ شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ یعنی رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ دوسرے حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک ایسے مہینے (رمضان نے) اپنا سایہ ڈالا ہے کہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس کی خیر و برکتوں سے محروم رہا یعنی اس کو عبادت کی توفیق نہ ہوئی وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور اس سے بجز ان لوگوں کے جو بدقسمت اور بدنصیب ہیں اور کوئی محروم نہیں رہتا

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخر عشرہ رمضان (یعنی رمضان کے آخری دنوں) میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس رات میں نیک اعمال مثل عبادت وغیرہ کرنا ان ہزار مہینوں سے افضل ہے جس میں شب قدر نہو جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم رہا۔

ان دلیلوں سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ شب قدر ماہ رمضان المبارک میں ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شب قدر ماہ رمضان شریف کے آخری عشرہ یعنی دس دنوں میں کوئی رات ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی رات معین نہیں فرمائی البتہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ضرور فرمایا ہے کہ جو شخص ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو صبح تک عبادت کرتا ہے وہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت رمضان کی تمام راتوں کے قیام سے۔ یہ حدیث میں اس سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔

اسی حدیث کی بنا پر بعض علماء کرام نے شب قدر کو ستائیسویں شب ماہ رمضان المبارک میں تسلیم کیا ہے اس کے سوا ایک یہ دلیل بھی پیش کی جاتی ہے کہ چونکہ لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور یہ لفظ پوری سورہ قدر میں تین مرتبہ آیا ہے اور نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس ہوتے ہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہے یعنی ۲۶ تاریخ دن گذرنے کے بعد جو رات آوے وہ ستائیسویں شب ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ شب قدر رمضان میں ہے مگر ہر سال تاریخ و رات بدلتی رہتی ہے اور حضرت امام ابو یوسف و امام محمد رحمتہ اللہ علیہم کے نزدیک شب قدر کی تاریخ معین ہے۔

حضرت خواجہ ابو الحسنات خرقانی رحمتہ اللہ علیہ ان تمام خیالات سے الگ ہو کر اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر غرہ رمضان یعنی رمضان شریف کی پہلی تاریخ شنبہ (سنیچر) کو ہوگی تو شب قدر تیئیسویں رمضان کو ہوگی اور اگر یکم رمضان یکشنبہ اتوار کو ہوگی تو شب قدر انتیسویں شب کو اور اگر پہلی رمضان کی دوشنبہ (سوموار) پیر کو ہوگی تو شب قدر اکیسویں شب کو اور اگر یکم رمضان سہ شنبہ (منگل) کو ہوگی تو شب قدر ستائیسویں شب کو اور اگر یکم رمضان چہار شنبہ (بدھ) کو ہوگی تو شب قدر انیسویں شب کو

اور اگر پہلی رمضان کی پنجشنبہ (جمعرات) کو ہوگی تو شب قدر چھبیسویں شب کو اور اگر پہلی رمضان کی جمعہ کو ہوگی تو شب قدر ستر ہویں شب کو ہوگی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب سے میں نے اس حساب کو سمجھا ہے کبھی مجھ سے شب قدر فوت نہیں ہوئی اور میں ہمیشہ شب قدر سے فیضیاب ہوتا رہا۔

برادران اسلام! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ اس سورہ قدر میں تیس کلمے ہیں اور اس میں جو کلمہ ھِیَ ہے وہ ستائیسواں کلمہ ہے جس کا مرجع شب قدر ہے یعنی شب قدر رمضان کی ستائیسویں ہی شب کو ہوتی ہے۔

غرض یہ کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کا ہمیشہ کے واسطے کسی رات کا تعین نہیں فرمایا اور جہاں کہیں خصوصیت پائی جاتی ہو وہ خصوصیت اسی سال کے واسطے سمجھنا چاہیئے اور چونکہ عام روایتوں میں یہی ثابت ہے کہ شب قدر آخر عشرہ رمضان کی طاق راتوں میں ہے اس لئے آخر عشرہ میں جو مغفرت عصیان کے واسطے مخصوص ہے ہر رات کو عبادت کرنا چاہیئے اور وہ راتیں یہ ہیں ۲۰ تاریخ دن گذرنے کے بعد والی رات ۲۲ تاریخ دن گذرنے کے بعد والی رات ۲۴ تاریخ دن گذرنے کے بعد والی رات ۲۶ تاریخ دن گذرنے کے بعد والی رات اور ۲۸ تاریخ دن گذر جانے کے بعد والی رات یہ تمام راتیں آخر عشرہ رمضان کی طاق راتیں ہونگی اور کسی شب کو مخصوص کر کے عبادت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے

برادران اسلام! اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس بنا پر شب قدر کی کوئی خاص شب مقرر نہیں فرمائی وہ تو وہی جانیں کہ اس کو پوشیدہ رکھنے میں کیا راز ہے البتہ جو کچھ بزرگان عظام اور علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے خیال کے مطابق بیان کیا ہے اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ شب قدر کی تلاش کرنے والے اور اس کی جستجو میں ہمیشہ سر کھپانے والے مسلمان عبادت سے غافل نہ ہو جائیں اور اس رات بابرکت کی تلاش میں ہر رات میں عبادت کریں اور مغفرت مانگیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شب قدر کے پوشیدہ ہونے کے متعلق اپنے خیال کو یوں ظاہر فرمایا ہے کہ جس طرح جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت کو اور پانچوں نمازوں میں نماز وسطےٰ کو اور اپنے اسمائے حسنیٰ میں اسم اعظم کو خدا نے پوشیدہ رکھا ہے اسی طرح شب قدر کو بھی مخفی رکھا ہے اور اس میں بھی حکمت یہ تھی کہ اگر شب قدر عام لوگوں کو معلوم ہو جاتی تو جو لوگ ہوا پرست اور نفس امارہ میں گرفتار ہیں وہ باوجود اطلاع کے بھی اس رات کو عیش و عشرت عصیان و نافرمانی کے کاموں میں گذار دیتے اور ان پر ہزار مہینوں کے برابر گناہوں کا عذاب ہوتا اور بعض کوتاہ اندیش اس رات میں عبادت کر کے سال بھر کے واسطے بیفکر اور مطمئن ہو جاتے اس لئے رحمت الٰہی اس بات کی متقاضی ہوئی کہ لوگ اس وقت کے تعین سے بے خبر رہیں اور جان بوجھ کر ہزار مہینوں کے برابر عذاب عظیم میں گرفتار نہ ہوں اور جنہوں نے عبادت کی ہے وہ ایک سال کے واسطے عبادت سے بیفکر نہ ہو جائیں۔

برادران اسلام! مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم مسلمانوں کے واسطے یہ رات یعنی شب قدر ایک نعمت غیر مترقبہ اور سراسر رحمت ہے آپ دیکھئے کہ پہلی امتوں کی عمریں دراز ہوتی تھیں ان کے قویٰ مضبوط اور طاقتور ہوتے تھے اس وجہ سے ان پر محنت سے سخت اعمال اور احکام بھی فرض تھے اور وہ لوگ نہایت محنت اور تندرستی سے ان تمام احکام و فرائض کو بخندہ پیشانی انجام دیتے تھے باوجود اس محنت اور جانفشانی کے ان کے واسطے کوئی ایسی رات معین نہیں فرمائی گئی جس سے ان امتوں کو اس قدر آسانی ہوتی اور صرف ایک رات میں عبادت کر کے اتنا ثواب حاصل کرتے۔

برادران ملت! یہ محض ہمارے آقا اور سب انبیاء و رسل علیہم السلام کے سردار نبی آخر الزمان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے صدقہ اور طفیل میں آپ کی امت پر اللہ پاک کی ایک خاص رحمت ہے کہ باوصف اس کے کہ ہم پر صرف ایسی ہی باتیں فرض ہیں جن کو ہم بہت آسانی سے انجام دے سکتے ہیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنی رحمت سے ایک ایسی رات عطا فرمائی ہے یعنی شب قدر تو اس ایک شب میں عبادت کرنے سے ایک ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

اور پھر ایسا بھی نہیں ہے کہ تمام عمر میں صرف ایک ہی مرتبہ یہ مقدس رات ملتی ہو بلکہ لطف تو یہ ہے کہ ہر سال یہ رات آتی ہے اور جب تک ایک مسلم زندہ رہتا ہے اس کو ملتی ہے اگر ہم اپنی تمام عمر میں دس بیس مرتبہ بھی اس رات کو پا جائیں تو اندازہ فرمایئے کہ کس قدر ثواب اور خدا کا تقرب حاصل کر سکتے ہیں اور یہ ہماری انتہائی درجہ کی خوش قسمتی ہے۔ لیکن اگر اس کے برعکس ہم اور عبادت کی جگہ ہم گناہ کے کاموں میں مصروف ہوں تو اس سے زیادہ ہماری اور کیا پست ہمتی، کم بختی، بدقسمتی اور بے نصیبی ہوگی کہ ایسی رات جو سراسر نعمت اور رحمت ہو اور ہر سال اس نعمت کا ہم پر ورود ہوتا ہو پھر بھی اس کے فیض سے مستفیض نہ ہوں اور اس پاک رات کی عبادات سے غافل ہو جائیں۔

برادران اسلام! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ شب قدر کو فرشتے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں اور اللہ کی رحمت اس کے بندوں پر تقسیم کرتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ آتے ہیں ان کے ہاتھوں میں جھنڈے ہوتے ہیں ایک جھنڈا میرے مکان پر اور ایک جھنڈا بیت المقدس پر اور ایک خانہ کعبہ پر اور ایک طور سینا پہاڑ پر نصب کرتے ہیں اور تمام زمین پر پھرتے ہیں شراب پینے والے حرامکاری کرنے والے اور ماں باپ کو ناخوش رکھنے والے اور شرک کرنے والے کے سوا سلام اور مصافحہ نہیں کرتے ان کے علاوہ تمام نیک اور عبادت گذار مسلمانوں سے سلام کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں لیکن ان کا سلام اور مصافحہ غیر محسوس ہوتا ہے البتہ اس کی یہ پہچان بتائی گئی ہے کہ جب فرشتے مصافحہ کرتے ہیں تو خود بخود جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں مگر سب کے نہیں۔ بعض بعض لوگوں کے اور بدن میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور فرشتوں کے سلام اور مصافحہ میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں یعنی دونوں سے یکساں سلام اور مصافحہ کرتے ہیں۔

بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ جب شب قدر آتی ہے تو در و دیوار شجر و حجر سجدہ کرتے ہیں بعض بزرگوں کے حالات بیان کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ نے شب قدر کو پا لیا جب شب قدر آئی تو جہاں وہ بزرگ عبادت میں مصروف تھے وہیں ایک بہت بڑا کھجور کا درخت لگا ہوا تھا پس اس کھجور کے درخت نے خدا کو سجدہ کیا

جس وقت درخت سجدہ میں جھکا فوراً ان بزرگ صاحب نے اپنی تسبیح اس ٹہنی پر ڈالدی اس لئے کہ صبح کو اُن کے شب قدر پانے کی تسبیح گواہ اور یہ علامت ان کے شب قدر پانیکی قرار پاوے۔

اگر کسی بزرگ نے ایسا واقعہ دیکھا ہو تو یہ ان کا باطنی انکشاف قرار دیا جا سکتا ہے ظاہری آنکھوں سے تو آجتک کسی نے دیکھا نہیں کہ کسی مکان یا دیوار یا درخت نے سجدہ کیا ہو بالفرض محال اگر یہ کہا جائے کہ اب شب قدر کو جاگتا ہی کون ہے اور یہ بھی نہیں معلوم کہ شب قدر کب ہے ہی ممکن ہو کہ پائی ہی نہ ہو تو کیونکر دیکھا جا سکتا بات ٹھیک ہے مگر بعض کارخانوں اور ملوں اور ریلوے کے ملازمین جو ہمیشہ رات رات بھر پلک نہیں جھپکاتے انھیں نے ہی کبھی دیکھا ہوتا کہ در و دیوار اور درخت سجدہ میں گر گئے اور وہ بطور اچنبھا کے بیان کرتے کہ فلاں تاریخ میں رات کو ایسا تعجب خیز واقعہ دیکھا اور وہ شب ․ شب قدر ہوتی تو ہی یقین کیا جا سکتا مگر ایسا کبھی نہیں ہوا۔

ایسے لغو اور فضول بیانات سے اور اس پر تجربہ کرلے پر صحیح نہ پانے اور کچھ نہ دیکھنے سے بعض لوگوں کا شب قدر کی فضیلت اور بزرگی اور اس میں عبادت کے ثواب سے اعتقاد خراب ہوگیا اور اس کو ہنسی سمجھنے لگے۔

برادران اسلام! شب قدر کی علامت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس وقت تمام چرند و پرند بالکل خاموش ہوجاتے ہیں اور وہ علامت جو میں اس سے پہلے عرض کرچکا ہوں یعنی فرشتوں کا سلام و مصافحہ کرنا اور اس سے رونگٹے کھڑے ہوجانا دل میں رقت پیدا ہونا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہونا بدن میں نرمی پیدا ہوجانا اس کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ در و دیوار شجر و حجر شب قدر میں سجدہ کرتے ہیں

ہاں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اس رات کو دریائے شور میں سفر کر رہا تھا اتفاقاً میں نے اس کا پانی پیا تو بجائے شور ہونے کے نہایت شیریں تھا اور تلاطم دریا بالکل موقوف ہوگیا تھا۔ لیکن یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ واقعات اول رات کا یا آدھی رات کو یا پچھلی رات کو یا رات کے کسی حصہ میں پیش آتے ہیں اس وجہ سے عبادت گذار حضرات کو چاہئیے کہ وہ بعد غروب آفتاب سے لیکر فجر ہونے تک برابر عبادت الٰہی میں مشغول رہیں خواہ نفلیں پڑھیں یا قرآن شریف کی تلاوت کریں یا درود و استغفار و دیگر ورد و وظائف میں لگے رہیں اگر اس درمیان میں کھانا یا سحری کھانے اور دیگر ضروریات کا موقع پیش آوے تو اپنے دل میں یاد خدا کرتے رہیں غرضکہ کسی طرح اور کسی وقت خدا کی عبادت اور اس کی یاد سے غفلت نہ ہو

اب میں اپنے بیان کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ پاک اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہم تمام مسلمانوں کو ہمیشہ نیک اعمال و عبادت الٰہی میں مصروف و مشغول رہنے کی اور رمضان شریف اور شب قدر کی حقیقی تعظیم و تکریم عبادت کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دے آمین

وصلے اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ فقط

(۴۰)

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

ان عملیات کے اصلی ہونے کے متعلق ایڈیٹر صاحب ․․․ ایڈیٹر صاحب رسالہ مولوی ایڈیٹر صاحب رسالہ ․․․ تصدیق ․․․ مختصر فقرات تصدیقی پر اکتفا کی جائیگی تاکہ کسی کا راز فاش نہ ہو۔

مصلح الدین خان صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں آپکے عمل سے بفضلہ کامیاب ہوئی عمل نمبرا بھیجد یجئے۔

بی بی ․․․ الوری ․․․ سے تحریر فرماتی ہیں وہ عمل جب منگوائے تھے حقیقت میں صحیح اور سچے ہیں ہمیشہ خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپکے کام میں برکت دے

سید محمد محسن صاحب جالون سے تحریر فرماتے ہیں ․․․ منگانے ․․․ مولوی محمد ․․․ علاقہ جلد ․․․ سے تحریر فرماتے ہیں ترقی روزگار کے واسطے آپ کا عمل جلا ․․․

جناب خلیل صاحب ․․․ اخبار شعلہ ․․․

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل ۱ اسفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپیہ برباد کیا اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب میرے غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو وہ ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اسی پر قائم رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابع اور بنایا جا سکتا ہے۔ ہدیہ رعایتی تین روپے عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی باموکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاءاللہ مطلوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے (۲)

عمل ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت غرض ہر قسم کی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اسکی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ․․․ ایک روپیہ چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصولڈاک معاف۔ کل عملیات ․․․ روانہ کئے جاتے ہیں۔ عملیات منگانے کا پتہ:-

فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴۵ دہلی

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

رقم فرمایا ہے آپکا ․․․ وظیفہ ترقی ․․․ ابھی صرف تین ہفتہ پڑھا تھا کہ میری ․․․ میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی۔

سید عباس علی صاحب کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپکے عمل ترقی روزگار منگایا تھا اب عمل کر رہا ہوں۔ ․․․ اسکے نایاب اثرات محسوس ہو رہے ہیں

ماسٹر چراغ الدین صاحب ․․․ سے لکھتے ہیں ․․․ روزگار ․․․ تھا عمل ․․․ ایک عظیم غلطی اور بے بہا گوہر پایا ․․․ ترقی روزگار کے متعلق ․․․ لکھتے ہیں ․․․ واقعی اس عمل کے ․․․ ترقی روزگار کیلئے ․․․ زاد ․․․ گمان ․․․

صحابہؓ کے اسلام کا ایک زندہ نمونہ

(از جناب مولوی سید انیس الحق صاحب قادری)

شیخ ابن کثیرؒ نے سعید بن المسیبؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کو جانے لگے تو چند مشرکین نے آپ کا تعاقب کیا جب وہ قریب آگئے تو آپ سواری سے اتر پڑے اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر فرمانے لگے کہ اے گروہ قریش تم کو بخوبی معلوم ہے کہ میں تم میں سے بڑا تیر انداز اور قوی بازو ہوں واللہ تم مجھ تک نہ پہنچ سکو گے اور کسی طرح قابو پا سکو گے جب تک میرے بازو میں قوت ترکش میں تیر تلوار میں کاٹ ہمت میں استقلال اور نصرت غیبی و تائید ایزدی شامل حال ہے باطل کی قوتوں کو پاش پاش اور ایک ایک کو مار ڈالوں گا حتی کہ اپنی حقیر اور ناچیز جان خدا کی راہ میں قربان کرکے اس سے جا ملوں گا اگر تمہیں مال و دولت چاہئیے تو میں اپنی تمام عمر کا اندوختہ بتلائے دیتا ہوں اس پر قابض و متصرف ہو جاؤ مگر مجھے جانے دو اس پر مشرکین رضامند ہو گئے آپ نے ان کو تمام مال بتلا دیا اور یوں اپنے مال کو خدا کی راہ میں قربان کرکے حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور دولت دیدار ہدایت آثار حاصل کرکے دین و دنیا کے مالک بن گئے۔

جس وقت دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ "خوب نفع تمہاری بیع نے اس مالی قربانی اور جوش ایمانی سے خدا کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور آپ کی شان میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اپنے نفس کو خدا کی رضامندی کے لئے فروخت کر دیتے ہیں۔

درحقیقت مسلم کی شان ہی یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو خدا کی رضامندی کے تابع کرے اور اپنے وجود کی علمی و عملی قوتیں خدا کو سونپ دے جس کا عملی نمونہ حضرت صہیبؓ نے قائم کرکے آنے والی نسلوں کے لئے ایک سرمایۂ عبرت چھوڑ دیا۔

اسلام چیز کیا ہے؛ خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

جانی قربانی کا ایک سین

قصہ سریہ رجیع جو معالم میں بھی مذکور ہے اور بخاری نے نقل کیا ہے وہ عجیب ولولہ انگیز اور ایمان افزا ہے اور عجائب شان خداوندی سے ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ کچھ کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ اپنے اصحاب میں سے چند ایسے صحابی ہمارے ہمراہ روانہ فرما دیجئے جو دین کے مسائل سے خوب واقف ہوں تاکہ وہ ہمیں آپ کا دین سکھلائیں حالانکہ یہاں بدطینتوں کا مکر و فریب تھا اس بہانہ سے وہ درپردہ اپنی آتش بغض و عناد کو ان چند بے گناہ نفوس قدسیہ کے پاکیزہ اور قیمتی خون سے بجھانا چاہتے تھے۔

ان کی اس درخواست پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبیب بن عدی انصاری مرثد بن ابی مرثد الغنوی، خالد بن بکیر، عبد اللہ بن طارق بن شہاب زید بن الدثنہ اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ تفویض فرما کر عاصم بن ثابت کو ان پر امیر مقرر فرمایا اور یہ حضرات اس فریضہ کی بجا آوری کے لئے روانہ ہو گئے۔

تکان سفر دور کرنے کے لئے مکہ اور مدینہ کے درمیان بطن رجیع میں قیام فرمایا ان کے پاس عجوہ کے کچھ گدر خرما بھی تھے جو راستہ میں کھاتے جاتے تھے اتفاقاً اس راہ سے ایک بڑھیا عورت گذری اور راستہ میں گٹھلیاں دیکھکر واپس مکہ لوٹ گئی اور جاکر بنو لحیان قبیلہ والوں کو خبر کر دی کہ محمدؐ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ فلاں راستہ سے گذرے ہیں یہ موقعہ ہے کہ ان کو بیگناہی کی سزا دی جائے یہ سنکر اس قبیلہ کے سو مرد تیر انداز ان کی تلاش میں روانہ ہوگئے اور ان کے قدموں کے نشان اور گٹھلیاں دیکھتے ہوئے مقام مذکور پر جا پہنچے۔

جس وقت مبلغین کی اس چھوٹی سی جماعت نے ان دشمنوں کو دیکھا تو ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے کافروں نے اس ٹیلہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور سرفروشان اسلام نے بھی باطل کے پرخچے اڑا دینے کی ٹھان لی حالانکہ اس قلت و کثرت کا مقابلہ کسی طرح بھی مناسب اور عقلمندی نہ تھا مگر چونکہ وہ سچے مومن تھے استخلاف فی الارض کے وعدۂ خداوندی پر ان کا غیر متزلزل یقین تھا اور ساقی عرب کے ہاتھوں جان نثاری و سرفروشی کا وہ بادۂ پرکیف نوش کیا تھا کہ وہ عاشقان اسلام اور گرویدگان حضور علیہ السلام اپنی جانوں کا قربان کرنا ہنسی کھیل سمجھتے تھے اور سر تن سے جدا ہوتے وقت فزت و رب الکعبۃ یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب اور فائز المرام ہوگیا کے نعرے لگاتے تھے غرض ان کی کثرت سے بے پرواہ ہوکر محاربہ شروع کر دیا۔

اس حق و باطل اور قلت و کثرت کی آویزش کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرثد، خالد اور عبد اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شہادت پائی۔ حضرت عاصمؓ نے اپنے تیروں سے کافروں کے بڑے بڑے سرکردہ اشخاص کو تاک تاک کر فی النار و السقر کیا جس وقت کافروں نے ہجوم کیا اور آپ کو اپنی شہادت کا یقین ہوا تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے کہ اے پروردگار میں نے شروع میں تیرے دین کی حمایت کی اب آخر وقت میں تو میرے گوشت کی حفاظت فرما یعنی ان مشرکین کے نجس ہاتھ میرے پاک بدن سے مس نہ ہوں اتنے میں کافروں نے سخت ہجوم کیا اور آپ شہید ہو گئے کافروں نے چاہا کہ ان کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کر دیں کیونکہ عاصم نے اس عورت کے لڑکے کو احد کی لڑائی میں قتل کیا تھا اور اس عورت نے قسم کھائی تھی کہ عاصم کی کھوپڑی کا کاسہ بناکر اس میں شراب پیوں گی۔ لیکن چونکہ ان کی دعا بارگاہ رب العزت میں قبول ہو چکی تھی لہذا خدائے قادر و توانا نے ان کی جسم کی حفاظت کے لئے بھڑوں کا جھنڈ بھیج دیا۔

سبحان اللہ اس قادر مطلق کی قدرت بھی نرالی ہے حفاظت کا سامان بھی عجیب فرمایا ان خدائی سپاہیوں نے آپ کی نعش مبارک کو گھیر لیا اس عجیب و غریب نصرت ایزدی سے وہ ان کا سر کاٹنے پر قادر نہ ہو سکے پھر ایک سیاہ بادل آیا اور خوب برسا اللہ تعالیٰ نے ایک پانی کی رو بھیجی جو عاصم کو جنت کی طرف لے گئی۔

خبیبؓ زیدؓ اور ایک تیسرے ساتھی باقی رہ گئے خبیب اور زید کا فروں کی

عہد و پیمان کر کے ان کی امان میں آگئے مگر تیسرے صحابی نے ان کی امان میں آنا اور مکہ جانا کسی صورت سے قبول نہ کیا اور اپنی جان عزیز کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے بزبان حال یوں کہہ گئے ؎

جان دی دی ہوئی خدا کی تھی　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

باقی دونوں حضرات کو مشرک مکہ کو لے گئے اور عہد و پیمان کو توڑ کر حضرت خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تاکہ وہ ان کو اپنے باپ کے قصاص میں قتل کر دیں کیونکہ حضرت خبیبؓ نے حارث کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند　　فرزند و عیال و خانماں را چہ کند

یہ وہ سانحہ کبریٰ و شہادت عظمیٰ ہے جو تاریخ اسلام میں عدیم النظیر ہے یہ وہ درد انگیز واقعہ ہے جس کی انمٹ یادچشمہ سے اشک نہیں بلکہ دل کے زخموں سے خون بہاتی ہے جس سے زیادہ روح پر اثر طاری کرتی ہے اور ایثار و فداویت کے جذبات برانگیختہ کرتی ہے۔

اس جانگداز واقعہ سے درد آشناؤں سے آہ و بکا کی صدائیں بلند ہونگی غم و ماتم کی بھٹیاں سلگیں گی حسرت و تڑپ کی بجلیاں ہیجان میں آئیں گی فاوب لسراب وار تڑپیں گے سوزش و تپش کی بیقراریاں حرکت میں آئیں گی اور درد و کرب کی چیخیں عالم بالا کو تڑپا دینگی۔

اس حادثہ عظیمہ پر غور و فکر کی ایک جدید صف ماتم اس لئے بچھائی جاتی ہے کہ غم مردہ جسموں افسردہ دماغوں اور مردہ دلوں میں جوش عمل کی برقی رو دوڑے مضمحل قوائے عملیہ میں ہیجان پیدا ہو اور آجکل کے مسلمانوں میں حقیقی جذبہ اسلام جلوہ گر ہو۔

اسلام کے اس تیرہ سو سال گزشتہ کے واقعہ کو اس لئے زندہ کیا جاتا ہے کہ ہم اس صدائے حق، آوازۂ توحید اور اسی بجلی کی کڑک کو تلاش کریں جس پر صحابہ کرام پروانہ وار نثار ہو گئے تھے اور اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا تھا۔

یہ شراب کہن بادۂ نو میں اس لئے پیش کی جاتی ہے کہ زاہدان خشک کو بدمست دستار بنا دے اور وہ اس جام وحدت کے نشہ سے مدہوش ہو کر دنیا کو رنگ وحدت کے نشہ سے رنگ دیں ہم ان حقائق و بصائر کی جستجو کریں جن سے یہ شاندار کارنامے زندہ ہیں۔

آپ کو کہا جاتا ہے کہ اے خبیبؓ اگر تم کو اپنی جان عزیز ہے اور اپنے نفس کی سلامتی چاہتے ہو تو اسلام سے برگشتہ ہو جاؤ دین برحق سے منحرف ہو جاؤ اور صراط مستقیم سے پھر جاؤ ورنہ سولی کے لئے تیار ہو جاؤ یہ سنکر پیکر حق اور مجسمہ سنت صحابہ اعظم خبیبؓ فرماتے ہیں کہ او نابکار کیا بکتے ہو ؎

اسلام کو ہم بیچ کے اصنام خریدیں　　راحت ابدی چھوڑ کے آلام خریدیں
ایمان گرو ڈال کے اوہام خریدیں　　یعنی عوض نور سحر شام خریدیں

ناقوس بجانے لگیں تکبیر کے بدلے
مٹی کو گرہ باندھ لیں اکسیر کے بدلے

کتنے ہیں خزف لولوے احمر سے ہیں بہتر　　خاشاک خزاں برگ گل تر سے ہے بہتر
جگنو کی چمک مہر منور سے ہے بہتر　　تو کنگ و چمن زمزم و کوثر سے ہے بہتر

گلخن کو کہیں جلوہ گہہ طور سے اچھا
اندھیر ہے ظلمت کو کہیں نور سے اچھا

اگر یہ جان راہ خدا میں جاتی ہے تو جانے دو پرواہ نہیں یہ تو ایک جان ہے اگر ہزار جانیں بھی ہوں اور سب اسلام پر نثار کر دوں تو اپنا حق اسلام ادا نہ کر سکوں تمہارے جو جی میں آئے کرو مگر خبیبؓ سے یہ امید نہ رکھو کہ وہ اسلام سے انکاری ہو جائیگا ؎

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اس کے بعد آپ کئی ماہ محبوس و پابزنجیر رہے اور اس عرصہ میں کفار نے اسلام سے برگشتہ کرنے کے سو سو جتن کئے نشہ شہادت اتارنے کے لئے ہزار ہزار کوششیں کیں اور جذبہ فدا کاری ٹھنڈا کرنے کے لئے انتہائی جد و جہد کی مگر سب ناکام اور بے سود اس کشتہ وفا کی ابرو پر ذرا بل نہ آیا اور آپ راہ صدق و صفا سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہوئے گویا بزبان حال کہتے تھے ؎

بجلیاں چرخ سے اور کوہ سے پتھر برسیں　　ساری دنیا کی بلائیں میرے سر پر برسیں

ختم ہو جائے ہر ایک رنج و مصیبت مجھپر
اگر ایمان کو جنبش ہو تو حیرت مجھپر

قربان گاہ کا منظر

حقیقی آزمائش کا دن حصول سعادت دارین کی ولولہ آفریں گھڑیاں اور ایمان کے امتحان کا وقت آپہنچا مقام تنعیم میں سولی گاڑ دی گئی۔ دنیا کا راحت و آرام عیش جاودانی سے شکست فاش کھا کر روپوش ہو گیا علائق دنیوی کی زنجیریں ٹکڑے ہو گئیں چاروں طرف سے سکوت چھا گیا۔ سمندر کی مضطرب لہریں خاموش ہو گئیں ہواؤں کے جھونکے کھڑے ہو گئے ریگستان عرب کے ذرات اور پہاڑوں کے پتھر تصویر حیرت بن گئے اور تمام دنیا جہان کے مصائب و آلام اور ظلم و ستم ایک عاشق صادق کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔

جب ناظرین کا جم غفیر جمع ہو گیا اور آزمائش گاہ کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھنے کا پورا سامان ہو گیا تو آپ نے اتنی مہلت چاہی کہ اس آخری وقت میں اپنے معبود حقیقی کی بارگاہ اقدس میں سجدہ شکر بجا لائیں یعنی دو نماز شکرانہ ادا کر لیں کہ خدا نے آخری وقت تک اس ابتلائے عظیم میں ثابت قدم رکھا اور جذبہ ایمان و شوق شہادت نے ساتھ نہ چھوڑا۔

اللہ اللہ پاس سولی لٹک رہی ہے اور کفار کا نرغہ ہے نہ کوئی مونس و غمخوار ہے اور نہ کوئی یار و مددگار مگر ایسے وقت میں بھی یاد خدا کا یہ وجد انگیز نظارہ کہ سولی کے سائے میں نماز ادا ہو رہی ہے یہی تو جذبہ صادقہ تھا جو ان کی دنیا کو بھی دین بناتے ہوئے تھا جس کی وجہ سے وہ سپہر سعادت کے درخشاں ستارے بنکر افق عالم پر ضیاریز ہوئے اور جو آج مسلمانوں سے مفقود ہے نماز کے بعد آپ نے ذیل کے ابیات پڑھے ؎

ولست ابالی حین اقتل مسلما　　علی ای شق کان للہ مصرعی
وذالک فی ذات الالہ وان یشاء　　یبارک علی اوصال شلو ممزع

(ترجمہ) اگر میں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جاؤں تو مجھے غم نہیں کہ کس پہلو پر خدا کی راہ میں پچھاڑا جاتا ہوں یہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کی محبت میں ہے اگر وہ چاہے تو

جسم کے پارہ پارہ جوڑوں میں برکت نازل کرے"

اس کے بعد آپ کو سولی پر چڑھا دیا گیا آپ کا منہ قبلہ کی طرف تھا مگر کفار نے اس طرف سے پھیر دیا آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ پھر دشمنان دین میں سے چالیس آدمیوں نے چاروں طرف سے نیزہ زنی شروع کر دی۔ پھر آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے کہا اے مولا اور اے آقا۔ اعدا کے نرغے میں ہوں بے یار و مددگار ہوں کوئی دوست نہیں جو تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا آخری سلام پہنچائے تو ہی میرا سلام اپنے حبیب کو پہنچا دے

شہیر اے مرت کیا مجھکو ابھی جانکا تقاضا ہی — مجھے یاد آرہی ہے اس گھڑی صورت محمد کی
مدینہ سے جب آتی ہو تو آشنا پوچھ لیتا ہوں — صبا جا دی بتا کیسی طبیعت ہے محمد کی

الغرض آپ کو نہایت بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا مگر آپ کے کوہ ثبات اور استقلال میں اور ذوق شہادت میں ذرا جنبش اور لغزش نہ آئی۔ اور یوں اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کر کے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَمْوَالَہُمْ وَاَنْفُسَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور اس آیت مقدسہ کی عملی تفسیر کا ایک عملی نمونہ قائم کر دیا اور دنیا والی نسلوں کو بتلا دیا کہ یوں حق اسلام ادا کرتے ہیں ؎

فنا کے بعد جس دم نشتر الفت سے دل چیرا — تو نکلی شوق میں ڈوبی ہوئی حسرت محمد کی

یہ تھا قرن اول کے مسلمانوں کا جوش ایمان قرآن کریم کی تعلیم کا عملی نمونہ اسلام کی صحیح تفسیر اور حقیقت ایمان کی روح ان کے قلوب اسلامی درد سے معمور تھے ان کے دلوں میں پستہ نہیں تھی ان کے خون میں اسلامی جوش تھا اور ان کے کانوں میں ہر وقت صدائے حق کی شنوائی تھی مگر ہمارے پاس بھی قلب ہے مگر درد سے ناآشنا سر ہے مگر سودائے عشق سے خالی جگر ہے مگر لذت غم سے نابلد کان ہیں مگر آواز حق سے ناآشنا اور رگوں میں خون ہے مگر جمد اور حرارت نہیں صحابہ کرام نے اپنے جان و مال کے ایثار اور قربانی کر کے جو حیات بخش کارنامے چھوڑے ہیں وہ ہم نام نہاد مسلمانوں کے لئے قیامت تک تازیانہ عبرت و ندامت ثابت ہوتے رہیں گے اور ہماری زبانی دعاوں کا منہ چڑاتے رہیں گے ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا — ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

ان کی قلت و کثرت پر نظر نہ تھی اور نہ ہی انہیں اپنی کمزوری اور درماندگی کا کبھی خیال ہوا کیونکہ ان کے سامنے اسلام کا منشاء وحید تھا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی اے مسلمانو تم ہی دین و دنیا میں سربلند و سرفراز اور کامیاب ہو گے اگر حقیقی معنوں میں مومن بن جاؤ) تمام خدا کے اس وعدے کو پورا ہوتے جیسے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ان کو خدا کے وعدوں اس کی نصرت بخشیوں اور مومنین کے اعلون ہونے پر اس قدر غیر متزلزل یقین تھا کہ ان کو کبھی ناکامی اور بے سروسامانی کا گمان تک بھی نہیں ہوا تھا اور جن کی سر فروشانہ جد وجہد اور جہد لحیات کے ولولہ کے سامنے نپولین کے کارنامے ہیچ نظر آتے ہیں ان کی پامردی اور عزم و استقلال کا ایک اور نمونہ ملاحظہ ہو۔

موسیٰ بن طارق کا جوش ایمانی

جب وقت یہ شیر اسلام عیسائی بھیڑوں کے تعاقب میں بھگا تا ہوا جبرالٹر کے کنارے جا پہنچا اور بیچ میں دریا حائل ہو گیا تو فتوحات کے ہیجان عظیم نے آپ کے قلب میں سراپا عزم و تسخیر میں ایک طوفان پیدا کر دیا شمشیر خارا شگاف نیام میں بیقرار ہو کر تڑپنے لگی اور نشہ "انا فتحنا" سے جھوم کر فرمانے لگے کہ اگر یہ دریا بیچ میں حائل نہ ہوتا تو میری تلوار یورپ کی تمام بھیڑوں کو کاٹ کر رکھ دیتی۔ اور میں قلب عیسائیت میں توحید کا جھنڈا گاڑ آتا ؎

تمہاری جوش صداقت پہ تو اسلام کو ناز — نہ کہ یہ تیرہ درونی کہ جہاں میں ممتاز

ملاحظہ فرمایئے یہ ہے ایک سچے مسلم اور حقیقی مومن کا عزم و استقلال جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عالم قاصر ہے معلوم نہیں وہ کیسے سراپا جوش مسلمان تھے کہ ان کا ہر فرد تمام دنیا کو مسخر کرنے کا عزم راسخ اور یقین کامل یقین رکھتا تھا اور ناکامی و نامرادی کا گمان تک نہ تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مقدس ان کی رہنمائی اور ہمت افزائی کو ہر وقت ساتھ تھا جو ان کو پست خیالی سے باز رکھے ہوئے تھا اور ہر ایمان کو لَا تَقْنَطُوْا کا حوصلہ افزا سبق پڑھا رہا تھا اور ان کو مژدہ استخلاف فی الارض سنا سنا کر جوش عمل پر ابھار رہا تھا۔

نپولین نے تو صرف زبانی کہا تھا کہ دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں اور ناممکن کو لغت سے نکال دینا چاہیئے مگر فرزندان اسلام اس سے سینکڑوں سال پہلے اس جوش عمل کو عملاً ثابت کر کے دکھا چکے ہیں اور اس بلند خیالی پر مہر تصدیق لگا دی کہ ناممکن کوئی چیز نہیں اگر انسان جس کو عالم کے بست و کشاد کی کنجیاں سپرد کی گئی ہیں اپنی عقل سے کام لے اور قوت ارادی کو کمال تک پہنچا دے تو درحقیقت اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے جس کا نمونہ ہمارے اسلاف کرام نے قائم کیا نہ یہ کہ اپنی بربادی پست احالی تنزلی اور زوال پذیری کا خاموش تماشہ دیکھتے جانا اور جمود و خمود و پست خیالی کا شرمناک منظر پیش کرتے رہنا جو نمونہ آجکل کے مسلمان پیش کر رہے ہیں اور اپنی پستی کو اسلامی تعلیم کے سر منڈھ کر اور توکل اور تقدیر وغیرہ مسائل کی غلط تفہیم سے اسلامی تعلیمات کی مٹی پلید کر رہے ہیں۔

اسلام کی مٹی ہوئی عظمت کا ماتم کرنے والو دوسروں سے حقوق کی بھیک مانگنے والو اور ترقی ترقی پکارنے والے مسلمانو! یہ تمہارے ہی اسلاف کے زندہ اور لازوال کارنامے ہیں جن کو تم فراموش کر چکے اور جنہوں نے دنیا کی مردہ اقوام میں جان ڈال دی اور جن کی روشنی میں یورپ نے تہذیب و تمدن کے مراحل اس قدر سرعت سے طے کئے کہ دنیا حیران رہ گئی خود فراموش نہیں تھے جن پر آسمان و زمین سے احسنت و مرحبا کے نعرے بلند ہوتے تھے اور زمین نے اپنے تمام خزانے اگل دیئے تھے ؎

ہنر میں علم میں اپنا کبھی ہر فرد کامل تھا — توانائی تھی ہمت تھی خدا کا فضل شامل تھا
ہمارے آہنی پنجہ نے اس کو چور کر ڈالا — کوئی فولاد بازو بھی اگر مد مقابل تھا
زمانہ معترف تھا اپنی شوکت کا شجاعت کا — کبھی تھے ہم بھی دل والے ہمارے پاس بھی دل تھا
کبھی مجنوں صفت نصرت قدم مسلم کے لیتی تھی — زمانہ میں ہی آئینہ کی لیلیٰ کا محمل تھا

میرے مسلم بھائیو کبھی آپ نے سوچا بھی کہ آخر یہ کیا بات تھی کہ ہمارے اسلاف دین و دنیا کی دولت سے مالا مال تھے اور ہم پریشان حال ہیں وہ بھی مسلمان تھے اور ہم بھی مسلمان ہونے کے دعویدار اگر یہ سچ ہے تو بتلایئے ؎

کیا تم ہو مسلمان نہ ہے عظمت نہ جلالت — نے جاہ نہ ثروت ہے نہ حکمت نہ حکومت
یاروں کی حمایت نہ مروت نہ حمیت — اک ساغر غفلت پہ بکی دین کی دولت

اسلاف کی عادت کوئی باقی ہو تو جانیں
جوہر کوئی اخلاف میں دکھلاؤ تو مانیں

وہ بھی انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں وہ زندگی کے ہر شعبے میں باکمال تھے اور

ہر معاملہ میں پست حال ہیں اور وہ بھی عامل بالقرآن تھے اور ہم بھی عمل بالقرآن کے مدعی ہیں ۔

آخر یہ تضاد کیوں ہے ۔ کیا بات ہے ۔ سوچو غور کرو مسلمانو! تمہاری قومی زندگی اور ترقی کا انحصار اس معمے کے حل میں مضمر ہے ۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ وہ سچے مومن پرجوش مسلم اور صحیح معنوں میں عامل بالقرآن تھے وہ غواصان بحر شریعت اس بحر ہدایت کی تہ تک پہنچ چکے تھے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر در ہائے بے بہا لے آئے تھے یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ؎

عمل قرآن پر جب تھا تو اک دنیا مسخر تھی
مسلماں جب مسلماں تھے تو کشتہ فوق حاصل تھا

آہ اب وہ مسلمان کہاں ، وہ علمی برہانیں اور روحانیت کی شمعیں کہاں جو ظلمتکدہ عالم کو بقعۂ نور بنا گئے اور جن کی قوت بازو گداریوں کو عالم کا سلطان بنا گئی جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں ع

اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر

مسلمانو! ان کارناموں سے سبق حاصل کرو اپنی حالت پر غور کرو اور انصاف سے بتلاؤ کہ تمہیں اسلاف کرام سے کہاں تک تعلق ہے ارحم الراحمین تمھیں دیدۂ بینا دے کہ تم ان گوہر ہائے آبدار سے ضیا حاصل کرو آمین!

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

تفسیر حقانی اردو آٹھ جلد

اُن مسلمانوں کے لئے جو دل سے کلام الٰہی کے معنی و تفسیر حقائق اور رموز قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے بیتاب و مشتاق ہیں اور ان مسلم بیبیوں کے لئے جو اپنے اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام سننے کے سچے شیدائی ہیں ، اور ان علماء کے لئے جو عربی کی بڑی بڑی تفاسیر نہیں خرید سکتے اور ان طلباء کے لئے جو صحیح طور سے واعظ و مفسر بننا چاہتے ہیں اور ان مساجد کے اماموں کے لئے جو روزمرہ صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کو قرآن شریف کا ترجمہ سنانا چاہتے ہیں اور ان مناظرہ و مباحثہ کرنے والوں کے لئے جن کو مخالفین اسلام سے واسطہ پڑتا ہے یہ تفسیر نہایت معتبر و مستند اور اس کی روایات صحیح اور سلف صالحین کے عقیدے اور طریقہ کے موافق ہے اس میں ان تمام شکوک و شبہات اور سوالات کے جوابات ہیں جو مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں یہ تفسیر اسلامی عقائد عبادات و معاملات کے مسائل کا حل اور علم تصوف کی روحانی تعلیم کا آئینہ ہے تقریباً پچاس سال کے عرصہ میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے کوئی اسلامی درسگاہ اور کوئی اہل علم اس کے مطالعہ سے محروم نہیں رہا اب چھٹی مرتبہ چھپی ہے اور نہایت اہتمام سے چھپی ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر جو نہایت دبیز چکنا ولایتی $\frac{20 \times 26}{4}$ پر طبع ہوئی ہے لکھائی چھپائی عمدہ اور تصحیح نہایت غور سے کی گئی ہے متن قرآن شریف جلی قلم سے مع صحیح اعراب نیچے بامحاورہ اردو سلیس ترجمہ پھر تفسیر کے متعلق ترکیب شان نزول ربط آیات وغیرہ ۔

یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے وزن نو سیر ۔ مقدمۃ القرآن یعنے پہلی جلد دو روپے دوسری جلد سے آٹھویں تک ہر ایک چار روپے ۔ الگ الگ جلدیں خریدنے کی صورت میں کل تفسیر تیس روپے کی ہوتی ہے (۳۰) مگر پوری تفسیر منگانے والوں کو رعایتاً پچیس (۲۵) روپے میں ملتی ہے محصول دو روپے گیارہ آنے (۲؍۱۱) ذمہ خریدار کامل تفسیر طلب کرنے والے دس روپیہ پیشگی روانہ کریں

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۶ دہلی

باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دہلی سے ضرور

زنانہ بستہ

منگا کر پڑھائیں

جسکو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جس کو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچیوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدہ بتائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ تیسری مرتبہ بڑی تختی پر شائع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں :-

(۱) بسم اللہ کی کتاب	(۲) کہانیوں کی کتاب
(۳) کھیل کی کتاب	(۴) لکھنے کی کتاب
(۵) نماز کی کتاب	(۶) کھانا پکانے کی کتاب
(۷) تندرستی کی کتاب	(۸) تہذیب کی کتاب
(۹) پردے کی کتاب	(۱۰) دلہن کا اصلی جہیز

جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے ۔ اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں مثلاً کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے لئے پوری واقفیت حاصل کر لیں ۔

قیمت غیر مجلد مجموعہ ایک روپیہ ۔ مجلد عہ معہ بستہ کپڑا عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اسلام ایک سیاسی مذہب ہے

(از جناب مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

ارباب بصیرت سے یہ امر مخفی نہیں کہ اسلام ایک سیاسی مذہب ہے اور اس کا ۹۰ فیصدی حصہ سیاست سے متعلق ہے مذاہب عالم میں سے صحیح سیاست کا علمبردار صرف مذہب اسلام ہے جو انسانی دماغوں کی ایجاد کی ہوئی سیاستوں سے اعلیٰ و ارفع ہے نمونۃً چند دلائل ملاحظہ ہوں تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

(۱) سیاست نام ہے جماعتی زندگی کا اور اسکی ضد شخصیت یا انفرادیت ہے۔ یعنی رہبانیت جس کا مقصد یہ ہے کہ افراد کو افراد جماعت سے سروکار نہ ہو صرف خدا سے تعلق ہو اور یہ جوگیوں بیراگیوں اور راہبوں کا مذہب ہے۔

اب اگر اسلام جماعتی زندگی کی تعلیم دیتا ہے تو بیشک اسلام سیاسی مذہب ہے اور اگر انفرادی زندگی چاہتا ہے تو یہ راہبوں اور جوگیوں کا مذہب ہے سو اسلام کی تعلیم کا سرسری نظر سے مطالعہ کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ اسلام نے نہایت شد و مد کے ساتھ جماعتی زندگی کی تعلیم دی ہے جماعتی شعور کو متعدد طریقوں سے ابھارا ہے تنظیم پر زور دیا ہے اور انفرادیت یا رہبانیت کی بیخ کنی کی ہے جیسا کہ ارشاد ہے خدا تعالیٰ۔ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اور ہم نے ان کو رہبانیت کی تعلیم نہیں دی بلکہ انہوں نے خود ایجاد کرلی۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں یہ بات چونکہ ثابت شدہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کی بیخ کنی کی ہے لہٰذا صرف ایک آیت اور ارشاد رسول پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۲) اسلام نے جائز دنیوی لذات دنیوی ترغیبات سامان آسائش یا عیش و آرام اور عمدہ پوشاک وغیرہ سے کنارہ کشی رہنے اور دنیوی علائق کے قطع کرنے کی تعلیم نہیں دی کیونکہ یہ سب رہبانیت کی شاخیں ہیں جس سے سیاست مرجاتی ہے جماعت فنا ہو جاتی ہے اور انسان کا دنیا میں آنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے بلکہ تمام نظام کائنات بیکار ثابت ہوتا ہے۔

(۳) اسلام کی رو سے انسان پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد یعنی بندے کے ذمہ کچھ اللہ کے حق ہیں اور کچھ بندوں کے اگر صرف اسکے حقوق ہوتے تو ہر مسلمان راہب یا تارک الدنیا ہوتا اور اگر صرف حقوق العباد ہوتے اور سوسائٹی کے نظام کے کچھ قواعد ہوتے تو ہر مسلمان یورپ کا ملحد ہوتا مگر اسلام نے دونوں قسم کے حقوق کے متعلق فطرت انسانی کے مطابق قوانین بنائے ہیں اور اسلام شریعت مصطفیٰ کا نام ہے یہی دونوں قسم کے حقوق کو اپنی اپنی حدود پر قائم رکھنا اور نباہنا ہی اسلامی تعلیم کا منشاء ہے بلکہ جماعت کے حقوق کی اہمیت سے تعلیم دی ہے جس کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ایک مسلمان تمام عمر کسی حالت میں بھی سیاسیات سے علیحدہ رہکر اسلامی زندگی کو کمال تک نہیں پہنچا سکتا۔

(۴) اسلام کی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی میں مذہبی اور سیاسی دونوں رنگ غالب اور بدرجہ اتم موجود تھے حضور نے قوانین سیاسی سکھائے حکومت کے طریقے بتلائے فوجکشی کی نظم سکھائے اور عدالتیں قائم کیں جو سیاسیات سے متعلق ہیں یہی حال خلفائے راشدین کا ہے اگر حضور اور ان کے بعد خلفائے راشدین سیاسیات سے مجتنب رہتے اور یہ اسلام کی تعلیم کا منشا ہوتا تو یقیناً اسلام کو یہ عروج و کمال ہرگز ہرگز حاصل نہ ہوتا جو تاریخ اسلام سے ثابت ہوتا ہے وہ اگر رات کو مصلے کی پشت پر سوار رہکر عبادت گذاری میں گذارتے تھے تو دن کو گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر جدال و قتال کرتے تھے اور امور مملکت سرانجام دیتے تھے اگر وہ ایک وقت یاد الٰہی میں تارک الدنیا نظر آتے تھے تو دوسرے وقت پکے دنیادار نظر آتے تھے غرض انکی زندگیوں میں مذہبی اور سیاسی دونوں پہلو نمایاں تھے کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں کوئی شخص سیاسیات سے مجتنب رہا ہو۔

اسلام میں سیاسی لوازمات

اسلام نے عیالداری سے لیکر قومی و وطنی اور سلطنت تک تمام معاملات کی بدرجہ اتم تعلیم دی ہے جو حقوق العباد یا حقوق سیاسیہ ہیں۔ اسلام میں سیاست کے اصولی لوازمات مثلاً جماعت امیر جماعت۔ قوت نفاذ۔ اطاعت اولی الامر۔ حریت و مساوات باہمی مشورت اور جمہوریت وغیرہ جملہ امور سیاسی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اسلام بیوی بچوں خویش و اقربا پڑوسیوں اور ہم وطنوں کے حقوق قائم کرتا ہے اور ان کی نگہداشت کی تعلیم دیتا ہے نظام ملت اور لزوم جماعت پر زور دیتا ہے۔ وطن کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیتا ہے اہل وطن سے غداری نفرت اور ترک تعلقات کو ناجائز بتلاتا ہے اور تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی خیر خواہی اور فلاح و بہبودی کو فرض انسانیت ٹھیراتا ہے تفصیل کا موقع نہیں کیونکہ یہ چیزیں علیحدہ علیحدہ مستقل عنوان رکھتی ہیں بشرط فرصت پھر کبھی ان پر روشنی ڈالی جائے گی۔

پس تفصیلات بالا سے بخوبی طور پر ثابت ہوگیا کہ اسلام سیاسی مذہب ہے جس سے انکار کرنا اسلام کی صداقت کو جھٹلانا اور اس سے مجتنب رہنا اسلام کی تعلیم کو پامال کرنا ہے بلکہ میں تو ترقی کرکے بلاخوف و تردید کہتا ہوں کہ اسلام سارے کا سارا سیاست ہے کیونکہ اسلام میں عبادات بھی نظام کے ماتحت اور سیاست کی نگرانی میں ہیں مثلاً نماز روزہ اور حج زکوٰۃ وغیرہ جو ارکان اسلام کا درجہ رکھتے ہیں لہٰذا عبادات بھی سیاست کے محتاج ہیں جس سے سیاست کی اہمیت اور ضرورت کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

کیا اسلام دنیوی ترقی کے خلاف ہے

مذکورہ بالا تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ اسلام دنیوی ترقی کے خلاف اور سیاست سے ناواقف ہے اسلامی تعلیمات کا مضحکہ اڑانا اور ایک بہتان عظیم ہے اور سراسر ظلم و ناانصافی ہے جیسا کہ آجکل بعض حلقوں سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں اور قومی اور ملکی ہمدردی

مدہوش مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلم نوجوان متاثر ہو رہے ہیں اگر دیگر مذاہب کی نسبت یہ بات کہی جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ سیاست سے نابلد ہیں مگر اسلام کے متعلق ایسا کہنا کسی طرح صحیح نہیں اس بارہ میں اسلامی تعلیم کا ایک مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

اسلام مسلمانوں سے استخلاف فی الارض کا وعدہ کرتا ہے عالم کے بست وکشاد کی کنجیاں ان کے سپرد کرتا ہے اور ان کو دین و دنیا میں سربلند و سرفراز رکھنا چاہتا ہے قرآن کریم کی رو سے انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت خلافت نصرت اور عمارت ہے ہمیں ایک دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ ہمیں دین و دنیا دونوں میں خوبی عطا فرما وہ علوم وفنون حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے انکشاف حقائق پر ابھارتا ہے عقلی قوتوں کی تربیت کرتا ہے ایجادات کی تشویق دلاتا ہے اور تجارت وصنعت وحرفت کو حسن معاش قرار دیتا ہے۔ بتلائیے کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام ترقی کے خلاف ہے اور غلامی کی تعلیم دیتا ہے بتلائیے تو سہی کہ دنیوی ترقی کی کونسی ایسی چیز ہے جس سے اسلام روکتا ہے یہ جو آپ آج دنیا میں آزادی اور ترقی کا شور وغوغا سنتے ہیں یہ درحقیقت اسلام کی تعلیم سے اثر پذیری ہی کا نتیجہ ہے اور مسلمانوں کے گذشتہ کارناموں علمی کاوشوں کا ثمرہ ہے اگر ہمارے اسلاف کرام اپنے دماغی تجسس اور علمی تصنیف سے موجودہ ایجادات کا مواد فراہم نہ کرتے تو شاید دنیا موجودہ ترقی سے نا آشنا ہی رہتی۔

دنیائے سائنس کا کونسا عقیدہ ہے جو ہمارے اسلاف نے حل نہیں کیا تحقیق وتدقیق کا کونسا مرحلہ ہے جو انہوں نے طے نہیں کیا اور ترقی وکامیابی کا کونسا راز ہے جو انہوں نے کھول کر نہیں رکھ دیا ان کے علمی ذوق اور تجسس نے یونان کے مردہ علوم میں جان ڈالی ان کے علمی چشمہ سے دنیا سیراب ہوئی اندلس کی شہرہ آفاق اسلامی درسگاہ اور مرکز علم سے طالبگاران علم بلاتفریق بہرہ ور اور فیضیاب ہوئے یورپ انہی کے آگے زانوئے ادب طے کر کے موجودہ ترقیات اور تہذیب وتمدن کا بانی ہوا اور یورپ کے احسان فراموشوں اور خود پرستوں نے ان کے ہی چمنستان علم سے خوشہ چینی کر کے گلدستہائے ایجادات کو گوناگوں دلچسپیوں اور نظر فریبیوں سے مزین وآراستہ کیا ہے لہٰذا ہمارے اسلاف نے یہ سب کچھ اسلامی تعلیم کی روشنی اور مذہب کی گود میں رہتے ہوئے کیا۔

ایک ٹھوس دلیل

قابل غور امر ہے کہ عرب کے خانہ بدوش اور وحشی لوگ جب تک لامذہبیت اور جاہلیت میں رہے ایک ذرہ برابر بھی ترقی نہ کر سکے بلکہ انسانیت ہی کے بلند مقام سے گر گئے لیکن جب یہی وحشی اور اجڈ اسلام کی گود میں آئے تو یورپ نشین صاحب تخت ونگین بن گئے اور ترقی کے تمام منازل آن کی آن میں طے کر لئے کیا یہ اس بات کی زبردست دلیل نہیں ہے کہ اسلام آزادی وترقی کا مانع نہیں بلکہ ان کا حامی ہے اور آزادی وترقی کے اعلیٰ جذبات پیدا کرتا ہے اگر اسلام دنیوی ترقی کے خلاف ہوتا تو خلفائے راشدین ایک انچ بھی عرب سے باہر قدم نہ بڑھا سکتے کیا اب بھی کوئی عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ اسلام ترقی کے خلاف ہے

اسلام کو کیوں مانع ترقی سمجھا جاتا ہے

اگر غیر مسلم یہ خیال کریں تو وہ ایک حد تک معذور سمجھے جائینگے کیونکہ اول تو وہ بوجہ تعصب اور کور باطنی اسلام کی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتے۔ دوسرے چونکہ دیگر مذاہب میں سیاسی جز اور تمدنی وقانونی حصہ موجود نہیں اور ان میں یہ صلاحیت نہیں کہ زمانہ کے ساتھ ساتھ چل سکیں لہٰذا وہ اسلام کو بھی اپنے مذاہب پر قیاس کرتے ہیں مگر خود متبعین اسلام کا یہ گمراہ کن خیال قائم کر لینا اور مذہب کو ہدف مطاعن بنانا کسی صورت سے بھی جائز نہیں سخت اندھیر اور ظلم ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ خیال پیدا کیوں ہوا آخر کوئی نہ کوئی تو سبب ہو کہ یہ غلط خیال دلوں میں جاگزیں ہو گیا۔ سو جاننا چاہئیے کہ آجکل جبکہ قوموں کے حالات میں عظیم الشان تغیر رونما ہو رہا ہے۔ سیاسی دنیا میں عام ہلچل پیدا ہے جو قوموں کے عروج وزوال کا باعث ہے قومی خیالات وافکار اور معتقدات میں تبدیلی ہو رہی ہے علمی اور صنعتی انکشاف کی بدولت نئے حالات پیدا ہو رہے ہیں آزادی وترقی کی دھن سے ہر قوم سرشار ہے جماعت کا تسلط اور غلبہ ہو رہا ہے اور بوسیدہ خیالات وخود غرضی۔ دینی اور اجتماعی خیالات مٹ رہے ہیں مگر ایسے تغیر اور اضطراب کے زمانہ میں بھی اسلام کے رہبر اور مقدس بزرگ گوسفندی وعظ سے باز نہیں آتے علماء کی اکثریت پر جمود وخمود طاری ہے بے عملی وبے راہ روی سے جماعت کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں باایک دوسرے کی تکفیر وتفسیق اور تذلیل وتحقیر کر رہے ہیں اور تفریق وانتشار کی بھٹی سلگا رہے ہیں۔ شیوخ مزدور پیران ریاکار اور زاہدان خشک مکر وتزویر کی گلیم اوڑھے خلق اللہ کو گمراہ اور غلام بنا رہے ہیں اور کم علم علماء اور ریاکار صوفی راہبانہ اور غلامانہ زندگی کی تعلیم دے رہے ہیں اور وہ آزادی وترقی علوم وفنون۔ تجارت۔ ایجادات اور سائنس وغیرہ کو دنیا کی آلائش سمجھتے ہیں۔

یہ دیکھکر وہ مسلم نوجوان اور انگریزی خوان طبقہ جو مذہبی تعلیم سے کورا تھا جس کو دنیا کی دلکشی دیکھنی پیش آیا تھا اور جن کو مغربی تمدن اور آزادی کی ہوا لگی تھی یہ سمجھ بیٹھا کہ دراصل اسلام ہی دنیوی ترقی کے خلاف ہے انہوں نے رہبان صفت علماء اور صوفیوں کی زندگی کو ہی اسلام سمجھ لیا ان کے نزدیک خلاف عقل رسومات بوسیدہ خیالات خود غرضی معتقدات اور اوہام کا نام اسلام ہے جو آجکل کے رہنماؤں اور مقدس بزرگوں کی زندگی سے ٹپکتا ہے اور انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ مقدس دین آبائی وہی ہے جو مسجدوں اور درگاہوں سے کفر وتفریق کی شکل اور خانقاہوں اور تکیوں سے راہبانہ وغلامانہ صورت میں نکل رہا ہے حالانکہ یہ ان کی سخت غلطی اور گمراہی ہے یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے یہ دیکھکر کہ الو آفتاب کی روشنی سے عکس ریز نہیں ہوتا یہ کہہ دیا جائے کہ سورج اندھیرے کا منبع ہے یہ ان فریب خوردگان ترقی کے فہم کا قصور ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جوش ترقی میں ان میں دماغی توازن اور مقدمات سے صحیح استنتاج کی اہلیت کھو بیٹھے ہیں وہ ابھی تک اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکے کہ مذاہب کی تعلیم اور پیروان مذاہب کا فہم وعمل دو مختلف چیزیں ہیں ایسی حالت میں حقیقت اسلام کو تو وہ کیا خاک سمجھیں گے۔ *

* ہمارے خیال میں ان تہذیب زدہ نوجوانوں کا بھی چنداں قصور نہیں کیونکہ اول تو متکبرین علماء نے اپنی فرقہ بندی کی ہنگامہ آرائی کی وجہ سے عوام الناس کو اسلام کی حقیقت تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہی نہیں رکھا [illegible]

سرمایہ داری اور کمیونزم

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی

(گذشتہ سے پیوستہ)

بالشویزم

جب سنہ ۱۹۰۳ء میں بمقام لندن ڈیموکریٹک پارٹی کی دوسری کانگرس ہوئی تو اس کانگریس میں دو پارٹیاں ہو گئیں ایک سوشل اصلاحات کی حامی تھی اور ایک انقلابی پروگرام کی معتقد تھی چونکہ اصلاحات پر یقین رکھنے والے تعداد میں کم تھے اسلئے یہ منشویک یعنی اقلیت والے کہلانے لگے اور انقلابی پروگرام کے موید زیادہ تھے اس لئے وہ بالشویک یعنی اکثریت والے مشہور ہوئے۔ سنہ ۱۹۱۲ء کے بعد ان دونوں جماعتوں کے علیحدہ علیحدہ اجلاس ہونے لگے لیکن دس سال کے اندر ہی اندر بالشویک گروہ غالب آگیا اور منشویک جماعت کا خاتمہ ہو گیا۔

انقلابی پارٹی شروع سے کمیونزم کی قائل تھی اور اس وقت کی موجودہ جمہوریت کو سوویٹ سسٹم سے بدلنا چاہتی تھی اور اس کی خواہش تھی کہ مرکزی حکومت صرف مزدوروں اور غریبوں کے ہاتھ ہو اور ملک کے نظم و نسق میں سوائے غریب طبقہ کے کوئی جماعت شامل نہ ہو اس پارٹی کے خیالات بالشویزم کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔

۸ر نومبر کو مملکت روس کی عنان حکومت بالشویک جماعت کے ہاتھ آئی جس نے کمیونزم کے اصولوں پر فوری عملدرآمد شروع کر دیا اور اس جدید جماعت کا صدر لینن مقرر ہوا جس کا سب سے پہلا اعلان یہ تھا۔

(۱) ملک کی کل اراضی کاشتکاروں کی ملکیت ہے اور وہ لگان وغیرہ کی قید سے آزاد ہو کر اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔

(۲) مزدوروں اور کاریگروں کے لئے صرف آٹھ گھنٹہ کا دن مقرر کیا گیا تمام فیکٹریوں کا کل انتظام "کونسل آف پبلک اکانومی" کی زیر نگرانی مزدوروں کے سپرد کر دیا گیا۔

(۳) روسا اور معززین کو جو خطابات دیئے گئے تھے وہ منسوخ کر دیئے گئے

(۴) رائے دینے کا حق صرف انہیں لوگوں کو عطا ہوا جو محنت و مزدوری کرتے تھے

(۵) مزدور پیشہ جماعت کو مسلح رہنے کا حکم دیا گیا اور سرمایہ داروں کو ہتھیار رکھنے کی ممانعت کر دی گئی۔

(۶) سابق حکومت کے جملہ ناٹ منسوخ کر دیئے گئے۔

(۷) اور تمام ملکی انتظام سوویٹس کی ایک منتخب شدہ جماعت کے سپرد کر دیا گیا۔

علاوہ ازیں جوار کے لئے غلہ کی تجارت ممنوع قرار دیدی گئی ہر شخص کو اس کی محنت کے اندازہ سے غلہ مہیا کیا جاتا تھا۔ کاشتکاروں کی ذاتی ضروریات سے جتنا غلہ بچتا تھا وہ حکومت لے لیتی تھی۔

کمیونزم تجربہ کی کسوٹی پر

یہ تھا کمیونزم کا خاکہ جس کا غلغلہ سرمایہ داروں کو پیغام موت سنا رہا ہے اور جس کے مقابلہ کے لئے دول یورپ متحد ہو رہے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کمیونزم جو دنیا کو پیغام امن اور فارغ البالی دے رہا ہے اور دکھی دنیا کو نجات کی بشارت سنا رہا ہے کیا واقعی اس کے اصول ایسے ہی ہیں اور کیا واقعی وہ کمزوروں اور مظلوموں کو ظالموں سے نجات دلا سکتا ہے اس کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں بلکہ خود روس کے حالات اس بات کا ثبوت ہیں کہ کمیونزم کے اصولوں کا پورے طور پر نفاذ ناممکن العمل ہے اور خود روس میں یہ تحریک ناکام رہی ہے جس کا ثبوت حسب ذیل حالات و شواہد ہیں۔

جنگ عظیم کے اختتام پر جب سوویٹ حکومت نے پورے طور پر ان اصولوں پر کاربند ہونا چاہا تو اس کی لفاذ ناممکن نظر آیا اور ان اصولوں میں کچھ نرمی برتنے کی سخت ضرورت لاحق ہوئی چنانچہ ۸ر مارچ سنہ ۱۹۲۱ء کو کمیونسٹ پارٹی کا دسواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں حسب ذیل تجاویز پاس کی گئیں۔

(۱) کاشتکاروں سے فاضل غلہ لینا ترک کر دیا جائے اور اس کے بجائے ان پر ایک ٹیکس عائد کیا جائے۔

(۲) غلہ کی تجارت کی آزادی دیدی جائے۔ البتہ حکومت کو جس قدر غلہ کی ضرورت ہو زمینداروں سے خرید لے۔

(۳) انفرادی اولوالعزمی جب کو لٹایا جاتا تھا اس کے حق کو تسلیم کیا گیا اور فری ٹریڈ یعنی آزادانہ تجارت جائز کر دی گئی جس کا کمیونسٹ تمسخر اڑایا کرتے تھے۔

الغرض انفرادی اولوالعزمی۔ انفرادی املاک اور آزاد تجارت کے معاملہ میں کمیونزم کو خود روس میں سب سے بڑی شکست حاصل ہوئی کیونکہ یہی تین چیزیں اسکی جان تھیں جن کے بغیر کمیونزم محض ایک ڈھکوسلہ رہ جاتا ہے۔

کمیونزم کی کشتی اختلافات کے بھنور میں

اگر اس کے اصولوں پر عملدرآمد ہوگا ممکن ہوتا اور اس کے بانی کا دماغی توازن قائم رہتا تو اتنی جلدی اس کے حامیوں میں اختلافات رونما نہ ہوتے اور آپس کی خانہ جنگیوں کا سامنا نہ ہوتا۔ اسٹالن اور ٹراٹسکی کے اختلافات مشہور عالم ہیں سنہ ۱۹۲۱ء کی نئی اقتصادی پالیسی زراعتی قوانین مشترکہ ملکیت پر نظر ثانی۔ امیر کاشتکاروں کو مشترکہ فارموں کے ممبر ہونے کے حقوق سے علیحدگی کمیونسٹ انٹرنیشنل کی خارجی پالیسی اور دیگر امور میں کمیونسٹوں میں سخت اختلاف برپا ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روس کی دسویں سالگرہ کے بعد حالات اس قدر بگڑ گئے کہ دوسرے ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں کے بھی دو دو فریق ہو گئے پارٹی بازی کا بازار گرم ہو گیا اور ٹراٹسکی کے حامی جو بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے علیحدہ کئے گئے اور ان کو جلاوطن کر دیا گیا اور بیچارہ ٹراٹسکی ترکستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں کی رہائش پر مجبور ہو گیا۔

جلاوطن ہو کر بھی ٹراٹسکی خاموش نہیں رہا بلکہ اسکے اپنے حامیوں کو تاکید کی کہ وہ کمیونسٹ پارٹی کے خلاف اپنی مخالفانہ جدوجہد سرگرمی سے جاری رکھیں۔

سوویٹ سسٹم

روس میں آجکل سلطنت کا انتظام سوویٹ سسٹم پر قائم ہے روسی زبان میں سوویٹ کونسل کو کہتے ہیں روس اگرچہ حکومت

کی موجودہ صورت [illegible] ہے یعنی ملک کی [illegible] جمہوری طرز حکومت قائم ہے ہر موضع قصبہ اور شہر کی جداگانہ سوویٹ قائم ہے دیہی رقبہ میں ہر سو دو فرد کو ایک ڈیلی گیٹ منتخب کرنے کا حق حاصل ہے ان موضعوں کی سوویٹ کے اوپر ضلع بھر کی سوویٹ کی ایک ولسٹ کانگریس ہوتی ہے جس کے ممبر ماتحت سوویٹس کے منتخب شدہ ڈیلیگیٹ ہوتے ہیں اس کانگریس کا سال بھر میں ایک اجلاس ہوتا ہے جس میں ایک کارکن کمیٹی کا انتخاب عمل میں آتا ہے یہی کمیٹی علاقہ دیہی کی سب سے مقتدر جماعت ہوتی ہے۔

شہری رقبہ میں ہر ہزار باشندوں کو ایک ڈیلیگیٹ منتخب کرنے کا حق حاصل ہے اور موضعوں اور شہروں کی سوویٹس مل کر ایک [illegible] حلقہ کی سوویٹ [illegible] کا انتخاب کرتی ہیں لیکن اس انتخاب میں شہر اور دیہات کی سوویٹوں کے اختیارات میں فرق رکھا گیا ہے شہر کی سوویٹ کو [illegible] اختیار ہوتا ہے کہ وہ ہر [illegible] ایک کے حساب سے ڈیلی گیٹ بھیج سکتی ہے لیکن دیہات میں [illegible] ایک ڈیلی گیٹ بھیجنے کا حق ہوتا ہے [illegible] کانگریس [illegible] ایک اگزیکٹیو کمیٹی منتخب کرتی ہے جو اس حلقہ کی [illegible] ہوتی ہے ان علاقوں کی کانگریس شہر کی سوویٹوں کے ساتھ مل کر [illegible] سوویٹ کا انتخاب کرتی ہے [illegible] یہاں بھی شہر والوں کو حق حاصل ہے [illegible] ڈیلیگیٹ کا انتخاب کرتے ہیں لیکن حلقوں کی کانگریس [illegible] دس ہزار آبادی پر صرف ایک نمائندہ بھیجنے کا اختیار ہے۔ گورنمنٹ اور کانگریس [illegible] سوویٹس کے ساتھ مل کر [illegible] کی مجلس عامہ اور مملکت روس کی [illegible] کا انتخاب کرتی ہے [illegible] پر بھی شہر والوں کے ساتھ رعایت کی جاتی ہے لیکن [illegible] حقوق حاصل ہیں جن کی وجہ سے شہر کی مزدور [illegible] آبادی کو [illegible] زیادہ [illegible] کر دیتے لیکن اس کے ساتھ ہی کاشتکاروں کو بھی پوری آزادی حاصل ہے کہ وہ جس طرح چاہیں اپنے موضع کا انتظام کریں۔

ملک کے ہر محنت و مشقت کرنیوالے کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت [illegible] بشرطیکہ اس کی عمر اٹھارہ سال سے کم نہ ہو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے لیکن وہ لوگ جو اجرت پر [illegible] محنت کراتے ہیں یا کسی مذہبی عہدے پر مامور ہیں یا سود خواری پر زندگی [illegible] یا روس کے سابق شاہی خاندان کے رکن ہیں اور بادشاہی حکومت کے زمانہ [illegible] پولیس وغیرہ میں ملازم رہ چکے ہیں ووٹ دینے کے حق سے محروم کر دیے گئے ہیں۔

کمیونسٹ پارٹی فقط روس میں سوویٹ حکومت قائم کرنے سے مطمئن نہیں ہے بلکہ اس کی خواہش بین الاقوامی انقلاب پیدا کرنے کی ہے اسی غرض سے ۱۹۱۹ء میں "بین الاقوامی کمیونسٹ" نامی مجلس کا افتتاح کیا گیا تھا جس کی وجہ سے تمام دنیا [illegible] یورپ میں بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔

روس کا معاشری نظام

انسان کی زندگی خوش باشی، فارغ البالی اور عیش و آرام کا انحصار معاشری زندگی یا خاندان پر ہے اگر کسی ملک کی معاشری زندگی اچھی ہے عیوب سے پاک ہے اور خاندانی جذبات و تعلقات فطری قوانین کی حدود سے متجاوز نہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی معاشری زندگی اچھی ہے اور اگر اس کے خلاف ہے تو یقیناً حیوانی زندگی ہے۔

معاشری زندگی ہی کسی قوم کا معیار تہذیب قرار دیا جا سکتا ہے انسان کی [illegible] شادی یا نکاح [illegible] پر ہے [illegible] کی حو [illegible] شوہر [illegible] کا حق ہے اب ان کی [illegible] صرف بیوی اور بچے [illegible] ہوتی ہے [illegible] اگر گھر با [illegible] نہیں تو دنیا میں کچھ بھی نہیں۔

روس کے اندر خانگی تعلقات کو فنا کر دیا گیا ہے اور یہ اصول قرار دیا گیا ہے کہ خاندان کے مفہوم کو دنیا کے خیال سے محو کر دیا جائے [illegible] خلاف [illegible] بیان کیے [illegible] حیوانوں سے بدتر زندگی ہے۔

روس میں مناکحت ایک مذہبی رسم کی حیثیت سے مٹ چکی ہے اور [illegible] [illegible] آزاد ہوتے [illegible] قائم رہتا ہے اور جب [illegible] ایک دوسرے کو چھوڑ [illegible] [illegible]

عورت اور مرد کے تعلق [illegible] آزادی کا [illegible] [illegible]

یہ رشتہ [illegible] معاشری [illegible] کا ایک [illegible] [illegible] اور تہذیب کا بالکل ہی خاتمہ [illegible]

کمیونزم پر ایک سرسری نظر

[illegible] ظہور پذیر ہوا تھا اور دنیا کی [illegible] [illegible] میں آیا تھا لیکن اگر یہ تحریک افراط تفریط سے پاک رہتی اور لامذہبیت کی [illegible] نہ پہنچتی تو بیشک دنیا کے لئے امن و شانتی کا باعث ہوتی اور عام خلعت قبولیت سے سرفراز ہوتی مگر فطری قوانین کی تنسیخ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے مضر اثرات دن بدن نمایاں ہو رہے ہیں اور اپنی لامذہبیت کی وجہ سے ایک نہ ایک دن یہ تحریک آپ اپنی موت مر جائیگی۔

اس میں شک نہیں کہ بالشویک تحریک اپنے بعض محاسن اور خصوصیات کی

وجہ سے اپنے اندر ایک بے پناہ جاذبیت اور مقناطیسیت رکھتی ہے اور جاذب انظار بنی ہوئی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے عیوب و نقائص سے اس کی خوبیوں کو ایک نظر فریب جامہ پہنا دیا ہے۔ درحقیقت کمیونزم کی حریت و مساوات بدوش ملک نے بہیمیت سے رقص کناں ہے اس گلاب کے پھول کے ساتھ ایک کا نٹا ہے جو فطرت میں چبھتا ہے۔ یہ ایک روشنی ہے مگر ظلمت آمیز اور انسانیت کے لئے ایک تریاق ہے مگر زہر سے بھرے ہوئے۔

اگر کمیونزم کا نصب العین جماعتی تفریق کو مٹانا ہوتا تو دنیا خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتی مگر چونکہ اس کا نقطۂ نظر قدرتی تفریق کو مٹانا ہے اسلئے لائق اعتنا نہیں۔

کمیونزم میں عیوب و نقائص اور خرابیاں کیوں ہیں اس لئے کہ تمدن و معاشرت کی روح یعنی مذہبیت اس میں موجود نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا رجحان بہیمیت کی طرف ہے جو نظام تمدن اور طرز معاشرت اپنے اندر روحانیت نہ رکھتا ہو وہ انسانیت کے لئے زہر ہلاہل ہے اور اس قابل ہے کہ گلدستہ طاق نسیاں بنا دیا جائے۔

بالشوزم مذہبی روایات۔ مقومات و خصوصیات اور تہذیب و اخلاق کے جرہا پر کلہاڑا ہے جسکو قبول کرکے کوئی انسان دائرہ تہذیب و شرافت میں نہیں رہ سکتا اور نہ ہی اپنے فطری جذبات پر قابو رکھ کر اپنے پیدائش کا مقصد پیدا کر سکتا ہے۔ پس جو لوگ بالشویک تحریک پر جان دے رہے ہیں وہ یا تو اسکی حقیقت سے نابلد ہیں اور یا جان بوجھ کر تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔

سلطان محمد تغلق کی مکمل و مفصل سوانح عمری

(مصنفہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

ہندوستان کے مسلمانوں پر وارد ہونے والی مصیبتوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ قومی اتفاق مسلمانوں میں باقی نہیں رہا۔ اولوالعزمی اور بلند خیالی کی جگہ کم ہمتی اور پست خیالی ترقی پذیر ہے مذہب کی طرف سے بے پروائی عام طور پر پائی جاتی ہے مفید و نفع رساں علوم کا چرچا دن بدن کم ہو رہا ہے مالی اقتصادی اعتبار سے دوسری قومیں مسلمانوں کو ہر روز نیچا دکھا رہی ہیں غرضکہ ہر ایک شرافت اور ہر ایک فضیلت مسلمانوں سے رخصت ہو رہی ہے جس کو دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی قوم مہلک امراض میں مبتلا ہو کر زندگی سے دور اور مرگ سے قریب ہوتی جاتی ہے مسلمانوں کی ان مہلک بیماریوں کے اسباب میں ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمان اپنی اصلی اور صحیح تاریخ سے قطعاً ناواقف بنا دیئے گئے ہیں سرکاری مدرسوں اور کالجوں میں تاریخ کے نام سے جو چیز طلبا کو پڑھائی جاتی ہے وہ درحقیقت اصل تاریخ سے دور و مہجور رکھنے کا ایک زبردست سامان ہے اور بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کی تعلیم گاہوں کے کمروں میں شکست خوردہ مغلوب بنایا گیا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اپنی تاریخ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی بزرگوں اور پیشروؤں کے اصلی کارناموں اور ان کے اخلاق و معاشرت و تہذیب کی صحیح داستانیں ہی سے آنے والی نسلوں میں عقیدت ہمت اور رفعت حوصلہ کی روح پیدا ہو سکتی ہے حسرت و افسوس کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی اس متاع گرانمایہ یعنی صحیح علم تاریخ سے محروم نظر آتے ہیں۔ اس گمراہی و ظلمت کے طوفان میں مندرجہ عنوان نام کی کتاب کا شائع ہونا ایسا ہے جیسے ریگستان کے سفر میں کسی پیاسے کو ٹھنڈا پانی مل جائے۔ اس کتاب میں سلطان غیاث الدین تغلق سلطان محمد تغلق۔ سلطان فیروز تغلق۔ سلطان محمود تغلق۔ عہد تیمور۔ دولت خاں لودی خضر خاں۔ سید مبارک شاہ۔ سید محمد شاہ۔ سید سلطان علاءالدین وغیرہ کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے سلطان محمد تغلق کی مکمل بمفصل و مستند تاریخ اس کتاب کے سوا کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتی مصنف نے کس قدر محنت و دیدہ ریزی سے کام لیا ہے اس کتاب کا اندازہ کتاب کے دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ اس کتاب میں اس زمانہ کے ہندوستان کی معاشرتی و اخلاقی۔ علمی۔ تمدنی حالت پر خوب ہی روشنی ڈالی گئی ہے مسلمان فرمانرواؤں نے ہندو محکوموں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا؟ یہ ایک نہایت قابل قدر ہندوستان کی تاریخ ہے کوئی بات بلا سند اور بلا حوالہ درج نہیں ہوئی پرانی تاریخوں اور ہم عہد مورخوں کے اصل الفاظ جا بجا نقل کئے گئے ہیں جو کہ جا بجا نہایت بصیرت افروز کیا گیا ہے نہایت اچھے سفید چکنے کاغذ پر $\frac{20 \times 26}{8}$ تقطیع پر چھپی ہے صفحات دو سو کے قریب ہیں

قیمت ڈیڑھ روپیہ ۸ر محصولڈاک۔

پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

ایک ہندو خاندان کا

قبول اسلام

تبلیغی مقاصد کے لئے بہترین فسانہ

ساوتری

ایک نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز افسانہ ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک جودھپور کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور شرک و کفر کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کر کے اور باوجودیکہ لوہے سے داغ دیئے جانے کے اور بیدوں سے مارے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور بہت سے معارف اعظم گڑھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں۔

ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور اس کی ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴ر فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائیں گی اور محصولڈاک اپنی طرف سے لگایا جائے گا۔ صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

اور یوں ایک کتاب کے خریدار کے لئے قیمت مجلد آٹھ آنے ہے (۸ر) محصول ڈاک ۳ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

ہندوستان میں اختلاف اوضاع

اور اتحاد اقوام کا قومی امکان

(ترجمہ از ماڈرن ریویو)

ولیم آرچر اپنی کتاب "ہندوستان اور مستقبل" میں بالکل واضح طور پر کہتا ہے کہ ہندوستان کا اتحاد یقینی ہے۔

لارڈ رونلڈشے کا ایک مقولہ ہے جو ہندوستان ریویو میں شایع ہو چکا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔

"جس طرح عیسائیت نے قرون وسطیٰ میں یہ کوشش کی کہ مغربی یورپ کے لئے ایک مشترک تہذیب پیدا کر دے تاکہ مختلف قومیں اور مذاہب ایک ہی دولت میں منسلک ہو جائیں اسی طرح ہندومت نے صدیوں تک ہندوستان کے لئے ایک مشترکہ تہذیب مہیا کی اور یہی چیز اب بھی براعظم ہند کو ایک سیاسی یونٹ بنا رہی ہے باوجود اسکے کہ ہزاروں امتیازی عناصر موجود ہیں ہندومت معہ بدھ مت دامن ہمالیہ سے دامن ساحل تک ایک ملک بنا سکا اور انتہائی حدود ہند تک پہنچ گیا"

اسلام جو ہندوستان میں بہت بعد کو آیا بعض اوقات قوت منقسمہ کہلاتا ہے اگر بعض پہلوؤں سے یہ درست بھی ہو تب بھی وسیع طریقے میں اور زیادہ فراخ پہلو کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بھی متحد کرنے والا ہوا یہی ایک حقیقت ہے کہ وہ ہندوستان کے ہر حصے میں پہنچ گیا تمام حصوں کو ایک غرض مشترک پہنچانے کی باعث ہوئی اور سب کو ایک ہی رشتے میں منسلک کرنے کی وجہ ہندو مت اور بدھ مت کی طرح یہ بھی تمام ہندوستان کا ایک مذہب ہو گیا اور سرزمین ہند کے انتہائی حصص کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر دنیا میں کوئی حقیقی قوم ہے ایک ایسی قوم جس کا اتحاد یقینی قدیم اور گہرا یعنی ہزاروں سال کی خلط ملط کا کہ وہ بنی نوع انسان کی ذہنی اور اخلاقی جامع کا ایک جزو بن گئی ہو تو وہ قوم ہندوستانی قوم ہے ہندوستان کی حقیقی قومیت کے سامنے امریکہ اور یورپ کی قومیتیں سطحی اور عارضی ہیں ہندوستان کا اتحاد ہی بوقلموں پر موقوف ہے بہت سے اختلافی اجزائے ترکیبی اس کے اندر شامل ہیں۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے اس نظریہ کو کس خوبصورتی سے اپنی نظم میں قائم کیا ہے:۔

"چونکہ ہم زیادہ ہیں اس لئے اور بھی زیادہ ایک ہیں
ہم نے ایک مشترکہ محبت کے لئے جگہ بنا لی ہے
اور ہم نے اپنی اختلافی دنیا میں عام برادری قائم
کر لی ہے ہماری یکسانیت ایک ایسی خوبصورت زندگی کے راز
کھولتی ہے جو ہر قوم کی زندگی سے زیادہ گہری ہے۔
جس طرح ایک پہاڑ کی چوٹی صبح کی سنہری اٹھتی ہوئی دھوپ
میں سلسلہ کوہ کے اتحاد کا پتہ دیتی ہے کہ وہ خود سربفلک اور بلند
چوٹیوں کا ایک جزو ہے جو ان سلسلہ طویل و دراز کے رشتے میں گرہیں
باندھے ہوئے ہیں۔"

ہماری ایک عیسوی بہن نے جس کی زندگی علائق دنیاوی سے بے نیاز تھی اور خدمت خلق کو اپنا نصب العین زندگی بنا چکی تھی انہوں نے ماڈرن ریویو میں ایک طویل مضمون اوضاع ہندی پر تحریر فرمایا ہے جس کے بعض اہم اقتباسات ذیل ہیں

"واقعہ یہ ہے کہ ایک غیر ملکی آنکھ ہی ہندوستانی ہیئت اتحاد کے عجائبات دیکھ سکتی ہے غالباً انگریزوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ ہماری متحدیت کس قدر عظیم المرتبہ ہے لیکن ہم عموماً آگاہ ہی نہیں کہ ہمارے اندر اتحاد ہے اگر ہم خود اپنے معاملات سلجھائیں اور ہر بحیثیت ایک فرد کے محاصل لگائے جائیں تو یقیناً مفاد بے اندازہ حاصل ہو سکتا ہے اس تخیل کے لحاظ سے ہمیں سب سے پہلے انگریزوں نے ہماری خفیہ اتحاد کو بتایا اور ہم نے اب اس سبق کو یاد کر لیا ہے ہماری آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا ہے اور ہم اب دیکھتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم ایک ہی ہیں وہ ملکی اختلافات جن کو بہت بڑھا چڑھا کر دکھایا جاتا ہے ہماری نظر دل میں ہمارے اتحاد ہی کا باعث بن گئے ہیں اور یہی ہمارے اتحاد کو ثابت کرتے ہیں جس طرح ایک مکمل جسم میں کوئی جسم کا حصہ یا جزو دوسرے کی تکرار نہیں ہوتی لیکن ہر ایک جزو کا کوئی نہ کوئی فرض خدمت ادا کرتا رہتا ہے۔

اسی طرح ہندوستان میں مختلف صوبے ایک دوسرے سے الگ تو ہیں لیکن ہندوستان کی خدمت کا فرض الگ الگ ادا کرتے ہیں اور کسی خدمت میں ایک دوسرے سے رقابت نہیں کرتے مرہٹے بنگالیوں کی خدمت کرتے ہیں اور بنگالی مرہٹوں کی ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ متواضع ہیں پنجابی اور مدراسی دونوں ہندوستان کے کل جسم کے لئے ضروری ہیں چاہے ان کے درمیان کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو یہ ہمارا اختلاف طبعی ہے کہ ہم باہمی ہمدردی کے سلسلے میں ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں اب یہ اختلاف متبادل ہو چکا ہے جو یکسانیت سے پیدا نہیں ہو سکتا تھا جس قدر ایک جسم کم درجے کا ہوتا ہے اسی قدر اجزا کے اندر پیچیدگی اور زیادہ ہوتی ہے اور ہر عضو و جزو میں مخصوص نظر آتا ہے انسان کے جسم میں دو ہاتھ اور دو پیر بھی قطعی یکساں نہیں ہیں قوموں کے اتحاد کے لئے مشترک محل اور مشترک اسباب لازمی ہیں وہ لوگ جو ایک ہی گھر میں ہیں اور مشترک اغراض رکھتے ہیں ضروری نہیں ہے کہ ایک مشترک زبان بولیں یا کسی مشترک عقیدے پر قائم ہوں وہ باہمی ضرورت کو بغیر اس کے بھی محسوس کر سکتے ہیں قومیت اور تاریخ کے اعتراض قطعی مہمل ہوتے ہیں درانحالیکہ ایک جماعت نے ایک قوم ہونے کا فیصلہ کر لیا ہو بہت سی باتیں یاد داشت کے لئے ہوتی ہیں اور بہت سی باتیں بھول جانے کے لئے اور انسان ان امور کی نسبت اپنے عزم سے فیصلہ کر سکتا

[illegible] حصہ [illegible] جبکہ ہندوستان کی طرح ایک کثیر التعداد گروہ ایک عظیم القدر دفتر یا سرمشترک [illegible] ہو اور روایات اجتماعی [illegible] تو یہ چیزیں خود اس کے لئے ایک [illegible] مشترک [illegible] کر سکتا ہے نہ صرف ہندو [illegible] تمام فرقے بلکہ کل ایشیا کے آدمی ایک مخصوص طریقے میں اظہار خیال کرتے ہیں اگر یورپ والوں کے لئے ایک ذریعہ راحت ہے سکون [illegible] ایشیائیوں کے لئے ایک مقدس رزیور [illegible] لوگ [illegible] ایک [illegible] یوسف کی [illegible] کرتا ہے لیکن ایشیائیوں کے لئے یہی زندگی کا نقطہ [illegible] ایشیائی [illegible] دلی [illegible] تخیلات کے سبب پراسرار ہو گئی ہے جس کے اندر روحانیت کا [illegible] ہندو اور مسلمان دونوں [illegible] ایشیائی طور پر یک [illegible] ہیں۔

[illegible] یہ فرض کر لیجئے کہ ہندوستان میں اتحاد نہیں ہے [illegible] عناصر مختلف [illegible] ہے لیکن کوئی یہ تو بتائے کہ اس سے کیسے یہ ثابت ہو [illegible] عنصر کا اضافہ [illegible] ہندوستان [illegible] ممکن ہے کہ [illegible] دلیل [illegible] کہ تمام ملکی مختلف عناصر [illegible] طاقت کا [illegible] ہے۔ سائمن صاحب کی رپورٹ اس [illegible] میں عجیب رائے پیش کرتی ہے [illegible] اور آبادی کی [illegible] کثرت [illegible] زبانوں کے [illegible] کا اضافہ کر دیا [illegible] اور [illegible] کے ساتھ ایک [illegible] صورت کی زیادتی ہو جاتی ہے ہندوستان کے حق [illegible] کرنے کے لئے اس قسم کے عذرات [illegible] جاتے ہیں [illegible] اعتراضات کا جواب دیا بہت ضروری [illegible] میں ہندوستان سے زیادہ آبادی ہے اور ہندوستان سے بڑا رقبہ ہے [illegible] بہت سے مذاہب ہیں اسلام خاص تعداد [illegible] بعض کے نزدیک [illegible] کے [illegible] کروڑ اور [illegible] میں ۸ کروڑ مسلمان [illegible] کے اندر [illegible] سوویٹ روس ایک [illegible] موجود ہے اور ہندوستان سے بہت بڑی ہے یہاں بھی مذہبی اختلاف کافی موجود ہے۔ چنانچہ [illegible] مشہور اخبار [illegible] میں تحریر فرماتے ہیں:۔

روس کی آبادی میں [illegible] مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور [illegible] مختلف جمہوریتوں میں تقسیم [illegible] ایک مرکزی سیاست میں رضامندی کے ساتھ منسلک ہیں بعض لوگ یہاں بھی ابتدائی دور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور آج بھی [illegible] کے پرانے تہذیب لوگوں سے زیادہ غیر مہذب اور وحشی ہیں۔ بعض قومیں ایسی بھی ہیں جن کی زبانیں اب تحریر میں آئی ہیں ہر [illegible] جمہوریت [illegible] ہر ایک ان میں سے اپنی آزاد سلطنت رکھتی ہے اپنی زبان رکھتے ہیں اور اپنی تہذیب مختلف رکھتے ہیں لیکن وہ سوویٹ یونین کا ویسا ہی حصہ ہیں جس طرح ہماری امریکہ [illegible] آزاد ریاستیں ہیں سوویٹ یونین دنیا کا سب سے [illegible] کے لحاظ سے ہے اور وہ آج تاریخ [illegible] ایک معاشرتی تجربہ میں مشغول ہے اس کا رقبہ ریاستہائے متحدہ امریکہ سے دوگنا ہے اور [illegible] یورپ کے تمام ممالک سے مل کر بھی دوگنا ہے [illegible] کے آباد رقبے کا [illegible] رقبہ روس کے اندر محدود ہے اگر صرف [illegible] پانی کے قدرتی ذرائع اور [illegible] کو قابل استفادہ بنا لیا جائے تو وہ اپنے اندر دنیا کی آبادی کو

[illegible] سکتی ہے اور [illegible] آبادی زمین کے [illegible] کو حاصل ہو۔

اگرچہ بعض انگریز مؤلف اور مصنف یورپ امریکہ اور دیگر ملکوں کی ملکی وادی [illegible] ریاستہائے متحدہ کو لیجئے رقبے میں ہندوستان سے بڑی اور آبادی میں کم اس کے اندر ہندوستان سے [illegible] زبانیں اور [illegible] اس کے اندر امریکہ کے ہر حصے کے آدمی اور یورپ کی [illegible] ان [illegible] میں نہ صرف یہ بلکہ افریقہ اور ایشیا کے اکثر حصوں کے آدمی بھی یہاں موجود ہیں ان کی زبانوں کو اگر گنا جائے تو معلوم ہو اور ریڈ انڈین کے تقریباً [illegible] کی [illegible] یہاں [illegible] اسی طرح مذہبی حیثیت سے کافی اختلاف موجود ہے صرف [illegible] امریکہ کے شہر [illegible] کے اندر ۵۰ زبانیں بولی جاتی ہیں۔

کناڈا کو دیکھئے یہ بھی ہندوستان سے رقبے میں بہت بڑا ہے اس کی آبادی ۹۰ لاکھ کے قریب ہے اور ہندوستان ۳۲ کروڑ کے قریب لیکن ۹۰ لاکھ میں تقریباً ۴۰ زبانیں بولی جاتی ہیں اور ۹۰ قسم کے مذہب موجود ہیں۔

جزائر فلپائن میں ہندوستان کے مقابلہ میں حکومت خود اختیاری کا نظام زیادہ بہتر ہے ان جزائر کی آبادی تقریباً ایک کروڑ کی ہے ان کے اندر ۸۷ زبانیں بولی جاتی ہیں اور [illegible] کے لحاظ سے کل آبادی تقریباً ۴۳ گروہوں میں منقسم ہے اگر ایک کروڑ انسان جو ۸۷ زبانیں بولتے ہیں حکومت خود اختیاری سے محروم نہیں کئے جا سکتے تو ۳۲ کروڑ انسان [illegible] محال وہ ۲۲۲ زبانیں بھی بولیں [illegible] اس نظریہ کے ماتحت حکومت خود اختیاری سے محروم کئے جا سکتے ہیں [illegible] ۲۲۲ زبانیں ہندوستان میں بولی جاتی ہیں۔

جزائر فلپائن میں [illegible] حیثیت سے بھی خاصہ اختلاف موجود ہے۔

[illegible] کی مردم شماری کے مطابق ہندوستانی زبانوں کی تعداد [illegible] تھی اور [illegible] میں یہ تعداد ۲۲۲ ہو گئی ہر ملک میں چھوٹی چھوٹی زبانیں اور خصوصاً وہ جو تحریر میں نہیں آتیں مٹ رہی ہیں اور ہندوستان میں بھی جن زبانوں کو زبان کی حیثیت سے [illegible] جا سکتا ہے وہ ایک درجن سے زیادہ نہیں ایک عام زبان ہندوستانی ہے جو سنسکرت عربی فارسی اور دیسی بھاشاؤں سے بنی ہے تمام ہندوستان میں سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

صرف [illegible] کے ہم [illegible] انسان ہندوستانی بھاشا کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے مذہبی جماعتوں کی تعداد مردم شماری کے لحاظ سے ذیل کے مذاہب پر مشتمل ہے ہندو جن میں برہمن، آریہ سماج اور برہمو سماج والے شامل ہیں سکھ، جین، بدھ، پارسی زرتشتی، مسلمان، عیسائی، یہودی، ملاحدہ اور چھوٹے مذاہب ہیں بعض ایسی جماعتیں جن کا مذہب کچھ نہیں دیا گیا گویا اس سے یہ ظاہر ہوا کہ زبان اور مذاہب کی کثرت کے لحاظ سے ہندوستان اتنا بھی نہیں جتنا کہ روسی ریاستہائے متحدہ امریکہ کناڈا وغیرہ ہیں اور اگر ہندوستان بفرض محال اس لئے حکومت کے قابل نہیں ہے کہ اس کے اندر مختلف مذاہب اور مختلف زبان بولنے والے لوگ ہیں تو پھر برطانیہ کیونکر ہندوستان میں حکومت کرنے کے قابل ہو جو ایک ہی زبان ہندوستان کی نہیں بول سکتی یہ دوسری چیز ہے کہ اس میں ہندوستان کو محکوم رکھنے کی قابلیت موجود ہے۔

ہندوستان کے لئے مخصوص چیز ذات پات ہے لفظاً یہ چیز موجود ہے لیکن حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں کیا یہ بات ملحوظ خاطر رکھنے کی نہیں ہے

کہ جنوبی افریقہ میں حبشی، ایشیائی اور دوسری رنگین اقوام کے لوگ ہندوستان کی اقوام سے زیادہ بدتر برتاؤ کے مستحق ہیں لیکن وہ حکومت خود اختیاری کا اہل سمجھا گیا اور اس کو کامل آزادی درجہ نوآبادیات میں حاصل ہے کیا ہندوستان کے اچھوت ان حبشیوں سے زیادہ خراب و خستہ حالت میں ہیں جو امریکہ کے اندر آباد ہیں اور ان کے ساتھ بہت سے طریقوں سے بدترین برتاؤ کیا جاتا ہے اسی کے ساتھ ہندوستان میں ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی ہے جو ذات پات کے بندھنوں کو توڑ رہی ہے اگر برطانیہ عظمیٰ اور امریکہ کی ذات پات کو یہاں اجمالاً بیان کیا جائے تو کچھ غیر موزوں نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں ملک بذاتہ آزاد اور خطرات میں اور زبردست قیصریت کے مالک ہیں چنانچہ خود ایک امریکن کی زبانی ذات پات کی داستان سنئے لیجئے مسٹر سڈنی بروکس نارتھ امریکن ریویو اخبار میں لکھتے ہیں :-

"برطانی ڈھانچہ کی روح ذات کی تقسیم پر منحصر ہے یہ ذات کی تقسیم ہی تھی جس نے مغربی لندن بنایا اور اسی کو آج حکمرانی کا مرکز بنا لیا گیا ہے یہ ذات پات ہی تھی جس نے برطانوی مستبدین کو ہر وزارت سے الگ مناسب محفوظ کرانے پر مجبور کیا اور جن کے خطابات کا محدود دائرہ صرف اعلیٰ پیدائش، طور طریقے اور عمرانی حیثیت تک محدود تھا اور ہے انگلستان ایسا ملک ہے جہاں ایک انسان جو معمولی اسباب کے اندر پیدا ہوا ہے معمولی موت مرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور اس کی زندگی کا نام راستہ اسی حد تک محدود کر دیا جاتا ہے جس حد تک کہ اس کی عمرانی اور شہری حیثیت اجازت دیتی ہے اور اس کی آفرینش کے اسباب ہی اس کے لئے شاہراہ حیات معین کر دیتے ہیں اور اسی حد کے اندر رہ کر وہ بہت سی منازل حیات میں پیچھے رہ جاتا ہے اور روایات و رسمیات کے بارے ایسا دب جاتا ہے کہ اس کے قوائے ترقی مضمحل ہو جاتے ہیں اور بہتر حیثیت اور برائی معاشرت کے عارضی ارتباط مراسم کے اندر مقید ہو کر رہ جاتا ہے۔ تجارت اور پیشہ یہی تقسیم رکھتے ہیں بعض تجارتیں کم درجے کی اور بعض اعلیٰ بعض پیشے کم درجے کے اور بعض بلند درجے کے کوئی ایک فرد برطانوی بھی ایسا نہ ہوگا جو دوسرے فرد کو محض سوشل حیثیت کی وجہ سے حقارت سے نہ دیکھتا ہو اور اس کی یہ حرکت رعایت مدنی کہلانے کی مستحق ہوتی ہے۔"

ہمارے بعض ہندوستانیوں کو ایک آدھ ہوٹل میں اس لئے جگہ نہیں ملی کہ وہ ہندوستانی اور ایشیائی تھے۔ رنگ و روغن ہی اس امتیاز کی وجہ نہیں بلکہ ذیل کے واقعہ سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ انگلستان میں ذات پات کا کس قدر جنون موجود ہے چنانچہ رسالہ جیوش ورلڈ دہلی نے یہود سنے چند سال کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے شدید اعتراض اس امر پر کیا تھا کہ سر جنٹ آئینسی اسمتھ دی سی کو اس لئے ایک جگہ ہوٹل میں نہیں دی گئی تھی کہ وہ ایک یہودی ہیرو تھا۔

امریکہ میں ذات پات کی تمیز کا ثبوت لٹریری ڈائجسٹ مشہور رسالہ کے اقتباس سے مل جائے گا رسالہ مذکور لکھتا ہے :-

"نیو اورلیان کے اخبار ٹائمز پیکون نے تحریر کیا ہے کہ قوموں کی علیحدگی یا بیگانگی جو جنوبی حصہ میں کثرت سے رائج ہے اور گاڑیوں کشتیوں اور ادارہ جات عامہ میں دیکھی جاتی ہے کسی فرد واحد کو نقصان نہیں پہنچاتی اور یقیناً اس نے اقوام مستقلہ کے اندر تصادم کو روک دیا ہے اور اب سے پہلے اس قسم کا خلط ملط بہت سے شدید اجتماعی فسادات کا سبب بن چکا ہے" چنانچہ امریکہ میں اب بھی یہودیوں اور کیتھولک فرقے کے خلاف فسادات ہوتے رہتے ہیں اور چند سال گذرے کہ اخبارات میں اس قسم کے فسادات کی خبریں امریکہ اور انگلستان کی شائع ہوتی تھیں لیکن یہ قیصریت نواز اس قسم کی دلیلیں سننے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ جن جرائم کا وہ ہندوستان کو گنہگار بناتے ہیں خود بھی انہی کے اندر مبتلا ہیں۔ لٹریری ڈائجسٹ لکھتا ہے :-

"یہ قانون ان بلاکوں میں حبشیوں کے رہنے کی اجازت نہیں دیتا جن کے اندر ۷۵ فیصدی سفید اقوام کے لوگ آباد ہیں اور نہ گرجاؤں میں نہ ایوانات رقص میں نہ مدرسوں میں اور نہ تھیٹروں میں ان حبشیوں کو اجازت ہوتی ہے جس کے اندر سفید اقوام کے لوگ جاتے ہیں"

اخبار امریکن جرنل آف سوشیالوجی لکھتا ہے :-

"۲۰ جدید امریکی ریاستوں کا نظام حبشی اور سفید رنگ کے درمیان شادی بیاہ کی اجازت نہیں دیتا ۶ ریاستیں ایسی ہیں جہاں قانوناً حبشی اور سفید رنگ کے درمیان مناکحت ممنوع قرار دیدی گئی ہے اور لطف یہ ہے کہ اس کے لئے سخت انگیز سزائیں بھی ہیں اور اس شادی کا اثر وراثت پر بھی پڑتا ہے اور اولاد پر بھی جن کا کوئی حق شہریت نہیں ہوتا"

کیا اس کے بعد یہ تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ سیلف گورنمنٹ کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز نہیں جو ایک مختلف نوآبادیات ملک میں اتحاد و یگانگت پیدا کر سکے اور اس کی مثال امریکہ ہی سے ملتی ہے جس کی حالت جنگ آزادی سے پہلے ہندوستان کی طرح تھی جیسا کہ مسٹر برنیبی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے جس نے ۱۷۵۹ء و ۱۷۶۰ء میں شمالی امریکہ میں سفر کیا تھا جبکہ وہ برطانوی قیصریت کے تحت تھا وہ لکھتا ہے :-

"آگ اور پانی اس قدر مخالف و معاند نہیں جس طرح کہ شمالی امریکہ کی مختلف نوآبادیاں ہیں اور جو حسد اور منافرت یہ آپس میں رکھتی ہیں کہیں نہیں پائی جاتی یہاں تک کہ ان نوآبادیوں کی حد بندی کا ہی مسئلہ مقدمہ بازی کی وجہ بنی ہوئی ہے منحصر یہ ہے کہ کردار انفرادی طور طریقہ مذہب عقیدہ اغراض و مقاصد ہر نوآبادی کے اس قدر مختلف اور الگ ہیں کہ مجھے بے ساختہ انسانی دماغ کا ایک وسیع علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً ایک زبردست سول جنگ چھڑ جائے اور تمام براعظم میں آگ لگ جائے اور درحالیکہ سفید اقوام آپس میں لڑ رہی ہوں گی سرخ انڈین اور حبشی موقع کی تاک میں رہیں گے اور سفید اقوام کو نکال باہر کر دیں گے" لیکن یہ پیشنگوئی پوری نہ ہوئی کیونکہ حکومت خود اختیاری نے بہت جلد اس منافرت کو ختم کر دیا چنانچہ مسٹر اوٹس ایک امریکی محب وطن ۱۷۶۵ء میں تحریر کرتا ہے کہ "اگر ان نوآبادیوں کو کامل اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو امریکہ خون و غارت کا ایک دفتر بن جائے اور جب تک کہ باہمی جھگڑے طے ہوں تمام ملک ابتری و فساد کا گہوارہ بن جائے گا" ان تمام رایوں کے باوجود امریکہ میں کوئی ایسا فساد کوئی ایسی خانہ جنگی کوئی خون خرابہ اور کوئی ابتری نہ پھیلی کیوں محض اس لئے کہ اس نے حکومت خود اختیاری حاصل کر لی اور یہ چیز عناصر مفسدہ کو متحد کرنے میں کامیاب ہوئی اور جس وقت ایک بندہ غرض کا قدم درمیان سے اٹھا تمام امریکہ آزاد ہو گئی اور یہ فسادات اور یہ خطرات یکلخت مٹ گئے صرف ان کو ایک جنگ آزادی لڑنا پڑی اسی طرح ہندوستان کے تمام جھگڑے اور جھگڑے تسلیم کرتے ہوئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ کبھی ختم نہ ہوں گے جب تک اس کو حکومت خود اختیاری نہ دی جائے گی

حکومت خود اختیاری ملنے کے بعد ہندوستان سے یہ تمام جھگڑے خود بخود مٹ جائیں گے برطانیہ کی موجودگی ان کو کبھی نہیں مٹا سکتی۔

مسلمانوں کی کشتیٔ حیات دریائے افتراق کے بھنور میں

نفاق پروری کی لعنت

(نوشتہ عبدالمجید خاں)

یہ کیسا جگر خراش اور اندوہناک نظارہ ہے کہ نفاق انگیز سوتوں اور منبعوں سے افتراق و انشقاق کا ایک بحر زخار ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور مسلم قومیت کو بہائے لئے جا رہا ہے جسکے سامنے کوئی بند ٹھہر نہیں سکتا اور کوئی رکاوٹ کارگر نہیں ہوتی جسکی تلاطم خیزی کوہ وقار ہستیوں کو بھی متزلزل کئے دے رہی ہے اور جس کے ریلے امیدوں کی سربفلک عمارتوں کو پیوند زمین کئے دے رہی ہیں۔

یہ نشت اور افتراق ہی کی برکت ہے کہ مسلمانوں کے تحفظ و بقا اور نشوونما و ارتقا کے لئے بڑے بڑے شاندار پروگرام تیار کئے جاتے ہیں مگر عالم خیال سے میدان عمل میں آنے سے پہلے ہی گمنام ہو جاتے ہیں۔ خوابیدہ مسلم کو جگانے کے لئے چیخا اور چلایا جاتا ہے مگر دعوت عمل کی تمام چیخ و پکار کی آوازیں بجائے قلب مسلم میں جاگزیں ہونے کے فضائے آسمانی میں اپنا نشیمن بناتی ہیں ان کی رہنمائی اور بہتری کے لئے کاغذی گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں مگر سنگ راہوں سے ٹھوکریں کھا کر ردی کی ٹوکری میں جا گرتے ہیں اور شاندار اجلاس کئے جاتے ہیں مگر سب دفع الوقتی کے مظاہرے ثابت ہوتے ہیں غرض مسلمانوں کی بوخو بے حسی۔ بے راہ روی ناعاقبت اندیشی غفلت و جمود اور بے عملی کی مایوس کن اور یاس انگیز حالت صرف سلئے ہے کہ فتنۂ افتراق زعیم الہند بننے کی خواہش اور لیڈری کا جذبۂ بے مہار کسی مفید اور ضروری تحریک کو پنپنے نہیں دیتا اور نفس پرست لیڈر خود پرستی کی قربانگاہ پر قومی مفاد قربان کر دیتے ہیں ؎

ہر بات میں غصہ ہے ہر قول میں خودداری　　ہر بار ہے منہ زوری ہر وقت دل آزاری

خود اپنی پرستش ہے دنیا سے ہے بیزاری　　قوموں کے مسیحا کیسی ہے یہ بیماری

اک گونہ غرضمندی جنون سے پرستی ہے

یہ لیڈری ہے بابا یا نفس پرستی ہے

مسلمانوں کی تفرقہ اندازانہ ذہنیت اور تخریبانہ حرکت کا یہ ماتم کچھ نیا نہیں بلکہ یہ مرثیہ کچھ ایسا ہر دلعزیز اور مرغوب ہے کہ کوئی تحریر و تقریر کوئی جلسہ کوئی کتاب اور کوئی مضمون ایسا نہیں جس میں مسلمانوں کے انتشار و انشقاق کا ماتم نہ کیا جاتا ہو لیکن باوجود اس قدر جدوجہد کے اور اس قدر چیخ و پکار اور بھاگ دوڑ کے کامیابی اور اثر پذیری کے کوئی آثار نمایاں نہیں بلکہ جذبۂ افتراق ترقی پذیر ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ہر شخص اس پراگندگی کو برا سمجھتا ہے اور ہر ہمدرد قوم اس وبائے عام سے قوم کو نجات دلانا چاہتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ تمام کوششیں بیکار ثابت ہوتی ہیں بلکہ خود مصلحین اور زعمائے ملت ہی نفاق کی رو میں بہ رہے ہیں اور اپنی باہم آویزی سے قوم کی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔

مجھے اس تلخ حقیقت کے اظہار پر مجبور سمجھا جائے اور معاف کیا جائے اگر میں یہ عرض کرنے کی جرأت کروں کہ درحقیقت نیتوں میں خلوص نہیں قومی مفاد کا پاس و احترام نہیں اور صحیح معنوں میں ہمدردان ملت اور بہی خواہ قوم کی کمی ہے آج جو ملک میں سینکڑوں انجمنیں نظر آتی ہیں اور آئے دن جنم لیتی رہتی ہیں ان کی تہ میں اصلاح قوم اور حفاظت اسلام کا جذبہ کارفرما نہیں بلکہ یہ سب کچھ میدان عمل میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی سرگرمیاں ہیں ایک دوسرے کی تذلیل و تحقیر کی کوششیں ہیں اور ہر لیڈر زعیم الہند بننے کے لئے بیتاب ہے اور اپنے ذاتی اغراض کے لئے بھولے بھالے مسلمانوں کو تباہی کی طرف لیجا رہا ہے ؎

سینکڑوں فتنے ہیں آغوش خاک ہند میں　　لیکن ان میں تو قیامت ہو گئی اے لیڈری

اس بعید زار میں ہر شخص اس کوشش میں ہے　　قوم کے سہرے ہی سر پر کلاہ سروری

مسلمانوں کی جماعتی زندگی

کسی قوم کی ترقی و تنزل اور نشوونما و ارتقا کا اندازہ اس کی جماعتی زندگی سے لگایا جاتا ہے اگر اس کی جماعتیں متحد الخیال اور متفق الاغراض ہیں ان کا نصب العین ایک ہے ان کے سامنے ایک مقصد ہے اور ان کے اندر ایک ہی روح کارفرما ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مستقبل شاندار اور وہ ترقی پذیر ہے۔

اور اگر ایک جماعت دوسری جماعت کی تخریب و تدمیر کے درپے ہے ایک دوسرے کی نقصان رسانی اور بدخواہی میں انہماک ہے جداجدا مسلک اور الگ الگ حلقے قائم ہیں لایعنی جھگڑوں اور فضول مباحث کے لئے اجتماعی قوتیں صرف ہوتی ہیں ذہنیتوں میں تفاوت اور مطامح نظر میں تضاد ہے اور جماعتیں آپس میں سفیہانہ چشمکیں رکھتی ہیں تو یقیناً وہ قوم روبہ انحطاط و زوال پذیر ہے اور اس کا مستقبل تاریک ہے یہی حال بدقسمتی سے مسلمانوں کا ہے ان اسباب تنزل کو مدنظر رکھکر اگر بدنصیب مسلمانوں کی جماعتی زندگی کا تباہی خیز سماں دیکھا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا پڑتا ہے کہ ان کی متعدد جماعتیں انہی اسباب کے زیر اثر فنا کے گھاٹ اتر چکیں اور جو باقی ہیں وہ دم توڑ رہی ہیں۔

جمعیۃ خلافت جسم بے جان بنکر رہ گئی مسلم لیگ پارہ پارہ ہو گئی اور تنظیم کمیٹی گوشۂ نامرادی میں دفن ہو چکی لے دیکے ایک جمعیۃ العلمائے ہند باقی تھی جس سے مسلمانوں کی دینی و سیاسی امیدیں وابستہ تھیں اور جو تقریباً دس سال سے اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے سرانجام دے رہی ہے مگر وائے بدقسمتی کہ پچھلے سال کان پور میں چند نفاق پرور اور خود پرستوں نے اس کے بھی ٹکڑے کر دیئے

جمعیۃ العلمائے ہند کی حیثیت

اس جماعت کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہر ممکن تحفظ کرے مسلمانوں کو شرعی سیاسیات اور مذہبی احکامات سے آگاہ کرتی رہے اور دینی و سیاسی امور میں شرعی نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں کی رہبری کرے ان فرائض متعلقہ کے ادا کرنے میں اس مقدس جماعت کو کامیا

نمایاں کی وجہ سے جو عزت و وقار حاصل ہے وہ کسی اور جماعت کو حاصل نہیں غالباً اسی جماعت کے متعلق حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیشینگوئی ہے کہ

ولا تزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ (ترمذی) یعنی میری امت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت باطل پرستوں پر غالب و منصور رہے گی جس کو مخالفوں کی کوئی دشمنی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

اس جماعت کا روز افزوں اثر و رسوخ اور بڑھتا ہوا اقتدار تباہ کاروں اور نفاق پسندوں کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹک رہی تھی ان کا جذبہ رہبری اور شوق لیڈری مجروح ہو رہا تھا اور ان کو یہ کب گوارا تھا کہ یہ مقدس جماعت بلائے افتراق سے محفوظ رہے اور وہ سرگرمی و اطمینان سے اپنے فرائض بجا لاتی رہے چند شوریدہ سروں کے دماغ میں اس کی تباہی کا خیال تھا اور افتراق و انتشار کے جراثیم اندر ہی اندر پرورش پا رہے تھے کہ کایک فتنہ انگیزی کا بم پھٹ پڑا اور بالآخر مسلمانوں نے یہ منحوس ساعت اور تباہی خیز سماں بھی دیکھ لیا کہ کانپور میں جمعیۃ کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے چند غرض پرستوں کی علیحدگی جمعیۃ کے لئے قیامت بن گئی۔

توسیع نظام علما کا ہیولی

جمعیۃ العلماء ہند کے اندر کچھ ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کی خود نمائی اور جاہ پسندی اس بات کو گوارا نہ کرتی تھی کہ وہ حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کا بڑھتا ہوا وقار ٹھنڈے دل سے دیکھتے رہیں اس پر مزید ظلم یہ اور ہوا کہ جمعیۃ کے سالانہ اجلاس مراد آباد میں چند حضرات کی دریدہ دہنی سخت کلامی نازیبا حرکات اور فتنہ سامانیوں کو دیکھتے ہوئے جمعیۃ نے ان کو رکنیت سے خارج کر دیا اس سے خارج شدہ حضرات کے جذبات اور بھی مشتعل ہو گئے اور ان کو نئی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کا موقع ہاتھ آیا اگر ان حضرات کے دلوں میں قومی خدمات کا صحیح جذبہ ہوتا اور ان کے اعمال و افعال للہیت میں رنگے ہوئے ہوتے تو بجائے اس کے کہ وہ فتنہ و نفاق کا دروازہ کھولتے اپنی حالت میں اصلاح کرتے اور جمعیۃ کی خامیوں کو دور کرتے۔

جمعیۃ سے خارج شدہ حضرات کو شاید جمعیۃ کی تخریب اور اپنی جمعیۃ کی تعمیر کا خیال تک نہ آتا اور نہ ان کو اتنی ہمت و جرأت ہوتی اگر ان کو ایک محترم اور ذی اقتدار ہستی ہاتھ نہ آ جاتی اس سے میری مراد حضرت مولانا محمد علی صاحب ہیں۔ آپ کی ملکی و ملی خدمات، اعلیٰ قابلیت اور رہنمائی کی اہلیت میں کسی منصف مزاج کو کلام نہیں ہو سکتا اور واقعی امر بھی یہ ہے کہ اگر مولانا محمد علی صاحب مسلک قویم پر قائم رہ کر اور خلوص دلی کے ساتھ اپنی قابل قدر خدمات بر قسمت مسلم قوم کے لئے وقف کر دیتے تو بہت کچھ کر سکتے تھے، مگر افسوس کہ مولانا کی تلون مزاجی نے ان کو کسی ایک مسلک پر قائم نہیں رہنے دیا جہاں مجھے مولانا صاحب کی قابلیت اور خدمات کا اعتراف ہے وہاں مجھے یہ ظاہر کر دینے میں کسی قسم کا باک نہیں ہے کہ وہ ہر پہلو میں انتہا پسند واقع ہوئے تھے افسوس کہ اب ان کا انتقال ہو چکا اور وہ ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں کہ اب ہر تنقید سے بالا ہیں خدا تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔

حقیقت میں انہی کی مقتدر ہستی تھی جس نے توسیع علماء کو کسی حد تک قابل اعتنا بنا دیا تھا ورنہ یہ چند کاسہ لیسان حکومت یا غرض کے بندے اپنی ا● دفلی کو بجانے میں ناکام رہتے جیسا کہ مستقبل قریب میں معلوم ہو جائے گا اور مولانا مرحوم ہی کا دم تھا کہ وہ خانقاہ نشین جو سوائے کاشانہ راحت کے کبھی باہر قدم نکالنے کے عادی نہ تھے اور جو کبھی اپنی آرام و آسائش کی تکیہ گاہ سے جنبش کرنا بھی نہیں جانتے تھے آج قومی اسٹیجوں پر وجد کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

توسیع نظام العلما کی پوزیشن

کانپور میں جو اجتماعات انعقاد پذیر ہوئے تھے وہ حفاظت و اشاعت اسلام اور تحفظ حقوق المسلمین کے مناظر نہ تھے اور نہ ان میں صحیح جذبات کارفرما تھے بلکہ اشتراک عمل و یکجہتی کی لاش کی ماتم انگیزیاں اور تنظیم ملت کے تکفین و تدفین کے المناک مظاہرے تھے اگر محرکین مؤتمر اسلامی اور آل انڈیا علماء کانفرنس کے سامنے مسئلہ فلسطین اور ساردا ایکٹ کی مخالفت کا نصب العین تھا جیسا کہ ظاہر کیا گیا تھا تو کیا اس مقصد کے حصول کے لئے جمعیۃ خلافت اور جمعیۃ العلماء موجود نہ تھیں پھر کیا وجہ تھی کہ بلا وجہ مسلمانوں میں مزید انتشار و افتراق پیدا کیا گیا کیوں غریب مسلمانوں کا روپیہ ناجائز طریقوں پر صرف کر کے مرے کو مارا گیا اور ان کو تذبذب بزدلی اور بے عملی کے غار میں دھکیلا گیا۔

جن مقاصد کے لئے توسیع نظام العلماء عالم وجود میں آئی تھی کیا ان میں اس کو کچھ کامیابی حاصل ہوئی ہرگز نہیں۔ اس کا مقصد تو محض اتنا تھا کہ مسلمانوں میں نفاق و شقاق پیدا کر دیا جائے عملی رنگ میں اس جمعیۃ کا خاک بھی فائدہ نہیں ہوا اور اس کے مقابلہ میں جمعیۃ العلماء کو شاندار کامیابی ہوئی اس جمعیۃ کے متعلق ملک کے تمام سر برآوردہ حضرات اور حقیقت بین رہنماؤں نے متفقہ طور پر بیزاری اور نفرت کا اظہار کیا تھا اور قریب قریب تمام اخبارات نے اس کی مخالفت میں آواز بلند کی تھی۔ نمونۃً جنرل شاہ ولی خاں فاتح کابل کی رائے ملاحظہ ہو۔

توسیع نظام علما کے متعلق جنرل شاہ ولی خاں کی رائے

جس وقت دہلی اسٹیشن پر سردار شاہ ولی خاں فاتح کابل سے مولانا محمد علی صاحب نے مولانا عبد الماجد صاحب کا تعارف کراتے ہوئے کانپور کی کانفرنس کی کامیابی کے متعلق دعا کی درخواست کی تھی تو صاحب موصوف نے حسب ذیل الفاظ میں مسلمانوں کے انتشار کا ماتم کیا تھا۔

"خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ آپس میں اتفاق و اتحاد و محبت پیدا کریں اور کامل اتفاق و اتحاد کے ساتھ اپنے مذہب اور وطن کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات نہایت تکلیف دہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ دوسری قومیں ہماری ان باہمی اختلاف سے ہم کو بہت بری نظر سے دیکھتی ہیں۔"

فاتح کابل کے یہ زریں خیالات اس قابل ہیں کہ مسلمان اس سے درس عبرت حاصل کریں۔ مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی بربادی صرف اسی لئے ہے کہ ان میں قومی تنظیم نہیں اور ان کے رہنماؤں میں اتفاق نہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک ان کا موجودہ انتشار و افتراق قائم ہے اس وقت تک وہ کسی طاقت سے مقابلہ

نہیں کرسکتے آجکل کامیابی اور ترقی کا راز اور دار و مدار صرف قومی تنظیم اور یکجہتی و بلند آہنگی پر ہے آج بین الاقوامی معاملات اور سیاسیات میں وہی قوم بازی لیجاتی ہے جو زیادہ منظم زیادہ متحد اور زیادہ متفق ہو ا... جس قوم کا شیرازہ منتشر اور جمعیت پریشان ہوتی ہے وہ پسپا ہوجاتی ہے آپ دیکھتے نہیں کہ انگریز دنیا کے بیشتر حصہ پر صرف اسی لئے حکمرانی کررہے ہیں کہ وہ اپنے اتحاد اور انضباط کے اعتبار سے دنیا کی ایک بےمثل قوم ہے۔

معلوم نہیں کہ ہمارے رہنما اور کشتی مسلم کے ناخدا کامیابی و بےپایانی کے اس راز کو کب تک سمجھیں گے اور کب مسلمانوں کو تشتت و افتراق سے نجات دلاکر قوم کے اندر جوش عمل اور جہد للحیات کا ولولہ پیدا کرینگے۔

کانفرنس سازی کا خبط

زعمائے قوم اور علمائے ملت میں یہ ایک خطرناک مہلک اور تباہ کن ذہنیت موجود ہے کہ جہاں کہیں کسی جماعت سے کسی ذاتی معاملہ میں اختلاف ہوا اور جھٹ کوئی جدا گانہ فرز بنا ڈالی اور مزید انتشار پیدا کردیا اگر کانفرنس سازی کا یہ مرض اسی طرح کچھ عرصہ قائم رہا تو سخت اندیشہ ہے کہ مسلم قوم سراپا تخیل بنجائیگی جوش عمل جاتا رہیگا وہ تمام جماعتوں سے بدظن ہوکر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائینگے اور ان کی موجودہ بیداری مبدل بہ جمود ہوجائیگی کانپور کے اجتماعات میں جو کچھ ہوا تھا وہ اسی مرض کا دورہ تھا یہ کہاں کی عقلمندی اور لیڈری ہے کہ ایک بنی بنائی عمارت کو گراکر نئی عمارت میں فضول وقت اور روپیہ ضایع کیا جائے اگر سابقہ عمارت کو اصلاح طلب خیال کیا جاتا ہے تو کیوں نہ اسی کو اصلاح و تجدید سے مضبوط و مستحکم کردیا جائے۔

وائے بدقسمتی کہ ہمارے رہنما تعمیری کام نہیں جانتے اور تخریبی کام میں ید طولیٰ رکھتے ہیں یہ تخریبی ذہنیت نہایت خطرناک اور مہلک ہے ضرورت ہے کہ عوام الناس جلد از جلد حقیقت بینی سے کام لیکر اس تباہ کن ذہنیت کا خاتمہ کردیں وہ اس طرح کہ وہ نفاق پرور لیڈروں کی کوئی بات سننے سے انکار کردیں اور علماء و زعماء کو اس امر پر مجبور کردیں کہ وہ اپنے اختلافات ختم کرکے قوم کے سامنے کوئی متحدہ و متفقہ لائحہ عمل پیش کریں جب تک وہ ایسا نہ کریں آپ سب سے منحرف ہوجائیں پھر دیکھو فتنہ انگیزوں کو ہوش آجائیگا اور وہ تمہارے جذبات کو نہ کھیل سکیں گے۔

مسلمانوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ

قابل غور امر ہے کہ ایک سیاسی ضرورت کے لئے تو مہاتما گاندھی کی قیادت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی قابلیت کا اعتراف کیا جائے اور برادران وطن سے اشتراک عمل کیا جائے حتیٰ کہ جوش عقیدت سے مجبور ہوکر سوامی شردھانند آنجہانی کو جامع مسجد کے ممبر پر چڑھا دیا جائے مگر یہ منظور نہیں جمعیۃ العلماء کی قیادت کو تسلیم کرکے مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب قبلہ کی قابلیت و سیاست دانی کا اعتراف کیا جائے اور جمعیۃ کے ارکان سے تحفظ ناموس شریعت جیسے اہم دینی مقصد کے لئے اشتراک عمل کرلیا جائے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جمعیۃ علماء کے مخالفین بغض و عناد کے کس عمیق غار میں جاگرے ہیں۔

توسیع العلماء چونکہ محض انتشار و افتراق کے جذبہ کے ماتحت عالم وجود میں آئی تھی اس لئے اس جماعت نے آجتک سوائے جمعیۃ العلماء کی مخالفت کے کوئی عملی کام نہیں کیا اس کے اراکین امت مسلمہ کو افتراق کی بھٹی میں جھونک کر خواب راحت میں پڑے سورہے ہیں گویا توسیع العلماء کبھی عالم وجود میں آئی ہی نہ تھی آج جبکہ سیاسی دنیا میں ایک عام ہلچل برپا ہے تغیرات و انقلابات کی قوتیں رونما ہیں اور ضعیف و کمزور قومیں اپنے مستقبل کو شاندار بنانے میں مصروف ہیں ایثار و فدویت کے نشہ سے مدہوش ہیں اور ان کی یکجہتی اور بلند آہنگی تنافل شعار قوموں کو درس عبرت دے رہی ہے معلوم نہیں ایسے نازک وقت میں اراکین نظام علماء کہاں سورہے ہیں اور یہ جمعیۃ کیا کام کررہی ہے برخلاف اس کے جمعیۃ العلماء وقت کی نزاکت کا احساس کرکے جنگ آزادی میں کود پڑی ہے اور اپنے شاندار کارناموں سے مسلمانوں میں جوش عمل پیدا کررہی ہے۔

دعا ہے کہ خدائے قدوس ہمارے رہنماؤں میں خلوص و یگانگت عطا فرمائے تاکہ اس بدقسمت قوم کے بھی دن پھریں اور وہ دنیا میں عزت کی زندگی بسر کریں آمین ؎

امت مرحوم کی کشتی کا حافظ ہے خدا
موج زا ہے ہر طرف دریا شوق رہبری

روح المعانی یعنی تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے جس کو پڑھکر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے واقف ہوسکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہوسکتے ہیں لیکن ان کی حقیقت سے بےخبر ہیں اور جن کو آپ ایک بھولے ہوئے خواب کی طرح جانتے ہیں فہرست اس کی مختصر فہرست مضامین دیکھکر اس کی خوبی کا اندازہ کیجئے جو حسب ذیل ہے:۔

قرآن کی تفسیر نئی روشنی میں	بسم اللہ کی تفسیر	تمناؤں کا مرکز اسلام ہے
سائنس اور شیطان	خدا پر بھروسہ	اصلاحی پروگرام
خدا کی ہستی کے عقلی دلائل	زمانہ گزشتہ کے علماء و صوفیہ	روح کی لطافت اور کثافت
اسلام عقائد کی روشنی میں	زمانہ حال کے علماء و صوفیہ	خدا کی ربوبیت اور رازقیت
ملائکہ اور جنات	اسلام اور وحدت	منزل عشق
انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی	جہاد کی غرض و غایت	عبادت کے معنی
انبیاء کرام کی فطری طاقتیں	رسول عربی کا رحم و کرم	فطرت سلیمہ کا تقاضہ
عذاب قبر کا عقلی ثبوت	تفسیر سورہ فاتحہ	مرتبہ عبودیت
مرنے کے بعد زندہ ہونا	ارواح کے مکاشفات	گمراہی کے اسباب
وحی اور سائنس	سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے	صراط مستقیم
وحی کی حقیقت	بعض اسرار و معارف	اللہ کے دوست اور شیطان کے دوست
نجات کا راستہ	وحدت و محبت کی تعلیم	خدا بھی راضی رہے اور شیطان بھی
صداقت رسول کے عقلی دلائل	آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی نشان	اہل ہدایت کے اعمال
قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے	اسلام کا مقصد اولین	اہل ضلالت کے اعمال

قیمت صرف دس آنے ضخامت ۱۱۲ صفحے

پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

شیطان کے پجاری

(از جناب سید سردار علی صاحب صابری)

ایران کے مرتفع میدانوں میں سے ریگستان شام تک کا علاقہ عرصۂ دراز سے مختلف قدیم تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے اس سرزمین کی چھوٹی چھوٹی قوموں کی تاریخ و تہذیب دلچسپیوں سے خالی نہیں ہے اور تاریخ کے ایک مبصر کو اس نواح کے دامن میں غیر معمولی جاذبیت نظر آتی ہے۔

یہاں زمانہ قدیم سے . . . . اپنی قومیں آباد ہیں جن کو ہنگ عظیم سے پیشتر تک اپنی قومی حکومت کبھی نصیب نہ ہوسکی نسطوری عیسائیوں کا فرقہ بھی یہیں آباد ہے یہ مشہور فرقہ قسطنطنیہ کے مشہور راہب نسطوریس کا قائم کردہ ہے جس کو ۴۳۱ء میں مسیحی کلیسا کی تیسری کونسل نے ملحد اور بیدین قرار دیا تھا یہی دلچسپ سرزمین مانقین کا بھی گہوارہ ہے جو تیسری صدی عیسوی میں منصۂ شہود پر آئے تھے اور جنھوں نے مسیحی اور زردشتی تعلیمات کو ملا جلا کر اپنے لئے ایک نیا مذہب اختراع کر لیا تھا ہینٹ جان فرقہ کے عیسائی اور ستارہ پرست صابی بھی یہیں آباد تھے لیکن یہاں کی قوموں میں سب سے عجیب اور قابل ذکر جماعت یزیدی یا شیطان پرستوں کی ہے۔

یہ فرقہ شیطان کو ازل سے تمام قوتوں کا سرچشمہ اور موجودہ دور کا فرمانروائے مطلق تسلیم کرتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ قیامت کے قریب حضرت مسیح موعود دنیا میں تشریف لا کر اس شیطانی دور کا خاتمہ کرینگے اور اس کے بعد اہرمن کی بجائے یزدان کی حکومت شروع ہو جائیگی یہ جماعت گیارہویں صدی عیسوی کے ایک مسلمان بزرگ شیخ عادی کو اپنا پیشوا امام اعظم یا پیغمبر تسلیم کرتی ہے مورخین کے قول کے مطابق شیخ عادی مذکور کے ایک کرد مرید نے بارہویں صدی عیسوی میں یہ فرقہ قائم کیا تھا پہلے اس کا تعلق نسطوریوں کے عیسائی فرقہ سے تھا اور وہ ایک نسطوری خانقاہ میں ملازم تھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے شیخ عادی کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے ساتھ نسطوریوں کے خلاف اس نے اعلان جہاد بھی کر دیا یہ کرد نو مسلم ایک اچھا سپاہی بھی تھا اس لئے اور اس کے دونوں بیٹوں نے اپنی جماعت کو منظم کر کے نسطوریوں کے خلاف شدید جنگ کی اور انھیں اپنے علاقہ میں بالکل تباہ و برباد کر دیا اسی جنگ کے ابتدائی ایام میں وہ اپنی فتح کے لئے روزانہ خدا سے دعا کرتا تھا لیکن اسکو ایک مرتبہ نسطوریوں کے مقابلہ میں شکست ہو گئی جس پر کہ تھا اچھا سپاہی اس سے رونٹھ گیا اور اس نے اعلان کر دیا کہ جب خدا میری مدد نہیں کرتا تو میں اس کی پرستش کے بجائے شیطان کی پرستش شروع کر دوں گا حسن اتفاق کہئے یا سوء اتفاق اس کو دوسرے ہی دن نسطوریوں پر زبردست فتح حاصل ہوئی اور بہت دولت اس کے ہاتھ لگی۔

کرد سپاہی زبان کا پکا تھا اس نے درحقیقت شیطان ہی کی پرستش شروع کر دی اس کے مرشد شیخ عادی کا انتقال ہو چکا تھا اس نے ان کو اپنا پیغمبر تسلیم کیا اور یزیدی فرقہ کی بنیاد قائم کی جس مقام پر شیخ عادی دفن ہوئے تھے اس کا نام بھی شیخ عادی رکھا گیا ان کی قبر پر بہت شاندار مقبرہ تیار ہوا اور حج کعبہ کے بجائے اس مقبرہ کی زیارت فرض قرار دی گئی۔

چنانچہ یہ نیا فرقہ برابر تقویت پذیر ہوتا گیا اور باوجودیکہ بعض مسلم سلاطین نے اس کے استیصال کی بہت کچھ کوشش کی اور لاتعداد یزیدی ملیار کے گھاٹ اتار دیئے گئے لیکن اب بھی اس فرقہ کے متبعین جبل سنجر (جو حدود شام کے قریب ہے) شیخ عادی تک ستر اسی ہزار کی تعداد میں آباد ہیں۔

یزیدی مور کو شیطان کا مظہر اور قابل تعظیم سمجھتے ہیں ان کے گھروں پر مور کی تصویر بنی ہوتی ہے اور بچوں کے گلے میں بھی یہی نصب بطور حرز کے ڈالتے ہیں۔

جس طرح عام مسلمان ہر سال مکہ معظمہ جا کر فریضہ حج ادا کرتے ہیں اسی طرح یزیدی شیخ عادی میں اپنے پیغمبر کے مقبرہ کی زیارت اپنے لئے فرض سمجھتے ہیں

یزیدیوں کا مذہب عجیب معجون مرکب ہے یہ مسلمانوں کی طرح ختنہ کراتے ہیں عیسائیوں کی طرح بپتسمہ لیتے ہیں اور ماکولات میں موسوی شریعت کا اتباع کرتے ہیں اہرمن اور یزدان کی منتشر حکومت کا عقیدہ انہوں نے آتش پرستوں سے لیا ہے۔

یہ حضرت موسیٰؑ ملک عیسیٰ (حضرت مسیح علیہ السلام) مانی (بانی فرقہ مانقین) اور رسول اللہ ان چاروں بزرگوں کو انبیائے اولوالعزم اور صاحب شریعت تسلیم کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کی طرح امام مہدی کی آمد کے منتظر بھی ہیں۔

مور کو اگر یہ مظہر شیطان سمجھ کر اسکی پرستش کرتے ہیں تو ہرن کو اس لئے احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ اس کی آنکھیں شیخ عادی کی نگاہوں سے مشابہ ہیں نباتات میں جن چیزوں کو مور زیادہ کھاتا ہے ان کے استعمال کو یہ اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں مور کو یہ مالک طاؤس کہتے ہیں زبور تورات انجیل اور قرآن کو یہ آسمانی کتابیں تسلیم کرتے ہیں اپنے اوقات عبادت میں قرآن شریف کی سورتیں تلاوت کرتے ہیں اور قدیم ایرانیوں کے اتباع میں سورج کے نام پر سفید بیل قربان کرتے ہیں شیخ عادی میں ان کے امام اعظم کے مقبرہ کے قریب ایک نہایت ہی چشمہ ہے یزیدیوں کے عقائد میں یہ چشمہ مکہ معظمہ کے مشہور چاہ زمزم سے ملا ہوا ہے ان کی مقدس ترین مذہبی کتاب کا نام ”کتاب جلوہ“ ہے یزیدی عقیدہ کے مطابق اس کتاب کو شیطان نے اپنے پیغمبر خاص (یعنی بانی فرقہ یزیدیہ) پر نازل کیا تھا اس کتاب کی پہلی آیت میں شیطان اس طرح اپنے بندوں کو خطاب کرتا ہے۔

میں دنیا کی تمام مخلوقات پر ازل سے حکمرانی کر رہا ہوں اور ابد تک کرتا رہوں گا میں اپنے متبعین کے تمام معاملات کا مالک مطلق ہوں۔

یزیدی صرف اپنی جماعت کے افراد کو بھائی کہکر خطاب کرتے ہیں کسی غیر مذہب والے کو بھائی کہنا ان کے لئے شرعاً ناجائز ہے۔

یزیدی فرقہ کے قیام کو نو سو برس کے قریب ہو گئے لیکن اس سلسلہ میں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آج تک کسی یزیدی نے اپنے مخصوص عقائد سے توبہ نہیں کی یہ جماعت اپنے عالمان مذہب کی بہت عزت کرتی ہے جب کوئی یزیدی مرجاتا ہے تو اس کے تمام ملبوسات خاندانی ملا کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں اور مردہ کے اعزہ سال بھر تک دو وقت اس کے لئے کھانا بھیجتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے عالمان مذہب فکر معاش سے بالکل مستغنی ہیں۔

یزیدیوں میں شادی کا طریقہ بھی بہت دلچسپ ہے نوجوان مرد جس لڑکی کے ساتھ

شادی کرنا چاہے اس کے باپ کے پاس جاکر درخواست کرتا ہے اور عقد کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ میں تم کو اس قدر روپیہ ادا کردوں گا یا اتنے برس تمہاری خدمت کروں گا لڑکی کا باپ مول تول کے بعد ایک رقم یا زمانہ خدمت کا تعین کردیتا ہے اور اپنی لڑکی کا ہاتھ اسی وقت درخواست کنندہ کے ہاتھ میں دیدیتا ہے یہی دولہا کا نکاح ہے شوہر اپنی بیوی کو ہمراہ لے آتا ہے اور نہایت ایمانداری کے ساتھ اپنے خسر کی تعین کردہ رقم بالالتزام ادا کرتا ہے یا معینہ عرصہ تک اس کی خدمت انجام دیتا ہے یزیدیوں کی طویل تاریخ میں بدعہدی کی مثالیں النادر کالمعدوم کی حیثیت رکھتی ہیں۔

یزیدی جماعت میں ایک "میر" ہوتا ہے جسے دوسرے الفاظ میں مجتہد اعظم کہنا چاہئے یزیدیوں کے تمام دینی و دنیوی مسائل اس کی ہدایت و رہنمائی میں طے ہوتے ہیں میر بوادریس کے شاندار قلعہ میں رہتا ہے وہ یزیدیوں کی مختصر جماعت کا مطلق العنان تاجدار ہے اور کوئی شخص اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرسکتا بمقام شیخ عادی میں سوائے قربانی کے جانوروں کے کسی ذی روح کو ہلاک نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس مقام کا کوئی درخت قطع کیا جاسکتا ہے مقبرہ شیخ عادی کے بیرونی دروازے پر سانپ کی ایک بہت بڑی تصویر منقوش ہے اور قریب ہی ایک مختصر آتشکدہ ہے جس کی آگ سینکڑوں برس سے روشن ہے اس آگ کو یزیدی بہت مقدس خیال کرتے ہیں۔

شیخ عادی کے زائرین کو تین یوم تک قومی لنگر خانہ سے دونوں وقت کھانا ملتا ہے یزیدی جماعت کے درویش سیاہ قمیص پہنتے ہیں اور سیاہ دستار باندھتے ہیں عورتوں کو نوشت و خواند کی سخت ممانعت ہے مرد بھی سوائے مذہبی کتابوں کے مزید علم کی تحصیل بیکار سمجھتے ہیں ایک مرتبہ ترکی حکومت نے جبل سنجر میں ایک ابتدائی مدرسہ جاری کردیا تھا لیکن اتفاق سے اس مدرسہ کے چار طالب العلم نہر میں ڈوب کر مرگئے اور یزیدیوں نے فوراً تسلیم کرلیا کہ جناب ابلیس موجودہ طریقہ تعلیم کے خلاف ہیں چنانچہ یزیدیوں نے اس مدرسہ کا بالکل بائیکاٹ کردیا اور ترکی حکومت کو مدرسہ بند کرنا پڑا۔

اسم شیطان کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہیں نکالتے جو حرف "شین" سے شروع ہوتا ہو اگر کسی ایسے لفظ کو یہ ادا کرنے کے لئے مجبور ہوں جو کہ شین سے شروع ہوتا ہو تو حرف ممنوعہ کو کسی دوسرے حرف سے بدل دیتے ہیں۔

یزیدیوں میں کثرت ازدواج کا بہت رواج ہے خود ان کے مجتہد اعظم یعنی میر کی حرم سرا میں متعدد عورتیں ہوتی ہیں۔ موجودہ میر ابھی نوجوان ہے کئی یورپین سیاحوں نے اس کا فوٹو لینے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے میر اپنا فوٹو اس اندیشہ سے نہیں کھنچواتا ہے کہ فوٹو میں کہیں نیلے رنگ کی جھلک نہ آجائے اور چونکہ یہ رنگ "ملک طاؤس" کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے جماعت کا ہر رکن اس رنگ کا اپنے لئے استعمال ناجائز سمجھتا ہے۔

مذہبی مراسم کے موقعوں پر سیاہ رنگ کی پوشاک شرعی اعتبار سے ضروری ہے یزیدی جماعت طلوع و غروب آفتاب کے اوقات کو بہت مقدس سمجھتی ہے صبح کے وقت یہ اس زمین کو چومتے ہیں جہاں سورج کی پہلی کرن پڑتی ہے اسی طرح شام کے وقت بھی غروب ہونے والے سورج کی طرف دیکھکر اپنی مخصوص دعائیں پڑھتے ہیں۔

یہ جماعت عام انسانوں کی طرح اپنے آپ کو حضرت حوا کی اولاد نہیں تسلیم کرتی بلکہ اپنی پیدائش کے وقت یہ پر لطف واقعہ بیان کرتی ہے کہ میاں شیطان ایک سیاہ فام عورت کہیں سے بابا آدم کے لئے پکڑ لائے ماما حوا کا رنگ چونکہ صاف تھا اس لئے حضرت آدم اس نئے رنگ کی عورت کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اس کے ساتھ شادی کرنا چاہی حضرت حوا کے دل میں جوش رقابت بھڑکا اور انھوں نے اپنے شوہر کے خلاف اعلان جنگ کردیا ایک دن بابا آدم اپنی نئی محبوبہ کے ساتھ خلوت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حوا پہنچ گئیں اور طالب و مطلوب کو اس قدر برا بھلا کہا کہ دونوں شرم سے پسینے پسینے ہوگئے ان کا پسینہ جب زمین پر ٹپکا تو شیطان نے اس مٹی کو گوندھ کر ایک انسانی قالب تیار کیا اور اس میں روح پھونکدی چنانچہ یہی انسان یزیدیوں کا مورث اعلیٰ تھا۔ غرضکہ یہ فرقہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس تاریخی علاقہ میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر القرآن کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے

قرآن پاک کے بکثرت ترجمے اور مفصل و مختصر شرح تفاسیر موجود ہیں لیکن الیا ترجمہ اور الیسی آسان تفسیر جس سے عام مسلمان بچے اور عورتیں اور معمولی لکھے پڑھے لوگ فائدہ اٹھاسکیں اور بطور خود قرآن پاک کے مطالب و معانی اور احکام و مسائل آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں حضرت خواجہ حسن نظامی کے سوا ایک بھی نہیں ہے اس کا انداز یہ ہے کہ پہلے قرآن پاک کی عبارت لکھی گئی ہے اور عبارت کے نیچے نہایت سلیس اور آسان زبان میں تحت اللفظ ترجمہ ہے اس کے بعد نہایت سادہ لفظوں میں اس عبارت کی تفسیر ہے اگر آیت سے کوئی مسئلہ یا حکم پیدا ہوتا ہے تو اسے وضاحت کے ساتھ بیان کردیا گیا ہے اور اگر کوئی فلسفیانہ بات ہے تو حاشیہ پر اس کی تشریح موجود ہے بچوں کو اس تفسیر کے پڑھانے سے تین خاص فائدے پہنچتے ہیں۔ (۱) قرآن پاک کے ساتھ انھیں اردو زبان میں مہارت ہوجاتی ہے (۲) وہ ابتدا ہی سے قرآن پاک کا مطلب سمجھنے لگتے ہیں۔
(۳) ان کی تعلیمی زندگی جب قرآن پاک کی تعلیم پر مبنی ہوگی تو بڑے ہوکر لازمی طور پر پکے اور سچے مسلمان ہوجائینگے۔

اور یہی اس تفسیر کا مقصد ہے

الحمد للہ اب یہ تفسیر مکمل تیار ہے اس کا ہر پارہ آٹھ آنے میں ہدیہ ہوتا ہے مگر کامل قرآن شریف دس روپے میں دیا جاتا ہے ہر پارہ کا سرورق اس قدر موٹا اور مضبوط ہے کہ گویا جلد بن گئی ہے پورے قرآن شریف پر محصولڈاک خرچ ہوتا ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

چین نگر کے چار بیکار

(از سدرشن)

کچھ زمانہ گذرا شمالی ہندوستان میں دو پہاڑیوں کے درمیان ایک گلزار قطعہ آباد تھا جس کا نام چین نگر تھا اس کی آبادی پانچ ہزار نفوس پر مشتمل تھی یہاں کے لوگ بالکل سادہ لوح تھے ہر ایک آدمی اپنا اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا تھا اور کسی کو کسی سے کوئی شکایت نہ تھی۔

وہاں کے لوگ دن بھر محنت مشقت کرتے تھے اس لئے وہاں بیماریاں نہ تھیں دوائیں نہ تھیں شفاخانے نہ تھے وہاں کے لوگ باہمی پیار و محبت سے رہتے تھے اس لئے وہاں عدالتیں نہ تھیں وکیل نہ تھے جیلخانے نہ تھے وہاں کے لوگ اپنی کمائی پر صابر و شاکر تھے اس لئے وہاں چوریاں نہ ہوتی تھیں نہ وہاں تلواریں نہ بندوقیں اور نہ توپیں تھیں، وہاں کے لوگ پرہیزگار تھے اس لئے نہ وہاں فاحشہ عورتیں تھیں نہ شراب تھی نہ قتل و خون کے مقدمے تھے وہاں کے لوگ انتہا درجہ کے مہمان نواز تھے اس لئے وہاں نہ سرائیں تھیں نہ دھرم سالے تھے نہ ہوٹل تھے غرضیکہ وہاں کے لوگ سیدھے سادے تھے اور محنت و مشقت کے موٹے قانون کے سوا دوسرا کوئی قانون وہاں رائج نہ تھا وہ قانون یہ تھا کہ جو محنت کرے کھائے جو بیکار رہے بھوکا مرجائے سب کام کرتے تھے صرف چار آدمی ایسے تھے جن کو کام کرنے سے عار تھا وہ بھوکے مرتے تھے آخر ایکدن لوگوں نے انھیں گاؤں سے باہر نکال دیا اب وہاں سب کام کرنے والے تھے بیکار کوئی نہ تھا لیکن شیطان کو غیر مہذب لوگوں کی یہ دنیا پسند نہیں آئی اور اس نے عزم کر لیا کہ میں اسے مہذب بناؤں گا اور یہاں کے رہنے والوں پر اقبال و ترقی کے دروازے کھول دوں گا۔

دوسرے دن شیطان کے حکم سے ایک خوبصورت اور متمول سوداگر چین نگر میں داخل ہوا سارے گاؤں میں گھومنے کے بعد بولا افسوس تم لوگ بالکل بد تہذیب اور گنوار ہو پتہ نہیں اس حال میں تم جیتے کیونکر ہو۔

لوگوں نے یہ فقرے سنا اور حیران ہوکر سوداگر کا منہ تکنے لگے۔ سوداگر بولا میں نے تمام دنیا کا سفر کیا ہے اور میں نے نہایت عجیب و غریب اشیاء دیکھی ہیں لیکن ایسا مفلس اور تباہ حال گاؤں میں نے کہیں نہیں دیکھا۔"

لوگوں نے یہ سنا اور کہا کہ افسوس ہمیں یہ معلوم ہی نہ تھا کیا ہم اب مہذب نہیں بن سکتے۔ سوداگر بولا۔ مجھے چار آدمی دیدو میں تمہارے گاؤں کے ایک آدمی کو مہذب بنادوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ آدمی بیکار ہوں۔"

چین نگر میں ایک ہی بیکار نہ تھا لوگ مایوس ہو گئے اور بولے افسوس ہم کو معلوم نہ تھا کہ کبھی ہم کو بیکاروں کی بھی ضرورت پڑ جائے گی۔ ورنہ ہم انھیں گاؤں سے باہر نکالتے لیکن سوداگر نے ہمت نہ ہاری اور اپنی ملازمت کے لئے انھیں میں سے چار آدمیوں کو منتخب کر لیا اس نے انھیں کھانے کو پرلطف کھانے دئے پہننے کو بیش قیمت اور خوبصورت کپڑے دیئے اور کہا جلو جاکر گاؤں میں سیر کرو تمہارا یہی کام ہے۔ اور وہ بیکار سارا دن گھومتے پھرتے میں ضائع کرنے لگے گو چند ہی دنوں کے بعد ان کی طبیعت اچاٹ ہوگئی اور انھوں نے سوداگر سے کہا ہمیں کام دے ہم بیکار نہیں رہ سکتے۔

سوداگر نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا اور آہستہ سے رازداری کے لہجہ میں کہا "تم بڑے آدمی ہو بڑے آدمی کام نہیں کیا کرتے۔ کام کرنا مزدوروں اور قلیوں کا کام ہے بڑے آدمی چھوٹے آدمیوں سے کام کرایا کرتے ہیں۔

چاروں آدمی یہ سنکر کہ اب وہ بڑے آدمی بن گئے ہیں خوشی سے پھولے نہ سمائے اور بولے تم کتنے نیک ہو تم نے ہمیں بڑا آدمی بنا دیا ہے اب ہمیں درحقیقت کام کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم اپنا کام دوسروں سے کرا لیا کریں گے لیکن ہمارے پاس ان کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے نہ ہم کھیتی کرتے ہیں نہ ہمارے پاس اناج ہے۔

سوداگر ایک مرتبہ پھر اپنے دلفریب انداز میں مسکرایا اور بولا تم بڑے آدمی ہو بڑے آدمیوں کا کام تو لوگ مفت ہی کر دیتے ہیں۔ لیکن میں تمہارے لئے دنیا کی بڑی سے بڑی رقم خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں اس گاؤں کے لوگوں کو بلاکر ان سے کہو کہ وہ ہمارے لئے پانچ عالیشان محل تیار کر دیں ہم انھیں مالا مال کر دیں گے۔

دوسرے دن سے چین نگر کے لوگوں نے کھیتی کا کام ترک کر دیا اور چار بیکاروں اور ان کے مالک سوداگر کے لئے محل بنانے میں مصروف ہوگئے اتنے بڑے محل اس سے پہلے وہاں کسی نے دیکھے ہی نہ تھے ان کو دیکھکر طبیعت شگفتہ ہو جاتی تھی مگر ان کی فصل ماری گئی سوداگر نے لوگوں کو روپیہ دیا لیکن روپیے سے کسی کا پیٹ نہ بھرتا تھا لوگ زار زار روتے تھے اور کہتے تھے کہ اب کیا ہوگا۔

سوداگر نے ایک بیکار سے کہا کہ "کچھ لوگوں کو نوکر رکھ لے ان کو باہر بھیجکر سستے داموں اناج خرید اور یہاں منگواکر مہنگے داموں فروخت کر دے جو بچے اسے اپنے لئے رکھ وہ تیرا حصہ ہے۔"

بیکار نے ایسا ہی کیا اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ جب چین نگر کے لوگوں نے باہر سے آیا ہوا اناج کھایا اور کہا کہ یہ سوداگر کتنا نیک ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ہم اور ہمارے بال بچے بھوکے مر جاتے۔

اب ان کو باہر کی چیزیں اچھی معلوم ہونے لگیں اور اناج منگوانے والے بیکار نے کئی دیگر اشیاء منگوانی شروع کر دیں کچھ ہی مہینوں میں وہ امیر بن گیا اور اس نے کئی دکانیں کھول کر ان پر اپنے کارندے بٹھا دیئے وہ خود اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کرتا تھا اس کے سب کام دوسرے لوگ کرتے تھے۔

دوسرے دن جب فصل کھڑی تھی تو ایک رات کچھ ہرن آئے اور فصل کا کچھ حصہ تباہ کر گئے سوداگر نے گاؤں کے لوگوں کو گاؤں کے چوک میں جمع کیا اور کہا اس طرح تو یہ ہرن تمہاری تمام فصل خراب کر دیں گے اگر تم کہو تو میرا آدمی ایسا انتظام کر سکتا ہے کہ آئندہ یہ ہرن تمہارے کھیتوں کے پاس نہ پھٹک سکیں۔

چین نگر کے لوگوں نے کہا کہ دیکھو یہ شخص کتنا رحمدل ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارے کھیت

کوہڑن اور دوسرے جانور چر جاتے۔

دوسرے دن دوسرے بیکار نے گاؤں کے کچھ آدمیوں کو لاٹھیاں دیکر کھیتوں کی حفاظت کے لئے کھڑا کر دیا جب فصل کٹ گئی تو اپنے آدمیوں سے کہا نصف اناج میرے پاس اٹھا لاؤ نصف ان کے لئے رہنے دو نوکروں نے تعمیل کی بیکار نے تین حصے اپنے لئے رکھ لئے اور ایک حصہ نوکروں کو بانٹ دیا۔

یہ پہلا موقع تھا جب چین نگر کے لوگوں نے دوسروں کی حفاظت کا آرام محسوس کیا اور یہ سوچنے کی بھی ضرورت نہ رہی کہ کہ ہرن کیا کیا جائے اور اب ہم نے کتنا دیا لیکن بیگار کو جو اناج ملا وہ ان کی ضرورت سے کم تھا چین نگر میں چوریاں ہونے لگیں کھیتوں کے نامزد خادم نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اپنے آدمیوں کو تمہارے مکانوں پر پہرہ دینے کا حکم دیدوں یہ کیا خیال جو تمہارا ایک سیر بھی اناج چوری چلا جائے۔

گاؤں والوں نے کہا بڑی خوشی سے اب مکانوں اور دکانوں پر پہرے دار کھڑے ہو گئے چوری بند ہو گئی مگر حفاظت کے جو اخراجات لوگوں کو برداشت کرنے پڑے وہ چوری کے نقصان سے کئی گنا زیادہ تھے۔

اس طرح دوسرے بیکار کا کاروبار بھی دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا چند ہی مہینوں میں اس نے بھی اپنے کئی محل کھڑے کر لئے مگر وہ خود اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کرتا تھا اس کے سب کام دوسرے لوگ کرتے تھے۔

کبھی وہ دن تھا کہ چین نگر میں سب غریب تھے لیکن کہانے پینے کی کسی کو پروا نہ تھی اب کاروبار ترقی پر تھا لیکن لوگ بھوکے مر رہے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے وہ پیار وہ محبت وہ خلوص نہ معلوم کہاں چلا گیا اب لوگوں کو ایک دوسرے سے ذرا ہمدردی نہ تھی بات بات پر جھگڑا ہوتا تھا آج یہ زخمی ہو گیا کل وہ مارا گیا چین نگر میں چینی کا نشہ دور تھا سوداگر نے یہ حال زبوں دیکھا اور لوگوں سے کہا کہ اگر تم نے ان شکایتوں کا سد باب نہ کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارا نرم اور خوبصورت شہر برباد ہو جائیگا کیا تم کوئی ایسا معقول انتظام نہیں کر سکتے کہ ایسی جھگڑے والی باتیں ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں۔

لوگوں نے سوداگر کی طرف دیکھا سر جھکا لیا اور آہستہ سے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں آپ ہی بندوبست کر دیں ورنہ ہم سچ مچ برباد ہو جائینگے۔

سوداگر نے جواب دیا اچھا ہم سوچیں گے۔

دوسرے دن ایک مہاجن اور ایک کسان میں جھگڑا ہو گیا مہاجن کہتا تھا کہ اس کے ذمہ میرا بیس سیر اناج نکلتا ہے کسان کہتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے میں نے اس سے صرف دس سیر اناج لیا تھا۔ دونوں لڑتے تھے جھگڑتے تھے اور ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے ایک دکاندار نے یہ دیکھا اور جاکر سوداگر کو اطلاع دی سوداگر نے اسی وقت ایک آدمی بھیجکر دونوں کو اپنے پاس بلایا اور تیسرے بیکار سے کہا کہ ان کے جھگڑے کا تصفیہ کر دو۔

بیکار نے دونوں کی بات چیت سنی اور پھر کسان سے کہا تو نے اس سے بیس سیر اناج بھی لیا اور گالیاں بھی دیں اس لئے میرا فیصلہ یہ ہے کہ تو پچیس سیر اناج دے مہاجن نے خوش ہوکر کہا کیسا عمدہ فیصلہ ہے بیس سیر نہ دیتا تھا اب پچیس سیر دینا پڑا اسکی یہی سزا تھی۔

کسان نے مجبوراً پچیس سیر اناج منگوا کر سامنے رکھدیا۔

اب بیکار مہاجن سے مخاطب ہوا اور بولا تیرے پاس کیا ثبوت ہے کہ تو نے اس شخص کو بیس سیر اناج دیا تھا وہ کہتا ہے میں نے دس سیر لیا تھا مہاجن چپ چاپ کھڑا زمین کی طرف دیکھنے لگا اس کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا بیکار نے کہا کہ تو صرف دس سیر اناج کا حقدار ہے اس سے زیادہ تجھکو ایک دانہ بھی نہیں مل سکتا لیکن تو نے اسے گالیاں دی ہیں اور شہر کے لوگ اس کی شہادت دینے کو تیار ہیں گالیاں دینے کا تجھے کوئی حق نہ تھا کیا تیرے پاس اس کا کوئی جواب ہے۔ مہاجن چپ چاپ کھڑا زمین کی طرف دیکھتا رہا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا بیکار نے کہا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ تجھے پانچ سیر اناج دیا جائے باقی پانچ سیر جرمانہ کے طور پر کاٹ لیا جائے۔ مہاجن انکار نہ کر سکا کسان نے خوش ہوکر کہا کیسا عمدہ فیصلہ ہے دس سیر نہ لیتا تھا اب پانچ سیر لینا پڑا اس کی یہی سزا ہے۔ لوگوں نے اس فیصلے کے دلچسپ حالات سنے تو کہا ہم کیسے خوش نصیب ہیں اگر یہ شخص نہ ہوتا تو ہم لڑ لڑ کر مر جاتے۔

اسی طرح تیسرے بیکار کا بھی کام چل نکلا اور اس کے پاس بھی کئی عالیشان اور فلک بوس محل ہو گئے مگر وہ بھی کوئی کام اپنے ہاتھ سے نہ کرتا تھا اس کے سب کام گاؤں کے دوسرے لوگ کرتے تھے۔

ابھی چوتھا بیکار غریب تھا سوداگر نے اس کے لئے کمائی کا ذریعہ پیدا کرنے کی بہت کوشش کی سوچ سوچ کر اس کے سر میں درد ہونے لگا اور اسکی کنپٹیاں پھٹنے لگیں لیکن اسے اس تاریکی میں کوئی رستہ نہ سوجا آخر ہار کر وہ اپنے مربی داتا شیطان کے پاس گیا اور تین سال کی کارگزاری سناکر بولا گاؤں کی تین چوتھائی آبادی پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے لیکن ابھی ہمارا چوتھا بیکار بیٹھا خالی بیٹھا ہے اگر اس کے لئے کوئی موزوں کام نکل آئے تو یقیناً چین نگر کا ایک ایک آدمی ہماری مٹھی میں ہوگا۔

شیطان نے اپنے نائب کی پیٹھ پر آہستہ سے تھپکی دی اور اپنی گول گول اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھکر کہا جاؤ جاکر وہاں ایک لوہے کی چکی لگا باقی میں خود سمجھ لوں گا۔

چند دن کے بعد چین نگر کے ایک وسیع میدان میں لوہے کی چکی لگ گئی اور رات کے وقت شیطان نے آکر اپنی شیطانی طاقت اس میں داخل کر دی دوسرے دن چکی نے گیہوں جو باجرا اور مکئی اور ہر قسم پیسنا شروع کر دیا آٹا اتنا باریک اور اتنا نفیس تھا کہ گاؤں کے گنوار لوگ دیکھکر حیران رہ گئے انہوں نے ایسا آٹا آجتک بھی نہ کھایا تھا ایک ہی دن میں چین نگر کی سینکڑوں پتھر کی چکیاں بیکار ہو گئیں اور ایک ہی دن میں چین نگر کی سینکڑوں غریب عورتیں اور ان کے بال بچے بھوکے مرنے لگے لیکن اور لوگ خوش تھے اور اپنی خوش بختی پر پھولے نہ سماتے تھے چوتھا بیکار سامنے بیٹھا حقہ پیتا رہتا تھا اور رات کے وقت اتنا کما لیتا تھا کہ جتنا کہ قصبہ کا کوئی دوسرا آدمی نہ کما سکتا تھا اس نے سوداگر کے مشورہ سے کئی اور کلیں لگائیں اور گاؤں کے کئی اور مزدوروں کو بھی دانہ دانہ کا محتاج کر دیا اس شیطان کی مہربانی سے چوتھا بیکار بھی چند ہی دنوں میں دولتمند ہو گیا لیکن وہ بھی اپنا کوئی کام اپنے ہاتھ سے نہ کرتا تھا اس کے سب کام گاؤں کے دوسرے لوگ کرتے تھے۔ چین نگر آج بھی ان پہاڑوں کے درمیان اسی طرح آباد ہے اب وہاں دیکھنے کے قابل کئی عمارتیں بن گئی ہیں۔ وہاں عدالتیں ہیں وہاں شفاخانے ہیں وہاں سرائے ہیں اور دھرمسالے میں بڑے بڑے کارخانے

زیب اور نیچے گھوڑے ہیں اگر کوئی مسافر ادھر جا نکلتا ہے تو اس شہر کی عظمت دیکھکر اس کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے اس کے دل کا کنول کھل جاتا ہے لیکن اب ان کا قانون

زندۂ جاوید

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب)

دوسرے شہروں اور قصبوں کی طرح قائم گنج میں بھی کانگریس کی تحریک کا اثر کسی نہ کسی حد تک نمایاں ہو چلا تھا "انقلاب زندہ باد" اور "ہندوستان آزاد" کے نعرے لگاتے ہوئے بہت سے کھدر پوش بازار کے اس سرے سے اس سرے تک گشت لگاتے نظر آیا کرتے تھے قصبہ کے بہت سے دوکانداروں نے بدیشی کپڑا بیچنا بالکل بند کر دیا تھا اور اب گنتی ہی کی چند دوکانیں ایسی رہ گئی تھیں جہاں ولایتی کپڑا مل سکے تقریباً ہر دوکان پر کانگریس کا سہ رنگی جھنڈا لہراتا نظر آتا تھا اور مشکل ہی سے کوئی ہفتہ ایسا گزرتا ہو گا جس میں کوئی نہ کوئی جلوس یا جلسہ نہ ہوتا ہو بڑی بڑی معزز خواتین پردہ سے باہر نکل آئی تھیں اور اس جنگ آزادی میں کہ جس کی بنیاد امن و سکون پر رکھی گئی تھی مردوں کا ہاتھ بٹا رہی تھیں ڈرا دھمکا کر نہیں بلکہ منت و سماجت سے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر یہ عالی حوصلہ خواتین لوگوں سے التجا کیا کرتی تھیں کہ بدیشی کپڑا خرید کر اپنے ملک اور اپنی قوم کے ساتھ دشمنی نہ کریں اور شاذ و نادر ہی کوئی ایسا سنگدل خریدار ہوتا تھا جو ان کا کہنا ٹال دے اور ولایتی کپڑا خرید لے۔

شراب کی خرید و فروخت قریب قریب بالکل ہی بند ہو گئی تھی اور بہت سے پرانے پرانے شرابخواروں نے بھی قوم کے اس مطالبہ کے آگے سر جھکا دیا تھا اور اس تکلیف کو بڑی خوشی سے برداشت کر لیا تھا جو شراب نہ ملنے کی وجہ سے انھیں ہوا کرتی تھی نرم و نازک اور گداز جسم کی عورتیں جنہوں نے اپنی تمام عمر میں اچھے سے اچھے ریشم کے سوا کبھی کوئی سوتی کپڑا بدن پر نہ ڈالا تھا اب نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ ٹاٹ کی طرح موٹے کھدر کی بے داغ سپید ساریاں باندھے صبح سے لیکر بڑی رات گئے تک نہایت خاموشی اور صبر کے ساتھ شراب کی دوکانوں کے سامنے کھڑی پہرہ دیا کرتی تھیں اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اگر کبھی کوئی بدمعاش شخص ان کو برا بھلا بھی کہتا تھا تب بھی ان امن کی دیویوں کے چہرہ پر شکن تک نہ پڑتی تھی اور ہر قسم کی بدسلوکیوں کا جواب ان کے پاس عاجزانہ التماس اور خوشامد کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

ولایتی کپڑے اور شراب کے علاوہ ایک چیز اور بھی تھی جس کا استعمال لوگوں نے بہت کچھ چھوڑ دیا تھا اور اب ہر شخص کی جیب میں بجائے ہاتھی مارکہ اور لالٹین مارکہ کے سگریٹوں کی بجائے دیسی بنی ہوئی بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور اگر کوئی شخص سگریٹ پیتا نظر آتا تھا تو لوگ اس کی طرف کسی قدر تعجب اور حقارت سے دیکھا کرتے تھے لوگوں کے دلوں میں خود بخود وطن اور وطن کی بنی ہوئی دیسی چیزوں کا احترام پیدا ہو گیا تھا اور بہت سے وہ لوگ جو چند روز پہلے بھدی اور بھونڈی شکل کی بنی ہوئی دیسی چیزوں کو دیکھ کر حقارت سے ہنس دیا کرتے تھے انہی کی اب یہ حالت تھی کہ ادھر کوئی دیسی چیز بنی ہوئی دیکھی اور ادھر ان کے دل میں خود بخود اس کی محبت پیدا ہو گئی۔ آہستہ آہستہ بالکل خاموشی کے ساتھ حب وطن کا جوش لوگوں کے دلوں میں بڑھتا جاتا تھا اور جب کبھی اتفاق سے کوئی بڑا لیڈر کہیں سے آ جاتا تھا تو اس کی تقریر اور بھی آگ لگا دیتی تھی اور لوگ جنس ز ہتیں قوم اور وطن پر فدا ہونے کو تیار ہو جاتے تھے کبھی کبھی کسی جلسہ یا جلوس کو منتشر کرنے کے لئے پولیس کی طرف سے اگر لاٹھیوں کا استعمال ہوتا تھا یا دس بیس فیر ہو جاتے تھے تو جوش اور بھی ترقی کر جاتا تھا اور ایسے بہت سے لوگ بھی کہ جو ابتک تحریک سے الگ تھلگ تھے یہ دیکھ کر کہ پولیس ان کے بھائیوں پر ظلم کر رہی ہے تحریک میں شریک ہو جاتے تھے۔

مسلمانوں کی حالت قائم گنج میں بھی وہی تھی جو باقی تمام ہندوستان میں تھی ان میں سے وہ لوگ جن کے دلوں میں حب وطن جوش مارہی تھی اور جنہیں حریت اور آزادی کا عشق تھا وہ تو بیشک سب تحریک میں پورا حصہ لے رہے تھے اور وہ تمام لوگ کہ جنکی حکومت وقت سے کچھ اغراض وابستہ تھیں یا جنھیں آزادی سے بس اسی قدر محبت تھی کہ اسے ذاتی مفاد یا اغراض پر قربان کر دیں وہ سب تحریک کے یا تو مخالف تھے یا کم سے کم اس سے کنارہ کشی ہی کو اپنے اور اپنی قوم کے لئے بہتر سمجھتے تھے۔

(۲)

حکیم جلیل احمد خاں قائم گنج کے ایک خاندانی رئیس تھے اور چونکہ ایک بہت ہی بڑی جائداد کے مالک تھے اس لئے ان کا اثر و اقتدار لوگوں پر بہت کچھ تھا اور حکومت بھی انھیں عزت و وقار کی نظر سے دیکھنے پر مجبور تھی حکیم صاحب کے پیشہ نے جس کی بدولت وہ لوگوں کو عام طور پر بہت کچھ فیض پہنچاتے رہتے تھے انھیں اور بھی مشہور اور ہر دلعزیز بنا دیا تھا اور قصبہ کے ہندو اور مسلمان سب ان کے نام پر جان دینے لگے تھے حکیم صاحب ایک عالیشان مکان میں رہتے تھے جس کے دروازہ کے آگے ایک بڑا لمبا چوڑا چبوترہ تھا اس چبوترے پر تخت بچھے ہوئے تھے اور شام کے وقت ان تختوں پر دری اور چاندنی کا فرش بچھ جاتا تھا اور قصبہ کے لوگ ہندو اور مسلمان سب آ آکر بیٹھتے تھے مغرب کی نماز کے بعد حکیم صاحب خود بھی آتے اور ان کے ساتھ ان کا بہار لالٹ کا جمیل اخبار ہاتھ میں لٹکتا تھا لوگ جو خبریں سننے کے شوق میں انتہائی بے صبری کے ساتھ اس وقت تک انتظار کر رہے تھے ہمہ تن گوش بنجاتے تھے اور جمیل صدر مقام پر کھڑے ہو کر سب کو اخبار سنایا کرتا تھا اور جو معاملات عام لوگوں کی فہم سے باہر ہوتے تھے انھیں حکیم صاحب اور سلیس زبان میں بڑی وضاحت کے ساتھ لوگوں کو سمجھا دیا کرتے تھے کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ دہلی لاہور یا بمبئی میں پولیس کے تشدد کی خبریں سنکر لوگوں میں بیحد جوش پیدا ہو گیا لیکن جب حکیم صاحب نے انھیں سمجھا دیا کہ جنگ تلوار کے مقابلہ میں تلوار نہیں بلکہ روئی اور ریشم جیسی ملائم اور نرم چیزیں پیش کرنے کی ہے جنہیں تلوار کاٹ ہی نہ سکے اور اس کی ضرب کی تمام قوت ریشم کی نرمی میں جذب ہو کر فنا ہو جائے تو وہ سکون پذیر اور خاموش ہو گئے اور اس طرح محض حکیم صاحب کی کوشش سے کئی مرتبہ ایسے ہنگامے ہوتے ہوتے رہ گئے جو عوام کے جذبات کے مشتعل ہو جانے پر ابھی ہو جاتے ہیں۔

ایک روز جب وہ دور جب حکیم صاحب مکان سے برآمد ہوئے تو اخبار پڑھے جانے سے پہلے ہی مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر بہت ہی مودبانہ انداز میں کہا حکیم صاحب اگر حضور اجازت دیں تو میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

حکیم صاحب۔ کون سیٹھ کروڑی مل صاحب ہیں۔ فرمائیے فرمائیے سیٹھ صاحب۔

کروڑی مل۔ حضور میں تو آج آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہوں۔

حکیم صاحب۔ خیر تو ہے کیا ہوا۔

کروڑی مل۔ حضور کی دعا سے یوں تو سب خیریت ہے مگر بال بچوں کی بھوکے مرنے کی نوبت آگئی ہے۔

حکیم صاحب۔ وہ کیسے۔

کروڑی مل۔ حضور آج چھ مہینے ہونے کو آئے دوکان بند پڑی ہے۔ اور کوئی اگر کسی کام کے لئے دوکان کھولیں بھی تو اسی وقت کانگریس کے والنٹیر آ کر کھڑے ہوتے ہیں اور ایک پیسہ کا کپڑا انہیں بکنے دیتے اب حضور ابتک تو جیسے بھی بنا ہم نے صبر کیا مگر اب حضور ہی بتائیں کہ ہم کیا کریں۔

حکیم صاحب۔ روزانا مل کے بعد سیٹھ صاحب اگر کوئی چھوٹا موٹا دوکاندار اس قسم کی شکایت کرتا تو ممکن تھا کہ لوگوں کو یقین بھی آ جاتا لیکن آپ کا یہ فرمانا کون تسلیم کریگا کہ خدانخواستہ آپ کی حالت اس قدر تنگ ہو گئی ہے۔

کروڑی مل۔ اے حضور صاحب چھ مہینے سے ایک پیسہ کی تو آمدنی نہیں ہے اور خرچ برابر ہو رہا ہے تو آخر گھر میں کوئی قارون کے خزانے تو رکھے نہیں ہیں کہ روپیہ چلا آتا۔

حکیم صاحب۔ آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے لیکن آپ ذرا ان خاندانوں کی حالت پر غور کیجئے جن میں ایک ہی کمانے والا تھا اور وہ دو یا چار مہینے سے جیل میں بند پڑا ہے آپ کے گھر میں تو خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے آپ تو سالہا سال تک اگر یونہی بیٹھے رہیں تو جب بھی بہت اچھی طرح کام چلتا رہے گا مگر ان غریبوں کا کام کیسے چلے جو روز کنواں کھود کر روز پانی پیا کرتے تھے۔

کروڑی مل۔ حضور میں بھی اپنے کیلئے کے متعلق نہیں کہہ رہا تھا آپ کے غلاموں کو تو روکھی سوکھی روٹی مل ہی جاتی ہے مگر سب لوگوں کی تو حالت ایسی نہیں ہے کہ آمدنی کچھ ہو اور وہ گھر کا خرچ چلاتے رہیں میں تو حضور کی خدمت میں اس لئے آیا تھا کہ اللہ نے حضور کو بڑا مرتبہ دیا ہے سارا شہر حضور کی بات مانتا ہے اگر حضور ہم لوگوں کے حال پر ترس کھا کر ان کانگریس والوں کو سمجھا دیں گے تو وہ ہماری دوکانوں سے پہرے ہٹا لیں گے اور ہم لوگوں کی آمدنی کی صورت نکل آئیگی۔

حکیم صاحب (مسکرا کر) سیٹھ صاحب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے آپکے ساتھ دلی ہمدردی ہے اور اگر میں کسی طرح بھی آپ کی تکلیف دور کر سکتا تو مجھے ذرا سا بھی تامل نہ ہوتا لیکن آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ میں آپ کے حال پر تو ترس کھاؤں اور ان سب بہادروں کی سرفروشی اور جانبازی کا کچھ خیال نہ کروں جو کسی لالچ کے بغیر صرف اپنی قوم اور اپنے وطن کی خاطر انتہائی مصیبتیں جھیل رہے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جانیں تک دے رہے ہیں اور اگر میں ایسا کروں بھی اور آپکے فرمانے کے مطابق لوگوں کو سمجھانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوں تو میری ایسی نامنصفانہ بات کون سنے گا؟ ابتک لوگوں میں جو کچھ میری عزت ہے وہ اسی لئے ہے کہ میں حق کے سوا کبھی ناحق اپنی زبان سے نہیں کہتا جب میں ایسی سچائی اور انصاف کے خلاف باتیں زبان سے نکالوں گا تو لوگ مجھ سے بھی بیزار ہو جائینگے اور نفرت کرنے لگیں گے اگر آپ چار چھ مہینے یا سال دو سال کی محنت سے کوئی مکان تعمیر کریں تو کیا میرے لئے کسی طرح بھی جائز ہو سکتا ہے کہ میں کھڑے ہو کر دن بھر میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں ملک اور وطن کے شیدائی ہزاروں طرح کی مصیبتیں جھیل کر اپنے لئے نہیں بلکہ میرے اور آپ کے لئے ایک عالیشان محل بنا رہے ہیں کیا یہ کسی طرح بھی مناسب ہے کہ میں اور آپ اس محل کو ڈھا دیں اور ان جانبازوں کی سب محنت پر پانی پھیر دیں۔

کروڑی مل۔ تو آپ کا کیا یہ خیال ہے کہ اس طرح بدیشی کپڑے کا بائیکاٹ کر کے ہمیں سوراج مل جائیگا؟ آپ جانتے انگریز تو بڑی محنتی اور ہوشیار قوم ہیں وہ اپنا مال تو کہیں نہ کہیں بیچ ہی لیں گے آپ ہی کو یہ نقصان پہنچے گا کہ آپ اچھے اور نفیس کپڑوں کو ترس جائینگے۔

حکیم صاحب۔ مجھے اس سے تو بحث ہی نہیں کہ سوراج ملیگا یا نہیں اس کا جواب تو آپ کو وہ لوگ دینگے جو سوراج کی کوششیں کر رہے ہیں میں تو یہ جانتا ہوں کہ اپنے ملک کی صنعتوں کی قدر کرنا اور انھیں ترقی دینا ہمارا فرض ہے جس وقت ہم اپنی ضرورت کی چیزیں اپنے ملک میں تیار نہیں کر سکتے اس وقت تک ہم دوسرے ملکوں کے غلام رہیں گے اور ہماری تمام دولت کھنچ کھنچ کر دوسرے ملکوں کو جاتی رہیگی اس حالت کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ خواہ ہمارے ملک کی کتنی ہی بھدی اور بری چیزیں ہوں اور ہمیں ان کے استعمال سے خواہ کتنی ہی تکلیف ہو پھر بھی ہم انھیں کو استعمال کریں اور اگر اس وجہ سے کہ وہ ہاتھوں سے تیار کی جاتی ہیں ان کا نرخ غیر ملکوں کی چیزوں کے مقابلہ میں گراں ہو پھر بھی ہم کچھ پرواہ نہ کریں اور چند پیسے زیادہ خرچ کر کے ہم اپنے کاریگروں کی ہمت بڑھائیں تاکہ وہ خوش ہو کر اور زیادہ اچھی چیزیں بنانے لگیں اور ہماری دولت دوسرے ملکوں میں جانے کے بجائے اپنے ہی ملک کے اندر رہنے لگے آپ شاید سوراج کا مقصد یہ ہی سمجھتے ہیں کہ بس کل ہی انگریز یہاں سے سب کے سب چلے جائیں اور ہم پہیلیوں بجھولیوں کی طرح آزاد کر دیے جائیں جہاں ہمارے بھیریں سیٹھ صاحب سوراج درحقیقت نام ہے ملک کی دولت اور ملک کے قانون پر قبضہ ہونے کا اگر ملک کی دولت ہمارے قبضہ میں اور ملک کے لئے قانون بنانا ہمارے ہاتھ میں ہو تو پھر تخت سلطنت پر کوئی بھی بیٹھا رہے راج درحقیقت ہمارا اپنا ہی ہوگا اور ملک کی دولت صرف اسی وقت پورے طور پر ہمارے قبضہ میں آ سکتی ہے جب ہم غیر ملکوں کی بنی ہوئی چیزیں خرید خرید کر اسے غیر ملکوں کو دینا بند کر دیں آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس زمانہ میں جب کوئی قوم کسی دوسری قوم کے ملک پر قبضہ کیا کرتی ہے تو اس کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ اس ملک کو اپنی تجارت کی منڈی بنا لے اور اپنے ملک کی بنی ہوئی چیزیں اس ملک میں بکوا کر تمام دولت اس طرح اپنے ملک کو کھینچ لیجایا کرے اور اگر کسی وجہ سے یہ مقصد حاصل نہ ہو تو پھر قبضہ تقریباً بیکار ہو جاتا ہے انگریزوں کو بھی ہندوستان سے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس کا تو بڑا ذریعہ تجارت ہی ہے اور اگر یہ ذریعہ باقی نہ رہے تو پھر ہندوستان پر اپنا قبضہ باقی رکھنے سے صرف برائے نام ہی فائدہ رہجاتا ہے۔

کروڑی مل۔ تو حکیم صاحب مجھے معاف کیجئے گا میں یونہی ایک بدتمیز سا آدمی ہوں بھلا یہ تو فرمایئے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہم انگریزوں کے ہندوستان کا نوالہ چھین لیں (کروڑی مل نے کسی قدر فخر کے ساتھ ادھر ادھر دیکھا)

حکیم صاحب۔ اس میں بے انصافی ہی کیا۔

کروڑی مل۔ پرائی روزی چھین لینا بھی بھلا کسی طرح انصاف میں داخل ہو سکتا ہے!

حکیم صاحب۔ سیٹھ صاحب آپ ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں انگریز انگلستان کے رہنے والے ہیں ان کے باپ دادا نے اسی ملک کو اپنے رہنے بسنے کیلئے پسند کیا تھا اور اس طرح وہ ان کا اپنا ملک ہے اور اس سرزمین کی جتنی پیداوار ہو وہ انہی کا حصہ اور حق ہے ہمارا ان کے ملک کی پیداوار میں سے ایک پیسہ یا ایک دانہ یا ایک آنہ ان سے چھیننے کی کوشش کریں تو یہ یقیناً ناجائز ہوگا لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ہماری کوشش اور ہماری خواہش صرف اس قدر ہے کہ ہم اپنے ملک کی دولت کو ملک سے باہر نہ جانے دیں اور یہ نہ ظلم ہے نہ ناانصافی اگر کچھ لوگ ابتک ہماری غفلت کی بدولت ہمارے ملک کی دولت میں حصہ لگاتے رہے ہیں اور اب ان سے وہ حصہ چھن رہا ہے تو ظاہر ہے کہ ہمارا ایسا کرنا ان لوگوں پر ظلم نہیں ہے کیونکہ انہوں نے جو حصہ لگا رکھا تھا وہ ہمارے ہی ملک کی دولت

بہت اطمینان تھا اور ہمارے ملک کی تمام پیداوار جائز اور ناجائز طریقہ پر ساری کی ساری ہماری ہو گئی کہ ہمارے باپ دادا نے اس ملک کو اپنے رہنے بسنے کیلئے پسند کیا تھا اور یہ ہمارا وطن ہے آپ سب لوگ خود مو یہاں آ کر ان تختوں پر بیٹھتے ہیں اگر کل کو میں آپ سے یہ کہوں کہ جناب میرے تخت خراب ہوئے جاتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ آپ آئندہ ان پر بیٹھا کریں تو اس میں آپ پر میں کیا ظلم کروں گا اصل یہ ہے کہ سیٹھ صاحب آپ کے گھر میں بہت سا بدیشی مال بھرا پڑا ہے اور آپ یہ عجیب و غریب دلیلیں صرف اسلئے پیش کرتے ہیں کہ کسی طرح آپ نقصان سے بچ جائیں اور اسے بیچکر نفع اٹھالیں اگر آپ غیر ملکی لوٹ یا اس وجہ سے ترس کھا کر کہ ہماری سودیشی کی تحریک سے انہیں نقصان پہنچ رہا ہے ایسا کہتے تو گو میں اسے تسلیم نہ کرتا لیکن میرے دل میں آپکی وقعت بہت بڑھ جاتی لیکن افسوس ہے کہ آپ نے جو کچھ بھی کہا وہ صرف اپنے ذاتی نفع اور نقصان کے لحاظ سے کہا اگرچہ اس پر بنی نوع انسان کی ہمدردی کا رنگ مزید چڑھا دیا تھا۔

کروڑی مل۔ (جھینپتی ہوئی سی ہنسی ہنسکر) اب حضور یونہی سمجھ لیں بہرحال ہم لوگوں کی مدد بھی تو آپ پر فرض ہے آخر ہم بھی تو اسی ملک کے رہنے والے ہیں ملک کے آزاد کرانے کی خاطر ہمارے بچوں کو کیوں بھوکا مارا جاتا ہے۔

حکیم صاحب۔ پھر آپ نے غلط دعوی پیش کیا اگر دوسرے لوگ آرام و اطمینان سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں اور آپ سے صرف یہ مطالبہ کریں کہ آپ اپنا کاروبار سب بند کر کے بیٹھ جائیے اور فاقے کیجیے تو یقیناً شکایت کی جگہ ہے لیکن جبکہ آپ یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کو بدیشی مال بیچنے سے روکنے والے اپنی جان پر آپ سے بہت زیادہ تکلیف اٹھا رہے ہیں حتی کہ بڑی خوشی سے اپنی جانیں تک دے رہے ہیں تو پھر آپ کو شکایت کا حق حاصل نہیں تھا ملک جتنا ان لوگوں کا ہے اتنا ہی میرا اور آپکا ہے اگر ان بیچاروں پر اس کی آزادی کی خاطر مصیبتیں جھیلنا فرض ہے تو مجھ پر اور آپ پر بھی یہ فرض اسی قدر عائد ہوتا ہے اور کسی شخص کو جو اپنے آپکو ہندوستانی کہتا ہے یہ جائز نہیں ہے کہ اس قسم کی تکلیفوں سے گھبرائے اس کے علاوہ اگر درحقیقت آپ کی حالت خدانخواستہ ایسی ہی ہوتی کہ آپکے بچے بھوکے مرتے ہوتے تو ضرور ہم سب پر فرض ہو جاتا کہ جس طرح بھی ہو آپ کی مدد کریں اور جو کچھ ہم کھاتے ہیں اس میں سے پہلے آپ کے بچوں کو کھلا دیں اور پھر اپنے بچوں کو دیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ حالت ایسی خراب نہیں ہے اور اس سے زیادہ آپ کا کچھ بگڑا نہیں ہے اور نہ بگڑ سکتا ہے کہ دو چار ہزار روپے کا نقصان ہو جائے اور ہم سب کو معلوم ہے کہ اتنے ذرا سے نقصان کی آپکے نزدیک کوئی حقیقت نہیں ہے تجارت میں ایسے ایسے نقصان نہ معلوم کتنے ہوتے رہتے ہیں۔

کروڑی مل۔ یہ تو حضور کا خیال ہے میری حالت اتنی اچھی تو نہیں ہے اور اگر ہوتی بھی تب بھی تو حضور مہینے دو مہینے کیلئے آدمی نقصان اٹھا سکتا ہے بھلا اس طرح کیسے گذر ہو سکتی ہے کہ مہینے چھوڑ برسیں گذر جائیں اور آدمی کوئی کام نہ کرے اس طرح بیکار بیٹھے بیٹھے بھی تو دن نہیں گذرتے۔ **حکیم صاحب**۔ سیٹھ صاحب۔ آپ بیکار کیوں بیٹھتے ہیں آخر سو برس یا ڈیڑھ سو برس پہلے آپ لوگ کیا کیا کرتے تھے اس وقت ہندوستان میں ولایتی مال کہاں کیا تھا جسے بیچکر آپ نفع کما سکتے ہیں اس وقت تو یہی گاڑھا اور گزی مشروع اور سوسی تھی اور اسی کو بیچکر آپ کے بزرگوں نے اتنی اتنی بڑی جائدادیں خریدی تھیں آپ بھی یہی کر سکتے ہیں کہ ولایتی کپڑے کے بجائے اپنے ملک کے جلاہوں کا تیار کیا ہوا کھدر فروخت کریں کپڑا ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے بغیر انسان کا گذر ہو سکے یہ تو زندگی کی ضرورت ہے اور ہر شخص اپنا ہی تن ڈھکنے کے لئے اس کے خریدنے پر مجبور ہے جب ولایتی کپڑا بازار میں موجود نہ ہوگا تو مجبور ہوکر ہر شخص گزی اور گاڑھا خریدے گا اور آپ کی تجارت بالکل اسی طرح قائم ہو جائیگی کہ جیسی اب تک تھی۔

کروڑی مل۔ لیکن حضور یہ جو گوداموں میں اتنا مال بھرا پڑا ہے یہ نہیں بھی تو ٹھکانے لگانا بھی ضرور ہے ورنہ بڑے بڑے دو ہی گل جائیگا یا کیڑے کھا جائینگے حضور بس اتنی مہربانی کریں کہ رمضان کے ایک مہینہ کیلئے اجازت دیدیں عید کی وجہ سے لوگ کثرت سے کپڑا خریدتے ہیں اور اس ایک ہی مہینہ میں ہمارا بہت سا مال نکل جائیگا عید کے بعد پھر ہم اپنی دکانیں بند کر دیں گے یا اگر کھولیں گے بھی تو صرف دیسی کپڑا بیچا کرینگے۔ **حکیم صاحب** (کسی قدر مسکرا کر) اپنا مال فروخت کرنیکی ترکیب تو آپنے بہت معقول سوچی سیٹھ صاحب لیکن آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص شراب پینے کا عادی ہو اور آپ سمجھا بجھا کر اسے شراب چھوڑ دینے پر راضی کریں اور وہ آپ سے یہ درخواست کرے کہ اچھا میرے گھر میں جو دو تین بوتلیں وسکی کی رکھی ہیں انہیں پی لوں پھر اس کے بعد چھوڑ دوں گا ورنہ وہ مفت میں خراب جائینگی تو کیا آپ منظور کرلیں گے اور کیا آپکو یہ خیال نہ ہوگا کہ گو آپ کے کہنے سننے سے وہ شخص شراب چھوڑنے پر آمادہ ہوگیا ہے لیکن اسکے دل سے شراب کی محبت نہیں نکلی ہے اصل یہ ہے جناب سیٹھ صاحب کہ ہم تو آپکے دل سے بدیشی مال کی محبت اور وقعت دور کر کے دیسی مصنوعات کی محبت اور احترام اس میں بھرنا چاہتے ہیں اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا کہ جب تک آپ اس نیک مقصد کیلئے آپ تھوڑا بہت نقصان برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہوں آپ عید کے سلسلہ میں اپنا ولایتی کپڑے کا ذخیرہ نکالنا چاہتے ہیں اور میں آج ان سب لوگوں کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اس عید کے موقع پر وہ دنیا کو دکھا دیں کہ وطن کی محبت پر مسلمان اپنے نمود و نمائش کے تمام جذبات کو نہایت آسانی سے قربان کر سکتے ہیں میں مسلمانوں کو آج یہ بتانا چاہتا تھا کہ عید صرف شہر کے تھوڑے سے خوشحال مسلمانوں کیلئے نہیں ہے بلکہ غریب اور مفلس مزدوروں کے لئے بھی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں مسلمان جلاہے بھی ہمارے بھائی ہیں ہمیں معلوم ہے کہ اگر ہم اپنے بچوں کیلئے دس روپے گز کے چمکدار اور ریشمی ولایتی کپڑے خریدینگے تو ہمارے جلاہوں نے رمضان کے روزے رکھکر جو گاڑھے اور سوسی کے تھان بنائے ہیں ان کا خریدنے والا انہیں کوئی نہ ملیگا تو وہ اپنے بچوں کیلئے عید کے کپڑے تو بڑی چیز ہیں معمولی دال روٹی بھی آسانی سے مہیا نہ کر سکیں گے لیکن اگر ہم اپنے اور اپنے بچوں کے لئے ان کے بنائے ہوئے تھان خریدیں گے تو ہر جلاہا ایک کی بجائے دو دو اور تین تین تھان تیار کرکے بیچ لیگا اور اس کی جیب میں اتنے روپے ہوں گے کہ عید کے لئے بچوں کے نئے کپڑے بھی بنائے اور انہیں دو چار پیسے مٹھائی کے لئے بھی دیدے اب ایسی حالت میں آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ میرے لئے یہ مناسب ہے کہ میں دو چار یا دس بیس مالدار سوداگروں کی مدد کروں یا یہ بہتر ہے کہ اپنے غریب اور مفلس بھائیوں کے بچوں کی صحیح معنوں میں عید کرا دوں آپ کا کپڑا اگر پڑا رہ جائے تو آپ بھوکے نہیں مر سکتے لیکن ان غریبوں کے تھان اگر نہ بکے تو ان کے گھروں میں تیسرے روز فاقہ ہوگا اس لئے میں تو یہی فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں خود بھی اپنے اور اپنے بچوں کے عید کے کپڑوں کیلئے صاف اور پاک کھدر خریدوں گا اور ہر مسلمان کو یہی مشورہ دوں گا کہ وہ سفید کھدر کے سوا عید کے کپڑوں کے لئے کوئی اور چیز نہ خریدے اس میں دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ یہ وطن کی سچی خدمت ہے اور دوسرے یہ کہ اس طرح ہم اپنی قوم کے غریب بچوں کی بھی عید منوا سکتے ہیں۔

کروڑی مل بزاز سے گفتگو کرنے کے بعد حکیم جلیل احمد خاں کو خاص طور پر اس بات کا خیال ہو گیا کہ جس طرح بھی بنے اس سال عید کے موقع پر مسلمانوں کو بدیشی کپڑا خریدنے سے روکیں حکیم صاحب کی طبیعت ہی اول تو ذرا کسی قدر تنہا پسند سی واقع ہوئی تھی اور وہ لوگوں سے ملنا جلنا یا کمیٹی جلسوں وغیرہ میں آنا جانا پسند نہیں کیا کرتے تھے اس پر ان کے مطب کی مصروفیتیں اور بھی انہیں موقع نہ دیتی تھیں کہ وہ عام سوشل کاموں میں کوئی عملی حصہ لیں لیکن اس مرتبہ انہوں نے ارادہ کر ہی لیا کہ جیسے بھی ہو سکیگا وہ اپنے قصبے کے مسلمانوں کو کھدر کے فائدے سمجھائینگے اور عید کے دن بڑے سے لیکر چھوٹے تک اور بوڑھے سے لیکر بچے تک

ہر شخص کو صاف سپید اور بے داغ کھدر کے کپڑے پہنا کر عید گاہ لیجائینگے اس سے پہلے بھی انہیں اکثر عید کی نماز کے موقعوں پر یہ خیال آیا تھا کہ مسلمانوں کی باہمی نا اتفاقی کا سب سے بڑا باعث یہ ہے کہ ان کا کوئی قومی لباس نہیں ہے اور وضع و لباس کی یکسانیت کہ جس پر قومی اتحاد کا دارو مدار ہوتا ہے ان میں مفقود ہے اس موقع پر مسلمانوں میں کھدر کو مقبول اور عام کرنے کے ارادہ کے ساتھ ساتھ انھیں یہ بھی خیال آگیا کہ اس طرح عید کے موقع پر جب ہزار ہا مسلمان بالکل ایک سی وضع اور ایک سے لباس میں عیدگاہ میں جمع ہوں گے تو ان میں وضع و لباس کی یکسانیت بھی خود بخود پیدا ہو جائیگی اور اس خیال نے ان کے جوش عمل نے اور بھی ترقی دیدی۔ رات کو کھانے سے فارغ ہو کر حسب معمول جب لیٹتے تو برابر اپنی انہی کوششوں کے نتیجوں پر غور کرتے رہتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ لیٹے لیٹے وہ یکایک جمیل کو آواز دیتے اور جب وہ آتا تو اس سے کہتے کہ دیکھو جمیل اگر خدا نے ہمیں کامیاب کر دیا تو اس موقع پر عید گاہ میں یہ نظارہ کس قدر شاندار اور عجیب ہوگا کہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان یکرنگ سفید اور بے داغ کھدر کے کپڑے پہنے ایک امام اکبر کی آواز پر ایک اعلیٰ درجہ کی قواعد داں فوج کی طرح اپنے معبود حقیقی کی درگاہ میں سجدہ کرنے کے لئے جھکیں گے خود مسلمانوں میں بھی اس سے باہمی اتحاد اور ہمدردی بڑھ جائیگی اور دیکھنے والوں پر بھی ان کی اس تنظیم اور باشائستگی کا نہایت ہی اچھا اثر پڑیگا۔ جمیل کے خیالات ان معاملات میں باپ سے بھی کچھ زیادہ سلجھے ہوئے اور بلند تھے اور وہ حکیم صاحب کی ان سرگرمیوں میں برابر ان کا دست راست بنا ہوا تھا بائیس سال کا حسین خوشرو نوجوان اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ بلند بالا اور تندرست جمیل جب کسی جلسہ میں تقریر کرنے کھڑا ہوتا تھا تو لوگ بالکل محو ہو جاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی نے ان سب پر جادو کر دیا ہے یہ اسی تقریر کا اثر تھا کہ صرف دو مہینوں کے اندر وہ کام تکمیل کو پہنچ گیا جو دوسروں کے کئے شاید برسوں میں بھی مشکل ہی سے ہوتا۔ عید کے ابھی دو ہفتے باقی تھے لیکن قائم گنج میں ابھی سے یہ حالت رونما ہو گئی تھی کہ ہر شخص کھدر تلاش کرتا پھرتا تھا مرد تو مرد مسلمان عورتوں پر اس تحریک کا اس قدر اثر ہوا تھا کہ انہوں نے قسم کھالی تھی کہ چاہے جو کچھ ہو جائے لیکن ہرگز ہرگز کوئی بدیشی کپڑا اپنے اور اپنے بچوں کے بدن پر نہ ڈالیں گی اور بعض اگر عید کے کپڑوں کے لئے کھدر خریدنے میں مذبذب بھی تھے تو ان کی عورتوں نے انھیں اس حد تک مجبور کر دیا کہ بالآخر وہ بھی کھدر خرید ہی لائے عام مسلمانوں کا جوش و خروش بھی بہت بڑھ گیا تھا اور اب اگر اتفاق سے کوئی شخص بدیشی کپڑے پہنے نظر آتا تھا تو لوگ اس کی طرف نفرت اور حقارت سے دیکھا کرتے تھے۔ اپنے اسی جوش سے مجبور ہو کر عوام نے یہ طے کیا کہ بدیشی کپڑوں کی ہولی منائی جائے اور حکیم صاحب اور جمیل کے مشورہ سے جمعۃ الوداع کا مبارک دن جو رمضان کی انتیسویں تاریخ کو پڑتا تھا اس کام کے لئے مقرر ہوا لوگوں میں جوش پہلے ہی پھیل چکا تھا اس لئے الوداع کے روز یہ حالت ہوئی کہ اگر لوگ اپنے اپنے گھروں سے بدیشی کپڑوں کی گٹھریاں لیکر صبح ہی سے عیدگاہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے بعد نماز عیدگاہ کے سامنے ہزارہا آدمیوں کا مجمع تھا جس میں ہندو اور مسلمان اور مرد اور عورتیں اور بچے سب ہی شامل تھے مجمع ایک حلقہ کی صورت میں کھڑا تھا اور بیچ میں بدیشی کپڑوں کا ایک اتنا بڑا انبار رکھا تھا کہ دور سے اچھا خاصا ایک بڑا ٹیلا معلوم ہوتا تھا لوگ بے انتہا جوش میں بھرے ہوئے اور اس جوش کو دیکھکر قصبہ کے حکام نے پولیس کی ایک بہت بڑی جماعت تحفظ امن کے خیال سے متعین کر دی تھی جو شیلے عوام میں سے بعض نا عاقبت اندیش بلکہ کبھی کبھی پھبتیاں کس دیتے تھے جسے پولیس کے سپاہی بھیگی بلی بنے ہوئے خاموشی کے ساتھ سنتے تھے اور پی جاتے تھے۔

کپڑوں میں آگ لگانے کی رسم جمیل کے ہاتھوں سے ہونے والی تھی جب لوگوں نے اسے عیدگاہ سے نکلتے دیکھا تو اللہ اکبر بندے ماترم انقلاب زندہ باد اور جمیل میاں کی جے ہو کے نعروں سے آسمان سر پر اٹھا لیا جوش خروش کے عالم میں مجمع میں کسی قسم کا نظم اور ضابطہ بھی باقی نہ رہا ہر شخص کی آرزو تھی کہ جس قدر قریب سے بھی ممکن ہو جمیل کو دیکھے ایک پر ایک ٹوٹا پڑتا تھا عورتیں اور بچے کافی احتیاط کے باوجود پچے اور کچلے جا رہے تھے شور و غل میں کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجمع قابو سے باہر ہو چکا ہے جمیل کے گلے میں لوگوں نے بہت سے ہار ڈال دیئے تھے اور وہ اس طرح دولہا بنا ہوا ایک شاہانہ شان کے ساتھ خراماں خراماں کپڑوں کے انبار کی طرف جا رہا تھا ابھی وہ اس ڈھیر سے کسی قدر دور ہی تھا کہ پولیس افسر نے اس سے آکر کہا کہ چونکہ مجمع کا جوش خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے اور چند پتھر بھی پولیس والوں کے آکے لگے ہیں اس لئے حکام قصبہ کی یہ خواہش ہے کہ یہ مجمع منتشر ہو جائے اور ہولی کی رسم آج ادا نہ کی جائے۔

جمیل (مسکراکر) انسپکٹر صاحب مجمع میں تو کسی کے پاس لاٹھی تک نہیں ہے پھر ایسے مجمع سے کیا خوف اور اندیشہ ہو سکتا ہے یہ جوش بھی غیر تعلیم یافتہ عوام کے لئے کوئی غیر معمولی جوش نہیں ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں بلکہ ذمہ لیتا ہوں کہ کسی طرح کا بھی نقض امن نہ ہوگا البتہ اگر یہ رسم روک دی گئی تو مجمع ضرور مشتعل ہو جائیگا۔ جمیل نے بہت کچھ سمجھایا اور دیر تک حکیم صاحب نے بھی کوشش کی کہ کسی طرح پولیس افسران مان جائیں لیکن سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور بالآخر پولیس کی جانب سے یہ حکم مل گیا کہ یا تو پانچ منٹ کے اندر لوگ منتشر ہو جائیں ورنہ فیر شروع کر دیا جائیگا حکیم صاحب اس حکم کو سنکر کسی قدر خاموش سے ہو گئے تھے لیکن جمیل کی نوجوان رگوں میں خون جوش مارنے لگا اور اس نے کہا۔

جمیل۔ اگر آپ ہماری جائز اور معقول درخواست سننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں بھی آپ کا غیر ضروری اور غیر معقول حکم ماننے پر آمادہ نہیں ہوں میں کپڑوں کے اس ڈھیر میں آگ لگاؤں گا اور آپ کو اختیار ہے جو کچھ چاہیے وہ کیجئے۔

اتنا کہکر جمیل دیا سلائی کی جلتی ہوئی ہاتھ میں لئے ہوئے آگے بڑھ گیا اور پولیس افسر نے ایک مرتبہ پھر مجمع کو مخاطب کرکے منتشر ہو جانے کا حکم دیا مگر بے جوش نے مجمع کو موت اور زیست سے بے پروا کر دیا تھا وہ جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہے اور مجبور ہو کر پولیس کو گولی چلانی پڑی۔

اس طرف سے فیر کی آواز آئی اور اس طرف کپڑوں کے انبار سے شعلے بلند ہونے شروع ہو گئے فیروں سے زخمی ہو کر کچھ لوگ گرے اور اب مجمع منتشر ہونے لگا پولیس نے تھوڑے سے فیر کرنے کے بعد ہاتھ روک لیا اور اب میدان خالی ہو جانے پر پولیس والے اور کچھ اور آدمی زخمیوں کی امداد کے لئے آگے بڑھے۔ کپڑوں کا ڈھیر جل کر راکھ ہو چکا تھا اور اس کے قریب ہی ایک حسین و خوشرو اور بلند و بالا اور تندرست نوجوان کی لاش پڑی تھی اس کے ہاتھ میں دیا سلائی کا باقی ماندہ حصہ تھا جس سے اس نے ڈھیر میں آگ لگائی تھی اور سینہ پر گولی کا ایک زخم تھا جس سے خون بہہ بہہ کر تھکے جم گئے تھے۔ یہ نوجوان جمیل تھا لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے خود پولیس افسر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لیکن حکیم جلیل احمد خاں نے کامل اطمینان کے لہجہ میں ان سے کہا کہ:۔

کیا آپ جمیل کو مردہ سمجھتے ہیں یہ غلط ہے اس نے حق و صداقت کی راہ میں جان دی ہے اور وہ

زندہ جاوید ہے

تماشائے اہل کرم دیکھیے

الحمد للہ علی احسانہ مولوی کی ترقی اشاعت اور مولوی کی مقبولیت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ انسانی کوشش وسعی کا دخل نہیں مانا جا سکتا۔ بلکہ محض فضل ایزدی ہے جس نے ناظرین ومعاونین کو اس کی بہبودی پر متوجہ کر دیا۔

لوگ کہتے ہیں کہ مولوی کی ارزانی اس کی اشاعت کا باعث ہے لیکن ایسے پرچے بہت سے نکلے اور نکلتے رہیں گے جن کے چندے ایک ایک روپیہ نہیں ۱۲ ؍ اور ۸ ؍ تک رہے ہیں اور ان کے شائع کرنے والے مجھ سے بہت زیادہ قابل بہت زیادہ مالدار اور بہت زیادہ مستعد اور تجربہ کار تھے اور ہیں اور ہونگے، لیکن یہ محض خدا کا فضل اس کا کرم اور اسکی عطا ہے کہ مولوی کے خریداران مجھ سے زیادہ اپنے پرچے سے محبت رکھتے ہیں، خدا کی کارسازی کے کرشمے دیکھتا ہوں۔ کہ کسی دفتر میں ایک صاحب نے مولوی کو منگایا ہے اور پھر انہوں نے ماتحت عملے اور حکام بالا کو متوجہ کرنا شروع کیا، اور ایک ایک کو خریدار بنا کر چھوڑا، دوکاندار ہیں کہ انہوں نے اپنے گاہکوں کو اور چیزوں کے ساتھ مولوی کو بھی دکھایا اور اپنے پاس سے کارڈ لکھکر ان کو خریدار بنایا، بعض بھائی تو خریدار بنانے میں ۲ ؍ اپنی گرہ سے خرچ کر دیتے ہیں، یعنی خریدار کو متوجہ کر کے صرف ایک روپیہ وصول کرتے ہیں ۲ ؍ فیس منی آرڈر اپنے پاس سے خرچ کر کے چندہ بھیجتے ہیں، پھر یہ ایثار، یہ قربانی، یہ تندہی اور یہ سعی بارگاہ ایزدی میں ماجور نہیں ہوتی، آخرت کا اجر تو اس کے ہی علم میں ہے دنیا میں ان کے پرچہ اور انکی سعی کی جو شہرت ہے وہ ظاہر ہے کہ مولوی کی اشاعت اس وقت ہر زبان کے پرچے سے زیادہ ہے۔ فالحمد للہ والشکر للہ، اللہم جعل مرادہم بالخیر، اللہم نور قلوبہم بنور معرفتک ومحبتک ابدا

وی پی کے نئے سسٹم سے شدید نقصان پہلے ڈاکخانہ میں وی پی اگر کوئی خریدار بروقت رقم ادا نہ کر سکے یا وقت پر نہ مل سکے تو دس روز تک امانت رہ سکتا تھا، یکم جنوری سے یہ مہلت صرف تین روز رہ گئی ہے گویا یہ سمجھ لیجئے کہ اب وی پی کا روپیہ فوراً نہ دیا جائے تو واپس ہو جاتا ہے، کیونکہ ایک دن تو اطلاع دی کا، اور ایک دن واپسی کا، صرف ایک دن بیچ میں رہتا ہے وہ بھی اگر ڈاکخانہ دور رہا تو اسکی دوری کی وجہ سے فارت ہو گیا، اس لئے شعبان کا پرچہ جو چندہ ختم ہونے کے بعد وی پی گیا تھا آدھے سے زیادہ واپس آگیا۔ اور اب وہ لوگ منی آرڈر کر رہے ہیں یا یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وی پی ملا ہی نہیں، بہرحال ان میں سے بہت سے بھائی دوبارہ مولوی جاری کرلیں گے، لیکن یہ ۳ ؍ فی وی پی کا ایسا شدید نقصان ہوا کہ میرا جی بیٹھ گیا، اس سے اور تکلیف ہوتی ہے کہ جب ایک ہفتہ قبل میں اطلاعی خط بھیجدیتا ہوں تو اسی وقت منی آرڈر کیوں نہیں بھیجتے، جہاں ڈاکخانہ نہیں ہے وہاں سے ڈاک خانے کے تحت آسکتے ہیں، بہرحال خریداران چاہیں تو یہ نقصان بچ سکتا ہے، ورنہ اس کا اثر میرے لئے بہت ہی سخت ہے

میری جسارت اور آپکی سعی پچھلے مہینے عرض کیا تھا۔ کہ اگر مولوی کے پندرہ ہزار خریدار پورے ہو جائیں تو رسالہ بجائے ۴۴ کے ۷۲ صفحوں کا ہو جائے گا، پندرہ ہزار خریدار تو نہیں ہوے لیکن **۷۲ صفحہ کا رسالہ ہوگیا** ۸ صفحوں کی ایزادی پر ۳۰۰ ؍ ماہوار بڑھتے ہیں، علاوہ اس زائد خرچ کے جو مولوی پر ہمیشہ سے زائد ہو رہا ہے، اب مولوی کا ماہانہ خرچ اس مہینے سے چودہ سو سے زائد ہے، اور خریدار اس وقت تیرہ ہزار سے کچھ زائد ہیں، گویا خرچ سالانہ سترہ ہزار اور آمدنی تیرہ ساڑھے تیرہ ہزار اب یہ تین سو روپے ماہوار کا نقصان اسی سے پورا ہونا چاہئے

اور رسول نمبر کا خرچ مستزاد علیحدہ ہے، ترکیب سہ نگاری وہ کا ہیں، کتابیں خریدئیے اور خریدار فراہم کیجئے،

رمضان کا پرچہ چودہ ہزار چھپا ہے، پندرہ سو خریدار اسی مہینے میں دیتے ہیں، ایک ہزار تو تقریباً زائد سالہ کے لیئے اور ۵۰۰ ان لوگوں کے بدلے جو مولوی سے مفارقت کرلیں گے، یا کسی مجبوری سے آیندہ مولوی کی معاونت نہ کر سکیں گے،

رمضان خیر وبرکت کا مہینہ ہے، اور اللہ میاں کا مہینہ اس مہینے میں ایک ایک کے ستر ملتے ہیں، مولوی کے خریدار بنانا نیکی بالکل وہی اجر رکھتی ہے جیسا اپنے پاس سے کسی کے لیئے چندہ دیا، کیونکہ نیکی کی طرف متوجہ اور مجبور کرنے والا اسی قدر نیکی کا حقدار ہوتا ہے جتنا نیکی کا کرنے والا، پھر کیا یہ مہینہ ایسا نہیں ہے کہ آپ اپنی ہر کوشش اشاعت میں صرف کر دیں اور سعادت کا سرمایہ فراہم کرلیں،

عجیب شان کا قرآن شریف اور خوشنما ۱۶ ؍ سطری معری قرآن مجید پچھلی مرتبہ عرض کیا تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ والا قرآن شریف ایک ہزار اور معری خوشنما قرآن مجید دو ہزار خریداران مولوی کے انتظار پر چھاپے ہیں دونوں بے نظیر قرآن ہیں، مقدم الذکر ترجمہ، کتابت، چھپائی اور سستا ہونے کے لحاظ سے ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر میں عدیم النظیر ہے، عام مین مجلد ہے، اس سے سستا ہدیہ ناممکن ہے خواہ اس کے کہ جلد ناقص ہو، اور معری خوشنما قرآن شریف اس لئے عدیم النظیر ہے کہ اس کی کتابت ایک ایسے ماہر حفاظ نے کی ہے جس نے قرآن خوانی کے سلسلہ میں بچوں کی ذہنیت کا کافی مطالعہ کیا ہے اور اس انداز سے اس کی کتابت کی ہے کہ صرف حروف مفرد ومرکب کی شناخت کے بعد ہر بچہ اور ہر ناخواندہ بلا کسی استاد کی مدد کے قرآن شریف نہ صرف پڑھ سکتا ہے بلکہ صحیح پڑھ سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں، کہ یہ خصوصیت بہت ہی اہم ہے اس کا ہدیہ مجلد بارچہ ۱۲ ؍ اور چرمی ۱۴ ؍ ہے، لیکن مدارس کو زکواۃ میں دینے والے بھائی دس جلد مجلد بارچہ نو روپے میں اور مجلد چرمی چودہ روپے میں لے سکتے ہیں، محصول ڈاک علیحدہ ہے جس کی تفصیل اشتہارات میں دیکھ لیجے۔

پانچ ترجمہ والا قرآن شریف ایسے بہت موٹے جرمنی کے سفید کاغذ پر چھپا ہے اسی قرآن مجید کی تفسیر علیحدہ تیس روپیہ میں ہدیہ ہوئی ہے، یہ تفسیر کامل حاشیہ پر ہے اس کا اشتہار ٹائیٹل کے آخری صفحہ پر ہے ۲۰۰ قرآن خریدنے کی اگر استطاعت ہو گئی تو اس کے مشتہرہ ہدیہ میں بہت کمی ہو سکتی ہے اور مجلد چرمی بجائے چودہ روپے کے ساڑھے بارہ روپے میں ہدیہ کر دونگا۔ کاش آپ حضرات اتنی فرمائش روانہ کر دیں، جو میری ہمت بندھ جائے اگر یہ صورت ممکن ہو گئی تو بلا طلب رعایت عام ہو جائے گی جیسا کہ حمیدیہ پریس کا شعار ہے ورنہ نہیں

تخریبی عناصر مولوی اور حمیدیہ پریس کی پیش از بیش شہرت، یہی کام کرنے والوں وا بے بھائیوں کے لیے کچھ تکلیف دہ ہو گئی ہے اور اس کے آزار پہنچانے کی اب متعدد کوششیں ہو رہی ہیں، چنانچہ اس سلسلہ کی بہت سی کڑیاں تیار ہو چکی ہیں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شہرت یہ وقار اور یہ مقبولیت کیا میری پیدا کی ہوئی ہے جس کے مٹ جانے سے میں خائف ہو جاؤنگا، یہ سب جس کا دیا ہوا ہے وہی جب چاہے گا لے لیگا اور کیا تعجب ہے کہ حاسدوں کے جلنے کا نفسل خدا اور سامان کر دے اور مولوی اب سے زیادہ شہرت یاب اور موقر مانا جائے اس لیئے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے عزیز بھائی خود بھی ویسی ہی ساکھ اور ویسی ہی دیانت داری قائم کریں جو حمیدیہ پریس کا شعار رہا ہے وہ یقین رکھیں خدا تعالیٰ ضرور برکت دیگا، اپنی ترقی کی نیت سے کام کرنا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ کسی کی تخریب پیش نظر ہو، صرف نیت کی تبدیلی شرط ہے

اب ان بھائیوں کو بھی دیکھیے جن کی کوشش کو خدا نے کامیاب فرمایا

اور اب ہر حریص نگاہ انکی طرف غبطہ سے اٹھتی ہے، اور مولوی کی اشاعت سے خوش ہونے والے ان کو بڑے سے بڑی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں،

سب سے زیادہ مستحق توصیف وہ حضرات ہیں جنہوں نے میری اپیل ۵ خریدار سے بھی زائد خرید ادیے، مولوی غلام محی الدین صاحب لشکر گوالیار، مولوی سید لقمان شاہ صاحب امام مسجد جیل، زین العابدین صاحب ملک پیٹھ، محمد جلال الدین صاحب کورنگل میاں غلام احمد صاحب لاہور والے حاجی عبداللہ حاجی علی محمد صاحب ناسک، مولوی وزیر اشرف صاحب نئی پیٹھ، حافظ محمد ارتضیٰ صاحب اجین عبدالکریم صاحب اور سیر بلوکی، غلام محمد صاحب دسیکہ گنگور قاضی غریب احمد صاحب مراد آباد، شیخ واحد علی صاحب بالی گنج، سید محمد امین صاحب کی حیدرآباد، ایم شمس الدین صاحب ہلدوانی، محمد خلیل الرحمن صاحب دہرم سرکل، محمد حسین صاحب نانڈیڑ،

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
عبدالحئی صاحب احمد آباد	۱	مولوی امیر بخش صاحب دیناپور	۱
جناب محمد خلیل صاحب کلکتہ	۲	منشی سلیمان خاں صاحب یوچہ	۱
محمد یوسف صاحب پالم پور	۱	ایم اے ستار صاحب مدراس	۱
قاضی محمد یوسف صاحب احمد پور	۱	شیخ امید علی صاحب بینیا پٹرہ	۱
قاضی محمد عبداللہ صاحب مانسہرہ	۱	جمیل بخش صاحب منوہر پور	۱
نیاز احمد صاحب چک علاقی	۱	شاہ محمد عباد اللہ صاحب بردوان	۲
عبدالرحیم صاحب بڑ یارہ	۱	شیخ احمد صاحب جنرل مرچنٹ لیپ	۲
محمد یحییٰ صاحب سکرول شاہ آباد	۱	شیخ کریم بخش صاحب چپراسی ویجاپور	۲
محمد مقبول صاحب صفاپورہ کشمیر	۴	عسکری حسین صاحب گوالیار	۱
شیخ کرم محمد بادشاہ صاحب اورنگ آباد	۱	حافظ نواب علی صاحب بیوجی پور	۲
رشید احمد صاحب گوجرانوالہ	۱	حاجی عبداللہ حاجی علی محمد صاحب ناسک	۵
ظفر علی صاحب اسٹیشن ماسٹر آدم پور	۳	مولوی امجد حسین صاحب اسلم گنج	۱
سید محمد مشتاق صاحب جعفری بیجے پور	۴	محمد سبیہ اینڈ سنز مدراس	۴
مولوی غلام محی الدین صاحب لشکر	۵	سید برہان الدین صاحب ٹیلیکیں	۱
محمد بشیر الدین صاحب آبادو بہاولپور	۱	مولوی وزیر اشرف حسین صاحب نئی پیٹھ	۱۱
عبدالغفور صاحب گردی کوٹ	۲	نعمت علی صاحب ہیڈ ماسٹر بگھے	۲
مولوی عبدالسبحان صاحب ڈیناگاڑہ	۱	عبدالمجید صاحب تعلقہ ہنگولی	۱
سید لقمان شاہ صاحب امام جیل	۲	ایم حبیب اللہ صاحب صدیقی جاورہ	۱
خواجہ قطب الدین صاحب بہ.الیلم	۲	محمد فاضل صاحب پٹواری ساکھی	۳
غلام محمود صاحب کارپنٹر سری	۱	حافظ محمد ارتضیٰ خاں صاحب اجین	۵
زین العابدین صاحب ملک پیٹھ	۲	عبدالقیوم صاحب ڈہانڈھ	۱
مولوی عبداللہ صاحب داروغہ جیل گلبرگہ	۳	قادر بیگ صاحب سنجالہ	۱
حافظ محمد حیات علی صاحب کیمپ پونہ	۱	فضل حسین صاحب جیلر جبل پور	۱
امیرالدین محمد رازق صاحب سنیشیر لوپ	۵	شیخ صبغت عثمان بھائی ابراہیم جی پیر پور	۱
محمد جلال الدین صاحب وکیل کورنگل	۵	حسن بھائی عبدالرحمن صاحب مڈیاڈ	۱
داؤد خان صاحب پوسٹل پنشنر ڈیڈواڑہ	۴	حسام الدین صاحب صدیقی جالندھر	۲
میاں غلام احمد صاحب لاہور والے	۷	مہدی حسن و محمد یاسین صاحب تاجر گاڑی پور	۴
مولوی سلطان علی صاحب ہنگداڑہ	۱	شاہ محمد وزیر الحق صاحب اعظم گڑھ	۳

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب ناگوری محمد قاسم صاحب سنڈیا ماروا	۲	جناب عبدالوارث صاحب باتی راولپنڈی	۱
حیدر خاں صاحب مستری بریلی	۲	محمد ایوب خاں صاحب انسپکٹر تھانہ تھہر	۳
محمد صدیق اینڈ سنز صدر بازار بلاسپور	۳	منشی بابا علی شاہ صاحب چیتوان	۲
پیر محمد یار محمد صاحب احمد آباد	۳	محمد سمیع اللہ صاحب اسٹیشن ماسٹر بردنی	۱
عطا محمد خاں صاحب ناسک	۲	سید نقیر محمد صاحب اشرف صاحب کراچی	۱
نور محمد صاحب بجے پور	۲	کرامت حسین صاحب منو جنکشن	۲
جمیل احمد صاحب مدرس بسیہا	۱	قطب الدین صاحب بنارس	۱
ایم عبدالخالق صاحب سنڈ کیپ	۲	غلام محمد صاحب دسیکہ گنگور	۵
محمد عبدالمجید خاں صاحب بیپلود	۱	سید معین الدین صاحب کیتھل	۲
محمد شیر داد خاں صاحب چھپاڑود	۲	ہدایت حسین صاحب تلوا باڑہ	۴
محمد قاسم صاحب پٹواری بھیم پور	۱	صدیق احمد صاحب مانڈلے	۳
گلشیر خاں صاحب بٹوٹ	۲	محمد ابراہیم صاحب انسین	۱
حافظ فضل الرحمن صاحب مال	۲	قاضی غریب احمد صاحب مراد آباد	۵
عبدالکریم صاحب بیڈ بلوکی	۶	حکیم انور خاں صاحب کوہ نیانار	۱
ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب ویزیانگرم	۱	محمد یعقوب صاحب آگرہ	۲
نانا بابو صاحب جی بادا صاحب کیوان	۲	شیخ واحد علی صاحب بالی گنج	۵
ایم عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب احمد آباد	۳	منشی نذیر احمد صاحب رام پور	۱
ایم عبدالرسول صاحب کڑدی	۱	محمد سردار خاں صاحب سہسرام	۱
لیاقت حسین خاں صاحب گورکھپور	۲	حافظ فضل الرحمن صاحب بڑولیہ	۱
سید طاہر قادری صاحب قادر آباد	۱	عمر جعفری صاحب دوریا	۱
رحیم داد خاں صاحب بوانہ نارنول	۳	سید زین العابدین صاحب ملک پیٹھ دوبارہ	۴
محمد پٹواری صاحب ساکھی	۲	شیخ محمد اسلم صاحب ہوشیار پور	۱
بابو محمد رمضان صاحب کھرل	۳	سید عبدالجلیل صاحب ویلور	۱
ہدایت علی صاحب اونٹ روڈ	۲	عبدالمجید خاں صاحب حیدرآباد	۱
منظور علی صاحب جگدلپور	۱	منشی شرف الدین صاحب ٹکی	۳
محمد ڈائر صاحب چوک لکھنؤ	۱	قاضی ایقان حسین صاحب ٹمرول	۲
ماسٹر محمد عثمان صاحب مردہ	۱	سید لقمان شاہ صاحب دوبارہ	۱
عبدالجبار صاحب سری نگر	۲	عبدالحفیظ خان صاحب بنارس	۱
مقصود بیگ صاحب متوری	۴	عزیز احمد صاحب نگینوی بنرائچ	۲
محمد صادق علی صاحب حیدرآباد	۱	بابا شریف صاحب وائرلیس پیٹھ	۳
شیخ نصیر الدین صاحب کیرا	۱	احمد الدین صاحب گوجرانوالہ	۱
منشی عبدالصمد صاحب فادمر جہلم	۱	ڈاکٹر آغا حسین صاحب ساگر	۱
محمد یعقوب صاحب تحصیلدار ترولنہ	۱	اشرف خاں صاحب ورنگل	۳
کلکتی خاں صاحب کلکتہ	۲	ایم شمس الدین صاحب ہلدوانی	۵
عبدالاحد صاحب مہندرو پٹنہ	۱	قاضی جواہر علی صاحب متھرا بازار	۲
داد امیان صاحب نتھوگڑہ	۳	سید محی الدین صاحب رامپہ بیر	۳
مینیجر نظامیہ سائکل سٹورز بیدر	۱	ایس اے غفار صاحب سکندرآباد	۲
قاضی محمد صاحب دیواڈنڈہ	۱	**باقی** یہ سب نام ۱۳ جنوری تک کے ہیں	

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ
ف ہرگز نہ پہنچوگے تم بھلائی کو
تم خیرِ کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکوگے
حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵ وَمَا
یہاں تک کہ خرچ کرو تم اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو اور جو کچھ
یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے اور جو کچھ بھی
تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ
خرچ کرو تم کسی چیز سے پس تحقیق اللہ ساتھ اس کے جاننے والا ہے تمام کھانا
خرچ کروگے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں سب کھانے کی چیزیں

مولوی دہلی رمضان المبارک
شانِ نزول ف
زکوٰۃ مفروضہ کے علاوہ نفلی صدقہ کی رغبت دلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام کو نفلی صدقہ کی رغبت بہت پیدا ہوئی چنانچہ حضرت ابو طلحہ کا ایک باغ جو کہ مسجد نبوی کے قریب تھا اور اس میں ایک کنواں نہایت ہی شیریں اور خوش گوار تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں جاکر پیا کرتے تھے انہوں نے وہ باغ اپنے سب مال سے عمدہ اور نفیس جانا اس وجہ سے اس مبارک آیت کو سن کر اپنا وہ باغ اور سب سامان اللہ تعالیٰ کی راہ پر قربان کر دیا۔

۵۱ اکیاون خوبیوں والہ قرآن مجید مترجم بہ دو ترجمہ مترجمہ مصدقہ مفسرہ حضرت مولینا اشرف علی مدظلہ

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے، دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ ایم طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا، متوسط قسم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نگاہ سے نہیں گزرا اگر آپ کے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں (۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور ایسا ترجمہ جس کی انہیں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن ہے جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین عنبر رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر، زبر، پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں اور صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۸) اس کے علاوہ سات حفاظ و قرا نے اس کی مزید صحت کی ہے (۹) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہوں لیکن اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۰) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو نکال لو (۱۱) منزلوں مقامات کا شانِ نزول مطابق صحاح ستہ (۱۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۳) ہر سورۃ کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول ہے ہیں (۱۴) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۵) فضائل القرآن (۱۶) سورتوں کے خواص اور ان کو پڑھنے کے طریقے (۱۷) ایک آیت کا دوسری آیت سے ساتھ ربط (۱۸) الزامات کی تردید (۱۹) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۰) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآنی آیتوں کے اقتباس (۲۱) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۲) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے کیونکر ان کی کایا پلٹی (۲۳) قرآن شریف پڑھنے کے اوقات و برکات (۲۴) بامعنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۲۵) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۲۶) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۲۷) غزوات نبوی اور انکی برکات جن کا ذکر سورہ انفال اور سورۂ توبہ میں ہے (۲۸) حالات وفات سرور کائنات (۲۹) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی (۳۰) قرآن شریف کی پیشگوئیاں (۳۱) فضائل بسم اللہ و اعوذ (۳۲) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۳) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۴) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۵) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب۔ خواص القرآن (۳۶) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہئے (۳۷) وہ آیتیں اور الفاظ جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۳۸) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۳۹) تقطیع متوسط ۲۲×۹ کاغذ ۲۳ پونڈ والا (۴۰) ہر مرض کی دوا قرآن ہے (۴۱) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ سب قرآنوں سے بہتر (۴۲) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی نہیں نکلی (۴۵) جلد نقرئی کارچوبی (۴۷) خاص ارغوانی جو ڈنڈیوں سے رنگا جاتا ہے (۵۱) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور تفسیر کے اور بسیط مقدمہ اور بہترین چھپائی کے ہدیہ مجلد چرمی کامل صرف **چار روپے**، محصول ڈاک ایک روپیہ کل **پانچ روپے**

غور فرمائیے کتنے اوصاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن ضرور منگانا چاہئے، کیونکہ یہ اڈیشن ہی ختم ہو رہا ہے اور غالب خیال ہے کہ آئندہ پرچہ میں اگرچہ نیا اڈیشن تیار ہو گیا، تب تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، اپنے احباب سے بھی تذکرہ کر دیجئے، نمونہ علیحدہ نہیں ہے کتابت و تفسیر کا اندازہ اوپر کے نمونہ سے کر لیجئے، کاغذ چکنا ولایتی گلیزڈ دبیز ہے اور قرآن شریف کی چھپائی کو تو اس اشتہاری چھپائی سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے بہت کافی روشن اور درخشاں چھپائی ہے کسی کو اللہ واسطے دیں تو یہ قرآن تو دیجئے جو ساری عمر دعائیں دے اور پڑھ کر خوش ہو جائے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اتنا سستا ایسا اچھا مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا قرآن لطیف بے مثل آپ نے دیکھا ہے

عجیب شان کا قرآن

کتابت بلحاظ خوشنویسی ہندوستان ہی نہیں ایران و مصر میں بھی یگانہ ہے، بلحاظ چھپائی ہندوستان کے ہر چھاپہ خانہ سے اعلیٰ ہے، کاغذ معمولی ہے، اس قرآن شریف میں یہ خصوصیت ہے، کہ ترجمہ کی سطر متن سے بڑی ہے تاکہ ترجمہ کشادگی کے ساتھ پڑھنے میں آجائے، مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ چونکہ تمام ترجموں میں زیادہ مفصل ہے اس لئے اس اہتمام کے بغیر ہر قرآن شریف میں بہت گنجان ہوتا ہے اور اگر چھپائی ذرا بھی خراب ہو، تو پھر پڑھا نہیں جاتا، اس قرآن شریف کے ترجمہ کا ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے، ترجمہ میں یہ بھی اہتمام ہے کہ کسی لفظ کا بھی ترجمہ دوسری سطر میں نہیں آیا، حاشیہ پر بیان القرآن تفسیر حضرت مولانا اشرف علی سے فوائد و شان نزول اور توضیحات ہیں، ابتدا میں ایک مختصر مقدمہ بھی ہے جو قرآن شریف کے متعلق ضروریات پر حاوی ہے، کتابت میں سب سے بڑا اہتمام یہ ہے کہ حروف علیحدہ اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں، ذرا بھی ہٹے ہوئے نہیں ہیں، اور کتابت کی یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ ایک اردو پڑھا ہوا آدمی جس نے قرآن شریف پہلے نہ پڑھا ہو صحیح پڑھ لے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب حروف علیحدہ علیحدہ اور اعراب بالکل برجا ہوں، نمونہ کی جو سطریں نیچے ہیں یہ اصل قرآن کا چربہ ہے، پورے قرآن شریف کی تحریر ایسی ہی علیحدہ علیحدہ اور اسی طرح صحیح اعراب ہیں (خدا کرے یہ نمونہ ٹھیک چھپ جائے، اصل قرآن شریف کی چھپائی کا اندازہ اس اشتہار سے نہ کر لیجئے گا، قرآن شریف کی طباعت بہت ہی صاف اور روشن ہے، اگر آپ کے پاس دس قسم کے قرآن شریف ہوں تو یہ قرآن شریف انشاء اللہ سب میں ممیز ہوگا،

صحت کا اہتمام جیسا ہوا ہوگا وہ تو اس کی چھپائی سے معلوم ہو سکتا ہے، لیکن ایک آسان نظریہ یہ ہے کہ اگر کتابت کشادہ ہو تو غلطی کا امکان بہت کم رہتا ہے غلطی عام طور پر اعراب کی ہوتی ہے، لیکن چونکہ اعراب ٹھیک حروف پر لگے ہوئے ہیں اس لئے اب ہو ہی نہیں سکتی، اور الحمد للہ اس میں ایک غلطی بھی نہیں ہے

اب ھدیہ لیجئے، آپ متعجب ہو جائیں گے کہ حمیدیہ پریس میں اتنے سستے قرآن شریف کیونکر جلتے ہیں **ایک جلد مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے ۲؎ ۴؎** محصول ۱۲؎ ۴ جلد مجلد چرمی پشتہ نقرئی **ساڑھے آٹھ روپے** محصول ۱۲؎ ، چار کے منگانے میں محصول کا فائدہ ہے **منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

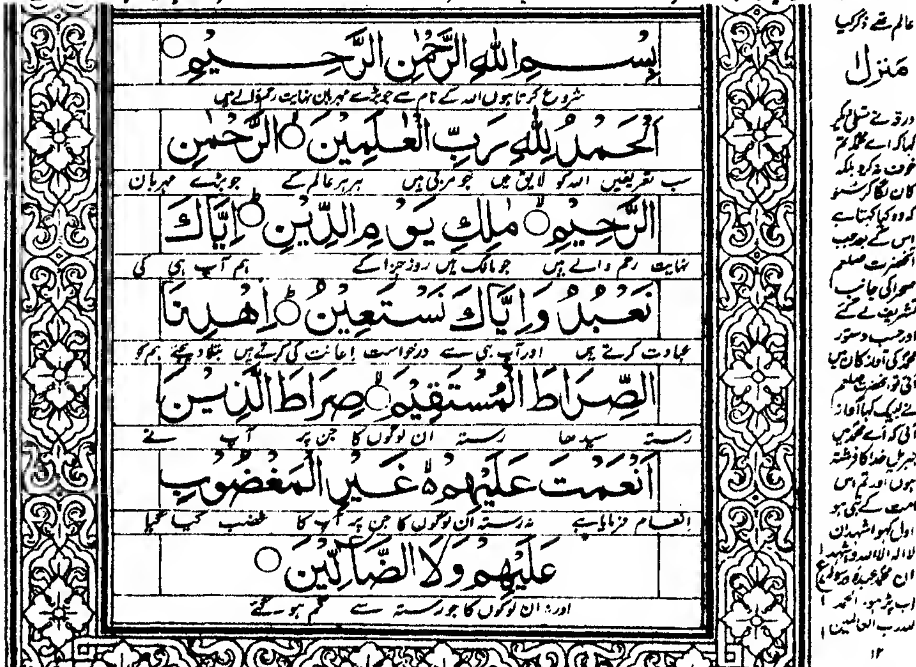
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ
سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان
الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

عالم سے ذکر کیا
منزل ١
ورقہ نے تسلی دے کر کہا کہ اے محمد تم خوف نہ کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد جب آنحضرت صلعم صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور حسب دستور محمد کی آواز کان میں آئی تو آنحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبرئیل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اب پڑھو الحمد للہ رب العالمین ا
١٢

رمضان شریف کی رعایت کا حیرت خیز نظارہ ملاحظہ ہو

اس قرآن شریف کے ہدیہ میں رعایت ہو رہی ہے جبیں کبھی ایک پیسہ بھی کم نہیں ہوا

اس پچھلے دو سال میں تین اڈیشن ہدیہ ہوئے۔ بڑا ہی زرین موقعہ

اکتالیس ۴۱ خوبیوں والا دلچسپ بہری معجز بیان

نئی شان کا مترجم قرآن مجید

جس کی ہر مسلمان کو پڑھنے کی ضرورت ہے اور ہر مسلمان گھر میں رہنا چاہیے

مقدمہ میں ایسی خوبیاں کہ جنکا مطالعہ مبلغین اسلام اور سچائی کے متلاشیوں کے لیے بہت ضروری ہے، اور خوشخط روشن صاف چھپائی نفیس کاغذ تقطیع متوسط ۷ × ۱۱ انچہ صحیح اور مستند حکیم الامت مولوی **اشرف علی** صاحب تھانوی مدظلہ العالی کا سلیس عام فہم ترجمہ اور حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ۔ اس کلام مجید میں حسب ذیل اہم خوبیاں ہیں اور ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری جگہ نہیں ملتیں،

(۱) ہر پارے کے شروع میں مقامات مقدسہ کا نقشہ مع حالات دیا گیا ہے، چنانچہ کل نہایت اعلیٰ قسم کے تیس نقشے فن مصوری کا نمونہ ہیں، (۲) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو نکال لو، نیز فہرست رکوعات و آیات قرآنی جس کے ساتھ نزول کے اعتبار سے سورتوں کی ترتیب درج ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے کونسی صورت نازل ہوئی (۳) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۴) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ (۵) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ حاشیہ پر (۶) ہر سورۃ کے متعلق نقش و تعویذ جو کہ اولیاءاللہ کے معمولات ہیں (۷) تعبیر نامہ خواب (۸) فضائل قرآن پاک (۹) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ اور قرات کے اصول جس کے سمجھنے کے بعد غلطی نہیں ہوسکتی (۱۴) چند ایسے مقامات کا ذکر جہاں کا املا اور ہے اور تلفظ اور یہ بیحد اور مبتدی قرآن خوانوں کے لیے بہت ضروری اور مفید ہے (۱۵) پیغمبروں کی دعائیں (۱۶) ان انبیاء کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۷) ان پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۸) ان تمام چیزوں کا ذکر جن کا حال قرآن میں ہے (۲۰) ان دنیاوی مقامات کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۲) ان ستاروں کا حال جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) دو خاص درود شریف جو اولیا سے منقول ہے (۲۷) قرآن مجید کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مختلف ادیان مذاہب کی کتب پر فوقیت کا سطابقا ثبوت (۲۸) وہ مقامات جہاں اعراب کی تبدیلی سے کفر لازم آتا ہے (۲۹) بسم اللہ شریف ہر جگہ نئی شان سے لکھی گئی ہے (۳۰) سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے، کہ ملک کے مشہور و نامور استاد منشی عبدالغنی صاحب دہلوی خلف الرشید جناب منشی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے اسے بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ لکھا ہے، دہلی کے اکثر علماء و فضلا حفاظ و قرا نے تصحیح میں حصہ لیا ہے جن کی ۲۵ مہریں ثبت ہیں۔ (۳۲) ان انبیا کے القاب کا ذکر جن کا بیان قرآن پاک میں ہے (۳۳) اس امر کا ثبوت کہ کلام مجید ملک عرب میں رسول عربی پر کیوں نازل ہوا (۳۴) قرآن کے ظاہری و باطنی آداب (۳۵) آنحضرت کی مکمل و مستند سوانح عمری (۳۶) قرآن کے کلیات، قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت (۳۸) قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کے احکام و فضائل۔ (۳۹) قرآن کے نقش اور عامل ہونے کی ترتیب (۴۰) قرآن کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیے، عرب کے اس تاریخی حال کا بیان جس کا قرآن کے نزول سے تعلق ہے ضخامت تقریباً ایک ہزار صفحات، اس رمضان میں یہ چوتھی مرتبہ چھپا ہے

ہدیہ مجلد چرمی کامل سنقش لفتری اصلی ۱۲ رعایتی تا آخر شوال سنہ ۴۹ھ بے محصول عہ کل ۸ اللعہ بحکم منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دو ترجموں والا مجلد ۱۲ سورۃ

معہ وظائف و اوراد

زیر متن ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی دوم حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ ذاکر و اللہ والوں اور ایسے کاروباری عوام حضرات کے لیئے جن کو وقت کم ملتا ہے یہ مجموعہ سورات نعمت غیر مترقبہ ہے اس میں وہ تمام وظائف و اوراد ہیں جو بزرگان دین کے دستور العمل رہے ہیں جن میں بے شمار فوائد و برکات مضمر ہیں، علاوہ ان کے سند جذیل بارہ سورتیں ہیں

سورہ یسین	سورہ فتح
سورہ الرحمن	سورہ الواقعہ
سورہ الملک	سورہ لمزمل
سورہ نوح	سورہ جن
سورہ القیامہ	سورہ کہف
سورہ قل	سورہ والناس

اور ہفت ہیکل معہ اسناد و نقش قفل معہ فضائل اسمائے حسنیٰ، اللہ میاں کے نام معہ خواص و فضائل، اسمائے مقدسہ سرور عالم معہ فوائد، دعائے حبیب معہ فوائد درود تاج مترجم معہ اسناد و صلوٰۃ تنجینا معہ شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ معہ تاریخی حالات و تواریخ وفات و شجرۂ قادریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور درود اکبر از سیدنا حضرت غوث الاعظم، سورۃ کا نقش معہ فوائد ساتھ ساتھ ہے

ہدیہ مجلد فی جلد ۸ر تین جلد سوا روپیہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معجز نما معرے حمائل کارڈ سائز

معجز نما حمائل مترجم اور معجز نما قرآن کو دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حمائل کس قدر اعلیٰ پایہ کی چھپی ہوگی، تازہ اڈیشن تو چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہے، اس قدر لاجواب چمکدار چھپی ہے کہ باوجود کارڈ سائز ہونے کے ذرا بھی نگاہ پر بار نہیں ہوتا، کاغذ بہت صاف سفید رنگ کا ہے اور جرمنی کا خاص طور پر بنا ہوا ہے بہت آسانی سے جیب میں آجاتی ہے، کارڈ سائز حمائلوں میں آجتک ایسی رہی حمائل نہیں چھپی، ہدیہ مجلد چرمی نقرئی ۱۴ مجلد پارچہ ۱۲ تین جلد مجلد چرمی ۲ جلد پارچہ ۲ تین جلد پر محصولڈاک ۸ اور ایک جلد پر ۴، خرچ ہوتا ہے اس لیئے تین جلدیں منگانے میں فائدہ ہے، **حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی سے منگائیے**

الجزء ۱۵

سورۃ بنی اسرائیل مکیۃ وہی مائۃ واحدی عشرۃ آیۃ واثنا عشر رکوعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی

خوشنما سولہ سطری

معری قرآن مجید جو ابھی چھپ کر طیار ہوا ہے ہر بچہ کو پسند ہے اس لیے کہ اس سے پہلے ایسا اچھا قرآن شریف چھپا ہی نہیں

دعوی ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا، یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھ کر اس کی کتابت کی ہے، یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں، کہ بلا قصد بچہ غلط پڑھ ہی نہیں سکتا، اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لیے ذرا بھی توقف کرنا نہیں پڑتا، کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں، اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ی، ت، ن وغیرہ میں ہوتی ہیں، اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی دشواری کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہوجاتا ہے اس لیے بچہ کا پڑھنا مشکل ہوجاتا ہے. قابل خطاط نے یہ دشواری ملحوظ رکھ کر کتابت کی ہے، تجربہ نہیں دعوے ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرے گا، اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا، اور یہ بھی دعوے ہے کہ استاد کو اس قرآن شریف کا ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق بچے کے ذہن نشین کرنے کے لیے اتنا موثر ہوگا، جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا. اور یہ بھی دعوے ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو باسانی پڑھ لیں گے، ہر صفحہ گرداگرد نقش و نگار سے مرصع ہے ہر پارہ کے شروع و آخر اور بیچ کے نقوش سے آراستہ ہے، ہر پارہ علیحدہ ہوسکتا ہے، اصل قرآن شریف اس نمونہ سے بڑا ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ یہ نقل ہے اور وہ اصل قاریوں کے لیے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرات جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دیا ہے، ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے، آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ صحیح، اور قرار کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لیے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں، **چھپائی** دعوے ہے اور شدید دعوے کہ معری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر بھی کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجبوری ہی نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا، اور میں تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اسمیں خوبیاں پاتا ہوں، اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہوجاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے **ایک** جلد مجلد چرمی پونے دو روپے عہ مجلد پارچہ عہر سوا روپیہ **پانچ** جلد مجلد پارچہ پانچ روپے مجلد چرمی ساڑھے سات روپے **دس** جلد مجلد پارچہ نو روپے مجلد چرمی چودہ روپے. **محصول** ڈاک ایک جلد پر ۱۰ اور پانچ جلد پر عہ اور دس جلد پر ۳ **دس** جلد کے مقررہ ہدیہ پر نفع مفقود ہوجاتا ہے لیکن چونکہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت مقصود ہے اس لیے زیادہ تعداد کی خریداری پر نفع نہیں لیا گیا، **ریل** کے ہر پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ ر بیان خرچ ہوتے ہیں اس کو ملحوظ رکھ کر ریل کے ذریعہ منگائیں، ریل کے ذریعہ منگانے والے قیمت پیشگی ارسال کریں ملنے کا پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے**

رمضان المبارک کا رعایتی اعلان

حمیدیہ پریس کی خصوصیات الحمدللہ تمام معاصرین کے لیئے قابل تقلید ہوتی ہیں ، لیکن وہ بات کہاں ، بہرحال خدا کا احسان ہے کہ مولوی کے خریداروں کے ساتھ تمام دوسرے پرچوں کے خریدار بھی اس سے مستفید ہوجاتے ہیں ، قرآن شریف کے بارہ میں کوئی کمی بالکل دشوار ہے اس لیئے کہ اسمیں نفع کے چند پیسے ہوتے ہیں ، اور اشتہارات کا خرچ اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ اکثر حالات میں اشتہارات کے دام ہی نہیں لوٹتے ، اب اگر کوئی رشک آلود تاجر حمیدیہ پریس کے مشہور قرآن شریف کی قیمتوں سے کچھ کم کرکے اعلان کردے تو اس سے یہ ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے ، دہلی کے تاجران تابیس کے مقابلہ میں بہت سخیف حرکتوں پر اتر آتے ہیں ، اور وی پی سسٹم کی وجہ سے خریدار دھوکا کھا جاتے ہیں ، حمیدیہ پریس کے مقابلہ میں قرآن شریف کی کاغذی سستی جلدیں بنواکر غریب خریداروں کو دھوکے سے لوٹتے ہیں ، اس لیئے مولوی کے ناظرین دھوکے میں نہ آئیں ، اور فرمائش کے وقت صرف حمیدیہ پریس دہلی کو یاد رکھیں ، رمضان شریف میں مولوی کی اعانت بہت ثواب کا کام ہے ، اور حمیدیہ پریس کی تمام کتابوں کی آمدنی مولوی پر ہی صرف ہوتی ہے ،

عربی کوک شاستر اردو

جو عربی زبان میں سلطان سلیم خان ترکی کے لیئے لکھی گئی تھی اب اردو میں طیار ہے اس کے دو حصے ہیں ، اب تک اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے ناپید تھی ، امرا ورؤسا دکھانے میں بخل کرتے تھے اور چونکہ عربی میں تھی اس لیئے خاص خاص اہل علم اور صاحب ثروت فضلا اور اطبا ہی اس سے لطف اندوز ہوتے تھے اس کا مطالعہ کمزوروں کے لیئے اکسیر اور بے اولادوں کے لیئے قرۃ العین ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسمول کا نادر و نایاب مجموعہ ہے ، نسخے نہایت آسان اور تیر بہدف ہیں ، پہلے حصہ کا نام **لطف شباب** ہے اور اس کی قیمت ایک روپیہ ہے ، لیکن رعایتی قیمت صرف ۸ر ضخامت ۱۲۰ صفحے جن میں مضامین ہیں ، مزاج اصلیل جستیں ، کثرت مباشرت ، ضرر جماع کی اصلاحی تدابیر ، عدم جماع سے نقصان جماع کے بعد تکان و ماندگی ، سلامتی نقصان جماع ، منافع باہ جماع ، اوقات جماع ، جماع کے مضر اوقات اور بہترین اوقات ، جماع کی مدت صحیحہ ، طریق مباشرت ، ادویہ مقوی باہ ، قوت باہ کیونکر بڑھ سکتی ہے زیادتی باہ کے نسخے ، مقوی باہ روغن ، نامردی و سستی کا علاج ، مقوی باہ مالش ، نامردوں کو بشارت مقوی باہ طلاء و ضماد ، مقوی باہ جوارشات ، نسخہ مجربہ خزانہ شاہی ، حکایات مقوی باہ ، نسخہ معجون مقوی باہ مجرب کے نسخے ، ۴۴ بے نظیر و آسان مقوی باہ مجرب کے نسخے ، ۴۴ بے نظیر و آسان مقوی باہ اغذیہ قوت باہ زیادہ کرنے والی دوائیں اسباب نقصان اعضاء خاص ، قاطع باہ ، اور رفع شہوات ادویات حصول مراد اور مباشرت کا طلسم ، امساک کے لیئے طلسم ، عضو کو دراز اور سخت کرنے والی خاص فرہبی کی دوائیں ، آخری مجرب نسخہ طوالت و سختی ، لذیذ دواؤں کے نسخے ، بہترین حمل کی دوائیں ، عورت کے منزل ہونے کی دوائیں ، بیٹا پیدا ہونے کی ترکیب ، بانجھ عورت کی شناخت ، حاملہ عورت کے خون بند کرنے کی ترکیب مرے ہوئے بچے نکالنے کی تدبیر ، مانع حمل دوائیں ، جنین کو ساقط کرنے والی دوائیں ، اطبا ترکی کے خاص نسخے

مرقع حسن و شباب

یہ عربی کوک شاستر کا دوسرا حصہ ہے جسمیں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق ضروری معلومات ہے عورتوں کے حسن وجمال کو دوبالا کرنیوالی دوائیں ان کے مخصوص امراض کا حال اور علاج اور جوانی کی بہاریں لوٹنے کی طرح طرح کی ترکیبیں حکایتوں کے ذریعہ ، اس کی قیمت بھی ایک روپیہ ہے لیکن رعایتی قیمت **دس آنے** ہے ، مختصر فہرست مضامین یہ ہے ۔

شباب کی لطف اندوزیاں ، حریم حسن کی دیدہ زیبی ، کیف شباب کی قلت ، خوبصورتی میں چار چاند ، روئے نیبا کی زینت ، حریم حسن کی اندرونی ساخت ، ساغر حسن کی تنگی ، باب لذت کی کشادگی ، سفینہ عیش کا مدوجزر ، جوہر حیات کی فراوانی ، حسب منشاء خواہش کی تکمیل ، مرد کی کمزوری کا بدرقہ حرکتوں سے پتہ لگانا ہے ، ازالہ رطوبت ، منبلستان کی صفائی کا نسخہ ، طریق مباشرت صحیحہ ، اندام نہانی کے مخصوص لذاتی اعضا اور ان کا تہیج ، اندام لطف کا ساغران وقبہ حسن سے تعلق ، لبہائے شیریں کا تعلق ، اعضائے مخصوصہ سے ، گدگدیوں سے عورت کی خواہش کی تکمیل ، علامت تکمیل خواہش ، ادویات انزال عورت جوش لذت میں بیتاب کرنیوالی دوائیں ، غرضیکہ اسی قسم کی ہزاروں دوائیں اور صدہا ترکیبیں ہیں

ہر دو کتب یکجا صرف ایک روپیہ میں معہ محصولڈاک ، علاوہ **حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

دلہن کی ڈائری

باتصویر ، یعنی سہاگ کی آٹھ راتیں ، ایک شوخ و طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کا پرکیف سماں ، اچھوتے پھول کی مہک ، کچھ خوف کچھ شرم ، کچھ ہراس ، کچھ گدگداہٹ ، دولہامیاں کی ہیبت ، باغبان عشرت کی گلچینی ، بے صبری کے جذبات ، بے تابی کے مظاہرے ، بے بسی کے آنسو ، بے کسی کے پسینے ، دامن عصمت کے تار ہائے نازک کا بکھیر ہونا ، طلسمی انگینوں پر سنگباری ، ایک ایک واقعہ الامان ہوشربا ، توبہ شکن ، سخت ہیج اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکھا ہوا بھی ایک پیکر حسن کا ایک الہڑ پرشباب دلہن کا شب نامچہ ، اور اپنی دوشیزہ سہیلی کے نام خطوں کی صورت میں ، جس سے شرارت ہی ٹپکتی ہے اور شوخی بھی یہ کتاب دولہا دلہن کے لیئے سبق آموز ہے یہ کتاب بے حد مقبول ہے ، تیسرا اڈیشن ہے ، قیمت اصلی سوا روپیہ رعایتی ۱۰ر

لذت النکاح

زن وشوہر کے تعلقات پر نہایت مفید دلچسپ اور پراز معلومات کتاب ہے جس کا مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد عورت اور مرد دونو کے لیئے نہایت ضروری ہے اس کتاب میں جو راز بتلائے گئے ہیں اس سے واقف ہوکر میاں بیوی عیش و راحت سے زندگی بسر کرسکیں گے اور شادی کا حقیقی لطف آجائے گا ، بیوی محبوبہ نظر آئے گی ، اور آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا ، کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں چھوٹتی فہرست مضامین کی اس مختصر اشتہار میں گنجائش نہیں ، قیمت سوا روپیہ رعایتی ۱۰ر

قانون مواصلت

دنیائے کیف ونشاط کا ایک خاص رہنما ، کتاب کے نام سے کتاب کے کام کا اندازہ کیجیے ، جوانی اور شادی کی مسرتیں ، عورتوں کو عمر کی مدت نو عمر میں ، تندرستی قائم رکھنے کے اصول ، ادھیڑ پن کو جوانی سے بدلنے والی ہدایتیں ، اور تقریباً چار درجن تصاویر ، مختصر فہرست مضامین ۔ شادی کی ضرورت و اہمیت ، شادی کس عمر میں ہونی چاہیے ناموزوں نکاح ، قانون نکاح ، زوجین کے اختلاف کا اثر ، موروثی امراض کے اثرات ، دنیا کی بہترین لذت عورت پر شادی کا اثر ، زندگی پر تجرد و تاہل کا اثر ، میاں بیوی کے محبت آمیز تعلقات ، ناعاقبت اندیشی کے نتائج ، میاں بیوی کی آرامگاہ ، زن و مرد کے اعضائے تناسل ، مباشرت ، عضو کی خصوصیات ، پردہ بکارت ، غلط بکارت ، بکارت شکنی ، ختنہ کا اثر توالد پر ، استقرار حمل کی بہترین صورت ، ہدایات متعلقہ حائضہ عورت ، اور اس سے مباشرت کی خرابیاں حیض وحمل کی علامات اور بچہ کی پیدائش تک ضروری باتیں ، قیمت صرف ایک روپیہ رعایتی قیمت ۸ر

حسن کی ستم آفرینیاں

جمال پرور کے ہونٹوں میں کرشمہ سازی ہیں ، دلربائی صرف ان ورق میں ہی اپنی ستم رانیوں سے رنگین ہیں لیلائے نجد مجنون عامری کی دلدادہ نہیں ہے ، بلکہ سلطان نجد والی حجاز کی دلربا ہے ، جو اپنے حسن عالمتاب کی ملکہ ہونے کے ساتھ سیاست کی حکومت بھی کرتی تھی ، یہ کتاب جہاں زہد شکن حالات کا مجموعہ ہے ، وہاں ظلم وتعدی کی داستان گو ہے ، اور عرب ونجد کی ایک جدید الشیوع تاریخ بھی قیمت فی جلد سوا روپیہ ، رعایتی قیمت صرف ۱۰ر **حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

مجموعہ کربلا کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں حق پرستوں کا خون کس بیدردی سے بہایا گیا، معصوم بچوں اور عورتوں پر مظالم مجموعہ کربلا میں پڑھئے خوناک واقعات بھی ہے اور ظالموں کی ستم آرائیوں کے افسانے بھی، ساتھ ہی یزید کی نفس پرستیاں اور عیاشیاں جن کا عام طور پر لوگوں کو علم نہیں، آخر میں یزید کا عبرتناک انجام کہ اس ظالم کا کیا حشر ہوا. تاریخ بھی ہے اور افسانہ بھی قیمت عہ رعایتی صرف ۱۲ ار

یزید تھیٹر میں کربلا کے واقعات کا دردناک ڈرامہ اسٹیج پر لایا گیا ہے، یزید کی خلافت اور خلاف شریعت حرکات، نفس پرستی کے حیاسوز مناظر نمایاں کئے گئے ہیں، یہ ڈرامہ ملک الکلام جناب قوی امروہوی کی یادگار ہے، ڈرامہ کا نام انجام یزید ہے ایک باعصمت خاتون نے اس ملعون کا نہایت دلیری سے خاتمہ کیا، اور کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کیں، قیمت فی جلد ۱۰ ار رعایتی ۵ ار

خانہ خدا میں شیر خدا کا قتل حضرت علی کی شہادت کے مفصل حالات علامہ جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر کا شاہکار ہے جس میں خوارج سے جنگ بنی امیہ و بنی ہاشم کی آویزش، خوارج کی دل ہلا دینے والی سازشیں، ابن ملجم وغیرہ کا عبرتناک انجام، عربی معاشرت کے مناظر اس کا نام سترہ رمضان ہے، قیمت عہ رعایتی ۱۲ ار

کورٹ شپ یا عہد شباب، نوجوانوں کی رہبر کامل، ناعاقبت اندیشیوں کے لئے اکسیر بھی، دا ہیات قوت رفتگی روک تھام اور از سر نو اس کی واپسی کی تدبیریں، صنفی قوتیں اپنی حالتوں پر باقی ہی نہیں رہتیں بلکہ انہیں اضافہ کی صورتیں نکالی گئی ہیں، طبی ہدایات کے ساتھ ہی بکثرت مجرب اور تیر بہدف نسخے بھی درج ہیں، اور مردانہ بیماریوں کے مکمل علاج ہیں، بہت کامیاب کتاب ہے، قیمت فی جلد ایک روپیہ، رعایتی ۸ ار

افسانہ ثریا یہ کوئی ناول نہیں ہے، یہ ایسا واقعہ ہے جو درحقیقت رونما ہوا ہے اور ایسے واقعات برابر پیش آتے رہتے ہیں، افسانہ سحر آرائی، اور جادو نگاری علاوہ ادب، فطرت و جذبات شاعری، تمام چیزیں دوش بدوش اسمیں چلتی ہیں، قیمت عہ رعایتی ۸ ار

پچھتر نامور حسین عورتیں ان میں وہ بھی ہیں جو آسمان حسن کی زہرہ و مشتری ہیں، نیز وہ بھی ہیں جو تیز نگاہ و تیغ ابرو سے گھائل کرنے کے ساتھ جوانمرد اور شیر نبرد بھی ہیں، سفاک بھی ہیں اور صف شکن بھی، مغنیہ بھی ہیں، اور دلیر بھی، شاعرہ بھی ہیں اور ڈپلومیٹک بھی، صاحب تاج و تخت بھی ہیں اور فقیرزادیاں بھی، غرضکہ چٹپٹی باتوں کی خوب بہاری اور لطف گذاری اس کتاب سے ہو جاتی ہے، قیمت عہ رعایتی ۱۲ ار مصنفہ شرر لکھنوی

بیگمات خاندان شاہی یعنی شاہان مغلیہ کی بیویاں جو اپنے حسن خداداد کے علاوہ دوسرے ہزارہا جواہرات سے مزین تھیں، چند کے نام یہ ہیں حمیدہ بانو، فخر النساء، آسایش بانو، آغا بیگم، آرام جان، ممتاز محل، امتہ الحبیب، قدسیہ بیگم، اعزاز النساء، اورنگ آبادی، دلپذیر بانو، بی بی دولت، دلرس بانو، روشن آرا، جہاں آرا، روپ بیگم، جمعت بانو، رضیہ النساء، شکر مکی بیگم، بدر النساء، رحمانہ بیگم، جانی بیگم، رانی جودھ بائی، خانزادہ بیگم، ثریا بانو، رانی پاربتی، زیب النساء، زینت النساء، تارا بائی، قمی بائی، زبدۃ النساء، سلیمہ بانو، جمیلہ بانو اور بہت سی خواتین کے دلکش حالات ہیں، مصنفہ شرر لکھنوی، قیمت عہ رعایتی ۱۲ ار مجلد

عروس کابل سرزمین شام کی حسین ترین خاتون ثریا بیگم بنت محمود طرزی اور شاہ امان اللہ خان والی دولت افغان کی محبوب بیوی کے حالات زندگی، ان کی ابتدائی تعلیم، شاہ موصوف سے مناکحت، سیاست میں حصہ، انقلاب کابل میں کارنمایاں، کابل کی آزادی میں نمایاں پارٹ، آزادی نسواں کی تحریک، یورپ کی سیر، نقاب کشائی، افغانی غیرت کا سیلاب، شاہ امان اللہ کی تخت سے دستبرداری سب حالات ہیں، قیمت عہ رعایتی ۱۰ ار

تین دلچسپ ہنسانے والی کتابیں، اور ایسی عجیب و غریب ادبیت سے معمور ہیں، کہ ناممکن ہے کہ ایک صفحہ پڑھنے کے بعد کتاب مکمل چھوڑ دی جائے، (۱) بیمار کی ہرکم کی گزاری (۲) مسٹر مجنون (۳) عورت مشتعلہ میں، مجموعی قیمت عہ رعایتی صرف ۹ ار

تین تحریر آموز کتابیں جن سے مضمون نگاری آجاتی ہے، اور خط و کتابت میں اکثر پیدا ہو جاتی ہے (۱) اتالیق مضمون نگاری مجلد (۲) جذبات شرر مجلد (۳) مقالات نیاز، ان کتابوں میں مضامین ہر قسم کے ہیں، تاکہ جس قسم کا مضمون چاہو ان کو سامنے رکھ کر لکھ لو جس اخبار یا رسالہ میں وہ مضمون جائے شہرت ہو جائے قیمت تینوں کتابوں کی تین روپے رعایتی عہ

تین سیاسی سوانح عمریاں جن سے مسلمانوں کا جمود فی الفور حرکت میں آجائے (۱) **الفاروق** یعنی حضرت عمر فاروق کی مکمل سوانح عمری ابتدائے اسلام کے نافذ شدہ وہ قوانین جو آجتک ہر مہذب حکومت کے لئے مشعل راہ ہیں جنگ کے وہ اصول جو تیرہ سو برس کے بعد بھی ممتاز ہیں، انصاف کے وہ وہ حیرت خیز مناظر جو آج دنیا جنس میں عنقا ہیں، اور یہ سب باتیں موجود ہونے کے ساتھ خدا کی عبادت ہو جو سے اہم و لازم ہے (۲) **الهارون** عباسی خلیفہ ہارون رشید کے حالات، دولت کے مظاہرے فنون کے کرشمے، سائنس قدیم کے حیرت ناک کارنامے، سطوت اسلامی کے درخشاں جلوے اور پھر چند عجیب کیفیات کے نمایاں پہلو عیاں ہیں، یہ عالم اسلامی کا سب سے زیادہ معزز علم دوست علم پرور خلیفہ کے سوانح حیات ہیں جو آج مسلمانوں کی لٹی ہوئی پونجی بھی جاتی ہے، (۳) **المامون** یہ سیاسی چالوں اور ڈپلومیٹک شاہکاروں کا حیرت افزا خواب ہے جو خلیفہ مامون کی حیثیت میں جلوہ گر ہوا، اسلامی سطوت اور فنون لطیفہ کی یاد اس سے تازہ ہوتی ہے، قیمت فی کتاب علی الترتیب ۱۲ عہ، ۸ ار و ۸ ار رعایتی ہر سہ کتب صرف دو روپے ضخامت ۰۰ صفحات

تین مذہبی سوانح عمریاں جن کو پڑھ کر روح تازہ ہوتی ہے اور مذہبی جمود میں بیداری پیدا ہوتی ہے (۱) **سیرۃ النعمان**، فقہ اسلامی کے سب سے بڑے علمبردار حضرت امام ابو حنیفہ رضہ کے حالات، زہد، ورع، پیشہ، دنیا کی کامیاب زندگی، مذہبی شغف، مذہبی قوانین کی تدوین، مخالفین فقہ سے مباحثہ، باریک و لطیف نکات اور حیرت انگیز و دقیق مسائل جو پانی کی طرح حل کئے یہ سب اس کتاب میں ہیں (۲) **الغزالی**، تصوف کے سب سے بڑے لیڈر امام محمد غزالی کے حالات زندگی، تصوف کے اسرار و غوامض، شریعت کو طریقت پر فضیلت، مذہبی زندگی، سلوک کے منازل، ریاضت کی تعلیم جو آجکل کے نام نہاد تصوف سے بہت ارفع اور بلند تر ہے یہ سب اس کتاب میں ہے **سوانح مولانا روم** مثنوی معنوی کے مصنف حضرت مولانا روم کے حالات زندگی، ہر بات والہانہ ہر واقعہ وجد میں لانے والا، پھر مثنوی کا اقتباس اور اس کی دلچسپ اور پر معرفت شرح یہ سب کتابیں علامہ شبلی کی لکھی ہوئی ہیں، تینوں کتابوں کی قیمت للعہ اور رعایتی صرف عہ

تین حفظان صحت کی کتابیں، جن سے میاں، بیوی، بچے تینوں آنے والی بیماریوں سے بچ جائیں، اور اپنی صحت محفوظ رکھ سکیں (۱) **مفتاح الصحت** اسمیں مردوں کی تمام بیماریاں ان کے ابتدائی عوارض سے بچنے کی تدبیریں، اور خطرے کا بہت پہلے علم اس کتاب کے ذریعہ ہو جاتا ہے اور کوڑیوں کے نسخے (۲) **صحت النساء** عورتوں کی تمام بیماریاں، اور ایسے پوشیدہ عوارض اور ان کی پہچان جو تھوڑی سی غفلت سے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے ہر بیوی والے کے گھر میں ضرور ہونی چاہئے ہر مرض کی یونانی اور ڈاکٹری اور پیٹنٹ دوائیں (۳) **محافظ الصبیان** بچوں کے تمام امراض کا علاج اور ابتدائی حفاظت کا علم تینوں کی قیمت للعہ رعایتی عہ

سب سے بڑی ضرورت

ایک مسلمان کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب سے واقف ہو کیونکہ حقیقت میں مسلمان ہی وہ ہے جو احکام اسلام سے واقف ہو لیکن افسوس کہ دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے لوگوں کو اس کا موقع حاصل نہیں کہ آٹھ دس سال کا زمانہ عربی اور دینیات کی تعلیم میں صرف کریں اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر سالہا سال کی کوشش سے

اسلامی تعلیم

طیار کی گئی ہے جس میں اہل سنت والجماعت کے مکمل عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی انسائیکلو پیڈیا ہے زندگی کے جس قدر اسلامی مسائل کی ضرورت پیش آ سکتی ہے وہ سب اس میں درج ہیں صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور ایک متبحر عالم کی تصنیف ہے۔

اس کی موجودگی آپ کو عالموں اور مفتیوں سے مستغنی کر دے گی اور اس کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نجات کا راستہ معلوم کر سکتے ہیں، عالم، جاہل، مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب کے لئے یکساں مفید ہے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گیا چونکہ بہت ضخیم کتاب ہے اس لئے تین ماہ میں دوبارہ چھپ کر تیار ہوئی ہے بہت جلدی منگا لیجئے ورنہ پھر ایسی ہی جلد ختم ہونے کے بعد جدید ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ عہ/ بلا جلد سوا دو روپے ضخامت تقریباً ۵۰۰ صفحات محصولڈاک ۷/

فہرست مضامین پڑھئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے

کتاب العقائد

عقائد کی تعریف
عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں
کلام کی تاریخ
معتزلہ اشاعرہ کا ذکر
فلسفہ کو کلام میں آمیز کرنا
سائنس اور علم کلام
اقسام عقائد ضروریہ
خدا کا ثبوت اس کی ذات و صفات
خدا کا ایک ہونا
خدا کی اور صفات کیا ہیں
خدا سمیع و بصیر بغیر کان آنکھ کے
خدا عرش پر ہے اس کا مطلب
مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت
خدا کی صفات کا عقیدہ
رسول کی تعریف اور احکام عقائد
رسولوں میں افضل کون ہے
آنحضرت کی فضیلت اور خصوصیات
آنحضرت کے باقی خصائص
معراج کا تفصیلی ذکر
اعتراضات اور اس کے جواب
جسمانی معراج کا ثبوت
آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا
آنحضرت کو خدا نے غیب کی

باتیں بتائیں
سب سے پہلے نبی کون تھے
نبی اور رسول میں فرق
اولیاء اللہ کی تعریف
کرامت کا ثبوت
کتب الٰہیہ
یہود و نصاریٰ کس نبی کی امت ہیں
خدا کا کلام قدیم ہے یا حادث
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت
قرآن شریف کس طرح نازل ہوا
قرآن کی ترتیب لوح محفوظ کے موافق ہے
قرآن کی سات قرارت
قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے
تحریف قرآن ناممکن ہے
قرآن میں ناسخ و منسوخ
حروف مقطعات محکم متشابہ آیات
دین کے احکام قرآن، حدیث اجماع اور قیاس سے ثابت ہوتے ہیں
قیاس و اجتہاد کے مشہور امام
علم فقہ کی تعریف اور اس کی ابتدا
حضور نے صحابہ کو فقہ کی تعلیم دی
صحابہ میں کون فقیہ تھے

زردین مسائل فقہ کے ذریعہ
فرشتہ اور ان کی حقیقت
شیطان کون تھا
جنوں کی حقیقت کفر و ایمان
تصدیق قلبی اور اقرار زبانی
موجودہ تمام فرقوں کی تاریخ
قضا و قدر
خدا گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں
انسان کی موت کس کے قبضہ میں ہے
مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے
عذاب قبر و حشر
منکر نکیر، راحت ابدی
ایصال ثواب فاتحہ
قیامت کی علامتیں اور انکی مفصل
ظہور مہدی، خروج دجال
حضرت عیسیٰ کا نزول
یاجوج ماجوج۔
حضرت عیسیٰ کی وفات
مغرب سے طلوع آفتاب
حشر روح اور جسم دونوں کا ہوگا
حساب و کتاب میں کون پہلے گا
میزان حوض و کوثر صراط
آنحضرت کی شفاعت

علماء اور شہداء بھی شفاعت کریں گے
جنت و دوزخ کا حال
جنت و دوزخ دونوں موجود ہیں
امامت۔ نصب امامت سیاسی
خلفائے راشدین کی خلافت
عشرہ مبشرہ صحابہ کی توہین
شیعوں کے امام۔ امام مہدی غائب ہیں۔ احکام اسلام کا مذاق اڑانا

کتاب الطہارت

فقہی اصطلاحات
فرائض وضو مع جزئیات
سنن وضو مفصل مسواک
اور اس کے احکام مستحبات وضو
۲۰ ہیں تحیۃ الوضو اور مکروہات
وضو دس ہیں، سر کا مسح
وضو توڑنے والی چیزیں
کن عبادتوں کیلئے وضو فرض ہے
کن کاموں کے لئے وضو سنت ہے
کن وقتوں میں وضو مستحب ہے
وضو توڑنے والی چیزیں
زخم سے خون پیپ نکلنا
قے کے مسائل
کیا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم
بیان غسل مع فرائض
مرض میں غسل کا طریقہ
غسل کی سنتیں
وہ اسباب جن سے غسل فرض ہے
احتلام کے مسائل
غسل کن موقعوں پر سنت ہے
غسل کب مستحب ہے
جس پر غسل فرض ہو اسے کیا کرنا چاہیئے
قرآن مجید و توریت و انجیل کا چھونا۔ کس پانی سے وضو اور غسل کرنا چاہیے
جاری پانی کا حکم
حوض اور تالاب کے مسائل
نابالغ بچوں سے پانی بھروانا
کنوئیں کی پاکی اور ناپاکی کے مسائل
کنوئیں کے پاک کرنے کا طریقہ
پانی کے جانور
انسان و حیوان کا جھوٹا۔
مکروہ پانی سے غسل و وضو کا حکم
تیمم اس کے فرائض اس کی ترکیب اور کن حالتوں میں جائز ہے
پانی کی تلاش کہاں تک کیجانے

ناپاک آدمی کا مسجد میں جانا
تنگ وقت میں تیمم کا حکم
مردے کو تیمم کرانا
کس تیمم سے نماز جائز ہے
کٹے ہوئے ہاتھ کا تیمم۔
تیمم سے نماز درست ہے
کس چیز سے تیمم جائز ہے
موزوں پر مسح کے مسائل
مسح کی مدت
مسح کا مسنون طریقہ
پائتابہ اور انگریزی جوتہ کا حکم
زخم کی پٹی پر مسح
معذور کا وضو کب تک رہتا ہے
معذور کے کپڑے
چھوٹی بڑی نجاست کا مفصل بیان
سکرت کی کیچڑ۔ آدمی کی کھال
کتے کا جھوٹا ناپاک کیونکر پاک ہو
چاقو تلوار آئینہ پر نجاست
گوبر کی لید کی نجاست کا حکم
حلال و حرام جانور کی کھال
گھی تیل کو پاک کرنا
کس جگہ استنجا کرنا منع ہے
استنجے سے پہلے دعا
دائیں بائیں ہاتھ کا حکم
حیض و نفاس مع تفصیل

نفاس کی تعریف و مدت
...کل ساقط ہونے کے مسائل
استحاضہ کا حکم حیض و نفاس
میں نماز روزہ کے احکام
حیض و نفاس میں قربت
حیض و نفاس کی حالت میں
کھانا پینا۔
بچہ کی ولادت کے وقت عورت
کا نماز پڑھنا۔
عذر کے بعض اور مسائل۔

کتاب الصلوٰة

نماز کا ثبوت قرآن و حدیث سے
رات دن میں کتنی نمازیں ہیں
نماز کے اوقات
نماز وتر کا وقت
کس عمر میں نماز فرض ہوتی ہے
نفل نماز کب مکروہ ہے
فجر کی سنت کب پڑھیں
خطبہ کے وقت جمعہ کی سنت
جماعت کے وقت بھوک لگنا
مکروہ وقت میں نماز قضا کا حکم
دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا
حج میں دو نمازوں کا جمع کرنا
اذان کی تعریف اور اس کی غرض
اذان کب اور کن نمازوں کیلئے ہے
بے اذان کے نماز پڑھنا
اذان کے وقت انگوٹھے چومنا
اذان کے بعد کی دعا
اقامت کے مسائل
مسافر کے لئے اذان
نماز کی شرطیں تفصیل وار
ستر عورت کا نماز میں کھلنا اور
دیکھنا۔ برہنہ کی نماز
استقبال قبلہ
مسجد کعبہ کا... نہیں ہوتا
کشتی میں نماز
قبلہ کے سوا اور طرف نماز
قبلہ نہ معلوم ہو تو کیا کریں
نماز میں نیت ... ارادہ، تعداد

رکعت۔ لفظ ادا یا قضا
مقتدی کو امام کی نیت
نیت اقتدا میں امام کا معلوم ہونا
نماز واجب میں نیت۔
نیت میں لفظ قبلہ کہنا
فرض نماز کی تحریمہ پر نفل کی بنا
فرائض نماز
قیام کن نمازوں میں فرض ہے
قرأت اور اس کے احکام
کتنا پڑھنا فرض ہے
رکوع کے احکام۔ سجدہ کے مسئلے
ہر رکعت میں کتنے سجدہ فرض ہیں
بلند جگہ پر سجدہ کرنا۔
قعدہ اخیرہ کے مسئلے۔
ارادہ کے ساتھ نماز سے نکلنا
مقتدی کا امام کے خلاف کرنا
نماز کے واجبات
رکعت کا سجدہ بھول جانا پہلے
قعدہ میں درود پڑھنا۔
امام کی متابعت
امام سے پہلے تشہد
مرد و عورت کہاں تک ہاتھ اٹھائیں
امام کا آہستہ تکبیریں کہنا
ثنا۔ تعوذ۔ تسمیہ کا چھوڑنا۔
بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا
آمین کب اور کیسے کہنا
سجدہ میں پاؤں اٹھانا
دعا کرنی دعا کیسے مانگی جائے۔
مقتدی کا امام سے پہلے سلام
پھیرنا۔ نماز کے مستحب نمبر وار
نماز کی پوری ترکیب
احکام قرأت
کتنا قرآن یاد ہونا چاہیئے
کونسی صورتوں میں قرأت مسنون ہے
قرأت کے باقی ضروری مسائل
قرآن الٹا یا ایک صورت چھوڑ کر
پڑھنا۔ چند آیتوں کا ملا کر قرآن پڑھنا
التحیات کا ثبوت کا صیغہ
امام ... ... انتظار

امام و مقتدی میں فاصلہ
چھوٹی مسجد وغیرہ
عورت کے برابر نماز پڑھنا اور
چند دیگر مسائل
امامت کیلئے بہترین کون ہے
کس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی
اندھے و ولد الزنا کی امامت
جاہل کا اقتدا وغیرہ
لاحق مسبوق کی نماز
مسائل جماعت مع احکام
ترک جماعت کے عذر
عورتوں کا جماعت میں شریک ہونا
مقتدیوں میں ترتیب
امام کہاں کھڑا ہو
امام کا ستونوں میں ہونا
عورت کے برابر کھڑے ہونے میں فساد
مقتدی کی قسمیں وغیرہ
امام کی غلطی پر مقتدی کا شریک ہونا
اور چند مسئلے
مقتدی کا امام سے پہلے رکوع
وغیرہ کرنا۔ نماز میں بے وضو ہونا
استیناف کی تعریف مع مسائل
و شرائط خلیفہ بنانا
مختلف صورتوں کے مسئلے
نماز کے توڑنے والے اسباب
نماز میں چھینکنا رونا
نماز میں بھولنے پر بتانا
لقمہ کے مسائل
نمازی کے سامنے سے گذرنا
سترہ قائم کر کے گذرنا۔
نمازی کا گذرنے والے کو روکنا
نماز کے مکروہات
نماز میں مکروہ تنزیہی کیا ہیں
کہاں پڑھنا مکروہ ہے
نماز کب توڑ سکتے ہیں
جمعہ کے احکام شہر کی تعریف
شہر میں کئی جگہ جمعہ
احتیاط الظہر
خطبے کی شرطیں خطبے کی سنتیں

خطبہ کس زبان میں ہو
اذن عام کا مطلب
جمعہ واجب ہونے کی شرطیں
وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں
جمعہ کے روز ظہر وغیرہ
جمعہ کے روز غسل و لباس
خطبہ کے وقت عبادت و کلام
نماز وتر کے احکام
دعا قنوت۔ دعا قنوت نہ یاد ہو تو
دعا قنوت میں ایک خاص دعا کا
پڑھنا ضروری نہیں وتر کی قضا
نماز عیدین
ان کے مستحب ان کا وقت
طریقہ نماز۔ چند ضروری مسائل
خطبہ جمعہ و عیدین میں فرق
عید الفطر و عید الضحیٰ میں فرق
تکبیر تشریق اور اس کا حکم
سجدہ سہو کا طریقہ اور اس کے
مسائل تفصیل وار، سجدہ تلاوت
قرآن میں کتنے سجدے ہیں
آیت پڑھنے یا سننے سے کب سجدہ
واجب ہوتا، غیر زبان میں آیت
سجدہ پڑھنی۔ سجدہ کی شرطیں
سجدہ تلاوت کب کریں
ایک آیت کئی مرتبہ پڑھنا
سجدہ شکر کا حکم۔ نماز قضا
نماز قضا کا گناہ
قضا کرنے کا عذر۔ قضا نماز کے
مسائل قضا نماز کب تک پڑھیں
عمر کی نماز، قضا نماز کا فدیہ
اور بعض مسائل نماز، نماز مسافر
مسافر کی تعریف۔ قصر کیلئے سفر
کتنا۔ قصر کا حکم کب تک ہے
وطن کی قسم۔ سفر کب ختم ہوتا ہے
سنن و نوافل
سنن کی قسمیں۔ نفل نمازوں کے
چند ضروری مسائل۔ سواری پر
نماز کے مسائل۔ تحیۃ الوضو تحیۃ
المسجد، اشراق۔ چاشت

نماز سفر، تہجد، استخارہ
صلوٰۃ التسبیح صلوٰۃ الاسرار
نماز توبہ، نماز تراویح۔ تراویح
کے مسائل۔ چار رکعت کے بعد
دعا۔ جماعت میں نابالغ کی
امامت اور چند ضروری مسئلے
بسم اللہ زور سے پڑھنا۔
جماعت کی شرکت۔ اذان کے
بعد مسجد سے نکلنا۔ سورج اور
چاند گہن کی نماز۔ نماز استسقا
مع احکام ضروریہ۔ نماز خوف کا
طریقہ اور حکم مفصل مسجد کے
آداب و احکام دیوار منقش کرنا
مسجد میں بدبو کی چیز لانا۔
تعلیم دینا سوال کرنا۔ جانور کے
گھسنے تو چنا محلہ کی مسجد کا حکم وغیرہ

کتاب الجنائز

جب کوئی مرنے لگے تو کیا کرنا چاہیئے
مردہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہو تو
کیا کریں۔ غسل میت کا حکم اور
اس کا طریقہ۔ مردہ کا تیمم وغیرہ
چند مسئلے۔ کفن کی قسمیں تفصیل وار
نابالغ کا کفن۔ کفن پہنانا جنازہ
لے چلنا۔ نماز جنازہ کی ترکیب مع
احکام، نماز جنازہ کی دعائیں
اور چند ضروری مسئلے۔
کئی جنازوں کی نماز
قبر کے مسائل تمام و کمال مفصل
زیارت قبر کا طریقہ قبر کو بوسہ دینا
طواف کرنا۔ دفن کے بعد تلقین
قبر پر پھول ڈالنا مسائل تعزیت
نوحہ کرنا، ماتم کرنا۔ سیاہ کپڑا
پہننا۔ احکام شہید، کفن نماز
کعبہ میں نماز

کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت اس کے
فضائل روزہ کی قسمیں
فرض روزہ، واجب، نفل، مکروہ
حرام روزہ، ... تعریف اس کے

درجے کب فرض ہوتا ہے چند
مسئلے، روزہ کی نیت اور اس
کے احکام اور چند مسائل وہ
روزے جن میں خاص نیت
کی ضرورت ہے قضا کی ادا
اور چند مسئلے۔ چاند کی شہادت
کا اعتبار، مطلع صاف ہونا
گواہی کے مسائل عدل کی تاریکی
گواہیاں۔
روزہ توڑنے اور نہ توڑنے والی
چیزیں وہ باتیں جن سے روزہ
ٹوٹتا ہے وہ اسباب کہ روزہ
توڑتے ہیں اور قضا کے ساتھ
کفارہ بھی آتا ہے کفارہ لازم ہونے
کی شرطیں کفارہ کیا ہے اور
چند مسئلے، روزہ کے مکروہات
معہ دیگر مسائل، سحری افطار
روزہ نہ رکھنے کے عذر ظن غالب
کی تعریف۔ ضعیف عمر کا حکم
روزہ کا فدیہ اور چند ضروری مسئلے
نفلی روزے نذر کا روزہ نذر کے
روزے کے مسئلے احکام اعتکاف
اس کی فضیلت اعتکاف کے
متعلق مسائل ضروریہ متفرق
مسائل متعلق روزہ۔

کتاب الزکوٰة

زکوٰۃ کی فرضیت اس کے فضائل
نہ ادا کرنے کی سزا قرآن و حدیث
سے زکوٰۃ کی تعریف؛ وجوب کی
شرطیں کتنے قسم کے مال پر زکوٰۃ
ہے۔ زکوٰۃ میں نیت، زکوٰۃ
کا مصرف۔ زکوٰۃ کے تمام ضروری
مسائل چاندی سونے مال تجارت
کی زکوٰۃ اور چند مسئلے مال
مفروض کی زکوٰۃ قرض کی قسم
کرایہ کے برتن اور مکان کا حکم
قرض کی قسم اور تجارت کا مال
نیز اور چند مسئلے
جانوروں کی زکوٰۃ۔

متفرق جانوروں کے متعلق
مسائل کان اور دفینہ کے مسائل
دفینہ میں خمس زراعت اور
پھلوں کی زکوٰۃ ۔ خراجی زمین
کی تعریف ۔
عشر کب لیا جائے اس کے چند
اور مسئلے ۔ زکوٰۃ کے مستحق کون
ہیں مفصل ۔ زکوٰۃ اور کن کن لوگو
کو دیں ۔ کن کن لوگوں کو زکوٰۃ
دینا منع ہے ۔ زکوٰۃ کس کو دینا
افضل ہے ۔ صدقہ فطر کون دے
اور کس کی طرف سے
صدقہ فطر اور اسکی فضیلت
بھیک مانگنا کس کو درست ہو اور
کس کو نہیں ۔

کتاب الحج

حج کے اصطلاحی الفاظ اور مقامات
کے نام ۔ محرم ۔ احرام ۔ تلبیہ ۔ حج
حاج ۔ بیو ۔ معمر الفراد ۔ مفرد
میقات ۔ قران ۔ تمتع ۔ طواف
استلام ۔ موقوف ۔ رمی ۔ رمل
اضطباع ۔ اشعار ۔ رفث ۔ تحلیق
کعبہ ۔ حطیم ۔ حجر اسود ۔ رکن یمانی
زمزم ۔ منیٰ ۔ عرفات ۔ بطن عرنہ
مزدلفہ ۔ محسر ۔ ذات ۔ عرق ۔
حجفہ ۔ قرن ۔ یلملم ۔ جبل الرحمۃ
جبل قزح ۔ محصب ۔ احکام حج
اس کی فرضیت اور مسائل حج
کی تعریف ۔ اور فرض ہونیکی
شرطیں ۔ حج میں خود جانا اور
دوسرے کو بھیجنا ۔ حج میں عورت
اور شوہر کی اجازت ۔ حج کے
صحیح اور فرض ہونے کے مسائل
حج کے واجب سنت میقات
احرام کے مسائل مفصل
احرام کے محرمات اور مکروہات
حرم میں شکار کے تمام مسئلے
طواف حرم ۔ صفا و مروہ کے مسئلے
طواف کے مکروہات مفصل

طواف وسعی میں مباح کیا ہیں
منیٰ کی روانگی عرفہ کا وقوف
حج قران مع مسائل دیگر
حج تمتع مع تفصیل
حج کی قربانی کے مسائل
حج میں قصور اور اسکی سزا
جرموں کی تفصیل مع احکام
قربانی کے تمام جزوکل مسائل
میقات سے گذرنا ۔
حاضری مدینہ طیبہ

کتاب النکاح

کتنی عورتوں سے نکاح درست ہے
نکاح کے شرائط اور اسکے تمام احکام
نکاح کے مستحب
نکاح کا خطبہ
ایجاب و قبول کی تعریف
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے
غیر مذہب کی عورتوں سے نکاح مفصل
متعہ کا حکم ۔ دودھ کا رشتہ
زنا کا حمل ۔ رضاعت کا بیان
احکام ولی ۔ نابالغ کا نکاح
بالغ کا نکاح اور چند ضروری
مسائل ۔ وکالت نکاح کے
ضروری مسائل ۔ مہر مقرر کرنا
مہر کے مسئلے ۔ مہر مثل کی
تعریف اور اس کے مسئلے
نکاح فاسد کی تعریف اور اسکا
حکم ۔ مہر مسمّٰی مہر کی قسمیں نکاح کافر
کا بعد اسلام مفصل

کتاب الطلاق

طلاق کے معنے اور اس کی قسمیں
طلاق صریح ۔ غیر مدخولہ کی طلاق
طلاق کنایہ کی تعریف اور اسکا حکم
طلاق رجعی و بائن کا فرق
تفویض طلاق اور اس کی قسمیں
طلاق امر بالید کا حکم اور صحیح
مسائل ۔ طلاق رجعی کی تعریف
مع احکام حلالہ کسے کہتے ہیں
مع مسائل

ظہار کا حکم اور اس کے مسئلے
کفارہ ظہار کی تعریف تفصیل
لعان کی تعریف اور اس کے
احکام سوگ کی اجازت
عدت میں عورتوں کیلئے حکم
شوہر نامرد کا حکم پرورش
اطفال کا حکم ۔ نفقہ کے احکام
و مسائل عورت کی خدمات
و فرائض ۔ بچوں کا دودھ پلانا
اور اس کا نفقہ حقوق ۔ بیوی
اور شوہر ۔ رسوم شادی اور
ان کا حکم ۔ دعوت ولیمہ
کے مسئلے ۔ پیدائش کے
وقت کے مسائل ۔ عقیقہ اور
ختنے کے مسائل ۔

کتاب الذبائح

جانور کس طرح ذبح کیا جاتا
ہے اور چند مسئلے
اہل کتاب کا ذبیحہ اور اس کا
حکم ذبح کرنے والے کے
متعلق چند مسئلے ۔
حرام و حلال جانوروں کی
تفصیل اور حکم ۔ مچھلی کے
متعلق تمام مسائل کا احکام
قربانی کی تعریف اور اس کے
کل مسائل ۔

کتاب الاشربۃ والاطعمہ

کھانے پینے کی تمام چیزوں کا
حکم ۔ نشہ والی چیزوں شراب کا
حکم یا آداب طعام ۔ کھانے کا مسنون
طریقہ ۔ مہمان نوازی ۔ آداب
خواب و بیداری

کتاب اللباس

کونسا کپڑا پہننا درست ہو
آنحضرت کا لباس
چاندی سونے کا زیور اور برتن
بعض ناجائز افعال
غیر عورت پر نظر ڈالنا
تمام قسم کی بازیوں کا حکم

کتاب الحقوق

حقوق انسانی
حقوق والدین
حقوق اولاد
میاں بیوی کے حقوق
رشتہ داروں کے حقوق
یتیم مسکین مسافر کے حقوق
بیوہ کے حقوق
ہمسایہ کے حقوق
مہمان و میزبان کے حقوق
احباب کے حقوق
مجالس میلاد و شہادت
حق مریض ۔ حق میت
عام حقوق ۔ گواہی دینا
عوام کو بری باتوں سے
روکنا ۔ حاجت روائی کرنا ۔
برائی کے بدلہ صبر بھلائی کرنا
کسی کا راز ظاہر کرنا ۔
کسی کی تعریف و خوشامد ۔
مزدوروں ملازموں کا معاوضہ
غصب یا چوری کرنا
رشوت ستانی ۔ قتل کرنا ۔
کم تولنا ۔ کم ناپنا
خرید و فروخت کے وقت قسم
گراں وقت بیچنے کے لئے غلہ
خریدنا جان کی حفاظت کرنا
خودکشی طاعون کے متعلق ضروری
مسئلے ۔ تعلیم احکام اسلام
و تبلیغ غیر اقوام و صدقات
اشاعت اسلام ۔ مضمون تحریر
کا گناہ

غرضکہ یہ کتاب
پڑھ لینے کے بعد تمام احکام
مذہبی سے کامل واقفیت
ہو جاتی ہے اس لئے ہر مسلمان
کو اس کا خریدنا لازمی ہے ۔

پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

حضرت خواجہ صاحب کی پسندیدہ
اعمال کی کتابیں

اعمال مجربہ سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے ان نایاب
و کمیاب سینہ بسینہ عملیات کا مجموعہ جو امام الصوفیہ حضرت
محی الدین ابن عربی مصنف فتوحات کی اور علامہ بونی
مصنف شمس المعارف و حضرت حضرت الشاذلی حضرت مقاتل
وغیرہ وغیرہ کے مجرب و معمول ہیں جو تاثیر میں تیر بہدف ہیں
ترقی رزق ادائے قرض صحت و تندرستی سفر دوری دشمن
اور جب تسخیر کمالات ظاہر و باطن اور تمام مقاصد دین کے
واسطے اس میں اعمال درج ہیں قیمت ۴ ر

اعمال مجربہ آیت الکرسی معہ اسناد و خواص اعمال عجیب
نادر و نایاب کتاب ہے ہمیشہ اس کا عامل نا مرادی کا عالم رہا آیۃ الکرسی
صد ہا عمل اس میں درج ہیں اور خدا کے فضل سے سب تیر بہدف
ائمہ کرام و بزرگان سلف کے مختلف طریقوں سے مجرب ہیں مکمل
بھی ہیں اور آسان بھی ایسی بیش بہا کتاب قیمت ۴ ر

اعمال مجربہ سورہ والشمس نو ترمیم با موکل معہ طریقہ
زکوٰۃ یہ اعمال جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی دشمن کو مغلوب و مقدمات کی
تحقیقات ظالم شوہروں سے چھٹکارا پانے اور محبوب کو قبضہ میں کرنے
کے لئے اکسیر ہیں اور ہر عمل تیر بہدف ہے اس کی قیمت ۲ ر

اعمال مجربہ سورہ یاسین شریف نو ترمیم با موکل مع
طریقہ زکوٰۃ نقد اس کے پاس اگر کوئی ایک عمل بھی ہوتا ہے تو لوگ اس
کے لئے خاک چھانتے پھرتے ہیں پھر بھی اگر کوئی اصل یہ عمل کسی
ہاتھ آگیا تو بادشاہت مل گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ علم سے ناواقف
ہیں ورنہ کتابوں میں کیا کچھ نہیں ایک سورہ یاسین ہی کے اعمال کا
تجربہ کیجئے کیسے تیر بہدف اعمال ہیں قیمت ۵ ر

اعمال مجربہ سورہ اخلاص با موکل بطریقہ ہائے زکوٰۃ
خاص ہر قسم کے اعمال مجربہ اللہ الصمد مع طریقہ زکوٰۃ ہر کام کیلئے
ترکیب صلوٰۃ التسبیح نماز مغربی و اعمال چہل کاف با موکل مع زکوٰۃ
وغیرہ کے ہر کام کے لئے از حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس
سرہ العزیز درج ہیں ہر عمل مجرب اور تیر بہدف ہے قیمت ۴ ر

دوائیں اور دعائیں ہر دو حصہ یہ حضرت علامہ
شاہ صدائی بیابانی کے مجرب اعمال کا مجموعہ ہے حضرت کو سینہ
بسینہ غوث پاک سے ملے ہیں اتنی ایزاد انہوں نے اور کی ہے
کہ ہر ضرورت کی خارجی تدابیر بھی بتلائی ہیں اور امراض کے لئے
فقیری کوڑیوں کے نسخے بھی لکھے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۰ ر
سب کتابوں کے ملنے کا پتہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو کر انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اسکا نام اوراد وظائف ہے یہی نیا ہی کہ ممکن کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی کو وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں محبوب الشاق اور شہنشاہ زمان سب برابر ہیں یعنی المذہب فقرا کے پاس جس قدر خزانہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت ہے اور انہیں سے ہزار ہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان میں علی الخصوص حضرت تاج العارفین **مخدوم جہانیاں جہاں گشت** کے اوراد و وظائف بہت ہی مجرب ہیں اور اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا عرشی صاحب کو یہ گنجینہ اسی سلسلہ سے ملا ہے۔

حسب عرشی شاہ از حضرت سید محمود صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از حضرت سید امیر علی صاحب از حضرت سید روز بہ علی صاحب از حضرت شاہ سید باز علی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت شیخ فتح محمد صاحب از حضرت سیدنا ماہی احمد شاہ ثانی از حضرت سید عبد العزیز صاحب از حضرت شاہ عبد الکبیر صاحب از حضرت سیدنا مخدوم جلال الدین صاحب جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف جہانیاں جہاں گشت** ہے اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اوراد و وظائف ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے۔ محبت الٰہی محبت رسول ایمان کی حفاظت گناہوں کی معافی عذاب قبر سے نجات شیطان کو مغلوب کرنا صلوٰۃ التسبیح تسخیر محبت استخارہ ہر حاجت پوری ہو دشمن کو مغلوب کرنا نصیبہ کی یاوری قرض ادا ہونے کیلئے رزق کی کشائش کیلئے اولاد پیدا ہونے کیلئے بچوں کی حفاظت و تندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کیلئے عورتوں کے مخصوص امراض کیلئے نسیان درد سر لرزہ بخار ہر قسم کا درد چیچک آشوب چشم طاعون رنگ زہر کا اثر جوئے گیدڑ کی حفاظت کے نقش وظیفے اس کے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے بچہ پیدا ہونے کے دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے کھیتی کی حفاظت جن و بھوت سے حفاظت مصیبتوں سے آزادی دشمنوں کو برباد کرنا گم شدہ کو حاضر کرنا محبت و تسخیر پانچوں وقت کی نماز کے وظیفے نماز قضا عمری کے وظیفے بہر ختم خواجگان نقشبند دعائے حیدری اسم اعظم کا وظیفہ جو ان کی کوششوں سے باوا تر یہ اس کتاب میں موجود ہے ہیں مولانا عرشی کے لئے دعائے خیر کرنا چاہئے کہ انہوں نے ان اوراد صدریہ کو عام کر دیا ۱۰۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ **قیمت دس آنے** پتہ حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یونہی جو خدا سے مانگو وہ قبول کرتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور ہی مستجاب ہونگی یہ تحقیق ہیں دعائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے یہ کتابی تقطیع کا ضخیم نسخہ ہے اور حسب ذیل مضامین پر

(۱) **صلوٰۃ الرسول** اس کے قریب پچاس دعائیں ہیں جو کہ قرآن شریف سے لیگئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نے رقم فرمایا ہے اور آپ ہی کے اہتمام سے چھپی ہے اس میں شنبہ سے لیکر جمعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و اثرات کا مفصل بیان ہے عربی خط بہت جلی اور خوشخط ہے ۷۰ صفحہ

(۲) **مناجات مقبول** یہ بھی ۲۰ صفحہ کی کتاب ہے اول حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا دیباچہ ہے اور بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں ہر رات کیلئے ہیں اور یہ مناجاتیں بھی قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں جو نہایت موثر اور دلگیر بیان ہے ہر رات کو عشا کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں مولانا نے نظر ثانی کر کے کتاب ہذا میں چھپوائی ہے

(۳) **ہفت احزاب** اکثر مولوی و بزرگ مولوی فارسی میں مناجات ہے اور مولانا روم کی تصنیف ہے اس میں شنبہ سے جمعہ تک کی دعائیں ہیں ضخامت ۱۶۰ صفحے

(۴) **تتمہ دعائے مقبول** ۴۸ صفحات مولوی اشرف علی صاحب کا مقدمہ اور ان کے اوقات بھی مولانا نے درج فرمائے ہیں اب کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب مجرب ہیں مختصر فہرست دعاؤں کی یہ ہے صبح شام کی دعا ادائے قرض کی دعا طلوع آفتاب کی دعا اذان مغرب کی دعا گھر میں آنے کی دعا سونے کی دعا وقت کی دعا خواب میں ڈرنے کی دعا وحشت و خوف سے بچنے کی دعا وضو کی دعائیں صبح کی نماز کی دعا مسجد میں جانے کی دعا ہر نماز کے بعد کی دعا کسی کے ہاں روزہ افطار کرنے کی دعا کھانے کے بعد کی دعا دعوت کھانے کی دعا دعائے استخارہ دعائے حفظ القرآن دعائے خلوت دلہن دعائے رخصتی دعائے سفر دعائے سواری دعائے سفر دریا دعائے داخلہ شہر ریل پر چلنے کی دعا مصیبت سے بچنے کی دعا صدمہ سے نجات کی دعا۔

(۵) **حزب البحر** حزب البحر بہت سے لوگوں نے قلمبند کئے ہیں لیکن جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھے ہیں وہ بہت ہی مقبول ہیں ان پانچوں کتابوں کا مجموعہ اور مجلد ہے علیحدہ کوئی کتاب نہیں مل سکتی **قیمت صرف ایک روپیہ**

حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہیں

ایک بات کی اطلاع پر پچاس روپے انعام

خاکسار کو ایک عرصہ سے ایسے اہل حق اہل اللہ اور پیر طریقت دستگاہ کی تلاش ہے جو اس شعر کا مصداق ہو ؎ اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ - یا سورہ اخلاص یا موکل یا اسما الصمد یا موکلی کے عامل کے پتے کی ضرورت ہے اگر کوئی صاحب پتہ ذیل پر اطلاع دیں کہ یا عامل حیلہ پچاس روپے انعام دیا جائے گا بشرطیکہ فدوی کے سوال کا جواب کسی کامل یا عامل موصوف سے دریافت کر کے ادا کریں کہ فدوی نے کیا سوال کیا ہے اور اس کا جواب کیا ہے یہ دونوں باتیں خود ہی بتائیں مگر مسمریزم یا نجوم کے جاننے والوں سے دریافت کرنا کہ جواب ادا نہ کیا جائے بلکہ جن بزرگ سے اس کا جواب دریافت کر کے ادا کیا جائے ان کے حالات سے بھی مفصل اطلاع دیں۔ سوال سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بزرگ کا امتحان کیا گیا ہے ہرگز ہرگز یہ خیال نہیں ہے بمصداق اس آیت کریمہ کے کہ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی (الخ) صرف اطمینان قلب مقصود ہے جب تک قلب کو پورا اطمینان نہ ہو کوئی بات حاصل نہیں ہو سکتی

المشتہر فدوی محمد عثمان فتح اللہ آباد عرف چھلی بندر ضلع کشنہ ہر مکان

اگر آپ

یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ دیکھنا

چاہتے ہیں تو

جرمنی کا چھپا ہوا

قرآن شریف

منگائیے یہ قرآن شریف اپنی صاف چھپائی عمدہ ٹائپ اور بہترین کاغذ کے اعتبار سے ہندوستان میں نیا اور انوکھا ہے جدید تعلیم یافتہ بھائی قرآن شریف بھی اپٹوڈیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد برآئی جدید فیشن اور نیولائیٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف بھی اپٹوڈیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد برآئی جدید فیشن اور نیولائیٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف سے سعادت اندوز نہیں تھیں ان کے لئے چھپا ہوا یہ اڈیشن باعث رونق و برکت ہوگا ایسے بھائی جو قرآن مجید کی چھپائی اور تقطیع اور کاغذ کو بالکل یورپ کی چھپائی کے برابر دیکھنا چاہتے ہیں خوش ہوں گے کہ جدید طباعت و اعلیٰ ٹائپ کا چھپا ہوا قرآن جرمنی سے دہلی میں آگیا ہے

قرآن شریف کی توصیف بیان سے باہر ہے اندیسج یہ ہے کہ اس کی خوشنمائی صحت اور عمدہ طباعت نے ہندوستان کی ہر چھپائی کو ماند کر دیا ہے علی الخصوص کاغذ چونکہ خاص طور سے اس قرآن شریف کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس کی مضبوطی قرآن شریف کیلئے بہت ہی مناسب ہوگئی ہے اور اب مجموعی طور پر یہ قرآن شریف اتنا اچھا ہے کہ غالباً ہندوستان کے کسی حصہ میں اس کے مقابلہ کا قرآن شریف نہ ہوگا صرف بانوے جلدیں حال ہی میں منگوائی ہیں کیونکہ درمیان میں یہ قرآن شریف آنا بند ہو گیا تھا پچھلے سال انہی دنوں میں دیکھو قرآن شریف دیکر چکا ہوں اب بہر بڑی مشکل سے دستیاب ہوا ہے اسلئے بہت منگا پڑا ہے۔

ھدیہ

آپ کے خیال میں اتنی خوبیوں کے باوجود کافی ہونا چاہیئے تھا لیکن میرے ہاں کی یہ خصوصیت ہے کہ ارزاں ہدیہ پر بہتر سے بہتر قرآن شریف بھیجا جاتا ہے اس لئے اس کے ہدیہ سے آپ ضرور متعجب ہوں گے کہ اس قرآن شریف کا ہدیہ سوا دو روپے ہے مجلد ہے اور جلد بھی جرمنی سے بندھ کر آئی ہے

بچوں کیلئے نہ منگائیے کیونکہ یہ ٹائپ کا چھپا ہوا ہے اس لئے یہ بچوں کیلئے کار آمد نہیں ہو سکتا تقطیع مولوی سے نصف کیا اچھا ہو کہ مولوی کے وہ تمام خریدار منگا لیں جنہوں نے ابتک نہیں منگایا ہے اس کا نمونہ بھی نہیں مل سکتا ہے۔

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

جمعیۃ علمائے ہند کی مقدس تجویز

کے مطابق

بہت سستا بہت صحیح

قرآن شریف چھپکر تیار ہو گیا اور ہزاروں کی تعداد میں بک گیا

ایک پونڈ انعام

اس شخص کو دینے کا انعام اس قرآن شریف کے لئے مشتہر ہے جو ایک حرف کی غلطی اس کلام پاک میں نکال دے لیکن حفاظ کو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ اشرفی کسی کی قسمت کی نہیں ملنے کہ غلطی نکالنے کا انعام تو جب ہے کہ قرآن شریف میں غلطی ہو۔

اتنا موٹا بجلی خوشنما چھپا ہو

اس کا نام

طلائی تمغہ والا قرآن شریف

ہے

سفید کاغذ ہے ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق بہت ضروری معلومات ہے کتابت کشادہ چھپائی صاف و سیاہ ہر پارہ کے اول و آخر اور ہر منزل کے اول و آخر نہایت خوشنما بیل اور عمدہ نقش و نگار ہیں تمام اڈیشن صدہا علماء کا پسندیدہ ہے۔

ضخامت مع مقدمہ قرآن شریف ۵۰۲ صفحات

ھدیہ چونکہ حمیدیہ پریس سب سے سستا فروخت کرتا ہے اس لئے بجلد مجلد چرمی عمدہ مجلد پارچہ صرف ایک روپیہ دس قرآن شریف منگائیں تو مجلد پارچہ نو روپے اور مجلد چرمی میں کوئی رعایت نہیں کیونکہ بعض اوقات ڈیڑھ روپے سے زیادہ لاگت لگی ہے محصول بذمہ خریدار

ریل کے ذریعہ منگانے والے نصف قیمت ضرور پیشگی روانہ کریں۔

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

پاکٹ سائز سستی معرا حمائل

ایسی کتابت گویا موتی جڑے ہوئے ہوں نہایت شفاف کاغذ اعلیٰ چھپائی سنہری کپڑے کی جلد نہایت آب و تاب سے تیار ہوئی ہے قلمی قاعدہ جلی ہے ہدیہ مجلد پارچہ ۱۲؍ مجلد چرمی عہ دس جلد مجلد پارچہ عہ مجلد چرمی لعہ

پتہ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

والمحصنت ۱۴۹ النساء

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ

اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص

[illegible]

کھلاتے ہیں کہ تمھیں کسی قسم کی اذیت نہ دیں گے اور ان کے دین میں کچھ مزاحمت نہ کریں گے غرض عیاش اپنی ماں کی جدائی کی وجہ سے چلے گئے انکو ایک چمڑے کی رسی سے فوراً باندھ لیا اور ہر ایک نے سو درے مارے اور ماں کے سامنے

عاشقان الٰہی کیلئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ و مفسرہ مولانا عاشق الٰہی

تفسیر و ترجمہ مصدقہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس سرہٗ

۴۲ خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حمائل آجتک نہیں چھپی تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہوئی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جاتی ہے اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں :-

(۱) یہ لو سطری حمائل ہے اس سے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے جو مدرسہ دیوبند کے ایک فاضل مولوی ہیں (۳) اسکی تفسیر حمائل قلمی لباب النقول بخاری شریف جلالین بیضاوی موضح القرآن فتح الرحمن عزیزی مظہر العجائب مدارک التنزیل ابن کثیر سے ماخوذ ہے اور سب کے حوالے مع صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) آیات قرآنی کا سمجھنا چونکہ اسباب نزول پر موقوف ہے اس لئے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۶) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۸) خاص آیات اور تلاوت سورۃ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد براری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۱۰) سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں مکتوب ہے لیکن بحر نزول جدا ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے ناموں کی وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے (۱۲) ربع نصف ثلث کا نشان ہر ایک آیت کے اوپر بھی ہے (۱۳) جن خاص سورتوں کے خاص موقعوں پر جسے دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۴) قرآن شریف کا غلط لہجہ الحد گا کر پڑھنے کی تنبیہ (۱۵) چونکہ طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لئے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۶) قرآن مجید میں ۲۵ انبیاء کا صراحتہ ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۷) نبی آخر الزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۹) ازواج رسول کریم کے حالات (۱۹) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۰) فرشتوں کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور کام (۲۱) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۲) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۳) کفار کے نام جنکا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات (۲۴) قبائل کے نام و حالات جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے (۲۵) القاب انبیاء و القاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۸) وہ ستارے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۲۹) دنیاوی مکان اور مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۰) آخری مکانات و مقامات جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے (۳۱) ان پرندوں کے حالات جن کا قرآن میں ذکر ہے (۳۲) ان بتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں (۳۳) رموز قرآن اور ان کی وجہ تسمیہ (۳۴) سجدۂ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۵) ضخامت ایکہزار صفحات کے قریب ہے (۳۶) آخر میں حضرت مولانا محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ و تفسیر درج ہے (۳۷) شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ مع حالات پیران (۳۸) حضرت کے بڑے بڑے حافظ صاحبان ہیں جن کا مفصل میں ذکر ہے (۳۹) تقطیع مولوی کے صفحہ کی نصف ہے (۴۰) بہت کمیاب ہے صرف دہلی میں دفتر رسالہ مولوی سے ملتی ہے (۴۱) کاغذ سفید چکنا ولایتی (۴۲) جلد نقرئی کام ہے (۴۳) حاشیہ باوجود باریک ہونے کے بہت صاف چھپے ہوئے ہیں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سستی ہے اور رمضان المبارک کی خوشی کی وجہ سے لاگت سے بھی گھٹا دیا ہے ضخامت مع مقدمہ وغیرہ ۱۰۴۰ صفحات ہدیہ رعایتی رمضان شریف صرف مجلد چرمی چار روپے (للعہ) محصول گیارہ آنے

مینیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے

تاریخ القرآن

پڑھ لیجئے تاکہ آپ کو قرآن شریف کی تاریخ اسکی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے یہ کتاب دفتر مولوی نے حال میں شایع کی ہے اس حسب ذیل بیان ہیں۔

نزول قرآن اس میں بتلایا گیا ہے کہ قرآن مجید کیونکر اور کس طرح نازل ہوا اور پہلی آیت کس جگہ نازل ہوئی اور پہلی آیت کہاں نازل ہوئی (۲) قرآن شریف کی تاریخی نزول کی حکمتیں مختلف علماء کے خیالات (۳) وحی کی قسمیں مع وحی کی تفسیر شرح بیان ہوئی ہیں (۴) نسخ ایک آیت میں حکم اور دوسری میں منسخ اس کا بیان منسوخات قرآن میں کتنی جگہ ایسا ہوا ہے (۶) جمع و ترتیب قرآن یعنی کب جمع ہوا اور پہلے کیا ترتیب تھی اور اب کیا ہے (۷) سورۃ اور آیات ترتیب وار کیونکر تھیں اور ہر صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت کیا تھی (۹) رسم الخط یعنی قرآن شریف کی کتابت کیونکر ہوتی تھی (۱۰) علامات قرآن یعنی م وقف وغیرہ کی تشریح (۱۱) اوقاف یعنی تلاوت میں کہاں کہاں ٹھہرنا چاہیئے (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں مع نقوش مع اختلافات قرات اس میں عربی شامی کوفی قرات کا ذکر ہے (۱۳) قرا کا بیان یعنی مشہور قاریوں کا تذکرہ (۱۵) سات قاریوں کا اہم تذکرہ (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز یہ بہت مبسوط بحث ہے (۱۷) قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت کا ثواب (۱۸) قرآن کی فضیلت کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۱۹) سورتوں کے فضائل اور ان کے اعمال احادیث سے (۲۰) کوتاہیاں جو قرآن کی تلاوت میں ہوتی رہتی ہیں (۲۱) آداب تلاوت احادیث اور قرآن سے (۲۲) دیگر مسائل ضروریہ متعلقہ قرآن شریف یہ بہت مفید کتاب ہے اور ہر مسلمان کیلئے اسکا پڑھنا ضروری ہے ضخامت ۴۰ صفحہ قیمت ۸/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي

تو سود مند نہ ہوئی ان کو یہ تجارت　اور نہ یہ ٹھیک طریقے پر چلے　ان کی حالت اس (ایک) شخص کی حالت کے مشابہ ہے

اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ

جس نے کہیں آگ جلائی ہو　پھر جب روشن کر دیا ہو اس آگ نے اس شخص کے گرداگرد کی سب چیزوں کو، ایسی حالت میں سلب کر لیا ہو اللہ نے ان کی

وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا

روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو ان کو اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہ ہوں　بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں، سو یہ اب رجوع

يَرْجِعُونَ ۝ أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ

نہ ہوں گے　یا ان منافقوں کی ایسی مثال ہے جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اس میں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی

غریبوں کا اعجاز بیان قرآن مجید مترجم و مفسر مولینا مولوی اشرف علی التھانوی مدظلہ

یہ ترجمہ والے قرآنوں میں سب سے سستا قرآن مجید ہے، اب کوئی گھر بھی اس قرآن شریف سے خالی نہ رہیگا

ہدیہ رف کاغذ مجلد چرمی پشتہ پونے دو روپے　ہدیہ چکنا گلیز کاغذ مجلد چرمی پشتہ صرف دو روپے محصول ۱۲ر

یہ قرآن شریف ابھی چھپ کر پریس سے آیا ہے، بلکہ آ رہا ہے، بہت سے بھائی جو زیادہ ہدیہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ والے قرآن شریف خریدنے سے معذور تھے، اور ترجمہ بھی علی الخصوص حضرت عمدۃ المفسرین، رئیس المحدثین حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کا، اور جب اس کے ساتھ تفسیر بھی ملتقط از بیان القرآن و موضح القرآن و ابن جریر و ابن کثیر و خازن و فتح البیان وغیرہ ہو، تو پھر ایسے قرآن شریف کا ہدیہ علی العموم چار روپے ہوتا ہے، لیکن اب غریب بھائیوں کے لیے بھی اس کا خریدنا بہت آسان ہو گیا ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے اب حد کر دی ہے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ قرآن شریف اتنا سستا ہو جائے گا۔

حضرت مولانا اشرف علی کے مشہور و مقبول ترجمے کے علاوہ مولانا ہی کی تفسیر بیان القرآن کا اقتباس بھی اس پر ہے اور بہت حد تک کامل ہے، ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی صفحہ کا ہے جس میں تمام ضروریات متعلق قرآن شریف موجود ہیں، اور اس مقدمہ کو پڑھ لینے کے بعد انسان قرآن شریف کے متعلق ہزارہا معلومات سے بہرہ ور ہو جاتا ہے، مثلاً فہرست مضامین قرآنی، شان نزول، ترتیب سور، ضروری مقامات کا شان نزول، سورتوں کے نقوش و تعویذ، تفسیر و حواشی کے متعلق تفصیلات، سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے، اور قرات کے اصول، ایسے مقامات جہاں کا املا اور ہے اور تلفظ اور، قرآن خوانوں کے متعلق متعدد ہدایات، انبیائے کرام کے حالات علی الخصوص رسول اکرم کے حالات بالتفصیل غرضکہ ایسی ہی قسم کی صدہا معلومات اس مقدمہ کے ذریعہ معلوم ہو سکتی ہیں، اب تو کوئی مدرسہ اور کوئی مسجد اس قرآن شریف سے خالی نہ رہنی چاہیے، کیونکہ معمولی سے بھی کم داموں میں مجلد قرآن شریف مترجم مل رہا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ چار چار آدمی مل کر منگائیں تو بہت فائدہ ہے کیونکہ ۴ قرآن شریف کا محصول بھی ۱۲ ہی لگتا ہے۔

فرمایش کے وقت کاغذ کی تخصیص ضرور کر دیں، ہدیہ مجلد چرمی پشتہ چکنا گلیز کاغذ اعلیٰ صرف دو روپے ۲ رف کاغذ ۱۲ محصول ایک جلد ۱۲ ، ۴ جلد ۱۲

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے۔

سستی دلائل الخیرات مترجم محشی جدید الطبع

قرآن مجید کی تلاوت کے بعد بہترین وظیفہ درود شریف ہے جس کی فضیلت آیات قرآنیہ احادیث نبویہ سے ثابت ہے دین اور دنیا کی کامیابی درود شریف پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے اور خواہ کیسی ہی بڑی مصیبت ہو درود شریف پڑھنے سے دور ہو جاتی ہے، بیشمار حدیثیں درود شریف کی فضیلت میں وارد ہیں جنکا نقل کرنا بھی دشوار ہے، درود شریف کی فضیلت ہی کی وجہ سے حضرت ابو عبد اللہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب دلائل الخیرات تالیف کی اور اس میں بہتر سے بہتر درود شریف جمع کیے ہیں، تاکہ پڑھنے والے ثواب دارین حاصل کریں، یہ سستی دلائل الخیرات بمشورہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ ایسے سائز پر چھپی ہے جو سفر اور حضر میں بسہولت کام دے، پھر خط ایسا صاف اور واضح جو بوڑھے بھی بغیر عینک پڑھ لیں اور حواشی از مفتی صاحب ۱۲۵ سے زائد حدیث تفسیر فقہ تصوف سیر کی معتبر کتابوں سے اس پر چڑھائے گئے ہیں، مثلاً سرور عالم کا قیامت کے دن شفاعت کرنا، اور معجزات کا صدور، اور اسی قسم کے تمام بیانات جو حضور سے منسوب ہیں سب درود شریف کی برکت سے چڑھ بھتے ہیں، قیمت فی جلد مجلد چرمی صرف ایک روپیہ ۱ر علاوہ محصول ڈاک

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے۔

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دُعا نہیں مانگتے اسلئے کہ آپ کو فضیلت دُعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک زیادہ بے اثر رہیں۔

لہٰذا ضرورت ہے پہلے آپ دُعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے اور پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بنجا ئینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا اگر آپ مقدمات کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں بھی رفع ہو جائیں گی غرض آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے تمام طریقے کلام الٰہی کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقہ کے مطابق دعا مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزار ہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ ولایتی سفید چکنا ۲۴ پونڈ ضخامت ۵۶ صفحے **قیمت ۸ /**

مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

کیا کوئی دل ہے جسے آپ قابو کرنا چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اسی پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے کتاب

تسخیر القلوب

منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا مرد و عورت کو مطیع بنانا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے ایک معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اسکے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن سکھایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتا ہے اور اسکے عامل کیلئے ناکامی کا امکان ہی نہیں ہے

دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب و مجرب اعمال و وظائف درج ہیں اور انشاءاللہ ہر وظیفہ اور ہر نقش کامیاب ہے

قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس۔ دہلی

جو چاہے ہو گئے ہو جائے گا

مصیبت سے نہ گھبراؤ پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اس بزرگ ذات سے ناامید نہ ہو ہمت کرو آگے بڑھو جو چاہو گے ہو جائیگا کامیابی کی شاہراہ تمہیں نظر آنے لگے گی مصیبت راحت سے بدل جائیگی پریشانیاں دور ہو جائینگی اور اطمینان قلب تمہیں ہو جائے گا بشرطیکہ آیت الکرسی کا عمل تم پڑھنا جانتے ہو یہ وہ زبردست عمل ہے کہ اس میں آسمانی قوتیں پوشیدہ ہیں اس کے ذریعہ غریب امیر بنجاتا ہے بیمار تندرست ہو جاتا ہے اگر مصیبت کے وقت آیت الکرسی کا عمل پڑھا جائے تو یہ عمل ظل رحمت بنکر انسان کے سر پر چھا جاتا ہے اگر تم بھی یہ آیت الکرسی کا عمل پڑھنا چاہتے ہو تو **صحیفہ قدسی** پڑھو جس میں آیت الکرسی شریف کے نہایت صحیح اور مجرب اعمال ہیں پڑھنے کا طریقہ نہایت آسان ہے اگر کوئی شخص اس کا معمول کرے تو تمام عمر اطمینان اور آرام سے بسر کرتا ہے۔ قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا آپکو بات کرنی آتی ہے

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو **فن خطابت** ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہدایات پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ الفاظ طلسم بنجائینگے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے آپکی جادو بیانی احباب اور عزیزوں ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بیدھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اسی طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیں گے۔ **قیمت ۸ /**

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خدا کے دربار میں سوالی

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فخر کائنات سید المرسلین کس طرح خدائے قدوس کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے اور وہ کیا مبارک الفاظ تھے جو زبان مقدس سے نکلتے ہی پورے ہوتے تھے تو آپ **پیغمبری دعائیں** پڑھیئے جس میں بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی مشکوٰۃ وغیرہ صحاح ستہ سے وہ ساری دعائیں مع ترجمہ کے درج ہیں جو سرکار مدینہ نے اپنی حیات طیبہ میں حل مشکلات کے لئے زبان مبارک سے فرمائیں یہ مبارک دعائیں دنیا کی کسی ایک بات میں جمع نہیں ملیں مگر اس کتاب میں یہ دعائیں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں جس میں ہر مشکل کی دعا مقدس پیغمبری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ مع ترجمہ کے درج کر دیئے ہیں آپ کی کوئی مشکل ایسی نہ ہوگی جو پیغمبری دعاؤں کے طفیل حل نہ ہو جائے ناممکن ہے کہ خدانخواستہ آپ کسی مصیبت میں پھنسیں اور پیغمبری دعاؤں کے طفیل صاف نہ بچ جائیں پیغمبری دعاؤں کے الفاظ وہ ہیں جن میں مسلمانوں کے آقا و مولانا نے دعا کی تھی ضخامت ۸۰ صفحہ قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

مولوی دہلی

معجز نما حمائل شریف

معہ کامل تفسیر ۵ خوبیوں والی

جس کا ایک پورا صفحہ آپ کے سامنے موجود ہے

اس میں ذیل کی پچاس خوبیاں ہیں

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی ساڑھے تین روپے، محصول ۸ر کل چار روپے، مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمالیجیے،

مولوی دہلی

معجز نما حمائل

مترجم

معہ کامل تفسیر ۵۰ خوبیوں والی

جس کا ایک پورا صفحہ آپ کے سامنے موجود ہے اصلی حمائل اپنی طباعت اور کاغذ کی نسبت سے عدیم النظیر ہے اس میں حسب ذیل پچاس ۵۰ خوبیاں ہیں:

(۱) صحت کے لحاظ سے ہزاروں قرآن شریف سے بہتر
(۲) تمام رموز اوقاف سجاوندیوں کے مطابق
(۳) استاذ الاساتذہ خلف منشی ممتاز علی کی لکھی ہوئی
(۴) ہر پارہ علیحدہ علیحدہ ہو سکتا ہے ایسی تحریر ہے
(۵) ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب
(۶) جو تمام علما کے نزدیک مستند اور آخری ترجمہ ہے
(۷) جو مولانا نے اس اڈیشن میں خاص طور سے سلیس کیا ہے
(۸) تمام احکام قرآن کا بیان ہے با لوضاحت
(۹) تمام مسائل قرآن بالتشریح بحوالہ حدیث
(۱۰) قرآن کے وہ تمام قصے جو اس میں موجود ہیں مفصل
(۱۱) عرب اور رسول کریم کے حالات مع تاریخ انبیا
(۱۲) ذکر اولین و آخرین محبوب رب العلمین
(۱۳) قرآن کے ظاہری و باطنی اشارات
(۱۴) تمام پیغمبروں اور ان کی قوموں کے حالات
(۱۵) تمام فرشتوں اور ان کے متعلقہ ہونے کا بیان
(۱۶) زمانہ قرآن و قبل قرآن کافروں کی معاشرت مع تہذیب
(۱۷) زمانہ قرآن کے جملہ اقوام کے حالات و عبادات
(۱۸) دنیاوی و اُخروی منازل کا بیان
(۱۹) آسمانی عالم اور ستاروں کا مفصل بیان
(۲۰) حیوان و پرند کا بیان جو قرآن میں مذکور ہیں
(۲۱) باطل معبودوں اور بتوں کی تفصیل
(۲۲) دنیا کے دیگر مذہبی کتب پر قرآن کا تفوق بالاستدلال
(۲۳) ناسخ آیات اور منسوخ آیات کی تشریح

معجز نما حمائل کا بجنسہ ایک اصل صفحہ

رمضان [illegible]

یوسف ۱۲ — ۳۹۳ — منزل ۳ — وما ابرئ ۱۳

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَ

پھر جب یہ سب کے سب یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس (تعظیماً) جگہ دی اور

قَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ۝ وَرَفَعَ

کہا سب مصر میں چلئے (اور) خدا کو منظور ہے تو وہاں امن چین سے رہیئے اور اپنے والدین کو

أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَا أَبَتِ

تخت (شاہی) پر اونچا بٹھایا اور سب کے سب یوسف کے آگے سجدہ میں گر گئے اور یوسف نے کہا اے ابا یہ

هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي

ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا جس کو میرے رب نے سچا

حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَ

کر دیا۔ اور خدا نے میرے ساتھ احسان کیا کہ ایک تو اس نے مجھے قید سے نکالا اور دوسرے آپ کو

جَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ

سب کو جنگل سے یہاں لایا۔ سب کچھ بعد اس کے (ہوا) کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں

بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ

کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا۔ بلا شبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کرتا ہے

إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ

بلا شبہ وہ بڑے علم، حکمت والا ہے (ف) اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو سلطنت کا

الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ

[illegible] حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر بیان کرنا تعلیم فرمایا (جو کہ علم عظیم ہے) اے آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَ

اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو میرا کارساز ہے دنیا میں بھی اور

الْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

آخرت میں بھی۔ مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لیجئے

ف جو لوگ کے درمیان تھی منسوب کر دیئے اور تکلیف تھی اسکو شیطان کی طرف منسوب کیا تاکہ بھائیوں کو خفت نہ ہو۔ ف گل تھا یا اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا آپس کی تعظیم تھی فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا تھا اللہ نے [illegible] اب موقوف کیا وان المساجد للہ الآیۃ (یعنی کل حقوق خدا کے لیے محفوظ ہیں) اس وقت پہلے رواج پر چلنا ایسا ہی ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ آدم کے وقت ہوا تھا۔ موضح القرآن ف یوسف کو سترہ برس کی عمر میں بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا اور چالیس برس [illegible] پھر سے کہ جو بیس برس تک قصہ [illegible] [illegible] مصر میں رہ کر حضرت زلیخا سے نکاح ہوا جن سے دو لڑکے ایک لڑکی ہوئی یعقوب کی وفات کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] جب دنیا کی تکلیف [illegible] [illegible] [illegible] الحمد للہ [illegible] [illegible] انقلابات آپ پر گذر چلے تو اب [illegible] [illegible] خدا سے دعا کی کہ تو نے مجھ کو سلطنت [illegible] بادشاہ [illegible] کامل بنایا خواب کی تعبیر کا علم [illegible] بہت احسان کیے اب تو مجھ کو ایمان کے ساتھ اٹھا اور ان نیک لوگوں میں جن سے ملنے کی مجھے آرزو ہے [illegible] اس کے چند روز بعد آپ کا انتقال ہو گیا حسن [illegible] [illegible] [illegible] مصر نے آپ کی نعش کو سنگ مرمر کے تابوت میں رکھ کر [illegible] [illegible] ایک ٹیلے پر دفن کیا [illegible] برکت [illegible] [illegible] تمام مصر سیراب ہو [illegible] یوسف نے بنی اسرائیل کو ہدایت کی تھی کہ جب [illegible] [illegible] مطابق تم مصر [illegible] شام کو جاؤ گے تو میرے تابوت کو اپنے ساتھ لیکر جانا [illegible] [illegible] [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] [illegible] [illegible] جب آپ کے تابوت کو بھی [illegible] لیتے گئے [illegible] حضرت یعقوب [illegible] [illegible] حضرت یوسف کو بھی سب مصر [illegible] وفات کا وقت آیا تھا [illegible] [illegible] کی تمنا تھی کہ [illegible] ملک شام میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یوسف کے ساتھ یوسف کے علاوہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یعقوب کی نعش [illegible] [illegible] [illegible] آپ کے بھائی حضرت عیص [illegible] [illegible] [illegible] دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا [illegible] [illegible] خازن، فتح البیان، اسباب نزول۔

(۲۴) ربط آیات (۲۵) شان نزول ہر سورۃ (۲۶) حل لغات و ترکیب قرآن (۲۷) حاشیہ پر تفسیر کا ہر ستون واضح قلم سرخی سے نہ وح ہوتا ہے (۲۸) حاشیہ پر تفسیر تقریباً پچاس ہر زبان کی تفاسیر کا عطر (۲۹) اس حمائل کے شروع میں بصورت کتاب ایک مقدمہ بے مثال ہے جو پانچ حصوں میں کامل ہے (۳۰) اول حصہ رسول خدا کے ظہور سے قبل اقوام دنیا کا حال (۳۱) آپ کے ظہور کی بابت ان کے عالموں کا بیان (۳۲) عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ (۳۳) رسول خدا کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے حالات (۳۴) ان تمام لڑائیوں کے حالات جو کفار نے آپ کے خلاف انجام دیں (۳۵) آپ کے وہ تمام خطوط جو دعوت اسلام کے سلسلہ میں شاہان وقت کو بھیجے گئے (۳۶) تحریر خلافت (۳۷) خلفائے راشدین کے کامل حالات (۳۸) فضائل قرآن (۳۹) علم قرأۃ کے مسائل (۴۰) وہ مقامات جہاں اعراب کی غلطی کفر کا موجب ہوتی ہے (۴۱) وہ مقامات جہاں الف کا نہ پڑھنا ضروری ہے (۴۲) رموز اوقاف اور وہ قاعدے جن کے معلوم ہونے کے بعد تلاوت قرآن میں غلطی نہ ہوگی (۴۳) خاندان نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے مخفی اعمال قرآن (۴۴) سورتوں کے خواص (۴۵) جملہ سورتوں اور تعویذوں کے تعویذات (۴۶) بزرگان دین کے وظائف (۴۷) مستند فالنامہ و تعبیر خواب (۴۸) پیغمبروں کی دعائیں (۴۹) قرآن پاک کی وہ دعائیں جو خدا کے پسندیدہ الفاظ میں ہیں (۵۰) مضامین قرآن کی مفصل فہرست۔ فقط۔ اگر یہ حمائل کسی وجہ سے بھی ناپسند ہو تو واپس فرما دیجئے۔ اس سے بہتر حمائل دنیا بھر میں اس وقت نہیں ہے

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی ساڑھے تین روپے محصول ۸ کل چار روپے، مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

بگوئے محمد اوست خدائے یگانہ	خدائے کہ بے نیاز است از ہمہ چیز او کسے را	و نہ زادہ شد از کسے	و نیست مر اورا	ہمتائے ہیچ یکے
بگو خدا یگانہ است	خدا بے نیاز است	نہ زاد	و نہ زادہ شدہ	و نیست ہیچ کس او را ہمسر
کہہ وہ اللہ ایک ہے	اللہ بے احتیاج ہے	نہیں جنا اس نے	اور نہ جنا گیا	اور نہیں ہے واسطے اس کے برابری کرنے والا کوئی
کہہ وہ اللہ ایک ہے	اللہ نرادھار ہے	نہ کسی کو جنا	نہ کسی سے جنا گیا	اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی اور

آپ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ وہ یعنی اللہ اپنے کمال ذات و صفات میں ایک ہے اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں اور اسکے اولاد نہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کی برابر کا ہے۔

تفسیر ... [illegible]

پانچ ترجمہ والا قرآن مع تفسیر کامل احسن التفاسیر مجلد جرمنی

جس کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دوران قیام دہلی میں نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اسکی تفسیر کی وجہ سے اپنی تلاوت کیلئے مخصوص فرمایا، کیونکہ اس کی تفسیر حضرت علامہ شاہ محمود حسن صاحب قبلہ محدث نور اللہ مرقدہ کی جانکاہ محنت سے تیار ہوئی تھی اور کتابی صورت میں ایک سو بیس روپیہ پارہ کے حساب سے اسی سال میں ہدیہ ہوگئی اور اب وہ بالکل نایاب و عنقا تھی، اس

قرآن شریف کے حاشیہ اور ضمیموں میں پوری احسن التفاسیر موجود ہے

جرمنی کے بہترین سفید کاغذ پر اب نیا اڈیشن چھپا ہے

یہ تیسرا اڈیشن ہے

ہر سال خدا کے فضل سے ایک اڈیشن ختم ہو جاتا ہے اس سے قبل دو مرتبہ مصری کاغذ پر چھپا تھا، کیونکہ بلاد اسلامیہ ایران و افغانستان میں وہ کاغذ بہت پسند ہے لیکن ہندوستانی ضعیف البصر سفید کاغذ خاص کے متلاشی رہے، چنانچہ پچھلے اڈیشن میں صرف سو جلدیں جو سفید کاغذ کی تھیں وہ گذشتہ رمضان میں مجلد تیس روپیہ میں ہدیہ ہوئیں، اور سو میں دس کو روانہ ہوئیں جنکا بہت ہی اصرار تھا، اس لئے یہ اڈیشن خاص جرمنی میڈ ۲۲×۲۹ ۳۶ پونڈ وزنی کاغذ پر چھاپا گیا ہے اور خاص ہی زعفرانی اور ارغوانی کرائی گئی ہے اس قرآن شریف کا مقررہ ہدیہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ بلا جلد تیس روپیہ ہے، لیکن حمیدیہ پریس کا اعلان جب ہی ہوتا ہے جب وہ آسان سے آسان ہدیہ پر مل سکے، چنانچہ آپ سن کر خوش ہونگے کہ اتنے اعلیٰ کاغذ کا قرآن شریف مجلد جرمنی نقرئی منقش

چودہ روپے ۱۴ للعہ میں ہدیہ کر رہا ہوں، یہ صرف اسی رمضان کے لئے رعایت ہے، اول تو رمضان شریف ہی میں یہ اڈیشن ختم ہو جائے گا اس کے علاوہ رمضان شریف کے بعد ہدیہ ضرور بڑھ جائے گا،

مملکت حضور نظام کا ہر وفادار عید کے تحائف میں افسران کو یہ قرآن شریف ہدیہ دے تو

سب سے بہتر، احسن اور مقبول تحفہ ہے، اس سے خدا بھی خوش، رسول بھی خوش، بادشاہ بھی خوش اور حاکم بھی خوش، کیا اس سے بہتر اور کوئی ہدیہ ہو سکتا ہے اور پھر اس قدر تھوڑی سی قیمت میں، خدا کے فضل سے اس قرآن شریف کے ذریعہ آپ کامیاب و بامراد ہونگے

اسمیں حسب ذیل پانچ ترجمہ ہیں پہلا ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، دوسرا ترجمہ فارسی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تیسرا ترجمہ اردو لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی، چوتھا ترجمہ اردو بامحاورہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی اور پانچواں ترجمہ مقبول عوام و خواص حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث تھانوی مدظلہ، علاوہ سینکڑوں خصوصیات کے جنکا تذکرہ اس مختصر اشتہار میں نہیں ہو سکتا سب سے بڑی اور قیمتی چیز اس قرآن شریف کی کامل احسن التفاسیر ہے اور یہ ایسے جید عالم کی ہے جن کے نام سے ہندوستان کا ہر فرد واقف ہے، اور اپنی سلاست بیان و استناد کے لحاظ سے ایسی بے بہا چیز ہے کہ حنفیوں میں اس سے بہتر تفسیر موجود نہیں ہے

رعایت بھی حیرت انگیز ہے، اتنے موٹے کاغذ کا قرآن شریف، اتنے ترجموں والا قرآن شریف اور پوری تیس روپے کی تفسیر والا قرآن شریف اور جس کی ضخامت بھی نوسو صفحات کے قریب ہو، جس کی تقطیع بھی مولوی کے دو صفحوں کے برابر ہو اور جس کی جلد بھی اعلیٰ اور چمکی ہو، اور پھر بھی وہ صرف چودہ روپے میں مل جائے، بس حد ہے، کیا اب بھی کوئی ایسا مسلمان ہے جو باوجود استطاعت کے اس کے مطالعہ سے پہلو تہی کرے

زکوٰۃ کا اس سے بہتر مصرف اور کیا ہو سکتا ہے، یہ وہ صدقہ جاریہ ہے، جو قیامت تک کا ثواب رکھتا ہے، یعنی لینے والا پڑھتا، اور اس سے حاصل کی ہوئی معلومات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے اس طرح چراغ سے چراغ جلتا ہے، کیا ٹھیک ہے اس کے اجر و ثواب کا۔

محصول ڈاک بذمہ علیحدہ ہے

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

راقم عبدالحفیظ خاں ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر حمیدیہ پریس دہلی سے شائع کیا

ٹیلیفون نمبر ۵۰۰

...ت ۶، صفحات

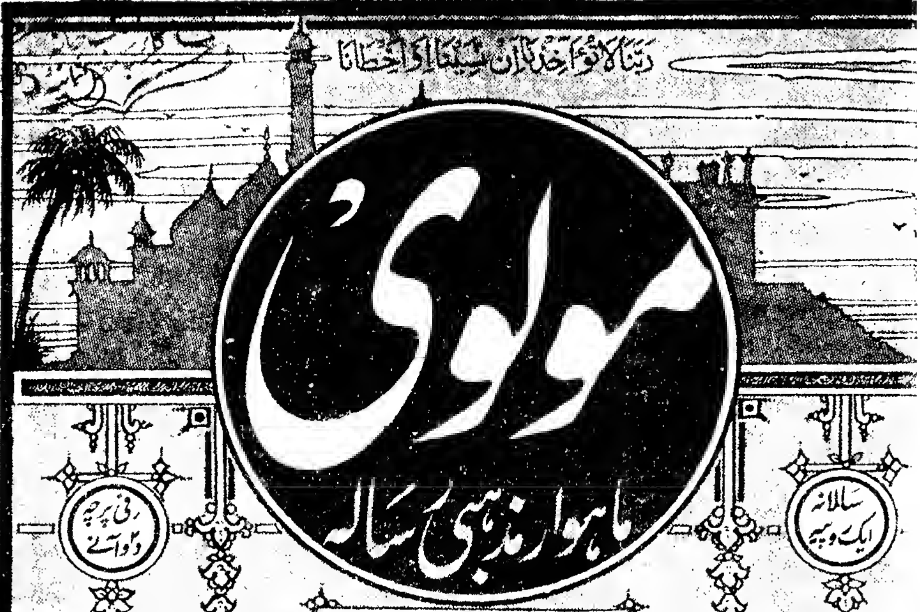

مدیر مسئول - عبدالحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپکے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہوسکتی ہی تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک کار ہو جائیے - اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے ۔ علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا ۔

مینیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

SAMI.30

[illegible]

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھئے [illegible] ۔ عورت کا دوسرا حصہ عورت [illegible]

اس کتاب میں یورپ اور امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت انسانی زندگی کا مکمل [illegible] عورت کی فطرت [illegible] عورت کے باغ حسن کی خوشبو [illegible]

[illegible] عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو [illegible] اس کتاب کو [illegible]

اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین و فوٹو بلاک [illegible] کاغذ لکھائی چھپائی [illegible] قیمت [illegible]

فہرست تصاویر و فوٹو بلاک

اس میں حسب ذیل رنگین تصاویر فوٹو بلاک کی ہیں

(۱) فرانس کی حسین ترین دوشیزہ
(۲) دوشیزۂ کشمیر
(۳) عراق کی عورت
(۴) برما کی عورت
(۵) [illegible] کی عورت
(۶) [illegible] کی عورت
(۷) حبشی عورت
(۸) مصر کی عورت
(۹) [illegible] کی عورت
(۱۰) [illegible] کی عورت
(۱۱) [illegible] کی عورت
(۱۲) منگولیا کی عورت
(۱۳) نیوزی کی عورت
(۱۴) [illegible] کی عورت
(۱۵) سیام کی عورت
(۱۶) فارس کی عورت
(۱۷) الجیریا کی عورت
(۱۸) نیوگنی کی عورت
(۱۹) گرین لینڈ کی عورت
(۲۰) [illegible] کی عورت
(۲۱) جزائر غرب الہند کی عورت
(۲۲) جوائی کی عورت
(۲۳) [illegible] کی عورت
(۲۴) [illegible] کی عورت
(۲۵) چین کی عورت
(۲۶) ملایا کی عورت
(۲۷) پرتگال کی عورت
(۲۸) [illegible] کی عورت
(۲۹) اٹلی کی عورت
(۳۰) عرب کی عورت
(۳۱) اسپین کی عورت
(۳۲) [illegible] کی عورت
(۳۳) [illegible] کی عورت
(۳۴) [illegible] کی عورت
(۳۵) [illegible] کی عورت
(۳۶) [illegible] کی عورت
(۳۷) نیپال کی عورت
(۳۸) [illegible]
(۳۹) [illegible]
(۴۰) [illegible] کی عورت
(۴۱) [illegible] کی عورت
(۴۲) [illegible] کا رقص
(۴۳) انگریز خواتین [illegible]
(۴۴) [illegible] کی [illegible]
(۴۵) [illegible]
(۴۶) [illegible]
(۴۷) [illegible]
(۴۸) [illegible] رقص
(۴۹) ہندوستانی رقص
(۵۰) [illegible]
(۵۱) سالومی
(۵۲) [illegible]
[illegible] رقص
(۵۳) دوشیزۂ کوہستان
(۵۴) ریاست [illegible] کی عورت
(۵۵) ترکی عورت [illegible]
(۵۶) کوہستانی عورت
(۵۷) [illegible] کی عورت
(۵۸) [illegible]
(۵۹) [illegible]

پہلا باب

[illegible]

عورت کی ذمہ داریاں

سنسکرت کا کوک شاستر

[illegible]

دوسرا باب

انسانی زندگی کا ساتھی

[illegible]

عورت کی حکومت

[illegible]

تیسرا باب

[illegible]

چوتھا باب

[illegible]

عورت کی مجازی شادی

اس کتاب میں [illegible]

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۰ دہلی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

جلد ۱۲ | بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴

شذرات

نئے باب کا اضافہ

وائسرائے اور وزیر اعظم کی تقریریں اور لیڈروں کی رہائی

گول میز کانفرنس ختم ہوگئی اس کے خاتمہ پر ہندوستان میں اسمبلی کا افتتاح کرتے ہوئے وائسرائے نے اور کانفرنس کو ختم کرتے ہوئے وزیر اعظم نے لندن میں جو تقریریں کی ہیں ان سے ایک نئے باب کا اضافہ ہوگیا ہے۔

وائسرائے نے تو اپنی تقریر میں کسی قدر دھمکیاں بھی دی ہیں مگر ساتھ ہی اس کے کانگریس کی عظمت اور طاقت کا بھی اعتراف کیا ہے اور مہاتما گاندھی کی روحانیت کو بھی سراہا ہے اور اس امر کی ضرورت محسوس کی ہے کہ کانگرس کے ساتھ گفت و شنید کی جائے۔ مگر وزیر اعظم نے جو تقریر کی ہے اس میں دھمکی وغیرہ کا نام نہیں ہے اور جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے کہا جاسکتا ہے کہ آج تک ایسی تقریر حکومت کی طرف سے کبھی کسی ذمہ دار عہدہ دار نے نہیں کی نہایت نرم اور شیریں الفاظ میں یہ تقریر کی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ تبدیلی قلب کا ثبوت دیا جائے تقریر کے دو حصے ہیں ایک میں ان امور کا اعلان کیا گیا ہے جو کانفرنس سے بطور نتائج کے برآمد ہوئے اور ان کو حکومت نے اپنی پالیسی کے طور پر منظور کر لیا اور تقریر میں عام امور پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اعلان میں جن امور کا ذکر ہے ان کی وضاحت کی گئی ہے۔

اعلان میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے

اعلان میں سب سے اول چیز صوبوں کی مکمل آزادی و خود مختاری کا ذکر ہے یعنی اس اصول کو لیبر گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا ہے کہ صوبجاتی حکومتیں کلیۃً خود مختار اس طرح کر دی جائیں کہ کونسل منتخب ممبران پر مشتمل ہو اور حکومت کی مجلس عاملہ منتخب شدہ ممبران سے منتخب کی جائے اور وہ کونسل کے سامنے جواب دہ ہو اور کونسل ہی کے اعتماد پر قائم رہ سکے مگر گورنر کو خاص اختیارات حاصل رہیں گے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ مرکزی حکومت بطرز فیڈرل قائم کی جائیگی جس میں والیان ریاست بھی شریک ہوں گے اور مرکزی حکومت میں دو عملی ہوگی یعنی کچھ محکمے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیئے جائینگے اور کچھ وائسرائے کے قبضہ میں رہیں گے جن کی تفصیل یہ ہے کہ محکمہ فوج اور محکمہ خارجہ اور والیان ریاست کے معاملات کلیۃً وائسرائے کے زیر اختیارات رہیں گے اور محکمہ مالیات میں اس حد تک وائسرائے کا دخل ہوگا جہاں تک اس کا تعلق ان محکموں کے اخراجات اور قرضوں کی ادائیگی اور پنشنوں وغیرہ کا تعلق ہے باقی حصہ اس حکومت کے سپرد کر دیا جائیگا جو فیڈرل اسمبلی کے منتخب ممبران سے بنائی جائیگی اور اس کے سامنے جوابدہ ہوگی۔

یہ ہیں تین اصول جو وزیر اعظم نے تسلیم کئے ہیں اور آئندہ جو دستور حکومت بنے گا وہ انہی اصولوں پر بنے گا جو امور وائسرائے کے اختیار میں رکھے گئے ہیں ان کا نام سیف گارڈ یا تحفظات رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد وزیر اعظم اور وائسرائے دونوں نے کانگریس سے اپیل کی ہے کہ وہ اس پیشکش کو قبول کرے اور کہا ہے کہ اگر سول نافرمانی بند کر دیگی تو حکومت کانگریس کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور قیدیوں کو چھوڑ دے گی۔ چنانچہ کانگریسی لیڈران کو بطور اپنی نیک نیتی کے ثبوت کے رہا کر دیا گیا ہے اور کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کو خلاف قانون قرار دیا گیا تھا اب اس کو قانونی جماعت تسلیم کر لیا گیا ہے تاکہ کانگرس کی ورکنگ کمیٹی حکومت کے اس تازہ پیشکش پر غور کر سکے۔

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ پیشکش آخری اور انقطاع نہیں ہے بلکہ اس پر مزید غور ہو سکتا ہے اور حک و اضافہ کی گنجائش ہے جو باہمی گفت و شنید سے طے ہو سکتا ہے۔

مہاتما گاندھی اور دوسرے لیڈروں کی رہائی

اس کتاب سیاست کا دوسرا باب یہ ہے کہ وائسرائے نے ایک مناسب و موزوں اعلان کے ساتھ مہاتما گاندھی اور کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے نئے اور پرانے ممبران کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا۔

وائسرائے کے اس جرأت آزما قدم اٹھانے کی تمام ملک نے تعریف کی صرف ایک دو ولایتی اخبارات نے اس فعل پر وائسرائے کو برا بھلا کہا باقی ہر ایک گوشے سے اس کی تائید ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ لندن میں جو کچھ ہوا اس کے بعد اگر وائسرائے یہ قدم نہ اٹھاتے تو ان کی مسلمہ دانشمندی پر حرف آتا۔

وائسرائے نے جو اعلان رہائی کیا ہے اس میں آپنے لکھا ہے کہ کانگریس کے لیڈروں اور ورکنگ کمیٹی کو وزیر اعظم کے اعلان پر آزادانہ غور و فکر کرنے کا موقع ملے چنانچہ اسی خیال سے ورکنگ کمیٹی کو جو ہر ایک صوبہ میں خلاف قانون قرار دیا جا چکا تھا اس کے متعلق بھی وائسرائے نے اعلان کر دیا کہ ہر ایک صوبہ کی حکومتیں اس حکم کو واپس لے لینگی چنانچہ سب صوبجاتی حکومتوں نے اس حکم کو واپس لے لیا ہے۔

مہاتما جی کی رہائی کا سارے ملک نے پر جوش خیر مقدم کیا ہے تمام ہندوستان میں خوشی منائی گئی اور ایک پرامن فضا پیدا ہوگئی اگر مہاتما جی کو رہا نہ کیا جاتا تو ایک نہیں دس اعلان وزیر اعظم کرتے ہیں ملک کے اندر ایسی فضا پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اگر وائسرائے دیگر تمام قیدیوں کو بھی رہا کر دیتے اور جو غیر معمولی قوانین اپنے اختیار سے ملک میں نافذ کر دیئے ہیں ان کو منسوخ کر دیتے تو فضا اور بھی بہتر ہو جاتی مگر اس کے متعلق وائسرائے نے اپنے اعلان میں فرمایا ہے کہ اگر کانگریس نے سول نافرمانی بند کر دی اور وزیر اعظم کے اعلان پر غور کرنے کا وعدہ کیا تو ان کی گورنمنٹ بھی پیچھے نہیں رہے گی۔ ہمارے نزدیک وائسرائے کی یہ بات ہلکی سی ہے کیونکہ یہ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر کانگریس غور اور گفت

تنسیخ کا ارادہ کرے گی تو سول نافرمانی ضرور بند کردی اور سول نافرمانی کے بالکل بند ہوجانے کے بعد حکومت کو بھی قیدیوں کی رہائی اور آرڈی نینسوں کی واپسی کا حکم دینا پڑے گا گو جونو بصورت اس بات میں ہے کہ وہ ایک دم تمام قیدیوں کو رہا کردے وہ دوسری صورت میں نہیں۔

مہاتما گاندھی کے بیانات

رہائی کے بعد سب سے پہلا جو بیان اخبارات کے نمایندوں کو مہاتما گاندھی نے دیا اس میں قیدیوں کی عام رہائی آرڈی نینسوں کی تنسیخ ضبط شدہ جائداد اور زمینوں کی واپسی اور کپڑے و شراب پر پرامن پکٹنگ اور نمک سازی سے چشم پوشی پر زور دیا اور ساتھ ہی گیارہ نکات کو دہرایا جو گرفتاری سے قبل آپ نے بیان کئے تھے مگر اسی کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ میں ہر ایک بات پر کھلے دل اور کھلے دماغ سے غور کروں گا اور چونکہ مسٹر سپرو و شاستری اور جیکر نے آپ سے درخواست کی تھی کہ جب تک ہم ہندوستان نہ پہنچیں اس وقت تک آپ کوئی رائے ظاہر نہ فرمائیں اسلئے مہاتما جی نے وزیر اعظم کے اعلان پر تنقیدی رائے کا اظہار نہیں کیا۔

اس کے بعد الہ آباد میں ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا جس میں ورکنگ کمیٹی کے اصلی ممبران کے علاوہ ان کے قائم مقام ممبران بھی شریک ہوئے تھے اس میں بھی جو ریزولیوشن پاس ہوا اس کا مفہوم یہی تھا جو مہاتما جی کے بیان کا تھا وزیر اعظم کے اعلان پر جو رائے دی گئی تھی اسے نہ قابل التفات کرنے کا اعادہ کیا گیا تھا مگر قیدیوں کی عام رہائی اور آرڈی نینسوں کی منسوخی اور ضبط شدہ جائدادوں کی واپسی پر زور دیا گیا تھا اور اسی کے ساتھ اس امر کی وضاحت بھی کردی گئی تھی کہ کپڑے اور شراب کی پکٹنگ بشرطیکہ وہ بالکل پرامن ہو سول نافرمانی میں داخل نہیں ہے بلکہ یہ ہر ایک شہری کا حق ہے کہ لوگوں سے شراب نہ پینے اور بدیسی کپڑا نہ خریدنے کی درخواست کرے۔

اسی کے ساتھ ملک کو یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جب صاف اور واضح طور پر حکم نہ دیا جائیگا کانگریس کی تحریک بدستور جاری رہے گی اور نیز کانگریس مہاتما جی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ بالیسی بدل دیں جب تک کانگریس کی اُمید نہ ہو کہ ان کا مطالبہ مان لیا جائیگا اور ختم ہوسکیگا۔

اس کے بعد وائسرائے سے ملاقات کی ۔۔۔۔ کے دوران ملاقات میں مہاتما گاندھی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ حکومت سے ایک دلی عزت طلب کرنے کیلئے پولیس کی زیادتیوں کی تحقیقات کا مطالبہ کرینگے اور اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ۔۔۔۔ تک مہاتما جی لکھ چکے ہیں تحقیقات آزادانہ کی جائے اور اگر کمیشن اس نتیجہ پر پہنچے کہ پولیس نے زیادتی کی ہے اور قانون کی حدود سے تجاوز کیا ہے تو ملزمین کے خلاف عدالتی کاروائی کی جائے۔

لیکن ابھی تک صرف اخباری بیانات ہی میں باضابطہ گفتگو حکومت اور مہاتما جی کے درمیان شروع نہیں ہوئی اگرچہ مسٹر سپرو و شاستری اور جیکر جو ۔۔۔ گئے ہیں وہ الہ آباد میں مہاتما جی سے گفتگو کر چکے ہیں مگر ابھی نہیں معلوم ہوسکا کیا گفتگو ہوئی۔

مہاتما جی نے ایک ملاقات کے دوران میں وزیر اعظم کے اعلان کے بعض حصوں پر بھی تنقید کی ہے مثلاً ۔۔۔ کے تحفظات کی ۔۔۔ ہیں ان کے متعلق مہاتما جی نے بے اطمینانی کا اظہار کیا ہے ۔۔۔ اسی طرح فیڈرل نظام کے متعلق ۔۔۔

کیا ہے کہ اس میں جب تک ریاستی باشندوں کی آواز نہ ہو تو محض والیان ریاست کی شرکت بیکار ہے۔

گفت و شنید کیلئے شرائط کی نوعیت

جیسا اوپر ذکر کیا گیا ہے اب تک جو کچھ معلوم ہوسکا ہے وہ یہی ہے کہ مہاتما گاندھی سول نافرمانی مذکورہ بالا شرائط پر بند کرنے کے لئے تیار نہیں یعنی گفتگو اس وقت شروع ہوگی جب حسب ذیل شرائط پوری کردی جائیں۔

اول تمام سیاسی قیدی رہا کردیئے جائیں دوم کپڑے اور شراب کے پرامن پکٹنگ کی اجازت دی جائے اور نمک کی قانون کی خلاف ورزی کو نظر انداز کیا جائے۔ تیسرے تمام آرڈی نینس واپس لئے جائیں چوتھے پولیس کی زیادتیوں کی تحقیقات کی جائے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ شرائط کہاں تک منصفانہ ہیں۔

مہاتما جی کے نزدیک کپڑے اور شراب کا پکٹنگ سول نافرمانی میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ہر ایک شہری کا ابتدائی شہری حق ہے اور ہر ایک باشندے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دوسرے بھائی سے درخواست کرے کہ بدیسی کپڑا نہ خریدے اور نہ بیچے اور اس کے بجائے کھدر استعمال کرے یا سودیشی کپڑا پہنے اسی طرح شراب کے متعلق درخواست کرے کہ شراب نہ پیو نہ خریدو نہ بیچو۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ عام شہری حق ہے اور دنیا کا کوئی قانون اسکی ممانعت نہیں کرتا خود ہندوستان کی کتاب قانون میں کوئی قانون ایسا نہیں ہے جو اس حق سے انسان کو محروم کرتا ہو اگر مجکو یہ حق ہے کہ میں بذریعہ تحریر لوگوں سے یہ درخواست یا اپیل کروں کہ وہ شراب نہ پئیں اور بدیسی کپڑا استعمال نہ کریں تو زبانی بھی درخواست اور بھی اپیل کرنے کا بھی مجکو حق حاصل ہے لیکن اسی کے ساتھ ہر ایک مرد کو شراب پینے اور بدیسی کپڑا بیچنے اور پہننے کا بھی قانوناً حق حاصل ہے اور اس سے بھی انکو کوئی روک نہیں سکتا اس کے معنے یہ ہوئے کہ زور اور طاقت کے ذریعہ ہم ان لوگوں سے ان کا ابتدائی حق چھین نہیں سکتے اور نہ کسی قسم کی مزاحمت کرسکتے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے صرف عرض و معروض کرسکتے ہیں اور درخواست کرسکتے ہیں اگر کوئی ایسا طریقہ مزاحمت کا اختیار کیا جائیگا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو یا بجبر ان کو روکی جائیگا تو وہ قانون کی حفاظت حاصل کرسکتے ہیں اور حکومت ان کی حفاظت کرنے میں حق بجانب ہوگی۔

بہرحال جہاں یہ امر مسلم ہے کہ پرامن پکٹنگ سول نافرمانی میں داخل نہیں ہے یہ امر بھی مسلم ہے زور و طاقت کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے اگر کانگریس اور مہاتما جی اس امر کا اطمینان دلا دیں کہ پکٹنگ پرامن ہوگا تو حکومت کو یہ مطالبہ ضرور منظور کرلینا چاہیئے۔

دوسری شرط نمک سازی ہے یہ بیشک سول نافرمانی میں داخل ہے کیونکہ اس کے متعلق ایک قانون موجود ہے اسلئے نمک بنانا اس قانون کی خلاف ورزی ہے اس کے متعلق ہماری ۔۔۔ رائے ہے کہ کانگریس یہ عہد کرے کہ وہ منظم طریقہ پر قانون کی خلاف ورزی کے لئے نمک نہیں بنوائے گی ہاں اگر کچھ لوگ اپنا استعمال کے لئے نمک بنائیں تو حکومت اس کو نظر انداز کرے گی کیونکہ اگر کانگریس اس کی قیادت کرے اور خود منظم طریقہ پر نمک نہ بنوائے تو عام ہرگز اس طرف توجہ نہ کریں گے اور عملاً یہ شرط مردہ ہوجائیگی۔

تیسری شرط آرڈی نینسوں کی منسوخی ہے جب گفت و شنید کا ہونا طے ہوجائیگا تو تندرلی حد ۔۔۔ قوانین کی ضرورت نہیں رہتی اس سے ان کی منسوخی میں

بھی حکومت کو پس و پیش نہ کرنا چاہیے کیونکہ عملی طور پر اس کی مطلق ضرورت باقی نہ رہیگی۔

چوتھی شرط پولیس کی زیادتیوں کی تحقیقات۔

جہاتماجی چاہتے ہیں کہ حکومت اپنی نیک نیتی اور تبدیلی قلب کے ثبوت میں چند واقعات کی تحقیقات کرے۔ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے اس تحقیقات سے انکار کر دیا ہے ہم یہ تو ضرور تسلیم کرینگے کہ حکومت کے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ وہ اس مرحلہ پر ایک ایسے محکمہ کی زیادتیوں کی تحقیقات کرنے کا وعدہ کرے جس نے انتہائی وفاداری کا ثبوت اس جنگ آزادی میں دیا ہے حکومت یہ سوچنے میں حق بجانب ہے کہ اگر پولیس کے تشدد کی تحقیقات کی گئی تو آیندہ اسکی وفاداری میں فرق پڑنے کا اندیشہ ہے لیکن اسی کے ساتھ حکومت کو یہ سوچنا چاہیئے کہ تحقیقات سے انکار کرنے پر اس کے اقتدار کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے اس انکار کا قدرتی اثر یہ پڑے گا کہ واقعتہً پولیس کا دامن تشدد کے الزام سے ملوث ہے اور اس نے ضرور زیادتی کی ہے جب ہی تو حکومت تحقیقات کرنے سے انکار کر رہی ہے ورنہ اگر اس کی پولیس کا دامن الزامات سے پاک ہے تو پھر انکار کی کیا وجہ ہو بقول سعدی - آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک - یہ کچھ کم نقصان نہیں ہے اور حکومت کو دونوں نقصانوں کا وزن کرکے فیصلہ کرنا چاہیئے۔

کانگریسی یہ بھی کہتے ہیں کہ جب یہ محکمہ ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آرہا ہے تو بہتر یہی ہوگا کہ اس کی زیادتیوں کی تحقیقات اسی حکومت کے عہد میں کی جائے جسکے عہد میں وہ زیادتیاں ہوئی ہیں ورنہ اگر قومی گورنمنٹ نے کوئی قدم اپنے عہد میں اٹھایا تو اس زمانہ کی تلخ یاد تازہ ہوگی اور اس کو انتقامی کارروائی سمجھا جائے گا۔

بہرحال ہمارے نزدیک تو یہ شرط بھی حکومت کو مان لینی چاہیئے اس سے نہ صرف تبدیلی قلب کا ثبوت ملیگا بلکہ حکومت کے اقتدار کو بھی تقویت ملیگی اور عوام پر یہ اثر ہوگا کہ حکومت انصاف و عدل کے سامنے ہر وقت سر جھکانے کیلئے تیار رہتی ہے ہاں اگر مطالبہ یہ ہوتا کہ پولیس ملزم ہے اسکو سزا دی جائے تو یہ مطالبہ غلط ہوتا مگر مطالبہ صرف تحقیقات کا ہے ممکن ہے تحقیقات کے بعد پولیس بے قصور ثابت ہو یہ مطالبہ تو ہر وقت رعایا کی طرف سے ہو سکتا ہے کہ جو اختیارات کسی محکمہ کو یا کسی فرد کو قانون کی رو سے حاصل تھے ان کو اس نے جائز استعمال کیا ہے یا ناجائز اور اگر محض اس شرط کی وجہ سے گفت و شنید کا دروازہ بند ہوتا ہے تو یہ دانشمندی نہ ہوگی کہ اس سے انکار کر دیا جائے

باقی رہی ضبط شدہ جائداد کی واپسی وغیرہ کی شرط تو ہمیں یقین ہے کہ حکومت اچھی فضا پیدا کرنے کیلئے اس کو ماننے کے لئے تیار ہوگی۔

شاید پکٹنگ اور شراب کی پکٹنگ کے متعلق حکومت کو اعتراض ہو مگر ہماری طرح حکومت بھی اس حقیقت سے آگاہ ہوگی کہ ایک دفعہ صلح ہو جانے کے بعد یہ چیز مشکل ہی سے باقی رہ جائیگی اس کا اصل زور اور اسکی اصلی طاقت خود بخود زائل ہو جائیگی اس کی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ باوجودیکہ ابھی تک جنگ جاری ہے اور کانگریس نے تحریک کو بند کرنے یا کم کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اعلان کر دیا ہے کہ تحریک بدستور جاری رہیگی تا وقتیکہ مصالحت کا اعلان نہ ہو جائے مگر سب دن سے جہاتماجی رہا ہوئے ہیں ہر جگہ تحریک مدھم پڑ گئی ہے پکٹنگ وغیرہ میں بھی وہ زور اور قوت نہیں رہی جو پہلے تھی اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ عام اثر یہ ہے کہ صلح ہو رہی ہے کیوں زیادہ زور باندھا جائے اور جب دونوں جانب کا اعلان ہو گا اس وقت فضا بالکل بدل جائے گی اور پکٹنگ بالکل برائے نام رہ جائے گا اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ تحریک صلح کے دوران میں بھی جاری رہے گی اور اس بنا پر حکومت نے جو وست تعاون بڑھایا ہے اس کو واپس نہ لینا چاہیئے۔

ہم اس غدر کانگریسی رہنماؤں سے بھی عرض کرینگے کہ محض بعض شرائط کی عدم تکمیل پر گفت و شنید کے اس موقع کو ضایع نہ کریں گفت و شنید میں کوئی حرج نہیں ہے بعد میں یا دوران کانفرنس میں اگر نتایج خواطر خواہ نہ نکلیں تو ان کو اختیار ہے جو روش چاہیں اختیار کریں مگر اس موقعہ پر کانفرنس کی شرکت سے انکار کر دینا دانشمندی نہ ہوگی کیونکہ حکومت نے جہاتماجی اور ورکنگ کمیٹی کے ممبران کو رہا کر کے ایسی فضا پیدا کر دی ہے کہ اگر کانگریس نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا تو رائے عامہ پر یہ اثر پڑے گا کہ کانگریس کسی معقول بات پر بھی غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور یہ کانگریس کے نیشنلزم کے بھی خلاف ہوگا اس لئے ہماری رائے میں کانگریس کو بھی گول میز کانفرنس میں ضرور شریک ہونا چاہیئے اور اپنے معقول دلائل سے اپنے مطالبات منوانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور دنیا پر یہ ثابت کر دینا چاہیئے کہ کانگریس کی پوزیشن مضبوط ہے اور اسکی پشت پر نہ صرف رائے عامہ ہے بلکہ دلائل کی بھی طاقت ہے

گول میزی مسلمانوں کو شکست فاش

جو مسلمان گول میز کانفرنس میں گئے تھے وہ اس دعوے سے گئے تھے کہ مسلمانوں کے حقوق کی تعیین و تشخیص کرا لینگے ان کو پورا بھروسہ تھا کہ کانگریس کی مخالفت کر کے وہ حکومت سے اپنے مطالبات منوا لینگے اور بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ جو قوم سرکار سے لڑ رہی ہے اور جس نے سرکار سے خفا ہو اس کی نسبت اس قوم کی خاطر تو اضع زیادہ کی جائیگی جو اس کے ساتھ ہے اور لڑائی کو برا کہہ رہی ہے۔

مگر افسوس کہ نتیجہ ان مسلمانوں کی امیدوں کے بالکل برعکس نکلا جو یہ سمجھ کر گول میز کانفرنس میں گئے تھے کہ ہمارے سارے مطالبات تسلیم کر لئے جائینگے مسلمانوں کے اصلی اور حقیقی مطالبات یہ تھے کہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت تسلیم کر لی جائے صوبہ سرحد کو دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق ملیں سندھ کو قطعی طور پر علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے مرکز میں ان کو ایک تہائی نشستیں دی جائیں اور صوبوں کو کامل خود مختاری دی جائے یعنی مرکزی حکومت کو مداخلت کا حق نہ رہے

ان مطالبات میں سے ایک بھی مطالبہ پوری طرح تسلیم نہیں کیا گیا پنجاب و بنگال کا معاملہ بالکل یوں ہی کا یوں ہی ہے بلکہ مسلمانوں کی طرف سے گول میز کانفرنس میں اس بات پر آمادگی کا اظہار کر دیا گیا ہے کہ وہ پنجاب میں ۴۹ فیصدی اور بنگال میں ۴۴ فیصدی نمایندگی پر قناعت کر لیں گے اور حکومت ہند نے جو یادداشت سائمن کمیشن کی رپورٹ کے بعد شائع کی تھی اس میں یہی تناسب تجویز کیا تھا اس کے معنے یہ ہوئے کہ اب یہ آخری چیز ہو گئی ہے اور حکومت کسی حال میں بھی اس سے زیادہ دینے کے لئے تیار نہ ہوگی [illegible] علیحدگی کا مسئلہ تو یہ بھی اس حد سے آگے نہیں بڑھا جس حد تک [illegible] پیش کیا گیا تھا سائمن رپورٹ نے یہ طے کیا تھا کہ اگر صوبہ سندھ کے باشندوں کی اکثریت علیحدگی کے حق میں ہو تو صوبہ علیحدہ بنا دیا جائے گا اور چونکہ سندھ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے اسکی علیحدگی یقینی معلوم ہوتی تھی [illegible]

برعکس گول میز کانفرنس نے یہ طے کیا ہے کہ ماہرین مالیات کی ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے وہ اگر یہ فیصلہ کرشے کہ سندھ مالی حیثیت سے اس قابل ہے کہ اس کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے تو ضرور بنا دیا جائے گویا اس کے یہ معنے ہوئے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے ہاتھ سے نکل کر اب وہ ایک غیر مسلم کمیٹی کے ہاتھ میں چلا گیا ہے اور پہلے سے زیادہ اسکی حیثیت معلق ہوگئی ہے۔ اس کے بعد سرحدی صوبہ کا معاملہ آتا ہے اس کے ساتھ تحفظات کی قید لگا دی گئی ہے یعنی تحفظات کے ساتھ گورنری صوبہ بنا دیا جائے گا تحفظات کیا ہوں گے اس کا کچھ علم نہیں اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایسی سخت تحفظات ہوں گی کہ سب کچھ گورنر کے اختیارات قبضہ میں آ جائیگا اور بالکل برائے نام آزادی رہ جائے گی۔ اسی طرح مرکزی حکومت میں بھی ایک تہائی نمایندگی کا اصول تسلیم نہیں کیا گیا ہی اہم اور حقیقی مطالبات تھے جو سب غیر طے شدہ اور نامنظوری کی حالت میں چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

جو مطالبات منظور کئے گئے ہیں وہ صرف دو ہیں اور وہ دونوں غیر ضروری اور غیر مفید ہیں بلکہ ایک ان میں سے مضر اور نقصان دہ ہے ان میں سے ایک اقلیت والے صوبوں میں موجودہ تناسب نمایندگی کا تھا ہے یعنی اس وقت جس تناسب سے نمایندگی مسلمانوں کو ان صوبوں میں حاصل ہے جہاں وہ اقلیت میں ہیں اسکو برقرار رکھا گیا ہے اور جداگانہ انتخاب کو بھی باقی رکھا گیا ہے لیکن اگر ذرا سا بھی عقل سے حصہ ملا ہو تو اس کو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ اگر ۱۴ فیصدی کے بجائے ۳۰ فیصدی نمایندگی مسلمانوں کو یوپی میں مل گئی تو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ۷۰ کے مقابلہ میں ۷۰ فیصدی کی اکثریت ہندوؤں کو حاصل رہے گی اور مسلمان ۱۴ یا ۳۰ فیصدی دونوں ۷۰ فیصدی کے مقابلہ میں کوئی وزن نہیں رکھتے۔ اقلیت کے دوسرے صوبوں میں سے بھی بدتر صورت میں رہیں گے کیونکہ وہاں اس قدر تناسب بھی نہیں یعنی صرف ۱۵ فیصدی ان کی نمایندگی رہے گی غرض یہ کہ جہاں جن صوبوں میں مسلمانوں کو ان کی آبادی سے زیادہ نمایندگی دینے کے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے اس سے رتی بھر اور ذرہ برابر کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

اسی طرح جداگانہ انتخاب بھی مسلمانوں کے لئے کسی طرح مفید نہیں ثابت ہو سکتا کیونکہ ہر جگہ ہندوؤں کی اکثریت رہتی ہے اور جداگانہ انتخاب کے ذریعہ ہر جگہ سخت دماغ متعصب نمایندے منتخب ہوں گے۔ فرض کرو کہ جس قسم کے متعصبانہ سے منتخب ہو کر آئے اسی قسم کے مسلمان بھی منتخب ہو کر کونسلوں میں گئے اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ رات دن متعصبانہ لڑائیاں ہوتی رہیں گی اور اس میں ہر جگہ مسلمانوں کو شکست ہوگی کیونکہ وہ بہرحال اقلیت میں ہوں گے اور اس دفعہ نامزد ممبران نہیں ہوں گے کہ گورنمنٹ کی امداد پر بھروسہ کیا جا سکے اور چونکہ جداگانہ انتخاب میں ایسے لوگوں کے لئے بہت کم موقع کامیابی کا ہوتا ہے جو منصف مزاج اور غیر متعصب ہوں اسلئے مسلمانوں کے لئے گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔

بہرحال جو دو مطالبات تسلیم کئے گئے ہیں وہ بالکل لغو بے معنی اور فضول ہیں اور ان میں سے ایک سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور دوسرا خود مسلمانوں کیلئے بوجہ اہمیت میں جو سب سے مضر ہے باقی جملہ مطالبات گول میز کانفرنس میں ٹھکرا دیئے گئے ہیں۔

مسلمانوں کی شکست کے اسباب

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی فاش شکست کیوں ہوئی؟ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور وہ کون سے اسباب تھے جن کی وجہ سے ایک ذلت انگیز شکست سے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا کہ نہ تو ان کی طرف ہندوؤں نے توجہ کی اور نہ حکومت نے ان کی پرواہ کی اور دونوں نے حقارت سے ان کو ٹھکرا دیا ہندوؤں کی بے پروائی تو سمجھ میں آسکتی ہے کہ انہوں نے اپنا مقصد اپنے قوت بازو سے حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور مسلمانوں کی مدد سے بے پرواہ ہوکر ایک جارحانہ تحریک شروع کر دی ہے اور اس تحریک میں انہوں نے ایسی قربانیاں کی ہیں کہ دنیا حیران رہ گئی ہے حکومت اس سے پریشان ہے اور تمام ملک اس تحریک سے متاثر ہو گیا ہے۔

لیکن لطف یہ ہے کہ حکومت نے لاپروائی برتی وہ سمجھ میں نہیں آتی قاعدہ تو یہ چاہتا ہے کہ جو قوم حکومت کے ساتھ ہو جس قوم نے حکومت کی امداد کی ہو یا جو ہمیشہ حکومت کی تائید کرتی رہی ہو اور جو اس تحریک کی مخالف رہی ہو جو حکومت کے خلاف شروع کی گئی ہو اس کے ساتھ حکومت کا رویہ یقیناً دوستانہ اور فیاضانہ ہونا چاہیئے ورنہ کم از کم منصفانہ تو ضرور ہونا چاہیئے لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ حکومت نے ایک رتی برابر مسلمانوں کی پرواہ نہیں کی اور کوئی ایک بات بھی ایسی منظور نہیں کی جو ہندو نامنظور کرتے ہوں بلکہ وہی باتیں اسی شکل و صورت میں منظور کی ہیں جو باتیں جس شکل و صورت میں ہندو منظور کرتے تھے بلکہ بعض امور میں ہندوؤں سے بھی حکومت پیچھے رہی ہے مثلاً صوبہ سرحد کا معاملہ ہے نہرو رپورٹ نے تمام صوبوں کے مساوی اس کو رکھا تھا اور کسی قسم کا کوئی فرق اس سے دوسرے صوبوں کا نہیں کیا مگر گول میز کانفرنس میں اس کا درجہ دوسرے صوبوں سے گھٹا دیا گیا اور پنجاب کو جو نمایندگی اس وقت حاصل ہے کم ہے اس میں ایک کی کمی کرکے اسکو ۴۹ فیصدی کر دیا گیا ہے جیسا کہ گورنمنٹ کی یادداشت میں ہے۔

ایسا کیوں ہوا نہ تو ہندوؤں نے کوئی پرواہ کی حالانکہ ان کو بھی ضرورت تھی کہ مسلمان ان کے ساتھ مل کر ملکی جدوجہد میں شریک ہوتے اور حکومت کو سب سے زیادہ ضرورت تھی اور ہے کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان اس کے ساتھ رہیں اور ہندوؤں کی طرح وہ بھی ہاتھ سے نہ نکل جائیں لیکن اس کے باوجود اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حکومت نے انتہائی بے رخی اور بے پروائی کا سلوک مسلمانوں کے ساتھ کیا اور اس امر کا کوئی صلہ نہ دیا کہ انہوں نے کیوں قانون شکنی کی تحریک میں حصہ نہ لیا بلکہ اس کے مخالف رہے چاہیے تو یہ تھا کہ جو مطالبات مسلمانوں کے تھے ان کو من وعن قبول کر لیتی اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرتی کیونکہ مسلمانوں کی وفاداری دونا شعاری کا یہی بدلہ تھا مگر اس کے برعکس ان کو بری طرح دھتکار دیا گیا۔

پھر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا اس کا جواب دو لفظوں میں دیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے شروع ہی سے غلط پالیسی اختیار کی تھی جسکے غلط نتائج برآمد ہوئے ہیں اور افسوس اس امر کا ہے کہ اب تک اپنی حکمت عملی کی غلطی کا احساس نہیں ہوا اگرچہ ہر ایک طبقہ کو اپنی شکست کا اعتراف ہے۔

مسلمانوں کی غلط حکمت عملی

افسوس اس امر کا ہے کہ یکے بعد دیگرے کئی تجربے ہوئے مگر ان تجربوں سے مسلمانوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور اپنی ایسی ناقص حکمت عملی رکھی کہ بالآخر نہ ناکام ہوکر رہی۔

دریافت کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی حکمت عملی میں کیا نقص تھا جس نے ان کو ناکام و نامراد رکھا اس کا مختصر جواب تو صرف اس قدر ہے کہ مسلمانوں کی حکمت عملی کی پشت پر کوئی قوت اور طاقت نہیں تھی نہ تو جد و جہد اور عمل کی قوت تھی اور نہ اتحاد و اتفاق کی طاقت تھی اور نہ دلائل و براہین کی طاقت تھی مسلمانوں نے سب سے بڑا کام صرف یہ کیا کہ ہر ایک طبقہ کے زیادہ سے زیادہ جو مطالبات تھے وہ یکجا کر کے ان کا نام مسلم مطالبات رکھ دیا اور لگے اس پر اصرار کرنے اور اعلان کر دیا کہ جب تک یہ مطالبات پورے نہیں ہوں گے اس وقت تک ہم کسی سیاسی جد و جہد میں شریک نہ ہوں گے یہ ایسے مطالبات تھے جن پر اس وجہ سے اتفاق کر لیا گیا تھا کہ ہر ایک جماعت کے مطالبات اس میں رکھ لئے گئے تھے مثلاً پنجاب و بنگال کے مسلمانوں کا مطالبہ یہ تھا کہ ان کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے چنانچہ ان کا یہ مطالبہ فہرست مطالبات میں رکھ لیا گیا اس کے بعد صوبہ متحدہ کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا کہ ان کو جس تناسب سے نمائندگی کا حق اس وقت حاصل ہے وہ برقرار رہے اسی طرح دوسرے اقلیت والے صوبوں مثلاً بہار بمبئی مدراس وغیرہ میں جو تناسب نمائندگی حاصل ہے وہ حاصل رہے سرحدی صوبہ کو مساوی حقوق دیئے جائیں کیونکہ ان کا بھی مطالبہ تھا اور سندھ کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے کیونکہ ان کی بھی یہی رائے ہے حکومت پرستوں کا یہ مطالبہ تھا کہ انتخاب جداگانہ ہو اس لئے یہ بھی فہرست مطالبات میں منسلک کر لیا گیا غرض یہ کہ ہر ایک صوبہ اور ہر ایک طبقہ کے مسلمانوں کے جتنے مطالبات تھے وہ سب ایک جگہ جمع کر دیئے گئے اور کہہ دیا گیا کہ یہ مسلمانوں کے کم از کم مطالبات ہیں اور ان کے ساتھ سنٹرل گورنمنٹ میں ایک تہائی نمائندگی کا بھی مطالبہ کیا گیا اور نظام حکومت فیڈرل رکھنے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

یہ مطالبات کیونکر منظور کرائے جائیں اور اگر منظور نہ ہوں تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے اس پر ایک لمحہ کے لئے غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی حالانکہ صحیح طریق کار یہ تھا کہ پہلے مطالبات کی ایک فہرست تیار کی جاتی جو منصفانہ ہوتی اور اس پر کوئی اعتراض نہ ہو سکتا مثلاً نمائندگی کسی ایک عام اصول کے ماتحت طلب کرنی چاہیے تھی اسی طرح صوبوں کی تقسیم کا ایک عام اصول کی بنا پر مطالبہ کرنا چاہیے تھا یہ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ جہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہے وہاں تو آبادی سے زائد ان کو نمائندگی دی جائے اور جہاں زیادہ ہے وہاں آبادی کے مطابق دی جائے یہی چیز اصل فتنہ کی جڑ اور بنیاد ہے اور اسی چیز نے ابتک مسلمانوں کے مطالبات کو رد و قبول کے درمیان معلق کر رکھا ہے اگر مسلمان اس امر پر متفق ہو جائیں کہ ہر ایک صوبہ میں اور ہر ایک جگہ صرف آبادی کے مطابق نمائندگی ہو تو اس دعوی کو دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی کیونکہ بالکل جائز اور منصفانہ مطالبہ ہے اس پر کوئی اعتراض اس قسم کا وارد نہیں ہوتا کہ مسلمان خود غرضی میں مبتلا ہیں اور صرف اپنا بھلا چاہتے ہیں اس کے برعکس اگر صرف آبادی کے تناسب سے نمائندگی کا مطالبہ کیا جائے تو کسی کا احسان اٹھانے اور کسی کی خوشامد کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور کسی کو انکار کی جرأت بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم کسی جگہ بھی آبادی سے زیادہ کچھ بھی طلب نہیں کرتے دنیا کی کوئی طاقت بھی اس مطالبہ کی تردید نہیں کر سکتی مگر مشکل یہ ہے کہ ہم نے اپنی پوزیشن مضحکہ انگیز بنالی ہے ایک طرف بعض صوبوں میں آبادی سے زیادہ نمائندگی طلب کرتے ہیں اور دوسری طرف بعض صوبوں میں آبادی کے مطابق نمائندگی مانگتے ہیں اسی وجہ سے دوسری قومیں وہی مطالبہ ہم سے کرتی ہیں جو ہم اقلیت والے صوبوں میں کرتے ہیں اور یہ مسئلہ طے نہیں ہوتا۔

بہرحال ہمارے مطالبات کا بنیادی پتھر ہر جگہ اور ہر ایک صوبہ کا آبادی کے تناسب سے نمائندگی کا مطالبہ ہونا چاہیے اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ جن صوبوں میں ہماری آبادی کم ہے وہاں اس قدر کم ہے کہ دس بیس فی صدی کا اضافہ ہمیں بحیثیت قوم کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا پھر ہم کیوں ہندوؤں کا احسان اٹھائیں اور جہاں ہماری اکثریت ہے اس کو نقصان پہنچائیں۔

اور دوسری چیز جداگانہ اور مخلوط انتخاب ہے اگر ہم جداگانہ انتخاب کو چھوڑ کر اور اس کی بجائے مخلوط انتخاب کے طریقہ کو قبول کر لیں تو ساری مشکلات دور ہو جاتی ہیں اور آج ہی فیصلہ ہو جاتا ہے مخلوط انتخاب کبھی اقلیت والی قوم کے لئے مضر نہیں ہو سکتا اس کے برعکس جداگانہ انتخاب مضر ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم اوپر ایک شذرہ میں ثابت کر چکے ہیں

یہ دو امور ہیں اگر مسلمان ان پر متحد ہو جائیں تو مسلمانوں کے مطالبات کے تسلیم و قبول کی راہ میں جو مشکلات ہیں ان کا آج ہی خاتمہ ہو جاتا ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اقلیت والے صوبوں کے مسلمان پنجاب و بنگال کے مسلمانوں کی اکثریت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے ان کو صرف اس سے غرض ہے کہ ان کو جو زائد از استحقاق نمائندگی حاصل ہے وہ برقرار رہے چاہے پنجاب و بنگال کے مسلمانوں کی اکثریت اقلیت میں بدل جائے چنانچہ اس وقت یہی ہو رہا ہے کہ محض چند زائد نشستوں کے لئے جو کسی لحاظ سے مسلم قوم کے لئے مفید نہیں ہو سکتیں اور صرف چند اشخاص کو جن سے ذاتی فائدہ پہنچتا ہے پنجاب و بنگال کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو رہی ہے کیا یہ صورت حال کسی طرح مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔

اس لئے سب سے پہلے مسلمانوں کو اپنے مطالبات صحیح بنیادوں پر قائم کرنا چاہئیں اور خصوصاً پنجاب و بنگال کے مسلمانوں کو اقلیت والے صوبوں سے مل کر اقلیت رکھنے والے صوبوں کے مسلمانوں کو اس امر پر آمادہ کرنا چاہئے کہ زائد نمائندگی کا مطالبہ ترک کر دیں جس کی وجہ سے پنجاب و بنگال کی اکثریت زائل ہوتی ہے اس کے بعد تمام مشکلات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا اور مسلمانوں کی طرف سے مطالبات نہیں ہوں گے بلکہ مطالبات دوسری طرف سے پیش ہوں گے اور ان کا منظور کرنا ان کے اپنے اختیار میں ہوگا اور اب اس کے برعکس صورت ہے جو ساری مشکلات کی جڑ ہے جب تک سب مسلمان ایک مناسب تجویز پر متفق نہ ہوں گے اس وقت تک مشکلات کا خاتمہ نہ ہوگا اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کے مطالبات قبول کئے جائیں تو پہلی چیز یہ ہے کہ اپنے مطالبات پر نظر ثانی کریں اور احسان اٹھانے اور مراعات حاصل کرنے کی پالیسی ترک کر دیں۔

دوسرا قدم کیا ہونا چاہیئے

لیکن محض مطالبات کی نئی اصلاح شدہ فہرست بنا لینے سے کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ قوموں اور ملکوں کے حقوق کا فیصلہ مطالبات کی فہرست تیار کر لینے اور اس پر زبانی اصرار کرتے رہنے اور ان کو دہراتے رہنے سے نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کا فیصلہ ہمیشہ اس بنا پر ہوتا ہے کہ مطالبات کی پشت پر کتنی اور کس قسم کی طاقت ہے اور یہ کہ دعوی کے ساتھ عمل بھی ہے یا نہیں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کا اصرار اور ان کے مطالبات عمل کی طاقت سے بالکل محروم ہیں گذشتہ چند سال کا عرصہ اس امر کا شاہد ہے کہ انہوں نے

اور ان کے مطالبات عمل کی طاقت سے بالکل محروم ہیں گذشتہ چند سال کا عرصہ اس امر کا شاہد ہے کہ انہوں نے اپنے دعاوی کو عمل کی قوت سے زوردار نہیں بنایا اور اپنی ساری قوت دوسروں کے عمل اور ان کے اعمال کی تضحیک و تضعیف میں صرف کرتے رہے۔

ہندوؤں نے اپنے دعاوی کی تائید میں اپنا عمل پیش کیا وہ عمل جس کے سامنے حکومت کو جھکنا پڑا اور [illegible] اس کا اعتراف کیا انہوں نے بے شمار قربانیاں کیں بے شمار ایثار کیا اور دنیا کے سامنے اپنے اہل کو ثابت کر دیا۔ اس کے برعکس ہم نے صرف زبانی شور و غل کو کافی سمجھا تھا جو کچھ نکلا وہ سب کے سامنے ہے آج وہ سب جو کل تک اپنے آپ پر بھروسہ کرنے کی بجائے حکومت پر اعتماد کرتے تھے اور جنہوں نے یہ سمجھا تھا کہ ہم لندن جا کر اپنے مطالبات کی فہرست کو من وعن منظور کرا لائینگے وہ معترف ہیں کہ ان کی امیدیں بار آور نہیں ہوئیں اور ان کو کلیۃً ناکامی و شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اب اس تجربہ کے بعد کیا ہمیں ہوش آ جائیگا اور ہم اپنی حکمت عملی میں کوئی مفید تبدیلی کرنے کیلئے تیار ہیں اگر ہیں تو پھر یہ سوچنا پڑے گا کہ وہ تبدیلی کس قسم کی ہو۔ ہمارے نزدیک یہ تبدیلی صرف ایک ہی قسم کی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ ہم [illegible] ایسا کریں جو دعوی [illegible] ہیں [illegible] ہم اور دنیا کو تعجب [illegible] سکیں کہ ہمارا دعوی اور ہمارا مطالبہ بالکل منصفانہ ہے اس کے بعد مطالبات کے حصول کی جو چیز ضامن ہوتی ہے اس کا انتظار کریں وہ چیز قوت ہے اور قوت عمل اور ایثار و قربانی سے حاصل ہوتی ہے خالی شور و غل سے حاصل نہیں ہوتی۔

اس لئے اگر ہم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو صحیح مطالبات کی ترتیب کے بعد ہمارا دوسرا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ زبان کو بند کریں [illegible] سے ہٹا کر دیا [illegible] ہمارے مطالبات صحیح ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ان سے بے اعتنائی نہیں برت سکتی [illegible] دوسری قوموں کی مثالیں موجود ہیں جن کا ہم نے [illegible] ہم نے کہا کہ [illegible] بے معنی ہے وہ بار آور [illegible] اور دنیا اس کا [illegible] نہیں کر سکتی ہم نے تماشائی کی حیثیت سے اس کو [illegible] اور دوسرے [illegible] اس کی [illegible] رہے مگر اب وہ چیز قابل [illegible] ہم کو بھی سوچنا چاہیئے کہ ہم اپنے دعووں اور مطالبات کو کس طرح [illegible] قوت سے منضبط اور طاقتور بنا سکتے ہیں [illegible] حقوق [illegible] حقوق کی حفاظت ممکن [illegible] جب تک [illegible] قوت [illegible] اس وقت ہم سے [illegible] جا سکتی ہے [illegible] عمل ہی سے [illegible] جا سکتا ہے [illegible] سکتے ہیں کوئی ضروری [illegible] عمل [illegible] اور ایثار سے [illegible] دوسرے لفظوں میں [illegible] ایثار و قربانی کریں [illegible] تاکہ اپنے مقاصد [illegible] اور صحیح مطالبات [illegible] یہ ہوگی

اس وقت تک سوائے ناکامی کے اور کچھ بھی ہمارے حصہ میں نہ آئیگا۔

وائسرائے اور گاندھی جی کی ملاقات

وائسرائے اور گاندھی جی کی اس وقت تک دو ملاقاتیں ہو چکی ہیں اور آج تیسری ملاقات ہوئی ہے اور کل چوتھی ملاقات ہوگی۔ ان ملاقاتوں میں کیا مسائل پیش ہوئے اور کن پر بحث ہوئی اور کیا بحث ہوئی اس کا صحیح علم تو نہیں ہو سکتا مگر ہر ایک ملاقات کے بعد مختلف ذرائع سے کچھ سن گن لیکر اخبارات کے نمائندوں نے کچھ قیاس آرائیاں کی ہیں اور یہ قیاس آرائیاں مختلف ہیں کسی دن امید کی جھلک نظر آنے لگتی ہے اور کسی دن مایوسی کے بادل چھا جاتے ہیں گاندھی جی اور وائسرائے کی ابتدائی دو ملاقاتوں کے بعد پانچ چھ روز کے لئے التوا ہو گیا تھا اس التوا کی وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ وائسرائے اپنے گورنروں اور مجلس عاملہ کے ارکان سے ملاقات کرینگے اور گاندھی جی کانگریس کی مجلس عاملہ سے مشورہ کرینگے چنانچہ [illegible] گاندھی جی [illegible] ورکنگ کمیٹی کے ممبران سے مشورہ کیا اور اس نے گاندھی جی کو کلی اختیارات صلح کے دیدئیے ہیں ان کو اختیار ہوگا کہ وہ جن شرائط پر مناسب سمجھیں صلح کر لیں۔ وائسرائے کا حال معلوم نہیں ہوا کہ گورنروں نے کیا مشورہ دیا مگر افواہ قیاس آرائی کی جاتی ہے کہ گورنروں نے ان شرائط سے سخت اختلاف کا اظہار کیا ہے اور ان کے [illegible] کا مشورہ دیا ہے خدا معلوم یہ کہاں تک سچ ہے اور اگر سچ ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ مصالحت ناممکن ہے کیونکہ گاندھی جی اس وقت تک سول نافرمانی کے بند کرنے کا حکم نہیں دیں گے جب تک ان کی شرائط پوری نہ ہوں اور اس وقت تک وائسرائے شرائط نہ پوری کرینگے جب تک سول نافرمانی نہ بند کر دی جائے گی۔

[illegible] اس کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا

اگر صلح نہ ہوئی تو سارا ملک افسوس کرے گا کیونکہ اس کے نتائج نہایت ہولناک اور خطرناک نکلیں گے اور خدا معلوم حکومت کو کیا کرنا پڑے اور ملک کو کیا کرنا پڑے اتنا تو ظاہر ہے کہ حکومت کوئی دقیقہ اس تحریک کو دبانے کا اٹھا نہ رکھیگی اور ملک کو بھی غیر معمولی قربانی کرنی پڑے گی حالانکہ ملک اس وقت تک جو کچھ قربانیاں کر چکا ہے وہ کچھ کم نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ آئندہ ان قربانیوں سے بہت زیادہ قربانیاں کرنا پڑینگی اور حکومت زیادہ طاقت کے ساتھ تحریک کو [illegible] کی کوشش کریگی اس کا نتیجہ کیا نکلیگا یہ کوئی نہیں کہہ سکتا اگر ملک حکومت کی طاقت سے دب گیا تو جن نتائج کی اس وقت توقع کی جا سکتی ہے ان سے [illegible] محروم رہنا پڑے گا اور اگر محرومی نہ بھی ہوئی تو کانگریس برسر اقتدار [illegible] ہندوستان کا مستقبل آ جائے گا [illegible] اگر ملک مزید قربانیوں کے لئے تیار ہو گیا اور ہر قسم کا نقصان برداشت کر لیا تو یقیناً کانگریس کے سامنے حکومت کو جھکنا پڑ جائے گا۔

[illegible] نتائج ملک کی قربانیوں کے ہاتھ میں ہیں جس قدر زیادہ ملک قربانی کریگا اسی قدر مستقبل شاندار ہوگا اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے جو ہمیشہ اور ہر جگہ صحیح [illegible] دیکھنا ہے کہ ملک کے اندر مزید قربانیوں کی طاقت ہے یا نہیں۔

دو مختلف اور متضاد خطبے

اس دفعہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں [illegible] دہلی [illegible] کے عام اجلاسوں کی دھوم

نہیں ہوئی جو ہر سال ہوا کرتی تھی کیونکہ اس مرتبہ ہماری کانگریس کا عام اجلاس منعقد نہیں ہوا اول تو گذشتہ سال کانگریس نے طے کر دیا تھا کہ بجائے دسمبر کے آخری ہفتہ کے مارچ میں ایسٹر کی چھٹیوں میں کانگریس کا اجلاس ہوا کرے گا کیونکہ دسمبر میں شمالی ہند کے اندر سخت سردی پڑتی ہے اور جنوبی ہند وسط ہند و بنگال و آسام وغیرہ کے لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے جب کبھی شمالی ہند میں کانگریس کا اجلاس ہوتا ہے اس لئے ہمیشہ کے لئے مارچ کا مہینہ مقرر کر دیا گیا کہ اس مہینہ میں ہر ایک حصہ ملک کا موسم خوشگوار ہوتا ہے مگر اس دفعہ تو مارچ میں بھی کانگریس کا اجلاس ہوتا نظر نہیں آتا کیونکہ کانگریس کے تمام چھوٹے بڑے لیڈر اور کارکن اور ستر اسی ہزار آدمی جیلخانوں میں ہیں اور ہر جگہ کی کانگریس کمیٹیاں خلاف قانون جماعتیں قرار دی جا چکی ہیں اس لئے دسمبر کا آخری ہفتہ جو قومی ہفتہ کی طرح ہندوستان میں منایا جاتا تھا نہیں منا سکا اور نہ وہ چہل پہل پیدا ہوئی کیونکہ ساری دھوم دھام اور رونق کانگریس کے اجلاس کی وجہ سے ہوتی تھی اس کے ساتھ بیسیوں انجمنوں اور کانفرنسوں کے اجلاس ہوا کرتے تھے۔

مگر اس کے باوجود خدا رکھے مسلم لیگ نے اپنا اجلاس الہ آباد میں منعقد کر ڈالا اگرچہ مسلم لیگ کے تمام لیڈر لندن میں تھے اور لیگ کا کورم بھی پورا نہ تھا مگر اس کے باوجود لیگ کا اجلاس بار دل نے منعقد کرکے اس میں ڈاکٹر سر اقبال سے ایک عدد خطبہ پڑھوا کر اور چند عدد ریزولیوشن پاس کرا دیے۔

مسلمانوں کی ایک دوسری کانفرنس الہ آباد ہی سے قریب بنارس میں منعقد ہوئی اور چونکہ اس کے انتظامات مسلم لیگ کی طرح فوری نہ تھے بلکہ پہلے سے وہ مدعو کی گئی تھی اس لئے اس میں کافی رونق تھی۔

بہر حال یہ دونوں اجلاس منعقد ہوئے اور دونوں اجلاسوں کے صدر ڈاکٹری کی ڈگری رکھتے تھے دونوں نے خطبے پڑھے مگر یہ دونوں خطبے ایک دوسرے کے متضاد تھے۔ لیگ کے صدر ڈاکٹر اقبال تھے اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر ڈاکٹر راس مسعود (مسعود یار جنگ بہادر) تھے۔

ڈاکٹر اقبال کے خطبہ کی خصوصیت یہ تھی کہ نہ صرف سارے ہندوؤں نے شور اس کے خلاف بلند کیا بلکہ بنگال، یوپی، بہار، مدراس اور پنجاب کے بہت سے مسلمانوں نے اس کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور ایک دو اخباروں کو چھوڑ کر ملک کے کسی حصہ کی طرف سے بھی ڈاکٹر اقبال کے خطبہ کی تائید و حمایت نہیں ہوئی یہاں تک کہ مسلم لیگ کے متعدد سابق صدر اور موجودہ ذمہ دار ممبران نے نہ صرف تائید سے احتراز کیا بلکہ اس کی مخالفت میں بھی آواز بلند کی۔

ڈاکٹر اقبال نے یہ عجیب و غریب تجویز اپنے خطبہ میں پیش کی ہے کہ ہندوستان کے اندر دو حکومتیں قائم کی جائیں ایک طرف مسلمانوں کی حکومت ہو اور دوسری طرف ہندوؤں کی یعنی صوبہ سرحد پنجاب اور سندھ و بلوچستان کو ملا کر مسلمانوں کی حکومت قائم کر دی جائے اور ہندو اور سکھ اس علاقہ سے نکل کر دوسری طرف آ جائیں اور باقی ہندوستان ہندوؤں کے حوالہ کر دیا جائے اور مسلمان اس علاقہ سے ہجرت کرکے اس طرف آ جائیں۔

ڈاکٹر اقبال ایک مایہ ناز شاعر اور فلسفی ہیں اور اس حیثیت سے ملک نے ان کی بہت قدر کی ہے اور واقعی وہ قابل احترام ہیں مگر جب سے انہوں نے عملی سیاسیات میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے اس وقت سے یہ حقیقت روشن ہو گئی ہے کہ ایک مفکر فلسفی یا ایک بلند پرواز شاعر ضروری نہیں کہ وہ سیاست دان بھی ہو۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تجویز ناممکن العمل ہے ایک حصہ ملک کے آدمی دوسرے حصہ ملک میں آسانی سے ہجرت نہیں کر سکتے آخر ان کے مکانات جائدادیں روزگار اور تعلقات ہوتے ہیں ہر ایک چیز کا تبادلہ کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ غیر منقولہ کا تبادلہ کر لیا جائے تب بھی یہ تجویز خالص اسلامی مفاد کے نقطۂ نظر سے سخت مضرت رساں اور مسلمانوں کیلئے مہلک ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے تجویز کیا ہے کہ دریائے ستلج تک مسلمانوں کے حوالہ کر دیا جائے جس کے معنے یہ ہیں کہ قسمت انبالہ کو بھی انہوں نے پنجاب سے خارج کرکے ازراہ فیاضی ہندوؤں اور سکھوں کے حوالہ کر دیا ہے گویا صرف سندھ کے صحرا اور ریگستان کے صحرا اور ریگستان صوبہ سرحد و بلوچستان کے خشک پہاڑوں اور پنجاب کے پانچ دریاؤں پر مسلمانوں کو قناعت کر لینے کا مشورہ دیا ہے باقی سارا ہندوستان ہندوؤں کے سپرد کر دیا جائے مسلمانوں کے پلے جو کچھ پڑتا ہے اس میں پنجاب کے چند اضلاع تو ضرور زرخیز کہے جا سکتے ہیں باقی یا تو خشک پہاڑی علاقہ ہے یا ریگستان اس علاقہ میں نہ تو کوئی سونا چاندی یا تانبا اور کوئلہ وغیرہ کی کانیں ہیں اور نہ کوئی تجارتی چلتا ہوا بندرگاہ ہے صرف ایک کراچی کی بندرگاہ ہے جو اس وقت کی موجودہ بندرگاہوں میں سے تھرڈ کلاس ہے اور بمشکل تیس چالیس سال میں بمبئی و کلکتہ کی بندرگاہوں کے درجہ تک پہنچ سکتی ہے جس قدر معدنیات ہیں وہ صرف ان علاقوں میں ہیں جو ڈاکٹر صاحب نے ہندوؤں کے حوالہ کر دیا ہے اور جس قدر تجارتی مرکز اور بندرگاہیں ہیں وہ سب اسی علاقہ میں ہیں جو ہندوؤں کو بخشی جا رہی ہیں۔ گویا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم اپنی ترقی کے ذرائع دوسروں کے حوالہ کئے دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ مسلم حقیقت ہے کہ ہندوستان پر ہمیشہ ایک ہی سمت سے حملے ہوا کئے ہیں اور وہ سرحدی علاقہ ہے۔ ڈاکٹر اقبال کی تجویز کے یہ معنے ہیں کہ جب کبھی غیر ملکی حملے ہوں تو اس کو تنہا مسلمان ہی روکیں ہمیشہ وہ ہی ڈیفنس کریں اور ہمیشہ جنگ کے لئے تیار رہیں اور ہندو اور سکھ مزے سے امن و امان کے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنی ترقی کے کاروبار میں اطمینان سے لگے رہیں گویا مسلمان صرف فوجی خدمت کے لئے وقف کر دیں اور ہندو آرام سے زندگی بسر کریں نہ ان کو فوج سے کچھ واسطہ رہے نہ سامان حرب مہیا کرنے کی ضرورت ہو اور ان کی جوتی کو کیا غرض پڑی ہے کہ وہ اس حالت میں بیرونی حملہ کے روکنے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں جب ان کا ملک بالکل محفوظ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر اقبال نے جو تجویز پیش کر کے ملک میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے وہ نہ صرف ناممکن العمل ہے بلکہ خالص اسلام دشمنی پر مبنی ہے اگرچہ اس نیت سے یہ تجویز نہیں لکھی گئی تھی بلکہ ڈاکٹر صاحب نے تو سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے یہ ایجاد بندہ کی یا پھر وہ اس قدر عقل سیاسی سے بے بہرہ ہیں کہ انہوں نے اس کے عواقب و نتائج سے بے پرواہ ہو کر یہ تجویز پیش کر دی۔

مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے آج سے تین چار سال قبل ڈاکٹر اقبال کو اقبال مرحوم لکھدیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جب تک خالی شاعر رہے اس وقت تک زندگی بخش خیالات ظاہر کرتے رہے مگر جو نہی سیاسیات میں عملی حصہ لینا انہوں نے شروع کردیا اسی وقت سے ان کے خیالات غلامانہ ذہنیت کے سرمایہ دار ہو گئے ہیں اور اب ڈاکٹر اقبال وہ اقبال نہیں رہے جو شاعر تھے۔

افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب سے جو امیدیں ملک کو تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اس خطبہ کے مقابلہ میں ڈاکٹر راس مسعود نے جو خطبہ ایجوکیشنل کانفرنس میں پڑھا وہ اس کے بالکل برعکس تھا انہوں نے نہایت صلح جویانہ اور عملی نقطۂ نظر سے پر نصائح امور پر مشتمل تھا خطبہ پڑھا اور مسلمانوں کو تعلیمی و سیاسی ایسے مشورے دیئے جو اپنی قیمت آپ تھے انہوں نے وطنی جھگڑوں کی مذمت کی۔ رواداری و بلند خیالی کا وعظ کیا اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ مل کر ہندوستان میں متحدہ قومیت پیدا کرنے اور متحدہ تہذیب کو نشو و نما دینے کا مشورہ دیا غرض یہ کہ اپنی ذہنیت میں دونوں خطبے ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے اور بالوثوق و تردید کہا جا سکتا ہے ایک نے وقت کی نزاکت کا خون کردیا اور دوسرے نے عملی تجاویز اور عقل و خرد کی باتیں کہکر ملت اسلامیہ کی آبرو رکھ لی اور دنیا سے خراج تحسین حاصل کر لیا۔

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ خواب کے نیک یا بد نتیجہ کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب

مجموعہ خواب نامہ صدیقی

کو منگا کر مطالعہ کیجئے جس میں اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم خواب کو مفصل بیان کر کے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے مثلاً خواب کیسے یاد رہ سکتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے عادہ پر نہایت ہی نایاب مضمون درج ہے قیمت ۸؍

مجربات بوعلی سینا باتصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب ٹوٹکے جن کو مدت سے لوگ تلاش کر رہے تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ کی جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے حریف ثانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے تابع میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو ایک بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر حریف سے حاصل کرسکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں قیمت صرف ۸؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شہید ملت مولانا محمد علی جوہر کا دیدار

کتاب **حیات جوہر** باتصویر

کے پڑھنے والے گھر بیٹھے کریں

اس کتاب میں عام سوانح حیات کی طرح صرف حالات زندگی ہی جمع نہیں کر دیئے ہیں بلکہ انداز ترتیب اس قدر اعلیٰ اور نرالا ہے کہ ایک دفعہ کتاب کے چند صفحات پڑھنے کے بعد ہی یہ یقین ہو جاتا ہے کہ

رئیس الاحرار زندہ ہیں

ابتدا میں ان کے اقوال سے ان کی سیرت پر اس طریقہ سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ زندگی اور اس کا حقیقی مقصد پڑھنے والے کے ذہن نشین ہوتا چلا جاتا ہے اور جوں جوں آگے بڑھتا جاتا ہے جوش عمل سے قلب معمور ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا مرحوم کا قول بالکل صحیح تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ

"غیب سے سامان بقا ان کے لئے ہے"

پھر بچپن سے آخر دم تک کے سارے حالات اس طرح جمع کئے گئے ہیں کہ ان کی سیرت کی اس سے زیادہ مناسب ترتیب نہیں ہو سکتی۔ ہر واقعہ پوری کیفیت کے ساتھ قارئین کے سامنے ہوگا۔ اور یہی معلوم ہوگا کہ

ہر وقت مولانا محمد علی آپ کے سامنے ہیں

مولانا کی سیاسی زندگی کے تمام اہم واقعات نہایت جامعیت کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں۔ عہد بہ عہد کی تصویریں۔ خطبات صدارت جمع ہیں پڑھتے جایئے اور یقین کیجئے کہ

مولانا محمد علی آپ کے سامنے کھڑے بول رہے ہیں

تمام مضامین نثر و نظم کا دلچسپ انتخاب مع متعدد فوٹو بلاکس کاغذ چکنا نفیس طباعت عمدہ سائز کلاں قیمت ایک جلد دس آنے ۱۰؍ محصولڈاک ۶؍ دو جلد ۱؍۴ محصول ۸؍

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

ماہوار مذہبی رسالہ جو ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۲ | بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق الارض والسماء ونور الشمس والقمر وجعل اللیل والنہار وقدر الشہور والایام ونزل الرحمۃ والبرکۃ یوم الفطر وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد والہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ وسلم تسلیما کثیرا۔

امابعد حمد و ثنا اس خالق بے ہمتا کو سزاوار ہے جس نے اس کائنات کو عدم سے وجود کا خلعت بخشا اور کائنات کے اندر زمین و آسمان بنائے اور زمین پر جاندار و غیر جاندار مخلوق پیدا کی اور جاندار مخلوق میں انسان کو شرف نطق و فضل سے سرفراز فرما کر تمام موجودات و مخلوقات پر اس کو امتیاز و اعزاز عطا فرمایا اور انسان کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً اپنا کلام ہدایت نازل فرمایا ایام و شہور لیل و نہار اور لمحات و ساعات کی خیر و برکت سے آگاہ فرما کر موقع عنایت فرمایا اور ان کے ذریعہ بندگان خطا و نسیان ان سے مستفید ہو کر اپنے دامن عمل کو اس سے بھر سکیں۔

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایک سال کے بعد ہم پھر اس عبادتخانہ میں جمع ہوئے ہیں اور ہمارے محبوب پیارے آج کو عید سعید کی مسرتوں اور خوشیوں نے معمور کر رکھا ہے یہ یوم مبارک و مسعود ہر روز نہیں آتا بلکہ تین سو ساٹھ دنوں میں سے ایک ہی دن ہے جو اپنے ساتھ ہر ایک مرد و عورت بوڑھے بچے اور جوان سب کیلئے خوشیوں کے انبار لاتا ہے امیر و غریب اور گدا و شاہ سب کے دلوں کو شادکام کرتا ہے عرفی نے اسی یوم سعید کے متعلق کہا تھا ؂

صباح عید کہ در تکیہ گاہ ناز و نعیم　　　گدا کلاہ نمد کج نہاد و شہ دیہیم

یہ یوم مبارک عید ہی کی خصوصیت ہے کہ شاہ و گدا یکساں مسرت و شادمانی سے ہم آغوش ہو سکتے ہیں امرا اور بادشاہوں کے لئے تو ہر ایک دن اور ہر ایک رات عید اور شب برات ہے مگر غربا اور ہم جیسے گدایان بے نوا کے لئے یہ یوم سعید جسے عید کہتے ہیں مسرتوں اور خوشیوں کی جنت اپنے ساتھ لاتی ہے اور ہر ایک کے دل کو مسرور و شادکام بناتی ہے اگر بادشاہ زر و جواہر نگار تاج سے اپنے سر کو زینت دیکر اور ملبوس جواہر زیب بر کرکے عیدگاہ جاتا ہے تو ایک گدائے بے سر و سامان بھی اپنی نمدے کی ٹوپی کو بانکپن کے ساتھ اوڑھکر گھر سے نکلتا ہے۔

برادران اسلام! یہ کیا چیز ہے کہ ایک گدائے بے نوا جو نہ مالک تاج و تخت ہے اور نہ صاحب دیہیم و کلاہ نہ فوج و سپاہ رکھتا ہے اور نہ دولت و خزانہ پھر بھی اس کا دل ایک بادشاہ ہی کی طرح مسرتوں سے معمور اور شادمانیوں سے بھرپور ہوتا ہے

حضرات یہ اللہ تعالیٰ کی محض عنایت و مہربانی ہے کہ اس نے اس ایک دن کے اندر اپنے خزانہ غیب سے اس قدر مسرتیں اور خوشیاں نازل فرما دی ہیں کہ ہر ایک شاہ و گدا یکساں ان سے مستفید ہوتا ہے لیکن ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ خاص عید کے دن یہ مسرتیں اور یہ خوشیاں کیوں نازل ہوتی ہیں اور کیوں آسمانی برکتیں زمین کو معمور کر دیتی ہیں۔

برادران اسلام! عید الفطر کی مسرتیں جن سے آج ہم سب کے دل معمور ہیں رمضان المبارک کے صدقہ اور طفیل میں ہیں چونکہ رمضان المبارک ایک ایسا برکت و رحمت والا مہینہ ہے جس کی نسبت خدا کے حبیب محبوب رسول نے اطلاع دی ہے کہ یہ ماہ مبارک اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور اس میں روزہ رکھنے والے کا اجر بدلہ خود خدا اپنے ید قدرت و دست رحمت سے عطا فرمائیگا اس لئے خدا وند رحمن و رحیم نے اسی ماہ مقدس رمضان کے بعد مسرتوں اور خوشیوں کا ایک دن مقرر فرما دیا ہے تاکہ الٰہی کی نازل کردہ رحمتوں اور مسرتوں سے گنہگاران امت شادکام ہوں یہ عام مسرت کا دن ہے جس میں امیر و غریب شاہ و گدا کی کوئی قید نہیں ہر ایک فرد ملت اس میں حصہ دار ہے خواہ کسی کی جھولی متاع دنیا سے خالی ہو یا بھری سب کے لئے اس عید کی مسرتوں میں یکساں حصہ ہے مگر اس کے ساتھ اگر ہم آسمان کی حقیقی مسرتوں سے اپنا دامن بھرنا چاہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا دامن خواہ متاع دنیا سے خالی ہو مگر متاع آخرت سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

برادران اسلام! آج کی طرح صدہا سال سے بلکہ ساڑھے تیرہ سو سال سے سال بسال یہ یوم مبارک آتا ہے مگر ہم میں سے ہر شخص کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ گذشتہ سال کی نسبت امسال اس عید سعید کی مسرتیں ہمارے حصہ میں کم آئیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس یوم مبارک کی مسرت زائیوں کا جو حال ہم تاریخوں میں پڑھتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج دو سو سال پہلے بھی یوم مبارک جس شان سے آتا تھا اور قلوب مومنین کو جو فرحت و مسرت بخشتا تھا اس کی عشر عشیر مسرت ہی نہیں حاصل ہوتی اس کی وجہ یہ تو ہو نہیں سکتی کہ اس یوم سعید کی خاصیت بدل گئی ہے کیونکہ یہ عادت اللہ اور سنت اللہ کے خلاف ہے بلکہ اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ ہم بہ نسبت اپنے اخلاف کے اس قابل نہیں رہے کہ اس یوم کی آسمانی برکتوں سے دامن مراد بھر سکیں خداوند قدوس کی رحمتیں عام ہوا کرتی ہیں مگر دامن کی وسعت کے لحاظ سے ہر شخص کو حصہ ملا کرتا ہے جس قدر ہمارے دامنوں میں گنجائش ہوگی اسی قدر عید کی مسرتوں سے ہم ان کو بھر سکیں گے لیکن دامنوں کی وسعت اور گنجائش کے معنی بھی اچھی طرح سمجھ لیجئے آپ جانتے ہیں کہ کرتوں اور عبا قبا کے دامنوں کی وسعت مراد نہیں ہے بلکہ مقصود دامن عمل ہیں ہم میں سے جس کا دامن عمل زیادہ

مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے آج سے تین چار سال قبل ڈاکٹر اقبال کو اقبال مرحوم لکھدیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جب تک خالی شاعر رہے اس وقت تک زندگی بخش خیالات ظاہر کرتے رہے مگر جونہی سیاسیات میں عملی حصہ لینا انہوں نے شروع کردیا اسی وقت سے ان کے خیالات غلامانہ ذہنیت کے سرمایہ دار ہو گئے ہیں اور اب ڈاکٹر اقبال وہ اقبال نہیں رہے جو شاعر تھے۔

افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب سے جو امیدیں ملک کو تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اس خطبہ کے مقابلہ میں ڈاکٹر راس مسعود نے جو خطبہ ایجوکیشنل کانفرنس میں پڑھا وہ اس کے بالکل برعکس تھا انہوں نے نہایت صلح جویانہ اور عملی نقطۂ نظر سے پر نصائح امور پر مشتمل تھا خطبہ پڑھا اور مسلمانوں کو تعلیمی و سیاسی ایسے مشورے دیئے جو اپنی قیمت آپ تھے انہوں نے لڑنے جھگڑنے کی مذمت کی۔ رواداری و بلند خیالی کا وعظ کیا اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ مل کر ہندوستان میں متحدہ قومیت پیدا کرنے اور متحدہ تہذیب کو نشو و نما دینے کا مشورہ دیا غرض یہ کہ اپنی ذہنیت میں دونوں خطبے ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے اور بالخوف و تردید کہا جا سکتا ہے ایک نے وقت کی نزاکت کا خون کردیا اور دوسرے نے عملی تجاویز اور عقل و خرد کی باتیں کہکر ملت اسلامیہ کی آبرو رکھ لی اور دنیا سے خراج تحسین حاصل کر لیا۔

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ خواب کے نیک یا بد نتیجہ کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب

مجموعہ خواب نامہ صدیقی

کو منگا کر مطالعہ کیجئے جس میں اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم خواب کو مفصل بیان کر کے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے مثلاً خواب کیسے یاد رکھ سکتی ہے اور دن کے کس حصہ یا مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت ہی نایاب مضمون درج ہے قیمت عمہ

مجربات بو علی سینا باتصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بو علی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب ٹوٹکے جن کو مدت سے لوگ تلاش کر رہے تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ کی جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو ہندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر فریق سے حاصل کر سکتا ہو زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں کتاب میں آٹھ رنگین تصاویر بھی دی گئی ہیں قیمت صرف عہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شہید ملت مولانا محمد علی جوہر کا دیدار

کتاب **حیات جوہر** باتصویر

کے پڑھنے والے گھر بیٹھے کریں

اس کتاب میں عام سوانح حیات کی طرح صرف حالات زندگی ہی جمع نہیں کر دیئے ہیں بلکہ انداز ترتیب اس قدر اعلیٰ اور نرالا ہے کہ ایک دفعہ کتاب کے چند صفحات پڑھنے کے بعد ہی یہ یقین ہو جاتا ہے کہ

رئیس الاحرار زندہ ہیں

ابتدا میں ان کے اقوال سے ان کی سیرت پر اس طریقہ سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ زندگی اور اس کا حقیقی مقصد پڑھنے والے کے ذہن نشین ہوتا چلا جاتا ہے اور جوں جوں آگے بڑھتا جاتا ہے جوش عمل سے قلب لبریز ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا مرحوم کا قول بالکل صحیح تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ

"غیب سے سامان بقا ان کے لئے ہے"

پھر بچپن سے آخر دم تک کے سارے حالات اس طرح جمع کئے گئے ہیں کہ ان کی سیرت کی اس سے زیادہ مناسب ترتیب نہیں ہو سکتی۔ ہر واقعہ پوری کیفیت کے ساتھ ناظرین کے سامنے ہوگا۔ اور یہی معلوم ہوگا کہ

ہر وقت مولانا محمد علی آپ کے سامنے ہیں

مولانا کی سیاسی زندگی کے تمام اہم واقعات نہایت جامعیت کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں۔ عہد بہ عہد کی تصویریں، خطبات صدارت جمع ہیں پڑھتے جایئے اور یقین کیجئے کہ

مولانا محمد علی آپ کے سامنے کھڑے بول رہے ہیں

تمام مضامین نثر و نظم کا دلچسپ انتخاب مع متعدد فوٹو بلاکس کاغذ چکنا نہایت طباعت نہایت عمدہ سائز کلاں قیمت ایک جلد دس آنے ۱۰؍ محصولڈاک ۶ دو جلد عہ محصول عہ

ملنے کا پتہ **مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے**

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

مولوی دہلی

ماہوار مذہبی رسالہ جو ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۲ | بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق الارض والسماء وجعل الشمس والقمر وجعل اللیل والنہار وقدر الشہور والایام ونزل الرحمۃ والبرکۃ یوم الفطر وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وآلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

اما بعد حمد و ثنا اس خالق بے ہمتا کو سزاوار ہے جس نے اس کائنات کو عدم سے وجود کا خلعت بخشا اور کائنات کے اندر زمین و آسمان بنائے اور زمین پر جاندار و غیر جاندار مخلوق پیدا کی اور جاندار مخلوق میں انسان کو شرف نطق و فضل سے سرفراز فرما کر تمام موجودات و مخلوقات پر اس کو امتیاز و اعزاز عطا فرمایا اور انسان کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً اپنا کلام ہدایت نازل فرمایا ایام و شہور لیل و نہار اور لمحات و ساعات کی خیر و برکت سے اگاہ فرما کر دقیع عنایت فرمایا اور ان کے ذریعہ بندگان خطا و نسیان ان سے مستفید ہو کر اپنے دامن عمل کو اس سے بھر سکیں۔

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایک سال کے بعد ہم پھر اس عید ثانی میں جمع ہوئے ہیں اور ہمارے کتاب دار ہاج کو عید سعید کی مسرتوں اور خوشیوں نے مسرور کر رکھا ہے یہ یوم مبارک مسعود ہر روز نہیں آتا بلکہ تین سو ساٹھ دنوں میں سے ایک ہی دن ہے جو اپنے ساتھ ہر ایک مرد و عورت بوڑھے بچے اور جوان سب کیلئے خوشیوں کے انبار لاتا ہے امیر و غریب اور گدا و شاہ سب کے دلوں کو شاد کام کرتا ہے عرفی نے اسی یوم سعید کے متعلق کہا تھا

صباح عید کہ در تکیہ گاہ ناز و نعیم   گدا کلاہ نمد کج نہاد و شہ دیہیم

یہ یوم مبارک عید ہی کی خصوصیت ہے کہ شاہ و گدا یکساں مسرت و شادمانی سے ہم آغوش ہو سکتے ہیں امرا اور بادشاہوں کے لئے تو ہر ایک دن اور ہر ایک رات عید اور شب برات ہے مگر غربا اور ہم جیسے گدایان بے نوا کے لئے یہ یوم سعید جسے عید کہتے ہیں مسرتوں اور خوشیوں کی جنت اپنے ساتھ لاتی ہے اور ہر ایک کے دل کو مسرور و شاد کام بناتی ہے اگر بادشاہ زر و جواہر نگار تاج سے اپنے سر کو زینت دیکر اور ملبوس جواہر زیب بر کر کے عید گاہ جاتا ہے تو ایک گدائے بے سر و سامان بھی اپنی نمدے کی ٹوپی کو بانکپن کے ساتھ اوڑھ کر گھر سے نکلتا ہے۔

برادران اسلام! یہ کیا چیز ہے کہ ایک گدائے بے نوا جو نہ مالک تاج و تخت ہے اور نہ صاحب دیہیم و کلاہ نہ فوج و سپاہ رکھتا ہے اور نہ دولت و خزانہ پھر بھی اس کا دل ایک بادشاہ ہی کی طرح مسرتوں سے معمور اور شادمانیوں سے بھرپور ہوتا ہے

حضرات یہ اللہ تعالیٰ کی محض عنایت و مہربانی ہے کہ اس نے اس ایک دن کے اندر اپنے خزانہ غیب سے اس قدر مسرتیں اور خوشیاں نازل فرما دی ہیں کہ ہر ایک شاہ و گدا یکساں ان سے مستفید ہوتا ہے لیکن ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ خاص عید کے دن یہ مسرتیں اور یہ خوشیاں کیوں نازل ہوتی ہیں اور کیوں آسمانی برکتیں زمین کو معمور کر دیتی ہیں

برادران اسلام! عید الفطر کی مسرتیں جن سے آج ہم سب کے دل معمور ہیں رمضان المبارک کے صدقہ اور طفیل میں ہیں چونکہ رمضان المبارک ایک ایسا برکت و رحمت والا مہینہ ہے جس کی نسبت خدا کے حبیب و محبوب رسول نے اطلاع دی ہے کہ یہ ماہ مبارک اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور اس میں روزہ رکھنے والے کا اجر و بدلہ خود خدا اپنے ید قدرت و دست رحمت سے عطا فرمائیگا اس لئے خداوند رحمن و رحیم نے اسی ماہ مقدس رمضان کے بعد مسرتوں اور خوشیوں کا ایک دن مقرر فرما دیا ہے تاکہ اس کی نازل کردہ رحمتوں اور مسرتوں سے گنہگاران امت شاد کام ہوں یہ عام مسرت کا دن ہے جس میں امیر و غریب شاہ و گدا کی کوئی قید نہیں ہر ایک فرد ملت اس میں حصہ دار ہے خواہ کسی کی جھولی متاع دنیا سے خالی ہو یا بھری سب کے لئے اس عید کی مسرتوں میں یکساں حصہ ہے مگر اس کے ساتھ اگر ہم آسمان کی حقیقی مسرتوں سے اپنا دامن بھرنا چاہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا دامن خواہ متاع دنیا سے خالی ہو مگر متاع آخرت سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

برادران اسلام! آج کی طرح صدہا سال سے بلکہ ساڑھے تیرہ سو سال سے برابر یہ یوم مبارک آتا ہے مگر ہم میں سے ہر شخص کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ گذشتہ سال کی نسبت امسال اس عید سعید کی مسرتیں ہمارے حصہ میں کم آئیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس یوم مبارک کی مسرت زائیوں کا جو حال ہم تاریخوں میں پڑھتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج دو سو سال پہلے بھی یوم مبارک جس شان سے آتا تھا اور قلوب مومنین کو جو فرحت و مسرت بخشتا تھا اس کی عشر عشیر مسرت بھی نہیں حاصل ہوتی اس کی وجہ یہ تو نہیں ہو سکتی کہ اس یوم سعید کی خاصیت بدل گئی ہے کیونکہ یہ عادت اللہ اور سنت اللہ کے خلاف ہے بلکہ اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ ہم بہ نسبت اپنے اسلاف کے اس قابل نہیں رہے کہ اس یوم کی آسمانی برکتوں سے دامن مراد بھر سکیں خداوند قدوس کی رحمتیں عام ہوا کرتی ہیں مگر دامن کی وسعت کے لحاظ سے ہر شخص کو حصہ ملا کرتا ہے جس قدر ہمارے دامنوں میں گنجائش ہوگی اسی قدر عید کی مسرتوں سے ہم ان کو بھر سکیں گے لیکن دامنوں کی وسعت اور گنجائش کے معنی بھی اچھی طرح سمجھ لیجئے آپ جانتے ہیں کہ کرتوں اور عبا قبا کے دامنوں کی وسعت مراد نہیں ہے بلکہ مقصود دامن عمل ہے ہم میں سے جس کا دامن عمل زیادہ

وسیع ہوگا یعنی جس قدر جس کے اعمال اچھے اور عمدہ ہوں گے اور معصیت و سیہ کاری کے داغ دھبوں سے پاک ہوں گے اسی قدر عید سعید کی مسرتوں کی ان کے اندر سمائی ہوگی۔

تاریخ کے صفحات یوم عید کی مسرت نمائیوں کے ترانوں اور شعراء کے دواوین اس یوم مبارک کی نشاط آہنگ نغموں سے معمور ہیں اور ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس یوم سعید پر ہر طرف مسرتوں اور خوشیوں کا سمندر متلاطم ہو جاتا تھا اور کوئی گھر کوئی در کوئی دل اور کوئی روح نہ ہوتی تھی جو بادۂ مسرت عید سے سرشار اور صہبائے عید سے مے گسار نظر نہ آتی ہو اگر شاہوں کے قصر عالی شان عید کی مسرتوں سے مالا مال نظر آتے تھے تو فقیروں کے جھونپڑے بھی عید کی خوشیوں سے جگمگا اٹھتے تھے اسی کیفیت کو عرفی نے اس مصرعہ میں قلمبند کیا ہے ؎

گدا کلاہ نمد کج نہاد و شہ دیہیم

گلہائے ذہنی اور تخیل مسرت کا مرقع اس مصرعہ میں کھینچا گیا ہے یعنی شاہ و گدا دونوں مسرور و شادکام ہوتے تھے شہنشاہ اپنے تاج کو اور گدا اپنی نمدے کی ٹوپی کو بانکپن کے ساتھ اوڑھتا تھا گو اس کے پاس زرنگار تاج ہوتا تھا نہ جواہر نگار لباس نہ خزانہ دولت کے انبار تھے نہ عیش و عشرت کے ظاہری ساز و سامان مگر پھر بھی مسرتوں اور خوشیوں سے اس کا گوشہ قلب اس قدر معمور ہوتا تھا کہ پھٹے پرانے نمدے کی ٹوپی ہی کو بانکپن کے ساتھ سر پر اوڑھ کر جشن عید کو منانے گھر سے نکل پڑتا تھا ایک شکستہ حال گدا سے لے کر جس کی جیب متاع دنیا اور سامان عیش و عشرت سے خالی ہو جس کے پاس نہ پہننے کو لباس ہو اور نہ گھر بار ہو اس شہنشاہ تک جس کے پاس خرچ کرنے کو دولت کے انبار ہیں اگر وہ بھی بادۂ مسرت سے سرشار ہو تو اس کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اس کا قلب کیف مسرت سے پر کیف ہوگا اور قلب و روح بادۂ مسرت سے اس وقت تک کیف نہیں ہو سکتے جب تک تقویٰ اور پرہیزگاری کی کھنبارے نے دل اور روح کی تمام گندگیوں کو صاف نہ کر دیا ہو اور معصیت و گناہگاری کی ظلمت دور نہ ہو گئی ہو کیونکہ قلب و روح کی حقیقی مسرت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اس کا تزکیہ اور تصفیہ نہ ہو جائے۔

برادران اسلام! اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اگر آج ہمارے حصہ میں ویسی مسرتیں نہیں آتیں جو ہمارے بزرگوں کے حصہ میں آتی تھیں تو اس کی اصل اور حقیقی وجہ کیا ہے حضرات مسرتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک مصنوعی اور دوسری حقیقی مصنوعی مسرت یہ ہے کہ دنیا کے اسباب ایسے فراہم کئے جائیں جو دنیاوی مسرت کے ضامن ہوتے ہیں یہ مسرت تو دیر پا ہوتی ہے اور نہ اصلی اور حقیقی مسرت کے سرچشمہ سے اس کا کوئی تعلق ہوتا ہے بلکہ صرف لذات فانی اور شہوات وقتی کی تسکین ہو جاتی ہے اس کے برعکس حقیقی مسرت کا سرچشمہ قلب و روح کی صفائی اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے وہ مسرت جو غیر فانی ہے اور جس کا رشتہ ابدی مسرت کے ساتھ منسلک ہو اگر ہم اس کے خواہاں اور خواستگار ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری عید بھی ہمارے بزرگوں کی حقیقی مسرتوں سے معمور ہو تو اس کے لئے قلوب و ارواح کی اصلاح کی ضرورت ہے اور یہ اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی پیروی کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کی جائے کیونکہ ابدی اور غیر فانی مسرت کا راز صرف اتباع رسول اللہ پیروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اندر پوشیدہ ہے

برادران اسلام! جس یوم مبارک کا ذکر ہے وہ آیا اور گزر گیا ابھی کتنے دنوں کی

عالم میں روپوش ہو گیا ہے اور اب پورے ایک سال کے بعد پھر آئیگا ہم میں سے ہر شخص اس یوم سعید عید سے دوچار ہو چکا ہے . . . .

. . . . غور طلب امر یہ ہے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اس یوم مقدس و مبارک کی حقیقی مسرتوں سے ہم آغوش ہوئے فانی و مصنوعی لذتوں اور مسرتوں نے تو تقریباً ہم میں سے ہر ایک شخص مسرت اندوز ہوا ہوگا مگر حقیقی مسرتوں کی ہمکناری و ہم آغوشی اصلی عید اور اس کی خوشی ہے اگر اس سے ہم سب محروم رہے یا ہم میں سے زیادہ تر محروم رہے تو اس سے زیادہ بدبختی اور کوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ اصلی اور حقیقی مسرت سے محروم رہ کر فانی و مصنوعی لذتوں پر قناعت کرنا فی الحقیقت بڑی ہی بدبختی ہے۔

اگر رمضان کے روزے ہم نے پورے فرائض کے ساتھ رکھے ہیں اور اگر دل کی دنیا کو معصیت کی گندگیوں سے آلودہ نہیں ہونے دیا اگر رمضان کی راتیں اور رمضان کے دن قیام و صیام تراویح و تسابیح میں بسر کی ہیں اور اگر ہمارے اعضاء و جوارح اور ہمارے قلوب و ارواح لوث گناہ سے پاک رہے ہیں اور اگر ماسوی اللہ کے خیال سے ہمارے آئینہ ہائے قلوب و ارواح گندہ نہیں ہونے پائے تو یقیناً عید سعید کی حقیقی مسرتوں اور خوشیوں سے ہمارے دامن مراد خالی نہ رہے ہوں گے اور اگر رمضان کی مبارک راتیں اور اس کے مقدس دن ہم نے لہو و لعب میں گذارے ہیں یا ویسے ہی روزے رکھے ہیں جن کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اگر جہالت و جھگڑے کی باتوں سے روزے میں نہ بچے تو دن بھر کا فاقہ ہے اور ایسے روزے کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے اور اگر قلب و روح معصیت کی گندگیوں سے پاک نہ رہے تو ظاہر ہے کہ اللہ کی رحمت و رافت نے ہم سے رشتہ توڑا ہوگا اور حقیقی مسرتیں اسی طرح ہم سے گریزاں رہی ہوں گی جس طرح لطافت و پاکیزگی گندگی سے دور رہتی ہیں۔

برادران اسلام! اس کا علم ہمارے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا کہ عید سعید نے ہماری جھولیوں کو حقیقی مسرتوں سے معمور کیا یا محض فانی اور مصنوعی خوشیوں اور مسرتوں سے ہم نے اپنے جیب و دامن بھر کر مطمئن ہو گئے اگر واقعی حقیقی مسرتوں سے ہم محروم رہے ہیں تو اپنی بدبختی پر ہمیں ماتم کرنا چاہیے اور ساتھ ہی آئندہ کے لئے اس کا اہتمام کہ یہ بدبختی ہمارا پیچھا چھوڑ دے اور اس بدقسمتی سے ہم کو نجات ملے۔ رمضان المبارک کے دن اور راتوں کا احتساب اگر ایک ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر ہم کریں تو ہمیں پتہ چل سکتا ہے کہ کس حد تک حقیقی مسرت کے اسباب ہم نے فراہم کئے اور رمضان کے بعد خاص یوم عید کے اعمال و افعال کا بھی جائزہ بھی ہم کو لینا چاہیے ہم میں سے جو صاحب نصاب تھے ان کو دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے صدقۃ الفطر کا حق ادا کیا یا نہیں انہوں نے فطرہ دیکر دوسروں کی دستگیری کی یا نہیں علاوہ فطرہ کے اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جب ہم عیدگاہ دوگانہ ادا کرنے کے لئے جا رہے تھے تو کتنے مسلمان تھے جن کے کپڑے نئے تھے کتنے مسلمان تھے جن کے لباس قیمتی تھے اور کتنے مسلمان تھے جن کے لباس میلے تھے اور کتنے مسلمان تھے جن کے لباس پیوند دار اور پھٹے پرانے کپڑے تھے کتنوں کے چہرے ہشاش بشاش اور پر رونق تھے اور کتنوں کے چہرے اداس اور مایوس الحسرت اور . . . . کثرت کس زمرے کے لوگوں کی تھی یا ان لوگوں کی جو خوش و خرم اور . . . . تھے یا ان لوگوں کی جو فاقہ کش اور مفلس اور مغموم و متفکر تھے اور

کی مسرتوں سے محروم تھے۔

برادران اسلام ہم میں سے جو صاحب استطاعت تھے جن کو دنیاوی سامان مسرت حاصل تھا ان کو اپنے قلب اور اس کی گہرائی کا جائزہ لینا چاہیئے کہ جب انہوں نے اپنے فلاکت زدہ بھائیوں کی حالت کو دیکھا تو انہوں نے ان کی حالت پر دل دکھایا اور اپنی زندگی کا کوئی لمحہ اس امر پر غور کرنے پر صرف کیا کہ مذہبی ملت مرحومہ اور امت محمدیہ کے افراد میں ان کے لئے بھی وہ سب کچھ حاصل ہونا چاہیئے جو ہم کو حاصل ہے۔

برادران اسلام! اسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کر دیا ہے اور حقیقتاً ملت کے عام فلاح و بہبود کے ساتھ اس کے افراد کی فلاح و بہبود وابستہ کر دی ہے اور اسلام ہی پر منحصر نہیں ہے ہر قوم کا عروج و اقبال پوری قوم کے عروج و اقبال کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے کسی قوم کے چند افراد اگر آسودہ حال اور فارغ البال ہوں اور ساری قوم مفلس و مفلوک الحال ہو تو اس قوم کو مسرت و خوشی حاصل نہیں ہو سکتی اگر عرفی کے زمانہ میں ایک گدا نے بے سر و سامان کلاہ نمد کو بانکپن کے ساتھ اور ڈھکر دیہیم شہ کی برابری کر سکتا تھا تو اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ ساری قوم اور پوری ملت خوش حال اور فارغ البال تھی اور قوم کا ستارہ عروج پر تھا قوم کی اجتماعی خوشحالی کا اثر تمام افراد پر پڑتا ہے خواہ بعض افراد مفلوک الحال ہی ہوں اسی طرح قوم کی بدحالی کا اثر تمام افراد ملت پر پڑتا ہے خواہ ان میں سے بعض دولت و ثروت کے اعتبار سے کتنے ہی خوشحال کیوں نہ ہوں۔

یوم عید جو سال بھر کے بعد آتا ہے گویا قوم کی اجتماعی حالت کے جانچنے کی ایک طرح کی پریڈ ہوتی ہے ملت کے تمام افراد خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے بچے ہوں یا ادھیڑ سب اپنی استطاعت کے مطابق زیب و زینت کے ساتھ ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور بیک نظر اس اجتماع کی تمدنی معاشرتی اقتصادی اور دینی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے اگر ملت کا احساس اور قوم کا درد دل میں ہو تو ہم میں کا ہر فرد اپنی قوم کی حالت کا مطالعہ کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کر سکتا ہے خداوند قدوس نے ہم پر کس قدر فضل و کرم فرمایا ہے کہ ہر سال ہم کو یہ موقع ملتا ہے کہ اپنی قوم و ملت کی حالت کا ہم اندازہ کر سکیں اور جس امر کی ضرورت ہو اس کا فکر کریں۔

برادران اسلام! اس حقیقت کے چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ہر سال کی یہ پریڈ ہماری زبوں حالی کو ہم پر آئینہ کر دیتی ہے اور افسوس ہے کہ یہ ایسی حالت ہے کہ اس پر ہم جس قدر افسوس کریں کم ہے یہ حالت ہم کو مسرور نہیں کرتی اس لئے کہ ملت اسلامیہ کی ۷۵ فیصدی آبادی شکستہ حال مفلس اور محتاج ہے اور جب قوم کی ۷۵ فیصدی آبادی اقتصادی معاشرتی تمدنی اور دینی حیثیت سے تباہ حال ہو تو بقیہ افراد کو حقیقی مسرت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ عید پر ہمارے دامن مراد بھی خوشیوں سے معمور ہوں تو خود ملت کی اصلاح کی فکر ہمیں کرنی چاہیئے اور ملت کے ہر ایک شعبہ زندگی کو سنوارنے کا کام شروع کر دینا چاہیئے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف الرحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اما بعد

درود و سلام بھیجو اس سرور عالم و سرور دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے عید کی حقیقی مسرتوں سے ہم کو اپنا دامن بھرنے کا راستہ دکھایا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ زہرا حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت حمزہ حضرت عباس حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمٰن و حضرت ابو عبیدہ پر جو عید کی حقیقی مسرتوں کے سرمایہ دار تھے اور جو سب مسلمانوں کو خوش اور مسرور دیکھنا چاہتے تھے اور ہر ایک مسلمان کی فلاح و بہبود کا خیال رکھتے تھے اور جن کی مسرتوں کی بنیاد متقیانہ زندگی اور پرہیزگاری پر قائم تھی اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت و ائمہ اربعہ اور جملہ علمائے کرام و اولیائے عظام خصوصاً حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین اجمیری پر جن کی مسرتیں مسلمانوں کی خوشیوں کے ساتھ وابستہ تھیں اور اللہ تعالیٰ تمام بادشاہوں کی قبروں کو اپنی رحمت سے بھر دے جو عید پر عام مسلمانوں کو حقیقی خوشی پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔

اور اللہ تمام روئے زمین کے امراء و سلاطین اسلام اور عام مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرمائے کہ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کر کے اپنے آپ کو عید کی حقیقی اور سچی مسرتوں کا اہل و مستحق بنائیں اور اپنی جہالت اور اپنے افلاس کو دور کریں تاکہ سچی خوشی حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واتم واکبر۔

ایک ہندو خاتون کا قبول اسلام
تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ ستاوتری

ایک نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز فسانہ ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اچھوت ہیاگا مند دفعتاً دین اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا۔ در کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح بڑی مصیبتیں برداشت کیں اور بالآخر بیچ بوٹ سے داغ دیئے جانے اور بیدوں سے مارے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے۔ ان اہل خیر حضرات کیلئے جو اس افسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور اس کی ایک بڑی تعداد نادار مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ستاوتری کی ۲۵ جلدیں ہر روپیہ کے کمیشن کے ساتھ دی جائیں اور محصول ڈاک اپنی طرف سے لگا یا جائیگا صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے اور یوں ایک کتاب کے خریدار کے لئے قیمت آٹھ آنے ہے۔ اور محصول ڈاک تین آنے ہے اس پتہ سے منگائیے

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

مکروہات نماز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ سے نظر ہٹا کر ادھر ادھر دیکھنا انتہا درجہ کی محرومیت ہے اور جو شخص انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز میں مشغول رہتا ہے حق تعالیٰ کی رحمت خاصہ اسکی طرف متوجہ رہتی ہے اور جب وہ ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے تو اس سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اللہ کا بندہ صدق و اخلاص کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو حق سبحانہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب وہ بندہ مختلف خیالات میں مبتلا ہو کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کرتا ہے تو باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے ابن آدم کس کی طرف التفات ہے کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے جس کی طرف التفات کرتا ہے اگر وہ بندہ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو گیا تو باری تعالیٰ کی رحمت سے بہرہ اندوز ہوتا ہے اور اگر دنیوی خیالات میں پھنسا رہا تو سعادت سے محروم ہو جاتا ہے

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ان لوگوں کے حال پر تعجب کرتا ہوں جو باوجود عقلمند ہونے کے نماز کی حالت میں اپنے رب کی طرف متوجہ نہیں رہتے اور ادھر ادھر متوجہ ہو کر ایک عظیم الشان سعادت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اے اللہ کے بندو! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری روح منور ہو جائے اور تمہارا قلب روشن ہو جائے تو نماز کی حالت میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ رہو اور اگر کوئی خیال آئے تو اسے ہٹا دو کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نماز میں کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ نماز میں جمائی لینا مکروہ ہے اور اگر کوشش کامیاب نہ ہو تو جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لے اور "ہا" نہ کہے۔

اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ایک دن مسجد میں جلوہ افروز تھے اور نماز کے فضائل بیان کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور وضو سے فارغ ہو کر نماز پڑھنے لگا حضور اسکی طرف غور سے دیکھ رہے تھے اور اس کا یہ حال تھا کہ وہ رکوع و سجود پورے طور پر ادا نہیں کرتا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضور نے اسے اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی کیونکہ تم نے رکوع و سجود کے ادا کرنے میں کوتاہی کی پھر فرمایا کیا تم اس بات پر غور نہیں کرتے کہ نماز کی تیاری میں کس قدر اہتمام کرنا پڑتا ہے نمازی کے لئے پاک وصاف رہنا فرض ہے اور جگہ کا بھی ضروری ہے اور جائے نماز کی طہارت بھی ضروری ہے اس اہتمام کے ساتھ نماز شروع ہوتی ہے اب اگر کوئی شخص رکوع و سجود پورے طور پر ادا نہ کرے تو وہ کس قدر ناسمجھ اور ناعاقبت اندیش ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا کے تمام سارقوں میں سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے صحابہ نے پوچھا یا حضرت نماز میں چوری کیونکر ہوتی ہے فرمایا نماز میں چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو رکوع و سجود پورے طور پر ادا نہیں کرتا۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا جو نماز میں چوری کرتا ہے یعنی رکوع و سجود پورے طور پر ادا نہیں کرتا۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے دروں میں نماز پڑھتے تھے اور اگر کوئی شخص در میں کھڑا ہوتا تھا تو اسے ہٹا دیا جاتا تھا۔ اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے امام صالح جزائری لکھتے ہیں کہ زمانہ رسالت میں قریب قریب تمام مساجد بہت چھوٹی تھیں اور ان کے دروازے بھی چھوٹے تھے اگر کوئی شخص در میں کھڑا ہو جاتا تھا تو روشنی کم ہو جاتی تھی اور ہوا کا گزر مشکل ہو جاتا تھا اس وجہ سے دروں میں نماز پڑھنا مکروہ تھا لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی اور وہ قیصر روم اور کسریٰ فارس کے تاج وتخت کے مالک ہو گئے اور زمین کے بیشتر حصہ پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا تو خدا کے فضل سے عالیشان مسجدیں تعمیر ہوئیں اور ان میں شاندار در قائم ہوئے اب روشنی کم ہو جانے اور ہوا نہ پہنچنے کا اندیشہ نہ رہا اس لئے در میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں لیکن اب بھی چھوٹی مسجدوں کے لئے یہ ہدایت اپنی اصلی شان کے ساتھ قائم ہے اور اس کا احترام کرنا لازم ہے

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عام طور پر یہ دستور تھا کہ اہل عرب طواف کرتے وقت سیٹی بجایا کرتے تھے اور انگلیاں چٹخاتے رہتے تھے جب اسلام ظاہر ہوا اور اہل اسلام پر نماز فرض ہوئی تو اپنی قدیمی عادت کے مطابق بعض آدمیوں نے نماز کی حالت میں انگلیاں چٹخائیں ایک دن کا ذکر ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں جلوہ افروز تھے اور صحابہ کرام سے باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک نبی شخص مسجد میں داخل ہوا اور وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے لگا نماز کی حالت میں اس نے کئی دفعہ انگلیاں چٹخائیں حضور نے اس حرکت کو دیکھا اور خاموش رہے جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو اسے اپنے قریب بلایا اور فرمایا تم نے ابھی میرے سامنے نماز پڑھی ہے اور میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ تم نماز کی حالت میں انگلیاں چٹخاتے رہے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ نماز ایک افضل ترین عبادت ہے اور خداوند تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جب کوئی اللہ کا بندہ نماز ادا کرتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ رحیم وکریم بھی خاص توجہ فرماتا ہے اس حالت کی اہمیت کو ذرا محسوس کرو اور

سوچو کہ اپنے رب کی طرف متوجہ رہنا بہتر ہے یا تفریحاً انگلیاں چٹخانا۔ میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ جب تم نماز شروع کرو تو اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور انگلیاں نہ چٹخاؤ۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کے فضائل بیان کئے اور ضروری مسائل سے آگاہ کیا اس کے بعد حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے لوگو! میں جو بات اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے پسند کرتا ہوں اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ تمہارے لئے بھی پسند نہیں کرتا میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ نماز کی حالت میں ادھر ادھر دیکھنا اور انگلیاں چٹخانا اور رکوع و سجود میں جلدی کرنا مجھے پسند نہیں پس تم ایسا نہ کرو۔

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایک شخص کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ صرف تہبند باندھے ہوئے تھا اور اس کی قمیص اس کے پاس رکھی ہوئی تھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضور نے اسے اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ یہ بات مکروہ ہے کہ تم صرف تہبند باندھکر یا پاجامہ پہنکر نماز پڑھو اور قمیص نہ پہنو یا چادر نہ اوڑھو۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں رونق افروز تھے اتنے میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور وضو سے فارغ ہو کر نماز پڑھنے لگا ہم نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس قمیص موجود تھی اور ایک چادر بھی تھی لیکن اس نے صرف تہبند باندھے ہوئے نماز پڑھی اور باقی جسم عریاں رہا جب وہ نماز پڑھ چکا تو حضور نے اسے قریب بلایا اور فرمایا کہ کیا تمہارے پاس دو کپڑے نہیں کہ اسے پہنتے اس نے کہا کہ حضور میرے پاس دو کپڑے موجود ہیں یہ سنکر حضور نے فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وقت ذرا بازار جاکر فلاں چیز خرید لاؤ تو کیا تم تہبند باندھکر بازار جاؤ گے؟ اس نے کہا کہ نہیں میں قمیص پہنکر جاؤں گا فرمایا تو کیا حق سبحانہ وتعالیٰ کے دربار کے لئے زینت زیادہ مناسب ہے یا آدمیوں کے لئے؟ اس نے کہا کہ دربار خداوندی کی عظمت زیادہ ہے اور میں آج سے یہ عہد کرتا ہوں کہ حتی الامکان اپنے جسم کو کپڑوں سے آراستہ کرکے نماز پڑھا کروں گا حضور نے اسکے لئے دعائے خیر کی اور وہ رخصت ہوا۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لئے جو لباس ضروری ہے اس کے متعلق ایک دفعہ حضرت ابی بن کعب اور عبداللہ ابن مسعود میں گفتگو ہوئی کلام کا آغاز اس طرح ہوا کہ حضرت ابی بن کعب نے یہ فرمایا کہ نماز پڑھنے کے واسطے مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک جسم کا چھپانا فرض ہے اگر کوئی شخص اتنا جسم چھپا کر نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں وہ پڑھ سکتا ہے کیونکہ جائز ہے اور ہم نے حضور کے زمانہ میں ایسا کیا ہے اور ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہوا اس تقریر کو سنکر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں صحیح ہے بیشک ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک جسم چھپا کر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ صورت اس وقت ہے جبکہ کپڑوں میں کمی ہو اور اگر حق سبحانہ وتعالیٰ نے وسعت دی ہے تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ بہتر ہے اس قول کو سنکر حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ بیشک آپ کا ارشاد بھی صحیح ہے اور میں اسے مانتا ہوں۔

اور نماز کی حالت میں کپڑا سمیٹنا مکروہ ہے مثلاً ایک شخص نماز میں مشغول ہے اور سجدہ میں جاتے وقت اس نے دامن سمیٹا تو یہ مکروہ ہے۔

اور اگر چادر یا رومال یا رضائی یا شال کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور اگر ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر پڑا ہوا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر کسی نے کرتہ کی آستین نصف کلائی سے زیادہ چڑھائی تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔

اور جس وقت کہ پیشاب یا پاخانہ کی شدید حاجت ہو تو اس وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن ارقم سے روایت ہے کہ ایک دن حضور سرور عالم مسجد میں جلوہ افروز تھے اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا یا حضرت جس وقت کہ پیشاب یا پاخانے کی حاجت ہو یا ریاح کا غلبہ ہو اور جماعت قائم ہو رہی ہو تو اس وقت نماز میں شریک ہونا چاہیئے یا نہیں۔

حضور نے فرمایا نماز ایک بہترین عبادت ہے اس میں سکون اور خشوع خضوع کی ضرورت ہے جب کبھی ایسا اتفاق ہو کہ جماعت تیار ہو اور نماز پڑھنے والے کو پیشاب یا پاخانے کی شدید حاجت ہو تو بہتر صورت یہ ہے کہ بیت الخلا جائے اور بعد میں نماز پڑھے۔

اور جماعت تیار نہ ہو تب بھی اگر نماز شروع کرنے سے پہلے پیشاب یا پاخانے کی حاجت ہے اور نماز کے وقت میں کافی گنجائش ہے تو شروع کرنا ہی ممنوع ہے اور اگر وقت میں گنجائش نہیں ہے تو وقت کی رعایت ضروری ہے نماز پڑھ لے۔

اور اگر نماز پڑھتے ہوئے حاجت ہو اور وقت میں گنجائش بھی ہو تو نماز کی نیت توڑ دینا واجب ہے اگر اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز پڑھنے والا گنہگار ہوا۔ مقصد یہ ہے کہ نماز اطمینان کے ساتھ پڑھنی چاہیئے۔

اور اکثر عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ جوڑا باندھکر نماز پڑھتی ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نماز کی حالت میں کسی عورت نے جوڑا باندھا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اسے از سرنو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور نماز کی حالت میں کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ سجدہ گاہ پر کنکریاں ہوں اور سجدہ نہ ادا ہوتا ہو تو کنکریاں ہٹانے کی اجازت ہے۔ اور نماز کی حالت میں کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا بھی مکروہ تحریمی ہے اور بغیر منہ پھیرے ہوئے بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کوئی خاص ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔

اور نماز کی حالت میں مرد کا سجدے میں کلائیوں کو بچھانا مکروہ تحریمی ہے اور نماز پڑھتے وقت کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے علاوہ بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹ جانا بعید از دانشمندی ہے اور خطرہ کی جگہ ایسا کرنا ممنوع ہے۔

اور نماز کے لئے اس طرح عمامہ باندھنا کہ بیچ میں سے سر کھلا رہے مکروہ ہے اور نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ اور نماز کی حالت میں بلا ضرورت ناک اور منہ کو چھپانا مکروہ ہے اور بلا ضرورت کھنکارنا بھی مکروہ ہے۔

(درمختار اور عالمگیری اور غنیۃ الطالبین)

معارف القرآن

بسلسلۂ گذشتہ

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

(ترجمہ) یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بہشتوں میں داخل کردیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ہمیشہ انھیں میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جاوے گا اس کو آگ میں داخل کرینگے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہوگی۔"

لفظ تلك سے ان احکام کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو شروع سورہ سے یہاں تک نکاح یتیموں کے مال میراث اور وصیت کے باب میں گذرے ہیں اور ان احکام کا نام حدود اس لئے فرمایا کہ ان کی پابندی اور ترک پابندی پر جنت کے وعدے اور دوزخ کی وعید کو منحصر فرمایا ہے لیکن باوجود اس وعدہ اور وعید کے اس آخری زمانہ میں ان حدود والہ کے اکثر لوگ پابند نہیں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو اپنے احکام کی پابندی کی توفیق عنایت فرمائے۔

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْھُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ۔ اور جو عورتیں بےحیائی کا کام کریں تمہاری بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کر لو سو اگر وہ گواہی دیدیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رہو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ تجویز فرما دیں اور جو نسے دو شخص بھی وہ بےحیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں۔

معتبر روایت میں مسند بزار میں حضرت امام المفسرین عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سورہ نور کی آیت "الزانية والزاني" کے نازل ہونے تک بدکار عورت کو بدکاری سے باز رکھنے کے لئے گھر میں تا زیست بند رکھنے کا حکم تھا پھر اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ سورہ نور میں کنواری مرد عورت کے لئے سو کوڑے لگانے اور سال بھر کی جلاوطنی کا اور بیاہے ہوئے مرد و عورت کے لئے سنگسار کرنے کا حکم نازل فرمایا اسی طرح مسند امام احمد صحیح مسلم اور سنن میں عبادہ بن صامت سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سورہ نور کی آیت نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورتوں کے تا زیست گھر میں بند رکھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے کنوارے مرد و عورت کے لئے سو کوڑے اور برس دن کی جلاوطنی اور بیاہے ہوئے مرد و عورت کے لئے سو کوڑے اور سنگسار کرنے کا حکم نازل فرمایا اس حکم کو یاد کر لو ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور صحیح کہا ہے۔ سنگساری کے ساتھ کوڑوں کا حکم اس حدیث میں جو ہے امام احمد رحمہ اللہ کا عمل بھی اس کے موافق ہے باقی ائمہ کا اس میں اختلاف ہے۔ اسی طرح برس دن کی جلاوطنی کو امام ابو حنیفہ رح نے حاکم کی رائے پر منحصر رکھا ہے۔ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ سورہ نور کی آیۃ سے یہ آیت منسوخ ہے یا نہیں ظاہر بھی ہے کہ یہ صورت ناسخ و منسوخ کی نہیں کیونکہ یہ آیت سرے سے ہی ایک مدت معینہ کے عمل کے لئے تھی منسوخ تو وہ ہے کہ بلا قید مدت کے ایک حکم نازل ہوا اور پھر دوسرے حکم سے اس پہلے حکم کا عمل موقوف کر دیا جائے آیۃ کے دوسرے ٹکڑے میں یہ جو فرمایا کہ جو دو کرنے والے کریں تم میں وہی کام تو ان کو ستاؤ اس کی تفسیر میں مجاہد کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ بدفعلی ہے جو دو مرد آپس میں کریں حد کے نازل ہونے سے پہلے ان کے ستانے کا حکم تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کو توبہ کرنے سے زبانی جھڑک دیا جائے اور کچھ معمولی مار پیٹ کر دی جائے اب حد کے نازل ہو جانے کے بعد بعضے سلف تو ان کے حق میں حد زنا کے قائل ہیں ایک قول کے موافق امام شافعی کا مذہب بھی ہے اور بعضے حد قتل کے اور بعضے آگ میں جلانے یا بلند جگہ پر سے دھکا دیکر گرا دینے کے قائل ہیں۔ حد قتل کے باب میں حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک مرفوع روایت بھی مسند امام احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم اور بیہقی میں اور ایک روایت ابوہریرہ سے ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں ہے لیکن علماء نے ان حدیثوں میں طرح طرح کا کلام کیا ہے ہاں اتنی بات ہے کہ اس باب کی سب روایتوں کو ملایا جائے تو اس حکم کو ایک طرح کی قوت ہو جاتی ہے اسی واسطے ایک روایت کے موافق امام شافعی کا مذہب یہی قرار پایا ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَي اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا

لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

(ترجمہ) توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو جہالت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا ضرور توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالےٰ خوب جاننے والے ہیں حکمت والے ہیں اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور ان لوگوں کی جن کو حالت کفر پر موت آ جاتی ہے ان لوگوں کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔"

اوپر کی آیت میں توبہ کا ذکر تھا اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توبہ کے قبول ہونے اور نہ ہونے کا ذکر فرمایا۔ اور یہ گذر چکا ہے کہ توبہ کے قبول ہونے کا وقت وہی ہے کہ آدمی گناہ کر کے اضطرار کی حالت سے پہلے توبہ کر لیوے ورنہ موت کے آثار پیدا ہو جانے اور اضطرار کی حالت پیش آ جانے کے وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اضطرار کی حالت پیش آ جانے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح فرعون نے بالکل ڈوبتے وقت توبہ کی اور قبول نہیں ہوئی اسی طرح غرغرہ لگ جانے اور دم اکھڑ جانے کے وقت کوئی شخص توبہ کرے گا تو اسکی توبہ قبول نہ ہوگی چنانچہ اس باب میں حضرت عبد اللہ بن عمر کی حدیث جس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور گذر چکی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ توبہ کے قبول ہونے کے لئے آیندہ گناہ سے باز رہنے اور نیک کام کرنے کا ارادہ ضرور ہے غرغرہ لگ جانے کے بعد موت کا بالکل یقین ہو جاتا ہے اور اس ارادہ کا موقع باقی نہیں رہتا اس لئے اس وقت کی توبہ پوری نہیں جیسے مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے وقت سب کو موت کا یقین ہو جاوے گا اور اس وقت کی توبہ مفید نہ ہونے کے سبب سے توبہ کا دروازہ جو مغرب کی طرف ہے وہ بند ہو جاوے گا چنانچہ ترمذی وغیرہ میں جو معتبر سند سے روایتیں ہیں ان میں صراحت سے اس کا ذکر ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝ وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول کر لو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی ناشائستہ صریح حرکت کریں اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالےٰ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان رکھکر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر اور تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے سے بےحجاب مل چکے ہو اور وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہیں"۔

بخاری اور ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ مرنے کے وارث بیوہ عورت کو غیر جگہ نکاح نہیں کرنے دیتے تھے بلکہ اس عورت کو مجبور کر کے خود ہی اس سے نکاح کرتے تھے اور دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی اجازت دیتے تو مہر کی ساری رقم یا اس میں کا کوئی حصہ اس عورت سے خود لے لیتے تھے۔ غرض بہ نسبت عورت کے رشتہ دار اور وارثوں کے خود ہی عورت کے زیادہ حقدار ٹھیرتے تھے اس دستور کو اسلام میں بند کرنے کے خیال سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ مردے کے وارثوں کو یہ نہ چاہئے کہ بیوہ کو غیر جگہ نکاح کرنے سے روکیں تاکہ بیوہ عاجز ہو کر جو کچھ نسبت نے اس کو دیا تھا وہ پھر دلوے ہاں بیوہ کوئی بے شرع بات کرے تو اس سے روکنا ان کو پہنچتا ہے پھر فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ گذران حسن سلوک کے ساتھ کرنی چاہئیے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر ان میں کوئی بات بہ خوئی کی ہوتی ہے تو کوئی بات خوبی کی بھی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ زبردستی مہر کا پھیر لینا مرنے کے وارثوں کو یا خود شوہر زندہ کو دوسرا نکاح کرنے اور پہلی بی بی کو چھوڑ دینے کی صورت میں ہرگز نہیں پہنچتا کیونکہ نکاح کے وقت میں حسن سلوک کا عہد و پیمان ہو چکا اور ایک عرصہ تک وہ عورت خانہ داری کر چکی تو اب زبردستی اس سے مہر کا پھیر لینا ایک امر ناحق اور صریح گناہ ہے۔

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝

(ترجمہ) اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (دادا) نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی بیشک یہ (عقلاً بھی) بڑی بےحیائی اور نفرت کی بات ہے اور (شرعاً بھی) بہت برا طریقہ ہے"

طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ابن سعد نے انصار کا یہ دستور بیان کیا ہے کہ اسلام سے پہلے جب ایسا کوئی شخص مر جاتا تھا جس کی منکوحہ عورت ہو اور اس عورت کا سوتیلا بیٹا بھی ہو تو وہ سوتیلا بیٹا اپنی اس سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا کرتا تھا چنانچہ اسلام کے بعد ایک شخص ابو قیس نے وفات پائی اور اس کے بیٹے قیس نے اپنی ماں سے نکاح کرنا چاہا اس عورت نے انکار کیا اور کہا کہ میں تجھ کو اپنا بیٹا شمار کرتی ہوں اور اس عورت نے اس قصہ کو آنحضرت سے آکر بیان کیا آپ نے فرمایا تو اپنے گھر جا کر بیٹھ اس دستور کے بند کرنے میں شاید اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرماوے گا اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اسلام سے پہلے جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا مگر اسلام میں یہ کام بےحیائی اور نہایت شرعی اور گمراہی کا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئیے جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کے سلسلہ سے علیحدہ سوتیلی ماں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اس کی تاکید زیادہ مقصود تھی اور اسی حکم سے امہات مومنین امت کے لوگوں پر حرام ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کے حق میں بمنزلہ باپ کے ہیں مسند امام احمد بن حنبل اور سنن میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ اسلام کے بعد اس آیت کے سبب سے وہ دستور جاہلیت موقوف ہو گیا اس پر ایک شخص نے پہلے دستور کے موافق اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیا تھا آنحضرت نے اس شخص کے قتل کا حکم دیا اور

علماء نے یہ بھی فتویٰ دیا ہے کہ باپ کی صحبت کی ہوئی لونڈی بھی اس حکم میں داخل ہے طبرانی کی اسناد میں ایک شخص عبداللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم ضعیف ہے لیکن ابن ابی حاتم اور ابن سعد کی روایت سے طبرانی کی روایت کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔

(ترجمہ) تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیبیوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے ان بیبیوں کے ساتھ صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں۔

اوپر کی آیت میں سوتیلی ماں سے نکاح کے دستور کو منع فرما کر اسی سلسلہ میں دوسری اور ایسی عورتوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے نکاح حرام ہے آدمی کی پیدائش جس خاندان میں ہوا اس میں سے سات عورتیں اس شخص پر حرام ہیں وہ عورتیں یہ ہیں۔ ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ پھوپھی۔ خالہ۔ بھتیجی۔ بھانجی۔ ان کو محرمات نسبی کہتے ہیں دودھ پلانے سے بھی جو عورتیں اس رشتہ کی ہوں وہ ساتوں حرام ہیں آیت میں فقط دودھ کی ماں اور بہن کا ذکر فرما کر باقی کو نسب کے قیاس پر اس سبب سے چھوڑ دیا ہے کہ دودھ کا رشتہ بھی پیدائش کے رشتہ کی ایک شاخ ہے جہاں خون آدمی کے بدن کا جز ہے تو یہاں دودھ کا خون بنکر وہی بات پیدا ہو گئی ہے صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے بصراحت روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دودھ پلانے سے بھی ان دودھ کے رشتہ داروں سے نکاح حرام ہو جاتا ہے جن رشتہ داروں سے پیدائش کے سبب سے نکاح حرام ہے زید کے دودھ کی بہن وہ ہے جسکو زید کی ماں نے زید یا اپنے اگلے پچھلے کسی بچہ کے ساتھ ایک لڑکی کو دودھ پلایا ہے۔ یہ لڑکی زید پر بوجہ دودھ کے بہن ہونے کے اور زید کے باپ پر بوجہ دودھ کی بیٹی ہونے کے حرام ہے اور یہ نسب اور دودھ کے رشتہ کی عورتیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں بیاہ شادی کے سبب سے ساس اور سوتیلی بیٹی کے حرام ہونے کا ذکر اس آیت میں ہے اور سوتیلی ماں کا ذکر اوپر کی آیت میں گذرا سوتیلی بیٹی کے حرام ہونے میں یہ شرط بھی ہے کہ اس کی ماں سے اس سوتیلے باپ نے صحبت بھی کی ہو

وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

(ترجمہ) اور تمہاری ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نہ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا بیشک اللہ تعالےٰ بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہیں

تفسیر ابن جریر میں ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطا ابن رباح سے اس آیت کی شان نزول پوچھی تو انہوں نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے متبنیٰ زید بن حارثہ کی بی بی زینبؓ سے نکاح کر لیا تو مکہ میں مشرکین نے اس کا چرچہ کیا اس چرچہ کے غلط قرار دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ اور آیۃ وما جعل ادعیاء ابناءکم اور آیۃ ما کان محمد ابا احد من رجالکم نازل فرمائی اور بہو کے حرام ہونے میں بیٹے کے صلبی ہونے کی قید اس لئے لگا دی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ زمانہ جاہلیت میں متبنےٰ بیٹے کی بی بی کو جو حرام ٹھیرانے کا دستور تھا وہ دستور ابراہیمی ملت کے برخلاف ہے اس لئے اس غلط دستور کی پابندی کی بنا پر زید بن حارثہ کی بی بی کے نکاح ثانی کا جو کچھ چرچا ہو رہا ہے وہ غلط ہے مسند امام احمد اور سنن میں ضحاک ابن فیروز دیلمی سے روایۃ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ضحاک جب اسلام لائے تو جاہلیت کے دستور کے موافق ان کے جاہلی نکاح میں دو بہنیں تھیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا ذکر کیا آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے اپنی مرضی کے موافق خواہ کوئی سی بھی ہو ایک کو رکھکر دوسری کو طلاق دیدی جاوے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے یہ حدیث آیۃ کے ٹکڑے جمع بین الاختین کی گویا ایک تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی نومسلم شخص دونوں میں سے جس کو چاہے چھوڑ سکتا ہے آیۃ میں فقط بی بی اور سالی کے جمع کرنے کی ممانعت ہے مگر بخاری اور مسلم اور سنن میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا منع ہے اسی طرح ایک عورت اور اسکی پھوپھی یا خالہ دونوں میں سے کوئی بھی ایسی عورت کے ساتھ نکاح میں نہیں رکھی جا سکتی اس صورت میں یہ حدیث بھی آیت کے ٹکڑے ممانعت جمع بین الاختین کی تفسیر ہے اور اس تفسیر کے موافق تمام علماء اہل سنت کا عمل بھی بغیر کسی اختلاف کے پایا جاتا ہے ہاں فرقہ خارجیہ اور شیعہ کی جماعت اسکے مخالف ہے جن کی مخالفت اہل سنت کے نزدیک کچھ اعتبار کے قابل نہیں کیونکہ سوکنوں کی باہمی عداوت ایک لازمی بات ہے اسی خیال سے بعضے علماء نے اس ممانعت کا یہی سبب قرار دیا ہے کہ سوکناپے کے سبب سے ان عورتوں میں عداوت پیدا ہو کر قطع رحمی کا خوف تھا اس لئے شارع نے یہ ممانعت کی حضرت عبداللہ بن عباس سے صحیح ابن حبان وغیرہ میں جو روایتیں ہیں ان سے اس قول کی تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتوں سے جو فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ مخالفت نہ کی جاوے تو تم سے قطع رحمی کا اندیشہ ہے ان روایتوں کی اسناد میں ایک شخص ابو حریز عبداللہ بن حسین ہے بعضے علماء نے اس کے ثقہ ہونے میں کلام کیا ہے۔ لیکن ابن معین اور ابو زرعہ نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ فقط

مونس انگلش ٹیچنگ متیھڈ المعروف سونے کی چڑیا

نہ طبع ثانی ماہ میں انگریزی سکھلا دینے والی کتاب ہے کثرت سے فروخت ہوتی ہے جو اس کے مقبول اور مفید ہونے کی دلیل ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ
حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰ سے منگائیے

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ اول

(بالسلسلہ گزشتہ)

باب پتھروں سے استنجا کرنا (مسنون ہے)

(۱۵۰) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ اپنی حاجت (رفع کرنے) کے لئے نکلے تھے اور آپ (کی عادت تھی کہ) ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے تو میں آپ سے قریب ہوگیا آپ نے فرمایا مجھے پتھر تلاش کر دو تاکہ میں ان سے پاکی حاصل کروں (یا اس کے مثل کوئی لفظ فرمایا) اور ہڈی میرے پاس نہ لانا اور نہ گوبر چنانچہ میں اپنے کپڑے کے کنارے میں پتھر (رکھکر) آپ کے پاس لے گیا اور ان کو میں نے آپ کے پہلو میں رکھدیا اور میں آپ کے پاس سے ہٹ آیا پس جب آپ قضائے حاجت کر چکے تو پتھروں کو استعمال کیا۔

باب گوبر سے استنجا نہ کرے

(۱۵۱) عبداللہ (بن مسعود) کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پاخانے گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں تین پتھر آپ کے پاس لے آؤں (دو پتھر تو) میں نے پائے اور تیسرے کو تلاش کیا مگر نہ پایا تو میں نے ایک (ٹکڑا خشک) گوبر کا لے لیا اور وہ آپ کے پاس لے آیا آپ نے دونوں پتھر لے لئے اور گوبر گرا دیا اور فرمایا یہ نجس ہے

باب وضو میں (اعضا کا) ایک ایک مرتبہ دھونا بھی آیا ہے)

(۱۵۲) ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا (اور ہر عضو کو) ایک ایک مرتبہ دھویا)

باب وضو میں اعضا کا، دو دو مرتبہ دھونا بھی آیا ہے

(۱۵۳) عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا (اور ہر عضو کو) دو دو مرتبہ دھویا)

باب وضو میں اعضا کا، تین تین بار (دھونا بھی آیا ہے)

(۱۵۴) عثمان بن عفان نے پانی کا ایک برتن منگا اور اپنی ہتھیلیوں پر تین بار پانی ڈالا اور کلی کی اور ناک صاف کی پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دونوں پیر ٹخنوں تک تین بار دھوئے پھر کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے اس وضو کی مثل وضو کرے بعد اس کے دو رکعت نماز پڑھے ان میں اپنے دل سے بات نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائینگے۔

باب وضو میں ناک صاف کرنا (ثابت ہے) اس کو عثمان نے اور عبداللہ بن زید نے اور ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

(۱۵۵) ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کوئی وضو کرے تو اسے چاہیئے کہ ناک صاف کرے اور جو کوئی پتھر سے استنجا کرے تو چاہیئے کہ طاق (پتھروں سے) کرے۔

باب طاق (عدد کے لحاظ سے) استنجا کرنا (چاہیئے)

(۱۵۶) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر (اس کو) صاف کرے اور جو کوئی پتھر سے استنجا کرے تو چاہیئے کہ طاق (پتھروں سے) کرے اور جب تم میں کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھ کو قبل اس کے کہ اسے وضو کے پانی میں ڈالے دھو لے اس وجہ سے کہ تم میں سے کوئی (بھی) یہ نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے۔

باب دونوں پیروں کا دھونا (وضو میں فرض ہے) اور دونوں قدموں پر مسح نہ کرے

(۱۵۷) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ کسی سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ نے ہمیں پا لیا اور ہم نے عصر کی نماز میں دیر کر دی تھی لہذا ہم وضو کرنے لگے اور اپنے پیروں پر (جلدی کے مارے) مسح کرنے لگے پس آپ نے اپنی بلند آواز سے پکار کر دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار

باب وضو میں کلی کرنا (بھی ثابت ہے) اس کو ابن عباس اور عبداللہ بن زید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

(۱۵۸) عثمان بن عفان نے وضو کا پانی مانگا پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر اپنے برتن سے (پانی) گرایا اور ان دونوں کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ پانی میں ڈال دیا اور اس سے پانی لیکر کلی کی اور ناک صاف کی پھر اپنے منہ کو تین مرتبہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر پیر کو تین مرتبہ دھویا بعد اس کے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس وضو کے مثل وضو کرتے دیکھا اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے اس وضو کی مثل کرے بعد اس کے دو رکعت نماز پڑھے جن میں اپنے دل سے کچھ بات نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائینگے۔

باب (وضو میں ٹخنوں کا دھونا ضروری ہے) (اور ابن سیرین جب وضو کرتے تھے تو انگوٹھی (پہننے) کی جگہ کو (بھی) دھوتے تھے)

(۱۵۹) محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ سے سنا اور وہ ہمارے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور لوگ مطہرہ سے وضو کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ وضو کو پورا کرو اس لئے کہ ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ویل للاعقاب من النار۔

باب نعلین (پہننے) کی حالت میں دونوں پیروں کا دھونا ضروری ہے اور نعلین پر مسح نہیں ہو سکتا۔

(۱۶۰) عبید بن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن میں نے تمہیں چار باتیں (ایسی) کرتے دیکھی ہیں جن کو کرتے ہوئے میں نے تمہارے اصحاب میں سے کسی کو نہیں دیکھا انہوں نے کہا کہ اے ابن جریج وہ کون باتیں ہیں ابن جریج نے کہا میں نے تمہیں دیکھا کہ (حج میں) سوا دونوں یمانی (رکنوں) کے اور کسی رکن کو تم مس نہیں کرتے اور میں نے تمہیں دیکھا کہ

کہ جب تم مکہ میں تھے ہو اور لوگ تو جب چاند (ذی الحجہ کا) دیکھتے ہیں (اسی وقت سے) احرام باندھ لیتے ہیں اور تم جب تک کہ ترویہ کا دن نہیں آجاتا احرام نہیں باندھتے عبداللہ بولے کہ بیشک میں یہ باتیں کرتا ہوں، لیکن ارکان (کا حج میں مس کرنا) تو میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سوا دونوں یمانی (رکنوں) کے اور کسی کا مس کرتے نہیں دیکھا اور لیکن سبتی جوتیاں تو بیشک میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جوتیاں پہنتے دیکھی ہیں جن میں بال نہوں اور انھیں میں آپ وضو فرماتے تھے لہذا میں دوست رکھتا ہوں کہ انھیں جوتیوں کو پہنوں اور لیکن زردی (کا رنگ) تو بیشک میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے رنگتے ہوئے دیکھا لہذا میں دوست رکھتا ہوں کہ اس سے رنگوں اور لیکن احرام باندھنا تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تاوقتیکہ آپ کی سواری نہ چلے (یعنی آٹھویں تک رکھوا)

باب وضو اور غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنا (چاہیے)

(۱۶۱) ام عطیہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے (اپنی بیٹی زینب) کے غسل دینے کی حالت میں فرمایا کہ ان کے داہنے طرف سے اور ان کے وضو کے مقامات سے شروع کرو

(۱۶۲) عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جوتی پہننے میں اور کنگھی کرنے میں (غرض) تمام کاموں میں داہنی جانب سے ابتدا کرنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔

باب وضو کی فکر کرنا (اس وقت ضروری ہے) جبکہ نماز کا وقت آجائے اور عائشہ کہتی ہیں (ایک مرتبہ سفر میں) صبح ہوگئی اور پانی ڈھونڈا گیا نہ ملا تو تیمم (کا حکم) نازل ہوا۔

(۱۶۳) انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ نماز کا وقت آگیا تھا اور لوگوں نے پانی وضو کے لئے ڈھونڈا مگر نہیں پایا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (ایک برتن میں) وضو کے لئے پانی لایا گیا پس آپ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھدیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں انس کہتے ہیں میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

باب جس پانی سے انسان کے بال دھوئے جائیں (اس کا کیا حکم ہے) اور عطا اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے کہ ان کے بالوں کے تاگے اور رسیاں بنائی جائیں اور کتوں کی جھوٹی چیز اور مسجد میں ان کی آمد و رفت (کا حکم) اور زہری نے کہا کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالدے اور اس کے علاوہ پانی وضو کا نہو تو اسی سے وضو کر لیا جائے اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ بعینہ اللہ بزرگ و برتر کے ارشاد فلم تجدوا ماء فتیمموا کے ہے اور یہ (پانی جس میں کتے نے منہ ڈالا) پانی تو ہے مگر دل میں اس کی (طہارت کی) طرف سے کچھ (شک) ہے (لہذا احتیاطاً) وضو کیا جائے اور (بعد اس کے) تیمم (بھی) کر لیا جائے۔

(۱۶۴) ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ (مقدس) بال ہیں ہم نے انھیں انس کے پاس سے یا (یہ کہا کہ) انس کے گھر والوں کے پاس سے پایا ہے عبیدہ بولے کہ بیشک یہ بات کہ میرے پاس ان میں سے (ایک) بال ہو یہ مجھے دنیا سے اور تمام ان چیزوں سے جو دنیا میں ہیں زیادہ محبوب ہے۔

(۱۶۵) انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا سر منڈوایا تو پہلے ابو طلحہ نے آپ کے بال لے لئے

باب جب کتا برتن میں پی لے (تو کیا جائے)

(۱۶۶) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے کسی برتن میں کتا پانی پئے تو چاہیے کہ اسے سات مرتبہ دھو ڈالو۔

(۱۶۷) ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگلے زمانہ میں، ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا کہ وہ پیاس کے سبب سے گیلی مٹی کھا رہا ہے تو اس شخص نے اپنا موزہ لے لیا اور اس (کتے) کے لئے اس سے پانی بھرنے لگا یہانتک کہ اسے سیراب کر دیا پس اللہ نے اسے (اس کا) ثواب دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

(۱۶۸) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے وہ لوگ اس کے سبب سے مسجد میں پانی (چھڑکتے تک) نہ تھے

عدی بن حاتم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (کتے کے شکار کا مسئلہ) پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے سکھائے ہوئے کتے کو چھوڑو اور وہ مارے تو (اس شکار کو) تم کھا لو اور جب وہ خود کھانے لگے تو نہ کھاؤ (اس لئے کہ وہ شکار) اس نے اپنے ہی لئے پکڑا ہے میں نے کہا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں اور (شکار کے موقع پر جاکر) اس کے ہمراہ دوسرے کتے کو پاتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ (اس شکار کو) نہ کھاؤ اس لئے کہ تم نے بسم اللہ اپنے کتے پر پڑھی ہے دوسرے کتے پر تو پڑھی نہیں۔

باب سلف میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جس نے وضو کو (فرض) نہیں خیال کیا مگر صرف دونوں مخرج یعنی قبل اور دبر سے (نکلنے والی چیز کے سبب سے) بدلیل قول اللہ تعالے کے اوجاء احد منکم من الغائط اور عطا نے اس شخص کے بارے میں جسکے پیچھے سے کیڑا خارج یا اس کے عضو خاص سے جوئیں کی مثل (کوئی چیز) نکلے یہ کہا ہے کہ وہ وضو کا اعادہ کرے اور جابر بن عبداللہ نے کہا ہے کہ جب (کوئی) نماز میں ہنس دے تو وہ (اس) نماز کا اعادہ کرے اور وضو کا اعادہ نہ کرے اور حسن (بصری) نے کہا ہے اگر (کوئی) شخص اپنے بال یا اپنے ناخن کتروائے یا اپنے موزے اتار ڈالے تو اس پر وضو (فرض) نہیں اور ابوہریرہ نے کہا ہے کہ وضو (فرض) نہیں (ہوتا) مگر حدث کے سبب سے اور جابر سے نقل کیا جاتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع میں تھے کہ ایک شخص کے تیر مارا گیا اور وہ (ران کے لگ گیا اور) خون نکل آیا مگر انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اپنی نماز میں قائم رہے اور حسن (بصری) کہتے ہیں کہ مسلمان برابر اپنے زخموں میں نماز پڑھا کرتے تھے اور طاؤس اور محمد بن علی اور عطا اور اہل حجاز کہتے ہیں کہ خون (نکلنے) سے وضو (فرض) نہیں ہوتا اور ابن عمر نے اپنی ایک پھنسی کو دبایا اور اس سے خون نکلا مگر انہوں نے وضو نہیں کیا اور ابن ابی اوفیٰ نے خون تھوکا مگر وہ اپنی نماز میں قائم رہے اور ابن عمر اور حسن (بصری) اس شخص کے بارہ میں جو پچھنے لگوائے یہ کہتے ہیں کہ اس پر صرف اپنے پچھنے کے مقامات کا دھونا ضروری ہے۔

(۱۷۰) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ برابر نماز میں ہے جب تک کہ مسجد میں نماز کا انتظار کر رہا ہے[1] تاوقتیکہ حدث نہ کرے تو ایک عجمی شخص نے کہا کہ اے ابوہریرہ حدث کیا چیز ہے انہوں نے کہا کہ آواز (یعنی ریح)۔

(۱۷۱) عباد بن تمیم اپنے چچا سے وہ نبی صلی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ نماز سے باہر نہ جائے تاوقتیکہ آواز (ریح کی نکلنے کی) نہ سن لے یا بو (اس کی) نہ پائے۔

(۱۷۲) علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری مذی بکثرت نکلتی تھی تو میں رسول خدا صلی اللہ

[illegible] کہ ان لوگوں کے ہاں ان کے بال حرام سے علیحدہ ہو جانا خیر نہیں ہے۔ [2] یہ تیسرا پیسکر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو۔ [3] تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے۔

علیہ وسلم سے پوچھتے ہوئے شرمایا اور میں نے مقداد بن اسود سے کہا انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مذی کے نکلنے میں وضو (فرض) ہے

(۱۷۳) زید بن خالد نے عثمان بن عفان سے پوچھا (وہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ بتاؤ اگر (کوئی شخص) جماع کرے اور منزل نہو تو عثمان نے کہا جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے وضو کرے اور اپنے عضو خاص کو دھو ڈالے عثمان کہتے ہیں کہ یہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (زید کہتے ہیں) تو میں نے یہ مسئلہ علی اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا انہوں نے (بھی) اس شخص کو یہی حکم دیا۔

(۱۷۴) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری شخص کے پاس (بلانے کو) آدمی بھیجا تو وہ آئے اس حال میں کہ سر سے ان (کے غسل) کا (پانی) ٹپک رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید ہم نے تمہارے ساتھ (بلانے میں) جلدی کی انہوں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ جب جلدی کی جائے یا (اور کسی سبب سے) انزال نہ ہو تو تمہارے اوپر وضو (فرض) ہے

باب کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کرا دے (تو کچھ حرج نہیں)

(۱۷۵) اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب عرفہ سے چلے تو شعب کی طرف مڑ گئے اور اپنی حاجت رفع کی اسامہ کہتے ہیں کہ بعد اس کے کہ میں آپ (کے اعضائے شریفہ) پر پانی ڈالتا تھا اور آپ وضو کرتے رہے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ (یہاں) نماز پڑھیں گے آپ نے فرمایا (نہیں)، نماز پڑھنے کی جگہ تمھارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ میں)

(۱۷۶) مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ وہ کسی سفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپ اپنی حاجت (رفع کرنے) کے لئے تشریف لے گئے (جب آپ واپس آئے) تو مغیرہ آپ (کے اعضائے شریفہ) پر پانی ڈالنے لگے اور آپ وضو کرنے لگے یعنی آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

باب بعد حدث وغیرہ کے (بے وضو کئے) قرآن کی تلاوت کرنا (درست ہے)

اور منصور نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ حمام میں تلاوت اور بے وضو خط لکھنا کچھ حرج نہیں اور حماد نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ اگر حمام کے لوگوں (کے بدن) پر ازار ہو تو (انھیں) سلام کرو ورنہ نہیں۔

(۱۷۷) عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ ایک شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ کے گھر میں رہے (اور وہ ان کی خالہ ہیں) (ابن عباس کہتے ہیں) میں مسند کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اس کے طول میں لیٹیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے یہاں تک کہ جب آدھی رات ہوئی یا اس کے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور نیند (کے اثر) کو اپنے چہرہ سے اپنے ہاتھ سے ملتے ہوئے بیٹھ گئے پھر آخیر کی دس آیتیں سورۂ آل عمران کی آپ نے پڑھیں بعد اس کے ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف متوجہ ہو کر آپ کھڑے ہو گئے اور اس سے وضو کیا بعد اس کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے ابن عباس کہتے ہیں میں (بھی) اٹھا اور جس طرح آپ نے کیا تھا میں نے (بھی) کیا پھر گیا اور آپ کے (بائیں) پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر مروڑا (اور مجھے اپنے داہنے جانب کر لیا) پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے وتر پڑھے پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور دو رکعتیں ہلکی (سنت فجر کی) پڑھ لیں پھر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

باب (کوئی ایسا بھی ہے) جو سوا بھاری غشی (کے معمولی غشی) سے وضو کو (فرض) نہیں خیال کرتا۔

(۱۷۸) اسما کہتی ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ کے پاس آئی جبکہ سورج میں گرہن ہوا تھا تو (کیا دیکھتی ہوں کہ) لوگ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور عائشہ بھی کھڑی ہوئی نماز پڑھتی ہیں میں نے کہا کہ (آج) لوگوں کا کیا حال ہے (یہ بے وقت کی نماز کیسی پڑھ رہے ہیں) تو عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ سبحان اللہ میں نے کہا کہ (کیا) یہ سورج گرہن (کیا) کوئی نشانی (عذاب وغیرہ کی) ہے انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں تو میں (بھی نماز پڑھنے) کھڑی ہو گئی یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہو گئی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (نماز سے) فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی بعد اس کے فرمایا کہ جس کسی چیز کو میں نے (اب تک) نہ دیکھا تھا اس کو (اس وقت) اپنی اسی جگہ میں کھڑے کھڑے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو (بھی) اور بیشک میرے اوپر یہ وحی آئی ہے کہ قبروں میں تم لوگوں کی آزمائش ہو گی مثل یا قریب آزمائش دجال کے (فاطمہ کہتی ہیں) میں نہیں جانتی کہ ان دونوں لفظوں میں سے اسماء نے کون لفظ کہا تھا) تم میں سے ہر ایک کے پاس (فرشتے) بھیجے جائیں گے اور اس سے کہا جائیگا کہ اس مرد کے متعلق تم کو کیا علم ہے مومن یا موقن (فاطمہ کہتی ہیں) مجھے یاد نہیں کہ اسماء نے ان دونوں لفظوں میں سے کونسا لفظ کہا تھا) تو کہیگا وہ محمد ہیں اللہ کے رسول ہمارے پاس معجزے اور ہدایت لیکر آئے تھے تو ہم نے ان کی بات مانی اور ایمان لائے اور پیروی کی پس اس سے کہا جائیگا کہ آرام سے سو اس لئے کہ ہم نے یقیناً جان لیا کہ تو مومن ہے لیکن منافق یا شک کرنے والا (فاطمہ کہتی ہیں مجھے یاد نہیں کہ ان دونوں لفظوں میں سے اسماء نے کون لفظ کہا تھا) کہیگا کہ میں (حقیقت حال تو) نہیں جانتا (لیکن) میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا تھا وہی میں نے (بھی) کہدیا۔

باب پورے سر کا مسح کرنا (ضروری ہے)[1] بدلیل قول اللہ تعالیٰ کے وامسحوا برؤسکم اور ابن مسیب نے کہا ہے کہ عورت بھی مثل مرد کے ہے وہ بھی اپنے سر پر مسح کرے اور امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا بعض سر کا مسح کافی ہے تو انہوں نے عبداللہ بن زید کی حدیث سے استدلال کیا (اور کہا کہ کافی نہیں)

(۱۷۹) ایک شخص نے (جو عمرو بن یحییٰ کے دادا ہیں) عبداللہ بن زید سے پوچھا کہ کیا تم جانتے تھے کہ مجھے دکھا دو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے تو عبداللہ بن زید نے کہا ہاں (میں دکھا سکتا ہوں) پھر انہوں نے پانی منگایا اور اپنے ہاتھ پر ڈالا پھر اپنے ہاتھ دو مرتبہ دھو دئے . . . . پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو تین مرتبہ دھویا پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو مرتبہ دھوئے پھر اپنے سر کا اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کیا یعنی ان کو آگے لائے اور پیچھے لیگئے سر کے پہلے حصہ سے ابتدا کی اور دونوں ہاتھ گدی تک لیگئے پھر ان دونوں کو وہیں تک واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا پھر اپنے دونوں پیر دھو

[1] یہ امام مالک کا مذہب ہے حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے امام شافعی کے نزدیک

مقالات غوث الاعظم

فان نعم الله علی العباد کثیرة متواترة فی اناء اللیل و اطراف النهار والساعات واللحظات والخطرات وجمیع الحالات کما قال الله تعالیٰ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔ وقوله تعالیٰ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ فلا یدان لی ولا جنان ولا لسان فی احصائها واعدادها فلا یدرکها العد ولا تضبطها العقول والاذهان ولا یجمعها الجنان ولا یعبرها اللسان فمن جملة ما کان من تعبیرها اللسان واظهارها الکلم وکتبها البنان وتفسیر البیان کلمات برزت وظهرت لی من فتوح الغیب فحلت فی الجنان فاشتغلت المکان فنتجها وابرزها صدق الحال فتولی ابرازها لطف المنان ورحمة رب الانام لی قالب صواب المقال تحبه للمریدین اشوق والطالب فمن ذلک قال رضی الله تعالیٰ عنه بسم الله الرحمٰن الرحیم

رات دن کے ہر حال اور ہر ساعت و لحظہ میں پے در پے اللہ کی بے شمار نعمتیں بندوں پر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر ہماری نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار کر نہیں سکتے۔ اور فرمان الٰہی ہے:۔

”جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں“

تو بس مجھ میں طاقت ہے نہ دل نہ زبان میں یہ قدرت ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شمار واحاطہ کر سکے اور نہ عقل و ذہن کی یہ قوت ہے کہ ان نعمتوں کا ضبط و ادراک و شمار کر سکے اور نہ زبان کی یہ گویائی ہے کہ ان کو بیان کر سکے بس منجملہ ان نعمتوں کے جن کی تعبیر پر زبان کو اور جن کے ظاہر کرنے پر کلام کو اور جن کے لکھنے پر انگلیوں کو اور جن کی تفسیر پر بیان کو قدرت دی گئی ہے یہ ہی ”چند کلمات“ ہیں جو فتوحات غیب سے مجھ پر ظاہر ہوئے، دل میں اتر گئے اور بھر گئے پھر راستی حال نے ان کو باہر لاکر ظاہر کیا اور اللہ کی رحمت و مہربانی ان کلمات کو مریدوں اور راہ حق کے طالبوں کی رہنمائی کے لئے قالب گفتار صحیح میں ظاہر کرنے پر رہبری و مددگار ہوئی اس لئے حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ اللہ کے نام کے ساتھ (جو) مہربان و رحیم (ہے)

المقالة الاولیٰ

لا بد لکل مؤمن فی سائر احواله من ثلاثة اشیاء امر یمتثله ونهی یجتنبه وقدر یرضی به فاقل حالة لا یخلو المؤمن فیها من احد هذه الاشیاء الثلاثة فینبغی له ان یلزم همها قلبه ولیحدث بها نفسه ویاخذ الجوارح بها فی سائر احواله

مقالہ پہلا

مومن کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں

ہر مومن کے لئے تمام احوال میں تین چیزیں ضروری ہیں وہ یہ کہ حکم خدا بجا لائے ممنوعات سے بچے۔ اور تقدیر پر راضی رہے بس جس کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ کسی وقت ان تینوں چیزوں میں سے کسی سے خالی نہ ہو اور مومن کو سزاوار ہے کہ اس کا دل ان چیزوں کے ارادہ کو لازم کرے اور نفس سے ان ہی کی بات کرے اور تمام احوال میں اپنے اعضاء کو ان ہی میں لگائے رکھے۔

المقالة الثانیة

فی النواصی بالخیر

قال رضی الله عنه اتبعوا ولا تبتدعوا واطیعوا ولا تمرقوا ووحدوا ولا تشرکوا ونزهوا الحق ولا تتهموا وصدقوا ولا تشکوا واصبروا ولا تجزعوا واثبتوا ولا تنفروا واسئلوا ولا تسأموا وانتظروا وترقبوا ولا تیأسوا وتواخوا ولا تعادوا واجتمعوا علی الطاعة ولا تتفرقوا وتحابوا ولا تباغضوا وتطهروا عن الذنوب وبها لا تتدنسوا ولا تتلطخوا وبطاعة ربکم فتزینوا وعن باب مولیکم فلا تبرحوا وعن الاقبال علیه فلا تتولوا وبالتوبة فلا تسوفوا وعن الاعتذار الی خالقکم فی اناء اللیل واطراف النهار فلا تملوا فلعلکم ترحموا وتسعدوا وعن النار تبعدوا وفی الجنة تحبروا والی الله توصلوا وبالنعیم وافتضاض الابکار فی دار السلام تشغلوا وعلی ذلک ابدا تخلدوا وعلی النجائب ترکبوا وبحور العین والوان الطیب وصوت القیان مع ذلک النعیم تحبروا ومع الانبیاء والصدیقین والشهداء والصالحین فی علیین ترفعوا۔

مقالہ دوسرا

بہتر کاموں کی نصیحت

سنت کی پیروی کرو بدعت نہ کرو اللہ و رسول کی فرمانبرداری کرو ان کے حکم سے باہر نہ جاؤ اللہ کو یکتا جانو اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اس کو پاک جانو اور اس پر بہتان نہ لگاؤ سچ جانو اسلام کو اور شک نہ لاؤ صبر کرو بلاؤں پر اور نہ گھبراؤ ثابت قدم رہو اور نہ بھاگو اس سے فضل کا سوال کرو اور سوال کرنے سے رنجیدہ نہ ہو انتظار کرو امید رکھو اور نا امید نہ ہو آپس میں برادری اور دوستی رکھو اور باہم دشمنی نہ رکھو اکٹھے ہو جاؤ اطاعت و بندگی پر اور جدا نہ ہو آپس میں .. کینہ نہ رکھو خوب پاک رہو گناہوں سے اور شامل و آلودہ نہ ہو گناہوں میں اپنے رب کی بندگی سے زینت حاصل کرو اپنے مالک کے دروازہ سے دور نہ ہو اس کی طرف متوجہ ہونے سے منہ نہ پھیرو توبہ کرنے میں دیر نہ کرو اور اپنے پروردگار کے روبرو گناہوں سے عذر چاہنے میں تنگ اور دل کسی وقت میں رنجیدہ نہ ہو امید ہے کہ رحم کئے جاؤ اور نیک بخت بنائے جاؤ دوزخ سے بچائے جاؤ اور جنت میں خوش کئے جاؤ اور وصال الی اللہ تم کو حاصل ہو اور دار السلام کے اندر کنواریوں کی صحبت میں اور دوسری نعمتوں کے ساتھ مشغول کئے جاؤ اور اس ناز و نعم میں ہمیشہ رکھے جاؤ اچھے گھوڑوں پر سوار ہو حوروں اور طرح طرح کی خوشبوؤں اور خوش آواز لونڈیوں کے ساتھ ساتھ ان نعمتوں سے خوش رکھے جاؤ اور انبیاء اور صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ مقام علیین میں رفعت دیئے جاؤ۔

المقالة الثالثة

(فی الابتلاء)

وقال رضی الله تعالیٰ عنه و

مقالہ تیسرا

(ابتلاء میں)

فرمایا رضی اللہ عنہ، بندہ جب بلا میں مبتلا کیا

اذ تبتلی العبد ببلیة تحرك اولا فی نفسه بنفسه فان لم یتخلص منها استعان بغیره من الخلق کالسلاطین وارباب المناصب وابناء الدنیا واصحاب الاموال واهل الطب فی الامراض و الاوجاع فان لم یجد فی ذلك خلاصه رجع حینئذ الی ربه عز وجل بالدعاء والتضرع والثناء فما دام یجد عند نفسه نصرة لم یرجع الی الخلق وما دام یجد عند الخلق نصرة لم یرجع الی الخالق لما اذا لم یجد عند الخالق نصرة استطرح بین یدیه مدیما للسوال و الدعاء والتضرع والثناء والافتقار مع الخوف منه والرجاء ثم یعجزه الخالق عز وجل عن الدعاء ولم یجبه حتی ینقطع عن جمیع الاسباب فحینئذ ینفذ فیه القدر و یفعل فیه الفعل فیفنی العبد عن جمیع الاسباب والحرکات فیبقی روحا فقط فلا یری الا فعل الحق عز وجل فیصیر موقنا موحدا ضرورة فیقطع ان لا فاعل علی الحقیقة الا الله ولا محرك ولا مسکن الا الله ولا

جاتا ہے تو اولا اپنے نفس کی خلاصی میں خود کوشش کرتا ہے اور جب اس کوشش سے رہائی نہیں پاتا تو اپنے غیر سے مدد چاہتا ہے جیسے بادشاہوں عہدہ داروں اور دنیاداروں اور مالداروں اور طبیبوں سے بیماریوں اور دکھوں میں اور جب ان سے بھی رہائی نہیں پاتا تب اپنے رب عز وجل کی طرف دعا وزاری اور حمد وثنا کرتا ہوا رجوع کرتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے نفس میں طاقت وسکت پاتا ہے مخلوق سے نصرت نہیں چاہتا اور جب تک کہ مخلوق سے مدد اور یاوری پاتا ہے خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا پھر جب خدا سے بھی نصرت اور یاوری نہیں پاتا تب ہمیشہ کے لئے سوال اور دعا وزاری اور ثنا اور اظہار احتیاج کرتا ہوا خوف ورجا کے ساتھ خدا کے سامنے عاجزانہ گر پڑتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو دعا سے بھی عاجز کرتا ہے اور اس کی دعا قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ وہ تمام اسباب ظاہری سے ناامید ہو جاتا ہے تو اس وقت اس پر قضا وقدر اور افعال الٰہیہ جاری ہوتے ہیں اور وہ تمام اسباب و تعلقات سے فنا ہو جاتا ہے اور اس فنا کے بعد پھر بندہ محض روح باقی رہجاتا ہے اب اس مقام میں وہ نہیں دیکھتا مگر حق عز وجل کے فعل کو اور وہ ضرور تا صاحب یقین موحد ہو جاتا ہے اور پھر وہ یقین کرتا ہے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں اور اللہ کے سوا کوئی

شر ولا ضر ولا نفع ولا خیر ولا عطاء ولا منع ولا فتح ولا غلق ولا موت ولا حیوة ولا عز ولا ذل ولا غنی ولا فقر الا بید الله فیصیر حینئذ فی القدر کالطفل الرضیع فی ید الظئر والمیت الغسیل فی ید الغاسل والکرة فی صولجان الفارس یقلب ویغیر ویبدل ویکون ولا حراك به فی نفسه ولا فی غیره فهو غائب عن نفسه فی فعل مولاه فلا یری غیر مولاه وفعله ولا یسمع ولا یعقل من غیره ان ابصر فلصنعه ابصر وان سمع وعلم فلکلامه سمع وبعلمه علم وبنعمته تنعم وبقربه اسعد وبتقریبه تزین وتشرف وبوعده طاب وسکن وبه اطمان وبحدیثه انس وعن غیره استوحش ونفر والی ذکره التجا ورکن وبه عز وجل وثق وعلیه توکل وبنور معرفته اهتدی وتقمص وتسربل وعلی غرائب علومه اطلع وعلی اسرار قدرته اشرف ومنه عز وجل سمع و عی ثم علی ذلك حمد واثنی وشکر ودعا

اور قدرت کے بھید دل پر آگاہ اور خبردار ہوتا ہے

نہیں جو ہلانے والا اور ٹھیرانے والا ہو اور بھلائی اور برائی نفع اور نقصان موت اور حیات عزت وذلت دولتمندی اور محتاجی دینا اور نہ دینا کھولنا اور بند کرنا اللہ کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں پس اس وقت وہ مقام قضا وقدر کے اندر دایہ کے ہاتھ میں شیر خوار بچہ کی طرح نہلانے والے کے ہاتھ میں مردہ کی طرح اور چوگان سوار کے سامنے گڑ ہنے والے گیند کی طرح ہو جاتا ہے ایک حال سے دوسرے حال پر ایک وضع سے دوسری وضع پر ایک فعل سے دوسرے فعل پر پلٹا اور پھرایا جاتا ہے اور اس کو اپنے حق میں کسی طرح جنبش کرنے کی قدرت باقی نہیں رہتی پس اب وہ اپنے مولا کے فعل میں اپنے آپ سے غائب ہے پھر اپنے مولا اور اس کے فعل کے سوا نہیں دیکھتا نہیں سنتا اور نہیں سمجھتا اگر دیکھتا ہے تو اسی کی نظر قدرت سے اور اگر سنتا اور جانتا ہے تو اسی کے کلام اور علم کو اسی کی نعمت سے نعمت یافتہ اسی کے قرب سے نیک بخت اور اسی کی نزدیکی سے بزرگ اور آراستہ اور اسی کے وعدہ سے خوش اور آرام یافتہ ہوتا ہے اسی سے اطمینان حاصل کرتا ہے اسی کی حدیث اور بات سے مانوس ہوتا اور اسی کے غیر سے بھاگتا اور متنفر ہوتا ہے اسی کے ذکر کی آرزو کرتا ہے اور اسی کی پناہ پکڑتا ہے اور حق عز وجل کے ساتھ مضبوط ہوتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہے اور اسی کے نور معرفت سے ہدایت پاتا ہے اور جامہ وپیراہن پہنتا ہے اور اسی کے نادر علوم اور اسی سے سنتا اور یاد رکھتا ہے اور پھر ان ہی پر مشغول ہو

کتاب المرقوم یعنی شرح مثنوی مولینا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو عالم تصوف کا جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کام طریقت کو جام معرفت بلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے اور ہر شخص نے اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے اپنا مطلب لے سکتا ہے پس ایسی اعلے اور مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل سے جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھایا ہے جو اس سے پہلے آجتک کسی نے اختیار نہیں کیا۔ ہر شعر جلی قلم سے لعض لعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا گیا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی گئی ہے ہر شعر کی صرفی ونحوی ترکیب بتلائی گئی ہے ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ لغت اللفظی ہے اور بامحاورہ بھی اور شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن وحدیث کے حوالہ دیئے گئے ہیں صفحات بڑی تقطیع ۵۰۰ صفحات۔

قیمت مجلد ۱۲ ؏ پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے علاوہ محصولڈاک

تاریخ اسلام

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب لائل پور)

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

جب کوئی قوم بام ترقی کی جس قدر بلندیوں سے گرتی ہے تو اسی قدر وہ تنزل و تسفل کی گہرائیوں میں جا پڑتی ہے مسلمان بھی چونکہ رفعت و عظمت کی انتہائی بلندی سے گرے تھے اس لئے تنزل کے کسی درمیانی منزل میں ٹہیرے بغیر قعر ذلت میں جا گرے ان کا عروج و ارتقا کی چوٹیوں سے گمنامی و پستی کی گہرائیوں میں جا گرنا کوئی مستبعد افسوسناک اور ماتم انگیز امر نہیں کیونکہ انقلاب زمانہ کے تغیر و تبدل سے کسی قوم کو چارہ نہیں اس کارگاہ عالم میں یہی ہوتا رہا ہے کہ قومیں کبھی اٹھتی اور کبھی گرتی ہیں جس طرح نظام حکومت و معاشرت ایک قانون کے ماتحت رہتا ہے اور دنیاوی امور اس کی پابندی سے سرانجام پاتے ہیں اسی طرح اس دنیا میں قوموں کی ترقی و تنزل کی خدا کی طرف سے ایک قانون نافذ پذیر ہے جس کے ماتحت قومیں بنتی بگڑتی رہتی ہیں۔

ان قوانین الٰہیہ کی پابندی اور خلاف ورزی کا اثر اٹل ہے اور اس کی جزاو سزا ناگزیر ہے اس کارخانہ حیات کے عالمگیر قانون سے خدا کی آخری مذہب اور آخری قوم مستثنیٰ نہیں کیجا سکتی اس میں کسی قوم کی خصوصیت اور رعایت نہیں کیونکہ خدا کی صفت ربوبیت و مالکیت کا فیضان ازلی کسی خاص قوم سے تعلق نہیں بلکہ بلا امتیاز تمام عالم اس سے فیضیاب اور متمتع ہو رہا ہے اگر انگریز قوانین قدرت کی پابندی کرتے ہیں قوائے فطرت سے کام لیتے ہیں اور جہد للحیات کو مقصد زندگی قرار دیتے ہیں تو وہ ضرور دنیا کی نا مرادیوں سے شادکام ہوں گے اور ان کی کوششوں کا پھل پانیکے یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کا عند اللہ مبغوض و مترود ہونا ان کی جدوجہد کو بے اثر کر دیگا اور ان کی کوششیں بار آور نہ ہونگی اور اگر مسلمان قانون حیات کی خلاف ورزی کرتے ہیں قوائے فطرت سے کام نہیں لیتے اور جہد للحیات کو مقصد زندگی نہیں بناتے تو ان کا عند اللہ محبوب و مقبول اور سرفراز ہونا قانون حیات کی سزا سے نہیں بچا سکتا اور لیس للانسان الا ما سعی کی خلاف ورزی ان کو تنزل میں گرنے سے نہیں روک سکتی غرض حکومت و جہانداری اور دنیا کی سرفرازی کی صلاحیت اور اہلیت جس قوم میں بھی ہو وہ ضرور اس سے بہرہ ور ہوگی اور جو قوم یہ اہلیت و صلاحیت کھو دیگی وہ لازمی طور پر ذلیل اور پسماندہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگی۔

مسلمان جب تک حقیقی معنوں میں مسلمان تھے ان کی زندگیوں میں حقیقی اسلام جلوہ گر تھا اسلامی تعلیم کو پیش راہ بنائے ہوئے تھے فطری قوی سے کام لیتے تھے قانون حیات کی پابندی کرتے تھے اور وہ خدا کے تھے خدا ان کا تھا وہ برسر عروج تھے اور زندگی کے ہر پہلو میں کامیاب تھے مگر جب وہ حقیقی معنوں میں مسلمان نہ رہے احکام الٰہی سے روگردانی کی حدود اللہ سے تجاوز کیا اور خدا سے منہ موڑ لیا خدا نے بھی اپنی تائید و نصرت منقطع کر لی قسمت کی دیوی اٹھ گئی آفتاب اقبال غروب ہو گیا عزو وقار رخصت ہو گیا مصائب و آلام نے گھیر لیا اور انکی زندگی کا ہر پہلو تاریک ہو گیا۔

مسلمانوں کا بتدریج تنزل ہونا اور پسماندہ زندگی بسر کرنا تو کوئی چنداں ماتم انگیز بات نہ تھی اور اگر ان کی اخلاقی اور روحانی زندگی تنزل پذیر اور گری ہوئی حالت میں نہ ہوتی اور ان کو اپنی حالت کا صحیح احساس ہوتا رہتا تو یہ ہے کہ ان کی اخلاقی اور روحانی زندگی فنا ہو گئی غفلت و جمود نے ان کے قوائے عملیہ پر موت طاری کر دی اور وہ قیامت کی نیند سو گئے اور تنزل و تسفل کا احساس تک نہ رہا۔

مگر الحمد للہ اب زمانہ کی دیکھا دیکھی اور اک عرصہ دراز کے جمود و تعطل کے بعد وہ بیدار ہو گئے ہیں زمانہ کے تغیرات و انقلابات نے ان کو چونکا دیا ہے بے انتہا خارجی موثرات نے ایک ہیجان عظیم بپا کر دیا ہے دینی سیاسی اور اجتماعی معتقدات بدل گئے ہیں زمانے کے علمی و صنعتی اختلاف نے نئے حالات پیدا کر دیئے ہیں اور ان میں بھی زندگی کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں روشن خیال اور صحیح الدماغ علماء و زعما منظر عام پر آ رہے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی صحیح حالت کا احساس کر لیا ہے اور ان کی بیماریوں کی تشخیص کر کے اقرب الی الفوز راہ عمل پر گامزن کرنے کی کوششیں ظہور پذیر ہونے لگی ہیں اور عام مسلمانوں میں اثر پذیری تغیر اثر اور احساسات کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے سامنے سامان حیات اور لوازمہ ترقی پیش کیا جائے ان کے جذبات احساسات اور خیالات کو اسی راہ عمل پر ڈالا جائے جس پر ان کے اسلاف گامزن تھے اور ان پر کوئی اثر کسی مشر کے ذریعہ ڈالا جائے تاکہ وہ کسی اور خطرناک اور گمراہ کن راہ ہو کر اپنی صلاحیت نہ کھو لیں۔

قوموں کی ترقی کا ذریعہ

سو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی قوم کو زندہ رکھنے زندہ کرنے اور ترقی دلانے کے سامانوں میں سے اس قوم کی گذشتہ تاریخ سب سے زیادہ ضروری سامان ہے منازل ترقی طے کرنے ذلت و پستی سے بچنے اور عبرت پذیر و نصیحت یاب ہونے کے لئے تاریخ ایک زبردست موثر اور قیمتی ذریعہ ہے تاریخ ہی ہے جو کسی قوم کو خاک مذلت سے اٹھا کر بام ترقی پر پہنچاتی ہے اور ان کے اندر روح حیات اور جوش عمل پیدا کرتی ہے یورپ نے جس قدر ترقی کی ہے اور اپنے علوم و فنون سے دنیا کو حیران کیا ہے اس کا باعث تاریخ کا مطالعہ اور گذشتہ قوموں کی تاریخ سے عبرت و استفادہ ہے۔

تاریخ کی ضرورت اور اسکے فوائد

تاریخ کے مطالعہ سے قوم کے اندر ترقی دانائی اور دور اندیشی کے مادہ کی تولید ہوتی دل و دماغ میں تازگی اور روشنی پیدا ہوتی ہے گذشتہ اور موجودہ حالات کا موازنہ کرتے ہوئے عبرت و نصیحت کا موقع ملتا ہے مستقبل کو شاندار بنانے کا خیال پختہ ہوتا ہے اخلاق فاضلہ کی نشو و نما اور ذمائم سے نفرت پیدا ہوتی ہے علو مرتبہ و حشمت اور عزت و نامودی حاصل کرنے کا شوق دامنگیر ہوتا ہے افراد ملت میں یکجہتی بلند آہنگی روشنخیالی اور باہمی محبت و رواداری کے جذبات مستحکم ہوتے ہیں اور تنظیم و اتحاد کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں غرض حالات رفتگان اور واقعات گذشتگان کے مطالعہ سے قوم آمادہ کار اور مستعد سعی و ایثار ہو جاتی ہے۔

مثلاً جب مسلمانوں کو یہ معلوم ہوگا کہ عہد نبوت اور خلافت راشدہ میں جس چیز نے اسلام کو کامیابی اور ترقی بخشی وہ صرف قرآن کریم کی کامل تابعداری کا اعجاز تھا اور جو جذبات صحابہ کرام کے قلب و دماغ پر مستولی تھے وہ ایمان باللہ جذبہ صادق عمل صالحہ اور جوش عمل کے ولولے تھے تو ان کے دلوں میں بھی یہ بات جاگزیں ہوجائے گی کہ تابعین انہوں نے تہذیب و تزکیہ اخلاق کے بل بوتے پر ترقی حاصل کی تھی اور یہ کہ نشو و نما و ارتقائے ملت کی اساس و بنیاد اخلاق صالحہ و جذبات صادقہ پر ہے اور انہی جذبات کی تولید میں ہماری کامیابی و ترقی کا راز مضمر ہے جب وہ یہ سمجھیں گے کہ صحابہ کے توکل علی اللہ اور اعتماد بالنفس کا یہ عالم تھا کہ ان کی نظر قلت و کثرت اور دنیا کے ظاہری ساز و سامان پر نہ تھی اور حضرت زید بن حارثہ یا ابو عبیدہ اور چاروں طرف سے دشمنوں میں محصور ہو کر بھی کافروں کے قہر و استبداد کو نظر میں نہ لائے تھے تو ان کے اندر بھی جذبات بیدار ہو جائینگے اور وہ اپنے حقوق کی بھیک مانگنے غیروں پر بھروسہ کرنے اور کاغذی تحفظات سے بے نیاز ہو جائینگے۔

ان کے سوانح حیات سے اعتماد علی اللہ، خودداری، ایثار و خدمت جہد للحیات غیرت و حمیت اور شجاعت و بسالت کا سبق حاصل کرینگے۔ وطن پر فدا ہونے کا جوش پیدا ہوگا اور جہاد فی سبیل اللہ کے نشہ سے مدہوش ہو جائینگے۔ فقر، خوشامد، چاپلوسی ذلت و مسکنت قوم فروشی اور وطن دشمنی جیسے رذائل سے نفرت پیدا ہوگی اور غلامی و محکومی کی جگہ حریت و مساوات سے دل و دماغ میں روشنی پیدا ہوگی غرض جو چیز مسلمانوں کو اوج ترقی پر پہنچا سکتی ہے اور ان کے سیاسی اقتدار کو بحال کرسکتی ہے وہ صرف اسلام کی عظمت پارینہ کا مطالعہ اور تاریخ اسلام سے عبرت و استفادہ ہے۔

قومی روایات کا اثر

جو افکار و خیالات گذشتہ زمانہ سے سلسلہ وار چلے آتے ہیں ان کو قومی روایات کہا جاتا ہے اور ان کو قوم کی ترقی و تنزل میں بڑی اہمیت حاصل ہے ان روایات کا قوم کو بغایت احترام و پاس ہونا چاہیئے ان کی حفاظت و نگہداشت کو اپنا فرض اولین سمجھنا چاہیئے اور ان کی یاد ہمیشہ تازہ رکھنی چاہیئے۔

جو قوم اپنی قومی روایات سے عبرت و استفادہ حاصل نہیں کرتی قومی سرمایہ کو محفوظ نہیں رکھتی اور اپنی تاریخ سے غفلت و بے پروائی برتتی ہے وہ حوادثات زمانہ کا شکار ہو جاتی ہے اس کا قومی شیرازہ پراگندہ اور منتشر ہو جاتا ہے اور وہ عروج و ترقی کی صلاحیت کھو دیتی ہے اگر قومی روایات کا وجود نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ کوئی قوم دنیا میں ترقی کرسکتی کیونکہ قوموں کی ترقی کا انحصار اخذ و ترک اور تجدید و تاسیس پر ہے اب اگر سرے سے قومی سرمایہ کا وجود ہی نہ ہوتا تو اصلاح کس کی ہوتی۔

آج جو قوم اپنے اندر قومی روایات کا زیادہ اثر رکھتی ہے وہی سابقت اقوام میں بازی لیجاتی ہے اور جو قوم عہد ماضی کو فراموش کر چکی ہے گذشتہ کارناموں کو بھلا دیا ہے اور قومی روایات کا اثر زائل کر دیا ہے وہ یقیناً زمانہ کی ٹھوکر وں سے پامال ہو جائیگی اور اس کا رعب و داب مٹ جائیگا۔

مسلمانوں کا قومی سرمایہ

مسلمانوں کو بجا طور پر ناز اور فخر ہے کہ وہ اپنے پاس ایک شاندار تاریخ اور لازوال قومی سرمایہ رکھتی ہے اور وہ اپنے گذشتہ کارناموں کی نسبت یقینی علم حاصل کرسکتے ہیں برخلاف دیگر اقوام کے کہ ان کے پاس اپنے اسلاف کے سچے سچے اور صحیح حالات معلوم کرنے کا کوئی یقینی ذریعہ نہیں۔

مسلمانوں کی قومی تاریخ کسی غیر قوم کی توجہ اور دستگیری کی محتاج نہیں بلکہ اس بارہ میں مسلمانوں کا ہی تمام دنیا کی قوموں پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے دنیا کو حقیقت شناسی اور عبرت پذیری کے سامان کی طرف توجہ دلائی اور نفوس انسانی کے اخلاق و تربیت کی اصلاح و تکمیل کا مواد بہم پہنچایا۔

اگر مسلمان فن تاریخ نویسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو دنیا کی کسی قوم کو اس طرف توجہ نہ ہوتی اور نہ ہی کسی قوم کے ہاتھ میں صحیح تاریخ ہوتی مسلمانوں نے تاریخ نویسی کو ایک مستقل فن قرار دیا اور روایات کی چھان بین اور تحقیق و تدقیق کے وہ محکم اصول ایجاد کیے جن کی روشنی میں دنیا کی قوموں نے اپنی اپنی تاریخ کو مدون کیا اور ان کے ہاتھ حقیقت و اصلیت کی جانچ پڑتال کا ایک بے نظیر ذریعہ ہاتھ آیا ورنہ دنیا میں مہابھارت اور رامائن کو ہی تاریخی مرتبہ دیا جاتا۔

مسلمان مورخین کی مساعی جمیلہ اور کارہائے نمایاں رہتی دنیا تک متمدن دنیا کو مبہوت اور حیران کرتے رہیں گے اور ان کی علوم و فنون پرستی کا پتہ دیتے رہیں گے تاریخ ابن خلدون، ابن ہشام، ابن الاثیر، طبری، مسعودی وغیرہ کو تاریخ میں جو غیر معمولی وقعت اور نمایاں عظمت حاصل ہے اس سے ہمارے اسلاف کی تاریخ دانی اور علوم و فنون کی حمایت و تکمیل کا طرہ امتیاز ہمیشہ آسمان سے ٹکراتا رہے گا غرض مسلمانوں کی قومی روایات کی حفاظت و صیانت کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی قوم نہیں لائی جاسکتی۔

یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی شاندار تاریخ کو دیکھا دیکھی دیگر قومیں فرضی افسانوں اور جھوٹے قصوں کی تصنیف میں مصروف ہیں۔

موجودہ مسلمانوں میں تاریخ دانی کا فقدان

سخت افسوس اور عبرت کا مقام ہے کہ جس قوم نے فن تاریخ کو معراج کمال تک پہنچایا ہو اور جو اپنے پاس زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرنے والی بے نظیر تاریخ رکھتی ہو وہ آج اپنی تاریخ سے لاعلمی کی بدولت یوں زوال پذیر ہو اور اپنے سامان ارتقا کی طرف متوجہ نہ ہو اس سے بڑھکر خود فراموشی اور بدبختی کیا ہوگی دوسری قومیں ان کی تاریخ سے عبرت و استفادہ حاصل کر رہی ہیں اور وہ اپنے شاگرد رشید یورپ کی تاریخ کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں کاش ان کو کوئی یہ سمجھائے کہ کمبختو تم یورپ کے آتشکدوں سے نکلی ہوئی ناری روشنی پر تو فدا ہو جس کی ظلمت ریزی روح انسانی کو پیغام موت سنا رہی ہے مگر یثرب کی اس نوری روشنی کی خبر نہیں جس کی روشنی تاریخی اوراق سے چھن چھن کر دل و دماغ کی ترو تازگی اور حیات انسانی کا پیام دے رہی ہے۔

مسلمانوں میں تاریخ سے ناواقفیت ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اول تو ان میں علم کا شوق بہ نسبت دوسری قوموں کے کم ہے دوسرے کم مائیگی اور مفلوک الحالی سے ان میں اتنی استطاعت ہی نہیں کہ ان کو علم حاصل کرنے کے مواقع اور فرصتیں میسر ہوں۔

اسلامی مدارس میں کماحقہ تاریخ داخل نصاب نہیں اور اگر ہے بھی تو ایک غیر مکمل ناقص ادھوری اور غیر مربوط شکل میں البتہ منطق و فلسفہ کی غیر معمولی

کثرت ہے جو ضرورت زمانہ کے لحاظ سے ایک حد تک ضروری ہے مگر کثرت کی وجہ سے طلبہ کے دماغوں میں کچھ بھی کافی مواد جمع ہو کر تفریق و انتشار کے کام آتا ہے اور وہاں کے طلبہ اپنی تاریخ سے نابلد ہونے کی وجہ سے اخلاق فاضلہ کی اصلاح و تربیت سے کورے ایثار، اخلاص، استقلال، قربانی، اولوالعزمی اور جوش عمل وغیرہ قومی خصائص سے نابلد رہجاتے ہیں۔

جو تعلیم یافتہ طبقہ کہا جاتا ہے اور مغربی علوم سے واقفیت رکھتا ہے وہ چونکہ سرکاری مدارس اور کالجوں کی غلامانہ ذہنیت میں ڈھل کر نکلتا ہے اور قوت مسلطہ اپنی دائمی گرفت کیلئے ان کے دماغوں کو ہموار کرتی ہے اسلئے مسخ شدہ اور غیروں کی لکھی ہوئی متعصبانہ تاریخ ان کو اس نتیجہ پر پہنچا دیتی ہے کہ ہمارے اسلاف علوم و فنون کے دشمن علوم عقلیہ سے کورے عیش کے متوالے اور ظالم و جابر تھے اور ہمارے موجودہ شفیق معلم ہی اس لائق ہیں کہ ہم مشرقیوں کو انسان بناتے رہیں۔

دیگر پڑھے لکھے مسلمانوں میں نہ تو تاریخ کا شوق ہے اور نہ ہی اتنی فرصت کہ تاریخ کی متفرق ضخیم کتابوں کا مطالعہ کریں یہ وجوہات ہیں کہ مسلمان باوجود حقیقت شناسی اور عبرت پذیری کا سامان رکھنے کے بیگانہ وار زندگی بسر کر رہے ہیں۔

مولوی میں کسی جدید تاریخ کی کیوں ضرورت پیش آئی

متذکرہ صدر تفصیلات سے ناظرین مولوی کو تاریخ کی اہمیت اور ضرورت کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا یہی سبب ہے کہ ہم ناظرین مولوی کو تاریخ اسلام سے روشناس کرانے پر مجبور ہوئے ہیں اور اس خدمت جلیلہ اور وقت کے اہم ترین فرض کی بجا آوری کیلئے مستعد ہوئے ہیں اگرچہ ہمارے علماء و فضلاء اس گئی گذری حالت میں بھی اپنی تاریخ کی طرف سے غافل نہیں اور تاریخی کتابوں کا ایک عظیم الشان اور بیش بہا قابل فخر ذخیرہ قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے جن کی موجودگی میں میرے جیسے کم بضاعت اور بے سرمایہ شخص کی طبع آزمائی اور خامہ فرسائی کے لئے یقیناً حوصلہ فرسا ہے خصوصاً علامہ شبلی مرحوم کی سیرۃ النبی اور مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کی تاریخ اسلام نے تو مسلمانوں کو بلکل بے نیاز کر دیا ہے اور اس لائن میں کوئی گنجائش نہیں رکھی تاہم تاریخ اسلام ایک ایسا لازوال خزانہ ہے جس کے لعل و جواہر کبھی ختم نہ ہوں گے اور حاصل کرنے والے کبھی نہ تھکیں گے اس لئے قیامت تک گنجائش ہے کہ اس گنجینہ سے آبدار موتی حاصل کئے جاتے رہیں اور ہر شخص بقدر استطاعت طبع آزمائی کرتا رہے بناء علیہ مجھے قلم اٹھانے کا حوصلہ ہوا ہے۔

اگرچہ بے شمار تاریخیں موجود ہیں اور اپنے اپنے رنگ میں بے نظیر لیکن مسلمانوں کو اتنی فرصت اور شوق کہاں کہ ان کو دیکھنے کی تکلیف گوارا کریں اس کے لئے تو یہی مناسب اور آسان ذریعہ ہے کہ اخبارات و رسائل کے ذریعہ تاریخ اسلام پہنچائی جائے [illegible] پیش کیا ہے۔

دوسرے ہم جو چیز تاریخ اسلام سے اخذ کرنا چاہتے ہیں اور ایک خاص جاذبیت پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ موجودہ اردو تاریخی سرمایہ میں کمیاب ہے ہم چاہتے ہیں کہ مولوی کی تاریخ اسلام اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک نئی چیز ہو اور جو مسلمانوں میں روح حیات دوڑا دے۔

اس تاریخ کی خصوصیات

اس تاریخ کی اشاعت کا مقصد خصوصی اسلام کی نظریات سیاسیہ کی نشر و اشاعت ہے اور تاریخ اسلام کے حسب ذیل امور کو ابھارنا اور خصوصیت سے بیان کرنا ہے۔

(۱) مسلمان بہترین امت ہیں ان کا مقصد حیات بنی نوع انسان کی خدمت اور دنیا میں امن و امان قائم کر دینا ہے اور یہ چیزیں اسلامی تاریخ میں عملی شکل میں موجود ہیں۔

(۲) مسلمانوں نے حکومت و جہانبانی کے بہترین اصول وضع کئے اور اپنے طرز عمل سے ایک کامیاب شاہراہ عمل چھوڑ گئے

(۳) اسلام میں حکومت و جہانبانی کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہے۔

(۴) گذشتہ مسلمانوں کی سیاسی کیفیت اور ذہنیت کا خاکہ اور اس پر تبصرہ

(۵) مسلمانوں کی موجودہ بیداری کو اور ان کے جذبات و خیالات کو اسلاف کرام کی شاہراہ پر ڈالنا۔

(۶) ان کو خارجی اور غیر اسلامی موثرات سے محفوظ رکھنا۔

(۷) سلف کی یاد تازہ کر کے خلف میں اولوالعزمی و ہمت کا جوش پیدا کرنا۔

ان خصوصیات سے ناظرین اندازہ لگالیں کہ ان کی ضیافت طبع اور رہنمائی کیلئے کیسی مفید اور اہم چیز پیش کی جائیگی انشاء اللہ یہ تاریخی جواہر ریزے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیں گے اور ان کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا دینگے۔

ناظرین سے براہ راست استدعا ہے کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدائے قدوس مجھے ہمت اور توفیق دے کہ میں اس اہم فرض کے بار سے بطریق احسن سبکدوش ہو سکوں اور مسلمانوں کو اس سے فیضیاب عبرت پذیر اور نصیحت آموز ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

مجھے اپنی کم بضاعتی اور بے سروسامانی کا اعتراف ہے قدم قدم پر ٹھوکریں کھانا ممکن ہے اور غلطی سے پاک و مبرا رہنا محالات سے ہے اس لئے اصل مقصد کو پیش نظر رکھکر میری غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے البتہ اگر کوئی بات ہو تو آزادانہ مطلع کر دیں احسان ہوگا۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی بہت مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی غلط خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ لکھا گیا ہے [illegible] بہت سی مثالیں ہیں اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔

قیمت ہر سہ حصہ عہ — حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عید الفطر

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب ندوائی خیسر آبادی فرا لکبیر گروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

برادران ملت! دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس کے واسطے سال کے اندر دو چار دن ایسے نہ آتے ہوں جن کو وہ اپنے کسی قومی خوشی اور جشن کی یادگار سمجھکر عزیز نہ رکھتی ہو اور قوم کے ہر فرد کے واسطے ان کا دورہ عیش و نشاط کا دروازہ نہ کھول دیتا ہو ایسے دنوں کو تیوہار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس طرح ہر ہفتہ میں ایک روز تعطیل کا ہونا لازمی ہے اسی طرح سال بھر میں چند دن عام خوشی اور قومی جشن کے واسطے بھی ہونے نہایت ضروری ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر سال بھر میں دو ایک دن ایسے خوشی کے نہوں کہ جن میں عزیز و اقربا آپس میں مل جل کر خوش ہوں اور دوست و احباب ایک دوسرے کی صحبت میں رہ کر کچھ دیر کے لئے افکار دنیا کو بھول جائیں تو یہ ہیچ زندگی اجیرن ہو جائے مگر چونکہ یہ عالمگیر اثر مذہب کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے اسلئے عام طور پر قومی تیوہار کسی نہ کسی پہلو سے مذہب ہی کے سایہ میں رونما ہوتے ہیں۔

ہمارے ملک ہندوستان میں اگرچہ بہت سے مذاہب کے لوگ آباد ہیں مگر نمایاں طور پر صرف تین قومیں ہیں یعنی ہندو جن میں آریہ فرقہ بھی شامل ہے، عیسائی اور مسلمان ان تینوں قوموں میں تیوہار کا وجود پایا جاتا ہے اگرچہ ان ہر سہ اقوام میں تیوہار کے اسباب اور وجوہ جدا جدا ہیں مگر وجود تیوہار کا ضرور ہے۔

برادران اسلام! ہم کو یہاں پر سرسری طور پر یہ دیکھ لینا بھی ضروری ہے کہ ہمارے ان تیوہاروں کی بنا کیونکر پڑی اور ان کی ابتدا کس طرح سے ہوئی۔ ہندوؤں میں تو ان تیوہاروں کی اس قدر کثرت ہے کہ اگر خدا جھوٹ نہ بلوائے تو ان کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک دو چھوٹے چھوٹے تیوہار ضرور ہو جاتے ہیں مگر یہ سب معمولی تیوہار ہوتے ہیں البتہ سب سے زیادہ ممتاز اور وقیع صرف تین چار تیوہار ہیں جیسے ہولی۔ دیوالی۔ دسہرہ جنم اشٹمی وغیرہ ہندوؤں میں یہ سب تیوہار نہایت خوشی اور شادمانی کے ہیں ان میں ہولی اور دیوالی اور راکھی تو موسموں کے آغاز اور اختتام اور فصلوں کی کاشت کرنے اور اس کے تیار ہونے کے موقع پر بطور شکرگزاری اور احسانمندی کے اظہار کے واسطے منائے جاتے ہیں جو ایک زراعت پیشہ قوم کے واسطے نہایت ہی ضروری اور حسب حال ہیں کیونکہ راکھی کا تیوہار برسات کے شروع میں اور دیوالی بارش کے ختم ہونے پر اور ہولی فصل ربیع کے تیار ہونے پر کہ آفات ارضی و سماوی سے بچ گئی، بطور شکر کے ہوتی ہے غرضکہ ان تیوہاروں کی اصلیت تو یہی ہے مگر جب تہذیب ہندوؤں سے دریافت کیجئے تو وہ اس کی اور ہی وجوہات بیان کرینگے۔ مثلاً ہولی کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں ایک شخص ہرناکشپ تھا اس کے ایک بھائی ہرن آجا اور ایک بہن ہولکا اور ایک بیٹا پرہلاد تھا ہرناکشپ مع بھائی بہن کے سخت گمراہ عبادت سے متنفر تھا مگر بیٹا یعنی پرہلاد بہت عبادت گزار تھا یہ بات ہرناکشپ کو پسند نہ تھی بیٹے کو بارہا منع کیا جب وہ نہیں مانا تو اس کے

دینے کی ٹھہرائی اور ایک دن اپنی بہن ہولکا سے (جو جادو جانتی تھی) کہنے لگا کہ میں ایک چتا تیار کراتا ہوں تو اس میں پرہلاد کو لیکر بیٹھ جانا میں اس میں آگ لگا دونگا تو اپنے جادو کے زور سے بچ جانا اور پرہلاد جل کر خاک ہو جائے گا اس طرح اس نافرمان بیٹے کا قصہ تمام ہو جائے گا۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ پرہلاد کو تو آگ نے جلایا نہیں وہ تو بچ گیا مگر ہولکا جل کر خاک ہو گئی تو چونکہ پرہلاد جلنے سے بچ گیا اور ہولکا جل گئی اس وجہ سے ہولی میں خوشی مناتے ہیں۔ بعض ہندو کہتے ہیں کہ چونکہ ہولی ایسے موقع پر ہوتی ہے سال کا آخر مہینہ پھاگن ختم ہوتا اور دوسرے دن سے نیا سال شروع ہوتا ہے یعنی چیت کا پہلا دن ہوتا ہے چونکہ یہ اتصال فصلین کا بھی وقت ہوتا ہے لہذا ان دونوں دنوں کے درمیان کی رات میں ہوا کے صاف کرنے کے واسطے اگلے زمانہ میں ہون کیا جاتا تھا اور سال کے بخیریت ختم ہونے پر چیت کے پہلے دن خوشی منائی جاتی تھی یہ وہی پرانی رسم ہے مگر اب ہون تو کوئی کرتا نہیں صرف پرانی رسم ادا کرتے ہیں۔

اس ہولی کے تیوہار میں ہوتا کیا ہے اس کے متعلق میں اور دیگر صوبوں اور مقامات کا حال تو عرض نہیں کر سکتا مگر ہمارے صوبہ اودھ میں یہ ہوتا ہے کہ اس تیوہار کی رات میں ہولی جلتی ہے اور دن کو خوشی مناتے ہیں جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک دوسرے پر رنگ اور رنگ بھی مختلف قسم کے چھوڑتے ہیں جس سے عجب رنگ روپ کے ہو جاتے ہیں اندازہ خود آپ کر لیجئے کہ مختلف قسم کے رنگ پڑنے سے کیا صورت ہو جاتی ہے اس رنگ کے سوا کیچڑ پانی گوبر پیشاب جو ہاتھ میں آجاتا کہ پھینک دیتے ہیں پیشانی پر عبیر اور گلال جو ایک قسم کا رنگ ہوتا ہے لگاتے ہیں اس رنگ بازی میں عورت مرد دونوں شامل ہیں اگرچہ ان کا یہ شغل الگ ہوتا ہے یہ طوفان بے تمیزی دوپہر تک برپا رہتا ہے پھر نہا دھو کر اور عمدہ حسب حیثیت کپڑے بدل کر ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہیں بیچ قوم کی عورتیں بڑوں بڑوں سے اپنا حق ہمدستگذاری یعنی پھگوا وصول کرتی ہیں نہ دینے پر پریشان کرتی ہیں مغلظات فحش بے نقط گالیاں سناتی ہیں بہرحال وہ اپنا حق لے لیتی ہیں ان کے مرد گنا کے بجاتے ہولی گاتے جاتے ہیں بعض مقامات میں طرح طرح کے سوانگ بھرتے ہیں اور کئی کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ سب کچھ ہوتا ہے مگر اس میں کسی قسم کی عبادت یہ جا بات نہیں ہوتی ہے۔

دیوالی کا تیوہار اس خوشی میں منایا جاتا ہے کہ اس تاریخ کو شری رامچندر جی لنکا میں راجہ راون پر جو قوم کا برہمن مگر راکشش تھا فتیاب ہو کر اجودھیا اپنے شہر میں بس گئے تھے اس خوشی میں شہر اجودھیا میں چراغاں ہوا تھا وہی رسم چراغاں اب بھی ادا کی جاتی ہے اس دیوالی کے تیوہار میں لکشمی دیوی (دولت) کی پوجا ہوتی ہے وہ بھی صرف عورتیں کرتی ہیں مرد اب یہ کرتے ہیں شراب پیتے اور بجائے لکشمی دیوی کے پوجا کے دھڑلے سے جوا کھیلتے ہیں اور اس کام کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ تین دن جوا کھیلنے کی گورنمنٹ سے اجازت حاصل کرتے اور جوئے میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں کے وارے نیارے ہوتے ہیں۔

نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اس لکشمی دیوی کے پوجا میں ہمارے بہت سے مسلمان بھائی بھی شرکت کرتے یعنی علانیہ جوا کھیلتے ہیں حالانکہ مذہب اسلام میں جوا قطعی حرام ہے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔

دسہرہ کو البتہ قدیم اہل ہند کے مذہب سے کچھ تعلق نہیں بلکہ وہ ایک تاریخی واقعہ کی یادگار ہے اور وہ واقعہ ایک ایسے شخص کا ہے جو مذہبی حیثیت سے نہایت ہی بزرگ اور مقدس مانا گیا ہے یعنی راجہ رامچندر جی۔

جنم اشٹمی سری کرشن جی کی پیدائش کی یادگار ہے اس میں بھی لوگ سنکھ گھڑیال بجاتے ہوئے ناچ رنگ کے ساتھ گشت کرتے ہیں اور پیلے رنگ کے مانند کوئی چیز پانی میں گھلی ہوئی اوپر چھڑکتے ہیں جسکو کرشن جی کے پاخانہ سے مناسبت دیتے ہیں اس میں بھی کوئی پوجا نہیں ہوتی اس کے سوا اور بھی بہت سے ہندوؤں میں تیوہار ہیں جن کی تشریح باعث طوالت ہے۔

مذہب عیسوی میں سب سے بڑا تیوہار کرسمس ڈے یعنی بڑا دن ہے جو ہر سال ۲۵ دسمبر کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں منایا جاتا ہے اور دوسرا تیوہار ایسٹر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر قبر سے اٹھنے اور آسمان پر چلے جانے کے دن کی یادگار کہا جاتا ہے اگرچہ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ایسٹر فی الواقع مسیحی تیوہار نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مسیحیت نے اسے قدیم بت پرستی کے جشن نوروز سے لے لیا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اشاعت مسیحیت سے بہت دن پہلے سے اسی نام کا ایک جشن روشنی اور بہار کی دیوی ایسٹرا کی شان میں ہر سال منایا جاتا تھا اور اب ایسٹر بھی اسی زمانہ میں منایا جاتا ہے اور ان دونوں ناموں کی مناسبت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ان دونوں تیوہاروں میں عیسائی صاحبان بڑی خوشی مناتے گرجا میں جاکر جمع ہوتے ہیں پہلے پادری صاحب کچھ تھوڑی سی توریت یا زبور یا کوئی سی انجیل پڑھتے ہیں پھر اسی مضمون پر تقریر کرتے ہیں اس کے بعد دعائیں مانگ کر اپنے اپنے گھر جاتے ہیں عیسائیوں میں ان دونوں تیوہاروں کی یہی عبادت ہے اور بس۔

عیسائیوں کے رومن کیتھولک فرقہ میں ایک اور بھی تیوہار ہے جسکو کارنی وال کہتے ہیں اور جو بڑی آزادی اور خوشی کے ساتھ منایا جاتا ہے اور یہ تیوہار عید الفطر سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے کیونکہ جس طرح عید الفطر ماہ رمضان کے روزوں کے ختم ہونے کے بعد ہوتی ہے بالکل اسی طرح کارنی وال کا جشن لینٹ کی چلہ کشی سے پہلے منایا جاتا تھا مگر اب دنیائے عیسائیت میں لینٹ کے چالیس دن کے روزہ رکھنے والے تو شاید النادر کالمعدوم سے بھی کچھ کم ہوں مگر فرانس اور اٹلی کا جشن کارنی وال اپنی بے نظیر دلچسپیوں اور بے مثال طرب انگیزیوں کی وجہ سے نہایت دھوم دھام اور شان و شوکت سے منایا جاتا ہے عورت و مرد عجیب و غریب لباس پہنکر طرح طرح کے سوانگ بناتے اور ایک دوسرے پر رنگ کے قمقمے اور مٹھائیوں کے پھول پھینکتے ہیں۔

اس فاقہ میں نہ اجنبیت مانع ہوتی اور نہ غیریت حائل ہوتی ہے غرضکہ اس ہفتہ میں وہاں ہر قسم کا قانون معطل کر دیا جاتا ہے اور اذن عام ہوتا ہے کہ جس کا جو جی چاہے کرے اور جس طرح چاہے دل بہلائے۔

ہم مسلمانوں میں اصلی صرف دو تیوہار ہیں ایک عید الفطر دوسرے عید الضحیٰ اور ان کے سوا اگرچہ مسلمانوں نے اور بھی چند تیوہار بنا لئے ہیں مگر بحقیقت وہ تیوہار نہیں ہیں جیسے شب برات، عشرہ محرم وغیرہ۔ بعض جگہ کے مسلمانوں نے یہاں تک غلو کیا ہے کہ اگر اس قصبہ یا شہر کے کسی بزرگ کا عرس ہوتا ہے اس کو بھی تیوہار بنا لیتے ہیں اور یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب میں اور خاصکر مدینہ منورہ میں دو دن خوشی اور خرمی کے واسطے بطور تیوہار کے مقرر کر لئے گئے تھے اور جب وہ دن آتے تو اہل مدینہ اپنے تمام مشاغل دنیاوی کو چھوڑ کر اپنی رسم و رواج اور اپنے طریقوں کے مطابق کھیلتے کودتے اور خوشی مناتے تھے مگر جب ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو لوگوں کو اسی معینہ موقع پر خوشی مناتے اور کھیلتے کودتے دیکھکر آپ نے دریافت فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے تیوہار کے دن ہیں زمانہ جہالت میں بھی برابر ہم لوگ اسی طرح کھیلتے کودتے تھے اسی لحاظ سے اب بھی عمل کیا اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے تمہاری خوشی کے واسطے ان دنوں سے بہتر دو دن عنایت فرمائے ہیں اور وہ دن یہی عید الفطر اور عید الضحیٰ کے ہیں۔

اسلام نے ان دونوں تیوہاروں کو نہایت پاکیزہ اور پسندیدہ مذہبی شان دیدی ہے اور اگرچہ ان میں تیوہاروں کا اصلی مقصد ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے مگر پھر بھی سب سے مقدم کام ان میں دوگانہ نماز رکھا گیا ہے کہ آدمی ظاہری خوشیاں منانے اور دل بہلانے سے پہلے ذرا دیر کے واسطے اپنے خالق ذوالجلال والاکرام کے انعام و احسان کا تو شکر بجا لائیں جس نے محض اپنی عنایت بے نہایت اور الطاف بے پایاں سے ان کو یہ مبارک دن دیکھنا نصیب کیا اور اس میں بھی یہ خوبی رکھی کہ عیدین کی نماز یکجا جمع ہو کر جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا تاکہ اگر وہ لوگ بھی جن میں تعلقات محبت و قرابت اس قدر گہرے نہیں ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے گھروں پر ملنے جائیں۔ عیدگاہ میں مل لیں اور ان میں بھی رفتہ رفتہ تعلقات محبت اور دوستی پیدا ہو جائیں اس مصلحت کے علاوہ اس میں اور بھی بہت سے فائدہ مضمر ہیں۔

برادران ملت! نماز کے لئے وضو اور طہارت تو لازمی ہے ہی مگر عید کے دن خاص طور پر نہانا حسب مقدور عمدہ پاک و صاف لباس پہننا عطر وغیرہ لگانا بھی مسنون اور مستحب ہے اور یہ ظاہری آرائش اور نمائش کی غرض سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو بخل اور خست کی وجہ سے چھپایا نہ جائے بلکہ ان کو مناسب طور پر استعمال کر کے اس کا عملی طور پر شکریہ ادا کیا جائے۔

برادران اسلام! کتنی عجیب بات ہے کہ یوں تو بظاہر نماز روزہ ان خشک کے کرنے کا کام معلوم ہوتا ہے اس لئے چاہئیے تھا کہ ایک عام جشن مسرت کے شروع ہی میں نماز کا کھٹراک عام طبائع کے نزدیک مقبول نہ ہوتا مگر حالت اس کے بالکل برعکس ہے غیر قوموں کو تو اس کا تجربہ کیا ہو سکتا ہے مگر مسلمان ہمارے اس قول کی تائید ضرور کرینگے کہ درحقیقت عید کی ساری خوشی عیدگاہ جانے اور نماز پڑھنے ہی تک رہتی ہے اگرچہ ملنا جلنا ہنسنا کھیلنا ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا سب نماز کے بعد ہی ہوتا ہے حالانکہ تیوہاروں کی خوشی منانے کی بڑی قوی وجہ یہی ہے اور عید بھی اس سے مستثنیٰ نہیں مگر پھر بھی وہ قلبی مسرت اور روحانی انبساط جو نماز تک تھی اس کے بعد نہیں رہتی اور یہ حالت صرف عبادت گذار اور سنجیدہ طبع بزرگوں ہی کی نہیں ہے بلکہ جوانوں اور بچوں کی اعلیٰ و ادنیٰ

سب کی یہی کیفیت آخر اس کی کیا وجہ ہے۔

شاید کوئی یہ کہے کہ خوشی کا اصلی سبب نئے اور بھڑکدار کپڑے پہنکر عیدگاہ کو جانا ہوتا ہے قرین قیاس تو تھا کہ ایسا ہی ہو مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کپڑوں کی نمائش اور ساز و سامان کی چمک دمک دکھانے کا موقع تو بعد نماز کے بعد ہوتا ہے سب لوگ ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور میلوں تماشوں میں جاتے ہیں عیدگاہ میں ادب سے ایک جگہ صف میں چپ چاپ بیٹھے رہنے نماز ادا کرنے خطبہ سننے اور دعا مانگنے میں اظہار نمائش کا موقع کہاں جہاں نہ کوئی لباس کی عمدگی کی داد دیتا ہے اور نہ خدم و حشم کے شان و شوکت کی تعریف کرتا ہو۔

اس کے علاوہ اس میں عام دلچسپی کی اور کوئی بات بھی نہیں ہوتی نہ وہاں راگ رنگ کا جلسہ ہوتا ہے نہ ناچ گانے کا جمگھٹا بلکہ تماشہ ہونے کے لحاظ سے تھیٹر سینما اور سرکس اس سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں اور ازدحام ہونے کی حیثیت سے اکثر میلوں میں اس سے زیادہ بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے پھر آخر اس دوگانہ نماز میں وہ کونسی بات ہے کہ بوڑھوں سے لیکر جوانوں اور بچوں تک سب کو سب سے زیادہ خوشی اسی کی ہوتی ہے۔

برادران اسلام! میری سمجھ ناقص میں تو اسکے سوا اور کچھ نہیں آتا کہ ہو نہ ہو یہ مذہبی جذبہ اور روحانی کشش ہے جو سب کو کشاں کشاں لئے جاتی ہے اور اس سنت مذہبی کو کسی پر بھی گراں نہیں گزرنے دیتی چونکہ مذہب اسلام دنیا کے تمام مذہبوں کے مقابلہ میں خاص خدا کا بھیجا ہوا مذہب ہے اس لئے اس کا تیوہار بھی خدا کی عبادت سے خاص لگاؤ رکھتا ہے بلکہ مذہب اسلام کے پیرو مسلمانوں کا جشن غم خوشی اور ماتم جینا اور مرنا سب خدا کے واسطے ہوتا ہے اور یہی ان کی سب سے بڑی خوشی اور عید ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ کے واسطے ہے جو سب کا پالنے والا ہے۔

برادران اسلام! دیگر قوموں کا جشن و نشاط لذائذ دنیوی کے حصول اور انسانی خواہشوں کی کامیابیوں میں ہے اور مسلمانوں کے ارادے اور جشن و نشاط مشیت الٰہی کے ماتحت اور ان کی خواہشیں رضائے الٰہی کی محکوم ہیں مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا ماتم یہ ہے اور یہ ہونا بھی چاہیئے کہ ان کا دل خدا کی یاد سے غافل اور زبان اس کے ذکر سے محروم ہو اور سب سے بڑا جشن اور سب سے بڑی خوشی اور عید یہ ہے کہ ان کا سر اس خدائے واحد و یکتا کی اطاعت میں جھکا ہوا ہو اور اس کی زبان اس کی حمد و تقدیس سے لذت یاب ہو۔

مذہب اسلام میں یہی تو ایک خصوصیت اور خوبی ہے کہ اس کی ہر ایک بات انسان کو اس کے خالق سے وابستہ رکھتی ہے جس مذہب اور جس قوم کی دنیاوی خوشیاں بھی صرف اللہ ہی کے واسطے ہوں وہی مذہب اور وہ قوم تمام مذاہب اور اقوام عالم سے اعلیٰ اور افضل کہے جانے کا مستحق ہے اور مذہب صرف اسلام ہے اور مذاہب میں یہ باتیں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتیں۔

برادران ملت! جب میں اپنے یہاں کے ان مہذب اور شائستہ دوستوں تیوہاروں تا مقابلہ ہولی کے رنگ پاشی اور گلال بازی کے ہنگاموں اور دیوالی کے شراب نوشی اور قمار بازی کے جلسوں سے کرتا ہوں تو مجھکو اسلام کے خزانہ کی پاکیزگی اور مزاج کی سنجیدگی کا اندازہ ہوتا ہے اور جب کارنیول کے عیسیٰ ڈریس اور ولولہ انگیز بڑھیا ئے عشرت پرستی سے اپنی اس عید کا موازنہ کرتا ہوں تو مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے کس خوبصورتی سے نفاست اور طہارت کو عبادات اور حسن معاشرت کے ساتھ جمع کیا ہے اور ہم مسلمانوں کی ہر ایک رسم یہانتک کہ تیوہاروں کو بھی افراط اور تفریط کے مذموم پہلوؤں سے کس عمدگی کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔

اس لحاظ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اسلامی عیدین ایک مخصوص امتیاز رکھتی ہیں ان کا تعلق نہ تو کسی بشیشت سے ہے اور نہ وہ بزرگان مذہب کی ولادت اور وفات کی سالگرہ ہیں بلکہ وہ نفس الامر سے وابستہ ہیں۔

برادران اسلام! ہمارے دو تیوہار ہیں پہلا تیوہار عید الفطر ہے جو ابھی چند روز ہوئے ہیں کہ گذر چکا ہے یہ کیا ہے؟ یہ ماہ صیام کے بخیر و خوبی ختم ہو جانے کا جشن ہے جو بطور شکر گذاری کے منایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اور جب تم (رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کر چکو (یعنی مہینے کے روزے رکھ چکو تو بعد ختم ہونے روزوں کے عید الفطر کے دن) اللہ کی بڑائی کرو (یعنی تکبیر کہتے ہوئے عید الفطر کی دو رکعت نماز واجب پڑھنے کے واسطے عیدگاہ جاؤ اور وہاں جماعت سے نماز ادا کرو اس لئے کہ) اس (اللہ پاک نے) تم کو راہ راست دکھائی اور شاید کہ تم (اس طرح پر) اس کا شکریہ ادا کر سکو۔

پس اے برادران اسلام! ہم مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ شادمانی اور خوشی اور جشن منانے کا اور کوئی دن ہو ہی نہیں سکتا مسلمان اس روز جس قدر خوشیاں منائیں بجا اور زیبا ہیں یہ ہے اصل حقیقت ہماری عید الفطر کی رہی عید الاضحیٰ اس کے متعلق بشرط زندگی و فرصت دوسرے موقع پر خدا نے چاہا تو پھر عرض کروں گا ابھی اس کا وقت نہیں ہے۔

حقیقت عید الفطر کے معلوم ہونے کے بعد یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ اس جشن شادمانی کو عید کیوں کہتے ہیں اس کی وجہ حضرات علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ یہ دن نزول رحمت پروردگار اور بخشش گنہگاران امت حضرت احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہر سال یہ دن عود کرتا ہے یعنی لوٹ لوٹ کر آتا ہے اس لئے اس مبارک دن کا نام عید رکھا گیا اور عید الفطر اس وجہ سے نام ہوا کہ رمضان المبارک کے پورے مہینہ کے روزے رکھنے کے بعد اس دن روزہ افطار کیا جاتا ہے یعنی نہیں رکھا جاتا کیونکہ اس دن کا روزہ شریعت اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور دوسرے اس عید کے دن صاحب مقدور لوگوں کو صدقہ فطر بھی ادا کرنے کا حکم ہے اور جن مالدار لوگوں کو خدا توفیق دیتا ہے وہ صدقہ فطر ادا کرتے ہیں پس اس مناسبت سے اس عید کو عید الفطر کہتے ہیں۔

برادران اسلام! اس میں کچھ شک نہیں یہ عید الفطر کا دن ان مسلمانوں کے واسطے بڑا ہی رحمت اور برکت اور خوشی و شادمانی کا دن ہے جنہوں نے اپنے مولائے کریم کے حکم سے پورے مہینہ رمضان المبارک کے روزے رکھے تمام جائز لذتوں اور نعمتوں سے اپنے آپ کو روکے رکھا اور پورے پورے متقی ہو گئے لیکن یہی دن وہ روز

داروں کے واسطے خوشی اور مسرت اور عیش و شادمانی کا ہے جیتے کے ہوئے تندرست روزہ خوروں کے واسطے بڑی ہی حسرت اور ندامت کا دن ہے مبارک روزہ دار لوگوں نے اپنے آپ کو بڑی ہی خیر و برکت اور خدا کی رحمت سے محروم رکھا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ بشرط زندگی و قیام بالاوطان و تندرستی کے سال آئندہ پورے رمضان کے روزے رکھکر اس رحمت اور برکت خداوندی سے جو روزہ داروں کو عید الفطر کے دن حاصل ہوتی ہے محروم نہ رہیں کیونکہ عید کی خوشی محض بھڑک دار کپڑوں ہی سے نہیں ہو بلکہ اصلی خوشی کے مستحق روزہ دار ہی لوگ ہیں سب روزہ نہیں کپڑے وہ جاہے جیسے بھڑکدار نہیں۔

برادران اسلام! کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ دنیا کے اور کسی مذہب نے قومی مسرت اور شادمانی کے جشن منانے کے ان سے زیادہ سنجیدہ اور پسندیدہ طریقے سکھائے ہیں یا اور کسی قوم کے تیوہار اپنے ظاہری اور باطنی مقاصد کو ان سے زیادہ بہتر طور پر پورا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں یہ صرف اسلام ہی کی خوبی ہے کہ اس نے اپنے تیوہاروں میں ہی ایک طرف تو وہ مذہبی شان پیدا کر دی جو اور مذہبوں کی عبادتوں میں نہیں اور دوسری طرف سے اپنے روحانی اثر سے ان کو ایسی عام مسرت اور شادمانی کا ذریعہ بنا دیا جو دوسری قومیں اپنے تیوہاروں میں مکروہ اور ناپسندیدہ اسباب نشاط کی مدد سے بھی پیدا نہ کر سکیں سچ ہے

این سعادت بزور بازو نیست تا نبخشد خدائے بخشندہ

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے بڑا رکن اور ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائیں گے اس علم و رغبت کیلئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کا فلسفہ بیان کر کے پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے قیمت صرف ۲/

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد دل تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسے کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳/

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے جسم لرزاں ہوگا تو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳/

اعمال بخشش

جب آپ نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو ترتیب وار سب تمام مسائل ہیں اور روزہ و حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی ناواقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۱/

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن خدا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶/

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائیگی قیمت پانچوں کی مجلد یکجا ایک روپیہ ۱۲/

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بستان التفاسیر

ترجمہ اردو تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی مصنفہ عمدۃ المصنفین زبدۃ المفسرین امام العلماء قدوۃ الفضلاء حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے گیارہ بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے معہ احادیث کے سورۂ تبارک، سورۂ ن والقلم، سورۂ حاقہ، سورۂ معارج، سورۂ نوح، سورۂ جن سورۂ مزمل، سورۂ مدثر، سورۂ قیامت، سورۂ دہر، سورۂ والمرسلات، اور ان سورتوں کے سمجھنے ہی اس کی مطالعہ بہت مفید ہے ضخامت مولوی سائز کے ۵۰۴ صفحات یا ۲۶ صفحات کامل قیمت مجلد عہ ڈیڑھ روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سیندھی یا شراب

(از جناب مولوی فقیر محمد صاحب [illegible] آبادی)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ۝ اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے؟

برادران اسلام! ہم مسلمانوں کو دینی و دنیوی اور مالی اور اخلاقی حیثیت سے دو امور نے سخت تباہ و برباد کر رکھا ہے ایک ہندی رسم و رواج دوسرا استعمال مسکرات۔

افسوس ہے کہ مسکرات کا استعمال اس قدر شدت سے ہو رہا ہے کہ وہ بھی گویا منجملہ ضروریات زندگی ہے اور اس کے بغیر گزارہ کرنا مشکل ہے غذا چھوٹ سکتی ہے مگر اس کی عادت ترک نہیں کی جا سکتی جان پر بن جائے پروا نہیں عزت پر حرف آئے بلا سے بال بچے بھوکے مریں مضائقہ نہیں اپنے پرائے نام دھریں دھرا کریں نشہ میں لڑائی جھگڑا ہو سر پھٹول ہو فضیحتی ہو سر بازار سر برہنہ یا برہنہ بلکہ سر تا سر برہنہ بے ہوش پڑے رہیں حیا نہیں بچار میں گھاٹا لگے ملازمت جاتی رہے کاروبار بند رہیں شرم نہیں۔

یہ واقعات ہیں یہ حقیقت ہے کسی کلال خانے پر سے گزر جائیے اور ان سب باتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھئے ان کو دیکھئے ان کے بال بچوں کی حالت زار کو دیکھئے ان کے گھر بار کو دیکھئے ان کے باپ دادا کو دیکھئے سلف وہ تھے خلف یہ ہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کے لئے کھانا ہو یا نہ ہو مگر اس کے دو گھونٹ ضرور ہوں عمر بھر تو بیاہی کرتے ہیں اس کے بغیر انہیں چین ہی نہیں آتا مگر لطف یہ ہے کہ مرتے وقت جب سکرات کا عالم ہوتا ہے اور مرنے والے کی جان پر بن رہی ہوتی ہے تو عزیز و اقارب یا دوست احباب یہ خیال کر کے کہ اس کا سارا دم سیندھی شراب میں اٹک گیا ہے اس آخری وقت بھی اس کے ساتھ ہمدردی برت کر سیندھی شراب کی دو بوندیں اس کے حلق میں ٹپکا دینے میں کمی نہیں کرتے کہ دم آسانی اور جلدی سے چلا جائے اسی پر بس نہیں بعض مقامات میں شعبان اور بقرعید کو جب بپابندی رسم و رواج مردوں کی فاتحہ کرتے ہیں تو اس مرنہار کے لئے کھانے پانی کے ساتھ فاتحہ کے وقت سیندھی کی لٹیا بھی سامنے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی خاص شغل کی چیز کے نہ ملنے پر گھر والوں کو بددعا نہ دے ان کے زعم باطل میں ان کے محلہ میں گائے کا گوشت فاتحہ پر نہیں چڑھتا جوار باجرہ کے کھانے پر فاتحہ نہیں ہو سکتی مگر سیندھی پر ہو سکتی ہے گویا سیندھی ان کے نزدیک حلال ہی نہیں بلکہ ایک لحاظ سے متبرک شے ہے کہ مردوں کی فاتحہ میں کام آ سکتی ہے اگر مہمان آ جائے تو اسکی خاطر و تواضع اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ سیندھی یا اسے سیندھی شراب نہ پلائے شادی بیاہ کی تقریبیں اس وقت تک پرلطف نہیں ہو سکتیں جب تک سیندھی جیسی سرور انگیز یا شراب جیسی شادمانی افزا شے کی سربراہی نہ کی جائے یہ شراب یہ سیندھی ہی جس طرح تقاریب خوشی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق بخشتی ہے اور جب تہنیت تھی ہے اسی طرح غمی کے موقعوں پر غم غلط کرنے کے لئے تعزیت کی خاطر حاضر ہو جاتی ہے ایک نادار اور مفلس جو قدرے معذور اور نیم برہنہ شخص نے چندہ کر کے بھیک مانگ کر اور کچھ قرضہ کر کے اپنی لڑکی کی شادی کی تھی اور ادائی قرضہ کے لئے جو تنا اس سے بھیک مانگتا اس سے شادی کے اخراجات کی تفصیل پوچھی گئی تو منجملہ اخراجات کے یہ بھی بیان کیا اور بغیر جھجک کے بیان کیا کہ گھڑا بھر سیندھی اور ایک مرغی ان عورتوں کو بھی جنہوں نے شادی میں ڈھول بجانے اور گیت گائے تھے ایک صاحب کو اپنی اہلیہ کے انتقال کا سخت افسوس ہوا نہایت غم ہوا مگر دسویں چہلم کے فاتحہ کے وقت سیندھی میں مشغول کیوں نہ ہو غم غلط اسی سے ہوتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ بعض مسلمان جنہیں سیندھی پینے کی عادت ہوتی ہے جب کسی کے مرید ہوتے ہیں تو اس وقت درخواست کرتے ہیں کہ ہو بہو گرمی میں محنت کرنے سے پیاس لگتی ہے تکلیف ہوتی ہے سیندھی سے سکون ہوتا ہے ایسے وقت تھوڑی بہت پینے کی اجازت ہونی چاہیئے اور انہیں اجازت مل جاتی ہے ایسے مریدین و مشائخ پر یہ شعر پورا صادق آتا ہے ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

جب ان سیندھی خواروں سے پوچھا جاتا ہے کہ اس میں کیا نفع ہے تم کیوں پیتے ہو؟ تو کسی سے یہ جواب ملتا ہے کہ شرع میں شراب حرام ہے سیندھی کا ذکر کہاں ہے کسی کا یہ بہانا کہ ہم نادار مفلس ہیں کھانا لے کر پیٹ بھر نہیں ملتا تھوڑا جو مل جاتا ہے کھا لیتے ہیں اس پر ایک دو گلاس سیندھی کے پی لیتے ہیں تو بھوک و پیاس سے سکون ہو جاتا ہے کسی کا یہ عذر کہ مزاج میں گرمی ہے حکیم نے دوا استعمال کرنے کی رائے دی ہے اس سے تلخی کم اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے غرضیکہ ہم مسلمانوں کے عقیدہ میں سیندھی شراب کی حرمت اس درجہ کم ہو گئی ہے کہ اس کا استعمال بعض لوگوں کے نزدیک عیب نہیں ہنر سمجھا جا رہا ہے گناہ نہیں مباح خیال کیا جا رہا ہے جب ہنر و مباح سمجھا جائے تو ظاہر ہے کہ جس قدر بھی اس کا استعمال ہو کم ہے لیکن برادران اسلام! یہ چیز ساری برائیوں کی جڑ ہے اور تمام خرابیوں کی ماں اس لئے کہ یہ عقل کو کھو دیتی ہے اور جب آدمی بےعقل اور بے ہوش ہو جاتا ہے تو وہ کونسی برائی ہے جس کے ارتکاب سے بچ سکتا ہے؟ نقل ہے کہ ایک فقیر کا ایک بستی میں گزر ہوا ایک بڑا مکان نظر پڑا اس کے چار دروازے تھے پہلے دروازے پر اس نے سوال کیا تو جواب ملا کہ یہ سور کے کباب بنے ہیں پہلے اس کو کھا لے اور پھر گھر میں داخل ہو جا سب کچھ تیرا ہے اس نے سور کا نام سنتے ہی استغفر اللہ کہتے ہوئے

وہاں سے لوٹا اور دوسرے دروازہ پر گیا گھر والے نے کہا کہ یہ عورت ہے پہلے اس کا منہ کالا کرلے پھر گھر میں جا فقیر نے اس کو سخت گناہ سمجھا اور انکار کر کے وہاں سے تیسرے دروازہ پر گیا ایک شخص کو پایا جس نے کہا کہ یہ تلوار لے اور اس لڑکے کا سر اڑا دے اور گھر میں داخل ہو فقیر نے گناہ کبیرہ سمجھکر اس سے بھی انکار کیا اور چوتھے دروازہ پر گیا دربان نے کہا کہ یہ شراب رکھی ہے پی لے اور گھر میں سے جو جی چاہے لیجا۔ اس نے اس فعل کو باقی تین چیزوں سے ہلکا جانا اور خیال کیا کہ ساری دنیا کے لوگ عمر بھر اس کا استعمال کرتے ہیں میں اگر آج اور صرف آج ایک مرتبہ پی لوں تو کیا قباحت ہے! یہ سمجھکر اس نے وہ پیالہ پی لیا چونکہ یہ عادی نہ تھا اس ایک ہی پیالہ سے اس کو نشہ چڑھ گیا پھر تو عالم بیہوشی میں سور کے کباب بھی کھائے عورت سے منہ بھی سیاہ کر لیا اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں بھی روسیاہ ہوا اور آخرت میں بھی مستحق عذاب ٹھیرا اور دوزخ کا کندہ بنا خسر الدنیا والآخرۃ اگر یہ شراب نہ پیتا باقی تین گناہوں میں سے کوئی ایک گناہ کر لیتا تو صرف ایک گناہ کا مرتکب ہوتا اب اس نے شراب پیکر چاروں گناہ کر لئے اس لئے حدیث شریف میں اس کو ام الخبائث یعنی برائیوں کی ماں کہا گیا ہے۔

حضرات! شراب کو عربی میں خمر کہتے ہیں خمر کے لغوی معنی ہیں ڈھانکنا چونکہ یہ چیز عقل کو ڈھانک دیتی ہے اس لئے اسے خمر کہتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مسکر خمر وکل مسکر حرام فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ لانے والی چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور شئے حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ سیندی وغیرہ بھی حرام ہے کہ یہ بھی نشہ لانے والی ہے۔

اس سے ان لوگوں کے بیان کی غلطی ظاہر ہوئی جو کہتے ہیں کہ شرع میں سیندی حرام نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر سیندی اتنی پی جائے کہ نشہ ہو تو حرام ہے ہم چونکہ اتنی نہیں پیتے جس سے نشہ ہو اس لئے حرج نہیں انہیں اس حدیث شریف کو ملاحظہ فرمانا چاہئے عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو چیز بہت ہونے پر نشہ لائے وہ تھوڑی مقدار میں بھی حرام ہے۔

چونکہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کی حالت ہر لحاظ سے بہت خراب تھی ان میں بدعیوب نہایت راسخ تھے اور بالخصوص شراب کا استعمال نہایت کثرت سے ہوا کرتا تھا اور یہ عادت بے اس سبب کسی شخص یا قوم میں عیب کی لذت ہوتی ہے یا کوئی عیب شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے تو اس کی اصلاح یکدم سے نہیں ہوسکتی بتدریج ہوتی اس لئے ابتداء اسلام میں شراب حلال تھی چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے انعامات و احسانات کے ضمن میں فرمایا ہے وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا یعنی کھجوروں اور انگور کے پھل سے نشہ کی چیز بناتے ہو پھر حضرت عمرؓ و معاذؓ کے سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی فاسئلوا کانوا سبحی عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما۔ لوگ آپ سے شراب

اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (چیزوں کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اور لوگوں (کے بعضے) فائدے بھی ہیں اور وہ (گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں"

اس آیت شریفہ کے نازل ہونے پر گناہ کا خیال کر کے بعض لوگوں نے اس کا پینا چھوڑ دیا اور بعض لوگ منافع کا اعتبار کر کے پیتے رہے ایک دفعہ میں شراب پیکر جب نماز غلط پڑھی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو" اور اوقات نماز میں نشہ کا استعمال حرام کر دیا گیا چنانچہ لوگ نماز عشاء کے بعد پیتے اور صبح نماز فجر تک نشہ باقی نہ رہتا تھا اور نماز فجر کے بعد پیتے اور ظہر تک نشہ اتر جاتا تھا اس کے بعد اس آیت کے ذریعہ جو شروع میں درج کی گئی ہے شراب ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔

برادران اسلام! کہیں سیندی شراب پینے والے خوش نہ ہوں کہ جس طرح ابتداء اسلام میں شراب بتدریج حرام ہوئی ہے اسی طرح ہم بھی بتدریج اس کا استعمال ترک کریں گے۔ بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگ کفر و شرک کی حالت میں تھے اور ان کو صرف کفر و شرک سے ہٹانا منظور تھا بلکہ دیگر عیوب سے پاک کرنا بھی مطلوب تھا چونکہ ہم مسلمان ہیں اور شراب قطعی حرام ہو چکی ہے اس لئے پینے والوں کے لئے یہ گنجائش باقی نہیں رہی کہ اس کو بتدریج چھوڑ دیں ہم خداتعالے کا فرمان فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ (سو کیا اب تم باز رہوگے؟) سنتے ہی بلا تامل قبول کرنا چاہئے انتہینا (ہم باز رہے) اور فوراً اس کا استعمال ترک کر دینا چاہئے۔

سیندی شراب کے استعمال سے دین بھی خراب ہوتا ہے اور دنیا بھی دنیا میں اس سے جو خرابیاں سختیاں اور مصیبتیں کھیلنی پڑتی ہیں ان پر غور کرو:

(۱) سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ پینے والا عقل جیسی چیز سے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات جیسا شاندار لقب دیا ہے کچھ عرصہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے اور اس حالت میں وہ سب کچھ کر گزرتا ہے جس کی ایک دیوانہ سے توقع کی جاسکتی ہے۔

(۲) لوگوں میں اس کی وقعت نہیں رہتی۔

(۳) لوگ اس کو اچھا شہد نام رکھتے ہیں

(۴) اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ کہا جاتا ہے کہ خوب بچے رہے اس کا اعتبار نہ کرو۔

(۵) بات بات پر لوگوں سے ناحق جھگڑتا رہتا ہے اور جوتی پیزار کی نوبت آجاتی ہے

(۶) بعض اوقات جب زیادہ بیہوش ہو جاتا ہے تو سر بازار برہنہ پڑا رہتا ہے۔

(۷) اس عادت بد کی وجہ سے بعض اوقات اس کی جان پر آبنتی ہے اور دشمنوں کو آسانی سے اس کی جان لینے کا موقع ملتا ہے چونکہ سیندی پینے والا محفوظ نہیں رہتی اس لئے دشمن اس میں زہر ملانے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک شخص اسی عادت بد میں مبتلا تھا اور ایک خاص درخت تاڑ کا اپنے واسطے مقرر کر رکھا تھا کہ اسی کی تاڑی اسے پلائی جائے دشمنوں نے سازش کر کے درخت پر چڑھ کر ملیا میں زہر ملا دیا اتفاق سے اسی ایک دوست بھی اس کا ہم پیالہ ہوا ان دونوں نے زہر آلود تاڑی پی لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں نے فوراً تاڑی پر سے اپنی جان تصدق

کردی۔

(۸) چونکہ یہ چیزیں انسیند ہی ماڑی شراب قیمت سے ملتی ہیں اس لئے مالی نقصان بھی ہوتا ہے۔

(۹) تنہا پینے میں پینے والوں کو لطف نہیں آتا دوست احباب کو ساتھ لیکر جلسے مناتے ہیں۔ اور حالت نشہ میں خم کے خم لنڈھائے جاتے ہیں اور یہ سب مصارف اس شخص کے ذمے پڑ جاتے ہیں جس نے دعوت دی تھی اس لئے مزید اخراجات عائد ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) اس کا خمیازہ صرف پینے والے ہی کو بھگتنا نہیں پڑتا بلکہ اس کے بال بچے بھی مبتلائے مصائب گوناگوں ہو جاتے ہیں ظاہر ہے کہ پینے والا نہ کوئی مزدوری اچھی طرح کرسکتا ہے اور نہ ملازمت و تجارت ہی اچھی طرح چلا سکتا ہے آمدنی یوں گھٹی اور استعمال مسکرات سے مصارف یوں بڑھے اور رفتہ رفتہ کہکر مقروض ہو جاتا ہے بال بچے ننگے بھوکے مرتے ہیں بال بچوں کی حالت زار دیکھکر دوسروں کو ترس آتا ہے مگر ان حضرات کو ذرا رحم نہیں آتا احساس نہیں ہوتا بیوی کا زیور زیور اور اپنی جائداد فروخت کر دینے میں کمی نہیں کرتے یہ ان کی بیوقوفی کی علامت ہے کسی نے کہا کہ فلاں شخص شراب پیکر راستہ میں بے ہوش پڑا ہے دوسرے نے جواب دیا کہ وہ پہلے کب ہوش میں تھا؟ اور وہ ہوشمند ہوتا تو شراب ہی نہ پیتا۔

(۱۱) مسکر ہی شراب کے استعمال سے گو ابتدا میں سرور ہوتا ہو مگر بعد میں باعث شرور ہو جاتی ہے جب نشہ ہرن ہو جاتا ہے تو پہلے سے بھی زیادہ سستی محسوس ہونے لگتی ہے۔

(۱۲) پینے والے کی صورت پر پھٹکار برستی ہے چہرہ بے نور و بے رونق نظر آنے لگتا ہے دیکھنے والا فوراً پہچان لیتا ہے کہ یہ مسکر خوار یا شرابی ہے۔

(۱۳) منہ سے بدبو آتی رہتی ہے بلکہ جسم کپڑوں اور پسینہ میں بھی بدبو ہوا کرتی ہے

(۱۴) جب کبھی قے ہو جاتی ہے تو تمام غلاظت اور بدبو اس درجہ کی ہوتی ہے کہ بیوی بچے بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور پاس پھٹکنا نہیں چاہتے۔

(۱۵) پینے والا ہمیشہ دوسروں سے خائف و شرمندہ رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی کے "بدنام کنندہ نکو نامے چند" خاندان مشائخ کے نام لیوا اس بری عادت میں مبتلا تھے حسب دستور بازار میں گئے حلیہ منانے لگے گھڑے کے گھڑے لنڈھا جارہے تھے کہ اس طرف سے معتقد عہدہ داران سرکاری کا گذر ہوا انھیں دیکھا تو ندامت سے بچنے کے لئے گھڑوں پر کپڑے ڈال دئیے ایک امام بنا باقی مقتدی اور اللہ اکبر کے ساتھ بلا وضو نماز کی نیت باندھی تاکہ عہدہ دار سمجھ لیں کہ یہ حضرات اور کچھ نہیں کر رہے ہیں نماز پڑھ رہے ہیں۔

(۱۶) بحالت نشہ بیوی سے لڑائی جھگڑا ہوتا ہے تو بیوی کو طلاق بھی دیا کرتے ہیں ایک بار نہیں دس بار حالانکہ نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اس کے بعد تعلقات زناشوئی برابر باقی رکھے جاتے ہیں جس سے زنا کا گناہ الگ ہوتا ہے اور اولاد الگ حرامی ہوتی ہے

حضرات آپ نے دنیوی خرابیاں دیکھ لیں اب آخرت کی وعیدیں بھی سن لیجئے کہ شریعت کی نگاہ میں مسکر ہی شراب کیسی بری چیز ہے؟

حدیث شریف میں آیا ہے عبدالرحمن بن ازہر فرماتے ہیں گویا کہ میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں جس وقت کہ آپ کے پاس ایک آدمی پکڑا آیا جس نے شراب پی تھی آپ نے لوگوں سے کہا کہ اسے پیٹو۔ چنانچہ بعض آدمیوں نے اسے جوتیوں سے مارا اور کسی نے لکڑی سے مارا اور کسی نے کھجور کی گیلی قمچی سے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی اٹھا کر اس کے منہ پر پھینکدی (مشکوٰۃ شریف)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شراب پیتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرتا پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے پھر اگر وہ دوبارہ پیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرتا پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو خدائے تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے پھر اگر وہ سہ بارہ پیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرتا پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے پھر اگر چوتھی دفعہ پیتا ہے تو خدائے تعالیٰ اسکی توبہ قبول نہیں کرتا اور اسے دوزخیوں کے پیپ لہو کی نہر کا پانی پلائے گا۔

چالیس دن کی نماز قبول نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چالیس دن کی نماز کا ثواب نہیں ملیگا بلکہ کسی عبادت کا بھی ثواب نہیں ملیگا نماز چونکہ تمام بدنی عبادتوں سے افضل ہے اس لئے اسی کا ذکر کیا اور چوتھی دفعہ توبہ قبول نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ اگر کوئی بندہ سو دفعہ بھی توبہ کرے گا تو قبول فرمائے گا۔

حدیث شریف۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں پر اللہ تعالےٰ نے بالتحقیق جنت حرام کردی ہے ایک ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا تیسرا وہ دیوث ہے جو اپنی بیوی کو خرابات (حرامکاری) سے نہ روکے

روایت ہے کہ شراب خوار مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوکر قبر سے نکلیگا اور اس کی گردن میں کوزہ لٹکا ہوگا ہاتھ میں پیالہ پکڑے ہوگا اس کے گوشت پوست میں سانپ بچھو بھرے ہوں گے پاؤں میں آگ کی نعلین پہنے ہوگا جس کی حرارت سے اس کا دماغ جوش کھا رہا ہوگا اس کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا اور وہ دوزخ میں فرعون اور ہامان کے ساتھ رہے گا۔

نقل ہے جب بندہ ایک مرتبہ شراب پیتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جب دوسری دفعہ پیتا ہے تو ملک الموت اس سے بیزار ہو جاتے ہیں جب تیسری دفعہ پیتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہوتے ہیں جب چوتھی دفعہ پیتا ہے تو اس کے نگہبان فرشتے اس سے بیزار ہوتے ہیں جب پانچویں دفعہ پیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام اس سے بیزار ہوتے ہیں جب چھٹی دفعہ پیتا ہے تو اسرافیل علیہ السلام اس سے بیزار ہوتے ہیں جب ساتویں دفعہ پیتا ہے تو میکائیل علیہ السلام اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب آٹھویں دفعہ پیتا ہے تو تمام آسمان اس سے بیزار ہوتے ہیں جب نویں دفعہ پیتا ہے تو آسمان کے رہنے والے اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب دسویں دفعہ پیتا ہے تو جنت کے دروازے اس پر بند ہوتے ہیں۔ جب گیارہویں دفعہ پیتا ہے تو دوزخ کے دروازے اس کے واسطے کھل جاتے ہیں۔ جب بارہویں دفعہ پیتا ہے تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب تیرہویں دفعہ پیتا ہے تو حق سبحانہٗ تعالےٰ اس سے بیزار ہوتا ہے جس شخص سے خدا اور رسول اور تمام ملائک

غرض دکرسی وغیرہ بیزار ہوں نہ جہنم میں عذاب پانے والوں کے ساتھ ہلاک ہو۔

حکایت شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد کو جاتا تھا دیکھا کہ کئی عورتیں روتی ہوئی کھڑی ہیں میں نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ ایک شخص حالت جان کنی میں ہے کلمہ شہادت بہت تلقین کیا مگر وہ زبان نہیں کھولتا ہے اگر آپ چل کر تلقین کریں تو شاید کہیگا اور آپ کو ثواب ہوگا میں نے وہاں جاکر کئی مرتبہ تلقین کیا اس نے آنکھ کھول کر لا الہ الا اللہ مجھ سے سنتے ہی کہا کہ میں اسلام سے بیزار ہوں اور ایک چیخ ماری اسی چیخ میں اسکی روح پرواز کر گئی میں نے عورتوں کو اس حالت کی خبر دی اور کہا کہ اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے اور اسکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے پھر میں نے اس کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص زندگی میں کیا عمل کرتا تھا سب نے کہا کہ اس کے تمام کام نیک تھے لیکن شراب پیتا تھا میں نے کہا کہ اسی سبب سے اس کا ایمان گیا نعوذ باللہ من ذلک۔

غور کیجئے جس کے سب کام اچھے تھے اور صرف ایک کام برا تھا کہ شراب پیتا تھا مرتے وقت اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی اور اس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ آجکل مسلمان بھائیوں کی حالت پر غور کیجئے اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی نیک کام کوئی نہیں! اور بھرشتہ کے عادی!! خاتمہ کیسا ہو خدا بچائے!

صاحب زناجر مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ دوستو شرابی کی صحبت میں مت رہو اس کے ساتھ مت مل بیٹھو اس سے بات مت کرو اس کی کسی طرح کی عزت مت کرو اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اسکی بیمار پرسی مت کرو۔ غرضکہ اس کی دوستی کو آخرت کی خرابی سمجھو۔

غور کیجئے کیا ہمارا اس پر عمل ہے! یکے زد باشد یکے پردہ دار وہ ہی تصور دار تو یہ ہی خطا کار وہ پیتے ہیں باز نہیں آتے یہ مدد کئے تو کئے ہیں جی چراتے ہیں انھیں دیکھکر ان کی پیشانی پر بل نہیں آتا چیں بجبیں نہیں ہوتے بلکہ ان سے ہنستے بولتے ملتے جلتے ہیں اور ہر طرح کی امداد اور خاطر تواضع کیا کرتے ہیں ایسی حالت میں قوم سے یہ لعنت دور ہو تو کیونکر ہو

فویل لهم ثم ویل لهم

جس طرح سیندھی شراب وغیرہ مسکرات کا استعمال حرام ہے اسی طرح ان اشیاء کی تجارت بھی حرام ہے اس سے تعلق رکھنے والی ملازمت بھی حرام ہے غرضکہ ہر قسم کا معاملہ اور معاونت بھی حرام ہے تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی اور حد سے گزر جانے میں باہم مدد نہ کرو یوں تو ہر گناہ میں مدد کرنا حرام ہے لیکن چونکہ شراب خواری سب برائیوں کی جڑ ہے لہذا شراب کے معاملہ میں امداد کرنا سب سے زیادہ گناہ ہے

ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس بارہ میں جتنا احتیاط کریں رزق کا یہی ایک دروازہ نہیں ہے بہت سے جائز فائدے ہیں جو لوگ پہلے ہی سے ایسی ملازمت میں لگے ہوئے ہیں ان کی نسبت علماء نے لکھا ہے کہ انھیں چاہیئے کہ جب تک دوسرا جائز ذریعہ دستیاب نہو اس کو ترک نہ کریں اور بادل ناخواستہ جائز ذریعہ تلاش روزگار کرتے ہوئے اس کو جاری رکھیں ورنہ بیکاری میں فکر معاش سے تنگ آکر

اس سے بھی زیادہ پریشان خاطر ہوکر جو کچھ نماز روزہ ہوتا تھا اس کو بھی چھوڑ دیں گے اور چولہے سے بچنے کے لئے بھاڑ میں جاگریں گے۔

کیا ہم مسلمانوں کو اب بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہونا چاہیئے! بعض مقامات پر ہنود اقوام نے جن کی گھٹی میں سیندھی تھی اسپرٹ سیندھی شراب چھوڑنے کا عہد کرلیا ہے کیا ہم ان سے بھی گئے گزرے۔ خدارا اس بری عادت سے توبہ کرو۔ بیوی بچوں کو بھی اس سے سختی سے باز رکھو اس سے تمہاری مالی حالت بھی درست ہو جائیگی اور اخلاقی حالت بھی سدھر جائیگی لوگوں میں قدر و منزلت ہوگی اور تم عزت و وقار سے دیکھے جاؤ گے۔

بعض لوگ اپنے بچوں کو زبردستی پلاتے اور اس کا عادی بناتے ہیں اور جہاں اس کی عادت پڑی پھر چھوٹنا محال۔ بعض لوگ خود تو پیتے ہیں مگر بچوں کو روکتے ہیں اور وہ نہیں رکتے بلکہ چوری چھپے پیا کرتے ہیں اور بالآخر ایسے عادی ہو جاتے ہیں کہ اس کے برے برے نتائج بھگتتے ہیں اور پھر بھی باز نہیں آتے وجہ یہ کہ ماں باپ کی اس عادت بد سے بچوں کی سرشت میں سیندھی شراب کا اثر سرایت کر جاتا ہے دور ہو تو کیسے ہو۔ بچے شہد سے ماں باپ کی اولاد بھی بالعموم بچے شہدی نکلتی ہے۔ قسم قسم کے افعال شنیعہ اور عادات قبیحہ میں مبتلا ہو جاتی ہے نتیجہ یہ کہ سارے گھر پر ادبار اور بدبختی کی گھٹا چھا جاتی ہے حیا کا مادہ ان سے رخصت ہو جاتا ہے حیا ہی وہ اعلیٰ صفت ہے جو انسان کو بری حرکات سے روکتی ہے جس میں یہ صفت نہ ہو تو پھر وہ انسان ہی کیا؟

پس ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ قوم سے اس لعنت کو دور کرنے کے لئے ہر طرح کی سعی کریں انھیں اسکی برائیاں سمجھائیں اس پر بھی نہ مانیں تو ترک تعلقات کریں ملنا جلنا چھوڑ دیں ایسے لوگوں کی کسی قسم کی امداد نہ کریں تکلیف میں ہوں تو تکلیف بھگتنے دیں مرتے ہوں تو مرنے دیں جس کہ جناب پاک إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اگر تو ان کو روئے زمین پر رہنے دے تو لوگ تیرے بندوں کو گمراہی کریں اور ان کو محض کافر اور فاجر ہی اولاد پیدا ہوگی

ترک تعلقات سے وہ تکلیف اٹھا اٹھا کر مصائب جھیل جھیل کر ایک نہ ایک دن اس عادت بد سے تائب ہوں گے وہ درست ہوں گے اور آئندہ ان کی اولاد درست نکلیگی خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اعمال نیک کی توفیق عطا فرمائے اور اعمال بد سے باز رکھے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

کمالات سلف

مصنفہ مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب شرر لکھنوی۔ مولانا نے اس کتاب میں سلف کی اولوالعزمیوں کو اور قدیم شاہان دہلی کی رعایا نوازی کو ان آداب اور طریقے سے دکھایا جو انھیں کا حصہ ہے فہرست مضامین یہ ہے۱۔ مدینہ منورہ کے ترقی کے اسباب اور شہرت و ناموری (۲) یمن کا نقلی خزانہ (۳) زوال عجم (۴) بنار بغداد اور خلیفہ جعفر (۵) بلغاریہ جب اسلام کے سایہ میں آیا (۶) دہلی مرحوم (۷) دہلی اور اسکا اگلا دربار (۸) سلطنت دہلی کے بعض دینار امراء (۹) جہانگیر (۱۰) امیر تیمور کی سفارت بیجانگر میں۔ قیمت ۸؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اسلام ایک اخلاقی خیال کی حیثیت میں

(ترجمہ مضمون سر اقبال ایم اے)

نجات کے سوال کو بدھ مذہب۔ عیسائیت۔ زردشت کے مذہب اور اسلام نے کسطرح حل کیا ہے

ہر ایک بڑا مذہب انسان اور دنیا کے متعلق کچھ نہ کچھ خیالات کا اظہار کرتا ہے اور یہ اس کے لئے گویا ایک بنیاد ہوتی ہے مثلاً بدھ مذہب کے روحانی معنے میں مرکزی خیال یہ ہے کہ دکھ اس عالم کی ترکیب میں غالب عنصر ہے۔ غالباً انسان بحیثیت ایک فرد کے بدھ کی تعلیم کے مطابق دکھ کی طاقتوں کے مقابلہ میں بیکس ہے ایک ناقابل قطع تعلق دکھ میں اور شخصی احساس میں ہے جو اس طرح پر سوائے ایک مستقل دکھ کے امکان کے اور کچھ ہی نہیں۔ دکھ سے نجات کے معنے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شخصیت سے نجات ہو یعنی شخصیت باقی نہ رہے اسلئے دکھ کو بطور ایک حقیقت کے بنیاد قرار دیکر بدھ مذہب بالکل اپنے اصول کے مطابق انسان کا مقصد اعلیٰ اپنے آپ کو فنا کرنے کو قرار دیتا ہے پس دکھ اور احساس شخصیت میں سے دکھ گویا اصلی چیز ہے اور احساس شخصی صرف ایک دھوکا ہے جس سے ہم اس طرح سے آزادی حاصل کر سکتے ہیں کہ وہ کام کرنا چھوڑ دیں جن کا میلان احساس شخصیت کو تیز کرنا ہے پس بدھ مذہب کے مطابق نجات کا کام نہ کرنے کا نام ہے ترک دنیا اور ترک نفس سب سے بڑی نیکیاں ہیں۔

اسی طرح عیسائیت بحیثیت ایک مذہب کے گناہ کی بنیاد پر قائم ہے دنیا کو ایک بدی سمجھا گیا ہے اور گناہ کی آلائش انسان کے ورثہ میں داخل سمجھی جاتی ہے جو بطور خود اس سے نجات حاصل نہیں کر سکتا اور کسی فوق الطاقت شخصیت کا محتاج ہے جو اس میں اور اس کے خالق میں سفارش کا کام کرے۔ عیسائیت بدھ مذہب کے خلاف شخصیت انسانی کو ایک حقیقت سمجھتی ہے لیکن بدھ مذہب کے ساتھ یہ اتفاق رکھتی ہے کہ انسان خود گناہ کے خلاف ایک ناکافی طاقت ہے مگر اس موافقت میں بھی ایک باریک فرق ہے عیسائیت کے مطابق ہم ایک نجات دہندہ پر بھروسہ کر کے گناہ سے نجات حاصل کر سکتے لیکن بدھ مذہب کے مطابق ہم دکھ سے اس طرح بچ سکتے ہیں کہ اس ناکافی طاقت یعنی اپنی شخصیت کو قدرت کی طاقت کلی میں نابود کر دیں ناکافی ہونے میں دونوں ایک ہیں اور اس ناکافی ہونے کو بدی سمجھنے میں بھی دونوں ایک ہیں مگر ایک نقص کا علاج کسی نجات دہندہ شخصیت کی طاقت کو درمیان میں لا کر کرتا ہے اور دوسرا اس ناکافی طاقت کو تدریجاً کم کرنے کی ہدایت کرتا ہے یہانتک کہ وہ بالکل فنا ہو جائے۔

اب زردشت کے مذہب کو لو۔ یہ عالم کو نیکی اور بدی کی طاقتوں میں ایک نختم ہونے والی جنگ کا نظارہ گاہ سمجھتا ہے اور انسان میں یہ طاقت کا وہ تسلیم کرتا ہے کہ جو راہ وہ چاہے اختیار کرے۔ زردشت کے مذہب کے مطابق عالم میں ایک حصہ بدی کا ہے اور ایک عنصر نیکی کا۔ انسان نہ بالکل نیک ہے نہ بالکل بد بلکہ دونوں اصولوں کا مجموعہ ہے اور نور و ظلمت ہمیشہ اس کے اندر ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے جنگ کرتے رہتے ہیں۔

پس فطرت عالم اور فطرت انسانی کے متعلق ان تین مذاہب یعنی بدھ مذہب عیسائیت اور زردشت کے مذہب میں یہ تین بنیادی اصول ہیں

(۱) بدھ مذہب عالم میں دکھ ہے اور انسان بحیثیت شخص بد ہے

(۲) عیسائی مذہب عالم میں گناہ ہے اور گناہ کی آلائش انسان کی پیدائش کے ساتھ آتی ہے۔

(۳) زردشت کا مذہب عالم میں ایک جنگ ہے اور انسان ان مخالف قوتوں کا مرکب ہے اور وہ آزاد ہے کہ اپنے آپ کو نیکی کی طاقتوں کی طرف لگائے جو انجام کار غالب آجائینگی۔

عالم اور انسان کے متعلق اسلامی نقطۂ خیال

اب سوال یہ ہے کہ عالم اور انسان کے متعلق اسلامی خیال کیا ہے وہ بنیادی اصول مذہب اسلام کے مطابق کیا ہے جو اس سارے نظر کی عمارت کی کیفیت کو ظاہر کرنے والا ہے ہم جانتے ہیں کہ گناہ دکھ اور غم کا ذکر قرآن کریم میں کثرت سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام عالم کو ایک حقیقت سمجھتا ہے اس لئے جو کچھ اس کے اندر ہے اس کو بھی ایک حقیقت سمجھتا ہے گناہ دکھ غم باہمی جد و جہد یہ سب حقیقتیں ہیں لیکن اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بدی عالم کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ اس عالم کی اصلاح ہو سکتی ہے اور گناہ اور بدی کے عنصر تدریجاً دور کئے جا سکتے ہیں جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب خدا کا ہے للہ ما فی السموات وما فی الارض اور وہ امور جو بظاہر تباہی اور ہلاکت کے موجبات نظر آتے ہیں تو وہی نظر آتے ہیں تو وہی زندگی کے سرچشمہ ہو سکتے ہیں اگر انسان ان کو مناسب طریق پر قابو میں لے آئے کیونکہ انسان کو یہ طاقت دیگئی ہے کہ وہ حقیقت اشیاء کو سمجھے اور ان پر قابو پائے فجعلنٰہ سمیعاً بصیرا۔ ہم نے انسان کو سننے والا دیکھنے والا بنایا ہے عالم کی ہر ایک چیز اس کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اس کو اپنا کمال حاصل کرنے میں مدد دے سکتی ہے اللہ الذی خلق السموات والارض وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل والنہار واٰتٰکم من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا (ابراہیم ۳۲-۳۳)

اللہ وہ ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور بادل سے پانی اتارا پھر اس کے ساتھ تمہارے رزق کے لئے پھل نکالے اور اس نے تمہارے لئے جہازوں کو مسخر کر دیا تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور اس نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا جو ہمیشہ چل رہے ہیں اور اس نے تمہارے لئے دن اور رات کو مسخر کر دیا اور جو کچھ تم اس سے مانگتے ہو اس میں سے تم کو دیتا ہے اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کا شمار نہ کر سکو۔

یہ اور اسی قسم کی آیات قرآنی جب ان کو اس امر کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے کہ قرآن کریم نے گناہ اور غم کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے صاف بتاتی ہے کہ اسلام کا نقطۂ خیال عالم کے متعلق نہ تنہا امید کا پہلو لئے ہے اور نہ صرف خوف کا۔ موجودہ علم صفات الاشیاء نے بدھ مذہب کی تعبیر باطنی کا آخری جواب دیدیا ہے کیونکہ عالم میں دکھ ایک عنصر لازم نہیں اور خوف کا پہلو صرف مخالف حالات ہی کا نتیجہ ہے اسلام صحیح عمل کے اثر پر بڑا اعتبار رکھتا ہے اس لئے اسلام کے نقطۂ خیال کو اصلاحی کہہ سکتے ہیں یعنی ہر قسم کی علمی تحقیقات اور مدنی ترقی کے لئے انسانی کوشش کو یہ درست سمجھتا اور اس کو بطور ابتدائے غایت لیتا ہے۔ پس اگرچہ اسلام عالم میں دکھ گناہ اور جنگ وجدل کے امر واقعہ کو تسلیم کرتا ہے مگر وہ سب سے اہم واقعہ جو اسلام کی راہ میں ہونا دیکھتا ہے نہ گناہ اور نہ جنگ۔

اسلام میں نجات خوف سے آزادی کا نام ہے

خوف وہ چیز ہے جس کا انسان اسلئے شکار ہوتا رہتا ہے کہ وہ اپنے گرد وپیش کے حالات کی حقیقت سے ناواقف اور خدا پر پورا ایمان نہیں رکھتا انسان کی اخلاقی ترقی کا اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ تعلیم قرآنی کی رو سے وہ ہے جب وہ خوف وحزن سے نجات حاصل کر لیتا ہے لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ پس بنیادی اصول جس پر اسلام کی عمارت کا دار ومدار ہے یہ ہے کہ عالم میں بیشک خوف ہے مگر اسلام کی غرض انسان کو خوف سے آزاد کرنا ہے عالم کے متعلق یہ نقطۂ خیال یہی ظاہر کرتا ہے کہ انسان کی فطرت ما بعد الطبعیات کے متعلق اسلام کا خیال کیا ہے اگر خوف وہ حالت ہے جو انسان پر غالب آکر اسکی اخلاقی ترقی کو روکتی ہے تو لازماً انسان ایک طاقت ایک قوت ارادی ہاں غیر محدود طاقت کا ایک بیج ہے اور تمام افعال انسانی کی اصل غرض اسی طاقت کا مرکزی اظہار ہونا چاہیئے پس انسان کی اصلی فطرت قوت ارادی میں ہے نہ عقل یا فہم میں۔

انسان فطرتاً امن پسند ہے

انسان کی فطرت اخلاقی کے متعلق بھی اسلام کی تعلیم دوسرے مذاہب سے جدا ہے اس کا نقشہ قرآن کریم نے یوں کھینچا ہے واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ جب تمہارے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں زمین پر ایک نائب بنانے والا ہوں انہوں نے کہا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک کیا آپ اس میں ایسی مخلوق بنائینگے جو اس میں فساد اور خونریزی کرے اور ہم تو آپ کی ادب کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور آپ کی تقدیس کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں جواب دیا انی اعلم ما لا تعلمون میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے قرآن کریم کی اس آیت کو اگر اس مشہور حدیث نبوی کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے جس میں فرمایا کل مولود یولد علی الفطرۃ یعنی ہر ایک بچہ فطرت اسلامی (یعنی امن پسندی کی فطرت) پر پیدا ہوتا ہے تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق ہر انسان اپنی پیدائش میں اصلاً اور بالذات نیک اور امن پسند ہے اسکی نقطۂ خیال کو ہمارے زمانے میں روسو نے جو موجودہ خیالات سیاسی کا مورث اعلیٰ ہے بیان کیا ہے اس کے بالعکس عقیدہ یعنی یہ کہ ہر انسان فطرتاً گندا اور بد پیدا ہوتا ہے جس کو رومانی کلیسا نے اختیار کیا نہایت مضر مذہبی اور سیاسی نتائج کا منتج ہے اس لئے کہ اگر انسان ابتداءً شریر ہے تو اسکو اپنے اختیار سے کام کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے بلکہ چاہیئے کہ کوئی بیرونی طاقت اس کے سارے افعال پر مسلط ہو اس سے مذہب میں پروہت پن کا اور سیاسیات میں خود مختاری کا اصول پیدا ہوتا ہے یورپ کی تاریخ میں قرون وسطےٰ نے اس رومی عقیدہ کو اس کے سیاسی اور مذہبی نتائج تک پہنچایا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوسائٹی کی ایک ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے جس کو تباہ کرنے کے لئے اور جس کے بنیادی اصولوں کو گرانے کیلئے خطرناک انقلابات کی ضرورت پیش آئی۔ لوتھر جو مذہب میں مطلق العنانی کا دشمن ہے اور روسو جو سیاسیات میں مطلق العنانی کا دشمن ہے یہ دونوں ہمیشہ کے لئے یورپ کے نجات دہندہ سمجھے جائینگے جنہوں نے پوپ پن اور مطلق العنانی سے یورپ کو نجات دی اور ان کے مذہبی اور سیاسی خیالات مسیحی کلیسا کے اس بنیادی اصول کو تباہ کرنے والے ہیں کہ انسان پیدائشاً گنہگار ہے پس ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی دوڑ میں بالفاظ دیگر طریق ارتقاء میں گناہ اور دکھ کے زائل ہو جانے کا امکان اور انسان کی نظری نیکی پر ایمان اسلام کے بنیادی اصول ہیں اور یہی درحقیقت موجودہ یورپی تہذیب کے بھی بنیادی اصول ہیں جس نے بغیر محسوس کرنے کے کہ اس کا قدم کس طرف جا رہا ہے ان اصولوں کی صداقت کو تسلیم کر لیا ہے باوجود اس مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے کے جس نے ان دو اصولوں کا دنیا میں پورے طور پر قلع قمع کرنا چاہا تھا۔ پس اخلاقی نقطۂ خیال سے انسان فطرتاً نیک اور امن پسند ہے اور ما بعد الطبعیات کی زبان میں وہ قوت کی ایک اکائی ہے جو اپنے پوشیدہ امکانات کو اس لئے ظاہر نہیں کر سکتی کہ وہ اپنے گرد وپیش کے حالات کی اصل حقیقت کے متعلق ایک غلط فہمی میں مبتلا ہے۔

اسلام نے احساس شخصیت کو بڑھایا ہے

اسلام کا اعلےٰ اخلاقی مقصد انسان کو خوف سے چھڑانا اور اس طرح پر اس کے اندر اپنی شخصیت کا احساس پیدا کرنا اور اسکو یہ محسوس کرانا ہے کہ وہ ایک قوت کا سرچشمہ ہے یہ خیال کہ انسان ایک غیر محدود طاقت کی شخصیت ہے تعلیم اسلام کے مطابق تمام افعال انسانی کی اصل قدر وقیمت کو بتلانے والا ہے یعنی انسان کے احساس شخصیت کو ترقی دینے والا ہے اور بدی اس احساس کو کمزور کرتی ہے پس نیکی ایک قوت اور طاقت اور توانائی ہے بدی ایک کمزوری ہے انسان میں اسکی اپنی شخصیت کا ایک تیز احساس پیدا کر دو اسکو خدا کی وسیع زمین میں بےخوف اور آزاد پھرنے دو اور وہ دوسروں کی شخصیتوں کی عزت کرے گا اور بالکل نیک ہو جائیگا یہی وجہ ہے کہ افعال انسانی کی بعض صورتیں مثلاً ترک دنیا افلاس غلامانہ فرمانبرداری جو کو بعض وقت فروتنی انکسار اور دینداری کے ناموں کے نیچے چھپایا جاتا ہے افعال کی یہ صورتیں جو انسانی شخصیت کی طاقت کو کمزور کرتی ہے ان کو بدھ مذہب اور عیسائیت نے بڑی نیکیاں قرار دیکر ان پر زور دیا ہے مگر اسلام نے ان کی طرف بالکل رخ نہیں کیا پہلے عیسائی افلاس اور ترک دنیا کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتے تھے لیکن افلاس کو اسلام برا سمجھتا ہے اور ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ کی ہی دعا سکھاتا ہے۔

اسلام کے نقطۂ خیال سے سچی اعلیٰ نیکی راستبازی ہے جس کی تعریف خود قرآن کریم نے یوں کی ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق

والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ و الکتاب والنبیین واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس راستبازی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ کو مشرق ومغرب کی طرف پھیر دو لیکن راستبازی وہ ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور آخر کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور اللہ کی محبت کے لئے مال دے قریبوں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے جب عہد کرلیں اور دکھ اور تکلیف میں اور مقابلہ کے وقت صبر کرنے والے۔

پس یہ ظاہر ہے کہ اسلام گویا قدیم دنیا کی اخلاقی قیمتوں کی از سر نو قیمت مقرر کرتا ہے اور تمام اخلاقی حرکت کی آخری دلیل شخصیت انسانی کے احساس کو باقی رکھنا بعد اس کو تیز کرنا قرار دیتا ہے۔ انسان ایک ذمہ دار اور آزاد شخصیت ہے وہ اپنی قسمت کو بنانے والا آپ ہے اس کی نجات اس کا اپنا کام ہے خدا اور انسان کے درمیان کوئی صلح کرانے والا نہیں اور خدا تک پہنچنا ہر ایک انسان کا گویا پیدائشی حق ہے اسی لئے قرآن کو ایک طرف مسیح کو روح منہ یعنی اپنی طرف سے ایک روح[1] قرار دیتا ہے۔ مگر عیسائیت کے عقیدہ کفارہ اور کلیسا کے ایک معصوم ظاہری اعلیٰ عہدیدار کے عقیدہ کو غلط قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا ہے چنانچہ آپ نے ایک آزاد شدہ غلام کا نکاح ایک شریف گھرانے کی قریشی بی بی سے جو آپ کی بہت قریبی رشتہ داروں میں تھی کرادیا یہ نکاح عرب کی عورتوں کے امیرانہ غرور کیلئے ایک بڑا صدمہ تھا میاں بیوی میں موافقت نہ ہوسکی اور نتیجہ طلاق ہوا جس نے اس عورت کو اور بیکسی کی حالت میں چھوڑ دیا کیونکہ کوئی آزاد عرب ایک غلام کی مطلقہ بی بی سے نکاح کرنا کب پسند کرتا تھا مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقع سے اور فائدہ اٹھایا اور خود اس عورت سے نکاح کرکے بتا دیا کہ غلام کو اسلام میں یہ عزت حاصل ہے کہ اس کی مطلقہ بی بی سے خدا کا سب سے بڑا نبی بھی نکاح کرسکتا

[1] قرآن کریم نے جو مسیح کو کلمۃ اللہ اور روح منہ قرار دیا ہے تو اس پر عیسائیوں کا غلغلہ مچانا کہ قرآن شریف نے اس کو دوسرے انسانوں سے بڑھکر کچھ بتایا درست نہیں اسلئے کہ مسیح اکیلا اللہ کا کلمہ نہیں بلکہ خدا کے کلمے تو عالم میں اس کثرت سے ہیں کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی اگر سارے سمندر بھی میرے رب کے کلمات لکھنے کو سیاہی بنجائیں تو سمندر ختم ہوجائیں قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ اسی طرح پر مسیح اکیلا خدا کی طرف سے روح نہیں بلکہ خدا کی روح ہر انسان میں پھونکی جاتی ہے خلق الانسان من طین ثم جعل نطفۃ من سللۃ من ماء مھین ثم سوٰہ ونفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع و الابصار والافئدۃ (السجدہ) اس نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اس کی نسل کو ایک خلاصہ کے حقیر پانی سے قرار دیا پھر اس کو برابر کیا پھر اس میں اپنی روح نفخ کی اور تمہارے لئے کان اور آنکھ اور دل بنائے پس انسان خدا کے کلمے بھی ہیں اور سب ہی میں خدا کی روح بھی نفخ ہوئی ہے۔

ہے اس طرح پر اس ایک واقعہ میں دو سبق دیدیئے یعنی یہ کہ غلام آزاد عورت سے نکاح کرسکتا ہے اور دوسرے یہ کہ غلام کی مطلقہ بی بی سے آزاد آدمی نکاح کرسکتا ہے اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آزاد شدہ غلام سے غلامی کا داغ عرب کے رواج کے مطابق دور نہ ہوتا تھا پس اس نکاح کا اثر عرب کے رواجات پر بہت بھاری ہے آیا تعصب مذہبی نے یا جہالت نے یا غور نہ کرنے نے یوروپین منتقدین کو اس نکاح کی اصل غرض سے اندھا کر رکھا ہے یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔

مرحوم امیر افغانستان کے دربار میں غلام یہ بات دکھانے کو کہ آجکل بھی مسلمان غلاموں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ میں مرحوم امیر افغانستان عبدالرحمٰن کی انگریزی سوانح سے ایک فقرہ نقل کرتا ہوں امیر مرحوم فرماتے ہیں "مثلاً فرامرز خاں ایک چترالی غلام ہرات میں میرا سب سے زیادہ قابل اعتبار کمانڈر انچیف ہے۔ نذر محمد خاں ایک اور چترالی غلام میرے دربار کا بڑا قابل اعتبار عہدیدار ہے وہ میری مہر اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے تاکہ اسے ضروری کاغذات پر اور میرے کھانے کی چیزوں پر لگائے۔ فی الجملہ میری زندگی اور میری سلطنت کا کامل اعتبار اس پر ہے۔ پرونہ خاں پہلا اپنی کمانڈر انچیف اور جان محمد خاں پہلا افسر خزانہ اپنی زندگی میں سلطنت کے وہ نہایت ہی اعلیٰ عہدیدار دونوں میرے غلام تھے"۔

حق یہ ہے کہ غلام کا رواج اسلام میں محض ایک نام ہی نام ہے اور اسلامی تہذیب اور اسلامی اخلاق کے تمام پہلوؤں میں خیال شخصیت کا احساس کامل طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ مختصراً یوں کہنا چاہیئے کہ اسلام کا اخلاقی مقصد اعلیٰ کا ایک مضبوط ضمیر میں ایک منضبط قوت ارادی ہے۔

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپیہ کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں نکل جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہوکر مولانا احمد سعید نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود کا حکم۔ انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو اور بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے۔

ضخامت ۱۴۴ صفحات

قیمت صرف دس آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

مکمل مذہب

(از جناب مولوی عبد الغفار صاحب)

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

یہ قرآن پاک کی وہ مقدس آیت ہے کہ جس پر اہل اسلام جس قدر فخر کریں وہ تھوڑا ہے کیونکہ مذاہب عالم میں یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس پر آیت متذکرہ بالا کی مہر ثبت کر کے اس کو دنیا کے واسطے آخری مکمل قطعی مذہب قرار دیدیا گیا ہے اگرچہ انجیل میں بھی ایک اسی قسم کا حکم موجود ہے جس کو عہد عتیق مابعد کے نصاریٰ کی گلہ گذاری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو بھی اگر بہ نظر غائر مطالعہ کریں تو ہماری سمجھ میں آ جائے گا کہ اس مسئلہ کا بہت ہی غلط طریقے سے پروپیگنڈا کیا گیا ہے متی انجیل کے باب ۵: ۱۷ - ۱۸ میں لکھا ہے کہ:

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔

اگرچہ بادی النظر میں یہ حکم وہی معنی رکھتا ہے کہ جو کتاب پروپیگنڈا کیا جاتا ہے یعنی مسیح پر شریعت کا خاتمہ ہو گیا گو میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ انجیل میں غیر معمولی طور پر یہ الفاظ صرف ایک ہی جگہ آئے ہیں اس لئے مطلب سمجھنے کے واسطے صرف اسی پر اکتفا کیا جا سکتا ہے اور کوئی دوسری آیت جس کو اسکی تائید نہیں کی جا سکتی۔ ان آیات کو پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص کہ جس کو اپنے عقل سلیم سے کچھ بھی حصہ دیا ہے یہی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح توریت کی تعریف فرما رہے ہیں۔ آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ توریت فطرت انسانی کے لحاظ سے ابھی ایک مکمل کتاب نہیں ہے اور اس میں بہت سے ایسے احکام بھی درج ہیں جو فی زمانہ انسان کے واسطے ناقابل عمل ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کا یہ کہنا کہ اے قوم تم نے یہ بچھڑا بنا کر اپنا نقصان کیا ہے اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جانوں کو کیونکہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہے (البقرہ) اب کون توبہ کے واسطے اپنی جانوں کی قربانی کرنے کو طیار ہے اس لئے میں ان غیر مکمل توریت کو پورا کرنے کے واسطے مبعوث ہوا ہوں۔ لیکن اس سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ آپ نے واقعی توریت کی تکمیل کر دیا یا نہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو وہ حکم انجیل کے کس حصہ میں درج ہے ہم کو دکھلایا جائے اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور جیسا کہ نسبتاً ہے تو پھر اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ کوئی دوسرا نبی آکر توریت کو یا اصل میں شریعت آسمانیہ کو پورا کرے اور چونکہ خود حضرت مسیح کو اس کا اقبال ہے کہ وہ شریعت کو پورا نہ کر سکے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اور بہت سی باتیں تم سے کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا لیکن جو کچھ سنیگا وہی کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا (یوحنا ۱۶: ۱۲ - ۱۳) اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے شریعت کا نامکمل چھوڑا ہے اور اس کی تکمیل کا ذکر ... [illegible] ... ہے چونکہ ... [illegible] ... مطلب ... [illegible] ... کے لئے ... [illegible] ... کیا گیا ہے اس لئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے یہ شرف نبی عربی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے حصہ میں چھوڑا تھا اور جیسا کہ واقعات نے مسیح کی اس پیشگوئی کو ثابت کر دیا کہ ذات اطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی کہ جس پر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (یعنی آج کے دن ہم نے اے محمد صلعم آپ پر دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو ختم کر دیا اور اسلام کو اپنا پسندیدہ دین دیدیا ہے) کا نزول ہوا اور انجیل کے متواتر کئی حصوں سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت مسیح خاتم النبیین نہ تھے اسلئے شریعت کے خاتمہ کا اطلاق بھی آپ پر نہیں ہو سکتا مثلاً اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلیم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نہیں ہوں کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں (یوحنا ۱: ۱۹ - ۲۱) اس سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ مسیح خاتم النبیین نہ تھے بلکہ اس کے بعد ایلیاہ اور ایک کوئی دوسرا نبی اور آنے والا تھا اور جب ایسا نہ تھا تو شریعت کا خاتمہ بھی ماسوا مسیح کے ان میں سے کسی کے ہاتھوں ہونا چاہئے تھا۔

اور اس کے علاوہ حضرت مسیح کے بعد کو انجیل میں یہ الفاظ کہیں بھی نہیں ملتے کہ آج میرے اوپر شریعت کا خاتمہ ہو گیا اور مسیحی دین خدا کے نزدیک پسندیدہ ٹھیر گیا ہاں یہ ممکن ہے کہ تحریف بائبل کے آئندہ سلسلہ میں اسی قسم کی عبارت آئندہ بڑھا دی جائے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ حقیقی طور پر جناب مسیح کی ایسی کوئی عبارت نہیں ہے۔

میرے سامنے اس وقت نئے عہد نامہ کی پوری جلد موجود ہے میں ذاتی طور پر بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس پوری جلد پر ایک سرسری نظر ڈالنے والا شخص بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ ایسی کتاب ہے کہ مذہبی نقطہ نظر سے اس کی اصلاح ایسا ضروری ہے کیونکہ مذہب اس کا نام ہے اور آسمانی شریعت کی یہ تعلیم ہے کہ وہ ایسے احکام مقرر کرے کہ جس پر عالم بشریت انسانی کا عمل ہو سکے لیکن انجیل میں یہ بات نہیں ہے بلکہ اس میں ... حکم صادر ہوئے ہیں مثلاً میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو جو تم سے عداوت رکھیں ان کا بھلا کرو جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو جو تمہاری بے عزتی کریں ان کے لئے دعا مانگو جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور جو تیرا چغہ لے اس کو کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر جو کوئی تجھ سے مانگے اسے دیدے اور جو تیرا مال لے لے اس سے طلب نہ کر (لوقا ۶: ۲۷ - ۳۰)

کیا آج کل ... ان میں کچھ بھی انصافی نہیں جھلک رہی ہے؟ کیا یہ احکام فطرت

انسانی کے خلاف نہیں ہیں؟ آج نصف ارب مسیحیوں میں سے کتنے ایسے ہیں جو ان احکام کے عامل ہیں؟ آج وہ کون مسیحی ہے جس کو گالی دی جائے اور وہ خاموش رہے جس کی بےعزتی کی جائے وہ بجائے دماغ کے پلٹ کر جواب ہی نہ دے جس کے ایک گال پر طمانچہ مارا جاوے اس کا بدلہ نہ لیوے اور دوسرا گال پیش کر دے جس کا جوتہ چھین لیا جائے وہ بجائے کرتہ دینے کے جیل خانے میں نہ بند کرا دے جس کا مال لے لیا جائے وہ واپس لینے کے بجائے سود در سود نہ حاصل کرے؟ اور اگر آج ان حکموں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ احکام فطرت انسانی سے بہت دور اور ناقابل عمل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ایک روز کے واسطے بھی دنیا ان احکام کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دے تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے کیونکہ ان حکموں سے دنیا میں امن و چین نہیں بلکہ ظلم و ستم کی اشاعت ہوتی ہے ہر شخص بلا خوف و خطر ہر دوسرے شخص کے راحت و آرام پر بجلی گرا سکتا ہے جس کا چاہے مال لوٹ لیوے واپس کرنے کا ڈر نہیں جس کی چاہے عزت خاک میں ملا دے انتقام کا خوف نہیں جس کو چاہے مار دے جس پر چاہے ظلم کرے قانون شریعت میں کوئی گرفت نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کا ماخذ شاید جناب مسیح کا (نعوذ باللہ من ذالک) وہی قول ہے کہ میں زمین پر آگ ڈالنے آیا ہوں اور اگر آگ لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا۔ لیکن مجھے ایک بپتسمہ لینا ہے اور جب تک وہ نہ ہووے میں کیا ہی تنگ رہوں گا کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں:

اور یہ واقعہ بھی ہے کہ اگر ایک دن بھی لوگ انجیل کے احکام کے عامل ہو جاویں تو ان کے آپس میں نہ صرف جدائی بلکہ تلوار چل جائے اور کہا جا سکتا ہے کہ اس تعزیر آسمانی سے تو تعزیرات دنیا کہ جسکو انسانوں نے مرتب کیا ہے کہیں زیادہ بہتر اور عمدہ ہے۔ مثلاً تعزیرات ہند میں بےعزتی (ازالہ حیثیت عرفی) کے واسطے سزائے قید یا جرمانہ موجود ہے اور اسی طرح ہر چھوٹے سے چھوٹے جرم کے واسطے کوئی نہ کوئی سزا مقرر کر دی ہے پس جب انجیل ایسے احکام سے مرکب ہو جو نا قابل عمل ہیں تو ضرورت تھی کہ خدا تعالیٰ اپنے ایسے قطعی احکام بیان کر دیتا کہ جو ہر طبقہ ہر خیال ہر ملک ہر قوم کے واسطے یکساں طور پر قابل عمل ہوتے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایسے احکام بیان فرما دیئے کہ جس میں ظلم و ستم اور بےانصافی کا وجود تو کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص کیا اس سے بھی بڑھکر دنیا میں کوئی حقیقی اور لائق عمل قانون ہو سکتا ہے کہ جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت خلاصہ یہ کہ تمام زخموں کا بدلہ برابر مقرر کیا گیا ہو۔ تعزیرات ہند میں ان جرائم کو ضرب شدید سے موسوم کیا جاتا ہے اور ان کی سزا زیادہ سے زیادہ حبس دوام یا دس سال مقرر ہے لیکن کیا کسی مجرم کے دس سال قید خانہ کی چہار دیواری میں بند رہنے سے اس شخص کا ٹوٹا ہوا دانت کٹی ہوئی ناک کان پھوٹی ہوئی آنکھ درست ہو جائیگی پھر کیا یہ بےانصافی نہیں ہے کہ ایک شخص تو ہمیشہ کے واسطے معذور ہو جائے اور دوسرا "مجرم" تھوڑی مدت محبوس رہکر مزے سے دندناتا پھرے لیکن ہاں شریعت اسلامیہ کے مطابق آنکھ پھوڑنے کی پاداش میں اسکی بھی آنکھ پھوڑ ڈالی جائیگی تو یقیناً بدلے میں دونوں برابر ہو جاویں گے اور اس مجرم کو بھی معلوم ہو جاوے گا کہ آنکھ پھوڑنے سے مضروب کو اس قدر تکلیف پہنچی تھی اور اس سزا کا اثر بھی یہ ہوگا کہ جرائم میں غیر معمولی کمی ہوگی اور دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں کہ اس قانون کے خلاف زبان کھول سکے یا اس میں کسی قسم کی تحریف و ترمیم کو جائز بتلا سکے پس یہ اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ قرآن نے جس قدر احکام مقرر کئے ہیں وہ فطرت انسانی کے لحاظ سے کہ لوگ اس پر عمل کر سکیں۔ یہاں موقع اس اعتراض کا جواب دینا مناسب خیال کرتا ہوں جو غیر مسلم اسلام پر کیا کرتے ہیں کہ اسلام نے اپنی تعزیرات کو نہایت سخت بنا رکھا ہے مثلاً چوری کی سزا ہاتھ کا قطع کرنا ہے ایسے لاطائل الزام دینے والے پہلے اپنے لٹریچر پر تو ایک نگاہ ڈالیں کہ ان کے یہاں کیا حکم ہے مثلاً "اگر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضا میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ جائے (متی ۵ ۔ ۳۰) کیا چوری ہاتھ سے نہیں ہوتی کیا چوری گناہ نہیں ہے؟ پھر کیا اس سے چوری کی سزا ہاتھ کا کاٹنا نہیں ہے؟ لیکن اسلام نے معمولی طور پر ایک طمانچہ مارنے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں مقرر کیا ہے جیسا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ طمانچہ بھی ہاتھ سے مارا جاتا ہے اور طمانچہ مارنا بھی گناہ ہے اسلئے اسلام کے احکام چونکہ فطرت انسانی کے لحاظ سے کامل ہیں اور ہمیشہ ان ہی پر عملدرآمد کیا جا سکتا ہے اور مزید تحریف و ترمیم کی ضرورت نہیں اسلئے اسلامی احکام پر الیوم اکملت لکم دینکم کی پوری تصدیق ثبت کر کے "ورضیت لکم الاسلام دینا" فرمایا گیا ہے۔

تفسیر حقانی اردو آٹھ جلد

ان مسلمانوں کے لئے جو دل سے کلام الٰہی کے معنی و تفسیر حقائق اور رموز قرآن شریف سمجھنے کیلئے بیتاب و مشتاق ہیں اور ان مسلم بیبیوں کے لئے جو اپنے اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام سننے کی سچی شیدا ہیں اور ان علماء کے لئے جو عربی کی بڑی بڑی تفاسیر نہیں خرید سکتے اور ان طلباء کے لئے جو صحیح طور سے واعظ و مفسر بننا چاہتے ہیں اور ان مساجد کے اماموں کے لئے جو روزمرہ صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کو قرآن شریف کا ترجمہ سنانا چاہتے ہیں اور ان مناظرہ مباحثہ کرنے والوں کے لئے جن کو مخالفین اسلام سے واسطہ پڑتا ہے یہ تفسیر نہایت معتبر و مستند اور اس کی روایات صحیح اور سلف صالحین کے عقیدے اور طریقہ کے موافق ہے اس میں ان تمام شکوک و شبہات اور سوالات کے جوابات ہیں جو مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں تقریباً پچاس سال کے عرصہ میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے کوئی اسلامی درسگاہ اور کوئی اہل علم اس کے مطالعہ سے محروم نہیں رہا اب چھٹی مرتبہ نہایت اہتمام کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر جو نہایت دبیز چکنا ولایتی $\frac{22}{26}$ ۳۰ پر طبع ہوئی ہے لکھائی چھپائی عمدہ اور تصحیح نہایت غور سے کی گئی ہے متن قرآن شریف جلی قلم سے صحیح اعراب نیچے بامحاورہ اردو سلیس ترجمہ پھر تفسیر کے متعلق ترتیب شان نزول۔ ربط آیات وغیرہ یہ تفسیر آٹھ جلد والی ہیں کل وزن ۹ سیر مقدمۃ القرآن یعنی پہلی جلد دو روپے۔ دوسری سے آٹھویں تک ہر ایک جلد چار روپے الگ الگ جلدیں خریدنے کی صورت میں کل تفسیر کی قیمت ۳۰ روپے کی ہوتی ہے مگر پوری تفسیر منگانے والوں کو رعایتہ ۲۵ روپے میں ملتی ہے محصول بذمہ خریدار کامل تفسیر طلب کرنے والے دس روپے پیشگی روانہ کریں

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۲۰ دہلی

انسانی مساوات مذاہبِ عالم کی نظر میں

(از مولانا ابوالناصر عبیدی مظاہری)

ہندو مذہب اور مساوات

ہندوستان کی قدیم تاریخ پر عبور رکھنے والے حضرات اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہندوستان میں بھی ایک دفعہ اخوت و مساوات کی آواز گھوم چکی ہے گوتم بدھ نے مذہبی سیاسی حقوق میں مساوات پیدا کرنے کی غیر معمولی اور نہایت موثر کوشش کی تھی اور اسی واسطے ہم گوتم بدھ کو قدیم ہندوستان کا مصلح اعظم کہہ سکتے ہیں۔ مہاراجہ اشوک کے زمانہ میں اس کے قائم کئے ہوئے مذہب کو بہت کچھ عروج حاصل ہوا مہاراجہ اشوک اور چندر گپت کے زمانہ ہی سے ہندوستان میں شاہی قائم ہو سکی گوتم بدھ سے قبل اور برہمنوں کی حکومت کے زوال کے بعد مسلمانوں کی سلطنت قائم ہونے تک اس ملک میں ایسا یہ تاریک زمانہ گزرا ہے کہ نہ یہاں کوئی سلطنت قائم ہو سکی اور نہ اخوت و مساوات باقی رہی۔

منو مہاراج کی تعلیم

اس وقت ہم کو اس سے بحث نہیں کہ ویدوں کے زمانہ کے عام اخلاق کیا تھے؛ اور نہ ہم کو یہاں ان کی خوبی یا اجمالی بیان کرنا مقصود ہے لیکن اچھے اور برے کھرے اور کھوٹے کی عمدہ اور خراب کی تمیز اپنی اضداد ہی سے ہوا کرتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ویدوں کی اخلاقی تعلیمات کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے آگے بڑھیں ہندو مذہب کے روشن پہلو اور ہندو قوم کے قابل تعریف اخلاق کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ انسان جو قوائے ملکیہ اور بہیمیہ سے مرکب ہے تارک الدنیا بنکر تمام علائق دنیوی کو توڑ کر جنگلوں پہاڑوں اور غاروں کی عمیق گہرائیوں میں تنہا ہو کر اپنی زندگی گزارے اسی وجہ سے ہندوستان کی قدیم تاریخ میں کسی جگہ مذہبیت اور جمہوریت کی کوئی قابل تذکرہ مثال نہیں ملتی ہندوؤں کی چھوت چھات اور شودر، ویش، چھتری برہمن کی تقسیم نے ان کے سیاسی اخلاق روحانی تنزل پر غیر معمولی اثر ڈالا بلکہ ان کے تنزل کا اصلی راز صرف اسی میں مضمر ہے ہندوستان کے مقنن اعظم منو مہاراج نے اپنے شاستروں میں برہمنوں کا اقتدار بڑھانے اور شودروں کے حقوق پامال اور بالکل برباد کرنے کیلئے ایسے سخت سے سخت قوانین بنائے کہ ان سے بڑھکر بنی نوع انسان پر شاید ہی کوئی ظلم ہوا ہو کہ اس پر طرہ یہ کہ وہ ایسے قوانین بنا کر بھی مقنن اعظم مشہور ہوئے اور عبادت کی تاریک ذہنیتوں نے اس عظیم الشان خطاب کا ان کو مستحق ہی سمجھا قوانین منو کے لحاظ سے شودر پیدائشی غلام ہیں ان کا طبعی حق غلامی ہے مالک کے آزاد کر دینے پر بھی وہ آزاد نہیں کہلا سکتے۔ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے لئے ان کا چھونا تو کجا سایہ بھی ناپاکی کا باعث ہے یہ شودر جن کی اس طرح مٹی پلید کی گئی تھی وہ قوم تھی جو آریوں سے پیشتر ایران کی طرف سے ہندوستان آکر اسی ملک میں اپنی زندگی آزادانہ بسر کرتی تھی جس طرح آج مغربی جمہوریت والی قوم ہندوستان پر قبضہ کر کے جانتی ہے کہ کوئی صنعت و حرفت یا کسی قسم کا کمال ہندوستانی قوم کے ہاتھ میں نہ رہے اور اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ہر قسم کے حربوں کو استعمال کیا اور آجتک کر رہی ہے اسی طرح آریوں نے جب شودروں کو مغلوب کر کے اپنا محکوم بنا لیا تو انہوں نے ان کو اپنے علوم اپنی تہذیب اپنے کمالات اپنے اخلاق سکھانے نہ چاہے بلکہ ہر اعتبار سے ان کو پست و ذلیل ہی رکھنا چاہا آریوں اور مہذب انگریزوں کے درمیان اس امر میں صرف اتنا فرق تھا کہ انگریزوں نے عام نفع رسانی اور ترقی کے پردہ میں چھپکر کالی قوم کو اور آریوں نے علی الاعلان ایسے قوانین کو مذہبی امور بنا کر ان کی تذلیل کے لئے بالمواجہ کیا اور شودر کا خطاب دیکر ان سے اس طرح خدمت لی جس طرح کوئی انسان کسی حیوان سے لیتا ہے چنانچہ اس کے متعلق منو شاستر کے وہ ابواب جو برہمنوں اور شودروں کے حقوق کو واضح اور متعین کرتے ہیں کافی سے زیادہ شہادت دے رہے ہیں۔ منو شاستر کی رو سے برہمن کا کام شاستر پڑھنا اور پڑھانا یگ کرنا یگ کرانا۔ اعلیٰ ذاتوں کی پرستش کرنا اور نذرانے لینا تھا یہ خود دیوا ودان کی عورتیں دیویاں کہلاتی تھیں۔ کوئی شودر اگر کسی ہری رولی کو چھو دیتا تو وہ نجس سمجھی جاتی۔ مردوں کے مقابلہ میں عورتیں خواہ وہ کسی ذات کی ہوں بالکل ذلیل تھیں شودر کو وید سننے کی اجازت نہ تھی اگر بلا ارادہ اس کے کان میں وید پڑھنے والے کی آواز چلی جاتی تو اس کو نہایت تکلیف دہ صورت سے بہرہ بنا دیا جاتا تھا دنیا میں کوئی چیز شودر کی ملکیت نہ بن سکتی تھی برہمن بڑے سے بڑا جرم کرنے کے بعد بھی قابل گردن زدنی نہ تھا منو شاستر کے پانچویں باب میں صاف صاف بیان کیا گیا تھا کہ شودر کو جھوٹا کھانا، پرانے کپڑے پہننا اور نکما اسباب رکھنا چاہیے اگر کوئی شودر برہمن کے متعلق کوئی برا لفظ استعمال کرے تو اس کی زبان کاٹ لینی چاہیے اس لئے کہ وہ نیچی ذات کا آدمی ہے۔

آٹھویں باب میں مذکور ہے کہ اگر اعلیٰ ذات کے آدمی کے برابر اس کے ساتھ نیچی ذات کا آدمی بیٹھے تو اس کی پیشانی پر داغ لگا کر اس کو جلا وطن کر دینا چاہیے۔ یا راجہ اس کی پیٹھ میں سے ایک حصہ گوشت کا کاٹ ڈالے کوئی برہمن اگر کسی شودر کو بلا وجہ قتل کر ڈالے تو اس کے قصاص میں برہمن کو قتل نہ کیا جائے گا زیادہ سے زیادہ اسکو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ جب شودر لوگ کسی راستہ یا گلی کوچہ سے گزرتے تو ان کے لئے لازمی تھا کہ وہ ایک خاص قسم کی آواز دیتے جائیں تاکہ اعلیٰ ذات کے لوگ خبردار ہو کر بچ جائیں اور شودروں کا ان پر سایہ نہ پڑے غرض اسی قسم کے بہت سے قوانین تھے جن کا کچھ مٹا ہوا نشان آجتک بھی جنوبی ہند کے ہندوؤں میں پایا جاتا ہے منو شاستر کی رو سے مشترک خاندان کی عورتیں وراثت سے قطعاً محروم ہیں باپ کے تمام ترکہ کے مالک بیٹے ہوتے تھے اور بیٹیاں محروم الارث تھیں الغرض منو کے قوانین کے لحاظ سے ہندوستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ مجبور ہے کہ اپنی زندگی وحشیانہ طریقہ پر گزارے اور اسکے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کیا جائے ہندوؤں کے مذہبی اخلاق کا یہ مختصر نمونہ ہے چشم بصیرت رکھنے والے انسان کو یہ بتا رہا ہے کہ ہندوؤں کے مذہب میں اخوت و مساوات انسانی کی قطعاً گنجائش نہیں اور وہ رواداری اور تمدن کا بالکل روادار نہیں بہت ممکن ہو کہ یہ ناقابل قبول مجموعہ احکام ہی ہندوؤں میں بہت سے ایسے فرقے پیدا ہو جانے کا سبب ہو جو شودروں کے ساتھ رعایت کرنے والا نظر آتے ہیں مگر ہندوؤں کے مذہبی علماء یعنی

برہمن لوگ ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔

عیسائی مذہب اور مساوات

ظہور اسلام سے قبل عیسائی مذہب کی جو حالت تھی اور عیسائیوں نے جس طرح اخوت و مساوات کو پامال کر دیا تھا اس کے تصور سے سینہ میں دل اور دل میں درد رکھنے والے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی کے درمیانی حصہ میں قیصر قسطنطنیہ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ جو شخص کیتھولک مذہب نہ اختیار کرے گا اس کو سرکاری عہدہ نہ دیا جائے گا۔ جارلڈین کے قیصر نے تیس ہزار یہودیوں کو صرف اس وجہ سے جلا وطن کیا تھا کہ انہوں نے اپنا مذہب حکومت کے رعب سے مرعوب ہو کر بدلنا قبول نہ کیا تھا۔ یہودی یا غیر کیتھولک مذہب والے عیسائی ہی اپنی کوئی مذہبی رسم قیصر روم کی عملداری میں ادا نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی مذہبی کتب جبراً چھین کر جلا دی جاتی تھیں۔ تمام دنیا کے عیسائی علما ۵۸۶ء میں اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے کہ عورت میں روح ہے یا نہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ وہ قوم جو آج عورتوں کو انگلیوں پر نچانے کے بجائے پھرتی ہے اور حقوق نسوانی کی دعویدار ہے اس کے آباؤ اجداد کے نزدیک عورت کیا اہمیت رکھتی تھی کہ اس کے جاندار ہونے میں مباحثہ کیا جا رہا ہے۔ بڑا مباحثہ اور بڑی غور و خوض کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ عورت میں روح ہے۔ بڑے بڑے پادری اور بشپ جنت کے مالک سمجھے جاتے تھے اور ان کے خلاف زبان ہلانا بھی اس کے حق میں موت تھا۔ امیروں اور مذہبی سرداروں کی خوش طبعی کیلئے عوام کو ہلاک کرنا اور شیروں سے لڑوانا معمولی بات تھی۔ محکوم لوگوں کو جانوروں سے زیادہ مرتبہ حاصل نہ تھا۔ عیسائی، یہودی، مجوسی وغیرہ مذاہب اور ایرانی یونانی وغیرہ قوموں پر اگر نظر کی جائے تو ان کی اخلاقی حالت ہندوؤں سے بھی بدتر نظر آتی ہے۔ تمام مذاہب و اقوام کی حالت کا مفصل تذکرہ کرنا ہم کو مقصود نہیں۔ اس وقت تو ہم کو صرف یہ بیان کرنا ہے کہ اسلام اس معاملہ میں ہم کو کیا تعلیم دیتا ہے۔

اسلام اور مساوات

تعلیمات اسلامیہ پر غور کرنے سے ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اسلام نسبی اور قومی امتیازات بالکل مٹاتا ہے اور تمام بنی نوع انسان کو مساوی درجہ عطا کرتا ہے۔ اسی طرح قانونی حقوق سب کے مساوی ٹھیراتا ہے۔ ہاں اسلام اس بات کا قائل ضرور ہے کہ جو شخص زیادہ با اخلاق زیادہ باصفا ہوگا اس کی عزت کی جائیگی اور جو شخص زیادہ محنت اور مشقت کرے اور زیادہ کمائے وہ عیش پرست اور کاہل نکمے لوگوں کے مقابلہ میں اگر زیادہ دولت اور سامان معیشت کا مالک بنے تو کچھ حرج نہیں۔

قرآنی شہادت

انما المؤمنون اخوۃ — مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لوگو

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (حجرات) — ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف اقوام و قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ خدا کے نزدیک تم میں سب سے بزرگ کرم وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اہل عرب کو اہل عجم پر اس واسطے کوئی فضیلت نہیں کہ وہ عربی ہیں۔ حضرت بلال حبشی غلام تھے جن کو عمر فاروق خلیفہ ثانی اپنا آقا کہا کرتے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غلام تھے لیکن محض اتقا اور با خدا ہونے سے ان کا بھی صحابہ کرام کے اعلیٰ طبقہ میں شمار ہوا۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی — ایمان والو خدا کے واسطے قائم اور انصاف کے گواہ رہو کسی قوم کی دشمنی اس بات کے باعث نہ ہو کہ تم انصاف نہ کرو کہ یہ بات تقویٰ کے قریب ہے۔

واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی (سورہ انعام) — جب کہو انصاف کی بات کہو چاہے کسی قرابت دار ہی کو نقصان کیوں نہ پہنچے۔

ان دونوں آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوست اور دشمن یگانہ و بیگانہ سب کے ساتھ عدل و انصاف کا حکم ہے کسی کے ساتھ بھی مطلقاً ناانصافی کی اجازت نہیں۔ ادھر قوانین شودر اور برہمن میں کوئی برابری نہیں۔ ادھر قرآن میں النفس بالنفس الخ فرما کر کامل مساوات قائم کی گئی ہے۔ دوسرے موقع پر کتب علیکم القصاص فی القتلی الخ فرما کر کسی قاتل کیلئے کوئی جائے پناہ نہ رکھی۔ اگر کوئی سید بھی کسی غلام یا شودر کو قتل کر گیا تو اس سے ضرور قصاص لیا جائیگا۔ یہ بھی نہیں کہ احکام فقط لکھے ہوئے ہیں اور مسلمان اس پر عمل پیرا نہ ہوں بلکہ قرآن کا ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف مسلمانوں کی زندگی کا دستور العمل بنکر رہا ہے۔ ایک دفعہ سفر میں لوگوں نے کھانا پکانے کیلئے کام تقسیم کر لئے۔ ان سب کے آقا شہنشاہ بھی موجود تھے۔ آپ نے لکڑیاں لانے کا کام بھی اپنے ذمہ لیا۔ فاروق اعظم بیت المقدس کے سفر میں نمبر وار اونٹ پر سوار کرتے ہیں۔ آخر میں غلام کا نمبر ہوتا ہے کہ شہر شروع ہو جاتا ہے۔ غلام اصرار کرتا ہے مگر آپ نہیں مانتے اور ایک عظیم الشان بادشاہ تیس لاکھ مربع رقبہ کا حاکم اپنے غلام کے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے شہر میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ خلیفہ چہارم کو مدعا علیہ بنا کر عدالت میں مدعی کے برابر کھڑا ہونا پڑا۔ اسلام میں اکثر ایسے سلاطین گزرے کہ معمولی آدمی کی نالش کر دینے سے شاہ وقت کو قاضی شرعی کی عدالت میں آکر کھڑا ہونا پڑا۔ حضرت معاذ بن جبل ایک مرتبہ سفارت کے لئے تشریف لیگئے تو آپ نے خلیفہ وقت کے متعلق کہا کہ ہمارا سردار ہم میں کا ایک فرد ہے اگر یہ خدا کی کتاب اور ہمارے پیغمبر صلعم کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کو اپنا سردار باقی رکھیں اور اگر اس کے سوا کسی اور چیز پر عمل کرے تو پھر اس کو معزول کر دیں۔ اگر وہ چوری کرے تو ہم ہاتھ کاٹیں اور اگر زنا کرے تو سنگسار کریں۔ وہ ہم میں ایک آدمی کا رتبہ رکھتا ہے۔ حضرت عمر فاروق پر ایک معمولی سی کپڑے کی وجہ مجمع عام میں ایک شخص نے اعتراض کیا اور کہا کہ جب تک آپ پورے سوال کا جواب نہ دیں گے ہم آپ کی تقریر نہ سنیں گے۔ فاروق اعظم نے جب بیت المقدس پر حملہ کیا تو وہاں کے عیسائی رؤسا کو اپنے سامنے بلا کر یہ امان نامہ لکھوایا کہ یہ امان نامہ وہ ہے کہ جو امیر المومنین عمر نے ایلیا کے والوں کو دیا ہے کہ ان کی جان مال گرجے صلیب بیمار تندرست سب کو امان دی جاتی ہے۔ ان کے گرجاؤں میں سکونت نہ کی جائیگی اور نہ وہ گرائے جائینگے حتیٰ کہ ان کے احاطوں کو بھی گرایا نہ جائیگا نہ ان کی صلیبوں اور مالوں میں کمی کی جائیگی نہ مذہب بارہ میں تشدد کیا جائیگا اور نہ کسی کو نقصان پہنچایا جائیگا۔ ارد میوں میں نصاری (یعنی جنگ جو فوج میں سے) جو شخص شہر سے باہر نکل جائیگا اس کی جان و مال کو امان ہے جب تک وہ کسی محفوظ مقام پر نہ پہنچ جائے۔

اس عہدنامہ پر اپنے سرداران لشکر کے دستخط کرائے تاکہ کسی طرح خلاف ورزی نہ ہو۔ فاروق اعظم کی حکومت تیس لاکھ مربع کے رقبہ پر تھی اس قدر وسیع سلطنت کے فرمانروا اور اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ کو کسی شخص نے کسی مرض کے لئے شہد بتایا۔ آپ کے یہاں شہد نہ تھا اور کسی جگہ سے بھی نہ مل سکا البتہ بیت المال یعنی سرکاری خزانہ میں شہد موجود تھا۔ لوگوں نے کہا کہ اسکو استعمال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو تمام لوگوں کا مال ہے جب تک عام اجازت نہ دیں گے میں ہرگز استعمال میں نہیں لا سکتا۔ یہ ہے اسلام میں انسانی مساوات کا مرتبہ رفیع جس کو دشمنان دین داغدار بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ناکام رہتے ہیں۔

گوبر

(از منیر رازی کے قلم سے)

ایک ساتھ کا رہنا سہنا ہو تو ایک دوسرے کی عادتیں اور خصلتیں ضرور سیکھ جاتا ہے اور جو کچھ سیکھتا ہے وہ بُری باتیں بھی ہوتی ہیں اور اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بُری باتیں ضرور سیکھ لیجاتی ہیں اور جلد سیکھ لیجاتی ہیں خواہ اچھی باتوں کی نقل کرنے میں کچھ عرصہ لگ جائے۔

جو مسلمان ہندوستان میں آئے وہ گو بہت صحیح اور سچا نمونہ اسلام کا نہ تھے تاہم چونکہ ان کو ہندوؤں کے ساتھ رہنے سہنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے ان کی عادتیں اور خصلتیں ان میں ایک نہ تھیں اور بعض مخصوص باتوں میں گو وہ اپنے آبائی رسوم و رواج کے پابند ہوں لیکن اسلام نے جس چیز کو ناپاک قرار دیا تھا اس کو ناپاک سمجھتے تھے اور جس چیز کو پاک بتایا تھا وہ پاک تھی علی ہذا القیاس حرام کو حرام اور حلال کو حلال سمجھتے تھے لیکن ہندوستان میں (گو بالکل) معلوم طور سے ان میں بعض ایسی عادتیں اور رسمیں بھی پڑ گئیں جن کا کسی طرح ان میں رواج نہیں ہونا چاہیے تھا اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان نے جو کام کبھی نہ کیا ہو وہ خواہ اچھا ہی ہو اسکی طبیعت کو پہلی بار کرتے ہوئے ایک جھجک اور جھینپ سی ہوتی ہے لیکن جہاں ایک عرصہ تک اسی کام کو کر لیا تو اس کی بُرائی کا خیال ہی دل سے نکل جاتا ہے۔

اسلام نے نجاستوں کے بیان میں انسان کتا گائے بیل وغیرہ جانوروں کے فضلہ کو نجاست غلیظہ بتایا ہے اور ہندوؤں کے نزدیک گائے ماتا اور اس کا گوبر اور پیشاب خود پاک اور ناپاک کو پاک بنا دینے والی چیز ہے مسلمانوں پر بھی ہندوؤں کے عقیدہ کا اثر ہوا اور اس حد تک ہوا کہ وہ انسان وغیرہ کے فضلہ سے انتہائی احتیاط کے باوجود گوبر سے ادنیٰ احتیاط نہیں کرتے دیہات کے لوگ بہت ممکن ہے کچھ ایسے بھی نکل آئینگے جو اس کو پاک سمجھتے ہوں لیکن اتنا ضرور ہے کہ دیہاتی اور شہری دونوں اپنے گھروں کو اس سے لیپتے ہیں اور اپلے بنا کر چولہے میں جلاتے ہیں جہاں تک مجھے معلوم ہے دیہات میں لیپنے کا رواج نہیں ہے لیکن جلانے کے کام میں تو شاید کوئی جگہ ہو جہاں اپلے کام نہ آتے ہوں ورنہ سب جگہ یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں تو ہندوؤں کی طرح بارش ختم ہو کر جاڑوں کے شروع میں اور جاڑے ختم ہونے پر سال میں دو مرتبہ بلا ادنیٰ کراہت کے اسی گوبر سے گھر لیپے بھی جاتے ہیں ہاں بعض گھر ایسے بھی ہیں جہاں بعض اوقات اوپر سے پنڈول سے پوت بھی دیتے ہیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے اور ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ کیا وہی شخص گوہ سے بھی اپنے گھر کو لیپنا پسند کرے گا نہیں لیکن یقینی ہے کہ کوئی مسلمان اس کے لئے تیار نہ ہوگا بلکہ اگر اس قسم کی کوئی تجویز اس کے سامنے پیش کیجائے تو ناراض ہوگا پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ گوبر جو گوہ کی طرح ناپاک ہے وہ کیوں برداشت کر لیتا ہے اور اس کو وہ اتنا ہی ناپاک کیوں نہیں سمجھتا ہندو اگر گوبر کو پاک سمجھتے ہیں تو ان کی خوشی لیکن مسلمانوں کو محض ان کا ہمسایہ ہونے کی وجہ سے کہاں سے مثال مل گئی ان کے لئے اگر کوئی حجت ہو سکتی ہے تو اسلامی تعلیم اور اسلامی تعلیم ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ تا آنکہ وہ اس کو عقیدہ میں پاک نہیں سمجھتے۔ لیکن اپنے عمل سے تو یہی ظاہر کرتے ہیں دل کا حال تو صرف اللہ کو معلوم ہو سکتا ہے دنیا تو صرف وہی جان سکیگی جو ہمارے اعمال سے ظاہر ہوگا۔

ہندوستان کے علاوہ گائے بھینس اور تمام دنیا میں بھی پائی جاتی ہیں اور ان کا پیشاب اور گوبر کام بھی آتا ہوگا مگر گھروں کے لیپنے اور جلانے کے نہیں بلکہ کھاد کے کام آتا ہے اور ہماری طرح دن رات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہماری روٹی ہانڈی بھی اس کے باریک باریک ذرات سے محفوظ نہیں ہے اور کچھ نہ کچھ اس کا حصہ روزانہ ہمارے پیٹوں میں ضرور چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیکار نہیں بنائی ہے اگر اس کو کھاد کے کام لایا جائے تو بڑی حد تک یہ اس کا صحیح مصرف ہوگا اور خود گوبر کی کھاد عمدہ ہوتی بھی ہے بلکہ ان نئی نئی کھادوں کے مقابلہ میں جو یورپ کی بدولت ہندوستان میں بھی رواج پا چلی ہیں اسکا اثر بھی دیرپا ہوتا ہے اور اس کا ضرر بھی بہت کم ہوتا ہے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بے قیمت حاصل ہو جاتی ہے۔

لیکن گوبر سے کسی قسم کی احتیاط نہ کرنے کی وجہ جیسا کہ میں نے اوپر بتایا ہے اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اس کو استعمال کرتے کرتے اس قدر عرصہ گذر چکا ہے کہ اب اسکی ناپاکی کا خیال تقریباً دل سے نکل گیا ہے اور یہاں پر میں پھر وہی اوپر کے لفظ دہراؤنگا کہ اگر ایک مسلمان گوہ کو اپنے گھر کے لیپنے میں اور اپلے بنا کر جلانے کے کام میں نہیں لا سکتا تو گوبر کو جو اسی طرح ناپاک ہے اس کو استعمال کرنے کا حق کیسے حاصل ہو گیا۔

گوبر کے استعمال کے خلاف آواز اٹھانا آج ایک نئی اور عجیب سی بات معلوم ہوگی لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قوموں کی بقا و فنا کا دار و مدار بڑی حد تک اپنی قومی خصوصیات اور دینی شعائر پر سختی سے پابندی کرنے یا نہ کرنے پر ہے جو قومیں اپنے قومی و دینی شعائر کو مضبوطی سے گرفت کئے رہتی ہیں ان پر گو کیسے ہی مصائب و آفات کا ہجوم ہو وہ محفوظ رہتی ہیں لیکن جو قومیں اپنے شعائر کو ترک کر دیتی ہیں اور دوسروں کے شعائر اختیار کر لیتی ہیں وہ دوسروں میں جذب بھی ہو جاتی ہیں سنہ ۲۲-۱۹۲۱ء میں آریہ لوگوں کو ملکانوں میں شدھی کی کارروائیاں کرنے اور کسی قدر کامیابی ہونے کا باعث یہی امر تھا کہ ملکانے پشتوں اور نسلوں کی حیات کی بدولت اپنی تمام اسلامی خصوصیات کو نظر انداز کر کے ہندوانہ رسم و رواج پر عامل تھے ان کو بہکانے کا کافی موقع تھا کہ ہم تم تو ایک ہیں دیکھو ہم میں تم میں فلاں بات مشترک ہے فلاں بات مشترک ہے عوام اور خصوصاً دیہات کی آبادی جیسی سادی اور جاہل تو ہوتی ہے اس کو بہکا لینا کب مشکل ہے۔

خود گوبر کا اس قدر کثرت سے بلا ادنیٰ کراہت کے استعمال ممکن ہے شہری آبادی کے لئے کچھ مضر ہو یا نہ ہو لیکن دیہات کی آبادی پر اس کا کیا اثر ہوگا اور کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ ہندوؤں کی ایک رسم اور ہندو مذہب کا ایک شعار مسلمانوں نے اختیار کر لیا اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور مزید خرابی نہ پیدا ہو جب بھی اس قدر کوتاہی کیا کم ہے۔

چین میں اسلام کس طرح پہنچا

(از جناب مولانا عبدالرشید خان صاحب)

سب سے پہلے شخص جنہوں نے چین کے مسلمانوں کے متعلق کچھ لکھا ہے وہ دو مسلمان سیاح ہیں جو نویں صدی عیسوی یا تیسری صدی ہجری میں چین گئے ایک کا نام سلیمان ہے جس نے ۸۵۱ء میں چین کی سیاحت کی اور دوسرا ابوزید صرافی ہے جو اس کے چند سال بعد اس ملک میں پہنچا۔ ان چند سیاحوں میں وہ ان کے بعد کے ہیں مثلاً سب سے اول یورپین سیاحوں میں چین کے مسلمانوں کا مارکوپولو نے اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا ہے گو یہ تیرہویں صدی عیسوی کا سیاح ہے۔ پادری اور مشنری جو وہاں گئے اور جنہوں نے مسلمانوں کا ذکر یونہی اچٹتا ہوا کیا ہے ستر ہویں اور اٹھارہویں صدی کے ہیں۔

ان دو مسلمانوں کے سیاحت نامے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کانفو جو تجارت کی بڑی منڈی تھی وہاں مسلمانوں کے لئے شہنشاہ چین کی طرف سے مسلمان قاضی مقرر تھا یہ عید بقر عید اور دوسرے تہواروں میں نماز اور خطبہ پڑھاتا اور حسب معمول خطبہ کے آخر میں مسلمانوں کے سلطان کے لئے دعا کرتا تھا عراق کے مسلمان جو وہاں رہتے تھے وہ بھی اس سے خوش تھے کیونکہ وہ ان اختیارات کو جو اسے دیئے گئے تھے عدل و انصاف کے ساتھ از روئے قرآن و شریعت عمل میں لاتا تھا ان کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چین کا شہنشاہ مسلمانوں کے سلطان کو دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ سمجھتا تھا اور مسلمانوں کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی اور جو کوئی مسلمان سیاح وہاں جاتا تھا اسکی معقول طور پر خاطر مدارات ہوتی تھی حیرت ہے کہ ابتک جن مصنفین نے چین کے مسلمانوں کے متعلق کم و بیش جو کچھ لکھا ہے (مثلاً پروفیسر واسیلیف مدے سان ارنالڈ وغیرہ) ان میں سے کسی نے ان دو مسلمان سیاحوں کا حوالہ نہیں دیا حالانکہ ان کے سیاحت ناموں کا انگریزی ترجمہ ۱۷۳۳ء میں بمقام لندن چھپ چکا ہے۔ یورپ سے سب سے پہلے "مارکوپولو" نے مسلمانوں کا ذکر کیا ہے جہاں وہ صوبہ کا راجان "یانان اور شہر سنجو" میں ان سے ملا اور سوائے اسکے کہ ان دو مقامات میں مسلمان بھی آباد ہیں اور کوئی بات بھی قابل ذکر نہیں لکھی چودھویں صدی عیسوی میں مشہور اسلامی سیاح ابن بطوطہ نے چین کی سیاحت کی اور وہاں کے مختلف شہروں مثلاً فنجفو ہنسا پیوم قعلو وغیرہ میں پھرا اور کئی کئی روز وہاں رہا اکثر شہروں میں مسلمانوں سے ملا جو اس سے مل کر بہت خوش ہوئے کیونکہ ایک تو عالم تھا دوسرے اکثر ممالک اسلامی کی سیر کر چکا تھا۔ علاوہ اس کے جب کوئی مسلمان اسلامی ملک سے آتا تھا تو مسلمان بڑی گرمجوشی سے اسکی آؤ بھگت کرتے تھے اس کے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر شہروں میں مسلمانوں کے محلے الگ ہوتے تھے ان کے قاضی اور شیخ الگ تھے جو ان کے معاملات کا تصفیہ کرتے اور مذہبی فرائض بجا لاتے جہاں جہاں مسلمان آباد تھے وہاں مسجدیں بھی تھیں موذن اذان دیتے اور مصلی نماز پڑھتے غرض پوری آزادی اور امن حاصل تھا۔

لیکن اب بحث طلب امر یہ ہے کہ مسلمان چین میں کب پہنچے یوں تو اسلام سے پہلے عربوں کا تعلق چین سے تھا اور بحری راستہ سے عرب چین میں تجارت کی غرض سے آتے جاتے رہتے تھے اور چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں اس تجارت کو بہت رونق ہو گئی تھی مگر مسلمان چین میں کب آئے اسکے متعلق مختلف روایتیں ہیں "موسیو دے ترسان" جو ایک مدت تک چین میں فرانس کے کونسل جنرل اور سفیر رہے ہیں انہوں نے ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں مسلمانان چین کے حالات میں لکھی ہے جو ۱۸۷۸ء میں طبع ہوئی اس میں ان کے مذہبی اور تاریخی حالات تفصیل کے ساتھ درج ہیں اور اس مسئلہ پر بھی مولف نے بحث کی ہے اور تمام روایتوں پر مورخانہ نظر ڈالی ہے خود چین کے مسلمانوں میں بہت سی روایات اور اقوال اس کے متعلق موجود ہیں ان سب کا ذکر باعث طوالت ہوگا لہذا جو رائے اس مصنف کی نسبت محقق ہے وہی درج کیا جاتا ہے اکثر روایتوں میں یہ منقول ہے کہ پہلا مسلمان جو چین میں آیا وہ حضرت صلعم کے ایک صحابی تھے بلکہ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ حضرت کے ماموں تھے بعد تحقیق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابی وہاب ابن ابی کبشہ ہیں ۱۸۶۸ء میں موسیو دے ترسان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سکانفو میں ایک کتبہ نکلا جس میں ۷۴۲ء کا سنہ درج ہے اور چین میں اسلام کے داخل ہونے کا زمانہ سوری خاندان کے بادشاہ "ہکاہنگ" کے عہد کا پہلا سال یعنی ۵۸۷ء لکھا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ پیغمبر کی عمر اس وقت دس سال کی تھی) یہ خاندان ٹانگ کا عہد تھا جو چین کی تاریخ میں سب سے پر شوکت اور اعلیٰ زمانہ سمجھا جاتا تھا اور خوش قسمتی سے اس وقت کا فرمانروا "شائی ہانگ" بھی ایسا ملا جو تاریخ چین میں سب سے قابل اور باکمال بادشاہ خیال کیا جاتا ہے وہ اپنی شرافت نفس عقل و دانش فتوحات تدبر اعتدال و فوق سلیم اور علم دوستی میں یگانہ مشہور تھا۔ شہنشاہ نے مسلمانوں کی بہت تعظیم و تکریم کی ان کے مذہب اور بانی مذہب کے حالات سماعت فرمائے اور اپنے ملک میں ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو مذہب اسلام کی پیروی اور مسجد تعمیر کرانیکی اجازت عطا فرمائی ۶۳۲ء میں ابن ابی کبشہ اپنا مقدس فرض ادا کر کے جب عرب واپس گئے تو پیغمبر خدا کا انتقال ہو چکا تھا یہ خبر سنکر ان کو بے انتہا ملال ہوا چند دنوں ٹھہر کر قیام کرکے آپ پھر چین واپس آئے اور اپنے ساتھ قرآن جو حضرت کے زمانہ میں ہجرت کے گیارہویں یا بارہویں سال جمع ہوا تھا اسکا ایک نسخہ بھی لائے آپ کا انتقال ۶۳۳ء کانٹن ہی میں ہوا جہاں آپ کا مقبرہ بیرون شمالی دروازہ میں اب تک موجود ہے اور مسلمان اسے بہت مقدس خیال کرتے ہیں انہوں نے اپنی زندگی ہی میں یادگار مسجدیں بنوائی تھیں جو بفضل تعالیٰ ابتک موجود ہیں جن میں سے ایک جو ... کے نام سے مشہور ہے ابتک زیارتگاہ خلائق ہے یہ عام ہے ان کے ارد گرد عرب تاجروں کی آبادی ہو گئی ہے اور چینی اور عرب تاجروں میں میل جول بڑھ گیا غرض اس طرح مسلمانوں کے قدم چین میں پوری طرح جم گئے ... رفتہ رفتہ وہ اسی ملک کے باشندے ہو گئے اور چینی عورتوں کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات شروع ہو گئے پھر تو ... بڑھتی رہی چینی مسلمان مصنفین نے ... اسلام داخل ہونے کے متعلق ...

لکھا ہے [illegible] کو یہاں تحریر کرنا [illegible] سے خالی نہ ہوگا یہ واقعات خاص چینی [illegible] سے [illegible] ہم مسٹر پارکر کے ممنون ہیں جنہوں [illegible] ایک [illegible] چینی سے ان کا عقائد کا ترجمہ کرا کے منگوایا [illegible] کے مطابق [illegible] کے موسم بہار کے آخر میں [illegible] دیکھا [illegible] ذکر کیا [illegible] کہ ایک شخص عمامہ باندھے ہوئے [illegible] میں بیٹھا ہے دوسرے [illegible] صبح کو ایک شاہی منجم نے بھی یہ بیان کیا کہ میں نے رات خواب میں مغرب کی طرف عجیب وغریب روشنی دیکھی ہے میرا خیال ہے کہ اس طرف کچھ انقلاب ہونے والا ہے لہذا اپنے قاصد ادھر بھیجنے چاہئیں بادشاہ نے پھر اپنے خواب کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ میں نے بھی ایک شخص دیکھا جو عمامہ باندھے [illegible] بیٹھے ایک کتاب کی تلاوت میں مصروف ہے وزیر نے کہا کہ یہ عامر [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے بعید سے بعید دروں کے پرے رہتے [illegible] شہنشاہ کے ایک جنرل نے بھی کی جو تبدیل خاندان پر خود بادشاہ [illegible] کی بنا پر بادشاہ نے ایک [illegible] ہانگ" [illegible] گیا جو راہیں [illegible] سوداگر ملے جو [illegible] سے [illegible] پیغمبر اکرم کے متعلق معلوم ہوئے [illegible] پیغمبر اکرم نے کچھ [illegible] اپنے تین [illegible] اویس اور وقاص اور [illegible] ہانگ [illegible] کیا [illegible] ہے کہ پیغمبر اکرم نے چینی [illegible] ایک کا [illegible] ہوا تھا پیغمبر نے [illegible] سے کہدیا جائے [illegible] سفر کی صعوبت [illegible] واقعی سفر [illegible] چینی [illegible] کی تصویر [illegible] کی تو پیغمبر کی ہدایت کو یاد دلانا بھول گیا اور جونہی [illegible] تو فوراً پہچان لیا کہ سبز عمامہ باندھے جو شخص عمامہ باندھے [illegible] وہی ہے اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے [illegible] کا حکم دیا اور اس کی پرستش شروع کر دی اس کا نتیجہ ہوا کہ [illegible] جس سے ان پر ثابت ہوا کہ پیغمبر کا کہنا بالکل صحیح [illegible] وقت پیغمبر نے یہ کہدیا تھا کہ اپنے [illegible] کی تصویر [illegible] واقع ہونا [illegible] سونگ لیا کرنا۔ [illegible] تمام ملکی اور تمدنی معاملات پر [illegible] شہنشاہ [illegible] ظاہر کی کہ وہ منجم کا عہدہ قبول [illegible] کہ شہنشاہ اور سلطنت کا [illegible] جاسے [illegible] سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس قابل نہیں اور نہ مجھے [illegible] میرا مقصد یہ ہے کہ چین میں دعوا [illegible] اس کے جواب میں شہنشاہ نے فرمایا کہ تین [illegible] میں [illegible] تین ہزار عرب یہاں نے [illegible] کہ تمہیں [illegible] میں مدد [illegible] لیکن وقاص نے فرمایا کہ تین ہزار چینیوں کو اپنے ملک [illegible] جدا کر کے کالے کو سعل لیجانا ممکن نہیں لہذا یہ بہتر ہو کہ [illegible]

[illegible] کو لکھتا ہوں کہ [illegible] ایسے مسلمانوں کو یہاں بھیجیں جو بار علائق سے آزاد ہوں آپ صرف انتظام کریں کہ ان کے آنے سے پہلے فوجی ملازمت کا انتظام فرمائیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیغمبر نے وقاص کی مدد کے لئے آٹھ سو شخص بھیجدیئے شہنشاہ نے اپنے ایک تاتاری جنرل کو جو تاریخ چین میں مشہور شخص گذرا ہے حکم دیا کہ وہ دارالخلافہ "سن گانی" کے فلاں محلہ میں مسجد کی تعمیر اور اس کے آس پاس مکانات کے بنانے کا انتظام کردے چنانچہ ابتک اس کی یادگار میں ایک کتبہ وہاں لگا ہوا ہے جس سے مسلمانوں کے چین میں داخل ہونے کا پتہ لگتا ہے پھر لکھا ہے کہ حضرت وقاص دوبارہ اپنے وطن کو واپس گئے اور اپنے ساتھ مذہبی کتب اور قرآن لائے پھر شہنشاہ سے پیغمبر صلعم کی یادگار میں ایک معبد بنانے کی اجازت بھی لی اور لنگ میں اور جنگ جنگ میں ان معابد کی بنیاد ڈالی مگر ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا اس کے بعد رسول کریم نے چالیس آدمیوں کی حفاظت میں چین کے دارالخلافہ میں یہ قرآن بھیجا یہاں ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ وقاص کا انتقال ہو گیا [illegible] قرآن [illegible] مسلمانوں کے حوالہ کر کے وطن پہنچے جب شہر کے قریب پہنچے تو نماز کے لئے مصلیٰ بچھایا [illegible] مشغول تھے کہ ایک [illegible] ڈاکو نے ان سب کو مار ڈالا مگر جب اس کو ان نیک بندوں کا حال معلوم ہوا تو اس نے اپنا گلا خود بھی کاٹ لیا ان چالیسوں کی قبریں اب تک موجود ہیں۔

وقاص نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہہ رہا ہے کہ رسول خدا اب تھوڑے ہی عرصہ میں اس عالم فانی سے رخصت ہونے والے ہیں وہ دوسرے ہی روز مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مگر جب مدینہ پہنچے تو انتقال ہو چکا تھا مگر جنازہ [illegible] . . . . . . صحابہ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا تمہارے لئے یہ وصیت فرما گئے ہیں کہ تم چین میں جا کر اسلام کی تلقین اور اشاعت کرو یہاں سے وہ کامل نسخہ قرآن شریف کا لیکر واپس چین آئے اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد انتقال کر گئے یہاں ان کے مقلدین نے ان کی قبر بنائی اور ایک مکان عبادت کی غرض سے تعمیر کیا جس کا نام "ہیانگ نین" ہے اس کے دروازہ پر تین حرف لکھے ہیں "سائن ہب کو" یعنی پہلے ولی کی قدیم قبر اور اس وقت حضرت وقاص کی یادگار میں صرف یہی ایک عمارت ہے۔

یہ ہے خلاصہ رسالہ "جوئی جوئی یوآن لی" (چینی اہل مسلمانان) کا جو سٹر پاؤ ہیاں جاؤ نے مختلف تاریخوں کی مدد سے لکھا اور جس کا ایک قلمی نسخہ مسٹر جی ڈابلیو شب نے جنگ ٹو میں حاصل کیا محققین یورپ ابتک نے ترسان کے قیاس کو صحیح سمجھے ہیں گو ان چینی مسلمان مصنف کے بیان میں بعض باتیں ہیں نیز معلوم ہوتی ہیں مگر ان پر تاریخی شہادت بھی شریک ہے آخری چھان بین کے بعد یہ اختلاف رہجاتا ہے کہ پہلا مسلمان جو چین میں داخل ہوا وہ اب ابن ابی کبشہ تھے یا وقاص صحابی [illegible] تھے اور سنہ بھی ایک ہی بتایا گیا ہے صرف نام کا اختلاف رہجاتا ہے مگر زمانہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے اس کتاب پر ایک دیباچہ یانگ ٹمین ینگ کا لکھا ہوا ہے اس نے بھی مصنف کے بیان کی تصدیق کی کہ حضرت وقاص شہنشاہ تھائیگ کے عہد میں چین میں آئے پہلے یانگ آن میں جو اب سن گان کہلاتا ہے اور جنوبی شن سی میں واقع ہے [illegible] مقیم ہوئے اور بعد ازاں کین ٹمین میں تشریف لے گئے جہاں ان کی ابتک یہ [illegible] شہر کے شمالی حصہ میں واقع ہے۔

علاوہ اسکے چینی سلطنت کے تعلقات ایک مدت تک مسلمان خلفاء سے [illegible] بہت ضرور رہے چنانچہ واقعات ذیل سے اس کا بعد ثبوت ملتا ہے۔

جب یزدجرد (شاہ ایران) کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے فیروز نے دشمنوں کی مدافعت کے لئے شہنشاہ چین سے امداد چاہی شہنشاہ نے جواب دیا کہ ایران اس قدر دور ہے کہ وہاں فوجی امداد بھیجنا ممکن نہیں البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آپ کی سفارش کر دی جائے گی، چنانچہ جب چین کا سفیر حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کی بہت خاطر مدارات کی گئی اور واپسی کے وقت ایک عرب سپہ سالار اس کے ساتھ کر دیا گیا سال ۶۵۱ء میں جب سپہ سالار چین پہنچا تو شہنشاہ نے اس کی بہت خاطر تواضع کی خلیفہ ولید ابن الملک کے عہد میں ۷۰۵ء و ۷۱۵ء کے درمیان قطیبہ ابن مسلم حاکم خراسان بخارا اور سمرقند وغیرہ کو پامال و فتح کرتا ہوا سرحد چین میں پہنچا اور شہنشاہ چین کے پاس اپنے ایلچی بھیجے کہتے ہیں کہ شہنشاہ نے ان ایلچیوں کو بہت سا روپیہ دیکر رخصت کیا گویا ایک طرح سے اس نے مسلمانوں کے خلیفہ کی عظمت و برتری کو تسلیم کر لیا۔

اس کے چند سال بعد خلیفہ ہشام ۷۲۶ء و ۷۴۳ء کے سفیر تحائف لیکر شہنشاہ چین کے پاس پہنچے۔

۷۵۶ء خلیفہ منصور نے شہنشاہ تسنگ کے پاس سفیر بھیجے اور دوسرے سال چار ہزار عرب بغاوت فرو کرنے کے لئے شہنشاہ کی امداد کو بھیجے جس کا قصہ یہ ہے کہ شہنشاہ سنگ نے اپنے ایک کمانڈر اے لاشان یا گن لوشان کو جس پر اس کا بڑا اعتماد تھا شمالی سرحد کے تاتاری اقوام پر لشکرکشی کے لئے بھیجا یہ کمانڈر لیفٹ وہاں جاکر خود مختار بن بیٹھے اور ۷۵۶ء میں اپنی حکومت اور خود مختاری کا عام اور برملا اعلان کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ کو مجبوراً خلیفۃ المسلمین سے امداد کا طالب ہونا پڑا مسلمان فوج نے نہایت خوبی کے ساتھ بغاوت کو فرو کر دیا مگر یہ سب کے سب وہیں رہ گئے اور جب جبراً نکالنا چاہا تو انہوں نے عربی اور ایرانی تاجروں کے ساتھ ملکر شہر کی منڈیوں کے لوٹنے کا قصد کیا حاکم شہر نے دیہات میں چھپکر اپنی جان بچائی اور عرب سپاہ کے سامنے اس وقت تک نہ آیا کہ بادشاہ سے ان کے قیام کی اجازت ... حاصل کر لی مختلف شہروں میں سکونت کے لئے مکان اور زمینیں عطا کر دیں ... چینی عورتوں سے شادی کر کے انہوں نے چین میں ان مسلمانوں کو پیدا کیا جو اب تک شہنشاہ چین کے قلمرو میں بکثرت موجود ہیں اور اس طرح مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہو گیا۔ مولوی عبدالعزیز ساکن منچوریا حال ملازم سلطان المعظم نے ایک کتاب مسلمانان چین کے متعلق شائع کی ہے اس میں انہوں نے اس سن سے اختلاف کیا ہے اور بجائے ۷۵۶ء کے ۷۱۲ء لکھا ہے جس کے ثبوت میں وہ ایک قدیمی سکہ پیش کرتے ہیں جس پر یہی سنہ درج ہے جو الخط ... کچھ عرصہ ہوا مجھ کو یا میں ملا تھا سب ... مسلمانوں کی تعداد دیجا ... ہزار سے پانچ ہزار بتائی ہے ۷۹۸ء میں خلیفہ ہارون الرشید نے چین کو سفیر بھیجا اور تعلقات باہمی اور مستحکم ہو گئے اور مسلمان تاجروں کو مزید رعایتیں عطا ہوئیں۔

چین کے شمالی صوبہ شانسی کے دارالامارت میں سب سے پہلے مسجد تعمیر ہوئی اور ایک چینی اہلکار مسلمانوں کی نگرانی پر مقرر ہوا۔

چین کے مسلمان اپنے تئیں ہوئی ہوئی کہتے ہیں جس کے معنی رجوع الی اللہ اور اطاعت کے ہیں غالباً یہ نام اسلئے اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے لوگ جنہوں نے اسلام اختیار کیا ہوئی ہو خاندان کے تھے یہ ایک شاہی خاندان تھا اس کے خاندان نے جب اسلام قبول کیا تو اس نے کافروں پر جہاد شروع کیا یہ واقعہ دسویں صدی عیسوی کا ہے

لیکن تیرہویں صدی میں چنگیز خان نے ہوئی ہو ... کو تباہ و برباد کر دیا مگر مغلوں کے زمانہ میں چین میں مسلمان اور بھی ... ہوئے اور ایران، شام و عرب سے آ آکر یہاں آباد ہو لے گئے اور چینیوں ... سے رشتہ مناکحت قائم ہو گیا مغلوں کے مذہب پر ... جب ... شہر پیکن میں قوبلائی خان نے قوم ہوئی ہو کے لئے ... نے اسلام قبول کر لیا ایک مدرسہ شاہی قائم کیا اور مسلمانوں کی جنگی قوم ... کے ... صوبہ میں ان سے ... اور مسلمان گورنر عمر کو ... بخارا کی افسری پر مسلمان مقرر ہوئے ٹیکس وصول کرنے کا ... بعض مسلمان ... سید اجل بخاری افسر خزانہ تھا جو بہت نیک نام اور قابل ... اور ... ان ترغیبات کی وجہ سے بہت سے عرب چین کے صوبجات ... ہی میں ... اور کانسو میں آکر آباد ہو گئے لکھا ہے کہ تیرہویں صدی کے آخر میں صوبہ یانان کے کل باشندے مسلمان ہو گئے تھے۔

جب تک مغلوں کی سلطنت ... مسلمان چین میں غیر قوم خیال کئے جاتے تھے لیکن اس کے بعد یعنی چودہویں صدی ... مسلمانوں ... ممالک سے کچھ تعلق نہ ... چینیوں میں ایسے گھل مل گئے گویا وہ انہیں میں ... اور اس وقت ... انہوں نے اپنا ڈھنگ ... بدل لیا ہے اور کسی طرح ... اپنی حرکت سے یہ بات ظاہر نہیں ہونے دی کہ وہ غیر قوم ہیں۔

مسلمانان چین کی آبادی کے متعلق بہی مختلف خیال ہیں مسٹر ولفرڈ ملبنٹ نے ڈیڑھ کروڑ کے درمیان بتائی ہے ... ترسان ... دو کروڑ لکھی ہے ... انسائیکلو پیڈیا ... بری منی ... اور چار کروڑ کے درمیان ... عہدہ دار تانگ لسی نے ۱۹۰۵ء کے ... کی آبادی کے متعلق یہ کہا کہ اگرچہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا ... سے کم نہیں ایک چینی عالم شیخ عبدالعزیز ... ہیں سات کروڑ بتاتے ہیں ایک ... چینی عالم ... یوسف لکھتے ہیں سات کروڑ پچاس لاکھ ہے مسٹر کین نے تین کروڑ لکھی ہے ... ۱۹۴۰ء سید سلیمان کی زبانی سات کروڑ بتاتا ... سید سلیمان صوبہ یانان ... رہنے والے ایک چینی گورنر کے فرزند ہیں جنہوں نے چند سال ہوئے ترکی اور بعض دیگر ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی تھی، ... سرت جنرل ... نے پانچ کروڑ کا تخمینہ کیا ہے۔ ایک چینی ... مفتی عبدالرحمٰن جو حال ہی میں مسلمانان چین کی طرف سے ... سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ... بیان کیا ہے کہ مسلمانان چین کی تعداد تین کروڑ ... میں شک نہیں کہ مسلمانان چین کی تعداد چار کروڑ ... کسی طرح کم نہیں اور یہ بہت بڑی ... تعداد ہے

چین میں اسلام کی اشاعت اور آبادی کی ترقی ... اسباب ہوئے اول درجہ ... ظاہر ہے کہ وہاں ... ایسے بے تعصب ... شہنشاہ کے زمانہ میں آئے جس نے ان کی اور ان کے ساتھیوں کی خاطر ... مسجد بنانے کی اجازت دی۔

... خلیفہ منصور کی ساری فوج جو چار ہزار ... مذہبی ... موسم تجارت کے اغراض سے چینیوں کو ایک ... اتحاد اور ... تعلقات ... پڑے اور اس طرح ...

[illegible] مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔

جب چینیوں کو وسط ایشیا میں فتوحات حاصل ہونے اور انکی سلطنت کی مغرب کی طرف بڑھی تو ترکستان اور دوسری اسلامی ریاستوں سے سابقہ پڑا اور اس طرح چین کے شمالی و مغربی صوبوں کے مسلمانوں پر وہاں کے مسلمانوں کا اثر پڑا اور مسلمانوں کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہوا۔

منگول خاندان کی سلطنت کو چین میں قائم ہوا جس سے مسلمانوں کو ایک حد تک بہت [illegible] ملی اور مسلمانوں کی آمد غیر ممالک سے بدستور جاری رہی کبھی تاجروں اور سپاہیوں کی حیثیت سے کبھی پیشہ وروں کی صورت میں اور کبھی لڑائیوں میں گرفتار ہوکر۔

[illegible] مسلمانوں میں چینی عورتوں سے مناکحت و مزاوجت قائم کرنے سے بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا علاوہ اس سلسلہ کے وہ چینی بچوں کو بھی اپنے خاندان میں لے لیتے ہیں جو ظاہر ہے کہ بعد میں مسلمان ہوجاتے ہیں۔

ہفتہ ایک اور عجیب طریقہ سے بھی مسلمانوں کی تعداد بڑھی جسے منجانب اللہ سمجھنا چاہئے یعنی جو قدیم زمانہ سے چین میں آباد تھے بڑی بڑی جائدادوں کے مالک اور بہت سی خدمات جلیلہ پر متعین تھے سترہویں صدی عیسوی کے آخر میں مسلمان ہوگئے [illegible] جب کوئی صوبہ قحط یا جنگ کی وجہ سے برباد اور غیر آباد ہوجاتا ہے تو مسلمان بڑی مستعدی اور خوشی سے ان ویران اور غیر آباد مقامات کو آباد کر دیتے ہیں [illegible] قحط میں مفلسوں اور ناداروں سے ان کے بچے خرید لیتے ہیں اور انھیں مسلمان کرکے پرورش کرتے ہیں اور جب وہ جوان ہو جاتے ہیں تو ان کا نکاح کرکے ان کے رہنے سہنے کا سب بندوبست کر دیتے ہیں اس طرح گاؤں کے گاؤں آباد ہو گئے۔ سنہ [illegible] میں جب رنجیر پا کی بغاوت فرو ہوئی تو چین کے مختلف صوبوں سے دس ہزار سپاہی پیشہ ور لوگ معہ اہل و عیال اور دوسرے لوگوں کے جو ساتھ ہو لئے تھے انجیرہ کے پھر آباد کرنے کے لئے بھیجے گئے چونکہ وہاں مسلمان ہر طرف کے موجود تھے یہ سب کے سب مسلمان ہوگئے چین میں شاید اس قدر تعداد ایک مرتبہ میں کبھی مسلمان نہیں ہوئی اسی طرح سنہ [illegible] میں جب کانگ سی صوبہ میں قحط پڑا تو مسلمانوں نے دس ہزار بچے کنگلوں سے خرید لئے اور یہ سب مسلمان ہو گئے۔

تبلیغ مذہب جو مسلمان نہایت خاموشی اور احتیاط سے کرتے ہیں اس کے ذریعہ سے بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے کیونکہ علانیہ اسلام کی اشاعت کرنے سے ڈر ہے کہ کہیں چینی گورنمنٹ اور چینی لوگ بدگمان ہوکر اس کے مخالف نہ ہو جائیں اور باغی سمجھکر گرفتار نہ کرلیں۔

غرض یہ اسباب تھے جن سے مذہب اسلام کی اشاعت ہوئی اور مسلمانوں کی تعداد میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوا اور ہو رہا ہے چونکہ مسلمان چین کے متعلق بہت کم حالات معلوم ہوتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جس قدر اور جہاں تک ان کے حالات مل سکیں وہ لکھدیئے جائیں تاکہ پورے طور پر رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔

اگرچہ ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کی بہت خاطر و مدارات کی گئی اور انھیں بہت کچھ آزادی حاصل رہی لیکن ایک زمانہ کے بعد بعض اسباب ایسے پیدا ہو گئے کہ ان کی آزادی چھن گئی اور انھیں اپنے بچاؤ کے لئے گورنمنٹ سے لڑنا جھگڑنا پڑا لیکن ان جھگڑوں میں کبھی چین کے تمام مسلمان بالاتفاق گورنمنٹ کے خلاف نہیں ہوئے یہ لڑائی جھگڑے مقامی تھے اور جس صوبہ میں ہوئے وہیں تک محدود رہے۔

دیکھیے لوگ کیا کہتے ہیں
[illegible] کے عمل ہدیے کے متعلق [illegible] صاحب [illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible] الصدیق فرماتے ہیں مختصر فقرات تصدیقی پر اکتفا کی جاتی تاکہ کسی کا باعث [illegible] نہ ہو۔
مصلح الدین صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے عمل نمبر ۲ سے بفضلہ تعالیٰ [illegible] ہوئی عمل نہایت عجیب ہے۔
[illegible] انکی صورت سے [illegible] دو عمل عجیب منگائے تھے حقیقت میں [illegible] اور سچے ہیں [illegible] خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپکے کام میں برکت [illegible]
سید محمد محسن صاحب [illegible] سے تحریر فرماتے ہیں عمل منگائے تھے [illegible]
مولوی محمد کرم شیر [illegible] [illegible] سے [illegible] ترقی روزگار کے [illegible] آپکے عمل کا اثر [illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible] شملہ [illegible]

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل نمبر ۱ اسفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل نمبر ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی بے اثر ثابت نہیں ہوئے جب تلاش تھی ہزاروں روپیہ برباد کیا اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بناکر بہ کمال دیانت قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب لوگ عجیب و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں عمل نمبر ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جاسکتا ہے۔ ہدیہ رعایتی تین روپے عمل نمبر ۲ یہ ایک آیت قرآنی بامؤکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے (دعا) [illegible]
عمل نمبر ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت غرض ہر قسم کی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اسکی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اسکی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے عجیب نہیں ہے کہ ایک روپیہ چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں جو صاحب عمل نمبر ۲ و نمبر ۳ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف عمل لفافہ میں روانہ کئے جاتے ہیں۔ عملیات منگانے کا پتہ:—
فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۴۵ دہلی

دیکھیے لوگ کیا کہتے ہیں
رقم فرمایا ہے آپکا عمل [illegible] بھی صرف تین ہفتہ پڑھا تھا کہ میرا [illegible] میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی۔
سید عباس علی صاحب [illegible] سے تحریر فرماتے ہیں آپکے عمل ترقی روزگار منگایا تھا اب عمل کر رہا ہوں اور اسکے نایاب ثمرات محسوس ہو رہے ہیں۔
ماسٹر چراغ الدین صاحب [illegible] سے لکھتے ہیں کہ عمل ترقی روزگار حاصل کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ تو ایک عطیہ غیبی اور بے بہا گوہر نایاب ہے [illegible] زیارت [illegible] ترقی روزگار کے متعلق ایک مبسوط خط لکھتے ہیں جس کا بعض فقرہ [illegible] واقعی اس عمل کے بہت بڑے اثر دیکھے گئے ترقی روزگار کیلئے یہ عمل بے نظیر ہے [illegible] زیادہ ہو گئے اور ترقی ایسی ہوئی [illegible] سے ہو گئی جسکا وہم و گمان بھی نہ تھا۔

فلسطین کے واقعات کی ایک اجمالی تاریخ

(ترجمہ)

فلسطین میں تحریک صیہونیت کی نشوونما نے اعراب فلسطین کو جن مشکلات میں مبتلا کر دیا ہے اور قومی اور وطنی معاملات میں جو پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں وہ اپنے ہمہ گیر اثرات و عواقب کے اعتبار سے اس قدر مہیب ہیں کہ جن کی موجودگی میں فلسطین کے اندر امن و سکون اور راحت و آسائش کی خوشگوار ہوائیں کبھی نہیں چل سکتیں اور صلح و سلامتی کا آفتاب کبھی اس پر طلوع نہیں ہو سکتا۔ یہ تحریک جو دنیائے یہودیت کی متفقہ ساز باز سے منصۂ شہود پر آئی ہے اور جس کی امداد و اعانت کا بیڑا برطانیہ عظمیٰ نے اٹھایا ہے عربوں کی موت و زندگی سے براہ راست تعلق رکھتی ہے کیونکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ قدیم الایام سے بسنے والے عربوں کو ان کی مقدس سرزمین اور قابل فخر میراث سے محروم کر کے اس پر یہودیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلط کر دیا جائے۔ اب تک فلسطین کے اندر اس تحریک کی برکت سے قتل و نہب اور دار و رسن کے جو واقعات رونما ہو چکے ہیں وہ مستقبل کی ان ہلاکتوں اور تباہیوں کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہیں جو اس تحریک کی بدولت اور یہودیوں کی عالمگیر فریب کاریوں کے باعث منظر عام پر آنے والے ہیں اور جن کے نتائج اس قدر مہیب اور اضطراب انگیز ہوں گے جو عالم اسلامی کی برداشت سے یقیناً باہر ہو جائیں گے۔

یہودی قوم اپنی کامیابی کے خواب برابر دیکھ رہی ہے اور اس کو یقین ہو گیا ہے کہ آئندہ کسی نہ کسی وقت ضرور اپنے مقصد کو حاصل کر لے گی چنانچہ اس کی جد و جہد کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے جمعیۃ الاقوام میں اس کا پروپیگنڈا وسیع پیمانہ پر جاری ہے وزیر اعظم برطانیہ کو بھی اس جانب سے سبز باغ دکھائے جاتے رہتے ہیں اور انگلستان کی پارلیمنٹ میں اپنے منصوبوں کا ایک وسیع جال پھیلایا جا رہا ہے نہیں کہا جا سکتا کہ برطانیہ یہودیت کے پھندے سے کس طرح نکل سکے گی اور دو رنگی و غیر ہمدردانہ حکمت عملی کا کب تک مظاہرہ کرتی رہے گی۔

ہم چاہتے ہیں کہ اب تک جس قدر واقعات ابتدا سے اس وقت تک فلسطین میں رونما ہو چکے ہیں ان سب کو اس مختصر تحریر میں جمع کر دیا جائے تاکہ ناظرین کرام بیک وقت ایک ہی مضمون سے تمام حالات معلوم کر سکیں اور ان کو اخبارات اور مجلات کی ورق گردانی کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

فلسطین کے قضیہ کی ابتداء

یہودی قوم ایک سرمایہ دار اور تجارت پیشہ قوم ہے زمانہ قدیم میں اس کا اصلی وطن فلسطین تھا مگر سینکڑوں برس پہلے یہ اپنے وطن سے چلے گئے تھے یا ان کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا تھا اس وقت سے یہ قوم دنیا میں پھیل گئی اور تجارت کے ذریعہ سرمایہ دار بن گئی جب سرمایہ کے ساتھ یہودی قوم میں بیداری اور ہوشیاری پیدا ہوئی تو انہیں اپنے قدیمی وطن کا خیال پیدا ہوا اور اس میں توطن اختیار کرنے کیلئے انہوں نے مسلسل جد و جہد شروع کر دی اس احساس و بیداری کے بعد جنگ عظیم شروع ہو گئی جو ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک برابر جاری رہی اس مہیب جنگ میں دنیا کی ہر حکومت نفسی نفسی پکار رہی تھی اور جو حکومتیں جنگ میں شریک تھیں وہ بھی اپنے مآل اور نتیجہ سے قطعاً بے خبر تھیں انسان کو معلوم نہ تھا کہ اس خونخوار جنگ میں کون فاتح اور فائز المرام ہوگا اور کون مفتوح اور مغلوب اس وقت ہر ایک حکومت کو روپیہ کی سخت ضرورت تھی کیونکہ میدان جنگ میں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا برطانی حکومت اس جستجو میں تھی کہ اس مہم کو سر کرنے کیلئے کہیں سے روپیہ ہاتھ لگے چنانچہ اس نے اپنے ہاں قرضہ جنگ کی مہم بھی کھول دی تھی تاکہ اس نازک وقت و زندگی کی کشمکش میں قرضہ ہی سے اپنی ساکھ قائم رکھی جائے۔

اس وقت وزیر اعظم نے سوچا کہ اگر یہودیوں کو ہماری طرف سے یہ اطمینان دلا دیا جائے کہ انگلستان فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنا دے گا تو یہودی جنگ کے لئے کافی روپیہ دینے لگیں گے۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں ایک اعلان کیا گیا جو اعلان بالفور کے نام سے مشہور ہے اس اعلان میں انگلستان نے یہودیوں سے وعدہ کر لیا کہ وہ فلسطین کو ان کا قومی وطن بنا دے گا۔ یہودیوں کو اس کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ ان کی زندگی کا اعلیٰ مقصد تھا جس کے لئے وہ سالہا سال سے [illegible] میں لگے ہوئے تھے اس ترکیب سے انگلستان نے یہودی سرمایہ داروں سے روپیہ اینٹھ لیا اور جنگ کی اہم ضروریات اس کے ذریعہ سے پوری کر لی گئیں۔

فلسطین میں مسٹر چرچل کی آمد

جنگ عظیم میں انگلستان کو فتح و کامیابی کے ساتھ ہی اس اعلان کے ایفا کی فکر بھی آ پہنچی حکومت نے مسٹر ونسٹن چرچل کو فلسطین روانہ کیا تاکہ وہ حالات کا معائنہ کرنے کے بعد رپورٹ پیش کریں کہ ایفاء عہد کا کونسا وقت موزوں ہے مسٹر چرچل نے فلسطین پہنچ کر اعلان بالفور کی تنفیذ کیلئے حکومت سے سفارش کی کہ وہ جلد از جلد اپنے عہد کا ایفا کرے کیونکہ یہودی ایفائے عہد کا نہایت بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

۱۹۲۲ء میں جمعیۃ الاقوام نے ایک کانفرنس کی زیر نگرانی فلسطین کو انگلستان کے سپرد کر دیا تھا اسلئے فلسطین پر قبضہ ہوتے ہی انگلستان نے اعلان بالفور کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی اعلان بالفور تو ایک آسان چیز تھا جس کا ڈھول پیٹ دیا گیا لیکن اس کا ایفا سخت مشکل کام تھا کیونکہ فلسطین عربوں کا وطن ہے اور صدہا سال سے وہ وہاں رہتے آئے ہیں ان کی خواہش کے خلاف یہودیوں کو ان کے وطن میں لا بسانا اور عربوں کو وطنی حقوق سے کلیۃً محروم کر دینا آسان کام نہ تھا مگر پھر بھی ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۴ء تک لاکھوں یہودی فلسطین لا کر بسائے گئے سینکڑوں ایکڑ زمین عربوں کے ہاتھوں سے نکل کر یہودیوں کے قبضہ میں چلی گئی اور یہودیوں کو زندگی کے تمام لوازمات بہم پہنچا دیئے گئے۔

براق شریف اور دیوار گریہ

فلسطین ایک ایسی جگہ ہے جہاں [illegible] سے زائد انسان نہیں رہ سکتے صرف عربوں ہی کی آبادی وہاں سات لاکھ سے زائد ہے جو تیرہ سو برس سے وہاں رہتے آئے ہیں جب لاکھوں یہودی وہاں آ کر بسنے لگے تو عرب لوگ سخت مشکلات میں پڑ گئے

یہودیوں کے توطن اختیار کرنے سے ہزارہا عرب بیکار ہوگئے اور ان کی اراضی یہودیوں کے قبضہ میں چلی گئیں جب ان کی اقتصادی حالت تباہ ہونے لگی تو تمام عربوں کو یہودیوں سے نفرت ہوگئی اور وطنی جذبہ نے ان کے اندر خودداری کی روح پیدا کر دی بالفور کے اعلان سے عرب سمجھ گئے تھے کہ یا تو ہمیں اس سرزمین میں غلام و ذلیل ہوکر رہنا پڑے گا اور یا عزت و خودداری سے یہود اور برطانوی حکومت سے برسرپیکار ہونا پڑے گا۔ اس یہودی تحریک کے علاوہ دیوار گریہ نے عربوں اور یہودیوں میں اختلاف کی خلیج کو اور زیادہ وسیع کر دیا فلسطین میں ایک دیوار ہے جس کو انگریزی میں ویلنگ وال یا دیوار گریہ کہتے ہیں اور اس دیوار پر زمانہ دراز سے مسلمانوں کا قبضہ ہے مگر یہودی اس دیوار کے نیچے جمع ہوکر زمانہ گزشتہ کی عظمت کو یاد کرکے گریہ و زاری اور آہ و فغاں کرتے رہتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب فلسطین کو فتح کیا تو اس دیوار گریہ کو وقف کر دیا تھا اس دیوار کے قریب ہی ایک مسجد بھی ہے جس کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک اس مقام یا مسجد کی بہت بڑی عظمت ہے کیونکہ اس مسجد کا ذکر خود قرآن حکیم کے اندر موجود ہے اور معراج کی رات کو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں سے گزر ہوا تھا اور حضور نے اس مسجد میں نماز پڑھی تھی اس لئے مسلمان یہ پسند نہیں کرتے کہ یہودی مسجد اقصیٰ کے قریب داد و فغاں کرتے رہیں۔

عربوں اور یہودیوں میں خونریز جنگ

۱۹۲۹ء میں اس دیوار کے سلسلہ میں عربوں اور یہودیوں میں سخت خونریزی ہوئی تھی ہر طرف سینکڑوں آدمی مارے گئے کیونکہ یہودیوں نے دیوار گریہ پر قبضہ کرنا چاہا تھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ یہ یہودی ملک ہے۔ دیوار گریہ کے سلسلہ میں جو جنگ شروع ہوئی اس میں بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان ہوا صرف ۱۷ اگست ۱۹۲۹ء کو جو ہنگامہ ہوا اس میں [illegible] مسلمان [illegible] اور چار عیسائی مارے گئے اگرچہ عیسائیوں کا ان ہنگاموں سے کوئی تعلق نہ تھا مگر [illegible] ان کو بھی بعض جگہ جانی نقصان اٹھانا پڑا سب سے بڑا ہنگامہ [illegible] کے مقام پر ہوا جس میں [illegible] یہودی مارے گئے اور [illegible] شدید طور پر زخمی ہوئے فلسطین کے مضافات میں بھی اس سلسلہ میں شدید ہنگامے ہوئے چنانچہ حیفا اور جفہ میں یہودیوں اور عرب مسلمانوں میں کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی آخرکار برطانیہ نے انگلستان سے فوجی طاقت طلب کی اور مسلح موٹر کاریں، مشین گن، ہوائی جہاز، جنگی جہاز [illegible] وغیرہ فلسطین کی بندرگاہ پر بھیج دیئے گئے تمام فلسطین میں مارشل لاء اور گرفتاریاں جاری کر دیا گیا اور عربوں کو گرفتار کرکے پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔

جمعیۃ الاقوام کی طرف سے کمیشن کا تقرر

جب یہ ہولناک واقعات رونما ہوئے تو جمعیۃ الاقوام نے فلسطین پر خاص طور پر توجہ مبذول کی جمعیۃ الاقوام نے ہی فلسطین کو انگلستان کے ہاتھ میں دیا تھا اور اسی نے انگلستان سے اس کا جواب طلب کیا جون ۱۹۳۰ء میں فلسطین کے واقعات کی تحقیقات کے لئے "پرمانینٹ مینڈیٹ کمیشن" مقرر کیا گیا جس نے فلسطین میں جاکر تمام ضروری حالات کی تحقیقات کیں اور انگلستان پر مختلف قسم کے الزام لگائے۔

ستمبر ۱۹۳۰ء میں جمعیۃ الاقوام کی اسمبلی میں فلسطین کے معاملات پر گرماگرم بحث ہوئی اس وقت انگلستان میں مزدوروں کی حکومت تھی جب اس نے دیکھا کہ جمعیۃ الاقوام انگلستان کی فلسطین والی حکمت عملی سے ناخوش ہے تو اس نے اپنا پرانا طریقہ بدلنا چاہا ۲۹ اکتوبر کو لارڈ پاسفیلڈ نے حکومت برطانیہ کی طرف سے قرطاس ابیض شائع کیا جس میں لکھا کہ دس لاکھ سات ہزار ایکڑ اراضی یہودیوں کو فلسطین میں مل چکی ہے اب جائیداد خریدنے والے یہودیوں کے لئے کوئی زمین نہیں دی جائیگی لارڈ پاسفیلڈ نے اپنے اعلان میں مزید کہا کہ "اگر یہودیوں کے آنے سے عربوں کو کافی کام نہیں ملتا یا اگر یہودیوں کی بیکاری مزدوروں کو نقصان پہنچاتی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم یہودیوں کا آنا یا تو کم کر دیں یا اس وقت تک کے لئے بند کر دیں جب تک کہ بیکاروں کو کام نہ مل جائے۔"

لارڈ پاسفیلڈ کی اس بات کا کہنا ہی ہوتا تھا کہ یہودیوں میں کہرام مچ گیا اور عربوں کے خلاف انہوں نے باضابطہ کارروائیاں شروع کر دیں نیویارک سے لیکر [illegible] تک مختلف ممالک میں اس اعلان پر لعنت کی گئی ڈاکٹر وائزمن نے صیہونی تحریک کی مجلس اعظم کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا [illegible] بالڈون، جنرل سمٹس [illegible] وغیرہ برطانوی ارکان نے کہا کہ لارڈ پاسفیلڈ کا یہ اعلان بالفور کے اعلان کی قطعی تنسیخ ہے اور ۱۹۱۷ء میں جو وعدہ کیا گیا تھا یہ اس کے بالکل خلاف ہے مسٹر لائیڈ جارج نے یہی کہا کہ "ہم لوگ عرب لوگوں کو رام نہ کر سکیں گے البتہ ایک زبردست قوم یہودیوں کو اپنا دشمن بنا لیں گے اور اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہوگی کہ ہم لوگ وعدہ خلاف کہلائیں گے" مسٹر بالڈون، مسٹر آسٹن چیمبرلین اور مسٹر امری نے انگلستان کے مشہور اخبار ٹائمز کو ایک مکتوب بھیجا تھا جس پر یہ تینوں اصحاب [illegible] فرماتے ہیں۔

یہ بالکل ظاہر ہے کہ لارڈ پاسفیلڈ کی اس حکمت عملی سے امریکہ وغیرہ کے یہودیوں کا انگلستان کی نیک نامی سے قطعاً یقین جاتا رہا۔

پاسفیلڈ کے اعلان کے بعد ایک دوسرا پلٹا

اس مخالفت کو دیکھ کر انگلستان کی حکومت پریشان ہوگئی اور جب نومبر ۱۹۳۰ء میں دارالعوام میں یہ معاملہ پیش ہوا تو مزدور حکومت نے پھر ایک پلٹا کھایا اور جو یہودی فلسطین میں جا بسے تھے ان کے لئے ۲۵ لاکھ پونڈ کا قرض لینے کی منظوری دے دی گئی۔

اس وقت معاملہ یہیں آکر رک گیا ہے مستقبل کے متعلق کچھ پتہ نہیں کہ کیا ہوگا۔ حکومت برطانیہ ۱۹۱۷ء کا اعلان کرکے ایک ایسی مصیبت کا شکار ہوگئی ہے کہ کچھ بنائے نہیں بنتی کبھی تو ایک بیان میں [illegible] کی حکمت عملی کا مظاہرہ ہوتا ہے اور کبھی اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

آخر میں ناظرین کرام کو یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ انگلستان فلسطین پر کیوں اس قدر دانت تیز کئے ہوئے ہے حقیقت یہ ہے کہ جب سے مصر برطانیہ کے ہاتھ سے نکل گیا ہے برطانیہ کے نزدیک فلسطین کی قیمت کہیں زیادہ ہوگئی ہے نہر سویز پر قبضہ رکھنے کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کے قریب کے ملک پر انگلستان اپنا اقتدار قائم رکھے اور فلسطین سے زیادہ موزوں اور مفید ملک اور کہاں میسر آسکتا ہے، اس لئے انگلستان فلسطین کی سیاست میں کوئی کمزوری دکھلانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

کمیونزم اور سرمایہ داری

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب

(گذشتہ کا پیوستہ)

چونکہ کمیونزم اپنے اندر ایک جاذبیت رکھتا ہے اسلئے ناممکن تھا کہ اگر ہندوستان کے بھی خواہ مارکس ازم سے اثرپذیر نہ ہوتے ایسا ہی ہوا یعنی ہندوستان کے نوجوان کمیونزم کی رو میں بہ رہے ہیں اندر ہی اندر جڑ پکڑ رہا ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ سرمایہ داری کی تباہ کاریاں روز بروز بڑھ رہی ہیں، غلامی کی زنجیریں دن بدن مضبوط ہو رہی ہیں اور مظلوموں پر نت نئے ظلم و ستم توڑے جا رہے ہیں ان حالات کا مقابلہ کرنے غلامی سے رہائی پانے اور نتیجہ آ استبداد سے رہا ہونے کے لئے وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندوستان بھی روس کے قدم بقدم چلے اور اسکی نقل کرے۔

ہندوستان میں اگرچہ ابھی تک نہ کوئی مستقل اور منظم جماعت تو موجود نہیں جو ہندوستان میں کمیونزم کی باقاعدہ اشاعت کرتی ہو البتہ چند جماعتیں ایسی موجود ہیں جن کی نسبت بالشویزم منسوب کیا جاتا ہے مثلاً نوجوان بھارت سبھا اور کرتی کسان پارٹی وغیرہ حقیقت حال تو خدا ہی کو معلوم ہے لیکن ان کے خیالات اور پروگرام وغیرہ کو دیکھکر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ درحقیقت وہ ہندوستان کو بالشویزم کی طرف لیجانا چاہتی ہیں۔

نوجوان بھارت سبھا کی بنیاد امرتسر میں ۱۹۲۶ء میں رکھی گئی تھی جس میں مذہب کو سیاست سے علیحدہ قرار دیا گیا مذہب کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا گیا اور اس کے بعد لاہور والی تقریروں نے اس تحریک کو علانیہ آشکار کر کے اسکی رنگ و روپ ظاہر کر دیا اس جماعت کا پہلا اجلاس اس بات کا ثبوت تھا کہ ہندوستان کے لوگ بھی کمیونزم سے اثر پذیری کی صلاحیت اپنے اندر رکھتے ہیں چند لوگوں کے خیالات ملاحظہ ہوں۔ موہاسنی نیمو بیار نے آل انڈیا نوجوان بھارت سبھا کی کانفرنس میں اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا تھا کہ

"نوجوان بھارت سبھا جس میں بھگت سنگھ جیسے انقلاب پسند نوجوان بھی ہیں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ میں نوجوانوں کی رہنمائی کرے اور اپنا نام ینگ ورکرز لیگ میں تبدیل کر دے اور اس طرح نوجوانوں کو امپیریل ازم کے خلاف حقیقی طور پر جنگ کرنے کا راستہ بتائے۔

امپیریل ازم کے خلاف کامیابی سے جدوجہد جاری رکھنے کیلئے ینگ ورکرز لیگ کو چاہیئے کہ وہ مزدور جماعت کے انقلاب کی سائنس جس کے بانی مارکس اور لینن ہیں کے مطالعہ کے لیے اسٹڈی سرکل مرتب کرے"

کامریڈ پرولیتاری ماہ فروری ۳۰ء کے رسالہ کرتی میں فرماتے ہیں کہ اقتصادی اور سیاسی حالات ناگفتہ بہ ہیں حالات زندگی بالتدریج بھیلا رہے ہیں جس قدر مزدور جماعت بیدار ہوگی اسی قدر آگے کمیونسٹ پارٹی بیدار ہوگی اور مضبوط ہوگی اسی قدر انقلابی قوم پرست پارٹی میں وہ نمایاں حصہ لیگی اور اسی سے قومی انقلاب میں سوشل جمہوریت کی بجائے محنت کشوں کی انقلابی قوم پرست حکومت قائم ہوگی جس کے بنیادی اصول مندرجہ ذیل ہوں گے

(الف) غیر ملکی ملوکیت پرست اور ہندوستان کے بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی متحدہ حکومت کی بجائے حکومت کا اگر صرف ہندوستانی محنت کشوں یا موجودہ ہندوستان کے ۹۸ فیصدی اشخاص کے ہاتھ میں ہو

(ب) تمام بڑے بڑے ذرائع پیداوار کی مالک ہندوستان کی کسان حکومت ہو تاکہ تمام محنت کشوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے استعمال کی جائے۔

(ج) زمین کسانوں کو کام کرنے کے لئے دیجائے مگر اس کے بیچنے کا حق نہ ہو ہل چلائیں اور اس کا پھل کھائیں

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

بالشویزم کا الزام مادی حالت کو جڑ سے نہیں کھینچ سکتا ہاں اگر وہ حکمرانی ہی چاہتے ہیں اگر ان کا مقصد ہندوستان کے محنت کشوں کی اقتصادی سیاسی اور اخلاقی ترقی ہے تو ان اصولوں پر کاربند ہو کر تک۔ ان پارٹی کے اعلان کے آخری الفاظ یہ تھے جو کانگریس کے موقعہ پر ڈیلیگیٹوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

"اگر عام کانگریسی کامل آزادی چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ کسانوں کے مظلوم طبقہ مزارعین اور غریب زمینداروں کو جو حکومت اور سامراج کے غلام نیم جاگیرداروں ساہوکاروں امپیریل ازم کے دوسرے اتحادیوں اور امپیریل ازم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے کھڑے کریں اور اس طرح کسانوں کی جدوجہد اور مزدور طبقہ کی جنگ میں اتحاد پیدا کریں ہمارا مطالبہ یہ ہونا چاہیئے کہ زمین ان کی ہے جو کاشت کرتے ہیں جو قرضہ جات کسانوں نے ساہوکاروں کو دینے ہیں وہ منسوخ کئے جائیں تمام ٹیکس اور مالیے جو حکومت اور جاگیردار طلب کرتے ہیں ہٹا دیئے جائیں ملوکیت کے خلاف جنگ میں کھڑا کرنے کیلئے اس قسم کا پروگرام سامنے رکھنا چاہیئے۔

کرتی کسان پارٹی کے صدر لاہور اپنے ایک ایڈریس میں فرماتے ہیں:۔

ہمارے سامنے مندرجہ ذیل بڑے بڑے مطالبات ہیں:۔

(۱) زمین شخصی ملکیت کی بجائے قومی ملکیت ہو جو ہل چلائے وہی اس کا پھل کھائے۔

(۲) صرف نہری زمینوں پر مالیہ لگایا جائے جس میں آئندہ کوئی اضافہ نہ ہو چاہی زمینوں پر بارانی زمینوں کے مطابق مالیہ لگایا جائے اور بارانی

زمینوں کے مالیہ کو کم کردیا جائے۔ فصل خراب ہوں تو مالیہ نہ لیا جائے
(۳) مزدوروں کو منظم کیا جائے کہ ازکم اجرت سرکاری طور پر مقرر ہو کام کا وقت آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ ہو۔

اس میں شک نہیں کہ یہ خیالات نہایت شاندار اور خوش نما ہیں اور ہندوستان کی موجودہ سیاسی تیجیز کا صحیح علاج ہیں مگر سرمایہ داری کی مضبوط چٹان کو عام نہیں ہونے دیتی یہی خیالات ہیں جو ہندوستان میں بالشوزم سے موسوم کئے جاتے ہیں۔

اسی ایڈریس میں صاحب صدر ایک جگہ فرماتے ہیں:-

حکومت وقت بڑی سرگرمی سے پرچار کر رہی ہے . . . . . . کہ کرتی کسان پارٹی بالشویکوں کی ایک جماعت ہے جو ہندوستان میں بالشوزم پھیلا رہی ہے حکومت ہر ایک تحریک جسکی بنیادیں اقتصادی ہوں اور ٹھوس کام کر رہی ہو اس کو تباہ کرنے کی خاطر اس پر بالشوزم کا لفظ لگا دیگی کیونکہ یہ لفظ لگانے سے حکومت کو اس کے دبا دینے کا موقعہ آسانی سے مل جاتا ہے۔

بہرحال ہندوستان میں کوئی بالشویکی جماعت ہو یا نہ ہو مگر اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کے مزدور اور محنت کش متحد ہو رہے ہیں۔

بالشوزم کا عالمگیر اثر

بالشوزم اپنے اندر انقلاب کا ایک بے پناہ جذبہ رکھتا ہے اس لئے جہاں جہاں بالشویکی خیالات جاتے ہیں ایک عام بےچینی اور ہیجان برپا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جن ممالک میں بالشویکی خیالات نشو و نما پا رہے ہیں وہاں راعی اور رعایا کے تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں۔

میڈرڈ کے طالبعلموں مزدوروں اور کسانوں کی پولیس اور عوام سے مڈبھیڑ ہے۔ امریکہ میں مزدوروں اور کسانوں میں ہلچل برپا ہے اور حکومت کے خلاف آواز اٹھائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابھی چند دن ہوئے انقلاب امریکہ کی خبریں اخبارات میں شایع ہو چکی ہیں غرض امریکہ، ٹرکی، چین، جرمنی اور دیگر ممالک میں یہ تحریک ترقی کر رہی ہے۔

ریگا کے مزدوروں اور کسانوں نے تو اعلان کر دیا ہے کہ ہم کو دنیا میں ایک عام تحریک کو تقویت دینی ہے اور اس کے لئے ہو نے زمین پر پرچار کر کے حکومتوں کے خلاف جارحانہ یا مدافعانہ جیسا کہ مناسب ہو کارروائی کرنی ہے اور روئے زمین میں انقلاب پیدا کرنا ہے۔

بالشوزم اور مسلمان

چونکہ بالشوزم اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور روحانی جذبات کا قاتل ہے اس لئے مسلمانوں کا اس سے اثر پذیر ہونا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اس لئے مسلمانوں کو اس سے الگ رہنا چاہیئے ان کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ واقعی اور سچے مسلمان بنکر اپنا تہذیب و تمدن قائم رکھیں ورنہ کمیونزم اور سرمایہ داری کی ٹکر ان کے لئے سخت نقصان دہ ہوگی۔

مسلمانو- تم تو اپنے اندر وہ خدائی دستور العمل رکھتے ہو جسکی پابندی تمہیں عزت و رفعت کے آسمان کا تارا بنا سکتی ہے جس کی تعمیل تمہیں بہادر شش سلیمان کر سکتی ہے جس کی روحانی طاقت جبر و استبداد کی طاقتوں کو پارہ پارہ مادی عمارتوں کو پاش پاش قہر و ظلم کے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ اور غلامی کی زنجیروں کو تار تار کر سکتی ہے اور جسکی مسحوریت و جاذبیت سے دنیا کی کوئی متمدن قوم نہیں بچ سکتی۔

یہ جو دنیا میں نئی نئی تہذیبیں رونما ہو رہی ہیں یہ سب اسلامی تعلیمات سے خوشہ چینی کا نتیجہ ہیں تم ذرا مسلمان بنکر تو دیکھو- ضرورت ہے کہ تم ایک اور نیک نجات پھر دیکھو دنیا تمہارے پیر چوسے گی۔

مسلمانوں کو نہ تو سرمایہ داری کی رو میں بہہ کر اپنی غلامانہ اور پست ذہنیت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اور نہ ہی کمیونزم سے اثر پذیر ہو کر شان اسلام کو بٹہ لگانا چاہیئے۔

سرمایہ داری کی حمایت ایک ذلیل، کمینہ اور غلامانہ حرکت ہے اور کمیونزم کی اثر پذیری خود فراموشی اور ناعاقبت اندیشی ہے بس تم ان دونوں سے اپنا دامن بچائے رکھو۔

دنیا کے حالات کا بنظر تعمق مطالعہ کرو- زمانہ کی رو پہچانو- زمانہ کا ساتھ دو اور حقیقت بینی سے کام لو مگر مسلمان رہتے ہوئے۔

اے کارساز، اے رب بے نیاز، اے رب العزت اے رب الارباب اے بیکسوں کے کارساز- اے ناامیدوں کے ملجا و ماویٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے احکام پر عمل پیرا ہوکر سچے معنوں میں مسلمان بنیں اور تیرے پیارے رسول کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ اور تیرے محبوب مقبول کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور دین و دنیا میں عزت و حرمت کی زندگی بسر کریں- آمین الٰہی رب العالمین۔

اپنی بیٹیوں بہنوں کو دہلی سے زنانہ بستہ منگا کر پڑھائیں

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گلدستہ ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے اپنے مدد قاعدہ بتائے گئے ہیں کہ الف بے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک تمام عمر کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ تیسری مرتبہ بڑی تختی پر شایع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں۔

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) سینے پرونے کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز

جو کتاب جہیز میں دی جاتی ہے وہ کس کام کی ... ضرور اسکی تعلیم دینی ... مثلاً کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے لئے پوری واقفیت حاصل کریں قیمت فی جلد ... ایک روپیہ ... محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

مقالات مشاہیر

(از مولینا عبدالماجد صاحب دریا بادی)

چند سوالات

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ کے محلہ میں بلکہ خود آپ کے خاندان میں کتنے مسلمان ایسے ہیں جو نماز خصوصاً جو نماز باجماعت کے تارک ہیں؟ پھر آپ نے ان کو پابند نماز و پابند جماعت بنانے پر اب تک کچھ توجہ فرمائی؟ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ پابندی نماز و نماز باجماعت کے بابت کتنے سخت و شدید حکم آپ کی شریعت اور آپ کے مذہب میں وارد ہیں۔

کیا آپ نے کبھی اس پر غور فرمایا ہے کہ آپ کے شہر یا آپ کے قصبہ میں کتنی مسجدیں ویران و غیر آباد اور کتنی مسجدیں شکستہ و بے مرمت پڑی ہوئی ہیں کیا ان کو آباد رکھنے اور درست کرانے کی کوئی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی؟ آپ خود اپنے مکان کی درستی اور آبادی کے لئے کس قدر بیقرار رہتے ہیں کیا خدا کے گھر کا آپ پر کوئی حق نہیں۔

کیا آپ کو اس کا علم نہیں کہ خدا نے میراث میں عورتوں اور لڑکیوں کو حصہ دینا فرض رکھا ہے اور جس طرح وراثت بھائیوں لڑکوں اور شوہروں کو پہنچتی ہے ٹھیک اسی طرح بہنوں لڑکیوں اور بیویوں کو پہنچتی ہے یہ کسی فقیہ کا اجتہاد یا کسی عالم کی ذاتی رائے نہیں بلکہ قرآن پاک کا بالکل صاف قطعی اور تاکیدی حکم ہے جس کی نافرمانی کی سزا بھی بہت سخت ہے کیا آپ یا آپ کے اہل خاندان نے اس ارشاد خداوندی کی تعمیل کی ہے؟ کیا آپ نے رسم و رواج پر حکم الٰہی کی اطاعت کو عملاً ترجیح دی ہے۔

کیا آپ کی بستی میں ہر سال محرم اور چہلم کے موقعہ پر تعزیہ داری و متعلقات تعزیہ داری کے سلسلہ میں جو مراسم ہوتے ہیں ان کی شرعی و اخلاقی پہلو پر آپ نے کبھی غور کیا ہے؟ ادھر ان مراسم پر جو بے اندازہ دولت صرف ہوتی رہتی ہے کیا وہ اسراف کی بدترین صورت نہیں؟ اگر آپ کی نظر میں اسلام کی عزت اور رفاہ مسلمین کا کچھ بھی احساس ہے تو کیا ان مراسم کی روک تھام آپ پر فرض نہیں

آپ کا اپنے زیردستوں اور ماتحتوں کے ساتھ جو برتاؤ رہتا ہے کیا آپ کو اطمینان ہے کہ اس کے متعلق آپ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی؟ اپنے نوکر چاکر سے آپ کس طرح پیش آتے ہیں؟ خدمت پیشہ اشخاص مثلاً نائی، دھوبی، بھنگی وغیرہ کے ساتھ آپ کا برتاؤ کیسا رہتا ہے؟ مزدوروں کو، اور اگر آپ زمیندار ہیں تو اپنے کاشتکاروں کو آپ انسان سمجھتے ہیں؟ کبھی آپ کے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ جس مٹی سے یہ لوگ بنے ہیں اسی سے آپ بھی بنے ہیں جس ناپاک پانی کر ان لوگوں کی پیدائش ہوئی ہے اسی سے ہماری اور آپ کی بھی ہوئی ہے اور جتنی زمین میں ان کو قیامت تک سونا ہے بس اسی قدر ہمارے حصہ میں بھی آئیگی۔

مدینے کے دو خطبے

اول اول جب رحمتی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدموں سے مدینہ کی سرزمین کو رونق بخشی تو دو مختلف موقعوں پر حضور نے اسلام کی حقیقت، اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اسلامی شریعت کا مقصد اور اسکی غرض بیان فرمائی ذیل میں ان دونوں خطبوں کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے کہ ان کو پڑھا جائے اور لفظ لفظ کو دل کے گوشہ میں جگہ دی جائے اور اس مبارک پیغام کی روح ذہن میں آجائے جو مدینہ کی گلیوں میں خدا کے بندوں کو سنایا گیا اور جس نے جنگل کے ڈھوروں کو انسانوں کا ایک گروہ اور انسانوں کے گروہ کو فرشتوں کا ایک جتھا بنا دیا۔

پہلا خطبہ۔ اے لوگو کچھ اپنے لئے کر رکھو یقین جانو کہ تم پر بیہوشی کی ایک گھڑی آنے والی ہے جس میں تم اپنے مال و منال سے غافل ہو جاؤ گے تم اپنے مالک کے حضور میں پیش کئے جاؤ گے وہ تم سے پوچھے گا کہ تمہارے پاس میرا پیام لانے والا نہیں آیا کیا اس نے تم تک میرا پیام نہیں پہنچایا؟ میں نے تمہیں اپنی مہربانیوں سے مالا مال کیا تم پر اپنی عنایتوں کا مینہ برسایا بتلاؤ کہ تم نے اپنے لئے کیا کیا تم دائیں بائیں دیکھو گے تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ تمہارے سامنے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے سوا اور کچھ نہ ہوگا جسے اپنے آپ کو بچانا ہو وہ خرمہ کا ایک ٹکڑا ہی دیکر اپنے لئے بچاؤ کا سامان کرے یہ بھی نہ ہوسکے تو بھلائی کی ایک بات ہی کہکر رہائی کا بندوبست کرلینا چاہیئے۔

دوسرا خطبہ۔ سب سے بہتر چرچا کرنے کی چیز خدا کی کتاب ہے وہی آدمی سکھ پائیگا جس کے دل میں خدا نے اپنی کتاب کی بھلائی ڈالدی جس نے سرکشی پر فرمانبرداری کو ترجیح دی جس نے انسانوں کی باتوں کو چھوڑ کر خدا کی بات کو پسند کر لیا خدا کا کلام سب سے زیادہ خوشنما اور جلد دل میں اتر جانے والا ہے جن چیزوں کو خدا نے پسند کیا ہے تم بھی انھیں کو پسند کرو اپنے پورے دل سے اس کی اطاعت کرو خدا کے کلام کو پڑھنے اور اس کے چرچا کرنے سے گھبرا نہ جاؤ۔ اپنے دل کو سخت اور ٹھوس نہ بناؤ خدا نے اچھے کام اچھے انسان اچھی بات ہر ایک کی پہچان بتلا دی ہے اس نے حرام و حلال کو کھول کر بتلا دیا ہے اسی کے سامنے جھکو کسی کو اسکے کاموں میں ساجھی نہ بناؤ اس کے ڈر کو اپنے دل میں جگہ دو اپنی زبان کا سچا عمل اسکے سامنے پیش کرو آپس میں اس کی محبت میں محبت کا رشتہ جوڑو جو اس کے عہد کو توڑتا ہے اس پر اس کا غصہ اور ناراضی اترتی ہے۔

سوچنے کی باتیں

آپ کے نزدیک دنیا میں انسان کے لئے سب سے زیادہ قطعی اور یقینی شے کیا ہے؟ درازی عمر؟ کیا خوبی صحت؟ کیا مال و دولت؟ کیا عزت و جاہ؟ کیا کثرت اولاد و احباب؟ انہیں سے کسی قسم کی شے کا حاصل ہونا کسی انسان کے لئے قطعی اور یقینی کہا جاسکتا ہے ذرا بھی غور کیجئے تو آپ کا دل خود ہی یہ جواب دیگا کہ یہ تمام چیزیں محض احتمالی ہیں یعنی اتفاقی۔ بہتر کوشش کے بعد بھی ممکن ہے ملیں اور ممکن ہے نہ ملیں یقینی کسی صورت میں بھی نہیں کہی جاسکتیں انسان کے لئے واقعات دنیا میں یقینی شے ایک اور صرف ایک ہے اور وہ موت ہے۔ انسان کو خواہ وہ بچہ ہو یا جوان عورت ہو یا مرد عالم ہو یا جاہل بادشاہ ہفت اقلیم ہو یا گدائے بے نوا تندرست ہو یا معذور دل کا ل[illegible] کا فرجس انعام کے بغیر رہ نہیں سکتا وہ ہے موت اور صرف موت پھر کیا آپ کے نزدیک موت [illegible] کہ [illegible] کی آمد و رفت رگ کی حرکت قلب بند ہو جانے [illegible] اگر آپ الموت کے معنی صرف اسی قدر سمجھتے ہیں [illegible]

اگر آپ موت کے یہ معنے لیتے ہیں کہ وہ ایک آئندہ اور نہ ختم ہونے والی زندگی کا مقدمہ ہے اور آپ کو ایک دوسرے عالم کی جانب جو اس عالم علوی سے کہیں زیادہ وسیع ہے بجانے کا دروازہ ہے تو کیا آپ کے خیال میں اس دوسرے عالم کے متعلق تیاریاں کرنا مناسب اور ضروری نہیں؟ کیا اس نئی اور قائم رہنے والی دنیا میں امن اور چین سے رہنے کی بابت آپ کو کچھ ہدایتیں نہیں پہنچی ہیں؟ کیا ان ہدایتوں پر عمل کرنا یا اس عمل کی کوشش کرنا آپ کے خیال پر وقت ضائع کرنا ہے؟

آپ لوٹے کے پیچھے نہیں پھاند پڑتے اس لئے کہ سخت چوٹ لگ جانے کا یقین رکھتے ہیں آگ میں ہاتھ نہیں ڈال دیتے اس لئے کہ جل جانے کا یقین رکھتے ہیں، دریا میں نہیں کود پڑتے اس لئے کہ ڈوب جانا یقینی سمجھتے ہیں پھر یہ کیا ہے کہ جو شئے ان سب سے زیادہ یقینی ہے جس واقعہ کے پیش آنے میں ذرا شک و شبہ نہیں اسی کی جانب سے آپ اس قدر غافل ہیں اور اپنی غفلت پر آپ کو ندامت تک نہیں بلکہ جو لوگ یہ تذکرہ زیادہ کرتے رہتے ہیں جو لوگ اس آخری یقینی وقت کی فکر میں زیادہ رہا کرتے ہیں انھیں آپ کم عقل، وہمی خبطی قرار دیتے ہیں، اور یہ شاید اس لئے ہے کہ آپ اپنے نزدیک جن بزرگوں کو بڑا معاملہ فہم عقلمند و خوش نصیب ٹھیرا رکھا ہے ان کی کتابوں میں اگلی ان کی گفتگو ان کے رسالوں میں کبھی بھولے سے بھی اس یقینی وقت کی یاد نہیں، اور موت کے خوف کو شاید اپنی عقل، علم و تہذیب کے منافی سمجھتے ہیں۔

ان پر جو کچھ گذرے گی وہ بہر حال انھیں جھیلنا پڑے گی آپ اپنی فکر کیجئے اور اپنی حالت کو سوچئے آپ تلاش روزی میں رات دن کیا سر کھپاتے رہتے ہیں آمدنی کے بڑھانے کی فکروں میں کس قدر مشغول رہتے ہیں صحت اور طاقت کی تدبیروں میں کس طرح گھلے جاتے ہیں سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے مہینوں پیشتر سے کیسے کیسے سامان درست کرتے ہیں اپنی نمود اور ناموری کے لئے کیا کیا چالیں چلتے ہیں اپنی تن پروری اور آرام دہ زندگی بسر کرنے کیلئے کیا کچھ جتن نہیں کرتے لیکن کبھی آپ یہ بھی سوچتے ہیں کہ جتنی نمازیں ناغہ ہوئی ہیں ان کا جواب دینا ہوگا، جتنے روزے بلا وجہ چھوڑے ہیں ان کی بابت بازپرس ہوگی، جن لوگوں کی حق تلفی کی ہے ان کے سامنے مجرم بنکر آنا پڑے گا جتنی امانتوں میں خیانتیں کی ہیں ان سب کا حساب دینا ہوگا! قوم و ملت کے خلاف جن جن کارروائیوں میں شرکت کی ہے ان کی بابت پرسش ہوگی بدکاری، بدزبانی، بدگوئی، جھوٹ، رشوت، سود خواری وغیرہ ہر شئے کی بابت مواخذہ اور گرفت سخت مواخذہ ہوگا اس نازک گھڑی کو یاد رکھئے اور اس کے لئے تیار رہنے کی توفیق خدائے کریم ان سطور کے لکھنے والے اور پڑھنے والوں سب کو نصیب کرے آمین۔

مذہبوں کی موت

پچھلے سال کے آخر ماہ مئی (محرم) کا ذکر ہے کہ افریقہ کے فرنچ علاقوں کے ننی سو حاجی الشا ملا جہاز پر بیٹھے اپنے وطن کو واپس ہو رہے تھے جہاز ابھی جدہ ہی میں تہا رات کا وقت تھا کہ جہاز میں آگ لگی اور آناً فاناً سارا جہاز ایک کرہ آتش تھا تابش و تپش کا یہ عالم کہ جب ہاتھوں کے سر تراق تراق پھٹتے تھے اور سروں سے بھیجے اڑ اڑ کر گر رہے تھے اور مرے ہوؤں کی لاشیں معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے کھولتے ہوئے پانی میں ابال کر رکھ دی ہیں! کتنوں نے سمندر میں پھاند پھاند کر جانیں دیدیں لیکن کتنے اسی کے بندے اور اللہ کے سچے پرستار ایسے ہی نکلے جو نہ گھبرائے نہ بھاگے نہ اپنی جگہ سے ہلے بلکہ جس گھر کی زیارت کر کے ابھی ابھی آئے اسی گھر کی طرف رخ کئے گھر کے مالک کو پکارتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔ انگریزی خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے

"کثرت سے ایسے مسافر تھے جنہوں نے بھاگنے سے انکار کیا۔ یہ لوگ کعبہ کی طرف منہ کئے ہوئے نمازیں پڑھتے اور سجدے کرتے رہے۔"

اسی کے چند ہفتہ بعد وسط ماہ اگست کا ذکر ہے کہ جنوبی امریکہ سے ایک جہاز اٹلانٹک کو جا رہا تھا کہ راستہ میں تباہ ہوا اور ڈوب گیا۔ رائٹر کی زبانی برقی کا بیان ہے کہ جس وقت جہاز غرق ہو رہا تھا مسافر لاسلکی کے ذریعہ سے دریافت کر رہے تھے کہ فلاں کرکٹ میچ میں رن کتنے ہوئے اور بازی کس فریق کے ہاتھ رہی گویا عین جس وقت کہ جان لبوں پر تھی نہ زبانوں پر اپنے خالق و مالک کا نام نہ دل میں اللہ نہ زبانوں پر نہ اپنے انجام و عاقبت کی کوئی فکر تھی بلکہ ذہن تمام تر اس اہم ترین مسئلہ میں مشغول تھا کہ فلاں کھیل میں کون کھلاڑی جیتا

مشرق کا کوئی محمد شاہ غریب اگر نادر شاہ کے عین حملہ کے وقت تک شراب و کباب میں مشغول رہے تو اس کو غفلت و سرشاری کا انتہائی نمونہ قرار دیا جائے اور اس پر بچہ بچہ قہقہہ لگائے لیکن امریکہ کے روشن خیال اگر مرتے دم تک خدا کو بالکل بھولے رہیں اور اپنا دل سارے کا سارا کھیل کود سے اٹکائے رہیں تو یہ عین دلیل بیداری و ہوشمندی!

وحشیوں، مذہبوں، حاجیوں اور صاحب لوگوں دونوں کے مرنے کا فرق آپ نے دیکھا؛ ایک جان دیتا ہے تو سجدہ میں پڑا ہوا، دوسرا مرتا ہے تو لاسلکی کا آلہ ہاتھ میں تھامے ہوئے ایک کی زبان بند ہوتی ہے تو سب سے زیادہ لذیذ و شیریں ذکر پر، دوسرا دم توڑتا ہے تو کرکٹ کے گیند بلے کے چکر میں جھٹکے کھاتا ہوا۔ اکبر مرحوم نے ایسے ہی موقع کے لئے ارشاد فرمایا تھا ؎

مصیبت میں بھی اب یاد خدا آتی نہیں انکو
دعا منہ سے نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں

"ایمان" اور "روشن خیالی" کے "اپنے" اور "پرائے" قدیم و جدید دونوں راستے آپ کے سامنے کھلے ہوئے ہیں اور انتخاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

حالات ترکان آل عثمان

مؤلفہ علامہ شرر اس کتاب میں کردوں اور ترکوں کی معاشرت و رسومات شادی و غمی و مذہبی عقائد اور ان کا ترکوں کے ساتھ تعلق سلطان کے محل کے اندرونی حالات اور زنان دربار کا پورا نقشہ، والدہ سلطان و قادین آفندی کے حالات اختیارات، گرجستانی لڑکیوں کی پرورش اور سلطان کی خدمت پیش کیا جانا قیمت مجلد ۵ روپے

نکاح جعفر و عباسہ

یہ بھی ایک تاریخی اور اہم واقعہ ہے جعفر برامکی اور خلیفہ کا جبر و تشدد، خفیہ نکاح اس کو تاریخ میں جس قدر اہمیت ہے مولانا عبد الحلیم شرر نے اس کو اصلی صورت میں پیش کیا ہے قیمت

یہ دونوں کتابیں منیجر تمدن پریس دہلی سے منگائیے

سفر حجاز کیلئے ضروری ہدایات

(از جناب مولوی عبد الماجد صاحب)

(۱) سفر خواہ چند ہی میل کا ہو بہر حال سفر ہوتا ہے پھر حج کا سفر تو ہزاروں میل کا سفر ہے ریل جہاز، اونٹ موٹر سب ہی سواریوں سے سابقہ پڑتا ہے ملک اجنبیت زبان کی ناواقفیت آب و ہوا کا اختلاف ہجوم کی چپقلش اس کے علاوہ ہیں تہوڑی بہت تکلیف آنا ناگزیر ہے لیکن یہ تکلیف ہرگز ایسی نہیں ہوتی کہ کسی معنی میں بھی ناقابل برداشت کہی جاسکے خیالی تکلیفوں اور اندیشوں کا بیشتر حصہ بالکل باطل ثابت ہوتا ہے اور اسے اس سفر مبارک کی کرامت سمجھئے یا جو کچھ کہ اکثر دقتیں عین وقت پر ایک بالکل غیر متوقع طور پر حل ہو جاتی ہیں جن صاحبوں پر حج فرض ہے وہ صعوبات سفر کے اندیشہ سے ہرگز اپنی ہمت کو پست نہ ہونے دیں۔

(۲) بڑی چیز جذبۂ شوق و ولولۂ عقیدت ہے جو لوگ اپنے دلی شوق سے اور حج کی اہمیت کو سمجھکر آتے ہیں انھیں کوئی دقت ہی محسوس نہیں ہوتی سارا سفر ہنسی خوشی صبر کے ساتھ ہی نہیں شکر کے ساتھ گزار دیتے ہیں بخلاف اسکے جن کے دل اس سفر کی اہمیت سے خالی ہیں اور وہ محض کسی اصرار یا خاطر سے اسکے رفیق سفر بنکر آتے ہیں انھیں کو سب سے زیادہ تکلیف محسوس کرتے اور بات بات پر پریشان ہوتے دیکھا اللہ اس ابتلا سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

(۳) حجاز میں اب تقریباً سب ہی چیزیں ملنے لگی ہیں اس لئے گھر سے زائد سامان لانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ باربرداری وغیرہ کے مصارف اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ کفایت کا پہلو ہی نہیں نکلتا۔ ضروری سامان بمبئی میں خرید لیا جاتا ہے تو بہت سی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں مکہ میں سب کچھ مل جاتا ہے اور مدینہ میں بھی ضرورت بھر کی چیزیں۔ پہلے لوگ گھی کے پیپے ساتھ لیکر چلتے تھے اب حجاز میں بہتر سے بہتر گھی ملنے لگا ہے البتہ اگر کھانے کی خشک چیزیں جو عرصہ تک اچھی رہ سکتی ہوں گھر سے ہمراہ لے جائیں تو بہتر ہے کھانا نہ ملنے کی صورت میں وقت بے وقت بہت کام دیں گی۔

(۴) بخار، قبض، پیچش وغیرہ کی چند دوائیں جو اپنے تجربہ میں آچکی ہوں ہمراہ رکھ لینی چاہئیں میرٹھ کے مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب (دار الشفاء مصطفائی میرٹھ) نے شفاء الحجاج کے نام سے ایک چھوٹا سا بکس ایسی ہی مجرب دکارآمد دواؤں کا تیار کیا ہے جو چند روپیوں میں آجاتا ہے۔

(۵) حاجیوں کو جہاز کے اوپر نماز با جماعت میں جو دقتیں پیش آتی رہتی ہیں وہ تو اپنی جگہ پر ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی دشواری سمت قبلہ سے متعلق پیش آتی رہتی ہے قطب نما کا ساتھ رکھنا ضروری ہے لیکن محض قطب نما سے بھی کام نہیں چل سکتا۔ مدراس کے ایک صاحب نے رضاء الٰہی جزائے خیر دے ایک مستقل رسالہ "دریافت سمت قبلہ" کے نام سے مرتب کرکے شائع کر دیا ہے جس میں بمبئی اور کراچی سے لیکر عدن تک اور پھر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیانی راستہ کی تمام منزلوں کے لئے سمت قبلہ کے درجے اور دقیقے درج کر دیئے ہیں رسالہ مذکور حسب ذیل مقامات سے غالباً بلا قیمت مل جائے گا (۱) مولوی محمد عبد اللہ صاحب احقر مکان نمبر ۲۳ کوچہ حسین الملک پرانا باغ دالگی نہ، دفاذی سٹ مدراس (۲) مینیجر صاحب مظفری کمپنی مینار والی مسجد بمبئی۔

(۶) ہر شخص کی آسائش اور ضرورتوں کا معیار دوسروں سے جدا ہوتا ہے اس لئے کوئی ایک تخمینہ مصارف سب کے لئے نہیں بتایا جا سکتا، تاہم عموماً اوسطاً یہ کہنا غالباً غلط نہ ہو کہ جہاز میں تیسرے درجہ کا ٹکٹ لینے والے اور حجاز میں اونٹ پر سفر کرنے والے چھ سو روپیہ اور جہاز میں اونچے درجوں کے ٹکٹ لینے والے اور حجاز میں موٹر پر سفر کرنے والے ایک ہزار روپیہ فی کس کے حساب سے اپنے ہمراہ رکھیں تو بہتر ہوگا بہت سے مصارف ناواقفیت کی بناء پر بڑھ جاتے ہیں اگر انسان پہلے حج کر آیا ہے یا حجاز میں اس کے شناسا موجود ہیں تو خاصی کفایت ہو جاتی ہے کئی شخص مل کر الگ سفر کریں تو بھی کافی بچت ہو جاتی ہے۔

(۷) ہمسفری کی برکتیں ظاہر اور واضح ہیں اگر کوئی واقف کار، تجربہ کار شخص ہمراہ رفیق سفر مل جائے تو مصارف میں بھی کمی رہتی ہے اور صعوبات سفر سے بھی ایک حد تک نجات ہو جاتی ہے تاہم اس سفر کی رفاقت بڑی نازک چیز ہے آسانی سے ہر شخص کو رفیق و شریک ہرگز نہ بنا لینا چاہئے بڑی بڑی پرانی دوستیاں اور عزیز داریاں اس میں ٹوٹتے دیکھی ہیں اور سنی بھی ہیں محض عزیز اور دوستی کے بھروسہ پر ہرگز کام نہ چلیگا لہٰذا بے نفسی رفاقت، شرکت سفر کا لازمی معیار رکھنا چاہئے کھانے پینے کے انتظام میں ذہنی علیحدگی رہ سکے بہتر ہو۔

(۸) حجاز میں گنیاں بہت کام آتی ہیں اس لئے بمبئی سے بجائے نوٹ اور روپیوں کے گنیاں ضرور ہمراہ لے لینی چاہئیں اونٹ کا کرایہ معلم صاحب کے مطالبات، موٹر کا کرایہ ان سب مواقع پر گنی ہی کام آئیگی البتہ بہار کے مصارف کے لئے روپیہ یا نوٹ بھی کچھ ضرور رکھ لینے چاہئیں چونی، دوانی، آنی وغیرہ ریزگاری کی بھی ایک معقول تعداد ہر وقت موجود رہنی چاہئے حجاز میں چاندی کی ریزگاری آسانی سے چل جاتی ہے نکل کے سکوں میں دقت ہوتی ہے۔

(۹) بمبئی میں حاجی عموماً مسافر خانوں میں ٹھہرتے ہیں تین مسافر خانے مشہور ہیں ایک مسافر خانہ سیٹھ اسمٰعیل حبیب کا ڈھبوا اسٹریٹ میں ہے جو بھنڈی بازار کے قریب ہے بھنڈی بازار بڑا بازار ہے جہاں تمام چیزیں آسانی سے مل جاتی ہیں یہ مسافر خانہ عام ہے حاجی اور غیر حاجی سب اس میں ٹھہر سکتے ہیں حاجیوں کیلئے مخصوص ایک مسافر خانہ واڑی بندر میں ساحل سمندر کے قریب سیٹھ لوسیا کا ہے اور دوسرا مسافر خانہ حجاج حاجی صابو صدیق مرحوم کا کرناک روڈ پر بڑے اسٹیشن کے قریب اور کرافرڈ مارکیٹ سے بالکل متصل ہے۔ مارکیٹ میں دنیا بھر کی چیزیں مل جاتی ہیں عظیم الشان چو منزلہ عمارت کل ۱۰ کمرے ہیں ہر کمرہ وسیع و ہوادار ۱۰۰۰ کے قیام کی گنجائش ہے ادھر کا صحن ایک خوش منظر نظر گاہ ہر منزل میں آٹھ آٹھ پاخانے اور چار چار غسل خانے پانی کے نل اور بجلی کی روشنی بھی موجود ہے دو بڑے بڑے باورچی خانے۔

داروغہ مسافر خانہ مولوی حضرت احمد صاحب ملنسار اسم ایک پیکر خدمت ہیں اور ان کے نائب منشی عبد الستار صاحب سراپا خدمت و ایثار۔

(۱) حاجیوں کے لئے جہازی کمپنیاں تین ہیں ان تینوں کمپنیوں میں سب سے بڑی مغل لائن ہے جو عملاً اب ٹرنر ماریسن کمپنی کے ہاتھ میں ہے۔ یورپ کے چلنے والے جہازوں کے آرام و آسائش کا تو خیال ہی حاجیوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بحالت موجودہ ٹرنر ماریسن کے انتظام سب سے بہتر ہیں اور انھیں کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اس میں جہاز ”رحمانی“ اور ”رضوانی“ حال کے بنے ہوئے ہیں تو نسبتاً سب سے زیادہ آرامدہ ہیں ان سے اتر کر ”اکبر“ اور ”جہانگیر“ ہیں۔

(۱۱) مسافر زیادہ تر تکلیف خود اپنی جلد بازی اور گھبراہٹ اور بے صبری سے اٹھاتے ہیں اگر جہاز سے اترتے وقت یا چڑھتے وقت ذرا صبر و سکون سے کام لیا جائے اور اس کی کوشش نہ کی جائے کہ خواہ مخواہ دھکے کھاتے ہوئے اور ہجوم کو چیرتے پھاڑتے ہوئے بہتر سے بہتر جگہ پر قبضہ ہو جائے بالآخر جگہ تو سب کو مل ہی جاتی ہے کوئی رہ نہیں جاتا ضرورت صرف تھوڑے سے صبر و تحمل کی ہے۔

(۱۲) اگر کفایت و آسائش اور ہجوم کی کشمکش سے بچنا مدنظر ہے تو لازمی ہے کہ سفر عین موسم حج میں نہیں بلکہ اس سے کچھ قبل اختیار کیا جائے اور واپسی فوراً نہیں بلکہ کچھ ٹھہر کر ہو، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، جدہ سب کہیں زیادہ دقتیں اور گرانیاں اسی وقت ہوتی ہیں جب ہجوم کا شباب ہوتا ہے۔

(۱۳) معلم سے سابقہ پڑنا ناگزیر ہے حتی الامکان معلم کو خوش رکھنا چاہیئے۔ لیکن اس پر بہت زیادہ اعتماد ہرگز نہ رکھنا چاہیئے مسائل حج سے نیز عربی زبان سے جتنی زیادہ واقفیت ہوگی اسی نسبت سے معلم کی محتاجی سے بے نیازی رہے گی۔ مسائل حج و زیارت کی بہترین و جامع ترین رہنما اردو میں مولانا منور الدین صاحب دہلوی کی ضخیم کتاب الحج والزیارت ہے ضروری مسائل کیلئے مولانا رشید احمد صاحب کی مختصر اور جیبی زبدۃ المناسک بالکل کافی ہے۔ عربی میں بیسیوں کتابیں ہیں۔

عاشقان الٰہی کیلئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجم مفسرہ مولانا عاشق الٰہی تفسیر مقصد حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس سرہ

بیالیس ۴۲ خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

جس کا نمونہ بارہا مولوی میں چھپ چکا ہے

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حمائل اب تک نہیں چھپی تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہوئی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جاتی ہے اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں۔

(۱) یہ نو سطری حمائل ہے اسلئے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے جو مدرسہ دیوبند کے ایک فاضل مولوی ہیں (۳) اسکی تفسیر حمائل قلمی لباب النقول بغدادی شریف جلالین بیضاوی۔ موضح القرآن فتح الرحمٰن عزیزی مظہر العجائب مدارک التنزیل ابن کثیر سے ماخوذ ہے اور سب کے حوالہ مع صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) آیات قرآنی کا سمجھنا چونکہ اسباب نزول پر موقوف ہے اس لئے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۶) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۷) خاص آیات اور تلاوت سورۃ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد سماری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۱۰) سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں مکتوب ہیں لیکن تنزیل جدا ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے (۱۲) ربع نصف ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۳) جن خاص سورتوں کے خاص موقعوں پر جس دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۴) قرآن شریف کا غلط لہجہ اور لگا کر پڑھنے کی تنبیہ (۱۵) چونکہ طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اسلئے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۶) قرآن مجید میں ۲۵ انبیاء کا صراحتہً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۷) نبی آخر الزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۸) ازواج رسول کریم کے حالات (۱۹) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۰) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور کام (۲۱) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۲) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۳) کفار کے نام جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات (۲۴) قبائل کے نام و حالات جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے (۲۵) القاب انبیاء و القاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۶) وہ ستارے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۲۷) ... مکان اور مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۸) آخری مکان و مقامات جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۲۹) ان پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۰) ان بتوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۱) رموز قرآن اور ان کی وجہ تسمیہ (۳۲) سجدہ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۳) ضخامت ایک ہزار صفحات کے قریب ہے (۳۴) آخر میں حضرت مولانا محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ و تفسیر درج ہے (۳۵) شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ مع حالات و سنہ وفات (۳۶) صحت کے ... نقائص ... مقدمہ میں ذکر ہے (۳۷) تقطیع مولوی کے صفحہ کی نصف ہے (۳۸) بہت کمیاب ہے صرف دہلی میں دفتر رسالہ مولوی سے ملتی ہے (۳۹) کاغذ سفید چکنا ولایتی (۴۰) جلد لفظی ... (۴۱) حواشی باوجود باریک ہونے کے بہت صاف چھپے ہوئے ہیں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سستی ہے

چونکہ بہت سی حمائل شریف رمضان شریف کی وجہ سے خرید لیں تھیں اور اب روپیہ کی ضرورت ہے اسلئے لاگت سے بھی کم ہدیہ پر دیدوں گا مجلد ... غیر مجلد ... صرف مع محصول ... کل تین روپے یہ نادر موقع ہے فائدہ اٹھا لیجئے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرقعِ دل سوز

(از جناب محوی جعفری صاحب اجمیری)

جہان آفریں نے ہر انسان کے دل میں خواہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا ہو یا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا فطری طور پر ایک ایسی زبردست قوت مضمر رکھی ہے جس سے وہ باہمدگر مخلصانہ ہمدردی کرسکے یہی وہ گرانقدر شے ہے جو انسانیت کے شرف و بزرگی کی بین دلیل ہے اس نادر جذبہ کی کارفرمائی کا واحد نتیجہ ہے کہ اس کے چھوٹے سے دل میں بنی نوع کے ساتھ حیرت میں ڈالدینے والا برقی گداز بحر ناپیدا کنار کی طرح کامل طور پر موجزن رہتا ہے۔ صحیح الفطرت انسان میں اضطراب پیدا کرنے والا ایثار اور تڑپا دینے والا خلوص ہی اسکی مافوقیت کا حامل ہوتا ہے اور اپنے ہمجنسوں میں ممتاز بناتا ہے۔

اگر اقوام عالم کے رہنماؤں کی سوانح حیات پر نظر ڈالی جائے اور اندازہ لگایا جائے تو جس رہنما میں یہ عجیب و غریب جذبہ جس شان کا ہوگا اس کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی بھی اسی قدر پائی جائیگی اور جس مذہب نے اپنے معتقدین کو اس اہمیت سے ملا جذبہ کی قوی تعلیم دی ہوگی وہی عالمگیر دین پایا جائیگا اب اگر ہم مذاہب عالم اور ان کے پیشواؤں پر منصفانہ نظر ڈالیں گے تو عقل و دیانت ہمیں مجبور کریگی کہ ہم نہایت سچائی اور بلند آہنگی سے بلاخوف تردید مذہب اسلام اور اس کے مقدس رہنما کو حق پر تسلیم کرینگے اور اس انتخاب صواب پر ہم جس قدر فخر و مباہات کریں وہ کم ہے گویا مذہب اسلام فطرت کے مطابق ہے اور جس دین کو فطری کہا جائے وہی حق اور تمام ادیان سے ممتاز ہے اور حضرت محمد رسول اللہ تمام رہبران ملل عالم سے سربلند ہیں صلی اللہ علیہ یا رب العالمین

تعلیم اسلام اور اسوۂ حسنہ حضور صلعم نے انسانی طرز زندگی کا مختصر گر جامع ماحصل یہ بتلایا ہے کہ وہ کسی پر بار خاطر نہ ہو اس کا وجود دوسرے کے لئے باعث تکلیف نہ ہو بلکہ موجب راحت و آرام ہو۔ استبداد و نانیت، ہر قسم کی جور و جفا ظلم و ستم، حیوانی خاصہ ہیں اور بشریت ان سے عاری ہے بداخلاقی بد اطواری و بدسلوکی، بدعنوانی انسانیت کی مجلی جبین پر بدنما داغ ثبت کرنے والی چیزیں ہیں اور آدمیت کا آبدار جوہر خوش خلقی نیک اطواری اور حسن سلوک ہے اور ان کا حامل وہ بشر ہے جو اپنے گھر میں اپنے وابستگان اپنے متعلقین اپنے اہل عیال کے ساتھ بہتاؤ برتے۔ غیروں کے ساتھ جن پر کوئی دباؤ نہیں ہوتا یا اپنے ہم رتبہ یا بلند مرتبہ کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا ہے وہ حقیقت میں اہم نہیں ہوا کرتا البتہ وہ طرز عمل اہمیت رکھتا ہے جو اپنے زیر اثر اور دباؤ میں رہنے والوں کے ساتھ کیا جائے اسلئے کہ یہی اس کا تمدن ہے جو اسکے دل کو پسند ہو اور بلاخوف و خیال اس سے سرزد ہوتا ہے۔

زمانہ کی گردش اور ہماری بد قسمتی نے آج ہماری وہ گت بنا دی ہے کہ ہمیں تعلیم اسلام اور اسوۂ حسنہ حضور صلعم سے اس قدر بعد ہو گیا کہ ہمارے روزمرہ نشست و برخاست اور گھریلو زندگی بھی تلخ ہی نہیں بلکہ تلخ ترین ہو گئی اور ہم اسلام اور انسانیت دونوں سے بھاگ رہے ہیں

اس کی ظاہری وجہ یہ ہے کہ تمام مسلمان معاشرت اسلامی سے جو عین فطری ہو نا آشنا اور گریزاں ہیں اور اپنے نقطۂ نظر سے کام لیکر شعبۂ حیات کی ہر منزل میں رہوار ہوتے ہیں اور اپنے وضع کردہ اصولوں کو وہ طرز اسلام سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے ان کو باوجود خرابی بسیار اپنی کجروی مطلق محسوس نہیں ہوتی اور وہ نہایت حسنات کے ساتھ اپنے ہو عو و ذہنی راستوں پر گامزن ہیں مگر گمراہی کی مصیبتیں انھیں حیران و پشیمان بنائے ہوئے ہیں اور پرخود اغلو غلط کے شکار ہونے کے باعث صراط مستقیم تک نہیں پہنچتے ہیں اور بھٹکتے رہنے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ مذہب کے نام نہاد مدعیان خود ساختہ فلسفہ کے غلط بیان بڑی شد و مد سے مادیت کیطرف رہنمائی کر رہے ہیں چونکہ مادیت کی نمائش پر حسین دلکشی جاذب نظر ہوتی ہے اور انسان جو خطا و نسیان کا مجسمہ ہے انجام کو سوچے بغیر گرفتار ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف تماشا یہ ہے کہ ہر بشر اور بالخصوص مسلمان خواہ وہ کسی راستہ پر چل رہے ہوں مذہبی اصولوں پر عامل ہونے کے حریص بھی ہوتے ہیں ایک طرف ان کے جذبات کی پرزور خواہش رہبری کرتی ہے دوسری طرف نفس کا برانگیختہ کرنے والا تاثر رہتا ہے اس کشمکش میں وہ تلاش منزل میں سرگرم سعی ہوا اور سامنے پڑا کسی نام نہاد مدعی مذہب کے جو بہکا دینے والے تمام اسباب سے آراستہ ہو تو پہنچ جاتے ہیں کسی انسان کا اپنے نفس کے ورغلانے سے ان بہکا دینے والوں کے دام تزویر میں پھنس جانا بہت آسان ہو جاتا ہے مذہب کی آڑ پکڑ کر جو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ عام طبائع پر غیر معمولی کیف تاثر پیدا کر دیتا ہے اور آج ہم بلا مبالغہ ایسی ہی تباہ کن حالت میں محسوس ہیں اور نیز بوجوہ بیش پر غور کرنے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اس بربادی سے خدا کے فضل کے بغیر چھٹکارا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے ہمارے جذبات مردہ ہمارے حیات ناکارہ ہمارے خیالات آوارہ ہمارے معلومات سطحی ہو گئے ہیں اور دن بدن ہم پستی کیطرف بڑی سرعت سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

اس طویل مگر ضروری تمہید کے بعد ایک مسلمان کے طرز معاشرت اور خانگی زندگی کا سچا واقعہ بلا کم و کاست پیش کیا جاتا ہے جس سے ہماری موجودہ حالت کا صحیح اندازہ ہو جائیگا اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کی گھریلو زندگی کا افسوسناک منظر ہمارے دماغوں کی کجروی بتلا سکیگا اور ہم اس تمہید کی روشنی میں برے بھلے کام کا امتیاز کر سکیں گے۔

ثریا ایک شریف متوسط گھرانے میں پیدا ہوئی مخلص و ہمدرد والدین نے اس کی پرورش کے ساتھ ثریا کے ننھے سے دل میں اسلامی جذبات کی کامل پرورش کی اور ثریا معقول تربیت، معمولی تعلیم کے جلو میں جو ضرورت خانگی کیلئے کافی ہوسکتی ہے دور امتیاز میں داخل ہوئی ثریا نیک تربیت کی وجہ سے اپنی ہم عمر لڑکیوں میں سب سے زیادہ خوش اخلاق خوش طینت سادہ مزاج ہنس مکھ ملنسار کم سخن اور شیریں گفتار تھی غرور، غصہ، ضد، تکرار، کج خلقی، بد اطواری، بدگوئی وغیرہ بری عادتوں سے بیزار تھی کام میں سلیقہ بات میں سنجیدگی معاملہ میں صفائی گفتگو میں سچائی اسکی عادت تھی پھوہڑپنے کے کام سے بے ڈھنگی گفتگو سے فضول باتوں سے غیر ضروری مشغلوں سے چغلخوری کی عادت سے جھوٹ اور نخوت سے

اس کو طبعاً نفرت تھی بچپن سے اس کی جبلت تھی کہ وہ اپنا کام اور اپنی ضروریات کی خود تکمیل کرتی، اور جو بات اس کے حد امکان سے باہر ہوتی اس کو پورا کرنے کے لئے ایسا عمدہ اسلوب اختیار کرتی جس سے کسی کو یہ اندازہ مشکل ہوتا کہ وہ کام اس سے کرایا جا رہا ہے مگر گھر کے سب کام کاج اپنی مرضی سے بغیر کہے دوڑ دوڑ کر نہایت رغبت اور خوشدلی سے انجام دیتی تمام کاروبار میں اس طرح شریک رہتی جس طرح وہ خود تمام کام کی تنہا ذمہ دار ہے لیکن کسی کام میں اپنی رائے کو اس طرح دخیل نہ بناتی جس سے اس کام کے غلط طریقہ کا ناگوار اظہار ہو اور ضروری اصلاح بھی ہو جائے الغرض نیک فطرت اور اچھی تربیت نے اس سلیم الطبع نونہال کو ہر دلعزیز بنا رکھا تھا ماں کی آنکھ کا نور باپ کے دل کا سرور تھی، بہن بھائی عزیز و اقارب ہم جولیوں اور سہیلیوں میں یہ ایک دلچسپ کھلونا تھی اور اس کی امتیازی محبت سب کے دلوں میں یکساں گھر کئے ہوئے تھی مگر اس پر اس کو کچھ ناز نہیں تھا اور وہ اپنا تمام وقت کار آمد مشغلوں میں صرف کرتی اور نہایت خوش و خرم صبح سے رات تک مصروف عمل رہتی۔

زمانہ کو انقلابی کروٹ لیتے کچھ دیر نہیں لگتی وہ وقت سر پر آ پہنچا کہ ثریا اس گھر سے ہمیشہ کے لئے بے تعلق کر دی جائے جہاں اس نے اپنی عزیز عمر کا قابل قدر حصہ گذارا اور ایک ایسی جگہ اس اہم ذمہ داری کے ساتھ اپنی عمر کا بقیہ حصہ بسر کرے جو اس کو یہاں کے دور حیات میں محسوس نہیں ہوا تھا دنیا کے دستور کے مطابق ثریا کی شادی ایک شریف اور تعلیم یافتہ لڑکے سے جو خوش اخلاقی اور نیک اطواری میں عام طور پر مشہور تھا کر دی گئی اور وہ اس نئی دنیا میں بھیجدی گئی جہاں اسکی عادات و اخلاق سلیقہ و شعار، فہم و تدبر، عقل و دانش کو پختہ کار بنانا تھا اور جہاں سے اس کے برتاؤ اور اطوار کا آزمائشی دور شروع ہوتا تھا۔"

ثریا کے والدین نے اس انتخاب میں اپنی سادگی کی وجہ سے عام حالات کو پیش نظر رکھکر ایک زبردست غلطی کی اور انہوں نے شرافت، تعلیم اور ظاہری عادات کو دیکھا لیکن وہ اس راز کو نظر انداز کر گئے کہ انسان کا اخلاق حقیقت میں وہ ہے جو اس کی گھریلو زندگی میں کام آتا ہے اور جو اپنے زیر اثر اور پاس رہنے والوں کے ساتھ برتا جاتا ہے چونکہ والدین کے فرائض انتخاب نہایت اہم ہوتے ہیں اسلئے معمولی سی لغزش بھی ان کو سبکدوش نہیں ہونے دیتی اور اپنی غلطی پر عمر بھر ناقابل برداشت افسوس کرنا پڑتا ہے لیکن مقتضائے نفس الامر یہ ہے کہ ہتی الوسع انتخاب کے موقع پر گہرے مطالعہ اور کافی غور کے بعد نظر قائم کی جاوے اور جب تک اطمینان کلی نہ ہو اس وقت تک کوشش بے دریغ کرنا چاہئے ذرا سی بھول بھی ناقابل عمر بھر کے لئے باعث کلفت و ملامت ہوتی ہے یہ بھی واقعہ ہے کہ دور موجودہ کی تاریکی میں ثریا کے والدین نے انتخاب میں غلطی نہیں کی اس لئے کہ آج کوئی متفق علیہ تمدن مستعمل نہیں ہے ہر شخص اپنی دھن میں رہبری کر رہا ہے تعلیم یافتہ طبقہ مذہب کا حامی اور اپنے آپ کو پیرو کار بتلاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اسلام کا تمدن سب سے عمدہ ہے لیکن اس کا اندازہ بہت مشکل ہے کہ آیا وہ فی الحقیقت اسلامی تمدن کا رہرو ہے یا اپنے موعود ذہنی فلسفیانہ تمدن کا اور یہ ایسا زبردست اور نازک مسئلہ کہ اس پر ہر شخص کی فکر کام نہیں کر سکتی۔

اس کو ثریا کی بدقسمتی کہئے یا دور موجودہ کی ظلمت کہئے کہ اس کو ایسا شریک حیات ملا کہ جو کارزار حیات میں بوالعجب طرز کا راہرو ہے افراط تفریط مساوات تینوں درجے اس کی عملی زندگی کی جان ہیں کہیں وہ مساوات کا زبردست حامی کہیں افراط کا پیرو، مثلاً اور کہیں تفریط کا مصمم عامل ہے دراصل یہی تو ہماری تعلیم اسلام سے بے خبری کا اعلان ہے ورنہ اگر ہم اسلامی جذبات سے کام لیں تو ناممکن ہے کہ اس قسم کی حیرت میں ڈالدینے والی متضاد خصلتیں پیدا ہوں اور کس قدر افسوس ہمارے طبائع کی کجی ہے کہ ہم کو مطلق اس کا احساس ہی نہیں ہوتا

ثاقب تعلیم یافتہ، دور موجودہ کا روشنخیال، فیشن کا دلدادہ اپ ٹو ڈیٹ مسلمان تھا اس کی عادت عزلت پسند اور خود کی دماغی کاوشوں سے جو نتیجہ اخذ ہو وہ قابل عمل ہے فیضان مجلس اور تبادلہ خیال کو وہ غیر ضروری اور بیکاروں یا وقت ضائع کرنے والے یا بطلی الحس افراد کا فضول مشغلہ سمجھتا تھا مگر اپنی قائم کردہ رائے کی تحسین کے لئے اپنے معاملہ کا تذکرہ اور اس کے متعلق خیال معلوم کر کے تصور کرتا اور اس میں اپنی اصابت رائے کی داد خود دیتا اور دوسرے کے ٹھوس خیال کو حقارت آمیز مسکراہٹ سے ناقابل التفات ہی سمجھتا خواہ اس معاملہ میں وہ غلطی پر ہی کیوں نہ ہو جس معاملہ میں وہ بحث کرتا اپنے مسئلہ کو بلادلیل منوانے کا خواہشمند رہتا اور مقابل کی قوی سے قوی برہان بھی بے وزن تصور کرتا اس لئے وہ افراط تفریط مساوات اعتدال کے عجیب مجموعہ کا عامل تھا شعائر اسلام کا بھی پابند ضرور تھا مگر اپنے خیال کی روشنی کے مطابق اسلامی اصولوں کی روشنی کو ماننا بیشک تھا گر اپنے جذبات کے اثرات کے موافق خلق اسلام کا وہ بیحد مداح تھا مگر اپنا عمل اپنے نقطہ نگاہ سے تجاوز نہیں کرتا تمدن و معاشرت اسلامی کی خوب داد دیتا لیکن خود عامل تھا اپنے عقلی تمدن کا غرضیکہ ہر وہ بات جو اس کے خیال و جذبہ سے ٹکراتی ہر حالت میں ناقابل عمل تھی خواہ وہ فرض ہی کیوں نہ ہو اور جو بات اس کی قوت مدرکہ قابل عمل تسلیم کرتی اس کے روکنے کیلئے کوئی طاقت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کنج تنہائی کی وجہ سے نشیب و فراز عالم کا بھی قرار واقعی تجربہ نہیں تھا اور نہ مشاہدات نے قلب کو ذکی الحس بنایا تھا کسی کے ساتھ خلوص نہ ہمدردی بھی معدوم نہ کسی کے ساتھ نشست و برخاست نہ کسی سے انسیت و محبت نہ کسی کی شریک مصیبت بنے نہ کسی کی مدد کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی البتہ ہمدردی محبت شرکت مصیبت امداد اپنے مفروضہ خیال کے تحت صرف کی جس کا انجام ہمیشہ خلاف نکلا اور ہمیشہ زک اٹھائی آخرش ان سب باتوں کو غیر فطری بلا ضرورت ناحق سمجھکر دست کش ہونا پڑا۔

اسلام کی تعلیم ہے کہ اپنے اہل و عیال اعزا و اقربا ہمسایہ و اہل محلہ شہری اور ملکی بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں اور بنی نوع کیساتھ ملو جلو ان کی مصیبت میں حتی المقدور کام آؤ شرعی ضرور تمول پر اگر توفیق ہو مدد کرو ہر قسم کا سلوک کرو ان کی اصلاح کی سعی کرو خوش خلقی ملنساری نیک مزاجی کی عملی تعلیم دو بد اطواری بد اخلاقی غیر ضروری ناقص تباہ کن باتوں سے نمونہ بنکر روکو اور ان سے اچھی باتیں عمدہ عادتیں بہتر روش اور اعلیٰ طرز سیکھو ان کے طرز عمل اپنے کیریکٹر کا موازنہ کر کے بھلائی اختیار کرو اور برائی کو چھوڑ دو اس کا بہترین درس مساجد کی پنجوقتہ نماز جمعہ کی نماز ہفتہ وار، عید کی سالانہ، نماز جماعت اور حج بیت اللہ ہے جہاں ہر وقت اور ہر حالت میں ان امور کی تکمیل بوجہ احسن ہو سکتی ہے مگر ثاقب کے خیال کو اس قسم کے توازن سے کیا کام وہ اپنے تخیال کا راسخ، اپنے عزم کا پختہ آزاد منش اس نے اپنے نظریہ کو مستحسن سمجھ لیا تو پھر وہ مستحسن ہی ہے کیونکہ نہ وہ تبادلہ خیال کرے نہ کسی کی بات مانے اور نہ کوئی بشر

اپنے اخذ شدہ خیال کو خود غلط سمجھے سچ تو یہ ہے کہ انسان غرض کا بندہ ہے اور غرض قوت امتیاز کو بھی فنا کر دیتی ہے اگر کبھی ضمیر کی رہنمائی سے کوئی بات سجھائی دی تو فوراً غرض نے اپنا مفاد پیش کر کے حریص بنا لیا۔ اس کے خلاف قدم رکھنا دل والوں کا کام ہے اپنی غرض اور مفاد کو ٹھکرا کر دوسرے کو فائدہ پہنچانا کارے دارد یہ توفیق خدا کی طرف سے ہوتی ہے اور خدا ان مطیع بندوں کو اس کی ہمت عطا کرتا ہے جنہوں نے اپنے عمل سے مخلصانہ ہمدرد کر دیا ہو مبارک ہیں وہ پاک نفوس جنھیں خدائے رحیم نے یہ جوہر انسانیت مرحمت فرمایا اے ارحم الراحمین اپنی شان کا صدقہ ہمیں اس نیک عمل کے ارادہ اور اس کو استقلال کی قوت عطا فرما۔ آمین۔

ثاقب کا عقد ثریا جیسی نیک سیرت فرشتہ خصلت مسکین طبیعت حسین عادت کی سلیم الفطرت لڑکی سے ہوا قدرت کی فیاضی کے قربان جائیے جس نے ثاقب کو ایسی انیس زندگی عنایت کی ورنہ کجا ثاقب اور کجا ثریا۔ بادی النظر میں مناکحت کتنی ہی ناموزوں کیوں ہو خدائے حکیم کا کوئی کام علت سے خالی نہیں ہوتا ایسی حالت میں ان کے واقعات زندگی ہمارے اس عقیدہ کی پختگی کا باعث بھی ہوں گے۔ کہنا یہ ہے کہ آخر اس میں کیا مناسبت ہے جو بظاہر متضاد ہے۔

ثاقب کا برتاؤ اپنی شریک حیات کے ساتھ بھی وہی خیال اخذ شدہ تھا جو اس کے ذہن میں اسکی آسائش و آرام کا کفیل ہو سکتا تھا اس باب میں بھی اس کا نظریہ افراط و تفریط و مساوات پر مشتمل تھا لیکن چونکہ یہ ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد ہیں اسلئے اجتماع ضدین سے ثاقب کا شعبۂ معاشرت پستی کی طرف جھک گیا تھا۔

افراط میں اس کا قدم یہاں تک پہنچا ہوا تھا کہ وہ اپنے جذبات سے متاثر ہو کر ثریا کی دلداری بعض وقت اس درجہ کرتا تھا کہ اس کو بے تاج کی بے ملکہ بنا دیتا گھر کے تمام کاروبار میں خود مختار تھی اور تمام اخراجات اسی کی مرضی پر منحصر کر رکھے تھے زیورات لباس غذا سب کے لئے آزادی تھی مگر تفریط ان تمام پر حاوی اور مسلط ہو جایا کرتی تھی۔

مساوات کی یہ عالم تھا کہ وہ مرد عورت دونوں کو برابر کا شریک زندگی تسلیم کرتا تھا اس کے خیال میں بحیثیت بشری دونوں مساوی درجہ رکھتے تھے اور کوئی چیز ایسی نہیں خیال کرتا تھا جس سے مرد عورت کے درجہ میں کوئی فرق ہو مگر عمل کا خانہ یا تو خالی تھا یا تفریط کا رنگ سب پر غالب تھا اس لئے کہ وہ غیر متحمل مزاج تھا۔

تفریط کی یہ حالت تھی کہ الامان والحفیظ وہ دونوں کو برابر کا انسان سمجھ کر بھی مرد کو عورت سے افضل سمجھتا تھا اس لئے کہ وہ بیوی کا فرض سمجھتا تھا کہ ہر قسم کی امکانی اور غیر امکانی خدمت ہر حالت میں ہر وقت جسکی خاوند کو ضرورت ہو کرنی لازمی اور ضروری ہے بیوی اگر ملکہ ہے تو خاوند بھی بادشاہ ہے بیوی کی جنس نازک ہے تو خاوند کی سخت بیوی اگر کاروبار خانگی میں منہمک رہتی ہو تو خاوند دنیا بھر کی مصیبتیں اٹھا کر کماتا ہے اور انجام کار یہ کہ خاوند کو بہر حال افضلیت حاصل ہے۔

ثاقب کے روزمرہ کا حال معلوم ہونے سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ ان متضاد اصولوں پر عامل ہو کر کس طرح شعبۂ معاشرت میں پریشان و سرگرداں ہے اس کا معمول یہ ہے کہ سب سے اول ثریا کو اٹھنا چاہئے کہ جب وہ اٹھنے کو جائے تو اس کو پانی کا لوٹا بھرا ہوا ملے وضو کے لئے پانی صابن منجن اور تولیہ تیار ملے نماز سے فارغ ہوتے ہی ناشتہ پیش ہو آفس کے ٹائم سے پہلے کھانا کھلا دیا جائے کھانے میں کم از کم دو قسم کی ترکاری سالن ضرور ہوں چٹنی اچار کچومر کا ہونا لازمی ہے دفتر جانے کے وقت خود کے پہننے کے کپڑے جوتہ لکڑی چھتری رومال سب چیزیں تیار اور ایک جگہ ملیں اگر جوتہ پر پالش کی ضرورت ہو تو وقت سے پہلے کیا جائے۔ دفتر سے واپسی کے وقت ملا تا خیر کھانا تیار ملے۔ ان سب کاموں کے علاوہ ثریا کا یہی فرض ہے کہ وہ ثاقب کے اور بچوں کے اور خود کے کپڑے بھی فرصت کے وقت سیئے ثاقب کے خیال میں ازدواجی تقسیم عمل یہ تھی کہ وہ اپنی تنخواہ کا ایک حصہ جس سے گھر کی ضروریات نہایت کفایت شعاری سے پوری ہو سکیں ثریا کو دیدے اور اسکے علاوہ گھر کا اور اپنا ذاتی کام حتیٰ کہ اٹھ کر پانی پینا بھی اپنے متعلق نہیں سمجھتا تھا بچوں کی تربیت اور پرداخت میں بھی وہی افراط تفریط کا عالم تھا کبھی او لیا اور کبھی بھوت اگر ان میں کوئی بات بھی طبیعت کے خلاف ہوئی تو پھر ثاقب شہاب ثاقب ہو گئے حالت ہندوستانیوں سے بدتر اور مزاج انگریزوں سے برتر۔ خود کسی بات کا پابند نہیں مگر ثریا کیلئے تمام دنیا بھر کی پابندیاں عائد صافہ ٹوپی کوٹ جوتہ لکڑی چھتری خود نے جہاں جا پھینک دی اور وقت پر نہیں ملے تو آئی غریب ثریا کی خرابی اگر کھانا جلدی یا کسی اور وجہ سے خلاف مزاج سامنے آیا یا نمک مرچ کم و بیش ہو گیا تو غضب ہو گیا اگر دو قسم کی ترکاری سالن تیار نہ ہو سکا یا گوشت میں ترکاری نہیں ڈالی یا بازار سے گوشت نہیں آسکا یا کسی چیز کے موجود نہ ہونے سے کوئی چیز تیار نہ ہو سکی تو ستم ہو گیا۔ ثریا سے باقتضائے بشریت تکمیل میں نقص یا کمی رہ گئی تو اس پر تشدد آمیز طریقہ سے فہمائش اگر کوئی کام خلاف مرضی انجام پذیر ہوا یا ذرا سی کوتاہی ہو گئی تو پھر ترش روئی سخت کلامی درشت لہجہ سے قابل سرزنش قرار دیجاتی بعض اوقات بلاوجہ ہی خفگی ہوتی جو بھی جائز متصور ہوتی کیونکہ ثاقب کو بگڑنے صلواتیں سنانے دل آزاری کرنے ناجائز دباؤ ڈالنے کی بدترین عادت ہو گئی تھی خود ثاقب کا یہ خیال کہ وہ گھر کے کسی کام سے خواہ وہ بازار کے متعلق ہو یا گھر کے اندر کرنے کا ہو کوئی واسطہ اور سروکار نہیں رکھتا تھا بلکہ ایک مہمان کی طرح اپنے گھر میں خاطر تواضع کا بیحد متمنی رہتا تھا لیکن ثریا کے لئے صبح سے شام تک گھر کے تمام کام انجام دینا معاشرتی اصول سے ضروری سمجھتا تھا اور ان کی عدم تکمیل کی صورت میں ثریا پر ہر قسم کا تشدد و سختی روا تھی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ ہمیشہ تحکمانہ لہجہ سے حاکمانہ غصہ اور اسپرٹ سے ہم کلام ہوتا اور اس پر طرہ یہ کہ وہ اپنے اس طرز عمل کو مستحق قابل ستائش اور شیوہ فرسودہ تصور کرتا۔ اور ان خصائل کے باوجود اپنے کو نہایت خلیق نیک نفس ملنسار منکسر المزاج خوش طینت انسان سمجھتا اور خوش ہوتا۔"

یہ گھریلو زندگی کا ایسا تباہ کن الم ناک منظر ہے جس کی سفاکی بیرحمی ناقابل بیان کہنا بیجا نہیں خدا کی بے زبان مخلوق پر اس قدر ظلم کرنا انسانیت سے قطعی بعید ہے اگر ایک انسان جذبۂ اخلاق سے بے بہرہ ہو جائے اس کے دل سے مخلصانہ ہمدردی محو ہو جائے اور وہ اپنے وابستگان پر جبر و تعدی کرنے بدترین سلوک روا رکھے تو اس کے لئے ان کی خاموشی ان کا صبر یہ معنے نہیں رکھتا کہ وہ بہت بلند مرتبہ

انسان ہے اور اس کی یہ روش باعث فخر ہے بلکہ یہ اس کا بدترین عمل بیحد شرمناک اور انسانیت سوز ہے ننگ آدمیت اور خارج از بشریت ہے اپنے سے کمزور بے زبان اور رحم و کرم کی متعجی ہستیوں پر تشدد کرنا شیوہ مسلمانی نہیں ہو عورتیں کم عقلی ناسمجھی کا روبار خانگی کی تکمیل نہ کر سکنا کوئی ایسا جرم نہیں ہے کہ انسانیت سے ہی الگ ہو جائیں رواداری خوش اخلاقی درگذر عفو و کرم معاشرت اسلامی کے اعلیٰ جوہر ہیں جن پر عمل کر کے انسان انسان بنتا ہے اور جن کو پس پشت ڈال کر ننگ آدمیت ہو جاتا ہے سلامت روی اسلام کی خاص تعلیم ہے اور انسانیت کی ایک بہترین اور قابل تقلید روش ہے۔

ثریا کے لئے ثاقب کا یہ طرز عمل جس قدر جانسوز دلشکن اور تکلیف دہ ہو سکتا ہے حد بیان سے باہر ہے لیکن فرشتہ خصلت ثریا پر اس جبر و تشدد کا کوئی اثر نہیں تھا وہ اس سے کبھی غمگین نہیں ہوئی کہ ثاقب اس پر ظلم بیجا کر رہا ہے لیکن جب اس نے یہ محسوس کیا کہ ثاقب کی عادتیں دن بدن بد سے بدتر ہو رہی ہیں تو اس کو فکر دامنگیر ہوئی کہ اس کا مداوا کرنا چاہئیے ورنہ یہ اسکے معاشرت سوز شرارے ان سوز شعلے انس و محبت کو خاکستر کر دینگے اس نے بہت کچھ غور و خوض کیا کہ آخر کونسی تدبیر اختیار کرنی چاہئیے جو اس طوفان کی بلا خیزیوں سے نجات دلائے بالآخر یہ طے کیا کہ اس بارے میں ثاقب سے مفصل گفتگو کرنی چاہئیے اور اس کو معاشرت اسلامی سے واقف کرنا چاہئیے اس کا ناواقفیت کے عالم میں بھٹکے رہنا اس بات کا مقتضی ہے کہ میں خدا نے قدیر سے مدد مانگ کر ہمت کروں اب اس کی ذمہ دار ہوں کہ ثاقب کو اس اخلاقی معصیت سے نجات دلواؤں ہر شریک حیات کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو کجروی سے حتی الوسع بچائے اور جہاں تک ممکن ہو راہ راست پر لا کر دم لے خواہ اس میں کتنی ہی مصیبتیں اٹھانی پڑیں کتنی ہی تکالیف کا سامنا ہو اس عزم صمیم کے بعد ثریا اس موقع کی منتظر رہنے لگی کہ جس وقت ثاقب کو خوش دیکھے گفتگو کرنے کا موقع ہو اس کی ابتدا کرے ثریا کی طرز معاشرت جذبات و محسوسات انسانیت کی نادر تصویر اور مسلمانی کا نایاب مرقع ہے جو تعریف و توصیف سے مستغنی اور بالاتر ہے اسلام نے جن اخلاق اور مخلصانہ ہمدردی کی تعلیم دی ہے اس کو ثریا کے طرز عمل نے ثابت کر دیا ایک مسلم خاتون ثریا دنیا بھر کی تکالیف کس بلند حوصلہ سے رضا و رغبت کے ساتھ برداشت کرتی ہے تعلیم اسلام پر کاربند رہ کر گوارا کرتی ہے حتی کہ اس کے نازک قلب اور حسین پیشانی پر کوئی بل اور دلی خواب شکن تک نہیں پڑتی اس کا عقیدہ تھا کہ انسان کی تخلیق اپنے ہم جنسوں کی اعانت و ہمدردی کے لئے مخصوص ہوئی ہے اور مسلمان کا ہر سانس اور ہر قدم ہر وقت اس کی تکمیل میں اٹھنا چاہئیے اور کبھی دنیا کی کسی قوت سے مضمحل اور برگشتہ نہیں ہونا چاہئیے۔

حضور صلعم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس بھی وہ خداداد ذہنیت تھی جس نے وحشت و جہالت میں صلاحیت رکھتے ہوئے قلوب کو مسخر کر لیا تھا اور جہاں اگر عالم میں اسلام کے سراج منیر کی درخشندگی نے جہل و تاریکی کو منور کر رہی تھیں اور آج بھی وہ تجلی باقی ہے۔

حقیقت خلاق عالم نے انسان کو ذہنیت وہ بات دولت رکھی ہے کہ وہ خلق و ہمدردی سے بندہ بے دام ہو جاتا ہے آج بھی انسان اس سے

گرانقدر دولت کو حاصل کر لیں تو دنیا ہمارے لئے آج بھی گلزار ابراہیم ہونے کے لئے آمادہ و مستعد ہے اور ہماری تمام خرابیاں آن واحد میں عمدگیوں سے بدل سکتی ہیں تمام مناقشات چشم زدن میں اتحاد و اتفاق سے تبدیل ہو سکتے ہیں اور پھر یہ دنیا کے تاجدار اور دنیا ہماری محکوم ہو سکتی ہو۔

اک دن ثاقب ترقی ملنے کی وجہ سے بہت خوش تھا اور اس کے دل و دماغ پر مسرت و شادمانی کی شمیم عنبر افشانی کر رہی تھی ثریا کو اس سے بہتر کون موقع مل سکتا تھا اس نے دل مضبوط کر کے سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اللہ پاک کا نام لیکر گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا مگر ایسا اسلوب اختیار کیا جس سے ثاقب یہ اندازہ نہ کر سکے کہ اس کی اصلاح کے لئے یہ بحث شروع کیا جا رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر کسی کا دل ناراض کر کے یا اس کی برائی اس کو جتلا کر اصلاح کی جائے تو بہت زیادہ دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور اگر اس کی تعریف کر کے عام شکایت کی جائے تو اس کے قلب پر بہت گہرا اور فوری اثر پڑتا ہے یہی ہے وہ روش ہے جو خوش اخلاقی کا ایک عمدہ طرز ہے۔

ثریا نے کہا۔ بڑی خوشی کا دن ہے آج اسد میاں نے اپنے کرم سے ترقی عطا کی ورنہ انسان کی کمزوریاں ایسی ہیں کہ مستعد اور کارگذار ہونے پر بھی غلطی کر جاتا ہے اور کج خلق افسر بد باطن ہوتے ہیں وہ لوگ ان غلطیوں پر نظر رکھتے ہیں اور ایسے موقعوں پر محنت کی داد کے بجائے ان کو سامنے لاتے ہیں۔

ثاقب۔ واقعی مجکو خدا کے فضل سے ترقی ملی ورنہ ایسی حالت میں جبکہ سخت مخالفت کی جا رہی تھی ترقی کا ملنا مشکل امر تھا۔ مگر جب خدا مہربان ہو تو کسی کی کچھ نہیں چلتی۔

ثریا۔ خدا میں بڑی قدرت ہے وہی ہر مشکل کو آسان کرتا ہے اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہو اس کے سامنے کس کی چل سکتی ہو۔

ثاقب۔ خدا قادر مطلق ہے اس کے اختیار میں سب کچھ ہے اور یہ معاملہ رزق کا ہے اس میں دوسرے کو کیا دخل ہو سکتا ہے یہ تو اس کے قبضۂ قدرت کی بات ہے۔

ثریا۔ خدا کے متعلق صرف مسلمانوں کا ہی یہ عقیدہ ہے یا دوسرے مذہب والے بھی اسکو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا مسلمان۔

ثاقب۔ دوسرے مذہب والے مسلمانوں کی طرح خدا وحدہ لاشریک نہیں مانتے اور یہی وہ عقیدہ ہے جو اسلام کی سچائی اور بڑائی کی سب سے زیادہ زبردست دلیل ہے۔

ثریا۔ اسلام تمام دنیا کی قوموں کے لئے رحمت ہے اس لئے اس میں وہ کونسی اہم باتیں ہیں جو دنیا کو ایک کر سکتی ہیں اور مسلمان سب سے بلند مرتبہ ہو سکتے ہیں

ثاقب۔ اسلام کی ہر بات ایسی ہے جو امت اور اہل عالم کیلئے سراپا رحمت ہے اسلام کا ہر اصول اپنی جگہ خوبیوں سے لبریز اور ہر قسم کی برائی سے پاک ہو۔

ثریا۔ بیشک اور میرے خیال میں بھی دو باتیں ایسی زبردست ہیں جو اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں اور اگر ہوں گی تو اتنی وسعت کے ساتھ ہرگز نہ ہوں گی۔

ثاقب۔ بھلا بتلاؤ تو وہ کونسی باتیں ہیں ذرا میں بھی تو سنوں کہ آپ کے

خیال میں وہ کیا اہم باتیں ہیں جن کا آپ کو دعویٰ ہے۔

ثریا۔ ان میں سے ایک تو خدا کے متعلق ہے اور دوسری خدا کے حکم کے مطابق مخلوقات کے متعلق مختصر یوں سمجھئے کہ خالق کی وحدانیت اور مخلوق کی مساویت تفصیل کی اس لئے ضرورت نہیں کہ آپ مجھ سے بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں اور یہ دونو خود بھی تفصیل کے محتاج نہیں۔

ثاقب۔ میں ان کی تفصیل سننا چاہتا ہوں مجھے خوشی ہوگی اگر آپ اس کی تفصیل بیان کرینگی میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے خیالات کتنے گہرے اور بلند ہیں۔

ثریا۔ مجھے تعمیل حکم سے انکار نہیں رہی خیالات کی گہرائی اور بلندی تو میں عورت ذات ہوں میری ساخت اور تعلیم دونوں ناقص ہیں اس لئے میں جو کچھ بھی عرض کروں گی اس کی حد ہوگی البتہ اتنا ضرور جانتی ہوں بلکہ تعلیم اسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ خدا کی ذات وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی ساتھی نہیں نہ کسی کا کسی بات میں محتاج ہے اور خدا اس کو کسی کی مدد درکار ہے بلکہ وہ تنہا ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ سب کی مدد کرتا ہے اور اتنی زبردست قدرت والا ہے کہ لفظ کن سے ان واحد میں دونوں عالم کا ظہور کر دیا آسمان زمین سورج جو کچھ ان میں ہے اس کی مخلوق ہیں سب کو خدا نے پیدا کیا اور سب جانداروں کے لئے موت کا ایک ایسا وقت مقرر کیا جس کا نہ کسی کو علم ہے نہ کوئی اسکو ٹال سکتا ہے اور سب کو مقررہ رزق عنایت کرتا ہے اس کا بھی نہ کسی کو علم ہے نہ کوئی قوت کم و بیش بلا مرضی کر سکتی ہے یہ سب کچھ اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ممکن ہے وہ سب اس کے قبضہ میں اور اس کی قدرت میں بلا کسی شرکت کے ہے وہ قادر مطلق ہے اور بلا شک و شبہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور ایسی ہی قدرت والا خدا ہو سکتا ہے ورنہ اتنی بڑی دنیا کا انتظام بلا ایسی زبردست قدرت کے کیونکر ہو سکتا ہے غالباً وحدانیت کے متعلق یہ مجمل خیالات کافی ہیں اور اس میں زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مساوات انسانی بہت طویل بحث ہے۔

ثاقب۔ (جو اس وقت بہہ مت بنا ہوا بڑے غور سے سن رہا تھا چونکا اور کہنے لگا) آپ کی اس مختصر مگر جامع تعریف نے مجھے حیرت میں ڈال دیا میں آپ کے طبقہ کے متعلق جو خیالات رکھتا تھا وہ اس وقت بالکل غلط ثابت ہوئے مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ آپکے جذبات نہایت پاکیزہ اور قابل قدر ہیں۔

ثریا۔ یہ تو آپ کو اختیار ہے کہ طبقہ اناث کے لئے جو چاہیں خیال قائم کر لیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ صنف نازک باوجود نزاکت دنیا کے ہر شعبہ میں آپ کے گروہ کے ساتھ ساتھ ہیں اور صرف ساتھ ہی نہیں بلکہ شریک کی حیثیت رکھتی ہیں دنیا بھر کے کاروبار میں عورت کا نازک ہاتھ اسی ذمہ داری کے ساتھ کار کنا ہے جس طرح مرد کا قوی ہاتھ اگر کاروبار عالم میں عورت کا کمزور ہاتھ بے تعلق یا غیر ضروری ثابت کرنے کی کوشش کرینگے تو یقیناً آپ ناکام رہیں گے عورت کا ہاتھ تو بہر اس طرح مشترک واقع ہوا ہے کہ اسکی علیحدگی ناممکن ہے نظر کو ذرا وسیع کیجئے تاریخ کا مطالعہ فرمائیے تو آپ کو ملکداری سے لیکر ادنیٰ درجہ تک عورت برابر کی شریک کار ملیگی جہانداری اور بادشاہت اخوں نے کی سپہ سالاری اور جرنیلی انہوں نے کی عالم و فاضل ان میں پائے گئے مالف دانشمند ان میں تھیں عبادت گذار و مرتاض انہیں پائینگے خدمت گذار و فرمانبردار ان میں ہوں گی معارج دوست کار ان میں ادھیکھ لیجئے غرضکہ زندگی کے ہر عنوان میں یہ لازمی طور پر ملینگی یہ بات ضرور ہے کہ مرد اور عورت کے قویٰ میں فرق ہے اس لئے میں اسکو ضرور مانتی ہوں کہ مرد کو فضیلت حاصل ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ عورت ایک ناقابل التفات اور فضول چیز ہے اور صرف اولاد پیدا کرنے کی مشین یا گھر کا کاروبار کرنے والی خادمہ ہے عورت اور مرد ندنو کے مختلف درجے ہیں کبھی وہ ایام طفلی میں نور چشم و راحت دل ہیں کبھی نوجوانی میں رفیق زندگی انیس حیات شریک رنج و معاون مصیبت ہیں اور کبھی زمانہ پیری میں جد بزرگوار اور والدہ محترمہ ہیں تینوں زمانے دونوں صنف کے لئے محبت و عزت کے مساوی درجہ رکھتے ہیں ایک پر دوسرے کو فوقیت نہیں ہے مثلاً یوں خیال فرمائیے کہ دنیا ایک گاڑی ہے جسکے یہ دونوں پہیئے ہیں اور ان دونوں کے عمل اپنے کاندھوں پر بار اٹھائے ہوئے رواں ہیں ایسی صورت میں ایک کو دوسرے پر کیا افضلیت ہو سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات ضرور ہے کہ دونوں کے عمل مختلف ہیں اور بمقابلہ عورت کے مرد کو سخت اور دشوار کام اس کے قویٰ کے اعتبار سے کرنے پڑتے ہیں اور عورت کو اس کی نازکی اور کمزوری کے لحاظ سے ہلکے اور آسان کام کرنے پڑتے ہیں اس وجہ سے فطرتاً عورت مرد کے مطیع و فرمانبردار ہوتی ہے اور عورت کی جبلت و طینت میں اطاعت کا جوہر سب سے زیادہ ہوتا ہے اور یہی سبب مرد کی فضیلت کا ہے تاہم یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کا طبقہ عورت کے اس گرانمایہ ایثار سے بطور جبر و تعدی ناجائز فائدہ کیوں اٹھاتا ہے۔

ثاقب۔ آپ جس کو جبر و تعدی سے تعبیر کر رہی ہیں وہ نفسہ مرد کا حق ہے جب مرد تھکا ہارا گھر میں آئے تو قدرتاً ہر طرف سے کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس وقت سکون و راحت حاصل کرے اس کو آپ جبر و تعدی کیسے کہہ سکتی ہیں یہ تو مرد کا قدرتی اور جائز حق ہے۔

ثریا۔ آپ نے میرا مفہوم یا تو غلط سمجھا یا اپنے طبقہ کی ہمدردی پر اس بات کو پس پشت ڈال کر یہ حیلہ تراشا ہے سنئے میں تو خود یہ عرض کر چکی ہوں کہ عورت فطرتاً مطیع و فرمانبردار ہوتی ہے اور اس کا اولین فرض ہے کہ وہ بہن بھائی، ماں باپ خسر خوشدامن جیٹھ اور دیور، شوہر اور ان کے علاوہ تمام متعلقین کی دل و جان سے خدمت کرے اور اس کے لئے یہ خدمت طرۂ امتیاز ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کا طبقہ اپنی شریک حیات اور متعلقین کے ساتھ سختی، تشدد، بداخلاقی، بداطواری، طعن و تشنیع جو روجفا سرد مہری ظلم و ستم دیا زیادتی کس دل سے روا رکھتا ہے اگر آپ کو یہ حق حاصل ہے تو پھر شادی اور روا داری کی تعلیم اسلام کو خیرباد کہہ دیجئے۔

ثاقب۔ آپ نے جو کچھ کہا وہ اپنے طبقہ کی صحیح نمایندگی ہے لیکن آپ یہ تو بتلائیے کہ آپ کی طبقہ میرے طبقہ کی فہمائش و ہدایت کے مطابق عمل پیرا نہو تو پھر اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے جس سے وہ مرضی کے مطابق کاربند ہو سکے اور یہ لازمی بات ہے کہ اگر کوئی کام آپ کی طبیعت کے خلاف ہوا تو آپ کو ضرور غصہ آنے لگا اور غصہ میں سختی ہو ہی جاتی ہے۔

ثریا۔ درست ہے فہمائش و ہدایت اور عام اصول کار کے خلاف جب کوئی بات ظہور میں آئے تو وہ یقیناً ناگوار ہوگی لیکن تعلیم اخلاق کو آپ اس موقع پر کیوں نہیں اپنی ہی موضوعہ پر خوش اخلاقی، ملائمت، نرمی اور علم و تدبر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے کیا آپ کے طبقہ نے اخلاق کا مطلب یہ سمجھ رکھا ہے کہ جہاں ضرورت نہو برتا جائے یا جہاں دباؤ ہو وہاں ... جھک کر ملنا ہے یا جو برابر کے ہوں ان سے نرمی اور ملائمت

برتنی چاہیئے سیر سے سر کے تاج یہ اخلاق نہیں بلکہ خوشامد ہے اخلاق تو دراصل اس کا نام ہے جو اپنے کم درجہ کمزور دباؤ سہنے والے دبنے والے اور جو آپکے رحم و کرم کا امیدوار ہو اس پر ملاطفت و مہربانی و نوازش ہو اس کی دلجوئی و دلداری کی جائے اس کو خوش اسلوب اور احسن طریقہ سے اس طرح سمجھایا جائے جس سے اس کے دل پر بڑا اثر نہ پڑے اس کو اس طرح کہا جائے کہ اس کی خوبی جو آپ کی نرمی اور ملائمت کی وجہ سے پیدا ہو اس کے دل سے نہ بھولے اور وہ آپ کا گرویدہ اور جاں نثار ہو جائے اور بمصداق مرزندہ خوش دل کند کار بیشما ہر کام آسان ہو جائے

ثاقب۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ جو بات طبیعت کے خلاف سرزد ہو اس پر غصہ آتا ہے اور غصہ میں سختی آہی جاتی ہے اس کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا البتہ نرمی اور ملائمت کا اصول بتلایا لیکن اگر بارہا کی نرمی اور صدہا موقعوں کی ملائمت بھی اثر پذیر نہ ہو تو پھر کیا جائے اور کونسا اسلوب اختیار کرے۔

ثریا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ غصہ کے بجائے ایسا طرز فہمائش اختیار کرنا زیبا ہے جو اخلاق ہو اور خوش اخلاقی کا اثر لازمی اور ضروری ہوتا ہے خدا برتر نے انسان کے دل میں فطری طور پر خوش اخلاقی سے گرویدہ اور مطیع ہونیکی ایسی زبردست قوت رکھی ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا جو خوش اخلاق ہوتے ہیں لوگ ان پر جان تک نچھاور کر دیتے ہیں مال و دولت کا ان پر تصدق کر دینا تو معمولی بات ہے ان کی مثال آپ آنحضور صحابہ کرام اور اولیاء عظام رح کی سوانح حیات سے مطالعہ کیجئے غصہ بہت بری عادت ہے جبلی۔ انسان خواہ کسی مذہب و ملت کا پیرو ہو بلا جھجک برائی کرے گا غصہ جب آتا ہے عقل دب جاتی ہے اور جوں جوں غصہ کی شدت ہوتی ہے عقل کمزور ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ غصہ کی انتہا پر عقل مطلق زائل ہو جاتی ہے ایسی صورت میں جو انسان عقل سے کام لیتا ہے نہ غصہ سے بچتا ہے اور عقل کے ذریعہ سے غصہ پر قابو رکھتا ہے لیکن جن کو عقل پر قابو نہیں اور غصہ سے بے قابو ہو جاتے ہیں وہ نادان ہیں اور نادانی کی مثال ناقابل عمل ہوتی ہے نادان کا کوئی فعل یا قول پذیرا نہیں ہوا کرتا۔

ثاقب۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ خوش اخلاقی کا اثر صرف ہوتا ہے لیکن بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں جن پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور قدرت نے ان کو ایسا دل و دماغ عطا کیا ہے جس میں قطعی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ نرمی اور ملائمت سے راستہ پر آجائیں ان کا سوائے سختی کے کیا علاج ہو سکتا ہے۔ رہا غصہ سو اس میں شک نہیں کہ بہت بری عادت ہے لیکن انسانی خاصہ ہے اور اس سے کوئی بری نہیں ہے خواہ اس کو یہ نادانی کہا جائے یا اس سے بھی زیادہ برا لیکن غصہ ہر انسان میں کم و بیش ہوتا ضرور ہے۔

ثریا۔ جب آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ خدا نے ایک انسان کی خلقت ہی ایسی بنائی ہے کہ اس میں صلاحیت قطعی طور پر نہیں ہے تو پھر آپ کو ہرگز خفا نہ ہونا چاہیئے آپ اس سے غیر موجود چیز کی توقع رکھتے ہیں جس سے وہ قدرتاً عاری ہے خیال تو فرمائیے پھر آپ کی توقع کیونکر پوری ہو سکتی ہے ایسوں کے لئے بجز اس کے اور کوئی قدرتی علاج نہیں ہے کہ ان سے ان کی استعداد اور صلاحیت کے موافق کام لیا جائے جب تک کہ ان میں اہلیت نہ پائی جائے اس کے بے اثر ہونے کی عقل سے امید [illegible] ہے کہ [illegible] اور جب آپ اس پر سختی کریں یا نرمی [illegible] اس سے زیادہ

بچہ نہ کر سکیگا جتنی اس میں اہلیت ہے ایسی حالت میں بھی سختی سختی ہی ہے اور طرہ یہ کہ سختی کرنے والیکی سخت ناسمجھی۔ غصہ بلاشبہ انسانی خاصہ ہے لیکن اس پر قابو رکھنا بھی انسانیت کا خاصہ ہے انسانیت سے کام لیا جائے تو غصہ آتا ہی نہیں اور اگر آیا بھی تو قابو کے تحت میں۔

ثاقب۔ فی الواقعی جب کسی میں اہلیت و استعداد نہ ہو تو وہ اس کام کو کیونکر انجام دے سکتا ہے اور ان پر سختی کرنا حماقت ہے بلکہ سختی تو کسی پر کرنا ہی نہ چاہیئے اب ہی بزرگان دین کی سوانح کا مطالعہ سو وہ روز ازل سے برگزیدہ منتخب ہوئے ہیں اور عام طور پر انسانوں کو یہ عظمت کیسے میسر آسکتی ہے اور اسی وجہ سے ان کی نیک نفسی اور نیک مزاجی خوش اخلاقی اور خوش اطواری کا دوسرا کیا مقابلہ کر سکتا ہے وہ تو ہمنا ال ہیں۔

ثریا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ روز ازل ہی سے برگزیدہ ہیں اور ہم ان کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے لیکن غور کرنے اور خیال میں محفوظ رکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات ہماری اصلاح کیلئے بطور نمونہ تھے ہمارے پیشوا تھے ہمارے رہنما تھے اس لئے ہمارا یہ فرض اور شدید فرض ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے کو ان کا مطیع اور راہرو ثابت کریں ان کے اخلاق و عادات سیکھیں ان کے قول و فعل پر عمل کریں کیونکہ دنیا دار العمل ہے۔ بغیر عمل کے کوئی کام کوئی بات انجام تک نہیں پہنچتی اگر ہم ان کے برابر نہیں ہو سکتے ہیں تو نہوں لیکن ان کے نقش قدم پر تو چل سکتے ہیں کیا عجب ہے کہ ہمارا یہ عزم اور پختہ ارادہ خدا کو پسند آجائے اور ہم کو وہ مرتبہ عطا فرمائے جس کے ہم مستحق نہیں ہیں ہمارے لئے تو یہ فرض ہے کہ اپنے کو انسان بنائے رکھیں اور یہ کام خدائے بزرگ کا ہے کہ وہ اسکو پسند فرمائے ہم کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں ہے کہ اپنی کارگزاری کا کوئی صلہ طلب کر سکیں۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں خواہ وہ اچھا ہے یا برا وہ ہم اپنے ہی لئے کر رہے ہیں اور وہ ہمارے ہی کام آنے والی چیز ہے پھر یہ خیال اچھے کاموں کے لئے کیوں کریں کہ بزرگان دین ازل سے منتخب شدہ ہیں اور ہم نہیں ہیں اگر ہم نے کچھ نہ کیا تو گھٹے میں ہم ضرور رہے یا کوئی اور۔

ثاقب۔ وقت اگرچہ کافی ہو گیا ہے لیکن آپ کی دلچسپ گفتگو نے جو صفحات پر مبنی تھی بڑا محظوظ کیا۔ مہربانی کرکے مساوات کی تفصیل اور اسناد دیجئے۔

ثریا۔ میں خود بھی یہی خیال کر رہی تھی مگر مبحث ہے نہایت ضروری اس لئے اگر آپ سنیں تو جو کچھ میں سمجھے ہوئے ہوں عرض کرتی ہوں اگر غلطی ہو تو آپ اسکی اصلاح کر دیں۔

ثاقب۔ سچ تو یہ ہے کہ جو باتیں آپ نے بیان کیں ان کی طرف کبھی ذہن منتقل ہی نہیں ہوا آپ کی اس تقریر نے میرے بہت سے خیالات و جذبات میں ہیجان پیدا کر دیا میں اس وقت جس روش پر چل رہا تھا وہ بہت کچھ قابل ترمیم نظر آتی ہے اب مجھے لائحہ عمل لازمی طور پر تبدیل کرنا ہے آپ مساوات کے متعلق اپنا نظریہ بیان کیجئے۔

ثریا۔ مساوات اسلام کا اعلیٰ جوہر ہے لیکن مساوات کا عمل وہی قوم کر سکتی جو خدا کو قادر مطلق وحدہٗ لاشریک سمجھے اور ماننے اس عقیدہ کے بعد ہم کو یہ اطمینان کلی ہو جاتا ہے کہ سب کچھ خدا ہی کے قبضہ [illegible] کوئی ہستی ہم کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے [illegible] زندگی [illegible] ہماری۔

تندرستی یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے انسان سب کچھ کرگزرتا ہے لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ خدا کے سوا کوئی ہستی نہ ہم کو نقصان پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے تو لامحالہ ہم تمام باطل اور وہم میں ڈالدینے والی باتوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمارا سر اگر جھکتا ہے تو خدا کے سامنے خوف پڑا ہے تو اس کا حکم نا قابل عمل مانتے ہیں تو خدا کا حاجت روائی کی خواہش گر پریشان کرتی ہے تو اس کی بارگاہ کی طرف رجوع ہوں گے الغرض اسکے بعد ہمارے دل میں خوف و خطر امید و آرزو جس چیز سے وابستہ ہوگی وہ صرف خدائے واحد کا ہوگا جب ہم اس طرف سے مطمئن ہو گئے تو اپنے ہمجنسوں کی داد و دہش قوت و طاقت سے بے نیاز ہو گئے اور جب ہمارے استغنا کا یہ عالم ہو تو ہماری نظر میں بادشاہ اور ادنا درجہ کا مزدور بحیثیت انسان دونوں برابر ہیں اگرچہ باعتبار کار مختلف درجہ ہیں لیکن تاہم بادشاہ سے لیکر مزدور تک کے مجموعہ کا نام دنیا ہے اور سب مل جل کر کام کرنے کا نتیجہ دنیا کی مسرتوں کی تکمیل ہے یا بالفاظ دیگر ایک دوسرے کے مخلص ہمدرد ہیں جو ایک دوسرے کی مدد سے تمام کاروبار کمل کرتے ہیں اسلئے ایک دوسرے کے بلاشبہ مساوی ہیں اسلام اور بانی اسلام حضور صلعم نے اسکی جو تعلیم دی ہے اور جو بات اپنے عمل سے ثابت کی ہے وہ ہمارے لئے مساوات انسانی کی سب سے بہتر اور قوی دلیل ہے حضور آقائے نامدار صلعم کا ارشاد ہے کہ انسان باعتبار انسان مساوی ہیں اور یہ جو کچھ دنیاوی امتیازات ہیں وہ بے بنیاد اور بے کار ہیں البتہ وہ انسان بزرگ ہے جو رضائے خداوندی پر چلکر منزل مقصود پر پہنچ جائے چنانچہ بادی النظر میں سب سے پست درجہ کا انسان غلام کہا جا سکتا ہے اسلئے کہ وہ بندہ کا بندہ ہے لیکن اسلام نے ہم کو فطری تعلیم دی ہے کہ ایک غلام بھی وہی حیثیت رکھتا ہے جو ایک آزاد انسان کو حاصل ہے حضور صلعم اور صحابہ کرام کے صد ہا واقعات ایسے ہیں جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے اور ذرہ برابر شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسلام نے غلاموں کو سرداری عطا کی چنانچہ حضور صلعم نے خود ایک موقعہ پر ایک صحابی کو جو آزاد شدہ غلام تھے اکابرین صحابہ کی سرداری عطا کی۔ ایک صحابی جو حضور کی خدمت مدینہ منورہ میں مدت العمر انجام دیتے رہے حضور کبھی ان پر خفا ہوئے نہ کوئی کام انھیں ایسا بتلایا جو وہ نہ کر سکتے تھے نہ کبھی ان کی کوتاہیوں غلطیوں اور کام کی خرابیوں پر سرزنش کی نہ کبھی سختی اور غصہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ ہمیشہ مساویانہ برتاؤ برتتے ان صحابی کے کام خود حضور نے انجام دئیے غرضیکہ بہت زیادہ ایسی مثالیں ہم کو ملیں گی جن سے مساوات کے عمل کمل طور پر پائے جائینگے حضرت فاروق اعظم کا ایک واقعہ ہے کہ جب آپ جانشین رسول ہوئے اس وقت حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ فوج اسلام کے سپہ سالار تھے۔ حضرت خالد کو حضورؐ نے سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ حضرت خالد اپنے زمانہ کے بہترین جنرل اور ماہر جنگ تھے ان کی شجاعت اور بہادری کا سکہ کفار کے دلوں پر ثبت تھا جس معرکہ میں وہ شریک ہوئے خدا نے ان کو فتح عنایت کی اور کیوں نہ ہوتی حضور صلعم نے سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا تھا اسکی تلوار کب کسی سے مغلوب ہو سکتی ہے حضرت خالد مصروف جنگ میں اور حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ دار الخلافت میں تمام اکابرین کے مشورہ بحث و مباحثہ کے بعد حضرت خالد پر سپہ سالاری سے معزولی کا حکم جاری فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ کو جو حضرت خالد کی فوج میں ماتحتی اسلام پر جان قربان کر رہے تھے سپہ سالار مقرر کیا۔ اور حضرت خالد کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ حضرت ابوعبیدہ کو سپہ سالاری کا عہدہ سپرد کر کے خود ان کی ماتحتی میں کام کرتے رہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق کا حکم پہنچتے ہی حضرت خالد نے بڑی خوشی سے حضرت ابوعبیدہ کو سپہ سالاری کا عہدہ سپرد کر دیا اور ہمیشہ ان کی ماتحتی میں لڑتے رہے۔ درحقیقت یہ عمل درس مساوات تھا اور جو انسان مساوات کا ماننے والا ہو اس کی نگاہ میں یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہو سکتی البتہ بادی النظر میں یہ ایک حیرت انگیز بات ہے گر حقیقت بیں نگاہیں اس کی خوبی کا اعتراف کرتی ہیں حضرت عمرؓ نے ایسا کیوں کیا سب سے زبردست یہ سوال ہو سکتا ہے حضرت خالد کی معزولی کے دو سبب ہمارے سامنے ہیں پہلا یہ کہ حضرت خالد کی دلیری اور خداداد قوت سے دنیا یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اسلام حضرت خالد کی مردانگی کا رہین منت ہے۔ اسلام کو خدا نے عروج عطا کیا ہے اس لئے ہر مسلمان خالد ہے اسلام کو خالد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خالد کو اسلام کی ضرورت ہے اور خالد کے قلب میں جو چیز کام کر رہی ہے وہ تعلیم اسلام ہے دوم یہ کہ ہر سچا مسلمان جو خدا کی راہ پر جان و مال قربان کرتا چاہتا ہے جس کی گردن خدا کے حکم پر جھکی ہوئی ہے۔ جو رضائے خدا کے لئے اپنا سر سانس لیتا ہو اس کیلئے سپہ سالاری اور ایک ادنی درجہ کا سپاہی ہونا دونوں برابر ہیں یہی وہ راز تھا جو حضرت عمر کے حکم اور حضرت خالد کے عمل سے دنیا کو صداقت اسلام کے باب میں متحیر کئے ہوئے ہے دنیا ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر رہیگی کہ ایک ایسا زبردست بہادر جو مخالفین کو اپنی بے مثل شجاعت سے لرزہ براندام کئے ہوئے ہو اپنے ماتحت کی ماتحتی ہنسی خوشی قبول کرلے گر ایک مسلمان کے لئے یہ کوئی بعید بات نہیں ہے حضرت خالدؓ نے جس وقت فوج کے سرداروں کو جمع کر کے یہ حکم سنایا سب سناٹے میں تھے بعض کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ اب حضرت خالد یا تو اس کی تعمیل نہیں کرینگے یا تعمیل کے بعد مدینہ منورہ چلے جائینگے اس وقت حضرت خالد نے جب چاروں طرف خاموشی پائی فرمایا کہ میں خدا برتر اور خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے کمزور کاندھوں سے وہ بوجھ ہٹا دیا جس کا میں متحمل نہیں تھا اور جس کی وجہ سے بعض اوقات میں اپنی مرضی کے موافق خدمت اسلام انجام دینے سے قاصر رہتا تھا اب میں آزاد اور خوش ہوں کہ اسلام کی ہر خدمت نہایت بے باکی اور دلیری سے کر سکوں گا سب سے اول میں بیعت کرتا ہوں اور تم سب بیعت کرو اور خدا کی راہ میں اسی خوشی و جوش کے ساتھ سرفروش و ثابت قدم رہو جیسا کہ اب تک رہے ہو چنانچہ سب نے بیعت کی اور سب اسی طرح مصروف عمل ہو گئے اور حضرت خالد ایک معمولی سپاہی کی طرح پہلے سے زیادہ جانفروش ثابت ہوئے اسلام نے مساوات کی ایسی زبردست تعلیم دی ہے جو سراسر رحمت الٰہی ہے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سب ایک دسترخوان پر بلا امتیاز کھانا کھا لیتے ہیں اور سب ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک طرز اور انداز سے خدا کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور سجدوں میں گر کر سب اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں غرور و نخوت عاجزی کے بعد کرنا خلاف عقل ہے سب کا ایک حالت میں ہونا مساوات کے لئے روشن دلیل ہے اور جب ہم سب کو مساوی سمجھیں گے تو باہم جو روش بھی اختیار کرینگے وہ اخلاص پر مبنی ہوگی۔ جو ہمدردی ہم کرینگے وہ ہمارا ایثار ہوگا المختصر ہر انسان کو مساوی درجہ کا سمجھکر ہم اس کے ساتھ شادی و خوشی رنج و غم مصیبت و فلاکت میں بے

در لیغ مخلصانہ ہمدردی کر سکتے ہیں اور یہی ہمارے لئے طرۂ دستار عبادات ہے اب رہے وہ مدارج جو کاروبار یا نظام عالم کیلئے ضروری ہیں وہ مانع مساوات نہیں ہیں انسان کو باعتبار حسیات وجذبات علم و عقل، قوت وطاقت برتری یعنی بزرگی ایک دوسرے پر حاصل ہے اور نظام کائنات کی تکمیل کے لئے ان کا ہونا ضروری ہے مگر یہ سب امتیازات ومدارج کاروبار عالم کیلئے جہانتک کاروبار کا تعلق ہوان کی برتری وبزرگی ماننی پڑیگی اور جہاں مذہب کے احکام اخلاق کے برتاؤ کا تعلق ہوگا وہاں سب کا ایک ہی مساوی درجہ ہوگا یہاں بادشاہ، وگدا اعاقل وبیوقوف ذی عزت وذلیل، متمول ومفلس کا ایک ہی راستہ ہے اور ایک منزل ہے جسکو مساوات کہتے ہیں۔

مخلص اور دردمند دل سے نکلے ہوئے الفاظ میں خدا نے عجیب قدرت تاثیر عطا فرمائی ہے تیر کی طرح دل میں پیوست ہو جاتے ہیں برقی قوت سے زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں اور ایک عجیب قسم کا فوری اور دیرپا اثر قائم کر دیتے ہیں ثریا اپنی تقریر ختم کرکے خاموش ہو جاتی ہے اور ثاقب عالم محویت میں گم ہوتا ہے اس خواب میں طالع خفتہ بیدار ہوتا ہے، اور اس کے طرز عمل کا ایک منظر پیش نظر آجاتا ہے جذبات ناسپاس کا خوفناک مرقع سامنے ہوتا ہے نفسانی اغراض کی ڈراؤنی صورت دکھائی دیتی ہے خیالات خودی ایک طرف نمود وانانیت دوسری طرف کج خلقی وبدمزاجی تیسری طرف غرور ونخوت چوتھی طرف نہایت کری اور بدزبانی کے لباس میں گھبرے ہوئے ہیں قلب میں اضطراب واضطرار نے اختلاجی کیفیت پیدا کر دی ہے دماغ پراگندہ ومنتشر ہو رہا ہے۔ بیقراری کا عالم ہے ضمیر نے بڑھکر ناصح مشفق کا کام انجام دینا شروع کیا استقامت وحمایت پر کمربستہ ہوا۔ ان قیامت خیز بلاؤں کے سامنے سینہ سپر کر دیا اور سب کو ملامت کرکے سامنے سے دور کیا۔ دل کو ڈھارس بندھائی۔ دماغ کو مطمئن کیا۔ تقویت پہنچائی اور اپنی نورانی تجلی سے ایک خاص کیف پیدا کر دیا جس سے رقت طاری ہوگئی ثریا نے اس طویل خاموشی کے بعد جو نظر ثاقب پر ڈالی تو اس عالم میں پا یا کہنے لگی۔

ثریا۔ آپ کس خیال میں ہیں آخر یہ کیا حالت ہے۔ اور یہ آنسو کیسے جاری ہیں۔

ثاقب۔ چونکہ کہ افسوس میں نے خدا کے احکام کی نافرمانی کی سیدھے راستہ سے گمراہ ہوگیا۔ خدا کی بے زبان مخلوق پر ظلم وستم کیا۔

اے سیرت ملکہ۔ فراخ دل بیگم اپنی خوش اخلاقی کا صدقہ خدا کے لئے میری زیادتیوں کو معاف کیجئے

ثریا۔ میں ہیں آپ یہ کیا فرماتے ہیں کیوں مجھے ناحق گنہگار کرتے ہیں آپ میرے سرتاج ہیں، خدا مجازی ہیں میں آپ کی ایک معمولی کنیز اپنی خدمت گذار ہوں۔ آپ ہر حالت میں ہر قسم کے برتاؤ کر سکتے ہیں آپ نے اس وقت تک جو برتاؤ میرے ساتھ کیا واللہ اس کا میرے دل پر ذرہ برابر برا اثر نہیں ہے آپ نے مجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا آپ نے جو کچھ کیا میرے مقدر کے نوشتہ پر عمل کیا اس لئے آپ پر اس کا کوئی بار نہیں ہے اور جب میرا یہ خیال اور عقیدہ ہو تو آپ ہی فرمائیے میں ایسے الفاظ اپنے منہ سے کیونکر نکالوں جن کو میں اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھتی۔

ثاقب۔ اے نیک نفس فرشتہ خصلت خاتون۔ میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا ہے میرے خیالات مجھے یقین دلاتے ہوئے ہیں کہ ظلم صریح کیا ہے میں سچے دل سے توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن میری توبہ اس وقت قبول ہو سکتی ہے جب آپ معاف کرکے بارگاہ خداوندی میں میرے لئے سفارش کریں اسلئے جب تک آپ معاف نہ کریں گے میرا قلب مطمئن نہ ہوگا اس لئے آپ مجھے معافی دینے میں تامل نہ کیجئے اور جتنی جلد ممکن ہو میرے دل کو اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دیجئے یہ کہکر ثاقب زار زار رونے لگا، ثریا کے قلب پر بھی اس کا گہرا اثر ہوا اور وہ بھی رونے لگی، کچھ دیر تک دونوں روتے رہے آخرش ثریا نے دل مضبوط کیا اور کہنے لگی۔

ثریا۔ آپ کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی اگرچہ میرے منہ سے یہ الفاظ نہیں نکلتے ہیں لیکن آپ کی خاطر سے کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ کے خیال کے مطابق جو کچھ آپ نے کیا ہے میں اسکو سچے دل سے خدا کو گواہ کرکے کہتی ہوں کہ میں نے معاف کیا آئندہ ہاتھ اٹھائیے اور توبہ قبول کرنے والے رحیم خدا کے سامنے حضور قلب سے میں اور آپ یہ دعا کریں اور اس سے اس بات کی توفیق طلب کریں کہ وہ آیندہ ہم کو اپنے حبیب رسول مقبول صلعم کے طفیل صراط مستقیم عطا فرمائے۔

اے دلوں کی پوشیدہ حال جاننے والے اور اے سب سے زیادہ اور بے حساب رحم وکرم کرنے والے تیرے گنہگار بندے تیرے حضور میں تڑپتے ہوئے دل پر تڑاتے ہوئے لرزتے ہوئے ہیں دست دعا پسارے ہوئے تجھسے بھیک مانگنے آئے ہیں اپنی عزت کا صدقہ اپنے لطف کا واسطہ رحمت دوعالم صلعم کے طفیل اپنے محبوب ومقبول مقربین کے ذریعہ سے ہم کو اسلام اور تعلیم اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرما ہمارا ہر سانس تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے قلب سے حرکت کرے۔ ہمارا ہر لمحہ تیرے خوف سے ڈرتے ہوئے تیرے احکام پر مصروف عمل ہو۔ ہمارا ہر اقدام جو قلب کی حرکت سے ہو۔ آنکھ کی جنبش سے ہاتھ کے ہلنے سے پاؤں کے چلنے سے۔ دماغ کی فکر سے۔ عقل کی دسترس ہو۔ تیری رضاجوئی تیری خوشنودی حاصل کرنے میں عمل پیرا ہو۔ اپنی سچی محبت اپنے حبیب روحی فداہ صلعم کا سچا عشق۔ نوع انسان کی خالصانہ ہمدردی اعلےٰ پیمانہ پر عطا فرما اگرچہ ہم گنہگار اور سیہ کار ہیں لیکن تو ارحم الراحمین ہے۔ آمرزگار ہے۔ تواب الرحیم ہے، رحم کر اپنی شان کا صدقہ اپنی آنکھ کا صدقہ اپنی عظمت کا صدقہ اپنے جلال کا صدقہ اپنے جبروت کا صدقہ۔ اپنے لطف وکرم کا صدقہ رحم کر ٹوٹے ہوئے دلوں کو نواز۔ ٹوٹی ہوئی امیدوں کی ڈھارس بندھا۔ ہاں ہاں تو قاضی الحاجات۔ اور حل مشکلات ہے آمین ثم آمین

ثریا اور ثاقب نے سچے دل۔ درد بھرے لہجہ اور ساتھ انداز سے دعا مانگی کہ دونوں زار وقطار رو رہے تھے جب دعا ختم ہوئی کچھ دیر تک دونوں روتے رہے اور جب آنسو خشک ہو گئے دونوں سچی محبت۔ ایک جان دو قالب ہو کر اٹھے۔

اس کے بعد مدت العمر تک دونوں زندگی کے عجیب وغریب کیف آمیز ایام زندگی بسر کرتے گئے۔ پھر کوئی بات ایسی ظاہر نہ ہو سکی جو توبہ شکن ہو۔ درد رسیدہ دل کی دعا بارگاہ ایزدی میں مقبول ہو گئی۔

اے رب العزت ہم کو بھی ایسی جرسکہ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرما آمین ثم آمین۔

انتقادات

ساقی کا سالنامہ

ساقی کے نام سے ایک علمی و ادبی رسالہ دہلی سے نکلتا ہے جسکے اڈیٹر شاہد احمد صاحب بی اے ہیں آپ مولوی بشیر الدین احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادے اور مولینا نذیر احمد صاحب دہلوی کے پوتے ہیں شمارہ تحریر میں اور ملک کے مشہور انشاپرداز شریک ہیں یہ رسالہ گذشتہ ایک سال سے نکل رہا ہے اس وقت اس رسالہ کا پہلا سالنامہ ہمارے سامنے ہے۔

رسالہ کی ظاہری شکل و صورت اور طباعت و کتابت کے لحاظ سے نہایت پاکیزہ ہے کاغذ بھی عمدہ اور چکنا لگایا گیا ہے متعدد تصویریں دیگئی ہیں اور ضخامت بھی دو سو صفحات کے قریب ہے غرضکہ ظاہری شکل و صورت کا جہانتک تعلق ہے اول سے آخر تک رسالہ شاندار اور دیدہ زیب ہے سرورق بھی شاندار اور خوبصورت ہے۔

معنوی اعتبار سے رسالہ اپنے ظاہری اعتبار سے بہتر ہے ہم نے شروع سے آخر تک اس کے مضامین پر نظر ڈالی اور متعدد مضامین شروع سے آخر تک پڑھے ہیں ہم بلا مبالغہ اور بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ باعتبار مضامین کے ساقی کا سالنامہ بہترین قسم کا ہے مضامین کا معیار بلند ہے اور ہر ایک مضمون اپنے اعتبار پر پورا اترتا ہے اور نظم و نثر دونوں کا معیار بلند ہے اور جس قدر بھی نظم و نثر کے مضامین درج رسالہ کئے گئے ہیں وہ سب اس قابل ہیں کہ غور سے پڑھے جائیں اور کسی ایک مضمون اور ایک نظم کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اعلیٰ ادبی معیار سے پست ہے۔

متعدد مضامین تو ان حضرات کے ہیں جن کے نام ہی نہ صرف ان مضامین کی خوبی بلکہ جس رسالہ میں بھی وہ شایع ہوں اسکی خوبی کے ضامن ہیں مثلاً مصور غم مولانا راشد الخیری صاحب، سید ناصر نذیر فراق صاحب، خان بہادر سید ناصر علی صاحب، سلطان حیدر صاحب جوش، مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب اور شعرا میں جناب جلیل، جناب ریاض خیر آبادی، جناب نوح ناروی، جناب آرزو لکھنوی وغیرہ ان کے علاوہ بھی بہت سے مضامین اور نظمیں خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ اور لائق اعتنا ہیں۔

غرض یہ کہ رسالہ کے مضامین نظم و نثر کی بلند پایگی اور ان کی خوش سلیقہ ترتیب اڈیٹر اور ان کے معاونین کے لطیف و پاکیزہ ذوق کی دلیل ہے ہمیں امید ہے کہ ملک اس رسالہ کی خاطر خواہ قدر افزائی کرے گا ساقی کی عمر ابھی صرف ایک ہی سال کی ہے لیکن یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہی حال رہا تو اس کی نشو و نما کے کفیل ... یہ رسالہ قابل رشک ترقی کرے گا۔ رسالہ کا سالانہ چندہ تین روپے آٹھ آنے ہے اور اس خاص نمبر کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ مہتمم رسالہ ساقی کھاری باؤلی دہلی سے طلب کیجئے۔

نیرنگ دہلی

یہ رسالہ پہلے رامپور سے نکلتا تھا مگر اب سال بھر سے دہلی سے نکلنا شروع ہوا ہے اس رسالہ کے اڈیٹر جناب عشرت رحمانی صاحب رامپوری ہیں اور اس کے نگراں جناب اکبر حیدری صاحب ہیں جو ملک کے مشہور ناظم و ناثر ادیب و شاعر ہیں اور جن کی نظموں سے شاید ہی ملک کا کوئی علمی ادبی رسالہ خالی رہتا ہو نیرنگ کا یہ نمبر خاص ہے اور نوروز کے نمبر کے نام سے موسوم ہے۔

سرورق کے بعد سب سے پہلے ایک تصویر ہے رنگین جو "راگ اور حسن کی آگ" کے عنوان سے ہے تصویر بہت اچھی ہے اسکے بعد نیرنگستان کے زیر عنوان ایک صفحہ میں رسالہ کی تقریب اڈیٹر کے قلم سے ہے۔ پھر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا ایک مضمون ہے جسکا عنوان صدقۃ العلما ہے اس سے پہلے حسین مجاہد کے عنوان سے اکبر حیدری صاحب کی ایک نظم ہے اور اچھی ہے اس کے بعد ماتم عزیز کے عنوان سے جناب عزیز رامپوری جو اس رسالہ کے بانی اولین تھے ان کے انتقال پر تاریخی قطعات درج ہیں۔

اس کے بعد "شام نوروز" اور "نظارہ ماہ" کے عنوان سے ایک اچھی رنگین تصویر دیگئی ہے جو ہر ایک لحاظ سے جاذب نظر ہے۔

اس کے بعد سال نو کے عنوان سے جناب سلطان حیدر صاحب جوش کا ایک پر لطف اور دلکش و دلچسپ مضمون ہے نوروزی کے سلسلہ میں ایک انگریزی افسانہ کا ترجمہ دیا گیا ہے جس کا عنوان نو... ذرہ کا تحفہ ہے پھر اسی سال نو کے سلسلہ میں رفتار زمانہ کے عنوان سے "حاجی بغلول العلے" کے قلم سے ایک ظریفانہ مضمون ہے جو خاصہ دلچسپ ہے۔

"اولین انسان کی پیدائش" اڑی دنار کا مضمون ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے بزم نیرنگ کا زاہد خشک کہا جا سکتا ہے۔ "بیلوں کی جوڑی" دلچسپ مضمون ہے مگر پوربی اصحاب اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں کیونکہ مضمون کے درمیان میں بہت سے فقرے پورب کی دیہاتی زبان میں ہیں۔ وطن کی محبت ایک مختصر افسانہ منشی پریم چند کا ہے منشی صاحب افسانہ نویسی میں جو شہرت رکھتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں افسانہ اچھا ہے مگر خاتمہ کچھ اس طرح ہوا ہے کہ افسانہ تشنہ اور ناتمام معلوم ہوتا ہے۔

ان مضامین کے علاوہ "رشتہ جسم و جان" خان بہادر سید ناصر علی دہلوی، "زبان اردو اور تنقید" ڈاکٹر سید احمد بریلوی ایم ایس اور جہاں حنیف کے مضامین میں بھی دلچسپ و دلکش ہیں اسی طرح نظموں کا حصہ بھی نہایت خوب ہے اور ان کا معیار بھی بلند ہے۔ تصاویر سادہ اور رنگین دونوں ہیں اور اچھی ہیں تصاویر اور مضامین دونوں میں نوروز کا بڑی حد تک لحاظ رکھا گیا ہے کاغذ اچھا ہے گو باعتبار ... ہے اس خاص نمبر کی قیمت ۱۲ آنے ہے اور سالانہ چندہ ... دفتر رسالہ نیرنگ محلہ دالان دہلی سے طلب فرمائیے۔

... کا سالانہ نمبر

ظفر تاباں صاحب کی ادارت میں دہلی سے نکلتا ہے سالانہ ... خاص نمبر کی قیمت ۱۲ آنے ہے اس خاص نمبر کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحات ہے شکل و طباعت و کتابت خاصی اچھی ہے مضامین بھی اچھے ہیں متعدد مشہور ارباب علم انشاپرداز حضرات کے عمدہ مضامین رسالہ میں موجود ہیں مثلاً سید ناصر علی صاحب دہلوی، مولانا نیاز فتحپوری، ملا رموزی نثر کی طرح نظم کا حصہ بھی بہت خوب ہے نظمیں اچھے پایہ کی ہیں آخر میں گلدستہ غزل ہے اس میں بھی اچھی اچھی غزلیں ہیں غرضکہ نمبر ہر ایک لحاظ سے کوثر ہے جناب اڈیٹر صاحب کے قلم کے شذرات جس کو ایک ہی شذرہ کہنا چاہیے خوب ہے اور آپ کی اردو فارسی نظم و غزل

تماشائے اہل کرم دیکھئے

ایک ایسا انسان جو نہ لکھنا جانتا ہو نہ پڑھنا بھی کوئی ادارت کا سلیقہ ہو نہ نظامت کا ایسے ہیچ کارہ شخص کی ٹوٹی ہوئی محنت گر ایسی ثمر آور ہو کہ بصفت وصوف ہستیاں انگشت حیرت در دہاں بن جائیں، تب اس شخص کے دل کی شادگی کا کیا عالم ہوگا، اور رب الارباب کی ستائش وحمد کیونکر بجالائے گا، ذالک بفضل اللہ یوتیہ من یشاء، مولا یہ تیری باتیں تجھے ہی سزاوار ہیں، کس کو یقین آسکتا ہے کہ تیرا کرم ایک ذلیل ہستی کو ایسا نواز رہا ہے کہ اس کی ہر صدا اثر کے موتی رول رہی ہے، آقا یہ تیرا ہی فضل ہے کہ تو نے مولوی کو ایسے معاونین بخشے جو تیری رضا کے لیے اس کو اپنا پرچہ تصور کرتے ہیں اور ایسی ایسی جگہ اس کی اشاعت کرتے ہیں جہاں میرا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا الٰہی تیرے نزدیک اگر یہ مقبول خدمت ہے تو پرورد گا، اپنے رضا کے طالبوں کو اس سے بھی زیادہ پرجوش بنادے، اور مجھ حقیر و پرمعصیت انسان کو اپنے نعائم واکرام کا اہل کردے

صفحہ کا اضافہ

بظاہر ناظرین کے لیے کچھ زیادہ اہم نہ ہوں لیکن یہاں اب ۱۲ ایک سو بیس روپے ماہوار کا اضافہ ہو گیا، گویا پندرہ سو روپے سال علاوہ اس نقصان کے جو برابر ہو رہا تھا اور بڑھ گئے ہیں، خدا ہی اس بڑھے ہوئے خرچ کو پورا کرتا ہے، لیکن میری کیفیت یہ ہے کہ جس دن بھی جدید خریداروں کی آمد میں کمی ہوئی یا کتابوں کی فروخت میں فرق آیا بس میرا دم سو کھ گیا، کیونکہ تین سو روپے ماہوار کا نقصان محض کتابوں اور قرآن شریف کے ہدیہ سے پورا ہوتا ہے،

جہاں تک میری محنت اور خرچ کی کفایت کا تعلق ہے وہاں تک یقین سے کہونگا کہ مولوی کا انتظام اپنی آپ مثال ہے، رمضان شریف کے زمانہ میں جہاں قوی سے قوی روزہ دار بھی گھنٹہ کام کرنے کو بہت اہم تصور کرتا تھا میں نے روزانہ سحری سے لے کر افطاری تک بلا ناغہ مسلسل کام کیا ہے، میرے پاس روپیہ نہیں ہے خدا کے دیئے ہوئے ہاتھ پاؤں ہیں، ان سے جس قدر چاہے محنت لے لیجئے لیکن روپے کے انکار سے بے نیاز کر دیجئے دہی قلبی درخواست ہے کہ خریدار بڑھائیے، اور کتابیں صرف حمیدیہ پریس ہی سے منگائیے

چند اہم مضامین

مولوی میں کتاب الاسلام، معارف القرآن، اور بخاری یہ تین مضامین تو عرصہ سے مسلسل ہیں، اب دو مضامین اور مسلسل شائع ہو رہے ہیں، ایک تاریخ اسلام دوسرا مقالات غوث الاعظم، تاریخ اسلام ان شاء اللہ ایسی دلچسپ مستند اور مکمل ہوگی کہ غالباً اردو زبان میں اس سے بہتر تاریخ شائع نہیں ہوئی ہوگی، مقالات غوث الاعظم سبحان اللہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں ان کا ترجمہ بہت ہی مستند ہے اور ایک صاحب حال کی کوشش کا ثمرہ ہے

پانچ پیسے ماہوار

کے پرچہ میں اگر صرف یہی پانچ مضامین ہوتے تب بھی بہت کافی تھے نہ کہ ۲۷ صفحات پھر بھی اگر آپ حضرات میں سے وہ بھائی جنہوں نے ابتک اشاعت میں حصہ نہ لیا ہو خاموش بیٹھے رہیں، تو سوائے میری بدنصیبی کے اور کیا چیز ہو سکتی ہے خدا کرے ہو جائے، میرا ایک سرسری اندازہ ہے کہ بیس ہزار خریداروں کی فراہمی پر پرچہ کا نقصان ختم ہو جائے گا، ہندوستان میں الحمدللہ اب تو تقریباً ۹ کروڑ مسلمان ہیں، اگر ان میں صرف ۲ کروڑ بھی اردو پڑھے ہوئے مسلمان ہوں تو ۲۰ ہزار کی اشاعت میں ایک ہزار آدمیوں میں صرف ایک پرچہ پہنچتا ہے، یقین ہے کہ سال کے ختم تک آپ ۲۰ ہزار پورے خریدار بنالیں گے، بشرطیکہ تھوڑی سی محنت کریں

قرآن شریف

بھی ابھی بہت سے بچے ہوئے ہیں، اور ادائیگی کا وعدہ سر پر آگیا بہت فکر ہے، رقم جب ہی اکٹھی ہو سکتی ہے، کہ آپ خود خریدیں مکاتب و مساجد میں خرید وانے کی کوشش کریں، اور احباب کو متوجہ کریں، میں تاکیا نہ کرتا ہدیہ میں اور کمی کر دی ہے، تاکہ کسی نہ کسی طرح روپیہ جمع ہو کر دینے کے عذاب سے نجات ملے

عجیب شان کا قرآن

اسمیں ذرا بھی گنجائش نہیں ہے، اشتہار کا خرچ ہی نہیں نکلتا سوا دو روپے میں مجلد مترجم قرآن شریف ہے آتنی مزید رعایت ہے کہ ایک قرآن معہ محصولڈاک تے میں پہنچتا ہے لیکن چار قرآن شریف دس روپے میں معہ محصولڈاک اب پیش کرونگا،

خوشنما مصری ۱۶ مہری

مجلد چرمی عہ کی بجائے ۸ میں مجلد پارچہ عہ کی بجائے ایک روپے میں، ۵ جلد چرمی مہ کی بجائے پونے سات روپے میں ۵ جلد پارچہ پانچ روپے کی بجائے للعہ میں علاوہ محصولڈاک دیدونگا، میرا خیال ہے کہ اب اسمیں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ خرچہ اشتہار نکالنے کے بعد ایک پیسہ بھی بچ جائے۔

۲۴ خوبیوں والی حمائل

ترجمہ وتفسیرہ مولوی عاشق الٰہی مصدقہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قبلہ مرحوم، اس کے روپے کی ادائیگی بالکل سر پر آگئی ہے اور روپیہ بھی زیادہ ہے یہ مجلد چرمی بجائے للعہ کے ڈھائی روپے میں دیدونگا، ۲ سو جلدیں ہیں یہ سب جلدی سے خرید لیجئے اسمیں بہت نقصان ہو رہا ہے لیکن نفع و نقصان ساتھ ہی رہتا ہے، فکر صرف یہ ہے کہ نفع و نقصان میری ذات کا نہیں بلکہ آپ کے مولوی کا ہے یہ روپیہ ادا کرنا بہت اہم ہے، اور روپیہ کی بروقت ادائیگی سے ہی آپ کے پرچہ کی ساکھ بندھی ہوئی ہے، ان سب قرآنوں کے مفصل اشتہارات اسی پرچہ میں درج ہیں،

اپنی داستان سنانے میں اتنا وقت لے لیا، اور معاونین کے نام نامی ملاحظہ کرانے کے لیے جگہ اور کم رہ گئی ان شاء اللہ تمام بھائیوں کے نام ذی قعدہ کے پرچہ میں آئیں گے اب سلسلہ وار جس قدر اس صفحہ میں آسکتے ہیں لکھے دیتا ہوں، اللہم حصل مرادہم بالخیر

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب مقصود حسین صاحب پوسٹ آفس اناؤ	۱	جناب محمد صالح صاحب مدورا	۱
" عباس علی خاں صاحب اندور	۱	" محمد محبوب خاں صاحب محبوب آباد	۱
" غلام محمود قمرالدین صاحب	۲	" عبدالستار صاحب کولتی	۱
" اللہ بخش صاحب کجنیر، سطفرگڑھ	۱	" مبارک علی صاحب بیڑی مرچنٹ	۱
" مولوی عبدالرحیم صاحب وزیگاپٹم	۳	سید عبدالمجید صاحب بیانہ	۱
" عبدالکریم صاحب سنبٹر گیا	۱	" اللہ بچو صاحب ہارمیو	۱
" محمد حسین صاحب ناسیٹر	۶	" رضا صاحب خریدار نمبر ۸۴۹۵	۱
" حسن الدین صاحب نجیر کھوٹہ	۱	محمد یعقوب صاحب صدیقی مجھوڑہ	۲
" احمد خاں صاحب پیکر اجین	۱	قاضی کبیرالدین صاحب انصاری ڈونگر	۶
" قاری اسماعیل صاحب رنگون	۱	" محمد اسماعیل صاحب بمبئی نمبر ۴	۱
" عبدالغفور احمد صاحب جہلم	۱	" عبدالمنان صاحب مختار کبالوہ	۱
" حافظ فضل الرحمن صاحب مال	۲	" مولوی فتح محمد صاحب برچیکے	۱
" خواجہ عزیز جو صاحب ذیلدار کرناہ	۵	" محمد شہاب الدین صاحب پیرادن	۱
" تجمل حسین صاحب کرنیل گنج	۴	" بابو انتظام علی صاحب کھیری	۱۰
" مولوی محمد رفیق صاحب پتڑکی	۱	" محمد اکبر صاحب ڈرافٹمین سلماکی	۱
" عبدالرشید صاحب کھیری	۲	" یٰسین بیگ صاحب راجکمار ملز	۵
" عبدالوحید صاحب وانمباڑی	۲	صرف ۱۳۱ سے ۲۳ تک کے نام آئے ہیں	

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟ اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اس لیے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے، اس لیے کہ آپکو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اکثر بے اثر ہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجیے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگنے پھر دیکھیے، کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے، اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائیں گے اور آپکی ہر پریشانی رفع ہو جائے گی، غرضکہ آپکے ہر مراد کی کنجی مرتب **قرآنی دعائیں** ہیں جنیں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے دیے ہیں، ہمارا دعوےٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے، تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت صرف ۸ ر ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں، رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یونہی جو خدا سے مانگے گا وہ قبول کرتا ہے، لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل حصے ہیں

صلوٰۃ الرسول اللہ کے قریب پہنچانے والی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب کا ہے

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے بہت ہی موثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہو جاتا ہے

ہفت احزاب انکو خود فرمودہ سے مولوی فارسی میں ہیں اور مولانا روم کی تصنیف ہے سات دن کی دعائیں ہیں

تتمہ دعائے مقبول از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اسمیں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کے لیے دعا نہ ہو، اور مولانا نے اس کے مانگنے کا صحیح طریقہ نہ بتلا دیا ہو منظر حصہ ہے

حزب البحر کی دعا مترجم معہ اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب کامل مجلد ضخامت تقریباً ۰۰۰ صفحات قیمت صرف ۱۲ ر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پر اثر وظائف لکھے ہیں، جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک ہوا نہ ہوگا، آپنے وہ دعائیں ہیں جنکو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں، اور وہ ہی دعائیں ہیں جو علمائے امت نے اپنی مریدوں کو تلقین کیں، خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پڑھتے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر قبولیت نہ رکھیں ان کا اثر تو یقینی ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے، فضیلت دعا آداب دعا، حضور کی دعائیں، عائشہ صدیقہ، فاطمۃ الزہرا، ابوبکر صدیق، بریدہ سلمہ قبیصہ، ابو دردا، ابراہیم خلیل اللہ، عیسیٰ خضر، معروف کرخی، عتبہ آدم، علی وغیرہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں، مقابل میں ترجمہ ہے، یہ بہت ہی مقبول و پر اثر کتاب ہے، ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت صرف ۸ ر مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو، مرد کا ہو عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، محکوم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے، اگر آپ ہم سے کتاب **تسخیر القلوب** منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں، احباب کو مسخر کرنا، زن و مرد کو مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لیے معمولی بات ہے، یہ ایک نہایت دلچسپ و عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے، یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لیے ناکامی کا امکان ہی نہیں، دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اسمیں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام رہا ہو، قیمت ۰۰۰

ملنے کا پتہ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

دنیا تمہاری مٹھی میں آجائے گی، اگر تم مصیبت اور پریشانی کے وقت استقلال کا ہاتھ سے نہ جانے دو، اگر تم اس چارہ ساز کی غیبی قوتوں سے ناامید نہیں ہوئے ہو تو ہمت نہ ہارو میدان عمل میں آگے بڑھو کامیابی تمہارے قدم چومے گی پریشانی راحت سے بدل جائیگی بے اطمینانی کو سکون ہو جائیگا بشرطیکہ **آیۃ الکرسی** کا عمل سیکھ جانتے ہو، آیت الکرسی میں اسم اعظم ہے اس کا عامل آسمانی قوتوں کو تسخیر کر سکتا ہے آیۃ الکرسی کے عمل کی بدولت ہزاروں بیمار تندرست ہو گئے غریب امیر ہو گئے، آیۃ الکرسی کے عامل کی کوئی مصیبت اٹکی نہیں رہتی غرضکہ آیۃ الکرسی کا عامل جو چاہیگا وہ ہوگا اگر آپ اس کے عامل ہونا چاہتے ہیں تو پہلے اسم اعظم کے خواص سے بہرہ ور ہوں، اس کے بعد آیۃ الکرسی کی تفسیر پڑھئے جو صحیح حدیثوں سے نہایت تحقیق سے لکھی گئی ہیں اس کے بعد آیۃ الکرسی کے اوراد و وظائف سے ضرورتیں پوری کیجیے **صحیفہ قدسی** اس سلسلہ کی سب سے بہتر سے مستند کتاب ہے جسمیں ایک نادر کامل بیان ہے سینہ بسینہ معارف و اوراد لیے گئے ہیں قیمت ۸ ر مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

آقائے مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدائی نہ ہوگا، پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہونگے جو سعادت زیارت حبیب کریم سے بہرہ ور ہو چکے ہونگے خوش نصیب و زہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا، اور درود شریف کے وہ فضائل و اعمال بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے، چنانچہ ابھی حال میں حضرت ممدوح کی ایک کتاب شایع ہوئی ہے جسمیں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں، جنہوں نے حضور صلعم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی، حضرت ممدوح کا بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بیبہا عام ہو گئی ہے اب ہی کوئی ایسا بدقسمت جو زیارت رسول سے بہرہ ور ہونے کی سعی نہ کرے گا، بہت ہی مفید و دلچسپ و موثر کتاب ہے، قیمت ۸ ر مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت

[illegible] ہے حضرت کے مایوسی ہو جاتی ہے اور دنیا کے ارباب حکومت [illegible]
[illegible] و مجبور ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اطمینان کی گھڑیاں
مفقود ہو جاتی ہیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری حرکت کی جستجو کرتی
ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے جو دنیاوی تکان کا آخری ذریعہ ہے
[illegible] سہارا ملتا ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان
[illegible] ہوتے ہیں فقرائے کرام انہی اوراد میں مصروف رہے
ان میں بہت خصوصیت حضرت جہانیاں جہاں گشت کے خاندان
اوراد کو ہے کیونکہ آپنے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ دیا گیا یہ خزانہ
[illegible] سلسلہ ہے جس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک
[illegible] لیا گیا ہے جو صد [illegible] آزمودہ اور مجرب ہے
[illegible] کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک
سال میں دو دو اڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ
اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا [illegible]
[illegible] ایک [illegible] نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے تیر بہدف [illegible]
[illegible] دور حاضرہ میں اس سے مستند مجرب [illegible]
ایک کتاب بھی نہیں ہے قیمت ۱۰ ؍ حمیدیہ پریس دہلی

حیات بعد الموت

[illegible] ایسا سوال ہے جس کا حل [illegible]
[illegible] اس سلسلہ میں سب سے زیادہ
[illegible] فہرست مضامین یہ ہے
فلسفہ روح انسانی، دین دنیا، جسم و روح، حقیقت روح انسانی
روح انسانی کا نزول، عہد میثاق، روح حیوانی اور روح انسانی
تناسخ و آواگون، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت
تلقین، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات اور دیگر
رسولوں کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں، علیین، ابرار و [illegible]
[illegible]، بری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب
منکر نکیر، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز
و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقہ اور
مسائل، فاتحہ و درود، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت
قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اخروی، مردوں کو
[illegible] کیا چیز پہنچتی ہے، دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیائے
[illegible] کے سچے واقعہ کے حوالے ہیں جنہوں نے حسب وعدہ
[illegible] کے بعد اپنے احباب کو بتلائے قیمت ۱۲ ؍ حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

[illegible] کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے
اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے، اسی کا نام
توبہ ہے، توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے
متعلق اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی، حمیدیہ پریس
نے حال ہی میں ایک کتاب "توبہ" کے ہی نام سے شائع کی ہے
جس کے چند مضامین یہ ہیں، توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات
توبہ، توبہ کی حقیقت، فضیلت، ثواب، سرور عالم کے ارشادات
ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے
تائب اور صابر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت
گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہ کی لذت، گناہ کا
خیال، معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ ہی کبیرہ بن جاتے ہیں، گناہوں
سے بچنے کا موثر علاج، گناہ سے بچنے کی ہدایتیں، اور حکایتیں
مولا کی بندہ نوازی، پڑھو استغفار، عبادت دلی، امید و بیم
عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی،
فوری مواخذہ سے بے فکری، گناہ کے نقصانات، نسخہ دافع مرض
گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں، قیمت ۱۰ ؍ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورۂ فاتحہ

[illegible] سورۂ فاتحہ کی تفسیر [illegible] فی الحقیقت مذہب اسلام
کے متعلق [illegible] مضامین ہیں
[illegible] قرآن کی تعلیم نیچر اور سائنس، خدا کی ہستی کے
نقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، [illegible] اور جنات، انسان [illegible]
[illegible] انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عقل [illegible]
[illegible]
[illegible] صداقت رسول [illegible]
[illegible] تفسیر [illegible]
[illegible] اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت،
[illegible] تفسیر سورۂ فاتحہ [illegible] سورۂ
فاتحہ قرآن [illegible] اسرار و معارف، وحدت [illegible]
[illegible]
[illegible] روح کی لطافت اور
[illegible] خدا [illegible] عبادت کے معنی
[illegible]
[illegible] قیمت ۱۰ ؍ حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورۂ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے
اور مذہب [illegible] کے لیے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں تفسیر
اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر بیان کیا
یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے
اور ایک [illegible] پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن
[illegible] بالآخر [illegible] بیان سے آتا ہے
[illegible] تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے
ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا
[illegible]
اس کے [illegible] اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت
[illegible] دلچسپ بحث ہے
غرضیکہ یہ کتاب اپنی حیثیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر
ہے ایسی لاجواب تفسیر آپکی نظر سے ابتک نہ گزری ہوگی
چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے
اور قیمت صرف ۸ روپیہ ہے
ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا رضی اللہ عنہ

رسول پاک کی روح مقدسہ کا کیا حال ہوگا جب خاندان
نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر دیا پر تپتہ بے یار و
مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے، اگر ان حالات
المناک کو صحیح الفاظ میں اور ان دردناک مناظر کو ویسے
ہی الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب شہید کربلا
منگائیے، اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق
و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں، اور ابتدا سے کر انتہا
تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا
گیا ہے، یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا،
ترک وطن، امام مظلوم کی مکہ کو روانگی، کوفیوں کی شرارت،
غافلوں کا [illegible] کوچین پہنچ کر جام شہادت پایا تا
طبیعت پر بغالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے
جا بجا میر انیس کے مرثیے بھی لئے گئے ہیں، اور آخر میں تو حضرت
خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی
بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر کتاب ہے قیمت ۸
ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

آل عمران

الجزء الرابع

لن تنالوا البر

سورۃ ... ہجرت

شانِ نزول ف۱

زکوٰۃ مفروضہ کے علاوہ نفلی صدقہ کی رغبت دلانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو صحابۂ کرام کو نفلی صدقہ کی رغبت بہت پیدا ہوئی چنانچہ حضرت طلحہؓ کا ایک باغ جو کہ مسجد نبویؐ کے قریب تھا اور اس میں ایک کنواں نہایت ہی شیریں اور خوشگوار تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں جاکر لینا کرتے تھے انہوں نے وہ باغ اپنے سب مال سے عمدہ و نفیس جانا اس وجہ سے اس مبارک آیت کو سنکر اپنا وہ باغ اور سب سامان

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ

ف ہرگز نہ پہنچو گے تم بھلائی کو

تم خیر کامل کو ہرگز نہ حاصل کرسکو گے

حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۥ وَمَا

یہانتک کہ خرچ کرو تم اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو اور جو کچھ

یہانتک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے اور جو کچھ بھی

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید مترجم بہ دو ترجمہ مصدقہ مفسر حضرت مولینا اشرف علی مدظلہ

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچاس سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا تو یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد بہ بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائینگے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قسم اور تقطیع کے ترجموں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نگاہ سے نہیں گذرا اگر آپ نے اس کو نہیں دیکھا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا انہیں سب قابل دید خوبیاں ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور یہ ایسا ترجمہ ہے جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن جو ایک حد تک مکمل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۵) ترجمہ منشی ریاض الدین شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۶) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے ہیں (۷) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۸) اس کے علاوہ سات حفاظ نے اس کی مزید صحت کی ہے (۹) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہوسکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۰) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۱) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۳) ہر سورۃ کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں۔ (۱۴) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۵) فضائل القرآن (۱۶) سورتوں کے خواص اور ان کو پڑھنے کے طریقے (۱۷) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۱۸) الزامات کی تردید (۱۹) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ کلام الٰہی اور منزل من اللہ ہے (۲۰) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآنی آیتوں سے اقتباس (۲۱) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۲) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے کیونکر ان کی کایا پلٹی (۲۳) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۴) با معنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۲۶) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۲۷) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا ذکر سورہ انفال اور سورہ توبہ میں ہے (۲۸) حالات وفات سرور کائنات (۲۹) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی (۳۰) قرآن شریف کی پیشگوئیاں (۳۱) فضائل بسم اللہ و اعوذ (۳۲) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۳) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھنے والے کے فضائل (۳۴) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۵) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۶) خواص القرآن (۳۷) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہیئے (۳۸) وہ آیتیں اور الفاظ جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۳۹) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۰) تقطیع متوسط ۲۹×۲۲ کاغذ ۲۲ پونڈ نالہ (۴۱) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۲) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ سب قرآنوں سے بہتر (۴۳) صحت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی نہیں نکلی (۴۴) جلد نفرئی کا رچسبری (۴۵) حنا ارغوانی جوڑ ملایوں [illegible] (۵۱) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور تفسیر کے اور بسیط مقدمہ اور بہترین چھپائی کے ہدیہ مجلد چرمی کامل صرف چار روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل پانچ روپے

غور فرمائیے کہ اتنے اضافہ کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے کہ قرآن ضرور منگانا چاہیئے کیونکہ یہ اڈیشن بھی ختم ہو رہا ہے اور غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ برس میں اگر چوتھائی اڈیشن تیار ہوگیا تب تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا اپنے احباب سے بہت تاکید کر دیجئے خود علیحدہ نہیں ہے کتابت و تفسیر کا اندازہ اوپر کے نمونہ سے کر لیجئے کاغذ چکنا ولایتی گلیز دار دبیز ہے اور قرآن شریف کی چھپائی کو تو اس اشتہار کی چھپائی سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے بہت کافی روشن اور درخشاں چھپائی ہے کسی کو اللہ واسطے دیں تو یہ قرآن سب سے عمدہ تحفہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اتنا سستا ایسا اچھا مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا قرآن شریف آپ نے دیکھا ہے

عجیب شان کا قرآن

کتابت بلحاظ خوشنویسی ہندوستان ہی نہیں ایران و مصر میں بھی یگانہ ہے بلحاظ چھپائی ہندوستان کے ہر چھاپہ خانہ سے اعلیٰ ہے کاغذ معمولی ہے اس قرآن شریف میں یہ خصوصیت ہے کہ ترجمہ کی سطر متن سے جڑی ہے تاکہ ترجمہ کشادگی کے ساتھ پڑھنے میں آجائے مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ چونکہ تمام ترجموں میں زیادہ مفصل ہے اسلئے اس اہتمام کے بغیر قرآن شریف میں بہت گنجان ہوتا ہے اور اگر چھپائی ذرا بھی خراب ہو تو پھر پڑھا نہیں جاتا اس قرآن شریف کے ترجمہ کا ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے، ترجمہ میں یہ بھی اہتمام ہے کہ کسی لفظ کا بھی ترجمہ دوسری سطر میں نہیں گیا ہے حاشیہ پر بیان القرآن تفسیر حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے فوائد اور شان نزول اور توضیحات ہیں ابتدا میں ایک مختصر مقدمہ بھی ہے جو قرآن شریف کے متعلق ضروریات پر حاوی ہے کتابت میں سب سے بڑا اہتمام یہ ہے کہ حروف علیحدہ اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں ذرا بھی ہٹے ہوئے نہیں ہیں اور کتابت کی یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ ایک اردو پڑھا ہوا آدمی جس نے قرآن شریف پہلے نہ پڑھا ہو صحیح پڑھ لے یہ اسی وقت ممکن ہے جب حروف علیحدہ علیحدہ اور اعراب بالکل برجا ہوں نمونہ کی جو سطریں نیچے ہیں یہ اصل قرآن کا جربہ ہے پورے قرآن شریف کی تحریر ایسی ہی علیحدہ علیحدہ اور اسی طرح صحیح اعراب ہیں رضاکر کے یہ نمونہ ٹھیک چھپ جائے اصل قرآن شریف کی چھپائی کا اندازہ اس اشتہار سے نہ کیجئے گا قرآن شریف کی طباعت بہت ہی صاف اور دلکش ہے اگر آپ کے پاس اس قسم کے قرآن شریف ہوں تو یہ قرآن شریف انشاءاللہ سب سے ممیز ہوگا۔

صحت کا اہتمام جیسا ہوا ہوگا وہ تو اس کی چھپائی سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن ایک آسان نظریہ یہ ہے کہ اگر کتابت کشادہ ہو تو غلطی کا امکان بہت کم رہتا ہے غلطی عام طور پر اعراب کی ہوتی ہے لیکن چونکہ اعراب ٹھیک حرف پر لگے ہوئے ہیں اسلئے اب بھی نہیں سکتی اور الحمدللہ اس میں ایک غلطی نہیں ہے۔

اب یہ سنئے آپ تعجب ہو جائینگے کہ حمیدیہ پریس میں اتنے سستے قرآن شریف کیونکر بکتے ہیں ایک جلد مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے ۲/۴ علاوہ محصول ۱۳؍ اور ۴ جلد مجلد چرمی پشتہ نقرئی دس روپیے معہ محصول چار کے منگانے میں محصول کا فائدہ ہے۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

عالم بھے بکرب

مَنزل ۱

۱ قدسی تسلی کو کہا کہ اے محمد تم خوف مت کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد جب آنحضرت صلعم صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور جب دستور محمد کی آواز کان میں آئی تو آنحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبرائیل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ع اب پڑھو الحمد للہ رب العالمین

الجزء ١٥

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ آيَةً وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ؕ ذُرِّيَّةَ مَنْ

خوشنما سولہ ١٦ سطری معرّیٰ قرآن مجید جو ابھی چھپکر طیار ہوا ہے ہر بچہ کو پسند ہے اسلئے کہ اس سے پہلے ایسا اچھا قرآن شریف چھپا ہی نہیں

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپنے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی عبدالعلی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر کی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بلا تصنع بچہ غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کیلئے ذرا بھی توقف کرنا نہیں پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ی، ت، ن وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی درگوردگی کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہوجاتا ہے اسلئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہوجاتا ہے قابل خطاط نے یہ دشواری ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے۔ تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرلیگا اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ استاد کا اس قرآن شریف کا ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشیں کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو باسانی پڑھ لیں گے ہر صفحہ گرداگرد نقش ونگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر اور ہر کے نقوش سے آراستہ ہر پارہ علیحدہ ہوسکتا ہے۔ اصل قرآن شریف اس نمونہ سے ہر جہا بہتر ہے بس یہ سمجھ لیجئے کہ یہ نقل ہے اور وہ اصل قاریوں کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلادی ہے ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ صحیح اور قرآن کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں۔

چھپائی دعوے ہے اور شدید دعوے کہ معرّی قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر بھی کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد پھر ہی نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا اور یہی تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اسمیں خوبیاں پائیں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہوجاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے **ایک** جلد مجلد جزوی ڈیڑھ روپیہ ۱۸/ مجلد پارچہ ایک روپیہ **پانچ** جلد مجلد پارچہ ۱۲/للعہ مجلد جزوی صرف سات روپیہ **دس جلد** مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپیہ جزوی ساڑھے تیرہ روپیہ **محصول** ایک جلد پر ۱۰/ اور پانچ جلد پر ۱/ اور دس جلد پر ہے دس جلد کے مقررہ ہدیہ پر نفع مفقود ہوجاتا ہے لیکن چونکہ ان تمام قرآنوں کی رستم شی(?) مقصود ہے اس لئے زیادہ تعداد کی خریداری پر نفع نہیں لیا گیا ہر پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲/ یہاں خرچ ہوتے ہیں اس کو ملحوظ رکھکر ریل کے ذریعہ منگائیں ریل کے ذریعہ منگانے والے بیعت(?) پیشگی ارسال کریں۔ ملنے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔**

نادر و نایاب کتابیں

فارسی بول چال جس کی مدد سے آپ چند ہی دن میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کر سکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے بتلائے اور وہ لکھیں ایسے الفاظ جو ایرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہو گئے ہیں ان کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضکہ فارسی خواں طلبا کے لئے بہترین عمدہ کتاب ہے۔ **قیمت ایک روپیہ**

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری سے جلتی بھولی عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیا میٹ کر دینے کے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا وہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین اسلام آخر حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا ترکوں کا وہ عروج ہوا کہ بڑی بڑی سلطنتوں کے تاجدار ترکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کو اپنا فخر سمجھنے لگے۔ آپ کو محظوظ کیا غرضیکہ اس کتاب میں ترکوں کے ۳۷ بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کرکے آخر میں ترکان احرار غازی انور پاشا و مصطفیٰ کمال پاشا کے حالات اور خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے حالات بھی درج ہیں کتاب میں بہت سے قریب تصاویر ہیں کتاب کا نام سلاطین آل عثمان ہے قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

تاریخ مکہ معظمہ و تاریخ مدینہ منورہ کو منگا کر مطالعہ کیجئے جس میں مکہ معظمہ و مدینہ شریف کے فوٹو مسجد نبوی کا نقشہ طائف روضہ مقدس کا نقشہ اور دیگر کئی نقشے درج ہیں ان کتابوں میں ہر دو مقدس شہروں کی مفصل تاریخ بیان کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر آجتک جو جو خاص خاص واقعات ہوئے ہیں سب کا ذکر کے تمام قابل زیارت مقامات کی تفصیل اور انکی تاریخ درج ہے غرضیکہ ان کتابوں کے مطالعہ سے حرمین الشریفین کی زیارت گھر بیٹھے ہو جاتی ہے اور آپکو یہ معلوم ہو گا کہ آپ خود جاکر دیکھ آئے ہیں حج کو جانے والے حضرات اگر یہ کتاب ساتھ لیتے جائیں تو ان کو وہاں رہبر کی کم ضرورت ہوگی۔
قیمت تاریخ مکہ معظمہ عہ تاریخ مدینہ منورہ عہ علاوہ محصولڈاک

مجلس میلاد کی رونق کو بڑھانے اور سامعین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس حالات اردو نظم و نثر میں سنانے عاشقان رسول کریم کو وجد میں لانے والی پرتاثیر اور دلکش نعتیں اور سلام کے پڑھنے کیلئے کتاب **رحمۃ العالمین** کا مطالعہ کیجئے جس میں نہایت صحیح اور مستند روایات کے ساتھ میلاد مبارک کا ذکر درج ہے یہ اپنی طرز کا انوکھا میلاد نامہ ہے قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر

حیات سلطان صلاح الدین اعظم اس کتاب سے آپ کو معلوم ہوگا کہ سات عیسائی بادشاہوں نے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کیلئے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدین کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی اور نامردی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آئینگے کہ جن سے آپکا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائیگا اور آپ میں حریت اور آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں سلطان کا فوٹو اور آخر میں مزار کا فوٹو دیا ہے قیمت دو روپے۔

سلسلہ خلافت اسلامیہ کی مواعظم یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین ال یہ چاروں کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے خاص ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کیلئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرام کے حالات پڑھانے کیلئے نہایت مفید کتابیں ہیں قیمت عہر

میت کے ترکہ میں آپکا شرعی حصہ شرعی طور پر آپ اپنے کسی رشتہ دار کے ترکہ میں سے کتنے حصہ کے مالک ہیں اور دیگر وارثوں کا کتنا حصہ ہے کس وارث کے موجود ہوتے ہوئے کونسا وارث محروم کیا جاتا ہے قریبی رشتہ دار اور دور کے رشتہ دار کے حصہ میں کس قدر فرق ہے ان تمام باتوں کی مفصل تفصیل معلوم کرنے کیلئے کتاب **انیس الوارثین** کا مطالعہ کیجئے جس میں علامہ مصنف نے بڑی محنت سے ہر ایک وارث کا حصہ نکال کر درج کر دیا ہے علم فرائض کے پیچیدہ سے پیچیدہ بڑے سے بڑے مفتی یا عالم حل نہ کر سکیں وہ اس کتاب کی مدد سے حل ہو جاتے ہیں قیمت صرف ۸ر

لذیذ اور مزیدار کھانا پکانے کی خواہش ہو تو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ کی تصنیف کی ہوئی کتاب **دلی کا باورچی خانہ** قیمتی ۸ر منگا کر اپنے گھر دیدیجئے جس میں ہر قسم کے کھانا پکانے کی سہل اور صحیح ترکیبیں درج ہیں اور ساتھ ہی مربے سلونے چٹنیاں بنانے کی صحیح ترکیبیں بتائی گئی ہیں قیمت ۸ر

زنانہ اتالیق خطوط نویسی عورتوں اور لڑکیوں کیلئے خطوط نویسی کی بہترین کتاب جس کے مطالعہ سے ہر شریف بی بی گھر بیٹھے استاد کی مدد کے بغیر ہر قسم کے خطوط لکھنے کا طریقہ سیکھ سکتی ہے خطوط ایسے دلچسپ اور مفید ہیں کہ خواہ مخواہ ان کو پڑھنے اور لکھنے کو دل چاہتا ہے قیمت صرف ۸ر

زنانہ اسلامی گیت فضول اور بیہودہ غزلیات اور فحش گیتوں کا جس قدر برا اثر اخلاق پر پڑتا ہے اور ان سے جو جو برے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں انہی خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کی اخلاقی حالت کو درست کرنے کیلئے اخلاقی اور نعتیہ نظموں کا ایک خاص مجموعہ تیار کیا ہے جس میں ہر طرح کی آسان اور دلچسپ نظمیں درج ہیں اور جن کو لڑکیاں نہایت شوق سے حفظ کر سکتی ہیں قیمت ۵ر

ان سب کتابوں کے ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

۷۸۶

واحدی صاحب کا منجن

رجسٹرڈ رجسٹرڈ

اکسیر دنداں

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں رح کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑوں کی ہر تکلیف کو دور کرتا ہے حتیٰ کہ ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے یعنی

پائیریا کا بہترین علاج

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اپنے تین چار دانت نکلوا دیجئے۔ مگر اُنہوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں ملنا شروع کیا۔ الحمد للہ حضرت خواجہ صاحب کو دانتوں کی اب کوئی تکلیف نہیں ہے

تعریف کے خطوط

اکسیر دنداں منجن کا اشتہار دیتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے۔ لیکن ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر شیشیاں اُس کی ایک ایک دن میں جانے لگی ہیں جو ایک دفعہ ایک شیشی منگا لیتا ہے وہ پھر چار چار اور چھ چھ اور بعض اوقات بارہ بارہ کی فرمائش بھیجتا ہے۔ بے شمار خطوط منجن اکسیر دنداں کی تعریف کے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل کرتا ہوں۔

افسر کمانڈنگ دنیا منجن اکسیر دنداں کی بابت لکھتے ہیں کہ "میں نے ایک شیشی منجن اکسیر دنداں کی اپنی والدہ صاحبہ کو استعمال کرائی ہے جو پائیریا کے مرض میں مبتلا تھیں۔ میری حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا جب مجھے بتایا گیا کہ منجن اکسیر دنداں سے والدہ صاحبہ کے دانتوں کو بہت فائدہ پہنچا اور اب ان کو کافی صحت ہو گئی ہے میں نے والدہ صاحبہ کے علاج میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اور قریب قریب تمام مشہور دیسی اور ولایتی منجن اور پیسٹوں کا تجربہ کر لیا تھا مگر ایک منجن اور پیسٹ کا وہ اثر نہیں دیکھا جو منجن اکسیر دنداں میں ہے۔ والدہ صاحبہ نے عرصہ کے بعد منجن اکسیر دنداں کی برکت سے گوشت بھی کھایا۔ ورنہ ڈاکٹروں اور ڈاکٹروں سے زیادہ دانتوں کی تکلیف نے انہیں اپنی اس روزمرہ کی غذا سے قطعی محروم کر دیا تھا۔ میں منجن اکسیر دنداں کی تعریف الفاظ میں نہیں کر سکتا۔ **واحدی** صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اس نعمت کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا۔ اور حکیم اجمل خاں صاحب کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ خدا اُن پر رحمتیں نازل کرے۔ جنہوں نے ایسا اچھا نسخہ واحدی صاحب کو بتایا تھا۔ دو شیشیاں منجن اکسیر دنداں کی اور عنایت فرمائیے"۔

پٹنہ کے مشہور مہنت صاحب لکھتے ہیں:۔ آپ کے منجن اکسیر دنداں نے مجھے کتنا فائدہ دیا۔ یہ بتلانے کے واسطے میرے پاس الفاظ نہیں۔ اگر آپ کا منجن نہ دستیاب ہوتا تو میں آج چار دانتوں سے ہاتھ دھو بیٹھا اور وہ دانت اب بالکل اچھے ہو گئے ہیں۔ اگر آپ کا منجن برابر ملوں گا تو امید کامل ہے کہ دانتوں کی کل بیماری کی جڑ کٹ جائے گی۔ براہ مہربانی چھ شیشی منجن بذریعہ وی پی ارسال فرمائیے۔ آپکا طالب دیدار رام کرشن داس

خان صاحب چودھری محمد عظیم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ راولپنڈی لکھتے ہیں:۔ آپ کا مرسلہ منجن مل گیا بہت اچھا منجن ہے اب وہ ختم ہو گیا ہے براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی ارسال فرما کر ممنون کیجئے۔

محمد فضل صاحب آئی اے۔ سی فارسٹ دورہا لکھتے ہیں:۔ میں نے منجن اکسیر دنداں کو مفید پایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ اس کا استعمال کیا کروں۔

مسز ایم۔ اے۔ حمید اکز کٹو انجنیئر ورنگ لکھتی ہیں:۔ منجن اکسیر دنداں کی ایک شیشی منگا کر استعمال کر چکی ہوں جس سے کچھ فائدہ ہے۔ دو شیشیاں اور بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے۔

ڈاکٹر ام۔ اے۔ بیگ صاحب انچارج اسٹیٹ ڈسپنسری سری مادھوپور لکھتے ہیں:۔ ایک ہفتہ سے آپ کا منجن اکسیر دنداں استعمال کر رہا ہوں جو مفید ثابت ہوا ہے ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج دیجئے۔

ایس۔ اے ڈار اینڈ سنز کوہ کسولی لکھتے ہیں:۔ "براہ مہربانی چار شیشیاں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں بذریعہ وی پی روانہ فرمائیے۔ پہلے بھی دو شیشیاں منگائی تھیں وہ اب ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے اب ذرا جلدی روانہ کر دیں"۔

ایس۔ ایم۔ رضا صاحب سب انسپکٹر پولس ناتھ نگر تھانہ چمن نگر ضلع بھاگلپور لکھتے ہیں: میں نے منجن اکسیر دنداں استعمال کیا اور مفید پایا۔ دو شیشیاں اور ارسال کیجئے۔

محمد اسحٰق صاحب سب انسپکٹر تھانہ درگاوتی ضلع شاہ آباد (بہار) لکھتے ہیں:۔ آپ نے جو واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں دو شیشی بھیجا تھا اس سے دانت کی تکلیفوں میں بہت کچھ کمی ہوئی ہے۔ دو شیشیاں اور روانہ کر دیجئے۔

سید حیدر علی شاہ میونسپل کونسلر عمر کوٹ سندھ لکھتے ہیں:۔ اس سے پیشتر میں نے واحدی صاحب کا منجن دو شیشی آپ سے منگائی تھی اور وہ میں نے استعمال کیا۔ واقعی منجن قابل تعریف ہے، اس کے استعمال سے پہلے میرے دانتوں میں سخت تکلیف تھی۔ سر زبانی کا بیان میرے لئے سخت مصیبت تھی۔ اب بفضلہ تعالیٰ کوئی شکایت نہیں ہے۔ مہربانی کرکے دو شیشی منجن بنام سید محسن شاہ صاحب مرچنٹ عمر کوٹ ضلع تھر پارکر سندھ وی پی کر کے ضرور بھیجدیں۔

سید عمر حسین صاحب انجنیئر محبوب شاہ گرنی گلبرگہ لکھتے ہیں:۔ دانت میں تھوڑا درد کا دورہ ہوا تھا اب خدا کا فضل ہے۔ آپ کا منجن بیشک اکسیر ہے۔ پیکنگ کی خوشنمائی کی ضرورت نہیں۔ قیمت میں کفایت کی صورت نکالیئے۔

راحت حسین صاحب سرکل افسر گوپال گنج ضلع سارن لکھتے ہیں:۔ منجن اکسیر دندان پہلے بھی منگا چکا ہوں مفید ثابت ہوا۔ اس لئے دوبارہ طلب کیا جاتا ہے ایک شیشی بھیج دیجئے۔

محمد عبد الستار صاحب سرکل انسپکٹر پولیس گوندیہ ضلع بھنڈارہ لکھتے ہیں:۔ اکسیر دنداں کی دو شیشیاں میں نے منگائی تھیں۔ مفید معلوم ہوئیں میرا خیال ہے کہ میں ہمیشہ اسے استعمال میں رکھوں مگر منجن کا شیشیوں میں آنا منجن کو مہنگا کر دیتا ہے۔ مجھے تو ایک روپے کا صرف منجن کسی ٹین کے ڈبہ میں بھر کر بھیج دیجئے۔

عبد المالک صاحب سری نگر کشمیر لکھتے ہیں:۔ میرے ایک عزیز جن کے دانت بہت ہی خراب ہیں انہوں نے کئی منجنوں کا استعمال کیا۔ لیکن افسوس کسی سے بھی پورا فائدہ نہ ہوا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ اس قدر لمبے چوڑے اشتہار محض پبلک کو دھوکا دینے کے لئے شائع کیے جاتے ہیں اور حقیقت میں چیز اس قدر تعریف کی مستحق نہیں ہوتی۔ یہی بدگمانی مفید چیز کو منگوانے سے بھی مانع رہی۔ میرے ایک دوست نے منجن اکسیر دنداں کی تعریف اور حیرت انگیز فوائد بیان کرنے کے بعد منگوانے کا مشورہ دیا۔ میں نے اور مزید اطمینان حاصل کر کے آپ کو خط لکھا۔ اس منجن کے استعمال سے اگرچہ پورا فائدہ تو نہیں ہوا لیکن امید ہے تھوڑے عرصہ میں بالکل شکایت رفع ہو جائے گی ایسا مفید اور سریع الاثر منجن متواتر استعمال پر مجبور کرتا ہے۔ اس پر صفت منجن کے استعمال نے میری بدگمانی بہت کچھ دور کر دی ہے سچ ہے

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد ۔ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد

دعا ہے خدا اس منجن کو دن دونی رات چوگنی ترقی دے اور ہر فرد کو اس سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید احمد حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ایوت محل لکھتے ہیں:۔ براہ عنایت دو شیشیوں کا منجن جلد بذریعہ وی پی ارسال فرمایئے۔

اکسیر دنداں مفید پایا گیا۔

امیر الدین حسین صاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر میرٹھ لکھتے ہیں:۔ منجن اکسیر دنداں کے استعمال سے مجھکو بہت فائدہ ہے اور میں نے اپنے اکثر احباب کو اس منجن کے منگوانے کے لئے لکھا ہے۔ یقین ہے کہ وہ لوگ بھی آپ کے منجن سے فائدہ حاصل کریں گے۔

جناب غلام عباس صاحب پنشنر تحصیلدار محمود آباد لکھتے ہیں:۔ واقعی آپ کا منجن بہت مفید ثابت ہوا جتنے منجن اس وقت تک استعمال کئے گئے کسی میں یہ تاثیر نہیں پائی گئی۔ دو شیشیاں اس کی استعمال کی گئیں۔ اب تین شیشیوں کے منجن کی مقدار ایک ڈبہ میں رکھ کر روانہ فرمایئے مشکور ہونگا۔

سید ثناء اللہ صاحب ہیڈ کلرک جسٹریشن آفس اراریہ لکھتے ہیں:۔ میرے نوجوانی میں ہی کل دانت ہل رہے ہیں ایک محترم بزرگ لکھتے ہیں کہ تم علاج سے پریشان ہو چکے ہو تو واحدی صاحب کا منجن استعمال کرو۔ وہ میرے دانتوں کے لئے بیحد مفید ثابت ہوا۔ انشاء اللہ تم کو بھی فائدہ پہنچیگا۔ لہذا براہ کرم دو شیشی اکسیر دنداں بذریعہ وی پی پارسل روانہ کریں۔

محمد طلعت اللہ خاں صاحب جاگیر دار کرنول لکھتے ہیں:۔ آپ کا منجن اکسیر دنداں میں نے متعدد مرتبہ منگوایا۔ میں نے خود بھی استعمال کیا اور دوسرے حضرات کو بھی دیا۔ پابندی سے استعمال کرنا میرے لئے بہت مفید ہوا۔ میرے عزیز نواب شجاع الملک بہادر بھی اس منجن کو میرے پاس سے لے کر استعمال کر رہے ہیں۔ براہ کرم صاحب موصوف کو چار شیشی کا منجن ٹین کے بکس میں روانہ فرمایئے۔

سید حیدر علی شاہ میونسپل کاؤنسلر عمر کوٹ ضلع تھر پارکر سندھ لکھتے ہیں:۔ ہم نے آپ سے منجن واحدی صاحب اکسیر دنداں منگایا تھا وہ واقعی اکسیر ثابت ہوا۔ خیر براہ کرم منجن تین شیشیوں کی مقدار ایک ٹین کے ڈبہ میں ڈال کر ارسال فرمائیں۔

عبد الغفار صاحب سب انسپکٹر پولس مہولی لکھتے ہیں:۔ دو شیشی منجن اس کے قبل آپ کے یہاں سے منگایا تھا منجن سے بہت فائدہ ہوا۔ برائے مہربانی واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں دو شیشی اور روانہ فرمایئے۔ ڈبہ میں بھیجئے تو اور بہتر ہے۔

محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خاں آف مالیر کوٹلہ کا گرامی نامہ

منیجر صاحب مکرم۔ السلام علیکم۔

آپ کا منجن میں نے دو تین بار منگوایا۔ آپ نے ہر بار سرٹیفکیٹ کے لئے لکھا مگر جب تک پوری تسلی نہ ہو جاتی میرے خیال میں تعریف لکھ دینا مناسب نہ تھا۔ اسی لئے میں خاموش رہی۔ اب میں بہت خوشی سے یہ رائے دینے کو تیار ہوں کہ واحدی صاحب کا منجن واقعی ایک اکسیر نسخہ ہے میں نے خود بھی استعمال کیا اور مفید پایا اور دو تین دوسرے لوگوں کو جن کے دانت مریض تھے دیا ان کی شکایات چند دن میں رفع ہو گئیں۔ خصوصیت سے اس کے فوائد جو میرے تجربہ میں آئے یہ ہیں کہ دانتوں کی جڑوں کی میل اور بیماری جو مسوڑوں کے متعلق ہو اسکو بفضلہ تعالیٰ

دور کرتا ہے پانی لگنا تو دو تین بار کے استعمال سے جاتا رہتا ہے صفائی میں بے نظیر ہے اور بعد میں دانت صاف اور مضبوط معلوم ہوتے ہیں۔ خدا کرے کہ اسی طرح احتیاط سے نسخہ تیار ہوتا رہے اور ہندوستانی تجارتوں کی طرح کرڑی کا سا اہال نہ ہو۔ نسخہ کو پیٹینٹ کرا کے اس کو عام کیجئے تاکہ بہت لوگ فائدہ اٹھا سکیں ::

بیگم محمد علی خاں

جناب محمد حسین حافظ قاسم صاحب عدن ملک عرب سے

لکھتے ہیں :- ایک شیشی اکسیر دنداں منگایا تھا واقعی مفید پایا۔ لہٰذا مہربانی کرکے چار شیشی اور روانہ کر دیجئے ::

جناب عبدالرحیم بیگ صاحب سپرنٹنڈنٹ لیانڈ ریکارڈ بھنڈارہ سی پی

لکھتے ہیں :- پچھلی مرتبہ جو آپ نے تین شیشیوں کا منجن دانتوں کا واحدی صاحب کا روانہ فرمایا تھا وہ اب ختم ہو چکا ہے اس نے مجھے بہت فائدہ کیا۔ دانتوں کا جو درد تھا وہ جاتا رہا مسوڑوں میں ورم تھا وہ بھی اب نہیں ہے میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے دو دانت نکلوا دوں مگر اب منجن کے استعمال سے اس کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ برائے نوازش اور تین شیشیوں کا منجن ایک ڈبے میں مجھے بذریعہ وی پی روانہ فرمایئے ::

جناب منشی معین الدین صاحب (علیگ) دھولیہ

لکھتے ہیں :- میں نے منجن اکسیر دنداں ایسی حالت میں منگوایا تھا جبکہ ڈاڑھ کے درد کی وجہ سے میرا تمام گال سوج آیا تھا۔ ڈینٹسٹ اس درد کو رفع کرنے کے لئے پانچ روپے طلب کر رہا تھا اور میں نے اس سے وعدہ بھی کر لیا تھا کہ کل سے علاج شروع کرا دوں گا۔ لیکن خدا نے مجھے توفیق دی اور میں نے بجائے پانچ روپے خرچ کرنے کے ۳ آنے کی اکسیر دنداں کی شیشی سے وہ فائدہ حاصل کیا کہ اب خدا کے فضل سے دانتوں کی کسی قسم کی شکایت نہ رہی برائے مہربانی مجھے اور تین شیشیاں منجن اکسیر دنداں کی ایک ٹین کے بکس میں بھر کر کے بذریعہ وی پی روانہ کیجئے اور یہ بھی معلوم کیجئے کہ واحدی صاحب کی درد کی پڑیاں حاملہ عورت استعمال کر سکتی ہے یا نہیں ::

نواب ضیاء الدین خاں صاحب پیلس خورشید جاہ

حیدرآباد دکن لکھتے ہیں :- واحدی صاحب کے ایجاد کردہ منجن اکسیر دنداں نے مجھے بہت فائدہ بخشا۔ درحقیقت تمام منجنوں میں یہ ایک نادر تحفہ ہے اس منجن کے استعمال سے میرے دانتوں کی شکایت رفع ہو گئی جو چار سال سے تکلیف دے رہی تھی۔ اس منجن کی ایجاد پر میں واحدی صاحب کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ براہ مہربانی چھ عدد شیشیاں اور روانہ فرمایئے۔

جناب شام سنگھ صاحب اوورسیر نہر مقام سیلہ اوسرما

لکھتے ہیں :- آپ کا دانتوں کا منجن میں نے اور میرے گھر کے استعمال کیا ہے اور مجھے یہ کہنے میں خوشی ہے کہ اس سے ہلتے ہوئے دانت بالکل مضبوط ہو گئے ہیں۔ اور دانتوں کا درد اور پانی لگنا بند ہو گیا ہے۔ دیگر دو عدد شیشی خضاب جو آپ نے تیار کرایا ہے۔ بذریعہ وی پی بارسر فرمائیں مشکور رہوں گا ::

مسز محمد علی خاں صاحب بر مکان ڈاکٹر سردار خاں صاحب ڈگی بازار اجمیر شریف

لکھتی ہیں :- منجن اکسیر دنداں سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ چھ شیشی کا منجن دو ڈبے میں بند کر کے بھجوا دیجئے۔ وی پی آنے پر وصول کر لیا جائے گا۔ تین دانت میں سے پیپ نکلتی تھی وہ بھی بند ہو گئی، مسوڑے خدا کے فضل و کرم سے درست ہو گئے ہیں۔ دن میں کئی بار منجن لگاتی ہوں اور ہمیشہ لگایا کروں گی ::

بابو برکت علی صاحب ٹکٹ کلکٹر ریلوے اسٹیشن سرگودھا

لکھتے ہیں :- منجن اکسیر دنداں پیشتر ایک شیشی آپ سے منگوا کر استعمال کر چکا ہوں جس سے بہت فائدہ ہوا۔ اب آپ براہ مہربانی دو شیشی منجن اکسیر دنداں بذریعہ وی پی بہت جلد روانہ فرما دیں۔ دیگر بچاس گولیاں قبض کشا بھی جن کی قیمت ایک روپیہ ہے روانہ فرما دیں۔ دیگر براہ مہربانی مطلع فرما دیں کہ آپ کے پاس زنانہ بیماریوں کی دوائی بھی ہے یا کہ نہیں۔ اور بہت اشتہار دیکھے ہیں مگر کسی پر یقین نہیں ہے آپکا منجن اکسیر دنداں کے استعمال کرنے سے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کی سب دوائیں فائدہ مند ہوں گی اور اشتہار کے مطابق ہوں گی ::

جناب محمد ذکاء اللہ صاحب مالگذار ناگپور

لکھتے ہیں :- آپکے ارسال کردہ منجن کو واقعی جملہ امراض دنداں کے لئے ازحد مفید پایا۔ میرے دوستوں نے بھی اس کی تعریف کی۔ لہٰذا جلد ایک روپیہ کا منجن روانہ کر دیجئے گا ::

جناب اے۔ بی صاحبہ کوٹھی اجمل خاں صاحب ایس ڈی او چشتیاں ریاست بھاولپور

لکھتی ہیں :- مہربانی فرما کر منجن اکسیر دنداں میرے لئے ایک ڈبہ میں روانہ کریں۔ مجھے اس منجن سے کافی فائدہ ہوا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ اس منجن کا ہی استعمال رکھوں گی ::

جناب مولوی شریف احمد نظامی پلیڈر مراد آباد

لکھتے ہیں :- مہربانی فرما کر دو شیشی اکسیر دنداں اور بذریعہ وی پی بھیج دیجئے اس کو میں نے نہایت مفید پایا ::

نواب قاضی عزیز الدین احمد صاحب سی آئی ای

وزیر اعظم دتیا بھی منجن اکسیر دنداں کے بہت مداح ہیں ::

(باقی خطوط کا خلاصہ انشاء اللہ اگلی اشاعت میں چھاپا جائیگا)

(منجن اکسیر دنداں کی ایک شیشی آٹھ آنے (۸) میں ملتی ہے جس پر محصول ڈاک چار آنے لگتا ہے اور دو شیشیوں کا محصول ۵ ہوتا ہے زیادہ شیشیوں کی بجائے ٹین کے بکس میں منجن منگانے سے کفایت رہے گی۔ لیکن اس وقت جبکہ کم از کم تین شیشیوں کا منجن منگایا جائے۔ ایک شیشی یا دو شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہیئے) ::

ملنے کا پتہ :- احمد مجتبیٰ مینیجر رسالہ نظام المشائخ ۵۰ کوچہ چیلان دہلی

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

درد اور موٹا کیوں ہوتا ہے اور برش کی بجائے انگلی سے کیوں ملا جاتا ہے

دانتوں کی صفائی کا صحیح طریقہ

ولایتی ٹوتھ پوڈروں کو برشوں سے لگانے والے حضرات منجن اکسیر دنداں کے دردرے اور موٹے ہونے اور برش کی بجائے انگلی سے ملے جانے پر تعجب کرتے ہوں گے۔ لیکن انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ولایتی ٹوتھ پوڈر جو زیادہ مہین کر دئیے جاتے ہیں وہ صرف برش سے لگانے کے خیال سے کیے جاتے ہیں ورنہ منجن کا زیادہ مہین ہونا مفید نہیں ہے اور موٹے اور مہین منجن میں یہی فرق ہے جو موٹے اور مہین آٹے میں ہوتا ہے موٹا منجن ہاون دستے سے کوٹا جاتا ہے اور اس کے اثرات زائل نہیں جاتے اور مہین منجن مشین میں پستا ہے اور اس کی قوت جل کر کم ہو جاتی ہے کبھی مشین کے پسے ہوئے آٹے اور مشین کے پسے ہوئے منجن کو پستے وقت ہاتھ لگا کر دیکھئے آگ کی طرح جلتا ہوتا ہے۔ ہاون دستے کے ذریعہ منجن اکسیر دنداں جس قدر مہین کیا جا سکتا ہے کر دیا جاتا ہے اور اس میں جتنی دردراہٹ رہ جاتی ہے وہ ہندوستانی اطبا کے نزدیک ضروری ہے اور مسوڑوں کے لیے مہین منجن سے بہتر ہے۔ رہی یہ بات کہ منجن اکسیر دنداں کو ٹوتھ برش سے کیوں نہیں ملوایا جاتا تو اس کا جواب میں خود ان لوگوں سے دلواتا ہوں جو ٹوتھ برش کے موجد ہیں۔ اور جن سے ہم نے ٹوتھ برش کا استعمال سیکھا ہے۔ امریکہ کے مشہور ڈاکٹر برنارڈ فیلڈ میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "برشوں (کے استعمال) کی تعلیم دینا بڑا خطرناک ہے کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہم اس برش کے ذریعہ جس خرابی کا انسداد کرنا چاہتے ہیں وہی اس (برش) کی بدولت پیدا ہوتی ہے اور بجائے اس کے کہ ہم برش سے منہ کو صاف رکھ سکیں الٹے اس کی وجہ سے منہ میں جراثیم بھرتے رہتے ہیں" پروفیسر ہجنین کے الفاظ یہ ہیں کہ "پبلک کو کیا ماہرین دنداں سازی کو بھی اس امر کا علم نہ ہوگا کہ دانت صاف کرنے کا برش جو روزمرہ استعمال کیا جاتا ہے کس قدر ناپاک ہے۔ تجربات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک استعمال شدہ برش کے بالوں میں عموماً اتنے ہی جراثیم لپٹے ہوئے ہوتے ہیں جتنے کسی نالی صاف کرنے کے برش میں ہو سکتے ہیں۔" تجربہ کے لیے دانتوں کے برشوں کو ایک بار دانتوں پر لگا کر دس بار پانی سے دھویا گیا اور بارہ گھنٹے تک انہیں خشک ہونے دیا گیا۔ اس کے بعد بارہ میں سے آٹھ برشوں کے جو نتائج حاصل ہوئے پروفیسر صاحب تحریر فرماتے ہیں اسکا ذکر کرنے سے نفرت ہوتی ہے۔ جو شخص اخلاقی جرأت رکھتا ہو وہ کسی شخص کو مشورہ نہیں دے سکتا کہ دانتوں کو برش سے صاف کیا جائے"۔ پروفیسر صاحب کی رائے ہے کہ "جب تک برش کا قائم مقام نہ ملے ہمیں چاہیے کہ اپنی انگلی سے دانتوں کو صاف کیا کریں"۔ پروفیسر ملر کا ارشاد یہ ہے کہ "برش کی رگڑ سے دانتوں کی سطح کو نقصان پہنچاتی ہے اور دانتوں کی جڑیں بھی اس سے گھس جاتی ہیں"۔ جو لوگ پرانے طریقہ کو خواہ مخواہ نئے طریقہ سے بدلنا ضروری نہیں سمجھتے وہ جانتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں سے بڑھ کر دانتوں کی صفائی کا طریقہ کوئی کیا ایجاد کر سکتا ہے۔ ایشیا والے دانتوں کی صفائی کا اہتمام اس زمانہ سے کرتے ہیں جب کہ یورپ والوں کو دانتوں کی صفائی کا ہوش بھی نہیں تھا اور جن ہندوستانیوں کی محکومانہ ذہنیت نے فرنگیوں کی ہر ہر شے کو ان پر مسلط کر دیا ہے ان کے لیے غالباً یہی فرنگی ہی ڈاکٹروں کے مندرجہ بالا بیان کافی ہوں گے۔

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ہندوستانی جڑی بوٹی سے ہندوستانی مزاجوں اور ہندوستانی طبیعتوں کا لحاظ رکھ کر بنایا جاتا ہے اور قدرتی برش انگلی سے لگایا جاتا ہے جیسے برش کی طرح جراثیم چھپتے نہیں وہ سکتے انگلی دھوتے ہی پاک صاف ہو جاتی ہے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ یہ منجن دانتوں اور مسوڑوں کی تمام تکلیفوں اور بیماریوں کو رفع کر دیتا ہے دانتوں کو [illegible] مسوڑوں کے خون اور پیپ کو بند کر کے پیٹ میں جانے سے روکتا ہے یعنی موذی مرض پائیوریا کا بھی علاج ہو جاتا ہے۔ [illegible] استعمال [illegible] کسی دوسرے منجن کا خیال بھی آئے۔ کوئی منجن اس کے مقابلہ میں پسند نہیں آتا۔ بیچتر فیصدی منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے کہتے ہیں کہ دانتوں کی تکلیف کے ساتھ اس منجن نے ہمارے نزلہ کو بھی دور کر دیا جس کی ہمیں شکایت رہتی تھی۔ منجن اکسیر دنداں کا معدہ پر بھی اچھا اثر ہوتا ہے۔

ایک شیشی کی قیمت آٹھ آنے ہے اور محصول ڈاک ایک شیشی کا پانچ آنے اور دو شیشیوں کا پانچ آنے (اور ہمارے پاس تو اکثر فرمائشیں شیشیوں کی بجائے اس قسم کی آتی ہیں کہ پانچ شیشیوں یا دس شیشیوں کا منجن [illegible] بھیج دیا جائے کیونکہ منجن اکسیر دنداں کے استعمال کرنے والوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ شیشی اور پیکنگ کی خوبصورتی دانتوں کو فائدہ نہیں دیتی فائدہ دینے والا تو اصل میں منجن ہے لہذا صرف منجن منگا لینا چاہیے تاکہ شیشیوں کے وزن کا محصول ڈاک نہ دینا پڑے لیکن جو صاحب ایک یا دو شیشیاں منگائیں انہیں شیشیوں ہی میں منگانا مناسب ہے منجن کے بکس میں منگانے سے کفایت کم از کم تین شیشیوں کی صورت میں ہو سکے گی۔ دو تین سے زیادہ شیشیوں کا منجن تو قطعی منجن کے بکس میں طلب فرمائیے) بہر حال عرض کیے دیتا ہوں ایک شیشی کی قیمت آٹھ آنے ہے اور محصول ڈاک ایک شیشی کا بھی دینا ہوتا ہے اور دو شیشیوں کا بھی پانچ آنے۔ ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ مینیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷۷ کوچہ چیلان دہلی

شب نامچۂ عروسی

اس کتاب میں نہایت دلآویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ سے پوشیدہ امور نہایت وضاحت و صفائی کے ساتھ بیان کیے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا انحصار [illegible] کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جاتے ہندوستانی گھروں میں [illegible] کی زندگیاں عذاب میں کٹتی ہیں [illegible] ذرا بھی ترقی نہیں ہوتا اس خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب ہندیا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے [illegible] اور عام فہم کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگین معلومات کا چلتا ہوا خزانہ ہے شب نامچۂ عروسی [illegible]
بہترین لکھوائی، ۲۰۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ۔ فہرست مضامین کتاب شب نامچۂ عروسی حسب ذیل ہے۔

فہرست تصاویر

شب عروسی کو دولہا کے انتظار میں
شب نامچۂ عروسی لکھنے کی تیاری
شب عروسی کی تیاری
شب نامچہ لکھا جا رہا ہے
شب عروسی کے بعد
برقی آلہ کے ذریعہ چہرہ کا غسل
برقی شعاع کا استعمال جسم کی خوبصورتی کے لیے
بالوں کو خوشنما کرنے کا برقی کنٹوپ
آرائش سے بے نیاز
گھونگر والے بال بنانے کا برقی آلہ
پلنگ پر بیٹھنے کے لیے برقی کنٹوپ

مقدمہ

عزم و استقلال کی [illegible]
بہت مردانہ [illegible]
شب نامچہ کا مقصد
دوسری کتابوں سے موازنہ
شب نامچہ کی امتیازی خصوصیت
اصلاح معاشرت
ریاض صحت کی گل چینی
خطاں صحت منفی زاویہ نگاہ سے
جرم ازدواجی زندگی کی تشکیل
ازدواجی زندگی کی مسرتیں
شادی کا فلسفہ
سہاگن کا سہاگ
رشتہ کی درد ناک سرگزشت

باب ۱

قفس میں پروانۂ انگشت کی مسرت

باب ۲

جنس لطیف اور جنسی تعلیم
صنفی معلومات کی شدید ضرورت
صنفی معلومات کا ذریعہ
سہیلیوں سے استفسار
شب عروسی کا درد ناک نظارہ
خوف و ہراس کا نقش
بازاری کتابوں کا مطالعہ

شب عروسی
صنفی معلومات کا بہترین ذریعہ
شب نامچہ یا صنفیات کا درس

باب ۳

پیکر زنانگی کی رعنائیاں
الٰہی قدرت، عورت کی تصویر
عورت و مرد کی تخلیق
[illegible] شباب کی انگڑائیاں
نوجوان [illegible]
عضو [illegible] کا مقصد
عصمت کا [illegible]
[illegible] اصلاحات کا [illegible]
[illegible] عصمت [illegible]
[illegible]
تمہاری [illegible]

باب ۴

[illegible] کی خوشخبری
عیش و مسرت کی رات
نوشاہ کا استقبال
مجلہ عروسی
شبستان [illegible]
[illegible]
نو دار [illegible]
آغوش شوق میں حسن کی پہلی تڑپ
شب عروسی کا پہلا بوسہ
لب نازک پر بوسوں کے نشان
[illegible] کی علامتیں
[illegible] کی زلفیں
شادی [illegible]
لب نازک کی پہلی لرزش
[illegible] کی دلنوازی
شباب کی انگڑائیاں
حسن کی نیاز مندی
خزینۂ عصمت کی تلاش
نئی دلہن کی پریشانی
محبت کا پہلا نقش
بادہ محبت کا سرور
محبت کی [illegible]
موسیقی سنئے

شب عروسی میں سرگوشیاں
وعدہ شوق
[illegible] کی [illegible]
[illegible]
[illegible] کی پرده داری

باب ۵

شب عروسی کی پرکیف یاد
شب عروسی کی سحر
آئینہ [illegible] کا انتظار
شب نامچہ کا صحیح مقصد
محبت کی [illegible]
[illegible] زندگی اور تعلیم
زندگی کا تلخ تجربہ
[illegible] کی سرگزشت
سرگزشت سننے کا شوق
دولہن کا بیانی
ازدواجی زندگی [illegible]
نکتۂ ناز عصمت کا خیال
[illegible]
محبت کے آنسو

باب ۶

دونوں [illegible] تیر کی پہلی [illegible]
چوتھی رات کی مسرت
انتظار [illegible]
پندگوں کی [illegible]
[illegible] شوق کی فراوانی
محبت کی [illegible]
آہ [illegible] و دلہا
[illegible] و دلہن
آزادی کے سنہرے بیاری
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
شبستان [illegible]
[illegible]
[illegible] کا پاکیزہ دفتر

باب ۷

مقصد [illegible] آدمی کی خواہش
[illegible]
[illegible]

نکاح محبت کی آزادی
[illegible]
صحت [illegible] نسل
[illegible]
[illegible] عصمت کا راستہ
ازدواجی زندگی کا پہلا گھروارہ
[illegible]
عورت کا مادہ تولید
[illegible]
[illegible]
قطرہ [illegible]
[illegible]

باب ۸

[illegible] کی انگلیاں
[illegible] کی ایک بیماری
[illegible] کا انکشاف
[illegible]
وصال کو تیار
[illegible] و مصلحت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
عصمت کی جلوہ گری

باب ۹

[illegible] کے چند لطف
[illegible] عصمت کی [illegible]
[illegible]
شوق کی [illegible]
[illegible]
شوہر کی [illegible]
[illegible] کا دل
ایک پیچیدہ سوال
[illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible]
حسن کی [illegible] اور مسرت کا انجام
عورت کی کتاب زندگی
[illegible]
شوہر [illegible]
محبت کی شرط اولین
[illegible] کی سادگی
عورت کی نئی شان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
شوہر کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

باب ۱۰

عصمت کا آئینہ
پرلطف [illegible]
[illegible]
آغاز محبت
عورت کی [illegible]
زندگی میں شباب کی [illegible]
[illegible]
[illegible] کی [illegible]
عورت ہے تو [illegible]
عصمت بی بی کا پرلطف [illegible]
بیوی کی گرانی [illegible] کی [illegible]
محبوب طالب کی [illegible]
[illegible]
عصمت کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

باب ۱۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بیوی کی [illegible]
[illegible]
[illegible]

باب ۱۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]

باب ۱۳

[illegible]
[illegible]

باب ۱۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۴۷ دہلی

مولوی دہلی رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۸۶۶ — شوال ۱۳۴۹ھ

لذتِ شباب

شباب جاودانی کی تجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوکشاسترکا مطالعہ کیجئے۔ جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ عورت کے اثرات کیا ہیں۔ حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے۔ گزرا شباب کس طرح واپس آتا ہے۔ یہ شباب کی روشنی جوانی دیوی کس طرح مستحق ہے۔ عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے حیرت ناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ لذت شباب میں سرستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لیے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدری مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے۔ ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحات۔ آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) کتاب کی فہرست مضامین حسب ذیل ہے:۔

فہرست تصاویر
مصانسانی کا کامل تناسب
جوانی کی [illegible]
عکس [illegible]
[illegible]
فہرست مضامین
لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
گذشتہ شباب کی یاد
[illegible]
حکایات شوق
[illegible]
پہلا باب
عہد شباب کی [illegible]
عہد شباب کی آمد
[illegible]
عہد شباب کی علامتیں
[illegible]
شادی کا زمانہ
شادی کا مقصد
[illegible]

دوسرا باب
ایوان شباب کا بنیادی پتھر
موسم کا تعلق صحت سے
[illegible] آزمائی
سفید چیزوں کا استعمال
[illegible]
جوہر حیات کی تباہی
دست شوخ کی گستاخیاں
[illegible] کا استعمال
گرمی کے دنوں میں [illegible]
موسمی شکایات
گرمی دانوں کا سہل علاج
ناک سے جریان خون
[illegible]
تیسرا باب
[illegible] شباب کی [illegible]
دست مسیحائی [illegible]
مواصلت باہمی کی اصلی لذت
[illegible]
چوتھا باب
[illegible]

اہل یونان اور [illegible]
قدیم بادشاہوں کی [illegible]
[illegible]
پانچواں باب
[illegible]
چھٹا باب
[illegible]
عورتوں کی شادی [illegible]
[illegible]
ساتواں باب
گناہوں کی یاد داشت
[illegible]

[illegible]
آٹھواں باب
[illegible]
نواں باب
[illegible]
بادہ وصال کی لذت
[illegible]

[illegible]
دسواں باب
[illegible]
گیارھواں باب
[illegible]

ایوان حسن کی صفائی
[illegible]
ایوان حسن کی توصیف
[illegible]
بارھواں باب
[illegible]
تیرھواں باب
[illegible]

[illegible]
چودھواں باب
[illegible]

کتاب کی خوبی کا اندازہ تب تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ ایک مرتبہ اول سے آخر تک نہ پڑھ لیں [illegible] قیمت صرف [illegible]

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۴۳ دہلی

ضخامت ۶۰ صفحات بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ ٹیلیفون نمبر ۰۰۰

مدیر مسئول ـ عبدالحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپ کے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہوسکتی ہی تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک کار ہو جائیے ـ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے ؛

علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا ؛

مینیجر رسالہ مولوی ـ پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

SAM/.30

انتباہ :- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہی اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہوسکتی ہی نہ ہو گی ؛ مینیجر

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دلچسپ اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے ... نہایت وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں ... ازدواجی ... کا ...

... کتاب ... ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی ... معلومات کا ... شب نامچہ عروسی ...

بہترین ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ ... فہرست ... شب نامچہ عروسی ...

فہرست تصاویر

شب عروسی کو شوہر کے انتظار میں
شب عروسی ... کی تیاری
شب عروسی کی تیاری
شب نامچہ لکھا جا رہا ہے
شب عروسی کے بعد
... کا عکس
... استعمال ...
... کے لیے
... پیش ...
... لڑکی ...

مقدمہ

... کی ...
... شب ...
دوسری کتابوں ...
...

باب ۱

... کی مسرت

باب ۲

جنس لطیف ... تعلیم
... معلومات ...
... نقش
... کی ...

باب ۳

... ملاقات
... کی ...
... تحقیق
... کی ...
... کا ...
... ازدواجی زندگی

باب ۴

...
... کی ...
... محبت کا ...
محبت کی ...

باب ۵

شب عروسی کی پرکیف ...
شب عروسی کی ...
... واقعات ...
... کا ...
... تعلیم

باب ۶

...

باب ۷

... محبت ...
... ازدواجی زندگی ...

باب ۸

...

باب ۹

... کی ...
... شباب ...
... کا ...

باب ۱۰

محبت ...
... محبت ...
... شباب ...

باب ۱۱

... محبت ...

باب ۱۲

... محبت ...

باب ۱۳

...

باب ۱۴

... ازدواجی زندگی ...
... شادی ...

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس دہلی

تماشائے اہل کرم دیکھیے

خدا کا احسان ہے کہ یہ مہینہ بھی بہرحال گذر گیا، اور پرچہ تقریباً وقت پر شایع ہوگیا، درانحالیکہ رمضان کے بعد سے ابتک کتابوں کی فروخت اس قدر یاس انگیز رہی ہے کہ میرا ہی دل جانتا ہے، نیز نئے خریداروں کی بھی اس مہینے بہت کم رہی، اب جبکہ رسالہ ۲۰ صفحہ کا شایع ہو رہا ہے اور تقریباً ڈہائی سو یا کچھ ماہوار کا نقصان ہے، یہ نقصان پورا نہ ہوتا رہے تو مولوی کی موجودہ شان کو برقرار رکھنا دوبھر ہو جائیگا، یا پھر ہم اور تفکر کی وجہ سے میری صحت خراب ہو جائیگی اور اس سے انتظام پر اثر پڑے گا، بہرحال جن بھائیوں نے ابھی تک خریدار فراہم نہیں کئے ہیں وہ ذرا توجہ فرمائیں اور اس ڈیڑھ مہینے کی بہت یاس خیز کمی کو پورا کردیں، اور اگر حالات اجازت دیں تو کتابیں بھی خریدیں یا کم از کم یہ عہد کرلیں کہ سب سے مقدم مولوی سے ہی کتابیں خریدینگے

ایک عجیب لطیفہ رمضان کے پرچہ میں بعض تاجران کتب کی شکایت کی تھی کہ وہ مولوی کے مقابلہ میں قرآن شریف کی خراب جلدیں بنوا کر ارزاں نرخ پر فروخت کرتے ہیں، اس پر برادر محترم سید عزیز حسن بقائی ناراض ہوگئے، اور اپنے پرچہ میں پورا صفحہ میرے اشتباہ و غمایش میں صرف کر دیا، خدا کا احسان ہے کہ اسطرح مجھے اپنی بہت سی پوشیدہ برائیوں کا ادراک ہوگیا، ورنہ فریب نفس نے مجھے فرشتہ بنا رکھا تھا، لطیفہ اسمیں یہ تھا کہ متعدد مرتبہ میں نے سید صاحب محترم سے صرف قرآن شریف سستا لیئے، اگر انکی طرف میرا اشارہ ہوتا، تو انکی جلدیں بنے الیتسان پرکس طرح ہدیہ کرتا، بہرحال قصہ طویل ہے، میں نے ہاتھ جوڑ کر، پیر دبا کر اپنے بھائی کو منا ہی لیا، چھوٹا ہونا ہے بڑی مصیبت، جب ہی تو کہا گیا ہے کہ سگ باش برادر خورد مباش،

اس مرتبہ بھی معاونین مولوی کے نام شایع کرنے کے لیے جگہ تھوڑی ہے، اس لیئے سب نام نہ آسکیں گے، آیندہ پرچہ میں دو صفحہ اس کے لئے مخصوص ہونگے، اس لیئے جس قدر زیادہ کوشش ہوگی اتنے ہی زیادہ معاونین کے نام شایع ہونگے، اللّٰہم صل و بارک و سلم [illegible]

نام معاون	تعداد
جناب محمد علی صاحب سررشتہ دار [illegible]	۲
بیگم [illegible] عباس علی صاحب [illegible]	۱
حاجی عبدالحمید خاں [illegible] خان صاحب [illegible]	۳
غلام نبی صاحب ٹیچر گوندلانوالہ	۱
منشی احمد خاں صاحب اسلام نگر	۲
محمد یار صاحب طالب علم [illegible]	۵
نذیر حسین صاحب قریشی راجہ سانسی	۱
عبدالسلام صاحب سوق گنج	۱
نظیر الدین صاحب مقام [illegible]	۱
جمیل احمد صاحب [illegible]	۱
منیر الزماں صاحب اکیاب	۲
عبدالعزیز صاحب کہنہ دربھنگہ	۲
سید غلام حیدر صاحب [illegible]	۲
جناب حافظ عزیز احمد صاحب حیدر گڑھ	۳
جناب منظور احمد صاحب علی گڑھ	۲
جناب غلام محمد صاحب بھیرہ	۱

نام معاون	تعداد
جناب [illegible]	۱
جناب [illegible] صدیق صاحب [illegible]	۵
جناب عبدالغفور صاحب نصیر آباد	۱
جناب [illegible] محمد صاحب [illegible]	۱
جناب محمد اسحاق صاحب ساران	۱
جناب عبدالحفیظ صاحب وکیل ٹنک	۲
جناب عبدالرشید صاحب غازی پور	۱
جناب موسیٰ خان صاحب [illegible]	۲
جناب قاضی محمد یوسف [illegible] صاحب [illegible]	۳
جناب حکیم الدین صاحب [illegible] بازار	۲
جناب محمد حسین خاں صاحب [illegible] پور	۲
جناب قدرت اللہ صاحب [illegible]	۲
جناب محمد عبدالسبحان صاحب قریشی	۱
جناب محمد یار خاں صاحب سیتاپور	۱
جناب مولوی محمود علی صاحب [illegible]	۱
جناب محمد اویس صاحب [illegible]	۲

نام معاون	تعداد
جناب محمد شریف صاحب شملہ	۲
جناب برہان الدین صاحب بادکنڈی	۲
جناب عبدالغفور احمد صاحب [illegible]	۱
جناب بابو فرزند علی شاہ صاحب لاہور	۲
جناب سید حبیب الدین صاحب نقوی	۳
جناب سید امام الدین صاحب لوناواڑہ	۴
جناب مولوی فضل الدین صاحب خانپور	۲
جناب چودھری میاں صاحب مغل سرائے	۴
جناب محمد اسماعیل صاحب ریواں	۲
جناب محمد مجتبیٰ صاحب رحمانی غازی پور	۵
جناب [illegible] احمد میاں صاحب [illegible]	۴
جناب نبی بخش صاحب خان محمد نصیر آباد	۲
جناب حافظ نور الٰہ صاحب غازی پور	۲
جناب میرزا شہریار بیگ صاحب آر ایم	۳
جناب سید عبدالقادر صاحب لیبری	۵
جناب سید نورالحسن صاحب اکولہ برار	۱
جناب رونق حسین صاحب [illegible]	۱
جناب کرم الٰہی صاحب انگلش ٹیچر البوہر	گیارہ
جناب چودھری اللہ دتہ صاحب اروپ	۱
جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب کراچی	۲
جناب [illegible] بخش صاحب محمد علی خطیب	۳
جناب قاضی محمد عبدالخالق صاحب [illegible]	۳
جناب شاہ [illegible] صاحب ردوان	۳
جناب عبدالکریم صاحب اینڈ سنز [illegible]	۲
جناب تاج محمد صاحب [illegible]	۲
جناب مولوی سید محمود شاہ صاحب آگرہ	۲
جناب قاضی محمد حسین صاحب چوکنا نوالی	۲
جناب سید محمد صاحب مالیر کوٹلہ	۲
جناب سید [illegible] شاہ صاحب [illegible]	۵
جناب حاجی میر شاہ محمد علی یاسین علی شاہ [illegible]	۲
جناب بابو فضل کریم صاحب کوئٹہ	۳
جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]	۲
جناب فیض احمد صاحب [illegible]	۲
جناب محمود خان امراؤ خان صاحب مندسور	۳
جناب بابو عبدالخالق صاحب سرگودھا	۴
جناب سید حبیب الحسن صاحب بھوپال	۱
جناب میاں عبدالغنی صاحب جہلول پور	۲
جناب مولوی غلام رسول صاحب کشمیر	۲

نام معاون	تعداد
جناب حاجی خان اینڈ برادرز	۲
جناب جمعدار میاں صاحب بیگ [illegible]	۲
جناب عبدالحمید صاحب [illegible]	۱
جناب احمد علی صاحب مختار تحصیل [illegible]	۲
جناب سید وکیل علی صاحب مراد نگر	۳
جناب مولوی امیر علی صاحب اورنگ آباد	۵
جناب ایم ناصر بیگ صاحب فیض آباد	۲
جناب محمد جان عالم صاحب مظفر پور	۲
جناب محمد کاظم حسین صاحب کانپور	۱
جناب محمد صدیق صاحب متھرا	۵
جناب شیخ قادر بخش صاحب سکھر	۱
جناب قاضی حفیظ اللہ صاحب [illegible]	۱
جناب عبدالرحیم صاحب بیوپاری [illegible]	۱
جناب رحیم خاں صاحب [illegible] کلکتہ	۴
جناب شیخ خورشید علی صاحب آرارہ	۳
جناب خواجہ محمد الدین احمد صاحب [illegible]	۴
جناب نواب ابراہیم عبدالرحمٰن صاحب بمبئی	۵
جناب داود خاں صاحب ڈیڈوانہ	۵
جناب لا یوسف لا ابراہیم صاحب کیپل	۴
جناب شاہ خلیل الدین صاحب گلبرگہ	۱
جناب بابو اللہ دتا صاحب اروپ	۳
جناب سید رونق حسین صاحب [illegible]	۱
جناب منشی علیم الدین صاحب آگرہ	۳
جناب عبدالصمد گرداور [illegible] گڑھ	۲
جناب اللہ رکھو صاحب [illegible]	۲
جناب میرزا افضل بیگ صاحب [illegible]	۱
جناب شیخ روشن دین صاحب [illegible]	۴
جناب مولوی حکیم حافظ احمد صاحب لکھنؤ	۳
جناب [illegible] عبدالاحد صاحب [illegible]	۳
جناب مولوی احمد حسن صاحب [illegible]	۲
جناب عبداللہ غفور اللہ صاحب گنج [illegible]	۱
جناب مولوی عبدالرشید صاحب [illegible]	۳
جناب شیخ بسم اللہ صاحب کھم گاؤں	۳
جناب محمد سردار خاں صاحب ناگواڑہ	۱
جناب محمد ہاشم صاحب مدراس	۱
جناب مولوی غلام محمد صاحب [illegible]	۲
جناب احمد خاں صاحب ادونی	۲

باقی، یہاں تک صفحہ ۱۰ فروری تک کے نام [illegible]

لن تنالوا — الجزء الرابع — آل عمران

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ

ق

ہرگز نہ پہنچو گے تم بھلائی کو
تم خیر کامل کو ہرگز نہ حاصل کر سکو گے

حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵ وَمَا

یہاں تک کہ خرچ کرو تم اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو اور جو کچھ
یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی

شان نزول

زکوٰۃ مفروضہ کے علاوہ نفلی صدقہ کی رغبت دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو صحابہ کرام کو نفلی صدقہ کی رغبت بہت پیدا ہوئی چنانچہ حضرت طلحہؓ کا ایک باغ جو کہ مسجد نبوی کے قریب تھا اور اس میں ایک کنواں نہایت ہی شیریں اور خوشگوار تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں جا کر لیٹا کرتے تھے انہوں نے وہ باغ اپنے سب مال سے عمدہ اور نفیس جانا اس وجہ سے اس مبارک آیت کو سنکر اپنا وہ باغ اور سامان

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید مترجم بہ دو ترجمہ مصدقہ و مفسرہ حضرت مولٰینا اشرف علی مدظلہ

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے، گویا ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا تو یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد سب سے بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائیں گے تجربہ برسوں دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قسم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گذرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن جو ایک حد تک کامل ہے (۳) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۴) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۵) ترجمہ منشی ریاض الدین شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۶) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں (۷) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۸) اس کے علاوہ سات حفاظ و قراء نے اس کی مزید صحت کی ہے (۹) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۰) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۱) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۳) ہر سورۃ کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں (۱۴) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۵) فضائل القرآن (۱۶) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے (۱۷) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۱۸) الزامات کی تردید (۱۹) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خاص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۰) بہشت و حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآنی آیتوں سے اقتباس (۲۱) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۲) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن شریف نے کیونکر ان کی کایا پلٹی (۲۳) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۴) با معنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پُر سعادت (۲۶) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۲۷) غزوات نبوی امداد کی برکات جن کا ذکر سورۂ انفال اور سورۂ توبہ میں ہے (۲۸) حالات وفات سرور کائنات (۲۹) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی (۳۰) فضائل بسم اللہ و اعوذ (۳۱) قرآن شریف کی پیشگوئیاں (۳۲) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۳) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھنے کے فضائل (۳۴) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۵) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۶) خواص القرآن (۳۷) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیئے (۳۸) وہ آیتیں اور الفاظ جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۳۹) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۰) تقطیع متوسط ۲۹×۲۲ کاغذ ۲۰ پونڈ والا (۴۱) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۲) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ سب قرآنوں سے بہتر (۴۳) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ایک غلطی نہیں نکلی (۴۴) جلد نقرئی کا چرمی (۵۰) ستارہ عنوانی جو ڈنڈیوں سے رنگا جاتا ہے (۵۱) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور تفسیر کے اور بسیط مقدمہ اور بہترین چھپائی کے ہدیہ مجلد چرمی کامل صرف **چار روپے** محصولڈاک ایک روپیہ کل پانچ روپے۔

غور فرمائیے کہ اتنے اوصاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن ضرور منگانا چاہیئے کیونکہ یہ اڈیشن بھی ختم ہو رہا ہے اور غالب خیال یہ ہے کہ آئندہ پرچہ میں اگر چوتھائی اڈیشن بھی رہا ہو گیا تب تو اشتہار ہو گا ورنہ نہیں ہو گا اپنے احباب سے بھی تذکرہ کر دیجئے نمونہ علیحدہ نہیں ہے کتابت و تفسیر کا اندازہ اوپر کے نمونے سے کر لیجئے کاغذ چکنا ولایتی گلیز دبیز ہے اور قرآن شریف کی چھپائی تو اس اشتہاری چھپائی سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے بہت کافی روشن اور درخشاں چھپائی ہے کسی کو اعداد لیے دینا ہو تو یہ قرآن دیجئے جو سالہا سال دعائیں دے اور پڑھ کر خوش ہو جائے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

(ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا)

مولوی

جلد ۱۲ | بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۹ ہجری | نمبر ۵

شذرات

عارضی صلح ہوگئی

بالآخر گاندھی اروِن گفتگو کا خاتمہ بخیر ہوا اور عارضی صلح پر فریقین نے دستخط ہوگئے اب کانگریس بھی آیندہ گول میز کانفرنس میں شریک ہوگی یہ گفتگو کئی مراحل سے گذری اور متعدد مواقع ایسے پیش آئے کہ اندیشہ ہوتا تھا کہ اب گفتگوئے مصالحت ٹوٹی کبھی امید نے اپنا جلوہ دکھایا اور کبھی مایوسی نے کبھی توقعات بندھیں اور کبھی یاس نے غلبہ پایا یہانتک کہ آخری دن تک یہی کشمکش جاری رہی اور ہر لحظہ یہ اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں اس ڈرامہ کا انجام ناکامی نہو۔

لیکن خدا کی مہربانی سے اور فریقین کے تدبر و دانشمندی سے آخرکار مصالحت ہوگئی اور جنگ کا باب ختم ہوگیا اور صلح و سلام کا دور شروع ہوگیا۔

مہاتما گاندھی کی طرف سے چند شرطیں لگائی گئی تھیں اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ ان شرائط کو تسلیم کرے چنانچہ ایک شرط کے سوا باقی تمام شرائط حکومت کو تسلیم کرنی پڑیں وہ ایک شرط پولیس کی زیادتیوں کی تحقیقات تھی حکومت نے اس کو اس خیال سے منظور نہیں کیا کہ اگر تحقیقات شروع ہوئی تو صلح و امن کی فضا پیدا نہوگی بلکہ کشمکش بڑھے گی کیونکہ فریقین کی طرف سے ایک دوسرے پر الزام لگائے جائینگے اور ایک دوسرے کو ملزم ٹھیرائینگے اور اخبارات میں جب یہ شہادتیں شایع ہوں گی تو فضا مکدر ہوگی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر تحقیقات ہوتی تو یہ نتیجہ ضرور نکلتا اور فضا ضرور مکدر ہوتی اور صلح کا مقصد حاصل نہ ہوتا بلکہ اس کو نقصان پہنچتا اس کے علاوہ چونکہ پولیس کا محکمہ صوبجاتی حکومتوں سے متعلق ہے اور صوبجاتی حکومتیں کلیتہً ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آرہی ہیں اور ان کا تعلق حکومت سے باقی نہیں رہتا اس لئے ہندوستانی با اختیار ہوگا کہ وہ مناسب انتظام اس محکمہ کا کرے اس لئے اس پر زیادہ زور دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

پولیس کی تحقیقات کے متعلق سنا گیا ہے کہ تمام ارکان گورنمنٹ اور ہر ایک صوبہ کے گورنر نے اس کی سخت مخالفت کی تھی یہانتک افواہ ہے کہ گورنروں نے استعفے کی دھمکی دیدی تھی اور استعفے دیدیے تھے ہمارے نزدیک یہ اچھا ہوا کہ مہاتما جی نے پولیس کی تحقیقات پر زور نہیں دیا کیونکہ بہرحال پولیس کا محکمہ تو ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آہی رہا تھا اور گو سول نافرمانی کی جنگ میں اکثر یا بعض مقامات پر پولیس کا رویہ نہایت نامناسب رہا ہے مگر بالآخران کو محسوس کرنا پڑے گا کہ آیندہ ان کی قسمت ان ہاتھوں میں رہنے والی نہیں ہے جن میں اب تک رہی ہے بلکہ دوسرے ہاتھوں میں چلی جائیگی اس لئے قدرتی طور پر ان کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی پڑے گی ان حالات میں یہ دانشمندی ہوتی کہ اس مسئلہ پر گفتگوئے مصالحت کو ختم کر دیا جاتا۔

دوسری اہم شرائط

دوسری شرائط جن پر صلح ہوئی ہے ہمارے نزدیک نہایت اہم اور ضروری اور دانشمندانہ ہیں ان کے ذریعہ کانگریس کی طاقت بدستور قائم و برقرار رہنے کا پورا موقع ہے اور کانگریس کی ارگنائزیشن اپنی جگہ پر اپنی قوت کے ساتھ قائم رہے گی اگر قائم رکھی گئی۔

اول شرط یہ ہے کہ کپڑے اور شراب کا پرامن پکٹنگ بدستور جاری رہے گا پرامن سے مراد یہ ہے کہ صرف عاجزانہ طریق پر لوگوں کو کپڑا خریدنے اور بیچنے سے روکا جائے یعنی لوگوں کو سمجھا کر ان کو بدیشی کپڑے پر کھدر اور سودیشی کو ترجیح دینے کو کہا جائے اسی طرح شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ کیا جائے اور لوگوں سے ہاتھ جوڑ کر کہا جائے کہ شراب پینی اور خریدنی چھوڑ دیں۔

شراب اور بدیشی کپڑے کی پرامن پکٹنگ کے علاوہ تیسری شرط یہ ہے کہ نمک فراہم کرنے اور اپنے مقام پر فروخت کرنے کا حق بھی لوگوں کو حاصل رہے گا۔

کانگریس کی یہ شرطیں جو حکومت نے منظور کی ہیں اور کانگریس نے یہ شرط منظور کی ہے کہ سول نافرمانی کو وہ ملتوی کردے گی اس کے بعد حکومت نے یہ شرطیں بھی منظور کی ہیں کہ تمام جرمانے جو وصول نہیں ہوئے وہ وصول نہیں کئے جائینگے تمام جائداد زمین ملیت اور منقولہ و غیر منقولہ جائداد جو ضبط ہوئی وہ واپس کردی جائیگی تمام پولیٹیکل قیدی جو تشدد کے جرم میں سزایاب نہیں ہوئے وہ رہا کردیئے جائینگے اور تمام آرڈیننس جو وائسرائے نے نافذ کئے تھے وہ منسوخ کردیئے جائینگے جن کی رو سے اخبارات کو ضمانتیں داخل کرنی پڑتی تھیں کانگریس کمیٹیاں خلاف قانون تھیں پکٹنگ جرم تھا وغیرہ وغیرہ یہ سب مطلق العنانی کے غیر معمولی قوانین واپس لے لئے جائینگے چنانچہ وہ سب واپس لے لئے گئے قیدیوں کی رہائی عمل میں آرہی ہے جائدادیں بھی واپس ہو رہی ہیں اس عارضی صلح کو کانگریس کی فتح سمجھنا چاہئے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے کانگریس کی قوت کو تسلیم کرلیا ہے اور ایک طرف جو تشدد اس نے کیا یا کرنا پڑا وہ بیکار ثابت ہوا اور دوسری طرف گول میز کانفرنس کا ڈرامہ بھی بیکار ثابت ہوا اس سے بھی ملک کی رائے عامہ پر کوئی اثر نہیں پڑا اور کانگریس کا ڈنکا بدستور بجتا رہا۔

اب کانگریس آیندہ ہونے والی گول میز کانفرنس میں شریک ہوگی اور ہر ایک سوال پر ازسرنو بحث کرے گی کانگریس پابند نہیں ہے کہ پہلی کانفرنس میں جو طے ہو چکا ہے اسی کی بنیاد پر معاملات پر غور و بحث کرے بلکہ وہ آزاد ہے کہ جو امور طے ہو چکے ہیں ان پر بھی سے بحث شروع کرے اور ان پر غور کرے۔

کانگریس کی دانشمندی

بعض لوگ اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ مہاتما گاندھی نے پولیس کے مظالم کی تحقیقات کے مطالبہ کو چھوڑ کر دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا بلکہ ان کو یہ چاہیئے تھا کہ خواہ کپڑے اور شراب کی پکٹنگ کے حق کو چھوڑنا پڑتا مگر اس مطالبہ پر اڑے رہنا چاہیئے تھا۔

اول تو پولیس والے مطالبہ پر اس قدر اصرار کرنا... ... ...

...کہ اسی مطالبہ کی بنا پر مصالحت کی گفت و شنید ختم ہو جاتی علاوہ ازیں جبکہ کانگریس اپنی قوت کا اظہار کر چکی تھی اب اس کی شرکت گول میز کانفرنس میں ایک وزن رکھتی ہے اس لئے وقت آگیا تھا کہ وہ شرکت پر آمادہ ہو کر ملک کے لئے بہتر سے بہتر دستور و آئین مرتب کراتی اس موقع کو کسی شرط کے منظور نہ ہونے پر ضائع کر دینا خلاف عقل تھا ہاں اگر اپنی قوت کے اظہار سے قبل کانگریس گول میز کانفرنس میں شریک ہوتی تو وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکتی جتنا اعتدال پسندوں نے کیا بلکہ اعتدال پسند بھی جس قدر حاصل کر سکے وہ بھی ہرگز حاصل نہ کر سکتے اگر کانگریس کی تحریک زور سے نہ چل رہی ہوتی کیونکہ حکومت برطانیہ اگر مرکز میں کسی قدر ذمہ داری دینے پر رضامند ہوئی ہے تو صرف کانگریس کی قوت و طاقت کو دیکھ کر ہی راضی ہوئی ہے۔

بہرحال اب وقت آگیا تھا کہ کانگریس گفت و شنید میں شامل ہوتی اس لئے کہ وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ اچھی طرح کر چکی تھی اور لڑائی اس درجہ پر نہیں پہنچی کہ کانگریس جو راہ اختیار کرنا چاہتی ہو وہ نہیں کر سکتی اب اگر وہ گول میز کانفرنس میں یہ دھمکی دے گی کہ پھر جنگ کی راہ اختیار کرنے کے لئے تیار ہے تو اس کی اس دھمکی کو وزن دیا جائے گا اور کوری دھمکی نہیں سمجھا جائے گا۔ اس خیال سے کانگریس کا لندن کانفرنس میں شریک نہ ہونا اور اب شرکت پر آمادہ ہو جانا یقیناً ایک صائب قدم کہا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ دوسری دانشمندی جو کانگریس نے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے پولیس کی تحقیقات پر بدیشی کپڑے اور شراب کے پکٹنگ کے حق کو حکومت سے تسلیم کرا لیا ہے اگر پولیس کی تحقیقات پر زیادہ زور دیا جاتا تو لازمی امر تھا کہ باقی شرطوں کو ترک کرنا پڑتا یا ان میں سے بعض کو چھوڑنا پڑتا اور پولیس کا معاملہ ایسا نہ تھا کہ اس سے کچھ زیادہ یا ٹھوس نفع پہنچنے کی امید تھی کیونکہ اس کا نتیجہ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ چند ملازمین قصوروار ثابت ہوتے اور ان کو سزا دیدی جاتی اس سے کوئی خاص نتیجہ نہ نکلتا اس کے برعکس بدیشی کپڑے اور شراب کے پکٹنگ کا اثر بہت زیادہ نفع بخش ثابت ہوگا اول تو یہ دونوں چیزیں اس قدر زور شور سے فروخت نہ ہو سکیں گی جس قدر کہ زور شور سے اس قومی جنگ سے پہلے فروخت ہوتی تھیں دوسرے سب سے زیادہ نفع یہ ہوگا کہ کانگریس کی طاقت اور اس کا نظام جنگی ایک حد تک مضبوطی کے ساتھ قائم رہے گا اور اگر از سر نو جنگ شروع ہوگی تو بغیر کسی دقت کے کانگریس کامیابی کے ساتھ نو جنگ شروع کر سکے گی کیونکہ اس کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ نکلے گا کہ کانگریس اپنی طاقت ایک ضروری حد تک قائم رکھنے پر مجبور ہوگی ورنہ پکٹنگ نہیں کر سکتی پرامن پکٹنگ کے لئے بھی کچھ نہ کچھ رضاکاروں اور کارکنوں کی ضرورت ہوگی بغیر رضاکاروں اور کارکنان کی ایک معتد بہ جماعت کے پکٹنگ نہیں ہو سکتا

چنانچہ جس قدر کانگریس کمیٹیاں ہیں سب یہی کر رہی ہیں کہ رضاکاروں اور کارکنان کی ایک منتخب جماعت کو روک رہی ہیں اور کانگریس کے نظام کو زیادہ مضبوط اور طاقتور بنانے میں مصروف و مشغول ہیں اور چونکہ تمام سیاسی قیدی رہا ہو گئے ہیں اس لئے کانگریس کی طاقت پہلے سے چوگنی زیادہ ہو گئی ہے بہرحال پکٹنگ کے حق کو تسلیم کرا کے مہاتما گاندھی نے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو کانگریس کمیٹیاں مجبور ہو جاتیں کہ اپنی قومی فوج کو بالکل منتشر کر دیں مگر اب وہ مجبور ہیں کہ پرامن فوج کو پرامن پکٹنگ کے لئے برقرار رکھیں اس صورت میں اگر خدانخواستہ گول میز کانفرنس ناکامیاب ہوئی تو کانگریس پھر از سر نو سول نافرمانی کی جنگ شروع کر سکتی ہے۔ بہرحال مصالحت ہو گئی اگرچہ عارضی مصالحت ہوئی ہے مگر امید ہے کہ یہ مستقل امن اور مستقل صلح ثابت ہوگی اور ہر ایک ہندوستانی کو خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ یہ عارضی صلح مستقل امن و امان کا باعث ہو اور ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ اس کی مرضی کے مطابق حل ہو جائے۔

قیدیوں کی رہائی میں تاخیر

جو شرائط صلح کی طے ہوئی ہیں مہاتما گاندھی ان کی سختی کے ساتھ پابندی کر رہے ہیں اور پر زور طریق پر تمام کانگریس کمیٹیوں اور کانگریسی لیڈر اور کانگریسی کارکنان سے کہہ رہے ہیں کہ ہر ایک شرط کو پورا کرو خواہ تمام بدیشی کپڑا بالکل جائے اور علانیہ بکنے لگے اور خواہ شراب قطعی نہ رکے مگر سوائے عاجزانہ طریق پر لوگوں سے درخواست کرنے کے اور کوئی کام نہ کیا جائے چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ کپڑا پھر علانیہ فروخت ہونے لگا ہے اور شراب بھی بکنے لگی ہے۔

لیکن دوسری طرف حکومت سیاسی قیدیوں کی رہائی میں نہ صرف تاخیر کر رہی ہے بلکہ ناانصافی سے کام لے رہی ہے اور ابتک سینکڑوں قیدیوں کو جیلوں میں بند کر رکھا ہے یہاں تک کہ عورتوں کو بھی روک لیا ہے اور ان میں سے بھی بعض کی رہائی ابتک عمل میں نہیں آئی چنانچہ دہلی میں ابتک دو معزز خواتین جیل میں پڑی ہوئی ہیں اور کئی کارکنوں کو ابتک نہیں چھوڑا گیا اسی طرح ہر ایک صوبہ میں ہو رہا ہے اور ہر ایک صوبہ کی کانگریس کمیٹیاں شکایت کر رہی ہیں کہ ان کے قیدیوں میں سے بیسیوں ابتک رہا نہیں ہوئے چنانچہ ایک درجن سے زائد دہلی کے قیدی ہنوز جیل میں ہیں پنجاب کے بھی بہت قیدی رہا نہیں ہوئے بہار سے بھی شکایت آ رہی ہے اور صوبہ سرحد کے تو سینکڑوں آدمی ہنوز مقید ہیں غرض یہ کہ قیدیوں کی رہائی کی جو شرط تھی حکومت نے اس کو پورا نہیں کیا اور نہایت تنگدلی اور تنگ نظری کا ثبوت دے رہی ہے اس کے برعکس کانگریس کمیٹیاں نہایت سختی سے ان شرائط پر عمل کر رہی ہیں جو اس پر عائد ہوتی ہیں اور کسی ایک شرط کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کانگریس نے وعدہ خلافی کی ہے اسکے باوجود حکومت ہے کہ قیدیوں کی رہائی کی شرط کو بری طرح پامال کر رہی ہے۔

حکومت افسوس ہے کہ اس کی قباحت اور خرابی کو محسوس نہیں کر رہی ہے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا اور اس سے ملک کو نقصان پہنچیگا واقعہ یہ ہے کہ شرائط صلح میں صاف مذکور ہے کہ سول نافرمانی کی جنگ میں جس قدر لوگ قید ہوئے ہیں سوا ان لوگوں کے جو اصطلاحی طور پر تشدد کے جرم میں ماخوذ ہوئے ہیں وہ سب رہا کئے جائینگے اصطلاحی تشدد کے معنی یہ ہیں کہ تا فعلی تشدد کی کوشش نہ کی ہو بلکہ اتفاقی طور پر تشدد کا جرم ان پر عائد ہو گیا ہو مثلاً ایسی تقریر کر دی ہو جس میں کچھ تشدد کی بو آ گئی ہو یعنی تقریر

سخت ہو گئی ہوں ممکن ہے کہ بعض افراد نے ایسی تقریریں کر دی ہوں اور جوش میں ایسے الفاظ زبان سے نکل گئے ہوں جو تشدد کے معنی میں آجاتے ہیں مثال کے طور پر دہلی کی دو معزز خواتین ایک نظم کے پڑھنے کے جرم میں دفعہ ایک سو اٹھہ کے جرم میں سزایاب ہوئی ہیں نظم مذکورہ بیشک اچھی نہیں ہے اور اس میں تشدد کی بو آتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ محض اصطلاحی طور پر تشدد کہا جا سکتا ہے کیونکہ اول تو نظم ایسی ہے جسکے خود یہ دونوں عورتیں سمجھنے سے قاصر ہیں کیونکہ یہ دونوں عورتیں ایسی اردو نہیں جانتیں جس میں فارسی کی ترکیبیں ہوں مثلاً سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر ہندو عورتیں بھلا سرفروشی کے معنی کیا جانیں اس کے علاوہ عام جلسوں میں اس قسم کی نظم کے معنی عوام ہرگز یہ نہیں لیتے کہ نظم پڑھنے والا تشدد پر ابھار رہا ہے اور اسکی نیت یہ ہے کہ عوام تشدد شروع کر دیں بلکہ اسکے برعکس چونکہ جلسہ پر امن تحریک کے سلسلہ میں ہوتا ہے اسلئے ہر ایک شخص کے ذہن میں پر امن تحریک ہی کا خیال ہوتا ہے اور اس جلسہ کی ساری فضا پر امن ہوتی ہے اگر اتفاقی طور پر کوئی نظم یا کوئی تقریر کسی حد تک گرم بھی ہو جاتی ہے تو اس کا اثر تشدد نہیں ہوتا بلکہ پر امن تحریک ہی کے حق میں ہوتا ہے۔

بہر حال حکومت نے جو طرز عمل اختیار کر رکھا ہے وہ ہرگز ایسا نہیں ہے جس سے اسکو کچھ بھی فائدہ پہنچے اسکے برعکس اس کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے اور عام طور پر خیال پیدا ہو رہا ہے کہ حکومت وعدہ خلافی کر رہی ہے اور اس کی نیت ابھی تک صاف نہیں ہے اور قلب کی تبدیلی ابھی تک نہیں ہوئی اس سے وہ فضا ہرگز نہیں پیدا ہو سکتی جو مطلوب ہے اور باہمی اعتماد و نیک نیتی کی فضا کو دو نہیں ہاتھ اسلئے ہم حکومت کو مشورہ دینگے کہ وہ ایسے تمام قیدیوں کو رہا کرے جو اصطلاحی طور پر تشدد میں ماخوذ ہوئے ہیں۔

بھگت سنگھ وغیرہ کو پھانسی

یہ خبر تمام ملک میں افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ بھگت سنگھ وغیرہ کے لئے جو لاکھوں دستخطوں سے میموریل کمانڈرانچیف کے پاس گیا تھا اس کو وائسرائے نے نامنظور کر دیا اور آج یعنی ۲۳ مارچ تک کی تاریخ ان کے اعزہ اور رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے مقرر کیگئی ہے یعنی آخری ملاقات اس اطلاع سے تمام ملک کے نوجوانوں کے اندر ایک ہیجان اور جوش پیدا ہو گیا ہے ان نوجوانوں کو مسٹر سانڈرس کے قتل کے جرم میں سزائے پھانسی دیگئی ہے۔

اس حقیقت کو چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے کہ ان نوجوانوں خصوصاً بھگت سنگھ کی محبت نے جوشیلے نوجوانوں کے دل میں غیر معمولی جگہ حاصل کر لی ہے ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ سارے نوجوان تشدد پسند ہیں اور پر امن تحریکوں کو وہ ناپسند کرتے ہیں اور انکی ہر دلعزیزی کے یہ معنی بھی نہیں کہ ان کے افعال کو بنظر پسندیدگی دیکھا جا رہا ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو گمراہ مگر بہادر محب وطن خیال کیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ فرط جوش اور افراط حب الوطنی نے ان کو غلط راستہ پر ڈال دیا ہے مگر اس کے باوجود یہ صحیح ہے کہ ان کو بہادر محب وطن سمجھا جاتا ہے اور ان کی جان کے تحفظ کو ہر ایک شخص دل سے چاہتا ہے خصوصاً نوجوانوں کا طبقہ۔

اس کے بعد دوسری چیز جس نے لوگوں کو بے چین کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ان کا مقدمہ ملک کی عام عدالت میں عام قانون کی رو سے سماعت نہیں ہوا بلکہ مدسرے نے اپنے اختیار سے جو غیر معمولی قانون نافذ کیا اور اسکے ماتحت جو ٹریبونل قائم ہوا اس نے خاص اختیارات کے ذریعہ ان کے مقدمہ کی سماعت کی جس کے بعد ان کو اپیل وغیرہ کے وہ حقوق بھی نہیں مل سکے جو ہر ایک قاتل کو حاصل ہوتے ہیں ہر چند مقدمہ میں کوئی صفائی نہیں پیش کی گئی کیونکہ بطور احتجاج ملزموں نے مقدمہ میں کوئی حصہ نہیں لیا اس لئے اگر لوگوں کو یہ یقین نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں انصاف ہوا ہے تو ایک حد تک وہ معذور ہیں عوام کا یہ خیال ہے کہ چونکہ معمولی قانون سے ان کے مقدمہ کی سماعت نہیں ہوئی اور خاص اختیارات سے کام لیا گیا ہے اسلئے یہ بالکل ممکن ہے کہ انصاف نہ ہوا ہو اگر صفائی کا پورا موقع ملتا اور خواہ مخواہ قانونی سہولتیں ملزمین کو ملتیں تو بہت ممکن تھا کہ پھانسی کا جرم ثابت نہ ہوتا یہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر عوام کو سخت دشوار گذر رہا ہے کہ ان نوجوانوں کو پھانسی دیدی خصوصاً نوجوانوں کے طبقہ کو بہت شاق گذر رہا ہے۔

اصل حقیقت کیا ہے اور یہ کہ یہ نوجوان فی الواقع مجرم ہیں یا نہیں اس کا صحیح علم تو خدا ہی کو ہے اور اسی کو ہو سکتا ہے مگر اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ عام ملکی قانون کی رو سے مقدمہ کی سماعت نہ ہونے کی وجہ سے اس امر کا شبہ ضرور ہے کہ شاید یہ مجرم نہوں اور بلا قصور ان کو پھانسی مل رہی ہو۔

یہ تو قانونی نقطہ نظر تھا لیکن دوسرا نقطہ نظر سیاسی بھی ہے اور وہ یہ کہ ایسی حالت میں کہ کانگریس سے مصالحت ہو چکی ہو اور ملک میں امن بحال ہو گیا ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ امن کی فضا کو ترقی دی جائے اور آپس کے تعلقات میں جو تلخی پیدا ہو گئی تھی وہ دور ہو جائے تو اس کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان نوجوانوں کو پھانسی دیکر از سر نو نوجوان طبقہ کے اندر تلخی نہ پیدا کی جائے اور از سر نو تلخ جذبات نہ ابھارے جائیں حقیقت یہ ہے کہ اصل مقصد یہ ہے کہ ملک میں امن قائم ہو اور تشدد آمیز جرائم کا خاتمہ ہو اور یہ اس صورت میں زیادہ خوبی کے ساتھ حاصل ہوتا ہے کہ رحمدلی سے کام لیا جائے فرض کیجئے بھگت سنگھ وغیرہ جو ملزم نہیں ہیں لیکن اب مقتول کو ہم واپس نہیں لا سکتے یہ انسانی قدرت سے باہر ہے اس لئے غور طلب امر یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو پھانسی پر لٹکا کر ہم اس مقصد سے قریب ہوتے ہیں یا نہیں جو ہم سب کا ہے یعنی یہ کہ دلوں کے اندر سے وہ زہر دور ہو جائے جو ایسے جرائم کی اصل بنیاد ہے ہماری ناقص رائے میں تو پھانسی دینے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ پرجوش طبقہ نوجوانوں کا خواہ اس سے مرعوب ہو کر دل کی تلخی میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کا دماغ اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ ٹھنڈے دل سے ایسے افعال کی خرابی اور برائی پر غور کر سکیں بلکہ ان کے اندر اشتعال پیدا ہوتا ہے اور بغیر اچھی طرح غور کئے وہ غلط راستہ پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

ابھی تک ان تینوں نوجوانوں کو پھانسی نہیں دیگئی مگر اندیشہ ہے کہ کل یا پرسوں دیدی جائیگی ہماری بالکل نیک نیتی کے ساتھ یہ رائے ہے کہ حکومت اور ملک دونوں کے لئے لاکھوں دستخطوں کے میموریل کو مسترد کر دینا مضر ہے اگر موت کی سزا کو حبس دوام میں بدل دیا جائے یا کم از کم گول میز کانفرنس کے خاتمہ تک موت کی سزا ملتوی کر دی جائے تو نہایت مناسب ہوگا اور اس سے کوئی نقصان حکومت کو نہیں پہنچتا۔

ہمیں اس امر کا اندیشہ ہے کہ اگر پھانسی کی سزا دیدی گئی تو ملک میں ناراضگی کا طوفان برپا ہو جائیگا اور نوجوانوں کے اندر سخت جوش اور غیظ و غضب کے جذبات بھڑک اٹھیں گے اور ہم جیسی فضا چاہتے ہیں اس کو اس سے نہ صرف یہ کہ کوئی امداد نہ ملیگی بلکہ الٹا نقصان پہنچے گا۔

ایک بات اور کہدینی چاہیئے وہ یہ کہ پھانسی دیئے جانے کے اندیشہ سے جو اضطراب اور بے چینی لوگوں میں ہے وہ ہرگز اس جذبہ کے ماتحت نہیں ہے کہ لوگوں کو قاتلوں سے ہمدردی ہے یا قتل کے واقعات کو وہ مستحسن سمجھتے ہیں چند گمراہ جوشیلے جوانوں کو چھوڑ کر ہر شخص اس تشدد کے طریقہ کو غلط مضر اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے بلکہ صرف

یہ جذبہ بکار فرما ہے کہ افراط جوش سے جو غلطی ہو گئی ہے اس کو اسی لحاظ نظر سے دیکھا جائے اگر سزائے موت حبس دوام سے بدل دی جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حکومت کی طرف سے نہایت اچھے جذبات پیدا ہو جائیں گے جو مستقبل کیلئے نہایت مفید ثابت ہوں گے۔

انگلستان کے قدامت پسند

انگلستان میں تین سیاسی پارٹیاں ہیں ایک قدامت پسند دوسرے لبرل تیسرے لیبر یعنی مزدور آجکل مزدور پارٹی برسر اقتدار ہے یہ پارٹی بہت زیادہ آزاد خیال سمجھی جاتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ جہاں تک اپنے ملک کا تعلق ہے یہ پارٹی بہت آزاد خیال ہے مگر ہندوستان کے مسئلہ میں سب پارٹیاں ایک ہی ہیں لیکن قدامت پسند سب سے زیادہ دشمن ہیں اور اس لحاظ سے اچھا ہی کہ اپنی دشمنی کو حکمت عملی اور پالیسی کے پردہ میں چھپا بھی نہیں سکتے

آجکل قدامت پسند پارٹی ہندوستان کے خلاف جہاد میں مصروف ہے گرچہ کہ برسر اقتدار نہیں ہے اس لئے کچھ کر نہیں سکتی سوائے زبانوں سے زہر کے شعلے اگلے اور اخبارات کے صفحات پر آگ کے انگارے بکھیرے اس پارٹی کے لیڈر مسٹر بالڈون میں مگر وہ کسی قدر عقل سے کام کر رہے ہیں لیکن اسی پارٹی کے ارکان مسٹر چرچل لارڈ لائیڈ اور اسی قسم کے دوسرے ارکان بھی ہیں جن کا مشغلہ آجکل صرف یہ ہے کہ ہندوستان کے خلاف اپنی پوری طاقت سے جہاد کریں اور اس کو آزاد کرنے کے خلاف اشتعال پیدا کریں لوگوں کو بہکائیں یہ کہکر کہ ہندوستان ہاتھ سے نکلا اور اس کے نکلتے ہی انگلستان بھوکوں مرجائیگا اور اس کی صنعت و تجارت تباہ و برباد ہو جائیگی اسلئے ہندوستان پر سختی کیساتھ حکومت کرنی چاہئے اور اسکی گرفت مکلوبی ہرگز ہرگز ڈھیلی نہ کرنی چاہیے یہاں تک کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جو کچھ طے پایا ہے وہ بھی بہت زیادہ ہے صرف صوبوں کی آزادی دیدو مرکزی حکومت میں کسی قسم کی ذمہ داری دینے کا نام تک نہ لو۔

ظاہر ہے کہ کوئی قوم بخوشی کسی دوسری قوم کو آزادی نہیں دیا کرتی موجودہ حکومت نے جو کچھ دینا منظور کیا ہے وہ بھی بمجبوری کیونکہ انہوں نے محسوس کر لیا کہ اگر اتنا بھی نہ دیا جائے گا تو ہندوستان میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور ممکن ہے کہ پھر بعد میں ہندوستان اس کو بھی ٹھکرا دے۔

دیگر قدامت پسند چونکہ برسر اقتدار نہیں ہیں اس لئے ان پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہندوستان کی حالت بد سے بدتر ہو جائیگی تو اس کی ذمہ داری برسر اقتدار حکومت پر ہوگی اس لئے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے اور موجودہ حکومت کو خوب بدنام کرنا چاہیے کہ اس نے برطانوی شہنشاہیت کو خطرے میں ڈال دیا ہے اور تاج برطانیہ کے سب سے زیادہ قیمتی ہیرے کو ہاتھ سے دے رہی ہے اس لئے اس حکومت کو برطرف کر کے قدامت پسندوں کے ہاتھ میں ملک کی عنان حکومت دینی چاہیے۔

اس کے علاوہ مسٹر چرچل یہ چاہتے ہیں کہ مسٹر بالڈون کو پارٹی کی لیڈری سے ہٹا کے ان کی جگہ خود پارٹی لیڈر بن جائیں تاکہ اگر قدامت پسند پارٹی برسر اقتدار آئے تو آپ ہی وزیر اعظم بنیں اور یہودی کی طرح دل کے ارمان نکالیں۔

لیکن مسٹر چرچل کو معلوم نہیں ہے کہ اب ہندوستان وہ ہندوستان نہیں ہے جو ظلم و تشدد سے ڈر کر آزادی کی طلب سے دست بردار ہو جائے گذشتہ ایک سال کی مدت میں اچھی طرح تجربہ کر لیا گیا ہے کہ حکومت کے ہاتھ میں تشدد اور جبر کے جتنے حربے تھے سب ہی اس نے استعمال کر لئے مگر آزادی کی جنگ بدستور جاری رہی اور کوئی قوت اس کو دبا نہیں سکی اور اگر کچھ دنوں اور مصالحت نہ ہوتی تو خدا معلوم کہاں سے کہاں یہ تحریک پہنچ جاتی ابتک تو صرف شہروں کے اندر ہی یہ تحریک محدود تھی مگر اب شہروں سے دیہات کی طرف اس کا رخ پھر رہا تھا اگر دیہات تک اس آگ کی چنگاریاں پہنچ جاتیں تو پھر اس کا بجھانا ناممکن تھا۔

خدا معلوم چرچل اینڈ کو اس قدر بدقسمت کیوں ہیں کہ ان کی سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آتی کہ کسی قوم کو ہمیشہ کے لئے غلام نہیں رکھا جا سکتا ایک وقت آجاتا ہے جب غلام قوم بھی بیدار ہو جاتی ہے اور بیدار ہونے کے بعد اس کو کوئی طاقت حصول آزادی سے روک نہیں سکتی۔

شاید مسٹر چرچل اینڈ کو کا خیال ہے کہ اگر اب دوبارہ کانگریس تحریک شروع کرنا چاہے گی تو ملک اس کا ساتھ نہ دیگا اور چونکہ ملک تھک چکا ہے لہٰذا مہاتما جی کی آواز پر ملک لبیک نہ کہیگا مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس دفعہ کسی مذہبی یا خارجی سبب کی وجہ سے تحریک شروع نہیں ہوئی بلکہ خالص سیاسی احساس تھا جس نے ملک کو اس قدر قربانیاں کرنے پر آمادہ کر دیا تھا چونکہ صحیح احساس اور صحیح بیداری پیدا ہو چکی ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ پھر از سر نو مہاتما جی کی آواز کو لبیک نہ کہا جائے۔

مسٹر چرچل اینڈ کو نے جو روش اختیار کی ہے وہ نہ تو انگلستان کے مفاد کیلئے مفید ہے اور نہ ہندوستان کے لئے کیونکہ ایسی تقریروں سے تلخ جذبات پیدا ہوتے ہیں اور کشیدگی بڑھتی ہے اگر مسٹر چرچل انگلستان کی خدمت کرنی چاہتے ہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ نیک دلی اور خوش اعتمادی کی فضا پیدا کی جائے اور ہندوستان کو اس کا موقع نہ دیا جائے کہ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ انگلستان خوشی سے کچھ بھی ہندوستان کو نہیں دینا چاہتا۔

پھانسی ہو گئی ہے

بھگت سنگھ وغیرہ کے متعلق ایک شذرہ لکھا جا چکا تھا کہ معلوم ہوا ان تینوں نوجوانوں کو آٹھ بجے کے قریب پھانسی دیدی گئی پھانسی کو ملتوی نہ کرنا اور کانگرس کے اجلاس سے قبل ان کو سزائے موت دیدینا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ضروری سمجھا گیا اور اس سے حکومت نے کیا فائدہ تصور کیا۔

اگر پھانسی نہ دی جاتی اور پھانسی کو حبس دوام سے بدل دیا جاتا تب بھی حکومت کا منشا پورا ہو سکتا تھا اور حکومت تمام ملک کی خوش اعتمادی حاصل کر سکتی تھی مگر اب صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے حکومت خود اندازہ لگا سکتی ہے کہ ان نوجوانوں کو پھانسی پر لٹکا کر اس نے کیا حاصل کیا ہے کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ مہاتما گاندھی سے لیکر ایک معمولی ہندوستانی تک کے دل ہل گئے ہیں اور سب نے یکساں غم و افسوس کے ساتھ اس خبر کو سنا ہے۔

موتیں روزانہ ہوتی ہیں پھانسیاں بھی ہوتی رہتی ہیں بلکہ سیاسی جرائم میں بھی پھانسیاں ہو رہی ہیں مگر بھگت سنگھ کا معاملہ بالکل دوسرا ہے آج سارا ہندوستان اس کے غم میں مبتلا ہے یہاں تک کہ عدم تشدد کے واحد علمبردار مہاتما گاندھی تک اسی طرح متاثر نظر آتے ہیں جس طرح ایک پرجوش نوجوان غم و غصہ کی تصویر نظر آتا ہے اس کی وجہ وہی ہے جس کا اظہار ہو چکا کہ ان کے مقدمہ کی سماعت عام ملکی قانون کے ماتحت نہیں ہوئی۔

بہرحال ان نوجوانوں کو پھانسی دیدی گئی اور اب وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں اور ہم میں سے کوئی ان کو واپس نہیں لا سکتا اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم سب صبر کریں اور ان کی روحوں کے لئے دعاء خیر کریں ہم نوجوانوں سے اپیل کرینگے کہ وہ صبر سے کام لیں اور اپنے دل کو غم و غصہ سے پاک رکھیں اور سمجھ لیں کہ آخر حکومت بھی انسانوں ہی کی ہے اور انسانوں ہی سے غلطی ہوتی ہے حکومت نے ان کو اس موقع پر اور ان نازک حالات میں پھانسی دیکر غلطی ضرور کی ہے مگر ہمارا فرض ہے کہ صبر و سکون سے کام لیں اور دوسرے کی غلطی سے خود اپنے آپ کو کسی غلطی میں نہ ڈال دیں ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم کس قدر مجبور کس قدر بیکس اور کس درجہ بے بس ہیں کہ لاکھوں انسانوں نے بھگت سنگھ کو بچانے کی کوشش کی مگر ان کی کوشش بیکار ثابت ہوئی اس لئے اس بیکسی اور اس بے بسی کی حالت کو دور کرنے کیلئے بھی دل سے کوشش کرنی چاہیئے اور اس کا راستہ عدم تشدد ہی کا ہے جس نے ایک سال کے اندر ملک کی کایا پلٹ دی ہے ہم نوجوانوں سے اپیل کرینگے کہ وہ ان پھانسیوں سے مشتعل نہ ہوں بیشک بھگت سنگھ کی جرات بہادری اور استقلال سبق حاصل کریں مگر ان کے راستہ کی تقلید نہ کریں اور تشدد کے خیالات کو دل سے نکال دیں جو کسی حال میں بھی ہمارے حالات کے مناسب نہیں ہے۔

فرقہ وارانہ مسئلہ اور مسلمان

گورنمنٹ اور کانگریس کی مصالحت ہوگئی اور اب کانگریس گول میز کانفرنس میں شریک ہوگی لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندو مسلم مسائل کا تصفیہ ہو جائے جب تک ہندو مسلمانوں کا مسئلہ طے نہ ہوگا کانفرنس کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہوگی مہاتما گاندھی نے سچ کہا ہے کہ اگر کانفرنس سے پہلے ہندو مسلم مسئلہ طے نہ ہوا تو کانفرنس سے وہ نتائج نہ نکلیں گے جو نکلنے چاہئیں اور جن کی ہم کو خواہش ہے اور یہ مسئلہ اس وقت تک طے نہیں ہو سکتا جب تک ہندو مسلمان اور سکھ پوری طرح رواداری کی اسپرٹ نہ دکھائیں اگر اسی طرح اپنی اپنی ضد پر تینوں فرقے جمے رہے اور ذرہ برابر اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو ظاہر ہے کہ باہمی مفاہمت نہیں ہو سکتی مفاہمت تو صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب سب فرقے اس امر کو محسوس کریں کہ ہم پر ملک کا بھی کچھ فرض ہے اور اگر ہم اسی طرح لڑتے رہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ نہ تو فرقہ وارانہ مطالبات پورے ہوں گے اور نہ ملکی مطالبات۔

ہم اس وقت مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرینگے کہ وہ اندھا دھند کام نہ کریں بلکہ عقل و خرد سے کام لیں انہوں نے گول میز کانفرنس کے نتائج دیکھ لئے ہیں کوئی ایک مطالبہ بھی اہم مطالبات میں سے پورا نہیں ہوا - حکومت نے ایک بھی اہم مطالبہ کی تائید نہیں کی بلکہ برعکس حکومت نے مسلم مطالبات کی اس طرح مخالفت کی ہے کہ پنجاب اور بنگال کی اکثریت کو اپنی یادداشت میں تسلیم نہیں کیا اور مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت بنا دیا ہے۔

ان حالات میں مسلمانوں کو موجودہ فضا کو دیکھ کر اپنے مطالبات پر نظر ثانی کر کے از سر نو مرتب کرنا چاہیئے اور ان کو کانگریس کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اگر مطالبات معقول و مدلل ہوئے تو کانگریس ضرور ان کو تسلیم کریگی اور اگر کانگریس کا تعاون مسلمانوں کو حاصل ہوگیا تو ان کی پوزیشن مضبوط و مستحکم ہو جائیگی پھر اگر ہندو سبھا مخالفت بھی کرے تو اس کی چل نہیں سکتی مسلمانوں نے سب سے پہلی غلطی تو یہ کی کہ کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی فرض کر لیجئے کہ کانگریس نے ابتدا میں ان کے مطالبات تسلیم نہیں کئے مگر اس کے معنے یہ تھے کہ ہم کانگریس کی طاقت کو بالکل ہندوؤں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیتے عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ جہاں اور جس گوشہ میں بھی طاقت ہوتی اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے جتنا بھی قبضہ کرنا ممکن تھا تیسری غلطی اور سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ کانگریس کی تحریک میں حصہ نہیں لیا ہندوؤں نے پورا حصہ لیا پوری قربانیاں کیں اور دل کھول کر قربانیاں کیں ہزاروں کی تعداد میں جیل گئے لاکھوں روپے کا نقصان برداشت کیا لاٹھیاں کھائیں گولیاں کھائیں جیل گئے اور حکومت کے تشدد کا اچھی طرح جم کر مقابلہ کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ حکومت مرعوب ہوگئی اور اس نے یہ محسوس کر لیا کہ طاقت اگر ہے تو کانگریس کے اندر اور کانگریس میں مسلمان نہیں بلکہ ہندوؤں کی اکثریت ہے۔

غضب تو یہ کیا کہ مسلمان گذشتہ ایک سال تک خاموش ہی نہیں بیٹھے بلکہ گلا پھاڑ پھاڑ کر ڈھنڈورا پیٹتے رہے کہ ہم مسلمان کانگریس میں شریک نہیں ہیں اگر خاموش رہتے تو ان پر یہ الزام نہ لگتا کہ انہوں نے قربانیاں نہیں کیں۔

بہرحال اب یہی وقت ہے کہ مسلمان گذشتہ تجربہ سے سبق حاصل کریں اور معقولیت کا راستہ اختیار کریں اور کم از کم ایسی روش اختیار کریں جس سے کانگریس کا تعاون اور اس کی امداد و اعانت ان کو حاصل ہو جائے یہ کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے کیونکہ موجودہ حالات ایسے ہیں کہ اگر مسلمان معقولیت اختیار کریں تو کانگریس ان کی موید ہو جائے گی اور آج کانگریس کی جو قوم تائید حاصل کریگی اسی کی جیت ہے کیونکہ سب سے زیادہ طاقت اور قوت اس وقت کانگریس ہی کو حاصل ہے حکومت کو مجبوراً اسی طرف جھکنا پڑے گا جدھر کانگریس ہوگی کیونکہ یہ دوسری گول میز کانفرنس صرف کانگریس ہی کو راضی کرنے کے لئے منعقد ہو رہی ہے۔

اب مسلمانوں کو کیا روش اختیار کرنی چاہیئے

ناظرین مودی کو یاد ہوگا کہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کو از سر نو اپنے مطالبات جدید حالات کی روشنی میں مرتب کرنا چاہیئے جدید حالات یہ ہیں کہ ہم گذشتہ چار پانچ سال سے حقوق حقوق کی رٹ لگا رہے تھے اور ہمیں یقین تھا کہ اگر اسی طرح ہم حقوق کا نعرہ بلند کرتے رہے تو لندن پہنچتے ہی انگریز ہمارے ہاتھ میں حقوق کا محضرنامہ دیدیں گے کیونکہ ہمارے سادہ دل اور سادہ لوح مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان گویا انگریزوں اور حکومت کی پوری امداد حاصل کر چکا ہے مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ خود غرض مسلمانوں نے عام مسلمانوں کو جو خواب دکھلایا تھا اس کی تعبیر غلط نکلی اور جو سبز باغ دکھایا تھا وہ ویرانہ نکلا اور نہ صرف یہ کہ حکومت نے کوئی ساتھ مسلمانوں کا نہیں دیا بلکہ اپنی یادداشت سے مسلمانوں کو اور زیادہ نقصان پہنچایا۔

اب بہتر یہ ہے کہ حکومت کی سرد مہری گول میز کانفرنس میں اپنی ناکامی اور کانگریس کی روز افزوں طاقت کو دیکھ کر اور ان سب حالات کو مدنظر رکھ کر مطالبات مرتب کرو۔

ہم مودی کے صفحات میں عرض کر چکے ہیں کہ اگر مسلمان صرف دو باتیں طے کر لیں تو تمام مشکلات ان کے راستہ سے دور ہو سکتی ہیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مسلمان صرف آبادی کے تناسب سے نشستوں کے محفوظ کرنے کا مطالبہ کریں ہر جگہ ہر ایک صوبہ میں آبادی کے مطابق صرف مطالبہ کریں اور اس مطالبہ کو چھوڑ دیں کہ جہاں ان کی

اقلیت ہے وہاں ان کو آبادی سے زیادہ نشستیں دی جائیں اور جس جگہ ان کی اکثریت ہے وہاں ان کی اکثریت کو قائم رکھا جائے یہ مطالبہ غلط ہے غلط اس لئے کہ اس مطالبہ کی وجہ سے مسلم اکثریت خطرہ میں پڑ رہی ہے کیونکہ ہندو اس مطالبہ کو نہیں مانتے کہ جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں بھی ان کو زیادہ جگہیں دی جائیں اور جہاں زیادہ نہیں ہیں وہاں بھی اگر صرف آبادی کے تناسب کا دعوٰی کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اس دعوٰی کو رد کر سکے۔

مگر اس بدقسمتی کو کیا جائے کہ مسلمان اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ جہاں ان کی اقلیت ہے اور جن صوبوں میں ان کی ۱۴ فیصدی ، ۷ فیصدی اور ۸ فیصدی آبادی ہے وہاں اگر ۱۴ فیصدی کی بجائے ۳۰ فیصدی اور ۷ کی بجائے ۱۵ فیصدی اور ۸ اور ۴ فیصدی کی جگہ ۱۵ فیصدی نشستیں دیدی گئیں تو اس سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ان کی اقلیت اکثریت نہیں بن سکتی اور اس سے نقصان یہ ہوتا ہے کہ جہاں ان کی اکثریت ہے وہ اس رعایت کی وجہ سے اقلیت بنی جاتی ہے اور اقلیت کی کوئی قیمت نہیں ہے جب تک کہ سیاسی بنیاد پر پارٹیاں نہ قائم ہوں مگر افسوس کہ ہم سیاسیات میں اس قدر سادہ لوح واقع ہوئے ہیں کہ اقلیت والے صوبوں میں چند نشستوں کے لئے ہم اپنی اکثریت کو خاک میں ملانے کے لئے تیار ہیں اور اس طرح عظیم قومی مفاد کو نظرانداز کر رہے ہیں یہ کھلی ہوئی قوم وملت کے ساتھ غداری ہے اگر قومی مفاد کا حقیقی تحفظ مدنظر ہے تو اقلیت والے صوبوں میں رعایت حاصل کرنے کی خواہش ہمیں اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ ہماری مشکلات اسی ایک وجہ سے پیش آرہی ہیں اور پنجاب کے سکھ اسی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت کے راستہ میں روڑے اٹکاتے ہیں کہ دوسرے صوبوں میں ہم رعایت طلب کر رہے ہیں سکھوں کا مطالبہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو جہاں وہ اقلیت میں رعایت دی جاتی ہے تو ہم کو بھی پنجاب میں رعایت دی جائے اور ۱۲ فیصدی کے بجائے ۳۰ فیصدی ہم کو نمائندگی ملنی چاہیئے ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ سکھوں کے اس مطالبہ کا ان کے پاس کیا جواب ہے ہاں اگر کوئی جواب ہے تو صرف یہ کہ نہ ہم رعایت طلب کریں اور نہ کسی کو رعایت دیں بس یہی ایک صورت ہے جس کے ذریعہ ہم اپنی اکثریت ان صوبوں میں قائم رکھ سکتے ہیں جن میں ہماری آبادی زیادہ ہے ورنہ بصورت دیگر سارے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں رہ جائینگے۔

خود غرض مسلمانوں کی غداری

یہ ساری مصیبت خود غرضی کی ہے جو چند آدمی اس زمانہ کونسلوں وغیرہ میں ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا عہدہ و منصب قائم رہے مسلمان خواہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں۔ پنجاب کے لوگ یہ چاہتے ہیں جن میں سر فضل حسین اور سر فضل کی پارٹیاں شامل ہیں کہ خواہ پنجاب کی اکثریت مبدل بہ اقلیت ہو جائے مگر جداگانہ طریق انتخاب باقی رہے تاکہ ان کی نشست محفوظ رہے اور وہ فرقہ پرستی کے جذبات کو ابھار کر ممبر بن سکیں وہ جانتے ہیں کہ اگر مخلوط انتخاب کا طریقہ رائج ہوا تو ان کی پرسش نہ ہوگی بلکہ اس وقت وہ لوگ منتخب ہوں گے جو قوم پرست ہوں گے اور جن کو دونوں قومیں پسند کریں گی۔

یہ کیسی خود غرضی ہے کہ ذاتی اور شخصی منافع پر ملک وملت کے ساتھ ایسی دشمنی کرنے پر ہم تیار ہو گئے ہیں کہ نہ تو ملک کا مفاد عظیم ہمارے سامنے ہے اور نہ ملت کا نا نفع پیش نظر بلکہ صرف اپنی ذات کی قربانگاہ ہے جس پر سب کچھ قربان کئے چلے جا رہے ہیں۔

جداگانہ انتخاب اور مخلوط انتخاب پر مولوی کے صفحات پر ہم ایک سے زائد مرتبہ بحث کر چکے ہیں اور اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے کسی طرح جداگانہ طریقہ انتخاب مفید نہیں ہے بلکہ سخت مضر اور مہلک ہے اور انشاء اللہ جلد پھر از سر نو اس مسئلہ پر وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے اس وقت صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ اگر مسلمان مخلوط انتخاب کو قبول کر لیں تو پانچ چھ سال سے جو فرقہ وارانہ مسئلہ کھٹائی میں پڑا ہوا ہے اور کسی طرح طے نہیں ہوتا آسانی سے طے ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں۔

آبادی کے تناسب سے نمائندگی اور مخلوط انتخاب یہ دو چیزیں اگر ہم مان لیں تو نہ تو سکھ ہمارے راستہ میں روڑا اٹکا سکتے ہیں اور نہ ہندو ان دونوں کو مجبوراً ہمارے تمام مطالبات تسلیم کرنے پڑینگے اور اگر یہ دو چیزیں اگر ہم مان لیں تو نہ تو سکھ ہمارے راستہ میں روڑا اٹکا سکتے ہیں اور نہ ہندو ان دونوں کو مجبوراً ہمارے تمام مطالبات تسلیم کرنے پڑینگے اور اگر یہ دونوں پھر بھی مخالفت کریں گے تو کانگریس کی امداد اور اس کا تعاون ہم کو حاصل ہو جائے گا۔

اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ مہاتما گاندھی نے صاف لفظوں میں کہدیا ہے کہ کانگریسی اور غیر کانگریسی مسلمان جو متحدہ فیصلہ کر لیں گے میں آخر دم تک اس کی تائید کروں گا یعنی مسلمانوں کا باہمی اتحاد ضروری ہے اور یہ اتحاد اسی وقت ہو سکتا ہے جب مذکورہ بالا دو امور میں مسلمان اپنے مطالبات میں ترمیم کریں کیونکہ کانگریسی مسلمان کسی طرح جداگانہ انتخاب کو تسلیم نہیں کر سکتے اس لئے کہ ... ... کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی پنجاب اور بنگال کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

خود غرض مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ خواہ سارے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہو جائیں مگر جداگانہ انتخاب باقی رہے تاکہ ان کے لئے انتخاب کی گنجائش باقی رہے اور اقلیت والے صوبوں میں کچھ رعایت مل جائے خواہ اس سے مسلم قوم کو کچھ بھی فائدہ نہ پہنچے ان حالات میں کہ آل پارٹیز کانفرنسوں اور گول میز کانفرنس میں ہم کو کھلی ہوئی شکست مل چکی ہے اور ہمارے مطالبات کو بیدردی سے اس جماعت نے بھی ٹھکرا دیا ہے جس پر خود غرضی سے ہم نے اعتماد کر لیا تھا اور جس کی امداد کے بھروسہ پر ہم نے ملک کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور جماعت یعنی کانگریس سے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی ان حالات میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ جداگانہ انتخاب جیسی مضر اور مہلک چیز کو چھوڑ کر ہم کانگریس کو اپنی طرف کر لیں جس کے سامنے حکومت بھی سر جھکا رہی ہے۔

بہر حال تناسب آبادی کے مطابق نمائندگی اور مخلوط انتخاب یہ دونوں امور ایسے ہیں جن کو اختیار کر کے ہم اپنے راستہ سے تمام مشکلات دور کر سکتے ہیں اگر سابق کے تجربہ کے بعد بھی ہم نے اپنی گذشتہ روش ترک نہ کی تو جس طرح اب تک خسران و ناکامی سے دوچار ہوتے رہے ہیں اسی طرح آئندہ بھی سوائے ناکامی و نامرادی کے اور کچھ ہمارے حصہ میں نہ آئیگا۔

خطبہ

الحمد للہ الذی قال ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم وقال اللہ تعالیٰ لیس للانسان الا ما سعی وصلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد یا معشر المسلمین۔

حمد وثنا اس خالق وکون ومکان کو سزاوار ہے جس نے انسان کو خلعت شرافت سے ممتاز فرمایا اور تمام مخلوق پر فضیلت وبرتری عطا فرمائی اور اس کی ہدایت کے لئے انبیا ورسل مبعوث فرمائے اور کتب آسمانی نازل فرمائیں اور ان کو جدوجہد کے ذریعہ دارین کی سعادت وفلاح حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی اور اپنی رحمت وبرکت کے دروازے اس شرط پر کھول دیئے کہ وہ خدا کی بخشی ہوئی قوتوں سے کام لیں۔

اور درود وسلام نازل ہو اس آقائے مدنی سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جس ذات مقدس نے کہ احکام الٰہی کو عملی جامہ پہنا کر ایک اسوۂ حسنہ عالم انسانیت کے سامنے پیش فرمایا اور بتلا دیا کہ کس طرح ہم اس چند روزہ زندگی میں فلاح دارین حاصل کرسکتے ہیں۔

برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع جدوجہد اور عمل ہے یہی وہ لفظ ہیں جن پر ہماری دینی اور دنیاوی سعادت کا انحصار ہے اگر ہم نے اپنی زندگی کا مقصد یہ مقرر کیا ہے کہ خدا وند قدوس اپنی برکتوں اور نعمتوں کے سربستہ دروازے ہم پر کھول دے اور دین ودنیا کی سعادتیں ہمارے دامن مراد کو بھردیں تو ہماری یہ آرزو صرف خواہش سے پوری نہیں ہوسکتیں بلکہ اس آرزو کی تکمیل کے لئے ہمیں جدوجہد بھی کرنی پڑے گی بغیر عمل اور بغیر جدوجہد کے ناممکن ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں خدا کا قانون یا بالفاظ دیگر سنت اللہ یہی ہے کہ ہر قسم کی تبدیلی اور ہر قسم کا انقلاب وابستہ ہے جدوجہد اور عمل کے ساتھ سرکار دوعالم کا اور جملہ انبیاء کرام کا اسوۂ حسنہ یہی رہا ہے خدا کا دین جسکے پھیلانے کیلئے انبیاء کرام مبعوث ہوئے وہ انبیاء علیہم السلام کی جدوجہد اور عمل خیر ہی سے دنیا میں پھیلا اور تمام انبیا ورسل جس وقت سے مبعوث ہوئے آخر دم تک وہ دین الٰہی کی نشر واشاعت میں ساعی رہے اور ہمہ وقت جہاد میں مشغول رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہمارے سامنے آئینہ کی طرح روشن ہے اور اس کتاب کا ایک ایک حرف آفتاب کی مانند دنیا پر اپنی روشنی ڈال رہا ہے ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ حضور اکرم کی زندگی کیسی سراپا عمل وکس درجہ مجسم جدوجہد تھی جس وقت سے کہ حضور مبعوث ہوئے اس وقت سے لیکر وفات تک ایک لمحہ ایسا نہیں گذرا جسکی نسبت یہ کہا جاسکے کہ بے عملی میں گذرا ہے اور اسلام کو جو کامیابی اور جو عروج وترقی حاصل ہوئی وہ مسلسل بنظم جدوجہد اور پیہم ومتواتر سعی وعمل ہی کی رہین منت ہے مصائب ومشکلات کے پہاڑ راستے میں حائل کیے گئے کفر نے قدم قدم پر رکاوٹیں پیدا کیں ظلم وستم کی کوئی حد نہ رہی مگر حضور نے جو قدم اٹھایا تھا وہ رکنے کے لئے نہیں اٹھا تھا تمام مشکلات اور تمام مصائب ومشکلات کی چٹانوں کو پائے عمل سے روندتے ہوئے قدم بقدم میدان فتح وکامیابی کی طرف سرکار دوعالم بڑھتے ہی رہے اور بالآخر اس کو فتح ہی کرکے چھوڑا اور مسلمانوں کے سامنے ایک اسوۂ حسنہ قائم فرما دیا کہ فتح ونصرت کیونکر حاصل کی جاسکتی ہے اور مقاصد عالیہ تک کس طرح پہنچتے ہیں جب تک مسلمانوں نے اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کی اور سعی وعمل کے دامن کو ہاتھ سے ہاتھ سے پکڑے رہے اس وقت تک وہ برابر آگے بڑھتے رہے اور دنیا ان کے لئے وسیع سے وسیع تر ہوتی رہی مگر جب سے انہوں نے جدوجہد اور عمل کا راستہ چھوڑا اور جمود وغفلت سے اپنا رشتہ جوڑا اس وقت سے تنزل کا دور شروع ہوا اور زمین نے اپنے دامن سمیٹنے شروع کردیئے یہاں تک کہ اس قدر وہ تنگ ہوگئی کہ بہت کم ٹکڑے ان کے قبضہ میں رہ گئے اور ان پر دوسرے قابض ہوگئے اور جنہوں نے عمل کا رشتہ پکڑا اور جدوجہد سے رشتہ جوڑا ان کے قبضہ میں چلی گئی۔

برادران اسلام! تم دیکھتے ہو کہ آج سے چند سو سال قبل تمہاری جو حالت تھی وہ آج نہیں ہے نہ ویسے علماء پیدا ہوتے ہیں جن کا ڈنکا ساری دنیا میں بجتا تھا نہ ویسے اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں جو ایک نظر میں مس کو کیمیا بنادیتے تھے اور خاک کو اکسیر کردیتے تھے نہ ویسے فاتح اور جنرل پیدا ہوتے ہیں جو آگ کے سمندر میں بھی گھوڑا تیرا دیتے تھے اور مٹھی بھر فوج سے لاکھوں کی جمعیت کو فتح کرلیا کرتے تھے نہ ویسے تاجر پیدا ہوتے ہیں جو دنیا کے خزائن پر قبضہ کرلیتے تھے نہ ویسے سیاح پیدا ہوتے ہیں جو دنیا کے گوشہ گوشہ کو چھان مارتے تھے اور نہ ویسے فلسفی پیدا ہوتے ہیں جو حکمت وفلسفہ کے دریا بہادیتے تھے غرض یہ کہ جس شعبہ اور جس گوشہ کو دیکھیے وہ سونا نظر آنے لگا ہے کیوں؟ کیا دنیا سے علم وحکمت فلسفہ شجاعت بہادری سب اٹھ گئے نہیں یہ صفات آج بھی موجود ہیں مگر انھوں نے ہم سے اپنا رشتہ منقطع کرلیا ہے اور محض اس وجہ سے منقطع کرلیا ہے کہ عمل اور جدوجہد سے ہم نے اپنا رشتہ توڑ دیا ہے آہ یہ کیسی بدبختی ہے کہ ہم میں نہ آج کوئی امام غزالی ہے نہ امام رازی ہے نہ معین الدین چشتی نہ عبدالقادر جیلانی نہ محمد قاسم نہ طارق نہ محمود غزنوی ہے نہ شہاب الدین غوری نہ ابن بطوطہ ہے نہ شیخ سعدی غرضکہ بساط حیات کا ہر ایک خانہ خالی پڑا ہوا ہے اور خدا شاہد ہے کہ یہ سب کچھ بے عملی اور جمود وغفلت کی وجہ سے ہے درآں حالیکہ دوسری قومیں زندگی کے ہر ایک گوشہ میں بام رفعت پر نظر آتی ہیں اور ترقی کے ہر ایک میدان میں گوئے سبقت لیجارہی ہیں الی اللہ المشتکیٰ۔

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ ایک وہ ہیں جنھیں تصویر بنا آتی ہے

برادران اسلام! ہمیں ذرا اپنی اپنی موجودہ حالت پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں کس قدر بلندی پر ہم پہنچ گئے تھے اور آج کیسے غار ذلت میں گر گئے ہیں اور پھر اس تنزل کے اسباب وعلل پر بھی ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ باوجودیکہ خداوند قدوس کا وعدہ ہم سے تھا اور ہے مگر اس دنیا میں اگر سب سے بدتر آج کوئی ہے تو وہ ہم ہیں یہ کیوں؟ محض اسلئے کہ ہم نے خدا کے اس قانون کو پس پشت ڈال دیا ہے کہ خدا اسی کی مدد کرتا ہے جو اپنی آپ مدد کرتے ہیں "ان الارض یرثہا عبادی الصالحون" کی سنت الٰہی کو فراموش کردیا ہے یعنی خدا صالح اور اہل بندوں کو

اپنی زمین کا وارث بنا دیتا ہے غیر صالح اور نااہل بندے زمین کی وراثت سے محروم رہتے ہیں زمین کی وراثت کی اہلیت کسی ایک بات کے اندر محدود نہیں ہے اہلیت و صلاحیت کا مفہوم نہایت وسیع ہے اس آیہ کریمہ میں بتلا دیا گیا ہے کہ وراثت ارض کے لئے جس صلاحیت کی ضرورت ہے اگر وہ کسی قوم میں نہیں رہتی تو اس سے اس کو محروم کر دیا جاتا ہے اور صلاحیت کے معنے یہ ہیں کہ ایک فرد یا چند افراد نہیں بلکہ قوم و ملت کی اکثریت کے اندر وہ صلاحیت موجود ہو جو قوم کو زمین کا وارث بناتی ہے اور یہ صلاحیت بغیر عمل اور بغیر جد و جہد کے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عمل اور جد و جہد سے ہماری زندگیاں معمور رہیں اس وقت تک یہ صلاحیت بھی ہمارے اندر رہی اور جب عمل کی جگہ بے عملی اور جد و جہد کی جگہ جمود و غفلت نے لے لی اسی وقت سے صلاحیت نے بھی ہم سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا۔

برادران اسلام! زمین کی وراثت کے لئے جس صلاحیت کے ہونے کا ذکر قرآن حکیم میں کیا گیا ہے وہ کسی ایک چیز کا نام نہیں ہے بلکہ وہ مرکب ہے بہت سی صفات سے جن سے حکومت کی جا سکتی ہے مثلاً تنظیم، اتحاد، جوش، شجاعت و بہادری، تدبر، دانشمندی، علم و حکمت، انتظامی قابلیت اور یہ سب چیزیں عمل اور جد و جہد کی رہین منت ہیں اگر بے عملی کو ہم نے اپنا رفیق بنا لیا تو ان میں سے کوئی چیز بھی حاصل نہیں ہو سکتی اور جب یہ چیزیں حاصل نہ ہوں تو صلاحیت ہی پیدا نہیں ہو سکتی۔

بہرحال بے عملی اور جمود موت سے رشتہ جوڑ دیتی ہے اور اس کی تازہ مثال ہمارے سامنے یہ ہے کہ گذشتہ سات سال سے ہم مسلم حقوق کا شور مچا رہے تھے رات دن اگر ہماری زبانوں پر تھا تو مسلم حقوق کا تھا یہ ایک ایسا وظیفہ تھا جو ہر وقت طوطے کی طرح ہم نے رٹا خواہ جلسے ہوں خواہ جلوس ہوں خواہ کانفرنس ہوں خواہ اخبار اور رسالے ہوں سب مسلم حقوق کی رٹ کے لئے وقف تھے دن ہو یا رات سردی ہو یا گرمی برف پڑ رہی ہو یا لو چل رہی ہو ہر حالت میں ہماری زبانوں پر صرف مسلم حقوق ہی کا ترانہ تھا مگر اس کا نتیجہ کیا نکلا وہی ڈھاک کے تین پات مسلمان گول میز کانفرنس میں بھی شریک ہوئے اور سائمن کمیشن سے ایک گروہ نے تعاون بھی کیا اس کے سامنے شہادتیں بھی دیں مگر افسوس کہ نتیجہ سوائے صفر کے کچھ بھی نہ نکلا سارا شور و غل بیکار ثابت ہوا اور ایک بھی مطالبہ منظور نہ ہوا سائمن کمیشن نے پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریت پر مساوات کا کلہاڑا چلا یا یعنی میثاق لکھنؤ ہی کو برقرار رکھا اور گول میز کانفرنس نے اس کو بھی گوارا نہ کیا حتی کہ رفتہ رفتہ پنجاب کے لئے وہ فیصدی کی اکثریت پیش کی گئی مگر یہ بھی نامنظور ہوئی سندھ جیسے پہلے تحقیقات کے تاروں پر معلق تھا ویسے ہی اب بھی معلق رہا صوبہ سرحد کے سر پر تحفظات کی بارگراں لاد دیا گیا ہے جس کے بوجھ کے نیچے وہ اس قدر دبا رہے گا کہ کبھی سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا غرضکہ تمام اصلی مطالبات جوں کے توں باقی ہیں اور کیوں نہ باقی رہیں جبکہ حکومت ہی نے ان کی کچھ پرواہ نہیں کی اور اسی نے پنجاب و بنگال کی مسلم اکثریت پر تیشہ زنی کر کے اس شاخ کو کمزور کر دیا اگر حکومت مسلمانوں کے مطالبہ پر دھیان دیتی تو ہندو بھی اس پر کان دھرتے جب حکومت ہی نے ان کی بات نہ سنی جس کے قبضہ میں سب حقوق تھے تو ہندو اس چیز کو کیوں ماننے لگے تھے جو حکومت نہیں مانی۔

حکومت نے کیوں یہ معاندانہ روش اختیار کی اور کیوں اس نے مسلمانوں کا ساتھ دیا یہ بظاہر ایک معمہ ہے مگر اسلئے کہ جنہوں نے جنگ کی حکومت کے ساتھ اعلان کیا اور سال بھر تک مسلسل اس کے ساتھ جنگ آزما رہے قوانین کو پاؤں سے روندا ان کی خلاف ورزی کی اور قدم قدم پر مزاحمت کی . . . . . . کی ان کے مقابلہ پر ان لوگوں کی بات بھی سنی جنہوں نے اس جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا اور دور سے کھڑے تماشہ دیکھتے رہے اور اس جنگ کی مخالفت کرتے رہے۔

ایسا کیوں ہوا محض ہماری بے عملی اور ہماری غفلت و جمود کی وجہ سے اس لئے کہ طاقت پیدا ہوتی ہے عمل سے ہم نے عمل کی جگہ بے عملی کو ترجیح دی اور جد و جہد سے کنارہ کش ہو کر جمود اور تعطل کو اختیار کیا اور دوسری جماعت نے اس کے برعکس عمل کا راستہ اختیار کیا اور جد و جہد کو ترجیح دی جس نے حکومت کو یہ محسوس کرا دیا کہ طاقت اگر کسی کے ہاتھ میں ہے تو وہ وہی فریق ہے جو سال بھر سے لڑ رہا ہے اور جس نے سول نافرمانی کر کے اور بہتر ہزار آدمیوں کو جیل خانے میں بھیجکر کروڑوں روپے کا نقصان اٹھا کر اور جان و مال کی قربانیاں کر کے حکومت کا ناک میں دم کر دیا اس جماعت نے حکومت پر ثابت کر دیا کہ وہی فریق ہے جس کی بات ماننی ضروری ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عمل اور جد و جہد نے بے عملی پر فتح پائی اور بے عملی کو ہر جگہ شکست کھانی پڑی۔

برادران اسلام! آپ کو غور کرنا چاہیئے کہ جس قسم کی زندگی ہم بسر کر رہے ہیں کیا قومی و ملی مقاصد عظیمہ کے لئے وہی زندگی مفید ہے یا اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت ہے تو وہ تبدیلی کس قسم کی ہونی چاہیئے ساتھ ہی اگر ہم اس نتیجہ پر پہنچیں کہ اب تک جو روش عمل کی رہی ہے اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے تو پھر یہ سوچنا چاہیئے کہ اس بے عملی کی ذمہ داری کس پر ہے اور کس نے مسلمانوں کو اس راستہ پر ڈالا جس سے اس قدر شدید قومی و ملی نقصانات مسلمانوں کو پہنچے اور جن لوگوں نے اس راستہ کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی کی ان سے مسلمان ہوشیار رہیں اور ان کی رہنمائی کو قبول کرنے سے انکار کر دیں کیونکہ ان کی غلط رہنمائی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان جد و جہد سے باز رہے اور زندگی کا ثبوت بہم پہنچانے کی بجائے اپنے اوپر بے عملی اور غفلت کی موت طاری کر لی آج یہ رہنما خاموش ہیں اور جو عظیم نقصان انہوں نے مسلم قوم کو پہنچایا ہے اس کی تلافی کی کوئی تجویز نہیں بتلاتے اور گوشہ میں گھنگنیاں منہ میں ڈالے بیٹھے ہیں حالانکہ جو نقصان پہنچ گیا ہے اس کی جلد سے جلد تلافی کی جائے۔

برادران اسلام! آپ نے اوپر کی سطور میں سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کے مفاد کو بے عملی سے کس قدر نقصان عظیم پہنچا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم اس نقصان کو جاری رکھنا چاہتے ہیں یا اس کو ختم کر کے اس کی تلافی کرنی چاہتے ہیں تلافی کی ایک ہی صورت ہے کہ جس طرز عمل سے اب تک ہم کو نقصان پہنچا ہے اس کو ترک کر دیں اور ایسا طرز عمل اختیار کریں جو پہلے طرز عمل کا بدل ثابت ہو پہلا طرز عمل بے عملی تھا اور اس کا بدل عمل ہے لیکن یہ سوچنا ہے کہ عمل کس قسم کا ہو کیونکہ صحیح عمل پر صحیح نتائج کا انحصار ہے اور غلط عمل سے غلط نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

برادران اسلام! اگر ہم اپنے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے اندر طاقت پیدا کریں اور طاقت صرف اس طرح پیدا ہو سکتی ہے کہ پہلے اپنا انتشار دور اختلال دور کریں یہ جو بیسیوں انجمنیں اور کانفرنسیں ہم نے قائم کر رکھی ہیں اور علیحدہ علیحدہ مسجدیں چن رکھی ہیں جن کے اندر سے الگ الگ صدائیں بلند کرتے رہتے ہیں ان کو ایک مرکز پر لے آئیں اور حالت یہ ہے کہ مسلم لیگ نے اپنا راستہ جداگانہ مقرر کر رکھا ہے خلافت کمیٹی کا راستہ جدا گانہ ہے مسلم کانفرنس سب سے الگ ہے جمعیت علماء کی رنگ کچھ اور ہے اور جمعیت علماء کا نپور کچھ اور کچھ اظہار کر رہی ہے ان جماعتوں کے کرتا دھرتا اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ کی ضرب المثل پر عمل پیرا ہیں اور اپنی چودھراہٹ قائم رکھنے کیلئے اپنی اپنی دوکانیں بنائے بیٹھے ہیں کوئی ان میں سے یہ نہیں چاہتا کہ اس کی دوکان پھیکی پڑے جب ہر ایک کی یہ خواہش ہو تو ظاہر ہے کہ

واتحاد کی کیا صورت پیدا ہو سکتی ہے اس صرف ایک صورت ہے کہ عام مسلمان ان دو کا ملاؤں کو مجبور کریں کہ اپنی دو دوکانیں بڑھا کر سب ایک مرکز پر جمع ہو جائیں سب کی آواز ایک ہو سب متحد و متفق ہو کر عمل کی شاہراہ پر گامزن ہوں۔

صحیح عمل کے لئے ہمیں اسوۂ حسنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جس کی پہلی شرط یہ ہے کہ خود غرضی اور نفسانیت کو چھوڑ کر محض خالصًا لوجہ اللہ عمل اختیار کیا جائے کیونکہ آج بدقسمتی سے یہی چیز ہمارے اندر نہیں ہے اور صحیح راہ عمل کے لئے پہلی شرط یہی ہے ہمارے تمام کام اس ایک شرط کے نہ ہونے سے خراب ہو رہے ہیں نفسانیت اور خود غرضی ہی ہے جس نے ہم کو منتشر اور متفرق کر رکھا ہے اگر یہ لعنت ہم سے دور ہو جائے تو افتراق کی لعنت دور ہو سکتی۔

اس کے بعد اسوۂ حسنہ پر نظر ڈالی جائے کہ کیا طرز عمل ہم اختیار کر سکتے ہیں اور یک نظر ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ ابتدا ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سبق ہم کو سکھایا تھا وہ ایثار اور قربانی اور مصائب انگیزی ہی کا تھا کفار قدم قدم پر ظلم و ستم کے پہاڑ . . . مسلمانوں پر اور خود ذات رسالت پر توڑتے تھے مگر حضور کی تلقین یہی ہوتی تھی کہ راہ حق مضبوطی سے قائم رہو اور مصائب و مظالم برداشت کرو یہ صورت تو مکہ معظمہ میں تھی لیکن بعد مدنی زندگی حضور کی شروع ہوئی تو وہ سراپا عمل تھی اور وفات کے لمحہ تک عمل ہی عمل زندگی کا دستور تھا اور عمل ہی کی تلقین آخری لمحہ تک حضور نے فرمائی۔

ہم بھی حضور ہی کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی کو عملی زندگی بنا سکتے ہیں اور ایثار و قربانی کی راہ اختیار کر سکتے ہیں اور یہی راہ آج بھی قومیں اختیار کر کے منزل مقصود پر پہنچ رہی ہیں اور سب باتوں کو چھوڑیئے مسلمانوں کو سول نافرمانی ہی کی تحریک پر غور کرنا چاہیئے کہ ایک طبقہ نے عمل کی راہ اختیار کر کے کس قدر تنظیم اتحاد اور طاقت پیدا کر لی ہے کہ حکومت کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس سے کوئی سمجھوتہ کرے۔

برادران اسلام! ہم بھی ایثار و قربانی کی راہ اختیار کر کے اپنے مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد۔

درود و سلام بھیجو اس آقا کے کی و مدنی پر جس نے دین و دنیا کی سروری و سرداری کی راہ ہم کو بتائی اور اپنی مقدس زندگی کا نمونہ ہماری ہدایت کے لئے چھوڑا اور صاف طریقہ پر ہم کو واضح کر دیا کہ دین و دنیا دونوں کی سعادت کا حصول عمل صالح پر موقوف ہے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جن کی زندگی سراپا عمل اور سراپا جد و جہد تھی اور جس وقت سے وہ حضرات ایمان لائے اس وقت سے دم آخر تک عمل صالح ہی میں مشغول و مصروف رہے کبھی تعطل اور بے عملی کی زندگی بسر نہیں کی اور عمل کی بنیاد خلوص و للہیت اور ایثار و قربانی تھی کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی عمل سے منہ نہیں موڑا اور پیہم و متواتر جد و جہد اور عمل صالح ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ عرب سے لیکر ہندوستان کے سواحل تک دین اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین پر جنہوں نے عمل صالح حق پر جان عزیز تک قربان کر دی اور بے عملی پر اپنی شہادت کو ترجیح دی حضرت امام حسین علیہ السلام اگر چاہتے اور اپنے خاندان مقدس و اہلبیت اطہار کی زندگیاں بچانا چاہتے تو بے عملی کا راستہ اختیار کر کے آسانی کے ساتھ بچا سکتے تھے مگر آپ نے اپنی موت اور اپنی اور اپنے خاندان مقدس کی شہادت کو بے عملی پر ترجیح دی اور خوشی خوشی جام شہادت نوش فرما لیا اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے نوجوان فرزند نوجوان بھتیجے نوجوان بھانجے نوجوان بھائی اور بہت سے جاں نثار رفقاء کو خاک و خون میں تڑپتا اور دم توڑتا دیکھنا گوارا کیا مگر اس عمل کو گوارا نہیں کیا کہ عمل صالح کا جو اسوۂ حسنہ اور ایثار و قربانی کا جو نمونہ آپ کے جد امجد نے قائم فرمایا تھا اس کو ترک کر کے جمود و غفلت بے عملی اور تعطل کو ترجیح دیتے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت فاطمہ زہرا پر جو حضور کی لخت جگر اور قرۃ العین تھیں اور جو باوجود عورت ذات ہونے کے ساری زندگی عمل اور جد و جہد میں گذاری وہ عمل جو اس وقت مناسب حال تھا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصًا حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جنہوں نے حضور کے اسوۂ حسنہ پر چلنا اور حضور کی مقدس زندگی کی پیروی کرنا اپنا فرض سمجھی تھیں اور جنہوں نے بے عملی و تعطل کی زندگی سے کبھی واسطہ نہیں رکھا سب کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مسلمانوں کو بتلاتی تھیں جہاد میں شریک ہوتی تھیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور ان کو پانی پلاتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جنہوں نے ساری زندگی جد و جہاد اور عمل صالح میں بسر کی یہاں تک کہ حضرت حمزہ میدان جہاد میں شہید ہوئے اور سنگدل ہندہ زوجہ ابو سفیان نے آپ کا کلیجہ چیر کر نکال لیا اور چبا گئی آپ نے مسلمانوں کو بتلا دیا کہ کس طرح اپنے آپ کو قربان کر کے دین قیم کی مدد کی جا سکتی ہے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبد الرحمٰن اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح پر جن کو جنت کی بشارت ان کے اعمال صالحہ کی وجہ سے دیگئی اور جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ساری عمر جہاد میں گذاری اور دنیا کے سامنے جد و جہد اور عمل صالح کی قابل تقلید مثال پیش کی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اربعہ پر جو ایسے بلند مراتب پر عمل صالح اور جد و جہد ہی سے پہنچے اور اپنے فیض سے ایک عالم کو مستفیض کیا۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی اور خواجہ معین الدین اجمیری پر جن کے عمل صالح نے ان کو ایسے مراتب عالیہ پر فائز کیا کہ ان کے فیض روحانی سے ایک عالم کو سیراب کیا اور اب تک ان کا فیض عرفان ساری دنیا پر طاری و ساری ہے۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر محمد بن قاسم فاتح سندھ سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین غوری اور تمام سلاطین و مجاہدین اسلام پر جن کی جد و جہد اور عمل صالح نے اسلام کا ڈنکا سارے عالم میں بجا دیا۔

اور اے اللہ تمام موجودہ امراء و شاہان اسلام اور جملہ مسلمانان عالم کو جد و جہد اور عمل صالح کی توفیق عطا فرما اور ان سے بے عملی کی لعنت کو دور کر اور ان کو دین و دنیا کی سروری و سرداری اور سربلندی و سرفرازی مرحمت فرما۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عباد اللہ اوصیکم بتقوی اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واہم

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

تصویر کے متعلق احکام و مسائل

اور جس کپڑے پر کسی جاندار کی تصویر ہو اسے پہنکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے اسی طرح اگر یہ صورت واقع ہو کہ نماز پڑھنے والے کے سامنے یا چھت پر یا محل سجود میں کسی جاندار کی تصویر ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اسی طرح داہنی طرف یا بائیں طرف تصویر کا ہونا باعث کراہت ہے ہاں اگر کسی جاندار کی تصویر نہیں ہے بلکہ کسی عمارت یا صحرا یا سمندر وغیرہ کی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو لیکن وہ کپڑوں سے چھپی ہوئی ہو تو اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوگی اور جس مکان میں نماز ہو رہی ہے اور اس کی دیوار پر کوئی تصویر آویزاں ہے لیکن اس کا چہرہ مٹا ہوا ہے تو اس صورت میں بھی نماز مکروہ نہیں ہوگی۔

اور اگر جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو یا جسم پر کوئی ایسا کپڑا ہو جس پر تصویر ہے لیکن وہ دوسرے کپڑے سے چھپا ہوا ہے تو اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوگی ہاں اگر تصویر نمایاں ہے تو مکروہ ہوگی۔

اور جس جگہ نماز ہو رہی ہے وہاں تصویر کا ہونا باعث کراہت ہے مگر سب سے زیادہ کراہت اس صورت میں ہے جبکہ تصویر مصلی کے سامنے قبلہ کی طرف ہو۔

بعض اشخاص یہ کہتے ہیں کہ حکومت کے سکے پر جو تصویر ہے وہ اگر نماز کے وقت نمایاں طور پر پاس رہے تو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر روپیہ یا نوٹ یا پیسہ وغیرہ (جس پر بادشاہ کی تصویر ہے) اگر وہ نماز کے وقت جیب میں ہو اور چھپی ہوئی ہو تب بھی نماز مکروہ ہے یہ دونوں باتیں غلط ہیں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کے سکہ پر جو تصویر ہے وہ اگر نماز کے وقت جیب میں موجود ہے لیکن چھپی ہوئی ہے تو نماز میں کراہت نہیں (مؤلف)

اور ایک صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جس گھر میں کسی جاندار کی تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے اس فرمان رسالت سے تصویر کا گھر میں رکھنا ممنوع ہے ہاں اس میں کلام ہے کہ یہ فرمان دستی تصویر کے متعلق ہے یا عکسی تصویر کے متعلق بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دستی تصویر کے متعلق ہے اور عکسی تصویر تو اسی طرح ہے جس طرح آئینے میں عکس کا نظر آنا۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ دستی اور عکسی دونوں قسم کی تصویروں کے متعلق ہے اس آخری قول پر زیادہ علماء کا اتفاق ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اور نماز کی حالت میں کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً رکوع و سجود میں اطمینان سے نہ کرنا یا قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ میں جانا اور قیام کے علاوہ کسی اور موقع پر قرآن مجید پڑھنا یا رکوع میں قرات ختم کرنا یا امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود میں جانا (یہ سب باتیں) مکروہ تحریمی ہیں۔

اور ایسی حالت میں جبکہ قمیص یا چادر موجود ہے صرف پاجامہ پہنکر یا تہبند باندھکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر قمیص یا چادر موجود نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور امام کا کسی آنے والے کی خاطر نماز کو طول دینا مکروہ تحریمی ہے۔

اور غصب شدہ زمین پر یا کسی غیر آدمی کے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو اور بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور بت پرستوں کے عبادتخانہ میں نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے اور الٹا کپڑا پہنکر یا اوڑھکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر قمیص اندر نہ ہو تو اچکن یا کوٹ کے بٹن کھول کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

یہاں تک تو وہ مکروہات لکھے گئے ہیں جن کا مکروہ تحریمی ہونا معتبر دلائل سے ثابت ہے اب وہ باتیں لکھی جاتی ہیں جو مکروہ تنزیہی ہیں۔

نماز کے مکروہات تنزیہی

سجدے یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر وقت تنگ ہو یا ریل تیار ہو تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں اور اگر جماعت کے ساتھ نماز ہو رہی ہے اور مقتدی تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ یا سبحان ربی العظیم نہیں کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھا لیا تو مقتدی کو امام کا ساتھ دینا چاہیئے۔

اور اگر نماز کی حالت میں کوئی ایسی چیز منہ میں ہے جو مانع قرات ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر قلیل مقدار میں کوئی چیز منہ میں ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔ بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ پان کھا کر یا چھالیہ بغیر کلی کئے ہوئے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور کاہلی یا سستی کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تحقیر نماز مقصود ہے تو کفر ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نماز ایسی عظیم الشان عبادت نہیں کہ اس کے لئے ٹوپی پہننا یا صافہ باندھنا ضروری ہو ایسا کہنا کفر ہے اور خشوع و خضوع کیلئے سر برہنہ نماز پڑھنا مستحب ہے۔

اور نماز پڑھتے ہوئے اگر ٹوپی گر پڑے تو اس کا اٹھا لینا افضل ہے اور اگر خشوع و خضوع کے خیال سے نہ اٹھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص کسی باغ یا کھیت میں نماز پڑھ رہا ہے اور پیشانی پر خاک یا گھانس لگ گئی اور اسکی وجہ سے خیال منتشر ہوتا ہے تو اس کا جھاڑ دینا افضل ہے اور اگر خیال منتشر نہیں ہوتا تو مکروہ ہے۔ اور بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ نماز کے بعد قصداً پیشانی سے مٹی لگی رہنے دیتے ہیں تاکہ ان کا عابد و زاہد ہونا ظاہر ہو اور لوگ ان کی تعظیم کریں یہ اعلیٰ درجے کی نفس پرستی اور ریاکاری ہے حق سبحانہ و تعالیٰ ہر سچے مسلمان کو اس ریاکاری سے محفوظ رکھے۔

اور گرمی کے موسم میں نماز کی حالت میں پیشانی سے پسینہ پونچھ لینا جائز ہے اور اگر نزلہ کی شکایت ہے اور ناک سے پانی بہہ رہا ہے تو اس کا پونچھنا بھی جائز ہے۔ اور نماز کی حالت میں انگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور کلمات کا شمار کرنا مکروہ ہے۔

خواہ فرض ہو یا نفل ہو کراہت کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے سے دل دوسری طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور یکسوئی نہیں رہتی حالانکہ عبادت اور یکسوئی عبادت کی روح ہے۔

اور نماز کی حالت میں ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور نماز کی حالت میں گرمی کے وقت اپنے دامن سے اپنے آپ کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے اور پنکھا جھلنا مفسد نماز ہے ہاں اگر کوئی اور شخص پنکھا جھل دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور نماز کی حالت میں انگڑائی لینا اور قصداً کھانسنا یا کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر گلے کو اور آواز کو صاف کرنا مقصود ہے تو کھانسنے اور کھنکارنے میں کوئی حرج نہیں

اور اگر نماز جماعت سے ہو رہی ہے اور اگلی صف میں جگہ باقی ہے لیکن ایک شخص پیچھے کی طرف تنہا کھڑا ہو گیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر صف میں جگہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور جب پیچھے کی طرف تنہا کھڑا ہو تو اگلی صف میں سے کسی آدمی کو کھینچ لے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو لیکن یہ واضح رہے کہ جس شخص کو کھینچا جا رہا ہے اس کی نسبت اندازے اور قیاس سے یہ معلوم کرے کہ یہ ترتیب صفوف کے مسائل سے واقف ہے یا نہیں۔ اس غور و فکر کی ضرورت اس لئے ہے کہ بعض آدمی مسئلے سے واقف نہیں ہوتے اور جب ان کو پیچھے کی طرف کھینچا جاتا ہے تو وہ نماز کی نیت توڑ دیتے ہیں اور اگر نازک طبیعت ہیں تو فوراً ناراض بھی ہو جاتے ہیں اور فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت یا سورت کو بار بار پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی عذر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور سجدے میں جاتے وقت زمین پر گھٹنے ٹیکنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا بلا عذر مکروہ ہے

اور نماز کی حالت میں بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور سبحانک اللہم بلند آواز سے پڑھنا

اور نماز کے لئے بغیر عذر دیوار سے سہارا لگانا یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدہ میں زمین پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے

اور نماز کی حالت میں عمامے کو سر سے اتار کر زمین پر رکھنا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا اگرچہ مفسد نماز نہیں ہے لیکن مکروہ ضرور ہے

اور جس وقت کہ میدان میں نماز ہو رہی ہو یا ایسی جگہ پر جہاں فرش نہیں ہے اپنی آستین کو بچھا کر اس خیال سے سجدہ کرنا کہ ہمارا چہرہ خاک سے محفوظ رہے مکروہ ہے اور اگر از راہ تکبر ایسا کیا ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر فرش کی گرمی سے محفوظ رہنے کے لئے ایسا کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن آستین کی جگہ رومال بچھانا بہتر ہے۔

اور نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے اور اگر آنکھیں کھلی رکھنے میں خشوع و خضوع حاصل نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے

اور اگر چیونٹی یا مچھر یا اور کوئی جانور تکلیف پہنچا رہا ہو یا اس کی وجہ سے خیال تقسیم ہوتا ہو تو اسے پکڑ کر مار ڈالنے میں کوئی حرج نہیں یعنی ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

اور امام کے لئے تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر وہ محراب سے باہر کھڑا ہو اور اس نے سجدہ محراب میں کیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں یا امام محراب کے اندر تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر مسجد کی تنگی کی وجہ سے کچھ مقتدی محراب میں کھڑے ہو جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر مسجد میں کافی گنجائش ہو تو محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

اسی طرح اگر امام نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر ہوں تو یہ بھی مکروہ ہے۔

اور مسجد میں کوئی اپنے لئے خاص جگہ مقرر کر لینا کہ اگر ہم نماز پڑھیں گے تو اسی جگہ ورنہ اپنے گھر پڑھیں گے یہ ایک حماقت ہے اور ایسا کرنا مکروہ ہے اور کعبہ شریف اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اور اگر نماز کے وقت مسجد میں یا مکان میں کوئی شخص بیٹھا ہوا باتیں کر رہا ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

اور جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن شمع یا چراغ کے سامنے مکروہ نہیں۔ اور قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور ایسی چیزوں کے سامنے نماز پڑھنا جو جاذب توجہ ہیں مکروہ ہے۔ اور شارع عام پر اور قبرستان میں اور غسل خانہ میں اور مویشی خانہ میں اور پاخانے کی چھت پر اور صحرا میں جہاں کوئی آڑ نہ ہو اور سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو ان مواقع میں نماز مکروہ ہے اور اگر قبرستان میں کوئی خاص جگہ نماز کے لئے مقرر ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کراہت صرف اس وقت ہے جبکہ قبر سامنے ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی مقبرے میں نماز پڑھ رہا ہے اور سامنے قبر نہیں ہے اور دائیں طرف اور بائیں طرف قبریں ہیں اور فرض کیجئے سامنے بھی قبر ہے لیکن ایک آڑ موجود ہے تو ان صورتوں میں کوئی کراہت نہیں بلا تامل نماز پڑھ لینی چاہیئے۔

نماز کی نیت توڑنے کی صورتیں

اگر کوئی شخص مسجد میں یا مکان میں نماز پڑھ رہا ہے اور اتفاق سے سانپ نکل آیا اور اس سے ایذا کا اندیشہ ہے ایسی صورت میں نماز توڑ دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر نماز کی حالت میں ایک درہم کے نقصان کا اندیشہ ہو مثلاً دودھ ابل جائے گا یا ترکاری خراب ہو جائیگی یا گوشت جل جائیگا یا ایک درہم کی کوئی چیز چوری جا رہی ہو تو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

اور اگر نماز کی حالت میں پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو یا کپڑوں پر یا بدن پر اتنی نجاست لگ جائے جو مانع نماز ہے تو نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

اور اگر کوئی مصیبت زدہ آہ و زاری کر رہا ہو اور اپنی امداد کے لئے پکار رہا ہو یا کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہو یا آگ میں جل رہا ہو تو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے۔ اور ماں اور باپ اور دادا دادی کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں ہاں اگر وہ مصیبت میں ہوں اور امداد کے لئے پکار رہے ہوں تو نماز توڑ دینے کی اجازت ہے

یہ حکم فرض نماز کے متعلق ہے اور نفل نماز کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نفل پڑھ رہا ہے اور اس کے والدین نے یا دادا نے یا دادی نے آواز دی اور ان کو معلوم ہے کہ ہمارا بیٹا نماز میں مشغول ہے تو ان کے معمولی پکارنے پر نماز قطع کرنا جائز نہیں اور اگر اس کا نماز میں مشغول ہونا ان کے علم میں نہیں تو ان کے معمولی پکارنے پر نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اور اگر کوئی حاکم یا افسر یا مالدار آدمی اپنے اثر و اقتدار کے زعم میں یہ کہے کہ تم میرے حکم سے نماز قطع کر دو یعنی نماز کی نیت توڑ دو تو ہرگز اس کے حکم کی تعمیل نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نماز قطع کرنا جائز نہیں اسی طرح اگر کوئی مالدار آدمی یا بااثر آدمی کسی غریب سے یہ کہے کہ تم اپنی جگہ میرے لئے خالی کر دو اور پہلی صف سے نکل کر دوسری صف میں چلے جاؤ تو ایسے شیطانی حکم کو ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔ یہ ہدایت اس وجہ سے ہے کہ لوگوں کے دلوں سے مساوات پسندی کا جذبہ معدوم نہ ہو جائے۔

تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے دنیا شخصیت پرستی کے عذاب میں گرفتار تھی ہر طرف ظلمت کی گھٹا چھا رہی تھی اور ہر مقام پر ظلم و ستم کا طوفان برپا تھا لوگوں نے اس بات کو فراموش کر دیا تھا کہ بحیثیت انسان ہونے کے سب برابر ہیں۔ ہر ملک میں امیر آدمی عزت و عظمت کے مالک بنے ہوئے تھے اور غریبوں کی زندگی کا مقصد صرف اس قدر رہتا کہ وہ مالدار آدمیوں کی اطاعت کریں۔ اسلام کے داعی کریم نے اس ناانصافی کو مٹایا دنیا میں مساوات کی روشنی پھیلائی اور اس حقیقت کو بیان کیا کہ سب اللہ کے بندے ہیں سب اسکے محتاج ہیں اور سب اس کے پاس جانے والے ہیں اگر کوئی چیز باعث امتیاز ہے تو وہ حسن عمل ہے یہ ایک صداقت بھری آواز تھی جس سے گنبد عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا اور امارت پرستی کا تختہ الٹ گیا حضور اقدس نے امیر آدمیوں کو مرتبہ قدوسیت سے گرا کر عام سطح انسانی پر قائم کیا اور غریبوں کو خاک ذلت سے اٹھا کر عزت و مساوات کے عرش پر پہنچایا یہ اسی پاک تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آج مساجد میں امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ اور بلند و پست سب ایک ہی صف میں نظر آتے ہیں اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ وہ اپنی فوقیت اور برتری کا اظہار کر سکے۔

مسجد کے احکام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرد کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد کے اندر گھر میں نماز پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہے اور جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے تو ہر قدم پر اسے اجر و ثواب ملتا ہے اور اس کے بہت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ہر قدم پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور جب سے وہ گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اطمینان کے ساتھ ضرور نماز کے لئے مسجد میں آتا ہے وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا بلکہ اجر و ثواب کا سرمایہ اپنے ساتھ لیجاتا ہے اور زیادہ نفع میں وہ رہتا ہے جو زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور ایک مجلس میں حضور نے فرمایا جس وقت طبیعت پر کاہلی اور سستی کا غلبہ ہو اس وقت وضو کرنا اور نماز کے لئے مسجد میں آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا گناہوں کی تاریکی کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح صابن سے میل دور ہو جاتا ہے اور صبح کے وقت اور شام کے وقت اپنے مکان سے چل کر مسجد میں آنا از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے اور جو لوگ رات کے وقت اپنے گھر سے چل کر مسجد میں آتے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن کامل نور عطا فرمائے گا۔

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری کا مکان مسجد سے زیادہ فاصلہ پر تھا وہ ہر روز پیدل چل کر آتے تھے میں نے ایک دن کہا کہ خدا کے فضل سے آپ کی مالی حالت اچھی ہے آپ کیوں سواری نہیں خرید لیتے تاکہ آنے جانے میں آسانی ہو کہنے لگے بیشک جی تو میرا بھی یہی چاہتا ہے اور میرے پاس رقم بھی ہو لیکن میری یہ آرزو ہے کہ میرا مسجد میں آنا اور پھر واپس جانا نامہ اعمال میں لکھا جائے حضور اس کلام کو سن رہے تھے آپ نے فرمایا میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ تمہارے اس نیک عمل کو قبول فرما رہا ہے اور تمہارے نامہ اعمال میں ثواب کا اضافہ ہو رہا ہے اس بشارت کو سنکر وہ انصاری محظوظ ہوئے اور انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

اور ایک روایت میں حضور نے فرمایا جو اچھی طرح وضو کر کے نماز کو گیا اور اس نے مسجد میں نماز پڑھی وہ مغفرت کا حقدار ہے۔

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ تین شخصوں کو خاص طور پر محبوب رکھتا ہے اول وہ جو اپنے گھر میں داخل ہو اور گھر والوں کو سلام کرے۔ دوم وہ جو مسجد میں جا کر نماز پڑھے اور سوم وہ جو حق و صداقت کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جو حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت خاص کے مستحق ہیں اور ان کو شرف محبوبیت حاصل ہے۔

اول وہ جو حاکم اور فرمانروا ہیں اور عادل و انصاف پسند ہیں۔ دوم وہ جو جوان ہیں یعنی عالم شباب میں ہیں لیکن اپنے جذبات میں قابو رکھتے ہیں اور حیا سوز کام نہیں کرتے۔ سوم وہ جو نماز کے لئے مسجدوں میں جاتے ہیں اور مسجدوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ چہارم وہ جو حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی کو سامنے رکھکر دوستی کرتے ہیں اور دشمنی کرتے ہیں۔ پنجم وہ جو مردانہ شان و شوکت کے مالک ہیں لیکن جب خوبصورت عورتیں ان سے ناجائز خواہشات کی تکمیل کا مطالبہ کرتی ہیں تو وہ خدا کے خوف سے متاثر ہو کر غلط راستے کی طرف قدم نہیں اٹھاتے۔ ششم وہ جو حق سبحانہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اس کا اعلان نہیں کرتے۔ اور ہفتم وہ جو عالم تنہائی میں اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور ان کی آنکھیں پرنم ہوتی ہیں یا وہ ارباب سعادت ہیں جن کی بزرگی و برتری کو فرشتے بھی تسلیم کرتے ہیں اور ان کے فضائل و محاسن کو احترام کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! جب تم کسی شخص کو مسجد میں جانے کا عادی دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو شخص اللہ کی رضامندی کا طالب ہے وہ کبھی سستی اور کاہلی کی وجہ سے مسجدوں میں جانا ترک نہیں کرتا اور گھر میں نماز پڑھنے کی عادت نہیں ڈالتا۔

معارف القرآن

(بسلسلۂ گذشتہ)

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ

(ترجمہ) اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو تمہاری مملوک ہو جاویں اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں یعنی یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے چاہو اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو۔

صحیح مسلم میں ابوداؤد و ترمذی نسائی اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اوطاس کی لڑائی میں صحابہ کرام کا ایک لشکر روانہ کیا وہاں سے کچھ لونڈیاں لوٹ میں ہاتھ لگیں مسلمانوں نے اس خیال سے کہ ان عورتوں کے خاوند ان کے دیس میں ہوں گے ان عورتوں کی صحبت سے پرہیز کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ خاوند والی عورت سے دوسرے کو صحبت حرام ہے مگر جو عورتیں لوٹ میں ہاتھ آئیں وہ غنیمت کے مال کی طرح حلال ہیں مگر ان سے صحبت کے کرنے میں ضرور ہے کہ حمل کے ہونے نہ ہونے کا حال معلوم ہو جاوے تاکہ آئندہ اولاد میں شبہ نہ پڑے کہ کس کی ہے محصنات کا لفظ قرآن شریف میں سوا شوہر والی عورتوں کے اور معنوں میں بھی آیا ہے مگر "والمحصنات من النساء" میں یہ لفظ بیاہی ہوئی عورتوں کے معنوں میں ہے "کتاب اللہ علیکم" کا مطلب یہ ہے کہ یہاں تک وہ عورتیں جو بتلائی گئیں جن سے نکاح حرام ہے یہ اللہ کا ایک حکم ہے جو اس نے اپنے بندوں پر لکھ دیا ہے جو کوئی اس کے برخلاف عمل کرے گا وہ اللہ کا گنہگار ہوگا اور یہ جو فرمایا اور حلال ہوئی تم کو جو ان کے سوا ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں کا ذکر ان آیتوں میں ہوا یا اللہ کے رسول نے قرآن کی آیتوں کی تفسیر کے طور پر جن عورتوں کا ذکر کیا جو عورتیں ان کے سوا ہیں وہ تم پر حلال ہیں آیتوں کی تفسیر کے طور پر جن عورتوں کا ذکر کیا جو عورتیں ان کے سوا ہیں وہ تم پر حلال ہیں آیتوں کی تفسیر کے طور پر اللہ کے رسول نے جن عورتوں کے حرام ہونے کا ذکر فرمایا ہے اس کی مثال اوپر گذر چکی ہے کہ مثلاً ان آیتوں میں بی بی اور سالی کے جمع کرنے کی ممانعت ہے مگر ابوہریرہ کی صحیح حدیث کے موافق بی بی کی پھوپھی اور خالہ کا بھی یہی حکم ہے سورۂ نور میں جن عورتوں کا ذکر آوے گا کہ ان کے شوہر بغیر گواہی کے ان پر بدکاری کی تہمت لگا دیں اور قسمیں کھا کر مرد اور عورت میں جدائی ہو جاوے اس طرح کی عورت بھی اس قسمیں کرنے والے مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے چنانچہ ابوداؤد وغیرہ کی صحیح روایتوں میں اس کا ذکر موجود ہے زیادہ تفصیل اس کی سورۂ نور کی تفسیر میں آوے گی "محصنین غیر مسافحین" کا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں کے حرام ہونے کا ذکر کیا جا کر جو عورتیں ان کے سوا تم پر حلال کی گئیں ہیں وہ اس شرط سے کہ قاعدہ شرعی کے موافق ان کا نکاح ادا ہونا چاہیے بدکار لوگوں کی طرح چند روزہ حاجت بشری کا رفع کرنے کے لئے بغیر نکاح کے ان کو نہ رکھا جاوے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

(ترجمہ) پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے متمتع ہوئے ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور مقرر ہوئے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے بڑے حکمت والے ہیں۔

اگرچہ بعضے مفسروں نے اس آیت سے چند روزہ نکاح کے جائز ہونے کا مطلب نکالا ہے جسکو متعہ کہتے ہیں لیکن اوائل اسلام میں یہ نکاح چند روزہ جائز تھا اب قطعی حرام ہے چنانچہ صحیح مسلم میں فتح مکہ یا حجۃ الوداع کے وقت بطور وعظ کے آپ نے جو لوگوں کو مخاطب ٹھہرا کر حدیث فرمائی ہے اس میں صاف فرما دیا ہے کہ یہ نکاح اب قیامت تک حرام ہے اس واسطے صحیح معنے آیت کے وہی ہیں جو صحابہ نے بیان کئے ہیں جن عورتوں سے تم نے نکاح کیا اور ان سے گھر داری کی ان کا مہر ادا کرنا تم پر واجب ہے اب ٹھیرا ہوگا تو وہ دو نہیں تو رواج خاندان کے موافق مہر مثل دو اجر کے معنے مہر کے ہیں اور فریضہ کے معنے ٹھیرے ہوئے مہر کے ہیں پھر فرمایا مہر کے ٹھیر جانے کے بعد میاں بی بی کی رضامندی سے اس میں کچھ کمی بیشی ہو تو اس کا مضائقہ نہیں اللہ غیب دان ہے اس کو سب باتیں معلوم ہیں اس لئے اس نے اپنے بندوں کی ضرورتوں کے موافق یہ احکام مقرر فرمائے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) اور جو شخص تم میں پوری وسعت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کر لے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو سو ان سے نکاح کر لیا کرو اور ان کے مالکوں کی اجازت سے اور ان کو ان کے مہر قاعدہ کے موافق دیدیا کرو اس طور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جائیں نہ تو علانیہ بدکاری کرنے

والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنائی جائیں پھر اگر وہ بڑی بےحیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے اوپر ان کا ذکر فرما کر یہ فرمایا تھا کہ جو عورتیں ان کے سوا ہیں وہ تم پر حلال ہیں اس حکم میں آزاد عورتیں اور لونڈیاں سب شامل تھیں اس لئے لونڈی سے نکاح جائز ہونے کی شرطیں ان آیتوں میں فرمائیں کہ جس شخص کو آزاد عورت کے مہر اور روٹی کپڑے کا مقدور نہ ہو اور بغیر نکاح کے اس کو بدکاری میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو لونڈی کے مالک کی مرضی سے ایسا شخص لونڈی سے نکاح کر سکتا ہے مسند امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم میں حضرت جابر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیگا تو اس کا نکاح نہ ہوگا بلکہ وہ بدکار قرار پائیگا ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے یہ حدیث فانکحوھن باذن اھلھن کی تفسیر ہے کیونکہ مالک کی ملکیت غلام اور لونڈی پر یکساں ہے۔ غرض کہ آیت کے اس ٹکڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی غلام دونوں کے نکاح کے لئے مالک کی اجازت ضرور ہے اب اگر اس لونڈی کی مالک عورت ہے تو جو مرد اس عورت کے نکاح کا متولی ہے اس کی اجازت اس لونڈی کے نکاح کے لئے ضروری ہوگی کیونکہ ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی میں ابوہریرہ سے مرفوع اور موقوف جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ کوئی عورت نہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے نہ دوسری عورت کے نکاح کی متولی قرار پا سکتی ہے۔ لونڈی، غلام، اور سب آزاد مرد اور عورت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں کبھی لونڈی آزاد عورت سے زیادہ دیندار ہوتی ہے اسی واسطے فرمایا اللہ کو تمہاری دینداری خوب معلوم ہے اور یوں تو تم سب آپس میں ایک ہو پھر فرمایا جب لونڈی سے نکاح ہو گیا تو اس کا مہر جو کچھ ہو وہ دستور کے موافق پورا دینا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ لونڈی ہونے کے خیال سے اس کی مہر کی ادائیگی میں کچھ حیل و حجت کی جائے۔ اکثر سلف کا قول ہے کہ یہ مہر مالک کو ملے گا پھر فرمایا کہ جن لونڈیوں سے نکاح کیا جاوے تو نکاح سے پہلے اتنی بات کا دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ لونڈیاں نہ تو ظاہر طور پر کھلم کھلا بدکار ہوں نہ خاص طور پر کسی سے ان کی آشنائی ہو کیونکہ ان دونوں حالتوں میں طرح طرح کی خرابیاں ہیں پھر فرمایا کہ کوئی لونڈی اگر نکاح کے بعد بدفعلی کر بیٹھے تو اس پر آزاد عورت کی آدھی حد قائم کی جاوے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پچاس کوڑے مارے جاویں کیا ہے جانے سے سنگساری کی سزا اس پر نہیں ہے حضرت عبد اللہ بن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ کنواری لونڈی اگر بدفعلی کر بیٹھے تو اس پر حد نہیں ہوگی مگر یہ قول ابوہریرہ کی صحیحین کی روایت کے مخالف ہے جس میں کنواری لونڈی کے کوڑے مارنے کا حکم ہے اس لئے اکثر سلف کا مذہب یہی ہے کہ کنواری بیاہی ہر طرح کی لونڈی کی حد پچاس کوڑے ہیں اس مسئلہ کی تفصیل بڑی تفسیروں میں زیادہ ہے آخر کو فرمایا کہ یہ لونڈیوں سے نکاح کرنے کی اجازت اس حالت میں ہے جبکہ بغیر نکاح کے آدمی کو بدکاری میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو اس پر بھی اگر آدمی آزاد عورت سے نکاح کے قابل ہونے تک لونڈی کے نکاح سے اپنے آپ کو روک تھام کر سکے تو جلدی کر کے لونڈی سے نکاح کرنے اور اولاد کی آزادی کو بٹہ لگانے سے یہ روک تھام بہتر ہے لیکن جن سے صبر نہ ہو سکے گا اللہ اپنی رحمت کے سبب سے ایسے شخص سے اسی طرح درگذر کرنے والا ہے جس طرح اس نے اپنی رحمت سے لونڈیوں کے نکاح کا حکم اپنے بندوں کی آسانی کے لئے نازل فرمایا ہے۔

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ۝

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کر دے اور تم سے پہلے لوگوں کے احوال تم کو بتلا دے اور تم پر توجہ فرما دے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑے حکمت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ کہ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

اوپر حلال و حرام کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے دین کی جائز ناجائز باتیں اچھی طرح سمجھا دیوے تاکہ مثلاً ماں بہن بیٹی وغیرہ کے حرام جاننے کا تمہارا اور تم سے پہلے لوگوں کا طریقہ ایک ہو جائے اور اللہ نے اپنے وسیع علم سے بندوں کی ہر وقت کی مصلحت کو معلوم کر کے اپنی حکمت سے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کا عمل تم میں آسانی سے جاری ہو جاوے اور اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ ان احکام کی تعمیل میں تم سے کوتاہی ہو اور اس کوتاہی پر نادم ہو کر اس کی جناب میں تم توبہ کرو تو وہ تمہاری توبہ قبول کرے لیکن جن لوگوں کی قسمت میں اللہ کے دین کی پابندی نہیں لکھی گئی وہ خود بھی حرام و حلال کے پابند نہیں بلکہ اپنی خواہش کے پابند ہیں اور تم کو بھی حق سے بہکا نا اور اپنے راستے پر چلانا چاہتے ہیں مثلاً بدکار لوگ خود بھی بدکار ہیں اور جو ان کے طریق کا ہو اس سے خوش ہیں اور جو ان کے طریق کا نہ ہو اس سے کھٹکتے ہیں اسی طرح مثلاً آتش پرست بہن بھانجی بھتیجی کو حلال جانتے ہیں اور اوروں کے لئے اسی طریقہ کو اچھا سمجھتے ہیں پھر فرمایا کہ انسان کی پیدائش ایک ضعیف چیز پانی کے قطرہ سے ہے سخت احکام کا تحمل اس سے نہیں ہو سکتا اس واسطے اللہ تعالیٰ یہ بھی چاہتا ہے کہ دین کے احکام انسان کی حالت کے موافق نرم ہوں جس طرح مثلاً بے مقدور آدمی کے لئے اس نے لونڈی سے نکاح کرنا جائز ٹھیرا کر بے مقدور شخص کی تنگی کو رفع کر دیا صحیح بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے شخص پر بڑا وبال پڑے گا جس کے بلا ضرورت مسئلے پوچھنے سے کسی مباح چیز کے حرام ہو جانے کا حکم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نازل ہو جاویگا اس باب میں اور بھی صحیح روایتیں ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ جب انسان کی حالت کے لحاظ سے اللہ اور اللہ کے رسول کی مصلحت اس میں ہے کہ دین میں جہاں تک ہو آسانی ہو تاکہ احکام دین کی پابندی انسان پر شاق نہ ہو تو آدمی کو چاہیئے کہ پہلی امتوں کے بعض لوگوں کی طرح کوئی سخت عبادت اپنے پیچھے نہ لگا دے جس کا نباہنا مشکل ہو جاوے چنانچہ ابوداؤد میں معتبر سند سے انس کی روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی امتوں کے کچھ عبادتخانے جو ویران پڑے ہیں وہ اس بات کا نمونہ ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی طاقت سے باہر کچھ سخت عبادتیں اپنے پیچھے لگا لیں اور ان عبادتوں کے ادا کرنے کے لئے

جنگلوں میں یہ عبادتخانے بنائے آخر سختی کے سبب سے عبادت اور عبادتخانے سب کچھ چھوڑ بیٹھے پھر فرمایا اے لوگو تم کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے غرض اس ارشاد سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو ایسا عمل پسند نہیں ہے کہ آج ہو اور کل نہو بلکہ اللہ تعالےٰ کو تو وہ عمل پسند ہے جس کو آدمی نباہ سکے چنانچہ صحیحین کی حضرت عائشہ کی حدیث میں اس کا ذکر ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ آدمی سے نباہ اسی عمل کا ہو سکتا ہے جو آسان ہو ورنہ وہی اہل کتاب کی حالت پیش آئیگی جس کا ذکر ابھی اوپر گذرا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کہاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالےٰ تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل کریگا اس طور پر کہ حد سے گذر جاوے اور اس طور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر خدا تعالےٰ کو آسان ہے جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرما دیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کر دیں گے۔

جب تک آدمی مجرد رہتا ہے تو اس کو فقط اپنی ذات کے ہی خرچ و اخراجات کی ضرورت پڑتی ہے پھر جب شادی بیاہ ہو کر بی بی اور بال بچے ہو کر ان کا خرچ اس کے ذمہ پڑجاتا ہے تو کسی نہ کسی حیلہ سے اس کو کمائی کا خیال ہوتا ہے اسی مناسبت کے سبب نکاح کے احکام کے بعد ان آیتوں میں انسان کی کمائی کا ذکر فرمایا۔ باطل ناحق کو کہتے ہیں سود چوری خیانت وغیرہ یہ سب مال کے ناحق کے طور پر کمانے کے طریقے ہیں اور ان میں ہر ایک طریقہ کی ممانعت کی جدا جدا بڑی تفصیل سے شریعت میں احکام میں ناحق طور پر کمائی کے طریقوں کے ذکر کے بعد جائز اور حق طور پر کمائی کے طریقہ خرید و فروخت کو مستثنیٰ فرما کر ذکر فرمایا خرید و فروخت کی مختلف بہت سی صورتیں ہیں ہر ایک صورت کا شریعت میں جدا جدا حکم ہے یہ جو فرمایا نہ خون کرو آپس میں ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ لوگوں کا مال ناحق کہا کر اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ یہ گناہ حق العباد کی قسم میں سے ہے جو صاحب حق کو رضامند کرلے کے بغیر توبہ سے معاف نہیں ہوسکتا یا یہ مطلب ہو کہ دنیا کے معاملات سے تنگ آکر خودکشی نہ کرو صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں جس طرح سے کوئی شخص خودکشی کرے گا آخرت میں اسی طرح کے عذاب میں وہ شخص گرفتار ہوے گا مثلاً جو شخص زہر کہا کر مریگا اس کو ہمیشہ زہر کھلایا جاوے گا اور جو شخص اونچی جگہ سے گر کر مرے گا اس کو ہمیشہ اونچی جگہ سے گرایا جاوے گا اسی طرح اور باتوں کو سمجھ لینا چاہیئے اللہ کا تم پر رحم ہے کا یہ مطلب ہے کہ پہلی امتوں کی توبہ ان کا قتل کرنا قرار پائی تھی اور تم پر ایسا کوئی سخت حکم نازل نہیں کیا جاتا جو کوئی شخص یہ کام ظلم و تعدی سے کرے تو ہم اس کو ڈالیں گے آگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی شخص خودکشی کرے گا اس پر جنت حرام ہو جاوے گی اور اس کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا پڑے گا چنانچہ صحیحین میں جو روایتیں ہیں ان میں ایسے شخص پر جنت کے حرام ہو جانے کا ذکر ہے اللہ پر یہ سب آسان ہے کا مطلب یہ ہے کہ جنت اللہ کی ہے اس کو یہ مشکل نہیں کہ جس پر وہ چاہے اپنی جنت کو حرام کر دیوے اور تعدی اور ظلم کی قید لگا دینے سے بھول چوک کی خودکشی کا حکم الگ ہو گیا اگر تم بچتے رہو گے بڑی چیزوں سے جو تم کو منع ہوئی ہیں تو ہم اتار دیں گے تم سے تقصیریں تمہاری اور داخل کرینگے تم کو عزت کے مقام میں اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں گے اگر ان سے کچھ صغیرہ گناہ ہو جاویں گے تو نیک عملوں کے طفیل سے وہ صغیرہ گناہ خود بخود معاف ہو جاویں گے چنانچہ فرمایا ان الحسنات یذھبن السیئات دنیا میں جس گناہ پر حد شرعی ہے یا لعنت کی گئی ہے یا جس گناہ پر عذاب سخت فرمایا گیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اور جو گناہ ایسا نہیں ہے وہ صغیرہ ہے۔ معتبر سند سے مستدرک حاکم میں اور صحیح ابن حبان میں ابوہریرہ اور ابوسعید سے جو روایت ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا جو شخص نماز روزہ کا ادا اور زکوٰۃ کا پابند ہوگا اور سات کبیرہ گناہوں سے بچے گا وہ جنت میں جاوے اس خطبہ کے وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے اس خطبہ میں حج کا ذکر نہیں فرمایا اب حج بھی دین کا ایک رکن ہے۔

ابوہریرہ کی دوسری ایک حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے اس میں سات کبیرہ گناہوں کی تفصیل یوں فرمائی ہے۔ شرک۔ قتل ناحق۔ جادو کرنا۔ سود کہانا۔ یتیم کا مال کہانا جہاد سے بہاگنا۔ پارسا عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔ یہ ساتوں کبیرہ گناہ آدمی کو ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں۔ ہلاکت میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ شرک تو بغیر خالص توبہ کے ہرگز معاف نہوگا باقی گناہوں کا گنہگار اگر بغیر توبہ کے مرجاتے گا تو اس کی مغفرت اللہ کی مرضی پر منحصر ہے چاہے بخشے چاہے نہ بخشے ان سات کبیرہ گناہوں کی تفصیل بعض روایتوں میں اور طرح بھی آئی ہے اور بعض روایتوں میں سات کا حصر بھی باقی نہیں رہا اس لئے سلف نے کبیرہ گناہ کے معنے وہی بتلائے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے عزت کے مقام سے مراد جنت ہے۔

بغیر استاد کے فارسی سکھلانیوالی کتاب

فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دنوں میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کر سکینگے۔ ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری رقعہ جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ہزاروں اور لاکھوں ایسے الفاظ جو اب ایرانی فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہو گئے ہیں ان سب کی تشریح اور ساتھ ہی ایک فرہنگ غرضیکہ فارسی خواں طلبا کے لئے بہتر اور عمدہ کتاب ہے

قیمت صرف ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگا لیجئے

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ اول

(بسلسلہ گذشتہ)

باب دونوں پیروں کی ٹخنوں تک دھونا (ضروری ہے)

(۱۵۰) عمرو بن حسن نے عبداللہ بن زید سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کی بابت پوچھا تو انہوں نے پانی کا طشت منگایا اور ان لوگوں (کے دکھانے) کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کر کے دکھایا یعنی اپنے دونوں ہاتھوں پر طشت سے پانی گرایا اور دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر ہاتھوں کو طشت میں ڈال دیا اور اس سے پانی لے کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور صاف کیا تین چلو (پانی لیا) پھر اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنے منھ کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ (طشت میں) ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا یعنی ان کو ایک مرتبہ آگے لائے اور پیچھے لے گئے پھر اپنے دونوں پیر ٹخنوں تک دھوئے۔

باب ..... لوگوں کے وضو کے بچے ہوئے پانی کا استعمال کرنا (جائز ہے) اور جریر بن عبداللہ نے اپنے گھر والوں سے کہا تھا کہ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کریں۔

(۱۵۱) ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کا پانی آپ کے پاس لایا گیا اور آپ نے وضو کیا جب آپ وضو کر چکے تو لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لینے لگے اور اس کو اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملنے لگے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے سامنے عنزہ (گڑا ہوا) تھا اور ابو موسیٰ نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قدح منگایا جس میں پانی تھا پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور اپنا منہ اسی میں دھویا اور اسی میں کلی کی پھر ان دونوں (یعنی ابو موسیٰ اور بلال) سے کہا کہ یہ پانی کچھ پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور اپنے سینوں پر ڈال لو۔

(۱۵۲) زہری کہتے ہیں مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی (زہری نے کہا ہے کہ محمود بن ربیع) وہ شخص ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں کلی کی تھی اس حال میں کہ وہ لڑکا تھا انھیں کے کنوئیں سے (پانی لیکر) اور عروہ نے (اس حدیث کی) مسور وغیرہ سے روایت کی اور یہ دونوں روایتیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں، کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی پر صحابہ ٹوٹے پڑتے تھے

باب اس باب کا کوئی خاص عنوان امام بخاری نے نہیں لکھا (مترجم)

(۱۵۳) سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بہن کا لڑکا بیمار ہے پس آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو فرمایا اور میں نے آپ کے وضو سے بچے پانی کو پی لیا پھر میں آپ کی پشت کی طرف کھڑا ہو گیا تو میں نے خاتم نبوت کو دیکھ لیا (جو) آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مثل حجلہ کی گھنڈی کے تھی۔

باب (کوئی) ایک ہی چلو سے کلی کرے اور ناک میں بھی پانی ڈالے۔

(۱۵۴) عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی گرایا اور ان کو دھویا پھر ایک چلو سے دھویا یا کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پس اسی طرح تین بار کیا پھر دو دو مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا آگے کے حصہ کا بھی اور پیچھے کے حصہ کا بھی (غرضکہ پورے سر کا) اور اپنے پیر ٹخنوں تک دھوئے اس کے بعد کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو اسی طرح ہوتا تھا۔

باب سر کا مسح (ایک ہی) مرتبہ (ثابت ہے)

(۱۵۵) عمرو بن ابی الحسن نے عبداللہ بن زید سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے پانی کا ایک طشت منگایا اور ان کے دکھانے کے لئے وضو کیا اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی گرایا اور تین مرتبہ ان کو دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اپنے سر کا مسح فرمایا یعنی اپنے ہاتھوں کو سر پر (لگا کر پیچھے سے) آگے لائے اور (آگے سے) پیچھے لے گئے پھر اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اپنے دونوں پیر دھوئے (امام بخاری کہتے ہیں) ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہم سے وہیب نے حدیث بیان کی اور کہا کہ آپ نے اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح فرمایا۔

باب مرد کا اپنی عورت کے ساتھ وضو کرنا اور عورت کے وضو سے بچا ہوا پانی استعمال میں لانا درست ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے گرم پانی سے اور نصرانیہ کے گھر (کے پانی) سے وضو فرمایا

(۱۵۶) ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اور عورت سب (ایک برتن سے) وضو کرتے تھے۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اور عورت سب (ایک برتن سے) وضو کرتے تھے۔

(۱۵۷) جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور میں (ایسا سخت) بیمار تھا کہ (کوئی بات) سمجھ نہ سکتا تھا پس آپ نے وضو فرمایا اور اپنے وضو سے (بچا ہوا پانی) میرے اوپر ڈالا تو میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (میری) میراث کس کے لئے ہے میرا تو صرف ایک کلالہ[1] وارث ہے پس فرائض کی آیت نازل ہوئی۔

باب مخضب[2] اور قدح اور لکڑی اور پتھر کے برتن میں غسل اور وضو کرنا درست ہے۔

(۱۵۸) انس کہتے ہیں کہ نماز کا وقت آیا تو جس شخص کا گھر ان سے قریب تھا وہ (وضو کرنے) اپنے گھر چلا گیا اور چند لوگ رہ گئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کا ایک مخضب لایا گیا جس میں پانی تھا اور مخضب میں یہ گنجائش نہ تھی کہ آپ اپنی ہتھیلی اس میں پھیلا سکیں پھر تمام لوگوں نے (اسی تھوڑے سے پانی سے) وضو کر لیا (حمید کہتے ہیں) ہم نے (انس سے) کہا کہ تم لوگ (اس وقت) کس قدر تھے انہوں نے کہا کہ اسی

---

[1] کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جو ایسے شخص کا وارث ہو جس کے نہ باپ زندہ ہوں، ورنہ کوئی اولاد [2] مخضب ایک قسم کا ظرف ہوتا ہے (شکل لگن کے اور قدح قریب پیالہ کو کہتے ہیں۔

[3] یعنی کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے

[4] حجلہ کبوتر کی قسم کا ایک جانور ہے بعض نے کہا ہے پلنگ کی گھنڈی کو کہتے ہیں۔

(بلکہ اتنی سے) کچھ زیادہ

(۱۸۹) ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قدح منگایا جس میں پانی تھا پھر اسی میں آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرہ کو دھویا اور اسی میں کلی کی

(۱۹۰) عبد اللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (ہمارے ہاں) تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لئے پیتل کے ایک طشت میں پانی بھر کر نکالا (اس سے) آپ نے وضو فرمایا اپنے منہ کو تین مرتبہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو دو دو مرتبہ دھویا اپنے سر کا مسح کیا یعنی (سر پر ہاتھ رکھکر) اسے پیچھے سے آگے لائے (اور آگے سے) پیچھے لے گئے اور دونوں پیر دھوئے۔

(۱۹۱) عائشہ کہتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم (آخری مرض میں) بیمار ہوئے اور آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے اپنی بی بیوں سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمارداری کی جائے تو سب بیوں نے آپ کو اجازت دیدی پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم (میرے گھر آنے کے لئے) دو آدمیوں کے درمیان میں (سہارا لیکر) نکلے دونوں پیر آپ کے زمین میں گھسٹتے ہوئے جاتے تھے عباس کے اور ایک شخص کے درمیان آپ نکلے تھے۔ عبید اللہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن عباس کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ دوسرا شخص کون تھا میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا علی ابن ابی طالب تھے) اور عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر میں آچکے اور آپ کا مرض (اور بھی) زیادہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سات مشکیں جن کے تسمے[1] نہ کھولے گئے ہوں میرے اوپر ڈال دو تاکہ میں لوگوں سے کچھ وصیت کردوں (چنانچہ) اس کی تعمیل کیگئی، اور آپ حفصہ زوجہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مخضب میں بٹھلا دیئے گئے بعد اسکے ہم سب آپ کے اوپر پانی ڈالنے لگے یہاں تک کہ آپ ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس اب تم تعمیل حکم کر چکیں اس کے بعد آپ لوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے۔

باب طشت سے وضو کرنا درست ہے

(۱۹۲) عمرو بن یحییٰ اپنے باپ سے راوی ہیں وہ کہتے تھے کہ میرے چچا بہت (اسراف کے ساتھ) وضو کیا کرتے تھے تو انہوں نے (ایک دن) عبد اللہ بن زید سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ تم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کس طرح وضو کرتے دیکھا ہے انہوں نے ایک طشت پانی کا منگایا اور اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر جھکایا اور اُن دونوں کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور (ہر مرتبہ ایک ہی) ایک چلو سے تین بار کلی کی اور ناک میں پانی لیا پھر اپنا ہاتھ (طشت میں) ڈالا اور چلو بھر کر نکالا اور تین مرتبہ اپنا منہ دھویا پھر دو مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر اپنے سر کا مسح کیا یعنی دونوں ہاتھ (سر پر رکھکر آگے سے) پیچھے لے گئے اور (پھر پیچھے سے) آگے لائے پھر اپنے دونوں پیر دھوئے اور کہا کہ اسی طرح میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے۔

(۱۹۳) انس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ظرف منگایا تو ایک بڑا قدح آپ کے سامنے لایا گیا جس میں کچھ پانی تھا پھر آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھدیں انس کہتے ہیں میں پانی کو دیکھ رہا تھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش کر رہا تھا انس کہتے ہیں میں نے ان لوگوں کا جنہوں نے (اس پانی سے) وضو کیا اندازہ کیا ستر اسی کے درمیان تھے۔

باب ایک مد[1] (پانی) سے وضو کرنا (ثابت ہے)

(۱۹۴) انس کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب دھوتے تھے یا (یہ کہا کہ) جب نہاتے تھے (اس میں) ایک صاع سے پانچ مد تک (پانی صرف کیا کرتے تھے) اور وضو ایک مد (پانی) سے کرتے تھے۔

باب موزوں پر مسح کرنا (ثابت ہے)

(۱۹۵) سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا اور عبد اللہ بن عمر نے عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں جب تم سے سعد کوئی روایت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کریں تو اس کی بابت کسی دوسرے سے نہ پوچھا کرو۔

(۱۹۶) مغیرہ بن شعبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ایک دن) اپنی حاجت (رفع کرنے) کے لئے تشریف لے گئے تو مغیرہ (بھی) ایک ظرف لیکر جس میں پانی تھا آپ کے پیچھے (پیچھے) چلے گئے اور جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو مغیرہ نے آپ (کے ہاتھ پاؤں) پر پانی ڈالا اور آپ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

(۱۹۷) عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

(۱۹۸) عمرو بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمامہ[2] اور دونوں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱۹۹) مغیرہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو میں نے (وضو کے وقت) چاہا کہ آپ کے دونوں موزوں کو اتار ڈالوں تو آپنے فرمایا کہ ان کو رہنے دو میں نے ان کو طہارت کی حالت میں پہنا تھا پھر آپ نے اُن پر مسح کیا

باب (سلف میں) کوئی ایسا بھی ہے جس نے بکری کا گوشت اور ستو کھانے سے وضو نہیں کیا اور ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے گوشت کھایا اور اس کے بعد وضو نہیں کیا۔

(۲۰۰) عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا ایک شانہ کھایا بعد اس کے نماز پڑھی اور (جدید) وضو نہیں کیا۔

باب (کوئی ایسا بھی ہے) جس نے ستو کے کھانے سے کلی کرلی اور وضو نہیں کیا۔

(۲۰۱) سوید بن نعمان سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے سال وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے تھے یہاں تک کہ جب (مقام) صہبا میں پہنچے اور وہ خیبر سے بہت قریب تھا تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور پھر زاد راہ منگوائی تو (صحابہ) صرف ستو آپکے پاس لائے آپ نے اس کے گھولنے کا حکم دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سب نے کھایا بعد اس کے آپ مغرب کی نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور (صرف) کلی کرلی اور ہم نے بھی کلی کرلی بعد اس کے آپ نے نماز پڑھی اور جدید وضو نہیں کیا۔

---

[1] ایک مد دو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل ۱۳۰ درہم کا اور ایک درہم ایک ماشہ ۱½ رتی کا (در مختار) ۱۲ [2] عمامہ پر مسح کا مطلب یہ ہے کہ بغیر عمامہ اتارے سر کے مقدم حصہ پر مسح فرمایا ۱۲ [3] بعض علماء کے نزدیک آگ کی چیز پکی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

[1] مقصود آپ کا یہ تھا کہ بھری ہوئی مشکیں ہوں اور جن کا پانی خرچ نہ ہوا ہو۱۲

مقالات غوث الاعظم

(سلسلہ گزشتہ)

المقالة الرابعة

(في الموت المعنوي)

قال رضي الله عنه اذا مت عن الخلق قيل لك رحمك الله واماتك عن الهوى واذا مت عن هواك قيل لك رحمك الله واماتك عن ارادتك ومناك واذا مت عن الارادة ومناك قيل لك رحمك الله واحياك فحينئذ تحيى حيوة لا موت بعدها وتغنى غناء لا فقر بعده وتعطى عطاء لا منع بعده وتراح براحة لا شقاء بعدها وتنعم بنعيم لا بؤس بعده وتعلم علما لا جهل بعده وتؤمن امنا لا خوف بعده وتسعد فلا تشقى وتعز فلا تذل وتقرب فلا تبعد وترفع فلا توضع وتعظم فلا تحقر وتطهر فلا تدنس فيتحقق فيك الاماني وتصدق فيك الاقاويل فتكون كبريتا احمر فلا تكاد ترى وعزيزا فلا تماثل وفريدا فلا تشارك ووحيدا فلا تجانس فرد الفرد وتر الوتر غيب الغيب سر السر فحينئذ تكون وارث كل رسول ونبي وصديق بك تختم الولاية واليك يصدر الابدال وبك تنكشف الكروب وبك تسقى الغيوث وبك تنبت الزروع وبك تدفع البلايا والمحن عن الخاص والعام واهل الثغور والراعي والرعايا والائمة والامة وسائر البرايا فتكون شحنة البلاد والعباد فتنطلق اليك الرجال بالسعي والترحال والايدي بالبذل والعطاء والخدمة باذن خالق الاشياء في سائر الاحوال والالسن بالذكر الطيب والحمد والثناء في جميع الاحوال لا يختلف فيك اثنان من اهل الايمان يا خير من سكن البوادي والعمران وحال ذلك فضل الله والله ذو الفضل العظيم۔

مقالہ چوتھا

(معنوی موت)

فرمایا رضی اللہ عنہ نے جب تو مخلوق سے مرجائیگا تو کہا جائیگا کہ تجھپر اللہ کی رحمت ہو اور اللہ تعالے تجھکو خواہشات نفسانی سے ماریگا اور جب تو اپنی خواہشات سے مرجائیگا تو تیرے لئے کہا جائیگا کہ اللہ تجھپر رحمت کرے اور تجھے تیری خواہش اور آرزو اور ارادہ سے ماریگا پھر جب تو اپنے ارادہ اور آرزو سے مرجائیگا تو تجھے کہا جائیگا کہ تجھپر اللہ رحم کرے اور تجھے اللہ تعالی زندہ کرے گا اور اس وقت تو ایسی حیات کے ساتھ زندہ کیا جائیگا جس کے بعد موت نہیں اور ایسی دولت سے مالدار بنایا جائے گا جس کے بعد محتاجی نہیں اور ایسی بخشش کی جائے گی جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور ایسی راحت سے خوش کیا جائیگا جس کے بعد غم اور برائی نہیں اور ایسی نعمت دیجائیگی جس کے بعد سختی نہیں اور ایسا علم دیا جائے گا جس کے بعد جہل نہیں اور ایسا امن دیا جائے گا جس کے بعد خوف نہیں اور ایسا نیک بخت بنایا جائے گا کہ پھر بدبخت نہ کیا جائے گا اور ایسی عزت دی جائیگی کہ پھر ذلیل نہ کیا جائیگا اور ایسا مقرب کیا جائیگا کہ پھر دور نہ کیا جائے گا اور ایسا بلند مرتبہ کیا جائے گا کہ پھر گرایا نہ جائیگا اور ایسی بزرگی دی جائیگی کہ پھر حقیر نہ کیا جائے گا اور ایسا پاک کیا جائے گا کہ پھر آلودہ نہ کیا جائیگا پھر تو تیری حاجات پوری ہوجائینگی اور مخلوق کی مدح و ثنا تیری شان میں سچی ہوگی پس تو کبریت احمر اکسیر اعظم بن جائیگا اور پھر لوگ تیرے مرتبہ کو پہچان نہ سکینگے اور تو ایک ایسا بزرگ ہوگا کہ تیرا مثل نہ ہوگا اور تو ایسا یکتا و تنہا ہوگا کہ تیرا ہمجنس نہ ہوگا اور تو طاق اور یکتا غیب الغیب اور سر السر ہوجائیگا پھر تو اس وقت ہر رسول اور نبی اور صدیق کا وارث ہوگا تجھپر ولایت ختم ہوگی تیرے پاس ابدال آئینگے تجھ سے مشکلیں حل ہونگی تیری دعا سے مینہ برسایا جائیگا تیری برکت سے کھیتیاں اگائی جائینگی اور تیری دعا ہر خاص و عام اہل سرحدات راعی و رعایا اور ائمہ (سرداران امت) اور امت اور تمام مخلوق سے مصیبتیں اور بلائیں دور کی جائینگی پس تو شہروں اور بندوں پر کوتوال ہوجائیگا پھر لوگ قطع مراحل کرتے ہوئے رجال تیرے پاس آئینگے اور خالق اشیاء کے حکم سے تمام احوال میں دینے اور تحفے نقد و جنس تیری خدمت میں لائینگے اور ہر جگہ تیرے پاکیزہ چرچے تیری حمد و ثنا کرینگے اور تیری شان کے اندر دو اہل ایمان کے اندر اختلاف نہ ہوگا اے بہترین شخص آبادیوں میں رہنے والوں اور جنگل میں چکر لگانے والوں میں سے یہ تجھپر اللہ کا فضل ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

المقالة الخامسة

(في بيان حال الدنيا والحث على عدم الالتفات اليها)

قال رضي الله عنه اذا رايت الدنيا في ايدي اربابها بزينتها واباطيلها وخدعها ومصائدها وسمومها القاتلة مع لين مس ظاهرها وضرارة باطنها وسرعة اهلاكها وقتلها لمن مسها واغترارها وغفلتها عن رداءتها وغدرها باهلها ونقضها عهدها فكن كمن راى انسانا على الغائط باديا سوأته فائحة رائحته فانك تغض بصرك عن سوأته وتسد على انفك من نتنه فهكذا كن في الدنيا اذا رايتها فغض بصرك عن زينتها وسد على انفك من نتن شهواتها ولذاتها لتنجو منها ومن آفاتها وياتيك قسمك منها وانت هني بها قال الله تعالى لنبيه المصطفى صلعم ولا تمدن عينيك

مقالہ پانچواں

(دنیا کا حال اور اس کی طرف التفات نہ کرنے کی تاکید)

فرمایا رضی اللہ عنہ نے جب تو دنیا کی مٹ جانے والی آرائش اور دھوکہ دینے والے اور بہانے والے مکر و فریب اور زہر قاتل ظاہر میں نرم باطن میں سخت اور دنیا کی جلد ہلاک کرنے والی لذات اور اس دنیا کی برائی اور بے فائی اور عہد شکنی سے غافل (اگر اس پر شیفتہ اور فریفتہ) دنیاداروں کو دیکھے تو تو ایسا سمجھ جیسے کوئی شخص برہنہ پاخانہ کرتا ہوا اور اس (پاخانہ) کی بدبو پھیلی ہوئی ہو اور دیکھکر تو اپنی آنکھ اس کی شرمگاہ سے اور اپنی ناک اس کی بدبو سے بند کر لیتا ہے (تو) اسی طرح تو اور دنیاداروں کے پاس سامان دنیا دیکھکر اس کی زینت اس کے مزے اور اس کی شہوات کی بدبو سے آنکھ اور ناک بند کرلے تاکہ دنیا اور آفات دنیا سے نجات پائے دنیا جتنی بھی تیرے نصیب میں ہے تجھے ضرور ملے گی اور تو اس سے بہرہ مند ہوگا اللہ تعالے نے اپنے برگزیدہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

الی ما متعنا به ازواجا منهم
زهرة الحیوة الدنیا لنفتنهم فیه
ورزق ربك خیر وابقی۔

فرمایا ان چیزوں کی طرف گھور گھور کے مت
دیکھ جو ہم نے زندگانی دنیا کی آسائش کے
لئے کفار کو دی ہیں تاکہ فتنے میں ڈالیں اور
اس طرح ہم ان کا امتحان کریں اور رزق تیرے رب کا بہتر اور بہت باقی رہنے
والا ہے۔

المقالة السادسة

(فی الفناء عن الخلق)

قال رضی الله عنه افن عن الخلق
بحکم و عن هواك بامر الله و عن
ارادتك بفعل الله تصلح ان تکون
وعاء لعلم الله فعلامة فنائك
عن خلق الله انقطاعك عنهم
وعن التردد الیهم والیاس مما
فی ایدیهم وعلامة فنائك عن
هواك ترك التکسب والتعلق
بالسبب فی جلب النفع و دفع
الضر فلا تتحرك فیك بك ولا
تعتمد علیك لك ولا تذب عنك
ولا تنصر نفسك ولکن تکل ذلك
کله الی الله لانه تولاه اولا فیتولاه
آخرا کما کان ذلك موکولا الیه
فی حال کونك مغیبا فی الرحم و
کونك رضیعا طفلا فی مهدك وعلامة
فنائك عن ارادتك بفعل الله
انك لا ترید مرادا قط ولا یکون
لك غرض ولا یبقی لك حاجة
ولا مرام لانك لا ترید مع ارادة
الله سواها بل یجری فعل الله فیك
فتکون عند ارادة الله و فعله ساکن
الجوارح مطمئن الجنان مشروح
الصدر منور الوجه عامر الباطن
غنیا عن الاشیاء بخالقها تقلبك
ید القدرة ویدعوك لسان
الازل ویعلمك رب الملك ویکسوك
انوارا منه والحلل وینزل منازل
من سلف من اولی العلم الاول
فتکون منکسرا ابدا فلا یثبت
فیك شهوة ولا ارادة کاناء متثلم

مقالہ چھٹا

(مخلوق اور خواہش سے فنا ہو جانے کا بیان)

فرمایا رضی اللہ عنہ مخلوق اور اپنی خواہش
اور اپنے ارادہ سے اللہ کے حکم امر و فعل کے ساتھ
فنا ہو جا تجھ میں صلاحیت و قابلیت علم الٰہی
کا ظرف ہونے کی آجائیگی مخلوق سے فنا ہونے
کی علامت (کیا ہے) یہ ہے کہ لوگوں سے اور ان
کے یہاں آنے جانے سے بے لگاؤ ہونا اور
ان کی چیزوں سے نا امید ہو جانا اور اپنی
خواہش سے فنا ہو جانیکی علامت (کیا ہے)
یہ ہے کہ حصول نفع اور دفع ضرر میں علاقہ
سبب اور کسب کا چھوڑ دینا پھر (چاہیے) کہ تو اپنے
نفس میں اپنے لئے جنبش نہ کرے اور اپنے نفس
پر اپنے نفع کا اعتماد نہ کرے اور ضرر کو اپنے سے
دور نہ کرے اور اپنے نفس کی مدد نہ کرے
بلکہ سب امور خدا کو سونپ دے اور یہ اس لئے
کہ اسی نے جو پہلے ہی ان امور کا ذمہ دار
تھا اور اب بھی رہیگا جس طرح کہ سب چیزیں
اس حال میں اسی کے ذمہ تھیں جبکہ تو بطن مادر
میں چھپا ہوا تھا یا پھنگوڑے میں شیر خوار بچہ
تھا اور اپنے ارادہ سے خدا کے فعل میں فنا
ہو جانیکی علامت کیا ہے یہ ہے کہ تو کسی مراد
کا قصد نہ کرے اور تجھ میں کوئی آرزو کوئی
حاجت کوئی مطلب مدعا باقی نہ رہے اسلئے
کہ تو ارادہ خدا کے ساتھ ارادہ غیر خدا کا قصد
نہ کرے گا بلکہ اللہ کا فعل تجھ میں جاری ہوگا
پھر اللہ کے ارادہ اور فعل کے وقت ساکن
الجوارح (بلا حرکت اعضا) اور قلب مطمئن
اور فراخ و کشادہ سینہ چہرہ روشن باطن آباد
اور تعلق خالق کے سبب تمام چیزوں سے بے
پرواہ ہو جائے گا دست قدرت تجھے پھرائے
گا زبان قدرت تجھے پکاریگی اور پروردگار
عالم تجھے علم سکھا ئیگا خلعت نورانی اور لباس

نا الذی لا یثبت فیه مائع ولا کدره
فتفنی عن اخلاق البشر فلا
یقبل باطنك شیئا غیر ارادة
الله فحینئذ یضاف الیك التکوین
وخرق العادات فیری ذلك منك
فی ظاهر العقل والحکم وهو فعل
الله وارادته حقا فی العلم فتدخل
فی زمرة المنکسرة قلوبهم الذین انکسرت
اراداتهم البشریة وازیلت شهواتهم
الطبعیة فاستؤنفت لهم ارادة
ربانیة وشهوات وظیفة کما قال
النبی صلی الله علیه وسلم حبب الی
من دنیاکم ثلث الطیب والنساء
وجعلت قرة عینی فی الصلوة فاضیف
ذلك الیه بعد ان خرج منه وزال
عنه تحقیقا لما اشرنا الیه ونقدم
قال الله انا عند المنکسرة قلوبهم
من اجلی فالله تعالی لا یکون عندك
حتی تنکسر جملة هواك وارادتك
فاذا انکسرت ولم یثبت فیك
شیئ ولا تصلح لشیئ سواه انشاك
الله فجعل فیك ارادة فترید
بتلك الارادة فاذا وجدت
فیك تلك الارادة الثانیة فیك
کسرها الرب تعالی بوجودك فیها
فتکون منکسر القلب ابدا فلا
یزال یجدد فیك ارادة ثم یزیلها
عند وجودك فیها هکذا الی ان
یبلغ الکتاب اجله فیحصل اللقاء
فهذا هو معنی انا عند المنکسرة
قلوبهم من اجلی و معنی قولنا عند
وجودك فیها هو رکونك وطمانیتك
الیها قال الله تعالی فی بعض ما یذکره
عنه نبیه صلعم لا یزال عبدی
المؤمن یتقرب الی بالنوافل
حتی احبه فاذا احببته کنت
سمعه الذی یسمع به وبصره الذی
یبصر به ویده التی یبطش بها
ورجله الذی یمشی به وفی لفظ

معرفت پہنائیگا اور تجھے سلف صالحین اور
عارفین اولین کے مقامات پر پہنچائے گا۔
پھر تو ہمیشہ دل شکستہ رہے گا اور تجھ میں
خواہش اور ارادہ کچھ باقی نہ رہے گا جیسے کہ ٹوٹے
ہوئے برتن میں پانی اور میل کچھ نہیں ٹھہرتا
ہے پھر تو اخلاق بشریت سے پاک ہو جائے
گا اور تیرا دل ارادہ الٰہی کے سوا کسی چیز کو ہرگز
قبول نہ کرے گا پھر اس وقت کرامات و تصرفات
کی نسبت تیری طرف کی جائے گی پس یہ تصرفات
فعل جس کم میں ظاہراً تو تجھ سے دیکھے جائیں
گے پر حقیقت میں وہ خدا کا فعل اور ارادہ
ہوں گے پھر تو ان شکستہ دلوں کے زمرہ
میں شامل کیا جائے گا جن کی خواہشات نفسانی
اور ارادہ بشری ٹوٹ گئے تھے اور پھر از سر نو
ان میں ارادہ ربانی اور روزمرہ کی خواہشیں
پیدا کی گئیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے تمہاری دنیا سے تین چیزیں میری طرف
محبوب کی گئی ہیں خوشبو عورت اور آنکھوں کی
ٹھنڈک نماز میں ان اشیاء کی نسبت ۔ ۔ ۔
آپ کی طرف خواہشات کے نکلنے اور دور ہونے
کے بعد کی گئی جیسا کہ ہم نے پیشتر اس کی طرف
اشارہ کیا ہے اللہ تعالے نے فرمایا میں ان
کے پاس ہوں جن کے دل میری ہی وجہ سے
شکستہ ہیں پس اللہ تعالیٰ تیرے پاس نہ ہوگا
جب تک تیری سب خواہشیں اور تیرے سب ارادے
ٹوٹ نہ جائیں پھر جب سب کچھ ٹوٹ جائے اور
اس کے بعد تجھ میں کچھ باقی نہ رہے اور ذات
باری کے سوا تو کسی شے کے قابل نہ رہے تو پھر
اللہ تجھے نئے سرے سے پیدا کرے گا اور تجھ میں
نیا ارادہ پیدا کرے گا اور تو انہیں ارادوں سے
ارادہ کرے گا پھر جب نیا ارادہ تجھ میں پیدا
کیا ہوا پایا جائے گا تو اسے بھی تیرے تزکیہ
کامل کے لیے اللہ تعالے توڑ دیگا پس تو
شکستہ دل رہے گا پھر اسی طرح تجھ میں نیا ارادہ
پیدا کرتا اور اس میں تیرا علاقہ پائے جانے کی
وجہ سے اس علاقہ کو توڑتا رہے گا یہاں تک کہ
تقدیر اپنی مدت کو پہنچ جائے پھر دیدار حاصل
ہوگا یہی معنے ہیں انا عند المنکسرة
قلوبهم من اجلی کے اور ہمارے

فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش
ولی یعقل وھذا انما یکون حالة
الفناء لا غیر فاذا افنیت عنك
وعن الخلق والخلق انما ھو خیر
وشر وکذلك انت خیر وشر
فلم ترج خیرھم ولا تخاف شرھم
ابقی الله وحده کما کان قبل ان
یخلق شئ قدر الله خیر وشر
فیؤمنك من شره ویغرقك
فی بحار خیره فتکون وعاء لکل
خیر ومنبعا لکل نعمة وسرور
وحبور ونور وضیاء وامن
وسکون فالفناء ھو منتی والمنتہی
والمنتہی منتہی سیر الاولیاء ھو المنتہا
التی طلبھا من تقدم من الاولیاء
والابدال علیھم السلام الفنیو
عن ارادتھم وتبدل بارادة

قول عزوجل کہ مخلوق سے فنا ہو تو میرا ارادہ تو پیدا
ہے مطمئن اور مضبوط ہو جانا اور حدیث قدسی میں
وارد ہے میرا بندہ مومن عبادات نافلہ سے ہمیشہ
میری نزدیکی چاہتا ہے یہانتک کہ میں اسے دوست
کر لیتا ہوں اور جب دوست کر لیتا ہوں تو اس کا کان
ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ ہو جاتا ہوں
جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس
سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ
چلتا ہے اور اس کا مفہوم دوسرے لفظوں میں یہ
ہے کہ مجھ ہی سے سنتا ہے اور مجھ ہی سے دیکھتا ہے
مجھ ہی سے پکڑتا ہے اور مجھ ہی سے سمجھتا ہے فنا
کی کوئی اور حالت اس کے سوا نہیں ہے جبکہ تو اپنے
سے اور مخلوق سے فانی ہو اور مخلوق نیک و بد ہے
اسی طرح تو بھی نیک و بد ہے جبتک تو مخلوق سے
بہتری کی امید نہ کرے گا اور مخلوق کے شر سے نہ ڈریگا
تو اسوقت اللہ ہی رہ جائیگا جیسا کہ پیدا کرنے سے پہلے
متخیر و شر بس اسی کی قدرت میں ہے اور اسوقت تجھے تیرے
کے شر سے بے خوف کر دیگا اور خیر کے دریا میں ڈبو دیگا

الحق عزوجل فیریدون بارادة
الحق ابدا الی الوفات فلھذا سموا
ابدالا فذنوب ھؤلاء السادات
ان یشرکوا ارادة الحق بارادتھم
علی وجہ السھو والنسیان وغلبة
الحال والدھشة فیدرکھم الله
تعالی برحمته بالتذکرة والیقظة
فیرجعون عن ذلك ویستغفرون ربھم
اذ لا معصوم عن الارادة الا
الملائکة عصموا عن الارادة
والانبیاء عصموا عن الھوی والبقیة
الخلق من الجن والانس المکلفین
لم یعصموا منھا غیر ان الاولیاء
یحفظون عن الھوی والابدال
عن الارادة ولا یعصمون منھا
علی معنی انه یجوز فی حقھم المیل الیھا
فی الاحیان ثم یتدارکھم الله
بالیقظة برحمته.

پھر تو ہر خیر کا محل اور ہر نعمت و سرور و خوشی و نور و ضیا و امن
و آرام کا سرچشمہ بنیگا بس سالکوں کی آرزو و مطلوب و منتہی
اور مقام ابدالی کی جگہ یہی فنا ہے اور یہی مقام اولیاء
کی سیر کا اختتام ہے اس ارادہ سے فنا ہو کر ارادہ
ارادہ سے کامل طور پر بدل جانے کی استقامت کو لگے
اولیاء و ابدال علیہم السلام نے طلب کیا ہے تا دنیا میں ہمیشہ
ارادہ حق کے ساتھ ہی ارادہ کرتے ہیں اس لئے ان کے
نام ابدال رکھے گئے رضی اللہ عنہم و عنا بہن حضرات
کے نزدیک ارادہ حق میں اپنے ارادہ کو شریک کرنا گناہ
اور سہو و نسیان اور غلبہ حال و خوف کی صورت میں جبکہ
پاک ان کو یاد دلاتے اور ہوشیار کرنے کے ساتھ خبردار کر دیتا
ہے پھر اس سے وہ باز آتے ہیں اور درگاہ الٰہی میں استغفار کرتے
ہیں کیونکہ فرشتوں کے سوا ارادہ سے کوئی معصوم نہیں ہے فرشتے
ارادہ سے پاک اور انبیاء خواہش نفس سے بری رکھے گئے ہیں
اور باقی مخلوق مکلف جن اور انسان ارادہ اور خواہش سے معصوم
نہیں لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اولیاء خواہش نفس سے اور ابدال
ارادہ سے محفوظ ہیں معصوم نہیں ہیں اور اس معنی پر جائز ہے ان کے
حق میں ان دونوں کی طرف کبھی نہ کبھی مائل ہو جانا اور حضرت

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں
لوییز صاحب کی بستی اڈیٹر صاحب
مولوی اڈیٹر صاحب بدعنوان خطوط
کے اصل ہونیکی تصدیق فرماتے ہیں۔
مختصر فقرات تصدیق یہ ہیں یعنی
تاکہ کسی کو دھوکا اور بلم نہ ہو۔
مصلح الدین ندال صاحب بھوپال سے
تحریر فرماتے ہیں آپ کے عمل سے مشغلہ
کامیابی ہوئی عمل ۲ بھیجیے
بی کے انوری صاحب نرسنگ پور سے
دو عمل کے منگوائے تھے عجیب فائدہ
[illegible]
کرتا ہوں کہ آپ سے کارمعین کی تدبیر
سید محمد حسن صاحب جانی تحریر فرماتے ہیں
وہ عمل جب منگایا تھا [illegible]
کام نکلے۔ مولوی محمد کرم [illegible]
بھائی علاؤ جان کہتے ہیں تحریر فرماتے ہیں
ترقی روزگار کیلئے عمل منگایا [illegible]
جناب خلیل احمد صاحب شعلہ نامی نے
رقم فرمایا ہے مرسلہ وظیفہ ترقی [illegible]

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل سفلی سے غرض والا عامل بن سکتا ہے وسفلی عمل دونوں کیلئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف سات روز
کے بعد بھی کامل سیس سال کا تجربہ ہے کبھی بیکار نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب
میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے لم کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ ہم سب غریب و
غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائی کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلفنامہ اس اقرار کا ارسال
کریں کہ بنی نوع کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ
صرف ہوتے ہیں اسکا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ
صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے جس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا
ہے ہدیہ صرف تین روپیہ عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی بابرکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس
اکتالیس بار پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپکے آگے
سرنگوں ہو گا ہدیہ صرف دو روپے عمل ۳ برائے ترقی روزگار یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش
و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ
صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اسکی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے
ہدیہ ۔ ۔ [illegible] تینوں عملیات کے پڑھنے میں کسی قسم
کا خوف و خطر نہیں اپنے مکان سے کہیں باہر جانیکی ضرورت جو صاحب عمل ۲ مع ۱ ایک ساتھ طلب فرمائیں
گے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک
معاف [illegible] عمل روانہ کئے جاتے ہیں پتہ فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۴۵ دہلی

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں
ابھی صرف تین ہفتہ پڑھتے ہوئے گذرے
آمدنی میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی
سید عباس علی صاحب کلکتہ سے تحریر
فرماتے ہیں آپکے عمل ترقی روزگار کا یقین
برابر عمل کر رہا ہوں اور اسکے نمایاں اثرات
محسوس ہو رہے ہیں۔
ماسٹر چراغ دین صاحب غیر بند سے
لکھتے ہیں ایک عمل ترقی روزگار منگایا
تھا آزمائش کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ
عمل بھی ایک عجیب عملی نسخہ ہے
دہلی بند محلہ فتح آباد سے محمد امیر احمد
صاحب ترقی روزگار کے متعلق ایک
مبسوط خط لکھتے ہیں ان میں سے بعض
فقرے حسب ذیل ہیں واقعی اس عمل کے
بہت بڑے اثرات دیکھے گئے ترقی روزگار
کیلئے یہ عمل بے نظیر ہے دو چند و سہ چند کی
ترقیاں ہوئیں اور تمام اولے ایسے پر نور طریق سے
ہوئے کہ جن کا سان و گمان بھی نہ تھا۔

تاریخ اسلام

ملت عربیہ کی مختصر تاریخ

(از مولانا سید سردار علی صاحب صابری)

"مولوی کے لئے یہ تاریخ اسلام کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس کا بہت سا حصہ لکھا جا چکا ہے لیکن ابھی نظر ثانی کا محتاج ہے اسلئے اس مہینہ بھی روک لیا گیا لیکن اس مرتبہ اس باب کو خالی بھی نہیں چھوڑا ہے ایک مضمون ملت عربیہ کی مختصر تاریخ جو پہلے سے محفوظ تھا دیا جاتا ہے انشاء اللہ آئندہ ماہ سے سلسلہ تاریخ اسلام مستقل شروع ہوگا۔ (مدیر)

بقول مولانا حالی مرحوم ؎

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں لوؤں کی لپٹ باد صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور کل کائنات اسکی یہ تھی

لیکن قدم رسول کی برکت سے اُسے تمام دنیا میں ایک مخصوص شرف حاصل ہوا اسیاحان عالم کی توجہ اس کی طرف مبذول ہوئی ارباب قلم نے اس غیر معروف ملک کی نہایت طویل اور مستقل تاریخیں لکھی جب افق عرب سے خورشید نبوت جلوہ گر ہوا اس کی ضیا پاش کرنوں سے تمام دنیا جگمگا اٹھی جتنی عرب تہذیب و تمدن کے علمبردار بن گئے اور بزور شمشیر خود دنیا کے دسو سار" انہوں نے مختلف ممالک میں اپنی مشہور و شاندار سلطنتیں قائم کیں عرب کے متعلق مشہور اہل پردازوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر کوئی شخص ملت عربیہ کی تاریخ لکھنا چاہے تو اسے دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کی تاریخ لکھنا پڑے گی مولوی کے چند صفحات میں تو عرب کی تاریخ لکھنا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے تاہم میں کوشش کروں گا کہ اس مختصر مضمون میں ملت عربیہ کی مکمل تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال سکوں۔

عربستان پر رومن حملہ

بے سود طوالت سے بچنے کیلئے میں اپنا مضمون پہلی صدی عیسوی سے شروع کرتا ہوں اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے پیشتر کے واقعات کو کچھ زیادہ تاریخی اہمیت حاصل بھی نہیں ہے۔

قدیم رومی ملک عرب کو سونے کی کان سمجھتے تھے چنانچہ ۲۵ء قبل مسیح شہنشاہ اگسطس نے اپنے مشہور جرنل الیس گیلس کی زیر قیادت جنوبی عربستان کی تسخیر کے لئے ایک زبردست مہم روانہ کی اس وقت تک رومیوں کو یہ خیال تھا کہ عربوں کی بحری قوت بہت بڑھی ہوئی ہے چنانچہ اس مہم کے لئے رومیوں نے اعلیٰ قسم کے جنگی جہازات بتعداد کثیر تیار کرائے تھے رومی فوجیں عرب کے ایک مقام پر اتریں جس کا نام رومن تاریخوں میں لیوک کوم بتایا گیا ہے اس کے بعد ایلیس گیلس کے سپاہیوں نے اندرون ملک میں پیش قدمی کی اور ان کا رخ دارالسلطنت سبا کی طرف تھا رومن فوجیں جس مقام پر آگے بڑھنے سے رکیں اس کا نام مختلف تاریخوں میں مختلف بتایا گیا ہے لیکن یہ امر متفقہ ہے کہ وہ مقام نجران سے نو دن کی مسافت پر واقع تھا۔ ریگستان عرب میں رومن سپاہی واپس ہوئے اور راستہ میں طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنے سے جتنے آدمی باقی بچے وہ اپنے وطن پہنچ گئے۔

جرنل ایلیس گیلس کی اس ناکام مہم سے عربوں کے جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ عرب اس زمانہ میں بھی خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے مختلف قبائل پر منتشر تھے اور ان کی کوئی تنظیم نہ تھی۔

عرب میں یہودیوں اور عیسائیوں کی کشمکش

رومن مہم کے بعد پانچ سو برس تک بیرونی دنیا کو عربستان کے بہت کم تاریخی واقعات معلوم ہوتے ہیں اس زمانہ کے خاص واقعات یہ ہیں کہ رومن سلطنت نے شمالی عرب پر قبضہ کر لیا تھا اور وہاں جدید مذہب عیسوی پوری قوت کے ساتھ فروغ پذیر تھا جنوب میں یہودی مذہب کو نمایاں اقتدار حاصل تھا اور ان کا خاص مرکز یمن تھا یہودیوں نے عیسائیوں پر شدید مظالم کئے اور عرب کے عیسائیوں نے مجبور ہو کر اپنے ہم مذہب بادشاہ حبش سے امداد طلب کی حبشی فوجوں نے جنوبی عرب پر حملہ کیا اور عیسائیوں کو شکست فاش دیکر اس علاقہ میں اپنی حکومت قائم کر لی کچھ عرصہ کے بعد حکمرانان حبش نے بھی عربوں کو اپنے تیر مظالم کا نشانہ بنانا شروع کیا عربوں نے ساسانی تاجدار فارس سے امداد طلب کی اور جنوبی عربستان سلطنت ایران کا ایک جزو بن گیا۔

قدیم عربوں کی مذہبی حالت

باوجودیکہ یہودی اور مسیحی مذاہب عرصہ دراز تک جنوبی اور شمالی عربستان کے سرکاری مذاہب رہے تھے لیکن ملک میں بت پرستوں کی تعداد بدستور غالب تھی سرزمین عرب کا ایک شہر مکہ معظمہ جس میں کعبہ تھا بت پرستوں کا مذہبی مستقر تھا سال میں چار ماہ کے لئے تمام قبائل آپس میں عارضی صلح کر لیتے تھے تاکہ مختلف عبادتوں کے بجاری اپنے مشترکہ مرکز کی زیارت کر سکیں کعبہ کے معبود اکبر کا نام ہبل تھا۔

چھٹی صدی عیسوی میں حبشی فوجوں نے کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے حجاز پر حملہ کیا ان کے ساتھ میں ہاتھی تھے لیکن خدائے پاک نے اس مقدس مقام کو جو دنیا میں اس کا سب سے پہلا گھر تھا اور جہاں سے بہت جلد توحید کا سرچشمہ جاری ہونے والا تھا اپنی حیرت انگیز قدرت سے بچا لیا

مکہ معظمہ پر حبشیوں کا یہ حملہ تاریخ اسلام میں نمایاں شہرت رکھتا ہے اور اس زمانہ میں حضور سرور کائنات کے دادا حضرت عبدالمطلب قبیلہ قریش کے سردار تھے بعثت نبوی سے پہلے عربوں کی تمدنی اور اخلاقی حالت کیا تھی اس پر کسی تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں صرف اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ اس زمانہ کو مورخین زمانہ جاہلیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور جس ملک میں جہالت کا دور دورہ ہو وہاں کے باشندوں کی اخلاقی اور تمدنی حالت جس قدر بھی پست ہو کم ہے

آفتاب رسالت کی ضیا پاش کرنیں

۵۷۰ء میں حضور سرور کائنات محمد ابن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرصہ دنیا میں تشریف لائے آپ کا خاندان عرب کے ممتاز ترین قبیلہ قریش کا سردار تھا آپ کی ابتدائی زندگی صداقت و راستبازی کا اس قدر حیرت انگیز نمونہ تھی کہ آپ کے وحشی اہل وطن بھی آپ کی عزت کرتے تھے

اور آپ کو امین کہکر خطاب کرتے تھے چالیس برس کی عمر میں خدائے پاک نے آپ کو اپنے گم کردہ راہ بندوں کی ہدایت کے لئے مامور فرمایا توحید کا چاند جو صدیوں سے گہن میں تھا اپنی پوری تابش کے ساتھ غار حرا سے دوبارہ جلوہ گر ہوا۔ کفر و طاغوت کی ظلمت چھٹ گئی اور عربستان کی سیاہ تاریخ میں ایک نئے زرین باب کا اضافہ ہو گیا۔

اعلائے کلمۃ الحق کے بعد اہل مکہ نے آپ کو اپنے تیر ستم کا نشانہ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ روم و ایران کی عظیم الشان سلطنتیں تھرا گئیں عراق و حجاز کے علاوہ ایران و مصر و شام کے ممالک مستقل و دوامی طور پر سلطنت اسلامی کے جزو بن گئے اور اب مسلمانوں کے لئے فتوحات کی اس قدر دولت چھوڑ گئے کہ باوجودیکہ اسلامی خزانہ سینکڑوں برس سے لٹ رہا ہے لیکن آج پھر بھی مسلمانوں کے پاس جو کچھ باقی ہے اس کا بہت بڑا حصہ حضرت فاروق اعظم ہی کا اندوختہ ہے۔

حضرت عمر کی شہادت کے بعد رسول اللہ کے داماد اور مشہور و معتبر صحابی حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوئے سیاسی اعتبار سے حضرت عثمان حضرت عمر کے ہم پایہ نہ تھے نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عربی قبائل کے نسلی و خاندانی تعصبات بھڑکے اور آپ کو چند لوگوں نے مکان کے اندر گھسکر مدینہ منورہ میں شہید کر دیا۔

دنیائے اسلام کی پہلی خانہ جنگی

حضرت عثمان کی شہادت دنیائے اسلام میں پہلی افسوسناک خانہ جنگی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اگر اس وقت عرب میں کوئی عمر ثانی پیدا ہو جاتا تو بہت ممکن تھا کہ اس خانہ جنگی کا سدباب ہو جاتا اس وجہ سے مسلمانوں کو بہت ضعف پہنچا۔

اہل حجاز نے حضرت عثمان کے بعد امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خلیفہ اسلام منتخب کیا لیکن شام کے مشہور اور ماہر سیاست گورنر امیر معاویہ نے آپ کی خلافت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور چونکہ حضرت عثمان کو ان کے ساتھ خاندانی قرابت حاصل تھی اس لئے امیر معاویہ نے خون عثمان کا قصاص لینے کے لئے حضرت علی کی خلاف اعلان جنگ کر دیا اور لوگوں کے یہ ذہن نشین کر دیا کہ حضرت عثمان کا قتل حضرت علی کے اشارہ سے ہوا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوری قوت کے ساتھ امیر معاویہ کا مقابلہ کیا ان دونوں اسلامی فوجوں کے ساتھ متعدد لڑائیاں ہوئیں جن میں سے جنگ جمل اور جنگ صفین خاص طور پر مشہور ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے حضرت علی نے اپنا سیاسی مرکز مدینہ منورہ سے کوفہ میں منتقل کر دیا تھا آپ کی جنگی قوت امیر معاویہ سے کم نہ تھی لیکن آپ ڈپلومیسی یا سیاسی ریشہ دوانیوں کے اعتبار سے امیر معاویہ کے ہمپایہ ثابت نہ ہو سکے۔ اور شام میں امیر معاویہ کی مستقل سلطنت قائم ہو گئی

حضرت علی علیہ السلام کے بعد حضرت امام حسن مسند آرائے خلافت ہوئے لیکن چونکہ وہ نہایت صلح جو اور نرم منش اور عافیت پسند تھے اسلئے انہوں نے چھ ماہ کی مختصر خلافت کے بعد اپنا حق حکمرانی امیر معاویہ کو دیدیا اور خلافت راشدہ کا خاتمہ ہو گیا۔

اموی فتوحات

امیر معاویہ سلطنت امویہ کے بانی قرار پائے انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد کر کے اسلام میں شخصی سلطنت کی بنیاد قائم کی امیر معاویہ ایک تجربہ کار سپاہی اور فاتح تھے انہوں نے اپنی سلطنت کو بہت زیادہ وسعت دی جزیرہ سسلی انہیں کے عہد میں فتح ہوا اور انہیں نے قسطنطنیہ پر بھی حملہ کیا تھا۔

شاہان بنی امیہ کے عہد میں عربی سلطنت کا دائرہ مغرب میں شمالی افریقہ سے آگے بڑھکر اسپین تک اور مشرق میں سندھ کو اپنے دامن میں لیتا ہوا اچین تک پہنچ گیا تھا اگر اموی فوجوں کو چارلس مارٹل کے ہاتھ سے بمقام ٹورس شکست نہ ہوتی تو بہت ممکن تھا کہ ان کی فتوحات کا سیلاب تمام جنوبی یورپ کو حلقہ بگوش اسلام بنا دیتا۔

عہد امویہ میں سیدوں اور عباسیوں کا خروج

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا کی اولاد ہمیشہ اپنے آپ کو مستحق خلافت سمجھتی رہی یزید پلید کی فوجوں نے جب حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کو میدان کربلا میں نہایت شقاوت کے ساتھ شہید کیا تو بنو فاطمہ کے زخم ہمیشہ دل تازہ ہو گئے اور انہوں نے خلافت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے امویوں کے خلاف زبردست جد و جہد شروع کر دی اموی تاجدار عبد الملک بن مروان نے اپنی آہنی قوت اور عمر بن عبد العزیز نے اپنے حسن اخلاق سے ان اندرونی شورشوں کو بہت کچھ رفع کرنا چاہا لیکن سیدوں کے خروج کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔

دوسری جانب حضرت سرور کائنات کے حقیقی چچا حضرت عباس ابن عبد المطلب کی اولاد اپنے آپ کو مستحق خلافت سمجھتی تھی ابو مسلم خراسانی عباسیوں کا مشہور پر جوش نقیب تھا سالہا سال کی کوششوں کے بعد عباسیوں نے بنو فاطمہ کے اشتراک عمل سے اموی سلطنت کو تباہ کر دیا اور خود سریر آرائے خلافت بن گئے۔

خلافت عباسیہ

عباسیوں کے پہلے خلیفہ سفاح نے اپنا مستقر عراق میں قائم کیا اور دوسرے خلیفہ منصور نے دریائے دجلہ کے کنارے بغداد کو آباد کر کے اپنا پایہ تخت بنایا خلافت عباسیہ پانچ سو برس سے زیادہ عرصہ تک قائم رہی عباسیوں نے صرف اپنی سلطنت ہی کو زیادہ سے زیادہ توسیع پذیر ہی نہیں بنایا بلکہ انہوں نے علوم و فنون کی وہ مشعل روشن کی جس سے تمام دنیا جگمگا گئی۔ یونانی فلسفہ عربی زبان میں منتقل ہو گیا علم ہیئت کے متعلق رصدگاہیں بنائی گئیں یونیورسٹیاں قائم ہوئیں میڈیکل کالج کھلے۔

عربوں سے پیشتر تاریخ کو تاریخ کی حیثیت سے دنیا کی کوئی قوم نہیں جانتی تھی دنیا میں پہلی مرتبہ مستقل اور صحیح تاریخ لکھنے کا سہرا عربوں ہی کے سر ہے عربوں نے فن تعمیر میں بھی بالکل نئی شاہراہ قائم کی اور دنیا کو تہذیب و تمدن کا بھولا ہوا سبق پڑھا دیا۔

صوبہ داروں کی خود سری اور اندرونی شورشوں کی وجہ سے سلطنت عباسیہ بتدریج کمزور ہوتی گئی سنہ ۲۴۷ھ میں خلیفہ متوکل کے ترک سپاہیوں نے اس کو قتل کر کے اس کے بیٹے مستنصر کو تخت پر بٹھایا اس کے بعد سے ترکوں کو عرصہ دراز تک سلطنت عباسیہ میں غیر معمولی اقتدار حاصل رہا کچھ عرصہ کے بعد خلیفہ معتمد کو اس کے ایک جرنل نے شکست فاش دی اور خود خلیفہ جنگ میں قتل ہو گیا اس کے بعد سے خلفائے عباسیہ کا اقتدار نہایت تیزی کے ساتھ برباد ہونے لگا۔

(باقی)

فضلِ نامتناہی

(از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب معتمد انجمن اسلامیہ حیدرآباد دکن)

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

البتہ تحقیق پروردگار عالم نے مسلمانوں کو گرانبار احسان فرمایا ہے اور اپنی نعمتوں اور انعامات سے مالامال فرمایا ہے کہ مبعوث فرمایا ان کے لئے انہیں میں سے ایک رسول کو ایسے رسول جو تلاوت فرماتے ہیں ان پر خدا کی آیتوں کو اور سنوارتے ہیں ان کو اور سکھاتے ہیں ان کو کتاب اور حکمت حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

اس چھوٹی سی آیت میں پروردگار عالم نے اس امر کو واضح فرمایا ہے کہ قبل بعثت دنیا کس قدر تاریکی اور جہالت گمراہی میں پڑی ہوئی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وتلقین سے دنیا میں کس طرح علم وہدایت کی روشنی پھیلی زبان عربی کی باماتگی اور اس کا اعجاز ملاحظہ فرمائیے کہ منّت کا مختصر لفظ کس قدر کثیر معنی پر حاوی ہے منّ کے معنی نہ صرف احسان کرنے کے ہیں بلکہ انعامات وافضال سے گرانبار کر دینا جسمانی اور روحانی دونوں حیثیتوں سے اس قدر مرحمت فرمانا کہ ماسوائے اللہ سے مستغنی کر دینا اس لفظ کے مفہوم میں داخل ہے عنقریب اسی صحبت میں آپ کے تبلادن گا کہ فیض یافتگان بارگاہ نبوی میں مقبول بارگاہ ایزدی ہوئے اس حیثیت سے کہ خداوند عالم ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ یعنی خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے راضی ظاہر ہے کہ مقبولیت کا اس سے بڑا کونسا درجہ ہو سکتا ہے اور دنیاوی حیثیت سے بھی وہ ہر شعبہ زندگی میں دنیا کی بسنے والی قوموں سے فائق اور افضل واعلیٰ تھے اور صدیوں تک انہوں نے اس کرہ ارضی کو گیند کی طرح اچھالا ہے اور بلاشرکت غیرے دنیا پر قابض وحکمران رہے۔ تاریخ گواہ ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ بعثت کے قبل انسانوں کی کیا حالت تھی "ضلال مبین" کا لفظ آیا ہے یعنی کھلی گمراہی اس کا ضد ہے "صراط مستقیم" سورہ فاتحہ میں تم پڑھتے ہو اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہمیں سیدھے راستہ پر قائم رکھ اور انعام یافتہ اور گرانبار احسان انسانوں کے راستہ پر چلا جو سیدھے راستہ پر نہ ہو اس کو گمراہ حیران وپریشان کہتے ہیں آپ حضرات میں سے بعضوں نے اندازہ کیا ہوگا کہ کوئی شخص راستہ بھٹک جاتا ہے اور اگر اتفاق سے تاریکی بھی ہو تو اس کو کس قدر پریشانی اٹھانی پڑتی ہے اور اگر جنگل ہو تو کانٹوں میں بھی الجھنا پڑتا ہے اور منزل مقصود سے دوری بڑھتی جاتی ہے اور وہ جدوجہد کرکے جتنا منزل کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اسی قدر اس کو ناکامی ہوتی ہے۔ ٹھیک یہی حالت دنیا کی اس وقت تھی جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف فرما نہیں ہوئے تھے یعنی ہر چیز اپنے مصرف اور مقام موزوں سے جس کے لئے وہ پیدا کی گئی تھی ہٹی ہوئی تھی عناصر اربعہ اور خود انسان جس کے لئے وہ مخلوق ہوئے تھے ان سے بالکل مخالف اعمال کا ظہور ہوتا تھا آسمانی کتابیں اگرچہ اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں لیکن ان میں اس قدر تحریف ہو گئی تھی اور آسمانی تعلیمات کو مسخ کر دیا گیا تھا اور قسیسین ورہبان اس کی ایسی غلط تاویلات کرتے اور ان کتابوں کو اپنے اغراض وشہوات نفسانی کی تکمیل کا آلہ کار بناتے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کتب ہدایت بجائے ہدایت کے گمراہی کے لئے آئی ہیں پانی جو ذریعہ عبادت تھا یعنی اہل ایمان کو ظاہری نجاست سے پاک اور اس قابل کرنے والا کہ غسل اور وضو کے ذریعہ نماز اور دوسری قسم کی عبادت کرکے بارگاہ رب العزت کا تقرب حاصل کریں خود معبود بن گیا تھا یعنی اس کی پرستش کی جاتی تھی۔ آگ جو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے تاکہ انسان سردی سے بچے اور اس کی روشنی سے تاریکی کو دور کرے اور مساجد اور عبادت گاہوں کو روشن اور منور کرے نہ بھی مخدوم بنی ہوئی تھی یہی حال ہوا اور دوسری مخلوق کا بھی جیسا کہ آجکل بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض انسان ایسے بھی ہیں جو پانی آگ پتھر اور لکڑی کی پرستش کرتے ہیں خانہ کعبہ جو خدا کی پرستش اور عبادت کے لئے حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا پہلا گھر تھا تین سو ساٹھ بتوں کا مسکن بنا ہوا تھا بجائے ایک خدا کی پرستش کی جاتی تھی قمری سال کے تین سو چھپن دن ہوتے ہیں جاہلیت اس پر بھی مستزاد تھے محرم کی پہلی کو ایک کی دوسری کو دوسرے کی تیسری کو تیسرے کی اسی طرح سال بھر نئے نئے بت کی پوجا ہوتی تھی اور خود انسان کو بھی خدا کی جگہ بٹھا دیا تھا کوئی شخص عبادت کرنا چاہتا تو وہ براہ راست خدا کو نہیں پکار سکتا تھا اس کو اپنے ہی جیسے ایک انسان کے پاس جا کر اپنے گناہوں کا اقرار کرنا پڑتا تھا اور درخواست کرنی پڑتی تھی کہ التجاؤں اور استدعاؤں کو خدا کے حضور میں پیش کرے اور راہب اس کو جاری کرے اگر عبادت کرنی ہوتی تو براہ راست خود مناجات نہیں کر سکتا تھا بلکہ کسی دوسرے کا محتاج ہونا پڑتا تھا اور بہت سے انسان ایسے تھے جو اپنی پوجا کراتے تھے اور اپنے سلسلہ نسب کو آلہی اور غیر انسانی رشتوں سے منسوب کرتے تھے فرعون اور نمرود کا حال آپ کو معلوم ہے فرعون سے جبکہ موسیٰ نے خدائے واحد کی پرستش کا مطالبہ کیا تھا تو وہ بہت ہی استعجاب سے پوچھتا ہے کہ تمہارا رب کون ہے رب تو میں ہی ہوں میرے سوا اور خدا کون ہو سکتا ہے نمرود کے دماغ میں خدا کا مفہوم ہی نہیں آسکتا تھا۔

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے کہا کہ میرا خدا زندوں کو مارتا اور مردوں کو جلا سکتا ہے تو اس نے ایک قیدی کو جو واجب القتل تھا حبس سے بلا کر رہا کر دیا اور بے گناہ کو قتل کرا دیا جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس قدر جاہل ہے کہ موت وحیات کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا تو آپ نے ایک زیادہ کھلی ہوئی دلیل پیش فرمائی اور کہا کہ میرا خدا تو وہ ہے جو مشرق سے آفتاب کو نکالتا اور مغرب میں ڈوباتا ہے اگر تجھ میں قدرت ہے تو اس کے خلاف کر دکھا اس پر وہ کافر مبہوت ہو گیا ایرانی حکومت جو زمانہ قبل اسلام میں سب سے زیادہ با اقتدار تھی اس پر آل ساسان حکمران تھے جن کو ان کے مورث اعلیٰ اردشیر نے قائم کیا تھا اس خاندان کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ اس میں اور عام انسانوں میں غیر معمولی فرق اور امتیاز ہے اور اس کا رشتہ

خدا سے ملتا ہے اس لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس خاندان کے سوا کوئی دوسرے افراد انسانی حکومت نہیں کر سکتے حتی کہ اگر کوئی مرد نہ ہوتا تو عورت کو اور چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچوں کو تخت حکومت پر بٹھایا جاتا اور اسی کے نام سے حکومت کی جاتی اور یہ سلاطین امن مساوات اور عدل کا خون کر کے انسانوں سے من مانی خدمتیں لیتے اور ان کے فطری حق آزادی سے محروم کر دیتے اور بادشاہان امراء حکام رہبان قسیس اور پیشوایان مذاہب کی ہستی غیر مسئول اور ان کے احکام و فرامین غلطی اور نقصان سے پاک اور ان کے مظالم بے پناہ سمجھے جاتے تھے ایک طرف تو یہ حالت تھی دوسری طرف مخلوق انسانی میں سے بعضوں کو اس قدر کمزور اور حقوق زندگی سے اس قدر محروم کر رکھا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ انسان ہی نہیں ہیں مثلاً عورت زندہ جلائی جاتی تھی خواہ وہ پیشوائے مذہب کی بیوی ہو بادشاہ کی بیوی ہو یا معمولی انسان کی صنف نسواں کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا جاتا تھا کہ اسے اپنے شوہر کی نعش کے ساتھ زندہ جلنا پڑتا تھا جتنی بیویاں چاہیں کی جا سکتی تھیں کوئی قید نہیں تھی سو دو سو یا ہزار اگر لڑکی پیدا ہوتی تو ننگ و عار سے زندہ جلائی جاتی تھی ترکہ و ورثہ میں کوئی حق نہ تھا غرض جانور دستور سے بڑھ کر اس کے ساتھ سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ خدا کی دوسری مخلوق غلام جو اتفاقات زمانہ سے کسی دوسرے کے ہاتھ میں پڑ جاتے قیاس کر حیوانات سے بھی بدتر سمجھا جاتا آج بھی ایسی مثالیں سنی جاتی ہیں اور غالباً غلط نہیں ہیں کہ غلاموں کی زبان پر چنگاری رکھی جاتی ہے اور ہر قسم کے حقوق اور مساوات انسانی سے محروم کیا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی ان کے آقاؤں کی طرح دل و دماغ اور عقل و ذہن رکھتا ہے اور تیسری مخلوق یتیم ہے جس کو ہر قسم کی مراعات سے بے نصیب رکھا جاتا تھا اگر مالدار کا بچہ ہو اور اس کے والدین نہایت ہی مرفہ الحال اور آرام و راحت میں ہوں لیکن اتفاق سے وہ مر جائیں تو اس یتیم کا مال جس کسی کے ہاتھ میں پڑا وہ غصب کر لیتا اس کی تربیت اور بہبودی کی کسی کو فکر نہ ہوتی بلکہ اس کو تباہ اور برباد کیا جاتا تاکہ اس میں مطالبہ حقوق کی اہلیت ہی باقی نہ رہے اگر وہ لڑکی یتیم ہوتی تو اس کو نقصان پہنچانے کے لئے اس کے اولیاء کی رضامندی کے بغیر اس سے شادی کر لی جاتی اور اس کے مال پر مالکانہ تصرف کیا جاتا غرض ہر جگہ بے راہ روی اور ظلم سے ہی مرفہ تھی اور اس سے دنیا کو [illegible] سمجھا جاتا تھا جس سے دنیا پامال ہو چکی تھی یہ حالت تھی جب حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے جو انھیں میں سے تھے یعنی کوئی فرشتہ یا اور اسی قسم کی غیر انسانی مخلوق میں سے نہ تھے اور یہ بھی اس کا فضل و احسان ہے کہ حضور کو بشر ہی بنا کر بھیجا تاکہ وہ انسان کی تمام ضرورتوں سے بخوبی واقف ہوں اور ان کا اسوۂ حسنہ ہم انسانوں کے لئے باعث تقلید ہو فرشتوں یا اور کسی مخلوق سے ہماری ہدایت نہیں ہو سکتی تھی [illegible] کیا کرتے ہیں سب سے پہلے یتلوا علیہم آیاتہ خدا کی آیتوں کی ان پر تلاوت فرماتے ہیں یعنی [illegible] خدائے عالم کی طرف سے حضور پر جو وحی آتی تھی بلا کم و کاست بنی نوع انسان تک پہنچا دیا اس لئے قرآن کی محض بلا معنی کے بے سوچے سمجھے تلاوت کرنا بھی داخل عبادت اور باعث اجر و ثواب ہے [illegible] [illegible] فرماتے ہیں یعنی [illegible] عقیدہ و عمل کی انسان میں پیدا ہو گئی تھیں ان کو دور فرماتے ہیں جس طرح ایک نقاش پہلے ایک نقش کو مٹاتا اور لوح

کو کاغذ کو صاف کرتا اور آئینہ صیقل گر برتنوں کے میل کچیل کو مانجھ کر اور رگڑ کر دور کرتا ہے اور قلعی کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے قلوب و ارواح کو عادات خبیثہ اور اخلاق ردیہ اور معتقدات فاسدہ سے پاک فرما کر اکتساب نور الٰہی اور اس کے فیض و برکات سے مستفید ہونے کا اہل اور مستحق بناتے ہیں جس طرح ایک کسان زمین میں بیج بوتا ہے اور اس کو کریدتا اور ہل جوتتا ہے تاکہ آفتاب کی روشنی اس تک پہنچ سکے اور پانی سے وہ سیراب ہو اور غیر مفید روئیدگیوں کو جو درخت کی نشو و نما میں مانع و مزاحم ہوتی ہیں کاٹتا اور چھانٹتا ہے چنانچہ آپ نے بعض گھاس وغیرہ کو دیکھا ہوگا کہ اصلی درخت کے نشو و نما کو روکتی ہے اسی وقت درخت اگتا اور بڑھتا ہے جبکہ وہ گھاس نکال دی جائے یہی وجہ ہے کہ آجکل لوگ عالم ہو جاتے ہیں اور علم پڑھ لیتے ہیں لیکن ان میں بیداری اور تقوے کے آثار پیدا نہیں ہوتے اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ان کا پہلے تزکیہ نہیں ہوتا عادات خبیثہ اور اخلاق رذیلہ کو ترک نہیں کرتے اس لئے ان کو تفسیر و حدیث کی تعلیم سے کما حقہ فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ تحلیہ سے پہلے تخلیہ کی ضرورت ہے کثیف اور آلودہ ظرف پر کما حقہ صیقل نہیں ہوتا پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قلوب انسانی کو عمل اور عقیدہ کی گندگی سے پاک کیا اس کے بعد تعلیم فرماتے ہیں کتاب و حکمت کی یعنی اخلاق فاضلہ پیدا کراتے ہیں اور اس پر عمل کرا دیتے ہیں کتاب کہتے ہیں علم کو اور صحیح علم کا اطلاق الکتاب یعنی قرآن مجید ہی پر ہو سکتا ہے اور حکمۃ کہتے ہیں اس علم پر عمل کرانے کو یعنی ہر چیز کو جو اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی تھی اس کا صحیح مقام عنایت فرمایا پانی کو پانی کی جگہ آگ کو آگ کی مٹی کو مٹی کی ہوا کو ہوا کی اور انسان کو جو ملک الملوک بنا ہوا تھا اور جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذلیل ترین لفظ ہے محض انسان کی حیثیت دی یعنی بادشاہ جو دوسرے انسانوں سے جداگانہ مخلوق سمجھا جاتا تھا عام انسانوں کی طرح ایک انسان بلکہ رعایا کا خادم سمجھا جانے لگا اور بتلا دیا کہ سلاطین و حکام عیش و عشرت کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی جلالت شان اور عظمت و ہیبت کا سکہ دنیا کے قلوب پر بیٹھا ہوا ہے اور جن کے متعلق آج بھی یورپ کے اخلاقیات کا ایک پروفیسر کہتا ہے کہ عمر کی پرانی [illegible] میں جو خوف و ہیبت تھی وہ کسی بڑے سے بڑے جرنیل کی تلوار میں نہیں تھی ایک دن اپنے زمانہ خلافت میں اونٹ کی تلاش میں تشریف لیجاتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بالا خانہ پر بیٹھا ہوا تھا دور سے دیکھا کہ ایک شخص دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر پریشان حال چلا آرہا ہے جب وہ قریب آیا تو میں نے جھروکے سے سر نکالا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ دھوپ کی لو اس شدت کی تھی کہ پھر فوراً اپنا سر اندر کر لیا گرمی کی برداشت نہ کر سکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ ہیں میں نے پکار کر کہا عمر! دھوپ کی اس شدت میں جبکہ پرندے بھی گھونسلے سے باہر نکلنا نہیں پسند کرتے آپ کہاں گھر سے نکلے؟ فرمایا صدقہ کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اس کی تلاش میں گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کسی خادم کو بھیج دیا ہوتا جواب دیا کہ سوال تو عمر سے کیا جائے گا خادم سے نہیں۔

حضرات! یہ تھی خلافت و حکومت کی حقیقی معنی میں پبلک و قوم کی خدمت تھی اور خلافت راشدہ میں تو ملک الملوک کی اسپرٹ فنا ہو کر سلاطین و امراء حکام عام انسانوں کی سطح پر آ چکے تھے اور انہوں نے عدیم النظیر طریقہ سے رعایا کی

صلاح و فلاح اور خدمتگزاری میں زندگی بسر کی لیکن بعد کے سلاطین اسلام بھی جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت کچھ بعد ہو چکا تھا اس کو بنا یا اور دنیا کو بتلا دیا کہ سلاطین و امراء کا منصب کیا ہوتا ہے اور حضور کی تعلیم نے دنیا پر کس قدر عظیم الشان احسان فرمایا ہے۔

اس کے بعد یتیم کو لیجئے جس کی کس مپرسی و بیکسی ضرب المثل تھی اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ یتیم کے مال کو بے دریغ کھانا اس کی خبر گیری اور غور و پرداخت ضروری ہے یتیم کے مال کو کھا نا ایسا ہے گویا کہ آگ کھاتا ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے مال کی حفاظت کرنے والا اس کی پرورش اور غور و پرداخت کرنے والا اور میں جنت میں ایسے رہیں گے جیسے وسطی اور سبابہ یعنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور جو اس کے ساتھ بد سلوکی کرے گا اس کو جہنم کی آگ چھوئیگی اس پر صحابہ نے یتامیٰ کو چھوڑ دیا تو یہ بھی نہیں چاہئے تھے ارشاد ہوا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو بالکل چھوڑ دو تم ان کے ساتھ معاشرت کر سکتے ہو اور جو لوگ غیر مستطیع ہیں اور مالدار یتیم کی جائداد کی حفاظت کرتے ہیں وہ مصرف نسبت اور دستور کے موافق معاوضہ بھی لے سکتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں ہے اس وقت صحابہ نے پھر یتامیٰ کے ساتھ معاشرت کرنا شروع کیا۔

یہی حال غلاموں کا تھا جن کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا تھا گویا وہ مادر گیتی کے فرزند ہی نہیں ہیں حبشی ہونا یا اتفاقات زمانہ سے کسی ہاتھ میں گرفتار ہو جانا ہمیشہ کے لئے غلام ہونے کا مرادف تھا حالانکہ غلام کو بھی اتنے ہی قویٰ و اعضاء ہیں جتنے دوسرے انسانوں کے مگر جانوروں کے ساتھ بھی ان سے بہتر سلوک روا رکھا جاتا تھا اسلام نے بتایا کہ وہ بھی انسان ہیں ان کے بھی دل و دماغ ہیں اور وہ بھی جس قدر چاہیں مثل دوسرے انسانوں کے ترقی کر سکتے ہیں۔

ایک صحابی ایک غلام کو مار رہے تھے پیچھے سے آواز آئی کہ ابو مسعود جس قدر تم کو اس غلام پر اقتدار ہے اس سے بڑھکر خدا کو تم پر ہے ابو مسعود کہتے ہیں کہ میں ڈر گیا اور عرض کیا کہ حضرت میں نے غلام کو آزاد کر دیا فرمایا اچھا کیا ورنہ دوزخ کی آگ تمہیں چھو لیتی ایک اور صحابی کا واقعہ ہے جنہوں نے حضور کی خدمت میں شکایت کی کہ ان کا غلام نہایت بدمزاج ہے میں اس کے ساتھ کیا کروں فرمایا معاف کرو عرض کیا کہ حضرت دن میں کتنی مرتبہ معاف کیا جائے وہ ناقابل اصلاح ہے فرمایا دن میں ۷۰ مرتبہ اللہ اکبر رات دن کے ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں گویا ایک گھنٹہ میں تین مرتبہ معاف کیا جائے عرض کیا کہ حضرت مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے اس لئے بہتر ہے غلام کو آزاد کر دیا۔ غرض غلاموں کو بہت کچھ حقوق دیئے غلاموں کو بادشاہ تک بنا دیا اسی ہندوستان میں شہاب الدین غیاث الدین بلبن قطب الدین ایبک سب غلام تھے جو شہنشاہ ہوئے آج بھی بادشاہ اور چپڑاسی دونوں ایک ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد عورت کا درجہ آتا ہے یورپ جہاں کہا جاتا ہے کہ عورت کا بہت زیادہ احترام کیا جاتا ہے وہیں چالیس سال ہی ہوئے کہ عورت کو حصہ دینا شروع کیا ہے ورنہ وہ محروم الارث تھیں اسلام نے عورت کا بھی حصہ مقرر کیا ہے جہاں مرد کو حصہ دیا گیا ہے وہیں عورت کا بھی حصہ مقرر کیا گیا ہے نکاحوں کی چار تک وہ بھی شدید ضرورت کی صورت میں اجازت دی سوتیلی ماں اور قریب ترین عزیز عورتوں کا احترام سکھلایا عورت کے ساتھ محبت کرنا سکھلایا اور بتلایا کہ وہ بھی اسی طرح دل و دماغ اور جذبات رکھتی ہیں جس طرح مرد۔ لڑکی کے زندہ گاڑنے اور بیوہ کے زندہ جلانے کی رسم موقوف کرا دی اور خود عملاً حضور نے اپنی صاحبزادی اور ازواج مطہرات سے ایسا محبت و شفقت کا برتاؤ کرکے بتلایا کہ اس سے پہلے کبھی دنیا اس سے واقف نہ تھی اور صحابہ کرام نے بھی اسی طرح حقوق نسواں کی حفاظت کی اور صحابہ کرام کے زمانے

بہت بعد تک یہی حال رہا ملک شاہ سلجوقی جو بہت بڑی حکومت کا بادشاہ تھا امین سے لیکر چین تک اس کا حکم چلتا تھا ایک مرتبہ اس کا لشکر ایک میدان میں پڑا ؤ ڈالتا ہے افغان سے ایک گائے پر جو نہایت فربہ اور دودھ دینے والی تھی سپاہیوں کی نظر پڑتی ہے سپاہی اسے ذبح کرکے کھا جاتے ہیں وہ گائے ایک بیوہ عورت کی تھی اس کی زندگی کا دار و مدار اور پرورش کا سہارا وہی ایک گائے تھی جب اسے معلوم ہوا کہ وہ منضم ہو گئی تو بہت پریشان ہوئی لیکن ہمت نہیں ہارتی ہے آجکل کے مسلمان مردوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہیں بیٹھ جاتی ہے اس پل پر جہاں سے ملک شاہ کا لشکر گذر رہا ہے کھڑی ہو جاتی ہے پورا لشکر گذر جاتا ہے اور کوئی اسے نہیں چھیڑتا آخر میں ملک شاہ سلجوقی بھی پل پر سے گزرتا ہے وہ عورت اس کو روک لیتی ہے اور کہتی ہے کہ الپ ارسلان کے بیٹے شہنشاہ سرکار خداوند نعمت کچھ نہیں ہے ابن الپ ارسلان سے خطاب کرتی ہے اور کہتی ہے کہ کہاں تو چاہتا ہے کہ تیرا انصاف کل پل صراط پر خدا کے سامنے ہو یا آج ہی اس پل پر ہو جائے۔ ملک شاہ ٹھہر جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں پل صراط پر حساب دینے کے لئے تیار نہیں ہوں میں اسی پل پر تیرے مقدمہ کا تصفیہ کرنا چاہتا ہوں کسی وکیل کی ضرورت نہیں اسٹامپ کی ضرورت نہیں مقدمہ کی فیس کی ضرورت نہیں جبکہ آجکل انصاف پر گرانقدر ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں غرض ملک شاہ کہتا ہے کہ جلد بتلا کہ کیا واقعہ ہے وہ بیان کرتی ہے حکم ہوتا ہے کہ وہ سپاہی جنہوں نے گائے ذبح کی تھی حاضر کئے جائیں بادشاہ کا حکم فوراً سب حاضر ہو جاتے ہیں اور وہ اعتراف کرتے ہیں حکم ہوتا ہے کہ ۷۰ گائیں اس عورت کو دی جائیں اور اس کو راضی کیا جائے تعمیل ہو جاتی ہے اس کے بعد ملک شاہ پوچھتا ہے کہ اب تو راضی ہوئی عورت کہتی ہے کہ ہاں اس کے بعد عورت خوشی خوشی چلی جاتی ہے اور بادشاہ لشکر کے ساتھ مطمئن ہو کر سفر کرتا ہے۔ اس سے بھی عجیب تر واقعہ ایک عیسائی عورت کا ہے وہ مسلمان عورت تھی یہ ایک عیسائی عورت ہے صلاح الدین کا زمانہ ہے جس کی سطوت و عظمت و صدود مملکت ملک شاہ سے بھی بڑھے ہوئے تھے جس کو سرزمین یورپ اب بھی یاد کرتی ہے اور جس کی ہیبت کا سکہ دنیا کے قلوب پر جما ہوا تھا اس کا لشکر جب فرانس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ایک عیسائی عورت بھی لشکر میں آجاتی ہے اس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو جاتا ہے وہ پریشان اور مضطرب ہوتی ہے اولاد کی مامتا وہی لوگ بہتر جانتے ہیں جو صاحب اولاد ہیں جب ہر طرف سے مایوس ہوتی ہے تو صلاح الدین کے پاس جانے کا ارادہ کرتی ہے اور ایک ٹیلہ پر چڑھ جاتی ہے صلاح الدین باوجودیکہ مصروف ہے لیکن تمام مہمات سلطنت کو موقوف کر دیتا ہے اور اس کو بلا کر واقعہ پوچھتا ہے حکم دیتا ہے کہ فوراً اس کے لڑکے کی تلاش کی جائے تمام لشکر مصروف تلاش ہو جاتا ہے بالآخر اس کا لڑکا حاضر کیا جاتا ہے صلاح الدین پوچھتا ہے کہ کیا یہی تیرا لڑکا ہے عرض کرتی ہے کہ ہاں پھر بحفاظت اس کو اس کے لشکر میں پہنچا دیا جاتا ہے یہ ہے درجہ عورت کا جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو سکھایا۔ حضرات آپ نے دیکھا کہ اسلام نے کمزور مخلوق کو کس قدر بلند کیا اور دنیا نے جسکو ذلیل کر دیا تھا اس کو معزز کیا اور جتنی مخلوق ایسی تھی جو کس مپرسی کی حالت میں تھی اس کو بلند تر کیا حضرت ابو بکر کا خطبہ جو انہوں نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد دیا تھا جو نہایت مختصر اور جامع اور تمام امور پر حاوی ہے اس میں وہ فرماتے ہیں قوی میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں اور کمزور میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں حق نہ دلا دوں یہ تو دنیاوی ہے اب دینی مدارج کہ کتنے اولیائے کرام ہوئے غوث ہوئے ابدال ہوئے بیان نہیں کیا جا سکتا کہ کیا کیا ہوئے اور اس کو مجھ ایسا شخص بیان ہی نہیں کر سکتا اسلام میں موچی، بزاز، غرض معمولی سے معمولی پیشہ ور بھی امام بنتے ہیں درجہ ولایت کو پہنچتے ہیں امین جو کتنے بڑے محدث ہیں وہ اپنے نام کے ساتھ صفار لکھتے ہیں کیونکہ صفار بننا اسلام میں ذلت و توہین کا باعث نہیں ہے اسی طرح موچی وغیرہ بھی۔ اگر آپ بھی آج ترقی کرنا چاہتے ہیں تو حضور نے

جو جو احسانات فرمائے ہیں اور جس طریقے سے گراں بہا احسان فرمایا تھا ان کو پیش نظر رکھیں اور ان کے ارشادات پر عمل پیرا ہوں اور تزکیہ کریں اپنے نفوس کا پھر بتائیں حکمت دینی ام

مسلمانوں کا دوسرا بہترین تیوہار
عید البقر

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب کیسوی خیرآبادی)

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

برادران ملت! غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ میں اس سے قبل ماہ شوال المکرم ۱۳۴۹ھ میں مسلمانوں کے اول تیوہار عید الفطر کے متعلق کچھ عرض کر چکا ہوں اور حتی الامکان اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے تیوہاروں سے بہتر اور پاکیزہ کسی مذہب میں کوئی تیوہار نہیں ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے دوسرا تیوہار عید البقر یا عید الاضحیٰ جسکو بقرہ عید بھی کہتے ہیں اس کے بھی مختصر حالات عرض کر دوں تاکہ اسلامی دونوں تیوہاروں کی حقیقت سے انجان مسلمان بھائی آگاہ ہو جائیں۔

برادران اسلام! ہمارے اس تیوہار کو جسکو عام طور پر لوگ بقرہ عید کہتے ہیں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص تعلق ہے جو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام نیز ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جد امجد تھے۔ اس تیوہار کی بنا دنیا کے اموروں پر رکھی گئی ہے ایک اس خانہ کعبہ کا فریضہ حج کی تکمیل کہ جو خانہ کعبہ ملک عرب کے شہر مکہ معظمہ میں قبل آباد ہونے شہر مکہ معظمہ کے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بشمولیت اپنے بیٹے حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے دنیا کے تمام عبادتخانوں سے پہلے ایک اور اکیلے خدا کی عبادت کے واسطے تعمیر فرمایا تھا اور جسکو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے مسلمانوں کے واسطے قبلہ مقرر فرمایا کہ کوئی مسلمان کہیں کا رہنے والا ہو سفر میں ہو حضر میں ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور ہر مسلمان جہاں ہوتا ہے اسی خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اور جس کا حج اللہ تعالیٰ نے ہر مقدور والے مسلمان پر فرض قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے دنیا کے مختلف حصوں اور مقامات سے مسلمان حج کرنے کو آتے ہیں اور فریضہ حج ادا کر کے واپس جاتے ہیں۔

حج کے موقعہ پر عام لباس کی جگہ پر ایک خاص قسم کا لباس پہنا جاتا ہے جس کو احرام کہتے ہیں اور یہ دو چادریں بغیر سلی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ لباس یکساں طور پر امیر غریب بادشاہ و فقیر کو پہننا پڑتا ہے کعبہ کرمہ کے گرد سات بار طواف کرنا ہوتا ہے ان تمام حرکات و سکنات و لباس سے حد درجہ کی محبت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے اس موقع پر انسان محبت الٰہی میں دیوانہ وار کعبہ کرمہ کے گرد گھومتا ہے اس کا لباس بالکل سادہ ہوتا ہے تمام تفریقات اور دولت و مرتبہ امیری و غریبی شاہی اور گدائی کے ظاہری نشانات اس جگہ ایک بھی نظر نہیں آتے اس موقع پر کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ کون بادشاہ ہے اور کون فقیر ہے اخوت اسلامی اس جگہ اپنے اصلی معنوں میں ظاہر ہو جاتی ہے سب کا ایک خیال سب کی ایک دھن ہوتی ہے مگر یہاں پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہم مسلمان کعبہ کی پوجا نہیں کرتے صرف اس وجہ سے اس کی عزت کرتے ہیں کہ وہ دنیا کا سب سے پہلا عبادتخانہ ہے جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کے واسطے تعمیر ہوا۔

برادران اسلام! ذرا اپنے دلوں میں غور فرمائے کہ اب سے پانچ ہزار اور کئی سو برس پہلے دنیا کے ایک کونے میں کیا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا ایک ہولناک اور وحشت خیز بیابان ریگزار تھا جس کی مہلک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت اور ہلاکت پھیلی ہوئی تھی ایک وادی غیر ذی زرع تھی جس کی سطح بے نمو پر زندگی کی سرسبزی و شگفتگی کا نام و نشان نہ تھا لیکن رب السموات والارض کے دو مخلص بندے یعنے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام تھے جنہوں نے انسانی زندگی کے لئے اسی صحرائے ہلاکت کو آبادی کے واسطے اسی بیابان کو فلاحت اور زراعت کے لئے اسی سرزمین خشک کو اور خدا کی پرستش اور عبادت کیلئے اسی صحرائی قربانگاہ کو پسند فرما کر منتخب کیا تھا۔

ان دونوں حضرات علیہما السلام کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھا مگر ان کے سروں پر وہ خدائے حکیم و قدیر دیکھ رہا تھا جو آبادیوں کا بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تعمیر کرنے والا ہے ان کے ہاتھوں میں پتھروں کے ٹکڑے تھے جن کو ایک چہار دیواری کی صورت میں جمع کرتے جاتے تھے اور زبان پر یہ دعائیں تھیں جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں اور ادھر قوموں اور ملکوں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم اياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم ۝

(ترجمہ) اے ہمارے پروردگار یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کام کر رہے ہیں اس کو قبول فرما بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا مسلم اور اطاعت شعار بندہ بنا اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی امت پیدا کر جو ہماری طرح مسلم اور مومن ہو۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنی عبادت اور بندگی کے مقبول طریقے بتلا دے اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول فرما کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو ان میں اپنا ایک ایسا رسول بھیجو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے علم و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے اکیلے تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے اور تیری ہی تمام تدبیر اصلی تدابیر اور تیری حکمت

اصلی حکمت ہے۔

جب خانہ کعبہ بنکر تیار ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو حج اور عبادت کی جگہ قرار دیدیا تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ ان لا تشرک بی شیئًا وطہر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود یعنی اے ابراہیم تم ہمارے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا اور ہمارے عبادت کے گھر کو طواف کرنے والے حاجیوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والے نمازیوں کے واسطے پاک و صاف رکھو واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق اور اے ابراہیم لوگوں کو حج کے واسطے پکار دو تاکہ تمہارے پاس پیدل اور اپنی دبلی پتلی سواریوں پر سوار ہو کر دور دراز مسافت طے کر کے آئیں۔

آپ نے اس موقع پر اللہ پاک سے عرض کیا کہ خداوندا مجھ ضعیف اور کمزور کی آواز کہاں تک جا سکتی ہے اور یہاں کون ہے جسکو آواز دوں حکم ہوا اے ابراہیم پکارنا تمہارا کام ہے اور آواز کا پہنچانا ہمارا کام ہے اس حکم کو سنکر آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور لوگوں کو خانہ کعبہ کے حج کے واسطے آواز دی اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو ایسا پہنچایا کہ آجتک اس آواز کا اثر ہے کہ لوگ اس خانہ کعبہ کی طرف دور دراز ملکوں سے کھنچے چلے جاتے ہیں۔

اس کے بعد شہر مکہ معظمہ آباد ہو گیا قبیلہ جرہم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی ہو گئی جب آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کہ جن سے آیندہ نسل کی امید تھی چھوڑ کر ملک شام واپس تشریف لیجانے لگے تو اللہ پاک سے اس طرح بردعا کی رب اجعل ھذا البلد امنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون ہ یعنی اے میرے پروردگار اس شہر مکہ معظمہ کو امن کی جگہ بنائے اور مجھے اور میری آیندہ نسل کو اس بات سے بچائے کہ بتوں کو پوجنے لگیں اے میرے پروردگار بیشک ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے پس جو شخص میری پیروی کرے تو وہ بیشک مجھ سے ہے اور جو شخص میری نافرمانی کرے تو تجھے اختیار ہے اور بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے پروردگار بیشک میں نے اپنی اولاد کو ایک ویران خشک بے آب و گیاہ وادی میں تیرے مقدس مکان کے پاس بسا دیا ہے تاکہ وہ تیری عبادت میں مصروف رہا کریں پس تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو اس وادی غیر ذی زرع میں جہاں سرسبزی اور شادابی کا نام و نشان نہیں ہے عمدہ پھلوں سے ہمیشہ روزی دے تاکہ وہ تیرا شکریہ ادا کرتے رہیں۔

برادران اسلام! یہ دعائیں ان حضرات علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مبارک اور مقدس زبانوں سے نکلی ہیں جن میں سے ایک راہ خدا میں اپنے تمام جذبات کی قربانی کر چکے تھے اور دوسرے اپنی پیاری جان اقدس کی دونوں نے اپنی محبوب ترین متاعوں کو فی سبیل اللہ لٹا دیا تھا ایک نے اپنے بڑھاپے کے اکلوتے بیٹے کو کہ جن سے تمام آرزوئیں اور امیدیں وابستہ تھیں قربان کیا تھا اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو دونوں مجاہد فی سبیل اللہ اور مسلم تھے۔

یہ دعائیں کیسے پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کے جذبات اپنے اندر لئے ہوئے ہیں عربی زبان میں امن کے معنے غیر کی حکومت سے محفوظ اور مامون رہنے کے ہیں پس جناب ابراہیم علیہ السلام نے کہ معظمہ سے روانہ ہوتے وقت جو دعائیں کی ہیں ان میں چند التجائیں کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کی آیندہ نسل ہر طرح خدا ہی کی حکومت کے تحت رہے اور انسانی حکومت سے آزاد رہے جسمانی طور پر ہمارے حکمران اور فرمانروا ہوا کرتے ہیں اور روحانی طور پر ہمارے حاکم اور ہمارے معبود ہوتے ہیں۔

آپ جناب باری میں عرض کرتے ہیں کہ یہ شہر مکہ معظمہ اور اس کے مکان یعنی خانہ کعبہ کو جو میں نے خاص تیری عبادت کے واسطے بنایا ہے جسمانی طور سے بھی اپنی ہی حکومت میں رکھیو اور شہر کے رہنے والوں کے واسطے روحانی طور پر بجز تیرے ان کا کوئی غیر معبود نہ ہو اور ان کا کوئی غیر قوم کا حاکم اور بادشاہ نہو۔

اللہ پاک نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور کس طرح اور جسمانی طور پر اس قدر جلد قبول فرمایا کہ دنیا کے پانچہزار اور کئی سو سال کے حوادث اور انقلاب آپکی دعاؤں کی قبولیت کو دھبہ نہ لگا سکے وہ چند پتھروں کی چنی ہوئی چار دیواری جس کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی کروڑوں انسانوں کی پرستش گاہ اور قبلہ بنی اور خدا کے جلال و قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اسی کی جہت کو اپنا نشین بنا لیا۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اور حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا عظیم الشان ہیکل جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور بڑے بڑے گنبدوں کا ایک شہر بنا دیا تھا چند صدیوں تک بھی دنیا میں زندہ اور قائم نہ رہ سکا اور وحشی حملہ آوروں نے بار ہا اسکی عظیم البینۃ دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا مگر ان پتھروں کی چنی ہوئی اس چہار دیواری کے گرد حضرت خلیل علیہ السلام کی دعاؤں نے ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچہزار برس کے اندر انقلاب ارضیہ وسماویہ نے سمندروں کو جنگل بیابان اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفان کی صورت میں بدل دیا لیکن آجتک اس کی بنیادوں کو کوئی مادی قوت اور کوئی عادی نقصان اور صدمہ نہ پہنچا سکی یہانتک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے جس کی نسبت تاریخ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس مستجاب الدعوات انسان یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد سے آجتک نہ کسی غیر قوم نے حکومت نہ کی اور اس کی مقدس اور محترم خاک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ ہے اس کے فتح کرنے کا کسی کو حوصلہ نہ ہو سکا اگر کسی قوم نے اس کی عزت اور حرمت کو مٹانا چاہا تو خدا قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا پڑھیئے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہاتھیوں کا غول لیکر خانہ کعبہ کو ڈھانے کے واسطے مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا تھا؟ کیا خدا نے ان کے تمام داؤں غلط نہیں کر دیئے؟ اور ان پر عذاب کی نحوستوں کے غول ابابیل چڑیوں کی صورت میں نازل نہیں کئے جنہوں نے ان کو سخت بربادی میں مبتلا کر دیا جو ان کے لئے کھدی

گئی تھی یہانتک کہ پامال شدہ کھیت کی طرح تباہ و برباد ہوگئے۔

غرضکہ اے برادران اسلام! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی خانہ کعبہ کا حج ہم تمام دنیا کے مسلمانوں پر بشرط استطاعت فرض کیا اور ہمارا یہ تیوہار عید البقر یا عید الضحیٰ یا بقرعید اسی حج کی تکمیل پر امتنان و مسرت کا عملی اظہار ہے اور اس لحاظ سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیفی کی بہترین یادگار ہے ہر ملک اور ہر زمانہ میں مقابر اور مذہبی مقامات کی زیارت کا دستور رہا ہے اور اس میں شک نہیں کہ مذہبی خیالات کو زندہ رکھنے اور گذشتہ بزرگوں کی یادگار کو دستبرد روزگار سے بچانے کی اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں ہوسکتی یہی سبب تھا کہ ع

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

جس کو حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے بزرگ اور مقدس معمار کے ہاتھوں تعمیر ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا اسلام سے صدیوں پہلے مرجع انام اور مرکز خاص و عام تھا اور جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے اور ہر سال بڑی دھوم دھام سے وہاں حج کیا جاتا تھا مگر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بتوں کی عالمگیر حکومت سے جو کھٹکا لگا ہوا تھا جس کا ذکر آپ نے اپنی دعا میں فرمایا اور ان بتوں سے اپنی آیندہ نسل کے بچنے کے واسطے آپ نے دعا مانگی مگر یہ خطرہ دل سے نہ نکلا کہ اولاد میں بت پرستی پھیل نہ جائے یہ آپ کا خطرہ اور کھٹکا غلط نہ ہوا۔ دین حنیفی آہستہ آہستہ کفر کی آمیزش اور شرک کی آلائش سے ناپاک ہوگیا وہ خانہ کعبہ جو ایک اور واحد خدا کی عبادت کے واسطے تعمیر ہوا تھا بیت اللہ سے بیت الاصنام اور عربی سال کے دنوں کے حساب سے تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز بنکر رہ گیا۔ ارکان حج میں طرح طرح کی خرابیاں اور بیہودگیاں پیدا ہوگئیں جب لوگ حج اور زیارت کو آتے تو عجیب عجیب حرکتیں کرتے تھے بعض اوقات طواف کعبہ بالکل برہنہ ہوکر کرتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا حج کے وقت کسی قسم کی آلائش دنیاوی ساتھ نہ ہونا چاہیے گھروں میں جاتے تو دروازہ سے نہیں بلکہ پچھواڑے سے دیوار پھاند کر جاتے تلبیہ میں کہا کرتے لا شریک لک الا شریکا ھو لک یعنی کوئی تیرا شریک نہیں مگر وہ شریک کہ وہ تو ہی ہے جو بالکل بیہودہ اور جہل جیسے میں رکھ معظمہ جو روحانی طور پر اپنی حکومت سے نکل کر بتوں کی حکومت میں آچکا تھا اس کے متعلق دعائے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پورا ہونے کا وقت آچکا بتوں کی حکومت کا اب خاتمہ ہونے کو تھا بالآخر خدا کی مشیت نے حضرت سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ . . . . آپ نے تمام اہل عرب کو راہ راست دکھائی اور ان کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوار دیا دلوں کو اوہام شرک و بت پرستی سے اور کعبہ مکرمہ کو بتوں کی نجاست سے پاک اور ان کے وجود سے خالی کردیا اور جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یعنی حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے ہی والا تھا۔ کی سب آنکھوں کے سامنے آگیا اور ارکان حج میں سے وہ تمام لغو بیہودہ اور بے معنی رسمیں محو ہوگئیں جو قدیم اور مقدس سنت ابراہیمی کو بدنام اور رسوا کئے ہوئے تھیں اور حج اپنی نہایت پاکیزہ اور پسندیدہ صورت میں آگیا جو سنت ابراہیمی کی ایک دائمی یادگار بن گیا۔

حج کے ارکان میں اسلام نے بیہودگیوں کے مٹانے کے سوا اور کچھ زیادہ تغیر و تبدل نہیں کیا اور آخر اس طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا باحسن وجوہ پوری ہوگئی جو انہوں نے آفتاب اسلام کے طلوع سے تقریباً چار ہزار برس پہلے مانگی تھی لقد من اللہ علے المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ یعنی بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا جو دعائے ابراہیمی کو قبول فرماکر انھیں میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا جو ان کو احکام الٰہی پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے نفوس و قلوب کو شرک اور کفر کی گندگی سے پاک کرتا ہے اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح جہل و گمراہی میں مبتلا تھے۔

برادران اسلام! دنیا کے دور دراز ملکوں اور حصوں سے آنے والے لوگوں کو اپنے پیارے اور پاک مذہب کے اس مرکز کے دیکھنے اور فریضہ حج کے بجالانے سے جتنی بھی خوشی اور مسرت ہو کم ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ عید یعنی بقرہ عید اصلی انہی کی ہے جن کو میدان منا میں قربانی کرنا نصیب ہوتی ہے لیکن ان کے طفیل میں اس روز تمام عالم اسلام میں بھی عید ہوجاتی ہے مگر اس بقرہ عید میں بھی مثل عید الفطر کے تمام کاموں سے مقدم وہی دوگانہ نماز ہے اس کے بعد اگر مقدور ہو تو قربانی بھی ورنہ خیر۔

اور دوسرا امر جو اسلام کے اس دوسرے تیوہار بقرہ عید سے تعلق رکھتا ہے وہ یہی رسم قربانی ہے جس کا ابھی ذکر کیا ہے مگر بشرط مقدور اور یہ رسم قربانی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ایک یادگار اور آپ کی سنت ہے مگر اس میں بھی نیت یہی جائز ہے کہ وہ غربا اور مساکین کو بطور خیرات دینے اور خود کھانے اور دوست واحباب عزیز و اقارب کو کھلانے کے لئے بارگاہ خدا وندی میں فدیہ یا رشوت سمجھ کر پیش نہیں کی جاتی اس غلط فہمی کے انسداد کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ صاف و صریح ارشاد قرآن میں موجود ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم یعنی اللہ کو نہ تمہاری قربانیوں کا گوشت ہی پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون بلکہ اس کو صرف تمہارا تقوی اور پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

غرض یہ کہ مسلمانوں کے بہترین تیوہار عید البقر جس کا مقابلہ دنیا کے تمام مذاہب کے تیوہار نہیں کرسکتے اور جیسا کہ میں ماہ شوال میں عرض کرچکا ہوں وہی پھر کہتا ہوں کہ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے پرانی یادگاریں قائم رکھنے اور قومی مسرت اور شادمانی کے جشن منانے کو ان سے زیادہ سنجیدہ اور پسندیدہ طریقے تعلیم کئے جو اسلام نے کئے ہیں اور کسی مذہب نے قوم کے تیوہار اپنے ظاہری اور باطنی مقاصد کو ان سے زیادہ بہتر طور پر پورا کرتے ہیں ہرگز نہیں۔

مگر اے برادران اسلام یہ دونوں عیدیں محض سویاں اور مجرب اور مرغن گوشت کھلانے اور صرف عمدہ عمدہ کپڑے پہنکر عیدگاہ میں دو رکعت نماز ہی پڑھنے کے لئے نہیں آتیں بلکہ اس واسطے کہ ہمارے جو فرائض ہیں ان کا سالانہ محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ہم نے کیا ترقیات اور تنزلات کے درجے کہانتک طے کئے اور اگلے سال ہماری ہمت اور خیالات کا کیا رنگ ڈھنگ ہوگا تجارت اور اقتصادیات میں ہم نے کہانتک ترقی کی زراعت وغیرہ میں ہماری کیا کیفیت رہی علوم و فنون کی منڈی میں دنیا ہمیں کن نگاہوں سے دیکھتی ہے یا دنیا کی منڈی میں ہمارا کیا نمبر ہے غرضکہ یہ دونوں عیدیں ایک قومی مجمع یا الیکشن ہیں اور سالانہ جلسہ ہوتی ہیں۔ کیا عیدین کی نماز میں لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی حالت کیسی اور ان کی معاشرت کا پیمانہ کیا ہے ان کے لباس ان کی نشست و برخاست ان کی گفتگو ان کے اخلاق کیا کچھ نمونہ پیش کرتے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واھل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

آمین۔

قربانی

(نوشتہ مولانا محمد الحق صاحب خیری)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعة فلم یضح فلا یقربن مصلانا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جو استطاعت رکھکر قربانی نہ کرے وہ ہماری صف میں نہ آئے تا

ناظرین! ہم آپ کو قربانی کے متعلق ایک دلچسپ مضمون سنانا چاہتے ہیں اور قربانی کے متعلق بعض ضروری اور خاص امور پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں قربانی اسلام پاک میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اس کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ:

(۱) جو شخص باوجود مقدرت قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے

(۲) ایک روز ایک صحابی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے پھر اس نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے واسطے اس میں کیا منفعت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جتنے بال قربانی کے جسم پر ہوتے ہیں اتنی ہی نیکیاں قربانی کرنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

(۳) حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ اور ابو سعید خدری اور عمران بن حصین سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اول قطرہ خون جو قربانی سے زمین پر گرتا ہے اس کی وجہ سے جو گناہ تم نے کیا ہو وہ بخشا جاتا ہے اور قیامت کے دن قربانی کا چمڑا اور گوشت نیکی کے پلہ میں رکھا جائے گا اور اس کا وزن ستر حصہ نیکیوں کو بڑھائیگا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کرامت خاص اہلبیت کے واسطے ہے یا سب مسلمانوں کیلئے آپ نے فرمایا اس فضیلت میں سب مسلمان شریک ہیں۔

(۴) حضرت ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور انور صلعم نے فرمایا کہ ابن آدم نے نحر کے دن خون کے جاری کرنے سے بہتر کوئی عمل اللہ کے نزدیک محبوب تر نہیں کیا اور تحقیق ذبح کیا ہوا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے آئیگا (یعنی پلصراط پر سواری بنے گا) اور بیشک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے پس اس سے دل خوش کرو۔

اس حدیث شریف سے خاص طور پر ثابت ہوا کہ یوم الاضحیٰ کے دن افضل عبادت خون بہانا ہے یعنی قربانی کرنا ہے اور وہ قربانی قیامت کے روز بلا کم و کاست جیسی دنیا میں تھی بعینہٖ ہی موجود ہوگی تا کہ اس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اجر حاصل ہو اور پلصراط پر سواری بن سکے

قربانی پر اعتراض

بعض لوگ قربانی کی حقیقت سے ناواقف ہیں اس وجہ سے کہا کرتے ہیں کہ جانوروں کا خون بہانے سے کیا فائدہ یہ تو بڑا بے رحمی کا کام ہے۔ اس کی بجائے اگر کوئی اور چیز صدقہ کر دی جائے تو بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ الغرض اسی قسم کی بہت سی باتیں کہی جاتی ہیں جو محض لاعلمی یا تعصب مذہبی کا نتیجہ ہیں ایسے لوگوں نے آج تک اس مسئلہ پر غور کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی ہم چاہتے ہیں کہ آج اس پر کچھ روشنی ڈالدیں تا کہ عوام و خواص کو قربانی کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

قربانی ہر قوم میں رائج تھی

قربانی ایک ایسی چیز ہے کہ ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں اس کا وجود ثابت ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۳ اور انسائیکلو پیڈیا ببلیکا جلد ۴ صفحہ ۴۱۸۷ تا ۴۲۴۴ میں ہے ایران، ہندوستان، روم، یونان، مصر، عرب، افریقہ، قدیم اور روما میں قربانی کا عام رواج تھا اور رضائے الٰہی کفارۂ معاصی ازالہ غضب اصنام کے لئے نیز غریب کی غربت دور کرنے شاعر کی قوت بڑھانے اور بیمار کی شفا کے واسطے ہوا کرتی تھیں۔

یہودیوں کی قربانیاں

عبرانیوں میں شکریہ، کفارہ اور حمد الٰہی کے لئے لڑکے تولد ختنہ شادی اور مہمان کے آنے فتحمندی زمین کے جوتنے کنوئیں کی بنا بنیاد عمارت باہمی معاہدہ مردہ کی سلامی رسم نکاح کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تھی توریت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آغاز دنیا سے یہ رسم جاری ہے ہر قوم میں اس کا نیا نیا انداز ہے اور نئی نئی صورت ہے یہودی اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے قربانی کیا کرتے تھے اور بیراستہ وہ اگرچہ علاوہ دینے تھے گناہوں کے کفارہ کے لئے قربانی کرنیکا غلو اس قدر بڑھا کہ عام طور پر لوگوں کو یہ یقین ہونے لگا کہ آسمان سے ایک بے دھوئیں کی آگ اترتی ہے اور مقبول قربانی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے بعض پیغمبروں کے ساتھ ایسا ہی پیش آیا کہ انہوں نے خدا کی نیاز کی آسمان سے آگ آئی اور نیاز کو جلا گئی جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ نیاز قبول ہوگئی۔ بابلی لوگ قیدیوں میں سے ایک انسان کی قربانی کرتے تھے اور افریقہ میں بیس آدمی کی قربانی ہوتی تھی۔ بالمیدین میں انسان کی قربانی اور عبرانیوں میں بادشاہ اور رعایا کی طرف سے شاہی قربانی کے لئے چھیلے اور ایک دُنبہ ضروری تھا خصی قربانی بھی اگنی دیوتا (آگ کا فرشتہ یا آگ) کے لئے ہوتی تھی اور اس کو عملی کہتے تھے حضرت سلیمانؑ نے جب ہیکل تیار کی تو قربانی کی نوبت لاکھوں تک پہنچی۔ مسیحی دین میں قربانی کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے اور تمام انبیاء بنی اسرائیل قربانی کے مؤید رہے لیکن نصرانیوں کو چونکہ یہودیوں سے سخت دشمنی تھی اس لئے انہوں نے اس قدیم رسم کو مٹا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پانے پر قربانی کو ترک کر دیا ہے۔ مسیحی پال نے انکار سے قربانیاں کرتے رہے جب دنیا طلبی غالب ہوگئی تو قربانیوں کا روپیہ قربانیوں کے قائم مقام ہوگیا اور اسی بہانہ سے اصل قربانی موقوف ہوگئی تاہم اب بھی ... حقیقۃً اب بھی مسیح کا لہو گوشت عشاء ربانی میں کہا جاتا ہے اگرچہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جان کے مارنے سے انسان گناہ سے بچ جاتا ہے نصرانی اپنے دل سے دور نہ کر سکے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ہمارے گناہوں کے کفارے میں حضرت مسیح نے دو ہزار کا اکلوتا بیٹا کھا صلیب پر جان دی۔ جس طرح یہودی یہ سمجھتے تھے کہ خواہ کتنے ہی گناہ کریں ایک بھیڑ یا بکری کو ذبح کرکے جلا دینا اس گناہ کو مٹا دیگا۔ اسی طرح صاحب ... سے

بھی یہ سمجھ لیا کہ حضرت مسیح کا صلیب پانا ہمارے گناہوں کے کفارہ کا باعث ہو گیا روما میں سورکی اور یونان میں شراب کی قربانی کا بھی معمول تھا میکسیکو کے تین منزلہ مندر میں سنگ پتھر پر قربانی ہوتی تھی۔

ڈاہومی میں بادشاہ کی دفات پر دو ہزار آدمیوں کی قربانی ہوتی تھی یہ تو ان لوگوں کا حال تھا جو اپنے آپ کو آسمانی کتب و صحائف کا پیرو خیال کرتے تھے مشرکین کا حال ان سے بھی بدتر تھا وہ لوگ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے پتھروں کے بتوں، تصویروں، درختوں اور فرضی شیطانوں پر جانوروں کو ذبح کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ بت اور درخت اور شیطان اس جانور کا خون پی کے خوش ہو جاتے ہیں اور جب یہ خوش ہو جائینگے تو ہم پر نظر عنایت رکھیں گے۔

عرب کے مشرکین کا دستور تھا کہ وہ اللہ کے سوا اپنے بتوں اور خیالی معبودوں دیبی دیوتاؤں کے نام پر قربانی کیا کرتے تھے یہ دستور اب تک ہندوؤں میں رائج ہے اور دیبی کی بھینٹ دی جانا دستور ہے۔

ہندو مذہب میں قربانی

ہندوستان میں بھی تمام قوموں میں قربانیاں ہوتی تھیں ہندوستان میں منوجی مہاراج بڑے رشی اور قابل عزت آدمی ہیں منوسمرتی آپ کی بہت مشہور اور مستند مذہبی اور قانونی کتاب ہے اس میں انہوں نے گوشت خوری اور قربانی کے احکام درج کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم ہندوؤں میں قربانی اور گوشت خوری کی رسم عام تھی چنانچہ منوجی فرماتے ہیں

(۱) حلال جانوروں کے کھانے سے کھانے والوں کو کوئی گناہ نہیں۔ (ادھیائے ۵ اشلوک ۲۸)

(۲) قربانی کے لئے ہرن اور پرند مارنا چاہیئے اگلے زمانہ میں اکثر رشی نے ایسا ہی کیا ہے (منو ادھیائے ۵ اشلوک ۲۲)

(۳) اگلے زمانہ میں رشیوں نے قربانی کے لئے ہرن اور پرندوں کو مارا ہے (ایضاً اشلوک ۲۳)

(۴) ایشور نے جانوروں کو قربانی کے لئے پیدا کیا ہے یہ قتل قتل نہیں کہلاتا (ایضاً اشلوک ۲۹)

(۵) جانور پرند قربانی کئے جانے سے دوسرے جنم میں اعلےٰ درجے پاتے ہیں (ایضاً اشلوک ۴۰)

(۶) جو ہنسا اس دنیا میں وید کے حکم کے موافق ہے اس کو ہنسا یعنی جان کشی نہ جاننا چاہیئے کیونکہ وید ہی سے دھرم نکلا ہے۔

مندرجہ بالا اشلوکوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر غذا حاصل کرنے کے لئے اور مناسب طریق سے کھانے کے واسطے یا قربانی کے لئے جانور ذبح کئے جائیں تو کوئی ہے نہ پاپ ہے اس کی تشریح بھی خود منوجی نے کر دی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں ؎

(۷) پروکشن نام سنسکار سے جو مانس (گوشت) بنا ہے اور یگیہ (قربانی) ہون کرنے سے جو مانس بچا ہے ان دونوں طرح کے ماس کو بھوجن کرنا (کھانا) چاہیئے اور جب برہمنوں کو مانس کھانے کی اچھا (خواہش) ہو تب شاستر کی بدھ موافق بھوجن کریں اور جبکہ بھوک سے جان جاتی ہو اس وقت بھی مانس بھوجن کریں (منو ادھیائے ۵ اشلوک ۲۷)

(۲) دنیا میں ساکن اور متحرک جس قدر اشیا ہیں سب جان کی غذا ہیں اس بات کو شری برہما جی (ایشور یعنی خدا) نے کہا ہے (ایضاً اشلوک ۲۸)

(۳) کھانے کے لائق جانور کھانے والے کو دوش (گناہ) نہیں ہوتا کیونکہ کھانے کے لائق جانور کو برہما جی (ایشور) ہی نے پیدا کیا ہے (ایضاً اشلوک ۳۰)

اسی قسم کے کئی اشلوک منوسمرتی میں ملتے ہیں ہم نے اس موقع پر اس بحث کو صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ قربانی کی رسم ہندوستان میں قدیم سے چلی آتی ہے اور آج تک اس کے آثار موجود ہیں بلکہ ابتدائی ایام میں تو انسانی قربانی کا بھی رواج تھا کاشی جی (بنارس) میں وہ مقام موجود ہے اور اب ان دونوں مقامات میں انگریزی عملداری کے اثر سے امن ہے البتہ جے پور میں ہر روز ایک بکرے کی قربانی ہوتی ہے۔

ہندو راجوں کی بیماریوں میں صدہا جانوروں کی قربانیاں کی جاتی تھیں پرانے راجوں و مہاراجوں کی قربانیاں آجکل کے ناٹکوں اور اندر سبھاؤں کے تماشوں میں مذہبی رنگ میں دکھلائی جاتی ہیں بلکہ بچوں کی قربانی اور اس پر والدین کا منگل گانا ہزاروں آدمیوں کی آنکھوں کا نظارہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان قدیم میں قربانی کی رسم بہت عام تھی اور نہ صرف جانوروں کی قربانی کی رسم تھی بلکہ بچوں اور نوجوان اور عام آدمیوں کی قربانی بھی ہوتی تھی اور اس قربانی کے مختلف مقاصد و مطالب تھے۔

اقوام ثلثہ کی قربانی پر نظر

یہودی تو یہ سمجھتے تھے کہ قربانی ہمارے گناہوں کے مٹانے کا ذریعہ ہے ان کا یہ یقین تھا کہ خواہ ہم کیسے ہی گناہ کریں ایک بھیڑ یا بکری کو ذبح کر کے جلا دینا اس گناہ کو مٹا دیتا ہے اور عیسائیوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ حضرت یسوع کا مصلوب ہونا ہمارے گناہوں کے کفارہ کا باعث ہو گیا اس کے قریب قریب ہندوؤں کا بھی یہی خیال تھا اور ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ قربانی کا خون پیکر ہمارے یہ بت اور درخت اور شیطان خوش ہو جائینگے اور ہم پر کرپا (مہربانی) کرتے رہیں گے یہ اخلاقی کمزوری ان تینوں بڑی اقوام میں موجود تھی اگرچہ تینوں گروہوں کے اصول قربانی علیحدہ علیحدہ تھے مگر نتیجہ سب کا ایک ہی نکلتا تھا۔

مقدس دین اسلام چونکہ اس قسم کی کمزوریوں سے بالکل پاک تھا اس نے ان تینوں قوموں کی اس غلطی کو آشکارا کر دیا اور خدا کی مقدس کتاب (قرآن مجید) نے اس بات کا فیصلہ فرما دیا کہ:-

لن ینال اللہ لحومها ولا دماء ها ولکن ینا لہ التقوی منکم خدا تک نہ تو ان کے گوشت ہی پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے یعنی کسی کا گوشت و خون خدا کو نہیں پہنچتا وہاں تو دلوں کی صفائی کی قلبی طہارت کی قدر ہے۔

صاحبان چونکہ قربانی میں خدائے تعالیٰ کے لئے مال خرچ کرنا پڑتا ہے اسلئے وہ ایک قسم کی عبادت قرار دیگئی کیونکہ اس سے خدائے تعالیٰ کی طرف رغبت صحیح طور سے معلوم ہوتی ہے اسلام پاک میں صرف قربانی ہی ہے کہ اس نے ایک جانور کا گوشت کھانا جائز قرار دیا مگر چونکہ وہ خالق زمین و زمان سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ حکم دیا کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کہہ لیا کرو تاکہ وہ باطل عقائد جو یہودیوں اور نصرانیوں اور دیگر مشرک اقوام کے ہیں مٹ جائیں

ایک عقلمند اور صحیح الفطرت انسان جب قربانی کی اصلیت پر غور کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جانور کے ذبح کرنے کی نسبت دیگر قوموں کے عقائد نے کیسی خطرناک صورت اختیار کرلی ہے اور اسلام نے ایک سادہ قربانی کا حکم دیکر کیونکر ان کے ناپاک خیالات کی بنیاد کو ڈھا دیا ہے ایک صحیح الفطرت انسان اس راز کو سمجھ سکتا ہے۔

دیکھو عیسائی ابتک سخت دھوکہ میں ہیں جسے وہ قربانی کہتے ہیں اور جو طرز انہوں نے یہودیوں سے اڑائی تھی حضرت یسوع پر اس قربانی کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت عیسٰے علیہ السلام ان کے خیال کے مطابق صلیب پر جان دے کے پھر زندہ ہوگئے تھے قربانی کا یہ دستور ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ زندہ نہ ہو جب زندہ ہوگئی تو پھر وہ قربانی کہاں رہی یہودی تو اپنے گناہوں پر ایک بے زبان جانور کو مار کے قربان کردیتے تھے مگر عیسائیوں نے اپنے خداوند کے صلیب پانے سے فائدہ اٹھاکے قیامت تک اپنے گناہوں سے سبکدوشی حاصل کرلی یہی خیالات افریقہ کے بادیہ گردوں کو مدت دراز تک رہے ہیں۔

ایک شائستہ اور تعلیم یافتہ آدمی خیال کرسکتا ہے کہ ایک نوجوان شخص مظلومانہ اور بیرحمانہ حالت میں جبراً قتل کرڈالا گیا اور اس کے معتقد بجائے رنج و افسوس کرنے کے اس کی اس دردانگیز موت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں یہ کیا عقیدہ ہے اس زمانہ کے متمدن یورپ نے ان خیالات کو رد کردیا ہے مگر دلیسی کرسٹان ابتک اس کیر کے فقیر بنے جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کی بے بسانہ موت ہماری نجات کا باعث ہوگئی العیاذ باللہ

الغرض یہ یہودیوں اور عیسائیوں کی نجات کا دارومدار بالکل جانور یا انسان کے گلا کٹنے پر ہے ایک یہودی یہ سمجھتا ہے کہ میں تمام عمر گناہ کرتا ہوں اور جب گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنا یا اپنے اوپر سے ٹالنا چاہوں گا تو فوراً ایک بھیڑ کو ذبح کرکے آگ میں ڈال دوں گا اور عیسائی کا یہ خیال ہے کہ یسوع ناصری کو جو نہایت بےبسانہ حالت میں زبردستی یہودیوں نے صلیب دیدیا بس کل "خداوند" پکارنے والوں کی نجات ہوگئی لاحول ولا قوۃ۔ یہ ہے اہل کتاب کا مذہب اور یہ ہیں اس کے اصول جن مسیحی مورخوں نے یہ لکھا کہ اسلام نے قربانی کی رسم یہودیوں سے سیکھی بڑی غلطی کی کیونکہ یہودیوں اور مسلمانوں کی قربانی کی نوعیت میں بڑا فرق ہے جس کو ہم نے بیان کردیا ہے۔

اسلام میں قربانی کی نوعیت

اب ہم اسلامی قربانی کی نوعیت کو بیان کرتے ہیں حضرات چونکہ مقدس دین اسلام بالکل مطابق قانون قدرت و موافق قواعد فطرت ہے اسلئے پہلے کائنات عالم پر نگاہ ڈالئے آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ تمام چیزوں میں قربانی پائی جاتی ہے اور قربانی ہی سے نمو دنیا و مافیہا کی نشوونما اور تربیت جسمانی و روحانی برقرار ہے گویا قربانی ہی پر تمام عالم کے کاروبار کا دارومدار ہے ایسے ہی ہر متنفس میں انسانی آرام کے لئے قربان ہونی لگے۔ کیونکہ درختوں کے لئے قربان ہوتی ہے کروڑوں من لکڑی اور کوئلہ آگ کی نذر اور اسٹیمروں ریلوں اور کشتیوں پر قربان ہوتا ہے تب انسان کے لئے راحت و آسائش میسر ہوتا ہے۔

ہزاروں لاکھوں درختوں کی قربانی مکانوں کے لئے کیجاتی ہے ان گنت بےشمار جھاڑ اور پودے روزانہ حیوانات کی خاطر کاٹ دیجاتی ہیں اسی طرح باقی نباتاتی

اور جماداتی چیزوں کا حال ہے۔

اس سے آگے جب ہم ذرا نظر کو اور دوڑاتے ہیں تو ہم کو حیوانی قربانی کا سلسلہ .... بہی وسیع نظر آتا ہے انسان کا جب کوئی عضو سڑ جاتا ہے تو ہزاروں جانیں ایک جان کی خاطر ہلاک کی جاتی ہیں جب کہیں مریض کو راحت ہوتی ہے بڑے بڑے مدعیان رحم جب کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو ان کی عملی حالت بتلادیتی ہے کہ انسان اپنی ضرورت اور آرام کے لئے کتنی جانوں کو قربان کرنا ضروری سمجھتا ہے کسی بڑے ہی رحیم و کریم آدمی کے کسی عضو میں جب کیڑے پڑجاتے ہیں تو صرف اس عضو کو بچانیکی خاطر کتنی جانوں کا نقصان کرنا گوارا کیا جاتا ہے۔

جب ہم اور ضروریات انسانی پر غور کرتے ہیں تو قربانی کا سلسلہ اور بھی وسیع نظر آتا ہے سیاست میں ادنیٰ آدمی اعلیٰ کے لئے ہمیشہ قربان ہوتا ہے سفرمینا اور ادنیٰ سپاہی پہلے مارے جاتے ہیں پھر ادنیٰ افسر اور اسی طرح درجہ بدرجہ۔

شہد کی خاطر کس قدر غریب مکھیوں کی خانہ ویرانی کی جاتی ہے مشک کے لئے کتنے کستوری کے ہرن قربان ہوتے ہیں اور دودھ اور گھی کے لئے جانوروں کے بچوں کو کیونکر دودھ سے روکا جاتا ہے اسی قانون قدرت کے مطابق اسلام پاک نے قربانی کی اجازت دی ہے اور خدا کی مقدس کتاب قرآن مجید نے حکم دیا۔ فصل لربک وانحر اپنے پروردگار کی نماز پڑھو اور اسی کے نام کی قربانی دو۔

پہلے نماز کا حکم دیا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول قربانی پر نماز کو مقدم کیا کرو اور اگر کوئی جانور ذبح کیا جائے تو اسی کے نام پر ذبح کیا جائے جس کی نماز پڑھی جاتی ہے اور باقی وہ جانور جو دوسرے کے نام ذبح کئے جاتے ہیں مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہیں۔

حضرات قرآن کریم میں سوائے اس کے قربانی کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا یہ ہرگز نہیں کہا گیا کہ قربانی چھوٹے بڑے تمام گناہوں کی معافی کی بشارت . . . ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بندہ قربانی سے خدائے تعالیٰ سے خلوص کو جو اس کے دل میں ہوتا ہے ظاہر کرتا ہے اور اپنے مال سے ایک رقم صرف کرکے جانور کو ذبح کرتا ہے فقراء و مساکین اور عزیز و اقارب کو گوشت کھلاتا ہے یہ ایک قابل اجر و ثواب عمل ٹھیرتا ہے جس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اپنے بندے پر مہربان ہوتا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں نیکی اور ثواب لکھواتا ہے اور بندہ کے خطاؤں کو معاف فرماتا ہے یہی حالت اعمال حسنہ نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام کی ہے کہ ان سے بھی بندہ کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے اور ان کے گناہوں کی مغفرت کی جاتی ہے

عیدین میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں

حضرات عید کے روز اگرچہ خون بہانا سب عبادت سے افضل قرار دیا گیا ہے مگر خدائے پاک کے مقدس ارشاد سے جو پہلے بیان ہوچکا ہے قربانی کا اصل مقصد تقویٰ ہے جو تمام عبادتوں کی جان ہے تقویٰ ہی تمام اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے متقی لوگ ہی ہدایت یافتہ اور جنت کے وارث ہیں متقیوں ہی کو اعمال کا اجر غیر معمولی ملنے والا ہے اور متقی کوئی شخص نہیں بن سکتا جب تک تمام منہیات شرعیہ سے نہ بچے اور تمام احکام الٰہی کو دل و جان سے بجا نہ لائے اگر آدمی کو تقویٰ ہی حاصل نہ ہو تو خون بہانا اور گوشت خیرات کرنا اسلام پاک کی نگاہ میں کوئی زیادہ

وقت نہیں رکھتا یہی وجہ ہے کہ عید میں مکلف پر تین چیزیں واجب ہیں اول معاصی کا ترک کرنا اس لئے کہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت برا ہے لیکن بعض اوقات اس وقت کی شرافت کے سبب قباحت میں بہت زیادہ اور جرم میں سخت ہوتا ہے لہذا اس کا ترک کرنا لازم و واجب ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم۔ اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار بارہ ہے کتاب اللہ میں جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی ہے سیدھا دین سو ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم مت کرو۔

وہ چار مہینے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب ہیں ان مہینوں کی حرمت یہی ہے کہ ان میں کوئی برا اور گناہ کا کام نہ کیا جائے کیونکہ جس طرح ان میں نیک عملوں کا ثواب زیادہ ہے گناہوں کا عذاب و عقاب بھی سخت اور زیادہ ہے۔

صاحبو اسلام پاک یہ سکھاتا ہے کہ آدمی ان اوقات کی تعظیم کرے اور وہ تعظیم صرف نیک اعمال کی کثرت ہے اور جو شخص اس سے عاجز ہو تو کم سے کم اس کی تعظیمی حالت یہ ہو کہ ان وقتوں میں ان چیزوں سے بچے جو اس پر حرام اور اس کے لئے مکروہ ہیں اور دیگر ممنوعات کو ترک کرے اور اپنی نماز اور قربانی کو خاص لوجہ اللہ بنادے اور اسی کا ہو رہے اور اس کے ماسوا سے منہ موڑ لے ایام عید اور ان کی راتوں میں جو لوگ لہو ولعب اور ناٹکوں اور تماشا گاہوں وغیرہ میں جاتے ہیں اور طرح طرح کے گناہوں کی طرف دوڑتے ہیں وہ خوب سوچیں اور ان سے تائب ہو جائیں۔ حضرات! اب ہم قربانی کی اصلیت اور اس کے اقسام کا فلسفہ بتاتے ہیں اور اس میں جو جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان کی تشریح و توضیح کرتے ہیں: قال الله تبارك وتعالى لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم اللہ تعالیٰ کو (تمہاری قربانیوں) کا گوشت و خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔"

اور یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اسلام پاک میں قربانی ایک خاص فضیلت اور خصوصیت رکھتی ہے قربانی کی تائید میں جس قدر احادیث اور دیگر مضامین آپ نے سن لئے ہیں ان میں سب سے زیادہ قابل لحاظ وہ حدیث ہے جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک موجود ہے من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا (ابن ماجہ و مسند ابن حنبل) جو شخص باوجود مقدرت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

قربانی کی تاکید کی وجہ

اس قدر تاکید شدید کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک وقت ایک عبادت کے لئے مخصوص ہوتا ہے ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک وہ عبادت مقرر ہے جس کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ادا کیا تھا ان ایام میں اگر کوئی اور عبادت اس سے افضل ہوتی تو آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کیوں فدیہ دیتے اسی بنا پر اکثر علماء کی رائے ہے کہ اس دن خون گرانا ہی ضروری ہے قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنے سے وہ مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

ذبح کرنا ہی افضل عبادت ہے

چنانچہ صاحب خلاصہ نے لکھا ہے کہ دس درہم کو قربانی خریدنا ہزار درہم کے تصدق کر دینے سے بہتر ہے کیونکہ جو قرب الٰہی خون بہانے سے حاصل ہوتا ہے وہ خیرات کرنے سے نہیں ہوتا۔

صاحبو! یہ فتوٰے بالکل درست اور بجا ہے لیکن یاد رہے کہ اس دن خون بہانا اگرچہ سب عبادات سے افضل ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مندرجہ عنوان ارشاد کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا لیکن اس کو تقویٰ تمہاری طرف سے پہنچتا ہے ضرور قابل لحاظ ہے جو صاف ظاہر کرتا ہے کہ صرف خون بہانا اور گوشت کھلانا معتبر نہیں ہے بلکہ اعتبار تقویٰ کا حاصل کرنا ہے جو تمام عبادات کے مقبول ہونے کی شرط ہے چنانچہ خدائے پاک کی مقدس کتاب اس کی شہادت بدیں الفاظ دیتی ہے کہ انما يتقبل الله من المتقين اللہ صرف تقویٰ والوں ہی سے قربانی قبول کرتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تقویٰ بدون منہیات سے باز رہنے اور تمام احکام کے بجا لانے کے حاصل نہیں ہوتا اور جب یہ حاصل نہ ہوا تو خون بہانا اور گوشت خیرات کرنا ان کے کچھ کام نہ آئیگا۔ صاحبو اس آیت شریف نے قربانی کی حقیقت واضح کر دی اور بتا دیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدویت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے اس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہنچتا خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے۔

اسلامی قربانی کی حقیقت

حضرات! انبیاء علیہم السلام قوموں کے مصلح ہو کر آتے ہیں وہ رسومات سابقہ کا استیصال کرنا نہیں چاہتے بلکہ ان میں جو رسم محض غلطی اور توہم پر مبنی ہو اس کو تو باطل کر دیتے ہیں اور جس رسم کی اصل صحیح ہو گئی جس کے ساتھ کچھ غلطی مل گئی ہو اس میں صرف غلطی کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد نمبر صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ باستثنائے اہل فلسطین قدیم کنعانیوں میں انسانی قربانیوں کا رواج تھا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رویا کے مطابق جب بجائے لڑکے کے مینڈھا ذبح فرمایا تو اس طریق سے انسانی قربانی کا ازالہ فرما کر حیوانی قربانی اس کے قائم مقام کر دی۔

صاحبو! حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے جذبات و محبت ماسوائے اللہ کی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے جان و نفس کی جو قربانی کی اسی کی یادگار اسلامی قربانی ہے فی الحقیقت یہی فدیہ ذبح عظیم تھا جیسا کہ خدائے پاک کی کتاب (قرآن مجید) میں ہے۔

فلما اسلما وتله للجبين وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين ان هذا لهو البلاء المبين وفديناه بذبح عظيم اور جب دونوں باپ اور بیٹے تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ نے جوش قربانی میں اپنے محبوب فرزند کو ماتھے کے بل بچھاڑا تاکہ راہ حق میں ذبح کر ڈالیں تو اس وقت ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم بس کرو بلاشبہ تم نے اپنے رویائے صادقہ کو پورا کر دکھایا ہم اسی طرح ارباب حق و احسان کو ان کی جاں فروشیوں اور قربانیوں کا صلہ دیا کرتے ہیں چنانچہ ہم نے اس طرح یہ قربانی قبول کر لی کہ اس کے فدیہ میں ایک بہت ہی عظیم الشان اور دائمی قربانی قرار دی تاکہ یہ پاک یادگار دنیا میں قائم و دائم رہے۔

صاحبو! خدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں کاغذوں اینٹ پتھروں کی دیواروں اور خالی زبانوں کی روایتوں میں باقی نہیں رکھی جاتی ہیں یہ انسانوں کے کام ہیں۔

وہ اپنے جس بندے کو بقائے دوام کے لئے چن لیتا ہے اس کی یادگار کو جمع انسانیت کے سپرد کر دیتا ہے اور نوع البشر اس کی حامل بنجاتی ہے پس نہ تو وہ مٹ سکتی ہے اور نہ کوئی اسے مٹا سکتا ہے آج بھی کروڑوں انسان کرۂ ارض پر موجود ہیں جو اس اسوۂ ابراہیمی کی یادگار مناتے ہیں اور ہر سال زندہ رکھتے ہیں یہ خدا کی مشیت اور اس کی مرضی ہے کہ آجتک اسوۂ ابراہیمی کی یہ یادگار قائم رکھی گئی ہے اور لاکھوں انسانوں کو اسوۂ ابراہیمی کا پیکر بنایا گیا جو اسلام کے تیرہ سو برس گذر جانے کے بعد بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔

حضرات یہ قربانی جس کا خون ہر سال میدان منا میں جوش زن ہوتا ہے اور یہ ذبح عظیم جس کی ہر مسلمان ذوق و شوق سے تیاری کرتا ہے فی الحقیقت اسلام کی حقیقت اعلیٰ کی ایک تمثیل ہے جس کے پردے میں بتلایا گیا ہے کہ ایمان باللہ کا دار و مدار قربانی پر ہے اور جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو اس وقت تک کوئی ہستی مومن و مسلم نہیں ہو سکتی۔

قربانی کے اقسام اور اسکی مصلحتیں اور ممنوع قربانیاں

مقدس دین اسلام چونکہ اقوام عالم کے اعمال و عقائد کی اصلاح کے لئے ہے اس لئے اس نے بعض قربانیوں کو قطعاً حرام اور نیست و نابود کر دیا ہے۔

پہلی قربانی اول وہ قربانی جس میں بت پرستی اور شرک ہو کیونکہ مبتلائے شرک انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کرکے اپنی دیوی دیوتا سے کامیابی کا امیدوار ہوتا ہے اسلئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے اور دوسرے ان مشرکوں اور پجاریوں کو اپنی اپنی دوکان گرم کرنے کے لئے صدہا جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں پس جو جانور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر قربان کیا جائے اسکی حرمت معنوی ہے اور فرضی نہ کہ ذاتی یعنی جانور ہر چند حلال و طیب بالذات ہو لیکن جب ماسوی اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا حرام ہو گیا کیونکہ قربانی جیسا فعل غیر اللہ کے نام پر یا اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے کرنا گویا غیر خدا کو شریک و سہیم بنانا اور اسے خدا کا رتبہ دینا ہے چونکہ ایسا کرنے سے توحید کو جو اصل دین ہے سخت صدمہ پہنچتا ہے لہذا اس توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا اور محرمات میں اس کو رکھدیا اور خدا کی مقدس کتاب نے پکار کر کہدیا حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ۔ مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جو جانور خدا کے سوا کسی اور کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو تم پر حرام کیا گیا"

اور سچ یہ ہے کہ ایسے جانور کی حرمت باقی ان سب چیزوں کی حرمت سے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں زیادہ سخت ہے اس لئے کہ ان سے صرف جسمانی ضرر متصور ہے اور غیر اللہ کیلئے قربانی کرنے سے اور اس کے کھانے سے یقیناً دین میں خلل آتا ہے۔

دوسری قربانی دوم اسلام پاک نے ان تمام قربانیوں سے روک دیا جو ذبح کے بعد آگ کی نذر کر دی جاتی ہیں یعنی سوختنی قربانیاں جس میں وہ ہر چیز داخل ہے جو آگ میں ڈال کر تباہ کی جاتی ہے اسی قربانی کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت شریفہ میں موجود ہے الذین قالوا ان اللہ عھد الینا ان لا نؤمن من لرسل من قبلی بالبینت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صدقین وہ جنہوں نے کہا کہ ہم رسول کی بات نہیں مانیں گے جب تک کوئی پیغمبر ہم کو نذر و نیاز کا یہ معجزہ نہ دکھائے کہ خدا کی درگاہ میں نذر و نیاز کرے اور اس کو آسمان سے آگ آکر چٹ کر جائے (جب تک ہم اس پر ایمان نہ لائینگے۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر تمہارے پاس کھلی کھلی نشانیاں لائے اور جس نشانی کی اب تم فرمائش کرتے ہو وہ بھی لائے، تو اگر (تم اپنے دعوے میں) سچے ہو تو پھر تم نے ان کو کس لئے قتل کیا۔

تیسری قربانی اسلام نے وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں جن سے عوام الناس کے اس خیال کی تائید ہوتی تھی کہ اس سے ان کے گناہ بدکاریاں اور نافرمانیاں معاف ہو جاتی ہیں اور وہ قربانی کرنے والے کے تمام پچھلے اور اگلے گناہوں کا کفارہ بنجاتی ہیں اور جو یہودیوں اور نصرانیوں میں مروج ہیں اسی قسم کی قربانیوں نے ان اقوام کو دلیر اور بیباک کر دیا ہے وہ عقل اور علم کے برخلاف بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ گناہ کی معافی کو قربانی سے کیا واسطہ ہے۔

جائز قربانیاں حضرات! آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ قربانی کی رسم تمام دنیا کے مذاہب اور جملہ اقوام و ملل میں قدیم سے چلی آتی ہے اس میں یہودی نصرانی ہندو اور مسلمان سب برابر ہیں آپ یہ بھی سن چکے ہیں کہ اسلام جیسے کامل و اکمل اور حامی توحید مذہب نے قربانی میں کیا اصلاح کی اور کن قربانیوں سے روکا ہے اب ہم آپ کو یہ سنانا چاہتے ہیں کہ اس دین کامل نے کن قربانیوں کو جائز رکھا ہے سب سے پہلے اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ لفظ قربانی کی تشریح کر دیں تاکہ آئندہ مضمون کا لطف دوبالا ہونے کے علاوہ قربانی کا مطلب و مفہوم ذہن نشین ہو جائے

لفظ قربانی کے معنی لغت عرب میں قربانی کے معنے یہ لکھے ہیں القربان بالضم ما قرب الی اللہ وما تقربت بہ قربان بالضم جو اللہ کے ساتھ نزدیک کرے اور قربان وہ ہے جس کے ذریعہ تو اللہ کے نزدیک ہو پس قربانی کے معنے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں اپنے آپ کو محو کر دینا اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو اس کے نزدیک کر دینا اور اس کا خاص بندہ ہو جانا۔

پہلی قربانی اول قربانی جس کو اسلام نے جائز قرار دیا ہے وہ انسانی قربانی ہے اور وہ مقام عبودیت یا فنا فی اللہ کا مرتبہ ہے جس کی نسبت کاملین کا بیان ہے کہ یہ قربانی خدائے پاک کو بہت مقبول و محبوب ہے اسی قربانی کا ذکر اس حدیث قدسی میں موجود ہے مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا۔

میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہے یہانتک کہ میں اسے پیار کرتا ہوں جب میں اسے پیار کرتا ہوں تو اس کے کان بنجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بنجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے اور درحقیقت جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہے کہ نہ اس کو کسی کے ساتھ مخلوق میں سے ذاتی رنج و عناد ہوتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ ذاتی محبت اور تعلق اس کی محبت خلق سے ہوتی ہے مگر للہ و باللہ و فی اللہ ہوتی ہے اور اس کو بغض بھی ہوتا ہے مگر للہ و باللہ و فی اللہ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے وہ صرف اسلئے کھاتا ہے کہ اس کے خالق نے کھانے کا حکم دیا ہے وہ اس لئے جیتا ہے کہ اس کے پیدا کرنے والے نے واشگاف ارشاد فرمایا ہے ذبحی

بی بی سے محبت اس لئے کرتا ہے کہ خداوند حقیقی نے حکم دیا ہے کہ اپنی بیویوں سے عاشروھن بالمعروف اچھی طرح سلوک کرو۔

غرض مال اور اولاد اور دیگر اعزہ واقارب سے اس کی محبت صرف اسی بنا پر ہوتی ہے کہ اس کے مولا کا حکم ہے جب وہ اپنے آپ کو اس درجہ پر پہنچا دیتا ہے تو تمام اخلاقی رذائل اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں، وہ شہوت، غضب، طمع، حرص، جزع فزع، عجز، کسل، بے استقلالی، کینہ، حسد، تکبر وغیرہ رذائل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے وہ انعامات کے وقت اگر شکر کرتا ہے تو ارشاد الٰہی سے اگر مصائب پر صبر کرتا ہے تو رضا الٰہی کے واسطے وہ اپنے اور دوسروں کے معاصی پر اسلئے ناراض ہوتا ہے کہ اس کا مولا ان باتوں کو پسند نہیں کرتا وہ مشرکوں بے ایمانو شریروں پر تلوار اٹھاتا ہے مگر الٰہی ہتھیار بنکر یہی انسانی قربانی ہے جس کی نسبت خدا کی مقدس کتاب ان الفاظ میں شہادت دیتی ہے کہ:۔

اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنك قال انما یتقبل اللہ من المتقین جب دونوں ہابیل و قابیل نے خدا کی جناب میں نیاز بھی چڑھائیں ان میں سے ایک کی تو قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی رد ہوئی تو وہ مارے حسد کے بھائی سے کہنے لگا کہ میں تجھکو ضرور قتل کر کے رہوں گا اس نے جواب دیا کہ اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی قربانی لیا کرتا ہے۔

دوسری قربانی

مقدس دین اسلام نے ایک اور انسانی قربانی بھی جائز رکھی ہے اور وہ ملک و قوم کی فلاح و حفاظت کے لئے جان، قوم اور مربیان ملک کی قربانی ہے یہ قربانی بھی ایسی قربانی ہے کہ تمام اقوام و ملل و جملہ ادیان و مذاہب کے نزدیک بڑی قابل قدر اور قیمتی ہے ہر ملک و قوم کو اس قربانی کی ضرورت رہتی ہے جب قوم میں یہ قربانی موجود نہو وہ قوم کبھی دوسری اقوام کے پنجہ غلامی سے رہائی نہیں پا سکتی اور نہ کبھی ترقی کر سکتی اور قوموں میں تو یہ قربانی ملک گیری اور ہیا پرسٹ مار اور ظلم وستم کے لئے جائز بھی جاتی ہے مگر مقدس دین اسلام نے اس قربانی کو صرف دفاعی جنگوں میں منحصر اور محدود کر دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب مذہبی تعصبات سے مخالفین مسلمانوں کو قتل کریں اور اسلام کے مٹانے کی تدبیریں کرنے لگیں تو اس وقت ان کو بھی اجازت ہے کہ وہ ان کا مقابلہ کر کے اسلام اور مسلمانوں کو ان کے حملہ سے بچائیں جیسا کہ خدا کی مقدس کتاب میں ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر جن مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں اب ان کو بھی ان کافروں سے لڑنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے کیونکہ وہ مظلوم لوگ ہیں اور خدا مظلوموں کی مدد کیا کرتا ہے۔ اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد الٰہی بدیں الفاظ موجود ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے میں (یعنی دین کی حمایت میں) ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرنا کیونکہ کسی طرح زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ بھی ارشاد باری ہے کہ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ اور ہمیشہ ان سے لڑو کہ ملک میں فساد باقی نہ رہے اور ایک خدا کا حکم چلے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانشین اول نے اس اجازت اور لڑائی کے یہ معنے لئے ہیں کہ لڑائی کے دوران میں بڈھے، فقیر اور تمام صلح جو نہ قتل کئے جائیں اور نہ دشمنوں کے کھیتوں کو تباہ کیا جائے۔

صاحبو اسلام پاک تو دنیا میں صلح و امن کا پیغام لایا تھا مگر دشمنوں نے جہالت اور تعصب مذہبی کی وجہ سے غریب مسلمانوں پر دین اسلام کے مٹانے کے لئے تلوار اٹھائی اور مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا تو ابتداء اسلام پاک نے بڑی فراخ حوصلگی سے مسلمانوں کو بغاوت و مقابلہ سے روک دیا کہ غدر نہ کرو بلکہ اس ملک سے ہجرت کر جاؤ جہاں تکلیف ہے اسی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے وطن . . . . مکہ کو چھوڑ دیا جب دشمنوں کو اس سے بھی تسکین نہیں ہوئی اور انہوں نے تعاقب کر کے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور مسلمانوں کے جان و مال خطرہ میں آ گئے تو اسلام نے تلوار اٹھائی اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر اسلام کا بول بالا کر دکھایا۔ غرض یہ قربانی بھی ملک و قوم کی حفاظت کے لئے کام کرتی ہے جیسا کہ موجودہ جنگ یورپ میں ہزاروں لاکھوں نوجوان اپنی اپنی قوم اور ملک پر جانیں قربان کر گئے اور کر رہے ہیں۔

تیسری قربانی

یہی جانوروں کی قربانی ہے جو حج کے ایام میں مسلمانوں پر واجب کی گئی ہے اس قربانی میں کئی مصلحتیں ہیں

پہلی مصلحت جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے یہ قربانی حضرت خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی اس محبت و عبودیت کی سچی قربانی کی یادگار ہے جو ان دونوں نے شوق جاں نثاری میں کر دکھلائی اور جس کا بیان خدا کی مقدس کتاب کی اس آیت میں ہے:۔

قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تری قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔

تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جیسے تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم بھی تو اپنی جگہ سوچو کہ تمہاری کیا رائے ہے بیٹے نے کہا کہ ابا جان جو آپکو حکم ہوا ہے بے تامل اس کی تعمیل کیجئے انشاء اللہ آپ مجکو بھی صابر ہی پائیں گے اس کے بعد جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے اس کا کچھ تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

دوسری مصلحت۔ اس قربانی میں یہ بھی مصلحت ہے کہ اسلام پاک مشرکوں اور بت پرستوں کو دکھانا چاہتا ہے کہ تمہارے معبودان باطل کی قربانیاں سب باطل ہیں ان کی ذرہ برابر ضرورت نہیں خدا کے پرستار اور اس کے سچے خالص بندے کا فرض ہے کہ اس کے سب کام الٰہی رضامندی کے لئے ہوں اور اس کا کوئی کام کوئی حرکت، کوئی سکون ایسا نہ ہو جو محض اسی کے لئے نہو نماز ہو تو اسی کی۔ قربانی ہو تو اسی کے نام کی ذبح ہو تو اسی کے نام پر جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریك له وبذلك امرت وانا اول المسلمین۔

اے نبی کریم فرما دیجئے کہ میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اور مجکو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرمانبرداروں میں اول درجہ کا فرمانبردار ہوں۔

حضرات گویا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے سب کو دکھا دیا کہ ایسے پروردگار کے مقابلہ میں کسی دوسری دیوی دیوتا کی قربانیوں کی کیا ضرورت ہے اگر یہ ضروری ہیں تو دیکھو میں جانوروں کو ذبح کرتا ہوں مگر پھر بھی ان دیوی دیوتا کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتا اور نہ ان کے نام سے ذبح کرتا ہوں اور نہ میں

آگ میں ان کو ڈالتا ہوں مگر میرا ذرا نقصان نہیں ہوتا اگر کوئی دیبی دیوتا خونخوار ہے اس میں کسی کو نفع و ضرر پہنچانے کی قوت ہے تو چاہیئے کہ میرا کوئی بال تو بیکا کر کے دکہائے اور ان کو ضرور ایسا کرنا چاہیئے اور مجھے ضرر پہنچانا چاہیئے کیونکہ میں ان معبودان باطل کے نام کی قربانی نہیں کرتا جب وہ میرا کچھہ نہیں بگاڑ سکتے تو ان کی یہ قربانیاں بھی لغو اور بیکار ہیں۔

تیسری مصلحت اس قربانی میں ایک مصلحت یہ ہے کہ آدمی میں بہادری اور جائز انتقام کا مادہ موجود رہتا ہے جو انسان کبھی کسی جانور کو ذبح ہوتے نہ دیکھے یا اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح نہ کرے تو دشمن کے سامنے ضرورت کے موقع پر بھی اس سے کچھہ نہیں بن سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کو زندگی میں دشمنوں سے کئی طرح کے مقابلے پیش آتے رہتے ہیں ہزار رحم مجسم آدمی دنیا میں امن وحفاظت سے نہ اپنی زندگی گذار سکتا ہے اور نہ دوسروں کے لئے اس مصیبت میں کچھہ کام دے سکتا ہے۔

چوتھی مصلحت اس قربانی میں ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ آدمی ضرور اپنے دل میں خیال کرتا اور سمجھہ لیتا ہے کہ اسی طرح جب ہمارا بھی حقیقی طور پر موت کا وقت آجائیگا تو ہزار ہاتھہ پاؤں ماریں گے مگر کچھہ فائدہ نہ ہوگا قربانی کے اس نظارہ سے آدمی ضرور اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ دنیا روز سے چند عاقبت کار ہا خدا اور مجھے کامل فرمانبرداری اپنے مولا کی کرنی چاہیئے۔

پانچویں مصلحت اس قربانی سے ایک یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جب فوجیں اور ان کے متوسط افراد بعض انسانوں کے لئے کٹوائے جاتے ہیں تو ہم اگر بیماروں کے لئے فدیہ ذبح کریں تو ضرور فائدہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ بیماروں کی جان کے بدلے جانوروں کی قربانی کرنے سے اکثر بیمار دل کو شفا ہو جاتی ہے اگر مریض کی موت کا مقررہ وقت نہ آچکا ہو تو یہ علاج بہت مجرب ہے۔

حضرات اسی طرح کے اور بہت سے فائدے اور مصلحتیں قربانی میں موجود ہیں چونکہ مضمون طویل ہوگیا ہے اس لئے اسی پر اکتفا کر کے دعا کی جاتی ہے کہ وہ پاک ارحم الراحمین ہم مسلمانوں کو بھی قربانی کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری جان اور مال اور املاک سب اس کی پاک راہ میں قربان ہو جائے۔ آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ سیدنا و مولینا محمد وعلےٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کی سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات وسنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگا لیجئے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہونگے

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھایئے بیوی کو پڑھایئے بڑوں کو سمجھایئے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔ قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل ہیں اور روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہوگیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری و نیکی نہیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھا دیجئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عمر

سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

چین میں اسلام کس طرح پہنچا

(نوشتہ جناب مولوی عبدالرشید صاحب)

(گزشتہ سے پیوستہ)

نویں صدی کے وسط میں بعض وجوہ سے کنٹن میں بغاوت ہوئی اور اس میں علاوہ چینیوں کے بہت سے مسلمان یہودی عیسائی پارسی قتل ہوئے جن کی تعداد تقریباً سوالاکھ بتائی جاتی ہے اس کا اثر یہ ہوا کہ عرب تاجر جو بلا تکلف آتے تھے ان کا آنا بند ہو گیا اور اس کے بعد پھر کہیں مغلوں کی حکومت کے زمانہ میں (تیرہویں صدی کی ابتدا میں) مسلمانوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی مغلوں کی حکومت سے پہلے مسلمانوں پر اکثر سختیاں رہیں چنانچہ مسلمان ان سختیوں کی وجہ سے جزیرہ ہینن میں چلے گئے۔

تاتاری سلطنت الٹ جانے کے بعد چینی گورنمنٹ پھر مسلمانوں کو اشتباہ کی نظر سے دیکھنے لگی اس لئے کہ تاتاری فرمانرواؤں کے زمانہ میں مسلمانوں کی بن آئی تھی اور وہ انہیں بہت عزیز رکھتے تھے چنانچہ جب خاندان منگ جو ہمیشہ تاتاریوں سے لڑتا رہا برسر حکومت ہوا تو اسے مسلمانوں سے کچھ عرصہ تک ایسی ہی نفرت رہی جیسی تاتاریوں سے۔ دوسرے مسلمانوں کی جنگی قوت اور تعداد بھی ایسی تھی کہ وہ ان سے غافل نہیں رہ سکتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر وہی سختیاں ہونے لگیں جو تاتاریوں سے پہلے کسی زمانہ میں ہوتی تھیں اور باہر سے تو ان کا آنا بند ہی ہو گیا اور ایک دفعہ تو یہاں تک ہوا کہ مسلمانوں کو کنٹن چھوڑ کر واپس اپنے جہازوں میں جانا پڑا اور اس زمانہ سے چین کے مسلمانوں کا تعلق بیرونی دنیا سے بالکل منقطع ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت سے چینی مسلمانوں کے حالات بالکل گمنامی میں پڑے ہیں لیکن باوجود اس کے جب منگ خاندان کے عہد میں جو تاتاریوں کو نکالنے کے بعد برسر حکومت ہوا ۱۳۶۸ء سے ۱۶۴۴ء تک کوانگ سی اور کوانگ تنگ کے قبائل نے علم بغاوت بلند کیا تو وہاں کا وائسرائے اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے تین ہزار مسلمان نانکن سے لیکر آیا اور جب یہ لوگ اپنی خدمت بخوبی انجام دے چکے تو شہنشاہ نے ان کو مستقل طور سے کانٹن میں رہنے کی اجازت دیدی جب خاندان منچو جو فی الحال حکمران ہے منگ خاندان کے آخر شہزادہ کو حکومت سے خارج کر رہا تھا تو اس فوج کے تین مسلمان وفادار سپہ سالار اپنے آقا کے لئے شہید ہو گئے اسی رسالہ کا مصنف جس کا ذکر اوپر ہوا ہے کہتا ہے کہ شہر کی مقامی تاریخ یا گزیٹیر کے مطابق ان کی قبریں حضرت وقاص کے مقبرہ کے پاس ہیں۔

موجودہ خاندان منچو کے زمانہ کے مسلمانوں کی حالت بدرجہا بہتر ہے اور بہت سے حقوق حاصل ہیں لیکن اس صدی کی ابتدا اور وسط میں بعض ایسے ناگوار اور ناگزیر واقعات پیش آ گئے جو باہمی مناقشہ اور جنگ وجدل کا باعث ہوئے مثلاً ۱۸۱۲ء میں محض چینی عہدہ داروں کی ناانصافی جبر و تعدی اور کشت و خون کی وجہ سے بیچارے مظلوم مسلمانوں کو اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھانے پڑے شاہی فوج نے آ کر گھروں کو لوٹ کے بےگھر کر دیا اور سرحد کی وحشی اقوام میں پہنچا دیا اس میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد غارت ہو گئی اسی طرح ہانک میں بھی اسی قسم کا ایک اور فساد پیدا ہو گیا تھا جس پر چینیوں نے سولہ ہزار مسلمان مرد اور عورت اور بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا ۱۸۵۵ء میں ایک ذرا سے جھگڑے پر صوبہ یانان میں طوفان آ گیا اور مسلمان غریب بیدریغ تہ تیغ کئے گئے اور لڑائی کوئی ۱۸ سال

کہ اٹھارہ سال تک جاری رہی آخر بہادر مسلمان سپہ سالار اپنے تئیں چینیوں کے حوالہ کرنے سے پہلے زہر کی گولی کھا چکا تھا شاہی سرداروں نے اس کے باقیماندہ سترہ رفیق افسروں کو دعوت دی اور دعوت میں دھوکے سے مار ڈالا اور پھر مسلمانوں پر قہر و آفت کا نزول ہوا کہتے ہیں کہ تین دن کے اندر ضلع طیلیفو ن کے پچاس ہزار باشندے تیس ہزار تلوار کے گھاٹ اتر گئے ۱۸۶۱ء میں غن سی میں ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا متواتر ظلم وستم کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنی حفاظت کے لئے ہاتھ اٹھایا شور زیادہ بڑھ گیا اور دور تک پہنچ گیا اور کوئی بارہ سال تک اس کا سلسلہ جاری رہا چینی جنرل نے اس وقت تک اپنی تلوار نیام میں نہیں کی جب تک کہ وہاں کے اکثر اضلاع کے مسلمانوں کو خاک میں نہ ملا دیا صوبہ غن سی میں اب تک اس قتل و غارت کی علامتیں موجود ہیں وہ میدان جہاں کبھی سبزہ زار تھا اور کھیت لہلہاتے تھے آج ویران اور بےچراغ پڑے ہیں۔

لیکن ان واقعات سے ہرگز یہ نہ سمجھا جانے کہ مسلمانوں اور گورنمنٹ کے مابین کسی قسم کی مخالفت یا عناد ہے یا گورنمنٹ انھیں بدگمانی کی نظر سے دیکھتی ہے بلکہ برخلاف اس کے گورنمنٹ کو مسلمانوں پر پورا اطمینان اور بھروسہ ہے اور مسلمان اپنی گورنمنٹ سے راضی اور خوش ہیں چنانچہ ان کو وہی حقوق حاصل ہیں جو چین کی دوسری رعایا کو اگرچہ اُن میں کثرت سے مزارعین سوداگر اور صناع ہیں مگر ان کے نام اراکین سلطنت میں اور اعلےٰ عہدوں پر ویسے ہی نظر آتے ہیں جیسے کہ صوبوں کے گورنر اور فوج کے جنرل مقرر ہوتے ہیں چنانچہ جاپان و روس میں نجیریا اور منگولیا کی سرحد پر جو فوج گورنمنٹ چین نے روانہ کی تھی ان کی تعداد چالیس ہزار تھی ان میں مسلمان سپاہی تھے اور ان کا کمانڈر مشہور جنرل "ماہ" تھا چین کی یہ پہلی فوج جو یورپین قاعدہ پر مرتب کی گئی تھی اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ چین کو مسلمانوں پر کس قدر بھروسہ ہے۔ فوج کے لئے مسلمان خاص طور پر موزوں ہیں عدالت میں بھی مسلمان مجسٹریٹ پائے جاتے ہیں علوم و فنون و صنعت و حرفت اور خاصکر ہیئت اور ریاضی میں انہوں نے خاص امتیاز حاصل کیا ہے حتیٰ کہ ان میں سے بعض اکاڈمی آف ہن لن کے بھی ممبر ہیں جس کا شہنشاہی لائبریری کے بعد دوسرا درجہ ہے گورنمنٹ کی ان عنایات اور مراحم خسروانہ سے چینی حکام کے دلوں میں رشک و حسد پیدا ہوا اور انہوں نے بارہا شہنشاہ کی خدمت میں مسلمانوں کی شکایتیں لکھکر بھیجیں جس کی بار بار گورنمنٹ نے تردید کی اور حکام کی اس حرکت کو ناپسند کیا یہاں ہم دو واقعات نقل کرتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں ان میں سے پہلا شہنشاہ کے اس فرمان کا مصدر ہے جو ۱۷۳۱ء میں ان الزاموں کی تردید میں شائع ہوا جو چینیوں نے صوبہ شانسی کے مسلمانوں پر لگائے تھے اور جسے ڈیورسان نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور وہ مسٹر آرنلڈ کی کتاب سے یہاں بجنسہ نقل کیا جاتا ہے اس کا مضمون یہ ہے۔

ہماری سلطنت کے ہر صوبہ میں صدہا برس سے مسلمان موجود ہیں جو ہماری رعایا کا ایک حصہ ہیں اور جس طرح اور رعایا ہماری نسل اولاد کے ہے اسی طرح یہ مسلمان بھی

ہماری اولاد ہیں مسلمانوں میں اور ان لوگوں میں جو مسلمان نہیں ہیں کچھ فرق نہیں سمجھتا بعض حاکموں نے مسلمانوں کی خفیہ شکایتیں بہم کی ہیں جنکی بنا صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کا مذہب چینیوں کے مذہب سے اختلاف رکھتا ہے مسلمان وہ زبان نہیں بولتے جو اور چینی بولتے ہیں اور لباس بھی اور چینیوں سے مختلف وضع کا ہے ان پر نافرمانی اور باغیانہ خیالات رکھنے اور گستاخی کا الزام لگایا گیا ہے اور ہم سے درخواست کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف سخت طریقے اختیار کئے جائیں لیکن تحقیق اور تفتیش کے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ ان شکایتوں اور الزاموں کی کوئی بنیاد نہیں ہے مسلمان جس مذہب کے پابند ہیں فی الحقیقت ان کے بزرگوں کا مذہب ہے یہ سچ ہے کہ ان کی زبان وہ نہیں ہے جو اور چینیوں کی ہے لیکن چین کے ملک میں بہت سی مختلف قوموں کی زبانیں بولی جاتی ہیں ان کی مسجدوں کی نسبت اور ان کے طرز تحریر کے بارے میں جو چینیوں کی وضع اور طرز سے مختلف ہیں جس قدر شکایتیں کی گئی ہیں وہ ہرگز قابل لحاظ نہیں ہیں یہ سب رواج اور دستور کی باتیں ہیں مسلمانوں کا چال چلن ایسا ہی اچھا ہے جیسے اور ہماری رعایا کا چال چلن ہے اور کسی بات سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ بغاوت کرنے پر آمادہ ہیں پس ہماری یہ خواہش ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کی پیروی میں آزاد رہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو نیکی سے زندگی بسر کرنے کی عادت سکھائی جائے اور جو انسانی اور ملکی فرائض انسان پر ہیں ان کو ادا کیا جائے ہماری گورنمنٹ کے اصول کو مسلمانوں کا مذہب تسلیم کرتا ہے اس سے زیادہ ہم کو کیا چاہیئے۔ بس اگر مسلمان اپنے تئیں نیک اور خیرخواہ رعایا ثابت کرتے رہیں گے تو ان پر ہمارا لطف و کرم الہی جاری رہے گا جیسے ہماری اور اولاد پر ہے مسلمانوں میں سے لوگ فوجی اور ملکی حاکم ہوئے ہیں جو اپنے عہدوں پر اونچے سے اونچے درجہ تک پہنچے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے ہمارے عادات اور رسوم اختیار کر لی ہیں اور وہ ہماری کتب مقدسہ کی نصیحتوں پر عمل رکھتے ہیں وہ ادب و علم کے امتحانوں میں اور لوگوں کی طرح امتحان دیکر کامیاب ہوتے ہیں اور ہمارے قانون کے بموجب جو رسمیں ادا کرنی ضروری ہیں ان کو ادا کرتے ہیں مختصر یہ کہ چینیوں کے بڑے ہماری کنبے کے ایک رکن مسلمان بھی ہیں اور وہ اخلاقی اور ملکی فرائض کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس وقت کسی حاکم کے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو فریقین کے مذہب و ملت سے اس کو کچھ بحث نہیں ہو سکتی ہماری رعایا کے لئے صرف ایک قانون ہے اور وہ یہ ہے کہ جو بھلائی کرینگے ان کو انعام ملیگا اور جو برائی کرینگے ان کو سزا دی جائیگی۔"

ایک دوسرا تاریخی واقعہ جو اسی قبیل کا ہے اور جسے ہم اسی مضمون کی تائید میں پیش کر سکتے ہیں یہ ہے کہ ۱۸۲۸ء میں جب سانگ تانگ وائسرائے مسلمان باغیوں کے قلعہ سوچو کو فتح کرنے اور یعقوب بیگ کی قوت کو جو مسی کوطان کا شغر اور یارقند وغیرہ میں مٹانے کی تیاریاں کر رہا تھا تو اس نے وہاں کے باشندوں اور قیدیوں سے مسلمانوں کے حالات دریافت کر کے شہنشاہ کو بالتفصیل لکھے چنانچہ وہ لکھتا ہے "کانسو کے چینی مسلمان مغربی تاتار (عربی) نسل کے ہیں اور جیسا کہ تاریخ میں صاف صاف لکھا ہے وہ قدیم سے (سوائے ایک رسم مزاج جس کے) اہل کے ساتھ ہر طرح آزادی اور بے تکلفی سے مل جل کر رہتے ہیں۔" اس کے بعد وہ مسلمانوں کے تاریخی حالات ابتدا سے لیکر اس طرح بیان کرتا ہے:-

چھ صدی بعد خاندان سوئی کے عہد میں (۱۰۵۶ء سے ۱۰۶۷ء تک) محمدؐ نے ایک مذہب جاری کیا جو اب مذہب صدق و صفا (یہ وہ لفظ ہے جو ابتک چین میں اسلامی مسجد کے لئے استعمال ہوتا ہے) کہلاتا ہے اور مسلمان اسے آسانی کہتے ہیں اور اس کے معتقدین بانی بقول بعض آدم کی پیروی میں "مسلمان" کہلاتے ہیں محمدؐ پر آسمان سے کتاب (قرآن) نازل ہوئی اس کے علاوہ اس ملک میں دو کتابیں قرآن کی تفسیر و تشریح و توضیح میں نانکن کے ایک مسلمان یوچی نامی کی لکھی ہوئی ہیں یہ شخص منگ خاندان کے عہد میں (جس کا خاتمہ ۱۶۴۴ء میں ہوگیا) پیدا ہوا اس نے اپنے مضمون کی رونق چینی انشا پردازی کے زور سے اور بڑھا دی ہے اس مذہب کا بڑا اصول خدا تعالیٰ کی معرفت ہے جو ہمارے عقیدہ "چی وائے یگ جنگ" یعنی قلب و ایمان کی جستجو کے مطابق ہے ان کے ہاں چار بڑے فرض ہیں اول تلاوت قرآن (۲) شکر احسان (۳) روزہ (۴) اعمال تادیبی و تہذیبی (۵) حج۔ اس کے علاوہ پانچ اور اصول ہیں جن کا تعلق تمدن و معاشرت سے ہے ان کے ہاں ہفتہ کے سات دنوں میں ایک دن مخصوص ہے اور وہ اپنے خیالات کی بنا احکام الہی و حضرت مسیح کی تعلیم پر قائم کرتے ہیں جن میں مذہب بدھ کے اقوال بھی شریک ہیں وہ ہمیں ٹاکیو (یعنی اعلیٰ تعلیم) اور اپنے تئیں سایوکیو (یعنی ادنیٰ تعلیم) کہتے ہیں وہ نہ مفسد اور سازشی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ صدیوں سے ہم لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں اور گو وہ ہم میں شادی و نکاح نہیں کرتے اور اپنے رسوم و رواجات پر قائم ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی مفسدانہ خیالات نہیں رکھتے اور اسی بنا پر مختلف اور متواتر شاہی خاندانوں نے ان کی مراعات کو روا رکھا اور کبھی کسی مقام پر گورنمنٹ کی طرف سے ظلم و ستم یا جبر و تعدی نہیں کی گئی اور موجودہ منچو خاندان نے انہیں فوجی اور دیوانی کے اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے عطا فرمائے ہیں۔ شہنشاہ ینگ لنگ کے عہد میں ۱۷۲۶ء سے ۱۷۹۵ء تک وائسرائے نانکن نے ۱۷۳۰ء میں بوجہ شورش مسلمانان علاقہ کانسو جو اس وقت جاری تھی یہ مشورہ دیا کہ ان لوگوں کو چین میں رہنے کی اجازت نہ دی جائے لیکن شہنشاہ نے وائسرائے کے ایسے تنگ خیال مشورہ پر ناراضی کا اظہار فرمایا۔

۱۸۲۰ء میں دو شخص ما منگ سن اور سو سن مغرب کی طرف سے زیارت (حج) کر کے واپس آئے تو انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہمیں اسلامی تعلیم کی بعض ایسی چیزیں ہاتھ لگی ہیں جو ابتک شائع نہیں ہوئی تھیں اور انہوں نے اس کا نام جدید یا مذہب اسلام رکھا۔ ۱۸۲۴ء میں اس تعلیم کی اشاعت تائین نامی ایک شخص نے کی باوجود فوجی تدابیر کے جو کانسو میں ان اختلافات کے روکنے کے لئے عمل میں لائی گئیں یہ اختلافات نہ مٹے اور اس کے بعد کے عہد میں (جو ۱۸۳۰ء تک رہا) اخوند محمد اور مارا فو پرسا دلنگ ۱۸۶۱ء تک فساد مچاتا رہا خفیہ خفیہ اس نئے مذہب کی تلقین کرنی شروع کی اور اس وقت تمام فساد کی جڑ یہی تعلیم ہے مختلف قیدیوں سے سوالات کرنے پر دریافت ہوا کہ اس نئی تعلیم کے داعی شہر (مقام اتصال روسی جاپانی ریلوے) صوبہ کرتن ہنتو اور ہانکو میں رہتے ہیں یا ماں لالو ملا کہلاتے ہیں ما دالنگ اخوند اعظم ہے ان کا مذہب بالکل پرانے مسلمانوں کا سا ہے صرف فرق یہ ہے کہ پرانے تو نماز میں ہتھیلیوں کو ملا کر ہاتھ اوپر کی طرف رکھتے ہیں اور نئے ہتھیلیاں نہیں ملاتے اور ہاتھ اوپر اٹھا لیتے ہیں پرانے سیدھے بیٹھکر پڑھتے ہیں نئے ملکر سر اور کندھے ہلا ہلا کر پڑھتے ہیں۔ پرانے نماز جنازہ پر جوتے

نہیں اٹھاتے نئے جو تے آمادہ کرتے ہیں لیکن اگرچہ خفیف اختلافات سے اصول مذہب پر کچھ اثر نہیں پڑتا مگر تاہم نئے پرانوں سے الگ ہونے پر اصرار کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے اعتقادات کو مخصوص سمجھتے ہیں علاوہ اس کے وہ عقبیٰ کے عذاب و ثواب کے متعلق بھی بہت کچھ فضول گفتگو کرتے ہیں اور ہو تو فوں کو اسی طرح پھانستے ہیں جس طرح ہمارے ہاں کی "دانٹ للی سوسائٹی والے" بہت سے قیدیوں کا یہ بیان ہے کہ ما ز النگ کو پیشین گوئی کرنے اور معجزہ دکھانے کی قوت بھی حاصل ہے وہ بیماریوں کو اچھا کرتا اولاد دیتا اور گن بخشتا ہے اور اس طرح خرق عادات اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس تمام رپورٹ لکھنے کے بعد وائسرائے سونگ تنگ اخیر میں یہ تحریر کرتا ہے کہ چین میں جہاں جہاں جدید قسم کے مسلمان پائے جاتے ہیں وہاں منادی کی جائے اور اعلان شایع کیا جائے کہ نئے اعتقادات کی اشاعت ہونے پائے ضمناً اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سست سہار کے دو ہزار مسلمانوں نے سو عہدہ قیصر کے ہیں شہنشاہ نے اس کا جواب بہت خوب دیا ہے جس سے شہنشاہ کی دانشمندی اور تدبر ظاہر ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تم اس قسم کا اعلان کر چکے ہو جہاں تم اس وقت مقیم ہو خیر جو ہوا سو ہوا لیکن اب بہتر یہ ہے کہ تم خاموش ہو رہو اور اس کی تعمیل کے مطلق درپے نہ ہو اور اب کسی حال میں اس قسم کے اعلان شایع نہ کرو جب تک لوگ ہماری اچھی رعایا ہیں ہم ہرگز اسکی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ نئے ہیں یا پرانے مسلمان ہیں یا معمولی چینی یاد رکھو کہ ۱۸۳۱ء میں ناکمن کے وائسرائے لے یاؤ نے بھی ایک بار یہی درخواست پیش کی تھی جو تم نے کی ہے مگر میرے پردادا نے اسے سخت ناپسند کیا تھا۔

ملک چین مذاہب کے حق میں "دکان نمک" ہے جو وہاں گیا نمک ہو کے رہ گیا یہودی۔ بدھ۔ نسطورین اور رومن کیتھالک یکے بعد دیگرے آئے اور کچھ دنوں بعد نظروں سے غائب ہو گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین مذہب کی روح سلب کر لیتا ہے اور پھر باقی خول ہی رہ جاتا ہے نسطورین مذہب کا بس وہاں نام ہی نام رہ گیا ہے اور وہ بھی ان لوگوں کے لئے جنہیں تاریخ مذہب سے کچھ دلچسپی ہے دو ہزار برس ہوئے یہودیوں نے یہاں ایک کالونی (یعنی آبادی) قائم کی تھی اب ان میں سے صرف ۲۰۰ یہودی باقی ہیں یا صوبہ ہونان کے شہر کائے فنگ میں جہاں کنفوس کا مدفن ہے چند عبرانی کتابوں کے قلمی نسخے موجود ہیں جنہیں وہ خود بھی نہیں پڑھ سکتے اس حسرتناک یادگار کے سوا یہودیوں کا اور ان کے مذہب کا کوئی نشان باقی نہیں وہاں نہ ان کی کوئی مجلس ہے نہ کوئی معبد وہ مذہب کا جسم ہے مگر جان نہیں اسی ہے مگر معنی کہیں نہیں ساکا مذہب کا معنی جیسی یہاں خراب ہوتی ہے کہیں نہیں ہوتی اس کے مذہب کی جتنی خصوصیات تھیں وہ یہاں آکر سب خاک میں مل گئیں الا ایک مذہب اسلام ایسا ہے جو ابھی تک اپنے بل بوتے پر کھڑا ہے اور چین میں ہی جا کر اس کی ریڑھ کی ہڈی اب تک قائم ہے موجودہ حالات کے مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چینی مسلمان اپنی حالت کے سنبھالنے میں ساعی ہیں اور ان میں ترقی کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں مسلمانوں کو چینی "ہوئی ہوئی کیا ؤ" یا "سین جنگ کیاؤ" یعنی مذہب توحید کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چین میں چھ ہزار سے زیادہ مسجدیں ہیں اور اکثر پتھر کی ہیں ایک فرانسیسی اخبار العالم الاسلامی کہتا ہے کہ شہر پکین کے اطراف میں تینتیس مساجد ہیں اور ہر ایک مسجد کا ایک رئیس یا منتظم ہوتا ہے جسے چینی "احون" کہتے ہیں اور ہر منتظم ایک مسجد میں تین سال سے زیادہ نہیں رہتا مگر مسلمان بھائیوں کی طرح سمجھے ہیں اور ان کے حقوق برابر سمجھے جاتے ہیں ایک دوسرے پر اپنی حکومت نہیں جتاتا اور ان تمام منتظمین کا یہ فرض ہے کہ وہ تلامذہ کو تعلیم و تدریس ہی کریں کیونکہ چینی مسلمانوں کے مدارس عموماً مساجد میں ہوتے ہیں یہ لوگ عربی ہی جانتے ہیں طلبہ مختلف عمر کے ہوتے ہیں اور انھیں علاوہ قرآن پاک کے عربی صرف و نحو تفسیر القرآن فقہ حنفی علم ادب کی تعلیم دی جاتی ہے ہماری طرح وہاں بھی ابتدا میں بچوں کو قرآن شریف ہی پڑھایا جاتا ہے فرانسیسی اخبار نے ہر مسجد میں اوسط تعداد طلبہ کی دس بتائی ہے اور اس حساب سے وہ کہتا ہے کہ کل مملکت چین میں ۶۰ ہزار طلبہ ہوتے ہیں غالباً اس نے صرف ایک حصہ چین کے متعلق بیان کیا ہے کیونکہ مفتی عبدالرحمن جو پیکن کے ایک نامور مسلمان عالم ہیں اور تھوڑا عرصہ ہوا قسطنطنیہ میں وارد ہوئے تھے ان کا بیان ہے کہ ہر مسجد میں تقریباً ایک سو پچاس طلبہ ہوتے ہیں اور مسجد کے منتظموں کی طرف سے ان طلبہ کو ہر قسم کے اخراجات دیئے جاتے ہیں جو مسلمان نوجوان چینی گورنمنٹ کے محکموں میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں وہ سرکاری مدارس میں داخل ہوتے ہیں اور دنیوی علوم کی تعلیم پاتے ہیں مفتی صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا کہ حال میں مسلمانوں نے ارادہ کیا ہے کہ اس سال کچھ طلبہ تعلیم کے لئے جاپان بھیجے جائیں۔

یہاں کی کل مسجدیں ایک ہی نہج کی بنی ہوئی ہیں اور ان پر چینی زبان میں یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں "باب الدیانۃ الطاہرۃ الحقیقۃ" اور اگر یہ الفاظ نہوں تو یہ پہچاننا دشوار ہو جائے کہ یہ مسلمانوں کی مسجد ہے یا چینیوں کے معبد کیونکہ ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ مسلمانوں کی مسجد میں برخلاف چینی معابد کے صرف اندر ہی نہیں بلکہ آس پاس ہر چہار طرف صفائی اور پاکیزگی نظر آتی ہے ان مسجدوں میں صرف ایک ہی مینار ہوتا ہے بعض مسجدیں کئی کئی منزل کی ہوتی ہیں اور ہر مسجد میں ایک موذن اور خطیب مقرر ہے مسجد کے اندر بعض درجے اور ستون سنگ رخام کے بنے ہوتے ہیں جن پر عربی میں کتبے لکھے رہتے ہیں اور جب تک کوئی مسجد کے اندر نہ داخل ہو یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مسجد ہے یا چینی معبد کیونکہ معبدوں میں مورتیں اور مذبح اور مجمال بخور وغیرہ رہتی ہیں برخلاف اس کے یہاں صاف ستھرا صحن ہوتا ہے اور جگہ جگہ دیواروں پر عربی آیتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں اور فرش فرووش سے آراستہ پائی جاتی ہیں اور صفائی کے خیال سے ہماری طرح لوگ مسجد میں جوتے اتار کر آتے ہیں ان مساجد میں علاوہ پانچ وقت نماز کے عیدین اور دیگر تقریبوں میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور شعائر دینیہ ادا کرتے ہیں اور غالباً سن ہجری کے پہلے روز خوب مجمع ہوتا ہے چینی مسلمانوں میں یہ بڑی عید سمجھی جاتی ہے مسجد میں ہر جمعہ کو خطبہ عربی زبان میں پڑھا جاتا ہے خطبہ کے آخر میں سلطان البرین وخاقان البحرین کے نام سے دعا کی جاتی ہے مگر سلطان کا نام نہیں لیا جاتا۔

چین کے مسلمانوں میں مسالمت اور تسامح مذہبی اس قسم کا پایا جاتا ہے جو دنیا کے دوسرے مسلمانوں میں ہرگز نہیں پایا جاتا انہوں نے محض اس خیال سے کہ چینی ان سے متنفر نہوں بغیر سمجھے بہت سی چینی رسوم اختیار کر لیں جو اس ملک سے مخصوص ہیں بلکہ قریب قریب چینی بن گئے یعنی چینیوں ہی کا سا لباس پہنتے ہیں البتہ مساجد میں سر کا لباس بدل کر عمامہ پہن لیتے ہیں لمبی لمبی مونچھیں اور چوٹیاں رکھتے ہیں مسلمان افسروں کا لباس اسی وضع کا ہے جو سرکاری طور پر ان کے لئے مقرر ہے یہاں تک کہ ان کے اعلیٰ خاندانوں میں عورتوں کے پاؤں چھوٹے کر دینے کی رسم بھی آگئی ہے غرض وہ حتی الامکان کوئی ایسی حرکت نہیں کرتے جس سے چینیوں

کی نظروں میں کھٹکیں وہ ان کے تمام میلوں اور تیوہاروں میں شریک ہوتے ہیں اور ایک حد تک ان تیوہاروں میں روپیہ کی مدد بھی دیتے ہیں حالانکہ انھیں ان سے کچھ تعلق نہیں ہوتا وہ قانون اور رواج کی بہت وقعت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے شعار کے ہی خلاف کیوں نہو نہ ان کی برائی کرتے ہیں اور نہ زبان سے کوئی ایسا لفظ نکالتے ہیں اگر جاتا وہ علما سے مذہبی مسائل پر بحث کرتے ہیں تو ہمیشہ اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم میں تم میں اگر کوئی اختلاف ہے تو یہ ہے کہ تم کنفوشس کی ہدایت پر عمل کرتے ہو اور ہم اپنے بزرگوں کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے بزرگوں کی ہدایت کے موافق شادی نکاح تجہیز و تکفین کرتے وضو کرتے نماز پڑھتے اور خنزیر و شراب و تمباکو حرام جانتے اور بدکاری اور قمار بازی کو برا سمجھتے ہیں ان خیالات کو چین کے تعلیم یافتہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں جو اسلام کو بدھ اور کنفوشس کے مذہب سے مرکب سمجھتے ہیں۔ چینی مسلمان افیون تمباکو اور شراب کو مطلق استعمال نہیں کرتے اور نجوم و فال اور عملیات کے قائل نہیں یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ افیم جو چینیوں کی گھٹی میں پڑی ہے چینی مسلمان اس سے بالکل متنفر ہیں۔

یہاں میں ایک پرلطف اور عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں جس کا شمار اگرچہ تاریخ اسلام کے عجیب واقعات میں ہو مگر چونکہ اس میں مسلمان اور عیسائیوں کا مقابلہ ایک ایسے امر کے متعلق آپڑا ہے جو عیسائیوں کے خیالات اور توقع کے خلاف ہے اس لئے وہ زیادہ پرلطف ہوگیا ہے عیسائی مسلمانوں سے اول اور مسلمانوں کے زمانہ میں چین میں موجود تھے۔ سلطنت چین میں یہ قاعدہ ہے کہ جب تک چینی ڈگری علمی علمی امتحانات کی حاصل نہیں کی جاتی اور وہاں کی مقررہ رسوم نہیں ادا کی جاتیں اس وقت تک کوئی شخص مملکت چین کے عہدہ داروں اور ممتاز لوگوں میں شامل نہیں ہو سکتا عیسائیوں کو نہ صرف چینی ڈگریوں کے لینے میں تامل تھا بلکہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے دنیائے مسیحی کے علماء و مجتہدین میں اس کے متعلق ستر سال تک بحث و مباحثہ رہا اور اس عرصہ دراز کے حیص بیص کے بعد یہ قرار پایا کہ چینی رسم کا ادا کرنا حرام ہے برخلاف اسکے مسلمانوں نے کبھی حلت و حرمت امتحانات و رسوم پر بحث کی اور نہ ممالک اسلامیہ کے علماء مجتہدین کے استفتے پیش کئے بلکہ خاموشی اور متانت کے ساتھ ان تمام وسائل و ذرائع کو کام میں لائے جو دنیا میں سرسبز ہونے کے لئے ضروری ہیں لیکن باوجود اس کے وہ اپنے مذہب پر قائم رہے۔

اس تفرقہ مذہبی میں کبھی فرق نہ آنے دیا وہ لوگ اور خصوصا وہ عیسائی معترضین جو مسلمانوں کو الزام دیتے ہیں کہ وہ دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ایسے فقہ اور شرع کے قیود میں جکڑے ہوئے ہیں جن میں دنیا کی ضروریات و حالات کی رو سے کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہیں انہیں واقعات کو مدنظر رکھکر غور سے دیکھنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ اسلام دنیا میں ترقی کا مانع نہیں ہے بلکہ وہ دین و دنیا میں رشتہ قائم کرنے آیا ہے ہم اس واقعہ کو دیکھکر اگر یہ رائے قائم کریں کہ عیسائی مذہب دنیاوی ترقی کا مانع ہے تو اس کا کیا جواب ہوگا لیکن ہم نہ کسی پر اعتراض کرتے ہیں اور نہ کسی سے جواب طلب کرتے ہیں حالانکہ اسلام کا ایک مقصد دنیا میں آنیکا یہ بھی تھا کہ وہ مسیحی رہبانیت کے زور کو توڑے مسلمانوں نے بیشک بعض مجبوریوں اور ضرورتوں سے اپنے حالات کو بدلا لیکن اپنے ایمان اور عقیدے اور نیت کو تبدیل نہیں کیا اور اگر وہ اپنے حالات کو اس طرح نہ بدلتے تو کیا ممکن تھا کہ آج لاکھوں کروڑوں مسلمان چین میں عزت و آزادی کے ساتھ آباد ہوتے

ان مسلمانوں کو بھی جو جزئیات اور فروعات پر مٹے ہوئے ہیں اور اسلام کے اصول اور اصل منشا پر نظر نہیں ڈالتے ان واقعات سے عبرت اور سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اپنے تئیں نقصان سے اور اسلام کو بدنامی سے بچانا چاہیئے چین کے مسلمان ابتدا ہی سے اس جھگڑے میں نہیں پڑے وہ خوشی کے ساتھ امتحانات میں شریک ہوئے اور ڈگریاں حاصل کیں اور عہدہ داری کی حالت میں انہوں نے بے تکلف ان قدیم رسوم کو ادا کیا جو سرکاری افسروں کے لئے مقرر ہیں نیز اپنی طرز روش آداب و اخلاق اور صورت و شکل میں بھی کچھ ایسا امتیاز باقی نہیں رکھا البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ مسلمان عام چینیوں سے زیادہ قوی ہوتے ہیں چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوئی اور ناک ان سے زیادہ بہتر ہوتی ہے اور چونکہ وہ جانتے ہیں کہ اہل چین بہت بدگمان قوم ہے اسلئے وہ بہت کوشش کرتے ہیں کہ ان کی نظروں میں اوپری اور اجنبی نہ معلوم ہوں یہاں تک کہ جو مسلمان سرکاری افسر ہیں انھیں کنفوشس کے مندر میں جاکر وہ رسوم ادا کرنی پڑتی ہیں جو سرحاکم کے فرائض میں داخل ہیں اور اپنی مسجدوں کے مینار تک زیادہ بلند نہیں بناتے بلکہ یہانتک سنا گیا ہے کہ ہیکل شاہی شاہی مسجدوں میں رہتی ہے اگرچہ اسکی پرستش نہیں کی جاتی اور صرف اس لئے ایک کونے میں ڈال رکھتے ہیں کہ بدگمانی پیدا نہ ہو مگر یہ بھی ایک انوکھی بات ہے کہ دوسرے ممالک کے لوگ یہ سنکر چونک اٹھیں گے مگر جس اصول کے وہ کاربند ہیں اسے ہم بتا چکے ہیں اور چونکہ چینی غیر مذاہب کی تلقین اور اشاعت سے بہت چڑتے ہیں بلکہ آمادہ جنگ و جدال ہوجاتے ہیں اسلئے مسلمان لوگ کبھی علانیہ اپنے مذہب کی اشاعت نہیں کرتے مگر چپکے چپکے اسلام کے پھیلانے اور بڑھانے میں ساعی رہتے ہیں کیونکہ چینیوں کی نظروں میں یہ بھی جرم سے کم نہیں۔

موسیو دے ترسان نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے جسے مسٹر ازملڈ نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے جس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے یہ ایک رپورٹ ہے جو ۱۷۸۲ء میں صوبہ کوانگسی کے گورنر نے شہنشاہ چین کی خدمت میں روانہ کی تھی جس کا مضمون یہ تھا "میں بادشاہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ صوبہ کوانگسی کا ایک شخص جس کا نام ہائفو یون ہے آوارہ گردی کے جرم میں گرفتار ہوا ہے اس شخص سے اس کا پیشہ پوچھا گیا تو اس نے بیان کیا کہ دس برس کے عرصے سے وہ سلطنت چین کے ہر ایک حصہ میں سفر کرتا ہے تاکہ اپنے مذہب کے متعلق اطلاع اطلاع حاصل کرے اس شخص کے ایک صندوق میں تیس کتابیں نکلی ہیں جن میں سے بعض خود اسکی لکھی ہوئی ہیں اور بعض ایسی زبان میں تحریر ہیں جس کو یہاں کوئی نہیں سمجھ سکتا ان کتابوں میں مغرب کے کسی بادشاہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف کی گئی ہے جب ہائفو یون کو اقبال جرم کے لئے تکلیفیں پہنچائی گئیں تو اس نے اقرار کیا کہ اس کے سفر کا مقصد ان کتابوں کی اشاعت تھا جن میں اس کے مذہب کا بیان ہے، ہائفو یون بہ نسبت اور مقامات کے صوبہ شانسی میں سب سے زیادہ عرصہ تک رہا ہے میں نے ان کتابوں کو دیکھا ہے ان میں بعض بیشک غیر زبان میں لکھی ہوئی ہیں کیونکہ میں ان کو نہیں سمجھ سکتا مگر جو کتابیں چینی زبان میں تحریر ہیں وہ بہت خراب ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ جلانے کے قابل ہیں کیونکہ ان میں ایسے لوگوں کی تعریف لکھی ہے جو تعریف کے اسلئے مستحق نہیں ہیں کہ میں نے کبھی ان کا ذکر نہیں سنا۔

شاید بالفوریون صوبہ کانسوہ کا کوئی باغی ہے اس کا چال چلن مشتبہ ہے کیونکہ معلوم نہیں ہوتا کہ ملک میں دس برس تک سفر کرنے سے اس کا اصلی مقصد کیا تھا اس مقدمہ کو اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرنا چاہتا ہوں لیکن اس اثناء میں میری درخواست یہ ہے کہ بالفوریون کے عزیزوں کے پاس جو چھاپنے کی تختیاں ہوں جن سے یہ کتابیں چھاپی گئی ہیں وہ جلادی جائیں اور جن لوگوں نے ان تختیوں پر چھاپنے کے لئے عبارت کندہ کی ہے وہ گرفتار اور کتابوں کے مصنف پکڑے جائیں جو کتابیں ملزم کے پاس سے برآمد ہوئی ہیں وہ بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں اور درخواست ہے کہ ان کے بارہ میں بادشاہ کا جو کچھ حکم ہو اس سے مجھے اطلاع بخشی جائے۔

لیکن اس رپوٹ کا کچھ اثر نہوا اور بالفوریون رہا کر دیا گیا اور بادشاہ نے گورنر کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا لیکن اس واقعہ سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہاں علانیہ اسلام کی تلقین کرنا یا وعظ کہنا خطرے سے خالی نہیں مگر باوجود اس کے ہر سال چینیوں میں سے کچھ نہ کچھ لوگ ضرور مسلمان ہوتے رہتے ہیں اسی وجہ سے تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک مصنف نے اپنی کتاب میں یہ خوف ظاہر کیا تھا کہ چونکہ چین میں مسلمانوں کی تعداد کثیر ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے اسلئے اسلام ایک روز چین کا قومی مذہب ہو جائے گا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ اگر چین کے ملک نے جس میں دنیا کی آبادی کا تہائی حصہ آباد ہے مسلمان ہوکر اسلامی سلطنت کی صورت قبول کرلی تو مشرقی ملکوں سے مغرب کے جو تعلقات چلے آتے ہیں ان میں سخت انقلاب پیدا ہو جائیگا جس وقت اسلام کی دنیا جبل الطارق سے لیکر بحرالکاہل تک پھیل جائیگی تو ضرور ہے کہ پھر ایک دفعہ مسلمان سر اٹھائینگے اور مسیحی دنیا میں ہلچل ڈالدیں گے اگر چینیوں کی عاقبت بینی اور محنتی زندگی متعصب مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی تو یہ مسلمان ان غریب چینیوں کا جوا بناکر دوسری قوموں کی گردن پر رکھیں گے غرض اس نے اپنے خیال کی رنگ آمیزی کی بیل چھوڑ دی ہے اور لکھتا ہے کہ اگر کبھی اسلام چین کا فرمانروا ہو گیا اور رعایا سے اس نے اپنی پیروی چاہی تو کون ہے جو اس وقت مسلمان ہونے سے انکار کرے گا ہمارے خیال میں کوئی اس وقت ایسا نہوگا جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے بلکہ چینیوں کو مذہب کا تبدیل کرنا اس سے زیادہ آسان معلوم ہوگا۔

اس زمانہ کے یورپین مصنفوں اور سیاحوں کا یہ شیوہ ہو گیا ہے کہ وہ خیالی خوف کھڑے کرکے مہذب ممالک میں اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور مہیب اور جوش پیدا کرنے والی تصویریں کھینچ کھینچ کر بدگمانی اور تعصب پھیلاتے ہیں کہیں دینی جہاد کا حیلہ ہے کہیں پین اسلامزم کا ہوا ہے کبھی شیخ سنوسی کا افسانہ گھڑ لیتے ہیں اور کبھی مارالغیلین کے قصے سنا کر یورپ میں ہلچل مچادیتے ہیں غرض ذرا ذرا سی باتوں بلکہ بے بات کا بتنگڑ اور رائی کا پربت بنایا جاتا ہے اور اس پر دل کھول کر خامہ فرسائی کی جاتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ شاعری کی جاتی ہے اسلامی تحریک خواہ کیسی ادنی اور کسی قسم کی کیوں نہ ہو انھیں ایک آنکھ نہیں بھاتی غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قوم یونہی پامال رہے اور پنپنے نہ پائے اور مہذب ممالک کو ان کے جو رو ظلم اور جبر و تعدی تعصب و ناانصافی کی مبالغہ آمیز حکایتیں سنا کر ایسا بدظن کر دیں کہ پھر ان پر کیسا ہی ظلم توڑا جائے اور کیسا ہی منصفانہ اور غاصبانہ سلوک کیا جائے وہ سب روا سمجھا جائے اور ان کی مصیبت اور ناانصافی پر کسی کا دل نہ پسیجے یہی غرض اس کی مصنف کی معلوم ہوتی ہے ورنہ ان خیالات سے فی الحقیقت کوئی فائدہ اٹھانا نہ چاہتا تھا اب

وہ بساط الٹ چکی ہے اور ان خام خیالیوں کی اب کوئی حقیقت نہیں رہی مسلمان تو خدا سے چاہتے ہیں کہ انھیں وہ رتبہ حاصل ہو جائے جو اس روسی مصنف نے اپنے خیالی عالم قائم کیا ہے لیکن نہ واقعات اس کی تائید کرتے ہیں نہ حالات اس کے مقتضی ہیں ابھی صدہا ں درکار ہیں کہ وہ اپنی کوشش اور اتحاد سے اس عروج کو حاصل کریں۔

چین میں بھی پردہ رائج ہے اور وہاں بھی عورتیں بہ نسبت مردوں کے مذہب کی زیادہ پابند ہیں علاوہ فرائض مذہب اور شعائر اسلام کے ایک خاص امر جو مسلمانوں کو عام چینیوں سے ممتاز کرتا ہے وہ بت پرستی اور لحم خنزیر سے قطعی طور پر پرہیز کرتے ہیں چنانچہ شمالی ملک خاصکر ہکن میں جہاں ایک لاکھ مسلمان آباد ہیں پھیری والے خوانچہ والے کوچوں میں مٹھائی بیچتے پھرتے ہیں ان کے برتنوں پر لفظ ہوئی ہوئی اسلام منقش ہوتا ہے تاکہ مسلمان گاہکوں کو معلوم ہو جائے کہ اس میں سور کی چربی کی آمیزش نہیں ہے۔

ان کے مقدمات شرعی محکموں میں مذہبی احکام کے مطابق فیصل ہوتے ہیں شرعی محکمے مسلمانوں نے چینی گورنمنٹ کی اجازت سے خود قائم کئے ہیں جن میں انھیں کے منتخب شدہ قاضی اور مفتی مقرر کئے جاتے ہیں۔

چین میں بھی سنی شیعوں کے فرقے موجود ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ ان میں وہ تعصب اور عناد نہیں پایا جاتا جو ہم اپنے ملک میں دیکھتے ہیں وہاں باہمی تفرقے مٹ گئے ہیں اور اب آپس میں بھائیوں کی طرح رہتے ہیں جو عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔

چینی مسلمانوں کی تالیف و تصنیف گو نہایت قابل اور اعلےٰ درجہ کی نہو مگر ایسی کم و قعت بھی نہیں ان کی بعض تصانیف خاص شاہی اجازت سے شایع ہوئی ہیں اکثر مستداول کتابیں قلمی ہوتی ہیں لیکن اب ہندوستان و مصر کی مطبوعہ کتابوں کا رواج ہوتا جاتا ہے چینی مصنفین میں علامہ یوسف کی کتاب دو المذہب الحقیقی ۔ لجتہ الاسلام" زیادہ مشہور ہے جو تین ضخیم جلدوں میں ہے علامہ تو یہ تا ان کی کتاب فرائض و سنن بھی بہت مقبول ہے ان کا خط چینی طرز یعنی عمودی ہے مگر حرف تہجی عربی ہیں مسلمانان چین کی اسلامی شرع سموئی ہے اور اس میں کنفوشیس تعلیم کا اثر پایا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے بچنا تھا بھی محال یہی وجہ ہے کہ ان تصانیف میں چینیوں کے فلسفے اور عقائد کی جھلک نظر آتی ہے مگر باوجود اس کے انہوں نے اسلامی امتیاز کو قائم رکھا ہے اور اپنے اصول مذہب کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا جو اصلاح کہ چین کی گورنمنٹ آج ہزار سال کے تجربہ کے بعد کرنے پر مستعد ہوتی ہے خدا کا شکر ہے کہ مسلمان اس سے پہلے ہی سے مستغنی ہیں کیونکہ بخلاف دیگر اہل چین کے افیم کھانے کے بالکل عادی نہیں ہیں ان کی جسمانی حالت بھی دوسرے چینیوں کے مقابلہ میں بہت اچھی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے اپنی حیثیت و وقار کو ہمیشہ قائم رکھا ہے وہ اپنے بادشاہ کے مطیع اور وفادار رعایا ہیں اور گورنمنٹ ان سے ہمیشہ خوش رہتی ہے گو بعض بعض صوبوں میں سرکاری حکام اور مسلمانوں میں جھگڑے ہو ہو گئے ہیں لیکن اس کا اثر جماعت اہل اسلام پر نہیں پڑا اس سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ بیدار ہو چکے ہیں اور انہوں نے تعلیم کی طرف خاص توجہ کی ہے یہانتک کہ بعض مسلمان طلبہ کو جاپان بھیجنے کی تجویز کر رہے ہیں چار پانچ کروڑ کی آبادی معمولی آبادی نہیں ہے یہ تعداد ایک بڑی قوت ہے بشرطیکہ باہم اتفاق ہو اور انتظام سے کام لیا جائے جیسے آثار ہیں خدا کا شکر ہے کہ مسلمانان چین میں نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں

سوشلزم اور اسلام

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب)

دنیا میں ہمیشہ تھوڑے سے لوگ ایسے ضرور موجود رہے ہیں جن کی زندگی کا مقصد صرف اپنا پیٹ بھر لینے اور رات کو آرام سے پڑ کر سو رہنے سے بہت بالا تر رہا ہے ایسے اولو العزم اور بلند خیال لوگوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ غور و فکر میں گذارا ہے اور اپنے آخری دم تک وہ اسی کوشش میں لگے رہے ہیں کہ اپنی غیر معمولی عقل کی مدد سے قدرت کا کوئی نیا بھید معلوم کریں اور دنیائے انسانی کو ترقی کی دو ایک منزلیں طے کرا کے اس سے زیادہ بلند مقام پر پہنچا دیں کہ جہاں وہ اس وقت تھی وہ ہر چیز کا بغور مطالعہ کرتے رہتے ہیں قدرت کے گونا گون اسرار پر ہر وقت غور کرتے رہتے ہیں اور اپنے اوپر طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر مختلف قسم کے تجربے کرتے رہتے ہیں اور مدتہائے دراز کے صبر آزما مشاہدہ اور تجربہ کے بعد جب کسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں تو دنیا ان کی عقلوں کے کارنامے دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے تاریخ ان کا ذکر انتہائے ادب و احترام کے ساتھ کرتی ہے اور دنیا میں ان کا نام ہمیشہ کے لئے انمٹ اور غیر فانی بنجاتا ہے یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کو فلسفی اور فلاسفر کہا جاتا ہے اور جن کے احسانات سے ہم کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے تجربوں کے نتیجے سینہ اور سفینہ میں برابر محفوظ چلے آرہے ہیں اور آج بھی دنیا اُن کی دریافت کی ہوئی حقیقتوں سے مستفید ہو رہی ہے۔

یہ لوگ اپنی کوششوں کو اسرار قدرت کی گرہ کشائی ہی تک محدود نہیں رکھتے بلکہ انسانی تہذیب و تمدن کے متعلق بھی بہت سے بہتر اصول اور ضابطے بنا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں تاکہ ان پر عملدرآمد کرکے انسان بہتر طریق پر اپنی زندگی بسر کر سکے اور دوسرے حیوانات سے اپنے آپ کو ممتاز کرکے صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق بنجائے انسان ایک مدنی الطبع حیوان ہے اور بستیاں بنا بنا کر آپس میں مل جل کر رہنا اس کی فطرت میں داخل ہے لیکن دوسروں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرکے امن و سکون کی زندگی بسر کرنا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جماعت کا ہر فرد ہر دوسرے شخص کو اسی قدر عزت کا مستحق سمجھے کہ جس عزت کا وہ خود اپنے لئے متمنی ہے اور اس زرین اصول پر اس کا عمل ہو کہ جو بات خود اپنی ذات کے لئے پسند نہ ہو اُسے دوسروں کے لئے پسند نہ کرے۔

کم و بیش سو برس سے بعض بڑے بڑے فلاسفر اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ انسانی جماعت کے لئے کچھ ایسے قاعدے اور کچھ ایسے اصول بنا دیں کہ جن پر عمل کرنے سے تمام انسان نہایت امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں آپس کی جنگ اور خونریزی کا خاتمہ ہو جائے مسرت اور اطمینان قلب ہر شخص کو حاصل ہو اور یہ دنیا صحیح معنوں میں بہشت کا نمونہ بنجائے ان جماعت کے غور و خوض کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر کبھی ایسی حالت ہو سکتی ہے تو صرف سلطنتوں کی اصلاح ہی سے رونما ہو سکتی ہے اسلئے انہوں نے اپنی تمام تر توجہ حکومت کے طرز اور ملک کے نظم و نسق کی جانب منعطف کر دی ان کی نگاہوں کے سامنے حکومت کے بہت سے مختلف نمونے موجود تھے وہ دیکھتے تھے کہ وحشی اور غیر مہذب جماعتوں میں اب بھی یہی طریق رائج ہے کہ چھوٹے چھوٹے قبیلے الگ الگ رہتے ہیں اور قبیلے میں جو طاقتور شخص ہوتا ہے وہ حکمران بنجاتا ہے ایسی قومیں بھی ان کے پیش نظر تھیں جن میں شخصی حکومت کا طریقہ رائج تھا اور کوئی ایک خاندان جسے کسی زمانہ میں کسی اتفاق کی بدولت یا اپنی کوشش کے ذریعہ سے بادشاہی میسر آگئی تھی نسلاً بعد نسلٍ حکومت کرتا چلا آرہا ہے اس قسم کے خود مختار فرمانرواؤں کے متعلق تاریخ انھیں یہ حالات بھی سنا چکی تھی کہ وہ ایک انسانی فرد کہ جسے قسمت تخت سلطنت تک پہنچا دے خدائی دعوے کرنے لگتا ہے اور ملک کا انتظام اور قوم کی خدمت کرنے کے بجائے وہ اپنے آپ کو اپنی تمام رعایا کی جان و مال کا حقیقی مالک خیال کرتا ہے اس کے ایک اشارہ پر صدہا انسانوں کے سر قلم کر دیئے جاتے ہیں اس کے غصہ کی ایک چھوٹی سی لہر پچاسوں خاندانوں کو دم کے دم میں تباہ و برباد کر دیتی ہے اسی جیسے بلکہ اکثر قابلیت کے لحاظ سے اس سے بھی بہتر انسان سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں آکر اس کے سامنے سجدے کرتے ہیں اس کی زبان ملک کے قانون کی کتاب ہوتی ہے اور حق و انصاف صرف اس کے اپنے دل کی دوسری خواہشوں کا دوسرا نام ہوتا ہے وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے رہتا ہے اور اس کا یہ اعتقاد اور ایمان ہوتا ہے کہ ملک میں جتنے بھی انسان ہیں وہ سب صرف ایک اس کی ذات کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

شخصی طریقہ حکومت سے بہتر ایک اور طریقہ بھی ان حکماء کے پیش نگاہ تھا جسے جمہوری طرز حکومت کہا جاتا ہے اور جس میں ملک کے کسی ایک فرد کو باقی باشندوں پر کوئی خاص اختیار حاصل نہیں ہوتا بلکہ پورے ملک کو ایک بہت بڑا سا گھر اور پوری قوم کو ایک بہت بڑا سا کنبہ فرض کرکے اس کنبہ میں سے تھوڑے سے لائق اور عقلمند افراد کو چن لیا جاتا ہے اور ملک کے تمام انتظامات اسی منتخبہ جماعت کے ہاتھ میں دیدیئے جاتے ہیں گویا اس طرح اس طرز حکومت کا منشا یہ ہے کہ اپنے ملک کا انتظام خود قوم کے اپنے ہاتھ میں ہو جو قانون بھی بنیں وہ باشندگان ملک کی اپنی مرضی سے بنیں اور کسی ایک شخص کو دوسروں پر غیر معمولی اختیارات حاصل نہ ہونے پائیں۔

یہ طریقہ حکمرانی یقیناً بہت کچھ اطمینان بخش ہو سکتا تھا اگر اس میں خرابیاں پیدا نہ ہو جاتیں لیکن حکماء اور عقلاء نے دیکھا کہ "فسادِ فی الارض" اور "سفک دم" کے شیدائی انسانوں نے اس بظاہر معقول طریقہ حکومت میں بھی کچھ ایسی صورتیں نکال ہی لیں کہ جن کی بدولت ایک آدمی نہ سہی چند آدمی باقی ماندہ اہل ملک کے آقا اور مالک بنجائیں اور مٹھی بھر صاحبان زر کی غلامی تمام ارباب قوم کو کرنی پڑے ایسے تمام ملکوں میں کہ جہاں حکومت کا طرز جمہوری تھا دولتمندوں اور سرمایہ داروں نے اپنی قابلیت یا اپنی حب قوم اور اپنے علم و فضل کی بنا پر نہیں بلکہ محض اپنی دولت کے زور سے اپنے آپ کو ان انجمنوں کا ممبر منتخب کرانا شروع کیا کہ جن کے

ہاتھوں میں ملکوں کی حکومت کی باگ دی جاتی تھی اور اس طرح تھوڑے ہی سے عرصہ میں تقریباً ہر جمہوری سلطنت فی الاصل سرمایہ داروں کی حکومت بن گئی جن کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ جس طرح بھی بنے غریبوں اور مزدوروں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جائے اور اس قسم کے قانون بنا دیئے جائیں کہ جن کی وجہ سے سرمایہ داروں کے نذر کبھی لوٹنا سکے یہ حالت کہ جس نے ایک ہی قوم کے مختلف افراد میں اس قدر فرق پیدا کر دیا کہ ہر سو آدمیوں میں سے کم سے کم نوے تو معقول اور کافی غذا کو ترسنے لگے اور دس اس قدر مرفہ الحال ہو گئے کہ ان کے خزانوں میں روپیہ رکھنے کو جگہ تک نہ رہی کسی طرح بھی پسندیدہ اور خوشگوار نہ ہو سکتی تھی اس لئے قوم کی خاموشی کے ساتھ خدمت کرنے والے فلاسفروں کو پھر اپنے دماغوں پر زور دینا پڑا۔

حکیم ہوں یا فلاسفر بہر حال وہ انسان ہی ہوتے ہیں اور باایں ہمہ عقل و تدبیر دلوں میں ان کے بھی وہی جذبات موجزن رہتے ہیں جو ہر عام اور معمولی انسان کے دل میں قدرت نے پیدا کر دیئے ہیں۔ سرمایہ داروں نے جب اپنی فریب کاریوں سے ایک نہایت اچھے طرز حکومت کو بھی ظلم و استبداد کا آلہ بنا لیا اور اس طرح فلاسفروں کی محنت پر پانی پھیر دیا تو شاید انھیں بھی غصہ آگیا اور انہوں نے تنگ آکر اب یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ سرمایہ اور سرمایہ دار دونوں کو ختم کر دو تاکہ نہ بانس رہے نہ بانسری بجے۔

ان کا مقصد یہ تھا کہ ایک مرتبہ جب ہر ایک قوم اپنے سرمایہ داروں کو فنا اور ان کے سرمایہ کو تباہ کر دے گی تو شاہ و گدا اور امیر و فقیر سب ایک سطح پر آجائیں گے یعنی مساوات کا دور دورہ ہوگا اور حقیقی اخوت قوموں میں رونما ہو جائے گی لیکن اپنے جوش میں وہ اس بات کو بھول گئے کہ اس طرح جو سرمایہ دار فنا ہوں گے وہ بھی تو بہر حال انسان اور اسی کنبہ کے افراد ہیں نیز یہ کہ جب تک نظام کار نہ بدلے اور لوگوں کی ذہنیت میں تبدیلی نہ پیدا ہو اس وقت تک یہ امکان پھر باقی رہے گا کہ غریب لوگ آج کے سرمایہ داروں کو لوٹ کر کل خود سرمایہ دار بن بیٹھیں اور پھر انسانی قومیں اسی لعنت اور اسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔

بہر حال فتوے صادر ہوا اور بالشوزم اور کمیونزم کے نام سے جو نیا مسلک قائم ہوا تھا اس کی صدا پر سب سے پہلے روس نے لبیک کہا جہاں حقیقتاً سرمایہ داروں نے غریبوں کی زندگی دشوار کر رکھی تھی یہ نیا مسلک جس نے ناداروں اور غریبوں کو موقع دیا تھا کہ اپنے صدہا سال کے دبے ہوئے جذبات انتقام کو دل کھول کر پورا کر لیں ایک طوفان بے تمیزی تھا جس نے تمام ملک میں اس سرے سے اس سرے تک ایک آگ سی لگا دی بڑے بڑے شاندار مکان جلا کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔

بہت سے ناز و نعم میں پلے ہوئے نواب اور امیر یا تو تہ تیغ ہوئے یا جیل خانوں میں بھر دیئے گئے لاکھوں اور کروڑوں روپے کی مالیت کا سامان تعیش نذر آتش ہو گیا اور خود زار روس کو جو اس ملک کا خود مختار فرمان روا تھا بھاگ کر اپنی جان بچانی پڑی سڑکوں پر کشتوں کے پشتے اور گلیوں میں خون کے تھالے دیکھکر ارباب غور و فکر کے دل ہل گئے اور بدقت تمام ان خونریزیوں کو بند کرا کے انہوں نے اشتراکیت یا کمیونزم کی ایک اصلاح پذیر فتہ صورت ایجاد کی اور اس کا نام سوشلزم یا اشتمالیت رکھا اور بہترین انسانی دماغوں کا ایجاد کردہ یہ مذہب اب عالمگیر ہر دلعزیزی حاصل کرتا جا رہا ہے کمیونزم کی طرح یہ بھی سرمایہ داری کا تو شدید ترین مخالف ہے لیکن یہ اس بات کا حامی نہیں ہے کہ موجودہ سرمایہ داروں سے دولت چھین کر غربا پر تقسیم کر دی جائے وہ ایک ایسا نظام کار پیش کرتا ہے جس کے مطابق آہستہ آہستہ ایک عرصہ دراز میں وہ تمام املاک و جائداد جو سرمایہ داروں اور دولتمندوں کے قبضہ میں ہے ان کے قبضہ سے نکل کر حکومت وقت کی ملکیت میں آجائے سوشلزم اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اسکی زمین پر لوگ لوٹ مار الگ الگ بطور خود قبضہ کر کے بیٹھ جائیں اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ فرانس جرمنی یا انگلستان کا ایک ایک نواب صدہا بیگھے زمین پر قابض ہو رہا تھا لیکہ خود اسی ملک کے باشندے اور اس کے ہموطن بھائی اتنی سی جگہ سے بھی محروم ہوں کہ جہاں وہ سر چھپا سکیں اور موسمی تکالیف سے نجات پا سکیں وہ اس بات کا حامی ہے کہ ملک کی تمام زمین پوری قوم کی ملکیت ہو اور حکومت وقت اس میں ہر شخص کو بحصہ مساوی اس کی ضرورتوں کے لائق دیدے اور باقی ماندہ زمین کاشت کرنے کے لئے لوگوں کو دیدی جائے لیکن اس کی پیداوار زمینداروں کے حصہ میں نہ آئے بلکہ وہ سب حکومت وقت کی ملکیت ہو جس کے انتظام سے وہ تمام خاندانوں میں ان کے حسب ضرورت بانٹ دی جائے تمام ملک میں ایک شخص بھی بھوکا نہ رہے اسی طرح تجارت اور صنعت بھی تمام تر حکومت ہی کے ہاتھوں میں ہو اور کسی شخص کو یہ حق حاصل نہ رہے کہ وہ بطور خود ضرورتمند اور محتاج مزدوروں کو بہت قلیل اجرت پر اپنے کارخانے میں لگا لے اور ان سے دس دس اور بارہ بارہ گھنٹے روزانہ کام لیکر ان کی صحتیں برباد کر دے۔ مختصر یہ کہ وہ ہر قوم اور ہر ملک میں ایسی حالت پیدا کر دینے کا خواہشمند ہے کہ ملک صحیح معنوں میں ایک بڑا مکان اور قوم ایک کنبہ بن جائے اور اس کنبہ کے کچھ لوگ روزی پیدا کرنے کے کام پر مامور ہوں کچھ کپڑا تیار کرنے پر کچھ دیگر ضروریات مہیا کرنے پر اور کچھ اس کام پر مقرر ہوں کہ ان تمام چیزوں کو بحصہ رسدی پوری قوم پر حسن انتظام کے ساتھ تقسیم کر دیا کریں اور اس طرح امیری اور سرمایہ داری و مزدوری میں فرق و امتیاز کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔

سوشلزم کی خواہش یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کی آمدنی ایک سی کر دی جائے اور آمدنی میں کچھ فرق بھی ہو تو کم سے کم ضروریات زندگی تو قوم کے ہر فرد کو برابر برابر ملا کریں اور اسی طرح ہر شخص کو محنت اور آرام کے گھنٹے کہ جن میں اُسے کامل آزادی ہو کہ جو کچھ چاہے کرے ہر شخص کو یکساں ملا کریں بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے متعلق بھی وہ اس قسم کے انتظامات کرنے چاہتا ہے کہ سب بچے قوم کے بچے تصور کئے جائیں اور قوم یا یوں کہہ سمجھئے کہ قومی حکومت ان کی پرورش اور تربیت کی کفیل ہو

مختلف افراد قوم کی آمدنی مختلف ہونے کے اس قدر خراب نتیجے نکلتے ہیں اور نکل رہے ہیں کہ اگر ان پر غور کیا جائے اور وہ لوگوں کی سمجھ میں آجائیں تو ہر شخص کی یہ تمنا ہو جائے کہ جلد سے جلد اس عدم مساوات کا خاتمہ ہو ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ جس پر آمدنی کی نابرابری کا اثر نہ پڑتا ہو اور بدقسمتی سے اثر بھی بہت ہی خراب اور تباہ کن پڑتا ہے شادی بیاہ کے متعلق اس کا برباد کن نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب حقیقی محبت کی بنیاد پر شادیاں تقریباً ناممکن ہو گئی ہیں اور ایک رئیس کی لڑکی صرف اس لئے کہ اس کا محبوب و مطلوب نوجوان غریب طبقہ سے تعلق رکھتا ہے اس سے شادی نہیں کر سکتی اور خاندان کی جھوٹی اور فرضی عزت کا خیال اُسے اس بات پر مجبور کر دیتا ہے کہ یا تو عمر بھر کنواری رہ کر ایک مغموم اور مایوس زندگی

گزار دے اور بقائے نسل کا جو فرض قدرت نے اس کے ذمہ لگا دیا ہے اسکے ادا کرنے سے محروم رہے یا پھر کسی نوا جگے لڑکے سے اپنی مرضی اور اپنی پسند کے بالکل خلاف شادی کر کے مدت العمر تکلیف اور اذیت میں بسر کرے اور اس نفرت آمیز تعلق اور ارتباط سے جو اولاد پیدا ہو اس سے نہ باپ کو بھی محبت ہو نہ ماں کو جس کے یہ معنی ہیں کہ معصوم اور بے گناہ اولاد ایک طرف تو مہر مادری سے محروم رہے اور دوسری طرف اسے وہ صحیح اور اچھی تربیت نصیب نہ ہو جو ایک ممتا بھری گود ہی میں حاصل ہو سکتی ہے آمدنی کی برابری کی صورت میں دو محبت کرنے والے دلوں کے درمیان یہ رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی ہے آمدنی کی برابری کی صورت میں دو محبت کرنے والے دلوں کے درمیان یہ رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی کیونکہ جب قوم میں ہر فرد کی یکساں آمدنی ہے تو پھر خاندانی تفوق باقی نہیں رہتا۔

سوشلزم کے پیغامبروں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ آمدنی کی نابرابری نے ان گھروں کو بھی دوزخ بنا رکھا ہے جن میں مرد اور عورت ایک ہی طبقہ کے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں کیونکہ بچوں اور عورتوں کی اپنی آمدنی یا تو کچھ نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو برائے نام اور اس طرح وہ اقتصادی طور پر مرد کے غلام ہوتے ہیں اور یہ غلامی کی قید گھروں کو حقیقی معنوں میں ایک زندانخانہ بنا دیتی ہے جسے اگر کوئی چیز بہشت بنا سکتی ہے تو وہ آمدنی کی مساوات ہی۔

بچوں کی پرورش اور تربیت پر اور اُن کے جسمانی اور دماغی نشو و نما پر بھی آمدنی کی نابرابری کا بہت ہی تباہی خیز اثر پڑتا ہے بچوں کی چونکہ اپنی کوئی آمدنی نہیں ہوتی اس لئے ظالم ماں باپ نہ ان کے کھانے کی پرواہ کرتے ہیں نہ کپڑے کی اور انھیں مدرسوں میں بھی صرف اسلئے داخل کرا دیا جاتا ہے کہ اس طرح ان کے شور و غل سے نجات مل جائے اور والدین کے کان ٹھنڈے رہیں ان مدرسوں کی حالت گھر سے بھی بدتر ہے ہر لڑکے کے لئے وہی ایک کتاب اور وہی ایک سبق خواہ بچہ کا دماغ اس علم سے مانوس ہو یا نہو اسکولوں کی حالت بالکل ایسی ہے کہ جیسے سرکس کی کہ جہاں جانوروں کو دو چار کام کرنے سکھا دیئے جاتے ہیں یہاں کام سکھانے کی بجائے لڑکیوں سے ٹھونک ٹھونک کر "علم" چند بوروں کے اندر بھر دیا جاتا ہے۔

آمدنی کی نابرابری ہی کے باعث یہ صورت حال بھی پیدا ہو گئی ہے کہ ان مدرسوں میں جو تعلیم اور تربیت بچوں کو دی جاتی ہے وہ بھی دو طرح کی ہے امیروں کے بچوں کو شروع ہی سے یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ غریبوں سے بالاتر کوئی چیز ہیں اور غریبوں کے بچوں کو رات دن یہ تعلیم ملتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک ادنیٰ درجہ کی مخلوق سمجھیں اور مضبوطی کے ساتھ ان کا یہ اعتقاد ہو جائے کہ ہر وقت امیروں کی خدمت میں لگے رہنا ان کے لئے باعث فخر ہے مدرسوں کے استاد درحقیقت سرمایہ داروں کے گماشتے یا کارندے ہیں جو ہمہ وقت سرمایہ داری کی فوقیت قوم کے بچوں کے دلوں پر نقش کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح ہماری زندگی کے باقیماندہ شعبے بھی سرمایہ داری کے اثرات سے خراب اور تباہ ہو چکے ہیں اور ہوتے جا رہے ہیں اس لئے سوشلزم کی یہ کوشش ہے کہ ایسے اصول اختیار کیے جائیں کہ کسی قسم کی جنگ اور خونریزی کے بغیر ہر قوم ان اصول کی پابند بن جائے اور اس طرح تمام دنیا سے عدم مساوات کا ظلم ہو کر دنیا حقیقی معنوں میں بہشت اور انسان صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات ہو جائے۔

انتہائی اختصار اور اجمال کے ساتھ یہ اس نئے مذہب یا مسلک کے اغراض و مقاصد ہیں جسے سوشلزم کہا جاتا ہے اور جو دنیا کے بہترین دماغوں کی ایک صدی سے بھی زیادہ مدت کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے اور جسے سرمایہ دار طبقے کی انتہائی مخالفت کے باوجود ہر ملک اور ہر قوم میں ہر دلعزیزی حاصل ہوتی جا رہی ہے تقریباً ہر مہذب اور نیم مہذب ملک میں مزدوروں کی انجمنیں قائم ہو چکی ہیں بعض ملکوں میں انہوں نے حکومت کی باگ بھی اپنے ہاتھوں میں لیلی ہے اور اب وہ برابر اس کوشش میں معروف ہیں کہ کسی نہ کسی طرح موجودہ رسم سرمایہ داری کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا جائے

عقلائے دہر کا یہ تخیل یقیناً بہت بلند اور ان کے بتائے ہوئے یہ اصول بہت ہی اچھے اور قابل قبول سہی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس قسم کی تعلیم دیکر سوشلزم نے خود ہی بیگانگی اور منافرت کی اس خلیج کو اور زیادہ وسیع نہیں کر دیا ہے جو سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان پہلے ہی سے حائل تھی اور کیا ایسی صورت میں کہ جب ایک ہی ملک کے اندر دو جماعتیں سکونت پذیر ہوں اور ان میں سے ہر ایک اس کوشش میں لگی ہو کہ دوسری کو فنا کر دے کسی طرح بھی یہ ممکن ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی آپس میں متصادم نہ ہوں اور کشت و خون کی نوبت نہ آئے۔ یقیناً انسان طبعاً اور فطرتاً جنگ سے محترز رہنے ہی کو زیادہ پسند کیا کرتا ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ جب اس کا اپنا وجود خطرہ میں ہو تو پھر امن پسندی اور پرہیزگاری سب بالائے طاق رکھی رہتی ہے اور انسان سب کچھ وہی کر گزرتا ہے کہ جو ایسے موقع پر ایک ادنیٰ درجہ کا حیوان کرتا سرمایہ داروں کو گالیاں دے دیکر مزدوروں کو ان کے خلاف ابھارنا اور پھر یہ توقع کرنا کہ جنگ و خونریزی کے بغیر آہستہ آہستہ تمام قوم اس نئے مذہب کو قبول کر لیگی اور سرمایہ داری کا خاتمہ ہو جائے گا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان میں بہت سے بیوقوف ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کو گالیاں دے دیکر اور آپس کی منافرت بڑھا بڑھا کر اپنے اپنے مذہب کی "تبلیغ" کیا کرتے ہیں سوشلزم غریبوں اور ناداروں میں ضرور مقبول عام ہوتا جا رہا ہے لیکن غریبوں میں اسے جتنی زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی جاتی ہے اسی قدر اس کا خوف امیروں کے دل پر زیادہ طاری ہوتا جاتا ہے اور اپنے طبقہ کے فنا ہو جانے کا خوف انھیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ مکر و دغا فریب و ریا اور جبر و ظلم غرضکہ جس طرح اور جس ذریعہ سے بھی ممکن ہو اس بڑھتی ہوئی وبا کو روکیں اور جب ان کی طرف سے جبر و تعدی کا برتاؤ ہوتا ہے تو غریب مزدور بھی جنہیں اب پہلے سے کہیں زیادہ قوت حاصل ہو گئی ہے سوشلزم کی امن پسندی کو بھول کر مشتعل اور آمادہ پیکار ہو جاتے ہیں تھوڑا بہت کشت و خون ہو کر بھی اگر ہمیشہ کے لئے امن قائم ہو جائے اور امیری غریبی کی تفریق مٹ سکے تو اس خونریزی کو روا رکھا جا سکتا ہے لیکن بظاہر حالات ایسی کوئی امید نہیں پڑتی کہ مزدور جماعت کسی وقت میں بھی اس قدر طاقتور بن سکیگی کہ سرمایہ داروں کے اقتدار کا اور اقتدار کے ساتھ ساتھ سرمایہ داری کی رسم کا بالکل خاتمہ کر دے کیونکہ خود غریبوں اور مزدوروں ہی کے اندر ایک بہت بڑی جماعت ایسی موجود ہے جسے ان امیروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھ سے بڑے بڑے فائدے پہنچتے رہتے

ہیں اور جو بڑے نام بہت ہی خفیف سا خدمت گزاری کا کام کر کے ان سے معقول تنخواہیں حاصل کر لیتے ہیں ان سب کے تمام ہنر دو جنھیں امیروں کی صحبت نے کافی سست اور آسان پسند بنا دیا ہے لازمی طور پر ہر موقع پر اپنے آقاؤں ہی کا ساتھ دیں گے اور ان کا طبقہ ان کی جماعت امیروں کے ہاتھوں تباہ ہی کیوں نہ ہو جنھیں انھیں بینے حلوے مانڈے اور اپنی روٹیوں سے مطلب ہوگا ان کی ذہنیت غلامانہ ہو چکی ہے اور وہ بہرحال غلام ہی رہیں گے اور غلامی ہی کو پسند کریں گے۔

یہ دیکھ لینے کے بعد کہ جمہوریت بالشوزم، کمیونزم، سوشلزم اور اسی قسم کے خدا جانے اور کتنے ازم جو عالی ترین انسانی دماغوں کی پیداوار سمجھے جاتے ہیں سب اس حالت کے پیدا کرنے میں ناکام رہ چکے اور رہیں گے جسے سچی اخوت اور مساوات کہا جا سکے۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم معاشرت اور تمدن کے ان اصولوں پر بھی ایک نظر ڈال لیں جنھیں ہم تو اپنے عقیدے کے مطابق خدا کے تعلیم کئے ہوئے اصول سمجھتے ہیں لیکن جنھیں وہ حکما اور وہ فلاسفر کہ جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے اگر چاہیں تو ایک انسان کے بنائے ہوئے اور بتائے ہوئے اصول فرض کر لیں کہ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے عرب جیسی غیر مہذب اور وحشی قوم میں پیدا ہوا تھا اور جسے یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے نام لیوا چالیس کروڑ کی تعداد میں اطراف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔

کمیونزم ہو یا سوشلزم ان کا سب سے بڑا نقص اور ان کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان کی بنیاد باہمی محبت پر ہونے کے بجائے باہمی منافرت پر ہے وہ جہیں یہ تو تعلیم دیتے ہیں کہ امیر و غریب کی تفریق مٹا کر سب کو ایک سطح پر آ جانا چاہیے اور یہ واقعہ بھی ہے کہ دنیا کو بہشت بنانے کا یہی ایک ذریعہ ہو سکتا ہے لیکن اس مقصد کے حصول کا جو ذریعہ انھوں نے رکھا ہے وہ یہ ہے کہ غریبوں اور مزدوروں کے دل میں امیروں اور سرمایہ داروں کی طرف سے نفرت قائم کر دی جائے سرمایہ داری سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے وہ انھیں سرمایہ داروں سے متنفر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کفر تو مٹ جاتا مگر کافر نہیں مٹتا حالانکہ مقصد بالذات کفر کی بیخ کنی تھی۔

اسلام کا مقصد اولین بھی یہی ہے کہ وہ نسل، رنگ اور دولت غرضکہ ہر قسم کی تفریق کو مٹا کر کان الناس امة واحدة (تمام انسان ایک ہی کنبہ کے ہیں) کا سبق سکھانا چاہتا ہے لیکن اس طرح نہیں کہ غریب امیروں سے متنفر اور امیر غریبوں سے خائف ہو جائیں وہ سب سے پہلے تو ہر اس شخص کو کہ جو اس کے اصولوں کا پیرو ہے اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہے کہ تمام انسان ایک ہی کنبہ اور ایک ہی برادری ہیں گورے کو کالے پر امیروں کو غریب پر اور اونچ ذات کو نیچ ذات پر کوئی برتری اور کوئی تفوق حاصل نہیں ہے اور اس کے بعد وہ انھیں یہ سبق دیتا ہے کہ جتنے لوگ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اسلامی کنبہ میں داخل ہونے کے بعد نہ کوئی امیر رہتا ہے نہ غریب اور محمود و ایاز سب ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑے ہو جاتے ہیں بجائے اسکے کہ وہ غلاموں کے دل میں اپنے آقاؤں کی طرف سے غصہ اور نفرت کے جذبات پیدا کرے وہ آئندہ آزاد انسانوں کی خرید و فروخت سے تو اپنے پیروؤں کو منع کر دیتا ہے اور غلاموں کی موجودہ تعداد کو اس طرح کم کرتا ہے کہ غلاموں کے آزاد کرنے اور آزاد کرانے کو ایک بہت بڑی نیکی قرار دیتا ہے اور اس طرح وہ سرمایہ دار کہ جن کے قبضہ میں غلام ہیں خود اپنے شوق سے حصول ثواب کی کوشش میں اپنے ان بھائیوں کو آزاد کر دیتے ہیں کہ جنھیں اب تک غلام بنا رکھا تھا۔

اسلام صرف ایک اسی غلامی کو مٹانے کی کوشش نہیں کرتا جس میں ایک انسان دوسرے انسان کو تھوڑے سے روپوں کے بدلے میں خرید لیتا ہے بلکہ دنیا سے ہر قسم کی محکومی اور غلامی کو فنا کرنے کا بیڑا اٹھاتا ہے اور ایسی کوئی صورت باقی رکھنی نہیں چاہتا جس میں ایک انسان دوسرے انسان کا حاکم اور آقا بنکر بیٹھ جائے وہ اپنے حلقہ بگوشوں سے صاف الفاظ میں کہہ دیتا ہے کہ حکومت صرف اللہ کے لئے اور اس کے بعد وہ ان مردوں کو کہ جنہوں نے اپنی طاقت اور اپنی دولت کے بل بوتے پر عورتوں کو غلام بنا رکھا ہے مخاطب کرتا ہے اور بالکل کھلے ہوئے لفظوں میں انھیں بتا دیتا ہے کہ مرد عورتوں کی اور عورت مردوں کی زینت ہیں گویا باہمی تعلقات میں دونوں کی حیثیت بالکل یکساں ہے اور ایک کو دوسرے پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مرد اور عورت کے تعلقات کی اصلاح کے لئے بھی وہ یہ غلط طریقہ اختیار نہیں کرتا کہ لٹریچر اور ناول عورتوں کو مردوں کے خلاف ابھار کر ان کے دل نفرت کے جذبات سے بھر دے۔

بنی نوع انسان کو اقتصادی یا مالی غلامی سے آزاد کرانے اور امیر و غریب کا فرق دنیا سے بالکل مٹا دینے کی کوشش بھی اسلام نے کی ہے لیکن اس طرح نہیں کہ غریبوں کو امیروں کا جانی دشمن اور امیروں کو غریبوں سے متنفر بنا دیا جائے اور اس طرح جنگ اور خونریزی کا ایک دائمی اور مستقل سبب اہل دنیا کے لئے مہیا کر دیا جائے وہ غریبوں سے یہ نہیں کہتا کہ دیکھو امیروں نے تمہیں تباہ و برباد کر دیا ہے لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ تم اپنے آپ کو منظم اور طاقتور بنا کر ملک کی حکومت پر قبضہ کر لو اور سرمایہ داری کی رسم کو تباہ کر دو بلکہ وہ خود امیروں ہی سے کہتا ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں یعنی اپنے غریب اور ضرورتمند بھائیوں کی امداد و اعانت میں صرف نہیں کرتے وہ شدید اور دردناک عذاب کے مستحق ہیں وہ جب اپنے پیروؤں کو نیک کاموں کی فہرست بتاتا ہے تو اس میں بھی جزو غالب محتاجوں اور غلاموں کی امداد ہی ہے اور اس طرح نفرت و عداوت کی بجائے وہ امیروں کے دلوں میں غریبوں کی ہمدردی کے جذبات پیدا کرتا ہے کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ بعض امیر اور دولتمند لوگ اپنی دولت کا کچھ حصہ اپنے بعض غریب بھائیوں کی نذر کر دیا کریں اور بس یہ اعتراض بالکل صحیح ہے لیکن اسلام کے اصول بنانے والا اس سے بہت زیادہ عقلمند اور دور اندیش ہے کہ اس قسم کے نکتہ اعتراض کی گنجائش چھوڑ دیتا اس نے غریبوں کو امیروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا ہے اور نہ وہ اسے پسند کرتا ہے کہ لوگ گداگر اور مفت خور بنیں وہ گداگری کو بدترین لعنت تصور کرتا ہے اور اپنے پیروؤں کو سوال کرنے سے نہایت سختی کے ساتھ منع کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ خدا نے اپنے پیروؤں کو ایک ایسے نظام کا پابند بنا دیا ہے کہ جس کی بدولت ایک طرف تو سرمایہ داری کا گندہ اور ناپاک وجود ہی نہیں رہ سکتا اور دوسری طرف جس وقت تک آمدنی کی عدم مساوات اور غریب و امیر کی تفریق موجود بھی ہے اس وقت تک امرا کی دولت کا بہت کافی حصہ غریبوں کے کام آتا رہے اور اس طرح موجودہ جمع شدہ سرمایہ منتشر ہو سکے وہ ہر اس شخص کو کہ جس کے پاس کہا جا کر

سال بھر میں ایک مقررہ رقم بچ رہتی ہو یہ حکم دیتا ہے کہ اس کا ایک مختصر حصہ قومی خزانہ میں جمع کرتے رہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی شخص نے پانچ سال کی محنت کے بعد ایک ہزار روپے پس انداز کرلئے ہیں تو جب تک اس کے پاس یہ ایک ہزار موجود ہیں وہ ہر سال پچیس روپے قومی خزانے میں جمع کرتا رہے گا اس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہے کہ قوم کے ان افراد کی امداد کے لئے کہ جو معذور یا لخدمت ہیں قومی حکومت کے پاس ایک بہت ہی بڑا سرمایہ موجود رہتا ہے اور دوسری طرف یہ نفع بھی متصور ہے کہ جس شخص کی جیب سے ہر سال یہ پچیس روپے نکلتے ہیں یہ دیکھکر کہ اگر اسی طرح ہر سال روپے نکلتے رہے تو چند روز میں پوری کی پوری رقم ہی دریا برد اور گاؤ خورد ہو جائیگی وہ برابر اپنی محنت سے اس میں اتنا اضافہ کرتا رہے گا کہ کم از کم ہزار تو پورے بنے رہیں۔

سرمایہ کے اس طرح منتشر اور منقسم کرنے کا یہ انتظام بھی اسلام کی نگاہ میں کافی نہیں ہے وہ ایک قدم اور آگے بڑھاتا ہے اور اس ذریعہ کو بھی بالکل فنا کر دیتا ہے کہ جس کی بدولت محنت کئے بغیر گھروں میں دولت کے انبار لگ جاتے ہیں اور ہزارہا غریبوں کی جیبوں سے ان کی گاڑھی محنت کی کمائی کا روپیہ نکل نکل کر بیکار اور اعدی محنت خوروں کے خزانے میں جمع ہوتا رہتا ہے۔

اس مسئلہ کے سمجھنے کے لئے ہمیں انسان کے ابتدائی زمانہ کی تاریخ پر نظر ڈالنی پڑے گی تاکہ صحیح طریقہ پر معلوم ہوسکے کہ جس ذریعہ سے چاروں طرف سے دولت سمٹ سمٹ کر چار یا دس گھروں میں جمع ہوتی رہتی ہے اس کی ابتدا کیسے ہوئی ابتدائی زمانہ میں جبکہ انسان نے بستیاں بنا بنا کر رہنا سیکھ لیا اور زمین سے غلہ پیدا کرنے کے علاوہ اور بھی بعض کام مثلاً کپڑا بننا جوتے بنانا مٹی کے برتن اور ٹوکریاں بننا ایجاد ہوگئے تو قدرتی طور پر خود بخود یہ رسم پڑ گئی کہ بعض لوگ غلہ پیدا کریں اور بعض مختلف پیشے اختیار کرلیں اور ہر شخص آپس میں اپنی ضرورت کے مطابق اپنی محنت کی پیداوار کا دوسروں کی پیداوار سے تبادلہ کرلیا کرے محنت کی پیداوار کے تبادلہ میں چونکہ بہت سی دقتیں واقع ہوتی تھیں اس لئے یہ طریقہ ایجاد کیا گیا کہ تانبے یا چاندی کے ہموزن ٹکڑوں کی ایک خاص قیمت مقرر کرلی جائے اور ان کے بدلے میں اتنی قیمت کی ہر چیز ہر وقت خریدی و بیچی جاسکے اس زمانہ سے پہلے پھل ترکاری غلہ گوشت انڈے اور دودھ وغیرہ سب ایسی چیزیں تھیں کہ جنھیں عرصہ تک اچھی حالت میں رکھنا ناممکن تھا اس لئے یہ چیزیں اگر کسی کو کبھی ضرورت سے زائد مقدار بافراط بھی مہیا ہوجاتی تھیں تو وہ انھیں خزانے میں بھر کر نہ رکھ سکتا تھا اب سکوں کی ایجاد نے یہ صورت حال ممکن بنادی کہ جس شخص کے پاس کسی اتفاق کی وجہ سے ضرورت سے زائد سامان خوراک آگیا ہو وہ اسے چند سکوں کے بدلے میں کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کردے جسے اتفاق سے اس روز کھانا میسر نہیں آیا ہے اس کے بعد اب اس رسم کی ابتدا ہوئی کہ ایک شخص جسکے پاس ضرورت سے زیادہ سامان خوراک موجود ہے وہ ایسے ضرورتمندوں کو ملا ہوتا ہے کہ جو بیماریوں یا کسی اور معذوری کے باعث اپنی اس دن کی خوراک مہیا نہ کرسکتے ہوں تاکہ کچھ زر نقد لیکر یا ادھار اپنی اجناس خوراک کو سڑنے سے پہلے ٹھکانے لگا دے۔

اس طرح دس بیس مرتبہ اشیائے خوراک بغرض دیگر قرض دینے والوں نے محسوس کیا کہ وہ ایک مہینے یا دو مہینے کے لئے تلاش معاش سے بےفکر ہوجاتے ہیں اور یہ رسم انھیں بہت بھلی معلوم ہوئی اور ہر قرض لینے والوں کو بھی اس میں بڑی آسانی محسوس ہوتی تھی کہ ایسی ضرورت کے موقع پر کہ جب وہ بھوک سے بیتاب تھے اور کوئی انتظام خوراک مہیا کرنے کا ان کے امکان میں نہ تھا انھیں بلا کسی دقت کے کھانا میسر آگیا ہوگا اور ضرورتمند اب خود دوڑ دوڑ کر انہی دو چار شخصوں کے پاس جانے لگے کہ جن کے پاس قرض دے دیکر یا بیس لیتے تھے اب دس بیس آدمیوں کی خوراک کا سامان یا زر نقد ہر وقت موجود رہتا تھا یہ دیکھکر کہ سکوں کی صورت میں وہ بڑی آسانی سے اپنا سامان خوراک اپنے گھر میں جمع کرکے رکھ سکتے ہیں اور یہ اندازہ کرکے کہ بھوکے اور ضرورتمند ہر شرط پر قرض لینے کو طیار ہو جاتے ہیں انہوں نے اب یہ ترکیب سوچی کہ سیر بھر گیہوں کسی کو دیکر اس سے وعدہ لے لیا جائے کہ ایک مہینے کے بعد سوا سیر واپس دیگا حاجتمند اپنی ضرورت کے وقت اس شرط کے ماننے پر بھی مجبور ہوئے اور اس طرح اس رسم کی ابتدا ہوئی کہ جسے سود کہا جاتا ہے اور جس کی بدولت سلف سے لیکر آجتک یہ ممکن ہوتا چلا آیا ہے کہ قبیلے یا قوم میں دس بیس یا ہزار دو ہزار ایسے مہاجن موجود رہتے ہیں جو دوسروں کی ضرورت کے وقت چند سکے قرض دیکر ان سے اس رقم کا کرایہ مقرر کر لیتے ہیں اور دو چار یا دس بیس سال کے بعد قرض لینے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تمام عمر کی کمائی یا باپ دادا کا چھوڑا ہوا تمام مال اسباب اس قرض کے کرایہ یا سود کی نذر ہوگیا اور اب ان کے پاس اتنا بھی نہیں رہا کہ ایک وقت کی روٹی کھا سکیں یہ صرف سود ہی کی رسم تھی جس نے ایسے امکانات پیدا کر دئیے کہ ایک گاؤں کے تمام کسانوں کی کئی سال تک سال ایک ساہوکار کے گھر اور ایک شہر کے تمام محنت پیشہ باشندوں کی ہولی دولت دس بیس مہاجنوں کے گھر میں پہنچ جایا کرے اور صبح سے شام تک روزانہ سخت سے سخت محنت کرنے کے باوجود غریب لوگ کبھی اس قابل نہ ہونے پائیں کہ آرام اور اطمینان سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں اور دوسری طرف چند سست اور نکمے اور اعدی لوگ بالکل ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر قوم کی محنت کی تمام پیداوار کے مالک بنکر رات دن شراب پئیں اور عیش اڑائیں۔

اسلام نے مسلمانوں کے لئے صرف سود ہی کا لین دین حرام نہیں کیا ہے بلکہ ایسے اتفاقات کا بھی سدباب کرنے کی کوشش کی ہے جن کی بدولت کسی قسم کی محنت و مشقت کئے بغیر لوگ بڑی بڑی جائدادوں اور بڑے بڑے ذخیرہ ہائے دولت کے مالک بنجاتے ہیں اس نے سود کی طرح جوئے کو بھی حرام قرار دیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ قماربازی کی بدولت روزمرہ یہی تماشے ہوتے رہتے ہیں کہ بالکل غریب اور مفلس لوگ بلا کسی محنت و کوشش کے آن کی آن میں فقیر سے امیر بنا کرتے ہیں اور غریبوں کی جیبوں سے دو دو چار چار یا دس دس بیس بیس روپے نکلکر ان کی ایک جیب میں بھر جاتے ہیں اور اب انھیں یہ موقع حاصل ہوتا ہے کہ اس مفت کی دولت کو سودی قرض پر دیکر سینکڑوں سے ہزاروں اور ہزاروں سے لاکھوں اور کروڑوں روپے اپنے گھروں میں بھر لیں بے محنت و کوشش اتفاقیہ طور پر یکایک دولتمند بنجانے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ باپ اپنی تمام عمر کی جمع کی ہوئی دولت بیٹے کے لئے چھوڑ جائے اور اس طرح بیٹا بغیر کسی قسم کی تکلیف اٹھائے ایک بڑی جائداد کا یا ایک سیم

ند سے بھرے ہوئے خزانے کا مالک بنجائے اور پھراس دولت کو ضرورت مندوں پر بطریقہ قرض تقسیم کر کے اپنے خزانے کو دوگنا نگنا یا ممکن ہے کہ پچاس گنا کرے اسلام نے اس قسم کے اتفاقات سے بھی اپنے پیرودں کی حفاظت کردی ہے اور ہر مرنے والے کے ترکہ میں اتنے حصہ دار قائم کردیئے ہیں کہ ادہراس کی آنکھ بند ہوئی اور ادہراس کی جمع کی ہوئی پونجی بیٹوں بیٹیوں ماؤں بہنوں اور بیوہ بیوی یا بیویوں پر منقسم ہو کر ایک گھر سے کئی گھروں میں پھیل جاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک کے سرمایہ دار بنجانے کے مواقع باقی نہیں رہتے۔

حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ داری اور غلامی کی مکروہ رسموں کا اسلام سے زیادہ کوئی دشمن نہیں ہے اور ہمارے فلاسفروں کے دماغوں کا بہترین عطر بھی جسے سوشلزم کہا جاتا ہے ابتک سرمایہ داری اور غلامی کو دنیا سے معدوم و مفقود کرنے کے اتنے موثر اور اس قدر اچھے ذریعے نہیں پیدا کرسکا کہ جیسے اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے لوگوں کو تعلیم کردیئے تھے اور بہت ممکن ہے انھیں اسلامی اصولوں کو دیکھکر دور حاضرہ کے بہترین مصنف برنارڈ شاہ اس خیال کے اظہار پر مجبور ہوا ہو کہ سو برس کے بعد تمام دنیا کا مذہب یا تو اسلام یا اسی سے ملتا جلتا کوئی اور مذہب ہوگا۔

مسٹر برنارڈ شا جس حالت کے آیندہ سو سال میں پیدا ہوجانے کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ گذشتہ تیرہ سو سال میں پیدا نہ ہوسکی اور اسلام کے اصول اگر اسی قدر پسندیدہ اور قابل قبول تھے تو اب تک مسلمانوں کی تعداد صرف چالیس کروڑ پر کیوں محدود ہے اور یہ دردناک حالت کیوں رونما ہے کہ غیروں کا تو ذکر ہی کیا ہے خود بہت سے مسلمان بھی اب اپنے مذہب کے متعلق اپنے دلوں میں کوئی جذبہ احترام نہیں رکھتے ان تمام سوالوں کا جواب دیتے حق یہ ہے کہ ہمیں شرم آتی ہے اور کسی طرح دل نہیں چاہتا کہ اپنی قوم کی ناگفتہ بہ حالت عالم آشکارا کی جائے ہم نکلے تھے کہ دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کر کے تمام اقوام عالم کو صحیح جمہوری طرز حکمرانی سکھا دینگے لیکن دولت اور امارت کے نشے نے ہمیں بدمست کردیا اور ہم خود ہی اپنی شخصی اور خود مختار حکومتیں قائم کر کے بیٹھ گئے ہم اٹھے تھے کہ تمام دنیا کو حق پسندی اور انصاف کا سبق دینگے لیکن بدقسمتی سے خود ہی حق و انصاف سے منہ موڑ بیٹھے دنیا سے غلامی کی رسم کو مٹانے کا تہیہ کرکے گھر سے چلے تھے لیکن خود ہی لوگوں کو اپنا غلام بنانا شروع کردیا سرمایہ داری کی لعنت سے دنیا کو نجات دلانے کا ارادہ تھا مگر سرمایہ داری کے مزے سے آشنا ہو کر خود ہی اس رسم کو اختیار کرلیا حتی کہ سود خواری اور قمار بازی سے بھی کچھ زیادہ پرہیز نہ رہا اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والے ہر صاحب طاقت سے ڈرنے لگے اور اس کے آگے سر جھکانے لگے اپنی حق و صداقت کی طاقت پر بھروسہ کرنے کی بجائے دنیا کے مادی ذرائع پر اور کونسلوں کی کرسیوں اور حکومت وقت کی اعانتوں پر ہمیں بھروسہ ہوگیا اللہ کے پیغام سے تمام دنیا کو واقف کردینے کی بجائے خود ہمارے اپنے گروہ میں بھی اس سے واقفیت رکھنے والے برائے نام رہ گئے اور اہل دین یا اہل علم کے نام سے ایک مختصر سی جماعت ہی الگ ہوگئی اور استغنیت اور رہبنیت کے انداز اختیار کر کے اربابا من دون اللہ کی مصداق بن بیٹھی اور اس طرح مذہب نام رہ گیا ان چند الفاظ کا کہ جو ہم مطلب سمجھے بغیر خدا کی تعریف میں اپنی زبان سے کبھی کبھی ادا کردیں اور وہ بھی اکثر و بیشتر صرف اس لئے کہ دوسرے ہمیں متقی اور پرہیزگار خیال کرنے لگیں ہمارا مقصد تو یہ تھا کہ تمام دنیا کی قوموں کو قومی خزانے قائم کر کے قوم کو خوشحال اور فارغ البال بنالینے کا راز بتادینگے لیکن عمل ہم نے یہ کیا کہ خود ہی بیت المال کی رسم قائم کرنے کو چھوڑ بیٹھے اور قوم کو ذلیل و خوار اور مفلس و نادار بنادیا۔

کسے غرض پڑی ہے کہ ہماری کتابوں کو اٹھا کر دیکھے اور اسلام کے پاکیزہ اصولوں پر واقفیت پیدا کرے دنیا مسلمانوں کو دیکھتی ہے اور جب اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس قوم میں تو زندہ رہنے کی بھی صلاحیت نہیں ہے تو وہ مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ خود اسلام کی طرف سے حقارت و نفرت کیساتھ منہ پھیر لیتی ہے اور اسلام کی یہ ذلت خود ہمارے ہاتھوں ہو رہی ہے

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے۔ ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر مولوی احمد سعید نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ وحدت ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا مسئلہ انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ دہلی کی شستہ زبان اور بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہو کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے یہ کتاب مذہبی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۲۴۴ صفحات۔

قیمت دس آنے۔ جمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مقالات مشاہیر

چند اور سوالات

آپ کا یہ عقیدہ ہے یا نہیں کہ رسول خدا صلعم کی زندگی ہر پہلو اور ہر اعتبار سے بہترین مکمل زندگی تھی؟ آپ اس کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں کہ حضور کی زندگی کسی ایک مخصوص ملک و قوم و زمانہ کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے اور ہر ملک و قوم کے لئے بہترین و پاکیزہ ترین نمونہ ہے آپ اس کے قائل ہیں یا نہیں کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کا کسی اعتبار سے بھی حضور کی زندگی سے افضل و بہتر ہونا ناممکن ہے، آپ اس کو مانتے ہیں یا نہیں کہ علم و عقل دانش و بینش حسن صورت و سیرت اخلاق و صفات کے لحاظ سے حضور کی ذات کمالات انسانی کے بالکل آخری اور انتہائی مرتبہ پر تھی۔

اگر آپ ان سوالات کے جوابات اثبات میں دیں، اگر آپ دیانت کے ساتھ رسول اللہ کی ذات کو کمالات انسانی کی جامعیت کے لحاظ سے قدرت کا بے نظیر معجزہ تسلیم کرتے ہیں اگر آپ محض لفظاً نہیں بلکہ قلبیاً خدا کے اس آخری پیام لانے والے کو ساری مخلوقات سے افضل سید البشر و سرور کائنات سمجھتے ہیں تو لامحالہ یہ ارشاد ہو کہ آپ نے اس ایمان مجمل کی تفصیلات پر کبھی غور کیا ہے آپ کی روزانہ زندگی کس حد تک بھی آپ کے اس زبانی عقیدہ کی تصدیق کرتی ہے آپ نے ایک دن کے لئے بھی اپنی زندگی کو رسول اور محض رسول کی زندگی کے نمونہ سے مطابقت دینے کی کوشش کی ہے؟

آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے رسول خدا غذا میں کس قدر سادگی برتتے تھے، کھانا کتنی کم مقدار میں تناول فرماتے تھے روزے کس کثرت سے رکھتے تھے فاقہ کی نوبت کتنی زائد آتی تھی پرتکلف غذاؤں سے کس قدر ناآشنا تھے پھر کیا رسول کی پیروی کے یہی معنی ہیں کہ دن میں بار بار اپنے معدہ کو طرح طرح کی پرتکلف غذاؤں سے لبریز کرتے رہیں فاقہ کے تصور سے لرزتے رہیں روزہ سے کوسوں اپنے تئیں بچائیں اور اپنے خیالات کا مرکز چوبیس گھنٹے برابر غذا اور اسکے متعلقات کو رکھیں۔

آپ کو خبر ہے کہ آپ کے رسول کا لباس کس قدر سادہ رہتا تھا جس برتہ پیوند کپڑوں کے لادنے کے دستور سے وہ جسد مبارک ناآشنا تھا ریشم آپ نے اپنی امت کے مردوں کے لئے حرام کر دیا شوخ سرخ رنگ آپ کو کس قدر ناپسند تھا جبہ مبارک کس قدر ہلکا اور ادنیٰ درجہ کا ہوتا تھا؟ پھر کیا رسول کی اتباع کا یہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے جسم کو درزی کی دوکان بنالیں، بیش قیمت ملبوسات پہنے رہیں اور شرافت کا معیار خوش پوشاکی و خوش لباسی کو قرار دے لیں۔

آپ کو علم ہے کہ آپ کے رسول کا طرز معاشرت کس قدر سادہ و غیر مسرفانہ تھا، بلند پختہ مکانات کو حضور کیسا ناپسند کرتے تھے ان تعمیرات کی بازپرس کی بابت حضور کیسا خوف دلا گئے ہیں پھر کیا رسول کی تقلید کی یہی صورت ہے کہ ہم مکانات کی تعمیر کے لئے روپیہ جمع کرتے بڑے بڑے محل تعمیر کرائیں اور سارا وقت، سرفانہ طرز معاشرت کی فکر میں صرف کرتے رہیں۔ (علامہ ماجد)

ملک معظمہ سے خبر آئی ہے کہ سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے حکم جاری فرمایا ہے کہ اذان کی آواز سنتے ہی ہر شخص پر نماز باجماعت کے لئے مسجد حرم یا محلہ کی مسجد میں حاضری لازمی ہے اور جو شخص اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرے گا وہ شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔

اب ہمارے ناواقف بھائی جو اس حکومت کو وہابی کہہ کر گویا اپنے نزدیک اس کی بدعقیدگی و گمراہی کا اظہار کرتے رہتے ہیں ذرا اپنے دل میں سوچیں کہ ایسے خالص اسلامی فرمان کی جاری کرنے والی حکومت کو بدنام کرنا جائز ہوگا؟ کیا یہ جماعت اسی قابل تھی کہ اس کی تباہی و بربادی کے لئے عرس حضرت خواجہ اجمیری کے موقع پر بعض نام کے علماء اور مشائخ درگاہ اجمیر میں جمع ہو کر دعا کریں کیا یہ باخدا جماعت اسی لائق ہے کہ اس کے فتح و غلبہ کا نام ہمارے بعض خاندانی مولوی صاحبان اپنی بولی میں "آشوب نجد" و "فتنہ وہابیت" رکھیں؛ کیا احکام خدا و رسول کی پابندی شریعت اسلامی کا پاس و احترام اور نماز باجماعت یہی چیزیں اس جماعت کی بدعقیدگی و گمراہی کی دلیلیں اور شہادتیں ہیں!؟

خدائے پاک نے اپنے کلام پاک میں اپنے نیک بندوں کی بہت سی پہچانیں خود ہی بتادی ہیں ایک جگہ کھلے لفظوں میں یہ فرمادیا ہے کہ یہ لوگ ہیں جنھیں

الذین ان مکناھم فی الارض — جب ہم زمین پر فتح و غلبہ دیتے ہیں تو یہ
اقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ — لوگ ادائے صلوٰۃ و زکوٰۃ کرتے رہتے ہیں
وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر — نیک و بد میں شرعی قانون کی پوری پابندی کرتے ہیں۔

اور سب سے پہلے اور سب سے بڑھکر پہچان بیان کی ہے کہ نمازیں قائم کرتے ہیں گویا تمام نیکیوں اور پاکیزگیوں کی اصل یہ ہے کہ غالب و فتحمند قوم نماز باجماعت کی فکر و اہتمام میں مصروف ہو جائے خدا کے فضل و کرم سے اہل نجد خدا کے بتائے ہوئے اس معیار پر پورے اترے خدا ان کو اس راہ پر ثابت رکھے اور مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم کے لئے ان کی ذات کو نمونہ قرار دے۔

نماز اسلام کے فرائض میں سب سے زیادہ اہم و مقدم ہے، مسلمان کا پہلا کام یہی ہے کہ نماز کا اہتمام رکھے اور اس کو اس کی پوری شرائط کی پابندی کے ساتھ انجام دیتا رہے۔ نماز ہی ایسی عبادت ہے جو اگر صحیح طور پر ادا کی جاتی رہے تو عمل کی تمام برائیاں اور دل کی تمام خرابیاں دور کر دیتی ہے اور اس نتیجہ کے لئے وعدہ الٰہی صاف لفظوں میں موجود ہے نماز کی اہمیت خدا کو اس درجہ مد نظر تھی کہ کلام الٰہی میں اس کا ذکر دو چار مرتبہ نہیں سینکڑوں آیتوں میں فرمایا ہے نماز ہی وہ عمل ہے جس کی پرسش حشر میں سب سے بیشتر ہوگی۔ نماز ہی وہ فعل ہے جو ہمارے سچے رسول کو سب سے زیادہ محبوب و عزیز تھا، نماز نام ہے دربار خداوندی میں حاضری کا اور مسلمان کے لئے معراج کا مرتبہ رکھتی ہے کاش ہم سب کو اس کی اہمیت سمجھنے کی توفیق عطا ہو۔ کوئی شخص نجدی ہو یا حجازی حنفی ہو یا شافعی اہل فقہ ہو یا اہل حدیث صوفی ہو یا وہابی اپنا نام جو چاہے رکھے اور اپنے تئیں جس فرقہ کی جانب چاہے منسوب کرے اگر نماز صحیح طور پر پڑھتا ہے اور اس کی پابندی رکھتا ہے اور خدا کے آگے سر جھکاتا رہتا ہے تو وہی شخص حقیقی مسلم ہے، صحیح مومن ہے، اور سچا فرمانبردار ہے۔ (علامہ ماجد)

تاریخی مفاہمت

گاندھی جی اور وائسرائے کی پرخلوص مساعی کا مبارک انجام

اخبار بین حضرات نے مذکورہ مفاہمت کی تفصیل اخبارات میں پڑھ لی ہوگی لیکن چونکہ یہ کانگریس کا ۱۲ ماہ کی سعی کا نچوڑ ہیں اور اس سے جو آئندہ توقعات ہیں وہ تاریخی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے ان بیانات کا محفوظ ہونا بہت ضروری ہے نیز اس لحاظ سے کہ مفصلات کے بہت سے بھائیوں کو تفصیل سے حالات نہ معلوم ہوئے ہوں گے ان کے لئے بھی مولوی میں ان کا چھاپنا مفید تھا یہ جانتا ہوں کہ جب تک یہ پرچہ ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچے گا رفتار ملک بہت آگے ہوگی اور یہ بیانات پرانے معلوم ہوں گے لیکن ان کی وقعت تو ہندوستان کے سوراج ملنے کے بعد بھی باقی رہے گی اور ان دو مقدس ہستیوں کا زرین کارنامہ یادگار رہے گا۔ مدیر

لارڈ ارون کا بیان

گورنر جنرل باجلاس کونسل نے مندرجہ ذیل بیان معلومات عامہ کے لئے بغرض اشاعت دیا ہے:۔

گفت و شنید کا نتیجہ (۱) ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور مسٹر گاندھی کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس کے نتیجہ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک ختم کر دی جائے اور ملک معظم کی حکومت کی منظوری سے حکومت ہند اور مقامی حکومتیں متعلق کارروائیاں عمل میں لائیں۔

دستوری مسائل (۲) دستوری مسائل کے متعلق ملک معظم کی اجازت سے آیندہ مباحث اس اسکیم پر غور و خوض کرنے تک محدود رہیں گے جو گول میز کانفرنس میں حکومت ہند کی آیندہ دستور اساسی کے متعلق زیر بحث لائی گئی ہے وہاں جس اسکیم کا خاکہ بنایا گیا ہے فیڈریشن اس کا ایک لازمی حصہ ہے اور اسی طرح ہندوستانی ذمہ داری اور ہندوستان کے مفاد میں مختلف تحفظات مثلاً فوج معاملات خارجہ اقلیتوں کی پوزیشن ہندوستان کی مالی ساکھ اور فرائض کی ادائیگی اس کے لازمی اجزا ہیں۔

گول میز میں کانگریسیوں کی شرکت (۳) وزیر اعظم نے ۱۹ جنوری ۱۹۳۱ء کو جو اعلان کیا ہے اس کے مطابق کانگریس کے نمائندوں کو گول میز کانفرنس کے آیندہ مباحث میں حصہ لینے کی آسانیاں بہم پہنچائی جائیں گی جو ہندوستان کی آئینی اصلاحات کے متعلق ہونے والے ہیں۔

سمجھوتہ کے حدود (۴) یہ سمجھوتہ ان سرگرمیوں سے متعلق ہے جو تحریک سول نافرمانی سے براہ راست تعلق رکھتی ہیں۔

سول نافرمانی کا خاتمہ (۵) سول نافرمانی قطعاً ختم کر دی جائیگی اور حکومت بھی اسکی جوابی کارروائی کرلے گی۔ سول نافرمانی کے عملی خاتمہ کا مطلب یہ ہے کہ سول نافرمانی کی ترقی کے لئے جس قدر سرگرمیاں عمل میں لائی جاتی ہیں وہ سب بند کر دی جائینگی بالخصوص مندرجہ ذیل سرگرمیاں ختم ہو جائینگی۔

(الف) کسی قانون کی منظم نافرمانی۔

(ب) محصول اراضی یا دیگر آئینی واجبات کی عدم ادائیگی کے متعلق تحریک۔

(ج) تحریک سول نافرمانی کی حمایت میں اخبروں کے پرچوں کی اشاعت۔

(د) سول یا فوجی ملازمین یا دیہاتی عہدہ داروں کو حکومت کے خلاف ورغلانے کی کوشش یا ان کو استعفا داخل کر دینے کی ترغیب۔

بدیشی مال کا مقاطعہ (۶) بدیشی مال کے مقاطعہ کے متعلق دو امور غور طلب ہیں اولاً مقاطعہ کی نوعیت اور ثانیاً مقاطعہ کو عمل میں لانے کی طریقے حکومت کی پوزیشن حسب ذیل ہیں:۔

حکومت ہندوستان کی مادی ترقی کے لئے اقتصادی اور صنعتی تحریک کے سلسلہ میں ہندوستانی صنعت و حرفت کی امداد کو پسند کرتی ہے اور اس کی یہ خواہش نہیں ہے کہ اس مقصد کے لئے ترغیب یا اشتہار کے ذریعہ جو تبلیغ کی جائے اس کو روکنے کی سعی کرے کیونکہ یہ طریقے افراد کی عملی آزادی میں مداخلت نہیں کرتے ہیں اور قیام امن و امان کے خلاف نہیں ہیں لیکن بدیشی مال کا مقاطعہ (سوائے بدیشی کپڑے کے جو تمام غیر ملکی کپڑے پر عائد ہوتا ہے) تحریک سول نافرمانی کے دوران میں خاص طور پر برطانوی مال کے خلاف کیا گیا ہے اور اس کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس کا حقیقی مقصد سیاسی اغراض کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالنا ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ اس نوعیت کا مقاطعہ جو اس غرض کے لئے کیا گیا ہو اس صورت میں مناسب نہیں ہوگا جبکہ کانگریسی نمایندے برطانوی اور ریاستی نمایندوں کے ساتھ کسی اطمینان بخش سمجھوتہ کے لئے دوستانہ اور مخلصانہ بحث و تحیص کر رہے ہوں اس لئے یہ تصفیہ ہو گیا ہے کہ تحریک سول نافرمانی کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر برطانوی مال کا مقاطعہ بھی ختم کر دیا جائیگا اور اس کے بعد جو لوگ سیاسی ہیجان کے وقت میں برطانوی مال کا لین دین بند کر چکے ہیں وہ اس کے لئے آزاد چھوڑ دیئے جائیں گے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنا رویہ بدل دیں گے۔

بدیشی مال پر پکٹنگ (۷) ان طریقوں کے متعلق جو بدیشی مال کی جگہ دیسی مال کو رواج دینے یا منشی اشیاء کے استعمال کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے عمل میں لائے جاتے ہیں، یہ طے ہوا ہے کہ وہ طریقے استعمال نہیں کئے جائینگے جو پکٹنگ کے زیر عنوان آسکتے ہیں الا یہ کہ وہ معمولی قانون کے خلاف نہوں اس قسم کی پکٹنگ غیر جارحانہ ہوگی اور اس میں دباؤ، تخویف، رکاوٹ مخالفانہ مظاہرہ اور پبلک کے لئے مزاحمت نہیں ہوگی اور نہ معمولی قانون کے خلاف کوئی جرم کیا جائیگا اگر کبھی کسی جگہ اس قسم کے طریقے استعمال کئے گئے تو وہاں پکٹنگ ملتوی کر دی جائیگی۔

پولیس کے اعمال کی تحقیقات (۸) مسٹر گاندھی نے حکومت کی

توجہ ان مخصوص الزامات کی طرف منعطف کرائی ہے جو پولیس کے رویہ کے خلاف عائد کئے جاتے ہیں اور ان الزامات کی تحقیقات کے لئے اپنی خواہش ظاہر کی ہے بحالت موجودہ حکومت کے پیش نظر اس طریق عمل میں شدید مشکلات ہیں اور وہ یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کا ناگزیر نتیجہ الزامات اور جوابی الزامات کی صورت میں برآمد ہوگا اور امن و امان کے دوبارہ قیام میں مزاحمت کرے گا ان امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسٹر گاندھی اس لئے رضامند ہو گئے ہیں کہ اس معاملہ میں زور نہ دیں۔

حکومت کی کارروائی

(۹) تحریک سول نافرمانی کے خاتمہ پر جو کہ متعلقہ کارروائی کرنی ہوگی وہ حسب ذیل ہوگی:۔

آرڈیننسوں کی واپسی

(۱۰) تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں جو آرڈیننس جاری کئے گئے ہیں وہ واپس لے لئے جائینگے۔ ۱۹۳۱ء کا آرڈیننس نمبر ۱ جو انقلاب پسندوں کی تحریک سے تعلق رکھتا ہے اس ضمن میں نہیں آتا ہے۔

خلاف قانون جماعتوں کے اعلانات

(۱۱) قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت مختلف جمعیتوں کو خلاف قانون قرار دینے کے لئے جو اعلانات کئے گئے ہیں وہ واپس لے لئے جائینگے بشرطیکہ وہ اعلانات تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں کئے گئے ہوں۔

حکومت برہما نے جو اعلانات اس قانون کے ماتحت کئے ہیں وہ اس ضمن میں نہیں آتے۔

زیر سماعت مقدمات کی واپسی

(۱۲) (الف) تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں جو مقدمات چلائے جا رہے ہیں وہ واپس لے لئے جائینگے بشرطیکہ وہ متشددانہ جرائم سے تعلق نہ رکھتے ہوں (اصطلاحی تشدد یا تشدد کی ترغیب اس میں شامل نہیں ہے)۔

(ب) قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت ضمانتیں طلب کرنے کی جو کارروائی کی جا رہی ہے ان پر بھی یہی اصول عائد ہوں گے۔

(ج) جہاں کہیں مقامی حکومت نے قانون وکلاء کے ماتحت کارروائی کی ہے اور یہ کارروائی سول نافرمانی کے ماتحت ہوئی ہے وہاں یہ مقامی حکومت ہائیکورٹ سے درخواست کرے گی کہ مقدمہ واپس لینے کی اجازت دیدی جائے بشرطیکہ شخص متعلقہ پر تشدد یا ترغیب تشدد کا الزام نہ ہو۔

(د) اگر فوجی سپاہیوں یا پولیس والوں کے خلاف حکم عدولی کے کسی جگہ مقدمات زیر سماعت ہوں تو ان پر یہ اصول نافذ نہیں ہوگا

سیاسی قیدیوں کی عام رہائی

(۱۳) (الف) جو قیدی سول نافرمانی کے سلسلہ میں قید ہیں اور ان پر تشدد (اصطلاحی تشدد یا تشدد کی ترغیب سے مستثنیٰ ہے) کا جرم عائد نہیں ہوا ہے وہ رہا کر دیئے جائینگے

(ب) اگر کوئی قیدی حسب مندرجہ (الف) رہا کیا جائے گا اور اسے کوئی جیل کی ایسی سزا بھی دیگئی ہوگی جس سے تشدد یا تشدد کی ترغیب کا الزام متعلق نہ ہوگا تو یہ جیل کی سزا بھی منسوخ کر دی جائے گی اور اگر اس نوعیت کا کوئی مقدمہ اس قیدی کے زیر سماعت ہوگا تو وہ بھی واپس لے لیا جائیگا۔

(ج) فوجی سپاہی اور پولیس کے آدمی جنہیں احکام کی نافرمانی کے الزام میں سزا دیگئی ہے جس کی مثالیں بہت کم ہیں اس اعلان رہائی کے ماتحت نہ آئینگے۔

جرمانوں کی معافی

(۱۴) جرمانے جو ابتک علام وصول ہیں معاف کر دیئے جائینگے ضابطہ فوجداری کے ماتحت ضمانت کی دفعات کی رو سے جن لوگوں کی جائدادیں ضبط ہوئی ہیں اور ضمانتیں وصول نہیں ہوئی ہیں تو وہ بھی واپس کر دی جائیں گی وصول شدہ جرمانے اور ضبط شدہ ضمانتیں خواہ کسی قانون کی رو سے ضبط ہوئی ہوں واپس نہ کی جائینگی۔

زائد پولیس کی واپسی

(۱۵) سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں جن مقامات پر باشندگان کے خرچ پر زائد پولیس مقرر کی گئی ہے مقامی حکومتوں کی مرضی کے مطابق ہٹالی جائیگی۔ مقامی حکومتیں اس رقم کو واپس نہ کریں گی جو خرچ سے زیادہ نہ ہو اور جو وصول ہو چکی ہو بلکہ ان رقوم کو معاف کر دیں گی جو اب تک وصول نہیں ہوئی ہیں۔

جائداد منقولہ کی واپسی

(۱۶) (الف) جائداد منقولہ کہ جس کا قبضہ غیر قانونی نہیں ہے اور جسے تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں آرڈیننسوں کے ماتحت یا ضابطہ فوجداری کی کسی دفعہ کی رو سے ضبط کیا گیا ہے واپس کر دیا جائے گا بشرطیکہ وہ اب تک حکومت کے قبضہ میں ہو۔

(ب) مالگذاری یا دیگر اقسام کے بقایوں کی وجہ سے جو جائداد منقولہ ضبط کی گئی ہے واپس کر دی جائے گی اور یہ کہ کلکٹر ضلع کے پاس یہ باور کرنے کے وجوہ موجود ہوں کہ باقیدار بعد میں بھی ایک معقول مدت کے عرصہ میں بقایا ادا نہ کرے گا۔

معقول مدت کا تصفیہ کرنے میں اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے گا کہ بقایا ادا کرنے کے لئے وہ ناقص مہلت چاہتا ہے اور اگر ضرورت ہوئی تو مالگذاری کی وصولی کو مروجہ قانون مالگذاری کی رو سے ملتوی کیا جا سکیگا۔

(ج) زمین کو اگر کوئی نقصان پہنچا ہے تو اس کا کوئی تاوان نہ دیا جائے گا۔

(د) اگر جائداد منقولہ فروخت کر دی گئی ہے یا حکومت نے اسے کسی اور طریقہ پر قطعی طور پر علیحدہ کر دیا ہے تو حکومت اس کا بھی کوئی معاوضہ نہ دے گی۔ اور اس کی فروخت یا علیحدگی سے جو آمدنی ہوئی ہے وہ بھی واپس نہ کرے گی سوائے اس کے کہ وہ ان جائز مطالبات سے زیادہ ہو جن کی عدم وصولی میں جائداد قرق یا فروخت کی گئی تھی۔

(ہ) اگر کسی شخص کو یہ شکایت ہے کہ اس جائداد کی قرقی ابلاس کا نیلام مروجہ قوانین کے خلاف ہوا ہے اور وہ قانونی چارہ جوئی کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو اس کی اجازت ہوگی

جائداد غیر منقولہ کی واپسی

(۱۷) (الف) آرڈیننس نمبر ۹ مجریہ ۱۹۳۰ء کی رو سے جو غیر منقولہ جائدادیں ضبط کی گئی ہیں انھیں اسی آرڈیننس کی دفعات کے مطابق واپس کر دیا جائیگا۔

(ب) زمین یا دوسری قسم کی غیر منقولہ جائداد کو جو حکومت کے قبضہ میں ہوگی اور جسے مالگذاری یا دیگر اقسام کے بقایوں کی علت میں ضبط یا قرق کیا گیا ہے واپس کر دیا جائیگا البتہ سوائے اس کے کہ کلکٹر ضلع کے پاس یہ باور کرنے کے وجوہ موجود ہوں کہ بقایا دار واجب مطالبہ کو ایک معقول مدت کے اندر ادا نہ کرے گا۔

معقول مدت کا تصفیہ کرنے میں اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے گا کہ بقایا دار بقایا ادا کرنے کے لئے تیار رہے اور واقعی کچھ دنوں کی مہلت چاہتا ہو اور اگر ضرورت ہوگی تو مالگزاری کے عام اصولوں کے ماتحت اسے کچھ دنوں کی مہلت دی جاسکے گی۔

(ج) ایسی صورتوں میں جن میں جائداد غیر منقولہ کو کسی تیسرے فریق کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا ہو جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اسے قطعی سمجھا جائیگا۔

نوٹ مسٹر گاندھی نے حکومت کے سامنے یہ بیان کیا کہ ان کی اطلاع اور علم کے مطابق اس قسم کے واقعات موجود ہیں جن میں جائدادوں کو نامنصفانہ اور بیجا طور پر فروخت کیا گیا ہے حکومت کے پاس اس کے متعلق جو اطلاعات ہیں ان کی بنا پر وہ اس دعوے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے

(د) اگر کسی شخص کو یہ شکایت ہو کہ اس کی جائداد کی ضبطی یا قرقی جائز طور پر نہیں ہوئی اور وہ قانونی چارہ جوئی چاہتا ہے تو وہ ایسا کر سکے گا۔

مالگزاری کی وصولی میں شکایات کی تحقیقات

(۱۸) حکومت کو یقین ہے کہ اس قسم کی مثالیں بہت ہی کم موجود ہیں جن میں مالگزاری مروجہ قوانین کے مطابق ادا نہیں کی گئی ہے بہرحال اگر ایسی کوئی مثال ہے تو ان کو طے کرنے کی غرض سے مقامی حکومتیں حکام ضلع کے نام ہدایات جاری کردیں گی وہ اس قسم کی معین شکایات کی فوراً تحقیقات کریں اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بیجا کارروائی کی گئی ہے تو بلا تاخیر اس کی اصلاح کی جائیگی۔

مستعفی ہونے والوں کے دوبارہ تقرر کا سوال

(۱۹) ان صورتوں میں جن میں خالی اسامیوں کو مستقل طور پر پر کر دیا گیا ہو حکومت ان لوگوں کو دوبارہ مقرر نہ کرسکے گی جو پہلے ان جگہوں پر مقرر تھے ان کے علاوہ استعفوں کے دوسرے واقعات پر ان کی نوعیت کے اعتبار سے مقامی حکومتیں غور کریں گی اس بارہ میں مقامی حکومتیں ان لوگوں کی درخواستوں پر جو دوبارہ تقرر کی خواہش کرینگے نرمی سے کام لے گی۔

قانون نمک میں تبدیلی کا سوال

(۲۰) نمک کے متعلق مروجہ قانون میں حکومت کوئی تنسیخ یا تبدیلی نہیں کرسکتی اور نہ ملک کی موجودہ مالی مشکلات کی صورت میں قانون نمک میں کوئی اہم تبدیلی کرسکتی ہے لیکن غربا کے بعض طبقوں کی امداد کے خیال سے حکومت اس کے لئے تیار ہے کہ وہ اپنے انتظامی ضوابط میں اسی قدر وسعت پیدا کردے جیسا کہ بعض مقامات پر اس وقت بھی رائج ہے تاکہ ان دیہات کے مقامی باشندوں کو جہاں نمک بنایا یا جمع کیا جاسکتا ہے وہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے یا وہیں فروخت کے لئے نمک جمع کرسکیں یا بنا سکیں لیکن وہ ان دیہات کے باہر کے لوگوں کے لئے ایسا نہیں کرسکتے۔

حکومت کی ذمہ داری

(۲۱) اگر کانگریس اس تصفیہ کی پوری پوری پابندی نہ کرسکی تو حکومت کو امن وامان قائم رکھنے کے لئے ضروری کارروائیاں کرنے کا حق ہوگا۔

عارضی صلح کی شرائط کا خلاصہ

حکومت کیا کرے گی

(۱) تمام آرڈی ننس واپس لے لئے جائینگے۔
(۲) خلاف قانون جماعتوں کے اعلانات واپس لے لئے جائینگے
(۳) زیر سماعت مقدمات اٹھا لئے جائینگے۔
(۴) سیاسی قیدی (غیر متشدد) رہا کر دیئے جائینگے۔
(۵) جرمانے وصول نہیں کئے جائینگے۔
(۶) تعزیری پولیس ہٹالی جائے گی۔
(۷) جائداد منقولہ جس پر حکومت نے قبضہ کرلیا ہے واپس دیدی جائے گی۔
(۸) جائداد منقولہ جو ضبط کرلی گئی ہے اور جس پر حکومت کا قبضہ ہے واپس کردی جائیگی
(۹) واجبات کی وصولیابی میں جو بے ضابطگیاں کی گئی ہیں ان کی تحقیقات کیجائیگی۔
(۱۰) جو ملازمین سرکار برخاست کئے گئے ہیں ان کی بحالی کے متعلق وسعت قلب سے کام لیا جائے گا۔
(۱۱) غربا کو نمک بنانے اور فروخت کرنے کی آزادی حاصل ہوگی اور قانون نمک میں اس آزادی کے متعلق ترمیم کردی جائیگی۔

کانگریس کیا کرے گی

(۱) متمرد قانون شکنی نہیں کی جائیگی۔
(۲) عدم ادائیگی محصولات کی تحریک ختم کردی جائیگی۔
(۳) خلاف قانون بلیٹن شائع نہیں کئے جائینگے۔
(۴) سرکاری ملازمین کو استعفا داخل کرنے کی ترغیب نہیں دی جائیگی
(۵) برطانوی مال کے مقاطعہ کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال نہیں کیا جائیگا۔
(۶) پکٹنگ صرف پر امن طریق پر کی جائیگی۔

نتیجہ کیا ہوگا

کانگریس کے نمایندوں کی ایک کافی تعداد گول میز کانفرنس کے آیندہ اجلاسوں میں شرکت کے لئے آمادہ ہو جائیگی۔

مہاتما گاندھی کا بیان

دہلی ۵ مارچ۔ آج شام کو ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر گاندھی جی نے امریکہ اور ہندوستان کے منتخب صحیفہ نگاروں اور اخباری نمایندوں کے سامنے مندرجہ ذیل تاریخی بیان دیا گاندھی جی کو یہ بیان تحریر کرانے میں تقریباً [illegible] لگا انہوں نے فرمایا۔

سب سے پہلے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وائسرائے نے بہیم صبر وتحمل اور ان تھک محنت ومشقت سے کام نہ لیا ہوتا اور اس دوران میں برابر اپنی تہذیب اخلاقی

کا مظاہرہ نہ کرتے رہتے تو اس قسم کا سمجھوتہ جیسا کہ ہو گیا ہرگز ممکن نہ ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے انھیں برافروختہ کرنے کے مواقع متعدد بار بہم پہنچائے ہوں گے اور میری حرکات ان کے واسطے صبر آزما بھی ثابت ہوئی ہوں گی مگر مجھے ایک موقع بھی ایسا یاد نہیں جبکہ وہ مشتعل ہو گئے ہوں یا انہوں نے دامن صبر و تحمل کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا ہو مجھے اس کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ وہ اس نازک گفت و شنید کے دوران میں برابر صاف گوئی اور راست روی سے کام لیتے رہے اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اس امر کا عزم بالجزم کر لیا تھا کہ اگر سمجھوتہ ممکن ہوا تو وہ اس موقع کو ہرگز ضائع نہ ہونے دیں گے مجھے اس کا بھی اقرار کرنا چاہیئے کہ جب میں نے گفت و شنید شروع کی ہے تو میں خوف کی وجہ سے کانپ رہا تھا مجھے نتیجہ کے متعلق تو کوئی اعتماد نہیں تھا لیکن گفت و شنید شروع ہوتے ہی انہوں نے تمام شکوک و شبہات کو رفع کر کے میرے بوجھ کو ہلکا کر دیا جہاں تک میرا تعلق ہے میں بلا خوف و تردید کہہ سکتا ہوں کہ جب میں نے لارڈ ارون کو دعوت نامہ کی دعوت دینے کے لئے خط لکھا ہے تو یہ پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ میں سمجھوتہ کی سعی میں انھیں سبقت نہیں لیجانے دوں گا بشرطیکہ وہ سمجھوتہ عزت کے ساتھ ہو سکتا ہو اس لئے میں قادر مطلق کا شکر گذار ہوں کہ سمجھوتہ ہو گیا اور آخر کار ملک کو اس وقت ان مصائب و تکالیف سے نجات مل گئی جو انقطاع گفت و شنید کی صورت میں بہت زیادہ شدت کے ساتھ برداشت کرنی پڑتیں میری خدا سے دعا ہے کہ یہ نجات عارضی ہونے کے بجائے دائمی صورت اختیار کرے۔

دونوں کی فتح اس قسم کے سمجھوتہ کے لئے یہ کہنا ترین دانشمندی نہیں ہے کہ کسی ایک فریق کو فتح حاصل ہوئی ہے اگر کوئی فتح ہوئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ فتح دونوں کی ہے کانگریس نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ فتح کے لئے جد و جہد کر رہی ہے موجودہ حالات کی موجودگی میں کانگریس کے پیش نظر ایک معین منزل مقصود ہے اور بغیر اس منزل مقصود تک پہنچے ہوئے فتح کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا اس لئے میں اپنے اہل ملک سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر انھیں شرائط صلح میں کوئی بات مسرت انگیز نظر بھی آئے تو وہ بجا سے مسرور ہونے کے خدا کے سامنے نہایت عاجزی کے ساتھ دست دعا دراز کریں اور اس سے التجا کریں کہ وہ انھیں ایسی طاقت اور عقل عطا فرمائے جس کے ذریعہ وہ اپنے حقیقی مقصد کی کامیابی کا راستہ طے کر سکیں خواہ وہ راستہ مصائب و تکالیف کا ہو یا صبر کے ساتھ گفت و شنید کا خواہ اس میں باہمی مشوروں سے کام لینا پڑے یا کانفرنسوں سے۔

تکالیف و مصائب کا سلسلہ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ لاکھوں انسان جنہوں نے گذشتہ بارہ مہینوں میں انتہائی مصائب برداشت کر کے جنگ آزادی میں حصہ لیا ہے اب کانفرنس اور تعمیر کے زمانہ میں بھی اسی آمادگی اور وابستگی، سعی اور دانشمندی کا ثبوت بہم پہنچائیں گے جو موجودہ تاریخ ہند کے "دور شجاعت" میں ان کا مابہ الامتیاز جوہر رہی ہے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جہاں اس قسم کے مرد اور عورتیں موجود ہیں جنہیں اس سمجھوتہ سے مسرت حاصل ہوگی وہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو بہت زیادہ مایوس ہوں گے اور مایوس ہو رہے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کے لئے بہادری کے ساتھ مصائب برداشت کرنا اور زندگی ہو گیا کہ انہیں مصائب سے اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ اور کسی چیز سے نہیں ہوتی اگر ناقابل مصائب کا سلسلہ لا تنا ہی ہو جائے تو وہ ہمیشہ ان مصائب کو برداشت کرتے رہیں گے لیکن جب کبھی مصائب ختم ہوتے ہیں تو وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کا مشغلہ جاتا رہا اور منزل مقصود ان سے دور ہو گئی ان سے مجھے صرف یہی کہنا ہے کہ وہ واقعات کا انتظار کریں وہ جاکر دیکھو خدا سے دعا کرو اور بہتری کی امید رکھو تکالیف و مصائب کی حدود اچھی طرح متعین ہیں مصیبتیں دانشمندانہ بھی ہو سکتی ہیں اور غیر دانشمندانہ بھی اور جب کبھی ان حدود سے کوئی حد آ جائے تو پھر تکالیف کو جاری رکھنا صرف غیر دانشمندانہ ہی نہیں بلکہ انتہائی احمقانہ فعل ہوگا

سمجھوتہ عارضی ہے اگر آپ کا مقابل یہ آسانی پیدا کر دیتا ہے کہ آپ اس کے ساتھ اپنے مطالبات پر بحث و تمحیص کر سکیں تو پھر مزید تکلیف کا برداشت کرنا حماقت ہوگا اگر حقیقی طور پر راستہ کھلتا ہے تو ہر ایک شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور میری ناچیز رائے میں اس سمجھوتہ نے حقیقتاً راستہ کھول دیا ہے اس قسم کا سمجھوتہ جیسا کہ ہوا ہے عارضی ہی ہو سکتا ہے یہ مصالحت بہت سے دیگر حالات پر جو وقوع پذیر ہو رہے ہیں منحصر ہے لکھی ہوئی عبارت کے اکثر حصہ کو "عارضی صلح کے شرائط" سمجھ لیا گیا ہے۔ ہمیں قدرتی طور پر ایسا کرنا پڑا ہے کیونکہ کانفرنس کے مباحث میں کانگریس کی شرکت سے قبل بہت سی باتیں ہونی ضروری تھیں ان باتوں کا بیان کر دینا قطعاً ضروری تھا لیکن صرف گزشتہ غلطیوں کی تلافی ہی کانگریس کا منتہائے مقصود نہیں ہے خواہ وہ کتنی ہی اہم اور غیر ضروری کیوں نہ ہوں کانگریس کا منتہائے مقصود مکمل سوراج ہے جس کا ترجمہ انگریزی میں لاپرواہی کے ساتھ "مکمل آزادی" کر لیا گیا ہے مکمل سوراج دوسری اقوام کی طرح ہندوستان کا بھی پیدائشی حق ہے اور وہ کسی ایسی چیز سے مطمئن نہیں ہو سکتا جو اس سے کم درجہ رکھتی ہو۔ تمام سمجھوتہ میں یہ دلفریب لفظ کہیں نظر نہیں آتا جس فقرہ میں نہایت ہوشیاری کے ساتھ اس لفظ کو چھپایا گیا ہے وہ ذو معنین ہے اور اسے عمداً ذو معنین رکھا گیا ہے۔

عمارت کے تین ستون حکومت وفاقی ایک سراب بھی ہو سکتی ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ایسی زندہ اور ترقی پذیر حکومت ہو جس کے دست و بازو اسے تقویت پہنچانے کے لئے کام کریں ذمہ داری جو دستوری صورت کا دوسرا ستون ہے صرف ایک کی ٹٹی بھی ثابت ہو سکتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایک طویل اور کشادہ نہ جھکنے والی اور نہ جھک سکنے والی بلوط کی لکڑی ہو۔ ہندوستان کے مفاد کی خاطر جو تحفظات مقرر کئے جائیں وہ بالکل موہوم بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایسے مضبوط رسے ہوں جن میں ملک کے ہاتھ اور پاؤں جکڑ دیئے جائیں اور اس کی گردن کو باندھ کر گھسیٹا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی حیثیت اس چہار دیواری کی مانند ہو جو کسی ایسے نازک پودے کے گرد بنائی جاتی ہے جو بہت زیادہ توجہ اور دیکھ بھال کا محتاج

ہوتا ہے ان تین ستونوں کو ہر ایک جماعت اپنے خیال کے مطابق ایک نئے معنی پہنا سکتی ہے تاہم تہ کے اس فقرہ میں ہر جماعت کو اس کی آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے خیال کے مطابق کام کرے۔ کانگریس نے کانفرنس کے آئندہ مباحث میں حصہ لینے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ اسی بنا پر ہے کہ وہ حکومت وفاقی ذمہ دار کی تحفظات یا ان کے اور جو کچھ نام رکھے جائیں ان کو ایسا بنا دے کہ وہ ہندوستان کی حقیقی سیاسی معاشرتی، اقتصادی اور اخلاقی ترقی کے کفیل ہو سکیں اگر کانگریس نے اپنی پوزیشن کو کانفرنس میں تسلیم کرا لیا تو میرا دعویٰ ہے کہ اس سعی کا نتیجہ مکمل آزادی کی صورت میں برآمد ہوگا لیکن میں جانتا ہوں کہ راستہ دشوار گزار ہے۔ بہت سی چٹانیں بہت سے گڑھے راہ میں حائل ہیں اگر کانگریسیوں نے اس کام کو جس کے لئے انھیں دعوت دی گئی ہے اعتماد و ہمت کے ساتھ شروع کیا تو مجھے نتائج کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہے اس لئے اب اس امر کا انحصار ان ہی پر ہے کہ وہ خواہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر کوئی ایسی شاندار اور خوبصورت چیز بنائیں جو قابل دید ہو یا پھر خود اعتمادی اور جرأت و ہمت کے فقدان سے اس موقع کو تلف ہو جانے دیں۔

دوسروں کی امداد

لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کام میں کانگریسیوں کو دوسری جماعتوں کی امداد بھی درکار ہوگی ہندوستان کے والیان ملک کی امداد کی بھی انھیں ضرورت ہوگی اور وہ انگریزوں کی امداد کے بھی مساوی طور پر حاجتمند ہوں گے موجودہ نازک موقع پر مختلف جماعتوں سے کوئی اپیل کرنا نہیں چاہتا مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لئے کانگریسیوں سے کچھ کم خواہشمند نہیں ہیں۔

والیان ریاست اور حکومت وفاقی

گو والیان ریاست کا معاملہ مختلف ہے جس وقت انہوں نے وفاقی کے خیال کو منظور کر لیا تب تو مجھے یقیناً بہت زیادہ حیرت ہوئی تھی لیکن اگر وہ وفاقی ہندوستان میں برابر کے حصہ دار ہو گئے تو میں کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ خود اپنی مرضی سے اس حیثیت پر پہنچ جائیں گے جس کا برطانوی ہند ایک مدت سے خواہشمند رہا ہے اگر خالص استبدادیت کو خواہ وہ کیسی ہی وسیع القلب کیوں نہ ہو خالص شورائیت کے ساتھ مخلوط کر دیا جائے تو اس کا یقینی نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں کا مرکب دفعتہً پھٹ جائے گا اس لئے میرے نزدیک ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مصالحانہ رویہ اختیار کریں اور ان کی آئندہ شریک ان سے جو درخواست کرے اسے عجلت کے ساتھ رد نہ کریں۔

اگر انہوں نے کسی ایسی بات کو سننے سے انکار کر دیا تو وہ کانگریس کی پوزیشن کو بہت بدنما بنا دیں گے۔ کانگریس تمام ہندوستان کے باشندوں کی نمائندہ ہے یعنی یہ کہ وہ تمام ہندوستان کے باشندوں کی نمائندگی کی سعی کرتی ہے اس کے نزدیک ان لوگوں میں جو برطانوی ہند میں رہتے ہیں اور ان لوگوں میں جو دیسی ریاستوں میں رہتے ہیں کوئی فرق نہیں ہے کانگریس ریاستوں کے معاملات داخلی میں مداخلت کرنے سے نہایت دانشمندی اور احتیاط کے ساتھ محترز رہی ہے اور اس نے یہ طرز عمل اس لئے اختیار کیا ہے کہ ریاستوں کے نازک احساسات کو بلاضرورت مجروح نہ کیا جائے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ کانگریس اپنی آواز کو کسی مناسب موقع پر ریاستوں تک پہنچانا چاہتی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ وہ موقع اب آن پہنچا ہے کیا میں یہ امید کر سکتا ہوں کہ والیان ریاست اب ریاستی باشندوں کی طرف سے کانگریس کی اپیل پر توجہ فرمائیں گے۔

انگریزوں سے اپیل

میں اسی قسم کی اپیل انگریزوں سے بھی کرنا چاہتا ہوں اگر ہندوستان کانفرنس اور مشورہ سے خود مختاری حاصل کر سکتا ہے تو انگریزوں کی نیک نیتی اور عملی امداد اس کے لئے نہایت ضروری ہے مجھے اس کا اعتراف کرنا چاہئے کہ کانفرنس کے لندنی اجلاسوں میں جو اختیارات انہوں نے بظاہر چھوڑے ہیں وہ تقریباً نصف بھی نہیں ہیں اور ہندوستان کے پیش نظر جو منتہائے مقصود ہے اس سے ابھی بہت دور ہیں اگر انگریزوں کا ارادہ یہ ہے کہ وہ حقیقی امداد پہنچائیں تو انھیں اس کے لئے تیار ہونا چاہئے کہ وہ ہندوستانیوں کو بھی آزادی کی وہی چمک محسوس کرا دیں جس کو حاصل کرنے کے لئے وہ خود اپنی جان عزیز تک کو قربان کر دیں گے اس کے لئے انگریزوں کو بہادرانہ جرأت سے کام لینا پڑے گا کہ وہ ہندوستان کو لغزشوں اور خطاؤں کے جنگل میں بھٹکنے کے لئے تنہا چھوڑ دیں جو آزادی میں غلطیاں کرنے حتیٰ کہ گناہ کرنے کی آزادی شامل نہیں ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اسے حاصل کیا جائے اگر قادر مطلق نے ایک عاجز ترین بندہ کو گناہ و خطا کی آزادی دی ہے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انسان خواہ وہ کتنے ہی تجربہ کار اور قابل کیوں نہ ہوں دوسرے انسانوں کو اس قیمتی حق سے محروم کرنے کے بعد کس طرح خوش ہو سکتے ہیں بہرحال یہ امر یقینی ہے کہ کانگریس کو شرکت کانفرنس کی دعوت دینے میں یہ مفہوم شامل ہے کہ کانگریس عذر ناقابلیت کے علاوہ اور کسی بنا پر مکمل آزادی کے مطالبہ کو ترک کرنے کے لئے تیار نہ ہوگی اور کانگریس ہندوستان کو ایسا کمزور و بیمار بچہ نہیں سمجھتی کہ اس کے لئے کسی دایہ کی نگہداشت بیرونی امداد اور دوسرے سہارے درکار ہوں۔

اقوام عالم سے اپیل

میں جمہور امریکہ کے باشندوں سے بھی اپیل کرنا چاہتا ہوں اور دنیا کی دوسری قوموں کو بھی ان کے ساتھ شامل کرتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ اس جدوجہد نے جو حق و صداقت اور عدم تشدد وہ افسوس! جس سے بعض اوقات ہم حامیان عدم تشدد بھٹک گئے ہیں پر مبنی ہے ان کے تخیل کو گرما دیا ہے اور ان کے اشتیاق و استعجاب کو مشتعل کر دیا ہے اشتیاق و استعجاب سے گذر کر یہ قومیں بالخصوص امریکہ اظہار ہمدردی کے ذریعہ معقول امداد پہنچا رہے ہیں اور میں کانگریس اور اپنی طرف سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم اس ہمدردی کے لئے صدق دل سے ممنون ہیں مجھے امید ہے کہ کانگریس اس دقت طلب، دشوار کام میں مشغول ہے اس میں بھی نہ صرف ان اقوام کی ہمدردی ہمارے ساتھ قائم رہے گی بلکہ اس میں روز بروز ترقی ہوتی جائے گی میں انتہائی عاجزی کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اگر ہندوستان صداقت اور عدم تشدد کے ذریعہ اپنے منتہائے مقصود تک پہنچ جاتا ہے تو وہ امن عالم کے قیام میں بہت زیادہ امداد پہنچائے گا جس کے لئے دنیا کی تمام قومیں بیقرار ہیں اور اس طرح ہندوستان کی طرف سے اس امداد کا کسی قدر بدلہ ہو سکے گا جو دوسری قومیں اسے پہنچاتی رہی ہیں۔

پولیس اور سول سروس سے اپیل

میری سب سے آخری اپیل پولیس

اور سول سروس کے شعبوں سے ہے سمجھوتے کی دفعات میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ میں نے پولیس کی بعض ہیبتناک زیادتیوں کے متعلق تحقیقات کا مطالبہ کیا تھا یہ تحقیقات کیوں نہیں ہوئی اس کی وجہ خود سمجھوتہ میں موجود ہے سول سروس اس مشینری کا ایک اہم پرزہ ہے جس کو پولیس کا محکمہ چلاتا رہتا ہے اگر وہ حقیقتاً یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستان جلد اپنے گھر بار کا مالک ہونے والا ہے اور انھیں وفادار اور مخلص خادموں کی طرح اس کی خدمت کرنی ہے تو انھیں چاہیئے کہ وہ اس وقت بھی ایسا طرز عمل اختیار کریں کہ جب کبھی عام لوگوں کو سول سروس کے اراکین یا پولیس کے محکمہ سے کوئی واسطہ پڑے تو وہ یہ سمجھیں کہ حقیقتاً ان کا واسطہ اپنے ملازموں سے پڑا ہے جو اگرچہ معزز اور دانشمند ہیں مگر بہرحال ملازم ہی ہیں آقا نہیں ہیں۔

انقلاب پسندوں سے اپیل

مجھے ان ہزاروں نہیں تو سینکڑوں رفقائے جیل کے متعلق بھی کچھ کہنا ہے جن کی طرف سے مجھے بہت سے برقی پیغامات موصول ہوئے ہیں اور جو اس وقت بھی جیل خانوں میں پڑے رہیں گے جبکہ وہ تمام ستیہ گرہی قیدی رہا کردیئے جائینگے جو گزشتہ بارہ مہینہ میں قید ہوئے ہیں۔ ذاتی طور پر میں ان لوگوں کو بھی قید کرنے کا قائل نہیں ہوں جنہوں نے تشدد کا ارتکاب کیا ہو مجھے معلوم ہے کہ جن لوگوں نے سیاسی داعیات کی بنا پر تشدد کیا ہے وہ یہ دعویٰ کرنے کے مستحق ہیں کہ ان میں اگر میری جیسی عقل نہیں ہے تو کم از کم وہ محبت اور ایثار ضرور موجود ہے جس کا میں دعویدار ہوں اور اس لئے اگر میں اپنی یا دیگر ستیہ گرہیوں کی آزادی کے بجائے ان کی حاصل کرسکتا تو ضرور حاصل کرتا لیکن میں یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اس امر کو محسوس کرلیں گے کہ میں ان کی آزادی کا جائز طور پر مطالبہ نہیں کرسکتا تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں یا ورکنگ کمیٹی انھیں بھول گئے ہیں۔ کانگریس نے تعاون کا جو راستہ اختیار کیا ہے وہ اگرچہ عارضی ہے مگر پورے غور و خوض کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے اگر کانگریس نے ان شرائط کو باعزت طریقہ پر پوری طرح تکمیل کو پہنچا دیا جو سمجھوتہ میں ان کی طرف عاید کی گئی ہیں تو کانگریس کے پرسٹیج (اقتدار) کا پھر کوئی مقابلہ نہ کرسکے گا اور حکومت کو اس کا یقین ہوجائے گا کہ صرف کانگریس ہی میں امن و امان قائم کرنے کی طاقت ہے جیسا کہ میرے خیال میں کانگریس نے سول نافرمانی جاری رکھنے کی قابلیت کو پورے طور پر ثابت کردیا ہے اور اگر عام لوگوں نے کانگریس کو وہ قوت اور پرسٹیج عطا کردیا تو میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمام سیاسی قیدی اور نظر بند میرٹھ کے قیدی اور دیگر قیدی بہت جلد رہا ہوجائینگے۔

متشدد جماعت کا انتظام

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں ایک ایسی مختصر مگر سرگرم منظم جماعت موجود ہے جو ہندوستان کی آزادی تشدد کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتی ہے میں پہلے کی طرح ایک مرتبہ پھر اس منظم جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی سرگرمیوں سے باز آئے اور اگر وہ ابھی تک اپنے عقیدہ کی بنا پر تیار نہیں ہے تو کم از کم مصلحت کی بنا پر ہی تیار ہوجائے غالباً انہوں نے کسی نہ کسی درجہ میں یہ محسوس کرلیا ہوگا کہ عدم تشدد میں کس قدر طاقت مضمر ہے وہ اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ عدم تشدد کے پراسرار مگر یقینی اثر نے جو عام بیداری پیدا کردی ہے وہ کسی طرح معجزہ سے کم نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ ذرا صبر سے کام لیں اور کانگریس کو یا مجھے اس کا موقع دیں کہ ہم حق و صداقت اور عدم تشدد کی اسکیم کو عملی جامہ پہنا سکیں بہرحال گاندھی کے سفر کو ابھی مشکل سے ایک سال گزرا ہے تیس کروڑ انسانوں کے متعلق جو تجربہ کیا جارہا ہے اس کی مدت میں ایک سال زیادہ سے زیادہ ایک سکینڈ کا حکم رکھتا ہے ابھی اور انتظار کرنے کی ضرورت ہے انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی بیش بہا زندگیوں کو مادر وطن کی ان خدمات کے لئے محفوظ رکھیں جو انہیں بہت جلد انجام دینی ہیں اور کانگریس کو اس کا موقع دیں کہ وہ دوسرے تمام سیاسی قیدیوں کو بھی رہا کرا دے اور ان لوگوں کو پھانسی کے پھندوں سے چھڑا دے جو قتل عمد کے جرم میں ماخوذ ہوئے ہیں۔

مگر میں غلط امیدیں قائم کرانا نہیں چاہتا میں صرف وہی کہہ سکتا ہوں جو میری اور کانگریس کی خواہش ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم سعی کریں نتیجہ ہمیشہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

عارضی سمجھوتہ کو مستقل بنانیکی سعی

ایک بات میں ذاتی طور پر اور کہہ دوں اور اس کے بعد میرا بیان ختم ہوجائیگا میرا یقین ہے کہ میں نے ایک باعزت سمجھوتہ کرنے میں اپنی تمام قوت صرف کردی میں نے لارڈ ارون سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جہانتک سمجھوتہ کی شرائط کے متعلق کانگریس کی ذمہ داری کا سوال ہے میں ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے پوری طاقت سے کام کروں گا میں نے یہ سمجھوتہ اس لئے نہیں کیا ہے کہ جس وقت پہلا موقع اس کے توڑنے کا مجھے ملے میں اسی وقت اس کو توڑ دوں بلکہ میں نے یہ سمجھوتہ اس نیت سے کیا ہے کہ فی الحال جو کچھ عارضی ہے اسے مستقل بنا دوں اور جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کانگریس زندہ ہے اس سمجھوتہ کو اس کی تمہید ثابت کردوں۔ آخر میں میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس سمجھوتہ کو ممکن بنانے کے لئے برابر کوشش کرتے رہے تھے۔

انٹرویو اور تشریحات

دہلی ۱۰ مارچ۔ آج گاندھی جی نے ہندوستانی اور بیرونی اخبارات کے نمایندوں کو جواب دیتے ہوئے بہت سے اہم معاملات کے متعلق اپنے نقطۂ نگاہ کی توضیح و تشریح کی گاندھی جی نے ایسوشی ایٹڈ پریس کے نمایندہ سے کہا۔

گاندھی جی۔ "پورن سوراج" کا مطلب "مکمل حکومت خود اختیاری" یا "اندرونی نظم حکومت" ہے پورن سوراج کے مفہوم سے کسی قوم کے ساتھ تعلق خارج نہیں ہے اس کا مطلب صرف یہ ہوسکتا ہے کہ وہ تعلق باہمی مفاد کی خاطر ہے اور دونوں کی رضامندی پر منحصر ہے "پورن سوراج" ہندوستان کے سلطنت برطانیہ میں شامل رہنے پر حاوی ہے لیکن انگلستان کے ساتھ ہماری شرکت بالکل مساوی شرائط پر مبنی چاہیئے۔

نمایندہ۔ کیا مکمل آزادی کا مطلب انگلستان سے علیحدگی نہیں ہے؟

گاندھی جی۔ عوام کے دماغ میں اس کا مفہوم یہی ہے کیونکہ عوام یہ تصور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ انگلستان کبھی بھی ایمانداری کے ساتھ ہندوستان کا مساوی شریک ہوسکے گا میرے بعض رفقاء کا بھی یہی خیال ہے کہ انگریزی مدبرین کبھی اس کے لئے اپنے آپ کو آمادہ نہ کرسکیں گے کہ ہندوستان کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جائے بہت ممکن ہے کہ میں ایک خبطی ہوں مگر میرا خیال جداگانہ ہے مجھے وہ دن نظر آرہا

ہے جبکہ ہندوستانی قوم کا مرکز ڈاؤننگ اسٹریٹ کے بجائے دہلی ہوگا اور ہم تیس کروڑ مساوات کی مسرت سے محظوظ ہو رہے ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ برطانوی باشندے عالی انسان ہیں اور وہ اپنے لئے آزادی کے شیدائی ہیں دوسروں کو آزادی دینا اس سے صرف ایک قدم آگے ہے۔"

گاندھی جی نے اس کو تسلیم کیا کہ جس مساوات کے وہ طلبگار ہیں اس میں ہندوستان کی خواہش کے مطابق برطانیہ سے علیحدگی شامل ہے۔

نمائندہ کیا آپ برطانیہ کو ایک حکمران قوم کی حیثیت سے قابل ترجیح سمجھتے ہیں۔

گاندھی جی۔ میں اقوام کے درمیان کوئی انتخاب نہیں کرتا کیونکہ میں اپنے لئے سوائے اپنے اور کسی کی حکومت کا خواہشمند نہیں ہوں۔

نمائندہ۔ اگر آپ آزادی حاصل کریں تو کیا یہ آزادی برطانوی جھنڈے کے سایہ میں نہ ہوگی؟

گاندھی جی۔ نہیں! یہ آزادی ایک مشترکہ جھنڈے کے سایہ میں ہوگی یا ہر ایک شریک کا اپنا اپنا جھنڈا علیحدہ ہوگا۔

نمائندہ۔ کیا آپ اس امر کو ممکن سمجھتے ہیں کہ مکمل آزادی کے بعد فوج کی ضرورت نہ ہو؟"

گاندھی جی۔ ایک خیالی انسان کی حیثیت سے ہاں، مگر میں یہ نہیں سمجھتا کہ میری زندگی میں یہ ممکن ہوگا بہت ممکن ہے کہ ہندوستانی فطرت میں ایسی تبدیلی نہ ہونے کیلئے کہ اسے فوج کی ضرورت نہ رہے صدیاں گذر جائیں۔

نمائندہ۔ کیا آپ کو بالشویکی خطرہ نہیں ہے۔

گاندھی جی۔ نہیں ہم اپنے ہمسایوں پر اعتماد کرینگے مجھے بالشویکوں کا مطلق خوف نہیں ہے جہانتک کہ بالشوزم میں خوبیاں ہیں وہ جیسا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہیں اس حد تک بالشویکوں کو اس کی ضرورت نہیں ہوگی کہ وہ ہندوستان کو اپنا ہمخیال بنانے کے لئے اس پر حملہ کریں۔

اس کے بعد گاندھی جی نے کہا کہ جہاں تک سمجھوتہ کا تعلق ہے اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو آئندہ کراچی کانگریس کو گزشتہ سال کی قرارداد متعلقہ مکمل آزادی کے ارادہ سے روکے۔

نمائندہ۔ دوسری گول میز کانفرنس انگلستان میں ہوگی یا ہندوستان میں۔

گاندھی جی "میں پسند کرتا ہوں کہ پہلا حصہ ہندوستان میں ہو اور دوسرا حصہ لندن میں ہو اور دوسرے قوم پرست کانفرنس میں مکمل آزادی پر زور دیں گے اگر ہم نے اس پر زور نہ دیا تو ہم اپنے وجود سے انکار کر دیں گے فوج اور مالیات کے متعلق مجوزہ تحفظات ہندوستان پر غیر ضروری بار ڈالتے ہیں اس لئے کانگریس محسوس کرتی ہے کہ موجودہ صورت میں تسلیم نہیں کر سکتی کانگریس اس امر کا اعتراف کرتی ہے کہ اقلیتوں کے متعلق تحفظات ضروری اور معقول ہیں اور اسی طرح ملک کی مالی ساکھ اور تجارتی توسیع کے لئے تحفظات کی ضرورت ہے۔

گاندھی جی نے نہایت پرزور الفاظ میں اس کا انکار کیا کہ وہ قومی قرضہ کی تنسیخ کے حامی ہیں۔

گاندھی جی۔ ہم اپنے قرضہ کی ایک ایک پائی ادا کرنا چاہتے ہیں مجھے جس چیز پر اصرار ہے وہ قرضہ کی بحث ہے اگر ان واجبات کے متعلق کوئی باہمی تصفیہ ثالثی سے کرائیں گے۔

نمائندہ:۔ کیا آپ کو ہندو مسلم مسئلہ کی حل کی امید ہے؟

گاندھی جی۔ ہم اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیں گے مگر مجھے کامیابی کا یقین نہیں ہے۔

نمائندہ۔ کیا اتحاد کے لئے سالہا سال لگ جائینگے؟

گاندھی جی۔ میرا یہ خیال نہیں ہے اگر ہندوؤں یا مسلمانوں میں کوئی دشمنی ہے تو وہ صرف سطحی ہے؟

نمائندہ۔ کیا اپنی زندگی میں آپ کو کس آزادی کی امید ہے

گاندھی جی۔ مجھے قطعاً امید ہے

نمائندہ۔ اگر دوسری گول میز کانفرنس کامیاب ہوئی اور نئی حکومت منظور ہوگئی تو کیا آپ وزارت عظمیٰ کا عہدہ قبول کر لیں گے؟

گاندھی جی (گاندھی جی بہت ہنسے) یہ عہدہ نوجوانوں کے لئے محفوظ رہےگا۔

سمجھوتے کے بعد عماید صوبہ سرحد کا بیان

نئی دہلی ۱۷ مارچ۔ خان علی گل خاں اور میاں جعفر شاہ نے جو صوبہ سرحدی کے موجودہ حالات کے متعلق کانگریس کی جماعت عاملہ سے گفتگو کرنے آئے تھے ذیل کا بیان شایع کیا ہے۔

کانگریس اور حکومت کے درمیان عارضی سمجھوتہ کے اختتام پر ہم کانگریس کی ان خدمات کو جو اس نے صوبہ سرحدی کے لئے انجام دیں شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جس وقت سول نافرمانی کی تحریک کی بدولت تمام ملک تشدد میں مبتلا تھا اس وقت کانگریس کی جماعت عاملہ نے باوجود چند در چند مصیبتوں اور سرد مہریوں کے ان واقعات کی طرف جو ہمارے صوبہ میں پیش آرہے تھے خصوصیت سے توجہ کی اور پشاور میں ۲۳ اپریل کو جو سانحہ ناجعہ ہوا تھا اس کے بعد تحقیقات کے لئے مسٹر وی جے پٹیل کی صدارت میں خاص تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی اس کمیٹی کے سامنے ہر قسم کی مشکلات پیش آئیں مگر اس نے ان سب پر غلبہ پالیا۔ اہل سرحد پنڈت موتی لال آنجہانی کی اس ہمدردی اور دلچسپی کو جس کا اظہار وہ ہمارے مصائب میں کرتے رہے کبھی نہیں بھول سکتے اسی طرح ہم پنڈت مدن موہن مالویہ کو بھی فراموش نہیں کر سکتے جو ضرورت کے وقت ستم رسیدہ لوگوں کی امداد کے لئے ہمارے صوبہ میں وقتاً فوقتاً آتے رہے اس عظیم الشان قومی جدوجہد میں ہمارے صوبہ کی قربانیوں نے صدر کانگریس پنڈت جواہر لال نہرو کو اتنا متاثر کیا کہ انہوں نے بحیثیت صدر کانگریس کے تلوہ کاغذ ہمارے حوالے کر کے ہم کو اختیار دیدیا اور کہا کہ جس طرح چاہو اپنا مطالبات لکھ دو اگر یہی کیفیت ہے تو ہم کو اعتماد ہے کہ تمام ہندوستان میں مسلمانوں نے جو قربانیاں کی ہیں یا آئندہ کریں گے ان کو فراموش نہیں کرینگے ہم جانتے ہیں کہ گو مسلمانوں نے قابل قدر حصہ لیا اور قربانیاں کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ایک عام قومی جدوجہد میں کسی جماعت کو اپنی قربانیوں کے اعتبار سے حقوق کا مطالبہ کرنا چاہئے اور ہمیں کامل امید ہے کہ ہمارے مسلمان

بھائی جو مختلف صوبجات میں شریک جنگ ہوئے ہیں ہمارے اس نظریہ سے اتفاق کرینگے۔

ہم پھر تمام ہندوستان کا بالعموم اور کانگریس کا بالخصوص خلوص سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے مصیبت زدہ بھائیوں کی ہمدردانہ طور سے مالی معاونت کی آخر میں ہم اپنے معزز صدر کانگریس پنڈت جواہر لال نہرو کے بھی شکرگزار ہیں جو ہمارے علاقہ سے ابتدائے وقت سے اظہار دلچسپی فرماتے رہے اور ہر موقع پر ہماری قربانیوں اور مصائب کی وجہ سے ہمارا ذکر ہمدردانہ طریق پر کرتے رہے۔

گذشتہ ایام میں بھی جب کہ وہ مشاغل کی وجہ سے وہ غایت درجہ مصروف تھے اور ہر اتمان زئی میں ۲۱ - فروری کی آتشباری کے حادثہ کی داستان غم سنائی پہنچے تو بھی امکان ود جو کچھ ہمارے لئے کر سکتے تھے اس میں دریغ نہیں کیا ہمیں توقع ہے کہ وہ ہمارے صوبہ میں تشریف آوری سے ہمیں بہت جلد عزت بخشیں گے اور اپنی آنکھوں سے یہاں کے حالات دیکھیں گے ان کی آمد سے ہمیں اور ہمارے رفقائے کار کو جو ابھی تک قید خانوں میں پڑے ہوئے ہیں ان کے خیر مقدم اور شکریہ کا موقع حاصل ہو سکیگا۔

زندہ باد آزاد ہند زندہ باد کانگریس

سلسلہ تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی تعلیم کے ابتدائی زمانہ میں مذہبی تعلیم دینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا اس لئے عام طور پر مسلمانوں کے نونہال اسلامی عقائد مذہبی احکام سے ناواقف رہتے ہیں اور بسا اوقات دشمنان اسلام کے شکوک اور شبہات کا جواب دینے کے بجائے خود شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسلام ایک کامل و مکمل مذہب ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام سے زیادہ عقل کے موافق ستھرا اور پاک و صاف کوئی دوسرا مذہب نہیں لیکن اس کی تعلیم کا زیادہ تر ذخیرہ عربی زبان میں ہے اور اس زمانہ کی ضرورت نے مسلمانوں کو عام طور پر عربی کی تعلیم کی طرف سے غافل کر دیا ہے۔

جو کتابیں اردو زبان میں بچوں کی اسلامی تعلیم کے لئے لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی کی عبارت مشکل کسی میں بچوں کی طبیعت اور ذہن کے لحاظ سے مضامین کی ترتیب نہیں رکھی گئی ہے کسی میں اختصار اس قدر کیا کہ پڑھنے سے کافی مذہبی معلومات حاصل نہیں ہوتیں کسی میں عقائد اسلامیہ نہیں ہیں بعض اس قدر طویل کر دی گئی ہیں کہ انگریزی مدرسوں کے پڑھنے والے طلبا ان کو تحمل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو مذہبی تعلیم کے لئے بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔

خدائے تعالے جزائے خیر دے حضرت فاضل اجل علامہ اکمل مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علمائے ہند کو کہ انہوں نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ فرمایا کہ ان کے لئے

تعلیم الاسلام

کے نام سے مذہبی نصاب تیار کر کے شائع کر دیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی صاحب کے نام نامی سے جناب ہندوستان کے اہل علم اور عوام اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ دہلی کی ایک ممتاز اسلامی درسگاہ کے صدر مدرس ہونے کے علاوہ سولہ سترہ سال سے افتا کا کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور اطراف ہندوستان سے بکثرت فتوے آپ کے پاس آتے ہیں پس مولانا ممدوح کا وسیع تجربہ اور آپ کی انشا پردازی کا کمال اور خداداد ذہن دلیل ہے کہ سلسلہ اسلامی کی خوبی اور مفید ہونے کے ضامن ہیں چنانچہ ابھی اس سلسلہ کے صرف دو نمبر ہی شایع ہوئے تھے کہ اہل بچوں اور مسلمانان برہما نے بہت پسند کر کے اپنے ملک کے اکثر قومی اسکولوں میں اسے داخل کرا لیا اور ہزاروں کی تعداد میں منگائی چنانچہ اب تک تمام نمبر دو لاکھ سے زیادہ چھپ چکے ہیں اس سے زیادہ مقبول ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

تعلیم الاسلام میں مضامین اور عبارت کی ترتیب بچوں کی سمجھ کے موافق رکھی گئی ہے اور ہر آیندہ نمبر میں گذشتہ نمبر کے اعتبار سے الفاظ و عبارت اور مضامین کے لحاظ سے ترقی کی گئی ہے جو بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے اور حتی الامکان ایسے مسائل جو بچوں کی سمجھ کے لائق نہیں یا ان کے سامنے بیان کرنے مناسب نہیں ابتدائی نمبروں میں نہیں لکھے گئے۔

تعلیم الاسلام کے مسائل میں سوائے نمبر ایک کے ہر رسالہ کے دو شعبے کر دیئے گئے ہیں پہلے شعبہ میں اسلامی عقائد اور دیگر ضروری معلومات نہایت دلنشین عبارت اور عمدہ طریقہ پر درج کئے گئے ہیں اور دوسرے شعبہ میں اسلامی احکام کا مناسب حصہ شامل کیا گیا ہے۔

نمبر چار تک تمام مضامین سوال و جواب کے طور پر لکھے گئے ہیں تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور وہ اچھی طرح یاد کریں ان رسالوں کے شروع کرنے سے پہلے بچوں کے لئے ایک قاعدہ لکھا گیا ہے جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پسند کیا گیا ہے اب تک اس سلسلہ کے چار نمبر تیار ہو چکے ہیں قاعدہ ان کے علاوہ ہے ۴ نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ کے مسائل آگئے ہیں۔ عقائد میں توحید کتب آسمانی ملائکہ رسالت معجزات صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامات۔ قیامت۔ تقدیر۔ ایمان اعمال صالحہ شرک و کفر بدعات وغیرہ کا بیان ہے۔

قیمت مکمل سیٹ ۸ علاوہ محصول

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

نہر سوئز کی آئینی حیثیت

نہر سوئز کو سیاسی اعتبار سے جو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے وہ کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں نہر کیونکہ خدیو مصر نے اپنے ملک کی عظمت میں چار چاند لگانے کیلئے تیار کرایا تھا لیکن مصریوں کو کیا خبر تھی کہ یہی چیز ان کے بارے آزادی کے لئے زنجیر بنکر رہے گی اور محض اس نہر کی وجہ سے یورپ کی استعمار پسند قومیں ان کے ملک پر اپنا تسلط جمانے کی کوشش کریں گی۔

نہر سوئز سے برطانیہ کو یہ تعلق ہے کہ ہندوستان کا آسان ترین راستہ اس کے ذریعہ سے طے ہوتا ہے اور یہ اس کی ہندوستانی قلمرو کی ممتاز ترین شاہراہ ہے فرانس بھی مغرب اقصیٰ میں اپنی قیصرانہ خواہشات کی تکمیل کے لئے نہر سوئز کو نظر انداز نہیں کر سکتا متحدہ ریاستہائے امریکہ کو بظاہر نہر سوئز سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا ہے لیکن ارباب سیاست جانتے ہیں کہ بحیرہ روم سے جزیرہ فلپائن تک پہنچنے کیلئے نزدیک ترین راستہ نہر سوئز ہی ہے لہذا جب تک متحدہ ریاستہائے امریکہ جزائر فلپائن کو بالکل آزاد کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائیں اس وقت تک وہ نہر سوئز سے دلچسپی ضرور رکھیں گی۔

حکومت برطانیہ نے مصری قوم کے جذبات حریت پسندی سے مجبور ہو کر اس کے مطالبات کو بڑی حد تک تسلیم کر لیا ہے لیکن نہر سوئز کے کنارے فوجیں رکھنے کا اصرار برطانیہ کا بدستور ہے اور اس کا یہی اصرار مصر و برطانیہ کے باہمی تعلقات کو خوشگوار نہیں ہونے دیتا۔

اگست ۱۹۲۹ء میں محمد محمود پاشا جو اس وقت مصر کے وزیر اعظم تھے اور مسٹر آرتھر ہنڈرسن برطانوی وزیر خارجہ نے باہمی راہ مصالحت کی اس سب سے بڑی رکاوٹ کو باہمی گفت و شنید کے ذریعہ سے دور کرنا چاہا لیکن اسی زمانہ میں مصر میں انقلاب حکومت ہوا اور ملک کے مشہور قوم پرست لیڈر نحاس پاشا منصب وزارت پر فائز ہوئے مصر اور برطانیہ کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ دوبارہ جاری ہوا لیکن نحاس پاشا نے اس مطالبہ کے ساتھ ہی کہ نہر سوئز کے کنارے سے برطانوی فوجیں ہٹا لی جائیں سوڈان کا نیا مطالبہ بھی انگریزوں کے سامنے پیش کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۳۰ء میں مصر و برطانیہ کے درمیان افہام و تفہیم کا دروازہ بند ہو گیا لیکن جہاں تک نہر سوئز سے برطانوی فوجوں کو ہٹائے جانے کا مطالبہ تھا مصریوں کو کسی قدر کامیابی ضرور ہوئی اور برطانوی فوجیں اندرون ملک سے سمٹ کر نہر سوئز کے کنارے آگئیں نہر سوئز کے متعلق محمد محمود پاشا اور مسٹر ہنڈرسن کے درمیان جو معاہدہ طے ہوا تھا اور قوم پرستان مصر نے جس کی شدید مخالفت کی تھی اس کے الفاظ یہ تھے:-

"نہر سوئز چونکہ سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں کے درمیان رسل و رسائل کا ذریعہ ہے اس لئے ہز مجسٹی شاہ مصر برطانیہ کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ نہر سوئز کی حفاظت کے لئے ۳۲ ڈگری مشرقی طول البلد میں ان مقامات پر اپنی فوجیں رکھیں جو مصر و برطانیہ کے درمیان باہمی معاہدہ سے طے ہو جائیں ان برطانوی فوجوں کی حیثیت ملک قابضانہ نہیں ہوگی اور نہ وہ مصر کے شاہی اختیارات میں کسی طرح خلل انداز ہوں گی۔

۳۲ ڈگری طول البلد مصری قلمرو میں شامل ہے اور چونکہ قوم پرستاران مصر کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے کہ سرزمین مصر میں ایک برطانوی سپاہی بھی موجود رہے اس لئے وفد پارٹی نے اس معاہدہ کی سخت مخالفت کی اور محمد محمود پاشا کو وزارت سے استعفا دینا پڑا۔

مصر کی لبرل پارٹی نہر سوئز کو جبل الطارق (جبرالٹر) کا ہم پایہ سمجھتی ہے اس کے خیال میں جس طرح جبرالٹر پر انگریزی قبضہ ہونے سے اسپین کے شاہانہ اختیارات پر کوئی اثر نہیں پڑتا اسی طرح اگر مصری حکومت نہر سوئز پر برطانوی قبضہ کو تسلیم کرے تو یہ اس کی آزادی کے منافی نہیں ہے اس کے مقابلہ پر قوم پرستوں کا زاویہ نگاہ دوسرا ہے۔

نہر سوئز کی عظیم الشان سیاسی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے ہمیں پہلے اس کی آئینی حیثیت پر غور کرنا چاہیئے اور اس کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ مرحوم سعید پاشا خدیو مصر نے کن شرائط کی بناء پر فرانسیسی فرڈیننڈ ڈی لیسپس کو نہر سوئز کے کھودنے کا ٹھیکہ دیا تھا سعید پاشا اور فرڈیننڈ ڈی لیسپس ان دونوں میں بچپن سے دوستی تھی جب سعید پاشا فرمانروائے مصر ہوئے تو ان کا فرانسیسی دوست بھی مصر پہنچا۔

فرڈیننڈ نہر سوئز کی تیاری سے عام طور پر انجینیر مشہور ہو گیا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کو فن انجینیری سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا بلکہ یہ ایک ماہر سیاست تھا اس نے اپنی سیاست دانی کی وجہ سے ایک دن یہ غور کیا کہ اگر بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کو کسی نہر کی وساطت سے ملا دیا جائے تو یورپ اور ایشیا کے ممالک کے درمیان آمد و رفت میں بہت آسانی ہوگی اور اس طرح نہر تیار کرنے والے کو بھی جہازوں کے محصول سے غیر معمولی منافع ہوگا چنانچہ اس نے اپنے دوست خدیو مصر سے تذکرہ کیا خدیو سعید پاشا نے بھی اس اسکیم کو نظر استحسان سے دیکھا اور ۳۰ نومبر ۱۸۵۴ء کو ایک فرمان کی رو سے فرڈیننڈ ڈی لیسپس کو یونیورسل دی کنال میریٹائم دی سوئز نام سے ایک کمپنی قائم کرنے کی اجازت دیدی اسی فرمان میں یہ بات بھی صاف کر دی گئی تھی کہ بلا امتیاز ہر ملک کے جہاز سے محصول لیا جائیگا اور کسی قوم کے گزرنے والے جہاز سے کوئی رعایت نہ کی جائے گی مصر چونکہ ترکوں کے ایک ماتحت صوبہ کی حیثیت رکھتا تھا اس لئے سلطنت عثمانیہ سے خدیو مصر کے فرمان کی توثیق ضروری تھی اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی فرڈیننڈ اور خدیو سعید پاشا کے پیش نظر تھا کہ اگر نہر سوئز کی بالکل غیر جانبدارانہ حیثیت قائم نہ رکھی گئی اور یورپ کی کسی بڑی سلطنت کو بھی اس کے متعلق شبہ ہو گیا تو باب عالی سے منظوری کا حاصل کرنا دشوار ہو جائیگا اس وقت بھی خدیو مصر اور فرڈیننڈ ڈی لیسپس کو انگریزوں ہی کی جانب سے مخالفت کا اندیشہ تھا کیونکہ ایک فرانسیسی کی زیر نگرانی نہر کی تیاری سے انھیں شبہ ہو سکتا تھا کہ کہیں مجوزہ نہر کو فرانسیسی استعمار کا مزید ذریعہ نہ بنایا جائے بہت کچھ غور و خوض کے بعد خدیو مصر نے ۵ جنوری ۱۸۵۶ء کو ایک دوسرا فرمان نافذ کیا جس کی

چودھویں دفعہ حسب ذیل تھی"

"ہزامپیریل مجسٹی سلطان المعظم کی شاہانہ منظوری کی شرط پر ہم اپنی اور اپنے جانشینوں کی جانب سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ نہر سویز تمام و کمال ہر ملک کے تجارتی جہازوں کے لئے مساویانہ حیثیت سے کھلی رہے گی بشرطیکہ وہ مقررہ محاصل ادا کردیں اور کسی شخص یا کسی قوم کے ساتھ کوئی خاص رعایت نہیں کی جائے گی۔

اس فرمان کی متذکرہ بالا شرط سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مجوزہ نہر صرف تجارتی جہازوں کے لئے تجارتی اغراض و مقاصد کے ماتحت بنائی جارہی تھی اور اس میں جنگی جہازوں کی نقل و حرکت کا کوئی سوال نہ تھا اس قدر احتیاط کے باوجود بھی برطانوی وزیر اعظم پامرسٹون نے مجوزہ کی شدید مخالفت کی اور نپولین ثالث بادشاہ فرانس اگرچہ نہر سویز کی تیاری کا حامی ضرور تھا لیکن کھلے کھلے الفاظ میں اسکی تائید نہیں کرسکتا تھا۔ سلطنت عثمانیہ نے تیاری نہر کی عملی طور پر تو کوئی مخالفت نہیں کی تو اس اسکیم کو مصالح کی بنا پر کچھ پسندیدہ نگاہوں سے بھی نہیں دیکھا بہرحال باب عالی سے خدیو مصر کے فرمان کی توثیق ہوگئی کمپنی کے حصص فروخت ہوئے اور فرانسیسی انجینیروں کی نگرانی میں نہر کی تیاری شروع ہوگئی۔

خدیو مصر سعید پاشا نے اس کمپنی کے حصے معقول تعداد میں خریدے اور باقی روپیہ تمام و کمال فرانسیسی سرمایہ داروں سے فراہم کیا گیا سلطنت عثمانیہ کے نام سے بھی چند حصے خریدے گئے مگر ان کی قیمت ترکی حکومت نے نہیں بلکہ سعید پاشا کے جانشین خدیو اسماعیل پاشا نے دی چونکہ کاروباری آدمی نہ تھا اس لئے نہر سویز کی تجارتی پالیسی تمام و کمال فرانسیسیوں کے ہاتھ میں رہی اور انہوں نے اپنے حسب دلخواہ محاصل شرح مقرر کی انگلستان نے نہر سویز کی تیاری سے پیشتر تو اسکی مخالفت کی تھی لیکن جب تیار ہوگئی تو اس نے شرح محصول میں کمی کرانا چاہی چونکہ کمپنی کے زیادہ تر حصے فرانسیسیوں کے ملکیت تھے اس لئے انگلستان کو ڈائرکٹروں کے بورڈ پر کوئی اختیار نہ حاصل ہوسکا لیکن دوسرے ذرائع سے اثر اندازی شروع کی ہندوستان کی وجہ سے اب سلطنت برطانیہ کو نہر سویز کے ساتھ گہری دلچسپی ہوگئی تھی چنانچہ ۱۸۶۸ء میں اس نے نہر سویز کے معاملات میں عملی طور پر مداخلت کی کوشش کی لیکن اسے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ انگلستان نے اب دوسرا موثر طریقہ آزمانا چاہا خدیو اسماعیل پاشا عیش و عشرت کے دلدادہ تھے یورپین ممالک کی سیاحتوں میں انہیں خاص لطف آتا تھا چنانچہ ان کو روپیوں کی شدید ضرورت رہتی تھی انگلستان نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور اس نے ۱۸۷۵ء میں خدیو اسماعیل سے ایک لاکھ ۷۶ ہزار چھ سو بیالیس وہ حصے خرید لئے جو نہر سویز کی کمپنی میں ان کی ملکیت تھے اس طرح اس نے کمپنی میں زبردست حصہ دار ہونے کی حیثیت سے معاملات میں دست اندازی شروع کی کمپنی کے کل چار لاکھ حصص جاری ہوئے تھے ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد انگریزی حکومت کے قبضہ میں تھی بقیہ دو لاکھ بائیس ہزار ۳۸۵ حصے مختلف حصہ داروں میں منقسم تھے علاوہ بریں انگلستان نے دوسرے فرانسیسی سرمایہ داروں کے چھوٹے چھوٹے حصے نہایت تیزی کے ساتھ خریدنے شروع کردیئے انگلستان نے کافی جد و جہد کے بعد برطانوی جہازات کے محاصل میں کمی کرائی اور یہ اسکی نمایاں کامیابی تھی۔

چند سال کے بعد ہی مغربی ممالک میں نہر سویز کی آئینی حیثیت پر چہ میگوئیاں شروع ہوئیں اور ۲۹ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو برطانیہ عظمیٰ جرمنی آسٹریا ہنگری اسپین فرانس ہالینڈ۔ اٹلی روس اور ترکی کے درمیان نہر سویز کے متعلق قسطنطنیہ میں ایک عہد نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے دو جلیل القدر معاہد طاقتوں نے طے کیا کہ نہر سویز ہر حالت میں خواہ وہ زمانہ جنگ ہو یا زمانہ صلح آزاد اور کھلی رہے گی اور ہر ملک کے تجارتی اور جنگی جہازات اس سے گزر سکیں گے نہر کسی حالت میں بھی تجارتی یا جنگی جہاز کے لئے بند نہیں کی جائیگی۔

ان ممالک نے اسی عہد نامہ کی چھٹی دفعہ کی رو سے یہ بھی تسلیم کیا کہ نہر سویز کے اندر یا اس کے دونوں جانب تین تین میل کے فاصلہ تک کوئی محاصمانہ کارروائی عمل میں نہیں آئیگی اور متحارب ملک کا جنگی جہاز بہت تیزی کے ساتھ اس نہر سے گذر جائیگا اور اس کے گذرنے کے چوبیس گھنٹوں کے بعد اس کے دشمن کا جہاز نہر سے گزر سکے گا"

دفعہ پنجم کی رو سے متذکرہ ممالک نے طے کیا کہ نہر سویز کے کنارے یا اس کی بندگاہ پر زمانہ جنگ میں متحارب ملک کا جنگی جہاز نہ اپنی فوجوں اور ذخائر حرب کو اتارے گا اور نہ لادے گا"

معاہدہ قسطنطنیہ کی دسویں دفعہ کی رو سے سلطان اعظم اور ان کے باجگزار خدیو مصر کا یہ اختیار تسلیم کیا گیا تھا کہ وہ مصر کی حفاظت کے لئے نہر کے رقبہ میں ضروری قلعہ جات وغیرہ تعمیر کرسکتے ہیں۔

قسطنطنیہ کے اس مشہور معاہدہ سے نہر سویز کی آئینی حیثیت ناظرین کی سمجھ میں بخوبی آسکتی ہے اور وہ یہ بھی اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس معاہدہ کی پابندی کہاں تک ہوئی ۱۹۱۱ء میں جب ترکوں اور اطالیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی تو حکومت برطانیہ نے غیر جانبداری کے نام پر ترکی فوجوں کو نہر سویز عبور کرکے براہ مصر طرابلس جانے سے روکا۔

۱۹۱۴ء میں جب جنگ یورپ شروع ہوئی تو اتحادیوں کے جنگی جہاز خلاف معاہدہ نہر میں ٹھیرے انہوں نے نہر سویز کے کناروں اور اسکی بندرگاہوں پر فوجوں اور ذخائر جنگ کو اتارا اور لادا اور ۱۹۱۵ء میں نہر سویز کے کنارے اہم مقامات پر فوجی قبضہ ہے۔

جرمنی نے جب بلجیم پر حملہ کیا تو اس پر بین قومی میثاق کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا لیکن جب اتحادیوں کے جنگی جہازوں نے نہر سویز کو اپنا جنگی مورچہ بنایا تو کوئی وجہ اعتراض پیدا نہ ہوئی ۱۹۱۸ء میں جنگ کا خاتمہ ہوگیا لیکن برطانوی فوجیں اب بھی نہر سویز پر قابض ہیں حالانکہ ۱۹۱۴ء تک نہر کے کنارے کوئی برطانوی فوج نہیں رہتی تھی۔

انیس الوارثین

کا مطالعہ کیجئے جس میں علامہ مصنف نے بڑی محنت سے ہر ایک وارث کا حصہ نکال کر درج کردیا ہے علم فرائض کے جو مسئلے بڑے بڑے مفتی یا عالم حل نہ کرسکیں وہ اس کتاب کی مدد سے حل ہوجاتے ہیں۔ قیمت صرف ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

ناتمام صلح

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

شروع سردی کا موسم تھا۔ فضا میں خوشگوار خنکی پیدا ہو گئی تھی لیکن ابھی وہ زمانہ نہیں آیا تھا کہ جب ہوا کے جھونکے ناگوار گذرنے لگتے ہیں اور گرم کپڑوں کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ بمبئی میں یوں ہی سردی زیادہ نہیں ہوتی اسلئے اکتوبر کے مہینے کی رات بس ایسی تھی جیسے شمالی ہند میں جولائی یا اگست میں بارش کے بعد ہوا چلنے سے لطیف خنکی پیدا ہو جاتی ہے۔

پاندھونی محلہ کی ایک بلند عمارت کی تیسری منزل پر اقبال اور نجمہ گذشتہ تین سال سے رہا کرتے تھے اور چونکہ یہ کمرہ ان کے لئے ہر لحاظ سے بہت ہی موزوں اور آرام دہ تھا اسلئے اسے چھوڑنے کا انھیں کبھی خیال تک نہ آیا تھا۔ اقبال دراصل نیض آباد کا رہنے والا تھا کوئی تیس برس کی عمر ہوگی اچھا خوشرو اور بلند بالا جوان تھا اور ورزش کی باقاعدگی نے اس کے جسم کو اور بھی سڈول اور خوشنما کر دیا تھا۔ بمبئی میں آئے اسے تین سال ہوئے تھے اور وہ یہاں کالج میں تاریخ کا پروفیسر تھا۔ اپنے دوستوں کے حلقہ میں اسے ایک خاص ہر دلعزیزی اور شہرت حاصل تھی اور سب اسے عام طور پر ڈاکٹر اقبال کہا کرتے تھے۔ رات کے دس بج چکے تھے اور چونکہ اس وقت تک اقبال کا گھر نہ آنا ایک غیر معمولی بات تھی اس لئے نجمہ کسی قدر بے صبری اور بے چینی کے ساتھ اس کا انتظار کر رہی تھی نو بجے سے اس وقت تک کئی مرتبہ اس کی نگاہیں اس میز پوش سے اٹھکر جسے وہ کاڑھ رہی تھی اس بڑی گھڑی پر پڑ چکی تھیں جو سامنے کی دیوار پر لگی ہوئی تھی اور اب جبکہ اس میں ساڑھے دس کا گھنٹہ بجا تو اس کی بے چینی میں اور اضافہ ہو گیا کسی قدر گھبرائے ہوئے انداز میں اس نے میز پوش اپنی گود سے ہٹا کر پاس کی میز پر رکھ دیا اور اس طرح کھڑی ہو گئی گویا اقبال کو ڈھونڈنے کہیں جائیگی۔ جانا تو کہاں تھا وہ دروازہ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی اور سوچنے لگی "آخر آج ہوا کیا؟ وہ تو کبھی آجتک نو بجے کے بعد گھر سے باہر رہے ہی نہیں میں ساڑھے دس بج چکے اور ابھی تک کہیں ان کا پتہ نہیں میں تو کہیں جانے کی بھی نہیں اور جانے کی ہوتی تب بھی کچھ پتا معلوم ہوئے بغیر آخر کہاں جاتی۔

دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا اور اس نے خوش ہو کے جلدی سے کواڑ کھولے لیکن اسے اپنی توقعات پوری نہ ہوتی ہوئی معلوم ہوئیں کیونکہ یہ آنے والا اقبال نہ تھا بلکہ اس کی عزیز سہیلی اور ہمسائی کملا تھی جو مکان کی اسی منزل پر برابر والے کمرہ میں رہتی تھی۔

کملا۔ بہن تم اس وقت کیسی ہو؟ خیر تو ہے؟

کملا بہن کیا بتاؤں تمہارے بہنوئی آج ابھی تک گھر نہیں آئے ہیں میں آج تو بڑی پریشانی سے ہوں گی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ خود ہی ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

نجمہ۔ کیا بتاؤں بہن سمجھ میں نہیں آتا کہ آج وہ کہاں رہ گئے وہ تو کبھی آج تک نو بجے کے بعد رات کو گھر سے باہر رہے ہی نہیں ہیں۔

کملا۔ ویسے تو کچھ پریشانی کی بات نہیں مرد ذات ہیں دیر سویر گھر کو آیا ہی کرتے ہیں مگر مجھے تو اسلئے بڑی پریشانی ہو گئی ہے کہ میں نے ابھی ابھی درگاداس جی کو جو ہمارے برابر والے گھر میں رہتے ہیں اپنی بیوی سے یہ کہتے سنا کہ ہندو مسلمانوں میں بڑی سخت لڑائی ہو گئی ہے دونوں طرف کے کئی کئی آدمی تو جان سے مارے جا چکے اور بہت سے زخمی ہوئے ہیں اس وقت تو برابر یہی دل لگا ہوا ہے کہ کہیں دشمنوں کے کچھ چوٹ چپیٹ تو نہیں آگئی۔

نجمہ۔ بہن میں تو یونہی بہت سخت پریشان تھی اب یہ سن کے تو اور بھی میری پریشانی بڑھ گئی ضرور کچھ ایسی ہی بات ہے نہیں تو وہ ہرگز ہرگز اتنی رات گئے تک باہر نہ رہتے۔

کملا۔ پھر اب کیا ہو کیسے پتہ چلے درگاداس جی اس قابل نہیں کہ جا کر کچھ پتہ لگا لائیں اسی لئے میں تمہارے پاس آئی تھی کہ بھائی سے کہوں گی کہ شاید وہ کسی طرح کچھ پتہ لگا سکیں تو یہاں تم خود ہی مصیبت میں مبتلا ہو۔

نجمہ۔ اے ہے بہن! اس بمبئی میں تو اب رہنے کا دھرم نہیں رہا روز یہی لڑائیاں اور فساد ہوتے رہتے ہیں میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ یہ لوگ کیوں آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔

کملا۔ بہن کہیں کوئی شریف اور سمجھدار آدمی تھوڑا ہی لڑتے ہیں بس یہی ہوتا ہے کہ کسی موقع پر ادھر کے بھی لچے لفنگے جمع ہو گئے اور ادھر کے بھی اور چاہے کچھ بات ہو یا نہ ہو خواہ مخواہ کو بھی آپس میں لڑ پڑے ان کا تو اس میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ لوٹ مار کرنے کو مل جاتی ہے اور پھر مصیبت ان بیچارے شریف آدمیوں کی آتی ہے جو کسی کام کو کہیں گئے ہوتے ہیں اور گھر واپس آنے کیلئے انھیں دوسرے فریق کے محلہ سے گزرنا ہے۔

نجمہ۔ میں تو یہ پوچھتی ہوں کہ آخر یہ اب روز روز لڑائی ہونے کیوں لگی پہلے تو ہم کبھی بھی نہیں سنتے تھے کہ اس طرح کی لڑائیاں ہوتی ہوں کہ شہر کے سارے ہندو ایک طرف ہو جائیں اور سارے مسلمان ایک طرف پہلے کبھی لڑائی کا ذکر سننے میں بھی آتا تھا تو اس میں ہندو مسلمانوں کی کچھ تخصیص نہ ہوتی تھی کسی بات پر دو چار یا دس بیس آدمیوں میں لڑائی ہو گئی یا تو لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا یا پولیس آئی اور سب کو بلوہ میں گرفتار کر لیگئی اور اس کے بعد لڑائی بند ہو گئی اب تو یہ مار ہے کہ جہاں کوئی سے دو آدمیوں میں لڑائی ہوئی اور ان میں سے ایک ہندو ہوا اور ایک مسلمان تو نہ تو چاہے وہ لڑتے لڑتے پھر آپس میں میل کر لیں لیکن سارے شہر میں آگ سی لگ جاتی ہے اور گلی گلی اور کوچہ کوچہ سر پھوٹنے لگتے ہیں۔

کملا۔ کیا خبر بہن اب کیا ہو گیا ہے میں نے تو یہی سنا ہے کہ دونوں طرف کچھ آدمی ایسے ہیں جنکی روٹیاں ہی ان لڑائیوں کی بدولت چلتی ہیں اور وہ اپنی عزت بڑھانے اور روٹیاں کمانے کی خاطر اپنے اپنے فرقہ کو برابر لڑائی کے لئے ابھارتے رہتے ہیں۔

نجمہ۔ پچھلی دفعہ تو یہ سنا تھا کہ ہندوؤں کا کوئی جلوس جا رہا تھا اس پر کسی مسلمان نے پتھر پھینکدیا تھا اس پر لڑائی ہو پڑی تھی۔

کملا۔ بہن کسے معلوم ہے کہ پتھر کس نے پھینکا تھا؟ اس قدر بھیڑ میں کون دیکھ سکتا ہے کہ کس نے پتھر پھینکا چونکہ جلوس ہندوؤں کا تھا اس لئے بس یہ فرض کر لیا کہ ضرور کسی مسلمان نے پھینکا ہوگا جو لوگ لڑائی کرانا چاہتے ہیں اور جن کی روٹیاں اسی کی بدولت چلتی ہیں وہ خود اپنے کسی آدمی سے پھنکوا دیتے ہیں اور ہندوؤں کا جلوس ہے تو مسلمانوں کا اور مسلمانوں کا جلوس ہے تو ہندوؤں کا نام ہو جاتا ہے اور جاہل اور بیوقوف آدمی بے سوچے سمجھے آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگتے ہیں۔ میں پونا میں تھی تو وہاں ایک دفعہ خدا جانے کس نے یہ مشہور کر دیا کہ ہندوؤں نے ایک مسجد میں گھس کر مسجد کے مولوی صاحب کو مار ڈالا ہے بس اس خبر کا سننا تھا کہ تمام مسلمان لاٹھیاں اور چھریاں لے لیکے نکل پڑے اور کسی کو بھی یہ خیال نہ آیا کہ ذرا اس مسجد تک جا کے دیکھ تو لیں کہ اصل معاملہ کیا ہے چار دن تک برابر خوب ہندو مسلمانوں میں لڑائی ہوتی رہی کچھ آدمی مرے بہت سے زخمی ہوئے اور بہت سوں کو پولیس پکڑ کر لے گئی اس کے بعد جب امن ہوا تو معلوم ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ نہ کسی مسجد میں کبھی ہندو گھسے تھے اور نہ کسی مولوی صاحب کو قتل کیا تھا۔

نجمہ۔ اچھا بہن اب یہ تو یقینی بات سمجھو کہ وہ بھی اسی وجہ سے کہیں رکے ہیں اور بھائی بھی اب ان کا پتہ کیسے چلے میں تو پہلے ہی بہت پریشان ہو رہی تھی اب تم نے یہ خبر سنا دی تو اندر سے دل اور بھی بیٹھا جا رہا ہے

کملا۔ بہن میری اپنی حالت بھی تو یہی ہو رہی ہے رہ رہ کے یہی خیال آتا ہے کہ کہیں کسی نے دشمنوں کے کوئی لاٹھی نہ مار دی ہو یوں بھی وہ دبلے پتلے آدمی ہیں اور آجکل تو ان کی طبیعت بھی اچھی نہیں رہتی۔

نجمہ۔ بہن اس میں دبلے اور موٹے آدمی کر کیا سکتے ہیں تمہیں خبر بھی نہ ہو اور اپنے راستے چلی جا رہی ہو اور کوئی پیچھے سے آ کے ایک لٹھ مار دے تو تم کیا کر لوگی۔ جب لڑائی چھڑ جاتی ہے تو پھر بہادری اور شرافت کا کسی کو خیال تھوڑا ہی رہتا ہے ہندو اپنے مکانوں میں چھپے بیٹھے رہتے ہیں اور انتظار کرتے رہتے ہیں جہاں کوئی اکا دکا مسلمان ادھر سے گذرا اور انہوں نے اینٹیں پتھر یا لاٹھیاں مار مار کے اس کا ڈھیر کر دیا اور مسلمان اپنی گلیوں میں چھپے کھڑے رہتے ہیں اور جو ہندو اکیلا دکیلا نظر آ جاتا ہے اسے مار مار کے گرا دیتے ہیں بھلا یہ بھی کوئی بہادری ہے اس طرح تو چاہے کوئی رستم بھی آ جائے تو اس سے بھی کچھ نہیں ہو سکتا میں تو یہ جانتی ہوں کہ اگر ایسا ہی لڑنے کا شوق ہے اور آپس میں لڑے بغیر کسی طرح چین ہی نہیں پڑتا تو ہندو اپنی طرف سے سو دو سو آدمی چھانٹ کے بھیج دیں اور مسلمان اپنی طرف سے اور شہر کے باہر کسی میدان میں کھڑے ہو کے دونوں طرف والے خوب اچھی طرح اپنے اپنے ارمان نکال لیں اور بہادروں کی طرح مریں بھی اور بہادروں کی طرح ماریں بھی یوں چوروں کی طرح لڑنے اور چھپ چھپ کر دوسروں کو قتل کرنے کی اگر عادت پڑ گئی تو دونوں قومیں چند روز بعد بالکل بزدل اور ڈرپوک ہو جائینگی اور ان کے دلوں میں شرافت اور بہادری کا نشان تک نہ رہیگا۔

کملا۔ اری بہن تم بھی کیا باتیں کر رہی ہو ان لڑائیوں میں شرافت اور بہادری کا کیا ذکر ہے جو لوگ شریف اور بہادر ہوتے ہیں وہ ہمیشہ لڑائی سے دور بھاگتے ہیں لڑائی تو جانوروں کا کام ہے اگر انسان بھی جانوروں کی طرح ہر وقت لڑتا اور جھگڑتا رہے تو پھر اس میں اور حیوانوں میں فرق ہی کیا رہا

نجمہ۔ ہاں۔ بہن بات تو یہی ہے ہمارے تو پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ بہادر وہ نہیں ہے جو دشمن کو گرا کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ کو ضبط کرے اور اپنے دل کو قابو میں رکھے ہمارے مذہب نے تو صرف ظالم کے خلاف لڑائی کرنے کی اجازت دی ہے اور یہ حکم ہے کہ بس اس وقت تک لڑو جب تک کہ وہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آ جائے۔

کملا۔ بہن مذہب کو آجکل پوچھتا ہی کون ہے نام تو یہ کرتے ہیں کہ ہم مذہب کے لئے لڑ رہے ہیں اور لڑتے ہیں اپنی روٹیوں کے لئے اپنے پیٹ کے لئے یا اپنی عزت اور شہرت کے لئے مذہب کا نام تو صرف اس لئے لیا جاتا ہے کہ عام لوگ جو جاہل ہیں بے سوچے سمجھے آنکھیں بند کر کے ساتھ ہو لیں اور یہ سمجھ کر کہ ہم مذہب کے لئے لڑ رہے ہیں خوشی سے اپنی جان دیدیں۔

نجمہ۔ خدا جانے ان کمبخت لڑانے والوں کا کیا حشر ہوگا۔ ان بے رحموں کو ذرا بھی تو ترس نہیں آتا کہ ہم اپنے فائدہ کے لئے سینکڑوں بھائیوں کی جانیں لے رہے ہیں یہ اللہ مارے مرتے بھی تو نہیں۔

کملا۔ مریں کیسے؟ وہ خود کبھی لڑائی میں تھوڑا ہی شریک ہوتے ہیں وہ تو بھس میں چنگاری ڈال کے جمالو الگ کھڑی۔ پر عمل کرتے ہیں۔ اپنی تقریروں سے اور اخباروں سے وہ اچھی طرح آگ سلگا کے اپنے آپ تو چپکے گھر میں بیٹھ جاتے ہیں اور بیچارے جاہل غریب لوگ یہ سمجھ کر کہ ہم کوئی بڑا نیک کام کر رہے ہیں ایک دوسرے کا سر پھوڑتے پھرتے ہیں۔

نجمہ۔ مگر بہن میں یہ کہتی ہوں کہ آخر یہ جو بڑے بڑے لیڈر بنتے ہیں اور پیروں اور شہیدوں کے مزاروں سے بھی زیادہ ہار پھول رات دن ان کے اوپر چڑھتے رہتے ہیں یہ کیوں نہیں اپنی اپنی قوم کو سمجھاتے اور کیوں انھیں لڑنے دیتے ہیں۔

کملا۔ بہن مصیبت تو ساری یہی ہے کہ انہیں ہاروں سے لدے اور پھولوں سے لپے لیڈروں کے اندر ہی تو کچھ لوگ ایسے بھی چھپے رہتے ہیں کہ جو دونوں قوموں کو رات دن لڑانا چاہتے ہیں اور چونکہ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے فرقہ سے زیادہ دنیا میں کوئی چیز عزیز نہیں ہے اور ہر موقع پر وہ اپنے فرقہ کے جائز اور ناجائز حقوق کا دفتر کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اس لئے عام لوگ یہی سمجھنے لگتے ہیں کہ ان سے زیادہ فرقہ کا سچا ہمدرد اور کوئی نہیں ہے اور ان کی بہت زیادہ عزت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح ان اچھے اور نیک لوگوں کی عزت عام لوگوں کے دلوں میں کم ہو جاتی ہے جو جھگڑے اور فساد کو رفع کرنے کے لئے اپنے فرقہ والوں کو یہ رائے دیتے ہیں کہ صلح اور امن کی خاطر کسی قدر دب جانا یا اپنا کوئی حق چھوڑ دینا چاہئیے دونوں طرف کے اچھے اور نیک لیڈر دس برس سے برابر اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہندو اور مسلمانوں میں دوستی اور اتحاد ہو جائے لیکن ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ کہ اگر صلح کی بات چیت کے جلسوں میں دونوں طرف کے جھگڑالو لیڈروں کو شریک نہ کیا جائے تو وہ سارے ہندوستان میں شور مچاتے پھرتے ہیں کہ ایسی صلح کسی طرح منظور نہیں ہو سکتی اس میں تو ہمارے فرقہ کے حقوق کا کوئی خیال ہی نہیں رکھا گیا بلکہ ایسے لوگوں کو شریک تک نہیں کیا گیا ہے جو مناسب طریقہ پر اپنے فرقہ کے حقوق کی حفاظت کر سکتے اور اگر صلح کے جلسوں میں انھیں شریک کر لیا جائے تو وہاں دونوں طرف کے تنگ خیال لیڈر اپنے اپنے حقوق کی پوتھیاں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور خواہ کیسی ہی اچھی اور معقول باتیں ان سے کہی جائیں لیکن وہ جو کچھ کہہ چکے ہیں اس سے ایک جو برابر بھی

ادھر سے ادھر ہونے پر راضی نہیں ہوتے اور اس طرح ہر ایسے جلسے کو بیکار کر دیتے ہیں۔

نجمہ۔ پھر آخر یہ اس قسم کے لیڈر چاہتے کیا ہیں؟

کملا۔ چاہتے کیا ہیں! پیٹ کو روٹیاں عام لوگوں میں عزت اور اخباروں میں شہرت انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ نہ تو ان میں سچائی اور ایمانداری ہی اس قدر ہے کہ اس کی بنا پر ان کی عزت ہو اور نہ علم اور فضل ہی ایسا ہے کہ جہاں جائیں سر آنکھوں پر بٹھائے جائیں ایسی صورت میں تم خود سمجھ سکتی ہو کہ اگر ہندو مسلمانوں میں اتحاد ہو جائے تو پھر انھیں کون منہ لگائے اور یہ ہار اور پھول اور یہ موٹروں کی سواری اور یہ قورمے اور حلوا پوری کہاں سے آئے آج تو ہندو مسلمانوں میں ناچاقی ہے اس لئے کونسلوں میں اور شہروں کی میونسپل کمیٹیوں میں دونوں طرف سے چھانٹ چھانٹ کر ایسے آدمیوں کو بھیجا جاتا ہے جو خوب لڑنا جانتے ہوں خواہ اس کے سوا انھیں اور کچھ بھی نہ آتا ہو لیکن اگر کل کو ان دونوں قوموں میں صلح ہو جائے گی تو پھر تو لوگ ایسے آدمیوں کو اپنی طرف سے چھانٹ کر کمیٹیوں اور کونسلوں میں بھیجا کریں گے جو زیادہ سے زیادہ عقلمند اور منتظم ہوں پھر ان بچاروں کی پوچھ کہاں رہے گی اس لئے وہ نہیں چاہتے یہ آگ ٹھنڈی ہونے پائے اور ہندو مسلمانوں میں اتفاق ہو جائے۔

نجمہ۔ اچھا بہن اب یہ تو بتاؤ کہ اب ہم کیا کریں بارہ بج چکے ابھی تک دونوں میں سے ایک کا بھی پتہ نہیں ہے۔

کملا۔ بہن میں کیا بتاؤں جس حالت میں تم ہو اسی میں میں ہوں۔ میں باتیں تم سے کر رہی ہوں مگر دھیان وہیں پڑا ہے۔ پرماتما خیر کرے!

نجمہ۔ میرے دل میں تو بار بار یہ آتا ہے کہ برقع اوڑھ کے انھیں ڈھونڈنے نکل جاؤں۔ مگر پھر یہ سوچتی ہوں کہ جاؤں کہاں۔ پھر ایسی حالت میں کہ شہر میں یہ قیامت ہو رہی ہے میں کہیں جا بھی کیسے سکتی ہوں۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کونسا محلہ ہندوؤں کا ہے اور کونسا مسلمانوں کا۔

کملا۔ نہیں بہن کہیں جانے کا ارادہ کرنا ہی نہ چاہیئے بھلا ایسی حالت میں کہیں عورتیں گھر سے باہر قدم نکال سکتی ہیں پھر کچھ پتہ نشان معلوم ہو تو جیسا اپنی جان کی پروا نہ کر کے ہم چلی بھی جائیں لیکن یہاں تو کچھ خبر ہی نہیں ہے کہ ان پر کیا گزری اور وہ اس وقت کہاں ہیں۔ ہمارے لئے تو یہی مناسب ہے کہ یہیں بیٹھی رہیں اور نیند تو آئے گی نہیں آپس میں باتیں کر کے اور دعائیں مانگ مانگ کے جیسے بنے یہ رات تیر کر دیں صبح کو پرماتما چاہے تو ضرور ان کا کچھ حال معلوم ہوگا۔

نجمہ۔ میرا دل تو یہی کہہ رہا ہے کہ وہ دونوں بالکل خیریت سے ہیں اور کسی جگہ پناہ میں بیٹھ گئے ہیں۔

(۱۰)

دوسرے دن صبح کو اقبال اور بابو پرشوتم داس جو کملا کے شوہر تھے دونوں ساتھ ساتھ گھر آئے۔ قصہ (اتفاقیہ) ہوا یہ کہ بابو پرشوتم داس اقبال کو ملنے گئے تھے اور جب شہر میں ہنگامہ برپا ہوا تو اقبال کی درخواست پر انھوں نے بھی کالج کی عمارت میں پناہ لینا منظور کر لیا۔ اسی طرح اپنی بیویوں کی طرح یہ دونوں خاوند بھی تمام رات بیٹھے رہے تھے اور انھوں نے بھی پوری رات جاگ کر ہی گزاری تھی۔ دونوں کی بخیریت واپسی پر بہت کچھ خوشیاں کی گئیں لیکن وہ دونوں گزشتہ شب کے واقعات سے کچھ بہت ہی متاثر معلوم ہوتے تھے غسل سے فارغ ہونے کے بعد دونوں دوستوں نے مع اپنی بیویوں کے ایک ہی جگہ کھانا کھایا اور پان کھانے کے بعد چونکہ جانا کہیں نہیں تھا اس لئے باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اقبال۔ بھئی پرشوتم آخر کچھ بتاؤ کہ یہ مصیبت اس ملک سے کیسے دور ہوگی۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندو مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے اور کیوں ان کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں بھلا دیکھو تو ایسی بدامنی اور خانہ جنگی کی حالت میں کوئی اصلاح یا تعمیری کام کیسے کیا جا سکتا ہے اور انگریز ہمارے ملک کا انتظام ہمارے ہاتھ میں دے بھی دیں تو ہم ملک کو کیا خاک ترقی دے سکتے ہیں۔

پرشوتم۔ میں نے تو رات ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ جب تک دونوں طرف ایسے خود غرض آدمی موجود ہیں جو اپنے ذاتی فائدہ کے لئے بے تکلف اپنے بھائیوں کے گلے کٹوا دیتے ہیں اور جو ایک اکیلی اپنی ذات کو تھوڑا سا نفع پہنچانے کی خاطر اپنے سینکڑوں بھائیوں کے گھر کو تباہ کرا دیتے ہیں اس وقت تک یہ لڑائیاں کسی طرح بند نہیں ہو سکتیں مدتیں ہو گئیں کہ ملک کے سچے ہمدرد ہندو اور مسلمان برابر اس قسم کی کوششیں کر رہے ہیں کہ دونوں قومیں پھر آپس میں گلے مل لیں اور ایک ہی ہو جائیں مگر دونوں طرف کچھ لوگ ایسے موجود ہیں کہ برابر اس راستہ میں روڑے اٹکاتے رہتے ہیں۔

اقبال۔ مگر بھائی برا نہ ماننا اس جھگڑے کو اتنا طول دینے کی ذمہ داری زیادہ تر ہندوؤں ہی پر عاید ہوتی ہے بات یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ دونوں قوموں میں لڑائی ہو گئی اور ایک کو دوسرے پر اعتبار باقی نہ رہا تو اب دوبارہ اس اعتبار کو قائم کرنے کے لئے اور اس قوم کی ہمت بڑھانے کے لئے کہ جس کی تعداد ملک میں تھوڑی سی ہے اسی بات کی ضرورت ہے کہ جو قوم تعداد میں زیادہ ہے وہ اپنی نیک نیتی اور فراخدلی کا ثبوت دے جہاں تک میری اپنی رائے کا تعلق ہے میں تو ہرگز ہرگز اس کی ذرا سی بھی ضرورت نہیں سمجھتا کہ صلح کی شرطیں مقرر ہوں اور ہندوؤں کی طرف سے اس بات کا وعدہ ہو کہ وہ مسلمانوں کے بعض مطالبات تسلیم کرتے ہیں کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے تمام عہد نامے ردی کے ایک پرزہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جن کو منوانے کی طاقت ہم میں نہ ہو اگر ہم میں کافی طاقت نہیں ہے تو کوئی عہد نامہ ہمارے کام نہیں آ سکتا اور ہندو چاہے آج کچھ ہی عہد کریں لیکن کل کو ہمیں کمزور پا کر وہ ہرگز ہرگز اپنے عہد کے پابند نہیں رہ سکتے اور اگر ہم میں کافی طاقت ہے تو ہندو چاہے کچھ کہیں یا نہ کہیں انھیں ہر حالت میں ہمارے حقوق ماننے پر مجبور ہونا پڑے گا اس لئے عہد نامہ اور دستخط بالکل فضول اور بیکار چیزیں ہیں یہ تو ہیں میرے خیالات لیکن عام مسلمانوں کے خیالات تو ایسے نہیں ہو سکتے نہ ان کی سمجھ میں یہ باتیں آ سکتی ہیں ان پر جو چیز اثر ڈال سکتی ہے اور جس چیز سے انھیں اطمینان ہو سکتا ہے وہ تو یہی ہے کہ انھیں یہ نظر آئے کہ ہندوؤں نے خوشی سے ان کے سب حقوق تسلیم کر لئے اور اب وہ مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھنے لگے مسلمان ہندوؤں کی جاگیریں اور جائدادیں تو مانگتے نہیں ہیں صرف یہی چاہتے ہیں کہ ملک کی قانون بنانے والی مجلس میں انھیں پچیس کی بجائے کہ جو مردم شماری کے رو سے ان کا جائز حق ہے ۳۳ سیٹیں مل جائیں اب تمہیں سوچو کہ اس کے مان لینے میں ہندوؤں کا کیا نقصان ہے اسمبلی میں اگر پچیس مسلمان جا کر بیٹھیں تب کیا اور تینتیس بیٹھیں تب کیا؟ ہر حالت و ہر صورت وہ ہندوؤں سے بہت ہی کم تعداد میں رہیں گے اور ایسا کبھی بھی نہ ہو سکیگا کہ ہندوؤں کی مرضی کے خلاف وہ کبھی کوئی تجویز اسمبلی میں پاس کرا سکیں میں مانتا ہوں کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ بالکل فضول اور سراپا لغو ہے اور اس سے انھیں قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا لیکن میری سمجھ میں

یہ بات نہیں آتی کہ اتنی ذرا سی فضول رعایت دینے میں ہندو کیوں اس قدر بخل کرتے ہیں اور کیوں نہیں خوشی سے ۳۳ کرسیاں حوالے کر کے انھیں خوش اور مطمئن کر دیتے۔

پرشوتم۔ تم نے یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ ہندوؤں کی جماعت سب نیک اچھے اور سمجھدار آدمی ہیں جس طرح تمہاری جماعت میں ایک اچھی خاصی تعداد ان لوگوں کی ہے جو کسی حالت میں بھی آپس کا اتفاق نہیں چاہتے اسی طرح ہندوؤں میں بھی بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جن کا اسی میں فائدہ ہے کہ رات دن ہندو مسلمانوں میں جوتم پیزار ہوتی رہے اسی لئے وہ ایسی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ صلح اور اتحاد کی نوبت نہ آنے پائے جس طرح تم ان معاہدوں اور میثاقوں کو فضول خیال کرتے ہو میں بھی انھیں ایک بیکار ڈھکوسلے سے زیادہ کوئی وقعت نہیں دیتا اور میں تو یہ چاہتا ہوں کہ دونوں طرف کے لوگ سچے اور صاف دل سے کہدیں کہ بس اب ہم تم دوست ہیں اور اب آئندہ ہم لڑنا نہیں چاہتے اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی تعداد ملک میں کم ہے اور اگر صرف مردم شماری ہی کے اعداد کو مدنظر رکھا جائے تو مسلمان ہندوؤں کی نسبت ضرور کمزور ہیں لیکن سکھ اور پارسیوں کی تعداد تو اور بھی کم ہے اور انھیں تو اگر اسمبلی میں ہندوؤں سے زیادہ بھی کرسیاں بھی رعایتاً دیدی جائیں تب بھی انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا لیکن انھیں نہ ہندوؤں سے ڈر لگتا ہے نہ مسلمانوں سے اور وہ اپنے حقوق کے متعلق مطمئن ہیں کہ کوئی انھیں پامال نہیں کر سکتا اسی طرح اگر مسلمان بھی چند کرسیوں پر بھروسا کرنے کی بجائے اپنی قوت اور اپنے خدا پر بھروسا کر لیں تو پھر کوئی جھگڑا اور کوئی قصہ باقی نہ رہے ہندو خواہ کتنے ہی طاقتور ہوں لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ چھ کروڑ مسلمانوں کو فنا کر سکیں جو کوشش کہ چند کرسیاں حاصل کرنے کے لئے کیجاتی ہے اور اس کی وجہ سے جس قدر مال اور جانیں آپس کی لڑائیوں میں قربان ہو رہی ہیں وہی کوشش اور قربانی اگر اپنی قوم میں اتفاق پیدا کرنے اور لوگوں کو تعلیم دینے پر صرف کی جائے تو صرف چند روز میں مسلمان اس قدر طاقتور بن سکتے ہیں کہ پھر انھیں دنیا کی کوئی قوم نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک ان میں خود اتفاق نہیں ہے اور جب تک وہ اپنی قوم کی تعلیم کی طرف سے اس قدر بے پروا ہیں اس وقت تک اسمبلی کی اگر پچاس کرسیاں بھی انھیں مل جائیں تب بھی وہ کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے چند روز پیشتر تک ہندوؤں کی حالت بھی مسلمانوں سے کچھ بہتر نہ تھی لیکن ان کے لیڈروں نے ان میں علم حاصل کرنے اور آپس میں متفق رہنے کا شوق پیدا کر دیا اور اب وہ نہایت شوق سے اپنے بچوں اور اپنی عورتوں کو تعلیم دے رہے ہیں اور روز بروز ان کی طاقت بڑھتی جا رہی ہے مسلمانوں کے بچے آج بھی اسی طرح گلیوں میں گلی ڈنڈا کھیلتے اور سڑکوں پر خاک اڑاتے پھرتے ہیں اور ان حالات میں جب وہ بڑھ کر جوان ہوتے ہیں تو معاف کرنا ان کی حالت بالکل جانوروں کی سی ہوتی ہے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے پیٹ میں سینگ بھونکنے اور اپنا پیٹ بھر لینے کے سوا اور کچھ نہیں جانتے انھیں یہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ قوم کیا چیز ہے اور اس کے حقوق اور مفاد کیا ہیں۔

اقبال۔ تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے ہماری قوم میں سارا قصور اسی بات کا ہے کہ ہمارے لیڈروں کو بھی قوم کے فائدے اور نقصان سے کچھ مطلب نہیں ہے اور وہ لوگ بھی کہ جو دوسروں کو اپنے پیچھے چلا سکتے ہیں اور قوم کو سیدھا راستہ دکھا سکتے ہیں عام طور پر خود ہی غلط راستہ پر پڑے ہوئے ہیں ہمارا ہر ایک رہنما اور ہر ایک پیشوا زبان سے تو یہی کہتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے قوم کے فائدہ کی خاطر کر رہا ہے اور اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ کسی طرح یہ پسماندہ قوم ترقی کے راستے پر پڑ جائے لیکن اس دعوے کے باوجود وہ کبھی اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرے اس کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ بس جو کچھ وہ کہے اسے سب بلا چون و چرا کے مان لیں جب ہر شخص کی یہی خواہش ہو تو ظاہر ہے کہ کوئی سے دو بھی مل کر کام نہیں کر سکتے اور ان کی اس باہمی نااتفاقی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قوم کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں کچھ کسی کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور کچھ کسی کے اور کوئی کام بھی متفقہ کوشش سے نہیں ہونے پاتا جس کے یہ معنے ہیں کہ کوئی کام ہونے ہی نہیں پاتا تم یوں دیکھو کہ دس برس سے برابر ہر لیڈر ترقی ترقی چلا رہا ہے ملک میں سینکڑوں انجمنیں عجیب عجیب ناموں سے قائم ہو چکی ہیں اور ہوتی چلی جا رہی ہیں اور صدہا اخبار مسلمانوں کی ترقی کی زبانی دعائیں مانگنے کے لئے اپنے کالم کے کالم سیاہ کرتے رہتے ہیں پھر بھی نتیجہ کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو مسلمان اب آگے بڑھنے کے بجائے اس جگہ سے بھی کسی قدر پیچھے ہی کو ہٹ گئے ہیں کہ جہاں وہ دس برس پہلے کھڑے تھے مسلمانوں سے یا تو یہ کہا جاتا ہے کہ انگریزوں سے لڑو یا یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں سے لڑو یا یہ کہا جاتا ہے کہ دونوں سے لڑو اور اس طرح رات دن لڑائی کا سبق پڑھتے پڑھتے اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ تھوڑے سے تو انگریزوں سے لڑنے پر تلے ہوئے ہیں کچھ ہیں کہ انھیں ہندوؤں سے خدا واسطے کا بغض ہو گیا کچھ ان دونوں قوموں سے متنفر ہیں اور باقی ماندہ کروڑوں افراد جنکی ہمت غیروں سے لڑنے کی نہیں پڑتی وہ رات دن آپس ہی میں جوتم پیزار کرتے اور ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہتے ہیں ہر لیڈر اپنے سوا باقی تمام لیڈروں کا دشمن ہے اور انھیں گالیاں دیتا رہتا ہے اس لئے عوام کی نگاہ میں سارے لیڈر ایک ہی سے ہو گئے ہیں اور اب ان کے دل میں کسی ایک کی بھی کوئی خاص وقعت نہیں رہی ہے حتی کہ جو لوگ درحقیقت نیک اور اچھے ہیں ان کی بھی اب بات نہیں پوچھی جاتی۔

پرشوتم۔ پھر اب کیا ہو؟ ہندوؤں کی یہ حالت اور مسلمانوں کی یہ ذہنیت کام چلے اور صلح کیسے۔

اقبال۔ سنا ہے کہ کچھ لیڈر پھر جمع ہو کر آپس میں کوئی سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔

پرشوتم۔ جو لوگ آج تک کچھ نہ کر سکے ان سے اب کیا توقع ہو سکتی ہے جلسہ میں بہرحال دونوں طرف کے ایسے لیڈر بھی ضرور شریک ہونگے جنہیں صلح کی بہ نسبت لڑائی زیادہ عزیز ہے۔

اقبال۔ میرے خیال میں اگر اس وقت ہندو ذرا عقل سے کام لیں تو صلح ہو سکتی ہے مسلمانوں کا کوئی مطالبہ ایسا نہیں ہے جو ہندوؤں کو نقصان پہنچانے والا ہو انھیں ہندوؤں پر اعتبار نہیں ہے اور چونکہ ہندوؤں کی تعداد ان سے تگنی ہے اسلئے وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے حقوق پامال نہ ہو جائیں ہندو کھلے دل سے ان کے تمام مطالبات قبول کر لیں اور اس طرح پھر اپنا اعتبار مسلمانوں کے دلوں میں قائم کر دیں یہ درحقیقت مفت کا احسان ہے کیونکہ ان کا اپنا کچھ بگڑتا نہیں اور مسلمان خوش ہوئے جاتے ہیں۔

پرشوتم۔ لیکن کیا تمہیں یہ یقین ہے کہ اگر مسلمانوں کے موجودہ مطالبات ہندوؤں نے تسلیم کر لئے تو کل کو پھر ایک نئی فہرست اور نہ مرتب ہو جائیگی۔

اقبال۔ میرا تو یہی خیال ہے کہ ایسا نہ ہو سکے گا کیونکہ اگر کچھ لوگوں نے ایسا کیا تو وہ مسلمان جو کانگریس میں ہیں اور جو سچے دل سے صلح کے خواہشمند ہیں وہ ان لوگوں کو عوام کی نگاہوں میں یہ کہکر ذلیل کر سکتے ہیں کہ ابھی کل ہی تو ہندوؤں سے معاہدہ ہوا تھا آج پھر یہ بدعہدی کیوں ہو رہی ہے اور عام مسلمان اسے کبھی گوارا نہ کرینگے کہ ان پر بدعہدی کا الزام آئے۔

پرشوتم - لیکن یہ تو صرف اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب اس صلحنامہ پر ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمانوں کے دستخط ہوں ورنہ جو جماعت یا جو انجمن اس صلح سے الگ رہی ہے وہی کل کو کہنے لگیگی کہ مسلمانوں کی اصلی اور حقیقی نمائندہ تو یہ انجمن ہے اور یہ اس فیصلہ کو منظور نہیں کرتی جو دوسری انجمنوں نے کیا ہے اور اس تیب کے ساتھ وہ اپنے مطالبات کی ایک نئی فہرست پھر پیش کر سکتی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ کیا دھرا سب بیکار ہو گیا۔

اقبال - تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہندوؤں کے ساتھ صلح کی بات چیت کرنے سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کی سب جماعتوں کو آپس میں متفق اور متحد کیا جائے اور موجودہ حالات میں اسکی امید کسی طرح نہیں پڑتی۔

پرشوتم - اگر مسلمانوں کی سب جماعتیں متحد ہو کر اپنا کوئی مطالبہ پیش نہیں کر سکتیں تو ہندوؤں کو برابر یہ کہتے رہنے کا موقع حاصل رہیگا کہ جناب ہم آپ کی بات کیسے مان لیں کیونکہ مسلمانوں کی فلاں انجمن اسکے خلاف کہہ رہی ہے۔

اقبال - بالکل معقول بات ہے لیکن مجھے تو مسلمانوں سے یہ توقع نہیں ہوتی کہ وہ آپس میں متفق اور متحد ہو جائیں اب بھی دیکھو کہ جنگ آزادی میں جن لوگوں نے اپنی جانیں دی تھیں ان میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہے اور قید کی سزائیں بھگتنے والوں میں بھی مسلمانوں کی تعداد قریب قریب اتنی ہی ہے کہ جتنی آبادی کے لحاظ سے ان کی ہونی چاہیے تھی جسکے معنی یہ ہیں مسلمانوں نے اس تحریک میں اپنی آبادی کے تناسب سے بھی کچھ زیادہ حصہ لیا ہے لیکن ملک میں ایک بہت کافی تعداد ایسے مسلمانوں کی موجود ہے جو برابر یہی کہہ رہے ہیں کہ مسلمان اس تحریک سے بالکل الگ ہیں اور جنگ آزادی میں ہندوؤں کے ساتھ شریک نہیں ہیں گویا وہ بڑے بڑے مفتی اور علماء جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا مسلمان ہی نہ تھے اور جتنے مسلمانوں نے وطن کو آزاد کرانے کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں وہ سب کے سب فرمرے تھے بھلا ایسی بھولی اور بیغرض قوم کوئی اور ہو سکتی ہے کہ جو وطن کی آزادی کی خاطر نقصان تو ہندوؤں سے زیادہ اٹھائے اور جب کچھ ملنے کا وقت آئے تو خود ہی پکار پکار کر یہ کہدے کہ ہم تو اس جنگ میں شریک ہی نہ تھے ایسی قوم جوان بہادروں کے ساتھ متحد اور متفق نہ ہو سکی کہ جنہوں نے قوم کو آزاد کرانے کی خاطر اپنی جانیں تک دیدیں اس سے یہ امید کیسے کی جائے کہ صلح کی گفت و شنید کے موقع پر اپنے آپس کے سب اختلافات دور کر کے یکدل اور یک زبان ہو جائیگی۔

پرشوتم - تو پھر صلح کی کانفرنس کیسے کامیاب ہو سکتی ہے ہندوؤں ہی کو ہم اس قدر نیک کیوں سمجھ لیں کہ وہ مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ نہ اٹھائینگے اور چپکے سے جو جو کچھ مسلمانوں کی طرف سے مانگا جائے گا دیدیں گے اور پھر تھوڑی دیر کے لئے یہی فرض کر لیجئے کہ کانفرنس کے اندر کوئی سمجھوتہ ہو بھی گیا تو مسجد کے سامنے باجے کا اور جلوسوں پر پتھروں کی بارش کا اور خاص خاص راستوں سے مذبح کو گائیں لیجانے کا کیا علاج ہوگا اور یہ آپ کانفرنس میں معاہدوں پر دستخط کر کے باہر نکلیں گے اور ادھر کوئی نہ کوئی بزرگ اپنا باجہ لئے مسجد کے سامنے سے گزر جائینگے اور پھر سر پھٹول شروع ہو جائیگی اصل یہ ہے بھائی اقبال کہ لوگوں کی ذہنیت بدلنے کی ضرورت ہے اور یہ تعلیم کے بغیر نہیں بدل سکتی موجودہ تعلیم نے ہندو مسلمانوں میں نفرت اور عداوت پھیلانے کا کام کیا ہے اور اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جلد سے جلد نصاب تعلیم میں ضروری تبدیلیاں کر کے اسے ایسا بنا دیں کہ اس سے بچوں کے دلوں میں نفرت کے بجائے ایک دوسرے کی محبت کا بیج بویا جائے۔

اقبال - یقیناً یہ بہت ہی مناسب طریقہ ہے لیکن اس کا اثر کہیں دوسری نسل میں جا کر ظاہر ہوگا اور اس پر عملدرآمد بھی صرف اسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ جب ملک میں پورے طور پر امن اور سکون کا دور دورہ ہو اور لوگ ٹھنڈے دل سے ان چیزوں پر غور کر سکیں میرے خیال میں اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہندو مسلمانوں کی ایک ایسی کانفرنس ہو جس میں ہر طبقہ اور ہر خیال کے لیڈر دونوں طرف سے شریک ہو کر اپنی اپنی قوم کے مطالبات نہایت آزادی اور سچائی کے ساتھ پیش کر دیں اور پھر کوئی سا ایک فریق یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہمیں دوسرے فریق پر اعتبار ہے اور اس کے تمام جائز مطالبات بلا تکلف منظور کر لے ظاہر ہے کہ جب ایک فریق اس قدر فیاضانہ اور شریفانہ برتاؤ کرے گا تو دوسرا فریق بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے لئے مجبور ہو جائیگا۔ اس طرح ایک عارضی صلح کی سی حالت قائم ہو جائیگی اور دونوں طرف کے فتنہ پرداز لیڈروں کی زبانیں بند ہو جائینگی اور طرفین کے مخلص لیڈروں کو موقع ملیگا کہ اپنے اپنے فرقہ کے سامنے پر زور تقریریں کر کے ان کے خیالات کو بدلدیں اور جو خوف ان کے دلوں پر غالب ہو گیا ہے اسے بالکل دور کر دیں اس طرح عوام کی ذہنیت بدلیگی اور ملک کی فضا قریب قریب بالکل درست ہو جائیگی اسی کے ساتھ ساتھ سمجھوتہ ہو جانے کے بعد ہندو اور مسلمان اخبارات سے پر زور درخواست کی جائے کہ وہ بھی فضا کو درست کرنے میں لیڈروں کا ہاتھ بٹائیں اور کسی حالت میں بھی اپنے اخبار میں کوئی بات ایسی نہ لکھیں کہ جس سے فرقہ وارانہ جذبات کے مشتعل ہونے کا اندیشہ ہو۔ لیڈروں اور اخباروں کی ان کوششوں کے علاوہ ایک چیز اور بھی ہے جو ہندو مسلم تعلقات کو خوشگوار بنانے میں بہت کچھ مدد دے سکتی ہے۔

پرشوتم - وہ کیا؟

اقبال - وہ یہ کہ ہر شہر میں چند ہندو اور چند مسلمان مخلص کام کرنے والے کھڑے ہوں اور شہر کے ہر ہر محلے سے ایک ایک دو دو ہندو اور مسلمان ایسے منتخب کر لیں کہ جن کا محلہ میں کسی قدر اثر ہو اور ان سے درخواست کریں کہ وہ اپنے اپنے محلہ میں ہندو مسلمانوں کے مشترکہ جلسے کریں جن میں اتحاد پر زور دار تقریریں ہوں اور ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے گلے میں ہار ڈالیں اور بالکل کھلے دل سے ایک دوسرے کو معاف کر کے آئندہ آپس میں دوست رہنے کا وعدہ اور عہد کریں اس طرح صرف دس پندرہ روز میں بڑے سے بڑے شہر کے ہر ہر محلہ کی فضا درست ہو جائیگی اور ان حالات کو دیکھ لینے کے بعد پھر کسی کی ہمت نہ پڑے گی کہ ہندو مسلم اتحاد میں رخنہ ڈالیں یا دوسرے فریق کے متعلق کوئی ناخوشگوار بات زبان سے نکالے۔

پرشوتم - واقعی یہ تدبیر بہت اچھی ہے اگر اس پر عمل کیا جا سکے۔

اقبال - اس پر عمل کرنا کون دشوار کام ہے اپنے اس محلہ کے متعلق تو میں اور تم ہی اس خدمت کو انجام دے سکتے ہیں اور میں نے تو اب یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اگر آزادی کی جنگ میں شریک ہو کر ہندوستان کو آزاد کرانے کی جرات اور ہمت مجھ میں نہیں تو کم سے کم میں اسی کام کے لئے اپنی آیندہ زندگی وقف کر دوں گا کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو بہتر بناؤں اور ملک کو غیروں کے قبضہ سے نہیں تو اسی مصیبت سے نجات دلاؤں۔

پرشوتم - اس نیک اور مبارک کام میں میں تمہارے ساتھ ہوں۔

جزء ۱۵

سورة بنی اسرائیل مکیة وهی مائة واحدی عشرة آیة واثنا عشر رکوعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ

اصلی خوشنما سولہ مہری

مصری قرآن مجید جو ابھی چھپکر طیار ہوا ہے ہر بچہ کو پسند ہے اس لئے کہ اس سے پہلے ایسا اچھا قرآن شریف چھپا ہی نہیں

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس دہلی جو کہ مرحوم جانشین منشی صلاح الدین صاحب کے ہیں کتابت کا کمال اسی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھکر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بلا قصد بچہ غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھنے کے لئے ذرا بھی توقف کرنا نہیں پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ی ت ن ث وغیرہ میں ہوتی ہیں اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی دشواری کی وجہ سے مذکورہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اسلئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے قابل خطاطوں نے یہ دشواری ملحوظ رکھکر کتابت کی ہے تجربہ نہیں دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرے گا اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ استاد کو اس قرآن شریف کا ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق بچے کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو باسانی پڑھ لیں گے ہر صفحہ گرداگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر [illegible] کے نقوش سے آراستہ ہے ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے اصل قرآن شریف اس نمونہ سے بدرجہا بہتر ہے بس یہ سمجھئے کہ یہ نقل ہے اور وہ اصل قاریوں کے لئے آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلادی ہے ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند میں سولہ مستند حفاظ صحیح اور قرآن کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں۔

چھپائی دعویٰ ہے اور شدید دعویٰ کہ مصری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر ہو کوئی قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجبوراً ہی نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا اور میں تو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اسمیں خوبیاں پاتا ہوں اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے **ایک** جلد چرمی ڈیڑھ روپیہ ۱۲/ مجلد پارچہ ۱۲/ **پانچ** جلد مجلد پارچہ [illegible] مجلد چرمی صرف سات روپے **دس جلد** مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے چرمی ساڑھے تیرہ روپے۔ **محصول** ایک جلد پر ۵/ اور پانچ پر ۱۲/ اور دس جلد پر ہے دس جلد کے مقررہ ہدیہ پر نفع مفقود ہو جاتا ہے لیکن چونکہ ان تمام قرآنوں کی تعمیم مقصود ہے اس لئے زیادہ تعداد کی خریداری پر نفع نہیں۔ ریل کے ہر پارسل پر علاوہ کرایہ ریل [illegible] خرچ ہوتے ہیں اس کو ملحوظ رکھکر ریل کے ذریعہ منگائیں ریل کے ذریعہ منگانے والے قیمت پیشگی ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ۔ **مینیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی**

شاہانِ مغلیہ کی بیویاں

شاہانِ ہند کی نامور خواتین جہاں حسن صورت کے مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے حسب نسب شجاعت اور اولو العزمی کے لحاظ سے

بھی اپنی آپ نظیر تھیں، یہ وہ عورتیں تھیں جن کا جواب ابتک دنیا پیدا نہ کر سکی۔ انہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا۔ ان میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی۔ شاعرہ بھی ہیں مغنیہ بھی ہندو بیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی اور مندرجہ ذیل بیگمات کے تفصیلی حالات ہیں:۔

حمیدہ بانو، فخر النسا، عظمت النسا، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگی، آرزو بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پارجی، رانی تارا بائی، رانی تلسی بائی، ارہم بائی، اکبر آبادی بیگم، اورنگ محل آتی بیگم، بخت النسا، بہادر بائی، اودے پوری، بائی بھگوت دیوی، بچھی بیگم سلطانی، بی بی بلی، لاڈ ملک، فیض سلطانہ، بدر النسا، رجاء بیگم، جانی بیگم، جودہ بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، شاہ ناز، ادبیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بیگم، بی بی دودہ، دلرس بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، ضیعہ النسا، زینت النسا، زیب النسا، زبدۃ النسا، اختر زمانی، سلیمہ سلطان، سکندر سلطان، سلیمہ بانو، جمیلہ خاتون، موتی بیگم، اشرف زمانی، بادشاہ بیگم، قدسیہ، ثریا بانو۔

یہ کتاب ڈھائی سو صفحہ کی ہے اور مجلد ہے، کتاب دیکھنے کے بعد آپ صحیح معنوں سے اس سے محظوظ ہو سکتے ہیں۔ قیمت مجلد علاوہ محصول صرف بارہ آنہ (۱۲) محصول علاوہ

حمیدیہ پریس دہلی

چوٹی کی حسین عورتیں

جنہوں نے اپنے حسن عالم آشوب سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں میں ڈالی، جنہوں نے بہادر و شجیع نوجوانوں کی تلواریں نیچی کروا لیں، جنہوں نے ملک التجار اور منچلے حسن جوانوں کے جہاز کے جہاز اپنی چاند سی صورت پر قربان کرا لیے۔ یہ ۵۷ خواتین اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن تھیں، ان سب کی تصویر اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں پیش نظر آجاتا ہے کیونکہ حضرت شرر مرحوم کے لکھے ہوئے یہ فسانہ ہائے حسن ہیں اور جس لذت خیز پیرایہ میں مرحوم نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دلآویز ہے کہ نوجوان تو پھڑک جائیں لیکن لوٹ پوٹ ہو جائیں اور بوڑھوں کی باچھیں کھل جائیں اور بڈھے جھرجھری لے کر ہائے جوانی پکاریں۔ قیمت بارہ آنہ (۱۲) ضخامت ۲۲۵ صفحات مجلد ہے۔

حمیدیہ پریس دہلی

نامورانِ عالم یعنی گروہِ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

تاریخ نگاری مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر کی جو دلنشینی مولانا کو نصیب ہے شاید ہی کسی مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں حسب ذیل نامورانِ کے حالات ہیں:۔

محمود و ایاز ایاز محمود کی محبت، ابو النصر مشکانی سے مشورہ، ایاز کی بہن پر نظر عنایت، بہرام گور اور مچھلی والے کی بیٹی کا واقعہ، محمود کا بخل، نیشاپور کا ایک دولتمند، محمود اور ایک قمار باز کا واقعہ، محمود کی دولت سے محبت۔ محمود غزنوی کی بیماری اور موت۔

علی بیک مصر کا ایک مو حاکم جس نے زور شمشیر اور چالبازیوں سے اتنی بڑی مملکت تسخیر کی۔

عوج بن عوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ، اس شخص کے وہ حیرتناک کارنامے ہیں جسے کچھ ہی کوئی سنکر ششدر رہ جاتا ہے عوج کی پسلی اب بھی مصر کے عجائب خانہ میں ہے۔

قدم حیلہ یا ایران کا پہلا بادشاہ دمرز داداس کا سلسلہ حضرت ابراہیم تک پہنچتا ہے تاریخی واقعہ

قسطل اپنے زمانہ کا مشہور شہزور بادشاہ جس کی حکومت بعثت نبوی میں تھی۔

ابو العتاہیہ اسلام کی دوسری صدی کا مشہور شاعر، ہارون رشید کے دربار کے حالات

ابن معتز ایک جادو بیان مقرر جس نے خلافت کے تخت پر کئی بار اپنا اثر جمایا اور جسکو حال خلیفہ بنایا۔

حسان بن ثابت رسول کریم کے دربار کا شاعر جو کفار کی ہجو اور حضور کی مناقبت میں مشہور ہے

افلاطون یونان کا سب سے زیادہ مستند اور مقبول فلسفی موسیقی کا ماہر ریاضی کا استاد ذہنی سنجیدہ ہے

بی فی بال سلطنت روم کا سب سے بڑا سپہ سالار اور روما کی بہت سی لڑائیوں کا حال

الپ ارسلان اس کا اصلی نام محمد بن جعفر بیگ سلجوق ہے سلجوقیوں کی پوری تاریخ اسکے ملاقات

میر علی شیر غنائی دربار شاہ بابر کا نامور وزیر اور اسکے حیرت خیز کارنامے۔

مذکورہ بالا نامورانِ عالم اپنے اپنے وقت میں بے نظیر شخصیتیں تھیں اور ان کے حیرت خیز کارنامے اب بھی جبکہ دنیا سائنس کی وجہ سے طلسم کدہ بنی ہوئی ہے، کچھ حیرت خیز نہیں ہیں۔ ضخامت ... صفحات قیمت بارہ آنے (۱۲) منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کمالاتِ سلف

مصنفہ مولانا عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

مولانا نے اس کتاب میں سلف کی اولو العزمی کو اور قدیم شاہانِ دہلی کی رعایا نوازی کو اس کو دلچسپ طریقے سے دکھایا جو اپنی مثال ہے۔ فہرست مضامین یہ ہے (۱) مدینہ منورہ کی ترقی کے اسباب (۲) شہرت و ناموری (۳) ہیں کی انقلابی فرمان (۴) زوال عجم (۵) بنا بغداد (۶) خلیفہ جعفر (۷) بلیٰ ریلیف اسلام کے سایہ میں آباد (۸) دہلی مرحوم (۹) دہلی اور اس کا اگلا دربار (۱۰) سلطنت دہلی کے بعض حیرت انگیز (۱۱) جہانگیر (۱۲) امیر تیمور کی سفارت بخانگیر قیمت ۸ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قدیم مسیحیت

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی۔ مولانا نے دکھایا ہے کہ قدیم زمانہ میں مسلمانوں کی عیسائیوں نے کیا برتاؤ کیا اور مسلمانوں نے مسیحیوں کے کس طرح پیش آئے اور جس قدر اس مذہب کے جدا جدا فرقے نکلے سب کا مفصل بیان اور اس مذہب کی ترقی کے اسباب بیان کئے ہیں قیمت ۴ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مقالاتِ شرر

مضامین مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی۔ نیچرل مضامین ہیں جو منشیانہ مضامین ہیں جس میں نیچر نگاری کی رعنائیں ہیں جنہیں انشاپردازی کا شوق اور اردو زبان کا کمال ہو دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں یہ وہ مضامین ہیں جن کی بدولت ہندوستان میں مصور جذبات اور مولانا شرر کے شرارے سارے ہندوستان میں روشنی دے رہے ہیں مولانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا مولانا کی شہرت اور زور قلم بھی نیچرل مضامین ہی ہے ۵ سال کے مضامین جمع کر کے شائع کئے ہیں۔ مولانا نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر مضمون کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے اس مجموعہ میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ ستیا، عمر، دوزخ کی رات، آنسو، اکبر کی گھڑی، خودپسندی، خاموش آسمان، دیہات کی شام، سرایا حسن، لااخوں زاد مہ کسی، شادی، غم، عالم خیال، اندھیری رات، رخصت بہار، پھول، کنگنا، شمع و پروانہ، سلف باغ، ارزو، دریا، صبح و الم، یاد، گلشن، ہندی، شمع، سحر، یاس، گور غریباں، پھول، مجھے کمالات، عالم مثالی، ہوا، اچھوتاپن، غریب، سبزہ، شمع حرم، برسات، فصل بہار، بے خودی یہ کتاب بعض مدارس کے نصاب میں بھی داخل ہے۔ مجلد بارہ آنہ (۱۲)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

نوشیرواں عادل تھا یا فاروق اعظمؓ

وہ مجوسیوں کا بادشاہ تھا اور یہ مسلمانوں کے۔ نوشیرواں کے چند واقعات زندگی تھے جن کی وجہ سے وہ عادل مانا گیا۔ فاروق اعظمؓ کی پوری زندگی عدل انصاف کا مرقع تھی ایک دو قصے ہوں تو لکھے جائیں دس بیس مرقع ہوں تو ان کا ذکر کیا جائے ہماری کمبختی بدنصیبی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی زندگی سے بالکل بے خبر ہیں زندہ تر این مثال یہ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ غیر کو بھی چار چاند لگا دیتی ہیں مسلمانوں میں ہزاروں ایسے ہوں گے جو فاروق اعظم حضرت عمرؓ جیسے بیکر خوبی کے حالات سے ناواقف ہوں گے۔ ہینڈنبرگ، مارشل فوش لارڈ کچنر کی سپہ سالاری کا اعتراف کرنے والو! ذرا فاروق اعظمؓ کے نقشہ جنگ کو تو دیکھو ہزاروں کوس دور بیٹھ کر کیسی خوبی سے ملک فتح کرتے تھے نوشیرواں کا نام سنکر معترف ہونیوالو حضرت عمرؓ کے عدل انصاف کو تو دیکھو غلام سوار ہو اور آقا پیادہ ہو یہ موقع بھی لیا جہاں دنیا کو مرعوب کرنا ہو ایک عظیم الشان صلح کانفرنس کی صدارت کرنی ہو الفاروق نگار پڑھیے آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ ہمارے خلیفہ کی زندگی کیسی پاکیزہ تھی قیمت ۱۲ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

خدا کے گھر میں شیر خدا کا قتل

کیوں کیا گیا؟ اور کب ہوا کیونکر ہوا اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب **سترہ رمضان** میں ملیگا۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، امیر معاویہ، اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے۔ خارجی کون لوگ تھے اور انھوں نے کیا کیا فتنہ و فساد برپا کئے۔ عبد اللہ شیر خدا کے کیوں خلاف تھے اور پھر کس طرح راستی پر آئے اور قطام ایک خارجی عورت جو حضرت علیؓ کے خون کی پیاسی تھی اس پر عاشق ہو کر مددگاران شیر خدا کے قتل کی جستجو میں قسطاط کے افسوسناک واقعات حولہ بنت نجد سے عشق و محبت کی داستان غلام کی وفاداری معاویہ اور عمرو بن عاص کا قتل سے بچ جانا حضرت علیؓ کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا عبرتناک انجام قطام کے فسادات اور اس کا قتل تاریخی اور علمی تحقیقات سے سوز و ساز، وصل و ہجر کے حیرت انگیز کارنامے در اصل نسوانی فطرت میں ایک مبسوط تاریخ ہو ہر مسلمان کے لئے اس سے واقفیت فرض نہیں تو واجب ضرور ہو ضخامت ۲۰۰ صفحات سے زیادہ قیمت ہر دو حصہ عہ

حمیدیہ پریس دہلی

ریگستان عرب میں بیگناہوں کا خون

کس لیے بہایا گیا کس طرح بچوں کو ذبح کیا گیا اور کیونکر عورتوں کو علم بیکسی میں تڑپایا گیا۔ یہ دل تڑپا دینے والی سرگزشت اگر پڑھنی ہو تو **ظلم یزید** پڑھئے۔ اسمیں ظالم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہو اسکی داستان بھی ہو اور مظلوموں کی دکھ بھری کہانی بھی اسکے ساتھ ہی یزید کے عیش و عشرت کے حالات بھی درج ہیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں کہ تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے الغرض یہ کتاب اسلام کی خونی تاریخ بھی ہے اور حسن و عشق کا افسانہ بھی اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا قابل قدر مجموعہ بھی مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کے مشہور ناول کا اردو ترجمہ ہے جس کی قیمت تین روپے چار آنے ہے لیکن ترجمہ کی رعایتی قیمت صرف بارہ آنے (۱۲ر) ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات ہیں کتاب کا نام مجموعہ کربلا ہے۔

ملنے کا پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

رئیس الاحرار کے سوانح حیات (باتصویر)

مسلمانان ہند کی پچاس سالہ سیاسی تحریکات کا مرقع

مولانا محمد علیؒ ایسے نہ تھے کہ تمام دنیا کے مسلمان بالخصوص مسلمانان ہند کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی ان کے کارناموں کو اپنے دل سے محو کر دیں اور ان کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو اپنے حافظہ میں محفوظ نہ رکھیں۔ جس قدر زمانہ گزرتا جائیگا مولانا محمد علی کی زندگی مسلمانوں کے لیے ایک بیش بہا سرمایہ ثابت ہوجائے گی۔ ان کی باون سالہ حیات میں ہندوستان کے اندر عجیب و غریب انقلاب رونما ہوئے ہیں اور اس ملک کی اسلامی سیاسیات نے جو حیرت انگیز کروٹیں بدلی ہیں ان کا مطالعہ اگر کسی کو تفصیل کے ساتھ کرنا ہو تو اسے چاہیئے کہ مولانا کی زندگی کے ذاتی حالات کا علم حاصل ہو جائے بلکہ وہ مسلمانوں کی گزشتہ سیاسی تحریکات اور ان کے نشو و ارتقاء سے بھی پوری واقفیت بہم پہنچائے کہ مولانا کی زندگی میں اور ان کے وصال کے بعد سے اب تک ان کی کوئی سوانح عمری ایسی شائع نہیں کی گئی تھی جو اس جلیل القدر بطل حریت کی زندگی کا صحیح خاکہ پیش کرتی ہو اور جس کے مطالعہ سے مسلمان "محمد علی" کی یاد کو ہمیشہ تازہ کرتے رہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم آج اپنے آپ کو اس قابل پاتے ہیں کہ مولانا کی ایک ایسی جامع اور مانع سوانح عمری کی اشاعت کا اعلان کر دیں۔ جو مولانا کی زندگی کے مختلف گوشوں پر حاوی ہے اور جس میں پیدائش سے لے کر بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے تک کے تمام واقعات ایک عجیب دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور جسے موجودہ عہد کے ایک سربرآوردہ صحیفہ نگار نے نہایت محنت و کاوش سے مرتب کیا ہے۔

چونکہ مولانا کی زندگی کے مختلف دور اپنی خصوصیتوں کے اعتبار سے ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے سوانح نگار نے ہر دور کے حالات و کوائف کو خاص احتیاط کے ساتھ قلم بند کیا ہے اور ہم نے ہر دور کے مطابق مولانا کا ایک خاص فوٹو بلاک طبع کرا کر کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ تاکہ جہاں مولانا کے خیالات و اعمال کی ایک ذہنی تصویر پڑھنے والوں کے دماغ میں جاگزیں ہوتی جائے وہاں ہر دور کی شکل و صورت سے بھی قارئین کرام واقف ہوجائیں۔ کتاب ۱۸×۲۲ کے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں متعدد فوٹو ہیں۔

چونکہ پہلے ایڈیشن کے لیے بہت سی فرمائشیں موصول ہو چکی ہیں۔ اس لیے قارئین کرام کو چاہیئے کہ اپنا آرڈر فوراً روانہ فرمائیں۔ تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ قیمت فی جلد ۱ر دس جلد ۹ر، ۵۰ جلدیں ۴۰ر اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی قوم مولانا محمد علی جیسی آزاد پیدا کر سکے تو یہ کتاب مفت تقسیم کرائیے۔

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی ؟ اسلیئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اسلیئے کہ آپ خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اسلیئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اسکے رسول کے بتلائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگنے پھر دیکھیئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے۔ اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائیں گے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائیں گے اور آپکی ہر پریشانی رفع ہو جائے گی، غرض کہ آپکی ہر مراد پوری ہوگی۔

قرآنی دعائیں ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کی تعلیم کیجیئے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں سے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے، تو آپکی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی نفیس قیمت صرف ۸ر ملنے کا پتہ :۔ حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں، رسول اللہ صلعم کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یہ نہ جو خدا سے مانگو گے وہ قبول کرتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور جسب ذیل پانچ حصے ہیں :۔

صلوۃ الرسول اللہ کے قریب پہونچانے والی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ بتغیر مولوی اشرف علی صاحب کا ہے۔

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے بہت ہی موثر روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت احزاب ۲ کمہ خوذ ترجمہ مولوی فارسی ہیں مناجات ہے اور مولانا روم کی تصنیف ہیں سات دن کی دعائیں ہیں۔

تتمہ دعائے مقبول از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اسمیں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کے لیئے دعا نہ ہو، اور مولانا نے اس کے مانگنے کا صحیح طریقہ بتلا دیا یہ بے نظیر حصہ ہے۔

حزب البحر دعا مترجم مع اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب کامل مع ضمنی مت نقریبا ۳۰۰ صفحات قیمت صرف ۱۲
حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند مجرب معمولات سے پر اثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک ہوا نہ ہوگا اسمیں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو صلحا امت نے اپنی مریدوں کو تلقین کیں۔ خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پڑھائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر قبولیت رکھتے ہیں ان کا اثر یقینی ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فضیلت دعا۔ آداب دعا حضور کی دعائیں۔ عائشہ صدیقہ۔ فاطمۃ الزہرا، ابوبکر صدیق بریدہ۔ سلمہ۔ قبیصہ۔ ابو درداء۔ ابراہیم خلیل اللہ، عیسیٰ خضر معروف کرخی۔ عتبہ آدم علی وغیرہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں مقابل میں ترجمہ ہے۔ یہ بہت ہی مقبول پر اثر کتاب ہے ضخامت ۱۲۸ صفحات ہے قیمت صرف ۸ر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ کوئی دل ہو۔ کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، محکوم کا ہو۔ دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ اسپر قابو حاصل کرلینگے۔ اگر آپ ہم سے کتاب **تسخیر القلوب** منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو تسخیر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلیئے معمولی بات ہے۔ یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے، اس کے دو حصے ہیں، پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یعنی ایسا تیر بہدف جو کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہو اس کے عامل کیلیئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام رہا ہو۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸ر)
ملنے کا پتہ :۔ حمیدیہ پریس دہلی

اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم کی برکات کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ اس کا عامل

جو چاہے کرسکتا ہے

یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے اسباب ہونے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے سینکڑوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں بیمار ... کو شفا دیدی، غرضکہ ہر مصیبت میں تیر بہدف ہے

اس کا عامل صرف چند یوم میں بن سکتا ہے

ہر کتاب

صحیفۂ قدسی

منگا کر دیکھیئے۔ تو اسم اعظم کے خواص و اعمال پر عبور ہو جائیگا یہ ینا ... کی تفسیر ہے اور اس میں اسم اعظم کا تیر بہدف عمل ہے جو ہر شخص آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔

قیمت آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول صلعم

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدائی نہ ہوگا، پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہونگے جو سعادت زیارت حبیب کریم سے بہرہ ور ہوچکے ہونگے خوشا نصیب بحر العلوم حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کہ خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا، اور درود شریف کے وہ فضائل اور اعمال بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جسمیں درود شریف کی برکات و سعادات اور اسکے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اسکے بعد اولیائے عظام کے مقالات نقل کیئے ہیں، جنہوں نے حضور صلعم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی۔ حضرت ممدوح کا بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی ہے اب بھی کوئی ایسا بدقسمت ہے جو زیارت رسول سے بہرہ ور ہونے کی سعی نہ کرے گا، بہت ہی مفید و عجیب، موثر کتاب ہے۔ قیمت ۸ر
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اوراد وظائف
مخدوم جہانیان جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہو اسکا نام اوراد و ظائف ہو یہی دنیاوی بکان کا آخری زینہ ہو یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہو جسمیں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات اہی اوراد میں مضمر ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیان جہان گشت کے وظائف و اوراد کو ہو کیونکہ اپنے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ بہم کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اسکا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہو جو صدہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے انتہا مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا، اس میں انسانی ضرورت ایک بھی نہیں چھوڑی ہو جس کے لیے بہتر سے بہتر وظیفہ یا نقش نہ ہو۔ دور حاضرہ میں اس سے مستند مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہو قیمت ۱۰ ار حمیدیہ پریس دہلی

حیات بعد الموت

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہو جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین رہتا ہو۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہو اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی کا دخول عہد میثاق۔ روح حیوانی اور روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت۔ عیادت سکرات موت متعلقین جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات اور دیگر رسولوں کی وفات۔ ایمان و کفر، نیک روحیں علیین، ابرار و نیکوں کا خاتمہ۔ بری روحیں۔ سجین۔ کفار کی ارواح سوال و جواب منکر نکیر۔ عالم برزخ۔ عذاب۔ ثواب کا فلسفہ قبر کا عذاب تجہیز و تکفین۔ نماز جنازہ۔ جنازہ کے تمام مسائل۔ دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود۔ تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی۔ کھانا کھلانا نجات اخروی مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام اولیا عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو بتلائے۔ قیمت بارہ آنہ ۱۲ ار

حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہو کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے، اسی کا نام **توبہ** ہو توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق آپ کی اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے ہی نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب۔ سرور دو عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے تائب اور عابد، قبولیت توبہ حکایات توبہ۔ ترک گناہ۔ حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں۔ گناہ کی لذت۔ گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں۔ اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی، پڑھو استغفار۔ عبادت دلی۔ امید و بیم عبد و معبود میں راز و نیاز۔ گناہوں سے نیکیوں کی بربادی۔ فوری مواخذہ ہے بے فکری گناہوں کے نقصانات۔ نسخہ دافع مرض گناہ اسکے علاوہ بہت سے مضامین قیمت ۱۰ ار حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہو اور اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں:- نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس۔ خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں۔ ملائکہ اور جنات انسان تا زندہ ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا وحی اور سائنس وحی کی حقیقت۔ نجات کا راستہ۔ صداقت رسول۔ قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہو بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ زمانہ گزشتہ کے علما اور صوفیہ زمانہ حال کے علما و صوفیا۔ اسلام اور وحدت، جہاد کی غرض و غایت رسول عربی کا رحم و کرم تفسیر سورۂ فاتحہ اور روح مکاشفات سورۂ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہو بعض اسرار و معارف وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین۔ تمنا دل کا مرکز اسلام ہے مرتبہ عبودیت۔ صراط مستقیم گمراہی کے اسباب باقی کتاب میں دیکھئے قیمت ۱۰ ار حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورۂ یسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہو جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لیے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے۔ یہ تفسیر علامہ عبدہٗ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں اہم مسائل اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر قلب میں ایمان آجاتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پر زور بحث دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے اب تک نہ گزری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہی کاغذ بہت اعلیٰ ا قیمت صرف آٹھ آنے (۸/) ہے

حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدسہ کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب شہید کربلا منگا لیجئے، اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ ابتدا سے لے کر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہو یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن، امام مظلوم کی مکہ کو روانگی۔ کوفیوں کی شرارت، ظالموں کا معصوموں کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم، یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ جگہ میر انیس کے مرثیہ بھی لیئے گئے ہیں اور آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیہ اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ دور حاضر کی سب سے موثر کتاب ہے۔ قیمت ۸ ار

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

گھر کا مولوی

مناد اور واعظین کو بشارت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ پر اس معاملہ میں بھی پیچھے رہتے ہیں اور اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی محمد سعید صاحب خواہرزادہ صوفی شاہ رحیم الدین صاحب مرحوم دہلی نے آسان سعید کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ ان کو آسانی ہو کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمت انجام دے سکتا ہے۔ اس میں تمام امراض کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید، احادیث شریف اور حکایات صالحین سے بیان ... عام فہم کیا گیا ہے جس سے لطف دوبالا ہوگیا ہے لوگ بہت بار ... بہی ہیں پہلی جلد کے صفحات ۱۸۰ دوسری جلد کے صفحات ۱۸۴ ہر دو حصص کا ... حمیدیہ پریس دہلی

تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور ہی پڑیگا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا

اس کا یقین ہو

پڑھ لینا کہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ اس فعل میں یہ سزا ملیگی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا بحساب جنت میں لیجائے اور یہاں بھی انکی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہر ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی ہے تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیل دی گئی سزا ہے۔ شرک ریا سوء ظن باللہ غضب کینہ حسد تکبر خود بینی بدعت علم بے عمل تقدیر ... ۔ اولیاء اللہ سے عداوت اصحاب سے بغض بدعہدی امانت میں خیانت فحش اور لغو کلام کی کثرت قہر ... اور ... سے استنجا ... پیشاب ... غفلت وضو غسل احیض کی فرد گزاشتیں نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی سفر ... بدفالی غیر شرعی زینت۔ تصویر ماتم نوحہ سوگ اور قبر کی ... زکوٰۃ صدقہ نفقہ سوال اور بخل روزہ کی فروگزاشتیں۔ حج اور اسکے متعلقات جانوروں سے بدسلوکی وغیرہ اسی طرح ۲۰۷ مضامین ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان قیمت ...

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں اور دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اسوقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جبتک بیرونی معالجات سے مرض کو دفع نہ کیا جائے اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ بیوی کو جدا سے تعویذ کرد بنا دیں، لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بے کار رہے گا، ان لوگوں کیلئے جو فقط بیرونی عمل پر رہکر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کیلئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں طبع کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کی تیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے آپ انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا۔ ان کا نام قدرتی "اور دعائیں" اور دافع الامراض" ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں۔ اور مصنفین کا دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا مجرب ہے سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں جسکا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو نسخے سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا نقوش سے ہوگا یا سب کو ملاکر ہوگا قیمت ہر دو کتب ۱۰ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ خواب کے نیک یا بد نتیجہ کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں

تو کتاب

مجموعہ خواب نامہ صدیقی

کو منگا کر مطالعہ کیجئے جس میں اسکے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم خواب کو مفصل بیان کرکے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون اور آخر میں علم قیافہ اور پامسٹری کے علم پر نہایت ہی نایاب مضمون درج ہے۔ قیمت ۱۲ر

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے

اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گزار ہو لیکن افسوس کہ ہندوستان میں بہت کم ایسی عورتیں ہیں جو اپنی لیاقت اور قابلیت سے شوہر کا دل خوش رکھ سکیں۔ اور نہ جسکا نتیجہ گھر جو جہنم بنا ہوا ہے اس سے واقف ہیں۔ ہم نے اس مقصد سے کتاب

میاں بیوی کے فرائض

تیار کی ہے اور قرآن و حدیث سے اخذ کرکے نہایت صاف سلیس اردو میں دلنشین طریقوں سے عورتوں کو سمجھایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح اپنے خاوندوں کی اطاعت کرنی چاہیئے یہ کتاب شریف بیویوں کے مطالعہ میں رہنی چاہیئے ہم کو قوی امید ہے کہ اگر آپ یہ کتاب منگا کر مستورات کو سنائیں گے یا انہیں پڑھنے کو دینگے تو اس کا خاطر خواہ اثر ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس کتاب کی ہدایتوں سے واقف ہوکر ایک نافرمان عورت بھی خدمت گزار اور فرمانبردار بیوی بن جائے گی۔

قیمت صرف آٹھ آنے ہے

حمیدیہ پریس دہلی

بگڑی ہوئی قسمت بنگئی

دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی پولس و پارزہار ... بنا بنایا کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب جب خاصان خدا کا وسیل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی۔ خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں فکر معاش میں سرگرداں ہیں دشمنوں کی یورش ہے کوئی پیارا عزیز بیمار ہے تو عملیات باقی منگائیے اس میں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی رضی اللہ عنہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں جن کی مدد سے آپ کی ہر دلی مراد پوری ہوگی۔ یہ کتاب نہایت کوشش سے بغرض کثیر شائع ہوئی ہے کتابت و طباعت و کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ ضخامت تقریباً اسی صفحات قیمت صرف آٹھ آنے

ملنے کا پتہ۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

جب مالی پریشانیوں سے آپ گھبرا جائیں

جب بذریعہ تجارت بذریعہ صنعت و حرفت اور بذریعہ ملازمت آپ روپیہ پیدا کرنا چاہیں تو کتاب **اسرار صنعت** پڑھیئے۔ چند دن میں مالی پریشانیاں دور ہو جائیں گی معمولی سرمایہ دار دولتمند بن جائیں گے بغیر سرمایہ کے تجارت آپ کر سکیں گے اور ملازمت میں نہایت تیزی کے ساتھ آپ ترقی کرنے لگیں گے۔ ملازمت آپ کو گھر بیٹھے مل جائیں گی اور آپ ہزار ہا روپیہ نقد منجملہ کر سکیں گے اس کتاب میں تجارت سے روپیہ کمانا۔ ملازمت سے روپیہ کمانا صنعت و حرفت سے روپیہ کمانا بتایا گیا ہے تمام تدابیر عملی اور نہایت آسان ہیں اس میں روپیہ کمانے کی اور روپیہ جمع کرنے کی کسی چھوٹی بڑی صورت کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے ہمارا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کی مدد سے فروغ حاصل کرنا چاہے تو وہ نہ صرف افلاس کی مصیبت سے نجات حاصل کر سکتا ہے بلکہ لاکھوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے

قیمت صرف ایک روپیہ (عہ ر)

ملنے کا پتہ :- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

مکمل مرغی خانہ

مرغیوں کی تجارت کو یورپ و امریکہ کے اصول تجارت کی طرح ہندوستان میں رائج کرنے کے واسطے ماہرین فن کی نگرانی میں صرف کثیر کے بعد یہ کتاب لکھوائی ہے جو اس فن پر پہلی اور غالباً آخری کتاب ہے۔ مرغیوں کی تجارت ایک بڑی تجارت ہے یورپ و امریکہ میں صرف اسی ایک تجارت کی بدولت صدہا حوصلہ مند تاجر بہت کم سرمایہ سے کروڑپتی بن گئے ہندوستان میں بھی اسی ایک تجارت کے ذریعہ ہزارہا روپیہ کمانے کے واسطے یہ کتاب مکمل مرغی خانہ شائع کی جا رہی ہے اس کتاب کے ذریعہ آپ کو مرغیوں کی تجارت انڈوں کی تجارت دیکھ بھال، مرغیوں کی پرورش اور ان کا علاج انڈوں کے بڑے ہونے اور کثرت سے انڈے دینے کا راز معلوم ہو جائے گا۔ غرضکہ کوئی سوال مرغیوں کی تجارت کا ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں درج نہ ہو ضخامت ۱۰۰ صفحات کے قریب ہے قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

ملنے کا پتہ :- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

مجربات بوعلی سینا باتصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ نادر اسرار و مجربات ہیں کہ جن کو مدت سے لوگ تلاش کر رہے تھے بہت بڑی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ کی جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر فریق سے حاصل کر سکتا ہے۔ زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں

ضخامت ۔۔ ۸۰ صفحات ہے

قیمت صرف عہ ر

ملنے کا پتہ :-

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

بدمزاج شوہر کو بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کوئی کھانا پسند نہ آتا تھا گھر میں ہر دن جنگ زرگری رہتی تھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا آخر کار بیگم نے ہمارے یہاں سے

دہلی کا باورچی خانہ

خرید لیا۔ اس کتاب میں اسلامی تہذیب کے گہوارے اور بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں کی ترکیبیں درج ہیں۔ بیگم نے اس کتاب کی ہدایات کے مطابق کھانا پکانا شروع کیا تو بدمزاج میاں کا یہ حال ہو گیا کہ روزانہ کھانا کھانے کے بعد گھنٹوں انگلیاں چاٹتے ہیں اور ہر وقت بیوی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔ آپ بھی آزمائش کیجئے۔ ضخامت ۱۲۸ صفحات

قیمت صرف آٹھ آنے (۸ ر)

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

کیا آپکو مضمون نگاری آتی ہے

اگر نہیں ہے تو

کتاب اتالیق مضمون نگاری پڑھیئے

یہ کتاب آپکو استاد کی مدد کے بغیر اعلیٰ درجہ کا مضمون نگار بنا دیگی اس کی ہدایتوں کو گہری نظر دیکھنے کے بعد آپ مایہ ناز انشا پرداز بن جائیں گے یہ کتاب آپ کی تقریر کو دلپذیر اور تحریر کو عجیب بنا دیگی یہ کتاب آپ کو روشن خیال ادیب اور حاضر جواب بنا دیگی۔ اگر آپ اپنی تحریر میں جادو کا اثر زبان میں شیرینی اور الفاظ دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اتالیق مضمون نگاری پڑھیئے یقین کیجئے اسکے مطالعہ سے دو ہفتہ کے اندر آپ کی تحریر و تقریر میں حیرت انگیز کشش پیدا ہو جائے گی۔ اتالیق مضمون نگاری اردو زبان میں اپنے رنگ اور اپنی قسم کی بے نظیر و بے مثل اور عجیب و غریب ہے جو اس کتاب میں قیمتی ہدایتیں اور بیشتر مضامین نیاز رنگ کی شان اور بیش قیمت خیالات ہیں لکھائی چھپائی صاف کاغذ صفحات تقریباً ۲۰۰ قیمت مجلد ۱ ر

حمیدیہ پریس دہلی

بلا استاد اردو سے انگریزی

سکھانے والی کتابیں دو لاکھ سے زیادہ فروخت ہو چکی ہیں

اتالیق انگریزی جلد اول قیمت ۶ر

ایضاً ایضاً جلد دوم مخزن المحاورات والالفاظ قیمت	۶ر
؍؍ ؍؍ جلد سوم ہادی الترکیب ؍؍	۶ر
؍؍ ؍؍ جلد چہارم انگریزی بولنا ؍؍ ؍؍	۶ر
؍؍ ؍؍ جلد پنجم اردو سے انگریزی ڈکشنری ؍؍	۷ر
؍؍ ؍؍ جلد ششم کامل القواعد ؍؍	۱۰ر
؍؍ ؍؍ جلد ہفتم ملاکمتہ القواعد	۹ر
؍؍ ؍؍ جلد ہشتم نیو منول گرامر مع اردو ترجمہ	۷ر
؍؍ ؍؍ حصہ نہم اردو انگریزی خط وکتابت	۵ر
؍؍ ؍؍ حصہ دہم مخزن الفوائد ؍؍ ؍؍	۶ر
؍؍ ؍؍ حصہ یازدہم مخزن المحاکات ؍؍ ؍؍	۶ر
؍؍ ؍؍ حصہ دوازدہم ضمیمہ مخزن المحاورات ؍؍	۶ر

انگلش ٹیچر مع اردو قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

مونسٹر انگلش ٹیچر۔ قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

ملنے کا پتہ :-

حمیدیہ پریس دہلی

ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

کے مصداق جو لوگ بوڑھے ہیں اور دنیا کی سب سے بڑی لذت سے محروم ہیں اور افسردہ زندگی کو موت پر ترجیح دیتے ہیں اگر دنیا کی لذتوں میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو **لطف زندگی** منگائیے یہ ایک ایسے طبیب کی تمام زندگی کا سرمایہ ہے جس نے اپنی تمام عمر عیش پرستی میں گزاری اور جس کی تمام عیش پرستی کا لب لباب اس کتاب میں پوشیدہ ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ ایسی صدہا باتوں سے آگاہ ہو جائیں گے جن کے حاصل کرنے کے لیے سالہا سال کا تجربہ درکار ہے اس کتاب کے اصولوں پر کاربند ہونے والے اچھی طرح لطف زندگی حاصل کرنے کے بعد بھی اپنی تندرستی میں ذرہ برابر فرق نہیں پائیں گے۔ اس کے علاوہ باہ کے لیے ۵۰ مجرب نسخے درج ہیں جن کو مصنف نے بارہا آزمایا ہوا ہے ان کا ہر نسخہ بجلی کی رو دوڑانے کے لیے بالکل کافی ہے کتاب کا دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے۔ فوراً منگائیے ورنہ نئے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا ضخامت ۱۲۰ صفحات قیمت صرف ۱۲ ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

اگر زندگی کو پُر لطف زندگی بنانا چاہتے ہو

اور افسردہ دلی کو شادمانی سے بدل دینے کے خواہشمند ہو تو قدرت کی دی ہوئی لذتوں سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کی کوشش کیجیے۔ اور ارسطوئے زماں شیخ احمد بن کمال پاشا کی تصنیف ہے جو سلطان ترکی کے لیے لکھی گئی تھی اس فن پر یہ کتاب اپنا جواب آپ ہی ہے اگر آپ لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو **عہد شباب** منگائیے یہ کتاب آپ کی خشک زندگی کو پُر کیف بنا دے گی اور ان پوشیدہ لذتوں کی طرف رہنمائی کرے گی جن سے بڑے بڑے تجربہ کار ناواقف ہیں اس کتاب میں زن و مرد کی زندگی کو پُر لطف بنانے کے لیے صدہا مجرب طریقے درج ہیں جن کی مدد سے ہر شخص عورت کے دل پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر سکتا ہے اس کتاب میں عورت کی تمام صفات، طریق مباشرت، کیفیت، فوائد و نقائص کا مفصل بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ کن عورتوں سے صحبت کرنا مرد کے لیے فائدہ مند ہے اور کس طرح عورت کو تمام عمر جوان اور خوبصورت رکھا جا سکتا ہے اس کے لیے صدہا مجرب نسخے دوائیں اور طریقے درج کیے گئے ہیں قیمت ۸ ضخامت ۱۲۰ صفحے

حمیدیہ پریس دہلی

نوجوان شوہر کی کہانی نوعروس شباب کی زبانی
دلہنوں کی کانفرنس یعنی جیسٹر

دلہنوں کے ان پوشیدہ لطیف جذبات کو رنگین پیرائے میں تحریر کیا گیا ہے جو ازدواجی زندگی کی نئی راتوں اور نئے دنوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ شوہر اور بیوی کے تعلقات و رابطہ محبت کی داستان باہمی طرز عمل کے خوشگوار و ناخوشگوار نتائج موجودہ معاشرت زمانہ اور ضرورت کے مطابق قیمتی ہدایات لڑکیوں کو ان کی نئی زندگی کے متعلق مفید اور ضروری مشورے مطیع شوہر و ہم مذاق بننے کے لیے ضروری کارآمد اور ازدواجی زندگی کے تمام متعلقات پر نہایت گہری بحث کی گئی ہے نیز دلچسپ و رنگین پیرائے میں کانفرنس کا نفرنس منعقد کر کے نئی دلہنوں کی زبانی ان تمام تجویزات کی تکمیل کو ضروری کر دیا ہے جن کی ہر شخص کو ضرورت ہے جو اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتا ہے۔ قیمت صرف ۸ مع سات رنگین فوٹو بلاک کی تصویریں جس میں ایک سہ رنگی تصویر بھی ہے۔ **حمیدیہ پریس دہلی**

قانون مواصلت

دنیائے کیف و نشاط کا ایک خاموش رہنما کتاب کے نام سے کتاب کے کام کا اندازہ لگا لیجیے جوانی اور شادی کی مسرتیں عورتوں کو مسخر کرنے کی تدبیریں تندرستی قائم رکھنے کے اصول اور ضعیفی کو جوانی سے بدلنے والے قوانین اور تقریباً چار رنگین تصاویر قیمت ۸ مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو: شادی کی ضرورت و اہمیت شادی کی ضرورت شادی کس عمر میں ہونی چاہیئے۔ ناموزوں نکاح قانون نکاح زوجین کے اختلاف کا اثر۔ موروثی امراض کے اثرات۔ دنیا کی بہترین لذت۔ عورت پر شادی کا اثر زندگی پر تجرد و تاہل کا اثر۔ میاں بیوی کے محبت آمیز تعلقات ناعاقبت اندیشی کے نتائج۔ میاں بیوی کی آرام گاہ زن و مرد کے اعضائے تناسل۔ مباشرت۔ اعضائے تناسل پر اہرین کے خیالات پردہ بکارت عشا رہا بت بکارت کی شکنی عضو خاص پر عمل جراحی ختنہ صحت بخش غذا۔ استقرار حمل کی بہترین صورت ہدایات مراسلات حمل کے متعلق معلومات حمل کے آثار۔ غیرہ ملنے کا پتہ: **حمیدیہ پریس دہلی**

خلوتکدہ کی دلچسپ باتیں

مہذب پیرایہ میں دولہا دلہن کے لیے دستور العمل تیار کیا گیا ہے جس میں ایک شوخ و طرار دلہن کی آپ بیتی "شب زفاف" کا پُر کیف سماں، انگیتوں کے پھولوں کی مہک۔ کچھ خوف کچھ خوشی، کچھ سرور کچھ گدگداہٹ، دولہا میاں کی ہمت یا غفران عصمت کی گل چینی۔ بے صبری کے جذبات، حیا کے نظارے۔ بے بسی کے آنسو۔ بے کسی کے پسینے، دلہن کی عصمت کے تار ہائے نازک کو ٹھیس۔ آبگینوں سے سنگ باری۔ ایک ایک واقعہ توبہ شکن اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکھا ہوا بھی ایک دلہن کا۔ جو اپنی کتخدا سہیلی کے نام آٹھ خطوں کی صورت میں ہے اور لکھنے والی کی تصویر بھی اس میں موجود ہے جس سے شرارت بھی ٹپکتی ہے اور شوخی بھی، تصویر ہفت رنگ ہے کتاب کا نام دلہن کی ڈائری ہے اور اب نصف قیمت میں حمیدیہ پریس میں بکتی ہے۔ نصف قیمت صرف ۱۰ روپے۔

ملنے کا پتہ:۔

حمیدیہ پریس دہلی

لذتِ نکاح

ہر شادی شدہ کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز پوشیدہ ہیں جن سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی۔ اس لیے کہ اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر بھی ہیں اور عورت پر قابو پانے کی ہدایات بھی اس کتاب کے سربستہ رازوں میں زندگی کی سچی مسرتیں پوشیدہ ہیں۔

یہی وہ کتاب ہے جس نے پچھلے دو سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستے سے ہٹا کر ازدواجی زندگی کی پُر کیف مواصلت کو روشناس کرایا۔

اور دنیا نے مان لیا کہ حقیقی لذت صرف اسی جوڑے کی موانست میں ہے۔ جو ایک دوسرے کے لیے مخصوص ہو۔ ضخامت ۲۰۷ صفحات قیمت صرف ۱۰

ملنے کا پتہ:۔

حمیدیہ پریس دہلی

لذتِ شباب

شباب جاودانی کی تجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوکشاستر کا مطالعہ کیجئے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح وقت خزاں ہو تک بے شباب کی روشنی یعنی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرنے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں مرتبان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اودھ اور رامپور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول مجرب تجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہوتے۔ لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحات۔ آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) کتاب کی فہرست مضامین حسب ذیل ہے:-

فہرست تصاویر

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچواں باب

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

گیارھواں باب

بارھواں باب

تیرھواں باب

چودھواں باب

[illegible]

نرگس بیمار کی شفایابی

طبیب روحانی کا نسخہ

[illegible]

کتاب کی خوبی کا اعلان … آپ ایک مرتبہ اول سے آخر تک … مطالعہ کیجئے … کی تصدیق کیجئے … مضامین کا پتہ لینی کافی نہیں ہے۔ جست صرف … [illegible]

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۶۰ دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ شب عروسی کا دوسرا حصہ عورت پڑھیں

اس کتاب میں یورپ اور امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے۔ عورت جسمانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضا جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی

غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپکو اس میں نہ مل سکے یکتا۔ حقیقتاً **عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا** ہے اس کتاب کو پڑھکر آپ بہت سے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے

اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق لڑکا یا لڑکی پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں ۵۰ کے قریب رنگین اور فوٹو بلاک کی تصویریں ہیں کاغذ لکھائی چھپائی آپ اپنی نظیر ہے ضخامت دو سو صفحات سے زائد قیمت صرف عہ

فہرست تصاویر فوٹو بلاک
اس میں حسب ذیل ۲۰ رنگین تصاویر فوٹو بلاک کی ہیں

(۱) فرانس کی حسین ترین دوشیزہ
(۲) دوشیزہ کشمیر
(۳) عراق کی عورت
(۴) برما کی عورت
(۵) نیوزی لینڈ کی عورت
(۶) ہانگ کانگ کی عورت
(۷) حبشی عورت
(۸) مصر کی عورت
(۹) لیتھونیا کی عورت
(۱۰) میجورکا کی عورت
(۱۱) مڈغاسکر کی عورت
(۱۲) منگولیا کی عورت
(۱۳) تیونس کی عورت
(۱۴) انطونیا کی عورت
(۱۵) سیام کی عورت
(۱۶) فارس کی عورت
(۱۷) البانیا کی عورت
(۱۸) نیوگنی کی عورت
(۱۹) گرین لینڈ کی عورت
(۲۰) روما کی عورت
(۲۱) جزائر غرب الہند کی عورت
(۲۲) جوانی کی عورت
(۲۳) پولینڈ کی عورت
(۲۴) [illegible] کی عورت
(۲۵) چین کی عورت
(۲۶) [illegible] کی عورت
(۲۷) پرتگال کی عورت
(۲۸) تاکاواکی عورت
(۲۹) راپا کی عورت
(۳۰) عرب کی عورت
(۳۱) اسپین کی عورت
(۳۲) ہنگری کی عورت
(۳۳) شام کی عورت
(۳۴) لیک ٹن [illegible] کی عورت
(۳۵) مارواڑ کی عورت
(۳۶) دمشق کی عورت
(۳۷) نیپال کی عورت
(۳۸) لیپ لینڈ کی عورت
(۳۹) سسلی کی عورت
(۴۰) بربیوریا کی عورت
(۴۱) یوگنڈا کی عورت
(۴۲) ڈانس کی تماشہ
(۴۳) انگریز خواتین ساحل سمندر پر
(۴۴) ترکی تماشہ
(۴۵) بنگال کی شاعرہ عورت [illegible]
(۴۶) لندن میں مقابلہ حسن
(۴۷) [illegible] برس کی تماشہ
(۴۸) مصری رقص
(۴۹) ہندوستانی رقص
(۵۰) [illegible]
(۵۱) سالومی
(۵۲) [illegible]
[illegible]
(۵۳) دوشیزہ کوہستان
(۵۴) [illegible] سکم کی عورت
(۵۵) ترکی عورت عہد جمہوریت میں
(۵۶) کوہستانی عورت
(۵۷) لمبے بالوں والی عورت
(۵۸) [illegible]
(۵۹) [illegible]
(۶۰) [illegible] شباب
(۶۱) [illegible]

فہرست قلمی تصاویر

[illegible] تصویریں
عورت کے [illegible] تصویریں
عورت کے ساتھ لباس [illegible] تصویریں
ہندوستانی ورزش [illegible] تصویریں
عورت کی [illegible] تصویریں
عورت کی ذہنیت ۲۲ تصویریں
مغربی فیشن کی عورت ۳ تصویریں
مغربی ورزش ۳ تصویریں

فہرست مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات
دعا دین بمعہ دیباچہ
عورت کیا ہے
عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی مجالتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے؟
عورت کی ذمہ داریاں
کوک شاستروں میں کیا لکھا ہے
سنسکرت کا کوک شاستر

پہلا باب

طلسمی زندگی عورت کی زبردست
[illegible] عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسمی [illegible] کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت [illegible]
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تجربہ کا مجرب عمل
[illegible] کا مکمل نمونہ
مکمل زندگی کی مسرت انگیز
[illegible] دل پر نقش [illegible]
تربیت اولاد کا مقدم فرض
[illegible] شفقت کا اظہار
عورت کی پیشانی کا جوہر
محبت شعاری کا نقش اولیں
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ موت
تعلیم میں افراط و انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیا کی نقاب
شان خودداری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے داغ

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
صنفی صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت کی خواہش پوری کر [illegible]
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست امانت
عورت کی حسنا فطرت
عورت کے قدموں پر عزت کا تاج
عورت دنیا کی بدترین [illegible] ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو قابو میں لانیکی گھاتیں
جاذبیت اور دلکشی کا نمونہ عورت ہے
جذبہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب او [illegible] کے چھٹے نو کے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن پر ناکامی
شان محبوبیت پر چار چاند
ایک مشہور فلاسفر کا زاویہ نگاہ
بگی [illegible] اور مجبوری کم عمر
قبل از وقت اخلاقی نشو و نما
عورتوں کی پالیسی
خرمن محبت میں سنے شرارے
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم خوردوں کے لیے مرہم کا فوری
نظام آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لیے ورزش
ورزش کے لیے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی عادت
نہالی تمنا کی بے خبری

تیسرا باب

مجسم دوشیزگیت بوستان شباب میں
عہد شباب کی ہمرکابیں منزل شباب
[illegible] سیاہ و عمر جس سے چھپ چھپاہ
نا سمجھ چنیں اور سے لطف اندوزی
عاقبت نا اندیشی کا ذبح شمع حسن کے
فانوس کامیاب زندگی

چوتھا باب

جزرہ کشی سواسلت کا مقصد
اظہار محبت وعظ نفسانی
عضو نسوانی سے علم تحقیقات
جنس جانب کی ہم آغوشی
محراب جمال کی صفائی

اس کتاب میں [illegible] ایسی ہی ضابط نہیں ہوتی ہیں
لطف اندوزی [illegible] اسکے علاوہ انسانی [illegible]
[illegible]
[illegible] عورت کی [illegible] قیمت [illegible]

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۔۔ دہلی

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

قیمت فی پرچہ دو آنے

سالانہ ایک روپیہ

مدیر مسئول - عبد الحمید خان

اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے

اور آپ کے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریکِ کار ہو جائیے - اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے :+

علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا :

منیجر رسالہ "مولوی" - پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

التماس :- آپ کا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی + منیجر

فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين ۝ مثلهم كمثل الذي
استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم
وتركهم في ظلمت لا يبصرون ۝ صم بكم عمي فهم لا
يرجعون ۝ او كصيب من السماء فيه ظلمت ورعد وبرق

غیر مولوی کا اعجاز بیان قرآن مجید مترجم و محشیٰ حضرت مولینا اشرف علی تھانوی مدظلہ

یہ ترجمہ اعلیٰ ترجموں میں سب سے ... قرآن شریف سے خالی نہ رہے گا

ہدیہ رف کاغذ مجلد چرمی پشتہ ... صرف دو روپے محصول ۱۲ /

یہ قرآن شریف ... [illegible]

علی الخصوص ... [illegible]

کلمہ وغیرہ ... [illegible]

دہلی ... [illegible]

حضرت مولانا اشرف علی کے ... [illegible] ... ایک ایسا مقدمہ بھی ... کا ہے ... [illegible] ... مثلاً قبر ... [illegible] ... کے تفریق اور قرات کے اصول ... [illegible] ... حالات کلی ... رسول اکرم کے حالات ... [illegible] ... قرآن شریف سے تعلق ... [illegible] ... قرآن شریف کا محصول ... [illegible]

... [illegible] ... مطبع حمیدیہ پریس دہلی

نسخہ دلائل الخیرات مترجم و محشیٰ

... [illegible] ... فضیلت ... [illegible] ... درود شریف پڑھنے ...

... [illegible] ... درود شریف کی فضیلت ... حضرت ابو عبداللہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب دلائل الخیرات تالیف کی ... [illegible] ... دلائل الخیرات ... [illegible]

... [illegible] ... اور حواشی ... [illegible] ... حدیث ... تصوف ... کی معتبر کتابوں سے ... [illegible]

مطبع حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی

جلد ۱۲ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۹ ہجری | نمبر ۶

شذرات

کراچی کانگریس

اس دفعہ کانگریس کا سالانہ اجلاس کراچی میں منعقد ہوا کراچی سندھ کا سب سے بڑا شہر ہے اور مسلمانوں کی اچھی بڑی آبادی ہے مسلمانوں کو اس شہر کے ساتھ اس وجہ سے اور بھی خصوصیت ہے کہ یہاں سے بھی حجاج کے قافلے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوتے ہیں کراچی اگرچہ دہلی سے چھوٹا شہر ہے مگر نہایت صاف ستھرا وسیع و فراخ سڑکوں اور عمدہ عمارتوں کا مجموعہ ہے۔

اس خوبصورت شہر میں کانگرس دوسری مرتبہ منعقد ہوئی پہلی دفعہ جب انعقاد عمل میں آیا تھا اس وقت کانگریس سوٹ بوٹ والوں کی تھی اور چند نفوس کرسیوں پر بیٹھکر چند اس قسم کے ریزولیوشن پاس کر دیا کرتے تھے جو ملازمتوں کے حصول یا اسی قسم کے ہوتے تھے آزادی کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا لیکن اس دفعہ جو کانگریس منعقد ہوئی اس کی شان پہلے سے مختلف تھی اس دفعہ سوٹ بوٹ تو ایک طرف رہے پنڈال بھی گذشتہ سال سے مختلف تھا زمین پر بیٹھنے کا رواج تو دس سال سے جاری تھا اور سنہ ۲۸ء سے میز کرسیاں غائب ہو چکی تھیں تاہم ایک پنڈال بنایا جاتا تھا اس کے نیچے زمین پر فرش کیا جاتا تھا۔

لیکن اس مرتبہ کانگریس کی یہ خصوصیت تھی کہ شامیانہ بھی اڑا دیا گیا تھا اور بالکل آسمان کے نیچے چاندنی روشنی میں شرکاء کانگریس بیٹھے تھے۔ کانگریس کے اجلاس شام کو چھ بجے شروع ہوتے تھے اور رات کو گیارہ بجے تک جاری رہتے تھے۔ کانگریس کا اجلاس رات کو عجب بہار دکھلاتا تھا ایک بڑا پختہ تالاب تھا جس میں سفید کھدر پوش انسانوں کا ایک عظیم الشان مجمع خاموش بیٹھا رہتا تھا اور چاندنی رات اور بجلی کی روشنی میں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ایک بڑے تالاب میں کنول کے پھول کھلے ہوئے ہیں یہ نظارہ نہایت دلکش اور جاذب نظر تھا اور اس کو دیکھکر ایک اثر خاص دل پر پڑتا تھا۔

یہ خاکی پنڈال اتنا بڑا اور عظیم الشان تھا کہ خواہ کیسا ہی جہیر الصوت اور بلند آواز کا کوئی مقرر کیوں نہو سب جگہ آواز نہیں پہنچا سکتا تھا اس لئے آلہائے صوت یعنی لاؤڈ اسپیکر لگائے گئے تھے جن کی وجہ سے معمولی باتیں کرنیکی آواز بھی ہر ایک گوشہ میں پہنچ جاتی تھی۔

بہرحال کانگریس کا یہ پہلا اجلاس بہت شاندار تھا اور ہوا روشنی اور پانی کا نہایت معقول انتظام تھا روشنی ایک تو چاند کی دوسرے بجلی کی جس کا اجلاس بقعۂ نور بنا ہوا تھا ہوا قدرتی تھی کیونکہ کھلا ہوا میدان تھا اور پانی پلانے کا اسقدر اچھا انتظام تھا کہ اتنے بڑے مجمع میں ایک شخص بھی پیاسا نہیں رہتا تھا مجمع کا اندازہ چالیس سے پچاس ہزار تک کیا گیا تھا۔

ڈیلیگیٹوں کے قیام و طعام کا بھی اچھا بندوبست تھا صرف کسی قدر گرمی کی شکایت تھی وہ بھی ناقابل برداشت نہ تھی جہاں کانگریس ہوئی تھی وہاں ایک نیا عارضی شہر تعمیر ہو گیا تھا اور کراچی کی سرزمین کے ایک ایک ذرہ میں زندگی نظر آتی تھی۔

کراچی کانگریس کی کامیابی

کراچی کانگریس میں طرح طرح کے اندیشے اور خطرات کا شبہ ظاہر کیا جاتا تھا۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ گاندھی اروِن سمجھوتہ کو کانگریس شاید قبول نہ کرے خصوصیت کے ساتھ یہ اندیشہ سردار بھگت سنگھ وغیرہ کے عین دو روز قبل پھانسی پر لٹکا دیئے جانے سے اور زیادہ قوی ہو گیا تھا کیونکہ اس حادثہ سے تمام ملک میں ایک ہیجان عظیم پیدا ہو گیا تھا اور نوجوانوں کے طبقہ کے اندر سخت غیظ و غضب جوش زن تھا وہ ایک لمحہ کے لئے صلح کی بات چیت سننے کے لئے تیار نہ تھے اس لئے یہ اندیشہ تھا کہ گاندھی اروِن سمجھوتہ کو شاید کانگریس قبول نہ کرے ہر طرف فکر و تردد کے آثار نظر آتے تھے نوجوانوں کے اندر اس قدر جوش تھا کہ انہوں نے مہاتما گاندھی کا ادب آداب بھی بالائے طاق رکھدیا تھا اور جس وقت وہ کراچی پہنچے ہیں تو سیاہ جھنڈوں اور گاندھی گو بیک سے استقبال کیا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انسانی خون کا ایک پیالہ بھرا ہوا مہاتماجی کو پیش کیا۔ خون نوجوانوں نے اپنے جسم سے نکال کر پیش کیا تھا اور ساتھ ہی نہایت سخت کلامی اور درشتی و تلخی سے پیش آئے تھے۔

یہ حالات تھے جن سے اندیشہ تھا کہ کہیں یہ جوش و خروش کا سمندر گاندھی ارون سمجھوتہ کو بہا نہ لیجائے اور عارضی صلح پھر جنگ کی صورت میں تبدیل نہ ہو جائے مگر بالآخر مہاتماجی کا عالمگیر اثر و رسوخ کام آیا اور مخالف پارٹی نے صرف ایک اعلان کے ذریعہ اپنی پوزیشن واضح کر کے مخالفت سے دست بردار ہو گئے۔ یہ اعلان اس مضمون کا تھا کہ ہمیں اس صلح پر اعتماد اور بھروسہ نہیں ہے اور ہمیں یقین ہے کہ گول میز کانفرنس سے کانگریس کا مقصد حاصل نہ ہوگا لیکن

اس کے باوجود ہم نہیں چاہتے کہ کانگریس میں دو فریق ہوں اس لئے ہم کوئی مخالفت گاندھی اور ارون سمجھوتہ کی نہ کرینگے اس اعلان کے بعد فضا بہت کچھ صاف ہوگئی البتہ کچھ لوگوں نے مخالفت ضرور کی مگر چونکہ انفرادی کوشش تہی اس لئے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔

کراچی کانگریس میں کیا ہوا

چیرمین استقبالیہ کمیٹی اور پریسیڈنٹ کے

خطبات ملک کے روزانہ اخبارات میں شایع ہو چکے ہیں ان کے اندر کوئی خاص بات قابل ذکر نہیں ہے صلح کے بعد مہاتماجی نے جو بیان شایع کیا تھا اسی کا چربہ سمجھئے۔

خطبات کے بعد سب سے پہلے مولانا محمد علی اور پنڈت موتی لال اور شاہ محمد زبیر کے انتقال پر اظہار افسوس کے ریزولیوشن پاس ہوئے اس کے بعد بھگت سنگھ کی پھانسی کے بارے میں ریزولیوشن پاس ہوا جس میں کانگریس نے پرتشدد طریقہ کار سے اپنی علیحدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی قربانی اور جرأت و بہادری کو سراہا گیا تہا اس ریزولیوشن میں یہ ترمیم پیش کی گئی کہ تشدد سے علیحدگی والا حصہ نکال دیا جائے اس پر گرما گرم بحث ہوئی دونوں طرف سے خوب تقریریں ہوئیں مگر آخرکار اصلی ریزولیوشن پاس ہوگیا۔

اس کے بعد اصلی ریزولیوشن پنڈت جواہرلال نہرو نے پیش کیا جو گاندھی ارون سمجھوتہ کی تصدیق کے متعلق تہا اس کی مخالفت میں بہت سی تقریریں ہوئیں مگر مہاتماجی کی تقریر کے بعد ریزولیوشن بہت بڑی کثرت رائے سے پاس ہوگیا یہی اصلی ریزولیوشن تھا جس پر ہنگامہ برپا ہونے کا اندیشہ تہا مگر چونکہ مخالف پارٹی نے مخالفت کرنے سے محترز رہنے کا اعلان کر دیا تھا اس لئے کوئی پرزور مخالفت نہیں ہوئی۔

اس کے بعد ایک ریزولیوشن سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق پاس ہوا جس میں ہر قسم کے سیاسی اسیران بلا کر رہا کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

اس کے بعد ایک ریزولیوشن صوبہ سرحد کے متعلق پاس ہوا جس میں حکومت کی اس پالیسی کی مذمت کی گئی تہی کہ وہ آزاد قبائل کی آزادی و خودمختاری چھیننے کی کوشش کر رہی ہے اور آزاد علاقہ پر قبضہ جما رہی ہے اور ان کو ہندوستان وغیرہ سے تجارت نہیں کرنے دیتی جس سے آفریدی اور دیگر قبائل سخت مصیبت میں مبتلا ہیں یہ ریزولیوشن بہی اتفاق رائے سے پاس ہوگیا۔

اس کے بعد ایک ریزولیوشن یہ بہی پاس ہوا کہ سوراج کے کیا معنی ہوں گے اور سوراج گورنمنٹ کس قسم کی ہوگی اور وہ کیا کیا کرے گی اس ریزولیوشن میں بتایا گیا تھا کہ سوراج کے یہ معنے ہیں کہ بدیشی کپڑا ملک میں داخل نہ ہونے دیا جائے گا شراب قطعاً فروخت نہ ہونے دی جائیگی زمین کا لگان کم کر دیا جائے گا زمینداروں کی آمدنی پر انکم ٹیکس لگایا جائے گا ہر شخص کو زندگی بسر کرنے کے قابل گزارہ دیا جائے گا کوئی شخص ننگا بھوکا نہیں رہنے دیا جائے گا جو لوگ کہ بڑھاپے یا کمزوری یا کسی معذوری کی وجہ سے کام کرنے کے ناقابل ہیں حکومت ان کا خرچ برداشت کرے گی ہر ایک بچہ اور بچی کو مفت تعلیم دی جائے گی فوج کی تعداد نصف کر دی جائے گی اور کسی بڑے سے بڑے عہدہ دار کو بہی پانسو (۵۰۰)

ماہوار سے زیادہ تنخواہ نہ دی جائے گی سب کے لئے مکان مہیا کئے جائیں گے بچے کے لئے طبی امداد فراہم کی جائے گی۔ ہر شخص کی مذہبی آزادی کا احترام کیا جائے گا کسی کے مذہبی رسوم پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ کی جائے گی، ہر ایک جماعت و فرقہ کی زبان رسم الخط تہذیب و تمدن اور رسم و رواج کو برقرار رکہا جائے گا۔ غرضکہ اسی قسم کی اور بہت سی ضروری اور اہم تشریحی امور تھے یہ ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہوا۔

ایک اہم ریزولیوشن یہ پاس ہوا کہ گول میز کانفرنس میں جانے کے لئے نمایندوں کے انتخاب کا حق ورکنگ کمیٹی کو دیا جائے۔

یہ اہم تجاویز ہیں جو کراچی کانگریس میں پاس ہوئے اگرچہ ریزولیوشن اور بہی پاس ہوئے ہیں مثلاً شراب و کپڑے کی پکٹنگ کے متعلق۔

کراچی کانگریس کی ایک خصوصیت یہ تہی کہ ہزار ہا کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے جیسا کہ رپورٹ اخبارات میں شایع ہوئی ہے اس کے مطابق دو لاکھ آدمیوں نے کانگریس دیکھی ہے اس میں ایک متنفس بہی ایسا نہ تھا جس کا چہرہ فاتحانہ جوش سے چمک نہ رہا ہو دوسری خصوصیت یہ تہی کہ مسلمان کافی تعداد میں بطور ڈیلیگیٹ کانگریس میں شامل ہوئے بہرحال کانگریس کا یہ اجلاس نہایت کامیاب رہا اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ صرف ایک یا سوا مہینہ کے اندر ہوا تو تعجب ہوتا ہے کہ اس قدر جلد ایسے اچھے انتظامات اور اس قدر کثیر اجتماع کیونکر ہوگیا۔

حقیقت یہ ہے کہ کانگریس ایک زندہ جماعت ہے اس نے ہر ایک پہلو سے اپنی زندگی کا ثبوت دیدیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے تمام کاروبار میں زندگی کے آثار و علائم نظر آتے ہیں اور ہر شخص مجبور ہوگیا ہے کہ اس کی زندگی اور ایک زندہ جماعت کی طاقت کو محسوس کرے یہاں تک کہ خود حکومت کو بالآخر کانگریس کی زندگی اور اس کی طاقت کو محسوس کرنا پڑا مگر ایک ہم ہیں کہ ہم میں ابہی تک ایک جماعت باوجود اس امر کے کہ کانگریس کی طاقت کو اچھی طرح اس نے محسوس کر لیا ہے پہر بہی مسلمانوں کو یہ گمراہ کن مشورہ دے رہی ہے کہ اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔

نام نہاد آل پارٹیز مسلم کانفرنس

اور کراچی میں ملک کی سب سے

بڑی جماعت کے اجلاس ہو رہے تھے ادہر نام نہاد مخالفین حقوق مسلم ایک مسلم کانفرنس کی تیاریاں کر رہے تھے جو ۵-۶ اپریل کو دہلی میں منعقد ہوئی اس کانفرنس کا نام ان لوگوں نے آل پارٹیز مسلم کانفرنس رکہ لیا تھا حالانکہ اس میں نہ جمعیتہ علماء ہند نے حصہ لیا اور نہ نیشنلسٹ مسلم پارٹی نے اور نہ سرحدی مسلمانوں نے نہ علمائے فرنگی محل نے چونکہ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تہا اس سے فائدہ اٹہایا گیا اور اس طرح چند ممبران اسمبلی چند پنجابی حضرات اور دو چار یوپی کے حضرات آگئے تھے مشکل سے چالیس پچاس آدمی باہر کے ہوں گے جو اس نام نہاد مسلم کانفرنس میں شریک ہوئے یہ سب کے سب وہی رجعت پسند تھے جو شروع ہی سے حقوق حقوق چلا رہے تھے اور اس بہانہ سے مسلمانوں کو کانگریس سے علیحدہ رکہ کے حکومت کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیئے ان کا خیال تہا کہ اس طرح ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائینگے اور حکومت وہ سب کچھ ہم کو دیدیگی جو ہم ہندوؤں اور کانگریس سے مطالبہ کر رہے ہیں اور ہم مسلمانوں کو

یہ بتلا سکینگے کہ دیکھو حکومت سے موالات کرنے سے یہ فائدہ ہوا کہ ہم نے جو مطالبات مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے متعلق کئے تھے حکومت نے ان کو منظور کر لیا در انحالیکہ ہندوؤں اور کانگریس نے ان کو منظور نہیں کیا تھا لہذا ہم کو ہمیشہ حکومت کا ساتھ دینا چاہیئے لیکن چونکہ غلط رہنمائی کی تھی اس لئے خدا نے اس گمراہ کن جماعت کا منصوبہ پورا نہ ہوا اور انگریزی حکومت جس پر بھروسہ کر کے یہ لوگ گول میز کانفرنس میں گئے تھے اس نے ایک ہی مطالبہ ان کا منظور نہ کیا۔

اس ذلت و شکست کے بعد اگر صداقت و خلوص کا شائبہ ہوتا تو ان کا فرض تھا کہ حکومت کو چیلنج دیدیتے اور اس کے خلاف منظم ہو کر صف آرا ہو جاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اسی پرانے سبق کو دہرانے کے لئے اور اگلے ہوئے نوالوں کو پھر سے چبانے کے لئے آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے نام سے پھر دو سال کے بعد جمع ہوگئے اور وہی پرانا ریزولیوشن پاس کر دیا جو آج سے دو سال پہلے پاس کیا تھا اور جسکی پناہ میں ان لوگوں نے قومی جدوجہد سے الگ رہکر اور مسلمانوں کو عمل اور جدوجہد سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی اور اسی کے ساتھ ایک اور ریزولیوشن پاس کر کے اپنی بے غیرتی و بے حمیتی کا ثبوت دیا۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کانفرنس میں مشکل سے چالیس آدمی دہلی سے باہر کے شریک ہوئے ہوں گے اور اگر اسمبلی کا اجلاس دہلی میں نہوتا تو اتنی تعداد بھی باہر والوں کی نہوتی۔

اب اس کانفرنس کا حشر دیکھئے کیا ہوا۔ یہ حضرات ایک جگہ جمع ہوئے جس طرح آج سے دو سال قبل اس دہلی میں جمع ہوئے تھے اور تعزیت کے ریزولیوشن پاس کرنے کے بعد سب سے پہلا ریزولیوشن یہ پاس کیا کہ حکومت سے درخواست کی کہ وہ کانگریس سے مرعوب نہو اور ذلت انگیز طریقہ پر اس کے آگے جھکے نہیں اور یہ کہ عدم تشدد کی جو پالیسی کانگریس نے اختیار کی ہے وہ محض دکھاوے کی ہے اصلی مقصد تشدد ہی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ ریزولیوشن مسلم کانفرنس میں پاس کر کے اس کانفرنس کے شرکا نے صاف اپنی شکست کانگریس کی فتح اور حکومت کا کانگریس کے سامنے جھکنے کے حقائق تسلیم کر لئے ہیں اور ان لوگوں کے واسطے اس سے زیادہ شرم کی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ جس پالیسی پر خود چلے اور جس پر چلنے کا مشورہ دیا وہ اس درجہ ناکام رہی کہ نہ خود ان کے مطالبات پورے ہوئے نہ کانگریس کے راستہ میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوئی اور نہ حکومت کو امداد ملی بلکہ اس کے برعکس ان لوگوں کو پوری ناکامی ہوئی کانگریس کو پوری فتح ہوئی اور حکومت مجبور ہوگئی کہ کانگریس کے آگے جھکے۔

کیا اس سے زیادہ واضح الفاظ میں کوئی جماعت اپنی شکست کا اعتراف کر سکتی ہے اگر خود اس جماعت کو شکست اور ناکامی نہ ہوئی ہوتی تو ۲۹ء کے ریزولیوشن کے دہرانے کی کیا ضرورت تھی اگر اس ریزولیوشن میں جو مطالبات کئے گئے تھے وہ پورے ہو گئے ہوتے تو حکومت کے شکریہ کا ریزولیوشن پاس کرنا چاہیئے تھا مگر دنیا جانتی ہے اور خود اسی جماعت نے اسی دو سال کے پرانے ریزولیوشن کو دوبارہ پاس کر کے دوبارہ دنیا کو یہ بتلا دیا کہ اس جماعت نے جو مطالبات پیش کئے تھے وہ منظور نہیں کئے گئے اس کے بعد دوسرا نمبر کانگریس کی فتح کا ہے اگر کانگریس کو فتح نہ ہوئی ہوتی تو حکومت کو یہ تنبیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ کانگریس کے آگے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے اور نہ اس کی خوشامد نہ کرے اور اس کے سامنے نہ جھکے اس تنبیہ کی کوئی ضرورت نہیں رہتی تنبیہ تو اسی وقت کی جاتی ہے جب ایسے آثار نظر آجاتے ہیں کہ کوئی جھک رہا ہے اور واقعہ بھی یہ ہے .... بالآخر حکومت کو کانگریس کی طاقت کو عملاً بھی تسلیم کرنا پڑا اور زبانی بھی وائسرائے نے بھی اپنی تقریروں میں کانگریس کی عظیم طاقت کو تسلیم کیا یہ دونوں ایسی حقیقتیں ہیں جن سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا جہاتما گاندھی اور کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کو از خود در بار کرنا پھر اس سے مصالحت و مفاہمت کرنی یہ کھلی ہوئی دلیل اس امر کی ہے کہ حکومت نے کانگریس کی طاقت کو محسوس کیا یہی وجہ ہے کہ انگلستان میں وزیر ہند نے جس وقت یہ خوشخبری دارالعوام میں سنائی تو بیحد خوشی کا اظہار کیا گیا اور رجعت پسند اخبارات اور انگریزوں نے سخت اعتراضات اس سمجھوتہ پر کئے اور حکومت پر مرعوب ہو جانے کا الزام لگایا۔

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلم کانفرنس نے یہ تسلیم کر لیا کہ حکومت کانگریس سے مرعوب ہوگئی ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلم کانفرنس نے اپنی شکست کا بھی اعتراف کر لیا۔

لیکن اس تلخ تجربہ کے باوجود جو ایک سال میں اور ناخوشگوار حقیقت کے باوجود کہ مسلم کانفرنس نے جو راہ اختیار کی تھی اور جس حکمت عملی پر عام مسلمانوں کو چلنے کا مشورہ دیا تھا وہ ہر ایک لحاظ سے ناکام رہی نہ ہم خود کوئی کامیابی اس راہ پر چل کر حاصل کر سکے اور نہ کانگریس کو حاصل کرنے سے روک سکے پھر ہماری دماغی اعوجاج اور دماغی بے راہ روی کا یہ حال ہے کہ از سر نو اسی راہ پر گامزنی شروع کر دی ہے جس پر دو سال تک چل کر سوائے ناکامی کے اور کچھ بھی ہم نے حاصل نہیں کیا دو سال پہلے اس کانفرنس نے جو تجویز منظور کی تھی کہ فلاں فلاں مطالبات ہمارے پورے ہونے چاہئیں پھر اسی تجویز کو دہرا دینا اس کے معنے اس کے سوا کیا ہو سکتے ہیں کہ آیندہ بھی ناکام ہی رہنا چاہتے ہیں اور دیدہ و دانستہ مسلمانوں کو اس راہ پر چلانا چاہتے ہیں جو ناکامی پر ختم ہوتی ہے۔

غلط اور گمراہ کن راستہ

ہم نے اس رائے کے اظہار میں کبھی کوتاہی نہیں کی کہ وہ لوگ جنہوں نے مسلم مطالبات کی ایک طویل فہرست بنائی ہے اور شب و روز اسی کا ورد کرتے رہتے ہیں یہ فہرست صرف اس غرض سے بنائی گئی ہے کہ مسلمانوں کو اس کے ذریعہ دھوکا دیا جائے اور ان کو قومی جدوجہد سے روک کر کانگریس سے علیحدہ رکھا جائے اور حکومت کے آستانہ پر جھکا دیا جائے اور اگر یہ ممکن نہو تو کم از کم ان مطالبات کی آڑ میں وہ خود حکومت کی آستانہ بوسی کا فخر و شرف حاصل کرتے رہیں اور مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے نام سے خود مزے کرتے رہیں اور اپنی اغراض کی تکمیل میں منہمک رہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ دو سال کے تجربہ کے بعد بھی وہی راگ آلاپ رہے ہیں جس میں ذرہ برابر کامیابی نہیں ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا جائے تو پھر مزید موقع

باقی نہیں رہتا کہ مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈال کر ان کے نام سے اپنا حلوہ مانڈا پورا کیا جائے اگر یہ اعتراف کرلیں کہ حکومت نے ان کے مطالبات تسلیم نہیں کئے تو پھر کس منہ سے یہ کہیں کہ ہم کو گول میز کانفرنس میں دوبارہ جانے دو کیونکہ فوراً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک دفعہ گول میز کانفرنس میں جاکر تم نے کیا دیکھ لیا جو اب پھر جانا چاہتے ہو اس صورت میں ان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ پہلے جو مشورہ مسلمانوں کو دیا تھا کہ قومی جدوجہد سے الگ رہو اور کانگریس میں شریک نہ ہو وہ مشورہ غلط تھا اور اگر مشورہ غلط تھا تو اس کے بالمقابل جو راستہ تھا اس کی صحت خود بخود مسلم ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر ایسا کیا جائے تو پھر وہ کونسا ذریعہ باقی رہ جاتا ہے جس کو پردہ بنا کر اپنی اغراض یہ جماعت پوری کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس نام نہاد آل پارٹیز مسلم کانفرنس نے وہی ناکام شدہ ریزولیوشن پھر پاس کر دیا تاکہ پھر اسی کی آڑ اور اسی کی پناہ میں لندن کی سیر کی جائے اور حکومت کو خوش کر کے اپنے اغراض پورے کئے جائیں۔

اصل یہ ہے کہ یہ جماعت اچھی طرح جانتی تھی اور پہلے روز سے جانتی تھی کہ جو مطالبات اس نے مرتب کئے ہیں وہ قیامت تک پورے نہیں ہو سکتے اس لئے معقول اور مبنی برانصاف نہیں ہیں ایک طرف تو جن صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیت ہے وہاں آبادی سے زائد نمائندگی مانگتے ہیں اور دوسری طرف جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں اکثریت قائم رکھنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس پر مزید اضافہ جداگانہ انتخاب کا کرتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ نامنصفانہ مطالبہ ہے اور کبھی پورا نہیں ہو سکتا اس کا ایک ہی حل ہے کہ یا تو سب جگہ آبادی کے تناسب سے نیابت کا مطالبہ کرو یا اگر اقلیت والے صوبوں میں رعایت چاہتے ہو تو اور مرکز میں آبادی سے زائد نمائندگی چاہتے ہو تو جداگانہ انتخاب کی رٹ چھوڑ دو۔

لیکن اگر ایسا کیا جائے تو ہندو مسلم حقوق کا مناقشہ ختم ہو جاتا ہے اور پھر کوئی ایسا بہانہ نہیں رہتا جس کے ذریعہ مسلمانوں کو کانگریس کے خلاف بھڑکایا جا سکے یا ہندوؤں کے خلاف مشتعل کیا جا سکے اور مسلمانوں کو مشورہ دیا جا سکے کہ وہ کانگریس سے علیحدہ رہیں یہی تو ایک سہارا ہے جس پر کانگریس کی مخالفت کا سارا بوجھ رکھا ہوا ہے۔

کوئی ان حضرت سے دریافت کرے کہ آپ نے جو مطالبات کی لامحدود فہرست تیار کر لی تھی اور جس کو لیکر آپ گول میز کانفرنس میں تشریف لے گئے تھے اور کہا گیا تھا کہ اگر وہاں یہ مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو پھر حکومت کی خیر نہیں اور اسی بنا پر کانگریس کی مخالفت پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا گیا تھا کہ جب تک کانگریس ہمارے مطالبات منظور نہ کرے گی اس وقت تک ہم کانگریس میں شریک نہ ہوں گے وہ دعادی آج کیا ہوئے اگر کانگریس نے تمہارے سولہ آنے مطالبات تسلیم نہیں کئے تو حکومت نے تو کوئی مطالبہ بھی تمہارا تسلیم نہیں کیا پھر کیا وجہ ہے کہ اس سے علیحدگی اور گول میز کانفرنس کے مقاطعہ کی صدا تمہارے حلق سے نہیں نکلتی حکومت کے ساتھ تو ویسی ہی محبت کا رشتہ قائم رکھنا چاہتے ہو اور کانگریس کے نام سے نہیں چڑھ پیدا ہو گئی ہے اگر کانگریس نے مطالبات منظور نہیں کئے تو حکومت نے اس سے زیادہ منظور نہیں کئے پھر یہ کیا ہے کہ ایک کے ساتھ صلح و آشتی اور موالات و تعاون اور دوسرے کے ساتھ جنگ و لڑائی اور عدم تعاون یہ کہاں کی منطق ہے اگر واقعی محض مطالبات اور حقوق کی جنگ ہے تو خواہ حکومت ہو یا کانگریس سب سے یکساں جنگ ہونی چاہیئے اگر وہ مطالبات تسلیم نہ کئے جائیں اگر کانگریس سے اس لئے آپ برسرپیکار رہیں کہ اس نے آپ کے مطالبات تسلیم نہیں کئے تو حکومت سے بھی لڑیئے اور جنگ کا الٹی میٹم دیکر جنگ کا آغاز کر دیجئے کیونکہ اس نے بھی آپ کے مطالبات تسلیم نہیں کئے۔

مگر ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا نہ ہوگا کیونکہ مقصد ہی اصلی یہ ہے کہ کانگریس کی مخالفت ہوتی رہے اور مسلمانوں کو جدوجہد سے باز رکھکر ان پر جمود و غفلت کی نیند طاری کر دی جائے تاکہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوکر ان کے قبضہ سے نکل نہ جائیں۔

اگر دیانتداری اور ایمانداری کا کوئی شائبہ ہے تو گول میز کانفرنس میں جو ناکامی مسلمانوں کو ہوئی ہے اس کے بعد اس جماعت کا فرض تھا کہ ابتدا میں جو وعدے مسلمانوں سے کئے گئے تھے ان کو وفا کرنے کا اعلان کر دیا جاتا وہ وعدے یہ تھے کہ اگر حکومت نے مسلمانوں کے حقوق تسلیم نہ کئے تو وہ حکومت کے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے مگر یہ کیسی خودغرضی ہے کہ کانگریس سے جنگ اور حکومت سے صلح یہ کیوں محض اس لئے کہ حکومت کے ساتھ ذاتی اغراض وابستہ ہیں۔

مولانا حسرت موہانی بھی مسلم مطالبات کے بارے میں اس حیثیت سے اس گروہ کے ساتھ ہیں کہ اگر مکمل آزادی نہ ہو اور فیڈرل ریپبلک کی بجائے بطرز نوآبادیات نظام حکومت ہند بنایا جائے تو وہ تمام مطالبات پر زور دیتے ہیں معہذا اگلا نظام کے مگر وہ ایک ایماندار ہستی ہیں ان کی ذاتی اغراض حکومت سے وابستہ نہیں ہیں اور نہ سرکاری اعزاز کے وہ دلدادہ ہیں اس لئے انہوں نے ایک ایماندار مسلمان کی طرح مسلم کانفرنس میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر حکومت مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہ کرے تو کوئی مسلمان گول میز کانفرنس میں شریک نہ ہو مگر اس ریزولیوشن کی حد سے زیادہ ارباب غرض کی طرف سے مخالفت ہوئی اور جناب صدر یعنی بابائے خلافت نے کرسی صدارت کو چھوڑ کر اس تجویز کی سخت مخالفت کی بالآخر مولانا حسرت موہانی کو اپنا ریزولیوشن واپس لینا پڑا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصلی مقصد حصول حقوق نہیں بلکہ لندن کی سیر حکومت سے موالات اور کانگریس کی مخالفت مدنظر ہے اور جس قوم کے ایسے رہنما ہوں اس کی اصلاح کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل نہ ہو سکا

سردار ولبھ بھائی پٹیل صدر کانگریس نے مولانا شوکت علی سر شفیع، شفیع داؤدی وغیرہ کو دعوت دی تھی کہ وہ کانگریس میں آکر شریک ہوں اور ہندو مسلم مسئلہ کا حل کریں۔ یہاں سے شوکت علی صاحب نے تار دیا کہ کانگریس چند آدمی اپنے دہلی بھیجے تاکہ مسلمان ان سے بات چیت کریں چنانچہ کانگریس کی طرف سے مہاتما گاندھی کانگریس سے فارغ ہوکر دہلی تشریف لائے اور یہاں مولانا شوکت علی سر شفیع اور بہت فرقہ پرست مسلمانوں سے ملے ان سب فرقہ پرست مسلمانوں نے وہی ریزولیوشن مہاتما جی کے سامنے رکھدیا جس میں اقلیت والے صوبوں میں رعایت طلب کی گئی تھی اور اکثریت والے صوبوں میں اکثریت مانگی گئی تھی اور مرکز میں ۳۳ فیصدی نیابت مانگی گئی تھی اور جداگانہ انتخاب پر

پر منعقد کیا گیا تھا۔

مہاتما گاندھی نے ابتدا ہی میں کہدیا تھا کہ کانگریسی اور غیر کانگریسی مسلمان متحد ہوکر جو مطالبہ کرینگے وہ اس کی آخری وقت تک تائید کریں گے مگر افسوس ہے کہ مسلم کانفرنس والے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہٹے قوم پرور اور فرقہ پرست مسلمانوں کی ایک کانفرنس مارچ میں منعقد ہوئی تھی اور ابتدا میں ایسے آثار نظر آنے لگے تھے کہ مسلمانوں میں آپس میں اتحاد ہوجائے گا دو دن تک مسلمانوں نے کوشش کی کہ سب مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوجائیں اور ایک متحدہ مطالبہ کانگریس کے سامنے پیش کرسکیں گے ابتدا میں معلوم ہوتا تھا کہ اتحاد کی صورت پیدا ہوجائیگی اور سب مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوجائینگے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی تک بدنصیبی نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں چھوڑا اور انھوں نے ابھی تک اتحاد بین المسلمین کی قدر نہیں پہچانی اور نہ اس کی ضرورت کو اچھی طرح محسوس کیا ہے۔

جہاں تک ان مسلمانوں کا تعلق ہے جو کانگریسی خیال کے ہیں انھوں نے اپنی طرف سے بہت آگے بڑھکر مصالحت کرنیکی کوشش کی مگر فرقہ پرست مسلمانوں نے اپنی ضد نہ چھوڑی اور ایک انچ بھی اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ مان لو اور ہماری شرائط قبول کرلو تب ہی ہم تم سے اتحاد کرسکتے ہیں ظاہر ہے کہ اس طرز عمل کے بعد اتحاد کیونکر ممکن ہوسکتا تھا اتحاد کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہر فریق اپنی اپنی جگہ کو چھوڑکر آگے بڑھے اور اپنے مطالبات میں کسی قدر کمی کرے ورنہ اگر ہر دو فریق ذرہ برابر اپنی جگہ سے نہ ہٹیں اور ایک فریق اس امر پر اصرار کرے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں حرف بحرف تسلیم کرلیا جائے تو اس دو فریق میں سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔

حقیقت حال کیا ہے

حقیقت حال یہ ہے کہ گول میز کانفرنس سے لوٹنے کے بعد باہمی سمجھوتہ کی بہت کچھ توقعات پیدا ہوگئی تھیں چونکہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کو کامل شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا اس لئے اکثر مندوبین کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور وہ یہ محسوس کرنے لگے تھے کہ اب اس کے سوا چارہ نہیں کہ ضد اور خود غرضی کو ایک حد تک چھوڑکر معقولیت کے ساتھ کانگریس سے کوئی سمجھوتہ کرلینا چاہئے چنانچہ سر شفیع ڈاکٹر شفاعت احمد خاں مولوی محمد یعقوب ملک فیروز خاں نون یہ سب لوگ اس امر پر آمادہ تھے کہ جداگانہ طریق انتخاب پر زور نہ دیں چنانچہ ان حضرات نے متعدد آدمیوں سے اور ذمہ دار آدمیوں سے اپنے اس خیال اور اس ارادہ کا اظہار کیا کہ اگر تمام بالغوں کو حق رائے دہندگی کا اصول تسلیم کرلیا جائے یا کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ رائے دہندگان کی فہرست تناسب آبادی کے مطابق بن سکے اور نشستیں مخصوص ہوں تو جداگانہ انتخاب کو ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مولانا شوکت علی بھی ابھی اسپرٹ میں تھے اور وہ بھی مناسب و معقول شرائط پر مفاہمت پر آمادگی کا اظہار کرتے تھے چنانچہ ہندو مسلم فرقہ کی باہمی کانفرنسیں ہوئیں اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ مسلمانوں کی بدبختی کے دن ختم ہونے والے ہیں اور عنقریب مسلمان باہم متحد و متفق ہوجائینگے اور ایک مرکز پر آجائیں گے۔

مگر یکایک رخ بدلا اور ایک الٹی میٹم دیدیا گیا کہ ہم اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہٹینگے اور جداگانہ انتخابات کو ہرگز نہ چھوڑیں گے اگر ہمارے تمام مطالبات تسلیم کرلئے جائیں تو خیر ورنہ خیر نہیں ہے۔ راویان صداقت شعار بیان کرتے ہیں کہ خیالات میں یہ یکایک تبدیلی از خود واقع نہیں ہوئی بلکہ سنہری و زرد جھنکار نے یہ تبدیلی پیدا کردی جب آثار اتحاد و اتفاق کے نظر آنے لگے اور امید قائم ہوگئی کہ نہ صرف مسلمان مسلمانوں کا بلکہ ہندو مسلمانوں کا سمجھوتہ ہوجائے گا تو اس فریق کے کیمپ میں ایک کھلبلی سی مچ گئی جس کا مفاد اہل ہند کے نفاق میں مضمر ہے اور بلند مقامات سے وحی نفاق نازل ہوئی کہ یہ کیا کر رہے ہو یہ تو بڑا غضب ہوجائیگا اگر جداگانہ انتخاب تم نے ترک کردیا پھر تو قیامت ہوجائیگی اور سبز باغ دکھائے گئے اور جیبیں اور جھولیاں متاع کاسہ سے بھری گئیں اور آئندہ کے لئے وعدے ہونے لگے کہا جاتا ہے کہ انگلستان کی کنزرویٹو پارٹی یعنی قدامت پسند سخت کوشاں ہے کہ مسلمان نہ تو کسی طرح باہم متحد ہوسکیں اور نہ کانگریس سے ان کا کوئی سمجھوتہ ہوسکے اس کے لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے اور اس نے اپنے خزانہ کا منہ کھول دیا ہے اور بہت کچھ وعدے وعید ہوئے ہیں بہرحال توقعات جو پیدا ہوگئی تھیں یکایک پانی پھر گیا امیدیں پامال ہوگئیں اور کہدیا گیا کہ ہم اس صورت میں دوسرے مسلم فریق سے گلے مل سکتے ہیں جب وہ سب کچھ مان لیا جائے ہم کہتے ہیں اگر اس میں سے ایک حرف اور ایک نقطہ کی تبدیلی کا مطالبہ کیا گیا تو ہم ہرگز نہ مانیں گے ظاہر ہے کہ آجتک دنیا میں اس طرح نہ کبھی صلح ہوئی اور نہ سمجھوتہ یہ ہے داستان پاستان گذشتہ ہفتہ کی اگر اس ہفتہ میں مصالحت ہوجاتی تو ہندوستان کی تاریخ میں یہ ہفتہ ہمیشہ یادگار رہتا یادگار تو اب بھی رہے گا مگر یہ بدقسمتی اور بدبختی کے لئے یادگار رہے گا۔

جداگانہ انتخاب کا روڑا

مفاہمت اور سمجھوتہ کی تمام امیدیں صرف اس ایک مسئلہ کے تصفیہ نہ ہونے سے منقطع ہوگئیں کہ طریق انتخاب مخلوط و مشترک ہو یا جداگانہ فرقہ پرست و رجعت پسند مسلمان جداگانہ طریق انتخابات پر مصر ہیں اور قوم پرور مسلمان مخلوط انتخاب کے حق میں ہیں اگر اس مسئلہ کا فیصلہ ہوجائے تو مفاہمت ہوسکتی ہے کیونکہ قوم پرور مسلمان فرقہ پرستوں کا اتحاد حاصل کرنے کیلئے ان کے باقی تمام مطالبات تسلیم کرنے کے لئے آمادہ و تیار ہیں۔

مولوی کے صفحات پر بارہا اس مسئلہ پر اظہار رائے کیا جاچکا ہے اور نہ صرف طریق انتخاب پر بلکہ تمام مسلم مطالبات پر جو مسلمان ہندوؤں سے کانگریس سے اور حکومت سے کرتے چلے آئے ہیں ہماری یہ دیانتدارانہ رائے ہے کہ رجعت پسند ہوں یا قوم پرور ہر دو فریق غلطی پر ہیں دونوں فریق اس گورکھ دھندے میں پھنسے ہیں اور سمجھتے ہیں یا ان کو سمجھا دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق صرف اسی صورت میں محفوظ ہوسکتے ہیں جب دستور اساسی آئین کے اندر تحفظات کا بھی ایک مستقل باب ہو مگر ہمارے نزدیک مسلمانوں کا فائدہ تحفظات کے اندر نہیں ہے اور نہ کتاب آئین میں تحفظات کے درج ہوجانے سے مسلمانوں کی مفاد اور مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہ سکتے ہیں۔ حقوق حاصل بھی قوت اور طاقت سے ہوتے ہیں اور ان کا تحفظ بھی قوت ہی سے ہوتا ہے اگر آج ہم نے اپنے حقوق تسلیم کرا لئے اور وہ کتاب آئین میں درج بھی ہوگئے تو اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ کل ملک کو ایک ردی کاغذ کے پرزے کی طرح چاک نہیں کردیا جائے گا اگر مسلمان کمزور ہوئے تو وہ کس طرح اس کا غذ کی

حفاظت کر سکتے ہیں۔

اس لئے جن حقوق پر آج اس قدر زور دیا جا رہا ہے کہ ان کو تسلیم کر لیا جائے یہ بالکل لغو اور بے معنی ہے خواہ قوم پروروں کی طرف سے زور دیا جا رہا ہو یا فرقہ پرستوں کی طرف سے اصلی چیز طاقت اور قوت ہے ہر دو فریق کا فرض ہے کہ مسلمانوں کے اندر طاقت و قوت پیدا کرنے کی کوشش کریں اور مسلمانوں کے اندر اپنے اوپر بھروسہ کرنے اور اپنے آپ پر اعتماد کرنے اور طاقتور بننے کا صحیح جذبہ پیدا کریں اور اس کے اسباب بتلائیں اگر مسلمان منظم ہوں ان کے اندر طاقت ہو اور ان کے اندر یہ صفت پیدا ہو جائے کہ اپنے اوپر بھروسہ ہو جائے اور اپنے آپ پر اعتماد ہو تو پھر مجال نہیں ہے کسی کی کہ وہ ان کو ان کے حقوق سے محروم کر سکے۔

لیکن یہ طاقت اور یہ بھروسہ اور یہ اعتماد زبانی شور و غل سے پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ صرف اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب مسلمان عملی جدوجہد میں پڑیں اور اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کریں ممکن ہے ابتدا میں ناکامی ہو مگر یہی ناکامی کامیابی کا پیش خیمہ ہوگی اور اگر اسی طرح مسلمانوں کو سیاست کی عملی جدوجہد سے باز رکھا گیا جس طرح اس دفعہ باز رکھنے کی کوشش کی گئی قیامت تک مسلمان اس قابل نہ ہو سکیں گے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کر سکیں خواہ کاغذ نہیں بلکہ لوہے اور پتھر پر ان کے حقوق کندہ کر دیئے جائیں۔

موجودہ سول نافرمانی کی تحریک شاہد ہے کہ جس قوم نے اس میں حصہ لیا وہ کس قدر طاقتور ہو گئی کہ حکومت جس نے ایک سال قبل اس کو ٹھکرا دیا تھا پھر مساوی حیثیت سے اسی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہو گئی یہ کیوں محض اسلئے کہ صرف ایک سال کے اندر جدوجہد کے ذریعہ اور قربانیاں کر کے اس نے وہ طاقت حاصل کر لی جس کے سامنے حکومت کو جھکنا پڑا اسی طرح اگر مسلمان بھی جدوجہد میں شریک ہوتے وہ بھی خوف و ہراس دل سے نکال دیتے اور وہ بھی ایثار و قربانی کی راہ پر گامزن ہوتے تو ان کے اندر بھی طاقت پیدا ہوتی اور آج وہ اپنے آپ کو اس قدر کمزور محسوس نہ کرتے کہ ہندوؤں کا خوف ان کو کھائے جاتا ہے حالانکہ ایک مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ وہ ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ہمت و طاقت اپنے اندر پاتا ہو اور سوائے خدا کے دنیا میں کسی سے خوفزدہ نہ ہو اور اس کو یقین ہو کہ ساری دنیا بھی اگر میرے خلاف متحد ہو جائے اور مجھکو میرے حقوق سے محروم کرنا چاہے تو ہرگز نہیں کر سکتی ہمیں افسوس اس امر کا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں کو اس طرف دعوت دیتی ہو کہ اٹھو اور طاقت پیدا کرو خوف و خطر دل سے نکال دو اور حقوق کی بھیک مانگنی ترک کر دو اور علی الاعلان کہہ دو کہ ہم کسی قسم کا کاغذی تحفظ اور کاغذی معاہدہ نہیں چاہتے ملک کا آئین غیر مشروط رکھو نہ نشستوں کی تخصیص کرو نہ انتخاب جداگانہ رکھو نہ اقلیت والے صوبوں میں ہم کو رعایت چاہیئے نہ اکثریت والے صوبوں میں ہم کوئی تخصیص چاہتے ہیں نہ نظام دستور میں کوئی قید و شرط مسلمانوں کے لئے چاہتے ہیں غرضکہ ہم اپنی طرف سے کوئی قید کوئی شرط کوئی تخصیص اور کوئی تحدید نہیں چاہتے جس طرح جی چاہے نظام رکھو اگر ہمارے حقوق تلف ہوئے تو ہم خدا کی عطا کی ہوئی طاقت سے اپنے حقوق حاصل کر لیں گے

کیا خدا نے مسلم کو اس لئے بنایا تھا کہ وہ حقوق کی دریوزہ گری کرے آج تو مسلمان بفضلہ سات کروڑ ہیں جب وہ اس ملک آباد ہند میں داخل ہوئے تھے تو سات لاکھ بھی نہ تھے مگر انہوں نے کبھی خوف کو اپنے دل میں جگہ نہ دی اس وقت کس نے ان کے حقوق کا تحفظ کیا تھا کیا انہوں نے کوئی کاغذی معاہدہ کیا تھا کیا انہوں نے تحفظات کا شور مچایا تھا ہرگز نہیں بلکہ ان کو خدا پر بھروسہ اور اعتماد تھا اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اسی توکل علی اللہ اور اعتماد علی النفس نے مسلمانوں کے حقوق کو محفوظ رکھا ہے اور جب کبھی اس صفت سے مسلمان محروم ہو گئے ان کو نقصان ہی پہنچا خواہ کتنے ہی تحفظ کے ظاہری و مادی وسائل و ذرائع انہوں نے مہیا کر لئے ہوں۔

بہرحال اصل اور حقیقی چیز یہ ہے کہ مسلمان صحیح معنوں میں بیدار ہوں حقیقی طور پر منظم ہوں اور ایثار و قربانی کو اپنا شیوہ بنائیں پھر حقوق مشترک ہوں یا منقسم تحفظات ہوں یا نہ ہوں ان کے حقوق کو دنیا کی کوئی طاقت چھین نہیں سکتی۔

ہم تو سمجھتے ہیں کہ قوم پرور اور فرقہ پرست دونوں سے بے نیاز ہو کر مسلمانوں کے اندر ایک ایسی جماعت بننی چاہئیے جو آزادی و حریت کی داعی مطلق ہو اور اعتماد علی اللہ و اعتماد علی النفس کی تلقین کرے اور غیر اللہ کے سہاروں سے مسلمانوں کو نجات دلائے اور حقوق کی دریوزہ گری اور تحفظات پر تکیہ کرنے کی عادت ان سے چھڑائے۔

جداگانہ ومخلوط انتخاب کے مفاد ومضار

انتخاب کی بجائے جداگانہ حقوق کی عام بحث نے جگہ زیادہ لے لی اب ہم چاہتے ہیں کہ چونکہ آئندہ مہینوں میں مخلوط و جداگانہ طریق انتخاب پر ملک میں عموماً اور مسلمانوں کے اندر خصوصیت کے ساتھ اس پر بحث ہوگی اس لئے قارئین مولوی کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ ایکدفعہ پھر اس فرق کو معلوم کر لیں جو ان دونوں طریقہائے انتخاب میں ہے دونوں کے فوائد و دونوں کے مضار اگر معلوم ہو جائینگے تو مسلمانوں کے دو فریق اور دو جماعتیں جب آئندہ آپ سے اپیل کریں گی تو ان کو آسانی ہو جائے گی کہ کس کی اپیل کا جواب اثبات میں اور کس کی اپیل کا جواب نفی میں دیں۔

جداگانہ انتخاب کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک فرقہ صرف اپنے فرقہ کے امیدوار کو ووٹ دیکر اس کو کونسل، اسمبلی، کونسل آف اسٹیٹ، میونسپلٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر منتخب کرے یہ طریقہ آجکل رائج ہے۔

مخلوط انتخاب کے معنی یہ ہیں کہ ہر امیدوار کو خواہ کونسل کا ہو یا اسمبلی وغیرہ کا اور خواہ وہ ہندو یا مسلمان سکھ ہو یا پارسی یا عیسائی اس کو ملک کے سب فرقوں کے رائے دہندگان رائے دیکر نمائندہ منتخب کریں۔

قوم پرور جماعت چاہتی ہے کہ مخلوط انتخاب کا طریقہ رائج ہو اور اس کا دعویٰ یہ ہے کہ جداگانہ طریقہ انتخاب مسلمانوں کے لئے مضرت رساں ہے اس جماعت کے امام مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری صاحب ہیں اور دوسری جماعت جداگانہ طریق انتخاب پر زور دیتی ہے جیسا کہ اس وقت رائج ہے اور اس جماعت کے امام سر شفیع اور مولانا شوکت علی صاحب ہیں۔

سر شفیع کی پوزیشن ہم بیان کر چکے ہیں کہ نہ صرف ہندوستان میں واپس آنے کے بعد گول میز کانفرنس ہی میں پنجاب کی اکثریت کے ساتھ مخلوط انتخاب کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں اس کے بعد ہندوستان میں آکر پرائیویٹ طور پر انتخاب مخلوط پر اپنی رضامندی کا اظہار کر چکے تھے مگر اب یکایک بدل گئے ہم سر شفیع کی پوزیشن کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک نیم سرکاری قسم کے آدمی ہیں ذرا سا دباؤ پڑا اور بدل گئے مگر مولانا شوکت علی کی پوزیشن سمجھ سے بالاتر ہے جو ابتدا ہی سے مخلوط انتخاب کے حق میں تھے جن شرائط کے ماتحت مولانا محمد علی مولانا شوکت علی اور مرحوم خلافت کمیٹی مخلوط انتخاب پر رضامند تھی وہ سب پوری ہو رہی ہیں بلکہ

جداگانہ انتخاب پر اصرار کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ سوائے اس کے عقل و خرد کیسا تھ رائے اور ضمیر دونوں فروخت ہو چکے ہوں۔

قارئین مولوی کو پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مخلوط انتخاب کے معنی مخلوط نیابت کے نہیں ہیں جیسا کہ مخالفین مخلوط انتخاب عوام کو دہوکہ دیکر مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں کہ اگر مخلوط انتخاب ہو گیا تو ایک مسلمان بھی انتخاب میں کامیاب نہ ہوگا۔ مخلوط انتخاب کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک زمیندار کو ملک کے تمام باشندے مل کر منتخب کریں یعنی نشستیں تو الگ الگ ہوں گی مثلاً ہندو ۲۰ مسلمان ۱۵ سکھ ۲ عیسائی ۱ یا پارسی ان میں تو کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی بہرحال ۲۰ ہندو ۱۵ مسلمان ۵ سکھ ۷ عیسائی اور ایک پارسی تو ضرور منتخب ہوگا یہ نہیں ہو سکتا کہ ۲۰ ہندوؤں کی جگہ ۲۲ ہندو اور ۱۵ مسلمانوں کی جگہ ۱۰ مسلمان رہجائیں کیونکہ نمایندوں کی تعداد مقرر ہوگی البتہ ان سب کو سب قوموں کے رائے دہندگان مل کر منتخب کرینگے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جو امیدوار کامیاب ہوں گے ان پر سب قوموں کا اعتماد ہوگا اور چونکہ تنہا کسی ایک فرقہ کی رائے سے منتخب نہ ہوں گے اور اپنے انتخاب میں سب فرقوں کی رایوں کے محتاج ہوں گے اس لئے خواہ ہندو ہو یا مسلمان تعصب نہ برت سکیگا اور سب کے مفاد کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کریگا کیونکہ اندیشہ ہوگا کہ اگر میں نے انصاف کی بجائے تعصب سے کام لیا تو آیندہ انتخاب میں منتخب نہ ہو سکوں گا یعنی جس فرقہ کے ساتھ تعصب برتوں گا اس کے رائے دہندگان آیندہ مجکو رائے نہیں دیں گے بلکہ میری بجائے دوسرے امیدوار کو رائے دیکر منتخب کرینگے یہ خوف ہر ایک امیدوار کو ہوگا خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان سکھ ہو یا عیسائی۔

بہرحال مخلوط انتخاب کے معنی صرف یہ ہیں کہ سب فرقوں کے رائے دہندگان مشترک طور پر رائے دیکر سب کو منتخب کریں قوم پرور مسلمان اسی مخلوط انتخاب کے حق میں ہیں قوم پرور مسلمان کیوں اس کے حق میں ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں طریق انتخاب مخلوط ہی ہے اور جمہوریت و قومیت کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہی چیز ہے اس سے آپس کے تنازعات آپس کے جھگڑے اور آپس کے فسادات و اختلافات کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو جاتا ہے اور کسی کو نقصان پہنچنے کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہتا کیونکہ نمایندگی کا حق اور اسکی تعداد سب فرقوں کے لئے متعین کر دیگئی ہے یہ اندیشہ نہیں رہے گا کہ ہندو چونکہ اکثریت میں ہیں لہذا وہ مسلمانوں کو رائے نہ دیکر مسلمانوں کی بجائے ہندوؤں کو منتخب کرلیں گے چونکہ تعداد نمایندگی متعین و مقرر ہوگی اس لئے اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہے نمایندوں کی جو تعداد مقرر ہوگی وہ بہرصورت منتخب ہوگی اور کوئی طاقت اس میں کمی و بیشی نہ کر سکے گی۔

اب جداگانہ انتخاب کو لیجئے جس کے قوم پرور مخالف ہیں اور فرقہ پرست اس پر اصرار کر رہے ہیں۔

تمام دنیا میں کسی ایک جگہ بھی جداگانہ طریق انتخاب رائج نہیں ہے یورپ کے ممالک کو چھوڑیئے اسلامی ممالک میں بھی کہیں اس کا نام و نشان نہیں ہے ہندوستان میں بھی آج سے ۲۴ سال قبل مخلوط انتخاب ہی رائج تھا مگر منٹو مارلے اصلاحات ۱۹۰۹ء میں جب نافذ ہونے لگیں تو اس وقت لارڈ منٹو نے مسلمانوں کے وفد کو شملہ سے تار دیکر بلایا اور ان سے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کرایا اور پھر اس کو ملک میں رائج کر دیا اس وقت رائے عامہ اس قدر مضبوط و طاقتور نہ تھی اس لئے سوائے چند آدمیوں کے اور کسی نے اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی اور بڑی وجہ یہ تھی کہ اصلاحات ہی کی امید نہ تھی اسی لئے اس کو غنیمت سمجھا گیا کہ جو کچھ اور جس شکل میں بھی مل رہا ہے اس کو قبول کر لیا جائے۔

حکومت کا منشا بالکل صاف تھا وہ سمجھتی تھی اور بالکل صحیح سمجھتی تھی کہ جداگانہ انتخاب کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے ہندو مسلمانوں کے درمیان نفاق و شقاق کی خلیج حائل ہو جائے گی اور آیندہ وہ ایک طویل عرصہ تک متحد نہ ہو سکیں گے اور جب متحد ہی نہ ہوں گے تو ملک کی آزادی کے لئے کیا جد و جہد کر سکیں گے اس کے بعد ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں ہندو مسلمانوں کا میثاق ہوا اس میں بھی جداگانہ طریق انتخاب کو مان لیا گیا جب سے برابر چلا آرہا ہے اور اپنی خرابی کی جڑوں کو مضبوط کرتا چلا جا رہا ہے۔

حکومت نے باوجود اس امر کے کہ انگریز خود ایک جمہوری قوم ہے اور انگلستان میں باوجود اس امر کے کہ مختلف قومیں آباد ہیں پھر بھی مخلوط انتخاب کا طریقہ رائج ہے اس کے باوجود کیوں جداگانہ طریق انتخاب دالول کی پیٹھ ٹھونکتی رہتی ہے اس کی وجہ بالکل کھلی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ جداگانہ انتخاب ہمیشہ اقوام میں جدائی ڈالتا ہے اور فتنہ و فساد کا بیج بوتا ہے اور کبھی آپس میں متحد نہیں ہونے دیتا اور یہ ایک بیرونی حکومت کے لئے سب سے بڑی رحمت ہے کہ جس ملک پر وہ حکمران ہو اس کے باشندے متحد نہ ہوں۔

جداگانہ انتخاب کے مخالف قوم پرور مسلمان اسلئے ہیں کہ اس سے سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں ہی کو پہنچتا ہے اور آیندہ اور زیادہ اندیشہ اور خطرہ ہے کہ اگر جداگانہ طریق انتخاب انگریزوں کی خواہش کے مطابق قائم رہ گیا تو مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ جائے گا۔

جداگانہ انتخاب میں ہر ایک فرقہ کے لوگ صرف اپنے ہی فرقہ کے امیدوار کو رائے دے سکتے ہیں یعنی ہندو امیدوار مسلمان رائے دہندگان کا اور مسلمان امیدوار ہندو رائے دہندگان کا محتاج نہیں ہوتا اس لئے ہر ایک امیدوار زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو دوسرے فرقہ کا دشمن ظاہر کرکے اور دوسرے فرقہ کو بے ایمان اور اپنے فرقہ کا محسن بتلا کر اور اپنے آپ کو ان سے لڑنے والا اور لڑ کر اپنے حقوق کی حفاظت کرنے والا بتلاتا ہے اور اس طرح ہر ایک فرقہ کے امیدوار اپنے فرقہ کو دوسرے فرقہ کے خلاف مشتعل کرکے رائے حاصل کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف تو عام ہندو مسلمانوں کے اندر انتخاب کے وقت کے بکھرے ہوئے زہر کے بیج اپنا رنگ لاتے ہیں اور دونوں فرقوں میں دشمنی و عداوت ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور دوسری طرف ممبر صاحب جو دوسرے فرقہ کو گالیاں دیکر کامیاب ہو جاتے ہیں ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ جس قدر ممکن ہو دوسرے فرقہ کو گالیاں دیتے رہیں اور اپنے فرقہ کو مشتعل کرتے رہیں تاکہ دوبارہ جب انتخاب کا وقت آئے تو اپنے فرقہ سے کہہ سکیں کہ دیکھو میں نے اپنی قوم کی خدمت کی ہے اور کس قدر اپنی قوم کے لئے دوسروں سے لڑا ہوں اس سے کچھ بحث نہیں کہ گالیاں دیکر کتنا کام نکالا۔

ظاہر ہے کہ ایک طرف یہ صورت ہوگی تو دوسری طرف یہی رنگ رہیگا اگر مسلمان کثیر قسم کے اسمبلی اور کونسلوں اور میونسپلٹیوں وغیرہ میں جائینگے تو ہندو

بھی ایسے ہی سخت کٹر قسم کے جائینگے اور وہاں دونوں قوموں کی یہی کوشش ہوگی کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھائیں اور نیچا کون کس کو دکھا سکیگا یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جس کی تعداد ممبران کی زیادہ ہوگی وہی نیچا دکھا سکیگا اور چونکہ مسلمان ہر جگہ اقلیت میں ہوں گے اسلئے ہر جگہ کٹر قسم کے ہندو ممبران سے زک اٹھائینگے آجکل تو کچھ تعداد نامزد ممبران کی ہوتی ہے وہ اسکی طرف ہو جاتے ہیں جسکی طرف رائے دینے کا حکم سرکار کرتی ہے اور کبھی کبھی مسلمانوں کو ان سے مدد مل جاتی ہے گو جو آج قانون بننے والا ہے اس میں اس قسم کے سرکاری نامزد ممبران نہ ہونگے بلکہ صرف منتخب ہی ممبران ہوں گے وہاں لڑائی لٹھ بازی اور توپ تلوار کی نہیں ہوتی وہاں تو صرف رائے شماری کی لڑائی ہوتی ہے جس کی طرف زیادہ ہاتھ اٹھ گئے اسی کی جیت اور جب زیادہ تعداد ہندوؤں کی ہوگی اور وہ سب کے سب ایسے ہی کٹر ایسے ہی لڑاکے اور ایسے ہی فرقہ پرست ہوں گے جیسے مسلمان ممبران ہوں گے تو لڑائی کا نتیجہ ہمیشہ ہی مسلمانوں ہی کے خلاف نکلیگا اور دن بدن آپس میں دشمنی و عداوت میں اضافہ الگ ہوگا فسادات زیادہ ہوں گے جس میں سوائے نقصان کے آجتک کسی کو فائدہ نہیں پہنچا۔

قوم پرور مسلمانوں کے نزدیک جداگانہ انتخاب سے سب سے زیادہ فائدہ حکومت کو پہنچتا ہے اور سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو اس لئے قوم پرور مسلمان پورے طور پر آمادہ ہو گئے ہیں کہ وہ کسی ایسے آئین کو قبول نہ کرینگے جو جداگانہ طریق انتخاب پر مبنی ہو امید ہے کہ تمام مسلمان اپنے حقیقی نفع نقصان کو محسوس کرینگے اور ان لوگوں سے جداگانہ انتخاب کے فوائد بتلانے کا مطالبہ کریں گے جو اس پر اس قدر اصرار کر رہے ہیں کہ محض اس کی وجہ سے سمجھوتہ نہیں کرتے۔

وحشیانہ فسادات

بنارس مرزاپور آگرہ اور کانپور کے فسادات یکے بعد دیگرے اس تیز رفتاری کے ساتھ شائع ہوئے کہ دنیا محو حیرت رہ گئی۔ عین اس وقت جبکہ مہاتما گاندھی کی رہائی کو ابھی دو ہفتے بھی نہ ہوئے تھے ان فسادات کا آغاز ہوا! اور کراچی کانگریس سے پہلے پہلے ایک حد نہیں پورے چار مقامات پر سنگین اور وحشیانہ اور سخت خونی فسادات رونما ہو گئے خصوصاً کانپور میں تو قیامت ہی برپا ہو گئی ان فسادات کی تہ میں کونسی قوت کارفرما تھی یہ کہنا مشکل ہے کانگریس کی اور حکومت کی مقرر کردہ تحقیقاتی کمیٹیاں تحقیقات میں مصروف ہیں اور کانپور میں شہادت فراہم کر رہی ہیں جو رپورٹیں ان کی نکلیں گی ان سے ہم کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کانپور میں جو واقعات پیش آئے وہ درجہ دردناک حد درجہ وحشیانہ اور حد سے زیادہ بربریت و وحشت کے مظاہرے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کانپور کے لوگوں نے انسانیت، شرافت اور تہذیب کو چھوڑ کر درندگی خونخوارگی وحشت و بربریت کو اپنا فرض سمجھ لیا تھا یہ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے کہ ان خونخوار درندوں نے جنہوں نے فساد میں حصہ لیا نہ عورتوں کو چھوڑا نہ بچوں کو نہ بڈھوں کو معاف کیا اور نہ جوانوں کو جو جس کے ہاتھ چڑھ گیا اس نے اس کو انتہائی بیرحمی انتہائی بے دردی اور انتہائی شقاوت و بربریت کے ساتھ ذبح کر ڈالا اب تک جس قدر اموات کا پتہ چلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سو کے قریب مرد عورت بچے اور بڈھے قتل ہوئے اور ۱۵ سو کے قریب آدمی زخمی ہوئے۔

لوٹ مار غارتگری اور آتش زدگی کی کوئی انتہا نہیں، ڈھائی سو مقامات پر فائر بریگیڈ کو آگ بجھانے کے لئے جانا پڑا اشادوار مساجد بیسیوں کی تعداد میں نذر آتش ہوئے دوکانوں اور مکانوں کی بربادی کی داستان نہایت درجہ دردناک ہے محلہ کے محلہ ویران ہو گئے ہم ان لوگوں سے جنہوں نے فساد میں حصہ لیا عورتوں بچوں بوڑھوں اور مسافروں کو قتل کیا اور مندروں مسجدوں دوکانوں میں اور مکانوں میں آگ لگائی دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ اپنے اپنے فرقہ کے لئے انہوں نے کیا کمایا کتنا فائدہ پہنچایا کیا سوائے نقصان کے ذرہ برابر کسی فرقہ کو فائدہ پہنچا۔

کانپور کے فساد کا سب سے زیادہ تاریک پہلو یہ ہے کہ پولیس اور حکام کی غفلت اور دانستہ پہلوتہی کی عام شکایت کی جا رہی ہے یعنی نہ صرف کانگریسی بلکہ غیر کانگریسی مسلمانوں اور ہندوؤں نے بھی شکایت کی ہے کہ پولیس اور حکام نے نہ بروقت امداد دی اور نہ کوئی موثر کارروائی کی اور امداد طلب کی گئی تو کہدیا گیا کہ کانگریس سے مدد مانگو، گاندھی کے پاس جاؤ اور سوراج کا مزہ چکھو اگر ایسا ہوا ہے تو یہ سخت قابل اعتراض چیز ہے۔

دوسرا سخت دردناک پہلو مسٹر ودیارتھی اور ان کے ساتھی مسلمان والنٹیر کا بیرحمانہ قتل ہے۔ مسٹر ودیارتھی ان ہندو لیڈروں میں سے تھے جن پر کانپور کے مسلمانوں کو ہر زمانہ میں پورا پورا اعتماد رہا ہے کیونکہ انہوں نے کبھی کسی زمانہ میں بھی فرقہ وارانہ جھگڑوں میں حصہ نہیں لیا تھا شدھی اور سنگھٹن کے زمانہ میں بھی وہ ان قصوں سے الگ رہے اس انصاف دوست سچے محب وطن نے انتہائی کوشش کی کہ فساد رک جائے نہایت خطرناک فسادی علاقوں میں ننگے سر ننگے پاؤں جا جا کر لوگوں سے منت سماجت کی اور جب فساد نہ رکا تو پھر ان کی تمام تر توجہ اس امر پر مرکوز رہی کہ بیگناہوں کو وحشی فسادیوں کے چنگل سے نکال کر محفوظ مقام پر پہنچائیں چنانچہ سو کے قریب مسلمان عورتوں بچوں اور مردوں کو خطرہ سے نکال کر ان کو حفاظت کی جگہ پہنچایا وہ دیوانوں کی طرح لوگوں کی جانیں بچانے کی کوشش کر رہے تھے اور نہایت خطرناک مقامات میں بےخوف ہو کر جاتے اور خطرات میں گھرے ہوئے معصوم لوگوں کی جانیں بچا رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک مسلمان محلہ میں وہ اپنے ایک مسلمان ساتھی والنٹیر کے ساتھ گئے مسلمان والنٹیر نے ہر چند ان کو روکا کہ اس محلہ میں نہ جائیے مگر وہ نہیں مانے اور مسلم والنٹیر کے ساتھ چلے گئے وہاں جانا تھا کہ فسادی ان پر ٹوٹ پڑے ودیارتھی نے اپنا سر پیش کر دیا مگر جنونی اور خونخوار فسادیوں نے رحم نہ کیا اور حملہ کر دیا مسلمان رضاکار سینہ سپر ہوا تو پہلے اس کو قتل کر ڈالا اور پھر ودیارتھی کو انتہائی بے رحمی کے ساتھ مار ڈالا۔

یہ حد سے زیادہ افسوسناک واقعہ ہے خدا کے لئے سمجھو کہ ایسے فسادوں سے کیا فائدہ ملک کو یا کسی قوم اور ملت کو پہنچ سکتا ہے۔

کانپور کے فساد نے لوگوں کے اندر دہشت اور خوف و ہراس طاری کر دیا ہے کیونکہ اگر خدانخواستہ اس نوعیت کے فساد ہونے شروع ہو گئے تو ایسی ہولناک بربادی پھیل جائے گی کہ اس کے تصور اور خیال سے روح لرزجاتی ہے۔ کاش کانپور کے فساد سے لوگ سبق سیکھیں۔

خطبہ

سبحان اللہ الجلیل الا اکبر من قال والبدن جعلناها لکم من شعائر اللہ لکم فیها خیر فاذکروا اسم اللہ علیها صواف فاذا وجبت جنوبها فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر کذلک سخرنا ها لکم لعلکم تشکرون وقال اللہ تعالیٰ لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم کذلک سخرها لکم لتکبروا اللہ علی ما هداکم وبشر المومنین۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ونشهد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له ونشهد ان محمد عبده ورسوله الذی مبعوث الی الاسود والاحمر۔ اما بعد۔ ایها الناس۔

خدائے ابراہیم و محمد صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو اور اس کی تسبیح و تہلیل اور شکر و امتنان کے لئے اپنی زبانوں کو وقف کر دو جس نے تمہیں سال بھر کے بعد پھر یہ مبارک و مسعود دن دکھایا جسے عید الضحٰے کہتے ہیں جس کو خداوند حی و قیوم نے اپنے دو برگزیدہ رسولوں کی یادگار سے معظم فرمایا ہے اور وفدینٰہ بذبح عظیم کے شرف سے مشرف فرما کر ہم کو حکم دیا ہے وترکنا علیہ فی الاٰخرین کہ ہم بھی ان برگزیدہ اور مقدس و محترم ہستیوں کے نقش قدم کو دلیل راہ ہدایت بنائیں جنہوں نے اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی آمادگی ظاہر فرما دی اللہ کے راستہ میں ایثار و قربانی کا ہی وہ پاک و قابل پرستش جذبہ صادق تھا جس نے سیدنا ابراہیم کو دربار الٰہی سے خلیل اللہ کا خطاب دلوایا اور سیدنا ابراہیم ذبیح اللہ کے لقب سے مشرف ہوئے اور ان کے اعمال کی تقلید کو قیامت تک کے لئے ہم پر واجب کر دیا تاکہ ہم بھی ان نعائم اخروی و برکات سماوی سے بہرہ اندوز ہو سکیں جن سے سیدنا ابراہیم خلیل اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے دامان نبوت بصلہ ایثار و اخلاص فی سبیل اللہ بھر دیے گئے تھے۔

برادران اسلام خداوند حی قیوم کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ایثار پیشگی کس قدر پسند تھی اس کا اندازہ ان آیات مقدسہ سے ہو سکتا ہے جن میں سیدنا ابراہیم کے اس قصہ کو بیان فرمایا گیا ہے حضرت ابراہیم بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں رب ہب لی من الصالحین ایک نیکوکار فرزند عطا کر فبشرناہ بغلام حلیم پس ہم نے ان کو ایک حلیم و بردبار فرزند کی بشارت دی فلما بلغ معه السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری جب وہ بڑے ہو گئے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تمہاری صوابدید کیا ہے قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین حضرت اسمٰعیل نے اپنے بزرگ باپ سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جو حکم آپ کو ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے یعنی مجھے ذبح کر ڈالئے خدا نے چاہا تو مجھے صابرین میں سے پائیں گے فلما اسلما وتله للجبین پس حضرت ابراہیم نے اپنے لخت جگر کو راہ خدا میں ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا اور قریب تھا کہ چھری

پھیر دیں وناديناه ان یا ابراہیم خدائے رحمن و رحیم نے ندا کی کہ اے ابراہیم قد صدقت الرؤیا تم نے اپنے خواب کو پورا کر دکھایا اور جو امتحان ہم نے تمہارا لیا ہے اس میں تم پورے اترے اس امتحان میں پورے اترتے ہی نعائم غیب کے دروازے خدا نے آپ پر کھول دیئے چنانچہ اسی جزائے بے پایاں کی طرف اشارہ کر کے ارشاد ہوتا ہے انا کذلک نجزی المحسنین یعنی ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش تھی ان هذا لهو البلاء المبین چونکہ ابراہیم علیہ السلام ابتلاء و آزمائش کی منزل میں پورے اترے اس لئے خدا نے حضرت ابراہیم کی اس قربانی کو قبول فرما کر اس کو ذبح عظیم فرما دیا وفدیناہ بذبح عظیم اور یہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے اس ذبح عظیم کو سیدنا ابراہیم خلیل کی یادگار کے طور پر ملت ابراہیمی کے لئے واجب ٹھیرا دیا چنانچہ ارشاد ہوا کہ وترکنا علیہ فی الاٰخرین اور صرف اس پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ رضائے الٰہی کی سند حضرت ابراہیم پر درود و سلام بھیج کر عطا کی اور فرمایا سلام علی ابراہیم کذلک نجزی المحسنین انه من عبادنا المومنین۔

برادران اسلام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خداوند رؤف و رحیم نے کیسے ایمان پرور الفاظ میں سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے جس کی یادگار عید قربان قرار دی گئی ہے اور ہر سال ہم اس کو مناتے ہیں مگر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس مبارک یادگار اور اس مقدس یوم ذبح عظیم کو ہم میں سے کتنے ہیں جو اس طرح مناتے ہوں کہ ان کے قلوب و ارواح پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہو جو راہ خداوندی میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ پر طاری ہوئی تھی اور جس کیفیت سے متاثر ہو کر ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا اور ایک بیٹا راہ الٰہی میں ذبح ہونے کے لئے آمادہ و رضامند ہو گیا تھا اگر درحقیقت وہ کیفیت نہیں رہتی تو کیا اس یوم عظیم میں کوئی ایک لمحہ ایسا ہمارے قلوب و ارواح پر گذرتا ہے کہ اس کیفیت ابراہیمی و ذوق اسمٰعیلی کا ایک شمہ پیدا ہوتا ہو اور اگر روزمرہ کی طرح اس یوم ذبح عظیم میں بھی ہمارے دلوں کی بستی اسی طرح اجاڑ اور سونی پڑی رہتی ہے اور اقلیم قلب و روح میں کوئی ولولہ للہیت و خلوص اور کوئی جذبہ فدویت و قربانی بپا نہیں ہوتا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم اس روز سعید اور یوم مقدس کی حقیقی برکات سے محروم ہیں اور اس دن کی جو عظمت خدا نے بیان فرمائی ہے اس سے ہم بالکل ناآشنا اور ناواقف ہیں۔

برادران ملت عید قربان کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ ہم قرض دام کر کے لباس فاخرہ زیب تن کر لیں اور عیش و راحت کی صحبتوں میں اس دن کو گذار دیں یا بہت سے بہت بطور ایک رسم کے محض نمائش و نام آوری کے لئے کسی جانور کو ذبح کر دیں قربانی کرنا شعائر میں سے ہے اور اس کے متعلق خدا کا فرمان ہے کہ والبدن جعلناها لکم من شعائر اللہ لکم فیها خیر قربانی کو ہم نے خدائی شعائر میں سے بنایا ہے اور اس کے اندر تمہارے واسطے بہتری ہے اگرچہ قربانی شعائر اللہ میں سے ہے مگر اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ قربانی کا گوشت

و پوست اللہ تک نہیں پہنچتا اور نہ خدائے قادر و قیوم قربانی کے گوشت کا محتاج ہے بلکہ قربانی کا اصلی مقصود تقوی ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم حضرت ابراہیم نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو جو خواب حضرت اسمٰعیل کے ذبح کرنے کا دکھلایا گیا تھا اس کے معنے بھی یہ نہ تھے کہ حضرت ابراہیم اپنے فرزند دلبند کو ذبح کر ڈالیں کیونکہ فرزند کشی اسلام جائز ہی نہیں ٹھیرایا پھر بھلا خدائے اسلام سیدنا ابراہیم کو جو انا اول المسلمین اور انا من المسلمین کا نعرہ لگا چکے تھے ان کو فرزندکشی کا حکم کیونکر دے سکتا تھا اصل یہ ہے کہ مقصد اس رویا کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل دونوں کے قلب متقی کو جانچے اور امتحان کرے کہ خلت و صدیقیت کے جس بلند مرتبہ پر سرفراز فرمانا مشیت ایزدی میں طے پایا ہے اسکی پوری پوری صلاحیت پیدا ہوچکی ہے یا نہیں اور اب کوئی ایسی چیز تو باقی نہیں ہے جس کو ہمارے راستہ میں قربان کرنے سے ابراہیم دریغ کریں چنانچہ دنیا میں اولاد سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتی ہے اور اولاد ہی حضرت ابراہیم کی سی خدائے بے نیاز نے اس سب سے زیادہ محبوب عزیز شے کے متعلق حضرت ابراہیم کو امتحان میں ڈالا اور نہ صرف باپ اس امتحان میں پورا اترا بلکہ اس کا فرزند حلیم و بردبار بھی اس آتش امتحان سے صحیح و سلامت نکلا یہ امتحان تھا دل و روح کا کہ وہ کس قدر تقوی شعار ہیں اور مقصود اتقا و پرہیزگاری کی جانچ تھی اسی طرح قربانی جو ہمارے لئے شعائر میں سے قرار دیگئی ہے اور بکثرت فیھا خیر کے ذریعہ ہمیں بتلایا گیا ہے کہ اس میں ہمارے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے تو اس کا مقصود بھی جانورکشی نہیں ہے بلکہ مقصد اصلی یہ ہے کہ ہمارے دل اور روح کی بستیاں اتقا و پرہیزگاری سے آباد ہوں اور تقوی کی روشنی دل اور روح کی اس تاریکی کو دور کر دے جو غیر شعیانہ اعمال سے ہمارے اندر قلوب پر چھائی ہوئی ہے پس اے برادران ملت عید قربان کے آنے سے پہلے اپنے دلوں کو ٹٹولو اور اس کے ایک ایک گوشہ کی جستجو اور تلاش کرکے دیکھو کہ اس میں اہمیت اخلاص اور راہ خدا میں ایثار و قربانی کا کتنا حصہ موجود رہ ہے جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ میں موجود تھا اگر اس کی ایک رمق بھی موجود ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو اور کوشش کرو کہ اس میں ترقی ہو اور اگر اپنے دل کی بستی کو بالکل سونی پاؤ اور تمہاری روح کی اکسیر اس جنس گرامی سے بالکل محروم ہو تو اپنی گلیم بدبختی کو نالہائے نیم شبی کی بھٹی میں چڑھاؤ اور گریہ ہائے سحری سے اس کی سیاہی کو دھوؤ اور کوشش کرو کہ عید قرباں میں کم از کم اس ایک لمحہ کے اندر خلیل اللہیت پیدا ہو جائے جب تم جانور کے گلے پر چھری پھیر رہے ہو اور اس تقوی سے تمہارا دل معمور ہو جائے جو اس قربانی اور ذبح عظیم کے شعار سے مقصود ہے اگر آپ کے دل میں اس یوم جلیل و عظیم کی کچھ اہمیت ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ محض زیب و زینت عیش و راحت اور اسی قسم کی دوسری تعیشات کے لئے یہ مبارک دن نہیں اور نہ محض جانوں کو ذبح کرنے اور ان کا خون بہانے کے لئے اگر خدا کے ارشاد پر یقین ہے اور اس پر آپ کا ایمان ہے کہ قربانی کے جانور کا گوشت و پوست اللہ تعالے کے حضور میں نہیں پہنچتا کیونکہ وہ گوشت و پوست کا محتاج نہیں ہے بلکہ صرف تمہارے دل کا تقوی اور تمہاری روح کی طہارت و پاکیزگی اور تمہارے قلب کی پرہیزگاری پہنچتی ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اصل مقصود کے حصول کی کوشش کرو۔

برادران ملت! اصل مقصود کے حصول کا پہلا ذریعہ یہ ہے کہ خلاف تقوی امور سے پرہیز کیا جائے اس لئے عید قربان کے دن صبح سے لیکر ایام تشریق کے خاتمہ تک اپنے تمام اعمال کی نگرانی اپنے تمام حرکات کا جائزہ اور اپنی نیت کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے خصوصًا نیت کا محاسبہ نہایت چوکسی کے ساتھ کرنا چاہئے کیونکہ نیت کا ذراسا کھوٹ اعمال کے حسن کو اس طرح غارت کر دیتا ہے جس طرح بارش اور اولے خربوزوں کی کچی فصل کو تباہ و برباد کر کے رکھدیتے ہیں یا جس طرح آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے قیمتی سے قیمتی کاغذ کو جس میں کروڑوں روپے کا حساب ہوتا ہے فانًا جلاکر خاک سیاہ کرڈالتے ہیں اس لئے ملت ابراہیمی کے ہرایک فرد کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنی نیت کو ہر قسم کے کھوٹ سے بچائے۔

برادران اسلام! آپ دریافت کرینگے کہ قربانی میں نیت کے کھوٹ کے کیا معنی ہیں اور یہ کیونکر پیدا ہوجاتا ہے سو یاد رکھئے کہ نام و نمود ریا نمائش ضد اور کسی کی دل آزاری کا خیال حسن نیت کے رخ زیبا کا کھوٹ ہے اس لئے اپنے دل کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ لو کہ کہیں تم اس جذبہ سے متاثر ہوکر قربانی تو نہیں کر رہے کہ برادری اور خاندان میں نام آوری ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے اللہ والے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ دیکھو کہ کسی کی ضد اور کسی کی دل آزاری کے لئے تو تم جانور کی جان نہیں لے رہے ان میں سے ہر ایک صورت غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کے مترادف ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا کھلا ہوا شرک ہو۔ برادران اسلام! جن باتوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے نہ کثیر الوقوع ہیں اور اگر غور سے اپنے باطن کو دیکھوگے تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ کس درجہ نام و نمود اور نمائش و نام آوری کی گندگی نیت کی طہارت و پاکیزگی اور تقوی و پرہیزگاری کو برباد کر دیتی ہے۔

اے فرزندان اسلام! اپنی قربانیوں کے ثواب کو برباد ہونے سے بچانے اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ ضد اور دل آزاری کے جذبہ سے اپنے قلوب کو متاثر نہ ہونے دو اور محض اللہ کی خوشنودی اور رضا الٰہی کیلئے اسی طرح قربانی کرو کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور کسی کی دل آزاری نہ ہو اور فتنہ و فساد کا کسی طرح موقعہ نہ ملے قربانی کی گائے اگر مذبح لیجاؤ تو اسے ہار پھول سے آراستہ کر کے یا جلوس بناکر نہ لیجاؤ تاکہ یہ شبہ نہو کہ یہ محض منعزلن کی دل آزاری کے لئے کیا جا رہا ہے مذبح سے گوشت واپس لاؤ تو اسے بھی ڈھک کر واپس لاؤ تاکہ کسی کی دل آزاری نہو اور گھر قربانی کرو تب بھی اس امر کا لحاظ رکھو کہ تمہارے ہمسایوں کو تکلیف و اذیت نہ پہنچے۔

برادران اسلام! اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ نسبت گائے کی قربانی کے بھیڑ بکری کی قربانی زیادہ افضل ہے اگر تم کو خدا نے مقدرت دی ہو اور تم آسانی کے ساتھ بھیڑ بکری کی قربانی کر سکتے ہو تو گائے کی قربانی سے پرہیز کرنا تمہیں ثواب کا زیادہ مستحق بنادیگا لیکن اگر بھیڑ بکری کی قربانی کی مقدرت نہ ہو تو پھر گائے کی قربانی اس احتیاط سے کرو کہ کسی کو تکلیف نہو اور اشتعال انگیز طریقوں سے بالکل بچے رہو تاکہ غیر اللہ کی شرکت سے قربانی کا ثواب بھی برباد نہو اور فتنہ و فساد کا امکان بھی نہ رہے اگر مخالف تقوی امور سے بچوگے تو امید ہے کہ اللہ تعالے تمہارے قلوب کو نور اتقا سے معمور کردے گا اور اس ذبح عظیم کا اصلی اور حقیقی مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

برادران اسلام! قربانی کے سلسلہ میں دو باتوں کا اور لحاظ رکھنا ضروری ہے اول یہ کہ بعض لوگ گوشت غربار میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے غیر مستحق احباد واعزا میں تقسیم کر دینا کافی سمجھتے ہیں اور مستحق غرباء کو محروم کر دیتے ہیں اچھی طرح سمجھ لو کہ گوشت کا ایک تہائی حصہ غرباء کو تقسیم کرنا واجب ہے بقیہ دو حصوں میں سے ایک حصہ خود اپنے صرف میں لا سکتے ہو اور دوسرا حصہ اعزا واحبار میں تقسیم کرنا چاہیئے قربانی کے گوشت سے غرباء کو محروم کر دینے کے معنی یہ ہیں کہ ہم قربانی کے اصل مقصد تک پہنچنے ہی کی پرواہ نہیں کرتے اس لئے ایک تہائی گوشت غرباء میں ضرور تقسیم کر دینا چاہیئے۔

دوسری چیز چرم قربانی کا مصرف ہے چرم قربانی کی قیمت بڑے بے ڈھنگے پن سے صرف کی جاتی ہے بہتر یہ ہے کہ قیمت چرم کے بھی تین حصے کر لئے جائیں ایک حصہ مقامی غرباء میں تقسیم کر دیا جائے اور ایک حصہ کسی مقامی مقصد کے لئے بھیجدیا جائے مثلاً تبلیغ تنظیم وغیرہ اور ایک حصہ کسی اجتماعی مقصد کے لئے اگر ان سب امور کا لحاظ رکھا جائے تو خدائے رحمٰن ورحیم ہمارے دلوں کو ابراہیمی للہیت و تقوی شعاری کے لئے کھول دیگا۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم الله تعالیٰ جواد کریم ملك برؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله وصلى الله تعالى على محمد وآله واصحابه وبارك وسلم۔

اما بعد۔ برادران اسلام درود وسلام بھیجو اس نبی برحق ورسول مکرم پر جن کے صدقہ میں ملت ابراہیمی میں ہمارا شمار ہوا اور سنت ابراہیمی کی پیروی ہم میں سے ذی استطاعت پر واجب کر کے ہمارے لئے بھی ابراہیمی تمام وخلیل اللہیت کی برکات کے دروازے کھول دیئے۔

اور درود وسلام بھیجو خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر جو سنت خلیل اللہی کے سچے اور مخلص پیرو تھے اور جن کے قلوب اسی ایثار وخلاص سے معمور تھے جس کی کثرت نے حضرت ابراہیم کو راہ حق میں اپنے فرزند دلبند کی قربانی پر آمادہ کر دیا تھا اور درود وسلام بھیجو آنحضرت کے ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آنحضرت کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ پر اور حضرت کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن وامام حسین پر اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر کہ یہ سب راہ خداوندی میں ایثار واخلاص کی اسی مقدس کیفیت کے حصہ دار تھے جس کے سرمایہ دار حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے۔

اور درود وسلام بھیجو حضرت ائمہ اہلبیت جناب امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسیٰ رضا امام محمد تقی امام حسن عسکری پر جو ایثار وقربانی فی سبیل اللہ میں ابراہیمی واسمٰعیلی مشکوٰۃ نبوت کے خوشہ چین تھے۔ اور درود وسلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد حنبل پر جنہوں نے حضرت ابراہیم کی اس سنت اور عید قربان کے اس شعار الٰہی یعنی قربانی کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے مستنبط کر کے مرتب کر دیئے اور ہم بلا دقت ان سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں اور درود وسلام بھیجو حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور خواجہ معین الدین چشتی پر جو بلند مراتب دینی پر اسی وجہ سے فائز ہوئے اور اے اللہ رحمت نازل کر محمد بن قاسم فاتح سندھ سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین [illegible] عالمگیر غازی پر کہ حضرت ابراہیم کی طرح ایثار فی سبیل اللہ کی [illegible] حصہ ان کو بھی ملا تھا اور اے اللہ موجودہ شاہان اسلام کی تمام [illegible] مقاصد میں مدد فرما جو ملت ابراہیمی کے متبع ہیں۔ عباد اللہ اتقوا اللہ تعالیٰ [illegible] شعائر المسلمین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے کہ اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کر دیا جائے اور اگر اس کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں وکاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور دیگر فالنامے شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸ر

قیمت آٹھ آنے — مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے — محصولڈاک علاوہ

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! میرے رب کا یہ ارشاد ہے کہ جس نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا اور وہ نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوا میں اس کے گناہوں کو بخش دوں گا" اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حق سبحانہ وتعالےٰ کو سب جگہ سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں مسجدیں "مقام محمود" ہیں اور جو ان مقامات سے دلچسپی رکھتا ہے وہ بیشک قابل احترام ہے اور میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جب کوئی شخص مسجد میں جائے تو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے اور جب مسجد سے باہر آئے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ پڑھے"

اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا اور پھر نماز کے لئے مسجد میں آیا وہ حق سبحانہ تعالیٰ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہے کہ زائر کا احترام کرے اور میں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ جب کوئی شخص مسجد میں جائے تو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ مجھ پر ایک دفعہ میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے میں نے دیکھا کہ نیک کاموں میں اذیت کی چیز کو راستے سے ہٹا دینا شامل ہے اور برے اعمال میں مسجد میں تھوکنا شامل ہے پس اے مسلمانو! میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مسجد میں کبھی نہ تھوکو اور اگر کبھی ایسی غلطی ہو جائے تو فوراً پاک کر دو۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مسجد سے اذیت کی چیز دور کرو گے تو یہ عمل ضایع نہ ہوگا بلکہ حق تعالےٰ اس کا اجر عطا فرمائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ مسجدوں کو نابالغ بچوں اور پاگلوں اور بیع وشرا کے جھگڑوں سے محفوظ رکھو۔

بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب وہ نماز کے لئے مسجد میں جاتے ہیں تو بچوں کو بھی ساتھ لیجاتے ہیں بچے چونکہ ناسمجھ ہوتے ہیں اس لئے وہ شور وغل کرتے ہیں مسجد کی چیزوں کو خراب کرتے ہیں اور اکثر پیشاب و پاخانہ کر دیتے ہیں اور نمازیوں کو پریشان کر دیتے ہیں یہ تکلیف دینے والی صورتیں ہیں اسی لئے حضور نے فرمایا ہے کہ مسجدوں کو نابالغ بچوں سے محفوظ رکھو اور اکثر آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر زمانہ بھر کی بھولی بچی باتوں پر تبصرہ کرتے ہیں اور بلند آواز سے بحث شروع کر دیتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو بیع وشرا یعنی خرید و فروخت کے معاملات کو مسجد میں طے کرتے ہیں اور کسی بات پر برانگیختہ ہو کر شور وغل برپا کرتے ہیں جس کی وجہ سے نمازیوں کی قرأت میں خلل واقع ہوتا ہے اور ان کا خیال تقسیم ہو جاتا ہے یہ تمام باتیں افسوسناک اور خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی کا باعث ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ ان بے احتیاطیوں سے محفوظ رکھے اور ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ جب کوئی غیر مسلم مسجدوں کے سامنے باجا بجاتا ہے تو اس فعل کو مسجد کی بےحرمتی قرار دیکر اس کی مخالفت کی جاتی ہے اور یقیناً یہ مخالفت صحیح ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اکثر ناعاقبت اندیش مسلمان شادی بیاہ کے موقع پر مساجد کے سامنے باجہ نوازی شروع کر دیتے ہیں اور نماز کے اوقات میں نغمہ و سرود کا ہنگامہ برپا کرتے ہیں یہ حد درجہ کے شرمناک افعال ہیں ان سے اجتناب لازم ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا ضرور آنے والا ہے کہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں ہوں گی جو اشخاص خدا سے ڈرتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں نہ کریں اور جو دنیوی باتوں میں مشغول ہوں ان کے ساتھ نہ بیٹھیں اور جب تم کسی مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو اسے منع کرو اور اس سے یہ کہو کہ خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں طائف کے دو آدمی مسجد میں بیٹھے بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے حضرت فاروق نے ان دونوں کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا تم کس قبیلے کے ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا ہم قبیلۂ بنو عالک سے تعلق رکھتے ہیں اور طائف کے رہنے والے ہیں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ مسجدیں عبادت کے لئے ہیں اور یہاں بلند آواز سے بات چیت کرنا منع ہے اور کیا تم نے نہیں سنا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ مسجدوں کو بیع وشرا کے جھگڑوں سے محفوظ رکھو اور وہاں ... زور سے بات چیت نہ کرو ان دونوں آدمیوں نے کہا بیشک خدا کے رسول کا فرمان حق ہے لیکن ہم کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور ہم آیندہ مسجد میں بلند آواز سے بات چیت نہیں کرینگے۔

اور حضرت ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں چند آدمی مسجد میں بیٹھے ہوئے بیع وشرا یعنی خرید و فروخت کی بات چیت کر رہے تھے حضرت صدیق نے ان کو اپنے پاس بلایا اور ان سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو انھوں نے کہا کہ ہم دمشق کے تاجر ہیں حضرت صدیق نے فرمایا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ مسجد میں بیع وشرا کی گفتگو منع ہے اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کی باتیں کرتے دیکھو تو ان کو منع کرو اور ان سے کہو کہ خدا تمہاری تجارت میں نفع نہ دے اور ایک دفعہ حضور نے یہ فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جبکہ مسجدوں میں

دنیا کی باتیں ہوں گی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کرنے والے خدا کی رحمتِ خاصہ سے دور ہیں۔ اس تقریر کو سنکر شامی تاجروں نے کہا کہ ہم ان مسائل سے واقف نہ تھے خدا کے برگزیدہ رسول کا فرمان سر آنکھوں پر ہم آپ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ آیندہ مسجدوں میں بیع و شرا کی گفتگو نہ کریں گے اور جس کسی کو ایسا کرتے دیکھیں گے اسے منع کرینگے۔

اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ شام کے علاقہ میں سفر کر رہے تھے ایک مسجد میں ہم نے یہ دیکھا کہ چند آدمی بیٹھے ہوئے شادی اور جہیز اور مہر کے معاملات سلجھا رہے ہیں ہم نے ان سے کہا کہ مسجدیں اس لئے نہیں ہیں کہ ان میں دنیوی امور طے کئے جائیں میں نے حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ مسجدوں کو بیع و شرا کے جھگڑوں سے محفوظ رکھو اور جب خدا کے بندے عبادت میں مشغول ہوں تو بلند آواز سے باتیں نہ کرو۔"

اس فرمانِ رسالت کو سنکر وہ بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے عہد کیا ہم اب کبھی مسجدوں میں بیٹھکر دنیوی امور طے نہیں کرینگے اور بلند آواز سے باتیں نہیں کرینگے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاروق کے زمانہ میں چند شاعر ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے شعر و سخن کا لطف حاصل کر رہے تھے میں نے چند اشعار سنے تو معلوم ہوا کہ حسن و جمال اور ہجر و وصال اور بیکسی و بیقراری کے حالات نظم کئے ہیں حضرت فاروق نے اُن شاعروں کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ مسجدیں اللہ کے ذکر کے لئے ہیں اور ان میں شعر و سخن کی مجلس منعقد کرنا خلافِ شریعت ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو اس مسئلہ سے واقفیت نہ تھی ورنہ ہم ایسی بے ادبی نہ کرتے حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم قریہ کے رہنے والے نہ ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا کیونکہ شہر کے باشندے مسجدوں کے آداب سے واقف ہیں۔

اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ ملک شام کے سفر میں گیا وہاں ایک مسجد میں بیٹھے یہ دیکھا کہ چند آدمی مکانات کی تعمیر و تشکیل کا تذکرہ کر رہے ہیں اور بلند آواز سے باتیں کر رہے ہیں اس مشاہدہ سے مجھے رنج ہوا اور میں نے کہا حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہونگی اور دنیا پرست آدمی مسجد میں بیٹھکر بیع و شرا کا تذکرہ کریں گے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس بے ادبی سے توبہ کرو اور مسجدوں میں بیٹھکر دنیا کی باتیں نہ کرو اس تقریر کو سنکر وہ لوگ متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ آیندہ مسجدوں میں بیٹھکر دنیوی باتیں نہ کیا کریں گے اور مسجد کے آداب کو پیش نظر رکھیں گے میں نے کہا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے آیندہ احتیاط رکھنا۔

اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے والد ان اشخاص کو بُرا سمجھتے تھے جو مسجدوں میں بیٹھکر بیع و شرا کا تذکرہ کرتے تھے اور نماز کے وقت بلند آواز سے بولتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ طائف کے چند سوداگر ایک مسجد میں بیٹھے بیع و شرا کا تذکرہ کر رہے تھے والد صاحب نے فرمایا حق سبحانہ وتعالےٰ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے تم مسجد کی بے حرمتی کر رہے ہو ان الفاظ کو سنکر وہ کانپ اُٹھے اور کہا ہمیں معاف کیجئے ہم آیندہ ایسا نہیں کرینگے۔

اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے ہاں اگر اسباب کے چوری جانے کا اندیشہ ہو تو اوقات نماز کے علاوہ دروازہ بند کرنے کی اجازت ہے۔ افسوس ہے کہ آجکل مساجد کے منتظم صاحبان اپنی راحت کو مدِ نظر رکھکر نماز کے اوقات میں دروازہ بندکر کے چلے جاتے ہیں اور نمازیوں کو پریشانی ہوتی ہے یہ ایک شرعی جرم ہے جس کی سزا کے لئے ان کو تیار رہنا چاہئیے

اور مسجد کی چھت پر مباشرت اور پیشاب وغیرہ کرنا حرام ہے اسی طرح جس آدمی کو غسل کی حاجت ہو اسکو مسجد کی چھت پر جانا حرام ہے کیونکہ وہ بھی مسجد کے حکم میں داخل ہے۔ اور مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہوکر گذرنا ناجائز ہے اگر کوئی شخص اس بات کا عادی ہے تو وہ فاسق ہے۔

ہم نے اکثر مشاہدہ کیا ہے کہ وہ اشخاص جو کبھی مسجد میں جانے کا نام بھی نہیں لیتے اور نماز باجماعت سے ان کو دور کا بھی واسطہ نہیں جب ان کو کہیں جانا ہوتا ہے اور مسجد میں ہوکر گزرنے سے راستہ قریب پڑتا ہے تو بیس بیس دفعہ جاتے ہیں اور اگر مسجد میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ نماز ہو رہی ہے تو الٹے پاؤں واپس آجاتے ہیں ان بے غیرت اشخاص کو غور کرنا چاہئیے کہ وہ علمائے اسلام کے کس قدر مخالف ہیں اور جب ان کی شمع زندگی بجھ جائے گی اور جب قیامت کے دن ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا تو وہ کس قدر انعام کے مستحق ہوں گے۔

اور جس شخص کے بدن پر نجاست لگی ہو اسکو مسجد میں جانا منع ہے اور جس مسالہ میں ناپاک چیزیں شامل ہوں اس سے مسجد کی تعمیر و تشکیل منع ہے اور مسجد میں داخل ہوکر کسی برتن کے اندر پیشاب کرنا ناجائز ہے۔

اور نابالغ بچے جو اکثر اوقات پیشاب میں آلودہ رہتے ہیں اور مجنون اور پاگل جن کو طہارت کا خیال نہیں ان کو مسجد میں لیجانا حرام ہے اور اگر وہ پاک صاف ہوں تب بھی ان کو لیجانا مکروہ ہے کیونکہ ان کو پیشاب وغیرہ پر قدرت نہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے شور و غل سے نمازیوں کو پریشان کرتے ہیں اور نمازیوں کے سامنے ہوکر نکلتے ہیں۔

اور جو لوگ اپنی جوتیاں مسجد کے اندر لیجاتے ہیں ان کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئیے کہ جوتیاں نجاست آلودہ نہ ہوں اگر نجاست لگی ہو تو صاف کرلیں

اور عیدگاہ بھی مسجد کے حکم میں داخل ہے وہاں بھی مباشرت اور پیشاب وغیرہ کرنا حرام ہے ہاں جس شخص کو غسل کی حاجت ہے وہ عیدگاہ میں جاسکتا ہے لیکن یہ ایک طرح کی بے ادبی ضرور ہے۔

اور اسکول اور کالج اور دفاتر اور ہوٹل اور سرائے اور خانقاہ اور ریلوے اسٹیشن اور تفریح گاہ میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر کرلی جاتی ہے وہ عیدگاہ کے حکم میں داخل ہیں۔

اور مسجد کے در و دیوار پر نقش و نگار بنانا اور سونے کا پانی پھیرنا منع نہیں ہے لیکن اس آرائش کی اس وقت اجازت ہے جبکہ کوئی شخص اپنے مال حلال سے اس خدمت کو انجام دے اور مال وقف سے نقش و نگار حرام ہے ہاں اگر

کو منظور کیا ہو یا متولی کو اختیار دیا ہو تو مال وقف سے یہ کام ہو سکتا ہے۔

اور مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن شریف کی آیتیں لکھوانا مناسب نہیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ برسات کے موسم میں مٹی گر پڑتی ہے یا چونا جھڑ جاتا ہے تو آیتوں کی بے ادبی ہوتی ہے ہاں اگر کوئی ایسی اطمینان کی صورت ہو تو کہ آیتوں کی بے ادبی نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔

اور جس مصلے پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس کا بچھانا جائز نہیں اسی طرح جن دسترخوان پر قرآن شریف کی آیتیں لکھی ہوتی ہیں ان کا بچھانا اور ان پر کھانا کھانا ممنوع ہے۔

اور مسجد میں وضو کرنا اور کلی کرنا اور مسجد کی دیواروں یا فرش پر تھوکنا منع ہے اگر کسی وقت ناک صاف کرنے یا تھوکنے کی ضرورت ہو تو اگالدان طلب کرے اور اگر اگالدان نہ ہو تو کپڑے کو کام میں لائے اور اگر مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لئے مقرر ہو تو وہاں ناک صاف کرنے اور کلی کرنے اور تھوکنے کی اجازت ہے۔

اور بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی جو جھٹک کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے اور کنگھا کر کے سر کا میل اور کان کرید کر کان کا میل نکالنا بھی منع ہے اور مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔

آجکل عام طور پر یہ دستور ہے کہ نماز سے پہلے ہی سائل نمازیوں کو پریشان کرتے رہتے ہیں اور نماز ختم ہونے کے بعد تو باقاعدہ یورش شروع ہو جاتی ہے اور لاٹیے دیجیے کی آوازوں کا ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے مسجد کے منتظموں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس ہنگامہ آرائی کو بند کریں۔ اور مسجد میں شعر و سخن کی مجلس منعقد کرنا ناجائز ہے ہاں اگر حمد و نعت کے اشعار ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ اور مسجد میں کھانا پینا اور سونا منع ہے ہاں اگر کوئی مسافر ہے تو اس کے لئے اجازت ہے اور مسجد میں کوئی بدبودار چیز کھانا یا کھا کر جانا منع ہے مثلاً لہسن یا پیاز یا مولی۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص پیاز یا کچا لہسن کھا کر ہماری مسجد میں نہ آئے خدا کے فرشتوں کو اس سے ایذا ہوتی ہے اور قصاص اور مچھلی فروش اور جس کے بدبودار چیز لگی ہوئی ہے جب تک صاف ستھرا لباس نہ پہن لیں اور جب تک بدبو دور نہ کر لیں ان کو مسجد میں داخل نہیں ہونا چاہیے اور جو شخص اجرت پر تعلیم دیتا ہے اس کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں ہاں اگر بلا معاوضہ پڑھاتا ہو تو اجازت ہے اسی طرح کاتب کو مسجد میں بیٹھ کر لکھنے کی اجازت نہیں اور درزی کو کپڑا سینے کی اجازت نہیں۔

اور کوئی شخص مسجد کی کوئی چیز اپنے گھر نہیں لیجا سکتا اور مسجد کے چراغ کو اپنے گھر پر لیجانا منع ہے اور مسجد کے چراغ سے کتب بینی اور درس و تدریس ایک تہائی رات تک جائز ہے اگرچہ جماعت ہو چکی اس کے بعد اجازت نہیں ہاں اگر کسی مسجد میں تمام رات شمع جلتی ہو تو اس کی روشنی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور جس شخص نے مسجد تعمیر کرائی ہے اسے مرمت اور اہتمام اور انتظام کا حق حاصل ہے اور اگر وہ امامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے ورنہ اس کی رائے سے انتظام ہونا چاہیے اسی طرح اس کے بعد اس کی اولاد حقدار ہے اور اس کے خاندان والے غیروں سے افضل ہیں

اور اگر ایسی صورت واقع ہو کہ ایک امام اہل محلہ نے مقرر کیا اور ایک بانی مسجد نے تو ان دونوں آدمیوں کی قابلیت کا موازنہ کیا جائے گا اگر اہل محلہ کا انتخاب صحیح ہے یعنے ان کا منتخب کیا ہوا امام زیادہ قابل ہے تو اس کو مقرر کرنا چاہیے اور اگر دونوں کی قابلیت برابر ہے تو جس کو بانی مسجد نے مقرر کیا ہے اس کا تقرر کیا جائے۔

اور دنیا کی تمام مسجدوں میں سب سے افضل مسجد حرام ہے پھر مسجد نبوی ہے پھر مسجد قدس ہے پھر مسجد قبا ہے پھر تمام مقامات کی جامع مسجدیں ہیں پھر محلہ کی مسجد ہے اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت قلیل ہو جامع مسجد سے افضل ہے۔ اگرچہ وہاں جماعت کثیر ہو۔ بلکہ بعض فقہ کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا نماز پڑھے اور جامع مسجد کی نماز سے افضل ہے۔

اور اگر محلہ میں کئی مسجدیں ہوں تو اس مسجد میں جانا افضل ہے جس کا امام زیادہ قابل ہو اور اگر تمام مسجدوں میں قابل امام موجود ہیں تو جو مسجد زیادہ قریب ہو اس میں جانا چاہیئے اور اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ملے تو دوسری مسجد جا کر جماعت سے نماز پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر دوسری مسجد میں بھی جماعت کی امید نہ ہو تو محلہ کی مسجد بہتر ہے اور اگر محلہ کی مسجد کا امام زانی یا شرابی ہو یا سود خوار اور جھوٹ بولتا ہو تو جلد سے جلد اس کو معزول کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور جب تک وہ معزول نہ ہو دوسری مسجد میں نماز پڑھنی چاہیئے یہ حکم اس لئے ہے کسی سمجھدار آدمی کے دل میں اس امام کی کوئی وقعت نہیں ہوتی اور اس کو حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے اور اذان کے بعد مسجد سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان کے بعد مسجد سے باہر نہیں جاتا مگر منافق۔

اس حدیث کی شرح میں صالح جزائری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو شخص نماز کے وقت اذان سنکر مسجد سے فرار ہو جاتا ہے اور نماز کے نام سے پریشان ہوتا ہے اس کے منافق ہونے میں ایک ذرہ برابر شک نہیں اگرچہ وہ دس ہزار دفع اسلام کا دعوی کرے۔

اور حضرت امام شیخ عبدہ لکھتے ہیں کہ اصلاح عقائد اور استحکام یقین کے بعد نماز تمام فرائض میں سب سے افضل ہے حضور سرور عالم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

(۱) اقرار توحید (۲) اقرار رسالت (۳) قیام صلوٰۃ (۴) ادائے زکوٰۃ (۵) ادائے حج (۶) ادائے صوم۔ لیکن ان سب فرائض میں نماز کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی کو نہیں میں نے تقریباً چالیس برس تک قرآن کا مطالعہ کیا ہے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جیسی تاکید اور فضیلت نماز کے متعلق ہے کسی فرض کے متعلق نہیں ذرا غور کیجیئے حضور کس قدر لطیف انداز میں فرماتے ہیں اے مسلمانو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کیا کرے تو کیا اس کے جسم پر میل رہ سکتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں حضور نے فرمایا یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے جو شخص پاک و صاف ہو کر انتہائی صدق و اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتا ہے حق سبحانہ و تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(ترجمہ) اگر تم کسی ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت دی ہے مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب (جانتے ہیں)

ترمذی مستدرک حاکم وغیرہ میں مجاہد کی روایت سے اس آیت کی شان نزول جو بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ بعض عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حسد کے طور پر یہ کہا تھا کہ مرد جہاد میں جاتے ہیں اس لئے ان کو لوٹ کے مال میں حصہ ملتا ہے اور جہاد کا ثواب بھی پاتے ہیں اور میراث میں بھی مردوں کا دوہرا حصہ ہے عورتوں کو ڈوٹا ہے کہ وہ ان باتوں سے محروم ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ عالم الغیب ہے اس کو عورت مرد سب کی دین و دنیا کی ہر طرح کی مصلحتیں خوب معلوم ہیں اس نے دنیا کا انتظام ہر ایک کی مصلحت کے موافق کیا ہے جو کسی کے حسد سے پلٹ نہیں سکتا اس لئے بجائے ان حسد کی باتوں کے اللہ کے فضل اور مہربانی کی دعا کرنی چاہیئے کیونکہ وہ ایسا مالک ہے کہ دنیا میں گھر بیٹھے جس کو چاہے مالا مال کر دے اور عقبیٰ میں جس کو چاہے تھوڑے سے عمل کا بہت سا ثواب عطا فرما دیوے اس کی بارگاہ میں خلوص نیت پر جب ہے مرد عورت کی اس میں کچھ خصوصیت نہیں پھر حسد کا کیا موقع ہے۔ صحیحین وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود کی جو روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حسد دو شخصوں کی حالت پر جائز ہے ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ مال دیوے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرما دے اور وہ اس علم سے خلق اللہ کو نفع پہنچا دے اس آیت اور حدیث میں کچھ مخالفت نہیں ہے کیونکہ حسد کا لفظ دو موقعوں پر بولا جاتا ہے ایک تو دوسرے شخص کی برتر حالت پر جلنا اور اپنے سوا دوسرے کو اس حالت پر دیکھ نہ سکنا اس طرح کا حسد حرام ہے اور آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ دوسرا موقع حسد کے استعمال کا یہ ہے کہ دوسرے شخص کی حالت اپنے سے بالا تر دیکھ کر کوئی شخص خدا تعالیٰ سے یہ التجا کرے کہ یا اللہ تو مجکو بھی اپنے فضل سے اس بالا تر حالت پر پہنچا دے لیکن اس التجا میں دوسرے شخص کی بالا تر حالت کے زائل ہو جانے کے متعلق کچھ خیال نہو اس کو غبط کہتے ہیں حدیث میں اسی کا ذکر ہے اور اکثر سلف کا یہی قول ہے کہ غبط جائز ہے اور شان نزول کی جو مجاہد کی روایت بیان کی گئی ہے اگرچہ ترمذی نے اس کو مرسل کہا ہے لیکن اس تفسیر کے مقدمہ میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ تفسیر کے باب میں مجاہد کی کل روایتیں حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت ہوا کرتی ہیں اور جس مرسل میں واسطہ معلوم ہو جاوے تو اس کا حکم مرفوع کا ہے اسی واسطے امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں قال مجاہد قال مجاہد کہکر مجاہد کے اس طرح کے بہت سے قول لئے ہیں غرضکہ یہ شان نزول صحیح ہے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

(ترجمہ) اور ہر ایسے مال کے لئے جس کو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ دیں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دیدو بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں۔

اس آیت کے منسوخ ہونے نہ ہونے میں علمائے مفسرین کا اختلاف ہے حضرت عبد اللہ بن عباس سے اس آیت کے متعلق دو روایتیں ہیں ایک روایت تو بخاری کی جس کا حاصل یہ ہے کہ جن دو شخصوں میں دینی بھائی چارہ ہو اگر ان میں سے ایک دوسرے کو مرتے وقت کچھ وصیت کر جاوے گا تو وصیت کے موافق عمل ہو گا ورنہ بھائی چارہ کے سبب سے وراثت کا طریقہ جو آنحضرت نے مہاجرین اور انصار میں قرار دیا تھا وہ طریقہ آیت ولکل جعلنا موالی سے موقوف ہے اس صورت میں فاتوہم نصیبہم سے وصیت کا ادا کرنا مراد ٹھیرے گا دینی بھائی کو وارث ٹھیرا کر وراثت کا حصہ دینا مراد نہیں ہے اور وصیت کا ذکر خود آیۃ "واولوا الارحام بعضہم" میں موجود ہے اس لئے آیت واولوا الارحام سے اس آیت کی تفسیر ہو سکتی ہے تنسیخ نہیں ہو سکتی دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ یہ آیۃ آیت اولوا الارحام سے منسوخ ہے رفع اس اختلاف کا یہ ہے کہ بخاری کی روایت بہ نسبت ابن جریر کے قابل ترجیح ہے اس واسطے یہی قول صحیح ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس اختلاف کو فوز الکبیر میں اس طرح رفع کیا ہے اگرچہ ابو داؤد اور تفسیر ابن ابی حاتم میں شان نزول اس آیت کی یہ بیان کی ہے کہ عبد الرحمن بن ابی بکر نے جب اسلام لانے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر نے ان کو اپنی وراثت سے محروم رکھنے کی قسم کھائی تھی پھر جب عبد الرحمن اسلام لے آئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے وارث ٹھیرانے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی لیکن یہ شان نزول بخاری کے شان نزول کے مخالف ہے اس واسطے مفسرین نے اس کو قوی شان نزول قرار نہیں دیا موالی کے معنے ورثا کے ہیں اور "والولدان والاقربون" اس کا بیان ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ

قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝

(ترجمہ) مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو ان کی بد دماغی کا احتمال ہو تو ان کو زبانی نصیحت کرو اور ان کو ان کے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری طاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور حکمت والے ہیں۔

ابن ابی حاتم ابن جریر ابن مردویہ نے جو شان نزول اس آیۃ کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ انصار میں سے ایک صحابی نے اپنی بی بی کو ایک طمانچہ مارا اس عورت کا باپ اس عورت کو لیکر آنحضرت کے پاس فریاد کو آیا آپ نے قصاص کا حکم دیا وہ دونوں عوض لینے کی نیت سے آنحضرت کے پاس سے گھر کی طرف مڑے ابھی اپنے گھر تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت جبرئیل اللہ کی طرف سے یہ آیتیں لائے آپ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد قصاص کا حکم موقوف رکھا حاصل یہ ہے کہ عورت پر مرد کا بڑا حق ہے۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ اگر روئے زمین پر کسی آدمی کو آدمی کے سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو میں عورت کو خاوند کے سجدہ کا حکم دیتا۔ ترمذی نے اگرچہ اس حدیث کو غریب کہا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ کہا ہے کہ اس باب میں معاذ بن جبل سے بھی روایت ہے معاذ بن جبل کی یہ حدیث مسند بزار میں معتبر سند سے آئی ہے مسند امام احمد بن حنبل میں عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو عورت نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور بدکاری سے بچے وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں جا سکتی ہے اس حدیث کی روایت میں امام احمد متفرد ہیں اور انکی سند میں ایک شخص عبد اللہ بن قارظ ہے جسکے نام میں بعضے علما نے شبہ ڈالا ہے لیکن تقریب نے اس کو صدوق کہا ہے قوامون کے معنے یہ ہیں کہ مرد عورتوں کے حاکم ہیں۔ عورتوں پر ان کی فرمانبرداری لازم ہے "بما فضل اللہ بعضهم على بعض" کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو نبی ہونے اور قاضی ہونے امام ہونے جہاد جمعہ و جماعت میں حاضر ہونے کی طرح طرح کی عورتوں پر فضیلت ہے قانتات وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہوں "حافظات للغيب" کے معنے اپنے شوہروں کے پیٹھ پیچھے شوہر کی عزت و حرمت اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والیاں بما حفظ اللہ کے یہ معنے کہ اللہ نیک عورتوں کو شوہر کی عزت اور اس کے مال کی حفاظت کی توفیق دیتا ہے۔ ناشزہ وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کی فرمانبردار نہو۔ جو عورتیں ایسی ہوں پہلے تو ان کو ہر طرح سمجھایا جاوے اور پھر بات چیت کرنی چھوڑ دی جاوے اور پھر مجبوری سے آخری درجہ مارنے کی اجازت ہے لیکن وہ مار ایسی ہونی چاہیئے جس سے زخم نہ پڑ جاوے اور منہ پر بھی نہ مارنا چاہیئے جامع ترمذی عمرو بن الاحوص کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے وقت عورتوں کے باب میں یہ نصیحت فرمائی کہ عورتوں کو ایسی مار نہ ماری جاوے جس سے ان کے جسم پر زخم پڑ جاوے ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے مسند امام احمد نسائی ابوداؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم صحیح ابن حبان میں معاویہ بن قشیری کی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے منہ پر نہ مارنا چاہیئے حاکم اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ عمرو بن الاحوص کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک عورت کی پاکدامنی میں دھبہ لگنے کی کوئی بات ظاہر نہ ہو اس وقت تک عورت کو مارنا جائز نہیں ہے اس سے عورتوں کے مارنے اور نہ مارنے کی حدیثوں میں مطابقت ہو سکتی ہے پھر فرمایا کہ اگر نافرمانی کے بعد ظاہر میں عورت فرمانبردار بنجاوے تو اس باب میں زیادہ کرید نہ کی جاوے کیونکہ زبردستی کی کرید کرنے میں عورت کے ساتھ گذران مشکل ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اسلئے پسلی کی ہڈی کی کجی کی طرح ہر ایک عورت کی عادت میں ایک کجی ہے جو کوئی اس کجی کو برداشت کرے گا تو وہ عورت کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے ورنہ گذران مشکل ہے مسند امام احمد اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی دوسری حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت میں اگر کوئی بات بدخوئی کی ہوگی تو کوئی بات اچھی بھی ضرور ہوگی اس واسطے عورت کی ہر طرح کی عادت کو مدنظر رکھکر آدمی کو عورت کے ساتھ گذران کرنی چاہیئے مسند امام احمد اور ترمذی میں ابوہریرہ کی ایک اور حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے پورے ایماندار ہونے کی یہ نشانی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ نیک خصلت ہو۔ عمرو بن الاحوص کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ میاں کا بی بی پر یہ بھی حق ہے کہ میاں اپنے مقدور کے موافق اسکو روٹی کپڑا اچھی طرح سے دیوے آخر کو یہ فرمایا کہ اللہ سب سے بڑا اور بالا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم کیا ہے لیکن اللہ سب کا حاکم اور مالک ہے کوئی مرد بیجا زیادتی عورت پر کرے گا تو اس کو قیامت کے دن اسکی جوابدہی اللہ کے روبرو کرنی پڑے گی۔ مسند امام احمد اور ترمذی میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے دو غلاموں کا ذکر کیا کہ وہ دونوں غلام شرارت بہت کرتے ہیں اس لئے میں ان کو برا بھلا اکثر کہتا رہتا ہوں اور مارا بھی کرتا ہوں کیا مجھ سے اسکی قیامت کے دن کچھ پرسش ہوگی آپ نے فرمایا قصور سے زیادہ سزا کی ضرور پرسش ہوگی اس سے معلوم ہوا رعایا۔ لونڈی غلام اہل و عیال غرض جس زبردست پر کوئی صاحب اقتدار بیجا زیادتی کرے گا قیامت کے دن اسکی سزا ہوگی ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ سوائے عبد الرحمن بن غزوان کے روایۃ کے کسی دوسرے راوی کی روایۃ سے یہ حدیث پائی نہیں جاتی اس عبد الرحمن بن غزوان کی کنیت ابونوح ہے اور یہ ثقہ شخص ہے امام بخاری نے اس سے روایت کی ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ

اللّٰهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ○

(ترجمہ) اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو فیصلہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہو تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق فرما دیں گے بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔"

فقط عورت کی طرف سے جب بگاڑ کی باتیں ہوں تو ان کا ذکر تھا اس آیت میں میاں بیوی دونوں کی طرف سے جب بگاڑ کی باتیں ہوں تو ان کا ذکر ہے کہ عورت مرد دونوں کے رشتہ داروں میں سے ایک ایک پنچ ٹھیرایا جائے تاکہ وہ اس بگاڑ کا تصفیہ کر دیں خواہ یہ تصفیہ آپس کے ملاپ کا ہو یا جدائی کا۔ ابوداؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت ناپسند چیز ہے وہ عورت کی طلاق ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں اگرچہ ایک راوی یحییٰ بن سلیم ہے جس کے حافظہ میں فتور ہے لیکن وہ صدوق ہے اسی واسطے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے غرض اللہ تعالیٰ کو میاں بی بی کا ملاپ پسند ہے اور طلاق ناپسند کہ اس لئے آیت میں فقط ملاپ کا ذکر ہے اس واسطے امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ پنچوں کو میاں بیوی میں تفریق کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ آیت میں اصلاح کا لفظ ہے جس میں ملاپ تفریق دونوں باتیں آسکتی ہیں کیونکہ بعض صورتوں میں بغیر تفریق کے اصلاح نہیں ہو سکتی۔ رشتہ دار پنچ اس لئے مقرر ہوئے کہ وہ میاں بیوی کی حالت کو خوب جانتے ہیں۔ آخر کو فرمایا اللہ سب جانتا ہے خبر رکھتا ہے اس میں میاں بیوی پنچ سب کو تنبیہ ہے کہ ان میں سے جو ناحق طریقہ اختیار کرے گا وہ اللہ کے نزدیک مواخذہ کے قابل قرار پائے گا۔ اکثر علماء کے نزدیک ان پنچوں کا حکم میاں بیوی کے برخلاف جاری ہو سکتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ○

(ترجمہ) اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں۔

اوپر کی آیتوں اور ان آیتوں میں بندوں کے آپس کے حقوق کا ذکر تھا اور سب سے بڑا حق انسان پر اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا۔ اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق عبادت کو ان آیتوں میں ذکر فرمایا کہ جب انسان کا خالق و رازق وہی وحدہ لاشریک ہے تو اس کی عبادت میں کسی مخلوق کو شریک ٹھیرانا بڑی غلطی ہے۔ صحیحین میں معاذ بن جبل کی روایت ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو جنت میں داخل کرے گا۔ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ان کی خدمت کرے اور کوئی بات ان کی شان کے خلاف نہ کرے قرآن شریف میں اکثر آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد ماں باپ کے احسان کا ذکر فرمایا ہے جس سے ہر کوئی ماں باپ کے درجہ کو سمجھ سکتا ہے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو ضعیفی کی حالت میں پایا اور ان کی ہر طرح کی خدمت کر کے اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ ٹھیرایا تو ایسا شخص بڑا بدنصیب ہے۔ ذی القربیٰ رشتہ داروں کو کہتے ہیں۔ صحیحین میں انس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کی عمر بڑھے اور اس کے رزق میں کشائش ہو تو وہ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کیا کرے۔ بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو فرق سے کھڑی کر کے فرمایا میں اور یتیم کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والا شخص جنت میں ایسے قریب ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ مسکین کے معنے محتاج صحیحین میں ابوہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حاجتمند کی حاجت رفع کرنے والے کا قیامت کے دن مجاہدین کا سا اجر ہے۔ صحیحین میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے مجھکو ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی یہاں تک تاکید کی کہ مجھے گمان گذرا شاید وہ ہمسایوں کی وراثت کا حکم لاویگا۔ والصاحب بالجنب کے معنے بعضے علماء نے گھر کی بی بی کے لئے ہیں اور بعضوں نے سافرت کے ساتھی کے گھر کی بی بی کے ساتھ احسان کی حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں کہ عورت کی اچھی بری عادتیں سب مدنظر رکھکر گذران کرنی چاہیئے اور اپنے مقدور کے موافق روٹی کپڑا اچھی طرح سے دینا چاہیئے سفر و حضر کے ساتھی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے باب میں عبداللہ بن عمر کی ترمذی کی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنے ساتھیوں سے اچھی طرح پیش آتے ہیں ابن السبیل کے معنے اکثر سلف نے مہمان کے لئے ہیں صحیحین میں خویلد بن عمرالعدوی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت اور خاطرداری کرے۔

لونڈی غلام کے باب میں ابوذر کی صحیحین کی روایت میں آنحضرت نے فرمایا کہ ان کو اچھی طرح سے کھلاؤ پہناؤ اور ان کی طاقت سے بڑھکر ان سے کام نہ لو۔ اور محنت کے کام میں تم خود بھی ان کی مدد کرو۔ آخر کو فرمایا جو شخص ان احسانات کے بجالانے میں تکبر اور خودپسندی کرے اللہ اس کو پسند نہیں کرتا۔

ہر قسم کے قرآن شریف وحمائل مترجم و معری و جملہ کتب ہندوستان میں سب سے سستے نرخ پر صرف حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہیں۔ نوٹ کر لیجئے۔ (منیجر)

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ اول (بسلسلہ گذشتہ) باب الطہارت

۲۰۲ - میمونہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بکری کا) شانہ کھایا بعد اس کے نماز پڑھی (اور جدید وضو نہیں کیا)

باب کیا (یہ ضروری ہے کہ دودھ پینے) سے بھی کلی کی جائے

۲۰۳ - ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا تو کلی کی اور فرمایا کہ دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔

باب سو جانے سے وضو کرنا ضروری ہے (اور کوئی ایسا بھی ہے) جو ایک یا دو جھپکیوں سے یا سر کے ہل جانے سے وضو کو فرض نہیں سمجھتا۔

۲۰۴ - عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اونگھ جائے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ لیٹ رہے یہانتک کہ اس کی نیند جاتی رہے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی نیند کی حالت میں نماز پڑھے گا تو وہ نہیں جانتا شاید استغفار کرتا ہو اور وہ اپنے کو بد دعا دے لے۔

۲۰۵ - انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اونگھ جائے تو اسے چاہیے کہ سو رہے یہانتک کہ (نیند جاتی رہے) اور سمجھنے لگے کہ کیا پڑھ رہا ہے۔

باب بغیر حدث کے (وضو پر) وضو کرنا (بھی ثابت ہے)

۲۰۶ - انس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے (عمرو بن عامر کہتے ہیں) میں نے (انس سے) کہا کہ تم لوگ کس طرح کیا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک کو جب تک وہ حدث نہ کرے (ایک ہی) وضو کافی ہوتا تھا۔

۲۰۷ - سوید بن نعمان کہتے ہیں کہ ہم (فتح) خیبر کے سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے یہانتک کہ جب ہم صہبا میں پہنچے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور جب نماز پڑھ چکے کھانا منگوایا (تو دیکھا) آپ کے پاس صرف ستو لائے گئے پھر ہم سب لوگوں نے کھایا پیا بعد اس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز (پڑھانے) کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ نے کلی کی بعد اس کی نماز پڑھا دی اور (جدید) وضو نہیں کیا۔

باب اپنے پیشاب سے نہ بچنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

۲۰۸ - ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر انکی قبروں میں عذاب کیا جاتا تھا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب کیا جاتا ہے اور کسی بڑی بات میں عذاب نہیں کیا جا رہا ہے پھر آپ نے فرمایا ہاں (وہ بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا پھر آپ نے ایک شاخ منگائی اور اسکے دو ٹکڑے کئے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ٹکڑا رکھدیا تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیوں کیا آپ نے فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے۔

باب پیشاب کے (دھونے کے بارہ میں کیا وارد ہوا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر والے کو کہا کہ وہ اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور سوا آدمیوں کے پیشاب کے اور کسی کے پیشاب کا دوسرا ذکر نہیں فرمایا۔

۲۰۹ - انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ضرورت (رفع کرنے) کے لئے باہر تشریف لیجاتے تھے تو میں آپ کے لئے پانی لاتا تھا اور اس سے آپ استنجا کرتے تھے۔

باب (اس باب میں کوئی خاص عنوان نہیں ہے)

۲۱۰ - ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ہے ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیوں کیا فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ دونوں ٹکڑے (خشک نہوں ان پر عذاب کم رہے۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کا اعرابی کو مہلت دینا کہ وہ اپنے پیشاب سے (جو مسجد میں کر رہا تھا) فراغت کرلے۔

۲۱۱ - انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یہانتک کہ جب وہ فارغ ہو چکا تو آپ نے پانی منگایا اور اس کو اس مقام پر ڈالدیا۔

باب پیشاب پر (مسجد میں) پانی ڈالنا (ضروری ہے)

۲۱۲ - ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اسے پکڑا ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا خواہ کم بھرا ہوا ہو یا پورا بھرا ہو ڈالدو اس لئے کہ تم لوگ آسانی کرنے والے پیدا کئے گئے اور سختی کرنے والے نہیں پیدا کئے گئے۔

۲۱۳ - انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے مسجد کے ایک گوشہ میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اسے ڈانٹا تو انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جب وہ اپنے پیشاب سے فارغ ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی کے ایک ڈول بہانے کا حکم دیا چنانچہ اس پر بہا دیا گیا۔

باب بچوں کا پیشاب (نجس ہے یا نہیں)

۲۱۴ - عائشہ ام المومنین کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگایا اور فوراً اس پر ڈالدیا۔

۲۱۵ - ام قیس بنت محصن سے روایت ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا ایک چھوٹا بچہ لیکر آئیں جو کھانا نہ کھاتا تھا تو اسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود میں بٹھا لیا پھر اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا

ف حنفیہ کے نزدیک آدمی کا پیشاب ناپاک ہے مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ ۱۲

پس آپ نے پانی منگایا اور اس پر چھڑک دیا اور دھویا نہیں

باب پیشاب کرنا کھڑے ہو کر اور بیٹھکر (دونوں طرح) جائز ہے

۲۱۶۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم کے ڈلاؤ پر تشریف لائے اور (وہاں) کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر پانی مانگا تو میں آپ کے پاس پانی لے آیا اور آپ نے وضو کیا۔

باب اپنے ساتھی کے پاس پیشاب کرنا اور دیوار سے حجاب کر لینے کو کافی سمجھنا (درست ہے)

۲۱۷۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہم اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے پس آپ کسی قوم کے ڈلاؤ پر دیوار کے پیچھے آئے اور جس طرح تم میں کوئی کھڑا ہوتا ہے کھڑے ہو گئے اور پیشاب کرنے لگے تو میں آپ سے الگ ہو گیا آپ نے میری طرف اشارہ کیا چنانچہ میں آپ کے پاس آ گیا اور آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا یہانتک کہ آپ فارغ ہو چکے

باب کسی قوم کے ڈلاؤ کے پاس پیشاب کرنا درست ہے۔

۲۱۸۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری پیشاب کے بارہ میں سختی کیا کرتے تھے اور کہتے تھے بنی اسرائیل میں جب کسی کے کپڑے پر پیشاب لگ جاتا تھا تو وہ اسے کاٹ ڈالتا تھا حذیفہ نے (جب اس کو سنا تو) کہ کاش وہ (اپنی اس سختی سے) باز آ جائیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم کے ڈلاؤ پر تشریف لائے اور (وہاں) کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

باب خون کا دھو ڈالنا (کافی ہے)

۲۱۹۔ اسماء کہتی ہیں کہ ایک عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ بتائیے ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض لگتا تو وہ (اسے) کیا کرے آپ نے فرمایا کہ وہ اسے مل ڈالے پھر اس کو پانی سے رگڑے اور ... پانی سے صاف کرلے اور اس سے نماز پڑھے۔

۲۲۰ عائشہ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی جیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا یارسول اللہ میں ایک ایسی عورت ہوں کہ استحاضہ آتی ہوں پھر بہت دنوں تک پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے پس جب تمہارے حیض کا زمانہ آ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب گذر جائے تو خون اپنے (جسم) سے دھو ڈالو بعد اس کے نماز پڑھو (ہشام کہتے ہیں) (اس حدیث میں اس کے بعد) میرے باپ نے یہ بھی کہا کہ (پھر ہر نماز کے لئے وضو کیا کرو یہانتک کہ پھر (حیض کا) وقت آ جائے (تو پھر نماز ترک کر دینا۔

باب منی کا دھو ڈالنا اور رگڑ دینا (دونوں یکساں ہیں) اور عورت (کے جسم) سے جو کچھ لگ جائے اس کا دھونا (بھی ضروری ہے)

۲۲۱۔ عائشہ کہتی ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت کو دھو دیتی تھی پھر آپ (اسی کپڑے کو پہنکر) نماز کے لئے باہر تشریف لیجاتے تھے اگرچہ آپ کے کپڑے میں پانی (کی تری) باقی ہوتی تھی

۲۲۲۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں میں نے عائشہ سے منی کے بارہ میں جو کپڑے پر لگ جائے پوچھا تو انہوں نے کہا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھو ڈالتی تھی اور آپ نماز کے لئے باہر تشریف لیجاتے تھے حالانکہ آپکے لباس میں دھونے کا اثر یعنی پانی کے دھبے ہوتے تھے۔

باب اگر جنابت یا اور کسی چیز کو دھوئے مگر اس کا دھبہ نہ جائے (تو کچھ مضائقہ نہیں)

۲۲۳۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے سلیمان بن یسار سے اس کپڑے کے بارہ میں جسکو جنابت لگ جائے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ عائشہ کہتی تھیں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھو ڈالتی تھی پھر (بھی) میں اس میں ایک دھبہ یا کئی دھبے دیکھتی تھی۔

باب اونٹ کا اور چارپایوں کا اور بکری کا پیشاب اور ان کے رہنے کے مقامات (نجس ہیں یا نہیں) اور ابو موسیٰ نے دارالبرید میں نماز پڑھی اور ان کے ایک طرف گوبر تھا اور دوسری طرف (جنگل) تو انہوں نے کہا کہ یہ جگہ اور وہ جگہ برابر ہے۔

۲۲۴۔ انس کہتے ہیں کہ کچھ لوگ عکل کے یا عرینہ کے آئے مگر وہ مدینہ میں مریض ہو گئے تو آپ نے انہیں چند اونٹنیوں کے دینے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ لوگ ... ... ان کا دودھ پئیں بس وہ (جنگل میں) چلے گئے (اور ایسا ہی کیا) جب اچھے ہو گئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور جانوروں کو ہانک لیگئے پس دن کے اول وقت (یہ) خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ نے ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے چنانچہ دن چڑھے وہ گرفتار کر کے لائے گئے پس آپ نے حکم دیا تو ان کے ہاتھ اور ان کے پیر کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں کی گئیں اور گرم سنگلاخ پر ڈالدیئے گئے پانی مانگتے ... تو انہیں پانی نہ پلایا جاتا تھا ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے چوری کی اور قتل کیا اور بعد ایمان لانے کے کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے۔

۲۲۵۔ انس کہتے ہیں مسجد کے بنائے جانے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے بیٹھنے کے مقامات میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

باب جو نجاستیں گھی میں اور پانی میں پڑ جائیں (ان کا کیا حکم ہے) اور زہری نے کہا ہے کہ پانی میں کچھ حرج نہیں ہے جب تک کہ اس کا مزہ یا بو یا رنگ بدلے اور حماد نے کہا ہے کہ مردار (پرندہ) کے پروں (کے پانی میں پڑ جانے) سے کچھ حرج نہیں اور زہری نے مردوں کی ہڈیوں کے بارہ میں مثل ہاتھی وغیرہ کے کہا ہے کہ میں نے اگلے علماء میں سے کچھ لوگوں سے ان کی کنگھیاں اور ان کے روغن دان بناتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے اور ابن سیرین اور ابراہیم نے کہا ہے کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں کچھ حرج نہیں

۲۲۶۔ میمونہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چوہیا کے بارے میں پوچھا گیا جو گھی میں گر گئی تھی آپ نے فرمایا کہ اس کو نکال ڈالو اور اس کے قریب جس قدر (گھی) ہو نکال ڈالو اور اپنا باقی گھی کھاؤ۔

لہ حنفیہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ مبالغہ کے ساتھ مل کر نہیں دھویا تہ یعنی خفیف خفیف باریک باریک ایک دو چھینٹیں ہی اگر کپڑے پر پڑ جائیں تو وہ اس کو نجس کہدیتے تھے
تہ ڈلاؤ اس جگہ کو کہتے ہیں جو کوڑا کچھڑا ڈالنے سے جمع ہو جاتا ہے (مترجم)

لہ حنفیہ کے نزدیک ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت حلال ہے نجاست خفیفہ میں سے ہے چوتھائی کپڑے کی بقدر معاف ہے ۱۲ تہ دارالبرید کوفہ میں ایک مکان کا نام تھا ۱۲
تہ یہ منجملہ کے کا حال ہے؟ اگر رقیق ہو تو کل نجس ہو جائیگا تہ انہوں نے بھی اسی صورت سے مسلمان چرواہے کو قتل کیا تھا بالکل اسی کا بدلہ ان کے ساتھ کیا گیا ۱۲

(۲۲۷) ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان کو جو زخم اللہ کی راہ میں پہنچایا جاتا ہے وہ قیامت کے دن اپنی اسی (تازگی کی) حالت میں ہوگا (جیسا کہ اس وقت تھا) جب وہ لگایا گیا تھا (یعنی) خون بہتا ہوگا رنگ تو خون کا سا ہوگا اور خوشبو اسکی مشک کی سی ہوگی۔

باب ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا نہ چاہیے۔

۲۲۸ ابوہریرہ سے روایت ہے فرمایا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم (اگرچہ دنیا میں) پچھلے ہیں (مگر آخرت میں) سب سبقت لیجانے والے ہیں اور اسی سند سے یہ جملہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضرت نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ٹھیرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہو پیشاب نہ کرے (کیونکہ شاید) پھر (بھی) اسی میں غسل کرے۔

باب جب جلے کی پیٹھ پر کوئی نجاست یا مردار ڈالدیا جائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور ابن عمر جب اپنے کپڑے میں نجس دیکھتے اور وہ نماز پڑھتے ہوتے تو اس کپڑے کو اتار ڈالتے اور اپنی نماز کو پورا کرلیتے اور ابن مسیب اور شعبی نے کہا ہے جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے کپڑے میں خون یا جنابت (لگی ہوئی) ہو یا قبلہ کے خلاف جانب نماز پڑھی ہو یا تیمم کرکے نماز پڑھی ہو پھر نماز کے وقت کے اندر پانی کو پاجائے (ان سب صورتوں میں) نماز کا اعادہ نکرے۔

(۲۲۹) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے چند دوست بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص فلاں قبیلہ کی اونٹنی (کی) سلا لے آئے اور اس کو محمد کی پشت پر جب وہ سجدہ میں جائیں رکھدے پس سب سے زیادہ بدبخت عقبہ اٹھا اور اس کو لے آیا اور دیکھتا رہا یہانتک کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے (تو فوراً ہی) اُس نے اس کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھدیا اور میں (یہ حال) دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کرسکتا تھا۔ کاش میرے ہمراہ کچھ لوگ ہوتے (تو میں کیوں یہ حالت دیکھتا) عبداللہ کہتے ہیں پھر وہ لوگ ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر (مارے ہنسی کے) گرنے لگے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے اپنا سر نہ اٹھاتے تھے یہانتک کہ فاطمہ آئیں اور انہوں نے اُسے آپ کی پیٹھ سے پھینکا پس آپ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ یا اللہ تو ان قریش کے ہلاک کرنے کو لازم کرلے تین مرتبہ (فرمایا) پس یہ ان پر شاق ہوا کیونکہ آپ نے انھیں بددعا دی ہے وہ کہتے ہیں وہ جانتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں دعا مقبول ہوتی ہے پھر آپ نے ہر ایک کے نام لے کر کہا اے اللہ ابوجہل کی ہلاکت کو اپنے اوپر لازم کرلے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت کو اپنے اوپر لازم کرلے اور ساتویں کو بھی گنا مگر اس کا نام مجھے یاد نہیں رہا پس قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان لوگوں کو جن کا نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا کنویں میں یعنی بدر کے کنویں میں گرا ہوا دیکھا۔

باب کپڑے میں تھوک یا ناک یا اس کی مثل کسی چیز کا لگ جانا (درست ہے)

۲۳۰ مسور اور مروان سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے زمانہ میں نکلے پھر انہوں نے پوری حدیث ذکر کی اور اس میں یہ بھی تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جتنی مرتبہ تھوکا وہ کسی نہ کسی شخص کے ہاتھ میں پڑا اور اس نے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔

۲۳۱ انس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے میں (ایک مرتبہ) تھوکا۔

باب نبیذ[1] سے وضو جائز نہیں اور نہ کسی اور نشہ لانیوالی چیز سے اور حسن بصری اور ابوالعالیہ نے اسے مکروہ سمجھا ہے اور عطاء نے کہا ہے کہ مجھے نبیذ اور دودھ کے ساتھ وضو کرنے سے تیمم اچھا معلوم ہوتا ہے۔

۲۳۲ حضرت عائشہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو پینے کی چیز نشہ کرے وہ حرام ہے۔

باب عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون کو دھو دینا (درست ہے) اور ابوالعالیہ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے پیر پر مالش کردو کیونکہ وہ بیمار ہے۔

۲۳۳ ابوحازم سے روایت ہے کہ انہوں نے سہل ابن سعد ساعدی سے سنا اور ان سے لوگوں نے پوچھا تھا (ابوحازم کہتے ہیں میرے اور سہل کے درمیان میں کوئی آدمی نہ تھا) کہ کس چیز سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ کو مسواک کرتے دیکھا اس مسواک سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی اع اع کرتے جاتے تھے اور مسواک آپ کے منہ میں تھی گویا آپ قے کرتے تھے۔

۲۳۵ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔

باب مسواک کا بڑے شخص کو دینا (سنت ہے) اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے کو[2] ایک مسواک سے مسواک کرتے ہوئے دیکھا پھر (میں نے دیکھا کہ) میرے پاس دو شخص آئے ایک ان میں دوسرے سے بڑا تھا میں نے ان میں سے چھوٹے کو مسواک دیدی تو مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دیجئے پھر میں نے وہ مسواک اُن میں سے بڑے کو دیدی۔

باب اس شخص کی فضیلت کا بیان جو باوضو سوئے۔

۲۳۶ براء بن عازب کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ جب تم اپنی خوابگاہ میں آؤ تو نماز کی طرح وضو کرو پھر اپنے داہنے جانب پر لیٹ رہو بعد اس کے کہو اللھم اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجاء ولا منجاء منک الا الیک اللھم امنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت پس اگر تم اپنی اسی رات میں مرجاؤ گے تو ایمان پر مروگے اور ان کلمات کو تمام ان باتوں کے بعد جو تم کرنا چاہتے ہو (یعنی اس کے بعد کلام نکرو) براء کہتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرایا تو جب میں "امنت بکتابک الذی انزلت" پر پہنچا تو میں نے کہدیا ورسولک آپ نے فرمایا نہیں وبنبیک الذی ارسلت۔ **پہلا پارہ ختم ہوگیا۔**

---

[3] مثل ستو اس چیز کو کہتے ہیں جس میں پیٹ ہے۔ یہاں اس اونٹنی کی آلائش ہے۔

[1] نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں جس میں کھجور یا انگور بھگو دئے جائیں۔ [2] یعنی اس مسواک کو آپ حلق میں ڈال کے حلق صاف فرماتے تھے ۱۲ [4] ترجمہ اے اللہ میں نے تجھ سے امید وار اور خائف ہو کر اپنا منہ تیری طرف جھکا دیا اور اپنا ہر کام (دہرا) کام تیرے سپرد کر دیا اور میں نے ترجمہ، نہایت زور دیا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تجھ سے (یعنی تیرے غضب سے) سوا تیرے پاس کے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے اے اللہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے اور

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة السابعة

(فی اذهاب غم القلب)

قال اخرج من نفسك وتنح عنها وانعزل عن ملكك وسلم الكل الی الله فكن بوابه علی باب قلبك وامتثل امره فی ادخال من يامرك بادخاله وانته بنهيه فی صد من يامرك بصده فلا تدخل الهوی فی قلبك بعد ان خرج منه فاخراج الهوی عن القلب بمخالفته وترك متابعته فی الاحوال كلها وادخاله فی القلب بمتابعته وموافقته فلا ترد ارادة غير ارادته وغير ذلك منك تمن وهو وادی الحمقی وفيه حتفك وهلاكك وسقوطك من عينه وحجابك عنه احفظ ابدا امره وانته ابدا نهيه وسلم ابدا اليه مقدوره ولا تشرك بشیء من خلقه فارادتك وهواك وشهواتك كلها خلقه فلا ترد ولا تهو ولا تشته لئلا تكون مشركا قال الله تعالی فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا ليس الشرك عبادة الاصنام فحسب بل هو متابعتك هواك وان تختار مع ربك عز وجل شيئا سواه من الدنيا وما فيها والاخرة وما فيها فما سواه عز وجل غيره فاذا ركنت ولا تركن وخف ولا تامن وفتش ولا تغفل فتطمئن ولا تنسب

مقالہ ساتواں

(دل کی پریشانی کیونکر دور ہو)

فرمایا رضی اللہ عنہ، اپنے نفس سے باہر آ اور اس سے کنارہ کر اور اپنی ہستی سے بیگانہ ہو جا ہر چیز اللہ کو سونپ دے اور اپنے دل کے دروازہ پر اللہ کا دربان بنجا وہ دل میں آنے کا جسے حکم دے اسے آنے دے اور جسے منع کرے اسے روک دے پس ہوائے نفس کو دل سے نکل جانے کے بعد پھر دل میں آنے نہ دے خواہشات نفسانی کا دل سے نکالنا مطلب اس کا یہ ہے کہ ہر حال میں ان کی مخالفت کرنا اور ان کی پیروی نہ کرنا اور خواہش کا دل میں داخل کرنا مطلب اس کا یہ ہے کہ اس خواہش نفس کی پیروی اور موافقت کرنا پس ارادہ حق کے سوا کسی ارادہ کی خواہش مت کر ارادہ حق کے سوا تیرا ارادہ آرزو ہے اور آرزو و خواہش بیوقوفوں اور احمقوں کا جنگل ہے اس جنگل میں پڑ جانا تیری موت اور ہلاکت اور خدا کی نظر رحمت سے گر جانے اور تیرے حجاب میں پڑ جانے کا سبب ہے ہمیشہ احکام الٰہی کی حفاظت کر اور اس کی منہیات سے اجتناب کر اور اس کے مقدرات کو اسی کی طرف حوالہ کر اور اس کی مخلوقات سے کسی چیز کو اس کا شریک نہ کر تیرا ارادہ اور خواہش اور آرزو سب اسی کی مخلوق ہیں پس ارادہ نہ کر خواہش نہ کر مت چاہ تاکہ تو مشرک نہ ٹھہرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو خدا تعالیٰ کے دیدار کا امیدوار ہو پس اسے چاہئیے کہ عمل صالح یا اچھے کام کرے اور عبادت میں کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائے صرف بت پرستی ہی شرک نہیں بلکہ اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرنی اور خدائے عزوجل کے ساتھ دین اور دنیا میں سے کسی چیز کا

الی نفسك حالا ولا مقاما ولا تدع شيئا من ذلك فان اعطيت حالا او اقمت فی مقام فلا تخبر احدا شيئا من ذلك فان الله كل يوم هو فی شان فی تغيير وتبديل وانه يحول بين المرء وقلبه فيزيلك عما اخبرت به ويغيرك عما تخيلت ثباته وبقاءه فتخجل عند من اخبرته بل لك بل احفظ ذلك فيك ولا تعده الی غيرك فان كان الثبات والبقاء فتعلم انه هبة وتسئل توفيق الشكر واستزادة وان كان غير ذلك كان فيه زيادة علم ومعرفة ونور وتيقظ وتاديب قال الله عز وجل ما ننسخ من اية او ننسها نات بخير منها او مثلها الم تعلم ان الله علی كل شیء قدير فلا تعجز الله فی قدرته ولا تتهمه فی تقديره وتدبيره ولا تشك فی وعده فليكن لك فی رسول الله اسوة حسنة نسخت الايات والسور النازلة عليه المعمولة بها المقروءة فی المحاريب المكتوبة فی المصاحف ورفعت وبدلت وانبت غيرها مكانها وانقل الی غيرها هذا فی الظاهر الشرع اما فی الباطن والعلم والحال فيما بينه وبين الله فكان يقول انه ليغان علی قلبی فاستغفر الله فی كل يوم سبعين مرة ويروی مائة

اختیار کرنا بھی شرک ہے پس جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہے وہ غیر اللہ ہے پس جبکہ تو اس کے سوا اس کے غیر کی طرف مشغول ہوا تو بیشک تو نے غیر خدا کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھیرایا پس پرہیز کر آرام نہ لے خوف کر بے خوف نہ رہ تلاش کر غافل نہ رہ پھر آرام حاصل کر اور کسی حال یا کسی مقام کی نسبت اپنے نفس کی طرف مت کر اور ان میں کسی چیز کا دعویٰ نہ کر پھر اگر تجھے کوئی حال دیا جائے اور تو کسی مقام پر قائم کیا جائے تو کسی کو اس کی خبر نہ دے اس لئے کہ حالات کے بدلنے میں ہر دن اللہ تعالیٰ کی نئی شان ہے اور اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہے شاید کہ جس چیز کی تو نے خبر دی اس سے تجھے دور کر دے اور جس چیز کی پائیداری اور بقا کا تو نے خیال کیا اس سے رنجیدہ بدل دے تو پھر تو نے جس سے کہا ہوگا اس کے روبرو شرمندہ ہوگا بلکہ اس حال یا مقام کے معاملہ کو دل میں محفوظ کر کسی سے کچھ نہ کہہ پھر اگر وہ قائم اور برقرار ہے تو اسے خدا کی بخشش جان اور شکر بجا لانے کی توفیق اور زیادتی نعمت کا سوال کر اور اگر وہ باقی نہ رہے تو اس میں تیرے لئے ترقی علم معرفت نور و ہوشیاری اور زیادتی ادب ہوگی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہم جس آیت کو منسوخ کرتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے مثل (دوسری آیت) لاتے ہیں "کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شئے پر قادر ہے" پس اللہ کو اس کی قدرت میں عاجز نہ جان اور اس کی تقدیر اور تدبیر میں متہم نہ کر اس کے وعدہ میں شک نہ کر پس تجھے لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اختیار کرے سمجھ لے کہ آپ پر نازل کی ہوئی آیتیں اور سورتیں جن پر عمل کیا گیا، اور محرابوں

مرة ينقل من حالة الى اخرى فتبدل بحالة اخرى ويبدّ له فى منازل القرب وميادين الغيب وتغير عليه خلع الانوار فتبين الحالة الاولى عند ما يليها ظلمة ونقصانا وبينه تقصيرا فى حفظ الحدود فيلقن الاستغفار لانه احسن حال العبد والتوبة فى سائر الاحوال لان فيه اعتراف بذنبه وقصوره وهما صفتا العبد فى سائر الاحوال فهما وراثة من ابى البشر آدم المصطفى حين اعترت صفاء حاله ظلمة النسيان للعهد والميثاق وارادة الخلود فى دار السلام ومجاورة الحبيب الرحمن المنان ودخول الملئكة الكرام عليه بالتحية والسلام فوجدت هناك اهواء نفسه ومشاركة ارادته لارادة الحق فانكسرت لذلك تلك الارادة وزالت تلك الحالة وانعزلت تلك الولاية فانحطت تلك المنزلة واظلمت تلك الانوار وتكدر ذلك الصفا ثم نبه وذكر صفى الرحمن فعرف

میں پڑھی اور مصحفوں میں لکھی گئیں پھر منسوخ کی گئیں اور بدل دی گئیں اور ان کی بجائے دوسری آیتیں لائی گئیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان پر نئی نازل کی ہوئی آیتوں اور سورتوں کی طرف متوجہ کئے گئے اور یہ حال شریعت ظاہرہ میں ہے لیکن تغیر حال باطنی اور علم باطنی جو خدا اور آنحضرت کے درمیان میں تھا اس کی نسبت آپ فرماتے ہیں البتہ میرے دل پر پردہ کیا جاتا تھا اور میں ہر دن میں ستر مرتبہ طلب مغفرت کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ سو مرتبہ آپ ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچائے جاتے تھے اور ایک حالت دوسری حالت میں بدل دی جاتی تھی اور آپ منازل قرب اور میدان غیب میں پہنچائے جاتے تھے اور نورانی خلعتیں آپ پر بدلی جاتی تھیں پھر پہلی حالت دوسری حالت سے کمتر اور تاریک ظاہر ہوتی تھی اور حالت اولیٰ میں حفظ حدود ادب کا نقصان ظاہر ہوتا تھا پھر آپ کو استغفار کی تعلیم ہوتی تھی (اور یہ) اس لئے کہ استغفار بندے کا بہتر حال ہے اور توبہ تمام احوال میں بہتر ہے اس واسطے کہ توبہ میں بندے کی طرف سے گناہ وقصور کا اقرار ہے اور توبہ واستغفار ہر حال میں بندے کی دو صفتیں ہیں اور یہ دونوں صفتیں حضرت ابوالبشر آدم برگزیدہ کی میراث ہیں جب ان کی صفائی حال پر نسیان عہد وپیمان کی

الاعتراف بالذنب والنسيان ونقض الاقرار بالقصور والنقصان فقال آدم عليه السلام ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين، فجاءته انوار الهداية وعلوم التوبة ومعارفها والمصالح المدفونة فيهما ما كان غائبا من قبل علم تظهر الا بها ثم تاب الله عليهم ليتوبوا فبدلت تلك الارادة بغيرها والحالة الاولى باخرى وجاءته الولاية الكبرى والسكون فى الدنيا ثم فى العقبى فصارت الدنيا له ولذريته منزلا والعقبى لهم موئلا ومرجعا وخلدا فلك برسول الله محمد حبيبه المصطفى وابيه آدم صفى الله عنهما الاحباب والاخلاء اسوة فى الاعتراف بالقصور والاستغفار فى الاحوال كلها والذلة والافتقار فيهما۔

تاریکی آئی اور انہوں نے ہمیشہ جنت میں رہنے کا اور قرب الٰہی اور تحیت وسلام کے ساتھ فرشتوں کے اپنے پاس آنے کا ارادہ کیا اور اسکی خواہش کی تو اس وقت خواہش نفسانی وارادہ آدم ارادۂ الٰہی کے ساتھ شریک ٹھیرا پس یہ ارادہ توڑ دیا گیا اور پہلی حالت مٹا دی گئی اور وہ ولایت معزول کردی گئی وہ منزلت جاتی رہی وہ انوار تاریک ہوگئے اور وہ صفائی مکدر ہوگئی پھر حضرت آدم خبردار کئے گئے اور یاد دلائے گئے اور گناہ ونسیان کا اقرار کرایا گیا اور قصور ونقصان کا اعتراف کرنے کی تعلیم کی گئی اور آدم نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے گا اور رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور خسارہ پانیوالوں میں سے ہو جائینگے پھر ان میں انوار ہدایت اور علوم توبہ اور اس کے معارف اور مصالح مدفونہ جو اس سے قبل ظاہر نہ تھے توبہ کے بعد ظاہر اور منکشف ہوگئے پھر جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی تاکہ توبہ کریں پھر وہ ارادہ ارادۂ حق کے ساتھ اور وہ پہلی حالت بہتر حالت کے ساتھ بدل گئی پھر ولایت کبریٰ اور دنیا وعقبیٰ میں رہنے کی جگہ ملی پس دنیا ان کی اور ان کے اولاد کے رہنے کی جگہ ہو گئی اور عقبیٰ ان کی پناہ اور واپسی اور ہمیشگی کی منزل ہوگئی پھر تجھے بھی اعتراف قصور اور استغفار اور ہر حال میں نیاز مندی کیلئے اپنے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ وبرباد کر چلے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر وافلاس زیادہ ہو رہا ہے اور یہ قوم تباہی کے کنارہ پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات وحالات سے متاثر ہو کر مولوی احمد سعید نے یہ کتاب ایک عجیب قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی وغمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو اور بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو ادبی حیثیت بھی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے

ضخامت ۴۴ صفحات قیمت دس آنے)

قیمت دس آنے ۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تاریخ اسلام

عرب کی مختصر تاریخ

"چونکہ یہ مضمون ناتمام رہ گیا تھا اس لئے ذی الحجہ میں اس کو پورا کرنا پڑا اصلی تاریخ اسلام جو مولوی کے لئے لکھوائی گئی ہے وہ نئے سال یعنی محرم سے شروع ہوگی"

پانچویں صدی ہجری میں ترکوں کو سلطنت عباسیہ میں پھر غیر معمولی اقتدار حاصل ہوگیا اور قوم سلجوق کے تاجدار طغرل نے ۴۴۷ھ میں داخل بغداد ہوکر نام نہاد خلیفہ سے سلطان کا خطاب حاصل کیا

چھٹی صدی ہجری کے آخر میں مغلوں نے ہلاکو خاں کی زیر قیادت بغداد پر حملہ کرکے ۱۲۵۸ء میں سلطنت عباسیہ کے چراغ کو ہمیشہ کے لئے گل کردیا۔

اسپین میں عربی پرچم

سلطنت امویہ کے خاتمہ پر ایک اموی شہزادے عبد الرحمٰن نے اسپین میں اپنی مستقل سلطنت قائم کرلی۔ عبد الرحمٰن ثانی کے عہد میں اسپین کی عربی سلطنت اپنے پورے شباب پر تھی دسویں صدی عیسوی کے آغاز سے اسپین میں اندرونی شورشیں برپا ہونے لگیں اسپین کے نومسلموں میں یہ تحریک زور شور کے ساتھ پھیلی کہ اسپین سے عربوں کو خارج کرکے یہاں ہسپانوی باشندوں کی سلطنت قائم کی جائے اس تحریک کا خاص لیڈر ایک مرد نامی تھا عبد الرحمٰن ثالث نے اپنی خداداد قابلیت سے کام لیکر اس تحریک وطنیت کو بہت زیادہ کچل دیا ۹۶۱ء میں عبد الرحمٰن ثالث نے جب داعی اجل کو لبیک کہا تو حکم ثانی اورنگ نشین سلطنت ہوا حکم ثانی کے عہد میں سلطنت اسپین نے علمی ترقیوں کے لحاظ سے تمام دنیا میں غیر فانی شہرت حاصل کرلی۔ حکم ثانی کی وفات کے بعد اس کا ایک اور وزیر ابن ابی عامر سلطنت میں سیاہ سفید کا مالک بن گیا ابن ابی عامر نہایت تجربہ کار سپاہی تھا اس لئے اسپین میں امن و امان بہت زیادہ قائم رکھا لیکن اسکی وفات کے بعد ۳۹۹ھ میں اسپین پر خانہ جنگی نے لپیٹا اور عرصہ تک طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا۔ لیکن عیسائیوں کی بلا استقلال طور پر مسلط ہوگئی شمالی افریقہ کی سلطنت موحدین نے بھی بارہویں صدی عیسوی میں اسپین کے بعض حصوں پر اپنا اقتدار جمارکھا تھا لیکن ۱۲۱۲ء میں ایک خونریز جنگ کے بعد یہ اسپین سے خارج کردیئے گئے ۱۴۹۲ء میں شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازبیلا کی فوجوں نے ابو محمد عبد اللہ کے عہد میں اسپین کی قدیم اسلامی سلطنت کا خاتمہ کردیا مسیحی فتح کے بعد اسپین سے مسلمانوں کا اخراج ایک نہایت دردناک داستان ہے ملک میں عربی تہذیب کے آثار آج بھی نمایاں ہیں اسپین کے عرب تاجداروں نے ملک میں بعض نہایت شاندار عمارتیں تعمیر کیں جن میں سے قصر الحمرا آج بھی دنیا میں بین قومی شہرت رکھتا ہے۔

شمالی افریقہ کی عرب سلطنتیں

دوسری صدی ہجری کے آخر میں ٹیونس کو خلافت عباسیہ سے آزاد کرکے ابراہیم بن اغلب نے اپنی سلطنت قائم کرلی۔ دولت اغلبیہ کے متعلق یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اسکی بحری قوت بہت زبردست تھی اور اس نے مالٹا اور سارڈینیہ کے مشہور جزائر فتح کرکے اٹلی اور فرانس کے ساحلوں پر اپنی ترکتازیاں عرصہ تک جاری رکھیں ۲۹۶ ہجری میں دولت اغلبیہ کا خاتمہ ہوگیا اور ان کے بجائے سادات عبیدیہ سریرآرائے سلطنت ہوئے۔ ان فاطمیوں نے اپنی سلطنت کے دائرہ کو بہت زیادہ وسعت دی اور مراکش سے شام تک کا علاقہ ان کے زیرنگیں ہوگیا۔ ۳۵۸ھ میں عبیدیوں نے مصر کو فتح کرکے اپنا پایہ تخت قیروان سے قاہرہ میں منتقل کردیا اور اپنی خلافت پر لوگوں سے بیعت لی ۵۶۷ھ میں سلطان صلاح الدین اعظم نے مصر کی فاطمی سلطنت کا خاتمہ کرکے ملک کو اپنے زیرنگین کرلیا۔ اس کے بعد مصر میں عربی حکومت دوبارہ قائم نہ ہوسکی سلطان صلاح الدین کے قائم کردہ دولت ایوبیہ کے خاتمہ پر ترک مملوکوں نے مصر میں اپنی بادشاہت قائم کرلی ۹۲۳ھ میں عثمانی ترکوں نے مصر کو مملوکیوں سے فتح کرلیا اور عباسی خلیفہ جو یہاں ایک پناہ گزین کی حیثیت سے رہتا تھا اس سے سلیم ثانی نے خلافت کا لقب بھی حاصل کرلیا۔

سادات عبیدیہ کی قوت جب ضعف پذیر ہوئی تو ٹیونس میں خاندان زیریہ کی آزاد عربی سلطنت قائم ہوگئی ۳۶۲ھ میں دولت مرابطین نے ٹیونس کو فتح کرلیا خاندان مرابطین میں یوسف بن تاشفین نہایت جلیل القدر بادشاہ گذرا ہے اسی نے شہر مراکش کو آباد کیا تھا ۴۷۹ھ میں یوسف بن تاشفین نے اسپین پر حملہ کرکے عیسائی باغیوں کو بہت بڑی شکست دی اور ملک کے ایک حصہ کو اپنی سلطنت کا ایک جزو بنالیا۔

ابن تومرت کے موحدین

چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ابو عبد اللہ محمد بن تومرت نے شمالی افریقہ میں غیر معمولی طور پر مذہبی اقتدار حاصل کرلیا اس کے معتقدین جو بعد میں موحدین کے نام سے مشہور ہوئے اسے مہدی کہتے تھے ۵۲۴ھ میں جب ابو عبد اللہ محمد کا انتقال ہوگیا تو موحدین نے فوجی قوت حاصل کرکے مرابطین کے خلاف جنگ شروع کردی اور بہت جلد مراکش طرابلس اور ٹیونس کو فتح کرکے اندلس پر حملہ کردیا اور اسپین میں موحدین کی شکست کا حال ہم اوپر بیان کرچکے ہیں طرابلس میں ان کو صلاح الدین اعظم نے شکست دی اور یہ علاقہ دولت ایوبیہ کا جزو بن گیا گردش لیل و نہار سے طرابلس ترکوں کے قبضہ میں پہنچا طرابلس کی عربی سلطنت کا خاتمہ سلطان صلاح الدین ہی نے کردیا تھا اسلامی سلطنت کا خاتمہ ۱۹۱۲ء میں اٹلی کے حملے نے کردیا انا للہ وانا الیہ راجعون

ٹیونس میں موحدین کے زوال پذیر ہونے پر بنو حفص نے اپنی آزاد سلطنت قائم کرلی تھی تین سو برس کے بعد ترکوں کے مشہور امیر البحر جنرل خیر الدین باربروسا نے ٹیونس کو فتح کرکے سلطنت عثمانیہ کا جزو بنادیا اور ترکوں سے یہ ملک فرانس کے قبضہ میں پہنچ گیا۔

آزادی مراکش کا ماتم

ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ شہر مراکش کو ۴۵۵ھ میں یوسف بن تاشفین نے آباد کیا تھا کہ بیس تیس سال کے بعد قبیلۂ مرینیہ کے عربوں نے اس تمام ملک پر جو آج مراکش کے نام سے موسوم ہے اپنی آزاد سلطنت قائم کرلی ابھی پوری ایک صدی ہی نہیں گزرنے پائی تھی کہ خاندان مرینیہ کے افراد نے باہم تلوار چلانی شروع کردی اور ملک چھوٹے چھوٹے متعدد حصوں میں منقسم ہوگیا کچھ عرصہ کے بعد خاندان سادات نے مراکش میں غیر معمولی اقتدار حاصل کرلیا اور ملک کا بکھرا ہوا شیرازہ پھر مجتمع ہوگیا مراکش کے فاطمی تاجداروں نے عرصہ دراز تک اپنی آزادی نہایت کامیابی کے ساتھ قائم رکھی لیکن عربوں کی قسمت میں جو تباہی و بربادی لکھی تھی اس سے بالآخر یہ بھی محفوظ نہ رہ سکے مراکش میں یورپین طاقتوں کی ریشہ دوانیاں شروع ہوگئیں اکثر اقطاع و حصص پر اسپین و فرانس کا قبضہ ہوگیا اور جو کچھ حصہ ملک باقی رہا تھا اس پر بھی فرانس نے ۱۹۱۲ء میں اپنی سیادت کا اعلان کردیا۔

چند سال ہوئے کہ مراکش کے پہاڑی علاقہ ریف میں مجاہد اعظم امیر محمد ابن عبدالکریم غازی نے فرانس اور اسپین کے خلاف زبردست جہاد شروع کیا تھا لیکن امیر موصوف کو ناکامی ہوئی اور وہ ان دنوں ایک فرانسیسی قیدی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

الجزائر میں عربی سلطنت کی پامالی

۲۹۸ھ میں بنو حماد نے الجزائر میں اپنی آزاد سلطنت قائم کرلی تھی ۴۰۲ھ میں یہ ملک عبیدیوں کے زیر نگیں ہوگیا سو دولت عبیدیہ کے زوال پذیر ہونے پر یہاں بنو زیانیہ کی حکومت قائم ہوئی جسے آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں مراکش کے شاہان مرینیہ نے تباہ و برباد کردیا۔ الجزائر کی ملکی تاریخ میں سوائے باہمی خانہ جنگیوں کے اندر کوئی بات خاص طور پر قابل ذکر نہیں۔ عربوں سے یہ ملک ترکوں نے فتح کرلیا اور ترکوں سے فرانس کے قبضہ میں پہنچ گیا۔

عربی تہذیب و تمدن کا گہوارہ

ملک حجاز عربی تہذیب و تمدن کا اصلی گہوارہ ہے۔ یزید پلید کے عہد سلطنت قائم کرلی لیکن ان کی شہادت کے بعد یہ ملک پھر اموی سلطنت کا جزو بن گیا امویوں کے خاتمہ پر حجاز سلطنت عباسیہ کے زیر نگیں رہا ۳۰۱ھ ہجری میں حضرت حسن بن مثنیٰ بن امام حسن ابن علی علیہ السلام کی اولاد میں ایک شخص محمد سلیمان نے حجاز میں دوبارہ ہاشمی حکومت قائم کی لیکن افسوس ہے کہ باہمی خانہ جنگیوں نے اس ہاشمی حکومت کو ایک صدی سے زائد عرصہ تک قائم نہ رہنے دیا سلیمانیوں کے بعد حضرت موسیٰ الجون کی اولاد میں ابو ہاشم محمد نے حجاز میں ہاشمیوں آزاد حکومت قائم رکھنا چاہی لیکن سلاطین سلجوقیہ کے مقابلہ میں ہاشمیوں کو زیادہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی اور ملک میں بدستور خلفائے عباس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا دولت سلجوقیہ کے کمزور ہونے پر حجاز میں فاطمی خلفائے مصر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا لیکن ۵۶۷ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے حجاز کی عربی حکومت کا خاتمہ کردیا۔

گزشتہ نسل و نہار سے ملک حجاز سلطان سلیم کے عہد میں سلطنت عثمانیہ کا جزو بن گیا۔

گذشتہ جنگ یورپ کے دوران میں حجاز کے عرب گورنر شریف حسین نے ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے ایک عظیم الشان عرب سلطنت کے خواب دیکھنا شروع کردیئے لیکن یورپین ممالک کی ڈپلومیسی نے شریف حسین کے اس خواب کو منت کش تعبیر نہ ہونے دیا۔ شریف حسین کو اپنی غداری کا بہت جلد ثمرہ مل گیا یعنی سلطان ابن سعود شاہ نجد نے حجاز کو فتح کرکے اپنی وہابی سلطنت کا ایک جزو بنا لیا۔

یمن کی آزاد عربی سلطنت

عربی سلطنت کے جو عظیم الشان قصر بہت عرصہ میں تیار ہوا تھا افسوس کہ وہ بہت جلد زمین بوس بھی ہوگیا یوں تو امیر فیصل شاہ عراق بھی شاہ شطرنج کی حیثیت رکھتے ہیں اور دامن افریقہ میں بھی عربوں کی چھوٹی چھوٹی برائے نام آزاد ریاستیں قائم ہیں لیکن آج جن عرب حکومتوں کو حقیقی معنوں میں آزاد کہا جاسکتا ہے ان میں نجد و حجاز کے علاوہ صرف ایک یمن قابل ذکر ہے۔

حکومت یمن کو ۲۰۳ھ میں محمد بن زیاد سفیانی نے قائم کیا تھا اس کی نسل میں بعض بادشاہ نہایت باجبروت شمشیر زن ہوئے انہوں نے حضرموت اور تہامہ کے صوبجات بھی فتح کرلئے تھے۔ ملک یمن کے ایک حصہ میں سادات زیدیہ نے سفیانیوں کے خلاف خروج کرکے اپنی آزاد سلطنت قائم کرلی تھی۔ زیدیوں نے ۸۹۳ء سے ۱۲۱۱ء تک نہایت کامیابی کے ساتھ ملک یمن پر حکومت کی اس کے بعد ان کا آفتاب بھی گہن میں آگیا۔

۱۲۶۰ء میں زیدیوں نے یمن میں اپنا کھویا ہوا اقتدار دوبارہ حاصل کرلیا کچھ عرصہ کے بعد یمن میں ترکوں نے مداخلت شروع ہوگئی۔ زیدیوں نے نہایت پامردی کے ساتھ اپنی آزادی کو بچانے کے لئے کوشش کی لیکن ۱۸۷۲ء میں ترکوں نے ان کو بالکل بیدست و پا کردیا جنگ یورپ کے دوران میں امام یمن نے شریف حسین کی طرح ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کیا لیکن خاتمہ جنگ پر یہ ملک ترکی کی گرفت سے خود بخود آزاد ہوگیا اور یمن میں آج ایک آزاد عربی سلطنت قائم ہے۔

اگر آپ گھر بیٹھے حرمین کی زیارت کرنا چاہتے ہیں تو
تاریخ مکہ معظمہ و تاریخ مدینہ منورہ

کو منگا کر مطالعہ کیجئے جن میں مکہ معظمہ و مدینہ شریف کے فوٹو مسجد نبوی کا نقشہ غلاف کعبہ و غلاف روضہ مقدس کا نقشہ اور دیگر کئی نقشے درج ہیں ان کتابوں میں ہر دو شہروں کی مفصل تاریخ بیان کرکے حضور سے لیکر آج تک جو جو خاص خاص واقعات ہوئے ہیں سب کا ذکر کرکے تمام قابل زیارت مقامات کی تفصیل مع تاریخ درج ہے حج کو جانیوالے حضرات اگر یہ کتاب ساتھ میں لیتے جائیں تو ان کو وہاں رہبر حج کا کام دیں گی قیمت تاریخ مکہ معظمہ عمر تاریخ مدینہ منورہ ایک روپیہ عمر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے۔

تاریخ قربانی اور اسلامی قربانی کی حقیقت

(از جناب مولوی شیخ محمد ریاست علی صاحب قدوائی قادری حنفی خیرآبادی الکہنوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و علی آل و اصحاب سیدنا محمد و علی جمیع ازواج سیدنا محمد و بارک وسلم

اما بعد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الکریم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (پارہ ۱۷ سورہ حج ۱۲ رکوع)

حضرات! اس وقت جو آپ کے سامنے میں نے دو آیتیں قرآن پاک کی تلاوت کی ہیں یہ قرآن شریف کے سترہویں پارہ کی سورہ حج کے پانچویں رکوع کی ہیں ان ہر دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ایک قرارداد سے مطلع فرماتا ہے اور وہ قرارداد قربانی ہے جس کو اس نے ہر قوم کے لوگوں میں مقرر کی اگرچہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں چنانچہ ارشاد ہے کہ:۔

اور ہم نے ہر ایک امت (یعنی قوم اور گروہ) کے واسطے قربانی کرنا مقرر کیا تاکہ جو جانور چوپائے یعنی مویشی ان کو دئے گئے ہیں (قربانی کے لئے جب ان کو ذبح کرنے لگیں) تو ان پر اللہ کا نام لیں (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کریں) تو (آگاہ ہو اور سمجھے رہو) کہ تمہارا معبود صرف ایک اکیلا اللہ تعالےٰ ہی ہے پس (تم ہمیشہ) اسی (ایک خدا) کی فرمانبرداری کرتے رہو کہ یہی صراط مستقیم ہے اور اے حبیب ہمارے عاجزی کرنے والے بندوں کو جنت الفردوس اور ہماری خوشنودی کی) خوشخبری سنا دو (کہ جو ایسے نیک لوگ ہیں) کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل (مارے خوف کے) کانپنے لگتے ہیں اور جو ان پر کبھی کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو (وہ) اس پر صبر کرتے اور (پابندی کے ساتھ پنجوقتہ) نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ فی سبیل اللہ خرچ بھی کرتے ہیں۔

برادران اسلام! عالم اسباب یا اسباب عالم پر نظر غائر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک چیز دوسری چیز پر قربان ہو رہی ہے نباتات حیوانات پر اور حیوانات انسان پر قربان ہو رہے ہیں بلکہ اگر آپ غور سے دیکھیں گے تو بعض وقت آپ کو یہ نظر آئے گا کہ ایک انسان بھی دوسرے انسان پر قربان ہو رہا ہے اور اگر آپ ذرا زیادہ غور و فکر سے کام لیں گے تو یہ سلسلہ قربانی آپ کو بہت دور تک نظر آئے گا۔ دنیا میں کوئی قوم اور مذہب ایسا نہیں ہے جس میں یہ رسم قربانی نہ پائی جاتی ہو بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ رسم قربانی ہی ہر قسم کی مادی اور روحانی ترقیات کی جڑ اور اصل الاصول ہے غور کیجئے کہ ماں باپ اپنی اولاد کے لئے اور ادنیٰ آدمی اعلیٰ کے واسطے اپنا عیش آرام اپنا جسم اپنا گوشت اور خون اپنا عزیز وقت غرض سب کچھ قربان کر دیتے ہیں ایک ادنیٰ سپاہی سے لیکر کمانڈر انچیف تک اپنے ملک اپنی سلطنت اور اپنے بادشاہ پر جانیں قربان کر دیتے ہیں اس کے بعد میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ جو قربانیاں ہمیشہ سالانہ یا وقتاً فوقتاً کیا کرتے ہیں اس کی ابتدا کب ہوئی

دنیا میں سب سے پہلی قربانی

برادران اسلام! معتبر کتب تواریخ و سیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو سلسلہ اولاد جاری ہوا حضرت حوا علیہا السلام کے بطن مبارک سے سوائے حضرت شیث علیہ السلام کے جتنی اولاد ہوئی جوڑواں یعنی ایک حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ساتھ میں پیدا ہوتی تھی اور ایک حمل کے لڑکے کے ساتھ کی لڑکی دوسرے حمل کے لڑکے کے ساتھ بیاہی جاتی تھی اور دوسرے حمل کی لڑکی کا نکاح پہلے حمل کے لڑکے کے ساتھ کیا جاتا تھا چونکہ اس وقت بجز آپکی اولاد کے اور کوئی غیر عورت یا مرد کا وجود دنیا میں موجود نہ تھا اس لئے ضرورتاً شادی کے واسطے یہ قانون مقرر کیا گیا تھا۔ اب ایسا کرنا حرام ہے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ایک لڑکا قابیل پیدا ہوا جس کے ساتھ اقلیما نامی لڑکی پیدا ہوئی اور اس کے بعد ایک لڑکا ہابیل پیدا ہوا جس کے ساتھ لبودا نامی لڑکی پیدا ہوئی حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے مقررہ قانون شادی کے مطابق قابیل کی شادی لبودا کے ساتھ اور ہابیل کی شادی اقلیما کے ساتھ کرنا چاہی اس پر نافرمان قابیل نے اس طرح پر شادی کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں تو اسی لڑکی کے ساتھ شادی کروں گا جسکو خدا نے میرا جوڑا بنا کر میرے ساتھ پیدا کیا ہے میں حسین اقلیما کو چھوڑ کر بدشکل لبودا کے ساتھ کبھی شادی نہیں کروں گا حضرت آدم علیہ السلام نے بہت اس کو سمجھایا بجھایا مگر جب وہ اپنی ضد سے باز نہیں آیا تو آپنے فرمایا کہ تم دونوں بھائی خلوص نیت سے جو کچھ ہو سکے خدا کی جناب میں بطور قربانی پیش کرو جسکی قربانی قبول ہوگی اس کے ساتھ اقلیما کی شادی کر دیجائیگی

حضرت آدم علیہ السلام کے حکم کے موافق ہابیل نے نہایت خلوص دل اور نیک نیتی کے ساتھ ایک نہایت عمدہ فربہ دنبہ ذبح کر کے خدا کی جناب میں مقبول ہونے کے واسطے پہاڑ پر رکھدیا اور قابیل نے نہایت بددلی اور بدطینتی سے تھوڑا سا ردی غلہ بطور نذر کے رکھا اور نیت یہ کی کہ میری قربانی خدا قبول کرے یا نہ کرے میں چار و ناچار اقلیما کے ساتھ شادی ضرور کروں گا اس زمانہ میں قربانی قبول ہونیکی یہ علامت تھی کہ جو قربانی مقبول ہوتی تھی اس کو ایک آسمانی غیبی سفید آگ آکر جلا دیتی تھی چنانچہ پاک باطن ہابیل کی قربانی کو اس غیبی سفید آگ نے جلا کر درجہ قبولیت تک پہنچا دیا مگر بد باطن قابیل کی ناکارہ اور نامقبول نذر کو آگ نے نہیں جلایا اور نہ مردود پڑی رہی اس پر قابیل نے غصہ ہو کر اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر ڈالا چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ

أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ یعنی (اے حبیب آپ) اہل کتاب کو حضرت آدم (علیہ السلام) کے دونوں بیٹوں کا قصہ (قرآن پاک میں) پڑھکر سنادیجئے جبکہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قربانی (نیاز پیش کی) (جن میں سے) ایک کی تو قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نیاز مقبول نہیں ہوئی یعنی قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے) کہا کہ (اب) میں تجھکو ضرور قتل کرڈالوں گا (ہابیل نے) کہا (بھائی جان اس میں میری کیا خطا ہے جو آپ مجھکو قتل کریں گے یہ تو اللہ کا فعل ہے) کہ اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں کی نذر و نیاز اور قربانی قبول فرماتا ہے (کہ جو خلوص نیت سے کرتے ہیں)

توریت کی کتاب پیدائش باب ۴ آیت چار میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے ۴۰۰۰ برس پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل نے بحکم خدا قربانی کی رسم جاری کی یہاں سے توریت کے تحریف شدہ ہونیکا بھی بین ثبوت ملتا ہے کیونکہ توریت تو حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے بہت پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی پھر اس میں قبل از وقت حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر اور ان کی پیدائش سے چار ہزار برس پہلے کا واقعہ حساب کے ساتھ بیان کیا توریت میں تحریف نہیں تو اور کیا ہے

قدیم ہندوؤں میں رسم قربانی

برادران ملت! قربانی کی اس عالمگیر رسم سے ہمارے برادران وطن جو چڑاتے ہیں حالانکہ یہ رسم قربانی قدیم زمانہ میں انھیں ہندوؤں کے باپ دادؤں میں جاری تھی اور خود ان کی مذہبی کتابوں یعنی وید و شاستر میں اس کا حکم پایا جاتا ہے اور سوا اونٹ کے گائے بیل بھینس بھینسا بکری بکرا اسپ گھوڑا غرضکہ ہر قسم کے جانور کی قربانی کے علاوہ انسانی قربانی کا حکم موجود ہے اور اس حکم پر عمل ہوتا تھا اس جگہ ہم چند انتخابات وید اور شاستر سے نقل کرتا ہوں جن میں قربانی کا حکم پایا جاتا ہے ان سے یا تو ہندو اور آریہ قصداً چشم پوشی کرتے ہیں یا اپنی مرضی کے موافق ان احکام قربانی کا غلط ترجمہ کرتے ہیں اور اگر کوئی دوسری قوم یا مذہب کا شخص ان کا صحیح ترجمہ پیش کرتا ہے تو اس کو غلط مانتے یا صاف انکار کرجاتے ہیں کہ یہ احکام وید و شاستر میں نہیں ہیں لیکن ہم آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ یجر وید کی تیترہ برہمن میں خاص طور پر گائے اور بیل وغیرہ کی قربانی کا مضمون مفصل موجود ہے ملاحظہ ہو کہ تیترہ برہمن صفحہ ۵۵۴ گیاراں ستمس (ادنیٰ قربانیاں) کے عنوان میں قربانی کرنے کی یہ ہدایت ہوئی ہے کہ ایک بونا یعنی چھوٹے قد کا بیل وشنو کے لئے ایک کنڈلا سانڈ جسکے ماتھے پر سفید ٹیکا ہو اندر کے لئے اس لئے کہ وہ قربانی کا بانی ہے ایک موٹی ٹانگو والی گائے اسی اندر کے لئے اس لئے کہ وہ دشمنوں کا نقصان کرنے والا یا بجر (یعنی بجلی) کہلاتا ہے ایک ابلق [illegible] وشنو اور [illegible] کے لئے ایک ایسی گائے جس کا تازہ حمل بہہ گیا ہو [illegible] ایسا سانڈ جو پہلے سے کسی موذی [illegible] کے لئے ایک سینگ کٹا میں [illegible] کے لئے ایک گائے جس کے [illegible] کے لئے ایک سفید بانجھ گائے سورج کے لئے ایک سفید بیل صرف [illegible] کیلئے ایک

ایسی گائے جس کا حمل بوقت سانڈ پڑنے سے چھن گیا ہو وایو کے لئے ایک ایسی گائے جو گابھن ہونے کی عمر کو پہنچ گئی ہو (یعنی کلور) بھاگ کے لئے قربان کرنا چاہئے۔

اور یجر وید ادھیائے ۲ منتر ۲۷ میں ہے کہ گائیں برہسپتی کے لئے قربان کیجائیں اور اس گھوڑے کے ساتھ جو اشومیدھ میں قربان کیا جاتا تھا ایک سو اسی پالو جانور اور بھی ذبح ہوتے تھے جن میں گھوڑے سانڈ گائے بکری وغیرہ جانور ہوتے تھے (ملاحظہ ہو تیترہ برہمن صفحہ ۱۵۶)

رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۸۶ منتر ۱۴ میں ایک بوچڑ خانہ کا ذکر ہے جہاں گائیں ذبح کی جاتی تھیں اور اسی رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۱ منتر ۱۴ میں گھوڑے بیل اور مینڈھوں کی قربانی کا ذکر موجود ہے۔

یہ تمام قربانیاں جن کا میں نے اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے وید سے ماخوذ ہیں اور یہ دیوتاؤں کے خوش کرنے کو ادا کی جاتی تھیں ان قربانیوں کے سوا اور بھی بہت قسم کی قربانیاں رائج تھیں جن کا ذکر اور طریقہ مختلف کتب میں پایا جاتا ہے۔

منوجی نے ایک سانڈ بھینسا پالا جس کی آواز اور ہنکار سے راکشش ہلاک ہوتے تھے انہوں نے منوجی کے مشورہ سے اس بھینسے کو قربان کرڈالا اور ملیا میٹ کردیا تب وہ آواز اس سے نکل کر منوجی کی بہو میں داخل ہوگئی جس کی وجہ سے وہ راکشش اور بھی زیادہ جلنے لگے یہاں تک کہ انہوں نے منوجی کی بیوی کو بھی قربان کرڈالا (ملاحظہ ہو شت پتھ کانڈ ۱ ادھیائے ۱ اور برہمن ۴ کا منتر ۱۴)

اور سنئے سب سے پہلے دیوتاؤں نے ایک انسان کا ہون (یعنی قربانی) کی جب وہ آگ میں جلایا گیا تو اس میں سے ہون کی خوشبو باہر نکل کر ایک گھوڑے میں گھس گئی انہوں نے اس گھوڑے کو بھی قربان کرڈالا اور آگ میں جلا دیا پھر وہ خوشبو باہر گھوڑے سے نکل کر ایک بیل میں داخل ہوئی چنانچہ اس کو بھی ہون کنڈ میں ڈالدیا گیا اس میں سے نکل کر ایک بھیڑ میں گھس گئی اور انہوں نے اس کو بھی ذبح کرکے ہون کرڈالا پھر وہ اس سے نکل کر ایک بکری میں گھس گئی اور انہوں نے اس کو بھی ہون کرڈالا اور جلادیا

منوجی کو اولاد کی خواہش ہوئی انہوں نے یگ کیا اور پانی میں گھی دہی اور چھاچھ کو ڈالا ایک سال کے بعد ایک عورت مجسم پیدا ہوئی جس کے ہر قدم میں گھی اور مکھن لگا ہوا تھا [illegible] بڑی رہا گیا چنانچہ اس عورت کو اولاد کی خاطر منوجی نے ہون کرڈالا (ملاحظہ ہو شت پتھ کانڈ ۱ ادھیائے ۸)

برہماجی نے آپ سے آپ یگ کے واسطے حیوانوں کو پیدا کیا تو یگ میں جو حیوان قربان ہوتا ہے وہ قتل [illegible] (منوسمرتی ادھیائے ۵ اشلوک ۳۹)

[illegible] ایک بار ضرور کرنا چاہئے اگر نہ ہوسکے تو اس کا کفارہ آخر سال [illegible] یگ کرے (منوسمرتی ادھیائے ۱۱ اشلوک ۲۷)

جانداروں اور حیوان جتنے ہیں سب جانداروں کی غذا ہیں اس بات کو برہماجی نے کہا ہے (منوسمرتی ادھیائے ۵)

[illegible] کے حکم کے موافق ہے اس کو قتل ناحق نہ جاننا چاہئے کیونکہ [illegible] (شت پتھ ادھیائے ۴۴)

شاستر کے طریقہ سے جو گوشت بنا کر تیار ہے اس کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ

اگلے جہان میں ۱۲ بار جانور کے جون میں جنم لیتا ہے (منت پتھ ادھیائے ۳۵) منو سمرتی ادھیائے ۵ منتر ۳۲ میں ہے کہ گوشت خرید کر یا دوسرے کی مدد سے حاصل کر کے وہ جو اس کو دیوتا یا پتروں کی پرستش کر کے کھاتا ہے کوئی گناہ نہیں کرتا۔

غرضکہ اس مختصر بیان سے ظاہر ہو گیا کہ قدیم زمانہ میں ہندوستان کے اندر پہلے زمانہ کے ہندوؤں اور آریوں میں قربانی کی رسم جاری تھی اور ان ہندوؤں کی مذہبی کتابوں مثلاً وید و شاستر وغیرہ میں قربانی کرنیکا حکم اور اس پر عمل کا اظہار ہوتا ہے اور قربانی کا گوشت کھایا جاتا تھا اور علاوہ قربانی کے گوشت کے یوں ہی گوشت کھانا جائز تھا اب آریوں اور ہندوؤں کا یہ کہنا کہ ان قربانیوں سے اصلی قربانی (یعنی ذبح کرنا) مراد نہیں ہے بلکہ تمثیلی باتیں ہیں اور حیوان ذبح نہیں کئے جاتے تھے بلکہ قربانی کی رسم ادا کرنے کے بعد آزاد کر دئیے جاتے تھے یہ سب باتیں پہلو بچانے کے واسطے تاویلیں محض سخن پروری اور من گھڑت ہیں۔

برادران من۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے اس مختصر بیان کے ثبوت میں ایک بے تعلق شاہد کلکتہ کے ڈاکٹر راجندر لال صاحب متر ایل ایل ڈی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کی بے لوث شہادت پیش کروں یہ ڈاکٹر صاحب ایک ہندو اور کلکتہ کی ہندو سوسائٹی کے نامی گرامی ممبر ہیں انہوں نے اپنی کتاب انڈو آرینس میں ایک باب کو خاص نام بیف ان اینشنٹ انڈیا (گائے کا گوشت در ہند قدیم) نامزد کیا ہے اس باب کے تحت میں ڈاکٹر صاحب موصوف بیان فرماتے ہیں کہ :-

"بلاشبہ اس پرچہ کا عنوان میرے بہت سے ہم وطنوں کو نہایت ہی جگر تراش اور سمع خراش معلوم ہوگا کہ گائے (یعنی بھگوتی دیوی کے دیوی اوتار) کے گوشت کو اشیائے خوردنی تصور کرنے کا خیال ہندوؤں کے دلوں پر ایسا صدمہ رساں ہے کہ ان میں سے کچھ زیادہ پرہیزگار آدمی اس لفظ کے جواب یعنی مرادف (ہم معنی) کو بھی بھاشا میں ہرگز زبان پر نہ لائیں گے بہت سے اور رہنماک خونریز معرکے اس ملک میں گاؤکشی کے باعث ظہور میں آچکے ہیں لیکن تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ جب نہ فقط مویشیوں کے قتل کرنے میں کسی طرح کی جھجک نہ ہوتی تھی۔ نہ صرف اس حیوان کا گوشت ایک اعلیٰ درجہ کی خوراک ہی خیال کیا جاتا تھا نہ فقط یہ کہ فراخ دل مہمان نوازی کا نشان تھا جیسا کہ قدیم یہود کے درمیان کہ اپنے معزز مہمانوں کی خاطر موٹا بچھڑا ذبح کریں بلکہ پرہیزگار ہندو اس جہان سے دوسرے جہان کے سفر میں اپنے ہمراہ گائے کا گوشت لیجانا نہایت ضروری سمجھتے تھے اور یہاں تک کہ میت مردے کے ساتھ میں جلانے کے لئے ایک گائے قتل (یعنی ذبح یا قربانی) کی جاتی تھی تاکہ اس کو سفر میں گوشت ملے ہندو وید وں میں بکثرت جگہ اس رسم کا حوالہ ہے جیسے گرہیہ سوتر میں اور جس میں گائے کے نام ... کی رضامندی کے لئے ذبح کی جاتی تھی خصوصاً ... الگ خاص ... مسطور ہیں کہ کس کس قسم کا جانور قربانی کے لئے درکار ہے"

(ملاحظہ ہو کتاب انڈو آریئنس جلد اول صفحہ ۳۵۴ تا ۳۸۸)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگرچہ ان مضمون سے معتبر ہیں اور ان کا اس قدر اس عمل قربانی پر مدار ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب ہندوؤں کے خیالات اس کے برعکس ہیں اور جو بات قدیم ہندوؤں اور آریوں کی نظروں میں نہایت ہی اعلیٰ اور بہت ہی پوتر بلکہ فرض معلوم ہوتی تھی وہی بات اب ان کے جانشینوں کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتی اور ان کے مذہب کے برخلاف ہتیا کا کرم دکھائی دیتی ہے۔

مناسب ہوگا کہ اس کا جواب بھی ہم جناب ڈاکٹر متر صاحب ہی کی زبان سے دیں تاکہ ہمارے بیان میں کسی کو کچھ شک و شبہ نہ رہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ اس سوال کا جواب اس حقیقت سے بآسانی مل سکتا ہے کہ جب برہمنوں کا بودھ مذہب والوں سے معاملہ آن پڑا اور انہوں نے دیکھا کہ بودھ مت تمام قربانیوں کے خلاف تعلیم دیتا ہے اور اہنسا (عدم ایذا رسانی) کی تعلیم عام لوگوں کے دلوں میں اس قدر گھر کر گئی ہے کہ اس کا اکھاڑنا ایک امر ناممکن ہے تو اس مشکل کو دیکھ کر برہمنوں نے بھی آہستہ آہستہ اور بے معلوم اس کو اختیار کر لیا اور الہامی ویدوں پر بطور تفسیر ... کہلا دیا گویا یہ ان کے شاستر کا جزو ہیں اور ایسے ایسے فقرات کو ترجیح دی جن سے یہ تعلیم حاصل ہوتی تھی کہ مخلوق کی حیات محترم اور مراعات واجب و لازم ہیں اور مسائل متعلقہ قربانی کو دور پیچھے کسی ایسے کونے میں جا پھینکا کہ بھولے بھٹکے بھی ان پر نظر نہ پڑے اور اب بھی مذہب عیسوی کے سامنے مذہب ہنود میں ایک اسی قسم کی تبدیلی ہو رہی ہے اور چونکہ بودھ مذہب کے عروج کے زمانہ میں اہل ہنود کا دل پہلے ہی سے بودھ مت کے خیالات اور مواعظ کی تعلیم سے تبدیلی کے واسطے تیار ہو چکا تھا اس لئے برہمنوں کو کچھ وقت پیش نہ آئی کہ تمام سوختنی قربانیاں اور بے شمار انسانی جانوں کے ... جن کا ذکر ... میں موجود ہے ... اور جان نثاری کرنے اور محبت دکھلانے کو قائم رکھیں۔ بلاشک پہلے پہل یہ احتراز اختیاری تھا لیکن بتدریج لازمی ہو گیا ... کی ... تقاضائے طبیعت انسانی ... جو خیال ... تھا کہ بودھ ہمسائیگان کی دلشکنی نہ ہو۔ آخر کار ... لوگوں نے دستور اور عام خیال کا بطور ثبوت حوالہ دینا اور سند قرار دینا کہ زمانہ حال میں قربانیاں ممنوع ہیں۔ ایک امر سہل معلوم ہوا جب یہاں تک نوبت پہنچ گئی تو تبدیلی کامل ہو گئی۔ یہی سبب تھا۔

اصل میں بودھ مت والوں کی اپیل انسانیت ایسی بالادست بڑی زبردست تھی کہ اس کے مقابل ایک پیش نہ گئی اور اب رواج نے جو ہتیا رجانداروں کی قربانی کے خوف کو اس غایت تک پہنچا دیا ہے کہ وید بھی اس پر غالب نہیں آسکتے۔

(ملاحظہ ہو انڈو آریئنس صفحہ ۳۸۷ یا ۳۸۸)

یہود قوم کیواسطے توریت میں قربانی کا حکم

جس قوم میں حیوانی قربانی ہی نہیں بلکہ اشرف المخلوقات انسان کی قربانی کا حکم پایا جاتا ہو اور اس قوم کے بزرگوں اور آباؤ اجداد نے اس حکم پر عمل کر کے قربانیاں کی ہوں اور ان کا گوشت کھایا ہو وہ قوم مسلمانوں پر محض اپنی قربانی کی ... اعتراض کرے ... بہت دیر تک نہیں لو اور لیا ہے۔

برادران اسلام۔ حضرت آدم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے وقتوں میں مختلف جانوروں کی قربانی کرنا کتب مقدسہ توریت وغیرہ سے ثابت ہو اور ... حضرت سلیمان علیہ السلام کا بائیس ہزار بیلوں اور ایک لاکھ بیس ہزار بھیڑوں کا قربانی کرنا توریت کتاب دوم

توار یخ باب ۔ آیت ۴ و ۵ سے ثابت ہے اور تمام قوم بنی اسرائیل (یعنی قوم یہود) کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی معرفت خداوند عالم کا حکم ۔۔ کی قربانی کی بابت حکم دینا توریت میں بکثرت پایا جاتا ہے اگر بغور دیکھا جائے تو بائبل تمام کی تمام مسئلہ قربانی سے بھری پڑی ہے اور اس کی خبر ہم کو اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں بھی دی ہے جہاں ارشاد فرمایا کہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم یہود سے فرمایا کہ بحقیق اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو) چنانچہ ان احکام الٰہی پر قوم یہود ہمیشہ عامل رہی اور قربانیاں کرتی رہی۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام جس ملک میں مبعوث ہوئے (یعنی ملک شام جس میں بیت المقدس اور فلسطین ہے) انسانی قربانی کا عام رواج تھا چنانچہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنا پر اللہ پاک سے دعا کی اور اس میں وعدہ کیا کہ اللہ پاک تو مجھکو ایک نیک بیٹا عطا فرما کہ مجھ سے لاولدی کا داغ چھپ جائے پھر میں اس بیٹے کو تیرے نام پر قربان کردوں گا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بڑھاپے کی عمر میں ایک صالح اور صابر بیٹا عنایت فرمایا جن کا نام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام رکھا گیا جب آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرنا چاہا تو نہ کرسکے اور بجائے بیٹے کے ایک دنبہ ذبح کیا آپ کے اس عمل سے ملک شام میں انسانی قربانی کی رسم یکلخت بند ہوگئی۔

مصر میں رسم قربانی

قبل اسلام کے مصر کی پرانی قوموں میں یہ دستور عرصہ دراز سے چلا آتا ہے کہ اہل مصر ہر سال ایک خوبصورت جوان دوشیزہ لڑکی دریائے نیل کو نذر چڑھاتے تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر ہم ایسا نہ کرینگے تو یہ دریائے نیل ایک نہ ایک دن ہمیں غرق ضرور کردیگا۔

اسلام سے قبل ملک عرب میں رسم قربانی

زمانہ جاہلیت میں ملک عرب میں بھی دیگر ملکوں کی طرح قربانی کی رسم جاری تھی اور ان میں یہ عقیدہ تھا کہ اپنی اولاد کو بھی بتوں پر بھینٹ چڑھا دیتے ان کے نزدیک یہ بہترین قربانی ہے اور ہمارے ملک ہندوستان کے راجپوتوں کی طرح اپنی لڑکیوں کو بھی زندہ درگور کردیتے تھے اور ان تمام کاموں کو باعث نزول ثواب سمجھتے تھے قرآن پاک میں اللہ پاک نے ہم کو اس واقعہ کی اس طرح خبر دی کہ وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادھم شرکاؤھم لیردوھم ولیلبسوا علیھم دینھم ۔۔ اسی طرح اکثر مشرکین کیلئے ان کے شریکوں نے جن کو وہ خدا کا شریک ٹھیراتے تھے ان کی اولاد کے قتل کو بہترین نیکی باعث ثواب کر دکھایا تاکہ وہ (مشرکین) ان اپنی چہیتی اولاد کو ہلاک کردیں یعنی ان کے نام پر قربان کردیں اور تاکہ ان کے دین کو ان پر مشتبہ کردیں (پ ۸ سورہ انعام رکوع ۱۶) ابھرا گے چلکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم یعنی بیشک نقصان اٹھانے والے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی (پیاری) اولاد کو اپنی بیوقوفی اور ۔۔ سے قتل کر ڈالا۔

اور فرمایا اللہ پاک نے قرآن شریف کے تیسویں پارہ عم کی سورہ تکویر کے شروع میں کہ واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت اور جب (یعنی قیامت کے دن) ان زندہ درگور کی ہوئی لڑکیوں سے (کہ جن کو مشرکین مکہ محض ننگ و عار کی وجہ سے ہم کسی کے خسر نہیں بنیں گے یا ان کو ہم کہاں سے کھلائیں پلائیں گے یا چند دن کے بعد ان کو غیر شخص کو دینا پڑے گا پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیا تھا اور اپنے اس فعل کو ثواب کا کام جانتا تھا) دریافت کیا جائیگا کہ تم کو (تمہارے ماں باپ نے) کس گناہ کے بدلے میں کس طرح بے بسی کی موت مار ڈالا تھا اس دریافت کرنے سے ان ظالمین پر قیامت کے دن الزام قائم کرنا مقصود ہوگا۔

اہل عرب سوا انسانی قربانی کے گائے بیل اونٹ بھیڑ بکری دنبہ وغیرہ جانور بھی (خواہ نر ہوں یا مادہ) قربان کیا کرتے تھے اور اپنی اپنی قربانیوں کا خون اور گوشت خانہ کعبہ کی دیواروں اور اس کے اندر رکھے ہوئے بتوں میں لتھیڑ دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح پر قربانی کا خون اور گوشت خدا کو پہنچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل عقیدہ کو رد کرنے اور مسلمانوں کو اس بدعقیدگی سے بچانے کے واسطے اپنے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم (یعنی اللہ تعالیٰ کو نہ تو تمہاری ان قربانیوں کا (جو تم کرتے رہتے ہو) گوشت ہی پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون ہاں البتہ اس کے یہاں تمہارے دلوں کی پرہیزگاری پہنچتی ہے (یعنی قبول ہوتی ہے)۔

یونانیوں اور رومیوں میں رسم قربانی کا غلط عقیدہ

برادران اسلام! قدیم یونان اور روم کے باشندوں میں بھی رسم قربانی جاری تھی اور (اپنے زحل اور زیوس دو دیوتاؤں پر چڑھاتے تھے) ان کا عقیدہ تھا ۔ خداوند قالب انسانی میں حلول کرکے انسانی کاروبار میں حصہ لیتا ہے اور ان کا ایمان تھا کہ قربانی گناہوں کے کفارہ کا کام دیتی ہے اور خون اور گوشت کے ذریعہ دیوتاؤں کا خوش ہونا ان کا ہر دل عزیز اور نہایت پسندیدہ عقیدہ تھا مگر چند دنوں کے بعد دیوتا پرانے ہوجانے کی وجہ سے مرغوب طبع اور باعث کشش نہ رہے تو اور دیوتاؤں کی تلاش ہوئی چند دنوں کے بعد جب انہوں نے یسوع مسیح کا نام سنا تو زحل اور زیوس کی بجائے اس نئے دیوتا (مسیح) کے نام کو ترجیح دی اور کہ طبیب خاص یسوع مسیح کو تسلیم کرلیا اور اس طرح اس مذہب کی بنیاد رکھی گئی جو ۔۔ نام مسیحیت کہلاتا ہے لیکن بلحاظ عقائد ان رومیوں اور یونانیوں کا دین ہے جو اب سے ۔۔ سال قبل یورپ میں آباد تھے۔

مذہب عیسوی میں رسم قربانی

برادران ملت! مذہب عیسوی کا تو دارومدار ہی تمام تر مسئلہ قربانی پر ہے اور عہد جدید (یعنی اناجیل مروجہ) سے قربانی کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ انجیل متی باب ۵ آیت ۲۳ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہوا ہے کہ اگر تو قربانگاہ میں اپنی نذر (یعنی قربانی) لیجائے اور وہاں تجھے یاد آوے کہ تیرا بھائی تجھ سے ناراض ہے تو تو وہاں اپنی نذر قربان گاہ کے سامنے چھوڑ کر چلا جا پہلے اپنے بھائی سے میل کر تب اپنی نذر گزران

کتاب احبار باب ۲۲ آیت ۲۷ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب وقت بچھڑا یا برہ یا صوان پیدا ہو تو سات دن تک وہ اپنی ماں کے ساتھ رہے

اور پھر آٹھویں دن یا اس سے بڑھکر خداوند کی آگ کی قربانی کے لئے مقبول ہوگا۔

الغرض قربانی کا مسئلہ وہ اہم اور عظیم الشان شعار ہے کہ جس کا وجود (جیسا کہ میں ابھی ثابت کرچکا ہوں) ہر ملک اور ہر قوم میں پایا جاتا ہے اور جس نے انسان کے ساتھ ساتھ اپنے ارتقا کے منازل طے کئے ہیں انسانی قلوب میں ہمیشہ سے یہ خیال جاگزیں رہا ہے کہ قربانی کے ذریعہ سے بلیات دفع ہوتی ہیں اور نقصانات سے بچاؤ ہوتا ہے اور اسی لئے انسان قدیم الایام سے اپنے خداؤں کو خوش کرنے کے لئے قربانی کرتا رہا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ابتدائے آفرینش سے اس طریقہ پر غیر متزلزل ایمان رکھتی چلی آئی ہے کہ اعمال بد سے آسمانی حکومت خفا ہوتی ہے اور اس خفگی دفع کرنے کا اگر کوئی بہترین علاج ہو سکتا ہے تو وہ صرف قربانی ہے۔

مگر افسوس! اس عقیدہ کے مفہوم کو بگاڑ کر قربانی کے غلط معنی لے لئے گئے ہیں اور گمان کیا گیا کہ آسمانی خفگی جو انسان کی بداعمالی کا نتیجہ ہوتی ہے جانور کے ذبح کرنے سے دفع ہو جاتی ہے یہ بگڑا ہوا طریقہ ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گیا کہ یہواہ (یہود کے خدا) کی ناراضگی دور کرنے کے واسطے سوختنی قربانی کی رسم جاری کرنی پڑی اور خیال کیا جانے لگا کہ آسمان و زمین کا خدا سوختنی قربانی کے نونی دھوئیں سے خوش ہوتا ہے۔

قربانی کے اس غلط مفہوم اور بگڑے ہوئے رواج کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقیقی سچائی لوگوں کی نظروں سے اوجھل اور یاد سے فراموش ہوگئی اور آخرش ایک قوم (یعنی وہ عیسائی جو صحیح معنوں میں عیسائی تھے) کو نہ صرف شریعت موسوی کی صحیح تعلیم سے (جس پر وہ سب چلتے تھے) روگردانی کرنی پڑی بلکہ ان کی یہ غیر مستحسن مثال دوسری قوموں کے واسطے بھی ٹھوکر کی موجب ہوئی قربانی کی جگہ کفارہ کا مسئلہ اختراع کیا گیا اور گناہ سے نجات پانے اور معبود کو راضی کرنے کے لئے خون اور گوشت کا توسط ناگزیر سمجھا گیا۔

برادران اسلام واضح رہے کہ ایک زمانہ میں یہ خیال بھی ایسا ہی راسخ اور عام پسند ہوگیا تھا کہ ہر گناہ کے لئے ایک خاص جانور کی قربانی مناسب سمجھی جاتی تھی معمولی گناہوں کے لئے تو چھوٹے چھوٹے جانوروں کی قربانی کافی سمجھی جاتی تھی مگر بڑے گناہوں کے واسطے جب تک کسی بڑے جانور کو قربان نہ کیا جاتا اس وقت تک دیوتاؤں کے خوش ہونے کی توقع نہ ہوتی تھی آخر اس عقیدہ نے عمل ارتقا کے ذریعہ ترقی شروع کی اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ انسانی قربانی کو بھی جائز قرار دیدیا گیا کیونکہ کسی فرد واحد کے گناہ صغیرہ و کبیرہ کے لئے چھوٹا یا بڑا جانور کافی ہو سکتا تھا لیکن جبکہ کل قوم کو نجات دلانا منظور ہو تو اشرف المخلوقات انسان کے وجود سے بڑھکر اور کون جانور لائق قربانی ہو سکتا تھا اسی عقیدہ نے دنیا میں انسانی قربانی کو رواج دیدیا۔

پولوس کی موقع شناسی اور موجودہ عیسائیت کی ابتدا

جس وقت انسانی خیالات کی یہ حالت تھی اور کفارہ و انسانی قربانی کا رواج عام، بلند اور عالمگیر ہو رہا تھا عین اسی زمانہ میں موجودہ مسیحیت کا وجود عدم سے ہستی میں آیا اور جب جناب پولوس صاحب نے ملاحظہ کیا کہ یسوع مسیح کے احکام اور تعلیم بت پرست یورپ کی نظروں میں قابل تسلیم اور قبولیت کے نہیں ٹھہر سکتی تو اس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور کفارہ کے عقیدہ سے فائدہ اٹھانا چاہا اور خیال کیا کہ جو عقیدہ یورپ کو معلوم اور اہالیان یورپ کی جزو مذہب ہے وہی ان پر اثر ڈال سکتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے یورپ کو عیسائی بنایا جاسکتا ہے چنانچہ اس نے تعلیم دی کہ

مسیحیت کے متعلق پولوس کی تعلیم

چونکہ حضرت آدم بوجہ گندم خوری گنہگار تھے اس لئے گناہ بنی نوع انسان نے ورثہ میں پایا ہے پس کل حضرت آدم کی تمام نسل سے گناہ دور کرنے اور خداوند خدا کی ناراضگی دفع کرنے کے لئے کسی اور بہت بڑی قربانی کی ضرورت تھی اب اس قربانی کے لئے دنیا کا کوئی ایک حیوان تو کیا کل عالم حیوانات بھی غیر موزوں اور نامناسب تھا کیونکہ گناہ بھی تو کسی فرد واحد یا قوم کا نہ تھا بلکہ کل نسل حضرت آدم کی ہلاکت یا حفاظت کا سوال تھا لہذا رحیم و کریم خدا نے (حضرت) آدم کی نسل سے محبت کا اظہار کیا اور ان کے بچاؤ و نجات کی خاطر اور خود اپنی خفگی دور کرنے کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے (مسیح) کو (نعوذ باللہ) گناہوں کی مزدوری ادا کرنے کیلئے بھیجا اور اس طرح جس قدر عظیم التعداد گناہ تھے اسی قدر عظیم الشان قربانی وقوع میں آئی یعنی مسیح علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے۔

جب یہ عقیدہ یورپ کے سامنے رکھا گیا اور پوری احتیاط کے ساتھ ان کے سامنے وہی کچھ پیش کیا گیا جو ان کے عقائد میں پہلے سے موجود تھا تو مغربی دنیا نے جوق در جوق اس مسیحیت کا حلقہ بگوش ہونا شروع کردیا اور ایسا کرنا ان کے لئے کچھ دشوار بھی نہ تھا کیونکہ اس جدید مذہب میں جو کچھ تعلیم دی گئی تھی اسے وہ پہلے ہی سے مانتے تھے اب صرف بعض ناموں کا تغیر وقوع میں آنا تھا اور بس۔

ناتمام تعلیم اور اجتماع ضدین

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ رسم قربانی کا وجود ہر ایک مذہب و ملت میں پایا جاتا ہے اور ہم مسلمان بھی اس رسم قربانی کے قائل اور پابند ہیں اور ہر سال ۱۰ ذی الحجہ کو اس تاریخ سے ۱۲ تاریخ تک بموجب حدیث شریف "سنت ابیکم ابراہیم" کرتے ہیں لیکن یہ کیسا بیہودہ اور قابل تمسخر خیال اور عقیدہ ہے کہ رحیم و کریم خدا صرف خون اور گوشت ہی سے خوش ہوتا ہے مقام حیرت و تعجب ہے کہ یہ اجتماع ضدین کیونکر وقوع میں آیا کہ خدا رحیم بھی ہے اور کریم بھی ہے اور پھر بھی بغیر خون اور گوشت کے خوش نہیں ہوتا اور پھر لطف یہ ہے کہ اگر کسی مسیحی سے مسئلہ کفارہ کے دلائل دریافت کئے جاتے ہیں تو کافی اور شافی جواب بھی نہیں ملتا اور جواب ملے بھی تو کہاں سے ملے؟ کیونکہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابوں میں نہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور نہ قربانی کی اصل حقیقت کا اظہار کیا گیا جہاں تک میں خیال کرتا ہوں حضرت مسیح علیہ السلام نے قربانی کی اصل حقیقت کا اظہار کرنا چاہا مگر جو لوگ آپ کے گرد و پیش تھے ان کی قابلیت ذہنی اس قدر پست تھی کہ وہ باریک رازوں کے سمجھنے کے اہل نہ تھے لہذا حضرت ابن مریم علیہ السلام نے اس مسئلہ کو بھی اور بہت سی باتوں کی طرح روح حق کی آمد پر چھوڑا اور اس بات کو خود مسیحی بھی مانتے ہیں کہ حضرت

مسیح علیہ السلام نے اپنی تعلیم کو ناتمام چھوڑا تھا اور نقص تعلیم کے پورا کرنے کے لئے روح حق کا وعدہ فرمایا تھا جو مسیحی اعتقاد کے بموجب روح القدس کے نام سے موسوم اور کبوتر کی شکل میں مسیح علیہ السلام کے شاگردوں پر اتری اور مسیح علیہ السلام کی ناکمل تعلیم کو مکمل کیا۔

روح حق یا حضرت محمد صلعم

لیکن عیسائیوں کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ اور باتوں کو چھوڑ کر اگر صرف مسئلہ قربانی پر توجہ کی جائے تو جو انجیلیں حضرت مسیح علیہ السلام کی مفروضہ تعلیم مکمل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی ہیں اس میں یہ مسئلہ کچھ اس کا تو ناتمام چھوڑا گیا ہے البتہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی مندرجہ انجیل یوحنا ایک اور جگہ اپنے پورے جاہ و جلال سے پوری ہوئی اور آپ کی یعنی مسیح علیہ السلام کی ناتمام باتوں اور تعلیم کو پورا اور مکمل کر دیا گیا چنانچہ منجملہ ان کے مسئلہ قربانی بھی ہے۔

ہاں وہ پیشین گوئی کہاں اور کس زمانہ میں پوری ہوئی؟ اور وہ روح حق کہاں نمودار ہوئی؟ اس کا جواب بہت سے منصف اور حق پسند مسیحی لوگوں نے دیا ہے اور امید ہے کہ آئندہ بلکہ اور بہت سے دیں گے اور انشاء اللہ ایک نہ ایک دن وہ خود بخود بول اٹھیں گے کہ وہ روح حق فاران کی چوٹی پر اتری اور حضرت محمد مصطفےٰ رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود میں نمودار ہوئی اور آپ پر جو قرآن پاک نازل ہوا اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ناتمام تعلیم مکمل کی چنانچہ فرمایا جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا یعنی حق آگیا اور باطل بھاگ گیا بیشک باطل بھاگ جانے کے قابل ہی تھا۔ (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل)

قرآن پاک اور مسئلہ قربانی

برادران اسلام! قرآن پاک نے جس طرح دوسرے نامکمل مذہبی مسائل کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق درجہ تکمیل تک پہنچایا ہے اسی طرح قربانی کے مسئلہ کی اصلی کیفیت اور قربانی کی اصلی غرض و غایت پر بھی کافی روشنی ڈالی اور اس امر کا صاف صاف اظہار کر دیا گیا کہ خون اور گوشت سے اصل قربانی مراد نہیں اور نہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز خدا تک پہنچتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو تو صرف دلوں کی پاکیزگی اور تقوی پسند ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو اس طرح ارشاد فرما کر صاف کر دیا کہ لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم یعنی اللہ تعالیٰ تک ان قربانیوں کا جن کو تم آئے سال نیت نذر نیت کے ساتھ کیا کرتے ہو خون اور گوشت نہیں پہنچتا بلکہ وہاں تک تمہارے تقوی کی رسائی ہے۔

اب ان آیات میں جو میں نے شروع میں پڑھی ہیں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً قربانی کی اصل غرض و غایت بتلا دی ہے پھر بھلا ایک مسلمان جس کے سامنے ایسی مکمل و مدلل تعلیم ہو وہ کیونکر خون اور گوشت کو ذریعہ نجات سمجھ سکتا ہے قرآن پاک پر ایمان لانے والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے یہاں صرف تقوی اور پرہیزگاری کی رسائی ہے اور قربانیوں کے ذریعہ سے مومنین کو تقوی اور پرہیزگاری کا سبق دیا جاتا ہے اور یہی قرآن کریم کی کامل تعلیم کا اصل منشا تھا۔

تقوی کی تعریف

اس موقع پر چونکہ تقوی کا ذکر آ گیا ہے اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سردست اختصار کے ساتھ یہ بھی بتاتا چلوں کہ تقوی کیا ہے اور اس سے کون سے اغراض و مقاصد وابستہ ہیں؟ یاد رکھیئے؟ یاد رکھیئے کہ تقوی کی انتہائی غرض ذات باری کا قرب اور فنا فی اللہ ہو جانا ہے پس جو شخص تقوی کی راہوں پر قدم مارنے کا متمنی ہو اس کو لازم ہے کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے اسی کو اپنا نصب العین اور مطمح نظر قرار دے۔

قربانی کا ایک عالمگیر اصول

فطرت انسانی اس امر کی متقاضی ہے کہ وہ ہمیشہ ترقی کی طرف صعود کرے اور ارتقا کی خواہش تمام مخلوق میں سرایت کئے ہوئے ہے اور ہر چیز ادنیٰ سے اعلیٰ منزل کی طرف بلند ہو رہی ہے اب انسان جو کل مخلوق سے بالاتر ہے وہ کس روحانی بلندی کی طرف ترقی کرے اس سے بلندتر کون ہے وہ ذات احدیت ہے پس یہ ہماری فطرتی خواہش ہے کہ ہم خدائے تعالیٰ کی ذات میں محویت اور اس کا قرب تلاش کریں ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ ادنیٰ اشیاء اعلیٰ پر قربان ہوتی رہتی ہیں اور اپنی ہستی مٹا کر اعلیٰ ہستی میں جذب ہو جاتی ہیں اور اس طرح ارتقا کا ایک عالمگیر اصول پیش کر کے ہمیشہ سکھاتی ہیں کہ بلند ہونے اور بام ترقی پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو مٹا دیا جائے۔

میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا مٹی کے ذرات نباتات میں تبدیل ہوتے وقت اپنی ہستی قائم رکھتے ہیں؟ اور کیا گھاس کا ننھا سا تنکا عالم حیوانات میں صعود کرنے کے لئے گائے کے دانتوں سے ذبح ہو کر اس کے پیٹ میں نہیں جاتا؟ پھر اس عمل سے کیا وہ اپنی ہستی نہیں مٹا دیتا؟ اسی طرح جب ایک حیوان کا گوشت ہماری غذا یک جگر ہمارے جسم کا جزو ہو جاتا ہے تو کیا اس حیوان کو انسان بننے کے لئے اپنے اوپر ایک قسم کی موت نہیں وارد کرنی پڑتی؟ بس اسی میں مسئلہ قربانی کا راز مضمر ہے۔ اور یہی ایک قربانی کا عالمگیر اصول ہے۔

قرب الٰہی

لب یہ اصول ہمیں بتاتا ہے کہ ادنیٰ ہستی کو اعلیٰ بننے کے واسطے ایک قربانی کی ضرورت ہے اور وہ نباتات ہوں یا حیوانات ہر ایک کو اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کے واسطے اپنی ہستی ضرور فنا کرنی پڑتی ہے اور جب تک کوئی اس عمل کے نیچے نہ آئے اسے اپنے سے اعلیٰ ہستی کا قرب حاصل نہیں ہوتا اس تمام بیان سے صاف طور پر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ہماری قربانیوں کی علت غائی قرب الٰہی ہونا چاہیئے۔

واضح رہے کہ مختلف قوموں نے اس امر کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا ہے کوئی اس کو نروان کہتا ہے اور کوئی بلیدان نام رکھتا ہے کوئی نذر اور کوئی سیکریفائٹ کے نام سے پکارتا ہے لیکن عربی لفظ قربانی سب سے بڑھکر جامع اور اصل مفہوم و غرض کا کامل اظہار اپنے اندر رکھتا ہے۔ قربانی کی انتہائی غرض و غایت اور اصل مطلب و مقصود حصول قرب الٰہی ہے اور قربانی کا مادہ بھی قرب ہی ہے جس کے معنے نزدیک پہنچنے کے ہیں پس یہ لفظ قربانی ہی اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ قربانی سے رضا و قرب الٰہی حاصل کرنا مقصود ہے۔

اطاعت کامل

اب میں پھر اسی تلاوت کی ہوئی آیت کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں اس آیت میں

اللہ تبارک و تعالیٰ قربانی کے ذریعہ قرب الٰہی کے حصول کا ذکر کرتے ہوئے کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا ہی ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا وبشر المخبتین اور ہم نے ہر ایک امت کے واسطے قربانی قرار دی تھی تاکہ جو مویشی اور چارپائے جانور دیئے گئے ہیں وہ قربانی کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیں۔ پس جانتے رہو کہ تمہارا معبود صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے پس اسی کی (کامل) اطاعت (و فرمانبرداری) کرتے رہو اور عاجزی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دو۔

اس آیت کریمہ کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ اول تو قربانیاں کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لیکر جانور ذبح کیا جائے جیسا کہ قربانی کرتے وقت دعا پڑھتے ہیں اور "بسم اللہ اللہ اکبر" کہکر ذبح کرتے ہیں) اور دوسرے اس طرح یہ سبق بھی حاصل کیا جائے کہ قربانی کی غرض کامل اطاعت کر کے اپنی ہستی فنا کرنے اور انسان کا جزو بدن بن جاتے ہیں اسی طرح انسان بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے سامنے سر جھکا دے اور کامل اطاعت کر کے اس کا قرب حاصل کر لے۔

ہم عذاب الٰہی سے کیونکر بچ سکتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے غضب و عذاب سے بچنے کے لئے خون اور گوشت کا توسط و توسل درکار ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال ہی قابل نفرت ہے اور رحمٰن و رحیم خدا کی جو صفات شریعت اسلام میں مذکور ہیں ان کے منافی یہ عقیدہ صرف جہلا اور اوہام پرست اقوام کے لئے موزوں ہو سکتا ہے کیونکہ رحیم و کریم خدا خون اور گوشت کا بھوکا نہیں ہے۔

برادران ملت! ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایک حیوان اپنے تئیں فنا کر کے عزت اور نجات حاصل کرتا یعنی ہماری خوراک بنکر ہمارے جسم کا ایک حصہ ہو جاتا ہے اور اس طرح ان تمام خطرات سے مامون و محفوظ رہتا ہے جو دنیا میں ایک ادنیٰ حیوان کے لئے مقدر ہیں! ایک بھیڑ جب قربان ہو کر انسان کا جزو بدن ہو جاتی ہے تو وہ بھیڑیئے کے خوف سے نجات پاتی اور زیادہ مصئون و محفوظ زندگی بسر کرتی ہے۔ پس خطرات سے محفوظ رہنے اور نجات یافتہ ہونے کا ذریعہ اپنی ہستی کو مٹانا اور فنا فی اللہ ہو کر خودی کو قربان کر دینا ہے اور یہی تقویٰ ہے۔

فنا فی اللہ کی تعریف

عارف بودھ نے جب نروان کی تعلیم دی تھی تو یقیناً ان کا منشا اس فنا سے یہی تھا کہ اپنی ہستی کو مٹا کر کسی اور ذات میں داخل ہو جائیں اور اس طرح دکھ سے نجات پائیں یہی نروان حقیقی قربانی اور فنا فی اللہ ہے۔

ابھی عرض کر چکا ہوں کہ عالم نباتات کے اراکین قربانی کے عمل سے عالم حیوانات میں داخل ہوتے اور عالم حیوانات کے ادنیٰ نفوس اس عمل کی بدولت انسانی قالب میں مبدل ہو کر ان خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں جو ہر ایک عالم اور انفرادی شے کی اپنی ذات سے مخصوص ہیں بھلا جب ادنیٰ مخلوق کی یہ حالت ہو تو کیوں انسان بھی اسی طریقہ سے اپنی ذات کو اپنے مخصوص خطرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور کیوں نہ ترقی کر کے ایک آسمانی وجود نہیں بن سکتا؟ یقیناً ابن آدم بھی اسی طریقہ پر عمل پیرا ہو کر ہر قسم کی بدیوں اور خطرات سے مخلصی اور نجات حاصل کر سکتا ہے اور بالآخر آسمانی بادشاہت کی ان حدود میں داخل ہو جاتا ہے جہاں بدی کے بادشاہ کا لشکر داخلہ کی اجازت حاصل نہیں کر سکتا یہ وہ مقام ہے جو بہت ہی بلند اور ارفع ہے اور میں سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ اس کی چھت پر چڑھنے کا ذریعہ صرف ایک معراج قربانی ہی ہے اور اگر ہم خوش قسمتی سے اس بام رفعت پر چڑھ جائیں تو پھر خدا تعالیٰ کی محبت کے جذبات ہمارے دلوں میں جوش زن ہو کر نور عرفان پیدا کرینگے اور تاریکی کے سیاہ پردوں کو اٹھا کر اندھیرے کو اجالا کر دکھائینگے جو شخص خدا تعالیٰ کے انعامات سے بہرہ ور ہو کر اس حالت تک پہنچ جائے وہ خدا کا پیارا اور خدا کا ولی کہلا سکتا ہے اس حالت میں اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اس کی آنکھ خدا کی آنکھ اور اس کا پاؤں خدا کا پاؤں ہو جاتا ہے اسی کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنی تم اپنے اخلاق وہ بناؤ جو اللہ تعالیٰ کے اخلاق ہیں بس وہ لوگ جو اپنے اخلاق کو خدا کے سے اخلاق بناتے اور اپنی خواہشات نفسانی کو رضائے مولا کے سامنے قربان کر دیتے ہیں وہ لوگ مقام فنا فی اللہ میں ہیں۔

الغرض یہ لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا کر کے دوئی کو مٹا کر ایک ہو جاتے ہیں پھر ان سے وہ خارق عادات امور سرزد ہوتے ہیں جو خود حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ کے صفات مخصوصہ ہیں مثلاً جلال و تکمیل صرف اسی ذات واحد و یکتا کے شایان شان ہے لیکن جو شخص اپنے نفس کے خرخرے کو رضائے مولا کے مذبح پر قربان کر دیتا ہے وہ بھی اوصاف مذکورہ سے حصہ لیتا ہے۔

بلکہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ ایسا شخص اپنے ہم جنسوں میں قابل پرستش قرار دیا جاتا ہے اور اسی طرح جو شخص اپنی ہستی مٹا کر تمام ہستیوں کے جہت کرنے والی ذات میں محو ہو جاتا ہے وہ خدا کے اوصاف سے بہرہ ور ہوتا اور عام انسانوں کی طاقت علم سے بالاتر امور کر سکنے کا اہل ہو جاتا ہے ایسے وجودوں کو بعض اوقات جہالت اور کم فہمی سے خدا تسلیم کر لیا اور سمجھ لیا جاتا ہے چنانچہ ہمارے خیال کی مصداق حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے صلیب پر جان دیکر اپنے خون اور گوشت سے بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا اور اسی طرح حضرت سیدنا امام عالیمقام حسین علیہ السلام کی نسبت ایک معتقد طبقہ کا خیال ہے کہ اگر آپ دشت کربلا میں تین دن بھوکے پیاسے رہ کر شہید نہ ہوتے تو گنہگار امت حضرت خیر الوریٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بخشش نہ ہوتی۔ میں یہاں ان خیالات کی صحت یا عدم صحت پر بحث کرنا نہیں چاہتا بلکہ مجھے تو صرف یہ ظاہر کر دینا منظور ہے کہ ان پاک نفوس نے خدا کی راہ میں اپنی ہستی کو قربان کیا اور خدائی اوصاف سے متصف ہو گئے۔

برادران اسلام! اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اسلام کی تعلیم بالکل صاف اور شرک و اوہام سے کھلی کھلی بیزاری کرنے والی نہ ہوتی یا اگر حضرت محمد رسول اللہ

صلعم کے ساتھ عبدہ کا لفظ نہ ہوتا تو یقیناً سرکار عرب و عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی عرش رب العالمین پر بٹھا دیا جاتا کیونکہ آپ سے بڑھکر خدا کے راستہ میں کسی نے قربانی نہیں کی اور نہ کر سکتا ہے۔ اللھم صل و بارک وسلم۔

برادران اسلام! میں نے ابھی آپ کے سامنے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی دو مثالیں پیش کی ہیں اول الذکر یعنی حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام نے (باعتقاد نصاریٰ) صلیب پر اور موخر الذکر یعنی سیدنا امام حسین علیہ السلام نے صحرائے کربلا میں نفس کی قربانی کا عملی وعظ ارشاد کیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جو پیدائش کی رو سے کوئی انسان عظیم الشان انسان نہ تھے محض قربانی کی وجہ سے ابن اللہ اور اللہ کے بیٹے ہو گئے اور قریب قریب یہی حال حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہو گیا کہ طبقہ جہلا میں ان کا درجہ خدا کے ہم پلہ ہو گیا اور تمام ملتیں اور مرادیں بجائے خدا کے ان سے مانگی جانے لگیں اور اسی طرح بدھ جی مہاراج اور سری کرشن جی اور رام چندر جی اپنے نفس کی قربانیوں کے طفیل حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح مخلوق خدا کی آنکھوں میں قابل پرستش و عبادت ٹھیرا لئے گئے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ان کی پرستش اور پوجا ان کی منشا کے خلاف ہے ان کی قربانیوں کا منشا کفارہ نہیں تھا بلکہ ان کی منشا اور مدعا صرف حصول قرب الٰہی تھا۔

رحمت اور قبولیت کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے

برادران اسلام ان تمام مثالوں سے میری غرض قربانی کی حقیقت اصلی کا اظہار اور اس امر کی توضیح کرنا ہے کہ خدا کی رحمت اور قبولیت کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا ہے اور اب بھی قربانی کرنے والے انعامات خداوندی کے وارث ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام صرف ایک انسان تھے فرشتہ دیو یا جن نہ تھے اور وہ اپنے تئیں ابن آدم ہی کے نام سے پکارتے تھے پس اگر کوئی بات حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر صادق آتی ہے تو دوسرا بھی اس کا مصداق ہو سکتا ہے اور اس میں کلام نہیں کہ اگر تم بھی اپنے سچے مذہب اور قوم کی خاطر اپنے نفس اور اپنے تمام عیش و آرام کو حکم باری تعالےٰ پر قربان کر دو گے تو یقین کرو کہ تم کو بھی حیات جاودانی حاصل ہو جائے گی اور تا قیامت زندہ جاوید رہو گے۔

اللہ بڑی عظمت و شان الا ہے

پس اے برادران اسلام! دیکھو اور ذرا غور سے دیکھو اور یاد رکھو کہ اگر ایسے نتائج ناممکنات سے ہوتے تو اللہ تعالیٰ قربانیوں کو کبھی رضا مندی کا موجب نہ ٹھیراتا اور نہ ہم اپنے خدا کے نام ہی کو بلند کر سکتے۔ بھائیو! سنو اور بغور سنو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی وسیع ہے اور اس کے افضال و اکرام کی کوئی انتہا نہیں وہ بڑی عظمت و شان والا ہے ہاں تم اس کی رحمتوں اور اس کے افضال و اکرام کے جاذب ہو قربانیاں کرو اور اس کی عظمت و شان بیان کرو اور ایک زبان ہو کر۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کا نعرہ لگاؤ اور درود و سلام بھیجو اس نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جس نے ہم پر قربانی کی اصل حقیقت کا اظہار کر دیا اور اس کی صحیح مفہوم سمجھا دیا اور درود و سلام بھیجو اس نبی برحق یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جس کی سنت کے بموجب ہم مسلمان ہر سال ماہ ذی الحجہ کی دس تاریخ سے لیکر ۱۲ تاریخ تک قربانیاں کیا کرتے ہیں۔

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

ان خطوط کے اصلی ہونے کے متعلق ایڈیٹر رسالہ [illegible] ایڈیٹر رسالہ مولوی ایڈیٹر رسالہ [illegible] تصدیق فرماتے ہیں۔ حضرت تصدیق کی پر اکتفا کی جائیگی تاکہ کسی کو [illegible] نہ ہو۔

[illegible] خاں صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپکے عمل [illegible] کامیابی ہوئی عمل [illegible] بھیجدیجئے

[illegible] صاحب [illegible] سے [illegible] عمل منگوائے [illegible] درحقیقت [illegible] صحیح [illegible] ہمیشہ [illegible] دعا کرتا ہوں کہ خدا آپکے کام میں برکت دے۔

[illegible] عمل [illegible] مولوی [illegible] واسطے آپکا عمل [illegible]

محبوب عاشق کے قدموں پر

عمل اسفلی یا مذہب والا اعمال بن سکتا ہے مسلمانوں کیلئے مناسب نہیں عمل علوی منزل [illegible] کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی بے سود خطا نہیں گئے جب تلاش میں ہزاروں روپے برباد کئے اب ہم خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست تفصیل بیان کا اعلان کرتا ہوں تا کہ سب [illegible] فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک [illegible] سال کیلئے اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتانے کا عہد طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال تک [illegible] دوسرے سال کیلئے [illegible] منٹ [illegible] اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابع بنایا جا سکتا ہے [illegible] عمل ۲ یہ ایک [illegible] عمل ہے [illegible] جاتی ہے سات دن میں مطلوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف [illegible] عمل ۳ برائے ترقی روزگار عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت اور اسکی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف [illegible] گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں [illegible] ترقی ہوتی [illegible] کی [illegible] کار کرتا [illegible] پڑھنے کی اجازت [illegible] ان تینوں عملوں کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ وقت نہ اپنے مکان سے [illegible] جانیکی [illegible] طلب [illegible] دنوں کا ہدیہ صرف چار [illegible] لیا جائیگا اگر [illegible]

[illegible] شاہ عالم، پوسٹ بکس نمبر ۱۴۵ دہلی

دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

[illegible] تحریر فرمایا ہے کہ آپکا مرسلہ وظیفہ ترقی روزگار ابھی صرف تین ہفتہ پڑھا تھا کہ میری آمدنی میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی۔

سید عباس علی صاحب کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں آپکے عمل ترقی روزگار کا برابر عمل کر رہا ہوں اور اسکے نیک اثرات محسوس ہو رہے ہیں۔

ماسٹر چراغ الدین صاحب [illegible] لکھتے ہیں ایک عمل ترقی روزگار منگایا تھا آزمائش کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ عمل واقعی ایک عطیہ الٰہی ہے [illegible] ترقی روزگار کے متعلق ایک [illegible] خط لکھا ہے ان کے بعض فقرے حسب ذیل ہیں [illegible] اس عمل کے [illegible] اثرات دیکھے گئے ترقی روزگار کیلئے یہ عمل [illegible] ہے [illegible] ترقیاں [illegible] و دکان [illegible] نہ تھا۔

احکام عید اضحیٰ

(از جناب مولوی غلام غوث صاحب حیدرآباد دکن)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ "پس تم اپنے پروردگار کی نماز پڑھو اور قربانی کرو"

ذی الحجہ بہت ہی مقدس مہینوں سے ہے اس ماہ میں اسلام کا پانچواں اہم رکن حج ادا کیا جاتا ہے۔ ان دس دنوں میں عبادت الٰہی اعمال نیک کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ بجائے سینما تھیٹر، رقص و سرود غیر مفید لہو و لعب کے مسلمان نیک شغلوں میں مصروف رہیں تا برکات الٰہی کے مورد اور اہل بنیں اور جہاں تک ممکن ہو عید کے مصارف میں میانہ روی سے کام لیں اسراف اور فضول خرچی سے بچیں۔ عید کے سامان کی خریداری میں غریب پیشہ مسلمانوں کی ہی کچھ حوصلہ افزائی کریں۔ آنحضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"نہیں ہے کوئی دن کہ کوئی عمل نیک اس میں زیادہ محبوب ہو۔ اللہ جل شانہ کے پاس ان دس دنوں سے جو عشرہ بقر عید کا ہے" (بخاری)

مسئلہ سنت ہے عید کے روز غسل کرنا اور اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا۔

مسئلہ عید کی نماز حنفیہ کے پاس واجب شافعیہ کے پاس سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ ہلال کا ثبوت رویت یا شہادت سے ہوتا ہے اہل تنجیم کا قول شرع میں معتبر نہیں ہے۔

مسئلہ عید کی نماز کا وقت آفتاب ایک نیزہ کے برابر بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال تک رہتا ہے اس کے دو رکعت ہیں بغیر اذان و اقامت کے اس کی نیت یہ ہے أُصَلِّي صَلٰوةَ الْعِيْدِ لِلّٰهِ تَعَالٰى إِقْتَدَيْتُ بِهٰذَا الْإِمَامِ میں اس عید کی نماز پڑھتا ہوں اللہ کے لئے اقتدا کی میں نے اس امام کی۔

مسئلہ عیدین میں امام سے سہو واقع ہو وے تو بقول مختار حنفیہ سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ امام نے تکبیرات نہ کہکر رکوع کر دیا تو پھر اس کے لئے قیام میں عود نہ کرے رکوع میں ہی بغیر ہاتھ اٹھانے کے تکبیر کہے۔ شافعی امام تکبیر بھول کر قرأت شروع کر دے تو پھر تکبیرات کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ کوئی شخص نماز میں وقت قیام تکبیرات ختم ہونے کے بعد شامل ہو تو خود وہ تکبیرات کہے اگر امام کو رکوع میں پائے تو رکوع میں ہی مل جائے اور تکبیرات بغیر ہاتھ اٹھانے کے رکوع میں کہے۔ شافعیہ کے نزدیک تکبیرات کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ عید اضحیٰ میں تکبیرات عیدگاہ جاتے وقت راستہ میں پکار کر کہے عید الفطر میں آہستہ۔ شافعیہ کے نزدیک ہر دو عیدوں میں تکبیرات پکار کر کہے

مسئلہ نویں ذی الحجہ عرفہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر جماعت مستحبہ کے بعد اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ایک بار کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے۔ شافعیہ کے پاس عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کی عصر تک ہر نماز کے بعد تکبیر پکار کر کہنا سنت ہے خواہ فرض نماز ہے یا نفل ادا ہے یا قضا یا جنازہ

خطبہ امام کو نماز کے بعد دو خطبہ پڑھنا سنت ہے خطبہ کے وقت بات چیت نہ کرے۔ حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے وقت مسلمانوں میں شجاعانہ روح، اضعت کا جذبہ قیام امن کا احساس پیدا کرنے کے لئے اپنے دست مبارک میں کمان کبھی برچھا پکڑتے تھے۔

یہ اہم اسوہ حسنہ ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفاظت خود اختیاری اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مسلح رہنے کو اتباع سنت تصور کرتے تھے اعدوا لهم ما استطعتم من قوة۔

قربانی وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الآخرین الخ اور ہم نے اس لڑکے کے فدیہ میں ان کو ایک بڑا ذبیحہ دیا اور ان کا ذکر خیر پچھلوں میں قائم رکھا۔ قربانی حضرت خلیل علیہ السلام کی یادگار ہے جس میں امت مرحومہ کے لئے ایک سبق ہے صحابہ نے آنحضرت صلعم سے قربانی کے متعلق پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم کو اس میں ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔

مسئلہ قربانی حنفی مذہب میں صاحب نصاب پر جس کے ملک میں حاجت اصلی (حوائج خانہ داری قرضہ) سے فاضل رقم یعنی چالیس روپیہ یا اس کے بھمن چاندی یا زیورات وغیرہ ہوں تو واجب ہے غیر مستطیع پر واجب نہیں سا ہوکار وغیرہ سے قرضہ لیکر قربانی وغیرہ کرنے میں کچھ اجر یا ثواب نہیں ہے شافعیہ کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے نصاب کی قید نہیں جس کے پاس اس کے اور اس کے اہل و عیال کے ایک دن کے (بقول تا تشریق) خوراک اور لباس سے فاضل رقم ہو تو قربانی کرے۔

مسئلہ عید کی نماز کے بعد سے بارہویں کی مغرب تک قربانی کرے شافعیہ کے نزدیک تیرہویں کی مغرب تک قربانی کرے **مسئلہ** اونٹ اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے بھیڑ اور بکرا ایک شخص کی طرف سے قربانی کیا جائے **مسئلہ** اونٹ پانچ سال گائے دو سال، بھیڑ (بقول بعض) چھ ماہ اور بکرا ایک سال سے کم عمر کا نہ ہو شافعیہ کے نزدیک بھیڑ ایک سالہ اور بکرا دو سالہ رہے **مسئلہ** قربانی کے جانور عیب دار نہ ہوں جیسے کانا آدھا کان کٹا ہوا، دم سرین کا بیشتر حصہ کٹا ہوا لنگڑا اندھا لاغر جو چل نہ سکے وغیرہ۔

مسئلہ خصی کئے ہوئے دیوانہ سینگ ٹوٹے ہوئے مینڈھی یعنی بغیر سینگ والے جانور قربانی کے لئے جائز ہیں شافعی مذہب میں خارشی لنگڑا دیوانہ کان، زبان، دم کا ٹکڑا کٹا ہوا حاملہ جانور جائز نہیں۔

ذبح کسی جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رو ہو کر تیز چھری سے تین رگیں کاٹیں دو گردن کے جو مجار خون ہیں دو رگ ہیں گردن کے دونوں جانب اور مری غذا پانی جانے کی رگ جو حلقوم کے نیچے ہوتی ہے۔ حلقوم سانس داخل اور خارج ہونے کی رگ۔

مسئلہ اگر تین رگیں بھی کٹیں تو کافی ہے لیکن حلقوم اور مری ضرور کٹے۔ قربانی کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ أُضْحِيَّةٌ مِنِّيْ تَقَبَّلْهَا كَمَا تَقَبَّلْتَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اگر غیر کی طرف سے ذبح کرتا ہو تو منی کی جگہ اس شخص کا نام من فلاں کہے **مسئلہ** اگر خود ذبح کرنا جانتا ہو تو آپ ذبح کرے ورنہ دوسرے کو حکم کرے **مسئلہ** مستحب ہے تہائی گوشت اور قربانی کی کھال راہ خدا میں صرف کرے تہائی اقربا و احباب میں تقسیم کرے اور تہائی خود رکھے۔

قرآن پاک کی عالمتاب روشنی

(از حضرت مولانا ابوالفیض محمد محمود عالم صاحب جھیا زوی فاضل الٰہیات کانپور)

جس زمانہ میں ساری دنیا میں کفر و شرک کا بازار گرم تھا ضلالت و گمراہی تباہی و بربادی کی گھنگھور گھٹا تمام عالم میں چھا رہی تھی ایران میں ہندوستان میں چین میں اور جاپان میں ملتان و افغانستان میں عرب اور تمام ممالک جہان میں آتش پرستی تثلیث پرستی ستارہ پرستی سورج پرستی بطلان پرستی بت پرستی پھیل رہی تھی توحید حقیقی کا کہیں نام و نشان نہ تھا عیسائی باوجود دعویدار اہل کتاب ہونے کے تین تیرہ ہو رہے تھے ہندوستان جس کو آریہ ورگ مقدس بید کا اصلی گھر اور وطن قرار دیتے ہیں کفر و ضلالت کا مسکن اور مخزن بن رہا تھا اس کنارے سے لیکر کوہ ہمالیہ تک ضلالت و بدعات کا سمندر جوش زن تھا دنیا کے تمام ادیان بگڑ چکے تھے سچائی کا درخت مرجھا گیا تھا نیکی کی کھیتیاں خشک ہو چکی تھیں عدالت کا باغ ویران ہو رہا تھا لوگوں کے اعمال تباہ نامہ اعمال سیاہ ہو رہے تھے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو رہا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ظهر الفساد فی البر والبحر۔

لوگوں کے گناہ اور برے اعمال کی وجہ سے بربادی و تباہی کی زیادتی بطلان کی طغیانی ظلم و سفاکت کی ارزانی بغض و عداوت کا سیلاب ایسا موجزن تھا کہ کوئی بندہ رب کا عالم کے نام کا لینے والا نہ تھا کوئی پیاسوں کی تشنگی بجھانے والا نہ تھا کوئی بیماروں کے درد کا علاج کرنے والا نہ تھا کوئی بھٹکے ہوئے مسافروں کو منزل مقصود تک پہنچانے والا نہ تھا کوئی روشنی اندھیرے گھر کو روشن کرنے والی نہ تھی

جب تشنہ و بے قرار زمین پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے ترس جاتی ہے خاک کا ایک ایک ذرہ رطوبت اور نم کے لئے بیقرار ہو جاتا ہے کرہ ارضی اپنی خود حرکت میں آفتاب کے آتشکدہ سے قریب تر ہو جاتی ہے اس کی تمام کائنات نباتاتی اپنا حسن و جمال فطرتی کھو دیتی ہے پرندے اپنے گھونسلوں میں ٹہنیاں درختوں میں اور انسان اپنے گھروں میں پانی کے لئے ماتم کرتا اور ہر دم آسمان کی گرم و خشک فضا کی طرف مایوسی کی نگاہیں اٹھاتا ہے تو وہ رب السموات والارض اپنی محبت و ربوبیت کے نقاب میں آتا ہے اور مایوسی کے بعد امید کا، نامرادی کے بعد مراد کا موت کے بعد زندگی کا پیام زمین کے ذرہ ذرہ تک پہنچا دیتا ہے۔

وہ رب العالمین جو زمین کی پکار سنکر اسے پانی دیتا ہے جس کی بیقراری بجھا کر اسے غذا بخشتا درختوں کی ٹہنیوں کو خشک دیکھ کر اسے تر و تازگی بخشتا سبز پتوں اور سرخ پھولوں کی زیبائش و دلکشی سے مزین فرماتا کیونکر ممکن ہے کہ روح انسانی کو ہلاکت و بربادی کے لئے چھوڑ دیگا اور عالم انسانیت کا مرجھانا اسے خوش آئے گا۔

اسی حکیم مطلق خالق عالم پروردگار برتر نے ظلمت و ضلالت خونریزی و سفاکت کے طوفان میں دنیا سے جہل و تاریکی ذلت و خواری دور کرنے کیلئے اپنا بے پایاں عنایت و کرم لطف و رحم سے کتاب مبین، قانون بے نظیر قرآن مجید فرقان حمید نازل فرما کر ہدایت و رہنمائی کا سامان مہیا فرما دیا قرآن مجید ایسے ملک میں نازل فرمایا جہاں کے باشندوں کے دل ایسے سخت جیسے پتھر مزاج ان کے ایسے گرم جیسے سموم تند خوئی میں باد صرصر سے زیادہ جنگجوئی میں جنگل کے درندوں سے بڑھکر دل محبت اور اتفاق سے خالی، دماغ غرور اور جہالت سے بھرے ہوئے کفر و شرک سب پر چھایا ہوا اوہام و ضلالات میں ڈوبے ہوئے بیرحمی اور بد اعمالی رگ رگ میں چھائی ہوئی خونریزی اور غارتگری میں مشتاق حرامکاری اور بیحیائی پر نازاں خدا سے بالکل بیخبر بعث و نشر کے منکر بھوت پریت کے معتقد عقائد اور اخلاق میں تو خراب تھے ہی لیکن ان کی تمدنی حالت اس سے بھی بدتر تھی نہ متمدن بننے کی کوشش کرتے اور نہ سیاسی حیثیت سے کسی زمانہ میں تمام عرب ایک پرچم کے نیچے جمع ہوا جس طرح گھر گھر کا الگ الگ خدا تھا اسی طرح قبیلہ قبیلہ کے جدا جدا رئیس تھے جنوبی مغرب میں حمیری، اذواء اور اقیال کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں شمالی عرب میں بکر، تغلب، شیبان، ازد، قضاعہ، کندہ، لخم، جذام، جعفیٔ، اسد، ہوازن، غطفان، اوس، خزرج، ثقیف اور قریش وغیرہ کی الگ الگ ٹولیاں تھیں جو دن رات خانہ جنگی میں مبتلا رہتی تھیں تھوڑی تھوڑی سی باتوں پر جنگ آزمائیاں برسوں تک جاری رہتی تھیں، بکر و تغلب کی جنگ کا ابھی ابھی خاتمہ ہوا تھا بنو قیس اور قریش کے درمیان حرب فجار کا سلسلہ جاری تھا اور اسی طرح تمام ملک معرکہ کارزار بنا ہوا تھا تمام ملک قتل، غارتگری سفاکی و خونریزی کے خطرات میں گھرا ہوا تھا تمام قبائل غیر مختتم سلسلہ جنگ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، انتقام ثار اور خوں بہا کی پیاس سینکڑوں اور ہزاروں اشخاص کے قتل کے بعد نہیں بجھتا بلکہ بغض و عداوت بدلہ و انتقام آبائی ترکہ ہوتا تھا۔

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑا بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے — درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

ایسے ملک اور ایسی قوم میں خدا کا ایسا کلام معجز بیان آیا جس کی تعلیم کی برکت اور اس پر عمل کرنے سے وہ وحشی مزاج و تند منش عرب کہ جن کو آدمیت اور انسانیت سے اصلاح معاش اور معاد کے کاموں سے ہرگز واقف نہ نہ تھے ان میں تبیانا لکل شیٔ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون (ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کرنے والی ہدایت بخشی اور رحمت صاحبان ایمان کیلئے) وماکان ھذا یفتری به ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیٔ (اور جس میں کوئی گڑھی ہوئی باتیں نہیں ہیں پہلے کی صداقتوں کی تصدیق کی گئی ہے اور ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے) نئی روح پھونکدی اور ایسا انقلاب عظیم پیدا کر دیا جس سے ان کی تمام اندرونی اور بیرونی چیزیں ایسی بدل گئیں گویا قلب ماہیت ہو گیا نہ ان کے وہ دل رہے جن میں شرک اور بت پرستی کے خیالات تھے نہ ان کے وہ خیالات رہے جن کو اوہام میں ڈوبے ہوئے تھے نہ ان میں وہ اوہام رہا جن سے طرح طرح کے گناہوں اور بداعمالیوں کے مرتکب ہوتے تھے نہ ان کی وہ طبیعتیں رہیں جن میں جاہلیت

کا جوش تھا نہ اُن کا وہ جوش رہا جس سے تعصب و غرور کینہ و حسد بدلہ و انتقام کی مہلک بیماریوں میں مبتلا تھے نہ ان میں وہ بیماریاں رہیں جن سے روحانی زندگی نام کو بھی باقی نہ رہی تھی اس خدائی آواز ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتیٰ (اور اگر کوئی قرآن ایسا ہو سکتا ہو کہ جس سے پہاڑ دور کر دیئے جائیں یا اس سے زمین کاٹ دی جائے یا اس کے ذریعہ مردوں سے باتیں کی جا سکیں تو یہی ہے) ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (کوئی تری یا خشکی ایسی نہیں ہے جس کا بیان اس کتاب میں نہ ہو) سیاست ہو یا معاشرت تہذیب ہو یا اخلاق علم ہو یا حکمت سائنس ہو یا فلسفہ تمدن ہو یا تجارت شریعت ہو یا طریقت جسمانی عوارض ہوں یا روحانی غرضیکہ دنیوی معاملات ہو یا دینی کل شئی احصیناہ فی کتاب مبین (ہر شئے کو اس کتاب میں واضح طور پر جمع کر دیا گیا ہے) کی مست کن خوشبو نے ان کے مردہ دلوں کو ایسا زندہ کر دیا ان کے دماغوں کو شرک اور بت پرستی کے خیالات سے ایسا صاف کر دیا جیسے تند ہوا کا جھونکا زمین کو خس و خاشاک سے ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و یبشر المومنین الذین یعملون الصلحت ان لھم اجرا کبیرا (بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو سیدھا اور مستحکم ہے اور بشارت دیتا ہے مسلمانوں کو جو اعمال صالحہ کرتے ہیں کہ ان کے لئے اجر کبیر ہے)

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمت الی النور و یھدیھم الی صراط مستقیم (اللہ کی طرف سے روشنی اور ہر بات کو بیان کرنے والی کتاب آئی ہے اللہ اس کے ذریعہ سے سلامتی کے راستوں پر اس کو ہدایت کرتا ہے جو اس کی رضا چاہتا ہے اور اسکو ہر طرح کی گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں اور صراط مستقیم پر چلاتا ہے)۔ نے ایسی حیرت انگیز اور غیر منقطع دائم الاثر تاثیر لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی جس سے مشرک موحد ہو گئے کافر ایمان لے آئے بت پرست بت شکن ہو گئے گمراہ راہ دکھانے لگے خدا ناشناس حقیقت و معرفت کی باتیں کرنے لگے جاہل عالم اور نادان حکیم ہو گئے۔ زہد پرہیزگاری نیکی اور پاکدامنی خوئے خصلت ہو گئی قتل زنا چوری جھوٹ مکر و فریب دغابازی جوئے شراب خوری کی ساری بدعادتیں جاتی رہیں روحانی اور اخلاقی برائیاں طبیعتوں سے ایسی نکل گئیں جیسے کفر و شرک عرب سے دماغ غرور اور نخوت سے سینے عداوت اور کینے سے ایسے صاف ہو گئے جیسے کعبہ بتوں سے اختلاف اور پھوٹ کا نام نہ رہا عداوتیں الفت سے بدل گئیں بچھڑے ہوئے قبیلے ایک ہو گئے جمیع علوم و فنون میں ایسے یکتا روزگار ہوئے کہ ان کے روزمرہ کے قول و فعل دانایان زمانہ اور حکیمان یگانہ کے لئے ایک عمدہ دستور العمل ہاتھ آیا علوم دینیہ میں پیشوائے امام اور مقتدائے اہل اسلام ہوئے فنون ملکی و جنگی میں مقنن قوانین حکام ہوئے۔

وہی عرب جن کو گفتگو کرنے کا سلیقہ و شعور نہ تھا اولوالعزم بادشاہوں کے درباروں میں جان سے خوف کہاں کے تھے ریا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ و جعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا کی صدائے سلوتی نے ایسا بنا دیا کہ قیصر و کسریٰ کے درباروں میں فوج جرار کے سپہ سالاروں میں عظمت و جلال کے گہواروں میں غیض و غضب طیش و خشم کے عالم و مار دیا میں اس شان سے گفتگو کرتے ہیں کہ دربار والے تھرا تے ہی بنتی ہے بلکہ نظر حیرت سے منہ تکنے لگتے ہیں۔

پس یہ انقلاب تھا یا جادو جس نے قوم کی حالت میں ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی اور وہ وعظ تھا یا اسرافیل کا صور جس نے سینکڑوں برس کے مردوں کو جلا دیا وہ بشر کا کلام تھا یا روح القدس کی آواز جس سے عرب و عجم میں زلزلہ پڑ گیا، وہ کلام الٰہی تھا یا کامل بندہ جس نے سارے سرکشوں کا غرور توڑ دیا اور ان کے غرور بھرے ہوئے سر ایک خدائے ذوالجلال والاکرام کے سجدہ کیلئے جھکا دیئے اور اپنے رنگ میں ایسا رنگ دیا کہ اسلام کی محبت میں اپنے پیاروں اور عزیزوں کو چھوڑا، ماں باپ بی بی بچوں کو خیرباد کہا بے زاد و راحلہ خدا کی راہ میں چل کھڑے ہوئے ایسی جلتی تپتی پتھریلی زمین پر چلنا پڑا جہاں سوائے گرم آفتاب کے ان کے سروں پر کچھ سایہ نہ تھا ایسے پرخار جنگلوں میں جانا پڑا جہاں ایسے لکدار کانٹوں کے ان کے سوجے ہوئے پاؤں کا کوئی غمخوار نہ تھا بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے ہوتے اور پیاس کی شدت میں منہ سے زبان نکلی پڑتی مگر وہ خدا کے شیر اسد کی یاد میں کبھی آف نہ کرتے اور اسلام کے پھیلانے اور خدا کی منادی کرنے میں تمام مصیبتوں کو راحت سمجھتے۔

اسی امام مبین، اسی حق الیقین، اسی تبیانا لکل شئی، اسی جامع اضراب و امثال اسی قرآن پاک کی روشنی تھی جس نے ان کے دلوں میں ایسا نور بھر دیا کہ بجز خدا و رسول کے کسی کا خوف نہ رہا اسی قرآن کریم کی بدولت اس امت نے خیر الامم کا لقب پایا اور اس کے حق میں خدا تعالیٰ نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فرمایا۔ انھیں کی حیرت انگیز کوششوں سے اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوانوں پر اڑنے لگا اور ایشیا کے میدانوں اور یورپ کے پہاڑوں میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی انھیں کی محنتوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ہے کہ خدا کے نام کی منادی جنگل اور دریاؤں غار اور پہاڑوں ویرانہ اور آبادیوں میں ہو گئی تھا نوں میں گھنٹوں کی صدا کے بدلے اللہ اکبر کی پیاری آواز آنے لگی آتشکدوں میں توحید کے چراغ جلنے لگے ممالک فتح ہونے لگے حکومت اسلامیہ کی شعاعیں چمکنے لگیں مشرق سے مغرب تک انھیں کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہوا۔ جہالت و معصیت کی تاریکی میں پھنسی ہوئی دنیا کو علم و معرفت کی روشنی سے منور کر دیا نئی نئی ایجادات سے از سرنو تہذیب کی بنیادیں گاڑ دیں۔

جبر و مقابلہ ریاضی و ہندسہ رمل و نجوم اخلاق و ادب فلسفہ و حکمت طب و سائنس جغرافیہ و تاریخ ہیئت و آثار تعمیر و جراحی وغیرہ علوم و فنون ان کے دماغوں سے عالم وجود میں آئے اور انھیں کے دم قدم سے زندہ رہے بڑی بڑی بادشاہان نامدار اور سلاطین ذی اقتدار گردنیں جھکانے لگے بڑے بڑے فرمانروا مرعوب ہونے لگے یہ سب فیوض و برکات کس کے تھے؟ قرآن پاک قانون پروردگار عالم کے ؎

کس قدر کے لائق تھا بیابان عرب　　سرسبز ہوا جبکہ یہ قرآن آیا

تاریخ عالم کے اوراق نے اس نسخہ فیہ شفاء للناس کے مفید ترین و مجرب عظیم ہونے پر مہر صداقت ثبت کر دی ہے بلا دمعمورہ میں سے کوئی

ایسا مکان نہ ملیگا جس میں اسلامیہ حکومت کا کوئی نشان قائم نہ ہو۔ جاؤ اور دیکھو جبل طارق کی چوٹی کنیسر کی گھاٹی، الحمرا اور غرناطہ کے وسیع میدان۔ چین کی سد سکندری، افریقہ کا تپتا ہوا صحرائے اعظم، عرب ہندوستان ایران ترکستان چین جاپان تمام جہان کے در و دیوار سے سلاطین اسلام کی گلفشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں سچ

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حقیقت میں تمام جہان علم اسلام کے پرچم کے سایہ میں آرام پا چکا ہے اور ہر قسم کے علوم و فنون جن کے ہوانے سلے اور قومیں آجکل فخر کر رہی ہیں اہل اسلام کی گھسائی ہوئی ہیں۔ دین اسلام محض اپنی قوم پر محسن اور مربی نہیں بلکہ کل قومیں اس کے بار منت اور احسان سے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ ؎

کچھ تو بتلاؤ کہ تھا کونسا فطرت کا وہ راز
جس سے اعراب جہاں میں ہوئے سب ممتاز
باغ عالم میں وہ تھے صورت مرغ بے پر
کیسے اڑنے سے اڑائے یہ نرالے انداز
اڑ کے اس عالم سفلی سے فلک بوس ہوئے
ہر نکستوں کو دیا کس نے مذاق پرداز
سچ ہے سچ ہے کہ وہ اعجاز یہی قرآن ہے
اور ترقی کا تری راز یہی قرآن ہے

اے نام کے مسلمانو، خواب غفلت سے جاگو، آنکھیں کھول کر دیکھو کہ زمانہ نے کیسا پلٹا کھایا کیا تھا کیا ہوگیا، آہ افسوس صد افسوس جو بادشاہ تھے وہ رعایا ہو گئے جو مالدار تھے وہ محتاج و نادار ہو گئے جن کی عزت و حشمت عظمت و شوکت کا دنیا میں ڈنکا بج رہا تھا ان کی اولاد ہم میں کس بری طرح ذلت و خواری افلاس و ناداری غلامی و محکومی فضول خرچی و بدانتظامی کے شکار ہو رہے ہیں وہ زمانہ کدھر گیا جب ساری دنیا میں ہمارے نام کا ڈنکا بج رہا تھا سلطنتیں ہماری غلام تھیں، پرتگال اور فرانس کے سر جھکے ہوئے مصر و فارس قدموں پر پڑے ہوئے تھے قیصر و کسریٰ نام سنکر لرزتے تھے دولت ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی، حشمت و عزت جاہ و منصب کنیز کی طرح قدموں سے لگی رہتی تھی فتح و نصرت آگے آگے ڈنکا بجاتی تھی غیر قومیں ہمارے آگے زانوئے ادب ٹیکتیں اور ہمارے شمع علوم سے روشنی ہوتی تھی مثل مشہور ہے کہ اوپر کے نیچے نیچے کے اوپر جو لوگ تمہارے سلامی تھے اب تمہارے دست بستہ سلام پر بھی نظر نہیں کرتے جو تمہارے قدموں پر سر رکھنے کو اپنا فخر سمجھتے تھے اب تمہارے سر پر قدم رکھنے سے بھی عار کرتے ہیں۔ جنہوں نے تم سے آدمی بننا سیکھا وہ تم کو انسانیت سے خارج خیال کرتے ہیں جس ویران جنگل کو تم نے اپنے میٹھے اور خوشگوار نہروں سے ہرا بھرا کیا تھا اب وہ باغ ہوکر تم کو کانٹوں کی سیج پر لٹایا چاہتا ہے تمہاری پست ہمتی ناعاقبت اندیشی نے کیسا بنا بنایا گھر ویران کیا ہدایت کے چراغ کو بجھایا اور اپنے گھر کو تاریک اور سنسان کیا ؎

یک بیک کیا ہوگیا جس جا پہ گل تھے اب وہاں
اڑ رہی ہے خاک اور چھایا ہے کوسوں تک غبار
لالہ و گل نرگس و سنبل یہ سب رخصت ہوئے
رہ گئے ہیں اب وہاں کچھ ٹوٹے پھوٹے سے مزار
یاد ہے اس خانہ بربادی کا مجھکو کچھ سبب
اے میرے ہو لانگہ ہستی کے پیارے شہسوار

آہ اس کا اک سبب ہے اور ہے بس ایک ہی
ترک قرآن سے ہوئے دنیا میں یوں برباد و خوار

مسلمانو۔ تم خیال میں ہو کہ خدا تعالےٰ نے اپنی دی ہوئی دولت ہم سے چھین لی اور ہمارے اقبال کو ادبار سے بدل ڈالا ہماری عزت کو ذلت سے بدل ڈالا ہمارے عیش و عشرت کے روز روشن پر مصیبت اور مسکنت کی شام آئی اور ہمارے چمکتے ہوئے اقبال کے آفتاب پر ادبار کی کالی کالی گھٹا چھائی یہ تو سچ ہے کہ جو کچھ ہوا خدا کی مرضی اور ارادہ کے موافق ہوا لیکن سوچو تو کہ اس قہر الٰہی کا باعث کیا ہے اور خدا کی غضب کی آگ کو کس چیز نے شعلہ زن کیا ؎

درس قرآن نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

تمہارا قرآن کا پس پشت ڈالنا، تمہاری ضعیف الایمانی تمہاری بداعمالی، نااتفاقی ناخدا ترسی، دل آزاری، دروغ گوئی، شہوت پرستی، فضول خرچی، بدسلوکی، بد انتظامی کی وجہ سے کیونکہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم یعنی جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی شامت ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم یعنی بلاشبہ اللہ تعالےٰ اپنی نعمت جو کسی قوم کو دیگئی ہے متغیر نہیں کرتا تا وقتیکہ وہ خود اس نعمت کو متغیر نہ کرلیں۔

اب کہو کسی کا کیا قصور ہے جو کچھ ہے تمہارا اپنا قصور ہے وہ شان و شوکت اور وہ فر سلطنت کچھ تمہاری اپنی پیدا کردہ نہ تھی محض اللہ و رسول کے خلوص اطاعت اور حسن عبادت کا ثمرہ تھا جب تک درخت رہا پھل رہا جب تم نے درخت کو کاٹ دیا پھل ساتھ ہی گر گیا۔

اب بھی کچھ نہیں گیا آنکھیں کھولو، ہوش سنبھالو، نیک و بد کو سوچو، کفر کے رسم اور چال چلن کو چھوڑ دو اس احکم الحاکمین کے فرمانبردار بنو۔ اور دستور العمل قرآنی کو جو دین و دنیا کی قوانین سلطنت کی تم کو تعلیم دیتا ہے اور دارین کی نجات اور مشکلات کی تدبیریں تلقین فرماتا ہے ہاتھ سے مت چھوڑو اس کو محض سوگند و قسم نال ۔ ورد و وظیفہ دعوت و ضیافت کا آلہ نہ سمجھو اور طوطے کی طرح بے سمجھے تلاوت اور لئے سیدھے الفاظ کے روز مرہ قرأت کو کچھ عمدہ اور نمایاں کار خیر خیال کرو بلکہ اس کے معانی اور مطالب صنائع بدائع کے نکات اور آیت و سورہ کے شان نزول اور اعتقادیہ تعبدیہ اخلاقیہ احکام اور باہمی معاملات اور حسن معاشرت کے مسائل سیکھو اور اس کے احکام اور مسائل پر غور کرو اور اس کے ہدایت کے موافق اپنے دینی و دنیاوی معاملات اور دیگر رسوم و عادات کی اصلاح کرو اور ہر بات میں اسکی اطاعت اپنے اوپر لازم کرلو اور کسی امر میں اس کی مخالفت نہ کرو بلکہ اس طرح اعتقاد کرو ؎

بے حکم شرع آب خوردن خطا است
دگر خون بفتویٰ بریزی رواست

غرض ہر کیف وہی کرو جو قرآن کہے اور وہی کرو جسکے کرنے کا حکم دے اگرچہ تمہارا پھلدار درخت کٹ گیا مگر اسکی بیخ و بن تا ہنوز باقی ہے اور اسی طرح باقی ہے جیسے پہلا تھا نہ تغیر و تبدل ہوا نہ تحریف و تنسیخ ہوئی بلکہ من وعن انا لہ لحافظون کی محافظت میں ہے۔ امور مذکورہ کی پابندی کرو اور خدا ترسی و راستبازی کا پانی دو پھر دیکھو کہ کیسے نصرت کا بادل منڈلاتا اور تمہاری وراثت کا مالک بنا دیتا اور فتح یابی کے سہرے سے مزین فرما دیتا ہے۔

عمل قرآن کو بیکار بنانیوالی بوالعجب تفسیریں

(از حضرت مولانا قریشی صاحب)

قرآن کریم دین و دنیا کی ترقی کا ضامن ہے لیکن ہم مسلمانوں کے پاس قرآن ہے مگر نہ دین ہے اور نہ دنیا ہے اس کا سبب ظاہر ہے قرآن پاک کے ضامن ترقی ہونے کا یہ معنی نہ تھا کہ کتاب رنگ برنگ کے ریشمی اور اطلسی جزدانوں میں لپیٹکر طاقچوں پر دھری رہے اور قوم معراج ترقی پر پہنچ جائے۔ قرآن عمل کے لئے تھا اور ترقی عمل قرآن سے وابستہ تھی ہم نہ تو قرآن کے مفہوم سے آگاہ ہیں نہ قرآن پر عمل کرتے ہیں مگر ترقی کے خواب ضرور دیکھتے ہیں اس حالت میں ان خوابوں کی تعبیر کیا ہو؟

نارسائی حقیقت سوال یہ ہے کہ مسلمان عمل قرآن کے جوہر سے کیونکر محروم ہو گئے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب تک قرآن کا مفہوم اپنی فطری سادگی پر قائم رہا منطقی الجھنوں سے پاک رہا انسانی تخیلات وادہام کی اس میں آمیزش نہ ہوئی لوگ اس کی آیات کو عمل و ہدایت کے لئے پڑھتے تھے، اس کا حقیقی مفہوم سمجھتے تھے اور عمل کرتے تھے۔

مگر جب علم کا دور آیا یعنی علما نے عمل اٹھ گئے اور علما نے علم تشریف لے آئے اور ہر کہ آمد عمارت نو ساخت" پر عمل شروع ہوا اور قرآن کے ہر ہر لفظ پر اختلاف خیال اور اختلاف تحقیق کی نئی نئی عمارتیں بننے لگیں تو آیات و الفاظ کا مفہوم ہی گم ہو گیا۔ زید نے ایک تفسیر کی عمر نے زید کی تردید کی اس کے بعد خالد اٹھا اور اس نے عمرو زید دونوں کو رد کر دیا اس رد و بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ آیت کا مطلب ہی خبط ہو گیا ع شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

ان تعبیروں اور تفسیروں کے ہجوم ہی کا اثر ہے کہ اب قرآن کا ہر ہر لفظ ایک مستقل جھگڑا بن رہا ہے ہر آیت ایک معما ہے اور مفہوم کے ناقابل ہو رہی ہے کہ مسلمان جس چیز کو سمجھتے نہیں ہیں وہ اس پر عمل کیونکر کرینگے؟

تحقیق الفاظ کا مرض قرآن پاک کو عمل و ہدایت کی بجائے کس کس طرح بحث و قصص کی ناقابل فہم کتاب بنایا گیا اور عمل کے میدان سے خارج کر دیا گیا اس کے متعلق چند مثالیں ملاحظہ ہوں

آپ سب سے پہلے لفظ اللہ کو لیجئے علماء نے اس پر بڑی بڑی طویل بحثیں کی ہیں پہلا اختلاف یہ ہے کہ اللہ کا لفظ مشتق ہے یا جامد؟ پھر مشتق کے حامیوں کا اس بارہ میں سخت اختلاف ہے کہ یہ لفظ کس سے مشتق ہے؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ لفظ آلہ سے مشتق ہے دوسری جماعت کہتی ہے کہ یہ اِلٰہ سے مشتق ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ "الہت" سے مشتق ہے چوتھا فریق کہتا ہے آلہ بمعنی فزع (فریاد) سے مشتق ہے۔ پانچواں فریق کہتا ہے "آلہ بمعنی حرص کرنا" سے مشتق ہے ساتواں فریق اللہ کو سریانی الاصل قرار دیتا ہے کہ یہ لاہا کا معرب ہے۔ پھر ہر ایک جماعت نے دوسرے کے دعوے کی کمزوریاں بیان کی ہیں اپنے دعوے کے دلائل بیان کئے ہیں اور اس پر ایسی ایسی طویل بحثیں تفسیروں میں لکھی ہیں کہ جو شخص کسی وقت بھی اللہ سے نہ ڈرا ہو وہ لفظ اللہ کی طوالت بحث سے ضرور ڈر جاتا ہے اور یہ حشر صرف اللہ ہی پر نہیں گزرا رحمن، رحیم، سما، کرسی، ملائکہ کو غرجلیہ بھی کوئی نیا لفظ آیا ہے وہیں تفسیروں میں ساری دنیا کی ڈکشنریاں کھول دی گئی ہیں۔

آخر ان بحثوں سے کیا مطلب ہے؟ اللہ ایک سادہ سا لفظ ہے سب لوگ اسکے مفہوم کو سمجھتے ہیں ذات باری تعالیٰ کے تمام صفات قرآن میں موجود ہیں، علم لغت ایک بالکل الگ فصل علم ہے جو شخص کسی قرآنی لفظ کی تحقیق کرنا چاہے وہ لغت کی کتابوں کی طرف رجوع کر سکتا ہے قرآن پاک میں دنیا بھر کی لغوی تحقیقات کو داخل کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک شخص اس غرض سے تفسیر قرآن کو کھولتا ہو کہ وہ روحانی راستبازی اور تزکیہ نفس حاصل کرے مگر اس کے بجائے وہ اپنے سامنے ایک ڈکشنری کی کتاب کھلی ہوئی دیکھتا ہے اور گھبرا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اب عمل کس پر ہو۔

قرأت کی نزاع اگر کسی لفظ کی لغت سے خلاصی ہوتی ہے تو قرأت والے اس کو لے بیٹھتے ہیں کہ اس کو زبان سے ادا کیونکر کیا جائے ناظرین کرام کو معلوم ہے کہ مسلمانوں میں "مالک یوم الدین" اور "ولا الضالین" میں "مالک" اور "ض" پر کس قدر جنگ وجدل برپا رہتا ہے ایک شخص "مَلِک" پڑھتا ہے تو دوسرا "مالک" کہتا ہے "ض" کے لفظ کی بحث تو اس قدر اہمیت اختیار کر چکی ہے کہ گویا نماز و جماعت کا انحصار اور نجات کا مدار "ض" پر ہے ض کے تلفظ پر تحقیق ہوتی ہیں لاٹھیاں چلتی ہیں مولوی بلائے جاتے ہیں اور کوئی نہیں سمجھتا کہ قرآن قرأت کے لئے نہیں بلکہ عمل کے لئے ہے اب قرأت کی سب کو فکر ہے مگر عمل کی کسی کو فکر نہیں۔

کرسی کی تشریحات الفاظ کی لغوی تحقیق اور قرأت کے بعد علم مفہوم اور تشریح کا میدان آتا ہے علمائے کرام نے اس بحر ناپیدا کنار میں بھی وہ وہ غوطے کھائے ہیں کہ الفاظ کی روح یعنی عمل تو گم ہو گیا ہے اور دوسرے صدہا نئے جھگڑے پیدا کر دیئے ہیں۔

قرآن پاک میں ایک آیت ہے وسع کرسیہ السموات والارض ماقبل اور مابعد کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے صاف اور سادہ معنی یہ ہیں کہ ارض خدا کی سلطنت زمین و آسمان سب پر حاوی ہے لیکن "مفسرین" کی نکتہ آفرینی، سادگیٔ معانی پر کب قانع ہو سکتی تھی؟ انہوں نے "کرسی" کے لفظ کو خیال آرائی کی بنیاد دیکر حسب ذیل حقائق کا انکشاف فرمایا ہے۔

(۱) کرسی اس جگہ کا نام ہے جہاں خدا کے پاؤں ٹکے ہیں (عن السدی)

(۲) خدا کی کرسی اتنی بڑی ہے کہ زمین و آسمان اس کے جوف میں سما سکتے ہیں اور خدا کا عرش کرسی سے بھی بڑا ہے اور اس قدر بڑا ہے جیسے ایک وسیع میدان کے بالمقابل لوہے کا چھلا (عن السدی عن ابی ذر)

(۳) عرش اور کرسی دونوں ایک ہیں (عن الحسن)

(۴) خدا کی کرسی آسمان کے اوپر ہے (نیشاپوری)

(۵) خدا کی کرسی عرش کے روبرو (عن السدی)

(۷) خدا کرسی پر بیٹھتا ہے اور اس کی کرسی میں اس کی پوری سمائی ہو جاتی ہے چار انگل بھی جگہ نہیں بچتی اس سے چرچراہٹ کی آواز آتی ہے جس طرح کسی بھاری بھر کم آدمی کے بیٹھنے سے چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔

(عن عبداللہ بن خلیفہ)

یہ نکتہ آفرینی کس قدر قابل داد ہے کہ خدا کی کرسی کا طریق استعمال محل وقوع طول و عرض رتبہ اس کا چکدار رہنا اس قدر بے تکلفی سے بیان کیا جاتا ہے کہ گویا ابھی آسمان سے اس کی پیمائش کرکے لوٹے ہیں اس کے ساتھ اگر اتنا اور بیان کر دیا جاتا کہ اس کرسی کو کتنے فرشتوں نے مل کر بنایا؟ عمارت کب شروع رہی؟ چینی، لوہا، لکڑی اور لعل و جواہر کہاں کہاں سے فراہم کئے گئے اور کل لاگت کیا آئی تو یہ تمام بحث پوری ہو جاتی۔ اب جائے غور ہے کہ جس قوم کے علماء زمین پر بیٹھے ہوئے عرش اور کرسی کی پیمائش کرنے پر قادر ہوں انھیں اعلیٰ ترقی کی ضرورت ہی کیا ہے۔

سورۂ نساء کی ایک آیت

سورہ نساء میں ارشاد فرمایا گیا ہے آتش دوزخ سے جب گنہگاروں کی کھالیں گل جائینگی تو ہم اس غرض سے کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں گلی ہوئی کھالوں کی جگہ ان کی دوسری کھالیں بدل دیں گے۔

اس آیت میں کوئی پیچیدگی اور ابہام نہیں ہے۔ گنہگاروں اور بداعمال لوگوں پر بعد مرگ جو تکلیف وہ وقت آنے والا ہے اس کا نہایت ہی موثر الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور مقصود محض یہ ہے کہ انسان راستی اور پاکبازی کا راستہ اختیار کرے مگر چونکہ آیت کے اسلوب بیان میں ایک قسم کی ندرت اور انوکھا پن موجود ہے اس واسطے علمائے تفسیر نے اسی ندرت بیان کے سہارے پر خیال آرائی کا ایک مینا بازار آراستہ کیا ہے صرف کھالوں کے بدلنے کے لفظ کو لیکر ارشاد فرماتے ہیں

(۱) دوزخیوں کی جب ایک کھال پک کر گلجائے گی تو دوسری کھال چڑھے گی اس کا رنگ سفید کاغذ جیسا ہوگا

(۲) کھال ۷۰ گز ہوگی دانت ۷ گز اور شکم اتنا بڑا جس میں پہاڑ سما جائے

(۳) ایک دن میں ستر ستر مرتبہ کھال گلے گی اور نئی کھال چڑھے گی۔

(۴) ایک دن میں سو مرتبہ نئی کھالیاں بدلی جائینگی۔

(۵) ایک دن میں ستر ہزار کھالیاں آگ سے گل جایا کریں گی۔ ہر کھال ۴۰ گز موٹی ہوگی۔

(۶) دوزخیوں کا جسم اتنا لمبا چوڑا کر دیا جائے گا کہ ایک تیز سوار کے لئے دونوں کندھوں کے درمیان تین دن کی مسافت ہوگی۔

(۷) دوزخیوں کے دانت کوہ احد کے برابر اور جسم کی موٹائی تین دن کی مسافت ہوگی

(۸) نئی کھال جو پیدا ہوگی وہ دوزخیوں ہی کے گوشت سے بنے گی۔

(۹) کھال جو بدلی جائے گی وہ اصل ذات کی تبدیلی ہوگی۔ (ملخصات)

یہ تو ہوئیں کھالوں کی تحقیقات کے متعلق علماء کی گل فشانیاں اب اس عقدہ مشکل کو حل کرنے کے لئے علمائے خلاصہ نے جو نکتہ نوازی کی ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو۔ ارشاد فرماتے ہیں :۔

(۱) کیا یہ جائز ہے کہ ان کھالوں کے علاوہ جو دنیا میں رہی ہیں دوسری کھالیاں بدلی جائیں؟

(۲) اگر کھالیوں کا بدلنا جائز ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آخرت کا عذاب اصلی آدمیوں پر نہیں دوسروں پر ہوگا۔

(۳) گوشت اور پوست کے لئے کوئی عذاب نہیں کھالیوں کا عذاب نفس کو عذاب دینے کا ایک ذریعہ ہے۔

(۴) کھالیوں کی تبدیلی سے مراد لباس کی تبدیلی ہے۔

(۵) اگر عذاب کا تعلق روح سے ہے تو خدا نے براہ راست نفس کو کیوں عذاب نہ دیا۔

(۶) اگر گوشت اور پوست میں بھی احساس کا مادہ ہے تو کیا یہ مادہ کھالیوں کے جدا ہو جانے کے بعد بھی ان میں باقی رہے گا؟

(۷) بار بار کھالیاں بدلنے سے کیا فائدہ؟ کیا خدا ایک ہی کھال کو جسم پر باقی رکھکر اسی کے ذریعہ مسلسل عذاب دینے پر قادر نہ تھا؟

(۸) جس گوشت اور پوست نے گناہ کئے تھے وہ تو جل گیا۔ کیا نئے گوشت اور پوست کو جلانا جو بالکل بے گناہ صریح ناانصافی نہیں ہے؟

(۹) کھال سے مراد گندھک کا کرتا ہے

(۱۰) آیت سے حقیقت مراد نہیں بلکہ استعارہ مراد ہے۔

یہود کی راہ

ان دور از کار تنقیحات کا کہاں تک شمار کیا جائے؟ دوزخیوں کی کھال کا جلنا اور گلنا تو قیامت کو واقع ہوگا البتہ ہم لوگوں کا دل و دماغ جو ان تشریحات کو پڑھتے ہیں اس دنیا ہی میں گلتا بھی ہے اور جلتا بھی ہے۔ ہمارے علمائے کرام قرآن پاک کی ایک سادہ سے سادہ آیت لیتے ہیں اور پناہ بخدا اس کے متعلق اس قدر بعید از قیاس باتیں جوڑتے چلے جاتے ہیں کہ خود اس آیہ پاک کو بھی ان موشگافیوں سے بیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ غور کرو کہ وہ قوم جو انہی تفسیروں اور تعبیروں کو قرآن سمجھ رہی ہو اپنی زندگی کو کیا بہتر بنا سکتی ہے؟

خداوند پاک نے یہود کو مخاطب کر کے فرمایا تھا :۔

مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ

"انہی اہل کتاب میں وہ ان پڑھ بھی ہیں جو کتاب میں ڈھکوسلوں کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ یہ ان کی صرف ظنی خیال آرائیاں ہی ہیں۔"

اس آیت پاک کو سامنے رکھیے اور پھر انصاف سے فرمائیے کہ یہ ہمارے علماء جو ہم کو عرش اور کرسی کی پیمائشیں اور کھالوں اور دانتوں کا احد پہاڑ کے برابر ہونا بیان کرتے ہیں کیا یہ سچ مچ وہی ڈھکوسلے نہیں جن پر علمائے یہود کو تنبیہ کی گئی تھی؟ یہاں یہ بحث نہیں کہ یہ چیزیں فی نفسہ صحیح ہیں یا غلط؟ بحث یہ ہے کہ آخر یہ چیزیں قرآن کی تفسیروں میں لاکر کیوں درج کر دی گئیں۔ قرآن تو عمل کے لئے تھا اور ان چیزوں کا عمل سے کیا تعلق ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ان تاویلات کی طرف مطلق متوجہ نہوں بلکہ عمل کی طرف دامن پھیلائیں کیونکہ اسی میں فلاح دین و دنیا کا راز مضمر ہے۔

——— (+) ———

زیارت قبور

جناب ا ۔ ر ۔ ع ۔ صاحب گونڈہ

اس عمل مسنونہ کا مقصد جسکی اجازت مسلمان مردوں کو ہے لیکن جو عورتوں کے لئے بتاکید ممنوع فرمایا گیا ہے صرف اس قدر ہے کہ صاحبان قبور کے ساتھ احسان یعنی ان کے حق میں دعا اور ایصال ثواب کیا جائے اور خود عبرت حاصل کی جائے حتیٰ کہ قبر اقدس پر بھی صحابہ راشدین کے زمانہ تک صرف صلوٰۃ وسلام جائز و رائج تھا ایک ارشاد گرامی بھی یہ تعلیم دیتا ہے کہ مزار مبارک کو عید یعنی کسی خاص تاریخ پر سالانہ اجتماع کی جگہ نہ بنایا جائے بلکہ جہاں سے بھی تحفہ صلوٰۃ وسلام بھیجو گے ذات اقدس کے حضور میں پہنچے گا۔ تعلیم وسنت نبوی یہ ہے کہ قبروں کی توہین نہ کی جائے اور اُن پر بیٹھنا یا ان پر ٹیک لگانا ممنوع ہے یعنی ان کا احترام واجب لیکن تعظیم ناجائز ہے۔ انھیں مسجد قرار دینا ان کے پاس یا ان کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا، ان کی آرائش کرنا ان پر چراغاں کرنا، وہاں ایک میلہ کی صورت پیدا کرنا یہ سب باتیں بالکل ناجائز نہایت مضر، خلاف عقل اور قومی جہالت و پستی کی علامت ہیں۔ عورتوں کے لئے محض زیارت قبور بھی بتاکید ممنوع ہے کہ نرم ساخت آسانی سے ٹیڑھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم مع اپنے مولویوں کے آج کیسی بغاوت وسرکشی پر مصر ہیں قبر پرستی ہم میں کس قدر رائج اور مضبوط ہو چکی ہے قبروں پر عالیشان خوبصورت عمارتیں بن گئی ہیں ... کا نقرئی و طلائی دروازے اور کلس ہیں قیمتی و زردوزی چادریں اور شامیانے ہیں دعائیں اور چڑھاوے ہیں خدا سے زیادہ اصحاب قبور پر بھروسہ ہے یعنی مسلمان بھی اپنے مندروں میں رونق افروز ہیں ؎

آوارۂ غربت نتواں دید صنم را خواہند کہ بت کدہ سازند حرم را

مہاراجہ رامچندر جی اور سری کرشن جی کو حاجت روا سمجھنے والے تو گنہگار و بت پرست لیکن شیخ جیلانی اور خواجہ اجمیری کو کارساز جاننے اور ماننے والے مستحق ثواب و خدا پرست۔ ہمارے ادبار و تنزل کا ثبوت یہ ہے کہ صاحبان تصوف کے علاوہ بہت سے اعیان علم وعمل بھی ان خرافات کے سرپرست ہیں . . . .

. . . . ہمارے ادبار و تنزل کا ثبوت یہ ہے کہ صاحبان تصوف کے علاوہ بہت سے اعیان علم وعمل بھی ان خرافات کے سرپرست ہیں اور اپنے اغراض ومنفعت کے لئے اس باطل پرستی کی اعانت وحمایت بلکہ تحریک بھی فرماتے ہیں موضوع حدیثوں سے اس کا جواز ثابت کرتے ہیں اور مکاری سے کام لیکر عوام کو اس گمراہی میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں یہ حضرات بے جاہل و ناواقف بھائیوں کو اپنی چراگاہ سمجھتے ہیں جیسا کہ ایک صاف گو نوجوان پیرزادہ نے ایک موقع پر کہدیا تھا یہ لوگ ہمارے عوام اور اس لئے ہماری قوم کے تنزل کا باعث ہو رہے ہیں ان کو خوش رکھنے اور اپنا بنائے رکھنے کی خاطر یہ ان کی بد اخلاقیوں سے چشم پوشی کرتے اور ان کے خلاف زبان بند رکھتے ہیں۔ بدعات وضلال پر اعتراض کرنے والوں کو دہری، وہابی، نیچری وغیرہ نام دیکر عوام میں بدنام کرتے ہیں۔ ہمارے ان روشن کیتھلک قسم کے بزرگوں کے اعمال و رسوم دین سے ناواقف تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مذہب سے بیزار و بیرخ بنانے میں

بڑی حد تک معاون ہوتے ہیں۔ ہندوستان کے مندروں اور درگاہوں میں کیا بڑا فرق ہے سوائے اس کے کہ دونوں جگہ کے دنان مختلف الہیئت ہوتے ہیں مسلمان سب سے زیادہ اللہ کو حاضر وناظر سمیع و بصیر اور رگ گردن سے بھی زیادہ قریب تسلیم کرتا ہے اور روزانہ متعدد بار "ایاک نستعین" دہراتا ہے اور صرف خدا سے استعانت کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر بھی غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے میں ایسا مشاق اور اس کی جانب اس درجہ مائل ہے یقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ" یہ قول و عقیدہ تو اصنام پرست عربوں کا ہمیں بتایا گیا ہے کیا مہذب انسان کی عظمت وخودداری کے یہ بالکل منافی نہیں کہ وہ پتھر یا چونے کی چیزوں کو اپنا معظم و مکرم بنالے یا صالحین متوفی کو سمیع و بصیر و حاجت روا سمجھکر خود بصیرت سے اجنبی ہو جائے اپنی بربادی کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا آغاز اسی وقت سے ہوا جب کہ ہم میں قبل اسلام کی باتیں واپس آگئیں پھر اب تو شکر ہزاروں برس اس کا تجربہ ہو چکا کیوں نہ ایک مرتبہ صرف خدا پرستی کا بھی تجربہ کر لیا جائے گر یہ نسخہ کبھی ایسا مفید و نافع ثابت ہو چکا ہے کہ اب تک تمام دنیا کو وہ کیفیت یاد ہے ہمارے علماؤں کو تو سب سے زیادہ یاد ہونا چاہیئے بشرطیکہ انھوں نے پڑھا ہو اور غور کیا ہو صحابہ کرام نے اس زمین کی سب سے زیادہ مقدس ومحترم قبر کے ساتھ وہ نہیں کیا جو سینکڑوں ہزاروں قبروں پر ہو رہا ہے سوائے صلوٰۃ وسلام و ایصال ثواب کے اور کسی غرض سے کبھی وہاں نہیں گئے ذات اقدس کے دنیا میں نہ رہنے کے بعد جب کوئی بڑی ضرورت پیش آتی تو عباسؓ کی خدمت میں جاکر دعا کے لئے التجا کرتے اور اللہ سے التجا کرتے کہ جب تک تیرا رسول ہم میں موجود تھا ہم اسکی دعا کو وسیلہ بناتے تھے اب جبکہ وہ ہم میں نہیں ہے ہم تیرے حضور اس کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو ہماری دعا کو قبول فرما صحابہ کرام بلاشبہ ہم سے بہت برتر تھے لیکن اللہ کا رسولؐ ان سے بھی اتنا ہی افضل و اعلیٰ تھا جتنا کہ وہ ہم سے ہے اللہ کے رسولؐ کی مقبول دعا ایک یہ بھی تھی رب لا تجعل قبری وثنا باری تعالیٰ میری قبر کو بت نہ بننے دینا قدرت نے اس کے لئے ایسا مستحکم اہتمام کر دیا ہے کہ ہندی مسلمان بھی وہاں کچھ نہیں کر سکتے۔

قرآن میں ایک جگہ سواع ویغوث وغیرہ کا تذکرہ آیا ہے یہ لوگ صالحین امت نوحؑ بتائے جاتے ہیں ان کی وفات کے بعد ان کی قبروں کی تعظیم شروع ہوئی پھر وہ پرستش کی حد تک پہنچی پھر ایک زمانہ کے بعد ان کے بت بنا لئے گئے ہمارے صوبہ کے ایک بزرگ کی ایک تصویر بھی ایک امتیازی احترام کے ساتھ دیکھی جاتی ہے یہ مثال تصویروں کی ممانعت کے مقصد کو صاف ظاہر کر دیتی ہو۔

[1] مقابر و مزارات پر حاضری کی ایک بڑی غرض یہ ہونی چاہیئے کہ وہاں جاکر اپنی موت اور انجام یاد آئے آخرت یاد آئے خدا یاد آئے عبرت کے سبق حاصل ہوں دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو، قلب میں سوز و گداز پیدا ہو اور صاحب مزار اگر کوئی بزرگ ملت گزرے ہیں تو ان کی زندگی کے کارناموں کا مراقبہ کرے۔

ہندو مسلم اتحاد

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

خود غرض لوگوں نے تعداد کی کمی و بیشی کو اپنے شکار کی ٹٹی بنالیا ہے مسلمانوں کو ڈرایا جارہا ہے کہ ہندوؤں کی عظیم الشان تعداد تم کو کھا جائے گی اور یہی وہ آواز ہے جو شدھی سے آجتک برابر مسلمانوں کو سنائی جارہی ہے اور اُن کو یقین دلایا جارہا ہے کہ مسلمانوں کی قلیل تعداد ہندوستان میں اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتی جب تک کہ وہ کسی غیر کا سہارا نہ لیں دو فریق بالمقابل ہیں انگریز اور ہندو، مسلمان غدر کے بعد سے لیکر ہنگامہ طرابلس تک اس اصول پر کاربند رہے کہ انگریزوں سے اتحاد کر کے حکومت کے ظل عاطفت میں وہ ہندوؤں سے برسر جنگ ہوں، سنہ ۱۹۱۲ء سے جو انقلاب ہندوستان کی اسلامی سیاست میں ہوا اس نے مسلمانوں کو انگریزوں سے نکال کر ہندوؤں سے متحد ہو کر ہندوستان کی آزادی کے خیال کی طرف مائل کیا۔ سنہ ۱۹۲۲ء سے شدھی اور سنگٹھن کی تحریکوں نے مسلمانوں کو پھر متزلزل کر دیا اور اب ان کی کوئی متفقہ پالیسی باقی نہ رہی کچھ احرار ہیں جو اپنے اس اعتقاد سیاسی پر قائم ہیں کہ ہندوؤں ہی سے اتحاد ہندوستان میں مسلمانوں کی بھلائی کے لئے ضروری ہے قدامت پرست پہلے ہی سے اس اصول پر قائم ہیں اور اب تجربہ کی بنا پر اور زیادہ مستحکم ہو گئے ہیں کہ انگریزوں سے ہی اتحاد مسلمانوں کے لئے مفید ہے اور اکثر مسلمان ان دونوں پالیسیوں کے ترک و اختیار میں متذبذب ہیں۔

ہندو کی علیحدگی

ہندو بھائی خواہ مجھے طرفدار ہی کہیں لیکن میں اپنے تجربوں اور مشاہدوں اور دلائل کی بنا پر یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح ہندوؤں کی یہ شکایت ایک حد تک صحیح ہے کہ مسلمانوں میں کچھ لوگ دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں ہندوستان سے محبت کم رکھتے ہیں اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ ہندو بھائیوں میں بھی ایک فرقہ ہے جو مسلمانوں کو اپنے ملک کے قومی افراد اور ہندوستانی جزو عنصر ماننے کو تیار نہیں ہے وہ ہندوستانی اور ہندو کے معنی ایک سمجھنا چاہتے ہیں ہندوؤں اور مسلمانوں کی تاریخ اس کی گواہ ہے کہ مسلمان ایسی قوم ہے جو ہمیشہ سے غیر قوموں سے تعلقات معاہدے اور وابستگی میل جول رکھتے رہے ہیں، لیکن ہندو اپنی پوری تاریخ میں اپنی قدامت پسندی کی وجہ سے الگ تھلگ دوسری قوموں سے بے تعلق اور متنفر رہتے آئے ہیں اس کا اثر یہ ہے کہ مسلمان ہر حصہ ملک میں ہمسایوں اور دوسری قوموں سے مل جل جاتے ہیں لیکن ہندوؤں کی عام آبادی اس علیحدگی، چھوت چھات اور اجتماعی بے ہنری پر قائم ہے۔ تجربوں اور مشاہدوں کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عام مسلمان ہندوؤں سے جس قدر جلد اتحاد کے لئے تیار ہو سکے یا ہو سکتے ہیں نہ ہندو ہوئے نہ ہو سکتے ہیں، ہمارا یقین ہے کہ اگر آج ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں کی تعداد الٹی ہوتی یعنی جو ہندوؤں کی تعداد ہے وہ مسلمانوں کی ہوتی اور جو مسلمانوں کی ہے وہ ہندوؤں کی ہوتی تو مسلمان ہرگز ہندوؤں کی طرح فیصدی کے فلسفہ پر اس درجہ مصر نہ ہوتے اور تنگ نظری سے وہ پورے ملک کی آزادی کے مقابلہ میں چند نوکریوں اور چند نمائندگیوں کی کثرت و قلت کی پرواہ نہ کرتے جیسا کہ ان کا یہ اصول ہم کو مصر و شام و ٹونس کے کثیر التعداد مسلمانوں کے اس برتاؤ میں نظر آرہا ہے جو وہ اپنے عیسائی و یہودی ہموطنوں کے ساتھ برت رہے ہیں۔

فریقین کا فرض

ہندو ہموطنوں کو یہ یقین کرنا چاہیئے کہ مسلمان اس وقت تک اتحاد پر قائم و مضبوط نہیں رہ سکتے جب تک ان کو یقین نہ ہو کہ ان کی اسلامی قومیت اور ان کا مذہب اور ان کے حقوق ہندوؤں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں اور رہیں گے بلکہ وہ خود ان کی حفاظت کریں گے، ہندوؤں کا پراس واہمہ سے خوف کہ مسلمان اپنے سرحد پار یا غیر ملکی مسلمانوں کو اس ملک میں دعوت دیں گے بالکل بیجا ہے ۲۳ کروڑ انسانوں کا ڈیڑھ کروڑ افغانوں سے خوف تعداد اور مردم شماری کے فلسفہ کے خلاف ہے۔ ہمارے اہل وطن یقین کریں کہ ہندوستان کے مسلمان کبھی ایسی نامردی نہ کریں گے بلکہ وہ اپنی حفاظت خود کریں گے اور اپنی حفاظت کے لئے دوسروں کا سہارا تلاش کرنے پر مجبور نہ ہوں گے اس لئے ہندو بھائیوں سے یہ توقع ہے کہ اگر وہ حقیقت میں ملک کی آزادی کے خواہاں ہیں تو خود ان کو اس بڑے کام کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں میں تنگ نظری سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ ان کو خود مسلمانوں کے ساتھ اس قدر رواداری اور بے تعصبی برتنی چاہیئے کہ مسلمان ان سے مانوس ہوں اور ان کے وعدوں پر اعتبار کریں اور ان کی دوستی کی پائیداری پر اعتماد کر سکیں ورنہ ایسا نہ کرنے کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ ان کو دھکیل کر خود اپنے دشمنوں کے کیمپ میں ان کو بھرتی کرنا چاہتے ہیں، کیا یہ صورت حال ملک کے لئے فائدہ مند ہوگی؟۔

اتحاد و اعتماد کی ضرورت

یہ ملک ہندوؤں اور مسلمانوں کا وطن ہے انگریزوں نے اس کو اپنا وطن نہیں بنایا ہے دنیا میں کوئی غیر سلطنت کسی غیر ملک میں ہمیشہ قائم نہیں رہی اور نہ ہندوستان میں ہمیشہ قائم رہ سکتی ہے۔ انگریزوں کے لئے قانون فطرت کا قاعدہ اور تاریخ کا نتیجہ بدل نہیں جائے گا، اسی کے ساتھ نہ تو ہندو، مسلمانوں کو اس ملک سے نکال سکتے ہیں اور نہ مسلمان ہندوؤں کو نکال سکتے ہیں اور نہ ان کو فنا کر سکتے ہیں اس بنا پر ان دونوں ہمسایہ قوموں کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ آپس میں اتحاد کو قائم رکھکر اس ملک کی فلاح و بہبودی کی کوشش کریں اور اپنی آزادی کے تخیل کو عملاً کامیاب بنانے کے لئے دوش بدوش سرگرم عمل ہوں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اکثریت یعنی ہندو اپنے طرز عمل اور روادارانہ طریق عمل سے اس کا ثبوت پیش کریں۔

———— (*) ————

مسئلہ تنظیم ملت

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

ہندوستان میں مسلمانوں کی مضبوطی کا راز خود ان کے درمیان باہم اتفاق و اتحاد اور رواداری ہے تمام وہ لوگ جو قائلین توحید و رسالت ہیں مشترک اسلامی مفاد کی غرض سے ملت کے باہم مشترک مسائل میں اپنی وحدت ارادہ اور وحدت عمل کا ثبوت دیں اور مختلف فیہ مسائل میں اختلاف کے اظہار کے لئے مناسب لب و لہجہ اور طریقہ ادا سے کام لیں مسلمان جس ملک میں بھی تباہ ہوئے وہ حدیث مشہور کے مطابق دشمنوں کے حملوں سے نہیں بلکہ آپس کے اختلافات سے اس کی مثالیں تاریخ کے صفحات میں بیشمار ہیں عرب کا عجم سے اخراج، بغداد کی تباہی، اندلس کی بربادی، مراکش و شمالی افریقہ کی تباہی اور خود ہندوستان میں ان کا زوال اسی ایک سبب کا نتیجہ ہے اس لئے اگر ہم کو اس ملک میں پوری طرح مضبوط اور محفوظ رہنا ہے تو مشترک مفاد کی حفاظت کے لئے متحدہ محاذ قائم کرنا ضروری ہے تاکہ ہم پر گذشتہ تفصیلات کے مطابق ایک جماعت اور ایک ملت کا اطلاق ہو سکے۔

ضرورت تنظیم حضرات! دوسری ضروری چیز یہ ہے کہ ہم اپنی تمام قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کریں ہمارے خیالات و اعمال میں جو ایک طوائف الملوکی پیدا ہے وہ دور ہو حالت یہ ہے کہ ہم کو مذہبی، تعلیمی سیاسی، اقتصادی، اصلاحی، تبلیغی ہر قسم کی ضرورتیں ہیں اور ان ضرورتوں کے لئے ہم نے الگ الگ انجمنیں قائم کر لی ہیں جن میں روزانہ تصادم رہتا ہے اور ہر ایک کمی سرمایہ سے نالاں اور ہر ایک اپنی مرکزیت کے لئے کوشاں ہے ہم کو معلوم ہے کہ اونچے طبقہ کے لوگ اور اعلیٰ تعلیمیافتہ اصحاب کی جماعت اس پس روی کو گوارا نہ کرے گی لیکن بہرحال ملت کی کثیر تعداد جو عام طبقوں پر مشتمل ہے ضرور اس میں شرکت پر آمادہ ہوگی ہم کو ضرورت ہے کہ ہم پھر اپنی ملت و قومیت اور تنظیم کی بنیاد اپنی سیزدہ صد سالہ بنیاد پر قائم کریں اور اصلی جماعت اسلامیہ بنیں تاکہ ہم دشمنوں کے مقابلہ میں قوت کا ثبوت دے سکیں۔

آئندہ دستور اور مسلمان ہندوستان کے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیئے کہ آئندہ ہندوستان کی جو شکل و صورت بھی ہو بہرحال یہاں کی حکومت اسلامی نہ ہوگی بہتر سے بہتر جو صورت خیال میں آسکتی ہے وہ ایک متحدہ جمہوریت کی ہے اس لئے ہر حال میں مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنے قومی و مذہبی ضروریات کے آپ کفیل ہوں اور یہی ضرورت بعینہ اس وقت بھی ہے مسلمانوں کی اسلامی و مذہبی تعلیمات کے مدرسے ان کی مسجدیں ان کے اوقاف ان کے نکاح و طلاق و وراثت وغیرہ قوانین و مسائل خاص محکموں کے محتاج ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے اس وقت ہم جس بے نظامی اور بے ترتیبی کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ حد درجہ قابل افسوس ہے، نظر اٹھایئے ہم سے کہیں کم تعداد میں مسلمان فلپائن، آسٹریا، ہنگری، بلگیریا، زیکوسلاویا اور یونان میں ہیں تاہم ان کے تمام قومی و مذہبی صیغے مفتی اعظم کے ماتحت منظم اور باقاعدہ ہیں۔ ابھی حال میں رویٹر نے ہم کو مطلع کیا ہے کہ پولینڈ کے تمام مسلمانوں نے جمع ہو کر ۴۳ ارکان کی ایک مجلس ترتیب دی ہے اور اس میں چند کارکن منتخب ہوئے ہیں اور ایک صدر کا انتخاب کیا ہے تاکہ وہ اس وحدت تنظیمی کے سایہ میں اپنی اسلامی زندگی کو قائم رکھ سکیں، مگر افسوس ہے کہ اس سات کروڑ انسانوں کی آبادی پر کہ وہ اب تک وحدت مرکزی کے اصول سمجھنے سے قاصر ہے۔

شرعی نظام کی ضرورت ہندوستان میں اب اور اب سے زیادہ آئندہ مسلمانوں کو اپنی بقا کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک امارت شرعی کے ماتحت اپنے کو منظم کریں، تعلیم یافتہ اصحاب کو شبہ ہے کہ علما، اس پردہ میں اپنی کھوئی ہوئی وجاہت کو دوبارہ قائم کرنا چاہتے ہیں، اس لئے یہ صاف کہدینا چاہیئے کہ اگر ٹرکی میں مصطفے کمال، مصر میں سلطان فواد، عرب میں ابن سعود، رلیف میں محمد عبدالکریم ریاست اسلامی کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور ہم لوگ اس کو قبول کرنے کو تیار ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ہندوستان میں ایک غیر مسلح اہل اور صاحب لیاقت قائد کے ہاتھ پر بیعت نہ کر سکیں اس لئے باقاعدہ بوریانشین ہونے کی ضرورت نہیں صرف اس کے دل کو اسلام سے آشنا ہونے کی حاجت ہے اس لئے اپنے مذہب اور مذہبی احکام سے ایک حد تک واقف ہونیکی ضرورت ہے اس قائد کے ماتحت ایک منتخب مجلس شوریٰ ہو اس کے ماتحت تعلیم و تبلیغ تالیف و اشاعت، سیاست، اصلاحات، غیر ملکی تعلقات، مالیات کے مختلف شعبے ہوں ہر ایک شعبہ کا ایک ایک علیحدہ مدیر و ناظم ہو تمامی محاصل و زکوٰۃ ایک جگہ جمع ہو کر ضروریات پر تقسیم ہوں اور اسی اصول پر صوبوں کی امارتیں ہوں اور ان کے ماتحت اضلاع کی . . . . علیٰ ہذا القیاس اسی کے ماتحت نکاح و طلاق و وراثت وغیرہ کے محکمے ہوں، دارالافتا ہوں جہاں سے جدید ضروریات کے متعلق فتوے صادر ہوں اور سارے ملک میں ان مسائل میں جو بے ترتیبی ہے وہ دور ہو۔

ایک مہلک غلطی چند سال پہلے جب اس کے لئے موسم مناسب تھا محض اس لئے بعض اکابر نے اس سے پہلو تہی کی کہ تمام مسلمان اس پر متفق نہیں ہو سکتے اس لئے جب تک اتفاق عام نہ ہو جائے اس کو قائم نہ کیا جائے میری رائے میں حد درجہ غلطی ہے یہ ناممکن ہے کہ کسی طاقت کے بغیر تمام کے تمام مسلمان از خود ایک مرکز پر متفق ہو جائیں اس لئے اس خیال سے ہٹ کر ہم کو صرف یہ کرنا چاہیئے کہ صوبوں میں اس کے متعلق کوششیں کریں جن صوبوں میں مسلمان بالکل صفر ہیں جیسے مدراس ممالک متوسط وغیرہ تو ہاں اس کی سب سے پہلے ضرورت ہے اور جس قدر مسلمان بھی اس مسئلہ پر متفق ہو سکیں اور اس تحریک پر آمادہ ہو سکیں ان کو ساتھ لیکر آگے بڑھنا چاہیئے آئندہ اس سلسلہ کی خود وسعت ہوتی رہے گی تا آنکہ کسی حد تک تمام مسلمان اس حلقہ میں آجائینگے اسلام کے عقیدہ میں نظم و جماعت کے بغیر

ہم صحیح اسلامی زندگی پر یقیناً قائم نہیں ہیں کہ نصب الامامۃ واجبۃ۔

شرط استطاعت

جو لوگ اس حقیقت کی تسلیم سے اختلاف کرتے ہیں کیا وہ امامت کے اصولی مسئلہ پر اعتقاد نہیں رکھتے کیا ان کے نزدیک مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی میں کسی امامت کی ضرورت نہیں، یہ کہنا کہ امامت کے لئے نفوذ و اقتدار ضروری چیز ہے، صحیح ہے لیکن یہ کامل امامت کی شرط ہے۔ مسئلہ کی صورت تو یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی امر واجب کے ادا کرنے کی کماحقہ اور اس کو پورے شرائط کے ساتھ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو آیا وہ واجب اس سے ساقط ہو جائے گا یا حسب استطاعت جہاں تک اس کی وسعت و قدرت میں ہو اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز کے لئے قیام و قعود اور قرآن پڑھنا تو ضروری ہے لیکن اگر کوئی بیمار یا اپاہج یا گونگا اس پر قدرت نہ رکھے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی یا نماز واجب رہے گی اور اس کو ادا کرنا اس کی طاقت اور وسعت کے مطابق ہوگا۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔

حضرات! سوال یہ ہے کہ ہر ناحیۂ بعیدہ کی امامت پر اپنے اپنے ناحیہ میں نصب امامت واجب ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس بنا پر کہ اس کے نفوذ و اقتدار وغیرہ کے شروط پورے نہیں ہو سکتے وہ واجب اس سے ساقط ہو جائے گا یا جس طرح جس حد تک اور جس صورت تک ممکن ہوگا اس کا ادا کرنا ضروری ہوگا؟ مسلمانوں کی تاریخ میں کیا ایسے واقعات نہیں کہ انہوں نے اپنی محکومی اور عدم استطاعت کی حالت میں بھی ایک نوع کی تنظیمی مرکزیت قائم رکھی چھٹی صدی میں جب کافر تاتاریوں نے ایران و خراسان و ترکستان و عراق پر قبضہ کر لیا تو کیا علمائے وقت نے اس کے لئے مسلاذم [illegible] مطالبہ کا مسئلہ پیش نہیں کیا! جو آج ہماری کتب فتاوی کا ایک جز ہے۔

ایک تاریخی مثال

اس وقت بھی جب مسلمانوں کا اوج اقبال تھا تجارتی ضرورتوں سے ان کو دوسری غیر اسلامی سلطنتوں میں آمد و رفت اور سکونت اختیار کرنی پڑتی تھی لیکن ان کی اسلامی تنظیمی وحدت کا سر رشتہ یہاں بھی ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا تھا تیسری صدی ہجری میں مسلمان تاجروں کی نو آبادی چین کے شہر خانفو میں تھی مگر وہ کس طرح رہتے تھے اور ان کے احکام و معاملات کیونکر فیصل پاتے تھے سلیمان تاجر اپنے تیسری صدی ہجری کے سفرنامہ میں لکھتا ہے:۔

"شہر خانفو (چین) میں جو (مسلمان) تاجروں کا مرکز ہے، ایک مسلمان ہے جس کو شاہ چین ان مسلمانوں کے درمیان فصل احکام کے لئے مقرر کرتا ہے جو اس ملک میں جاتے ہیں شاہ چین اس کو چاہتا ہے اور عید جب آتی ہے تو وہ مسلمانوں کی نماز کی امامت کرتا ہے اور خطبہ پڑھتا ہے . . . .

. . . . اور بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرتا ہے اور عراقی تاجر اس کی ولایت کے احکام و رحق کے ساتھ اور کتاب الٰہی اور احکام اسلامیہ کے ساتھ اس کے جاری کردہ حکموں سے سرتابی نہیں کرتے"

عراقیوں کی فارسی زبان میں اس مسلمان والی یا قاضی کا نام ہنرمند تھا جو عام استعمال میں ہنرمن بولا جاتا تھا خود ہندوستان مختلف ساحلی شہروں میں جہاں جہاں مسلمان آباد تھے یہ ہنرمند غیر اسلامی سلطنتوں میں اسلامی تنظیم و قضا کے ذمہ دار نظر آتے ہیں۔

دوسری تاریخی مثال

چوتھی صدی ہجری کے جہاز ران بزرگ بن شہریار اپنے سفرنامہ عجائب الہند میں صیمور (مدراس کے قریب) میں عباس بن ماہان سیرافی ہنرمند کا تذکرہ کرتا ہے:

"صیمور میں سیراف کا ایک شخص تھا جس کو عباس بن ماہان کہتے تھے اور جو وہاں مسلمانوں کا ہنرمند تھا اور شہر کا ذی وجاہت اور وہاں کے پناہ گزین مسلمانوں کا مرکز تھا۔"

وہاں کا راجہ مسلمانوں کے متعلق اسی کے فتوی پر فیصلہ کرتا تھا، اسی مقام میں ۳۰۴ھ میں مشہور سیاح مسعودی پہنچا ہے وہ لکھتا ہے:۔

"ہنرمندی کے منصب پر ان دنوں ابو سعید معروف تھے ہنرمند سے مراد رئیس المسلمین ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ راجہ مسلمانوں پر ان کے رئیسوں میں سے ایک کو افسر بنا دیتا ہے مسلمانوں کے تمام مقدمات و احکام اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔"

عہد حاضرہ اور شرعی تنظیم

حضرات! یہ تو گذشتہ عہد کا بیان تھا، آج بھی بیسیوں طاقتوں کے تحت جہاں مسلمان آباد ہیں کسی نہ کسی حیثیت سے اس قسم کی تنظیم جاری ہے، ابھی تو جیدا ملک ہالینڈ کے مسلمانوں کی مجلس کا ذکر کر چکا ہوں، بالشویک روس میں بھی مسلمان قازان کی مجلس دینیہ اسلامیہ کے ماتحت تمام قضاۃ و محتسب دائرہ ہوتے تھے، تاتاری کافروں کے استیلاء کے زمانہ میں اس عہد کے علماء نے اسی بنا پر "مسلمان والی" کے پہلو پر زور دیا، ممکن ہے کہ بعض احباب گذشتہ مثالوں کو سامنے رکھ کر یہ کہیں کہ اس کے لئے حکومت مستولیہ کی حمایت و منظوری ضروری ہے تاکہ یہ منصب صاحب نفوذ و اقتدار ہو سکے اگر اس قسم کے معترضین کی اصلی غرض یہی ہے تو ان کو اصل مسئلہ کے انکار کے بجائے صاف صاف اپنی اس نیت کا اظہار کر دینا چاہیئے ہمارے نزدیک تو مقصود مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا ہے اور وہ ان کے گلے میں ایک اور طوق کے اضافہ سے ممکن نہیں اس مسئلہ کے شرعی پہلو پر امارت شرعیہ بہار نے اسقدر مواد فراہم کر دیا ہے کہ شک کی مزید گنجائش نہیں رہ۔

مقصد تنظیم

حضرات! اس قسم کے نظم ملت سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کی وحدت ملی نمایاں ہو ان کے تمام مذہبی و ملی کام منظم ہوں ان کی ضرورتیں پوری ہوں ان کے مصارف وہ فعل ملی میں ایک تنظیم پیدا ہو اور اصلی جماعتی روح ان میں نمایاں ہو، دار الافتا، دار القضا اور بیت المال کا قیام ہو، ان کے غریبوں اور محتاجوں کی باقاعدہ امداد ہو ان کی معاشرتی خرابیوں کی اصلاح ہو تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ قائم ہو ان کے مکاتب و مدارس مالی نزع سے نجات پائیں۔

عدم تنظیم کے مفاسد

اس نظم ملت کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی تمام اعلی و ادنی طبقہ نکاح و طلاق و وراثت کی سخت معاشرتی مشکلات میں ہیں آجکل آپ میں سے جن اصحاب کے پاس ملک کے اطراف سے خطوط آتے ہوں وہ گواہی دینگے کہ اعلیٰ طبقہ کی عورتیں خلع کے رواج پذیر نہ ہونے کے باعث کس قدر مصیبت میں ہوتی ہیں ظالم شوہروں سے نجات پانے کے لئے انتہا یہ ہے کہ اعلیٰ خاندان کی عورتیں مذہبی رشتہ سے تبدیل مذہب تک کی جرأت کر لیتی ہیں کیا امت محمدیہ کی یہ حالت علمائے کرام اور مسلمانوں کی توجہ کے لائق نہیں؟ ضرور ہے۔

چند اصلاحی تدابیر

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

مسلمانوں میں شادی بیاہ کے مراسم مشرکانہ افعال اور سوء اعتقاد کی ظاہر مثالیں ہیں کہ ادائے غرض کی دعوت نہیں دیتیں، مسلمانوں کی اقتصادی بربادی سب سے زیادہ توجہ کے لائق ہے جس کا سبب علاوہ دیگر خلاف شرع اعمال کے یہ مراسم بھی ہیں ہمارے صوبہ بہار میں آج سے پچاس ساٹھ برس پہلے ہمارا زمینداری مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی اور آج انہیں فضول خرچیوں کی بدولت دوسروں کے ہاتھوں میں ہیں دولت ان کے ہاتھ میں ہیں اسی لئے ضرورت ہے کہ جدید اقتصادی و مالی مشکلات پر شرعی حیثیت سے علماء غور کریں اور جدید اقتصادی و مالی صورتوں میں جس صورت کا جو حل اور جواب ہو اسکی اشاعت کی جائے سب سے زیادہ پر زور شور مسئلہ آجکل ہندوستان میں اخذ ربا کا ہے یعنی سرکاری بنکوں، ڈاکخانوں اور کوآپریٹو سوسائٹیوں سے اخذ منافع کا ہے نقد لین دین کا کاروبار مسلمان نہیں کرتے یا اس کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں یا تجارتوں کی طرف مسلمان ملتفت نہیں، اسراف ان کا خاص امتیاز ہے یہ تمام باتیں علماء کے طے کرنے اور جمعیۃ العلماء کے حل کرنے کی ہیں اور نظر ملت کے فرائض میں ہیں مسلمان قوموں کے لئے یہ امر کس درجہ باعث شرم ہے کہ ان کی برادری میں بعض ایسی قومیں اور ایسے خاندان بھی ہیں جو وراثت کی نص صریح سے روگردان ہو کر رواج کو اپنا قانون بنائیں اور علانیہ ایک عدالت میں مسلمان اپنی قومیت بتا کر یہ کہیں کہ قرآن پاک ہمارا قانون نہیں بلکہ خاندانی رواج ہمارا قانون ہے۔ پنجاب اور بمبئی کی بعض مسلمان قوموں پر ہندو قانون کا پیرو ہونا کس درجہ افسوسناک ہے لڑکیوں کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھنا جاہلیت کا وہ طریق ہے جس کے مٹانے کیلئے سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ہوئی بمبئی کے کچھ میمنوں میں اور بعض دوسری قوموں میں افسوس ہے کہ اس جاہلیت کی رسم پر اب تک عملدرآمد ہے اور سب سے زیادہ یہ سنکر مجھکو افسوس ہوا ہے کہ پونہ کے بعض بنے ہوئے مولوی بھی ایسے ظالموں کی حمایت میں کچھ سند گھڑرہے ہیں۔

مذہبی تعلیم کی اشاعت

حضرات! ہندوستانی مسلمانوں کو دشمنوں کے معنوی حملوں سے بچانے کے لئے سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہیں ہے نہ ناقص مسلمانوں کو کامل مسلمان بنایا جاسکتا ہے شدھی کے روکنے کیلئے یہی تدبیر ہے کہ دیہاتوں، دوردراز علاقوں اور خاص نومسلم رقبوں میں بکثرت مذہبی مکاتب جاری کئے جائیں غور فرمایئے کہ ایک مسلمان کو نام کا مسلمان بنانا یہی ہے کہ اس کو علم اسلام سے آگاہ کیا جائے اگر مسلمانوں کا کوئی رقبہ مذہبی تعلیم سے سراسر ناآشنا ہو تو بظاہر جو کچھ ہو عملاً وہ گویا مسلمان نہیں اور اس میں اور اس کے ہمسایہ ہندوؤں میں چنداں فرق نہ ہوگا اس لئے کیا تعلیمی کیا اصلاحی اور کیا تبلیغی ہر حیثیت سے دیہاتوں میں مسلمانوں کو مذہبی جہالت سے نکالنا سب سے بڑا فرض ہے۔

خطبات جمعہ کی اصلاح

اسی سلسلہ میں جمعہ کے خطبوں کی اصلاح بھی اشد ضروری ہے اہل حدیث اصحاب اور بہت سے علماء نے تو اردو زبان میں خطبہ دینے کے جواز کو تسلیم کرلیا ہے تاہم اب بھی بہت سے علماء کو صرف اردو زبان میں خطبہ دینے میں تامل ہے اگر اتنا بھی تسلیم کرلیا جائے کہ عربی کے ساتھ ساتھ اردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے کسی اختلافی مسئلہ کو چھیڑنے کا جرم عائد نہ کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ غیر مجوزین کے پاس سوائے عمل سلف کے غیر عربی زبان میں خطبہ کے عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں، عمل سلف کے استدلال کے متعلق عرض ہے کہ طریق سلف کے مطابق خطبہ میں حسب ذیل خصوصیتیں ہوتی تھیں وہ عربی زبان میں ہوتا تھا وہ زبانی پڑھا جاتا تھا کسی کتاب میں دیکھکر نہیں پڑھا جاتا تھا، اس کی صورت تلاوت اور قرأت کی نہ تھی بلکہ مختصر زبانی تقریر کی ہوتی تھی اس میں آیات واحادیث کے التزام کے ساتھ مسائل حاضرہ و متعددہ پر مسلمانوں کو تہائش ہوتی تھی ایک ہی خطبہ کسی کا لکھا یا رٹا ہوا صدیوں تک نہیں پڑھا گیا وہ سلاطین زمانہ کی مدح و ستائش سے پاک ہوتا تھا اس میں تغنی نہیں ہوتی تھی وہ مقفیٰ و مسجع بے معنے عبارت نہیں ہوتی تھی مگر ان تمام خصوصیات کو تو بلا نکیر ترک کردینا اور صرف عربی کی خصوصیت پر زور دینا قرین صواب نہیں، اگر عربی کی قید نہ رہے تو حصول فوائد کے علاوہ محض ایک بدعت کو قبول کرکے متعدد بدعات سے ہم محفوظ ہوجائیں گے، جمعیۃ العلماء کی تجویز میں یہ تجویز بھی آنی چاہیئے کہ وہ سال بسال اماموں کی ہدایت کے لئے مختلف خطبے جو ضروری دپیش آمدہ ضروریات پر محتوی ہوں شائع کرتی رہے۔

تراجم قرآن

قرآن مجید جو تمام دنیا کے لئے آیا ضرورت ہے کہ اس کے ترجمے تمام دنیا کی زبانوں میں ہوں تاکہ قرآن بلسان قوم ہوکر سب کی ہدایت کو ہر جگہ عام کرے خدا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور ان کے خاندان پر رحمت بھیجے جنہوں نے فارسی اور اردو ترجمہ کرکے اس مسئلہ کو علمائے خلف کے اختلاف آراء سے بچالیا، مصر و ترکی میں ابتک قرآن پاک کے جواز ترجمہ اور عدم جواز میں معرکۃ الآراء بحثیں درپیش ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس فتنہ کو بھی روکنا چاہیئے جو آجکل ہندوستان میں عام ہورہا ہے کہ ہر اہل و نااہل تجارتی اغراض سے ایک نئے ترجمہ کی بحث میں گرفتار ہے ان ترجموں میں باہم اس درجہ اختلاف ہے کہ خدانخواستہ اگر اصل محکم وانا لہ لحافظون محفوظ نہ ہو تو تحریف کے عمل کا خطرہ نہیں یہانتک کہ بعض جاہل جلد ساز تاجروں نے قرآن پاک کے منظوم ترجمہ کی بھی جرأت کی۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اپنی شرعی امارت و نظم ملت نہ ہونے سے اس کا کوئی علاج نہیں کرسکتے۔

طباعت قرآن پاک اس کے ساتھ قرآن پاک کی طبع واشاعت کی احتیاط کا بھی سوال ہے ہمارے نزدیک تو قرآن پاک غیر اسلامی مطبع میں چھپنے کے قانونی مسئلہ پر زور دینا چاہیئے اسی کے ساتھ مطابع اور اسلامی مطابع تک کی جس میں سب سے آگے لاہور کے مطابع ہیں قرآن پاک کے اعراب و الفاظ وغیرہ کی تصحیح میں بے پروائی سخت افسوسناک ہے ہم نے چند قرآنوں کو ایک ساتھ ملا کر دیکھا تو ہر صفحہ میں غلطیاں نظر آئیں۔ پشاور کے ایک بزرگ نے اس قسم کی غلطیوں کی مثالیں چھاپ کر شایع کی ہیں اور افسوس ہے کہ صاحب مطبع ہونے کی بنا پر اس گناہ میں ہم بھی کسی قدر شریک ہیں، مصر و ٹرکی میں قرآن پاک کی تصحیح میں سرکاری طور سے اس قسم کی تصحیح اور صحیح قرآن چھاپنے کی کوشش کی جاتی ہے رہی حال میں اس ٹرکی نے جس کو شاید بہت سے لوگ بیدین ٹرکی کہنے کو تیار ہو جائیں گے اس نے خاص اپنی نگرانی میں قرآن پاک کی اشاعت کی۔

دارالاسلام آخر میں ایک چیز کی طرف مجھکو اور مسلمانوں کو متوجہ کرنا ہے اور وہ دارالاسلام ہے مدت سے یعنی ۱۹۱۲ء سے جب میں ندوۃ العلماء کے صیغہ اشاعت اسلام کا نائب ناظر تھا یہ خواہش میرے دل میں ہے کہ نومسلموں کے قیام و تعلیم و تربیت کے لئے کوئی خاص جگہ بنائی جائے جس کا نام دارالاسلام ہو جس طرح یتیم خانے آپ نے قائم کئے ہیں نومسلم خانے بھی آپ قائم کیجئے عہد حکومت مغلیہ میں داراو غہ جدید الاسلام کے نام سے ایک عہدہ تھا نومسلموں کی غور و پرداخت وغیرہ اس کا فرض تھا اس کو بہت سی سرکاری اعانتیں ملتی تھیں آج کل جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں ان کی بری حالت ہوتی ہے اسلام کے بعد سب سے پہلی تعلیم جو ان کو دی جاتی ہے وہ گداگری کی ہے کیا یہ اسلام کے شایان شان ہے؟ زکوٰۃ کے مصارف میں اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگوں کا ایک حصہ رکھا ہے اس مد سے باقاعدہ ان کے لئے مصارف ادا ہو سکتے ہیں پھر بتدریج یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کے مختلف خاموش اطراف میں اس قسم کے متعدد دارالاسلام قائم ہوں جہاں ایک سے دوسری جگہ نومسلم حسب حال منتقل ہو سکیں اور وہاں وہ کچھ اسلامی تعلیم اور کوئی حرفت سیکھیں یا مسلمان زمینداران کو کاشتکاری کے کاموں میں لگائیں غور کیجئے کہ اس وقت چھوٹی چھوٹی صنعت و حرفت کے تمام کاروبار دیسی عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہیں علاقہ ترہت کے راج میں جو دیسی عیسائی ہیں وہ بڑھئی لوہار کے کام سے بخوبی اپنی پرورش کر رہے ہیں یونہی لاہور لکھنؤ وغیرہ بڑے شہروں میں جلد سازی چھاپائی اور اسٹیشنری کے متفرق کام ان کو سکھائے

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہوں نیز یہ معلوم نہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کیگئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوجائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہوجائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ تعالےٰ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے کے بھی روادار نہونگے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہوجاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہوجاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید جل علا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعید انعلقۃ بلند عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہوجائیگا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب بڑے بیٹے اور بچوں کو پڑھانے بیوی کو بتانے بڑوں کو سمجھانے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہوجائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔ قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو ترتیب وار تمام مسائل ہیں اور روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہوجائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر
قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل بھی جب ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی بہتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھنا چاہیئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی۔ قیمت پانچوں مجلد۔ ایکروپیہ

سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اگلے مسلمان اور اُن کی سادگی

(از میاں غلام محمد صاحب طالب علم جماعت ہشتم بستی)

برادران ملت! نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ مسلمان امت محمدی کے دعویدار ہیں مگر فرمان صلعم کے فرمانبردار نہیں۔ مسلمانوں نے عمدہ باتوں کو ترک کر دیا اور رذائل اختیار کر لئے۔ جس خیر و شر جاتا رہا اور جیسی میں کمال ہے۔ اگر آج مسلمانوں کی حالت غیر فطری اور کی وجہ سے جس قدر خراب و ضعیف ہوتی جارہی ہے اس کا تذکرہ سوہان روح ہے۔

مسلمانو! کیا اس نازک زمانہ میں آپ پر کچھ غرض عائد ہوتا ہے کیا ایک زمانہ وہ نہیں تھا کہ تم علم و ہنر میں کامل تھے، توانائی و ہمت کے دلدادہ تھے؟ کیا تم بازو فولاد کو اپنے آہنی پنجوں سے چور چور نہیں کر ڈالتے تھے؟ کیا تم میں عظمت و جلالت نہ پائی جاتی تھی؟ کیا تم حکمت و حکومت کے انتہائی مدارج نہیں طے کر رہے تھے؟ مگر آہ! آج غیر قومیں ہمارا مضحکہ اڑا رہی ہیں اور ہم ذلت و خواری میں مست ہیں۔ کیوں؟

برادران اسلام! وہی وجہ ہے کہ ہم میں سے وہ سادگی جسے بزرگان دین نے برت کر ہمارے سامنے ایک نمونہ پیش کر دیا ہم اس سے کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں۔

جان نثاران اسلام! اگر امت محمدی کا دعویٰ رکھتے ہو تو آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر غور کرو اور سوچو کیا وہ ہادی عالم یعنی حبیب انور صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو یہ نہیں دکھلایا کہ کس طرح سادہ زندگی وہ بسر کرتے تھے؟ وہ باوجود ملت کے لیڈر اور بادشاہ عرب ہونے کے کیا چٹائی اور بوریوں پر نہیں سوتے تھے؟ جیسا کہ کسی نے لکھا ہے ؎

کسریٰ کی تاج روندنے کو پاؤں کے تلے اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

اس سے زیادہ سادگی اور کیا ہو سکتی ہے۔

مگر افسوس! کہ آج ہم محض نمائشی نام و نمود کے لئے ایسے بیجا اخراجات کرتے ہیں کہ دوسروں کے سامنے دست درازی کی نوبت آجاتی ہے۔ برادران ملت بزرگان دین دولت و ثروت سے مالامال تھے مگر زر و مال کی چمک نے ان کی آنکھوں کو چکا چوند نہیں بنایا جو کچھ ان کے پاس تھا انہوں نے دوسروں کے آرام و فائدے میں صرف کیا اور یہی ان کی کامیابی کے وجوہ تھے اور یہی وہ نمونہ تھا جس کو بڑے بڑے بادشاہ ذی اقتدار نے اپنا طرز عمل بنایا اورنگ زیب کی سادہ زندگی پر نظر ڈالئے جس کے رعب و جلال سے دنیا لرزتی تھی جس کی جاہ و حشمت کو دیکھ کر دانتوں تلے انگلی دبانی پڑتی تھی مگر اس نے اپنے ہاتھوں سے قرآن پاک لکھ لکھ کر فروخت کیا اور ٹوپیاں بنا بنا کر بیچیں اور اس کے زر و مال سے اپنی زندگی بسر کی اپنے ذاتی استعمال کے لئے ایک پیسہ بھی خزانے سے نہیں لیا بلکہ تمام زر و مال کو اپنے ملک اور رعایا کی بہبودی کے لئے صرف کیا۔

ناصر الدین کی سادہ زندگی کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی بیوی نے ایک مرتبہ اس سے ایک خادمہ کے واسطے جو کہ کھانا وغیرہ

کا نتیجہ جو اس دنیا میں بھگت رہی ہے آخرت میں ملیگا پس مسلمانوں صاف واضح ہو گیا کہ بزرگان دین اور ہمارے سلف نے کس طرح سادگی اختیار کی اور ترقی کے انتہائی زینہ پر پہنچے اور ہمارے لئے نمونہ بنے اور ہم اس سے کتنی دور گمراہی کے راستہ پر بھٹک رہے ہیں۔

غور کرو کہ آج ہم اپنے کنبہ پر سراسر بیجا اخراجات کا جوا ڈال کر ایسے ایسے عالیشان مکانات آراستہ کرواتے ہیں اور ایسے زیب و زینت کے سامان مہیا کرواتے ہیں کہ قرض لینے کی نوبت آجاتی ہے مگر اس کے خلاف ذرا سا اس بات پر نہیں دھیان کرتے کہ مسجد نبوی کی تعمیر جسے خانہ خدا کہا جاتا ہے جس کی فضیلت کے سامنے تمام بلند مکانات اور عالیشان عمارتیں ہیچ ہیں آقائے نامدار نے کس سادگی سے کرایا تھا۔

مسجد کی عمارت نہایت سادی تھی اس کی دیواریں کچی تھیں چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں کی بستی کھجور کے تنوں کے اسی واسطے یہ چھت نہ کافی طور پر دھوپ کو روک سکتی تھی نہ بارش کو۔ گرمی کے وقت دھوپ پڑتی اور بارش کے موقع پر تمام مسجد میں کیچڑ ہو جاتی لیکن اے برادران ملت! وہ دین و دنیا کے بادشاہ ہمارے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔ گرمی ہو یا سردی۔ بارش ہو یا آندھی اپنے اصحاب کے ساتھ اس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز ادا کرتے اور منبر کا کام ایک ستون سے لیتے جس کے ساتھ تکیہ لگا کر آپ وعظ فرماتے

یہاں پر شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس وقت وہاں کی حالت اچھی نہ تھی وہاں سوائے ریگستان کے اور کچھ نہیں تھا زر و مال کی کمی تھی مگر نہیں یہ خیال سراسر غلط اور بے عقلی ہے۔

برادران اسلام! اس وقت آپ کے تابعدار مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت تھی اور اُن میں سب دولتمند تھے۔ آپ چاہتے تو ان کی مدد سے عالیشان عمارت کی مسجد بنوا لیتے مگر شاندار مکانوں سے صرف دنیا ہی کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ سو آپ کو اس کی پرواہ نہ تھی بلکہ آپ دلوں کی صفائی اور عبادت کی خوبی کے خواہاں تھے اسی واسطے آپ نے زیب و زینت اور آرائش کے سامانوں کا جو کہ آگاہی سے غافل کرنے اور شیخی بگھارنے کا باعث ہیں کبھی نہیں فرمایا ہاں سادہ اور بے تکلف مقاموں کو پسند کیا جن سے فخر و غرور کی بیخ کنی ہو کر دل میں عاجزی و انکسار اور خدا کے کمترین بندے بنے رہنے کے خیال پیدا ہوتے ہیں جو دینی ترقی کا موجب ہیں یہی وہ وجہ تھی کہ آپ نے مسجد کی طرح اپنے رہنے کے مکان کو بھی پُرتکلف سامان کے ساتھ سجانے سے پرہیز کیا۔

یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ آپ تو ایسی سادی سی مسجد میں آنے کے واسطے ہر نماز کے وقت اذان کی منادی کے منتظر رہیں اور ہم پیرو اسلام ہو کر مسجدوں میں زیب و زینت کے سامان اور اچھے سے اچھے فرش بچھانے

جاں نثاران اسلام! اپنے دل میں سوچو اور انصاف سے کہو کہ رسول کے تابعدار اور اسکی امت کہلانے کے مستحق تم ہو سکتے ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو نمائشی نام ونمود کی خواہش چھوڑ دو اور سادگی اختیار کرو اور رسول علیہ السلام کی تابعداری کرو تاکہ خدا کی رضامندی کے سایہ میں جگہ پاؤ۔

عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ نکاح کے موقع پر دعوت ولیمہ اہل اسلام نہایت تکلف کے ساتھ کرتے ہیں اور شادی وغیرہ کے رسموں اور موقعوں پر خاص کر وہ لوگ جو مقدور نہ ہوتے ہوئے سراسر بیجا اخراجات کے واسطے سود پر قرض لیتے ہیں اور بساط سے بڑھکر تیاریاں کرتے ہیں انھیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ان افعال پر غور کرنا چاہیئے جن کو آپ نے اپنے نکاح کے ولیمہ کے وقت کیا آپ نے اپنے نکاح کے ولیمہ کی دعوت صرف دودھ کے ایک پیالہ سے کی اگر آپ چاہتے تو اپنے سچے تابعدار اور عقیدت مند پیروں سے قرض یا نذرانہ لیکر بڑی پر تکلف دعوت کرتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا جس سے ظاہر ہے کہ ایسے کاموں میں قرض دام کرکے یا مانگ مانگ کر خرچ کرنا محض بےسود اور رضائے الٰہی کے سراسر خلاف ہے اگر اس میں رضائے الٰہی کا کچھ بھی لگاؤ ہوتا تو آپ ہرگز اسے نہ چھوڑتے۔

آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی منگنی اور نکاح جس سادے اور بے تکلف طریق سے ہوا اس کا مقابلہ جب اس زمانے کے لڑکے اور لڑکیوں کی منگنی اور نکاح کے حالات کے ساتھ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے طریق عمل سے ہم کوسوں دور جا پڑتے ہیں اور اخراجات پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ گویا خداوند تعالےٰ نے جس قدر مال ہم کو عطا فرمایا ہے وہ شادیوں ہی پر لٹانے کیلئے دیا ہے اس کے سوائے اس کا کوئی اور مصرف مقرر نہیں کیا۔ پھر ان مصارف پر غور کرتے ہیں تو وہ بھی عقل اور مذہب دونوں کے خلاف بلکہ قیامت کے دن عذاب کا باعث ہیں جیسے رنڈیوں کا ناچ بھانڈوں اور نقالوں کا تماشا آتشبازیاں چھوڑانا وغیرہ وغیرہ جس کا دنیا میں تو یہ نتیجہ ملتا ہے کہ گھر بار مال املاک نہیں ناجائز اخراجات کی نذر ہوکر اس قدر قرض چڑھ جاتا ہے کہ اولاد سے ورثہ میں تقسیم کرتی ہے آخرت میں نہیں معلوم کیا حشر ہوگا۔

اے محبان اسلام! رونے کا مقام ہے کہ اپنے آپ کو ظاہر تو کریں آپ کا تابعدار اور عمل سراسر آپ کے خلاف ہو اور لطف یہ کہ باوجود ایسی گستاخیوں کے آپ کی شفاعت کے بھی امیدوار ہیں

ایں خیال است و محال است و جنوں

اللہ اپنا ہی رحم کرے تو مخلصی ہو ورنہ ہمارے اعمال تو ایسے نہیں جنکی وجہ سے نجات کا حق پیدا ہو کتنے افسوس کی بات ہو کہ آپ کی امت ہونیکے دعویدار آپکے طریق عمل کی مخالفت کرکے اتنا نقصان تو سر دست اٹھاتے ہیں اور پھر بھی سادگی اختیار نہیں کرتے اگر ہم آپ کے سادے طریقے پر چلتے تو کبھی ان مصیبتوں میں گرفتار نہ ہوتے جن میں اب آپ کے طریقہ پر نہ چلنے کی صورت میں ہو رہے ہیں۔

الٰہی ہم مسلمانوں کو گمراہ کرنے والی باتوں سے بچا فضول خرچی اور بیجا اخراجات سے نفرت دلا اور سادگی اختیار کرنیکی روح ہمارے قلب میں پیدا کر اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری تابعداری کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

کتاب المرقوم یعنی شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو گشتگان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک شمال سے جنوب تک سیراب کر رہی ہے اور ہر شخص نے اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل سے جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوایا ہے جو اس سے پہلے آجتک کسی نے اختیار نہیں کیا ہر شعر علی تلفظ صحیح بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا گیا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی گئی۔ ہر لفظ کی صرفی نحوی ترکیب بتلائی گئی ہے۔ ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے۔ ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالہ سے مدلل کیا گیا ہے غرضکہ کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی کہ دیکھنے والا تشنہ رہجائے [illegible] بڑی تقطیع [illegible] صفحات

قیمت مجلد عہ علاوہ محصول ڈاک

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین افسانہ ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک جودھپا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہوگیا اور شرک و کفر کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کیں اور باوجودیکہ لوہے سے داغ دیئے جانے کے اور بیدوں سے مارے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہوچکا ہے اور رسالہ معارف اعظم گڈھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں۔

ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس افسانہ کو تبلیغی مقاصد کیلئے منگانا چاہتے ہیں اور اس کی ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں لہر فی درجن کمیشن کے حساب سے دی جائینگی . . . . . . صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہئے ایک جلد کے خریدار کیلئے قیمت ۸ ر ہے محصول ڈاک ۳ ر

حمیدیہ پریس دہلی

افلاس اور افلاس کی شکایت

(از جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ علیگڑھ)

اس میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمان من حیث القوم دنیا کی جملہ متمدن اقوام میں سب سے زیادہ مفلس قوم ہیں۔ مسلمانوں کے افلاس کا اندازہ شاید خود مسلمانوں کو بھی ابھی پورے طور پر نہیں ہوا ہے لیکن دنیا کے تجارتی و دیگر حالات کو بغور دیکھنے کے بعد کسی کو شبہ باقی نہیں رہتا کہ فی الواقع مسلمان بہت زیادہ افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں ہندوستان میں چند تجارت کے بڑے بڑے صیغے ہیں ان میں مسلمانوں کا بہت ہی کم حصہ ہے ایک صیغہ روئی کی تجارت، پٹ سن کی تجارت، جوار کی تجارت، غلہ کی تجارت اور معدنیات کی تجارت ہے مسلمانوں کا ان بڑی تجارتوں میں روپیہ میں ایک پیسہ کا بھی حصہ نہیں ہے ان تجارتوں کے بعد مال کی درآمد برآمد کے صیغے ہیں جس میں کپڑے اور لوہے کی اشیاء کا بہت بڑا کام ہے اس میں مسلمانوں کا کچھ حصہ نہیں ہے اب رہی اندرونی تجارت یعنی خوردہ فروشی اور دکانداری سو اس میں مسلمان بہت ہی کم دکھائی دیتے ہیں جس شہر میں جاؤ وہاں ہزاروں میں دو چار مسلمان دکھائی دیں گے اور باقی سب غیر مسلم اقوام ہیں۔ اب زمینداری کی طرف خیال کیجئے تو ہر صوبہ کے اعداد و شمار دیکھنے سے صاف معلوم ہوگا کہ کل ہندوستان میں مجموعی طور پر مسلمانوں کے پاس روپیہ میں ایک پیسہ سے بھی کم زمینداریاں رہ گئی ہیں اور جو زمینداریاں رہ گئی ہیں وہ معرض زوال میں ہیں جن صوبوں میں قانون انتقال اراضیات جاری نہیں ہے ان میں ہر ضلع کے صدر مقام پر کسی مہینہ کی ۲۰ تاریخ کو جا کر دیکھئے تو نیلام عام میں مسلمانوں کی کتنی جائدادیں نیلام ہوتی ہیں اور دوسرے لوگوں کی کس قدر؟

صوبہ متحدہ میں غدر کے بعد سے کم و بیش پچھتر فیصدی چھوٹی زمینداریاں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی ہیں اور جو باقی ہیں ان کے متعلق یقین واثق ہے کہ وہ بھی آئندہ تیس چالیس سال کے عرصہ میں غائب ہو جاویں گے صرف خال خال کہیں کہیں بڑی زمینداریاں اور تعلقداریاں رہ جاویں گی جو مقابل ان زمینداریوں کے جو غیر مسلم اقوام کے ہاتھ میں ہیں کسی شمار و قطار میں بھی نہیں ہیں یہ حالت تو مسلمانوں کی موجودہ ثروت اور مال و اموال کی ہے اب ایک زبردست صیغہ جو ایک قوم کی ثروت کو بڑھا رہا ہے اور دوسری کو روز بروز گھٹا رہا ہے وہ روپیہ کا کاروبار ہے اس میں مسلمانوں کا مطلق کوئی حصہ نہیں ہے نہ ان کے پاس بنک ہیں نہ سرمایہ مشترکہ کی کمپنیاں ہیں اور نہ ہی کوٹھیاں ہیں ہر شہر اور ہر قصبہ میں بلکہ ہر گاؤں میں متعدد مہاجنوں کی لین دین کی کوٹھیاں کھلی ہوئی ہیں لیکن مسلمانوں کے پاس عام استثنیات کے سوا کچھ نہیں ہے صرف مسلمانوں کا کام ہے روپیہ سود اور سود در سود پر لینا اور اپنی جائدادیں اور مکانات ساہوکاروں کے پاس گرو کرنا اور آخر کو چند سال کے بعد ان ساہوکاروں کی ملکیت میں داخل کر دینا۔

جملہ واقعات مذکورہ کو اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ مسلمان اچھے طریقہ سے سمجھ جاویں کہ وہ واقعی مفلس ہیں اور اس لئے نہیں ذکر کیا گیا کہ مسلمان مثل دیگر بہت سے مسلمانوں کے ہائے وائے کا نعرہ بلند کیا جاوے کہ ہم مفلس ہو گئے۔ ہمیں مسلمانوں کے افلاس کو دیکھکر سخت رنج ہوتا ہے لیکن ان کی ایک بری عادت کو دیکھکر افسوس اور تعجب بھی ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ افلاس کی شکایت ہی کرتے رہتے ہیں اور جو الفاظ سر سید احمد خاں مرحوم نے اپنی قوم کو متنبہ کرنے کے لئے اپنی زبان سے نکالے تھے ان کو اس وقت تک برابر اپنی زبان سے دہرائے جاتے ہیں کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ محض شکایت سے کچھ نفع نہیں ہوگا بلکہ جو کچھ ہمارا قومی وقار باقی ہے وہ بھی مٹ جاوے گا اس سے زیادہ کوئی بے غیرتی کی بات نہیں ہے کہ کوئی آدمی مفلس ہو جاوے تو وہ بازاروں میں ڈھنڈورا پیٹتا پھرے کہ میں مفلس ہو گیا میرے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ بہت دنوں سے وہ افلاس کا رونا رو رہے ہیں اور زبان سے اور قلم سے انہوں نے افلاس کی شکایت میں کچھ کمی نہیں کی لیکن اپنی اس تمام واویلا کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا بلکہ ادھر وہ شکایت کرتے جاتے ہیں اور ادھر روز بروز زیادہ مفلس ہوتے جاتے ہیں اس افلاس کی شکایت کا اثر ہماری آنے والی نسلوں پر بہت برا ہو رہا ہے ہمارے نوجوانوں کی ہمتیں پست ہو رہی ہیں ان کے خیالات میں ضعف پیدا ہو رہا ہے ان کی ہمتیں ٹوٹی جا رہی ہیں لہذا میں مسلمانوں کو رائے دوں گا کہ اگر وہ مفلس ہو گئے ہیں تو اس کے ساتھ ہی انہیں بے غیرت نہیں ہونا چاہئے اور ہر وقت دوسروں کے سامنے اپنے افلاس کا دکھڑا رونے سے باز آنا چاہئے اگر ہم مفلس ہیں تو دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہم مفلس ہیں لیکن کسی کے محتاج تو نہیں ہیں دست خود دہان خود، اگر ہم قناعت سے زندگی بسر کریں اور محنت و تدبیر سے اپنی روزی کمانے کی فکر کریں تو ہم خوش رہ سکتے ہیں اور افلاس ہم کو زیادہ ستانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا لیکن دقت ہمارے سامنے یہ ہے کہ ہم افلاس کی شکایت سے بڑھکر اور کسی تدبیر یا فکر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، ہم قوم میں افراد کاسب یعنی روزی پیدا کرنے والے اشخاص بہت ہی کم پیدا کرتے ہیں سب سے اول تو پچاس فیصدی ہماری آبادی کا حصہ فرقہ نسواں بالکل ہی بیکار ہے اس کے بعد مردوں میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو خود کام کرنے کی طرف نہ کبھی متوجہ ہوئے اور نہ ہوں گے اور اس تعداد میں ایک گروہ تو علما اور مشائخ کا ہے دوسرا گروہ گداگروں کا ہے تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو ظاہرا متمول ہیں جو کچھ باپ دادا نے چھوڑا ہے اس کو کھاتے اڑاتے ہیں اور خود اپنی کمائی سے ایک پیسہ بھی اضافہ نہیں کرتے بلکہ جو کچھ گھر کی پونجی ہے اس کو ختم کرتے ہیں ۱۵ سے ۲۰ تک بچے اور کم عمر لڑکے ہیں جو خواہ امیر کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں یا غریب کے جب تک نان شبینہ ملے جاتی ہے وہ کچھ کام نہیں کرتے اب رہ گئے یکہ اور گاڑیبان ہانکنے والے

مزدور تجزیہ۔ نقصانی اور ایک محدود تعداد دستکاروں کی اگر صحیح معنوں میں افراد کار سمجھے جاتے ہیں تو یہی دستکار لوگ ہیں لیکن وہ لوگ اتنا پیدا نہیں کرسکتے کہ ان کی کمائی کی وجہ سے قومی تمول میں کچھ اضافہ ہو یہ غنیمت ہے کہ نہ وہ بھیک مانگتے ہیں اور نہ وہ بیکار رہتے ہیں اور اگر زن ومرد سب اس کی تقلید کریں تو صرف قوم میں نہ اس قدر بھیک مانگنے والے دکھائی دیں اور نہ اس قدر مفت خورے بعض صوبوں میں مسلمان کاشتکار بکثرت تردد کاشت میں مشغول ہیں لیکن وہ قرضہ کے بار میں اس قدر دبے ہوئے ہیں کہ وہ جس قدر پیدا کرتے ہیں اس کا ایک بڑا حصہ سود میں چلا جاتا ہے اگر یورپ وامریکہ کے کاشتکاروں کی طرح ان کی پیداوار کے اوپر از ہر زمیندار کے اور از ہر سودخوار کے جابرانہ حملے نہ ہوتے تو یہ گروہ یقینی ایک متمول گروہ ہوتا اور ان کی دولت سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوتی۔

مسلمانوں کا آئندہ نصب العین یہ ہونا چاہئیے کہ سب عورت اور مرد دنیائی کشمکش کے میدان میں مردانہ وار گھس پڑیں اور ہر شخص اس بات کا عہد کرلے کہ اس کی زندگی کا سب سے مقدم فرض یہ ہوگا کہ وہ اپنے لئے اور اپنے بچوں کی پرورش کے لئے خود کمائے گا اور کسی دوسرے کا دست نگر کبھی نہ بنے گا اور جو لوگ منبر پر کھڑے ہوکر وعظ فرماتے ہیں کہ دنیا مردار ہے اور خود دنیا کے طالب ہیں ان کے اثر میں کبھی نہ آئے گا کیونکہ تجربہ سے دیکھا گیا ہو کہ دنیا کے طالب زیادہ تر وہی لوگ ہیں جو دوسروں کو رزق حلال کمانے سے روکتے ہیں۔ نیز ان مشائخی حلقوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرینگے جو اپنے مریدوں کو ہوتوف بناکر دنیا کے کاموں سے بیکار بنادیتے ہیں اور جو بیوقوفوں کے گروہ کو چاروں طرف جمع کرکے آپ لطف سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے مریدین ان کی اولاد اور لواحقین کو افلاس کے گڈہے میں دھکیل دیتے ہیں۔ نیز مسلمانوں کو اس کا پورا احساس ہونا چاہئیے کہ اگر وہ مفلس ہیں تو اس کے رفع کرنے کی تدبیر کریں مسلمانوں کو معلوم رہنا چاہئیے کہ خدا کا حکم یہ ہے کہ جیسا کرے گا ویسا پائیگا اور جو کچھ نہیں کرے گا اس کا کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا محض تمنا سے یا تمنا کے اثر سے دن رات دعائیں مانگنے سے کبھی مطلب براری نہ ہوگی روپیہ خود بخود نہ کبھی کسی قوم کو ملا ہے اور نہ ملیگا وہ لوگ غلط بیان کرتے ہیں اور مغالطہ دیتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر قسمت میں ہے ہوتو بلا طلب اور بلا کوشش کے بھی روپیہ مل جاتا ہے کوشش انسان کا فرض ہے اور کوشش سے انسان کو کبھی غافل نہیں رہنا چاہئیے۔

فتوح الغیب مترجم

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب طریق وصول الی اللہ میں ایک بےمثل کتاب ہے عالم اسلام میں ساڑھے آٹھ سو برس سے اس کی شہرت کا غلغلہ بلند ہے ہندوستان میں سب سے پہلے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا اور اس کے بعد اس کے متعدد ترجمے کئے گئے ہیں اور علماء ومشائخ نے ہمیشہ اسے استفادہ کی نظر سے دیکھا ہے۔

اس کتاب کا سب سے صحیح نسخہ اور سب سے اچھا اردو ترجمہ شایع کرنے کے لئے نہایت مخلصانہ جدوجہد کوشش کی گئی اور یہ مترجم نسخہ شایع کیا گیا ہے جس کے ایک کالم میں با اعراب عربی ہے اور دوسرے کالم میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے کتابت اور طباعت اول درجہ کی ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اصل اور ترجمہ کا پروف کی چار جید علماء سے صحت کرائی ہے اس لحاظ سے شاید یہ اس کتاب کا سب سے بہترین نسخہ ہے۔

حضرت غوث الاعظم نے اپنی اس کتاب میں توحید کو شرک سے سنت نبویہ کو بدعت ضالہ سے اور ہدایت کو گمراہی سے علیحدہ اور ممتاز کردیا ہے اور تصوف کی اس تعلیم کو بیان فرمایا ہے جو کتاب وسنت اور طریقہ حضرات صحابہ کرام کے بالکل مطابق ہے۔ یہ تعلیم ابتدائی بھی ہے اور انتہائی بھی یعنے اس سے ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگ جن میں خدا کی پرستش کا ذوق ہے مستفید ہوتے رہے ہیں۔

علماء اور مشائخ کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے کہ دوسروں کو ہدایت وہی کرسکتا ہے جو خود راہ ہدایت پر ہو اور مسلمانوں میں اسلامی کیرکٹر وہی لوگ پیدا کرسکتے ہیں جن میں خود یہ چیز موجود ہو اور اسلامی کیرکٹر پیدا کرنے میں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے بعد اس سے بہتر کتاب نہیں ہے جیسا کہ اگلے زمانہ کے مشائخ اور علماء کا اس کتاب کی نسبت فیصلہ ہے طلباء خواہ ان کا تعلق دینی مدارس سے ہو خواہ دنیوی مدارس سے اس کتاب سے روحانی فوائد کے علاوہ عربی علم ادب میں اچھا استفادہ کرسکتے ہیں کیونکہ بلحاظ ادبیت فتوح الغیب کا پایہ مسلمہ طور پر ادبیات عرب میں برتر بہتر ہے۔

عامۃ المسلمین اس کتاب کو پڑھکر یہ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں کہ گندم نما جو فروش لوگوں کے ضرر ونقصان سے اپنے کو بچائیں اور وہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ والے کیسے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ عملی زندگی کے لئے کچھ ایسی مفید ہدایات حاصل کرسکتے ہیں جو زندگی کی الجھنوں اور ناکامیوں اور پریشانیوں کا بہتر بدل مہیا کرنے والی ہیں۔ ایک خاص وصف اس کتاب میں یہ پایا گیا ہے کہ انتہائی پریشانی اور گھبراہٹ کی حالت میں اس کے پڑھنے سے روحانیت تاب حاصل ہوتی ہے یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ آج مادی دنیا میں اور نکاہوں اور ادب تپی لوگوں کو بھی نصیب نہیں ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اس سے ہر مسلمان کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہئیے۔

قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۲ دہلی سے منگائیے

کیا مسلمانوں کی مفلسی تجارت سے دور ہو سکتی ہے

(از جناب غلام حسین صاحب)

تجارت پیشہ اہل اسلام تمام امصار و دیار میں موجود ہیں اور معقول طریقہ سے تجارت کرتے ہیں پنجاب میں خوجے، پراچے اور ہندوستان میں پنجابی، کلال، جولاہے وغیرہ اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کر رہے ہیں اور دنیا کے اکثر حصوں میں ان کا گزر ہے ان اقوام کو تجارت کے مقابلہ میں کوئی دوسرا کام پسند نہیں آتا اب رہے اور حضرات شیخ سید مغل اور پٹھان یہ اپنی خاندانی خاندان کی عزت فاقہ کشی سے مر جانے والے اور جائداد فروشی اور زیربار قرضہ ہونے میں سمجھتے ہیں مگر تجارت سے متنفر ہے اس لئے کہ خاندان میں پشتہا پشت سے کسی نے یہ کام نہیں کیا اور اگر کسی کا دل چاہتا ہے تو سو پچاس روپے سے تجارت کرنے میں اس کی ناک کٹتی ہے حالانکہ انگریزی میں ضرب المثل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "تھوڑا ہی تھوڑا بہت ہو جاتا ہے" اور دوسری ضرب المثل یہ ہے کہ تم پیسوں کی حفاظت کرو روپے خود بچ جائیں گے۔ اگر پہلے پہل تھوڑے سرمایہ سے تجارت کی جائے تو درجہ بدرجہ اعلیٰ پیمانہ پر پہنچ جاتی ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی دگرگوں ہے اگر دس پندرہ ہزار روپیہ ہو تو کام شروع کرتے ہیں مگر لائیں کہاں سے بعض ایسے بھی دیکھے ہیں کہ ان کو روپیہ حسب دلخواہ مل گیا اور دوکان بھی ہو گئی تو نصف سرمایہ دوکان کی آرائش ہی پر صرف کر دیا ہر وقت دکان پر حقہ پان چارپائی تاش اور شطرنج دیاران طریقت ارباب محبت اور گراموفون وغیرہ کا شغل رہنے لگا میاں کو خبر ہی نہیں روزانہ کتنا فروخت ہوا اور کیا خرچ ہوا کوئی حساب کتاب ہی نہیں رکھا جاتا روزانہ دکان کی یہ حالت دیکھکر گاہک بھی آنے کم ہوئے اور برس دو برس میں جمع بابر و ساہوکار کے قرضہ کی مانگ نوکری ترقی، نیلام شروع ہوئے مجبوراً جائداد فروخت کر کے حساب چکایا اور خیر سے بدھو گھر کو آئے قرضخواہوں سے فرصت پائی تو دوستوں نے شاباش مرحبا آفریں پر رکھ لیا حضور یہ کام بنئے بقالوں کا ہے ہم تو اسی وقت اس کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔

دوسرا طریقہ دوکانداری صبح سے آٹھ بجے بستر سے اٹھے دس بجے تک بمشکل ضروریات سے فارغ ہو کر دوکان پر تشریف لائے دن بھر ایک معزز عہدہ دار کی طرح بیٹھے رہے گاہک سے کلام نہیں کرتے اگر ہزار روپے کا خریدار ہے اور نوکر موجود نہیں تو نہایت غصہ سے ارشاد ہوتا ہے پھر آنا اس وقت ملازم موجود نہیں اگر اس نے کوئی نقد دوبارہ کہہ دیا تو غریب کو جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے

تیسرے بوجہ عدم معلومات بوجہ عدم معلومات طریق تجارت و ناتجربہ کاری مسلمان اس کار کو ہرگز نہیں چلا سکتے مگر برعکس اس کے ہماری ہمسایہ قوم نہایت زیرک و دانا ہے اور اس کا ہر فرد خواہ کیسا ہی بڑا آدمی ہو بچہ کو جب تک وہ شیر خوار ہے ہوا خوری اور صبح نہلانے کی عادت ملے گی جب سمجھ آئے گی اور بولنے کے قابل ہوگا تو اسے ہر وقت کی تعلیم ہوگی۔ چار سال کا ہوگا تو اسے لکھنا پڑھانا اور روزانہ کاروبار کی تعلیم ہوگی اب ان کی پرورش اور تعلیم کا طریقہ ملاحظہ ہو علی الصباح نہ خود اور اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے ہیں اور بلا خوف گرمی و سردی نہلاتے ہیں پھر بعد ازاں دکان کھولنے بند کرنے گاہکوں سے بات کرنے حساب کتاب سمجھنے کا طریقہ ذہن نشین کراتے ہیں مدرسہ کا وقت آیا تو مدرسہ بھیجا شام کو دس اور گیارہ بجے رات تک دوکان پر موجود رکھا رات کو حساب کتاب کی میزان رقم کی پڑتال غرض تمام کام سکھایا اور تعلیم کی تقسیم اور دنیاوی کاروبار کی اصلاح بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہی اور تمام بڑی صحبتوں سے بھی بچہ محفوظ رہا۔

کفایت شعاری کفایت شعاری کا اندازہ جس دن سے بچہ پیدا ہوتا ہے روزانہ اس کے نام علی قدر حیثیت کسی گولک میں جمع کیا جاتا ہے اور بچہ کو جو خرچ کے واسطے ملتا ہے اس سے خود وہ بھی پس انداز کرتا جاتا ہے اور شروع ہی سے کفایت شعاری کی تعلیم پر کاربند کیا جاتا ہے جب آٹھ برس کا ہو جاتا ہے تو کوئی خوانچہ وغیرہ لیکر گلی کوچوں میں پھرتا ہے غرض وہ اپنی حیثیت اور شان و شوکت کو نظر انداز کر کے کام کرتا ہے اور چند روز میں ایک معزز ساہوکار بنجاتا ہے علی ہذا جو مسلمان تجارت پیشہ ہیں ان کی اولاد ایسی ہی تربیت پاتی ہے مگر ان کی اولاد میں دو نقصان ہوتے ہیں ایک کثیر المصارف ناعاقبت اندیشی و اوارہ گردی دوسرے اپنی دینیات اور ضروری مسائل سے ناواقفیت۔ جو اقوام اہل اسلام تجارت پیشہ ہیں ان کو بچوں کی تعلیم و تربیت اور معاملات کی صفائی میں از حد کوشاں ہونا چاہیئے اور ان کو اچھی عادات اور اخلاق حسنہ سے مزین کرنا چاہیئے اور بعد ازاں اپنی اقوام کے دوسرے افراد کو جو غیر تعلیم یافتہ اور درماندہ ہیں اپنے بچوں کی تعلیم و پرورش کریں اور ان کو تجارت کے اصول اور تجربوں سے بعدا پورا واقف کر دیں۔ دکانوں پر کام کرائیں اور تھوڑا مال دیکر شہر میں گشت کرائیں اکثر دولتمند تاجروں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ دوکان کے متعلق کسی کام کو عیب نہیں سمجھتے مگر غریب مسلمان جو اس کام سے ناواقف ہیں ان کو نہایت ناگوار اور معیوب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مقدار بوجھ اٹھا کر لیجائیں یا پھیری لگا کر چار پیسہ کا مال فروخت کر لائیں کام کرنے کی ہمت اور بالکل وجہ سے نہ رہی اور تعزز خاندانی کی سند پیش فرما کر معمولی تجارت کو ذلیل کام سے تعبیر کر کے فرما دیا کہ بھوکے مرجانا بہتر ہے مگر اپنے خاندان کو بٹہ نہیں لگائینگے۔ اس وقت کام کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ علمائے دین صوفیائے کرام اور رؤسائے عظام کی توجہ اس طرف منعطف کرائی جائے چونکہ ہر شہر اور قصبہ میں اور ہر محلہ میں ایک شخص ایسا باوجاہت اور ذی اثر ضرور ہوتا ہے کہ جس کے قول و فعل کا دوسروں پر خاص اثر پڑ سکتا ہے اور اسکے حکم سے کسی کو مجال سرتابی نہیں ہوتی ایسے حضرات بھی بہت ہیں جیسی سجادہ نشین یا دیگر پیران طریقت کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں اگر سر برآوردہ علماء و مشائخ اسلامی کاموں میں دلچسپی ظاہر کرنے لگیں تو قوم کی کشتی جلد گرداب بھنور سے چھٹکارا پاکر ساحل مقصود پر پہنچ جائے گی۔

سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ مسلمان خدا اور اس کے برگزیدہ رسول مقبول کی محبت اور دین کے اصول کو ذہن نشین کریں اور صدق دل سے ان کو اپنا دستور العمل بنالیں اگر یہ ہو جائے تو میرے ناقص خیال میں سب کچھ ہو جائیگا ہماری آسمانی کتاب اور ہمارے مذہبی قانون کے یہ اوصاف ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہونے سے ہزاروں برس کے وحشی عرب

بیسویں صدی کا کیمیاگر لیڈر

(محترم مولانا قرشی)

جن جن دلچسپ طریقوں سے ہماری قومی مجلسیں اور انجمنیں چندے جمع کرتی ہیں ان کی عبرتناک تفصیل درج ذیل ہے:۔

وفد بازی

یہ ظاہر ہے کہ لوگوں کی جیب سے مرشد روپیہ اس کے باوجود پیسے نکلوانا دردانیاں کی تسخیر سے کم اہم نہیں بڑی مشکل یہ ہوگئی ہے کہ جن جلسوں میں چندے کی اپیل شامل ہو روپیہ دینے والے لوگ ان میں شامل نہیں ہوتے اس مصیبت کو کسی طریق سے حل کر لیا گیا ہے۔

وفود بنائے جاتے ہیں تاکہ وہ انعقاد جلسہ سے پہلے بڑی موٹی اسامیوں تک خود پہنچ جائیں اور عطیات وصول کر لیں ایسی حالت میں جن بزرگوں پر ہاتھ صاف ہو چکا ہوتا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ ہر ایک اجلاس میں سب سے پہلے کرسیوں پر آ ڈٹتے ہیں تاکہ سیکرٹری کی زبان فیض ترجمان سے اپنی رقم کا اعلان سنیں اور یہ دیکھیں کہ دوسروں پر کیا حشر گذرتا ہے! یہ لوگ اشارے کنائے اور ترغیب و تحریص سے دوسروں کو پھانسنے میں بڑی مدد کرتے ہیں۔

کرسئ صدارت کی قیمت

کسی زمانہ میں قومی جلسوں کی صدارت اعتبار و امتیاز کی چیز تھی لیکن آجکل یہ صدارت ایک معمولی نیلام ہے، جلسوں کے لئے نہایت ہی کوشش اور تلاش سے فیاض، آزاد منش اور بھولے بھالے صدر پیدا کئے جاتے ہیں۔ نہایت تحریر و دلاویز کے ذریعہ معاملہ طے ہوتا ہے پر جوش استقبال ہوتا ہے صدر محترم کے فضائل کی تعریف ہوتی ہے انہیں زیادہ تر حاتم سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اب چونکہ لوگوں پر ان مصنوعی صدارتوں کا راز فاش ہو چکا ہے اس واسطے زیادہ عقلمند لوگ صدر بننے کی بجائے کچھ دے دلا کر مصیبت سے بچ جاتے ہیں۔

قبول عام کی تلاش

عوام کو جلسہ گاہ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے بالکل جداگانہ وسائل اختیار کئے جاتے ہیں بڑے بڑے رنگین اشتہارات چھپتے ہیں، سڑکوں پر جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ دروازے بنتے ہیں، دیواروں پر پھولوں اور قطعوں کی آرائش ہوتی ہے کہیں "السلام علیکم" کہیں "خوش آمدید" اور "دل کو" کہیں "کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے" کہیں "یتیموں کا واسطہ" اور کہیں "تعلیم کی اہمیت"۔

بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے ہیں جس میں اونٹ، گھوڑے، سائیکل سوار، لنگر خوان، ہنر کار اور قومی جھنڈے اور باجے شامل ہوتے ہیں۔ تبلیغی کانفرنس کے ساتھ دنگلوں کا اعلان ہوتا ہے اور پنجاب سے پہلوان بلائے جاتے ہیں لوگ لاثانی تقریریں تو مفت سنتے ہیں مگر دنگلوں میں ٹکٹ دیتے ہیں۔ بڑے بڑے شعراء، مشہور اور نعت خوانوں کی آمد کا اعلان ہوتا ہے اور سب سے آخری بات یہ کہ ان جلسوں میں بالعموم بڑے بڑے آل انڈیا لیڈر جمع کئے جاتے ہیں اور انہیں مجلس کا بانی بنایا جاتا ہے کوئی شخص ان لیڈروں کے اخلاق و دیانت کی خواہ کس قدر بھی مذمت کیوں نہ کرے یہ قطعی بات ہے کہ اگر قومی جلسوں کو رونق دینے اور لوگوں کو جمع کرنے کے لئے ان بزرگوں کا استعمال کر لیا جائے تو یہ چیز کچھ بری نہیں ہے بہرحال یہ اور اسی قسم کے صدہا وسائل ہیں جن سے عوام کو جلسوں میں کھینچا جاتا ہے۔

یتیم کا پیسہ

جلسہ گاہ میں ایک شخص اپنی جیب سے ایک پیسہ نکالتا ہے اور بصد درد و اضطراب یہ اعلان کرتا ہے کہ حضرت مولانا صاحب کے دلگداز وعظ سے متاثر ہو کر اس معصوم اور یتیم بچے نے ایک پیسہ دیا ہے یہ اعلان کچھ ایسی دردمندی اور بازیگری کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ جیبوں کے جوڑ بند از خود ڈھیلے ہو جاتے ہیں اس مقدس پیسہ کی نیلامی ہوتی ہے اور جلسہ گاہ میں زر و سیم کے دریا بہ نکلتے ہیں۔

پیر کا جبہ

بعض اوقات "پیر کا جبہ" بھی قومی جلسوں میں خوب جوش و خروش پیدا کر دیتا ہے۔ ہمارے صوفیاء اور فقراء عام طور پر زر و مال کی ہوس سے خالی تسلیم کئے گئے ہیں خواہ ان کے پاس لاکھوں روپے جمع ہوں، اس لئے وہ تبرک کے طور پر جبہ و دستار، تسبیح یا نعلین ہی سے اپنی قومی انجمنوں کی اعانت کر دیتے ہیں۔ "پیر کا جبہ" صور اسرافیل کی طرح مریدان باصفا کی سوئی ہوئی فیاضیوں کو جگا دیتا ہے اور جلسہ گاہ میں ایک عجیب ہنگامہ مچ جاتا ہے افسوس کہ یہ رسم روز بروز رو بہ زوال ہے۔

شعراء کی خاطرداریاں

شعراء اور مقررین کے لئے عجیب و غریب نسخے ایجاد کئے گئے ہیں گوجرانوالہ کے مشہور شاعر حافظ جھنڈا مرحوم کے وقت انجمن حمایت اسلام لاہور میں "حلوہ فنڈ" بہت کامیاب ثابت ہوتا تھا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال کو ہزارہا روپے رونمائی میں ملتے تھے تو آپ نظم شروع فرماتے تھے اکثر خوش گلو شعراء کو نظم خوانی کے دوران میں روک دیا جاتا ہے کہ جب تک اس قدر روپیہ جمع نہ ہوگا نظم نہیں پڑھی جائے گی کامیاب شعراء اور مقررین اپنے کلام کو ختم کر چکتے ہیں تو دوسرے لوگوں کو ترغیب کے لئے اکثر یہ آواز سنی جاتی ہے:۔

"میاں محمد الدین صاحب ٹھیکیدار مولانا حفیظ کی نظم پر دس روپے"

"جناب عبدالغنی صاحب تاجر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی تقریر پر بیس روپے"

یادگار عزیزاں

یہ نسخہ عام طور پر غافل اور راحت طلب نوجوانوں کے احساسات کو تازہ کر دینے کے لئے ایجاد ہوا ہے کبھی کہا جاتا ہے۔

"خدا اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے میاں نظام الدین صاحب مرحوم و مغفور کو جنہوں نے بڑی بڑی مخالفتوں کے باوجود اس یتیم خانہ کی بنیاد ڈالی"

کبھی کہا جاتا ہے:۔

"خدا مغفرت کرے مولینا حمید الدین مرحوم کو آپ آخری دم تک مدرسۃ المسلمین کی سرپرستی فرماتے رہے"

ان واقعات کے اعادہ سے اکثر مقصود یہ ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کے عزیز و اقارب انجمن کی حوصلہ افزائی فرمائیں تعمیرات اور وظائف کے متعلق اکثر کہا جاتا ہے :۔

فلاں شیخ صاحب نے اپنی مرحومہ ماں کے نام پر وظیفہ جاری فرمایا ہے اور فلاں خاں صاحب نے اپنے جواں مرگ بھائی کی یادگار میں یہ کمرہ تعمیر کرایا ہے"

جلسہ گاہوں میں اکثر اس مضمون کی تحریکات کی جاتی ہیں کہ ایک کمرہ کی لاگت تیرہ سو روپے ہے جو صاحب اس قدر روپیہ اپنے خاندان وغیرہ سے جمع کر دیں ان کے فلاں بزرگ کے نام کا کتبہ دار پر نصب کر دیا جائے گا"

یہ وہ اوزار ہیں جن سے مقامی انجمنوں میں کام لیا جاتا ہے لیکن وہ انجمنیں جن کا دائرہ عمل کسی خاص مقام تک محدود نہیں ہوتا وہ اپنی کاربرآری کے لئے زیادہ پر فریب حربے استعمال کرتی ہیں ان کا سارا سلسلہ "ایمان بالغیب" یا "اعتماد بالغیب" پر چلتا ہے مقامی انجمنوں کی کارگزاری چونکہ انجمنوں کے سامنے ہوتی ہے اس لئے اس میں فریب مغالطہ اور مبالغہ بہت کم ہوتا ہے لیکن غیر مقامی مجالس کارگزاری کی بنیاد سراسر مبالغہ و مغالطہ پر ہے یہ انجمنیں عام طور پر دفود، اشتہار بازی، اخباری اپیلوں اور کانفرنسوں کے ذریعے سے چندے فراہم کرتی ہیں

اعتماد کا طلسم

آل انڈیا یا غیر مقامی انجمنوں کے تمام سلسلے کی بنیاد غائبانہ اعتماد پر ہے اس لئے انہوں نے حصول اعتماد کے لئے بڑے بڑے اوزار بنا رکھے ہیں ملک میں جس قدر مشہور اور معزز آدمی نظر آ سکتے ہیں ان میں سے کوئی ان انجمنوں کا سرپرست ہوتا ہے کوئی مربی کوئی صدر کوئی نائب صدر کوئی لائف ممبر کوئی ناظم خصوصی انجمن کے مرکزی دفاتر کا اعلان کیا جاتا ہے اور دکھایا جاتا ہے کہ کس قدر زیادہ شاخیں مرکز کے ماتحت مصروف عمل ہیں اخبارات کو توسیع اشاعت میں مدد دی جاتی ہے تاکہ وہ ان کی کارگزاری کا ڈھنڈورا پیٹتے رہیں دوستوں سے حسابات کی باقاعدگی کے متعلق رپورٹیں شائع کرائی جاتی ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ انجمن فلاں قانون سرکاری کی رو سے رجسٹری شدہ ہے کبھی کہا جاتا ہے کہ روپیہ براہ راست بنک کو بھیجا جائے لوگ ایک فنڈ سے اکتا جاتے ہیں تو جھٹ سے ایک دوسرا فنڈ قائم کر دیا جاتا ہے بعض فنڈوں کے نام ہی نہایت عجیب ہوتے ہیں جیسے روٹی فنڈ اور احمدیہ حضرات کے لئے "کسر الصلیب فنڈ" وغیرہ

دور کی گھاتیں

چونکہ انجمنوں کا غرباء کے پیسوں سے کام نہیں چلتا اس لئے انہیں امراء اور والیان ریاست پر ڈورے ڈالنے کی بڑی بڑی زحمتیں اٹھانی پڑتی ہیں کہیں تاجروں کی نیک دلی اور فیض رسانی کی تعریف کی جاتی ہے کہیں دربار ریاست کو سالانہ جلسوں کی صدارت کے لئے مدعو کیا جاتا ہے کہیں رئیس کے حسن انتظام پر شکر گزاری کے ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں کہیں ان کی بیماری پر یوم الدعاء منعقد کئے جاتے ہیں کہیں صحتیابی اور تخت نشینی پر مبارکباد کے تار بھیجے جاتے ہیں کہیں اخبار میں رئیس زادوں کی تعریف چھپتی ہے کہیں ان کے مخالف پروپیگنڈے کا دندان شکن جواب دیا جاتا ہے الغرض بہت ہی بڑی گھاتیں مورچے اور خندقیں ہیں جن کو چاروں طرف سے گھیر کر کسی امیر کا دم بند نہ کیا جائے چندہ وصول نہیں ہوتا۔

قومی تیوہار

قومی تیوہار بھی چندہ دینے کا بازیچہ بن چکے ہیں عید الضحٰی آتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ قربانی کی کھالیں بھیجو عید الفطر آتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ صدقہ فطر کے بہترین مستحق ہم مسلم ہیں محرم پر اپیلیں شائع ہوتا ہے کہ حضرت حسین نے تبلیغ پر جان قربان کی اے محبان اہلبیت ہماری مدد کرو رجب اور رمضان میں زکوٰۃ کے لئے اپیلیں ہوتی ہیں اور بیت المال بنائے جاتے ہیں الغرض ہر تیوہار کے لئے ایک ایسی مونڈل اپیل شائع کی جاتی ہے کہ دیکھنے والے پھڑک جاتے ہیں کسی کی ترقی ہو امتحان پاس کرے بلدیہ کونسل اور اسمبلی کا ممبر بنے اس سے روپے کی اپیل ضرور کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ مبارکباد کا خط لکھا جاتا ہے۔

مصائب حوادث

مقدمات، فسادات، اور دوسرے مذہبی حوادث چندہ بازی کا سب سے زیادہ زرخیز میدان ہیں آج فساد ہوتا ہے اور دوسرے دن چندہ کی اپیل شائع ہو جاتی ہے کوئی ارتداد کے لئے روپیہ مانگتا ہے کوئی مقدمات کے لئے کوئی اپیل اور نظر ثانی کے لئے کوئی ریلیف کیلئے کوئی تحقیقاتی کمیٹی کے لئے کوئی ستیہ گرہ کے لئے وہ انجمنیں جو سالہا سال سے مفقود الخبر قرار دی جا چکی ہوتی ہیں فسادات کا نام سنتے ہی وہ ٹھونک کر کھڑی ہو جاتی ہیں اور کسی کو یہ پوچھنے کی جرات نہیں ہوتی کہ آپ کون ہیں۔

ترتیب وفد

یہ مرحلہ سب سے زیادہ کٹھن ہے وفود کی یورش کے لئے خدا کی زمین پر سے وہ چندہ خیز علاقہ چھانٹا جاتا ہے جو ترک موالات کے زمانہ میں نہ لٹا ہو زمین کے اس فراموش شدہ گوشے کے رؤساء کرام پر تابہ حاصل کیا جاتا ہے وفد میں وہ اصحاب شامل کئے جاتے ہیں جو اس علاقہ میں زیادہ سے زیادہ مقبول ہو سکیں اس انتظام کے بعد انجمن کے کارندے مجوزہ علاقہ میں پھیل جاتے ہیں اور انجمن کی کارگزاری اور اکابر وفد کی رفعت شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اس کارروائی کو قومی اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ "زمین تیار ہو گئی" یا "فضا پیدا ہو گئی"

ترتیب وفد کا کام تیجانہ کی تعمیر سے کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا بڑی بڑی موزوں فراہم نہیں بلکہ پیدا کی جاتی ہیں یہ وفد امراء، مشاہیر، مقررین، اور بابا لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے امراء اس لئے کہ وہ اپنی دنیوی وجاہت کے زور سے روپیہ وصول کریں مشاہیر اس لئے کہ وفد کیلئے پر جوش استقبال اور ہجوم عام کا انتظام ہو سکے اور مقررین اس لئے کہ وہ جھوٹے وعدوں اور سبز باغوں سے مسلمانوں کو طیاروں کے بغیر آسمانوں کی سیر کرا دیں اور بابا لوگ اس لئے کہ وہ عہد و پیمان سے دم دلاسے دے اور لگا بجھا کر عطیات کی فہرست مرتب کرا سکیں اور دلالوں کا کام انجام دے سکیں۔

اللہ سے ڈرو

اس مضمون کا ایک فقرہ بھی حقیقت کے خلاف نہیں ہم نے وہی کچھ لکھا ہے جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہے اے خدمت اسلام کے مدعیو! اپنے گریبان میں منہ ڈالو کیا یہ فدائیان اسلام کے اخلاق ہیں اگر تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خادم ہو تو ان کا نقش قدم تلاش کرو اور ان کا طریق اختیار کرو دین پھیلانے کے لئے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی عمل نمونہ کیا تھا؟ غور کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔

عورت کی وقعت

"خدمت" عورت نے شرف کی بنیاد ہے "سید القوم خادمہم" پہلی نبوتوں میں عورت کو کچھ بہت بڑا امتیاز حاصل نہ تھا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ان کی نبوتوں کی خدمت و آبیاری میں عورت نے کچھ زیادہ پرجوش حصہ نہیں لیا لیکن دنیا کی آخری نبوت کے خدمتگاروں کی صف میں عورت کو مرد پر بہت بڑا تقدم حاصل ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قدرت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم پیدا کیا حضور کی پیدائش سے پہلے والد کا انتقال ہو چکا تھا اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جہاں تک حضور کی جسمانی تربیت اور کفالت کا تعلق تھا خداوند پاک نے اس شرف میں مرد (والد) کو عورت (والدہ) کا شریک نہیں بنایا۔

پھر حلیمہ سعدیہ رضی کی خدمات بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں جن کے آغوش میں برابر چار برس تک حضور نے پرورش پائی۔

شیر خوارگی کے بعد زندگی کی اہم منزل جوانی ہے اور جوانی کا سب سے اہم مسئلہ فکر معاش اور حصول روزگار ہے اصل بات یہ ہے کہ اس اہم مسئلہ کے حل میں بھی جو شرف عورت کو حاصل ہوا وہ مرد کو نہیں حاصل ہوا۔

حضور ایک تاجر خاندان سے تعلق رکھتے تھے جوان ہونے کے بعد حضور نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنے آبا و اجداد کی طرح "تجارت" شروع کریں گے لیکن بے سرمایگی کے سبب کسی طرح بھی اس ارادہ کی تکمیل نہ ہو سکتی تھی آخر اس مشکل کا حل یہ ہوا کہ حضرت خدیجہ (جو کہ مکہ معظمہ کی ایک مالدار عورت تھیں) آگے بڑھیں اور اپنا زر و مال پیش کر کے درخواست کی کہ آپ تجارت شروع فرمائیں۔ عورت کے لئے یہ بہت ہی بڑا شرف ہے کہ اس کی بدولت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معاش کا مسئلہ حل کیا۔

حضرت خدیجہ کے نکاح کے بعد وہ پہلی دولت جس سے حضور کو فراغ خاطر نصیب ہوا اور آپ اپنا تمام وقت خدا کی عبادت اور بنی آدم کی بہبود میں بسر فرمانے لگے ان کی مالدار بیوی حضرت خدیجہ کی "دولت" تھی۔ آنحضرت کی زندگی میں سب سے بڑا آخری اور نہایت ہی غیر معمولی انقلاب وہ تھا جو ربیع الاول سنہ ۔۔۔ کو واقع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ جبریل امین تشریف لائے اور نبوت کی بشارت دی اس واقعہ کے بعد آپ سیدھے گھر چلے آئے لیٹ گئے اور فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہ نے آپ پر کپڑا اوڑھا دیا اور پھر فرمایا:- میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو رہا ہے اس پر حضرت خدیجہ نے بہت تسلی دی بڑی ہمدردی کا اظہار فرمایا آپ کے اوصاف و محاسن کا نہایت ہی شگفتہ اور شاندار الفاظ میں اعتراف کیا اور آخر میں کہا کہ خدا تعالیٰ کبھی آپ کو ملول نہیں کرے گا اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ شرف عظیم بھی عورت ہی کو حاصل ہوا کہ وہ نبوت کے پہلے دن پیغمبر اسلام کی دلنوازی کر سکے۔

اس کے بعد سب سے بڑا واقعہ مدنی زندگی کا افتتاح ہے جب آپ غار ثور سے نکل کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو آپ کی پہلی منزل "ام معبد" کے خیمہ میں ہوتی ہے جو خزاعہ قوم کی ایک نہایت خوش اخلاق اور مسافر نواز عورت تھیں۔ اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں، اور اس سرزمین پاک پر حضور کا مبارک جلوس نکلتا ہے تو اس مبارک جلوس میں نعت خوانی اور زمزمہ گوئی کا فخر انصار مدینہ کی پاک اور معصوم لڑکیوں کے حصہ میں آتا ہے حضور سید عالم مدینہ طیبہ میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں اور انصار کی خوش قسمت لڑکیاں یہ گیت گا رہی ہوتی ہیں:-

اشرق البدر علینا　　من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا　　ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا　　جئت بالامر المطاع

مدنی زندگی کے افتتاح کے ساتھ ہی جہاد و قتال کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ خواتین اسلام مجاہدین کے دوش بدوش کام کر رہی ہیں فاطمہ بتول لشکر الٰہی کے زخموں کو دھو رہی ہیں عائشہ صدیقہ اور ام سلیم مشکیزے اٹھائے ہوئے ہیں اور زخمیوں کو پانی پلا رہی ہیں۔ حضرت صفیہ اپنے شیر دل بھائی حمزہ کی لاش پر کھڑی ہیں اور مغفرت کی دعا کر رہی ہیں۔ بنو دینار کی ایک عورت شمع نبوت کی حفاظت کے لئے مدینہ منورہ سے نکلتی ہے اسے اپنے باپ کی شہادت کی خبر ملتی ہے پھر بھائی کی شوہر کی وہ یہ تینوں جگر خراش خبریں بے پروائی سے سنتی ہے اور آگے بڑھ جاتی ہے جب سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھ پاتی ہے تو بے اختیار پکار اٹھتی ہے "کل مصیبة بعدک جلل" اگر تو موجود ہو تو ہر ایک مصیبت آسان ہے۔

تخت نبوت کی جو خدمات مسلم عورتوں نے انجام دیں، ان کی فہرست بڑی طویل ہے لیکن ہم ایک آخری بات پر اس حصہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں جس طرح نبی آخر الزماں کا ظہور آمنہ رضی کی گود میں ہوا تھا، اسی طرح جب آپ دنیائے فانی سے تشریف لے گئے اور اللہم الرفیق الاعلیٰ کے آخری الفاظ زبان مبارک سے نکلے تو اس وقت بھی آپ کا سر مبارک عائشہ طیبہ کے زانو پر تھا یعنی وہ مبارک انسان جسے آمنہ کی گود (تنہا) نے پرورش کیا جب اس دنیا سے رخصت ہوا تو عائشہ صدیقہ کا زانو اس کے لئے ایک آخری تکیہ کا کام دے رہا تھا سبحان اللہ! کیا یہ فخر و شرف اور اعتبار و امتیاز کی انتہا نہیں کہ حضرت خاتم النبیین کے سلسلۂ نبوت کی دو کڑیاں سب سے پہلی اور سب سے آخری عورت کے ہاتھ میں ہیں۔

ہم نے خدیجہ، فاطمہ، عائشہ اور صفیہ کے ایثار و قربانی کی فہرست اس لئے پیش کی ہے تاکہ ہم اپنی ان محترم اور غیور بہنوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام کی خدمت کے لئے آمادہ کریں جو آج اس دنیا میں خدیجہ، فاطمہ، عائشہ اور صفیہ کی روایات کی محافظ ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے عورت پر بڑا احسان کیا ہے اور عورت نے احسانمندی کے طور پر اسلام کی بے حد خدمتیں کی ہیں۔ اگر ان مقدس خواتین نے اپنے اخلاص اور جوش عمل سے سچ کر دکھایا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کی با احساس اور تعلیم یافتہ خواتین اس معیار پر پوری نہ اتریں۔

میری محترم بہنو! اگر آپ نے جوش عمل سے اپنی ان سابقہ بہنوں کے نقش قدم پر عمل کیا تو آپ کی کھوئی ہوئی عظمت اور بھولی ہوئی اقبالمندیاں تازہ ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس کی توفیق دے۔

مقالات مشاہیر

مدت سے آپ اخبارات میں "سازشوں" اور گرفتاریوں کا حال پڑھ رہے ہیں۔ آج میرٹھ میں گرفتاریاں ہوئیں، کل دہلی میں مقدمہ چلا پرسوں لاہور میں ایک بڑی "سازش" کا انکشاف ہوا! یہ "سازشیں" کیا ہیں؟ یہی نہ کہ وطن کے بعض دوستوں نے اپنی فہم و بصیرت کے مطابق وطن کی آزادی کی کچھ تدبیریں سوچیں اور ان پر عمل شروع کر دیا! یہ "بغاوتیں" کیا ہیں؟ اسی قدر نا کہ ملک والے ملک پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے بیقرار ہو رہے ہیں! فرد جرم کا سب سے بڑا عنوان کیا ہے؟ محض وطن دوستی ہے یا کچھ اور؟

پھر اس وطن دوستی کا صلہ کیا مل رہا ہے یہی نا کہ کسی کے گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے، کوئی حوالات میں بند کیا جا رہا ہے۔ کسی کے نصیب میں جلا وطنی آ رہی ہے کسی کے جسم پر جیلخانے میں ڈنڈے برس رہے ہیں کسی کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے زنگار ہو رہے ہیں کسی کے پیروں میں بیڑیاں ڈالی جا رہی ہیں، کوئی ڈاکوؤں اور رہزنوں، خونیوں اور قاتلوں کی طرح کال کوٹھریوں میں ٹھونسا جا رہا ہے کسی کو کالے پانی کی سزا مل رہی ہے کسی کو پھانسی کا حکم سنایا جا رہا ہے اور وطن کو چاہنے والے آج مجرم ہیں سازشی ہیں، باغی ہیں، طاغی ہیں ڈاکوؤں کے سرغنہ ہیں، خونیوں کے پیشوا ہیں، پھانسیوں کے مستحق ہیں، سولی کے سزاوار ہیں اور انھیں گرفتار کرنے والے ان کے گھروں میں گھس کر تلاشی لینے والے، ان کے جسموں پر ڈنڈے برسانے انھیں بے خانماں کرنے والے پولیس کے افسر ہیں عدالت کے حاکم ہیں، مجسٹریٹ ہیں۔ جج ہیں، خان بہادر ہیں، سر ہیں اور بڑی سے بڑی عزت کے تاجدار۔

آج یہ سب کچھ ہو رہا ہے مگر یہ "آج" سدا قائم رہنے والا ہے؟ اس "آج" کا ایک "کل" بھی آنے والا ہے اس کل سے فردائے قیامت مراد نہیں، اسی دنیا میں بھی ایک "کل" آنے والا ہے اس فردائے تاریخ میں کیا عجب ہے کہ مجرموں اور حاکموں کی ترتیب بالکل الٹ جائے جنھیں آج پھانسی پر چڑھایا جا رہا ہے کل گھر گھر ان کی یادگاریں قائم ہوں اور جو آج جسٹس اور چیف جسٹس ہیں پولیس کمشنر اور ایڈوکیٹ جنرل کے نظر فریب بہروپ میں نظر آ رہے ہیں کل انھیں کے نام ظالموں اور سفاکوں، اشقیا و جبابرہ کی فہرست کے سر عنوان ہوں! اگلی تاریخ سینکڑوں ہزاروں مثالوں سے بھری پڑی ہے کیا جو کچھ اگلوں کو پیش آ چکا ہے پچھلے اس سے کبھی سبق نہ لیں گے؟

لارڈ نارتھم کلف آنجہانی کے جانشین لارڈ روتھر میر اخبار ڈیلی میل کے مالک ہیں اس وقت برطانیہ عظمیٰ کے سب سے بڑے اشتہار باز اور عظمت برطانیہ عظمیٰ کے سب سے زیادہ بلند بانگ دلال ہیں آپ فرماتے ہیں کہ برطانیہ کی گرفت ہندوستان پر ڈھیلی ہو جانے سے دولت کا بڑا حصہ ہاتھ سے جاتا ہے اس لئے کہ وہ اس وقت برطانیہ کی جو تجارت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس کا پورا ۱/۲ نافع ہندوستان سے آ رہا ہے اس لئے ہندوستان کو درجہ نو آبادی یا کسی درجہ میں بھی آزادی ملنے پر برطانیہ کو جو دھکا لگے گا وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا جو موجودہ فری ٹریڈ (تجارت آزاد) سے اسے پہنچ رہا ہے۔

ہندوستان سے الفت و محبت، تعلق و وابستگی کا راز آپ نے سن لیا بنئے کو جیل سا پایا ہوا ہے اگر آپ نے اس کے مال کی سرپرستی نہ فرمائی تو اس کا منافع بجائے ننو کے صرف اتنی رہ جائے گا اور دنیا میں کون بنیا اس بیس روپے سینکڑہ کو ہاتھ سے جانے دیگا؟ اس لئے آپ کا بنیا بھی آپ کو اپنی گرفت میں کسے ہوئے ہے اپنی قید میں لئے ہوئے ہے۔ اب ارشاد ہو کر خود آپ کا کیا ارادہ ہے، آپ کی خودداری کا کیا فتویٰ ہے؟ آپ کی حمیت و غیرت وفرض شناسی کا تقاضا کیا ہے؟ آپ اب بھی بدستور اس کے گاہک بنے رہیں گے، یا اپنا سودا خود اپنی دوکان سے خرید کرنا شروع فرمائیے۔

کلام مجید میں ایک موقع پر جہاں مسلمانوں کی مدح آئی ہے وہاں منجملہ دوسری علامتوں کے ایک علامت ان مسلمانوں کی یہ ارشاد ہوئی ہے کہ وہ ایکدوسرے کے مقابلہ میں فروتنی کرنے والے ہیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نرمی اختیار کرنے والے ہوتے ہیں، رحماء بینہم کے مختصر لفظوں میں یہ سارا مفہوم آجاتا ہے۔ ایک دوسری جگہ مومنوں کی شان یہ بتائی گئی ہے انما المؤمنون اخوۃ "مومن ایک دوسرے کے محض بہی خواہ ہی نہیں محض دوست ہی نہیں بلکہ بھائی ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا وہ علاقہ اور الفت کا وہ رشتہ جوڑے رہتے ہیں، جو بھائی بھائی کے لئے مخصوص ہے اپنے سکھ میں ان کو شریک کرتے ہیں ان کے دکھ میں خود شریک ہو جاتے ہیں ایکدوسرے کے غمگسار ایک دوسرے کے جاں نثار ان کی عزت کو اپنی عزت ان کی توہین کو اپنی توہین سمجھنے والے ان کی جان کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھنے والے۔

کلام پاک کا یہ ارشاد برحق، مفسرین نے شرح و تفسیر میں جو کچھ لکھا وہ بھی درست لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اوصاف کن مومنین کے حق میں ارشاد ہوئے ہیں؟ یہ صفات کن مسلمانوں کے بیان ہوئے ہیں؟ چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی کے مسلمانوں کے؟ آجکل کے مومنوں کے؟ اس وقت کے مسلمان لیڈروں اور مولویوں اور درویشوں کے؟ اس زمانہ کے فقیہوں اور فتویٰ نویسوں کے؟ اس وقت کے خوش گلو واعظوں اور خوش بیان مقرروں کے؟ اس وقت کی اسلامی انجمنوں اور قومی کمیٹیوں کے؟ اس زمانہ کے قومی اخبارات اور ملی کارکنوں کے؟ اس وقت کے احرار کے؟ اس وقت کے "حقوق مسلمین" کا مطالبہ کرنے والوں کے؟ اس وقت کانگریسی اور "خلافتی" مسلمانوں کے؟

کلام پاک کا ارشاد تو غلط نہیں ہو سکتا مومن تو وہی ہوں گے جن کے اوصاف کلام پاک کے بیان کے مطابق ہوں گے کامل الایمان مسلمان تو وہی ہو سکیں گے جن کی صفات کلام مجید کے ارشاد کے موافق ہونگی۔

جو اس معیار پر پورے نہیں اترتے جو محبت کے رشتوں کو جوڑے رہنے کے بجائے ان کے توڑنے میں لگے ہوئے ہیں، جو مسلمانوں کو اپنا بنانے کے بجائے اپنے سے بیگانہ و بیزار بنانے میں مصروف ہیں جن کی زندگی کی خدمت یہی ہے کہ اپنے بھائیوں کے کلیجوں میں ناسور ڈال کر رہیں اور بس چلے تو ان کے سروں کو بھی توڑ ڈالیں، وہ اپنے کمال ایمان کی بابت اپنے مومن صادق ہونے کی بابت کبھی تو کلام مجید کی روشنی میں اپنے قلب اور اپنے ضمیر سے استفسار کر کے دیکھیں!

سنڈے ریویو، انگلستان کا ایک نامور سیاسی و ادبی ہفتہ وار ہے اس کے ایک مضمون میں جو پائنیر ۱۲ مارچ میں نقل ہوا ہے یہ تخمینہ شائع ہوا ہے کہ اس وقت انگلستان میں کوئی دس ہزار اہل قلم ایسے ہیں جن کا ذریعہ معاش محض سراغرسانی کے ناول لکھنا ہے۔ یہ تخمینہ درج کرنے کے بعد مضمون نگار سوال کرتا ہے کہ جب پبلک سراغ رسانی کے افسانوں سے اکتا جائیگی اور ان افسانہ فروشوں کے لئے کوئی بازار نہ رہ جائے گا اس وقت یہ اپنے رزق کا سامان کیا کرینگے؟ وہ وقت ان کی فاقہ کشی کا ہوگا اور اس وقت غالباً اس مسئلہ کے حل کرنے کے لئے کوئی کمیشن مقرر کرنا پڑے۔

مضمون نگار کے ان سوالات و قیاسات کو تو خود اسی پر چھوڑ دیجئے ہمارے آپ کے کام کی چیز صرف اس کے پیش کئے ہوئے اعداد ہیں انھیں کو لیجئے۔ یہ دس ہزار کی تعداد کل دس ہزار کی تعداد سارے یورپ کے متعلق نہیں اس کے ایک چھوٹے سے ملک صرف انگلستان کے متعلق ہے یہ اعداد ناول پڑھنے والوں کے نہیں ناول لکھنے والوں کے ہیں اور ناول بھی ہر قسم کے نہیں صرف ان کی ایک خاص صنف یعنی سراغ رسانی کے ناول لکھنے والوں کے ہیں اور لکھنے والے بھی کیسے؟ ان اعداد میں وہ شامل نہیں جو کبھی کبھی اور تفریحاً لکھ لیتے ہیں بلکہ صرف وہ شامل ہیں جو اسے اپنا مستقل پیشہ اور ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہیں! کل ناول لکھنے والوں اور کل ناول پڑھنے والوں کی مردم شماری کے اعداد اگر آپ کے سامنے نہیں تو کیا آپ قیاس و اندازہ سے بھی کچھ کام نہیں لے سکتے!

"ترقیوں" کی علمی اور دماغی ترقیوں کا نمونہ آپ نے دیکھا؟ ذہنی اور تصنیفی کمالات کا اندازہ آپ نے فرمایا؟ اسی مہذب قوم کی تو تقلید آپ کو بیقرار کئے ہوئے ہے اسی شائستہ و تعلیم یافتہ ملک کے نقش قدم پر چلنے کا حوصلہ آپ فرما رہے ہیں! سینما کے شیدائیوں، تھیٹر کے پرستاروں، گھوڑدوڑ کے عاشقوں، رنگارنگ کے شوقینوں، شراب خانہ کے متوالوں، ناچ گھر کے ساکت والوں، ان سب کی آبادی کی بنا ان کو تو اپنے قیاس پر چھوڑئیے صرف افسانہ نویسوں ہی کے اعداد کو پیش نظر رکھئے کیا ان مہذبوں کی راہ پر دوڑنے کی اب بھی ہمت ہے؟ اپنے ہاں کے شاعروں کی کثرت تعداد سے آپ عاجز آچکے تھے اور بار بار جھنجھلا جھنجھلا کر فرماتے تھے کہ کما مثل حشرات الارض کی طرح ہمارے ملک میں ہر ہر شہر اور ہر ہر قریہ سے شاعر پیدا ہوگئے ہیں انگلستان کے افسانہ نویسوں کی یہ کثرت سنکر کیا اب بھی آپ یہاں کے شاعروں کی کثرت پر شرماتے رہیں گے؟ "مدنیت" کی تعریف، روایات فرنگستان کے دماغ میں آپ نے دیکھ لی!

کمیت کو چھوڑ دیجئے کیفیت کو لیجئے۔ طلسم ہوشربا، اور بوستان خیال، الف لیلہ، اور داستان امیر حمزہ کے پلاٹ کیسے ہی خلاف فطرت ہوں بہرحال انہوں نے کبھی جرائم خلاف فطرت کی تعلیم نہیں دی اور دیو و جن پرستان اور طلسمات کے قصے، خلاف عقل و بعید از قیاس کیسے ہی ہوں چوری اور نقب زنی، ڈاکہ اور فریب، قتل زنی اور جعل سازی، بدمعاشی اور اوباشی رندی و بدمستی قانون شکنی اور امن سوزی کے وہ حیرت انگیز طریقے جن تک ان قدیم افسانہ نویس بیچاروں کا ذہن بھی نہیں پہنچ سکتا تھا کبھی ان کے ذریعہ سے قوم کے بوڑھوں اور جوانوں لڑکوں اور لڑکیوں تک نہیں پہنچے تھے۔

ولایت سے خبر آئی ہے اور رائٹر کے حوالہ سے پچھلے ہفتہ آپ انھیں صفحات میں ملاحظہ بھی فرماچکے ہیں کہ برطانیہ کی سرزمین پر نوجوان بے نکاحی ماؤں کی تعداد روز افزوں ہے اور ان بے نکاحی بچوں کے باپ اکثر صورتوں میں ان کی قوم کے افراد نہیں آپ کی قوم اور آپ کے ملک کے نوجوان ہوتے ہیں جو اپنی تعلیم کی تکمیل کرنے، علوم و فنون کی ڈگریاں لانے مہذب و شائستہ بننے کے لئے یورپ گئے ہوئے ہوتے ہیں۔

یہ اطلاع کوئی نئی اطلاع اور یہ خبر کوئی حیرت انگیز خبر نہیں پھر بھی ابھی خبر تو رائٹر کے ذریعہ سے آئی ہے اور رائٹر کے معلومات کا ماخذ و منبع نیشنل کونسل کی رپورٹ ہے! چلئے اب تو کوئی گنجائش شک و شبہ کی نہیں رہی اور اب تو گھر کے بھید گھر کے بھیدیوں کی زبان سے ظاہر ہو کر رہے۔

اپنے بھائیوں کے، اپنے فرزندوں کے، اپنے ہونہار عزیزوں کے کرتوت آپ نے دیکھے ہزار ہا روپے لیکر وہ ولایت جاتے ہیں گھروں کی جائدادیں وہ تباہ کرڈالتے ہیں، باپ دادا کی کمائیاں لٹا لٹا کر وہاں رہتے ہیں تاکہ آوارگی، بیہودگی فحش کاری کے علم و فن کی بھی تکمیل کرلیں وہ "آل" کی طرف سے تو آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہوتے ہی تھے "مال" کی طرف سے بھی بےفکری کچھ کم ہوتی ہے! یہاں باپ بیچارے خوش ہو رہے ہیں کہ صاحبزادے علوم و فنون کی تحقیقات میں مصروف ہیں اور وہاں وہ بلند اقبال میں کہ پیرس کے جھرمٹ میں "گلفام" اور عصمت فروشی و بردہ باختگی کے بازار میں "دوجان عالم" بنے ہوئے فسق و معصیت کے مدارج ایک ایک کرکے طے فرما رہے ہیں۔

دو برس، چار برس، چھ برس کے بعد جب شریف گھرانوں کے یہ چشم و چراغ واپس آتے ہیں تو کسی ضلع کے مجسٹریٹ ہوتے ہیں یا کسی عدالت کے جج کسی کالج میں پروفیسر ہو جاتے ہیں یا کسی شہر میں بیرسٹر کہیں کے ڈاکٹر یا کہیں کے انجینئر ان سب سے بڑھ کر بعض صورتوں میں بہ منصب قوم کے لیڈر! سوال صرف اتنا ہے کہ جس قوم کی لیڈری اس سیرت اور ظرف والوں کے ہاتھ میں ہو جس قوم کے مشاہیر و اکابر میں نماز و عبادت کے ترک کرنے والوں اور ذکر الٰہی سے بھاگنے والوں، حرام کاروں اور کھیلے ہوئے فاسقوں کا شمار ہوتا ہو فلاح و صلاح سے کبھی بھی وہ قوم بہرہ ور ہوسکتی ہے؟ انبیاء کرام و اولیاء کاملین کے اخلاق سے کوئی دور کی نسبت و مناسبت بھی ان ولایت دیدہ و "صاحب رسیدہ" پیشوایان قوم و مشاہیر امت کو ہے؟

(علامہ ماجد دریا بادی)

قہوہ خانہ کا مقابلہ

(از جناب سعید احمد صاحب بریلوی)

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ ہر شخص کی زبان پر کان پور کا نام کیوں چڑھ گیا ہے، ہندو ہے تو کان پور کا ذکر کر رہا ہے مسلمان ہے تو اس کی زبان پر بھی کان پور کی داستان ہے، کان پور میں بس یہی تو ہوا تھا کہ ہندو مسلمانوں میں لڑائی ہو گئی تھی۔ ہو گئی تھی بس پھر اس میں نرالی بات کونسی تھی؟ اس سے پہلے انہی دونوں فرقوں میں اور بیچاسوں لڑائیاں ہو چکی ہیں چونکہ یہ تازہ ترین حادثہ ہے کیا اس لئے اس کا ذکر ہر جلسہ اور ہر صحبت میں دہرایا جاتا ہے؟

لاہور کے ایک شاندار قہوہ خانہ میں یہ الفاظ شہاب الدین نے اپنے دوست غلام رسول سے کہے اور اس کے بعد ذرا کسی قدر جھکا کر چائے دانی اٹھائی اور پیالی میں چائے ڈالنی شروع کر دی۔

شہاب الدین کی عمر کوئی بیس سال کی ہوگی، اچھا لمبا قد کھلتا ہوا گیہواں رنگ بھرے بھرے شاندار بازو اور خوبصورت کتابی چہرہ یہ سب چیزیں ایسی تھیں کہ جن کے مجموعی اثر نے اسے معمول سے کسی قدر زیادہ حسین بنا دیا تھا کشادہ پیشانی اور بڑی بڑی سیاہ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ شہاب الدین بیوقوف اور سنگدل نہیں ہے اور ٹھوڑی کا خفیف سا چوڑا پن اور جھکاؤ اس بات کا پتہ دے رہے تھے کہ وہ مضبوط عزم اور ارادہ کا مالک ہے۔

غلام رسول کسی قدر پستہ قد مگر گٹھے ہوئے اور مضبوط جسم کا نوجوان تھا اب وہ نیچے کو نظر کئے ہوئے اپنی چائے کی پیالی میں چمچہ سے شکر گھول رہا تھا شہاب الدین کے خاموش ہونے پر اس نے نگاہ اوپر کو اٹھائی اور شہاب الدین کے چہرے پر کسی قدر برہمی کے آثار دیکھ کر مسکرایا۔

کیا تم چاہتے ہو کہ سینکڑوں آدمیوں کے مارے جانے صدہا گھروں کے تباہ ہونے اور بیسیوں مندروں اور مسجدوں کے جل جانے پر بھی لوگ خاموش ہی بیٹھے رہیں اور ان تباہیوں کا ذکر تک نہ کریں۔

شہاب۔ اگر ذکر اس لئے کیا جاتا ہے کہ ان تباہیوں اور خونریزیوں سے ہمیں رنج پہنچا ہے تو پھر کیوں ایسا نہیں کیا جاتا کہ آئندہ اس قسم کے رنجدہ اور افسوسناک حادثات ظہور میں نہ آئیں تم بھی جانتے ہو اور مجھے تو خوب ہی اچھی طرح معلوم ہے کہ آج تمام لاہور میں ہر ہر گلی اور ہر ہر محلہ میں ان المناک واقعات پر رنج و افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے لیکن کل بھی اگر کوئی مفسدہ پرداز بالکل جھوٹ یہ افواہ اڑا دے کہ فلاں مندر میں کسی مسلمان نے گوشت کا ٹکڑا رکھ دیا ہے تو کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہی لوگ جو اس وقت کانپور کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو جاہل اور احمق بتا رہے ہیں اور ان کی تباہیوں پر سچ سچ آنسو بہا رہے ہیں اسی وقت پتھر اور لاٹھیاں لے لیکر گھروں سے نہ نکل کھڑے ہوں گے اور لاہور ہی دوسرا کانپور نہ بن جائے گا۔

غلام رسول۔ بہت ممکن ہے ایسا ہو پھر بھی اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ لوگ ایسے دردناک حادثوں کا ذکر ہی نہ کریں۔

شہاب۔ میں ذکر کرنے کو نہیں منع کرتا لیکن مجھے اس بات پر ضرور غصہ آتا ہے کہ ابھی تو ہم اپنے چند بھائیوں کی حماقت پر رنج اور ان کی بربادی پر افسوس کر رہے ہیں اور ابھی دوسرے ہی لحظہ میں خود بھی یہی حماقت کرنے اور اسی طرح تباہ و برباد ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

غلام رسول۔ یہ تقاضائے بشریت ہے۔

شہاب۔ بشریت! کیا تم نے "بشریت" کہا تھا! یہ بشریت کا تقاضا ہے؟ بھائی یہ تو بہیمیت کا مقتضا ہے۔ بشریت کے معنی تو یہ تھے کہ ہم اس عقل سے کام لیتے جو خدائے پاک نے ہمیں اسی غرض سے دی ہے کہ اپنے سب کام اس کی مدد سے کریں اور دوسروں کو گرتا ہوا دیکھ کر عبرت حاصل کرتے اور خود سنبھل جاتے دوسروں کی غلطیوں پر افسوس کرتے وقت خود بھی دوڑ کر اسی غلطی کا مرتکب ہونا تو بشریت سے بہت ہی بعید ہے اور اسے کسی طرح بھی بشریت کا مقتضا نہیں کہا جا سکتا جو کام کہ صرف جذبات سے مغلوب ہو کر کیا جائے اور عقل و دانش سے اسے دور کا بھی واسطہ نہ ہو وہ ہرگز ہرگز تقاضائے بشریت کی تعریف میں نہیں آتا اور اگر یہ فعل مقتضائے بشریت ہے اور اس لئے آپ کے خیال میں قابل معافی تو پھر اس غریب نوجوان کا بھی کیا قصور ہے جو محض تقاضائے بشریت سے کسی نوجوان لڑکی کو راستہ میں پکڑ کے اپنی بشری خواہشات کی تسکین کر لے یہ خواہش اور یہ جذبہ اسے بھی تو فطرت ہی نے دیا ہے اگر آپ اس نوجوان کے فعل کو قابل ملامت اور لائق سرزنش خیال کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان چند مغلوب الغضب لوگوں کی حرکتوں کو لائق نفریں نہ خیال کریں جو ہر بندۂ نفس و بندۂ زر کے بہکانے اور بھڑکانے پر مشتعل ہو کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور سارے وہی کام کرنے لگتے ہیں جن کے کرنے پر وہ دوسروں کو برا کہہ رہے تھے۔

غلام رسول۔ لیکن آخر غریب عوام کیا کریں۔

شہاب۔ کریں کیا؟ یہی کریں کہ اپنی عقل سے کام لیں۔ آسمان سے جب بجلی گرتی ہے تو ہر چیز کو جلا کر خاک سیاہ اور توڑ پھوڑ کر منہدم اور مسمار کرتی چلی جاتی ہے لیکن اتنی زبردست اور بے پناہ قوت کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی ہم انتظامات کرتے ہیں اور ایسی تدابیر ایجاد کر چکے ہیں کہ ہماری سر بفلک عمارتیں اس کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں ہم عمارتوں پر تانبے کے تار یا پتیاں اس کے گنبد سے لیکر زمین تک ڈال دیتے ہیں اور جبکہ ہم تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر خود ہی اس کے لئے ایک مناسب اور اچھا صاف راستہ مہیا کر دیتے ہیں تو یہی بے پناہ قوت اس تار کے سہارے سہارے

ایسی خاموشی اور آسانی سے زمین میں اترتی چلی جاتی ہے کہ گویا پانی کے چند قطرے تھے جو ٹپک گئے۔ غصہ بھی ایک قوت ہے اور بجلی ہی کی طرح جلا دینے والی اور تباہ کرنے والی قوت اس کے لئے بھی اگر ہم اس کے راستہ میں ایک مضبوط دیوار حائل کرنے کی بجائے کوئی ایسا ہی تار لگا دیں جس کے راستے سے وہ بآسانی نکل جا سکے تو کچھ بھی دقت نہ ہو اور اس قسم کی تمام تباہیاں اور بربادیاں بچ جائیں جب کبھی دو متضاد قوتیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو دونوں تباہ اور برباد ہو جاتی ہیں اور ہمیشہ ایک تیسری قوت جو ان دونوں سے مختلف ہے پیدا ہو جاتی ہے چالیس پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہوئی دو ریل گاڑیاں اگر سامنے سے آ کر ٹکرا جاتی ہیں تو دونوں کی رفتار کی قوت تو بالکل فنا ہو جائے گی اور انتہائی درجہ کی حرارت پیدا ہو کر ریلوں اور انجنوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی۔

اسی طرح جب کبھی دو قوموں کے غصہ کی قوتیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو ہمیشہ کسی نہ کسی تیسری جماعت کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور یہ دونوں متصادم قومیں برباد اور تباہ ہو جاتی ہیں ہم میں اگر عقل ہو اور آزمائش کے موقعوں پر اپنے جذبات کو اپنی عقل پر غالب نہ ہو جانے دیں تو ہندو مسلم فسادات کبھی ہو ہی نہیں سکتے۔

غلام رسول۔ مجھے اس کے ماننے میں تو تامل نہیں ہے کہ اگر ہم لڑنا نہ چاہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں آپس میں نہیں لڑا سکتی لیکن تم یہ بھی تو دیکھو کہ کس قدر دشوار کام ہے کہ ایک فریق بلا مقصد ہمیں ستا رہا ہے یا مار رہا ہے اور ہم خاموشی اور صبر کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ کانپور میں ہندوؤں نے ابتدا کی تھی اور ایسی حالت میں مسلمانوں سے یہ توقع کس طرح کی جا سکتی تھی کہ وہ جواب نہ دیتے۔

شہاب۔ میرا خیال تم سے مختلف ہے۔ میرا یہ یقین ہے کہ مسلمان ہندوؤں سے زیادہ بہادر ہیں اور بہادر کی تعریف حضور سرور کائنات نے یہ فرمائی ہے کہ بہادر وہ نہیں ہے جو اپنے حریف کو پچھاڑ کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ پر قابو حاصل کرے۔ مسلمان اگر زیادہ دلیر اور زیادہ شجاع ہیں تو انہیں ضرورت کے وقت ہندوؤں سے زیادہ قابو اپنے جذبات پر ہونا چاہیئے۔ اگر میں تمہیں نہ ستاؤں اور مشتعل نہ کروں اور تم کبھی مجھ سے نہ لڑو تو اس میں تمہارے لئے فخر کی بات کونسی ہے فخر تو تم اسی وقت کر سکتے ہو کہ میرے اشتعال دلانے پر بھی تمہیں غصہ نہ آئے اور تم دست درازی کرنے سے باز رہو اس وقت جو اطلاعات شائع ہوئی ہیں ان کے مطابق یہی معلوم ہوتا ہے کہ کانپور میں فساد کی ابتدا ہندوؤں نے کی اور اسے تو خود مہاتما گاندھی نے بھی انہی لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے کہ اگر خبریں صحیح ہیں تو ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی لیکن میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ابتدا ادھر سے ہوئی تو پھر مسلمان اگر پر امن رہتے تو اس میں خوبی ہی کیا تھی اگر حضرت امام حسین علیہ السلام پر یزید کی جانب سے ایسے ایسے سخت مظالم نہ ہوتے اور ان مظالم کو سید الشہداء نے صبر و شکر کے ساتھ برداشت کر کے انتہائی مسرت کے ساتھ اپنی جان نہ دی ہوتی تو انہیں بنا ء لا الہ کون کہتا اور کیوں آج تیرہ سو برس گذرنے پر بھی لوگوں کے دلوں میں ان کی یاد تازہ ہوتی خود جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کبار نے کفار کے ہاتھوں سخت تکلیفیں سہکر بھی اگر ان ظالموں کے حق میں دعائے مغفرت نہ کی ہوتی تو تاریخ ان واقعات کا ذکر اس قدر شاندار طریقہ کے ساتھ کیوں کرتی بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اسلام ہی دنیا میں کیوں اور کس طرح پھیلتا۔ کفار کے غصہ کے ساتھ رسول کریم صلعم اور ان کی مختصر سی جماعت کا غصہ اگر متصادم ہوتا تو دونوں فریقوں کی تباہی لازمی تھی اور چونکہ ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد برائے نام تھی اس لئے ظاہر ہے کہ وہ بار بار کے تصادم کی تاب کسی طرح نہ لا سکتے تھے یہی وجہ تھی کہ حضور انور نے جذبات کی پیروی نہیں کی بلکہ عقل و خرد سے کام لیا اور اپنے مقصد کی خاطر یوں کہیے کہ رضائے الہی کی خاطر بڑی سے بڑی جسمانی عقوبتیں اور اذیتیں نہایت خوشی کے ساتھ برداشت کیں اور گالیوں اور پتھروں کا جواب ہمیشہ یہی دیا کہ بار الٰہا تو میری قوم کو نیک ہدایت دے وہ ناسمجھ ہیں اور واقف نہیں ہیں۔ اب میں تمہیں سے پوچھتا ہوں کہ آج کیا ہمارا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد سے کچھ مختلف ہو گیا ہے اور اب کیا ہمارا نصب العین یہ نہیں ہے کہ تمام دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کر دیں اور بنی نوع انسان کے ہر ہر فرد کو اسلام کے سچے اور پاک اصولوں کا شیفتہ و دلدادہ بنا دیں اگر ہمارا مقصد حیات نہیں بدلا ہے تو خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ جن لوگوں سے ہم رات دن لڑتے رہیں گے وہ ہمارے اصولوں سے نفرت کریں گے یا الفت اور مسلمانوں کے ہاتھ سے تکلیفیں پانے والے اسلام کو اچھا خیال کرنے لگیں گے یا اس سے کوسوں دور بھاگیں گے۔

غلام رسول۔ لیکن حضور انور نے کفار کے ساتھ لڑائیاں بھی تو کی ہیں۔

شہاب۔ بیشک کی ہیں اور اگر اس قسم کے حالات رونما ہو جائیں تو ہم پر بھی فرض ہوگا کہ یا تو ظلم کو مٹا دیں یا خود اس کوشش میں مٹ جائیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت اس صورت میں ملی تھی کہ جب کفار عرب نے مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالا مسلمانوں کی عورتوں کو تکلیفیں دیں اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو گئے اسلام کی تبلیغ ناممکن کر دی یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو علی الاعلان خدا کا نام لینا تک دشوار ہو گیا کیا ہندوستان میں بھی ایسی حالت ہے؟ کیا ہندوؤں نے کوئی ایسی کوشش کی ہے کہ جبر کر کے جبراً مسلمان ہندوستان سے نکال دیئے جائیں! کیا ہندوؤں نے کسی جگہ بھی ایسی جسارت سے کام لیا ہے کہ مسلمان عورتوں کو چھیڑیں اور ذلیل کریں؟ اور کیا مسلمانوں کو اس بات کی کامل آزادی حاصل نہیں ہے کہ جس طرح چاہیں اپنے مذہب کی تبلیغ کریں؟ ہندوؤں سے ہماری لڑائیاں ہوئی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کی نوعیت بالکل ایسی ہی ہوتی ہے کہ جیسے دو مسلمانوں میں کسی بات پر لڑائی ہو پڑے۔ کانپور ہی کو لے لو کیا وہاں ایسا ہوا تھا کہ شہر کے تمام ہندو ایک دم سے مسلمانوں پر آ پڑے ہوں صرف اس لئے کہ وہ مسلمان تھے؟ لڑائی کا باعث یہی بتایا جاتا ہے کہ بھگت سنگھ کے پھانسی پانے کے غم میں ہندو ہڑتال کرانی چاہتے تھے اور کچھ ہندو لڑکے اس سلسلہ میں حد سے آگے بڑھ گئے اور بعض

انگریزوں اور مسلمانوں کو ہڑتال کرنے پر مجبور کرنا چاہا۔ انگریزوں کے ساتھ بالکل اسی قسم کی زیادتی مسلمانوں نے بھی مولانا محمد علی مرحوم کے ماتم کی ہڑتال کے موقع پر کی تھی اور اگر اس پر بھی لڑائی ہو گئی ہوتی تو کیا اسے مذہبی جنگ کہا جا سکتا تھا۔ چار برتن جب اکٹھے رکھے ہوتے ہیں تو کھڑکا ہو ہی جایا کرتا ہے اتنے بڑے شہروں میں جہاں لاکھوں انسان آباد ہوں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں بیسیوں چھوٹے بڑے لڑائی جھگڑے ہوا کرتے ہیں اور کونسا دن ایسا گزرتا ہے کہ مسلمانوں مسلمانوں اور ہندوؤں ہندوؤں میں کسی نہ کسی بات پر جھگڑا نہ ہو جاتا ہو لیکن اس قسم کے جھگڑوں کا نہ تو اخبارات کے کالموں میں جلی حروف کی سرخیوں کے ساتھ تذکرہ ہوتا ہے نہ لیڈر ہی ان کے لئے جابجا صف ماتم بچھا کر بیٹھتے ہیں، اور نہ ایک شہر کے واقعات کی دوسرے شہر میں خبر ہوتی ہے۔

غلام رسول۔ لیکن مسلمان بہرحال انسان ہی ہیں ان سے یہ توقع کیوں کی جاتی ہے کہ ہمسایہ قوم کے افراد کے ہاتھ سے جب انھیں ایذا پہنچے تو وہ خاموش رہیں۔

شہاب۔ بھائی اگر مجھے کسی طرف سے کوئی ایذا نہ پہنچے اور میں صابر و شاکر اور رضا بقضا و حلیم رہوں تو کیا اسے بھی کسی طرح ضبط اور حلم کہا جا سکتا ہے ایک شخص جس کے گھر میں کھانے ہی کو نہ ہو دن بھر فاقہ کرنے کے بعد اگر شام کو یہ دعویٰ کرے کہ میں نے تو روزہ رکھا تھا تو اس کا دعویٰ کہاں تک قابل تسلیم میرا ضبط اور میرا تحمل تو اسی وقت قابل تعریف ہو سکتا ہے جب ایسے حالات رونما ہوں کہ جن کا ضبط کرنا میرے لئے دشوار ہے اور پھر بھی میں دامن ضبط کو ہاتھ سے نہ چھوڑوں اور تلخ اور ناخوشگوار واقعات کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی کر اپنے مقصد اصلی کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے دوں تم کہتے ہو کہ مسلمان بہرحال انسان ہیں اور ایسے موقعوں پر کہ جب چھیڑ دوسری طرف سے ہو ان کا مشتعل ہو جانا ایک بالکل طبعی بات ہے لیکن میرے عزیز بھائی میں مسلمانوں کو صرف ایک انسان نہیں بلکہ مسلمان سمجھتا ہوں اور مسلمان اسی وقت مسلمان ہو سکتا ہے جب وہ یہ ثابت کر دے کہ وہ عام آدمیوں کی سطح سے بہت بالا تر ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ ذلیل، بداخلاق اور بدمعاش لوگ ہیں جن کا کوئی کیرکٹر نہیں ملتا بازاری عورتوں سے جب محبت کرتے ہیں تو ان کی محبت میں اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیتے ہیں اور کبھی زبان سے شکایت اور شکوہ کا ایک لفظ نہیں نکالتے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم کو ذات باری تعالیٰ سے عشق و محبت ہے اور ہم نے اسکے ہر حکم کے آگے سر جھکانا یعنی اسلام سچے دل سے اختیار کیا ہے لیکن کیا ہمارے عشق اور ہماری سچی محبت کا ثبوت یہی ہے کہ جب کبھی کوئی غیر مسلم ہمیں ذرا سی گالی بھی دیدے تو ہم اس کی زبان تالو سے باہر کھینچ لینے کے لئے تیار ہو جائیں اور اس بات کو بالکل فراموش کر دیں کہ اپنی اس قسم کی حرکتوں سے ہم غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے مذہب کی طرف سے نفرت قائم کر رہے ہیں غیر مسلم صرف اسی صورت میں اسلام کی طرف متوجہ اور مائل ہو سکتے ہیں کہ جب وہ یہ دیکھیں کہ اسلام نے مسلمانوں کو عام انسانوں کی سطح سے بہت زیادہ بلند کر دیا ہے لیکن اگر ان کی نگاہ سے یہ واقعات گذرتے ہیں کہ مسلمان بھی دوسرے عام آدمیوں کی طرح اپنے جذبات سے مغلوب ہو جاتے ہیں اور ان سے بھی اس قسم کے بہیمانہ اخلاق کا اظہار ہوتا ہے کہ جو دوسرے تمام انسانوں سے ہوتا ہے تو پھر آپ ہمیں بتائیں کہ وہ کیوں نہ اسلام کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔

غلام رسول۔ تو کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ مسلمان خاموشی کے ساتھ ہندوؤں کے ہاتھ سے پٹ لیا کریں اور جواب میں کچھ نہ کہا کریں!

شہاب۔ ہرگز نہیں! تم ابھی تک میرا مطلب نہیں سمجھے۔ لڑائیاں دو طرح کی ہوا کرتی ہیں ایک تو قوم کی لڑائی قوم سے اور ایک فرد کی لڑائی فرد سے جب کسی قوم کی لڑائی کسی دوسری قوم سے شروع ہو جاتی ہے تو اس وقت تو یہ ہوتا ہے کہ ایک قوم کی فوج یا لڑنے والی جماعت دوسری قوم کی فوج پر حملہ کرتی ہے اور دوسری قوم کے لئے بھی اپنی مدافعت اور جوابی حملہ کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے اور اس حد تک نوبت پہنچ جانے پر جس قوم کی فوج بھی جنگ سے گریز کرے وہ سخت بزدل ہے لیکن ہندوؤں سے ہماری اس قسم کی کوئی جنگ نہیں ہے ہماری پوری قوم ان کی پوری قوم سے برسر جنگ نہیں ہے۔ ایک ہی شہر میں یہ ہوتا رہتا ہے کہ ایک محلہ میں ہندو مسلمانوں میں سر پھٹول ہو رہی ہے اور دوسرے محلہ میں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے پھر رہے ہیں ہماری ان کی لڑائی جہاں کہیں بھی ہوتی ہے صرف افراد کی باہمی لڑائی کا درجہ رکھتی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ محض اتفاقیہ طور پر کسی ایک فرد کی کوئی بات دوسرے فرد کو ناگوار گذری اس نے سخت کلامی کی دوسرا بھی مشتعل ہو گیا اور دونوں آپس میں دست بگریبان ہو گئے مفسدوں اور فتنہ پردازوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا پھانس کا بانس اور رائی کا پہاڑ بنا کر دردناک اور اشتعال انگیز الفاظ میں اس خبر کو سارے شہر میں مشہور کر دیا اور اپنے فریق کی مظلومی اور دوسرے فریق کی ظلم و تعدی کی داستان خوب نمک مرچ لگا کر جاہل عوام کو سنائی اور اپنے مظلوم بھائی کا جو ضروری نہیں ہے کہ مظلوم ہی ہو بدلہ لینے کے لئے لاٹھیاں لے لیکر نکل پڑے دو چار یا دس بیس مقامات پر فریقین کے لٹھ بازوں کا مقابلہ ہوا دس بیس مارے گئے سو پچاس زخمی ہوئے اس کے بعد حکومت کی پولیس اور فوج آگئی اور دونوں طرف کے جانباز اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے اور لڑائی ختم ہو گئی۔ ان لڑائیوں میں سے ایک بھی ہندو مسلم لڑائی نہیں ہوتی بلکہ بعض چالاک اور خود غرض ہستیاں انھیں زبردستی ہندو مسلم فساد بنا دیا کرتے ہیں ورنہ ان کی حقیقت ایک شہری کی دوسرے شہری کے ساتھ معمولی آویزش سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے میں جو کچھ تم سے کہنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام لڑائیوں کو بہت آسانی سے روکا جا سکتا ہے اور چونکہ مسلمانوں کی زندگی کا ایک خاص مقصد اور ان کے پیش نظر ایک مخصوص نصب العین ہے اس لئے میں ہندوؤں کی بہ نسبت مسلمانوں سے اس بات کی بہت زیادہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ایسے تمام موقعوں پر کہ جب ان کے جذبات کو مشتعل کیا جائے اپنے مقصد کو نہ بھولیں اور اپنی جنگجوئی اور اشتعال پذیری کے نمونے دکھا دکھا کر غیر مسلموں کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ اسلام نے اپنے پیروں کو اخلاق فاضلہ کی تعلیم نہیں دی ہے اور مسلمان تیرہ سو سال سے اسلام کے پیرو ہونے کے باوجود بالکل ایسے ہی انسان ہیں کہ جیسے غیر مسلم اور یہ کہ اسلام نے ان کے بہیمانہ خصائل دور کر کے ان میں کچھ بھی ملکوتی صفات پیدا نہیں کی ہیں یہ ممکن ہے اور بعض مقامات پر ایسا ہوا بھی ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو زیادہ نقصان

پہنچا رہا ہے اور شاید ان کی کوتاہ نظری نے اس خفیف سی فوقیت کو ان کی نگاہوں میں قابل فخر ہی بنا دیا ہو لیکن اگر تم ذرا غائر نظر سے دیکھو گے تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ان کی یہ بڑے نام جیت ہی درحقیقت ان کی ہار ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی بلکہ فی الاصل اسلام کی نفرت بیٹھ جاتی ہے اور ہمارا یہ مقصد اصلی کہ ہم اسلام کو ہر غیر مسلم کی نگاہوں میں ہر دل عزیز اور قابل قبول بنا دیں فوت ہو جاتا ہے ہماری جیت اور ہماری فتح تو صرف اسی وقت ہو سکتی تھی کہ ہمارے برتاؤ اور ہمارے اخلاق کو دیکھکر ہر غیر مسلم کے دل میں اسلام کی عزت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے جو رغبت کا پیش خیمہ ہے لیکن اگر اس کے بجائے ہمارے طرز عمل نے غیر مسلموں کے دلوں میں نفرت اور بیگانگی پیدا کر دی تو خواہ بظاہر ہم کتنے ہی فتحیاب کیوں نہ ہوں یہ ہماری جیت نہیں بلکہ ہار ہے ممکن ہے کہ تم اب بھی نہ سمجھے ہو کہ میں مسلمانوں سے کس بات کا متوقع ہوں اس لئے دو ایک مثالیں دیکر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ فرض کرو ایک مسلمان بازار میں چلا جا رہا ہے اور اس کے آگے آگے کوئی ہندو ہے بحض اتفاق سے مسلمان کے جوتے کی ٹھوکر ہندو کے پاؤں میں لگ جاتی ہو اور وہ کسی قدر غضب آلود نگاہوں سے پیچھے پھر کر دیکھتا ہے میرے خیال میں اسلامی اخلاق اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ مسلمان نہایت ہی سچے دل سے یہ کہے کہ "للہ معاف کیجئے گا مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور اتفاقیہ آپ کے ٹھوکر لگ گئی" اول تو ہندو اگر کوئی شریف شخص ہے تو اتنی معذرت بالکل کافی ہے لیکن اگر وہ کوئی خراب آدمی ہو اور پھر بھی کوئی سختی سے کوئی بات کہدے تو میں اب بھی مسلمان سے اسی بات کا متوقع ہوں کہ وہ تیوری پر میل نہ لائے اور پھر بھی ہی معذرت عاجزی سے معذرت کرے اور اس طرح بات کی نوبت لات تک نہ پہنچنے دے لیکن اگر یہ مسلمان معذرت کرنے کے بجائے ہندو کی غصہ کی نگاہ کا یہ جواب دے کہ "ابے گھورتا کیا ہے کچھ ہم نے جان کر تھوڑا ہی ٹھوکر ماری تھی" اور پھر اس ہندو کے یہ کہنے پر کہ "ایسے اندھے بن کے کیوں چلتے ہو" یہ کہے کہ "ابے اندھا تو ہوگا ذرا منہ سنبھال کر بات کرنا نہیں تو ابھی نالی میں سر رگڑا دوں گا" اور اس کے بعد دونوں طرف سے لات اور گھونسے چلنے شروع ہو جائیں تو میں یہ کہوں گا کہ وہ مسلمان اسلامی اخلاق سے عاری تھا اور اس کی طرز عمل اسلام کے دامن پر ایک دھبا ہے جہاں کہیں بھی ہندو مسلم فسادات ہوتے ہیں ان کی ابتدا عام طور پر یا تو اسی قسم کے کسی بالکل ہی ناقابل خیال واقعہ سے ہوتی ہے یا یہ ہوتا ہے کہ بعض مفسدہ پرداز لوگ کہ جن کی روزیاں ہندو مسلم فسادوں پر ہی چلتی ہیں کوئی جھوٹی موٹی خبر ایسی اڑا دیتے ہیں کہ جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو جائیں اور وہ لاٹھیاں لے لیکر گھروں سے نکل کھڑے ہوں ایسے موقع پر بھی میں ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں ہی سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ خبر کے سنتے ہی آگ بگولا ہو جانے کی بجائے پہلے اس بات کی تحقیق کریں کہ آیا وہ افواہ سچی بھی ہے یا نہیں اور عقل سے کام لینے کے بجائے جذبات کے غلام نہ بنجائیں اگر ایک مسلمان بھی ایک ہندو ہی کی طرح اپنے جذبات کا بندہ اور عقل کا دشمن ہو تو پھر بتاؤ ذرا سے ہندو مسلمان پر کیا فوقیت حاصل ہوئی اور اس کے طرز عمل سے اسکے اصلی مقصد یعنی اسلام کو غیر مسلموں میں ہر دلعزیز اور مرغوب بنانے میں کیا مدد ملی۔

غلام رسول۔ میں یہ سب کچھ مانتا ہوں اور مجھے سچے دل سے یہ تسلیم ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے لوگوں کی نسبت بہت بہتر انسان ہونا چاہئے مگر پھر بھی یہ کیسے ممکن ہو کہ دوسرے ہمیں چھیڑے جائیں اور تکلیفیں پہنچائے جائیں اور ہم خاموشی کے ساتھ سب کچھ برداشت کئے جائیں جاہل عوام سے یہ امید کیسے کی جاسکتی ہو کہ وہ ہر موقع پر اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں گے۔

شہاب۔ اول تو یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ہمیشہ چھیڑ ہندوؤں کی طرف سے ہوتی ہے نہ کہ مسلمانوں کی طرف سے بلکہ یا تو کوئی ایسا اتفاقی واقعہ ہو جاتا ہے کہ جس میں کسی ہندو سے مسلمان کو یا مسلمان سے ہندو کو کوئی خفیف سا نقصان پہنچ جائے اور اس پر بات بڑھکر جوتم پیزار تک نوبت پہنچ جائے یا پھر اس بندہ شکم جماعت کی کوششیں رنگ لاتی ہیں جس کا مقصد زندگی ہی یہ ہے کہ ہندو مسلمان آپس میں لڑتے ہی رہیں یہ لوگ تو یہاں تک کرتے ہیں کہ ایک شخص ہندوؤں کا سا لباس پہن لیتا ہے اور ایک مسلمان جیسا اور دونوں خواہ مخواہ بیچ بازار میں کھڑے ہو کر لڑنے لگتے ہیں ہندو مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے اور مسلمان ہندوؤں کو تاکہ رستہ چلنے والے ہندوؤں اور مسلمانوں کو بھی غصہ آجائے اور وہ بھی آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے کا سر پھوڑنے لگیں اگر کبھی اتفاق سے ایسا ہو جاتا ہے کہ لوگ ان کے چکمے میں نہیں آتے اور حالات کی تفتیش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں بنے ہوئے شخص جنہوں نے لڑائی کی ابتدا کی تھی یا تو دونوں مسلمان تھے یا دونوں ہندو لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر کرکے اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے یہی فرض کر لیں کہ چھیڑ ہمیشہ ہندوؤں ہی کی طرف سے ہوتی ہے تب بھی میں تو اسے کسی طرح جائز نہیں سمجھتا کہ مسلمان مشتعل ہو کر اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ عام انسانوں سے کچھ بھی بہتر نہیں ہیں اور اسلام کی تعلیم انہیں معمولی انسانی سطح سے کچھ بھی بلند نہیں کر سکی ہو۔ مسلمان تو اس اکمل اور اکمل انسان کے نام لیوا ہیں جس کے سر اور گردن پر سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی رکھدی جاتی تھی جسکے راستے میں کانٹے بچھا دیئے جاتے تھے اور جسے پتھر مار مار کر زخمی کر دیا جاتا تھا مگر اس کی زبان سے کبھی ان ایذا پہنچانے والوں کے خلاف کوئی سخت کلمہ یا بددعا تک نہ نکلتی تھی اور جو ان تکلیفوں پر صبر کرکے سچے دل سے اپنے دشمنوں کے حق میں دعا کیا کرتا تھا اسلام کے شیدائیوں کی تعداد چالیس کروڑ تک اس سبب سے نہیں پہنچی ہے کہ انہوں نے لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں کافر مار دیئے تھے بلکہ اسلئے پہنچی ہے کہ انہوں نے اپنے مقصد کی خاطر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں خود اپنی جانیں دی تھیں جب کوئی شخص حق و صداقت کی راہ میں اپنی جان دیتا ہے تو اس کے مرتے ہی ہزارہا انسان اس کے قدردان بنجاتے ہیں اور اس کے راستہ پر چلنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں دنیا مارنے والوں کی نہیں بلکہ مرنے والوں کی قدر کیا کرتی ہے۔ جنگجو اور آتش خو لوگوں سے دوسرے لوگ ڈرنے ضرور لگتے ہیں اور اس طرح انھیں بھی زبردستی کی کچھ عزت ہی میسر آجاتی ہے لیکن لوگ ان سے محبت کبھی نہیں کرنے سچی عظمت اور سچی محبت ان شہیدوں ہی کی کی جاتی ہے جنہوں نے اپنے کسی فائدہ کیلئے

نہیں تاکہ وطن اور قوم اور بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے جان دی ہو محمود غزنوی اپنے سترہ حملوں میں جو اس نے باوقات مختلف ہندوستان پر کئے شاید سترہ ہندوؤں کو بھی مسلمان نہ کر سکا لیکن حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ تن تنہا ایک پہاڑی پر جا بیٹھے اور محض اپنے خلق سے جو انھیں اسلام نے سکھایا تھا ہزار ہا دلوں کو رام کر کے حلقہ بگوش اسلام کر دیا وجہ یہ تھی کہ محمود مارتے خاں بنکر آیا تھا اور مارتے خاں کی کبھی کسی دل میں محبت پیدا نہیں ہوا کرتی اور حضرت خواجہ اجمیری نے خلق اللہ کی بے غرضانہ خدمت شروع کر دی تھی اور اس چیز نے لوگوں کو ان کا دیوانہ اور شمع اسلام کا پروانہ بنا دیا۔

غلام رسول (متاثر ہو کر) جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کی سچائی سے تو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا تازہ ترین ثبوت مہاتما گاندھی کی تحریک کی صورت میں ہمارے سامنے ہے لیکن ایک بات میری سمجھ میں یہ نہیں آتی کہ ہندو مسلمان آخر ایک مستقل سمجھوتہ آپس میں کیوں نہیں کر لیتے تاکہ یہ روز روز کے جھگڑے قضیئے مٹ جائیں۔

شہاب۔ بھائی میں ابھی ابھی تم سے کہہ چکا ہوں کہ جن جھگڑوں کو ہندو مسلم فساد بنا دیا جاتا ہے وہ تو اس قسم کے ہیں کہ خود مسلمانوں مسلمانوں اور ہندو و ہندوؤں کے درمیان بھی ہوتے رہتے ہیں ان جھگڑوں کو نہ مذہب سے کوئی واسطہ ہوتا ہے نہ قوم سے بلکہ وہ تو ایک شہری کا دوسرے شہری کے ساتھ تنازعہ ہوتے ہیں اب اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ طرفین کے مفسدہ پرداز جن کا نفع اسی میں ہے کہ ہندو مسلمان لڑتے رہیں سارے شہر میں دہائی دیتے پھرتے ہیں کہ "ہائے ہائے مسلمانوں نے لوٹ لیا" "ارے دوڑو ہندو ہمیں مارے ڈالتے ہیں" اور اس طرح ایک معمولی سا اور بالکل ناقابل لحاظ وقوعہ ایک باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ اس قسم کے ذرا ذرا سے مناقشے تو ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور سمجھوتہ ہو گیا تب بھی ہوتے رہیں گے اصل چیز تو یہ ہے کہ عوام کی سمجھ میں یہ بات آ جائے کہ جو دہائیاں پکاری جا رہی ہیں یہ صرف چند خود غرض بدمعاشوں کا فعل ہے

غلام رسول۔ لیکن اگر سمجھوتہ ہو جائے اور عوام کو اس بات کا علم ہو جائے کہ اب ہندو مسلمانوں میں صلح ہو گئی ہے تو کیا تمہارے خیال میں یہ بہتر نہیں ہوگا کہ مفسدہ پردازوں کی دہائیاں بیکار جایا کریں گی؟

شہاب۔ ضرور ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مخلص اور سچے لیڈر اب خاص طور سے اسی طرف متوجہ ہو گئے ہیں کہ جلد سے جلد مفاہمت ہو جائے۔

غلام رسول۔ پھر مفاہمت ہوتی کیوں نہیں؟

شہاب۔ اس کے راستہ میں بھی کچھ ایسے ہی لوگ روڑے اٹکا رہے ہیں جنھیں ہندو مسلمانوں کا اتحاد ایک آنکھ نہیں بھاتا اور جنھیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر اتحاد ہو گیا تو ان کی شہرت، عزت اور دولت سب خاک میں مل جائیگی

غلام رسول۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ ہندو اگر کھلے دل سے آج مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کر لیں تو آج ہی صلح ہو جائے گی۔

شہاب (ہنس کر) زبان سے کہہ دینے اور کام کے ہو جانے میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے جن مطالبات کو تم "مسلمانوں کے مطالبات" کہہ رہے ہو کیا تم ایمان سے کہہ سکتے ہو کہ وہ مسلمانوں کے مطالبات ہیں؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ایسے مسلمان جو سیاسی معاملات کو سمجھتے ہیں ان میں سے زیادہ تر وہ ہیں جو ہرگز ہرگز جداگانہ انتخابات کو نہیں چاہتے۔

غلام رسول۔ مگر آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا فیصلہ تو یہی ہے۔

شہاب۔ اگر یہ فیصلہ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا ہوتا گویا ایک ایسی کانفرنس کا جس میں ہر خیال کے لوگ شریک ہوتے تو میں تم سے بہت پہلے اس کے آگے سر جھکا دیتا اور میں ہی کیا ہر ایک مسلمان کا سر اس کے آگے جھک جاتا لیکن تم خدارا یہ تو سوچو کہ جس کانفرنس میں نہ تو کانگریسی مسلمان شریک ہوئے نہ مسلم لیگ کے مسلمان شریک ہوئے اور نہ جمعیتہ العلماء شریک ہوئی اسے کس طرح آل مسلم پارٹیز کانفرنس کہا جا سکتا ہے حکومت کے چند خطاب یافتہ مولانا شوکت علی کی صدارت میں ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھ گئے اور اس کا نام آل مسلم پارٹیز کانفرنس رکھ دیا تم سوچو تو سہی کہ مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ان بہادروں کو حاصل ہونا چاہئے جنھوں نے وطن اور قوم کی آزادی کی خاطر اپنے سر دیئے ہیں یا ان آسان پسندوں کو جنھوں نے حکومت سے خطابات خان بہادر و سر لئے ہیں کیا ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی مسلمان جس کے دل میں اسلام کی کچھ وقعت ہو اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ مولانا مفتی کفایت اللہ اور مولانا سید انور شاہ اور مولانا حسین احمد صاحب جیسے بزرگ اور مقدس علماء کرام کو چھوڑ کر سر فیروز خاں نون اور سر میاں محمد شفیع اور ڈاکٹر سر محمد اقبال وغیرہ ہم کو اپنا پیشوا اور رہنما بنائے؟ کیا کسی طرح بھی یہ بات قیاس میں آتی ہے کہ ایسے باخدا اور جید عالم تو رشوتیں لے لیکر مسلمانوں کے دشمن بنجائینگے اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچ ڈالیں گے اور وہ چند دنیا دار کہ جن کی ساری کی ساری عمریں حکومت کے دروازہ پر سجدے کرتے گذری ہیں قوم کو حکومت کے ہاتھ فروخت کر دینے میں تامل کریں گے۔

غلام رسول۔ میں مانتا ہوں کہ یہ بڑے بڑے علماء کرام یقیناً زیادہ قابل احترام ہیں لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ اس سیاسی مسئلہ کو سمجھے نہوں اور غلط فہمی میں مبتلا ہوں آخر تمہیں بتاؤ کہ جداگانہ نیابت مسلمانوں کے لئے مشترکہ نیابت سے زیادہ مفید ہے یا نہیں؟

شہاب۔ ہرگز نہیں مولانا محمد علی مرحوم سے زیادہ سیاست کا سمجھنے والا مسلمانوں میں شاید کوئی بھی نہیں تھا اور اس سے بھی تمہیں انکار نہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے سچے ہمدرد اور بہی خواہ بھی تھے تم ذرا ان کے اخبار کامریڈ اور ہمدرد کے پرانے پرچے دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس موضوع پر انہوں نے اپنے اخباروں کے صفحے کے صفحے رنگے ہیں اور بالکل کھلے ہوئے لفظوں میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب سے زیادہ مہلک اور تباہ کن کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی۔ اگر مولوی کفایت اللہ صاحب سیاسیات کے مسائل اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے تھے تو کیا مولانا محمد علی مرحوم بھی نہیں سمجھتے تھے؟ کیا ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر محمد عالم اور مولانا ظفر علی اور تصدق احمد خان شروانی اور سید حبیب اللہ بریلوی اور سر علی امام اور سر عبدالرحیم جیسے قابل لوگ بھی سیاسیات کا سبق مولانا شوکت علی سے

پڑھنے جائینگے؟

غلام رسول ۔ اس کے لئے سبق پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے یہ تو ایک کھلی موٹی بات ہے کہ اگر کونسلوں میں خود ہمارے چھانٹے ہوئے آدمی جائینگے تو نہ ان لوگوں سے زیادہ اچھے ہوں گے کہ جنھیں ہندو اور مسلمان یا تنہا ہندو چھانٹیں۔

شہاب ۔ اوہو! مجھے خبر نہ تھی کہ خیر سے آپ بھی سیاسیات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ میرے بھائی بظاہر واقعی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے حق میں یہی بات مفید ہوگی کہ وہ خود اپنے نمایندوں کا انتخاب کریں لیکن اس معاملہ کو سمجھنے کے لئے کسی قدر غائر نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہندوستان میں عام طور پر ہندوؤں کی اکثریت ہے اور بہت سے صوبوں میں تو اس قدر اکثریت ہے کہ انھیں بالکل ہندوؤں کا صوبہ کہا جاسکتا ہے اگر مسلمان جداگانہ انتخاب پر اڑے رہے تو اس کے صاف معنے یہی ہیں کہ ہمیں ہندوؤں پر ذرا سا بھی اعتماد نہیں ہے ایسی صورت میں ہندوؤں کو بھی ہم پر کوئی اعتبار نہ ہوگا اور دونوں طرف بے اعتمادی اور بے اعتباری کے معنے یہ ہیں کہ دونوں فریق کونسل کے اندر چھانٹ چھانٹ کر ایسے نمایندوں کو بھیجیں گے جو لڑنے کے سوا کوئی کام مل کر کرنا جانتے ہی نہ ہوں۔ لیکن کونسلوں کے اندر یا اسمبلی میں جہاں کہ مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے کم ہے وہ خواہ کتنا ہی لڑیں اور کتنا ہی شور مچائیں ان کی تعداد میں کسی طرح اضافہ نہیں ہوسکتا وہ اگر بیس ہیں تو کبھی اکیس نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں جب کبھی کوئی تجویز مسلمانوں کی طرف سے پیش ہوگی وہ خواہ کیسی ہی مناسب اور منصفانہ کیوں نہو سارے کے سارے ہندو اس کے خلاف رائے دینگے اور اتنی رایوں کے مقابلہ میں بیس رایوں کی کبھی بھی کچھ نہ چلیگی گویا ہمیشہ کے لئے یہ بات ناممکن ہوجائے گی کہ مسلمان اپنی کوئی تجویز پاس کراسکیں اور جبکہ یہ نتیجہ نکلا تو ذرا بتاؤ تو سہی کہ ان نمایندوں سے ہمیں کیا فائدہ پہنچا جنھیں ہم نے بڑی کوشش سے خود منتخب کرکے بھیجا تھا۔

غلام رسول ۔ لیکن بالکل یہی صورت اس وقت بھی تو پیش آسکتی ہے کہ جب انتخابات مشترک ہوں مشترک انتخابات کی وجہ سے بھی تو مسلمان نمایندوں کی تعداد بیس سے اکیس نہو جائیگی۔

شہاب (مسکراکر) یہ صورت پیش آسکتی ہے لیکن ایسی نہیں اور یقینی طور پر مسلمان نمایندوں کی تعداد اکثر موقعوں پر بیس سے اکیس ہی نہیں بلکہ اکیاون ہوجایا کرے گی۔

غلام رسول ۔ وہ کیسے؟

شہاب ۔ وہ ایسے کہ جب بے اعتباری اور بے اعتمادی کی فضا نہوگی اور ہندوؤں کے لئے مسلمان اور مسلمانوں کے لئے ہندو ووٹ دیں گے تو صرف ایسے ہی ہندو اور مسلمان کونسل میں پہنچ سکیں گے جن سے ہندو بھی خوش ہوں اور مسلمان بھی اور اپنے لئے ووٹ حاصل کرنے کی غرض سے ہندوؤں کو مجبور ہوکر ایسے کام کرنے پڑیں گے جن سے مسلمان ناراض نہوں اس لئے کونسلوں میں جب مسلمانوں کی طرف سے کوئی معقول تجویز پیش ہوگی تو بہت سے ہندو نہایت خوشی کے ساتھ اس کی موافقت میں ہاتھ اٹھائینگے اور اس طرح گویا مسلمان نمایندوں کی تعداد بیس کی بجائے اکیاون یا اس سے بھی زیادہ ہوجایا کرے گی اس طرح یہ بھی ہوگا کہ مسلمان بھی کوئی ایسی تجویز پیش نہ کرینگے جو ہندوؤں کو تباہ کرنے والی ہو اور کونسلوں کے اندر فرقہ پرستی کی فضا کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے گا اور ہندو اور مسلمان سب مل کر جو کام بھی کرینگے وہ ایسا ہی ہوگا کہ جس سے تمام ملک کو فائدہ پہنچے۔

غلام رسول لیکن بعض مذہبی چیزیں تو اس وقت بھی ایسی نکل سکتی ہیں کہ جن پر ہندو اور مسلمان کسی طرح بھی متفق نہیں ہوسکتے اور ایسی صورت شکست ہمیشہ مسلمانوں ہی کو ہوگی۔

شہاب ۔ اس چیز کی حفاظت جداگانہ انتخاب میں بھی کیسے ہوسکتی ہے اس کیلئے تو ایک معقول صورت یہ ہوگی کہ تمام ایسے مذہبی مسائل جن کا کسی ایک فریق پر اثر پڑتا ہو اور جنکی مخالفت اس فرقہ کے نمایندوں میں دو تہائی نمایندے کردیں وہ کونسل میں پیش ہی نہو۔

غلام رسول ۔ اچھا اب میں جاؤں گا ذرا اسٹیشن پر جانا ہے۔

خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جاگیریں مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہوکر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک عجیب قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصولی تجارت مسئلہ سود، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرلے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اور روزمرہ کے بہترین اردو محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اس لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے۔ ضخامت ۴۰ صفحات قیمت صرف دس آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تماشائے اہلِ کرم دیکھیے

ہزار ہزار احسان اس خالق جزو کل کا جس کے خوان نعمت سے کوئی مخلوق بھی محروم نہیں، قربان اس کارساز حقیقی کے جس نے ایسا ابتلا اور مندے کا مہینہ بھی گذروا دیا جبکہ اس سرے سے اس سرے تک ہر شخص کساد بازاری اور کاروبار کی بے چینی کا شکار ہے، بالآخر سب کام پورے کرا ہی دیئے، رمضان کے بعد شوال کا مہینہ عموماً ایسا گذرتا ہے کہ اسمیں لوگ قران شریف و کتب کم منگاتے ہیں لیکن اس مرتبہ تو ذی قعدہ کا مہینہ بھی کورا گذر گیا، وہ مولوی جو محض کتابوں کی اشاعت اور اس کی فروخت کے نفع سے اپنا خرچ پورا کیا کرتا تھا، اس مہینے میں ایسا مجبور رہا کہ اگر آسانی سے قرضہ نہ مل جاتا تو ذوالحجہ کا پرچہ شایع کرنا تقریباً ناممکن تھا، سیدھا حساب ہے، مولوی آمدنی ایک ہزار روپیہ ماہوار ہے اور خرچ تیرہ سو ماہوار سے اوپر دو ماہ میں چھ سو روپیے سے زائد قرض ہو گئے، کیونکہ جدید خریداروں کا اوسط بھی کم رہا، میں نے مزید حماقت یہ اور کی کہ رمضان سے ۸ صفحات کا اضافہ کر دیا، اور اس توقع پر کہ یہ سب ناظرین کی سعی سے قابل عمل اور لائق برداشت ہو جائیں گے، اور یہ سب ہمت آپکی کوشش و سعی کی رہین ہے ورنہ ایک روپیہ سالانہ میں حساب تو کیجئے چھپائی اور کاغذ کے دام بھی پورے نہیں ہوتے، بہت سے ناظرین یہ سمجھتے ہونگے کہ یہ تو ہمیشہ کا رونا ہے، کب تک التماس کیا جائے لیکن آخر آپنے کب مولوی کو اس بحث سے بے نیاز کر دیا چودہ ہزار خریداروں میں سے ہر ہر شخص نظر ڈالے کہ اس نے سال بھر میں کتنے خریدار دیئے، اگر میں یہ اعلان کر دوں کہ ذرا مولوی کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرما دیجئے تو یقین ہے کہ کم از کم بارہ ہزار بھائی ایسے ضرور نکل آئیں گے جو مولوی کی منقبت اور افادہ کی داستان کا تذکرہ آسمان تک گونجا دینگے، پھر کیا ایسی صفات وحسنات کا حامل اس کا مستحق نہیں ہے کہ اس کا ہر مداح اس کی قدر دانی کے صلہ میں دو دو چار چار بھائیوں کو شریک نہ کرے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں چاہئے، میں جس قدر محنت کرتا ہوں اور کر سکتا ہوں اس کی مزدوری مجھے مل جاتی ہے، مولوی کی مزدوری کرتا ہوں وہ دیدیتا ہے، کسی اور کی اتنی خدمت کروں وہ دیدے سارا فکر تو اس کا ہے کہ نفع نقصان برابر نہیں ہوتا، میرا سرسری تخمینہ ہے کہ بیس ہزار خریدار ہو جائیں، اور کتابوں کی فروخت اتنی ہوتی رہے جیسے دو ماہ قبل تھی، تو سارا قرض کا بوجھ اتر جائے اگر آپ کے نزدیک حقیقتاً مولوی اس کا مستحق ہے کہ اس کی مدد کی جائے تو کیا آپ میں سے وہ ہزار ہا خریدار جنہوں نے ابتک اشاعت میں حصہ نہیں لیا، محرم تک پانچ پانچ خریدار مہیا نہیں کر سکتے، اور کیا وہ ہزار ہا صاحب نصاب قربانی کی کھالوں سے قرآن شریف خرید کر نادار طلبہ کو نہیں دے سکتے، قطرہ قطرہ ہی دریا ہو جاتا ہے صرف ضرورت پر صحیح نظر نمبر جاہے، مجھے یقین ہے کہ آیندہ پرچہ کی اشاعت سے قبل آپ مولوی کو قرض سے ہلکا کر دیں گے، کیونکہ پرچہ بھی آپ کا ہے اور قرض بھی آپ کے ذمہ۔

یہ تو تھی روداد جو دغافل بھائیوں کی، اب ذرا ان کی بھی سن لیجے جنہوں نے اپنی زندگی کا اچھا مقصد مولوی اور صرف مولوی کی اعانت کو سمجھ رکھا ہے، میں تو تہ دلی احسانمند ہو جاتا ہوں ورنہ ان کا پرچہ ہے جس قدر یہ پہلے پھولے گا اتنا ہی ان کا قلب خوش و ان کا رہین منت ہوگا۔ اولاد کی تربیت اور ان کا نفع و نقصان سب والدین کے ذمہ ہے اور ہر پرچہ کی بہبودی و پستی کی ذمہ داری بھی اس کے مالکان (والدین) کے ذمہ ہے، اس کا ہر نفع و نقصان ان کا اپنا ہے۔ اس لیئے جو بھائی اس کو محسوس کرتے ہیں وہ برابر اشاعت

اسمائے معاونین	تعداد
۱۰۔ فروری سے آگے	
جناب مولوی ابوالفضل عبدالحق کلکتہ	۲
حافظ عبدالکریم بیگ صاحب سانبھر	۲
" ایم شفاعت احمد صاحب گورکھپور	۱
" ڈاکٹر ایس سعادت علی صاحب بجنور	۲
" عبدالرحمن صاحب ناناگر	۳
" غلام نبی صاحب نقشبندی درگواہ	۲
" شیخ بشارت علی صاحب گھوٹان	۲
" نذیر احمد صاحب بٹالہ	۲
" فضل الدین صاحب پوسٹ ماسٹر خانپور	۱
" ایس اے رؤف صاحب بلیا	۱
" مولوی نبی رحمان صاحب مظفرپور	۱
" میرزا باقر بیگ صاحب الہداورنی	۱
" منشی محمد اسماعیل صاحب کانپور	۱
" محمد یعقوب صاحب نائب تحصیلدار	۱
" مولوی عبدالقادر صاحب مومن آباد	۵
" محمد طاہر خیل صاحب سرحدی	۲
" دوست محمد صاحب ٹنڈو جام	۳
" محمد حسن صاحب بمبئی	۱
" محمد علی صاحب سوڑیا	۳
" مولوی شیر علی صاحب گرداور پونچھ	۳
" مولوی محمد رمضان صاحب پونچھ	۱
" محمد ابراہیم صاحب مدرس سمانہ	۲
" ماسٹر بشیر احمد صاحب ہمیرپور	۳
" شفیع الدین صاحب کیواٹہ	۴
" منشی مولا بخش صاحب لائل پور	۲
" محمد باقر صاحب حیدرآباد دکن	۳
" مولوی محمد یاسین صاحب سینڈہل	۴
" ملا غفران صاحب بگادر مارگوا گوا	۸
" مولوی نور احمد صاحب کیمبلپور	۲
" ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم اسکول المبتدنہر	۸
" محمد حسین صاحب اکبرآبادی ٹکوڈ	۱
" محمد حنیف صاحب بیگون مارواڑ	۲
محمد اسداللہ صاحب مہرونی	۱
فیاض احمد صاحب بارہ الٰہ آباد	۱۰
" مولوی امتیاز الدین صاحب	۳
" پیر بخش صاحب سالصدر ملتان	۳
" مبارک علی صاحب سنٹرل جیل	۵

اسمائے معاونین	تعداد
جناب مولوی مسعود حسن صاحب داناپوری	۱
" قریشی محمد حسین صاحب جیوڑ	۱
" محمد ابراہیم صاحب باڑمیر	۱
" منشی علاء الدین صاحب تیسرپور	۳
" ایم کے عبدالقادر صاحب منگلور	۱
" محمد صاحب صراف سری نگر	۳
" حکیم نور احمد صاحب غلام رسول صاحب سورت	۲
" اکبر علی خان صاحب جمعدار جاورہ	۴
" سعید الدین صاحب رجسٹرار آفس لکھنؤ	۲
" محمد انعام الدین صاحب اور اگوائیاں	۴
" اے حمید صاحب صدیقی ٹنڈو الہیار	۱
" غلام محی الدین صاحب شرقپور	۲
" سید محمد امین صاحب مدنی احمدآباد	۱
" نثار خاں صاحب ٹنگ	۱
" محمد سلیمان صاحب برادرس سکندرآباد	۳
" کریمیہ بک ہاؤس سندسور	۲
" بابو مہتاب علی صاحب سرن پور	۳
" محمد نبی خاں صاحب دیرہ کوٹ	۱
" مولوی ابوالخیرات منیر الدین شاہ پور	۱
" فضل الدین صاحب خانپور	۲
" یوسف محمد سوکا صاحب نواپور	۲
" بابو عبدالحمید صاحب مغل سرائے	۳
" عبدالغنی صاحب تیل ملیح آباد	۱
" ماسٹر نذر محمد صاحب چھندواڑہ	۳
" سید صادق علی صاحب شیرپور	۳
" مولوی محمد مرتضیٰ صاحب کیمل	۳
" جناب مولوی سکندر علی خان دہلی	۷
" بابو محمد اسحاق صاحب روشن آرا دہلی	۲
" مولوی عبدالشکور صاحب راولپنڈی	۲
" مولوی فیروز الدین صاحب راجوری	۶
" مولوی نور الدین صاحب نانڈیڑ	۵
" محمد بخش صاحب چھاونی جہو	۱
" شکور خان صاحب مغل سرائے	۳
" خطیب حسین صاحب بیگو	۲
مولوی عزیز احمد صاحب ایس اے بی ٹمبو	۱۰
" عبدالعزیز ولد شیر محمد صاحب دیار	۲
" خواجہ فضل الدین صاحب خانپور	۹
" حبیب اللہ صاحب برہمپور	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب خادم الرحمن صاحب رتناگیری	۱	جناب محمد حنیف صاحب جہانسی	۱	جناب چودہری شیر محمد صاحب [illegible]	۴	جناب صاحب حسین صاحب [illegible]	۲
" فیاض الحق صاحب گسنیاڈہ	۱	" ایم اکرم شاہ صاحب سری نگر	۲	" محمد یحییٰ صاحب گجرات	۱	" بی ۔ ایس محمد علی صاحب گوالیار	۵
" منشی حشمت علی صاحب ٹانڈہ	۴	" تراب علی صاحب سوجانپور	۴	" محمد علی بیگ صاحب اندواڑی	۲	" شاہ حسین صاحب بمبئی	۱
" عبدالعزیز صاحب رائسین	۱	" محمد شفیع صاحب مسجد عطار	۱	" نعیم اللہ خاں صاحب مستھن	۱	" احکام اللہ صاحب برہان پور	۱
" نذیر احمد صاحب بٹالہ	۲	" ملک فضل کریم صاحب سکھر	۲	" محی الدین خاں صاحب مدراس	۱	" شیخ حسین صاحب ماسٹر [illegible]	۱
" علی بن سالم صاحب نا ہیٹر	۱	" ملگامی محی الدین صاحب سرونی	۲	" عبدالقادر صاحب پٹواری [illegible]	۱	" محمد وزیر خاں صاحب [illegible]	۱
" مسعود علی صاحب بکسر	۱	" احمد دین صاحب [illegible] اندہیری	۱	" رکن الدین صاحب سالار غازی	۱	" غلام محمد صاحب ہیڈ کانسٹیبل [illegible]	۲
" نور احمد صاحب ٹیچر منگڈو	۱	" ڈاکٹر عزیز حسن صاحب [illegible]	۲	" پروفیسر عتیق [illegible] بہاولپور	۱	" حبیب اللہ صاحب تاروجبہ	۲
" محمد [illegible] اللہ صاحب جمشید پور	۱	" محمد رضا خاں صاحب آفریدی [illegible]	۲	" شیخ حسن صلاح الدین صاحب بمبئی	۲	" محمد سلیم اللہ صاحب [illegible]	۳
" مولوی عبدالسمید صاحب انڈر سکریٹری	۱	" بابو فضل الہی صاحب راولپنڈی	۲	" سید قمر الدین صاحب ڈبہوئی	۳	" مولوی کرم الہی صاحب چکوال	۱
" شیخ اسحاق محمد صاحب سرور شریف	۲	" شیخ عبداللہ صاحب ٹبی تال کلاں	۱	" مولوی فضل احمد صاحب [illegible]	۲	" محمد ذکریا صاحب جاورہ	۳
" [illegible] عبداللہ صاحب احمد نگر	۱	" قاضی رفیع الدین احمد صاحب [illegible]	۲	" مولوی الہی بخش صاحب [illegible]	۲	" رحمت علی صاحب نگہاسن	۱
" مولوی محمد قاسم صاحب لاشاری	۲	" حکیم قطب الدین صاحب بمبئی نمبر	۳	" سید عنایت حسین صاحب باغبانپورہ	۲	" مولوی شاہ محمد صاحب [illegible]	۱
" مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب [illegible]	۱	" کالے خاں صاحب بستی	۱	" محمد کے خاں صاحب شولاپور	۳	" بشیر محمد صاحب جوان والہ [illegible]	۲
" عبدالرحمن صاحب گنگ دہار	۴	" مولوی محمد یعقوب صاحب [illegible]	۲	" ایم شمس الدین صاحب اورنگ آباد	۲	" محمد نظام الدین صاحب حیدرآباد	۱
محمد عنایت بیگ صاحب [illegible]	۱	" شیخ برکت علی صاحب ملاکنڈ	۲	" عبداللطیف صاحب ویلور	۱	" ایم علی خاں صاحب [illegible]	۲
یوسف محمد سوکا صاحب [illegible]	۳	" قاضی قمر احمد صاحب مرادآباد	۱	" محمد ابراہیم عبدالمجید جالنہ	۲	" ابوالحسنات [illegible] صاحب لکھنؤ	۱
محمد کیف الورای صاحب [illegible]	۱	" حفیظ الدین احمد صاحب گوپامئی	۳	" خواجہ عزیز جو صاحب [illegible] کشمیر	۵	" محمد عمر صاحب کنکبل	۱
مولوی اشرف الدین صاحب بابر	۱	" محمد کریم الدین صاحب سکندرآباد	۱	" احمد بخش حیون بخش صاحب سکھر	۱	" سید محمد حسن صاحب کیری	۱
" پیر صاحب [illegible] سورت	۳	" مولوی غلام محمد صاحب [illegible] کشمیر	۲	" فیاض احمد صاحب شنکر گڈھ	۱	" حامد علی صاحب [illegible]	۱
" نیم شریف حسین صاحب [illegible] گجرات	۱	" شیخ رحیم بخش صاحب وکیل [illegible]	۱	" محمد فاروق صاحب غازی پور	۲	" شیخ احمد صاحب گلبرگہ	۴
" عبدالعزیز صاحب کوٹ [illegible]	۱	" قاضی عبدالکریم صاحب آنت پور	۱	" عبدالرزاق صاحب بلادو	۲	" سید فرحت علی صاحب دتیا	۲
راجہ محمد اکبر خاں صاحب بہاولپور	۱	" نجیب اللہ خاں صاحب کہوٹہ	۱	" مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ڈسکہ	۱	" محترمہ کریم جہاں بیگم صاحبہ دہلی	۲
" عبدالرحیم صاحب [illegible]	۱	" اللہ علی خاں صاحب جودہ پور	۱	" کالے خاں صاحب مالتی	۵	" مولوی محمد یونس صاحب نیگون	۲
" ڈاکٹر عبدالمجید [illegible] صاحب [illegible]	۱	" محمد یعقوب بیگ صاحب [illegible]	۴	" سید حسن صاحب [illegible]	۲	" میر صاحب دوکاندار [illegible] پور	۲
" محمد [illegible] علی صاحب حیدرآباد دکن	۱	" میر افضل حیدر [illegible] صاحب نواں شہر	۲	" عبدالعزیز صاحب [illegible]	۲	" کریم بخش صاحب [illegible]	۴
" ایم شفیع اللہ خاں صاحب چتوڑ	۲	" محمد عباس خاں صاحب [illegible]	۲	" عزیز الدین صاحب شاہ پور	۱	" عبدالغنی صاحب [illegible]	۴
" مولوی خلیل الرحمن صاحب [illegible] گنج	۱	" عبدالغنی صاحب [illegible] بمبئی	۱	" محمد اکبر صاحب میمو	۲	" مستری محمد رمضان صاحب [illegible]	۴
" کیو اے بی عثمانی صاحب [illegible]	۱	" سید علی صاحب [illegible] آرہ	۲	" محی الدین احمد صاحب	۳	" محمد ذکریا صاحب جاورہ	۲
" خورشید علی صاحب جہانگیر آباد	۲	" مولوی غالب حسین صاحب حصار	۱	" عبدالقدیر خاں صاحب بدایون	۲	" الطاف حسین صاحب [illegible]	۲
" محمد سعید الحق صاحب لکھنؤ	۱	" مولوی عبدالقادر صاحب [illegible]	۱	" حاجی محمد وزیر صاحب [illegible] بمبئی	۱	" محمد مطلوب صاحب بجنور	۳
" محمد خاں صاحب [illegible]	۱	" حفیظ الرحیم صاحب [illegible]	۱	" محمد علی صاحب اینڈ کو سیالکوٹ	۳	" محمد ایوب خاں صاحب [illegible] آباد	۲
" عبدالمنان صاحب [illegible] کلکتہ	۲	" مولوی فضل الحق صاحب رانچی	۲	" عبدالشکور صاحب بسرام پور	۱	" محمد عیسیٰ صاحب لاڑکانہ	۲
" خان بہادر علی حسن صاحب صمد آباد	۳	" محمد یوسف صاحب پٹھان کوٹ	۱	" محمود حسن صاحب شاہ آباد ہردوئی	۲	" آغا میرزا صاحب فیض آباد	۵
" عبدالعلیم صاحب گارڈ گونڈہ	۱	" مولوی ریاست علی صاحب قدوائی [illegible]	۱	" کے ایم ابراہیم صاحب [illegible] میسور	۱	حاجی داد علی صاحب کنتور	۲
" راجہ [illegible] صاحب [illegible]	۴	" ماسٹر بشیر احمد صاحب [illegible]	۱	" محمد نجم الدین صاحب [illegible]	۱	عبدالخبیر صاحب [illegible]	۲
" محمد سعید صاحب مدرس گوندل	۱	" برہان الدین صاحب [illegible]	۱	" محمد [illegible]	۱	سید محمد علی صاحب [illegible]	ایک
" مولوی ریاست علی صاحب قدوائی	۴	" مولوی سید عنایت صاحب عطار احمد نگر	۲	" حاجی دوست محمد صاحب مردان	۱	۱۶ اپریل تک ابھی بہت باقی ہیں	

شانِ نزول

زکوٰۃ مفروضہ کے علاوہ نفلی صدقہ کی رغبت دلانے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو صحابہ کرام کو نفلی صدقہ کی رغبت بہت پیدا ہوئی چنانچہ حضرت طلحہ کا ایک باغ جو کہ مسجد نبوی کے قریب تھا اور اسمیں ایک کنواں نہایت ہی شیریں اور خوشگوار تھا آنحضرت اکثر اس باغ میں جاکر لیٹا کرتے تھے انہوں نے وہ باغ اپنے سب مال سے عمدہ اور نفیس جانا اس وجہ سے اس مبارک آیت کو سنکر

لن تنالوا البر — الجزو الرابع — آل عمران

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ

ہرگز نہ پہنچو گے تم بھلائی کو
تم خیر کامل کو ہرگز نہ حاصل کر سکو گے

حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا

یہانتک کہ خرچ کرو تم اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو اور جو کچھ
یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی

ایک اونچے جیبوں والا قرآن شریف مترجم بہ دو ترجمہ مصدقہ و مفسرہ علامہ حضرت مولینا مولوی محمد اشرف علی صاحب مدظلہ

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے، دہلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجیے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف آپ بھول جائیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مغالطہ نہیں ہوتا متوسط قسم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا، اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجیے کہ بہت ہی افسوس ہوگا، اسمیں حسب ذیل ۱۵ خوبیاں ہیں (۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور ایسا ترجمہ جس کی اُنہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۴) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۵) ترجمہ منشی ریاض الدین شیریں رقم کا لکھا ہوا ہے (۶) اعراب یعنی زبر زیر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں (۷) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب کی ہے (۸) اس کے علاوہ سات حفاظ و قراء نے اس کی مزید صحت کی ہے (۹) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں، اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۰) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے جو آیت چاہو نکال لو (۱۱) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۳) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں (۱۴) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۵) فضائل قرآن (۱۶) سورتوں کے خواص (۱۷) سورتوں کے پڑھنے کے طریقے (۱۷) ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط (۱۸) الزامات کی تردید (۱۹) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے، کہ یہ خاص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۰) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ کے بیانات قرآنی آیتوں سے اقتباس (۲۱) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۲) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن شریف نے ان کی کیونکر کایا پلٹ دی (۲۳) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۴) بامعنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں اجر کا مستحق ہے (۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۲۶) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۲۷) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا ذکر سورہ انفال اور سورہ توبہ میں ہے (۲۸) حالات وفات سرور کائنات (۲۹) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی (۳۰) فضائل بسم اللہ و اعوذ (۳۱) قرآن شریف کی پیشگوئیاں (۳۲) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۳) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۴) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۵) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۶) خواص القرآن (۳۷) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہیئے (۳۸) وہ آیتیں اور الفاظ جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۳۹) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۰) تقطیع متوسط ۲۲×۲۹ کا ۳۲ پونڈ والا (۴۱) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۸) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ سب قرآنوں سے بہتر (۴۹) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی نہیں نکلی (۵۰) جلد نقرئی کار چرمی (۵۱) خانہ زعفرانی جو ڈنڈیوں سے رنگا جاتا ہے (۵۱) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور تفسیر کے اور بہترین مقدمہ اور بہترین چھپائی کے ہدیہ مجلد چرمی کامل صرف **چار روپے** محصولڈاک صرف ایک روپیہ

غور فرمایئے

کہ اتنے اوصاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے کہ کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن ضرور منگانا چاہیئے، کیونکہ یہ اڈیشن ہی ختم ہو رہا ہے اور غالب خیال یہ ہے کہ آیندہ پرچہ میں اگر چوتھا اڈیشن طیار ہو گیا تب تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، اپنے احباب سے بھی تذکرہ کر دیجیے، نمونہ علیحدہ نہیں ہے کتابت و تفسیر کا اندازہ اوپر کے نمونہ سے کر لیجیے، کاغذ چکنا ولایتی گلیز دیبز ہے، اور قرآن شریف کی چھپائی تو اس اشتہاری چھپائی سے بہت ہی بلند اور ارفع ہے، بہت کافی روشن اور درخشاں ہے کسی کو اللہ کے واسطے دیں تو یہ قرآن دیجیے جو ساری عمر دعائیں دے، اور پڑھ کر خوش ہو جائے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

سُبْحٰنَ ۱۵

سُورَةُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّہِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط

اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ہُدًی

میرے دو بچوں نے تین مہینے میں قرآن پاک اچھی طرح یاد کر لیا

مخدومی و الکرام۔ السلام علیکم۔ آپکا دعویٰ بالکل صحیح ہے۔ خدائے کریم آپ کو اجر دے ایسا قرآن شریف حمیدیہ پریس نے ۱۶ سطری شائع کیا ہے کہ اس سے قبل میری نگاہ سے نہیں گذرا۔
میرے دو بچوں نے تین مہینے میں قرآن پاک اچھی طرح یاد کر لیا۔ پہلے شعبان میں جب یہ قرآن شریف منگا کر شروع کرائے ہیں تو ایک سیپارہ اور ایک عم کا آخر پڑھ رہا تھا۔ جب سے اس قرآن شریف میں
پڑھانا شروع کیا۔ بچوں کے حروف کچھ ایسے ذہن نشین ہو گئے کہ بلا دقت یاد سیپارہ یاد ہونے لگا۔ اور خدا کے فضل سے آج ۸ ذی قعدہ کو دونوں نے نہ صرف قرآن شریف ختم کر لیا بلکہ
یاد بھی کر لیا۔ اس قرآن شریف میں تین نقطوں کی اور ایک جزم کی غلطی رہ گئی ہے۔ جو بعد میں صحیح صفحہ دیکھ کر لکھ دوں گا۔ اور کوئی غلطی ہی نہیں ہے۔ یہاں کے مدارس کے لئے عنقریب بہت
سے قرآن شریف منگائے جائیں گے۔ دستخط ممتاز حسین از اچھا در گورنمنٹ ہوپال **سنا آپنے** یہ تصدیق کسی غیر معروف شخص کی نہیں ہے ایسے مولوی صاحب کی ہے جنہوں نے ہزاروں
بچوں کو قرآن پاک پڑھایا۔ اور صدہا مختلف مقامات سے قرآن شریف منگائے۔ مگر کسی بھائی نے بھی اب تک رائے طلب نہیں کی تھی ورنہ اب تک ہزارہا خطوط جمع ہو جاتے صرف تازہ ایک
ہی خط درج کیا ہے جو از خود ہی آ گیا۔ **واقعہ یہ ہے کہ "خوشنما ۱۶ سطری قرآن شریف"** جس کا نہ اب تک چھپا ہو اور نہ ایسا ہی اچھا قرآن شریف ہے۔ یہی وہ قرآن
شریف ہے جس کی کتابت بچوں کی ذہنیت مدنظر رکھ کر کی گئی ہے۔ حرفوں کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بلا قصد بچہ غلط پڑھ ہی نہیں سکتا۔ اور بچوں کو سمجھنے میں
ذرا بھی دقت نہیں ہوتی۔ اس لفظ میں کو ما بعد میں۔ اس قسم کا اشتباہ درمیانی ق، ف، ن، وغیرہ میں ہوتا ہے۔ اب تو یہ دعوے بالکل سچا ہو گیا۔ کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف میں
اپنا سبق دو گھنٹہ میں یاد کر لے وہ اس قرآن شریف میں صرف آدھ گھنٹہ میں خوب یاد کر لیگا۔ اسی طرح وہ عورتیں یا مرد جن کو ذرا بھی اردو میں مشق ہے۔ بغیر استاد کی مدد کے چند ہفتہ میں
پورا کلام پاک پڑھ لیں گی۔ اور یہ کا نمونہ ہر پارہ کے شروع کا نمونہ ہے۔ اور یہ تو نقل ہے۔ اصل تو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قرأ کے لئے اختلاف قرأت حاشیہ پر تحریر ہے **صحت** کے لحاظ
سے بھی یہ قرآن شریف اپنی آپ نظیر ہے اور جن صاحب نے ذکر کیا ہے وہ چونکہ بالکل صحیح صفحات نہیں لکھ سکے اس لئے ذرا سا شبہ ہو غالباً یہ ہوا ہو کہ کاغذ کے اوپر چھپنے میں کہیں کاغذ کی ہوائی
کسی نقطہ پر آ گئی اور وہ نقطہ چھپ کر اڑ گیا۔ ورنہ اب تک ایک بھی غلطی کی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے
چھپائی دعویٰ اور شدید دعویٰ ہے کہ سطری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر بھی کوئی قرآن شریف آج تک نہیں چھپا۔ **واللہ العظیم** یہ کوئی اشتہاری ترغیب نہیں ہے
جب قرآن شریف آپ کے سامنے ہو گا تو آپ ایک ایک لفظ کی تائید کریں گے۔ ہدیہ ایک جلد مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ مجلد پارچہ ایک روپیہ۔ **پانچ** جلد مجلد چرمی سات روپیہ مجلد پارچہ للعہ
دس جلد مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے۔ محصول ڈاک ایک پر ۱۰ پانچ پر دو روپے اور دس پر بیس ریل کے ہر پارسل پر ۱۲ علاوہ کرایہ ریل کے یہاں خرچ ہوتے ہیں

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

اتنا سستا ایسا اچھا مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا قرآن شریف آپ نے نہ دیکھا ہوگا

اصلی عجیب شان کا قرآن

کتابت بلحاظ خوشنویسی ہندوستان ہی نہیں ایران و مصر میں بھی یکتا ہے بلحاظ چھپائی ہندوستان کے ہر چھاپہ خانہ سے اعلیٰ ہے کاغذ معمولی ہے اس قرآن شریف میں یہ خصوصیت ہے کہ ترجمہ کی سطر متن سے بڑی ہے تاکہ ترجمہ کشادگی کے ساتھ پڑھنے میں آجائے مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ چونکہ تمام ترجموں میں زیادہ مفصل ہے اس لئے اس اہتمام کے بغیر ہر قرآن شریف میں بہت گنجان ہوتا ہے اور اگر چھپائی ذرا بھی خراب ہو تو پھر پڑھا نہیں جاتا اس قرآن شریف کے ترجمہ کا ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے ترجمہ میں یہ بھی اہتمام ہے کہ کسی لفظ کا بھی ترجمہ دوسری سطر میں نہیں آیا ہے حاشیہ پر بیان القرآن تفسیر حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا فوائد اور شان نزول اور توضیحات ہیں ابتدا میں ایک مختصر مقدمہ بھی ہے جو قرآن شریف کے متعلق معلومات پر حاوی ہے کتابت میں سب سے بڑا اہتمام یہ ہے کہ حروف علیحدہ اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں ذرا بھی ہٹے ہوئے نہیں ہیں اور کتابت کی یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ ایک اردو پڑھا ہوا آدمی جس نے قرآن شریف پہلے نہ پڑھا ہو صحیح پڑھ لے یہ اسی وقت ممکن ہے جب حرف علیحدہ علیحدہ اور اعراب بالکل برجا ہوں نمونہ کی جو سطریں نیچے ہیں یہ اصل قرآن کا چربہ ہے پورے قرآن شریف کی تحریر ایسی ہی علیحدہ علیحدہ اور اسی طرح صحیح اعراب ہیں (خدا کرے یہ نمونہ ٹھیک چھپ جائے) اصل قرآن شریف کی چھپائی کا اندازہ اس اشتہار سے نہ کیجئے گا قرآن شریف کی طباعت بہت ہی صاف اور روشن ہے اگر آپ کے پاس دس قسم کے قرآن شریف ہوں تو یہ قرآن شریف انشاء اللہ سب سے ممیز ہوگا۔

صحت کا اہتمام جیسا ہوا ہوگا وہ تو اس کی چھپائی سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن ایک آسان نظریہ یہ ہے کہ اگر کاتب کتابت درست کر دے تو غلطی کا امکان بہت کم رہتا ہے غلطی عام طور پر اعراب کی ہوتی ہے لیکن چونکہ اعراب ٹھیک حروف پر لگے ہوئے ہیں اس لئے اب ہو ہی نہیں سکتی اور الحمد للہ اس میں ایک غلطی نہیں ہے۔

اب ہدیہ سنئے آپ متعجب ہوں گے کہ حمیدیہ پریس میں اتنے سستے قرآن شریف کیونکر مل جاتے ہیں ایک جلد مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے ۲؎ محصول ۱۰؎ ۵ جلد مجلد چرمی پشتہ نقرئی دس روپے معہ محصول۔ چار کے منگانے میں محصول کا فائدہ ہے۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

عالم سے ذکر کیا

منزل ۱

ورقہ نے تسلی دیکر کہا کہ اے محمد تم خوف نہ کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد جب آنحضرت صلعم صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور حسب دستور محمد کی آواز کان میں آئی تو آنحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبرئیل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ اب پڑھو۔ الحمد للہ رب العالمین

۱۳

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

اگر آپ اپنے خواب کی صحیح صحیح تعبیر معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ خواب کے نیک یا بد نتیجہ کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب

مجموعہ خواب نامہ صدیقی

کو منگا کر مطالعہ کیجئے جس میں اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم خواب کو مفصل بیان کر کے بتایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ اور مہینہ کے کس دن اور کس تاریخ کا خواب قابل تعبیر ہوتا ہے۔

شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب مضمون درج ہے۔

قیمت عہ

پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے

اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گزار ہو لیکن افسوس کہ ہندوستان میں بہت کم ایسی عورتیں ہیں جو اپنی اطاعت اور قابلیت سے شوہر کا دل خوش رکھ سکیں اور مذہب نے شوہر کا جو درجہ رکھا ہے اس سے واقف ہوں ہم نے اس مقصد سے کتاب

میاں بیوی کے فرائض

تیار کی ہے اور قرآن و حدیث سے اخذ کر کے نہایت صاف و سلیس اردو میں دلنشیں طریقوں سے عورتوں کو سمجھایا گیا ہے کہ انھیں کس طرح اپنے خاوند کی اطاعت کرنی چاہیئے یہ کتاب شریف بیویوں کے مطالعہ میں رہنی چاہیئے ہمیں قوی امید ہے کہ اگر آپ یہ کتاب منگا کر مستورات کو سنائینگے یا انھیں پڑھنے کو دیں گے تو اس کا خاطر خواہ اثر ملاحظہ فرمائینگے اس کتاب کی ہدایتوں سے واقف ہو کر ایک نافرمان عورت بھی خدمت گزار و فرمانبردار بیوی بنجائے گی

قیمت صرف آٹھ آنے

پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

بدمزاج شوہر کو بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پسند ہی نہ آتا تھا گھر میں آئے دن جھگڑا رہتا تھا ماں کا دم بھی ناک میں تھا آخر کار بیگم نے ہمارے یہاں سے

دہلی کا باورچیخانہ

خرید لیا اس کتاب میں اسلامی تہذیب کے گہوارہ اور بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں کی ترکیبیں درج ہیں بیگم نے اس کتاب کی ہدایات کے مطابق کھانا پکانا شروع کیا تو بدمزاج میاں کا یہ حال ہو گیا کہ روزانہ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹتے ہیں اور ہر وقت بیوی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں آپ بھی آزمائش کیجئے

ضخامت ایک سو بارہ صفحات (۱۱۲) ہے

(اور قیمت صرف آٹھ آنے)

پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

مکمل مرغی خانہ

مرغیوں کی تجارت کو یورپ و امریکہ کے اصول تجارت کی طرح ہندوستان میں رائج کرنے کے واسطے ماہرین فن کی نگرانی میں صرف کثیر کے بعد یہ کتاب لکھوائی ہے جو اس فن پر پہلی اور غالباً آخری کتاب ہے مرغیوں کی تجارت ایک ایسی تجارت ہے کہ یورپ و امریکہ میں صرف اسی ایک تجارت کی بدولت صدہا حوصلہ مند تاجر بہت کم سرمایہ سے کروڑ پتی بن گئے ہندوستان میں بھی اسی تجارت کے ذریعہ ہزار ہا روپیہ کمانے کے واسطے یہ کتاب مکمل مرغی خانہ شایع کی جا رہی ہے اس کتاب کے ذریعہ آپ کو مرغیوں کی تجارت انڈوں کی تجارت و حفاظت مرغیوں کی پرورش اور ان کا علاج انڈوں کے بڑے ہونے اور کثرت سے انڈے دینے کا راز معلوم ہو جائے گا غرضکہ کوئی سوال مرغیوں کی تجارت کا ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں درج نہ ہو۔

ضخامت ... ۳ صفحات کے قریب ہے

قیمت عہ/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

مجربات بوعلی سینا باتصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب ٹوٹکے جن کو مدت سے لوگ تلاش کر رہے تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شایع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ کی جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر فریق سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

ضخامت .. ۳ صفحات ہے

قیمت صرف عہ/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

بلا استاد انگریزی سے اردو

سکھانے والی کتابیں جو دو لاکھ سے زیادہ فروخت ہو چکی ہیں

اتالیق انگریزی جلد اول قیمت ۶/

ایضاً ایضاً جلد دوم مخزن المحاورات و الفاظ قیمت ۶/

" " جلد سوم ہادی الترکیب " ۶/

" " جلد چہارم انگریزی بولنا " ۴/

" " جلد پنجم اردو سے انگریزی ڈکشنری " ۸/

" " جلد ششم کامل القواعد " ۱۰/

" " جلد ہفتم خلاصۃ القواعد " ۵/

" " جلد ہشتم ٹیلیفون گرامر مع اردو ترجمہ " ۸/

" " حصہ نہم اردو انگریزی خط و کتابت " ۵/

" " حصہ دہم مخزن الفوائد " ۶/

" " حصہ یازدہم مخزن الحکایات " ۶/

" " حصہ دوازدہم ضمیمہ مخزن المحاورات " ۶/

انگلش ٹیچر مع اردو قیمت بارہ آنے ۱۲/

سیمنٹر انگلش ٹیچر قیمت ایک روپیہ عہ/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

کے مصداق جو لوگ بنے ہوئے ہیں اور دنیا کی سب سے بڑی نعمت سے محروم ہیں اور افسردہ زندگی کو موت پر ترجیح دیتے ہوں اگر دنیا کی لذتوں میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو لطف زندگی منگائیں یہ ایک ایسے طبیب کی تمام زندگی کا سرمایہ ہے جس نے اپنی تمام عمر عیش پرستی میں گزار دی اور جس کی تمام عیش پرستی کا لب لباب اس کتاب میں پوشیدہ ہے اس کے مطالعہ سے آپ ایسی صدہا باتوں سے آگاہ ہو جائیں گے جن کے حاصل کرنے کے لئے سالہا سال کا تجربہ درکار ہے اس کتاب کے اصولوں پر کاربند ہونے والے اسی طرح لطف زندگی حاصل کرنے کے بعد بھی اپنی تندرستی میں ذرہ برابر فرق نہیں پائیں گے اس کے علاوہ باہ کے لئے وہ مجرب نسخے درج ہیں جن کو مصنف نے بارہا آزمایا ہے اس کا ہر نسخہ بجلی کی طرح رو دوڑانے کے لئے بالکل کافی ہے کتاب کا دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے فوراً منگا لیجیے ورنہ نئے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ضخامت ۱۱۲ صفحات قیمت صرف ۸/

پتہ حمیدیہ پریس۔ دہلی

اگر زندگی کو پر لطف زندگی بنانا چاہتے ہو تو

اور افسردہ دلی کو شادمانی سے بدل دینے کے خواہشمند ہو تو قدرت کی دی ہوئی لذتوں سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کی کوشش کیجئے اور سلطنت عثمانیہ کے شیخ احمد بن کمال پاشا کی تصنیف ہے جو سلطان ترکی کے لئے لکھی گئی تھی اس فن پر یہ کتاب لاجواب ہے آپ ہی ہیں اگر آپ لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عہد شباب منگائیے یہ کتاب آپ کی خشک زندگی کو پر کیف بنا دے گی اور ان پوشیدہ لذتوں کی طرف رہنمائی کرے گی جن سے بڑے بڑے تجربہ کار ناواقف ہیں اس کتاب میں زن و مرد کی زندگی کو پر لطف بنانے کے لئے صدہا مجرب طریقے درج ہیں جن کی مدد سے ہر شخص عورت کے دل پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر سکتا ہے اس کتاب میں عورت کے اقسام صفات طریق مباشرت کیفیت فوائد و نقائص کا مفصل بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ کن طور طریقوں سے ہم صحبت ہو نامردوں کے لئے فائدہ مند ہے اور کس طرح عورت کو تاد عمر جوان اور خوبصورت رکھا جا سکتا ہے قیمت ۸/

حمیدیہ پریس۔ دہلی

نوجوان شوہروں کی کہانی نو عروس بیاہتاؤں کی زبانی

یعنی

دلہنوں کی کانفرنس رجسٹرڈ

دلہنوں کے ان پوشیدہ لطیف جذبات کو رنگین پیرایہ میں تحریر کیا گیا ہے جو ازدواجی زندگی کی نئی راتوں اور دنوں سے پیدا ہوتے ہیں شوہر اور بیوی کے تعلقات و محبت کی داستان باہمی طرز عمل کے خوشگوار و ناخوشگوار تنائج موجودہ معاشرت زمانہ اور ضرورت کے مطابق تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ان کی نئی زندگی کے متعلق مفید اور ضروری مشورے مطیع شوہر و ہم مذاق بننے کے لئے ضروری آراء اور ازدواجی زندگی کے تمام متعلقات پر نہایت گہری بحث کی گئی ہے نیز دلچسپ و رنگین پیرایہ میں کاغذی کانفرنس منعقد کر کے نئی دلہنوں کی زبانی ان تمام تجویزات کی تکمیل کی ضرورت کر دیا ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہے جو اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتا ہے قیمت ۸/ مع سات رنگین فوٹو بلاک کی تصویروں جس میں ایک سہ رنگی تصویر بھی ہے

حمیدیہ پریس۔ دہلی

قانون مواصلت

دنیا نے کیف و نشاط کا ایک خاموش رہنما جس کے نام سے کئی بچے کام کا اندازہ لگا لیجئے جو آپ اور شادی کی مسرتیں عورتوں کو سحر کرنے کی تدبیریں تندرستی قائم رکھنے کے اصول اور ضعیفی کو جوانی سے بدلنے والے قوانین اور تقریباً چار درجن تصاویر قیمت ۸/ مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔ شادی کی ضرورت و اہمیت، شادی کی ضرورت شادی کس عمر میں ہونی چاہیئے۔ ناموزوں نکاح زوجین کے اختلاف کا اثر۔ موروثی امراض کا علاج دنیا کی بہترین لذت عورت پر شادی کا اثر زندگی پر تجرد نا اہل کا اثر میاں بیوی کی محبت آمیز تعلقات نا عاقبت اندیشی کے نتائج میاں بیوی کی آرامگاہ۔ زن و مرد کے اعضائے تناسل، مباشرت، اعضائے تناسل مباشرت پر ماہرین کے خیالات پردہ بکارت، معیار بکارت، بکارت شکنی، عضو خاص پر عمل جراحی، ختنہ صحت عضو اور استقرار حمل کی بہترین صورت ہدایات مواصلت حمل کے متعلق معلومات حمل کے آثار وغیرہ

حمیدیہ پریس۔ دہلی

خلوتکدہ کی دلچسپ باتیں

مہذب پیرایہ میں دولہا دلہن کے لئے دستور العمل تیار کیا ہے جس میں ایک شوخ و طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کا پر کیف سماں، اچھوتے پھولوں کی مہک، کچھ خوف کچھ شرم کچھ ہراس کچھ گدگداہٹ، دولہا میاں کی بہیمیت باغیانہ عشرت کی کھینچا تانی بے صبری کے جذبات حیا کے مظاہرے بے بسی کے آنسو بے کسی کے پسینے، دامن عصمت کے تار ہائے نازک کی دھجیاں۔ آبگینوں سے سنگ باری ایک ایک واقعہ تو بشکن اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکھا ہوا بھی ایک دلہن کا جو ایک ناکتخدا سہیلی کے نام آٹھ خطوں کی صورت میں ہے اور لکھنے والی کی تصویر بھی اس میں موجود ہے جس سے شرارت ہی ٹپکتی ہے اور رشید کی بھی تصویر ہفت رنگ ہے کتنا بگڑا ہوا دلہن کی ڈائری" ہے بہت اچھی کتاب ہے اس کے مطالعہ سے لڑکیوں کو ایک تجربہ حاصل ہو سکتا ہے اب اس کی قیمت بھی حمیدیہ پریس نے نصف کر دی ہے یعنی قیمت صرف دس آنے۔

حمیدیہ پریس۔ دہلی

لذت نکاح

ہر شادی شدہ کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کے راز پوشیدہ ہیں جن سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی حقیقی معنوں میں خانہ آبادی ہوگی اس لئے اس کتاب میں زندگی کا لطف اٹھانے کی تدابیر بھی ہیں اور عورت پر قابو پانے کی ہدایات بھی اس کتاب کے سربستہ رازوں میں زندگی کی سچی مسرتیں پوشیدہ ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے پچھلے دو سال میں ناتجربہ کار نوجوانوں کو غلط کاری کے راستہ سے ہٹا کر ازدواجی کی پر کیف مواصلت سے روشناس کرایا۔ اور دنیا نے مان لیا کہ حقیقی لذت صرف اسی جوڑے کی مواصلت میں ہے جو ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہو ضخامت ۱۷۶ صفحات قیمت صرف دس آنے ۱۰/

حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں ذیل مضامین ہیں:۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات انسان قادر ہے یا مجبور ہے انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا وحی اور سائنس وحی کی حقیقت نجات کا راستہ صداقت رسول قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ زمانہ گزشتہ کے علما اور صوفیہ زمانۂ حال کے علما اور صوفیہ اور اسلام اور وحدت جہاد کی غرض و غایت رسول عربی کا رحم و کرم تفسیر سورہ فاتحہ ارواح کے مکاشفات سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے بعض اسرار و معارف وحدت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمان کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین تمناؤں کا مرکز اسلام ہے مرتبۂ عبودیت صراط مستقیم گمراہی کے اسباب باقی کتاب میں دیکھیے۔ پتہ حمیدیہ پریس ۔ دہلی

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے احکام ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے۔

صرف تفسیر کے لحاظ سے ہی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس کتاب میں نفس رسالت پر بہت پرزور بحث دلچسپ ہے

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گزری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ قیمت صرف آٹھ آنے ۸/

پتہ حمیدیہ پریس ۔ دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدسہ کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بے یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت درد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چھین کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیہ بھی لکھے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیہ تو استقدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضر کی سب سے موثر کتاب ہے قیمت آٹھ آنے ۸/

پتہ حمیدیہ پریس ۔ دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جاتے ہیں انسانی تاگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جاتی ہے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جاتی ہیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے جس کا نام وظائف ہے یہی بنیادی تعلق کا آخری زینہ ہے یہی وہ شاہراہ الٰہی ہے جس میں بہر انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحا کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کی اثر و مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ ایک سال دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر شخص کو چاہیے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ وہ فائز المرام رہیگا اس میں انسانی ضرورت ایک بھی نہیں چھوڑی جس کیلئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو دور حاضرہ میں اس سے مستند مجرب اور زود اثر ایک کتاب بھی نہیں ہے

قیمت ۱۰/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

دوزخ سے نجات پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں کی معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور فضائل کے متعلق اب تک اردو میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب توبہ ہی کے نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں:۔ توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت سرور عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے، تائب اور صابر، نیت توبہ حکایات توبہ، ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں۔ گناہ کی لذت، گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بنجاتا ہے، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج۔ گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی، پڑھو استغفار، عبادت نفلی۔ امید و بیم عبد و معبود میں راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی نسخہ دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت سے مضامین

قیمت ۱۰/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوائیں اور دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کیساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض کو دفع کیا جائے اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ کو چاہے تعویذ گنڈہ بنا دیں لیکن بغیر تربیت کے ہر تعویذ بیکار رہیگا ان لوگوں کیلئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہکر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کیلئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصہ ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں اگر آپ کو ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا انکے نام "دوائیں" اور "دعائیں" اور "دافع الامراض" ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں کی بیماریوں تک کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقین کا دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے کوئی مرض ایسا نہیں جسکا علاج یقینی نہ ہو دوا سے یا دعا سے یا ہر دو سے ضرور آرام ہوگا

قیمت ہر دو کتب ۱۰/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نامورانِ عالم یعنی گروہِ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی

تاریخ نگاری میں مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ نگار رہے اور تحریر میں المتنبی مولانا کو جو نصیب ہوئی شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں ذیل کے ناموروں کے حالات ہیں۔

محمود و ایاز (ایاز و محمود کی محبت، ابو نصر مشکانی سے شہرۂ ایاز کی بہن پر نظر عنایت بہرام گور اور مجہول عاشق کی بیٹی کا واقعہ محمود کا بخل، نیشاپور کا ایک دولتمند محمود اور ایک نمار باز کا واقعہ محمود کی دولت سے محبت۔ محمود غزنوی کی بیماری اور موت

علی بیگ مصر کا ایک نامور حاکم جس نے بزورِ شمشیر اور چالبازی یوں ہی آتنی بڑی مملکت تسخیر کی

عوج بن عوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ اس شخص کے وہ حیرتناک کارنامے ہیں جسے آج بھی آدمی سسنکر ششدر رہجاتا ہے عوج کی پسلی اب بھی مصر کے عجائب خانہ میں ہے۔

قوم چیلڈیا ادراں کا پہلا بادشاہ نمرود اور اس کا مسلک حضرت ابراہیم کے وقت کا سچا تاریخی واقعہ

ہرقل اپنے زمانہ کا مشہور شہنشاہ جس کی حکومت بعثتِ نبوی میں تھی۔

ابو العتاہیہ اسلام کی دوسری صدی کا مشہور شاعر ہارون رشید کے دربار کے حالات

ابن معتز ایک جاں دیا ان مقرر جس نے خلافت کے تختہ کو کئی بار الٹا اور جسکو جاہا خلیفہ بنایا۔

حسان بن ثابت رسول کریم کے دربار کا شاعر جو کفار کی ہجو اور حضور کے مناقب میں مشہور ہے

افلاطون یونان کا سب سے زیادہ مستند اور مقبول فلسفی موسیقی کا ماہر ریاضی کا استاد بڑی شخصیت

ہیئی بال یونان کا سب سے بڑا سپہ سالار اور روم کی بہت سی لڑائیوں کا حال

الپ ارسلان اس کا اصلی نام محمد بن جعفر بیگ سلجوق ہے سلجوقیوں کی پوری تاریخ اس کے حالات ہیں

میر علی شیر چغتائی دربار شاہ بابر کا نامور وزیر اور اس کے حیرت خیز کارنامے مذکورہ بالا نامورانِ عالم اپنے اپنے وقت میں بے نظیر شخصیتیں تھیں اور ان کے حیرت خیز کارنامے اب بھی جبکہ دنیا سائنس کی وجہ سے طلسم کدہ بنی ہوئی ہے کچھ حیرت خیز نہیں ہیں ضخامت تقریباً ٣٠٠ صفحات قیمت صرف ١٢/

کمالاتِ سلف

مصنفہ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مولانا نے اس کتاب میں سلف کی اولوالعزمیوں کو اور قدیم شاہانِ دہلی کی رعایا نوازی کو اس انداز اور طریقے سے دکھایا ہو انہی کا حصہ ہے فہرست مضامین یہ ہے (١) مدینہ منورہ کی ترقی کے اسباب اور شہرت ذاتی موری (٢) امین کا نقلی خزانہ (٣) زوالِ عجم (٤) بنارہ بغداد اور خلیفہ جعفر (٥) طغار یہ جب اسلام کے سایہ میں آیا (٦) دہلی مرحوم (٧) دہلی اور اس کا اگلا دربار (٨) سلطنت دہلی کے بعض دیندار امراء (٩) جہاں آرا (١٠) امیر تیمور کی سفارت بیجا نگر میں۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قدیم مسیحیت

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی مولانا نے دکھایا ہو کہ قدیم زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں نے کیا برتاؤ کیا اور مسلمان عیسائیوں سے کس طرح پیش آئے اور جس قدر اس مذہب کے جدا جدا فرقے نکلے سب کا مفصل بیان اور اس مذہب کی ترقی کے اسباب بیان کئے قیمت ٣/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

مقالاتِ شرر

مضامین مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے نیچرل مضامین نہیں بلکہ منشیانہ معجزات و معجز نگاری کی کرامتیں ہیں جنھیں انشاء پردازی کا شوق اور اساتذہ زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور ضرور لیں ان ہی مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار بن گئے ہیں مولانا شرر کے شرارے سارے ہندوستان میں روشنی دے رہے ہیں مولانا سے پہلے ہندوستان میں نیچرل مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا مولانا کی شہرت اور زورِ قلم ہی نیچرل مضامین میں ہم نے ان کے ٣٥ سال کے مضامین جمع کرکے جامع کئے ہیں۔ مولانا نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر لباس کو دنیا لباس پہنایا ہے اور ہر سن ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے اس مجموعہ میں حسب ذیل مضامین ہیں، دنیا کی عمر دور دورہ آدمی کمات ابلونا، گھڑی، خود پسندی، خارش آسمان، دیہات کی شام، سراپائے حسن۔ لالہ خود رو، زمانہ کی شادی و غم، عالم خیال، اندھیری رات، رخصت بہار، لوٹا ہوا کھنڈر، گم شدگان سلف، باغ آمد رنج و الم، یاد سحر خلوص، بدمستی، شمع سحر، یاس، گوہر یاں، پھول، ہم اور ہمارے کمالات، غم جلالی، ہوا، اچھوتا پن، غریب کا جھونپڑا، شمع حرم، برسات، فصل بہار، بے خودی۔ یہ کتاب بعض مدارس کے نصاب میں بھی داخل ہے مجلد ١٢/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

شاہانِ مغلیہ کی بیویاں

شاہانِ ہند کی نامور خواتین جہاں حسن صورت کے مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے نسب شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا جواب ابتک مادرِ گیتی پیدا نہ کرسکی اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا اس میں آسمان حسن کی چاند بھی ہیں اور میدانِ شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں اور مذہبیہ بھی ہندو دیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی اور مندرجہ بیگمات کے تفصیلی حالات ہیں۔

حمیدہ بانو، فخر النساء، عظمت النساء، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگم، ارزم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہاں آرا، رانی پاربتی، رانی تارابائی، رانی تلسی بائی، اُدہم بائی، اکبرآبادی بیگم، اورنگ محل، آنی بیگم، بخت النساء، بہار بانو، بائی اودے پوری، بائی بھگوت دیوی، بھی بیگم، سلطانی، بی بی بائی، لاڈ ملک، رضیہ سلطانہ، بدر النساء، جانان بیگم، جانی بیگم، جودہ بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زاد بیگم، شہزادہ خانم، دلپذیر بیگم، بی بی دودھ، دلرس بانو، گلشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیہ النساء، زینت النساء، زبدۃ النساء، اختر زمانی، سلیمہ سلطان۔ سکندرہ سلطان، سلیمہ بانو، حمیدہ خاتون، موتی بیگم، اشرف زمانی، بادشاہ بیگم، قدسیہ، ثریا بانو۔

یہ کتاب ڈھائی سو صفحوں کی ہے اور مجلد ہے، کتاب دیکھنے کے بعد آپ صحیح معنوں سے اس سے محظوظ ہوسکتے ہیں قیمت مجلد رعایتی بارہ آنے ١٢/ علاوہ محصول۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

چوٹی کی پچیس حسین عورتیں

جنہوں نے اپنے حسن کی بدولت بادشاہوں کی سلطنت قبضہ میں ڈالی جنہوں نے بہادر و شجیع نوجوانوں کی تلوار بیکار کر دی جنہوں نے ملک کے تاجدار و شہ حسن جوانوں کے جان کے عوض اپنی چاند سی صورت پر قربان کرائے یہ وہ ٢٥ خواتین ہیں جو اپنے اپنے وقت کی ملکۂ حسن تھیں اور ان سب کے قلمی فوٹو اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آجاتا ہے کیونکہ حضرت شرر مرحوم کے لکھے ہوئے فسانہ حسن ہیں اور جس لذت خیز پیرایہ میں مرحوم نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو ہونٹ چاٹنے لگیں اور بڈھوں کی باچھیں کھل جائیں اور بڈھے جھر جھری لیکر ہائے جوانی پکار اٹھیں قیمت بارہ آنے ١٢/ قیمت ٢٢٥ صفحات مجلد ہے

حمیدیہ پریس دہلی

رئیس الاحرار کے سوانح حیات (باتصویر)

مسلمانان ہند کی پچاس سالہ سیاسی تحریکات کا مرقع

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ ایسے نہ تھے کہ تمام دنیا کے مسلمان بالخصوص مسلمانان ہند کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ان کارناموں کو اپنے دل سے محو کردیں اور انکی زندگی کے روشن پہلوؤں کو اپنے حافظہ میں محفوظ نہ رکھیں جب تک زمانہ گزرتا جائیگا مولانا محمد علی کی زندگی مسلمانوں کیلئے ایک بیش بہا سرمایہ ثابت ہوجائیگی ان کی باون سالہ حیات میں ہندوستان کے اندر عجیب و غریب انقلاب رونما ہوئے ہیں اور اس ملک کی اسلامی سیاسیات نے جو حیرت انگیز کروٹیں لی ہیں ان کا مطالعہ اگر کسی کو تفصیل کے ساتھ کرنا ہے تو اسے چاہیے کہ مولانا کی زندگی کے ذاتی حالات کا علم حاصل ہوجائے بلکہ وہ مسلمانوں کی گزشتہ سیاسی تحریکات اور ان کے نشو و ارتقا سے بھی پوری واقفیت بہم پہنچائیگا مولانا کی زندگی اور ان کے وصال کے بعد سے ابتک ان کی کوئی سوانح عمری ایسی شایع نہیں کیگئی تھی جو اس جلیل القدر بطل حریت کی زندگی کا صحیح خاکہ پیش کرتی ہو اور جس کے مطالعہ سے مسلمان محمد علی کی یاد کو ہمیشہ تازہ کرتے رہیں خدا کا شکر ہے کہ ہم آج اپنے آپکو اس قابل پاتے ہیں کہ مولانا کی ایک ایسی جامع اور مانع سوانح عمری کی اشاعت کا اعلان کردیں جو مولانا کی زندگی کے مختلف گوشوں پر حاوی ہو اور جس میں پیدائش سے لیکر بچپن لڑکپن جوانی بڑھاپے تک کے تمام واقعات ایک عجیب دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں اور جسے موجودہ عہد کے سربرآوردہ اور ایک صحیفہ نگار نے نہایت محنت و کاوش سے مرتب کیا ہے۔

چونکہ مولانا کی زندگی کے مختلف دور اپنی خصوصیتوں کے اعتبار سے ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے سوانح نگار نے ہر دور کے حالات و کوائف کو خاص احتیاط کے ساتھ قلمبند کیا ہے اور ہم نے ہر دور کے مطابق مولانا کا ایک خاص فوٹو بلاک طبع کراکر کتاب میں شامل کردیا ہے تاکہ جہاں مولانا کے خیالات و اعمال کی ایک ذہنی تصویر پڑھنے والوں کے دماغ میں جاگزیں ہوتی جائے وہاں ہر دور کی شکل و صورت سے بھی قارئین کرام واقف ہوجائیں کتاب ۱۰ x ۲۲ کے ایک سو صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں متعدد فوٹو ہیں۔ چونکہ پہلے ایڈیشن کے لئے بہت سی فرمائشیں موصول ہوچکی ہیں اس لئے قارئین کرام کو چاہیئے کہ اپنا آرڈر فوراً روانہ فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے قیمت فی جلد ۱۰ر دس جلد للعہ ۵۰ جلدیں عـــہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی قوم مولانا محمد علی جیسی آزاد پیدا کرسکے تو یہ کتاب مفت تقسیم کرائیے

ملنے کا پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

نوشیرواں عادل تھا یا فاروق اعظم رضؓ

وہ مجوسیوں کا بادشاہ تھا اور یہ مسلمانوں کے نوشیرواں کے چند واقعات زندگی تھے جن کی وجہ سے وہ عادل مانا گیا فاروق اعظم کی پوری زندگی عدل و انصاف کا مرقع تھی ایک دو واقعے ہوں تو لکھے جائیں مگر نہیں وہ تو بیوں تو ان کا ذکر کیا جائے ہماری یہی بدنصیبی ہے کہ ہم اسلاف کی زندگی سے بالکل بیخبر ہیں زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی ادنیٰ سے ادنیٰ خوبیوں کو بھی چار چاند لگادیتی ہیں مسلمانوں میں ہزاروں ایسے ہوں گے جو فاروق اعظم حضرت عمرؓ جیسے پیکر خوبی کے حالات سے ناواقف ہوں گے جنرل لارڈ کچنر کی سپہ سالاری کا اعتراف کرنیوالو ذرا فاروق اعظم کے نقشہ جنگ کو تو دیکھو ہزاروں کوس بیٹھکر کیسی خوبی سے ملک فتح کرلئے تھے نوشیرواں کا نام سنکر معترف ہونیوالو حضرت عمرؓ کے عدل و انصاف کو تو دیکھو غلام سوار ہے اور آقا پیادہ اور مرقع بھی ایسا جہاں دشمنوں کو مرعوب کیا ہو ایک عظیم الشان جلیلہ کانفرنس کی صدارت کرنی ہو تو **الفاروق** منگا کر پڑھئے آپ حیرت میں رہجائینگے کہ ہمارے اسلاف کی زندگی کیسی تھی قیمت ۱۲

پتہ:- حمیدیہ پریس - دہلی

خدا کے گھر میں شیر خدا کا قتل

کس نے کیا؟ اور کب ہوا کیونکر ہوا اس کا جواب جرجی زیدان کی مشہور کتاب **سترہ رمضان** میں ملیگا جس میں بتایا گیا ہے کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کی سازش میں کون کون شریک تھے خارجی کون لوگ تھے اور انہوں نے کیا کیا فتنہ و فساد برپا کئے عبد الرحمٰن اموی شیر خدا کے کیوں خلاف تھے اور پھر کس طرح راستی پر آئے اور قطام ایک خارجی عورت جو حضرت علی کے خون کی پیاسی تھی اس پر عاشق ہوکر مددگار ابن شیر خدا کے قتل کی جستجو میں قطامس کے افسانہ واقعات خولہ بنت سکنہ سے عشق و محبت کی داستان غلام کی وفاداری معاویہ اور عمرو بن عاص کا قتل سے بچ جانا حضرت علیؓ کی شہادت کے دردناک واقعات ابن ملجم وغیرہ کا عبرتناک انجام قطام کے فسادات اور اس کا قتل تاریخی اور علمی تحقیقات ولسوز و لساز پہلو دیکھئے حیرت انگیز کارنامے وہ اصل فسانہ کی صورت میں ایک مبسوط تاریخ ہے ہر مسلمان کے لئے اس سے واقف ہونا فرض نہیں تو واجب ضرور ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات دو حصے اہل بردو حصہ عـہ

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

ریگستان عرب میں بیگناہوں کا خون

کس لئے بہایا گیا کس طرح بچوں کو ذبح کیا گیا اور کیونکر عورتوں کو عالم بیکسی میں تڑپایا گیا یہ دل ہلا دینے والی سرگزشت اگر پڑھنی ہو تو **ظلم یزید** پڑھئے اس میں ظالم یزید نے جس بیدردی سے آل رسول کا خون بہایا ہے اس کی داستان بھی ہے اور مظلوموں کی دکھ بھری کہانی بھی اس کے ساتھ ہے یزید کے عیش و عشرت کے حالات بھی ہیں جو لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں کتاب کی دلچسپیاں اس بات سے بہت بڑھ گئی ہیں کہ تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کی داستان بھی ہے الغرض یہ کتاب اسلام کی خونی تاریخ بھی ہے اور حسن و عشق کا افسانہ بھی اور طرح طرح کی دلچسپیوں کا قابل قدر مجموعہ بھی مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کے مشہور ناول کا اردو ترجمہ ہے جس کی قیمت تین روپے چار آنے ہے لیکن ترجمہ کی رعایتی قیمت صرف ۱۲ر ہے ضخامت ۵۰۰ صفحات ہیں کتاب کا نام **محبوبۂ کربلا** ہے

پتہ:- حمیدیہ پریس - دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو، خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے کتاب **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و ظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام رہا ہو

قیمت ۸/ پتہ :- حمیدیہ پریس دہلی

اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم کی برکات کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ اس کا عامل

جو چاہے کرسکتا ہے

یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزار دل آفتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے سینکڑوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے سینکڑوں بیماروں کو شفا دیدی غرضکہ ہر مصیبت میں تیر بہدف ہے

اس کا عامل صرف چند یوم میں بن

سکتا ہے اگر کتاب

صحیفہ قدسی

منگا کر پڑھیئے تو اسم اعظم کے خواص و اعمال پر عبور ہو جائے یہ آیت الکرسی کی تفسیر ہے اور اس میں اسم اعظم کا تیر بہدف عمل ہے جو ہر شخص آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔

قیمت آٹھ آنے

پتہ :- حمیدیہ پریس ۔ دہلی

زیارت رسول ؐ

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدائی نہ ہوگا مگر بہت ہی کم وہ لوگ ہوں گے جو سعادت زیارت حبیب کریم سے بہرہ ور ہو چکے ہوں گے خوش نصیبی ہے طالع حضرت مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ فضائل اور اعمال بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل اصح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیا علماء کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضور صلعم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی حضرت ممدوح کا بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی ہے اب ہی کوئی ایسا قسمت ہے جو زیارت رسول ؐ سے بہرہ ور ہونے کی سعی نہ کریگا بہت ہی مفید دلچسپ و موثر کتاب ہے قیمت آٹھ آنے ۸/

پتہ :- حمیدیہ پریس ۔ دہلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اسلئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپکو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں ابتک بے اثر ہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائینگے اور آپ کی پریشانی رفع ہو جائیگی غرضکہ آپ کی مراد کی برآنگی صرف **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنیکے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت صرف ۸/

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یوں تو جو خدا سے مانگے وہ پاتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں :-

صلوۃ الرسول اسکے قریب پہنچا نیوالی دعائیں سب کی سب قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرف علی صاحب کا ہے

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے بہت ہی پُر تاثیر مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت احزاب آنکہ خود فرمودہ مولوی نعمانی ہیں مناجات ہے اور مولانا مدوم کی تصنیف ہے ساتوں دن کی دعائیں ہیں۔

تتمہ دعائے مقبول از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کے لئے دعا نہو اور مولانا نے انکی ماثور طریقہ ... پر جینیمر حصہ ہے۔

حزب البحر مع ترجمہ معہ اعمال از حضرت مولوی اشرف علی صاحب ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ۱۲/ حمیدیہ پریس دہلی

رسول ؐ کی دعائیں

اس کتاب میں رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مسنون و مجرب معمولات و پراثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک نہ ہوا ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں اور وہ دعائیں بھی ہیں جو صلحاء امت نے اپنے مریدوں کو تلقین فرمائیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پڑھنے ہوئے سینہ بسینہ دعائیں اور بزرگان دین کے خاص وظائف اپنے اندر اثر و قبولیت رکھنے ان کی اثر یقینی ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فضیلت دعا۔ آداب دعا۔ حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ۔ فاطمۃ الزہرا۔ ابوبکر صدیق۔ بریدہ اسلمی۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ عیسیٰ۔ خضر۔ معروف کرخی۔ علیٰ آدم ؑ علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و مجرب دعاؤں پر صحیح الجواب ہیں مقابل میں ترجمہ ہے یہ بہت ہی مقبول و پر اثر کتاب ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات ہے قیمت ۸/

پتہ :- حمیدیہ پریس ۔ دہلی

منھ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منھ میں سانپ پال رکھے ہیں۔

مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اُترتی ہے اور معدے کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل دیہاتیوں تک سے سُنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر باخبر لوگ کہتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

واحدی صاحب کا منجن **اکسیر دنداں** اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے۔ مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں، پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا ۱۹۱۲ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل یا پان وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اُسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ اُنہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اُٹھانی پڑیگی لیکن یہ زحمت اُن کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے اُنہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے ورنہ مزید بے پرواہی اُنہیں بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن کا ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائریا نہیں ہوا ہے یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو اُن کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہو کر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دونوں وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں۔ دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنیوالے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جزو بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہیں کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف کر سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کیجائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی آٹھ آنے (۸ر) علاوہ محصولڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۴ر لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۵ر

ملنے کا پتہ **احمد مجتبےٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان۔ دہلی**

والمحصنت ١٤٩ النساء ٤

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ

اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے

تاریخ القرآن

پڑھ لیجئے تاکہ آپ کو قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی نادر باتوں سے واقفیت ہو جائے یہ کتاب دفتر کلولوی نے [illegible] سال میں شائع کی ہے اس کا حسب ذیل بیان ہیں:-

نزول قرآن اس میں بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید کیونکر نازل ہوا اور پہلی آیت اس جگہ نازل ہوئی اور پہلی آیت کہاں نازل ہوئی۔ (۲) قرآن شریف کے نزول کی حکمتیں مختلف علماء کے خیالات (۳) وحی کی قسمیں اس میں وحی کی تقسیم شرح بیان ہوئی ہیں (۴) نسخ ایک آیت میں حکم اور دوسری میں [illegible] منسوخات۔ قرآن [illegible] جدا لیا ہوا ہے (۶) جمع و ترتیب قرآن یعنی کب جمع ہوا اور پہلے کیا ترتیب نزولی تھی اور اب کیا ہے (۷) سورۃ اور آیات ترتیب وار کیونکر تھیں اور عہد صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت کیا تھی (۹) رسم الخط یعنی قرآن شریف کی کتابت کیونکر ہوتی تھی (۱۰) علامات قرآن یعنی [illegible] (۱۱) اوقاف یعنی تلاوت میں کہاں کہاں ٹھہرنا چاہیے (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں مع [illegible] اختلافات قرأت اس [illegible] کوفی قرأت کا ذکر ہے (۱۴) قرا کا بیان یعنی مشہور قاریوں کا تذکرہ (۱۵) سات قاریوں کا تذکرہ (۱۶) قرآن پاک کی اعجاز یہ بہت مبسوط بحث ہے (۱۷) قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت کا ثواب (۱۸) قرآن کی فضیلت کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۱۹) سورتوں کے فضائل اور ان کے اعمال احادیث سے (۲۰) کون [illegible] قرآن کی تلاوت میں ہوتی رہتی ہیں (۲۱) آداب تلاوت احادیث اور قرآن سے (۲۲) دیگر مسائل ضروریہ متعلقہ قرآن شریف یہ بہت مفید کتاب ہے اور ہر مسلمان کیلئے اس کا پڑھنا ضروری ہے ضخامت [illegible] صفحہ

قیمت [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عاشقان الہی کیلئے سب سے بڑی تفسیری حمائل شریف مترجم و مفسر مولانا عاشق الہی

تفسیر و ترجمہ مصدقہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس سرہ

۴۲ خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

ہدیہ مجلد چرمی حنا شدہ صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible]

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

جب جلال وجبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب اچھے اور بروں میں امتیاز ہو جائے گا جب یہ اشارہ کہ "ایہا المجرمون" کا نعرۂ جگر شگاف برائیوں اور بھلائیوں ظالموں اور عادلوں نیکوکاروں اور گناہگاروں مسلمانوں اور کافروں عالموں اور جاہلوں کو [illegible] کی طرح پھاڑ کر علیحدہ علیحدہ کر دے جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب [illegible] اس وقت یہ بات قابل شنوائی نہ ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا [illegible] ہم نے اس کو جرم ہی سمجھا نہیں کیا یا ہم کو کوئی بتانیوالا نہیں تھا ہم میں غریب کی معلومات کی قدرت نہیں تھی کیونکہ **قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتی** مگر جب اس کا فضل ہو جائے اس کی رحمت سہارا ہو جائے لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں کہ سب کچھ کرتے ہیں اور ذرا تفتیش نہیں کیا کرتے مذہبی معلومات سے ہمارے کتبخانہ خالی ہیں خاص مذہبی کتابوں سے ہمارے مطالعہ محروم ہیں تو مسائل شرعیہ ہمارے حافظہ سے مفقود ہیں اے کاش ہم مسلمان ہو کر اسلام کے لئے کلنک کا ٹیکا نہ بنتے ہمیں ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر سے ہمیں ذوق ہے تو فلسفی کتابوں سے غزلوں سے ناولوں سے بے سر و پا افسانوں سے اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور اگر یہ بھی ہر روز نہ ہو سکے تو دوسرے تیسرے روز یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کیلئے وقف کر دیں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو ضرور پہنچ جائے کہ احکام شریعت سے واقف ہو جائیں مصروف مسلمانوں جس پر تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لئے خدارا کچھ تو وقت نکالو بڑی بڑی ضخیم عربی کتابیں نہ پڑھو ادق اور غیر مانوس ناقابل تفہیم پرانی اردو کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ تو ایک کتاب تو پڑھ لو جو مسلمانوں عربی کتابوں کا عطر جو ہزارہا پرانی عربی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زمانہ کی اردو زبان میں سب سے زیادہ اہم و مستند حنفی عقائد کا بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو ایک دفعہ آپ نے پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہے گا جو آپ کے ذہن نشین نہ ہو جائے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جبری انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے **اسلامی تعلیم ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔ قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ ۲عہ**

باب العقائد
- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
- اولیاء اللہ
- کتب الٰہیہ
- صحابہ کی تعظیم
- شیعہ صحابہ کون تھے
- خفیہ مسائل
- صحابہ سے اصول فقہ کے کس قدر مسائل لئے
- فرشتے ملائکہ
- کفر و ایمان
- قضا و قدر
- قیامت نفخ صور
- محشر حساب و کتاب
- جنت و دوزخ پل صراط

باب الطہارت
- وضو کا بیان
- غسل کا بیان
- موجبات غسل [illegible]
- جھوٹے پانی
- تیمم کا بیان
- تیمم کی سنتیں
- کس چیز سے تیمم ٹوٹتا ہے
- موزوں پر مسح
- مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے
- اعضاء وضو پر مسح
- صاحب عذر کا بیان
- نجاستیں
- نجاستیں پاک کرنا
- استنجے کا بیان
- حیض و نفاس کے احکام

کتاب الصلوٰۃ
- اذان کا بیان
- نماز کی شرطیں
- نماز کے فرائض
- نماز کے واجبات
- نماز کی سنتیں
- مستحب
- احکام قرأت
- قرأت کی غلطیاں
- احکام امامت
- لائق امامت
- مسائل نماز
- مسائل جماعت
- نماز میں بے وضو ہونا
- خلیفہ بنانا
- نماز کو توڑنا [illegible]
- [illegible] باب
- نماز میں سہو
- نماز کے سامنے سے گذرنا
- مکروہات نماز
- نماز توڑنے کی کب [illegible]
- جمعہ کے احکام
- جمعہ کی شرطیں
- نمازوں کا بیان
- عیدین کی نماز
- سجدہ تلاوت
- نماز قضا
- نماز مسافر
- سنن و نوافل
- جماعت کی شرکت
- کسوف و خسوف
- نماز استسقا
- نماز خوف احکام مسجد
- جنازہ کی نماز
- [illegible] کے جنازہ کی نماز
- [illegible] کے مسائل
- [illegible] کفن کا طریقہ
- مسائل تعزیت
- احکام شہید
- کعبہ میں نماز پڑھنا

کتاب الصوم
- روزہ توڑنے والی چیزیں
- روزہ کی قضا مع کفارہ
- مکروہات روزہ
- بیان سحری و افطاری
- روزہ نہ رکھنے کی سزا
- جائز معذرت روزہ
- نفلی روزے
- نذر کا بیان
- احکام اعتکاف
- متفرق مسائل

کتاب الزکوٰۃ
- چاندی سونے کی زکوٰۃ
- اونٹ کی زکوٰۃ
- بکریوں کی زکوٰۃ
- زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ
- زکوٰۃ کے مستحقین
- صدقہ فطر صدقہ نفل
- بھیک ناجائز ہے

کتاب الحج
- احکام حج
- میقات
- احکام احرام
- بیان [illegible]
- مکروہات
- حرم میں داخلہ
- طواف حرم و طواف [illegible]
- مردہ
- طواف کے مکروہات
- طواف و سعی کے مسائل
- منیٰ کی روانگی
- عرفہ کا وقوف
- وقوف مزدلفہ کے اعمال
- حج تمتع و حج قران
- حج کی نذر بدلی
- احکام حج میں قصور
- جرموں کی تفصیل
- قربانی کا قصور
- وقوف عرفہ میں قصور
- مزدلفہ میں قصور
- سعی میں قصور
- بوس و کنار جماع
- خوشبو دار تیل لگانا
- احرام محرمات
- جسم سے بال دور کرنا
- ناخن کترنا
- شکار کرنا
- شکار مارنا
- طلاق کنایہ
- حرم کے جانوروں کی ایذا
- احرام کے مسائل
- ستر کے مسائل
- حج فوت ہونیکا بیان
- حج بدل حج نفل

محرمات
- وہ عورتیں جن سے [illegible]
- نکاح حرام ہے
- احکام ولی
- مسائل کفالت
- وکالت نکاح
- تمام مسائل

طلاق
- طلاق صریح
- بے سلے ہوئے کپڑے پہننا
- طلاق معلق
- طلاق مریض
- طلاق رجعی
- طلاق مغلظ
- عدت کا بیان
- سوگوار ہونا
- شوہر کی نامردی
- پرورش اطفال
- حقوق بیوی
- حقوق شوہر
- رسوم شادی
- دعوت ولیمہ
- پیدائش عقیقہ

ذبائح
- حرام اور حلال جانور
- نشہ والی اشیا
- مہمان نوازی

لباس
- طلاق کنایہ
- لباس کا بیان
- چاندی سونے کے برتن
- اور معاشرت کے
- تمام ضروری مسائل

حقوق
- حقوق والدین
- حقوق اولاد و اعزہ
- میاں بیوی کا حق
- رشتہ داروں کا حق
- یتیم کا حق
- مسکین مسافر کا حق
- بیوہ ہمسایہ
- مہمان میزبان
- احباب مجلس مریض
- میت قبر

غرضکہ تمام مخلوقات کے حقوق جو ایک مسلمان پر عاید ہوتے ہیں سب کا مکمل ذکر اس کتاب میں ہے ایک کامل و مکمل مولوی ہے جواب [illegible] کو مسلمان اور اچھا دیندار بنا دیتی ہے قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ ۲عہ بلا جلد ابھی نہیں

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

۲۹۷۶۰۵ مولوی ۱۲

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقاء، مجلس انتظامی، مجلس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ایک ماہ کی مدت کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات متعلقہ و عہدہ داران جامعہ و اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلبائے ایم اے، ایل ایل بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں اور بی اے اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ دو کتابیں دو ہفتے کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔

۵۔ بشرط ضرورت کتابیں ہر وقت واپس طلب کی جا سکیں گی اور کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر تاوان عائد ہوگا۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہیں کی جا سکیں گی۔ فقط